ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

…بر سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر بے پایان ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا بھی پہنچنا
دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو بہ…
…نام اور کچھ نام ہوتے ہین۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھون نے واسطے
…طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر بدیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف پایا اور انکی
…ہین کہ جسقدر عرق ریزی کی اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ ″
دوم	کوچک باختر	۱ ″	ششم	صندلی نامہ	۱ ″
سوم	بالا باختر	۱ ″	ہفتم	تورج نامہ	۲ ″
چہارم	ایرج نامہ	۲ ″	ہشتم	لال نامہ	″

…ن داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر ملاحظہ ناظرین ہین گذرین اور بسبب خواہش
…قدردانان طبع مکرر کی نوبت آئی باقی جلدین کچھ طبع ہوگئین اور کچھ زیر طبع ہین انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب جلدین بہت
…جلد پیش ناظرین عالی مقام ہونگی۔ اب واضح ہو کہ ایرج نامہ جو مشتمل ہے دو جلدون پر اسکی

جلد اول

…جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین بیان شیخ تصدق…
…داستان گوئے لکھنؤ نے بفرمایش جناب مطبع نولکشور بڑی خوش اسلوبی سے زبان اردو فصیح بلیغ…

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

جون سنہ ۱۸۹۳ء

اعلان حق تصنیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے

اعلان داستان طلسم ہوشربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزہ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ واقف و آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپید کنار ہے جسکی منتہا تک شناور وہم وخیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار ہے سواے اس داستان سحر بیان کے اور کسی قصہ و افسانہ مین اسطرح کی دلبستگی نہین ہے کہ اگر اسکی کسی داستان کا شروع ساعت مین گذرے پھر تا تمامی داستان پہونچے دل کو چین نہین پڑتا مصنف اس داستان کے علامہ فہامہ خبیر یگانہ پیر مشہور آفاق حضرت ابو الفیض فیضی انار اللہ برہانہ ہین جنھون نے بزبان فارسی اس داستان کو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرق ریزی اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جبسے آج تک اس داستان کو ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسندیدہ خلائق ہوئی کہ ہر شخص اسکے سننے کا بدل مشتاق رہا لیکن چونکہ یہ داستان عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود ہونے کے سواے کتبخانہ شاہی یا امراے والا مقام کے دستیاب ہونا اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اسکے مطالعہ سے بہرہ یاب نہوسکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب شوق نے اس داستان کو جا بجا سے یاد کیا اور بطور پیشہ داستانگوئی کے اسکو بیان کرنا شروع کیا۔ اس صورت مین بھی علی العموم اس داستان کے تمام وکمال سننے سے حضرات کم مایہ فرصت اندوز نہوسکتے تھے اور سواے مجالس امرا و اصحاب ذی مقدرت کے اسکا بیان عام طور سے غیر ممکن تھا کیونکہ بار مصارف داستانگو کا متحمل ہونا ہر شخص کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ صاحبقران از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہے کہ اگر اسکی داستان کو لتفریح طبع کے لیے روزمرہ دو تین ساعت خاص ایک وقت مقررہ پر بموجب طریقہ داستانگوئی کے کوئی صاحب داستانگو کی زبان سے سننا چاہین من اولہ الی آخرہ تو بلا مبالغہ بیس برس مین بھی تمام نہو اور اسکو ہزار بار دو

کا صرف درکار ہے۔ اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیئے کہ اس داستان عظیم الشان کے کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سب کا بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ داستانگویون اور نثارون کی معرفت بزبان اردو شستہ و رفتہ محاورۂ اہل مذاق مین ترجمہ کروانا اور پھر بعنوان پسندیدہ طبع کراکے تمامی ممالک مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول بین اس گلستان بہشت نشان کی تمام شائقین عالی پسند کو سیر کرانا مالک مطبع اودھ اخبار یعنی امیر والا ہمم رئیس با اخلاق و کرم عالیشان و عمدۃ الارکان ذی المجد والاحتشام مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے اپنی ہمت عالی نہمت پر لیا اور بعون ایزدی بشکر درگاہ قاضی الحاجات کہ اتنے بڑے امر بزرگ اور کار سترگ کا انصرام بھی ہوگیا۔ یعنی اکثر دفتر جلد زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر نذر شائقین ہوچکے اور باقی دفترون مین کچھ زیر طبع ہین اور چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہے کہ انکی اہتمام طبع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالے تھوڑی مدت مین اس داستان کے کل دفتر طبع ہوکر پیشکش ناظرین با تمکین ہونگے اور تمام عالم ان داستانون کی سیر سے محظوظ و مسرور ہوگا۔ اب واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترون کی کئی کئی جلدین ہین اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت دو حصہ ہین۔ اس تفصیل سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوشربا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو سات جلدون مین ہے اسکی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصون منقسم ہے

فہرست داستانہائے ایرج نامہ جلد چہارم دفتر اول

ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

...ہر تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت
دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو بہون
...کہنا اور پھر تمام نہون۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے
تفریح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر ویع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانونکو تصنیف فرمایا اور انکی
تدوین مین کسقدر عرقریزی کی۔ اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ //
دوم	کوچک باختر	۱ //	ششم	صندلی نامہ	۱ //
سوم	بالا باختر	۱ //	ہفتم	تورج نامہ	۲ //
چہارم	ایرج نامہ	۲ //	ہشتم	لال نامہ	۱ //

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین ہین گذر ین اور بسبب خواہش
قدردانان طبع مکرر کی نوبت آئی باقی جلدین کچھ طبع ہو گئین اور کچھ زیر طبع ہین انشاء اللہ تعالی یہ سب جلدین بہت
جلد ہدیۂ ناظرین عالی مقام ہونگی۔ اب واضح ہو کہ ایرج نامہ جو مشتمل ہے دو جلدون پر اسکی

جلد اول

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین
داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو تصنیف و ترتیب

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے قلم تحریر کر حمد خدا | جسنے یہ سارا جہان پیدا کیا
ذرہ و خورشید کے ہیں جہان | صنع صناع زمین و آسمان
مہر سے اسکے اگر ہو کامیاب | ایک اک ذرہ ہو رشک آفتاب
باد صرصر ہو نسیم مشکبار | جلوہ گر فصل خزان میں ہو بہار
شیر کے بیشے میں ہوا ہو کا گھر | آب آتش کو نہ پہونچا سکے ضرر
| ما عرفناک ہے جب قول نبی

آج بخشا قیصر و فغفور کو | بادشاہی کی عطا [illegible] کو
ہو کسی سے کیا بیان کنہ ذات | اسکی ذات پاک [illegible]
گر اسے مد نظر ہو انقلاب | مہر ہو ذرہ [illegible]
[illegible] ہو [illegible] | لعل و دریا [illegible]
ہو سکا ہے اسرار قدرت کیا بیان | عالم [illegible]
پھر کرے دعوی عرفان کیا کوئی |

نعت جناب رسول مختار حبیب کردگار شافع روز جزا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم [illegible] ان کا بیان

کرون کیا میں نعت محمد رقم | کہیں ہے کچھ سامان [illegible] بہم
لکھون کیا مجھے ہے یہ [illegible] کہان | سنا ہے [illegible]
وہ محبوب [illegible] جہان | مجھے آپکو [illegible] آسمان
انہیں سے ہے دونون جہان کا نشان | یہ ہیں باعث خلق کون و مکان
یہی لطف حق سے سرافراز ہیں | یہی سب نبیوں میں ممتاز ہیں

کہاں ہے مرے پاس بحر قلم | کوئی شاخ [illegible]
نہو کس طرح مجھکو ہر دم قلق | [illegible]
نہ کرتا خدا انکو پیدا اگر | [illegible]
انہیں کا سہارا ہے روز جزا | [illegible]
غرض کیا ہے مدح رسول امم | [illegible]

منقبت امام عالیمقام امیر کشور کرم دستگیر بیر ناو مظہر العجائب مظہر الغرائب اسد اللہ الغالب علی [illegible]

جب ہو رب پاک وصاف علی | کس سے کیا ہو کوئی اوصاف علی
بادشہ وہ یہ وزیر شاہ ہیں | سرور وہ ہیں اور یہ [illegible] ہیں

مصطفیٰ ہیں بادشاہ انبیا | [illegible]
شان میں آیا ہے انکی لافتیٰ | [illegible]

نے اور پوچھا کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے کنیتبارک نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام ہے جو کچھ پوچھنا ہو پوچھیے القاب انساب
نام بتانے مین کیا کوئی قباحت ہے جب تک نام سے واقف نہ ہونگا آپ سے بات کیونکر کرینگے کنیتبارک نے کہا کہ میرے نام مین ایک آدھ لفظ
ہر کہ احمقون کو سنکر ہنسی آتی ہے لقا نے کہا کہ آپ شوق سے اپنا نام بیان کرین کوئی نہین ہنسیگا کنیتبارک نے کہا کہ مجھے کنیتبارک بن
بن بد اختر بن اللتن بن باد آہن بن سنگ سفید کہتے ہین یہ سنکر چارون بادشاہ بے اختیار ہنسے اور کہا کہ کیا سنگ سفید بھی آپ کے
نامین مین کنیتبارک نے کہا ہمارے بزرگون کے یہان کوئی اولاد نہ ہوتی تھی یہ نام فقط چھینے کے لیے رکھا تھا القاب و انساب
تھے ہمارے بزرگون کے نام سنگ سفید کے اور کوئی نام دنیا مین نہ ملتا تھا جو رکھتے خیر ملک جی اب حال خداپرستون کا بیان
کیا ہم کہا کہ ہم سب واقف ہین اس بلا کو جن خداوندی کی خدائی مین لائے یہ خداپرست ہمارے ہی پیچھے آئے ہین
ایران کے طاہر عادی و مطاہر عادی جیسون نے پہلوانان جہان سے خط منشور پر اطاعت کی مہر
کرا لی تھی اور اطاعت رکھتے تھے جب ہم ایران مین پہونچے نوشیروان کے آگے وہی خط منشور پیش کیا حمزہ کا سسن
لیکر پاس سے چیر کر پھینک دیا اور نو برس کے سن مین علقمہ خیبری کو نہایت جبری تھا اور نوسے من کا
اٹھا کر لے گیا تھا اور وہ سوسن کا تنغہ باندھتا تھا ایک ضرب شمشیر مین حمزہ نے دو ٹکڑا اسے کیا اور
جیتے جی مین ہندوستان کو بحکم نوشیروان خراج لینے گیا وہان لندھور بن سعدان کا
کو اپنا رفیق بنایا اٹھارہ برس کے سن مین پر کوہ قاف مین جاکر سرکشان قاف مثل عفریت دیو اور
رعد شاطر اور دیو مہکال اور دیو ہمشدون ہزار دست اور دیو کیسو آہنی تن اور
ثانی سلیمان لقب پایا نوشیروان کو بھگا کر تمام ایران مین اپنا عمل کیا اور ولاد حمزہ بھی بڑی
جاپ باختر کو تنہا جاکر شکست دی اور قبضہ کر لیا پوتا حمزہ کا شاہزادہ ملک قاسم
مین آیا نور جہان بلکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوا ہوت کو خون ہارتا تھا اور انکو
[illegible] انکار کیا باغ بہشت لیگیا اور کسی سے کچھ نہ ہوسکا لقا بولا کہ نالائق اس
[illegible] بولا کہ یا خداوندا آپ کیون چھپاتے ہین یہ امر تمام عالم پر ظاہر ہے [illegible]
یا یہ ذکر سنا ہوگا یہ سنکر وہ دونون مسکرا کر رہ گئے اور کہنے لگے کہ کیا سبب ہے خداوند کی الوہیت
اس سبال بھی چھین لیا خداوند سست کیا کر بھاگے ملک بملک پھرے آخر طلسم آباد کو تہ و بالا
اور خبر ہو نہ سکے پیچھے وہی خداپرست مانند اژدہا کے وہان سے آرہے ہین کہ جنہیں کوئی
کیا حمزہ کیا حقیقت رکھتا ہے اگر خداوند چاہینگے تو ہمکو غالب کرینگے اور بجو سیمون نے حمزہ کی
بدن کو بلوا کر احکام نکلوائے سبھون نے متفق ہو کر لقا سے کہا کہ یا خداوند یہان لشکر
ہونگے لقا یہ سنکر نہایت خوش ہو کر عیش و عشرت مین مصروف ہوا

زائر حمزہ صاحبقران کی بیان کی جاتی ہے

طلسم آباد کے [illegible] بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر پھر ایلپا زمین [illegible]

تا سر زند آفتاب سر ور با شے	[illegible]
در خانہ اقبال سکندر [illegible] شے	بود

[illegible] نے دامن پناہ مین لیا اور بجو سیمون

مین وہان جاؤنگا اور اُس کافر ناسپاس کو اپنے ہاتھ سے ماروں گا عمرو نے کہا کہ آپ جائیے مگر خواجہ زادوں سے احکام لکھوا دیجیے پکیبا
کیا بتلاتے ہین شہنشاہ سعادتمند جہانداری نے فرمایا کہ مناسب ہی صاحبقران باقبال نے کہا کہ حضور کو اختیار ہی بلوا لیجیے مین کیا منع کرتا
غرض کہ بادشاہ اسلام چوبدار خواجہ زادون کے لینے کو روانہ ہوا ایک گھڑی بھر کے خواجہ بزرجمہر خواجہ بزرگ امید و خواجہ و
خواجہ سیاوش ..... حاضر ہوئے نیچے جامے گلون مین عمامے سرون پر سرمہ آنکھون مین دبے ہوئے چار خدمتگار چار در
ساتھ تھے لیے ہوئے صاحبقران نے سروقد تعظیم کی بادشاہ نے قد اٹھائے تخت خالی کر دیا چارون بھائی مجرا کرکے بیٹھے اور عرض
کرکے واسطے یاد فرمایا ہی شہنشاہ جہاندار نے فرمایا کہ بیٹے آپ کو اسواسطے تکلیف دی ہی کہ صاحبقران نے ارادہ طرف آذر کوہ کے کیا
کیونکہ سنا گیا ہی کہ لقا نے اُس ملک مین جاکر پناہ لی ہی اب آپ نجوم مین ملاحظہ فرمایئے کس وقت اور کس دن آمالہ بارگاہ و لشکر اسلام
روانہ ہو خواجہ زادون نے روز نامچہ امیر کا بطور ملاحظہ کیا پھر فرمایا کہ آذر کوہ مین لشکر پر قرار صعب آئیگا اہل اسلام تھوڑے ہو گئے
صاحبقران پر بھی چشم زخم پہونچیگا سخت زیر باری ہوگی چھ مہینے کے بعد اگر تشریف لیجائین تو بہتر [illegible] رہیگا
ہوگی صاحبقران یہ سنکر خاموش ہو رہے ان چارون خواجہ زادون کو خلعت اور چار تو [illegible]
صاحبقران نے فرمایا کہ مین نجوم اور اہل نجوم کو جھوٹا جانتا ہون اور بھروسا ذات خدا [illegible]
حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا جو ہونا ہی ہوگا اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ صاحب [illegible]
نے فرمایا اور پہلوان عادی کو بلا کر حکم دیا کہ آذر کوہ کی طرف پیش خیمہ روانہ ہو پہلوان [illegible] و
لدوا کر روانہ ہوا اور نقارہ کوچ کا بجا پھر تو بھیڑ بنگاہ سب نے فوراً چلنے پر کمر باندھی مصداق
دھوم دھام ہا کہ ہلچل پڑی بیسر روم و شام ... کے سڑاکے کی آواز گاڑیبانون کی ہکت
شور بلند ہوا لشکر صف بستہ سوار گلہ گلہ پیچھے سے ٹیلا ملا کسی طرف پانچ سات سوار آپس مین
تولہ سے بھنوے کندرون کا غل شور ستے کنورا بجاتے ساتھ تھے اور نجیب سارنگیا [illegible]
رکھے تو ڑے چڑھے ایک ہاتھ مین طوطے کا پنجرا ڈولیون مین مستورات کہین نفسون کی قطار
چھوٹی امت کے لوگ مرغی بکری سوپ چکی مونڈھے اور سرون پر لادے کہیں خرسے اتر کے
دوڑتے ہیں سوار پیادے ساتھ چلے راستے مین ہر گرمی درخت کے نیچے ٹھہرے پر فقیر
بیٹھے کورے گھڑون مین پانی بھرا آئینہ در روضہ کا دیہان جماؤ فقیر کی صدا بابا راہ بارش کی خیر
کھانا کھانے لگا کسی نے کمر باندھی پیر فقیر کو اچھتے پر دم مارا اور چلا غرض اسی طرح سے
آذر کوہ پہونچے بارگاہ فلک فرسا استادہ ہوئی صاحبقران نے سرداران نامی و پہلوا
داخل فرمایا کوسون تک خیمہ خرگاہ راوٹی ہر ایک بیچ سبز قلندریان سرا اپنے پرپا ہوئے لشکر
سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور شاہ عیاران عیار یکتا عمرو بن امیہ نامدار [illegible]
کہ تمام دشت مین سبزہ لہلہاتا ہے ہزار ہا جانوران خوش الحان درختون پر زمزمہ سرا ہی
ہین لالہ صحرائی عجیب و غریب بہار مین کوہ و شکلے کن گلچین معلوم ہوتا ہے اور اثنا
تمام نباتات کو لباس زمردین عطا کیا ہے پیراہن سبز پہنایا ہے شاخہائے درخت
وجہ من حمد خدا کرتی ہین ہر ... الا شاخ ہی مصروف شکر گزار
شاخ
شاہ سے ہزار بار زیر گھاس کے تو بھی اسکی سبزی کرتا
چھلی آٹھ پہر طرفہ لطافت دکھلاتی ہین ہوا سے خوش

ہوا سے روح افزا کی ہوا کھا سے آنکھیں بھی جان آجائے ہر طرف قدرت پروردگار کا جلوہ نظر آیا شعر ہر گہ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار ٭ صاحبقران نے جو ایسا صحرا سے پر فضا دیکھا فرمایا کہ ای دارا سے ہند و ای مالک اشتر دربر کبھی
ہمیں نے گلگشت باغ گلستان ارم بھی کی مگر ایسی سیر نہیں دیکھی لندھور اور مالک نے عرض کیا کہ بجا ہے واقعی نہایت یہ دشت پر فضا ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ سب ہیں مگر خواجہ عمرو نہیں ہیں مقبل نے عرض کیا کہ خواجہ آگے بڑھ گئے ہیں ایسا تو قیں باتیں کرتے چلے آتے ہیں
دل کو ایک فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہے عالم مستی بہم پہونچا ہے یہ شعر ورد زبان ہے شعر این سبزہ و این صحرا بوسہ زجنون وارد ٭ دیوانگی
مستی امروز شگون وارد ٭ کہ یکایک درۂ کوہ کی طرف سے آواز عمرو کی بانسری بجانے کی آئی صاحبقران کھینچ تان اُسی طرف کو روانہ ہوے
تھوڑی دور آئے تھے کہ عمرو کو دیکھا گلدستہ گلہاے عجیب کا ہاتھ میں لیے ہوے چلا آتا ہے صاحبقران پکارے کیوں خواجہ کہاں تھے عمرو
پکارا قربانت شوم ایسی سیر کبھی کہیں نہ دیکھی تھی عجب یہ دشت سبز و خرم ہے کہ خود بخود میرا جی چاہا جو بانسری بجانے لگا اور خیال میں گذرا کہ چلکر حضور
یہاں لاسیے آذر کوہ کے اندر کی سیر کھائیے میر خواجہ کے ساتھ روانہ ہوے جب آذر کوہ کے اندر آئے دیکھا کہ عجیب درہ پر فضا ہے باغ
بہشت آئین کھلا ہے عجیب اشجار غریب لالہ و گل کا جوش بلبلوں کا خروش مرغان نوا سنج کے چہچہے کبک دری کے قہقہے چار سو چشمہاے شیرین
پھوٹے ہوے اشجار سرسبز و شاداب میوہ ہاے نایاب سے لدے ہیں انگور کے خوشے لٹکے ہیں لآلی آبدار کے گچھے ہیں کہیں درختہاے
انار کی قطار [illegible] بادام رشک چشم خواب آلود محبوبان و آرام کہیں پستہ درختوں میں عجیب لٹکے ہیں سیب
حلاوت سے پیٹ پھٹے کہیں بہیاں ناشپاتیاں جیسے حوران جنت کی چھاتیاں شاخیں بار اثمار سے جھکی ہوئی ہیں زمین کو چوم رہی ہیں غرض
ایسی جاے دلکش تھی کہ امیر بول اُٹھے شعر اگر فردوس بر روے زمین است ٭ ہمین است و ہمین است و ہمین است ٭ حضرت صاحبقران یہ
سیر و تماشا دیکھتے ہوے چلے آتے ہیں ہر قدم پر تعریف صنعت کردگار کر رہے ہیں کہ ایک تالاب پر پہونچے دیکھا کہ پانی نہایت صاف
شیرہ اور شفاف بھرا ہوا ہے کہ آب مروارید سامنے اُسکے آب خجالت میں غرق ہو سبزہ گرد تالاب کے لگا ہوا ہے گویا فرش مخمل کاشانی
بچھا ہوا ہے ہواے سرد و خوش آیند چل رہی ہے لب گرد اُس تالاب کی یاقوت احمر کی ہے صاحبقران وہیں بیٹھ گئے اور سردار
گرد و اطراف میں جمع ہو کے دیکھنے سامنے آکر موجود ہوے ناچ ہونے لگا دورہ جام شراب کا گردش میں آیا صاحبقران نے
عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام کو بھی لاؤ یہ مقام دیکھنے کے قابل ہے یہ فضا بھی یادگار ہے عمرو تو اُسی وقت بادشاہ کے لینے کے
واسطے روانہ ہوا یہاں صاحبقران صحبت میں بیٹھے تھے کہ ایک طرف سے ابر تیرہ و تار نمایاں ہوا بجلی چمکنے لگی ہوا سے تیز و تند
چلنے لگی دم بھر میں وہ ابر محیط عالم ہوا اور چھوٹی چھوٹی بوندیاں پڑنے لگیں تھوڑی دیر میں پانی زور شور سے برسنے لگا اولے پڑنے لگے
بسبب سردی کے سبکی یہ حالت ہوئی کہ دانت سے دانت بجنے لگا ہونٹھ نیلے ہوگئے جب یہ حالت بہم پہونچی ہر چند چقماق پتھر سے
آگ نکالتے تھے لکڑیاں جلاتے تھے مگر جاڑا کم نہوتا تھا لندھور بن سعدان نے صاحبقران سے کہا کہ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابر و
بارش برف سحر کی ہے جسوقت حضور طلسم ہزار اسپ کی طرف جمہور جہان سوز کے چھڑانے کے لیے تشریف لے گئے تھے اور
لشکر وہاں اُترا تھا اُن دنوں میں دو جادو یہاں شہر عنقلی آباد سے کلثوم جادو اور گلشن جادو نام لقا کی مدد کے واسطے آئی تھیں
اسی طرح انھوں نے برف برسائی تھی تو لشکر اسلام تباہ ہوا تھا اب بھی مجھکو یہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے حضور اسم اعظم پڑھیں مالک اشتر
بھی بولے کہ شہریار جو لندھور کہتے ہیں سچ ہے مجھکو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جلد اسم باطل السحر پڑھیے امیر نے چاہا کہ اسم اعظم پڑھیں یاد پڑا
بالکل فراموش تھا فوراً رنگ زرد ہوگیا یقین مرگ ہوا کہا کہ ای دارا سے ہند یقینی کوئی جادوگر آیا ہے پہلے اسم اعظم بند کیا بعد اُسکے
برفباری کی ہے تب معلوم ہوا کہ خاتمہ ہمارا اسی مقام پر ہونا تھا جو مشیت ایزدی یہ باتیں تھیں کہ سلیمان کی نعلین برف کی گرنے لگیں مگر اتنا
تو فضل الٰہی تھا کہ برکت سے دعاؤں کی وہ اولے اور برف گرد گر رہی تھی مگر کسی سردار کے بدن پر نہ پڑتی تھی لیکن تمام سردی کا
کانپنے جاتے تھے مگر باہر نکلنے کا راستہ وہاں سے نہ پاتے تھے اس واسطے کہ دُھند ہر چہار طرف اولے اور برف کا تھا

حالت گریہ وزاری و دعا و بیقراری مین چھوڑ دیجیے

اب احوال عمرو بن امیہ ضمری کا سنیے

کہ عمرو خدمت شہنشاہ گیتی پناہ مین آیا دعا و ثنا ے بادشاہی بجا لایا کیفیت درۂ کوہ بیان کی اور عرض کیا کہ صاحبقران سلمہ بہشت عدنت والا مین کبھی ہو اور التماس کیا ہو کہ حضور بھی یہان گھڑی دو گھڑی کے واسطے تشریف لائین تو بہتر ہو کہ قابل دیکھنے کے یہ سیر ہے یہ سنکر شہنشاہ نے پوچھا کہ خواجہ امیر اسوقت کہان ہین عمرو نے عرض کیا کہ اسی تختہ گلزار درۂ کوہ پر بہار مین فرمایا کہ ای ارسطو فطرت لقمان حکمت تجھ سے تعجب ہو اور تیری دانائی و عقلمندی سے بعید ہو کہ تو اسطرح کا کلمہ کہے وہان کی فضا جانگداز ہے جلد جاؤ اور حمزہ صاحبقران کو وہان سے لے آؤ کہنا کہ آپ نے بالکل خواجہ زادون کے کٹنے کو فراموش کیا ابھی شہر عنبطلی آباد کو فتح کیا ہے اور جادوگر وہان کے فراری ہوے ہین وہ کیا آپ کی فکر سے غافل ہونگے ایک ایک دشمن جان ہے یہ سنتے ہی عمرو نے کہا کہ اے شہریار آپ بجا فرماتے ہین یہ کہکر جانب کوہ فوراً روانہ ہوا کہ صاحبقران کو وہان سے لے آئے جب قریب درۂ کوہ کے پہونچا کیا دیکھا کہ برف کے سوا اور کچھ معلوم نہین ہوتا گھبرا کر چہار طرف دوڑنے لگا کہین راستہ پائے تو اندر جائے جدھر جاتا تھا سوا انبار برف کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آخر کو یقین ہوا کہ حمزہ معہ سرداروں کے سب اسمین دب گئے یہ خیال کرتے ہی پچھاڑین کھانے لگا خاک اڑانے لگا سر اپنا زمین پر دے دے مارنے لگا کہتا تھا اے آقا آپ نے مجھے چھوڑ دیا اس سفر آخرت مین ساتھ نہ لے لیا عمرو کس کے سہارے جیےگا اور کس کو آقا کہیگا عمرو کو یہ امید نہ تھی کہ آپ عدم کا سفر کرینگے اور غلام کو چھوڑ جائینگے اب یہ تو فرمایے کہ مین جاکر بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤن اور اپنے دل کو کسطرح سمجھاؤن غرض عمرو روتا پیٹتا لشکر مین داخل ہوا شہنشاہ سعد بن قباد سے ساری کیفیت رو رو کر بیان کی سنتے ہی شہنشاہ کی عجب حالت ہوگئی تمام لشکر مین کہرام مچ گیا رفتہ رفتہ یہ خبر حرم محترم مین پہونچی وہان بھی قیامت برپا ہوگئی ہرکارون نے یہ خبر لقا کو بھی پہونچائی وہ یہ سنتے ہی پکار اٹھا کہ اے بندگان بہ بینید قدرت مرا کہ مین نے کیونکر حمزہ کو مع اسکے لڑکون اور سردارون کے اپنے فرشتگان غضب کو بھیجکر قتل کروایا ہان نکے ہمارے یہان طبل شادمانی لشکر لقا مین ادھر طبل شادمانی بجنے لگا بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند یہی وقت ہے فی المثل آتش کشتن و اخگر گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان نیست اب مناسب یہ ہے کہ طبل جنگ بجوا کر ان مسلمانون کا خاتمہ کیجیے لقا بولا کہ سترہ ہزار برس پہلے مین نے یہی تقدیر کی تھی پہلے آج شب کو طبل جنگ بجے بختیارک نے عرض کیا کہ یا خداوند ایک اور بات میرے خیال مین آئی ہے جب تک آپ یہان کے سردارون اور پہلوانون سے لڑائی نہ روکیے مین بہت جلد یہاں اس ستون قدرت کو آپ کا نام لیکر ہلا دونگا اس بات پر اچھل پڑا اور پکارا کہ اے بندگان بہ بینید قدرت مرا جو کچھ شیطان درگاہ کہتا ہے یہی تقدیر مین نے کی تھی یہ بیان تو اسی وقت مع تحفہ تحائف کے جانب طہماس روانہ ہوا یہان شاہ کو بحکم لقا طبل جنگ بجا یہ خبر ہرکارون نے سلطان ذیشان کو پہونچائی ادھر غم حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر کا اسپر طرہ یہ کہ طبل جنگ کی خبر اور بھی کاہش جان ہوگئی مگر مشیت ایزدی کا یہی کیا تقاضا فرمایا کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے جو کچھ ہماری تقدیر مین لکھا ہے وہ پیش آئیگا غرضکہ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا صبح کو ابیات

ز دو دریا سے لشکر بجوش آمدند	دو لشکر بہ ابر صف آراستند	شد از ہر طرف طبلہا برخواستند	ہوا ابر از دود سود در خروش آمدند
خمک برگذرگاہ کین ریختند		نقیبان خروشی در آمیختند	زرک بر زرک سو بسود شتاب

شہ و دوران سکونت نہ و دیدہ خواب دونون لشکرون کی آمد سے گرد و غبار کا تتق اٹھا تھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا جب غبار فرو ہوا اور کچھ زردی دھوپ کی میدان مین پھیلی صورتین نظر آنے لگین ایک نے دوسرے کو تیز تیز نظرون سے دیکھنا شروع کیا میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوا صف آرائی کرکے نکل گئے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقاؤن نے درختون کو کاٹ کر پھینکا سقون نے آبپاشی کی جب میدان تیار ہوچکا نقیبون نے نکل کر ندا دی کہ کون بہادر ہے کہ نکلے اپنے باپ دادا کا نام اس میدان جنگاہ مین روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کا اس صفحۂ دنیا سے

مانند حروف غلط کے مٹا دے سب نگران تھے کہ دیکھیے کون نکلتا ہے کہ لشکر سے کفار مین علمہا سے خوک پیکر جلوہ گری پر آ گئے اور شبار رنگ
کوہ تخت در پانشین اپنے گینڈے سے کود کر سامنے تخت لقا کے آیا سجدہ کیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا تو میرا بندۂ خاص الخاص ہے جا تیرے
دم شمشیر سے بہت سے خدا پرستوں کی موت تقدیر کر دی ہے یس یہ کافر گینڈے کو جگجگ مار کر میدان میں آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستو جسے تمنا مرگ کی ہو وہ
میرے مقابلے کے واسطے آئے پوری بات اسکے منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ شیرویہ بن حمزہ مرکب کو اُڑا کر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہو کر
سلام کیا اور رخصت میدان چاہی بادشاہ صورت شیرویہ کی دیکھکر بہت روئے اور فرمایا کہ تم ایک نشان صاحبقران باقی رہگئے ہو یہ جی نہیں چاہتا کہ
تمکو رخصت میدان کی دوں پہلے میں لڑلوں بعد میرے تم میدانداری کرنا شیرویہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ خدا اُس روز کو مجھے نہ دکھائے کہ میں تخت
بادشاہی کو خالی دیکھوں اگر آپ نہ جانے دیجیے گا تو میں اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھی جاؤ تمہیں خدا کے سپرد کیا شیرویہ سلام کرکے
گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک طرفۃ العین میں اُس کافر کے برابر پہونچا دونوں آپس میں لگا ورزن ہوئے یہ کافر گینڈے پر سے گرتے گرتے سنبھلا
اور پھر رانوں میں مسک کر جگجگ مار کے برابر آیا اور کہا کہ تو نام اپنا بیان کر کہ تو کون ہے شیرویہ نے نام اپنا بیان کیا اس کافر نے کہا کہ میں نے سنا تھا
حمزہ مع اپنے فرزندوں اور سرداروں کے برف میں دبکر مر گیا مگر تو ایک باقی ہے شیرویہ نے کہا کہ خاک تیرے منہ میں حمزہ اپنے فرزندوں و سرداران سمیت
زندہ ہے ایسے قران صحبت سے گذر گئے تھا مقبول کیا ہے کہ اپنا غضب کسی پر نازل کریگا شبار رنگ یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوا اور کہا ای خدا پرست
معلوم ہوا کہ تو زنہار از جہہ راہ راست پر نہ آئیگا اچھا کچھ حربہ رکھتا ہو شیرویہ پانچ داس زمردی نشان ہے کمان کیانی و گرز گران ہے شیرویہ نے کہا کہ ہمارا
دستور نہیں ہے پیشی دستی کا اچھا تیرے پاس جو ہے پہلے تو ہی آزما تو میں بھی حربہ کرونگا اس کافر نے کہا کہ تجھے یہ گھمنڈ ہے اپنی بہادری کا خبردار ہو پہنا
یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر نیزہ شیرویہ پر مارا شیرویہ نے نیزہ اسکا سپر پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی میں شیرویہ نے نیزہ اسکا ہلولی
کیا شبار رنگ نہایت غضبناک ہوا اور تلوار کھینچکر ماری شیرویہ نے بفنون سپہ گری تلوار اسکے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر کداش زین سے
پر سے اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا مشکیں باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا کہ لیجا سے اور پھر مبارز طلب کیا کہ اور کون مقابلے
کے واسطے ہے پابند گفتگو کے شیرویہ پر حملہ آور ہوا شاہزادے نے تمام حملے اُسکے روکے اُسکو بھی مرکب پر سے اُٹھا لیا لقا نے کہا کہ سوا
طہماس کے کوئی اُن پر غالب نہ ہوگا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ بیابان کی طرف سے گرد اُٹھی ہرکارے طرفین سے دوڑے جب گرد قریب آ کر شق ہوئی
دیکھا کہ خواجہ گرزالدین ملک تجمتیارک شوم کافر بیدین خچر پر سوار دکھائی دیا عجب ہیئت تھی کہ خلعت فاخرہ پہنے ہوئے مرصع زریں حمائل
ترکش کاندھے پر سپر تلوار لگی ہوئی مانند بیمون کے خانہ زین میں اُچھلتا ہوا لقا کے پاس آیا اور کہا کہ مبارک ہو شہنشہ کلنگان صاحب ساطور گران
طہماس بن عمقمیل دیو پرور آ پہونچا لقا نہایت خوش ہوا اور سرداروں کو استقبال کے واسطے بھیجا مگر گرد جو تجمتیارک سے پیچھے اُٹھتی
چلی آتی تھی وہ جوش ہوئی اُسمیں سے تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا بعد اُسکے ہتھنالین شترنالین جنجال کے بالون کی سپیدوں کے دل کے دل
دھیلے اور نفیری کی آواز بلند بعد اسکے غول خاص برداروں کے اور کوتل گھوڑے باساز و یراق مرصع اور سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے پیچھے اُنکے
طہماس مسلح و مکمل گرگدن پر سوار تین لاکھ سوار پس پشت آ کر لقا کو سجدہ کیا زمرد شاہ نے دست نحس طہماس کی پشت پر پھیرا اور کہا کہ ای ستون قدرت
خداوندی بغیر تیرے خدائی میری مردہ تھی طہماس نے کہا کہ یا خداوند جب تک حمزہ زندہ رہتا میں کبھی نہ آتا اب آپ نے حمزہ کو غائب کر دیا
میں خدمت میں حاضر ہوا لقا طہماس کو لیکر بارگاہ میں آیا صحبت عیش آراستہ کی اسباب دعوت مہیا کیا طہماس کا دماغ جب شراب سے مست
ہوا کہا کہ یا خداوند مجھکو بادشاہ اسلام نے جو چھ کلمے لکھے ہیں اُسکا عوض میں اُنسے لونگا سعد بن قباد کو لکھ دیا تو اسباب صاحبقرانی سے کچھ بھیجدیں
نہیں آمادۂ جنگ ہوں اسی مضمون کا نامہ طہماس نے بھیجا عیار نامہ لیکر بارگاہ میں آیا نامہ ہاتھ میں بادشاہ کے دیا بادشاہ نے نامہ پڑھا
مضمون سے آگاہ ہوئے نامہ چیر کر پھینکدیا اور نامہ بر سے فرمایا کہ کہدینا اس حادی سے کہ حمزہ نے تو تجھے زندہ چھوڑ دیا اُسکے عوض میں تو وقت پاکر
آیا ہے کہ اسباب صاحبقرانی لے میں تو جانتا ہی تھا کہ تو دغا باز ہے اگر بہادر ہوتا تو کبھی لشکر بے سردار پر نہ آتا اور کیا مجھکو بودا سمجھا ہے میں نے
بادشاہی لشکر اسلام کی بزور شمشیر لی ہے میں کسی سے اندیشہ نہیں رکھتا ہوں جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدا سے امابزرگ ست ایلچی جواب نامہ لیکر

طہماس پاس گیا نامہ پھٹا ہوا دکھایا اور زبانی بادشاہ کے جو سُنا تھا بیان کیا بختیارک نے کہا کہ بھلا وہ کسی کو کیا سمجھتے ہیں طہماس نشۂ شراب میں
بدمست تھا نامہ پھٹا ہوا دیکھکر رو برو دشمن اُسکی آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا بختیارک نے اور گرمایا گویا مجلس میں چنگی ڈالی ساطور ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہا ابھی جا کر بادشاہ کو سزا دیتا ہوں بختیارک نے کہا ہر چند روکا کہ جانے دیجیے میدان میں سمجھ لیجیے گا طہماس کب رُکتا ہے اُسی وقت بارگاہ
سے نکل گینڈے پر اپنے سوار ہو کر راستہ لشکر اسلام کا لیا رفیقوں اور افسران فوج نے چاہا کہ ساتھ طہماس کے جائیں طہماس نے سبھوں سے دیکھکر
کہا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے اور جو میرے ساتھ آئیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مجھسے بُرا کوئی نہیں ہے میں کیا تمہارے بھروسے پر ان عربوں
سے لڑنے آیا ہوں تم سب یہیں رہو اسطرح غضبناک ہو کر کہا کہ کوئی ساتھ نہ گیا سب وہیں رہ گئے طہماس یکہ و تنہا روانہ ہوا آہستہ آہستہ
داخل لشکر اسلام ہوا وہاں پہونچا کہ جہاں نقارہ خانۂ سلیمانی و جمشیدی نوازش میں تھے اور طبل اسکندری اُسی جگہ رکھا رہتا ہے خیال میں گذرا اس
طہماس طبل سکندری جو صاحبقران ہوتا ہے اُسی کے نام پر صدا دیتا ہے اگر تو صاحبقران ہے تو تیرے نام پر صدا دیگا یہ خیال میں لا کر نقارخانے
پر چڑھ گیا اور چوب اُٹھا کر اسپر لگائی بے اختیار یا صاحبقران کی آمین [illegible] صدا آئی صاحب دفتر کہتا ہے کہ باعث طبل کے صدا دینے کا یہ ہے
کہ طہماس نور الدہر کا رفیق ہوتا ہے اور نور الدہر کو تمام بیٹوں اور پوتوں پر زبردست رکھا ہے اور وہ بیٹے امیر کے اسکے ہاتھ سے مارے جاتے
ہیں اور تمام لشکر کو مع امیر کے زخمی کرتا ہے اسی سبب سے طبل نے اسکے نام پر صدا دی غرضکہ جب طبل سے صدا یا صاحبقران کی بلند ہوئی
طہماس نے چاہا کہ طبل اُٹھا کر لیجائے کہ قلابہ یعنی اور کنیا چھینیں دو نوبت [illegible] نقارخانے کے اور حلوق حیران گرد [illegible] علم [illegible]
اسی کے پاس رہتا ہے یہ جنیوں مانع ہوئے کہ طبل نہ لیجانے دینگے [illegible]
لفندون سپہگری اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور ایک طمانچہ مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا جتنوں کو اسی طرح بیہوش کر کے طبل لیکر روانہ ہوا اور طمانچہ
کسی پر نہ پڑا تھا جو پورا طمانچہ پڑتا تو دھڑ سے سر اُڑ جاتا ایک دو اُنگلیاں پڑی تھیں کہ جیسے لوٹن کبوتر لوٹ جاتا ہے یہ تڑپ کر گر کے اور بیہوش
ہو گئے پھر کسی کی جرأت اتنی نہوئی کہ اسکا سامنا کرے طبل اُٹھا کر طہماس نیچے آیا گینڈے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا یہ خبر مفصل مستر خاں
بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ طہماس طبل سکندری لیے جاتا ہے آپ نے سر دھنکر فرمایا کہ اگر اس عادی کے پیچھے جاتا ہوں تو لشکر خالی ہوا جاتا ہے نہیں جاتا ہوں تو
عجب ذلت ہوگی زمانہ کہیگا کہ طہماس طبل اُٹھا لیگیا اور کسی سے کچھ نہو سکا شیرویہ اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ شہریار میں اس عادی کو کب چھوڑتا ہوں
کہ طبل لیجائے میں جا کر چھین لاتا ہوں سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ آپ اسکے تعاقب میں نہ جائیے اور آپ جانتے ہیں کہ صاحبقران مجھکو
باپ سمجھتے ہیں اور تمام لشکر میرا کہنا مانتا ہے امیر نے بھی میرا کہنا کبھی رد نہیں کیا مناسب [illegible] ہے کہ آپ اُسکا تعاقب کریں بادشاہ نے فرمایا کہ
ابھی تم نہ جاؤ شیرویہ نے نہ مانا اور باہر نکل کر مرکب پر سوار ہو اور تعاقب میں طہماس کے چلا طہماس دونوں لشکروں کے بیچ میدان میں پہونچا تھا
شیرویہ نے نعرہ کیا کہ او نامرد بیجان شکن ہمزہ صاحبقران نے وہ نیکی تیرے ساتھ کی کہ تجھکو زندہ چھوڑ دیا تو نے اسوقت میں آ کر یہ فساد کیا
طبل لیچلا ہے میں تجھے کب لیجانے دیتا ہوں اور تلوار کھینچ کر طہماس پر ماری طہماس نے تلوار اُسکی سپر پر رد کی اور زیر رکاب ساطور سے
سالہا سے تین سو من کا کہ ہر وقت اسکے پاس رہتا ہے اُسنے شیرویہ پر مارا سپر کو کاٹ کے تا دو ابرو اُتر گیا شیرویہ نے دستانہ مارا کہ ساطور تو
چھٹا نکل گیا سر سے چادر خون کی جاری ہوئی فتدہ تخت الحکاک کا کھول کر زخم سر کو کسکر باندھا تلوار طہماس پر ماری کہ گوشۂ سپر کو قلم کر کے دو انگل کا
زخم اسکے سر پر لگا طہماس نے زخم کھا کر دوسرا ساطور شیرویہ پر مارا کہ شانہ شیرویہ کا نشانہ ہو گیا اور داہنا ہاتھ جھول پڑا بائیں ہاتھ سے خنجر
گھسیٹ کر طہماس پر مارا کہ زرہ کو توڑ کر دو انگل کا زخم اُسکی پسلی پر لگا تیسرا ساطور جو اُسنے مارا تو بایاں ہاتھ بھی لٹک پڑا الغرض شیرویہ نے اپنے تئیں
طہماس پر ڈال دیا اور اسکے بدن پر دانت مارے کہ زرہ بیچ آئی اور دانت اسکے اُسکے بدن میں پیوند گئے اوپر سے جو طہماس نے دستۂ ساطور کا
مارا سر شیرویہ کا پاش پاش ہو گیا اور مر کر گر پڑا طہماس طبل سکندری لیے ہوئے چلا گیا لوگ شیرویہ کو اُٹھا کر سامنے بادشاہ اسلام کے لائے
جراحوں کو بلایا ہر چند اُنھوں نے چاہا مگر زخم اچھا نہوا آخر کو درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ایک کہرام لشکر اسلام میں مچا ہوا تھا مگر طہماس لشکر
میں آیا تو احوال اُسنے لقا سے بیان کیا کہ طبل سکندری میں لے آیا بختیارک یہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ اب خدا پرستوں کا

زوال ہوا اور طہماس نے طبل سکندری لقا خانے میں بھجوا دیا اور نشہ شراب میں بدمست ہوا حکم کیا طبل جنگ بجے کہ صبح کو ہم تمام خدا پرستوں کو قتل
کرونگا ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی فرمایا کہ میں بھی اپنی زندگی سے سیر ہوں بعد امیر یا تو قیصر اور سرداران لشکر اسلام کے بیٹھنا
تخت شاہی پر گوارا نہیں ہے یہ فرما کر کہا کہ طبل جنگ ہمارے لشکر میں بھی بجے چار پہر رات طرفین میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں
آئے کر جب صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نقابت کر گئے طہماس نے اپنے گھوڑے کو پھیرا اور سامنے لقا کے آیا اور سجدہ کیا اور کہا کہ خدا
ہما لقا نے کہا کہ تو میرا بندہ خاص الخاص ہے تو نے نقد میں نے کی کہ تمام خدا پرستوں کو ماریگا جا تجھکو اپنے ید قدرت کو بخشا طہماس گھوڑا دوڑا کے
سوار ہوا اور میدان میں آکر نہیب دی کہ او خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو یا اگر خداوند کو سجدہ کرو یہاں سے بہادروں نے گھوڑوں کو بڑھانا شروع
کیا کہ لاکھوں لعنت ہے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر طہماس ادھر سرگرم مبارزطلبی ہوا کوئی ایسا نہ تھا کہ طہماس کے مقابلے کو جاتا بادشاہ اسلام
جو یہ نقشہ دیکھا تو فرمایا کہ میں خود جا کر مقابلہ کرونگا اور کہا کہ لاؤ ہماری سواری کا مرکب اور ایہا الناس جو میں مارا جاؤں تو میرے بعد
جمشید بن قباد کو میری جگہ پر بادشاہ جاننا اس یہ کلمہ سنکر تمام لشکر میں ایک غل ہوا اور جمشید بن قباد دوڑ کر پانوں پر گر پڑا اور کہا کہ اے
خدا مجھکو زندہ نہ رکھے اور میرے جیتے ہوے آپکو میدان میں کیسے جانے دیتا ہوں اور مسلح و مکمل ہو کر اجازت لیکر مقابلے کو طہماس کے
آیا طہماس نے ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا پوچھا کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے اسنے کہا کہ مجھے جمشید بن قباد کہتے ہیں بھائی ہوں بادشاہ
اسلام کا طہماس کہ دشمن جانی سعد بن قباد کا ہے جمشید کا نام سنکر [illegible] سر رکھتا ہوا اسنے کہا کہ ہمارے یہاں کا دستور
نہیں ہے اسوقت طہماس بولا کہ [illegible] جمشید پر مارا جمشید نے نیزے کو نیزے سے رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی
کسی کا حاصل نہوا سنانیں ٹوٹیں برچھیاں بیکار ہو گئیں ہاتھ سے برچھیوں کو پھینک دیا طہماس نے دوڑ کر اپنے ساطور کو اٹھا لیا
اور جمشید پر مارا جمشید نے سپر روکی سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا کہ تا دو ابرو اتر گیا جمشید نے نعرہ مارا کہ ساطور سر سے نکل گیا مگر سر سے دریا سے خون جاری
ہوا اور غش آگیا اور لوگ اسکو اٹھا لے گئے طہماس نے پھر مبارزطلب کیا بادشاہ اسلام مسلح و مکمل ہو کر طہماس کے مقابلے کو آئے لیکن
نگاہ ورزی کے سعد بن قباد نے کہا کہ اے طہماس تجھکو یاد ہے حمزہ صاحبقران نے کیا نیکیاں تیرے حق میں کی ہیں اب تو انکی فوج
کے سرداروں سے لڑنے کے واسطے آیا ہے تجھکو غیرت نہیں ہے طہماس نے کہا اے سعد جو جو کلمے کہتے ہو سب سچ ہیں کہے ہیں وہ میں بھی خوب
جانتا ہوں دل پر میرے لاکھوں داغ ہیں اسکا عوض میں آج تم سے لونگا اور دل کا کینہ نکالونگا یہ سنکر سعد بن قباد نے کہا کہ میں تو
پہلے ہی جانتا تھا کہ تو مرد فاسد ہے تو نے یہ سمجھا کہ امیر بیت میں دب گئے ہیں اب تو اشکر آیا [illegible] صاحبقران
جیتے ہیں اور عنایت خدا سے گذر گئے ہیں یہ بیہودہ باقبال ظاہر ہوگا تو سمجھے چند روز کی مہلت دے کہ میں امیر کو بہشت سے بلوا لوں
طہماس نے کہا میں دم بھر کی مہلت نہ دونگا اور جو مہلت چاہتے ہو تو اگر لقا کو سجدہ کرو تو تمہیں تمہاری امان ہو جائے یہ کلمہ سنکر
بادشاہ اسلام نے کہا کہ او کافر تو کمال بے مروت ہے میں لقا پر بھی لعنت کرتا ہوں خدا میرا مالک ہے جو تجھسے [illegible]
طہماس اس کلمہ کلام سے بادشاہ اسلام سے آگ ہو گیا اور وہی ساطور سعد بن قباد پر مارا بادشاہ اسلام نے سپر کو روکا تھا کہ سپر
کو قلم کرکے چار انگل سر میں اتر آیا بادشاہ نے ایسا نعرہ مارا کہ ساطور سر سے نکل گیا اور زخم کو رومال سے باندھ کر تلوار کھینچ کر طہماس پر
ماری اسنے بھی سپر روکی تلوار سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ دو انگل کا زخم اسکے بھی سر پر لگا طہماس نے دوسرا ساطور بادشاہ اسلام پر مارا کہ
بادشاہ کا شانہ زخمی ہوا بادشاہ نے بھی تلوار ماری کہ بازو طہماس کا بھی زخمی ہوا طہماس نے تیسرا ساطور مارا کہ بادشاہ کے سر پر پڑا
زخم سر چار پارہ ہو گیا اور غش کھا کر گرے لشکر اسلام نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا تلواریں کھینچ کر طہماس پر دوڑ پڑے ادھر سے
فوج کفار بھی دوڑی جنگ مغلوبہ ہوئی دن بھر تلوار چلی اور اہل اسلام نے خوب شمشیرزنی کی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے
خیموں کی طرف چلے طہماس کو لقا نے بیچ میں لے لیا تھا اور جواہر کی کشتیاں نثار کرتا ہوا خیمے میں آیا بختیارک نے کہا کہ اے خدا [illegible]
آج تو خدا پرست بچ گئے طہماس نے کہا کہ شام ہوگئی تھی اس باعث سے میں پھر آیا کل میرے ہاتھ سے یہ خدا پرست بچکر کہاں جاینگے

ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے مگر لشکر اسلام جو پھر کر فرودگاہ نہ
آیا اور خیمون کے لگانے لگوائے اور آپس مین صلاح کی کہ اب طبل جنگ پھر بجا ہے صبح کو کون مقابلہ کریگا اور اس دیو سے کون عہدہ برا ہوگا
آخر کو مشیران سلطنت نے صلاح دی کہ شہر عنظلی آباد کو چلو اور عمرو سے کہا کہ پہلے آپ روانہ ہوجیے عمرو تو آگے روانہ ہوئے لشکر اسلام
پیچھے چلا رات گذر کر صبح ہوئی تو لقا سوار ہوا چاہتا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی لشکر اسلام شہر عنظلی آباد کو بھاگ گیا بختیارک نے کہا
کہ اے طہماس ان لوگون کو مہلت نہ دینا چاہیے زندہ نہ رہنے پاوین اور اگر وہ شہر عنظلی آباد مین پہونچ گئے تو پھر انکا ہاتھ آنا بہت مشکل ہو
طہماس نے کہا کہ ملک جی مین انھین کب چھوڑتا ہون کہ وہ شہر عنظلی آباد تک پہونچین اور اے ملک جی تم لقا کو لیکر پیچھے پیچھے آؤ مین
آگے جاکر لشکر اسلام کو گھیرتا ہون یہ کہکر گینڈے کو دوڑا کر روانہ ہوا لشکر اسلام چلا جاتا تھا کہ طہماس پہونچا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو مین
تمھین کب چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے زندہ و سلامت نکل جاؤ اہل اسلام نے جو دیکھا اور آواز طہماس کی سُنی تھرتھرا گئے اور کہا غضب
ہوا کہ عزرائیل ہماری جان کا آ پہونچا مگر آپس مین صلاح کی کہ کچھ لوگ تو طہماس سے لڑین اور باقی بادشاہ اسلام کو لیکر آگے بڑہین آپس مین
صلاح کرکے بادشاہ کو لیکر چلے اور وہ جو لوگ رہ گئے تھے وہ طہماس سے لڑنے لگے مگر اب کب اُسکے منہہ پر چڑھ سکتے ہین گھڑی دو گھڑی
لڑے اور لیکر سب تیر انداز ہاتھ سے طہماس کے شہید ہوا باقی لشکر بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر بھاگا طہماس نے بارگاہ سلیمانی اپنے قبضے مین
کی اور پھر تعاقب مین لشکر اسلام کے روانہ ہوا لیکن بادشاہ اسلام بہوش نکلے ہوش مین آئے کہ ابھی سب کے شہید ہونے کی خبر بادشاہ اسلام
کو پہونچی بادشاہ نے چاہا کہ آپ جاکر طہماس کا مقابلہ کرین مگر کسی نے نہ جانے دیا اور کہا کہ اے شہریار شہر عنظلی آباد قریب ہے وہان چلیے یہ کہکر
روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے مگر نہایت اداس اور پریشان ہوا ئیان چہرے پر چھوٹتی ہین کہا
کہ یارو کہان جاتے ہو لوگ عنظلی آباد کے دین اسلام سے پھر گئے اور ہمارے دشمن ہوگئے ہر چند مین نے کہا کہ دروازہ شہر کا
کھول دو کسی نے نہ کھولا اور لڑنے پر مستعد ہوئے بادشاہ اسلام نے عمرو کے کہنے پر عمل نہ کیا اور سامنے شہر عنظلی آباد کے آکے پکار کر
کہا کہ سرکشی سے باز آؤ دروازہ شہر کا کھولدو اور جو نہ کھولوگے تو چند دن مین حمزہ صاحبقران پیدا ہونگے اور ایک ایک کو قتل کرینگے
یہ سنکر مالک ابن زر دشت نے کہا خیر جب حمزہ پیدا ہوگا اسوقت سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر کہا اپنے لوگون سے کہ تیر باران کرو ان خدا پرستون پر
بس قلعہ پر سے بارش تیر ہونے لگی بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ یہ لڑنے پر مستعد ہین اگر مین یہان اٹکتا ہون تو ادھر سے یہ لڑینگے اور ادھر سے
طہماس چلا آتا ہے تھارا مارا جانا تو ایک طرف ناموس سب برباد ہو جائینگے یہ سمجھکر سامنے آذر کوہ تھا اُسکے اوپر آئے اور تمام پہاڑ کو اپنے
قبضے مین کیا جابجا گھاٹیون پر لوگون کو بٹھا دیا وہ تیر و کمان ہاتھون مین لیکر مستعد لڑنے پر بیٹھے کہ کسی کافر کو پہاڑ پر ہم نہ آنے دینگے اپنی جان
دینگے لیکن ناموس اسیر کو بچائینگے اس عرصہ مین گرد و غبار کا ستون اٹھا اور علامت لشکر کفار کی نمایان ہوئی طہماس ابن طغفیل دیو چہرہ
دکھائی دیا آتا جلد طہماس آیا ہے کہ تین گینڈے رستے مین مر کر گر پڑے ہین چوتھے گینڈے پر سوار ہوکر آیا ہے پیچھے اُسکے فوج چلی آتی ہے تیسرے
پہاڑ کے پاس آکر پہونچا اب کوئی دو گھڑی دن باقی ہے طہماس نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائے اور خدا پرستون کو قتل کرے کچھ لوگ جو اسکے ساتھ
آئے تھے انھون نے روکا کہ اے خداوند ابھی ٹھہر کو آجانے دیجیے یہ خدا پرست جاتے کہان ہین پہاڑ پر گھرے ہوئے ہین کسی اور طرف
راستہ جانے کا نہین ہے طہماس بھی تھک گیا تھا اُنکے کہنے سے پھر کر خیمہ مین داخل ہوا اور فوج کو حکم کیا کہ چہار طرف سے پہاڑ پر نظر کرو
فوج اسکی گرد پہاڑ کے اُتری دوسرے دن لقا اور بختیارک اور تمام سردار مع لشکر آکر پہونچے طہماس نے ملازمت حاصل کی لقا نے
دست نجس اپنا اُسکی پیٹھ پر پھیرا اور کہا کہ تو میرا بندہ خاص الخاص ہے تیرے دم شمشیر مین سب خدا پرستون کی موت تقدیر کر دی ہے اُس دن بھی
لڑائی موقوف رہی لقا کو طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری لڑائی کی رہی اور پہاڑ پر سب مسلمان نمازین پڑھ پڑھ کر دعائین مانگا کیے
صبح کو لشکر کفار سوار ہوا طہماس نے کہا کہ طبل سکندری کو بجاؤ جیسے ہی چوب اُسپر پڑی صدا یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی
بادشاہ اسلام نے جب یہ صدا طبل سکندری کی سُنی فرمایا کہ ہم سب مارے جائینگے اور کوئی ہم مین سے نہین بچنے کا مین تم صاحبون سے

تجھ سے یہی کہتا ہون کہ جاکر لقاپرستی اختیار کرلو کہ جانین تمھاری بچ جائینگی اور جان ومال وناموس تم سب کا بچ جائیگا اور یہ کافر تمھارا دشمن نہین ہے سیرا دشمن ہے اگر تم اسکی شہر سے نیچے رہوگے اگر حمزہ صاحبقران پیدا ہونگے اور شہر میرا اہمال سنینگے تو یقین ہے کہ میرے خون کا عوض ان کافرون سے لینگے یہ سنکر سب نے عرض کیا کہ ای شہریار لاکھ جانین ہماری آپ پر سے ایک ناخن پا پر نثار ہین ہم آپکو اسوقت تنہا چھوڑ کے نہ جائینگے آرزو یہ ہے کہ جہان ایک بوند آپ کے پسینے کی گریگی وہان ہمارا خون ہویگا ہم لوگ امرون مین نہین ہین کہ اس وقت بیکسی مین چھوڑ کر تنہا چھوڑ کر چلے جائین بیت آن من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ۞ من آنم کاندر میان خاک وخون بینی سرے ۞ عرض رات بعجب غلغلہ سے لشکر کفار مین ناچ رنگ اور شراب خواری کی صحبت رہی اور لشکر اسلام مین نماز ودعا وگریہ وزاری تھی صبح کو لشکر کفار نے پہاڑ پر یورش کیا اور طہماس کرگدن سفید پر سوار ہوا اسماطور سیاہ گوش ستون سوہن کا مخفون اٹھالیا اور پہاڑ پر چلا چار طرف سے پہاڑ پر لڑائی ہونے لگی اہل اسلام نے ترکش اٹھا کر آگے رکھ لیے تھے کمانین ہاتھ مین لیکر جنگ کرنے لگے ان خطا شعارون پر مارنا شروع کیا عجب عالم تھا کہ قاصد قضا پیغام مرگ ہر ایک کو پہونچاتا تھا ہزارہا کا فر واصل جہنم ہوے اور گرد شعرون مین چھپنے لگے پھر کسی نے ارادہ نہ کیا کہ پہاڑ کیطرف کو رخ کرے جب طہماس نے یہ حال دیکھا تو گینڈے پر سے اترا دامن کمر واسطے لڑائی چڑھا ئین اور پکارا کہ ای خدا پرستو اب مین تمھین کب زندہ چھوڑتا ہون یہ کہا اور سماطور کو ہاتھ مین پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا راوی کہتا ہے کہ قد طہماس کا جو راسی ارش کا ہے اس قد وقامت پر کود کود کر ہوا چلا جاتا ہے لقا کا یہ عالم ہے کہ قہقہے مار کر ہنستا ہے اور کہتا ہے کہ ای بندگان من شیطنگی کو میرے دیکھو کسطرح ان بندگان خدائی پر جاتا ہے بہت مین نے تامل کیا کہ اب بھی یہ خدا پرست مجھے جانین اور سر مانین مگر انھون نے نہ مانا آج دریا سے قہر ربانی میرے جوش پر ہے ایک خدا پرست کو نہ چھوڑونگا یہ تو یہ کہ رہا تھا اور طہماس لڑتا ہوا چلا جاتا ہے تین گھاٹیان پہاڑ کی اسنے لے لین اور بہت مسلمانون کو شہید کیا ہے ایک گھاٹی باقی رہ گئی ہے طہماس اسپر بھی چلا پہاڑ پر چوٹی ہی ہوتی ہے اور کہ طہماس آ پہونچا اسوقت بادشاہ اسلام نے تاج دونون ہاتھون پر رکھکر محتاج درگاہ جناب ایزدی ہوکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارے کہ پروردگار عالم ای بیکسان وای یاور غریبان یہ وقت ہے مددگاری کا جبکہ تمھارا اگر باقی ہے تو اس کافر کے ہاتھ سے ہمکو نجات دے اور اسکی شر سے ہمین محفوظ رکھ اور پکارتے تھے ابیات

خداوندا شبم را روز گردان　　چه روز اندر جهان فیروز گردان
تو کی یاری ده فریاد هر کس　　بفریاد همه اینها بیکسان رس
شبی دارم سیه چون بخت امید　　درین شب روسفیدم کن چو خورشید

ای پروردگار عالم اس وقت ہم مین کوئی نہین ہمارا سواے تیری ذات کے بجز دعا مانگنے کے تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا کہ از قدرت سبحان لم یزل وعزیز بے بدل از جانب بیابان گرد ایسے برخاست گرد تیرہ وتیرہ وخیرہ خیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ و بیابان گرد دیدہ مین درد زیدہ غلطان و پیچان مانند زلف معشوقان مہ وشان با صورت دود دل عاشقان نیمجان بلکہ سواد دیدہ انتظار کیطرح نور سیاہی کیے پردہ گرد مین شاہد مقصود کا جلوہ ہی نظر ہم

از دامن دشت کوه وا و رنگ　　گردی برخاست ملو طیار رنگ
گرد دامن آنچنان غبار سے　　رخسار مهر و شهر یار ر سے

جسوقت گرد نزدیک پہونچی بادسے مارا گرد کو اور گرد نے مارا باد کو دامن گرد شگافتہ ہوا چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا دکھائی دیا اور آگے آگے ان چار لاکھ سوار کے چالیس ہزار جوان مروارید پوش اور ایک نقاب دار مرصع پوش سب کے آگے دو نقابدار دستے بائین ایک نقابدار پلنگینہ پوش دوسرا سبز پوش پیچھے جلوس سواری کا تھمتا تھا ان شتر بالین تھیان باجون کی خاصبرداروں کے غول کے غول اور مرکب تازی جیسے عربی باساز ویراق مرصع دو دو سائس جنو ر یان ہاتھون مین لیے ہوے کہ گھوڑون پر نہ بیٹھے پائے اور چار چار سو ار ایک ایک جالتہ پوش بکتر پوش چار آئینہ بند جوش بردوش چلے آتے ہین اور آگے نقابدار کے چار ہزار رستقے باندلے کی لنگیان انکے بندھی ہوئی ہزار سے دبانون پر مشکون کے چڑھے ہوے اور زرہ جیبان بانات کی گلون مین پہنے ہوے مشروع کے پاجامے پہنے ہوے موٹے موٹے کڑے گنگا جمنی ہاتھون پڑے گلاب کیوڑا پانی مین ملا ملا کر چھڑکتے آتے ہین نقابدار اسکر اس مقام پر پہونچا اور ایک طرف کو قائم ہوا اور عیار کو اپنے خبر کے واسطے بھیجا کہ حال دریافت کرے یہ کیا معرکہ ہے عیار خبر کے واسطے

روانہ ہوا لیکن بختیارک کا یہ حال تھا کہ جب تک لقا بدار نہ آیا تھا یہ بحواس خواصی مین لقا کی بیٹھا تھا ہر دم ہ اونچا ہوتا تھا اور صحرا کی طرف
دیکھتا تھا وہین دفعہ جو اس سے یہ حرکت صادر ہوئی تو القاب و انساب نے کہا ای بختیارک یہ تجھے کیا بیقراری ہی کہ ہر مرتبہ اونچا
ہوتا ہی اور صحرا کی طرف دیکھتا ہی کیا تیرے پیٹ مین درد ہوتا ہی بختیارک نے کہا کہ حضور درد تو نہین ہوتا ہی مگر دیکھتا ہون کہ خدا پرستون پر
مصیبت گذر چکی اور نوبت انکی جان پر پہونچی ہی قریب ہی کہ مارے جائین اور خدا پرستون کو مرنے کی عادت نہین ہی مین دیکھتا ہون کہ
ابھی تک کوئی مددگار انکا نہین آیا ایسے وقت مین فرشتے آسمان سے انکی مدد کو اترتے ہین القاب و انساب نے کہا کہ او بادرنجیلا کوئی دم مین
یہ خداپرست مارے جاتے ہین کوئی انکا نام لیوا پانی دیوا باقی نہ رہیگا یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ ای القاب و انساب بھاگنے کی فکر کرو کوئی
دم مین بھاگا چاہتے ہو انھون نے کہا کہ یہ کیا بدشگونی کے کلمے منہ سے نکالتا ہی اتنا کہہ رہے تھے کہ مین لقا بدار پیدا ہوا بختیارک نے ایک ہاتھ سر پر
اور ایک پیٹ پر دھرن پر رکھکر تا دھننا تا دھننا کہکر ناچنا شروع کیا اور پکارا صلوات بر محمد و لعنت بر لات عزی و منات ملک الموت طہماس کی
جان کا آ پہونچا ادھر عیار نے جا کر لقا بدار کو خبر کی کہ اہل اسلام ہاتھ سے طہماس کے تنگ آ کر پہاڑ پر چڑھ گئے ہین اور طہماس بھی پہاڑ پر چڑھ گیا
ہی کہ سب کو جا کر قتل کرے یہ کلمہ سنکر لقا بدار بہت برہم ہوا اور کہا کب سے زندہ چھوڑتا ہون کہ پہاڑ پر جاسکے بس یہ کہکر گھوڑے کو دوڑایا اور نعرہ کیا
او گبر ناہنجار و ای کشندہ ناتراش و نامرد ازلی و ابدی کہان ان زخمیون پر جاتا ہی ٹھہر جا اور بہادرون سے مقابلہ کر یہ کہکر دامن گردانا اور آستینین
چڑھا کر چاہا کہ پہاڑ پر چڑھے طہماس نہایت غیظ و غضب مین پہاڑ کے اوپر چلا جاتا تھا کہ آواز لقا بدار کی سنی کچھ خیال نہ کیا اور پھر آگے کو روانہ ہوا
لقا بدار بھی اوس پہاڑ پر چڑھا اور پھر نعرہ کیا کہ نہین سنتا او ٹھہر جا کہ ہم آ گئے طہماس نے پیچھے پھر کر دیکھا اور لقا بدار پر
اسکی نگاہ پڑی پکار کر کہا کہ او اجل رسیدہ قضا تیری تجھکو میرے پاس لیکر آئی ہی پہلے تجھکو قتل کرتا ہون پھر اُنسے سمجھ لونگا یہ کہکر لقا بدار کی طرف
پھرا اتنے مین پہنچ سکے تھے کہ ابھی بیس پچیس قدم کا فاصلہ طہماس سے اور لقا بدار سے تھا کہ لقا بدار نے دونون پانون جما کر جست کی کہ طہماس
آ پہونچا طہماس نے ساطور لقا بدار پر مارا لشکر لقا دیکھ رہا تھا کہ لقا بدار نے جھپکی دیکر ہاتھ مروڑ کر ساطور چھین لیا اور دونون لقا بدار کبھی پیچھے پیچھے
ستھے انکی طرف ساطور پھینکا اور کہا کہ یہ قلم تراش خوب ہاتھ آیا ہی اسے بھی طرح سے رکھو لقا بدار پلنگینہ پوش نے اُس ساطور کو ہاتھ مین روک لیا اور
لقا بدار سبز پوش کی طرف پھینکا اسنے بھی اسی طرح ساطور کو روکا بختیارک نے جو یہ نقشہ دیکھا تو کہا یہ تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ اتنے بڑے ساطور کو
قلمتراش بنایا غرض طہماس نے غصے مین آکر تیغہ لقا بدار پر مارا لقا بدار نے تیغہ بھی چھین لیا اور زنجیر کمر مین طہماس کے ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچکر زور کیا کہ لنگر طہماس کا ٹوٹ گیا ہاتھ پر بلند کیا اور اسی طرح چرخ دیکر لقا بدار پلنگینہ پوش کی طرف پھینکا کہ لینا اسے بھی لقا بدار
پلنگینہ پوش نے بڑھ کے ہوا اسے لیا اور لقا بدار سبز پوش کی طرف پھینکا اسنے بھی بڑھ کے ہوا روک کر زمین پر دے مارا اور مشکین باندھکر
پہنچا عیار کے حوالے کیا کہ لیجا اسے بختیارک نے جو یہ تماشا دیکھا تو ایک دوہتڑ سر پر لقا کی مارا اور کہا کہ ارے نالائق اب تدبیر
گریز کر نہین تو مارا جائیگا اور پکڑا جائیگا یہ باتین ہوتی تھین کہ لقا بدار مع سبز پوش مثل شیر غضبناک کے لشکر لقا پر گرا اور فوج لقا بدار کی
فوج کفار پر گری اہل اسلام بھی پہاڑ پر سے اترکر شریک لقا بدار کے ہوے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ہزار ہا کافر مارے گئے
لقا بدار مع سبز پوش نے علمدار کو مع علم قتل کیا فوج کفار شکست کھا کر بھاگی اور لقا یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ای بندگان من تدبیر گریز کردم
اور لقا بدار پیچھے پیچھے قتل کرتا ہوا چلا جاتا تھا جہان کا فرون کا پڑاؤ تھا وہان بھی انکو ٹھہرنے نہ دیا اسپکا فرمال و اسباب چھوڑ کر بھاگے اور
لوٹنا شروع ہوگئی گھوڑی کے پیچھے لقا بدار کے چلا آتا ہوا ور لاکھون دعائین لقا بدار کو دیتا جاتا ہی لقا بدار تعاقب مین لقا کے چلا جاتا ہی یہانتک
کہ لقا مع القاب و انساب جا کر قلعہ آذر کوہ مین داخل ہوا اور کہا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرو کافر جو پیچھے بھاگے چلے آتے تھے سر دھنتے
چلائے کہ ہمکو بھی قلعہ کے اندر آنے دو مگر کسی نے نہ سنا گولے مارنا شروع کیا مثل مشہور ہی ایسا ہاتھی اپنی فوج کو مارے آخر کار یہ
سپاہ کافر پلٹے اور لقا بدار سے عرض کیا کہ ہم مسلمان ہوتے ہین لقا بدار نے انکو تشفی اور دلاسا دیا کہ اچھا تم جاؤ اور شریک لشکر
اوس نے قسم کھائی ہی کہ لقا کو بغیر مارے ہوے یا گرفتار کیے ہوے گھوڑے پر سے نہین اترونگا یہ کہکر سامنے قلعہ کے آ پڑا

توجوان ہی کہا اے نقابدار تو نے کارنمایان کیے ہین صاحبقران ممنون و شاکر ہین تیری بہت تعریفین کرتے ہین تو میرے ساتھ چل چل
کہ امیر شاد ہونگے اور نہین تو پہلوان آنگے تجھے باندھ لیجائینگے نقابدار نے کہا کہ تم مجھے نصیحت نہ کرو جو تمھارے زبردست ہو سکے تو
نہ کرو عجیل نے نیزہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر رد کیا لگی نیزہ بازی ہونے لگی بعد چار گھڑی کے نقابدار عجیل ماہرو کے
گھوڑے کی بیکل نکال لیگیا لشکر مین نقابدار کے علم جلوہ گری پر آئے عجیل کو برا معلوم ہوا اڈنڈ بیرے کی نقابدار پر ماری نقابدار نے
نیزے کی ڈانڈ پر روکی آخر نیزون کے پرچے اڑ گئے ہاتھ سے نیزے پھینکدیے عجیل ماہرو نے گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے گرز پر رد کیا
تگرطراقے کی آواز آسمان تک پہونچی شورہ گرد مین نقابدار پوشیدہ ہوا عیار نقابدار نے گرد گرد چرخ مارکر آواز دی آقا حریف زبان درازی
کرتا ہے نقابدار ہوش مین آیا عجیل نے تین گرز پیہم نقابدار پر مارے تینون ضربین نقابدار نے رد کرکے ایک ضرب ایسی ماری کہ چھٹی کا
دودھ زبان پر لذت دیگیا مگر مرکب کی ٹوٹ گئی عجیل بیہوش ہوگیا عیار عجیل کا عجیل کو ہوش مین لایا مرکب کو مردہ پایا عجیل تلوار کھینچکر کودا
کہ مرکب نقابدار کے پے کرے نقابدار مرکب سے کود پڑا تلوار عجیل کی خالی گئی آخر کشتی ہونے لگی پانچ دن رات کشتی رہی پھر دن نقا
کر عجیل نقابدار کو سات قدم ریل کرلیگیا اور جھٹکا دیا کہ واہنا زانو نقابدار کا آشنا زمین ہوا نقابدار نے لنگ مارا عجیل نے ہر چند زور کیا
لنگر نے جنبش نہ کھائی ابکی نقابدار عجیل کو ریل کرلیچلا نو قدم تک لیگیا وہان جھٹکا دیا کہ دونون زانو عجیل کے آشنا زمین ہوئے
مگر عجیل نے بھی لنگ مارا کہ پشت پا تک غرق ہوگیا نقابدار نے بھی زور کیا مگر لنگ عجیل کا نہ ٹوٹا نقابدار نے کہا کہ اے عجیل بس آزمائش
ہو چکی جاؤ مین نے تمھین چھوڑدیا اتنے مین ہاشم مرکب کو چمکا کر آیا اور کہا کہ اے نقابدار صبح کو تو ہے اور مین ہون کل معلوم ہوجائیگا دونون
لشکر پھر گئے نقابدار اپنی بارگاہ مین آیا نقابدار پلنگ پر بیٹھا ہوش نے پوچھا کہ عجیل کو کیسا پایا نقابدار نے کہا کہ بہت زبردست ہے ادھر
ہاشم نے عجیل سے پوچھا کہ نقابدار کو کیسا پایا عجیل نے کہا کہ نقابدار بہت زبردست ہے جس وقت اسنے کہا کہ جا مین نے تجھے بخشا مین غنیمت سمجھا
ورنہ مجھے یقین ہوگیا تھا کہ نقابدار پکڑ لیجائیگا نقابدار حمزہ سے کم نہین ہے دیکھیے آبرو کیونکر رہتی ہے مین نے تو نقابدار کو ایسا پایا کہ حمزہ بھی
اسکا کچھ نہ کرسکیگا ہاشم نے کہا کہ صبح کو معلوم ہوجائیگا غرض دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
جب صف آرائی ہوچکی ہاشم میدان مین آیا مبارز طلبی کی نقابدار نے کہا کہ اے سرخ پوش یہ بیٹا امیر کا ہے اور طرفدار قاسم کا ہے
نقابدار نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور مرکب کو اڑا کر مقابلہ ہاشم کا کیا اور کہا کہ اے ہاشم تو ہوا خواہ قاسم کا ہے اور یہ لائق ہے کہ ذات کا نتا ہے لاتو
ایسا ہاشم نے رجز ادا کیا قاسم نے نیزے پر اسکا نیزہ روکا نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند طعن کے نیزہ ہاشم کا ٹوٹ گیا ہاشم نے غصے مین
... نقابدار نے رو کیے اور اپنا گرز ہاشم پر مارا کہ مرکب ہاشم کی ٹوٹ گئی مرکب گرا پاؤن ہاشم کا رکاب مین
... ہاشم کا وکر گون دیکھا کہا جاؤ اسے وہ تمھاری ہاشم بیہوش ہوگیا لوگ لیگئے بعد اسکے پھر ... کے گرد
اور عیار کاشتی اٹھا شاہزادہ تھا ورسپاہ مع سپاہ ترک و خاوری آن پہونچا حال عجیل و ہاشم کا سنکر چاہا کہ مقابلے کو نقابدار کے جائے
رفیقون نے سمجھایا آج تامل فرمائیے نقابدار ہاشم سے لڑ چکا ہے کل سمجھ لیجیے گا طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو طبل جنگ
دونون لشکرون مین بجا سرداران دست چپ اور دست راست ہتھیار پہونچنے جاتے ہین عمرو کو بھی خبر گئی واسطے آیا اسنے دیکھا کہ سب
لگا بار سے بدیع الزمان لندھور و مالک وغیرہ بیٹھے ہین اور قاسم و نقابدار سے صبح کو مقابلہ ٹھہرا ہے یہ خبر لیکر خدمت امیر مین آیا اور
اور نقابدار کی تعریف از حد کی اور کہا کہ کل قاسم و نقابدار سے لڑائی ٹھہری ہے امیر نے کہا کہ تم شوکت و شان نقابدار کی بیان کرتے ہو کیا
کا نقابدار ایسا ہی ہے عمرو نے تبسم کیا اور کہا کہ اے حمزہ مین نے نقابدار کو ایسا دیکھا ہے ... سردارون کو ... کے ایک سانس
پانی پینے لگا امیر یہ سنکر بہت پریشان ہوئے اور سمجھے کہ نقابدار ... بدیع الزمان ... سے کہا کہ تم نشانی ہمارے ... کو لیجاؤ
اور قاسم سے کہنا کہ جب تک ہم نہ آئین تم نقابدار سے نہ لڑنا کہ ہمکو بہت اشتیاق تمھارا اور نقابدار کی لڑائی کا ہے ...
صاحبقران کا لیکر روانہ ہوا اسوقت آ پہونچا کہ جب دونون لشکر میدان مین آ گئے تھے اور قاسم و نقابدار مقابل یکدیگر ہوچکے تھے قریب تھا

کہ نہرہ بازی ہوا سننے میں بطور سرکن پہونچا اور قاسم کو پیغام امیر کا دیکر پھر نشانی دکھایا قاسم نے نقابدار سے کہا کہ میں ناچار ہوں فرمانا امیر کا
رد نہیں کر سکتا خلاف حکم کیونکر کروں خیر کل ہمارے اور تمہارے لڑائی ہوگی نقابدار نے کہا کہ جا آج تو تیری کل ٹل گئی جان بچ گئی غنیمت ہے
قاسم نے کہا اگر پیغام امیر نہ آتا تو تجھکو معلوم ہو جاتا دیکھنا کہ کل تیری کیسی خدمت کرتا ہوں نقابدار نے کہا کل بھی دور نہیں غرض طبل بازگشت کا
دونوں طرف بجا کر اپنے خیموں میں آئے دوسرے دن جو صاحبقران آئے تمام سرداران استقبال کر کے لائے امیر بارگاہ میں بیٹھے کیفیت ماجرا
کہا کہ ای برادر تم تو آ چکے ہو نقابدار کو کیسا پایا عرض کیا کہ ای شہریار جس وقت نقابدار نے مجھسے پانچ روز لڑ کے کہا جاؤ میں نے تمہیں بخشا ایسا
غنیمت سمجھا کہ آبرو رہ گئی اور میں پھر آیا امیر نے عمرو سے کہا خواجہ کسی طرح نقابدار کی جا کر خبر لاؤ کہ یہ کون ہے بدیع الزمان سے زیادہ مشتاق
اور تمام سرداران دست راست و دست چپ جانتے تھے کہ حال نقابدار کا معلوم ہو عمرو نے کہا کہ ای حمزہ تو جانتا ہے کہ میں تین چیزوں سے
ڈرتا ہوں ایک تو دریا سے کہ کشتی کو کشکول ملک الموت جانتا ہوں کہ جہاں غڑپ شڑپ ہوئی ڈوبا دوسرے جادوگروں سے کہ جہاں
دو دانے ماش کے سحر کر کے مارے ہاتھ پاؤں اینٹھ کر رہ گئے تیسرے نقابدار سے کہ جہاں اسنے چشم حیا پر تیغ بے حیائی ڈال لیا پھر کسی کی
مروت کسی کی نہیں رہتی حمزہ میں نہ جاؤنگا اور کسی کو بھیج دوسرے میں بیچارہ مفلس قرضدار مجھسے کیا ہو سکیگا امیر نے کہا کہ خواجہ
دو ہزار روپیہ ہم تمہیں دینگے اور دو ہزار بادشاہ اسلام سے فرمائے کہ ہم دینگے پھر بدیع الزمان اور قاسم و لندھور وغیرہ نے
دینا قبول کیا عمرو نے کہا کہ نقد منگاؤ اگر مجکو دیدو کہ مثل کہتے ہیں مثل تا نباشد دستے نہ چیتیا اور نکمہ دیکھے ہوا الغرض سب نے روپیے
منگوا منگوا کر دیدیے عمرو نے نذر زنبیل کیے اور بانسہ عیاری کے بدن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا جب قریب لشکر نقابدار کے پہونچا
صورت فقیر کی بنائی رومال ہاتھ میں لیکر داخل لشکر نقابدار ہوا لشکر بہت آراستہ دیکھا دروازہ بارگاہ پر آیا دیکھا کہ لوگ کچھ عیاروں کو پکڑ
لیئے آتے ہیں عمرو نے دیکھا کہ سیارہ اور رامیہ اور سمک اور ابوالفتح ہیں کہ نقابدار اٹھا عمرو نے دیکھا ایک جوان رعنا ہے اور بسکہ
نقاب پڑی ہے بلکہ عجیب دبدبہ چہرے پر ہے عمرو بارگاہ کے اندر آیا دیکھا عیار نقابدار کہ اسکے منہ پر بھی نقاب پڑی ہے وہاں منشی گفتگو اتنی کر
اسنے عرض کیا کہ چند عیار لشکر اسلام کے واسطے تفحص حال حضور کے آئے تھے وہ گرفتار ہوئے انکے حق میں کیا حکم ہوتا ہے اور کچھ
کان میں کہا کہ بڑے مرشد فقیر بیٹھے ہیں نقابدار نے کہا کہ ای برادر انکا مجکو اختیار ہے جیسا مناسب وقت ہو انکے حق میں کرو اسنے کہا
بہت اچھا اور عیاروں کو بلایا کہا کہ دست راستی اور دست چپی الگ ہوں بدیع الزمان کے طرفدار علیحدہ اور قاسم کے طرفدار علیحدہ
دونوں طرف کے عیار الگ الگ ہوئے جو جو عیار قاسم کی طرف کے تھے کہا کہ انکے لباس چھین لو سوائے پائجامہ کے کچھ نہ
اور چھوڑ کر کہا خبردار جو پھر آئے تو جان سے مار ڈالے جاؤگے اور طرفداران بدیع الزمان کو خلعت دیکر کہا کہ سوا اسکے صورت
مبدل کر کے آئے تھے جاؤ پھر ایسی حرکت نہ کرنا بدیع الزمان کی خاطر سے تمہیں کچھ نہ کہا وہ سب سمجھے کہ جان بچی اور لشکر اسلام
کی طرف روانہ ہوئے لیکن یہاں اسباب جو عیاروں کا رکھا ہوا تھا انہیں سے ایک خنجر مرصع نگار نقابدار نے اٹھا کر عمرو دیا اور کہا
کہ شاہ صاحب یہ خنجر لو اور فروخت کر کے خرچ اپنا کرلو اور پھر ہمارے پاس آنا عمرو نے وہ لگ کر وہ خنجر نقابدار کے ہاتھ سے لیا اور
دعائیں دینے لگا کہ پیچھے سے عیار نقابدار لپٹ گیا اور کہا کہ باش ای دزد باریک گردن نقابدار نے کہا کہ او کمبخت فقیر کو کیوں پکڑا
ہے اسنے عرض کیا کہ یہ وہی کہنہ دزد ہے اسکو ابھی قتل کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ ای نقابدار میں عمرو نہیں ہوں نقابدار نے کہا کہ اسکو
شکنجے میں کھینچو اگر عمرو ہے تو قبول دیگا عجب شکنجہ آیا اور عمرو نے دیکھا کہ شکنجے میں مرجاؤنگا عیار نقابدار سے کہا کہ سبحان اللہ تجھسے بڑا
عیار نہوگا تو نے مجھے خوب پہچانا ہاں عمرو ہوں نقابدار نے کہا کہ خواجہ کیوں آئے تھے عمرو نے کہا ای نقابدار حمزہ تجھسے
خائف ہے مجھکو بھیجا تھا کہ نام نقابدار کا دریافت کر اور مجھکو بہت سا روپیہ دینے کو کہا تھا نقابدار نے کہا کہ خواجہ تم صورت اپنی
دکھاؤ عمرو نے اپنی صورت اصلی بنائی نقابدار نے کرسی بیٹھنے کو دی اور کشتیاں روپیہ اشرفی و جواہر کی پیش کیں اور کہا
ای خواجہ اگر مجھے نام اپنا ظاہر کرنا ہوتا تو میں نقاب کاہیکو منہ پر ڈالتا اور تم میرا افشا سے راز کرنے کو آئے تھے خیر اب میں

پہنچان گیا تھا اور لندھور کلاہ کو کج کر کے پکارا کہ نقابدار کی خبر لو عیار نقابدار دوڑا گرد گرد گے چرخ مارا چھاگل سے پانی
نکال کر چھڑک دیا گرد بیٹھی دیکھا کہ نقابدار بیہوش ہو گیا ہے اور دریا سے عرق میں غرق ہے عیار نے پکارا کہ اے نقابدار عالی مقدار
ہوش میں آئیے حریف زیادتی کرتا ہے نقابدار نے آنکھ کھولی مرکب کو دیکھا تڑپ سا ہے کو دوڑا ہیٹ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قائم کیا
دیکھا کہ عرصہ زندگی کا اُسپر تنگ ہے دق تنگ ہو کر ہاتھ سے ٹیک دیا اور ہاتھی پر لندھور نے جھپٹ پڑا چھوڑا ایک جھٹکا دیکر کاسہ سر
کھینچ لیا لندھور کو دیکھا اور کہا کہ ای نقابدار غضب کیا کہ تو نے میرے ہاتھی کو مار ڈالا اس بے زبان نے تیرا کیا کیا تھا نقابدار نے
کہا کہ تو نے میرا گھوڑا مار ڈالا میں نے اسکا عوض لیا لندھور نے کہا میں نے دانستہ نہیں مارا اب میرے گرز کی نہ لاسکا اور تو نے تو دیدہ و دانستہ
میرے ہاتھی کو مار ڈالا خیر جو تو نے کیا بہتر کیا اب تجھکو باندھ کے صاحبقران کے پاس لیجاؤنگا یہ کہکے ہتھیار ہاتھ سے ڈالکر دوڑا
نقابدار نے جو لندھور کو ہم تن دیکھا سپر و تلوار رکھکر آستین چڑھا کر یہ بھی دوڑا ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ
گردن پر رکھا غرض ایک ایک ہاتھ گردن پر رکھکر سروں کو ملا کر پنجہ ڈالی کہ پیوست ہاتھوں کے اثر کچھ عجب نہ تھا کہ تاب آہنی مقابل
ہوتا تو وہ بھی سرمہ ہو جاتا دستیاں ساتھ زبردستی کے چلنے لگیں بھاشے کے داؤں پیچ ہونے لگے خمون کی آواز سے رن گونج گیا
نقابدار شل ہو گئے چاک چاک کہ اس خوبی سے لڑا ہے کہ ہر شخص کی زبان پر واہ واہ جاری ہے لندھور بھی باوجود پیرانہ سالی کسی
مقام میں نقابدار سے دبتا نہیں ایک بار نقابدار لندھور کو نیچے پکڑ لایا صاحبقران نے جو یہ حالت دیکھی دعا مانگنے لگے
کہ خداوندا لندھور کی تو آبرو رکھنے والا ہے ادھر نقابدار نے گھٹنا مارا کہ اگر پہاڑ پر مارتا تو وہ بھی اپنی جگہ سے جنبش کر جاتا مگر لندھور نے
زمین [illegible] سے ٹھوکر مار کر سامنے کھڑا ہو گیا نقابدار کو پکڑ لیا لندھور نقلی ڈوب گئے نقابدار کو نیچے لایا امیر بہت
خوش [illegible] لندھور چاہتا تھا کہ دبا کر بیٹھے مگر نقابدار نیچے سے نکل گیا ایسا لطف تمام لشکر کو اس کشتی میں آیا کہ کسی کی کشتی میں
نہ آیا [illegible] سے واہ واہ بلند تھی آخر کار ایسی تھکا ہوئی تھی کہ جہاں گھڑی دو گھڑی لڑتے تھے پسینا یہاں تک بہتا تھا
کہ کیچڑ ہو [illegible] چھ شبانہ روز کشتی رہی ساتویں دن کو جدا کیا اور کہا کہ بہادر دو آفرین ہے تمپر اب تو میرے فیصلہ ہو گا کل
[illegible] کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں یہ کہکر نقابدار اپنے خیمے میں آیا صاحبقران ادھر [illegible] لندھور
نقابدار [illegible] لندھور نے عرض کیا کہ واقعی نقابدار زبردست روزگار ہے خدا نے میری آبرو رکھ لی آپ
[illegible] امیر نے فرمایا کہ کبھی تم بھی تو کہیں نہیں گئے خیر اب میری باری ہے خدا مالک ہے یہاں
نقابدار [illegible] سامنا ہی نقابدار نے کہا کہ حمزہ کے پاس اشقر سا مرکب ہے اسکے برابر
کہیں دوسرا مرکب [illegible] کے پاس خنگ سیہ قیطاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا مرکب ہے کہ وہ
اشقر کے مقابل ہے نقابدار نے صبح پوش سے پوچھا کہ وہ مرکب کہاں بندھا ہے بلنگینہ پوش نے بتایا نقابدار نے صبح پوش
نے کہا ابھی جا کے لاتا ہوں ہر چند نقابدار بلنگینہ پوش نے منع کیا کہ تم نہ جاؤ صاحبقران سے ننگ ہے نقابدار صبح پوش نے
نہ مانا اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا جب لشکر امیر میں پہنچا اصطبل میں گیا خنگ سیہ قیطاس کو کھولا اور ساز اسکا اٹھا
لگایا لوگوں نے اصطبل کے چاہا کہ روکیں نقابدار صبح پوش نے کہا کہ اگر تم لوگ روکو گے تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے
اور میں گھوڑا لیجاؤنگا بہتر یہی ہے کہ تم دخل نہ دو امیر مجھسے سمجھ لینگے اس رعب سے یہ کھلے کہ کسی کا حوصلہ نقابدار کے روکنے
کا نہ پڑا نقابدار خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا اچھی طرح بندھوایا بارگاہ میں آکر بیٹھا سارا حال نقابدار
بلنگینہ پوش سے بیان کیا نقابدار بلنگینہ پوش نے کہا کہ امیر آتے ہی ہونگے یہاں امیر بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سرکاروں نے
عرض کی کہ نقابدار خنگ سیہ قیطاس کو اصطبل سے کھول لیگیا امیر سنتے ہی برہم ہوئے اور کہا کہ نقابدار نے مجھے کیا سمجھا میں
ابھی جا کر اپنا گھوڑا لاتا ہوں اور بارگاہ سے نکلکر اشقر پر سوار ہوئے لشکر نقابدار کا راستہ لیا [illegible]

کہ رہا تھا کہ اگر امیر آئیں تو کیا جواب دو گے نقابدار نے کہا کہ سمجھا جائیگا امیر نے جو اندر بارگاہ کے قدم رکھا لطریق اہل اسلام سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا اور تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور امیر کو مسند پر بٹھایا آپ پائیں مسند بیٹھا عطر دان پاندان جنگیر چوگھڑے حاضر کیے ناچ ہونے لگا جلسہ جمانا زنینان خوش الحان نے بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی غزل

جا رہتی جنکو ہمیشہ مری بیخوابی سے
مر ہی جاتے ہیں اگر ہم کبھی بیتابی سے
جاگ اٹھی شب تکلیف میں اک سنا ولپٹ کے
آنکھیں یاقوت ہوئی ہیں مری بیخوابی سے
بجھ گئی دل کی لگی داغ میں چمکا کیا
ترہیں نظریں گل رخسار کی شادابی سے

زلف کے بیچ میں ہے زمین لحد کی آنکھ بھر
مرتے کبھی جبین امیر نہ مینا بیتابی سے
نہ دیا جبکہ مدد مہر نے مہ کعبہ بر رام
کیا توقع ہمیں اس گنبد دولابی سے
رکھی آج بھی امید شہادت تسلیم
پھر گئی آکے اجل تیغ کی بے آبی سے

عجب لطف ہے دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے حبیب دماغ امیر کا بادہ ناب سے گرم ہوا امیر کا یہ عالم ہے کہ نقابدار کو دیکھتے ہیں اور باغ باغ ہوئے جاتے ہیں یہ جی چاہتا ہے کہ اسکو گلے سے لگا لیجیے تصدق ہو جیے اور سب غصہ بارا دل میں کہتے ہیں کہ اگر اشقر بھی مانگے تو اچھا ہے مگر لاچار ہیں کہ آئے تھے گھوڑا لینے کے واسطے کچھ کہنا ضرور تھا نقابدار کی طرف دیکھکر کہا کہ بھئی یہ کیا تھا کہ تم میرا گھوڑا کھول لائے کیا اپنی زبردستی اور بانکپن مجھکو دکھاتے ہو آج تک مجھپر کوئی غالب نہیں ہوا اور کوئی میری شئے آج تک اسطرح نہیں لایا کہ جسطرح تم میرا گھوڑا کھول لائے جلد میرا گھوڑا منگوا دو لقا نقابدار نے کہا صاحبقران میں بھی آپ کا اور گھوڑا بھی آپ کا ہے مگر کل میرے اور آپ کے مقابلہ تھا اور میرے پاس کوئی ایسا گھوڑا نہ تھا کہ جو اشقر سے مقابلہ کرے اگر آپ اشقر پر سوار ہوں تو مجھے شکست دیجیے اور اگر آپ خفا ہوں تو مجھکو اشقر مرحمت فرمائیے امیر نے فرمایا کہ اگر یہ تھا تو مجھسے کہلا بھیجا ہوتا میں بھیجدیتا اسطرح کے لانے کی زبردستی گھوڑا لیگیا نقابدار نے کہا کہ اے شہریار کل میرے اور آپ کے فیصلہ ہے اگر آپ مجھپر غالب ہوں اسباب آپ کا اور میں بھی ایک ملازمان حضور میں سے ہوں اور جو یہ حقیر ملازمان عالی پر غالب ہوا تو سب کچھ میرا کی طرف سے حضور کو ملال ہے تو گھوڑا لیجائیے امیر نے کہا کہ میں نے گھوڑا بادشاہ اسلام کو دیا ہے فقط اسکا خیال گھوڑا پایا تم رہنے دو سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے تینوں نقابدار دروازہ بارگاہ تک پہونچانے کو آئے رخصت ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی بارگاہ میں تشریف لائے اور حکم کیا طبل جنگ بجے ادھر لشکر نقابدار میں دونوں طرف تیاری ہونے لگی ہر شخص اپنے اپنے آلات حرب کو درست کرنے لگا کسی کا یہ عالم تھا کہ بیٹے ہوئے آبدار کرتا تھا کوئی سپر کو صیقل کیا چار آئینے کو صاف کر رہا ہے کسی کے آگے منقل آتشیں رکھی تھی کمان جسپر جلہ درست کر رہا تھا ترکشوں کو انڈیل کر جس تیر کا پیکان یا سوفار جاتا رہا تھا نکال کر پھینکتے جاتے تھے اور جو تیر ترکشوں میں رکھنے تھے کہ بوقت جنگ کوتاہی نہ کرے بعضے تلواروں کو سنگ چڑھا رہے تھے کہ دل انکا کند ہوا جاتا تھا بعضے نیزوں کو چرخ چڑھا رہے تھے کہ عقل تیز چرخ کی چرخ گئی کہ دیکھیے اب کیا ہوگا بعضے لوگ آپس میں بغلگیر ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے کل گردون دون اور زمانہ بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک ذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے کل دیکھیے تخت سلطانی کسکی قسمت میں لکھا ہے اور تختہ تابوت کسکی قسمت میں ہے اشعار

کہ فردا بکام کہ گردد فلک
و یا خود شود گرد گلشان یک بیک
زرید کہ خواہر شدن ناپدید
کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید

قطعہ

بیا ای دوست یا من باش امروز
کہ فردا من کجا باشم کجا تو
ندانم باز گردد ملاقات
تربانی من ترا بینم مرا تو

گرا تاج اقبال بر سر نہند
گرا تخت تابوت بر دو برند

سب کہتے تھے کہ کل نقابدار اور صاحبقران سے مقابلہ ہے اگر صاحبقران غالب آئے تو بہتر والا نقابدار کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کرینگے یہ نہ ہوگا کہ کسی طرح ذلیل ہوں بعض کہتے تھے کہ حضرۂ قدرت رب جلیل شاگرد جبرئیل ہے امیر کو کوئی غالب ہوا ہے جو یہ غالب ہوگا ایسے ایسے نقابدار کتنے ہی آئے اور زیر ہوئے اسکو بھی امیر

زیر کرینگے اسباب حرب کیسکے واسطے درست کرین ادھر بھی اہل اسلام ہین اور ادھر بھی اہل اسلام ہین بعضون نے کہا کہ بھائی
وقت بیوقت ہر سپاہی کو اپنے کمبل کاٹنے سے درست رہنا چاہیے ہتیار تو درست رہین غرض چار پہر رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی وقتیکہ آفتاب گلرنگ از دریچہ خرچنگ سر برآورد و این عالم ظلمانی را از نور خویش منور و مزین کرد اسپید صبح ہوئی شغل خیل
ذیل ذیل قشون قشون تمپین تمپین دستے دستے گروہ گروہ انبوہ انبوہ میدان کی طرف چلے جاتے ہین دروازہ شاہی پر سرداران
کا مجمع ہے امیر نماز سے فراغ کرکے دعا مانگ رہے ہین کہ اے کریم کارساز بندہ نواز مین ایک مور ضعیف کمینہ ہون تونے
مجھکو مرتبہ سلیمانی عطا کیا اور جو کچھ تیرے الطاف و عنایت اکا ہون تو ہی میری آبرو رکھنے والا ہے اب بھی تیری عنایت سے
امید قوی رکھتا ہون کہ اس نقابدار پر مجھے غلبہ دے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ [illegible] امیر حمزہ کی آئے اور پیچھے کھڑے ہوکر
پکارے کہ اے پروردگار حمزہ بڈھے ہو چکے ہین اب انکی ضعیفی ہے اولاد بہت ہو چکی ہین طاقت انمین باقی نہین رہی ہے آبرو انکی
رکھ لے کہ جوان پر قوت سے سامنا ہے تو ہی انکا حامی و مددگار ہے امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا اور کہا کہ [illegible] دعا بھی
نہین مانگنے دیتا ہے حمزہ نے کہا حمزہ ہین تو آمین کہہ رہا ہون امیر نے مقبل سے کہا کہ یہ دعا نہ مانگنے دیگا صندوق لہو کا لا و مقبل
نے صندوق سامنے لاکر رکھدیا امیر باتوقیر نے ہفت پیراہن حضرت ابراہیم کا واسطے نرمی اندام کے تن پر پہنا زرہ
داؤدی پہنی کمر بند رستم کا باندھا نیچہ سہراب پل اور شمشیر صمصام و قمقام اور [illegible] باندھا اسحاق
کمر سے لگایا خود حضرت ہود کا سر پر رکھا دستانے حضرت یوشع کے ہاتھ مین پہنے رانکے حضرت یونس کے زانو پر لگائے سپر
گرشاسپ کی [illegible] حضرت صالح کے زیب بازو [illegible] حضرت آدم کا بازو پر باندھا کمان حضرت اسحاق کی شانے پر لگائی گرز گرشاسپ
کا پشت پر لگایا نیزہ حضرت نوح کا ہاتھ مین لیا باہر آکے اشقر دیو نژاد پر سوار ہوے دروازہ بادشاہی پر آئے سب سرداران
نے الحمد [illegible] کیا پوچھا امیر نے کہ حضور بادشاہ عالم کے برآمد ہونے مین کتنی دیر ہے لوگون نے عرض کیا کہ اعلی حضرت شہنشاہ
گیتی پناہ ظل اللہ قریب ہے اسی اثنا مین غلغلہ ہوا کہ صاحبو خبردار ہو ہوشیار ہو بادشاہ جمجاہ عالم پناہ [illegible]
مین تمام سرداران اور فوج ہوشیار ہوئی کہ عین محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چپ شمشیرون سے کھینچا گیا پہلے نقیب [illegible]
ہاتھون مین طلائی نقرئی [illegible] طلائی نقرئی [illegible]
[illegible] تخت شاہی [illegible] فانوس [illegible] ہاتھون مین [illegible]
[illegible] معلوم ہوتی تھی آگے آگے [illegible] ہاتھون مین [illegible]
[illegible] خود بھی [illegible] آتی ہین بادشاہ [illegible]
تخت سلیمانی پر سوار تاج شہریاری سر پر [illegible] شاہی [illegible]
رکھی ہوئی چتر زرنگار بادشاہی سر پر پھرتا ہوا تخت بادشاہی قلب سپاہ مین [illegible] دل سے آکر قائم ہوا سرداران اول حضور
عالیشان نے جھک کر مجرا کیا جو ہوا پکارا حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان [illegible] قبلہ عالم پناہ سلامت بادشاہ
ظل اللہ نے سینے پر ہاتھ رکھا کہ [illegible] اور اشارہ کیا کہ مرکب پر سوار رہو امیر سات قدم [illegible]
شاہانہ بجا لائے اور اشقر دیو نژاد پر سوار رہے پھر تو دست راست سے [illegible] نے مجرا کیا اور دست چپ سے
مالک اشدر نے تسلیم شاہانہ کی بعد اسکے اور دست [illegible] سپاہیون کا مجرا ہوا [illegible] سلام [illegible]
[illegible] کی طرف [illegible] سواری روانہ ہوئی [illegible] نقارون کو [illegible]
کر رکھا تھا [illegible] سواری کے نقارے [illegible]
ایک دو [illegible] سواری چلی جاتی ہے [illegible] سلامت سے سواری حضور کی [illegible]

ہوتا جاتا تھا چھوٹے چھوٹے تارے چھپتے جاتے ہیں بڑے بڑے تارے اکا دکا دکھائی دیتے ہیں نسیم سحری وزان ہے جب ہر طرف
روشنی صبح کی ہوئی تو روشنی کرنے والوں کو اشارہ کیا کہ گل کرو مشعلچی اور مشعلیں بجھانے والے پھرے جابجا فتیلوں کو جو توڑ توڑ کے پھینک
تھا انہوں نے اختر تابندہ کا خواص پیدا کیا تھا میں جنگ بہتر از سپہر برین معلوم ہوتی تھی تب اسکے سواری جہاں پناہ کی
وعدہ گاہ مصاف میں آن کر پہونچی تمام دست راست کی طرف اور تمام دست چپ کی طرف آن آن کر
قائم ہوئے جب تمام فوج نے اپنے اپنے قرینے اور معمول سے اپنی اپنی جگہ پر قیام کیا تو حمزہ صاحبقران
چالیس قدم آگے بڑھکے قائم ہوئے تخت سلطانی قلب سپاہ میں مثل جان و دل کے آگے قائم ہوا اس طرف دیکھا کہ
لشکر نقابدار عالی مقدار مرصع پوش کا ہے بیچ میں نقابدار مرصع پوش اور داہنی طرف نقابدار پلنگینہ پوش اور بائیں
نقابدار سبز پوش آکر قائم ہوئے علم اژدہا پیکر سر پر نقابدار مرصع پوش کے سایہ فگن ہے اور آواز یا صاحبقران
صاحبقران کی اس پیکر بیجان سے نکل رہی ہے اور طبل سکندری و بوق ترکی و سنج کیومرثی جہانگیر افراسیابی بجا
طبل اسکندری سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران بلند ہوئی ایک طرف لقا سے بے لقا ... اور
زمرد شاہ مردود روسیاہ سلسل و مطوق قیدمیں گرفتار ہمراہ نقابدار چلا آتا تھا لقا نے نقابدار سے ... نقابدار
... میدان میں پہنچے گا اس وجہ سے بحکم نقابدار زمرد شاہ روسیاہ و خواجہ گرزالدین ملک ...
... اور بافور شاہ بدکردار ... خون آشام بد انجام اور ... کار
... خون آشام ... لقا ... قدرت لقا سے بے پیر اور ... ہیں
... وغیرہ سب کے سب طوق و سلاسل میں گرفتار میدان میں آ کے پہونچے ایک طرف کو ہاتھ ... ہوئے ... کھڑے
تھے اور لقا سے نابکار وہاں بھی تقدیر میں بگھار رہا تھا اور بہت کچھ بک بک رہا تھا بختیارک سے کہتا تھا کہ ... درگاہ
تقدیر کا میں نے کہ نقابدار مرصع پوش حمزہ کو پکڑ لیگا بختیارک نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا اکثر نقابدار ... کے
ہاتھ سے گرفتار ہوئے کوئی بیٹا کوئی پوتا نکلا معلوم ہوتا ہے یہ بھی نقابدار اگر گرفتار ہوگا جب ظاہر ہوگا ...
حمزہ کا ہوگا سمجھ گیا مطلب ہے یہ غالب ہوا تو کیا اور وہ غالب ہوا تو کیا تو بیٹھا اپنی تقدیر کو بیٹ لقا ...
لیکن دونوں لشکر جب میدان میں آ گئے فوجوں کی آمد سے گرد و غبار کا ستون اٹھا زمانہ تیرہ و تار ...
ہو گیا آئینہ سپہر مکدر ہو گیا تماشائیاں گم کردہ پا سے تھے فوجوں کی آمد سے زمین نے مرکز اپنا چھوڑ دیا ...
ہو گیا تھا چھ طبق زمین کے ... آٹھ طبق آسمان کے ہو گئے تھے اشعار

زمین شد و آسمان گشت ...	ز آمد شد لشکر بی‌قیاس	ز سم ستوران در ان پهن دشت
فلک در گذرگاه کین ریختند	نقیبان خروشیدن انگیختند	زمین در تزلزل فلک در هراس
نه در دل سکونت نه در دیده خواب		ز بانگ ... سپه در شتاب

جب کچھ کچھ گرد و غبار کم ہوا زردی دھوپ کی کندلاہٹ کے ساتھ میدان کی
پہلی صورتیں نظر آنے لگیں ایک نے دوسرے کو تیز تیز نظر سے دیکھنا شروع کیا بہادروں کا یہ عالم ہے کہ ٹھنڈی ہوا
جسم میں لگ رہی ہے گھوڑے رانوں میں اٹکھیلیاں کر رہے ہیں قبضوں پر ہاتھ پڑے ہیں دل میں امنگ ہے کہ حریف کو
للکار کے تلواریں ماریے ادھر میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساتھ دیکھنا طرفین سے آراستہ ہو رہا ہے میمنہ آراست آرائی کر رہا
ہے جسکا گھوڑا آگے بڑھا ہوا تھا پھر بدستور سے پیچھے ہٹاتے تھے جسکا عرب پیچھے ہٹا تھا باگ کھینچ کے آگے بڑھاتے تھے
جوانوں کے بازو سے بازو ملے ہوئے گھوڑوں کے تھوتھنوں سے تھوتھنی ملے ہوئے ٹھنوں سے ٹھنی ملی رکاب
رکاب سے ملا دم سے دم ملا کر برابر کر دیا تب دو طرفین سے نکلے جو جو ... نظر دیکھتے آنکھوں کا ... پھینکا

کاروں نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کی میدان تیار ہو چکا نقیب نکل کر پکارے کہ کہاں ہے
کہاں ہے سہراب کہاں ہے سام کہاں ہے بیژن کہاں ہے برزو کہاں ہے اسفندیار کوئی ساولا ور نامدار ہے کہ اپنے
کو بلند کرے اور نام رستم و سام کا مٹا دے اتنے میں لشکر نقابدار کے علم جلوہ گری پر آئے او نقابدار جرسیع پوش
ابدار سلیمانیہ پوش سے اجازت لیکر گھوڑا ریان کرتا ہوا ران باگ لڑگٹ دکھاتا ہوا میدان کو چلا مرکب نے جو کیفیت دکھائی
رستے آنکھ ملائی آسمان نے کہا ہیہات وہ چہ مرکب چہ برق یا باد ہے طرفہ دیوانہ و پریزاد ہے خوش خرامی نزاکت نازک سا تھ
رگامے زرق چابک تھ سبحان اللہ کیا بات ہے اور نقابدار گھوڑا جما کر میدان میں آیا اور نیزے کے ہاتھ نکالنا
شروع کیے کبھی ایک رکاب پر قائم ہو کر برچھا ہلاتا تھا کبھی پیچھے سمیت مرکب کے پیٹ کے تلے سے نکل آتا اور گھوڑے
بیٹھ جاتا تھا گھوڑا اسی طرح ردین چلا جاتا تھا بعد اسکے چھلے اور انگوٹھی سنان ربنان میں ڈالکر نیزہ بازی شروع کی
کوئی انگوٹھی گرنے نہ دی بعد اسکے تیر و کمان ہاتھ میں لیکر تیر آسمان کی طرف پھینکا وہ تیر گرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا تیر مارا اسکا پیکان
سکے سوفار میں در آیا اور سو سے آسمان لیکر چلا وہ دونوں ابھی نہ گرے تھے کہ تیسرا تیر اور مارا اسکا پیکان اُسکے سوفار میں
پیوستہ ہو کر دونوں کو لیکر بلند ہوا اسی طرح نو تیر کا نیزہ بنا کر اتارا آواز تحسین و آفرین کی ہر طرف سے بلند ہوئی بعد اسکے درخت
ہنگامہ میدان میں قائم کیا جسکی ہر شاخ میں خلقے طلائی نمایاں اور ہر حلقے میں خوشہائے مروارید آویزاں تھے نقابدار نے
ہر خوشے پر تیر مارا اُسے آڑا دیا ہیا رنے کہا اے شہریار اس خوشے کا ایک موتی آڑ جائے اور موتیوں کو خبر نہ ہو نقابدار
نے جو تیر مارا ایک موتی اُڑ گیا اور موتیوں کو خبر تک نہوئی پھر ایک میل آہنی نصب کیا اور دو گز زمین میں گڑی
عجب نہ تھا کہ گاؤ زمین کا سینگ ٹوٹ جاتا ایک گرز کا تتہ اٹھا کہ نقابدار اور میل پوشیدہ ہو گئے جب گرد بیٹھی دیکھا جس جا
میل تھا ایک کنواں سا بنگیا نقابدار گھوڑا اکڑ رہا ہے اس قوت کو دیکھکر ہمتن کے ہاتھوں میں رعشہ پڑگیا بے اختیار ہر شخص
واہ واہ کرنے لگا غرضکہ خوب سا بلح شوری ہی نقابدار نے کی کہ پسینے پسینے ہو گیا اب اپنے دم کو آراستہ کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے
بازی کیا حضرت صاحبقران میرے مقابلے کو تشریف لائیے صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ میدان کو فرق
نے کلاہ نمدی آسمان کی طرف اُچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر مقابلے کو جائینگے تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے وردی
امیر اشقر کو لیکر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اتر کر سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت چاہی بادشاہ نے تخت اپنا
امیر کے گلے میں ہاتھ ڈالکر رو دئے اور فرمایا کہ بادشاہت میری فقط آپ کے باعث سے ہے خدانخواستہ آپ اسکے
لی ہوئی تو پھر میں کیا کرونگا امیر نے کہا خدا کو یاد کیجیے گھبرائیے نہیں پروردگار میرا حامی و مددگار ہے بادشاہ نے جام
بے اندیشہ انجام پی لیا اشقر پر سوار ہو کر میدان کو روانہ ہوئے سبحان اللہ کیا مرکب تھا کہ شعر جسکا تیز تر ش
میں نظر آتا آنکھ چوں فکر منجم بدو فوق سما جب صاحبقران نامدار نقابدار کے قریب پہونچے نقابدار گردہ
میں لیکر ہمگا دری ... جو ابسری کی سپر پڑی کہ چھ قدم مرکب امیر کا پیچھے ہٹ گیا اور سات قدم گھوڑا نقابدار کا
گھوڑوں کو رانوں میں مسکر مقابل یکدیگر ہوئے نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا مزاج پرسی کی نقابدار
معروف رہتا ہوں مگر امیر کا یہ حال ہے کہ محبت نقابدار میں ہی جی چاہتا ہے کہ نقابدار کو گلے میں رکھ لیجیے غرضکہ بعد از گفتگو
ہاتھوں میں سنبھالے نیزہ بازی ہونے لگی تین سو ساٹھ طعن رد و بدل ہوئی تھی ایک مقام پر صاحبقران زمان نے
سے نیزہ نقابدار کا نکالدیا نقابدار نے برہم ہو کر گرز مارا امیر نے رد کیا امیر نے ضرب لگائی نقابدار نے رد کی
پہونچی نقابدار نے کہا کہ اے شہریار میری یہ قدرت نہیں ہے کہ تلوار کھینچوں لیکن زور آزمائی ہوا میرے
تمہارا جی چاہے میں موجود ہوں غرضکہ مرکبوں سے نیچے اتر کے ہتھیار گردوں سے کھول کے دامن کمر

آستینیں چڑھائیں دست و گریبان ہوئے ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑا ایک ایک گردنوں پر رکھا امیر کو یہ معلوم ہوا کہ تمام زمانے کے
پہاڑ کسی نے گردن پر رکھ دیے اور نقابدار کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا سروں کو ملا کر ایک ٹکر لی کہ پوست تک ماتھوں کے
اتر گئے کیا عجب کہ تابہ آہنی مقابل سر ہوتا تو وہ بھی پاش پاش ہو جاتا ہتھیلیاں ساتھ زبردستی کے چپکنے لگیں سامنے کے دانتوں
او پیچ ہونے لگے اسی طرح چار پہر دن کشتی رہی شام ہوئی آفتاب با رنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب میں پنہاں
ہوا اور قناۂ زنگبار با فوج ثوابت و سیارہ سپہر نیلگون پر نمایاں ہوا عالم میں تاریکی چھائی اشعار + چو شد گیسوئے جعد شب را شانہ گردند
چراغ روز را پروانہ گردند + بہ زیر تخت زر آب آبنوسے + نہاں شد نکتہ چاں سند روسے + نقابدار نے صاحبقران سے
کہا اب تشریف لے جائیے دن واسطے جنگ و جدل کے ہے اور رات واسطے عیش و آرام کے کل ہم اور آپ پھر لڑینگے امیر نے
فرمایا اے نقابدار مجھے شرمندہ نہ کر بندہ کہتے ہیں میں حریف کو بغیر زیر و زبر کیے میدان سے نہیں جاتا نقابدار نے کہا کہ
در سلسلہ اپنے میں کہو جو میں لڑائی سے کنارہ کرتا ہوں ایک تو پیرانہ سالی حضور کی دوسرے شب کی تاریکی امیر نے جواب
دیا کہ رات کو دن کر لے کچھ دیر نہیں لگتی اور میں ضعیف نہیں ہوں بہت قوی ہوں نقابدار نے کہا بہت اچھا میں بھی موجود
ہوں اور اپنے عیار سے کہا کہ روشنی جا کر لاؤ لشکر نقابدار سے روشنی آئی پنجشاخے طلائی و نقرئی گڑ گئے تمام میدان روشن
ہو گیا امیر نے عمرو کو حکم دیا کہ خواجہ روشنی کرو عمرو نے چار سو جھاڑ سلیمانی زنبیل سے نکال کر شمعیں امیر حمزہ کا کر روشن کیے کہ
کوسوں تک ماہ [illegible] کارزار [illegible] ہو گیا [illegible] دونوں سر گرم کشتی [illegible] لوگوں نے دیکھا کہ لڑائی [illegible]
لگ رہیں [illegible] کو دل کھول کھول کر زین پوش بچھا کر اپنے اپنے جمعداروں اور رسالداروں کے پاس
بیٹھے ادھر پادشاہ اسلام کے واسطے سائبان کھڑا تھا اس میں بادشاہ نے جلوس فرمایا سردار گرد و اطراف میں جمع ہوئے ادھر
لشکر نقابدار میں بھی لوگ بیٹھے خوانچہ والے آ کر بیٹھے سقے پانی پلانے لگے خوانچے والوں سے لوگوں نے مٹھائی پکوان لے کر
کھانا شروع کیے تمام میدان میں میلا لگا ہوا تھا کتوں کا [illegible] ساتھ پیرانہ سالی چشمۂ ماہتاب آنکھ پر رکھا [illegible] تما
کشتی کا دیکھ رہا تھا تارے نہ تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرشتوں نے آسمان میں روزن کر کے اپنی آنکھیں لگا دی ہیں اور کشتی کے
تماشائی ہیں فراش ماہتاب نے فرش چاندنی گستردہ کر دیا ہے سب سیر دیکھ رہے ہیں احسنت و مرحبا کی صدا چلی آتی ہے کشتی ہو رہی
ہے چار پہر رات کشتی رہی دم صبح ماہ شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ سپہر پر رکھ کر سر سجدۂ غروب پر رکھا اور ترک
آفتاب نے خود زرنگار سر پر پہنا سپر زرین پشت پر لگا کے زرہ طلائی زیب جسم کر کے نیزۂ خط شعاعی ہاتھ میں لیا اور ترکی
فلک پر سوار ہو کر میدان جنگگاہ جہاں میں نمودار ہوا اشعار روز دیگر چون جہان پر غرور + یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر بایں زرین سپر + ہندوی شب را بہ تیغ افگندہ سر + صبح کو وہی عالم کشتی تھا کہ نہ ایک سے ایک مغلوب تھا اور
نہ ایک پر ایک غالب تھا اسی طرح سات شبانہ روز کشتی رہی آٹھویں روز زور دونوں کے ڈھیلے ہونے لگے نقابدار نے سر اپنا
سینۂ امیر میں لگا کر دوڑایا امیر نے دم لے کر دو سے قدم کے شمار پر پیچھے ہٹنا شروع کیا نقابدار سات قدم تک ریل کے
لے گیا ٹھہر و پکارا کہ ٹھہرو کہاں پیچھے ہٹا جاتا ہے میں کہتا تھا کہ تو ضعیف ہے جوان سے نہ لڑ میرا کہنا نہ مانا اب کیا ہوا ان ماری کو
[illegible] کو اس سے باندھ دو امیر نے کہا کہ خواجہ کیا ہنستے ہو ذرا نگاہ کا ہٹنا اور خیال کا چوکنا تھا کہ نقابدار نے جھٹکا دیا
وہ [illegible] امیر کا زمین سے ہٹا لگا امیر نے لنگر مارا کہ پشت پا زمین میں غرق ہو گئی اور نقابدار نے چاہا کہ گیا گیا زور کیا
کہ اگر پہاڑ ہوتا تو وہ بھی اکھڑ آتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر نے ذرا جنبش نہ کی نقابدار کا منہ لال ہو گیا قریب تھا کہ ہر دو
کانوں کے شق ہو جائیں دسوں انگلیوں سے خون ٹپکنے لگا اسوقت ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ جتنا زور مجھ میں تھا میں کر چکا
اب جو آپ سے ہو سکے فقط [illegible] پیچھے امیر اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں بازو نقابدار کے پکڑ کر ریل کر لے دوڑے

تو قدم تک لے گئے وہاں عیار نقابدار چلایا کہ ای نقابدار کہاں پسپا ہوا چلا جاتا ہے خبردار ہو نقابدار نے پھر کر کہا حریف
زبردست ہے میں کیا کروں ذرا نگاہ ہٹا اور خیال کا چوکتا تھا کہ امیر نے جھٹکا دیا کہ نقابدار کے دونوں زانو آشنائے زمین ہو
گھٹنے تک سے تڑپ کر لنگر یار کہ تا زانو زمین میں غرق ہو گیا امیر نے ہرچند زور کیا لنگر نقابدار کا نہ اکھڑا اسوقت فرمایا کہ ای نقابدار
ہم تم خوب لڑ چکے کوئی غالب و مغلوب نہوا لڑائیاں تین طرح کی ہیں ایک تو جنگ ترکی کہ آپس میں گھونسا چلتا ہے جو
عاجز ہو جاتا ہے گر پڑتا ہے دوسری جنگ فارسی جو ہم تم لڑ چکے ہیں تیسری جنگ عربی وہ باقی ہے اسمیں یہ صورت ہوتی ہے
کہ چار زانو بیٹھکر زور کرتے ہیں نقابدار نے کہا کہ یا حمزہ صاحبقران چار زانو بیٹھے میں لنگر تو مار نہیں سکتا بھلا چار زانو
پہلے کون بیٹھیگا امیر نے کہا کہ پہلے میں بیٹھتا ہوں تم زور کرو جب تم نہ اٹھا سکو گے تو میں تمپر زور کرونگا نقابدار نے کہا
اچھا بیٹھیے امیر چار زانو ہو کر بیٹھے ہرچند عمرو نے منع کیا کہ حمزہ پہلے تو سبقت نہ کر نقابدار کو پہلے بیٹھنے دے وہ جوان ہے امیر
نہ مانا اور نقابدار سے کہا آؤ زور کرو نقابدار نے زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالا زور کیا کہ لنگر امیر کا زمین سے اکھڑا اور کمر تک لایا
تھا کہ امیر تڑپے کمربند امیر کا ٹوٹ گیا لنگر ہاتھ سے چھوٹ گیا امیر پھر چار زانو ہو گئے نقابدار نے کہا لا حمزہ صاحبقران
اب جا سکے ہیچ میں آپ برابر رہا امیر نے کہا ای نقابدار دو صاحبقران کیونکر رہینگے دو درویش در گلیمے بخسپند دو بادشاہ
در اقلیمے نگنجند دو شمشیریان ایک میان میں نہیں رہتی ہیں اب امیر سے تیرے مقابلے میں فیصلہ ہو جائیگا تو خوب ہے نقابدار
نے جواب دیا امیر سے دو زور ابھی باقی ہیں ابھی میں آپ کو اٹھا لونگا اور اٹھا تو چکا تھا مگر کمربند ٹوٹ گیا امیر نے کہا ای نقابدار
[illegible] گیا گذرا اب امیر النگر نہ اٹھیگا نقابدار نے زنجیر کمر امیر کی کسکر باندھی اور ہاتھ کمر میں ڈالکر خوب زور کیا لنگر صاحبقران
[illegible] کرسکے رہ گیا نہ اٹھا امیر نے کہا کہ ای نقابدار دیکھا تو نے یہ بولا کہ ابھی تو ایک زور میرا اور باقی ہے میں اٹھا لونگا یہ کہکر
[illegible] گھڑی تک اپنا دم آراستہ کیا اور پھر امیر کے کمربند میں ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ منھ سرخ ہو گیا مگر امیر کے لنگر نے جنبش نہ کھائی
[illegible] ہاتھ اٹھا لیا اور کہا اب آپ زور کیجیے یہ کہکر چار زانو ہو بیٹھا امیر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ایہا الناس نقابدار
[illegible] زور کیسے مگر میں ایک زور راہ خدا چھوڑتا ہوں اور ایک زور تمام خلائق کے واسطے کہ اٹھارہ روز سے سب بجو رو
[illegible] ایک زور نقابدار پہ کرتا ہوں ہرچند عمرو نے کہا کہ حمزہ تیری عقل زائل ہو گئی ہے کیوں تین زور کا ایک زور کرتا ہے
[illegible] دیا کہ خواجہ تم دیوانے ہو جو پہلے زور میں کچھ نہوا تو دوسرے زور میں کیا ہوگا اور میں نعرہ کرونگا تم سبکو
[illegible] پکارا صاحبو حمزہ نعرہ کیا چاہتا ہے اپنے اپنے کانوں میں انگلیاں رکھ لو اور گھوڑوں کے کانوں میں روئی دو
[illegible] کانوں کے شق ہو جائینگے پس امیر نے زنجیر کمر میں نقابدار کی ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ چند کوس تک آواز
[illegible] نعرہ زد میر منزل بہ صائب بہ کہ شد مرغ از بیدر کوہ قاف + نعرہ کرکے زور کیا کہ لنگر نقابدار کا اکھڑا ابھی حیرت
[illegible] سکتے میں تا کمر تیسرے میں تا سینہ لا کر بازو کا ہرکا دیکر سر سے بلند کیا غل ہوا کہ وہ نقابدار کو اٹھا کیا چاہتا کہ
[illegible] دیکھا تو نے میں جو کہتا تھا وہی ہوا اور اب حال بھی اس نقابدار کا کھلا جاتا ہے اتنے میں امیر نے چاہا
نقابدار کو [illegible] دیکر ماریں کہ نقابدار سبز پوش گھوڑا دوڑا کر آیا اور کہا یا امیر زمین پر نہ ماریے گا یہ آپکا پوتا ہے بدیع الزمان
کا [illegible] نام ہے کہ ہر ملک سے ملک سنجان میں پیدا ہوا ہے صاحبقران نے ہاتھ سے رکھدیا نقاب منھ پر سے
دور [illegible] چمکا صاحبقران نے اسے سینے سے لگایا اور سبز پوش سے پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے بھی نقاب اٹھا کی دیکھا
کہا [illegible] ہے نقابدار سبز پوش فضل بن گیا ہو رخون آشام نقابدار نے بھی نقاب اٹھا کر بدیع الزمان کو آواز دی کہ مبارک
ہو [illegible] ہے بدیع الزمان دوڑا اپنی چھاتی سے لگایا پھر قاسم سے لاکر ملایا کہ بھئی ملنے اسے فرزند کیا
قاسم [illegible] سے لگایا ماروں میں کہا کہ گھٹنے بیٹھ ہی کو جھکتے ہیں اور رہا کے آج تیرا فرزند ہوتا تو وہ ایسا ہی شان [illegible]

آتا پرائی اولاد اپنی نہین ہوتی قاسم کو یہ خیال ہوا اور امیر نے نورالدہر سے کہا کہ اب ہمارے لشکر مین آؤ نورالدہر نے عرض کیا کہ کل غلام حاضر ہوگا امیر نے فرمایا اچھا جاؤ نورالدہر اپنے لشکر کو گیا امیر اپنی بارگاہ کی طرف پھرے عمرو پہلے ہی خواتین منزل مین آیا اور اسد پسر ایک سے لیا خوشخبری دی کہ نورالدہر گوہر ملک کا بیٹا ہو خصوصاً گردسپہ بانو سے بہت کچھ لیا مگر امیر جب بارگاہ مین آئے سب سردارون سے فرمایا کہ کل نورالدہر بارگاہ مین آئیگا سوا سے بادشاہ کے اور سب استقبال کو جائین دوسرے روز تمام سردار پیشوائی کو روانہ ہوئے لیکن قاسم چار گھڑی رات رہے سے شکار کے بہانے سے چلا گیا بدیع الزمان پہلے ہی نورالدہر کے پاس پہونچا اسکو گلے سے لگایا لندھور نے ملاقات کی اسد بن کرب غازی بدیع الزمان سے پیشتر گئے اپنے بھائی سے ملا غرض بکمال عزت و توقیر سے نورالدہر کو بارگاہ مین لائے لیکن امیر نے قاسم کو نہ دیکھا حال پوچھا سنا کہ شکار کو گیا ہے بکمال آزردہ ہوئے بادشاہ دروازہ بارگاہ تک آئے نورالدہر قدمون پر گرا اور داخل بارگاہ ہوا سب اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے مگر نورالدہر کھڑا تھا کہ مان بیٹھتا جگہ مقرر ہوئی تھی امیر نے فرمایا اے فرزند جب تک جگہ تمہارے واسطے تجویز ہو تم تخت سلیمانی کے چوتھے پایہ کے پر بیٹھو نورالدہر آداب بجا لایا اور بیٹھ گیا مجلس عیش گرم ہوئی امیر نے جشن کی تیاری کی نورالدہر نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ وہ خرس بادیہ ضلالت یعنے لقا حاضر ہو امیر نے حکم دیا کہ بلاؤ لوگ جو لقا کو لینے گئے وہان اسکا پتا بھی نہ تھا آکر عرض کیا کہ لقا کا پتا زندانخانے مین نہین ہے امیر نے کہا خیر کہان جائیگا

داستان ندرت بیان لقا کا شہر مشتری حصار مین آنا اور قاسم کا گرفتاری لقا کے واسطے جانا اور نورالدہر کا پوشیدہ جا کر کفتا کو پکڑنا اور مشغول دیو پرورسے لڑنا غزل

پیام مرگ جو پیغام پر نقاب ہوا
ہوا مین خوبی قسمت سے جب خراب ہوا
شکست توبہ کی لہرائی دیکھکر دریا
خیال یار بھی آنکھون کو سیری خواب ہوا
مثال بھی نہین عکس خضر سے دریا مین کے
ادھر نقاب جو اٹھی ادھر حجاب ہوا
ابھی ہے جام جسد الکمنی پہ آفت ہے
حباب کیا لب جو بیٹھکر خراب ہوا
ہمسر سے جبین سے تسلیم کنج مدفن مین

جواب نامے کے بھیجے نامے کا جواب ہوا
بجھا دیا عرق شرم کے تلاطم نے
حباب بھی مجھے بیمانہ شراب ہوا
نگاہ مست سے دیکھا جو اسنے دریا کو
تمہاری زلف کو تا حشر ہی پیچ و تاب ہوا
ہوا نہ دوست مرا وہ کبھی بھی دشمن سے
جانین ہم نہین ہونے کے گر شباب ہوا
دکھایا منھ نہ مسیحا نے آج تک پھر کر
بلا سے جان آہین مر کر بھی اضطراب ہوا

مثال حباب کی صورت تو تجربہ ہوا
مرے سبب سے جہنم کو بھی عذاب ہوا
شب فراق مین کوئی لطف نہین آتا
حباب مین اثر ساغر شراب ہوا
وہ دیکھتے ہین مجھے بیکفن ہوا ہون روکے
یقین کیا ہو زمانے مین انقلاب ہوا
فنا ہو ساقی تمام جہان فانی کے
دم اجل جو مرے دور سے حجاب ہوا
یکہ تازان عرصہ سخنوری و معرکہ آرایان

معرکہ زبان آوری اشہب تیزگام بیان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین جسوقت صاحبقران نے نورالدہر نے بدیع الزمان کو زیر کیا اور نورالدہر داخل لشکر ظفر اثر ہوا تمام لشکر کو ایک خوشی ہوئی اور لقا کی خبر نہ تھی کہ کہان ہے لاکہ عیار لقا کو مع سردارون کے قید سے چھڑا کر لیگیا جہان لشکر لقا دامن کوہستان مین جمع تھا لایا تخت خدائی پر بٹھایا وہ وہان سے روانہ سمت شہر مشتری حصار ہوا جب قریب پہونچا بادشاہ شہر مشتری حصار سہیل خان مشتری حصاری استقبال کرکے لقا کو لیگیا اور بہت دلاسا دیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر حمزہ یہان آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کہ اسی وقت سے نامے اپنے دوستون کو لکھکر مدد کے واسطے بلانا شروع کیا اور لقا کے آنے کا جشن کیا ہر کارے جو اہل اسلام کے لگے ہوئے تھے یہ خبر دریافت کرکے بارگاہ صاحبقران مین آئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے بادشاہی اس طرح سے بجا لائے ابیات تا لقا نے عمر تو باد ہزار سال

اقبال در پناہ تو باد ا ہزار سال + روزی ہزار ساعت و ساعت ہزار روز + سالی ہزار ماہ و مہی تا ہزار سال
شہریار عالم کی عمر دراز ہو لقا شہر مشتری حصار مین پہونچا سہیل خان نے اپنے دامن مین پناہ دی اب لشکر اسکے پاس
جمع ہوتا جاتا ہی چہار طرف سے کافر اسکی مدد کو چلے آتے ہین سہیل خان بھی زبردستان روزگار سے ہی لاکہ سوار کی جمعیت
رکھتا ہی عنقو بیل دیو پرور کو مدد کے واسطے بلایا ہی امیر یہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوئے کہ یہ کام چھوٹ گیا اور سب فساد
اٹھایا قاسم نے عرض کیا ای شہریار اگر حکم ہو تو لقا کو جاکر شہر مشتری حصار سے پکڑ لاؤن امیر نے فرمایا کہ ای فرزند وہان لشکر
لا انتہا ہی تمہارے پاس اتنی فوج کہان ہی یہ سنکر تمام سرداران دست چپ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا صاحبقران
ہم سب قاسم کے ساتھ جاینگے امیر نے فرمایا ای قاسم اب مضائقہ نہین جاؤ اور خلعت رخصتی عنایت کیا قاسم مع سرداران
دست چپ کوچ کرکے روانہ ہوا مگر بدیع الزمان نہایت پر ملال آزردہ خاطر کمال بارگاہ سے اٹھکر اپنے خیمہ کو چلا
نور الدہر ہمراہ تھا ہاتھ باندھکر عرض کی ای پدر بزرگوار اسوقت کیا سبب ہی کہ گرد کدورت آئینۂ دل پر حضور کے پائی جاتی ہی
بدیع الزمان نے کہا کہ بابا کچھ نہین جو کچھ ہوا خوب ہوا خدا کو ہماری ذلت منظور ہی نور الدہر نے کہا خدا نخواستہ حضور کے
غلامون کو بھی ذلت نہو گی کچھ ارشاد تو کیجیے بدیع الزمان بولا ای جان پدر کیا پوچھتے ہو جو ہونا تھا ہو چکا اب کچھ نہین ہو سکتا
شیر گرگ از گلہ گوسفند ربود + ہاے ہوے شبان ندارد سود + یہ خاوری گو سے سبقت لیگیا نور الدہر نے کہا کچھ زبان مبارک سے
فرمایئے تو شاید تدبیر ہو جاے بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا مین تجہسے کیا کہون ونگل ستم پیچہ اور اس ترک تنگ چشم سے
جھگڑا چلا آتا ہی چنانچہ ملک کوچک باختر مین یہ شرط ہوئی تھی کہ جو گنجاب کو قتل کرے وہ ونگل رستم پیچ جب گنجاب کی
لڑائی ہو چکی اور وہ زندہ و سلامت لقا پاس بھاگ کے گیا تو یہ ٹھہری کہ جو کوئی لقا کو مارے وہ ونگل لے اب یہ خاوری
گیا ہی اگر لقا کو پکڑ لایا تو ونگل ہاتھ سے گیا اور آنکھ ملانے کی جگہ نہ رہی اور مین اسکے پیچھے جا نہین سکتا کہ صاحبقران کو
ناگوار ہو گا کس واسطے کہ جب چھیل ماہرو اور ہاشم تیغ زن قیمر گئے ہین اور مین نے چاہا کہ انکی مدد کو جاؤن قاسم نے
کہا کہ آپ سرداران دست چپ کی مدد کے واسطے نہ جایئے مین سرداران دست راست کی تائید کو نہ جانے دونگا امیر نے بھی کہا
اسوقت منع کیا اب کیونکر مین قصد کرون نور الدہر نے کہا کہ اب آپ اسکی فکر نہ کرین دیکھیے تو کیا ہوتا ہی اور رخصت کیا کرتا ہی
کہتے ہوئے خیمے مین داخل ہوئے صبح کو نور الدہر صاحبقران سے اجازت شکار کی لیکر روانہ ہوا اسد بن
کرب غازی کہ نور الدہر سے کمال محبت رکھتا تھا یہ بھی ساتھ چلا نور الدہر نے منع کیا کہ بھائی مین خدا جانے کہان جاؤنگا اور کب یہان سے
پھر آؤن جاتا ہون تم میرے ساتھ نہ جاؤ اسد نے کہا بھائی صاحب جہان آپ جایئے گا مین ہمراہ ہون ناچار نور الدہر
شکار گاہ کی طرف روانہ ہوا جب صحرا مین پہونچا سب ہمراہیون سے کہدیا کہ تم شام کو لشکر مین جانا اور کہدینا
ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالکر خدا جانے کدھر گیا اور ہم نہ پا سکے اب شہر مشتری حصار مین پہنچکے ملاقات ہوگی
نور الدہر مع اسد روانہ جانب مشتری حصار ہوا قضارا کار بعد از قطع منازل و طے مراحل راہ بھولکر پہنچا
قریب ایک قلعے کے پہونچا دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا وہان آکر اترا ہی اچھی طرح قیام [illegible]
دروازہ قلعے کا کھلا اور قزاق اسمین سے باہر آئے اور اس قافلہ پر گرے قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا اہل قافلہ مسلمان
فریاد کرنا شروع کی نور الدہر نے جو یہ حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ سوداگر مسلمان ہین تلوار کھینچکر ان قزاقون پر گرا
کئی کو مار گرایا باقی کو زخمی کیا اسد بن کرب غازی بھی اسکے ساتھ لگا قزاقون مین غلغلہ ہوا کہ ارے یہ دونو
کہان سے آئے ہین انکو مار لو سام ونرو کہ سب قزاقون کا سردار تھا بہت سے لوگون کو ساتھ لیکر آیا
اور کہا کہ مار ڈالو [illegible] بارہ ہزار قزاقون نے نرغہ کیا ساتھ ہی سام ونرو پاس آکر نور الدہر کے لڑتا ہوا پہنچا

شاہزادے نے نعرہ کیا کہ او نامرد کہاں جاتا ہے سامنے آ اُسنے کہا او اجل رسیدہ میں تجھے ڈھونڈھتا تھا یہ کہکر تلوار ماری
شاہزادے نے بفنون سپہگری تلوار چھین لی کمربند میں ہاتھ ڈالکر اُسے گینڈے پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو
تجھے قتل کرتا ہوں فوج تیری کچھ نہ کر سکیگی سام وزرد نے یہ بہادری اور صورت و شکل جو دیکھی عاشق ہوگیا غرض کی کہ میں نے
لعنت کی لقا پر شاہزادے نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا صاحبو
ایسا آقا کہیں نصیب بھی ہوتا ہے یہ سن و سال یہ صورت ایسی طاقت اسطرح کی میں نے تو غلامی اسکی اختیار کی سب اُسکے ساتھ
والے مسلمان ہوئے نورالدہر نے سوداگروں کو بلوایا مال و اسباب اُنکا جو لٹا تھا دلوا دیا احوال پوچھا کہ تم کون ہو سوداگروں نے
کہا آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ آپ ہمارے مرشدزادے معلوم ہوتے ہیں نورالدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا وہ سوداگر
قدمبوس ہوا کہا کہ اے شہریار نام میرا خواجہ بہلول ہے میں پردۂ قاف میں امیر کے ساتھ تھا شاہزادے نے اُسے گلے سے
لگایا اور رخصت کیا اُسنے دعوت کی تمام قلعے کو اسلام آباد کیا دوسرے دن احوال لقا کا پوچھا سام وزرد نے کہا کہ اب شہر
مشتری حصار میں ہے اور مشتری حصار یہاں سے سات کوس پر ہے اب لشکر خداپرستوں کا آیا ہے مقابلہ ہونے پر ہر کل لڑائی ہوگی
نورالدہر یہ سنکر چپ ہو رہا اور پہر رات رہے سے نقارۂ بیدار بجکر روانہ ہوا یہاں کا حال سنیے کہ شاہزادہ خاور سپاہ ولایت
قاسم لعل خفتان خونریز خاوری جب شہر مشتری حصار پر پہونچا خیمہ برپا کیا ادھر سہیل خان مشتری حصاری نے جو خبر سنی کہ
لشکر خداپرستوں کا آیا ہے اپنے خیمہ اپنا بھی باہر نکلوایا مع فوج خود بھی باہر آیا لقا کو تخت خداوندی پر بٹھایا صحبت رقص برپا
ہوئی محفل عیش آراستہ ہوئی دورۂ جام گردش میں آیا جب دماغ کافروں کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم کیا لقا نے کہ طبل جنگ
بجے خداپرست کہاں جائینگے سبکو قتل کر دونگا بختیارک نے کہا اے سہیل خان یہ خداپرست بلاے بیدرمان آفت جہان ہیں
سہیل خان نے جواب دیا کل صبح کو معلوم ہو جائیگا ادھر قاسم نے بھی طبل جنگ بجوایا چار پہر رات دونوں لشکروں میں
تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں تبرداروں نے درختوں کو کاٹ کر [illegible]
پست و بلند زمین کو برابر کیا سقوں نے آبپاشی کی نقیبوں نے نقابت کی اکوان فیل دندان لشکر کفار میں گینڈے کو پھیر کر
تخت لقا کے سامنے آیا اُتر کر سجدہ کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا جا تیرے دم شمشیر میں سب خداپرستوں کی موت
تقدیر کی ہے اکوان بار دگر گینڈے پر سوار ہوکر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے خداپرستو زبردستو جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے کو آئے قاسم نے [illegible] تمام لشکر میں علم جلوہ گری پا سے قاسم برابر اکوان کے آیا اکوان [illegible] وار ہوا قاسم
کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اکوان کا گینڈا سات قدم پسپا ہوا گرتے گرتے سنبھلا گینڈے کے پیچھے یہ جا رہا تھا نالوں میں کمر
گئی ناک ماری گینڈے کو سامنے کیا اور کہا کہ او خداپرست بہتر یہ ہے کہ لقا کو سجدہ کر نہیں تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور
نام تیرا کیا ہے بتا قاسم نے کہا میں داماد لقا ہوں میرا نام قاسم ہے لقا بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر آیا ہے تو اُس
بھگوڑے کو سجدہ کرواتا ہے لاکر لعنت ہے اُسپر اور تجھپر اکوان جھنجھلا کر بولا او خداپرست زبان دراز جو کچھ حربہ کرنا
ہو قاسم نے کہا کہ یہ اپنا معمول نہیں کہ حریف پر پیش دستی کریں جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب میں بھی ایک آدھ
حربہ کرونگا اُسوقت اکوان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا قاسم نے چند طعن میں نیزہ اُسکا نکال دیا اکوان نے
تلوار کھینچی قاسم نے تلوار اُسکی روک کے جو ایک ہاتھ مارا مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے غرض دو پہر دن ڈھلے تک سات
پہلوانوں کو قتل کیا لقا نے غضبناک ہوکر فوج کو اشارہ کیا کہ اسے مار لو تمام فوج قاسم پر دوڑی قاسم نے تلوار
کھینچ کے مارنا شروع کیا ادھر سے لشکر اسلام بھی چلا جنگ مغلوبہ ہونے لگی کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی ایک نقابدار
سفید پوش چالیس نقابداروں سے پہونچا اور لشکر لقا پر گر کر تلواریں مارتا ہوا چلا تمام لشکر کو تہ و بالا کر کے تخت لقا کے پاس

پہونچا نعرہ کیا کہ او کافر خاسر کہاں جاتا ہی میرے ہاتھ سے لقا پکارا کہ او بندہ بے ادب تجھکو تیغ قدرت سے قتل کرونگا
اور تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے وار بچاکے تلوار اسکے ہاتھ سے چھین لی اور کمر بند میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور بجانب معرکہ
آیا تھا اُسی طرف کو روانہ ہوا لشکر کفار نے چاہا کہ نقابدار کا تعاقب کرے کوئی گرد کو بھی نہ پہونچا ناچار دونوں لشکر طبل بازگشت
بجواکے پھرے قاسم تعریفیں نقابدار کی کرتا ہوا اپنے خیمے کو پھر کر داخل ہوا ادھر کفار حیران و پریشان کہ یہ نقابدار کہاں سے
آیا کہ خداوند کو پکڑ لیگیا ضرور اسکو تلاش کرو ہرکاروں کو خبر کے واسطے طلب کیا کہ مخبروں نقابدار کی کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور
کہاں لیگیا ہرکارے خبر کیواسطے روانہ ہوئے لیکن روای کہتا ہی کہ نقابدار لقا کو لیکر ایک سو چالیس ۱۴۰ کوس
کا قدم تھا سات کوس تک ہاتھ پر لیے چلا آیا اور قلعہ سام وزدوین لاکر زمین پر پٹکا اور زنجیرون میں باندھا کہ قید کرکے ہوشیار
زرہ اتاری لباس بزم پہنکر صحبت میں بیٹھا کھانا کھایا شراب پی ناچ دیکھا سو رہا یہاں لشکر کفار اور لشکر قاسم میں طبل بجا
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے سب صفوف قتال وجدال آراستہ ہو چکیں اور نقیب اپنے نقابت کر چکے ہویل
سے شمشیر حصاری میدان میں نکلا ابھی کوئی اُسکے مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ نقابدار گھوڑا دوڑاتا ہوا داخل ہوا کہ یہ تو وہی نقابدار ہی
سہیل خان اسکے برابر ہو پہونچا اُسنے کہا میں تو تیری تلاش میں تھا خوب ہوا جو تو میرے مقابلے کو آیا آج تجھکو حال معلوم
ہو جائیگا اور خداوند کو تجھسے لونگا نقابدار نے کہا کہ ایسے بیہودہ کو خدا وند جانتا ہی تعجب تیری عقل سے کہ ایسکو طرفہ العین میں
گرفتار کرکے لیگیا اور وہ شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہی سہیل خان نے کہا بس اب زبان تیغ سے گفتگو کر یہ کہکر جھپٹا اور نقابدار سے
نیزہ چھین لیا سہیل خان نے تلوار ماری نقابدار نے تلوار بھی چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور گھوڑے کو روانہ کیا کوئی
پیچھے جا نہ سکا کوئی نہ پہونچ سکا نقابدار سہیل خان کو لیے ہوئے چلا گیا دونوں لشکر طبل بازگشت بجوا کر اپنے اپنے خیمون میں
گئے نقابدار کے مقدمے میں حیران تھے کہ یہ کون ہی اور کہاں سے آتا ہی قاسم کہتا ہی کہ کوئی ایسا ہوا ورنہ وہ کیا پھر رات بسر ہوئی دونوں
لشکروں میں طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صفوف آرائی کے لشکر کفار سے یاقوت شاہ زرین کمر
نکلکر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کوئی ابھی مقابلے کو نہ آیا تھا کہ نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور مقابل یاقوت شاہ زرین کمر
کا گیا یاقوت شاہ نے بہت سے حملے نقابدار پر کیے اُسنے سب رد کیے اور یاقوت شاہ کو گھوڑے سے اٹھا کر گھوڑے کو روانہ
ہوا آفت بن کلندہ بن بکذیہ کذاب اور کاؤس یہ ہر دو عیار پیچھے پیچھے نقابدار کے پوشیدہ چلے اور تعاقب نقابدار کا کرتے
یہاں تک کہ نقابدار قلعہ سام وزدو تک پہونچا لوگوں نے دروازہ قلعے کا کھولا نقابدار داخل قلعہ ہوا پھر دروازہ بند ہو گیا
رات کو یہ دونوں خفیہ کی راہ سے داخل قلعہ ہوئے اور آکر دروازہ بارگاہ نقابدار پر پہونچے دیکھا کہ صحبت آراستہ ہی نقابدار
نے لقا کو طلب کیا جب لقا سامنے نقابدار کے آیا سلام کیا اور پکارا کہ جو مجھکو خداوند برحق سمجھے اُسپر سلام ہو یہ سنکر نقابدار نے
کہا او نالائق اب بھی خدائی سے باز نہیں آتا بس اس کرسی کے احمق کو کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ ای لقا دین اسلام قبول کر اور
خدائی سے بادشاہی کم نہیں کیوں طوق لعنت اپنے گلے میں پہنتا ہی لقا نے کہا او نقابدار میرے غضب خداوندی سے نہیں ڈرتا
ہی ابھی جو چاہوں تو تجھکو غارت کردوں نقابدار نے کہا بس زیادہ بکواس مت کر قید سے تو خود تو چھوٹ نہیں سکتا بعد اسکے دعوی
خدائی کا کرتا اور کہا کہ اس زیادہ گو کو لیجاؤ تا راہ راست پر آئے پھر لقا کو زندانخانے میں لیگئے دربار برخاست ہوا دونوں عیار
آپس میں صلاح کی آفت نے کہا میں تو خداوند کو نہ چھوڑونگا اُسنے کہا میں نقابدار کو مارونگا یہ کہکر دونوں اپنے کام پر
پہلے حال آفت کا سنیے کہ اُسنے کیا آفت کی وہاں آیا جہاں زندان خانہ لقا کا تھا جو قفلان زندان بیٹھے تھے ہوا کا رخ
دیکھکر بیہوشی اڑانا شروع کی سب سونگھکر بیہوش ہو گئے اُسنے سبھوں کو مارا اور قفل کھولکر اندر گیا دیکھا کہ لقا یاقوت شاہ کے
پاس بیٹھا ہوا ہی کہا ای فرزند کوئی خداوند اپنے حق میں ایسی تقدیر نہ کریگا جیسی میں نے کی ہی اور خوف مجھکو یہ ہی کہ جو بلیات

میرا موجزن ہو تو دوست و دشمن سب خاک سیہ ہونگے یاقوت شاہ نے کہا کہ دوستون پر رحم کیجیے اور دشمنون پر غضب لقا نے
کہا مین صابر ہون کہ آفت بن ملذبہ کذاب پہونچا اور ملازمت حاصل کی عرض کیا کہ حضور کو چھڑانے آیا ہون لقا نے کہا کہ مین
تقریبا ہزار برس آگے یہی تقدیر کی تھی تب آفت بن ملذبہ کذاب نے عرض کی کہ مین آپ کی بیڑیان اور ہتھکڑیان کاٹ دون اور آرے
سے قید کاٹنے لگا اب کاؤس کا حال سنیے کہ یہ ملعون خوابگاہ نورالدہر مین پہونچا پاسبانون کو بعیاری بیہوشی اڑا کر بیہوش کیا
اور وہ خدمتگار جو چوکی پہ تھے انکی صورت بنکر پاجی گری کرنے لگا اور خاص بردار جو پہرے پر تھے انسے بھی عیاری کرنے لگا اور کہا کہ مین
لطف دلائی کہ یہ شیرینی اپنے اپنے حصے کی لو اور پانچ پانچ ریوڑیان سراتم سبکو دین غرض سبھون نے بخوشی و خرمی کھائین اور خوب
ریوڑی کے پھیر مین پڑے جب سب بیہوش ہوے میدان صاف پا کر اٹھا اور کمر سے چادر عیاری نکال کر ایک سرا اپنے پیر کے
نیچے دبایا اور تین سرے پکڑ کے گردش دی کہ کل روشنی گل ہوجاے غرض جتنی شمعین تھین لہرا لہرا کر ٹھنڈی ہوگئین مگر ایک اوس
شمع کو دیدہ و دانستہ گل نہونے دیا کہ اگر سب گل ہوجائینگی اور مین اپنے کام مین مشغول ہونگا شاید میرا پانون کسی ظرف چینی
یا شیشے پر پڑے یا دھکے سے اندھیرے مین کوئی مردنگ یا جھاڑ کندل ٹوٹ جائیگا تو نقابدار بیدار ہوگا اور کام میرا بنا بنایا
بالکل خراب ہوجائیگا یہ خیال کرکے وہ ایک شمعدان کو رہنے دیا تھا اور روشنی جب گل ہوگئی تو اسنے بیلہ عیاری ہاتھون مین
پکڑا اور پہلے ہاتھ کو خوب چرب کرلیا اور قریب پلنگ نقابدار کے آیا مگر خوف سے تھرتھر کانپتا ہوا کہ شاید نقابدار اس
جاگتا ہو یا بیدار نقابدار کا جاسوس ہے مگر قریب پلنگ نقابدار کے گیا دیکھا کہ پلنگ جڑاؤ جگمگا کر رہا ہے پس تھوڑی دیر متامل ہو
دیکھا اور آمد و شد نفس نقابدار کو دریافت کیا دیکھا کہ نقابدار سو رہا ہے پس وہ انگلیون کی مقراض بنا کر دوشالہ منہ پر سے سرکایا
ایک جوان ماہطلعت مہ صورت کو دیکھا کہ بر تحسین سے آنکھین اسکی خیرگی کرنے لگین مگر از راہ قساوت قلبی اور غبار دلی
کہ قلب کافر مین ہوتا ہے اس ملعون کاؤس نے چاہا کہ سر نورالدہر عالیشان کا کاٹ لے اسوقت بسبب قدرت خداوند کریم کے
انکی حیات مستعار باقی تھی موافق مثل جاکو راکھے سائیان مار سکے نہ کوے بال نہ بیکا کر سکے وہ جاگ بیدار ہوے اسی
وقت خواب ہی مین دیکھا کہ ایک سانپ سیاہ مجھ پر چلا اور ہی آنکھ بول سے کھل گئی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے
ہوا اور چاہتا ہے کہ سر کاٹ لے نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہے جب اسنے دیکھا کہ چونک پڑا اسنے تردد مین خنجر جو برہنہ
ہاتھ مین تھا سینہ پر نورالدہر کے مارا نورالدہر نے جست کرکے خالی دی کاؤس بھاگا اور نورالدہر پیچھے اسکے دوڑا یہ تو جست
و خیز کرکے نکلا شاہزادہ پکارا کہ یہ چور ہے لینا جانے نہ پاوے اسد بن کرب غازی بیدار ہو بیٹھے اسکے دوڑ باہر کو
ایک غلغلہ ہوا لوگ چار طرف سے دوڑے یہ کی گشت والے دوڑے جہان لقا قید تھا وہان پہونچے آفت بن ملذبہ
لقا کی قید بالکل کاٹ چکا تھا یہ غلغلہ جو اسنے سنا وہان سے وہ بھی بھاگا دونون عیار ساتھ ہو کر بھاگے اور اسد تعاقب
مین چلا آتا ہے ان دونون نے جب کوئی جگہ بھاگنے کی نہ پائی تو قلعے کے برج پر چڑھ گئے اسد بھی دیوار قلعہ پر آن پہونچا دونون نے
اپنے تئین قلعے سے گرا دیا اور پکارے کہ ہم نقابدار کو مار گئے آتے ہین او ظالم تو ہمارے پیچھے آکے کیا کریگا اسد پکارا کہ
انشاء اللہ مین تمھین کب زندہ چھوڑونگا یہ نعرہ کرکے اسد بھی قلعے پر سے کودا وہ دونون عیار خندق قلعہ کو پھیر کر پار اترے
اسد بھی بعجلت خندق کو پھیر کے پیچھے انکے پہونچا اور نہایت چالاکی سے چھیڑ کر اپنے تئین قریب کاؤس بد سرشت کے پہونچا
اور تیر پارہ دوشتی رنگ خونخوار شست سے غار عقاب پیکان مین پیوستہ کرکے اٹکل سے بد سرشت کاؤس سیاہ کو مارا کہ تیر دو کر
اسکے سینہ پر کلیجہ کو پار نکل گیا کاؤس گرا اسد نے تیغ غضبناک سے آ پہونچا اور سر اس بدسرشت کا کاٹ لیا آفت بن ملذبہ کذاب نے
جو دیکھا کہ آفت ناگہانی آئی جتنی دیر مین کہ اسنے سر کاٹا آپ اس فرصت مین بافراغت اسد کے سر پر پہونچ گیا کہ جستی و چالاکی سے بھاگا اور ریچھا
کہ او آفت تو تو اس بلا سے بچ جا اور بھاگا کو بہ کوہ اپنے تئین بدرگاہ کنار رسیدہ از … پہونچا یا تمام ہوا حالات گذشتہ بیان کرکے کہا کہ …

حضور پر تصدق ہوا اگر غلام بچا ہو تو گرہ بلا سے بیدریان میرے پیچھے چلا آتا تھا نہیں معلوم کہاں ہے بختیارک نے کہا کہ کاؤس مارا گیا از صدقہ چاپوش گر شکر ہو کہ تو بچ گیا یہ خبر سنکر کفار بد کردار بہت آزردہ ہوئے اور ادھر اسد بن کرب غازی نے جب دیکھا کہ وہ غائب ہو گیا حیران ہوا کہ کہاں جاؤں اور کدھر ڈھونڈھوں یہ خیال کر کے ناچار پھر گیا اور داخل خیمہ ہوا سب احوال لقا بد سے بیان کیا غرض ادھر لشکر کفار میں طبل جنگ بجا اُس طرف لشکر قاسم میں طبل جنگی بجا شب بھر دونوں لشکر تیاری میں مصروف رہے جبکہ ستارہ صبح کا چمکا اور روشنی صبح کی ہوئی چو آفتاب گلرنگ از دریچہ خرچنگ سر بر آوردہ وایں عالم ظلمانی را از نور خویش مزین و منور گردانید صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ ایک طرف سے گرد اٹھی سات سو علم نشان سات لاکھ سوار کا ہر ایک کے پھریرے پر تحریر تھا سے جلی لکھا راندۂ درگاہ الزہرو شاہ باختری مرقوم تھی جب گرد شق ہوئی سب نے دیکھا کہ لاہوت شاہ پسر [illegible] مقتول لقا سے بے تحاشا لشکر عظیم سے آ کر پہونچا اور چالیس پہلوان زبردست و تہمتن اسکے ساتھ تھے جبکہ یہ لشکر میدان میں آگئے پھر تو یہ سبب آمد لشکر عظیم کے دن تمام ہو گیا تھا اس وجہ سے دونوں لشکر میدان سے پھر کر تمام کافران خرس طینت میمون خصلت خرسہائے بادیہ ضلالت بارگاہ میں آکے بیٹھے محفل ناچ رنگ کی گرم ہوئی لاہوت شاہ بھی آکے بیٹھا اور بختیارک سے احوال پرسان ہوا بختیارک نے تمام حال لقا کے گرفتار ہونے کا بیان کیا لاہوت شاہ نے کہا کہ یہ خدا پرست میرے ہاتھ سے کہاں جاتے ہیں ایک ایک کو چن چن کر قتل کرونگا اور سزائیں انکے عمال کی انکی کنار میں رکھونگا یہ کہکر طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر قاسم کو دی اُسنے بھی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جبکہ صف آرائی ہو چکی اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر لاہوت شاہ سے خرچال مردم در لاہوت شاہ سے اجازت میدان لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا قاسم میدان میں آیا بعد از گفتگوئے دین و مذہب خرچال نے نیزہ سینہ بے کینہ قاسم پر مارا قاسم نے دس پانچ طعن میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا خرچال نے ذلیل ہو کر تلوار ماری قاسم نے بمضمون سپاہگری تلوار اُسکی چھین لی آخر فن کشتی سے پیر و پیچ سے اسکو زیر کیا چھاتی پر چڑھ بیٹھے اُس ملعون سے کہا دین اسلام کے قبول کرنے میں کیا کہتا ہے اُسنے نہ مانا آخر قاسم نے اسکو مشکیں کسکر پاس کے جب کر پھینک دیا لاہوت شاہ نہایت متردد و پریشان طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے زمین ادب کو لب عجز و [illegible] سے بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہریار قطعہ اگر ہست سپہ تا خزان بکشید + شکست طبل ناسگان بود زند گر آتش ہزار رنگارنگ + بر سر تو مکالان بزنند + بختیارک نے کہا ایسی بار کہہ چکی کیا خوش خبری لائے عرض کیا کہ عنقا دیل دیو پیر در طہماس کے مسلمان ہونے کی خبر سنکر نہایت متنفس اور غصہ میں آیا ہو کہ بچے کو تنبیہ کرے اور خدا پرستوں کو مارے لاہوت شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل شادمانی بجے اور سب سردار خورد و کلاں استقبال کر کے عنقا دیل دیو پیر در کو لائیں تمام سردار گئے اور استقبال عنقا دیل کا کر کے لائے عنقا دیل نے آکر قدموں کو خداوند اور ادا کن چوما [illegible] بیٹھا صحبت عیش کی برپا ہوئی بختیارک سے عنقا دیل نے پوچھا کہ خداوند کہاں ہیں اُسنے کہا کہ ایک فتنہ ہوا مرد یہاں سے سات کوس پر ہے وہ خداوند اور یاقوت شاہ اور سہیل خاں کو پکڑ لے گیا ہے پھر بختیارک نے حال نورالدہر کے ہاتھ سے طہماس کے مسلمان ہونے کا بیان کیا اُسنے پوچھا کہ نورالدہر کہاں ہے اُسنے کہا کہ لشکر حمزہ میں اور قاسم بھی اُس سے کم نہیں ہے پہلے اُس سے لڑ پھر نورالدہر سے [illegible] عنقا دیل بولا ایسا ہی ہوگا تم طبل جنگ بجوا دو کل دیکھنا کہ ان کو کس طرح قتل کرتا ہوں دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجے رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے میدان قتال [illegible] آراستہ ہوئے نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر کفار میں عظیم [illegible] جلوہ گر ہوا عنقا دیل سامنے لاہوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا جا تجھکو سپرد کیا الزہرو شاہ باختری کے

عنقویل میدان مین آیا اپنا سر ابا دکھایا پہلا ازطلب کیا مرزبان خراسانی قاسم سے رخصت لیکر میدان کو چلا عنقویل بہتیہ نگاہ رد و بدل اتنگا در مین مرکب مرزبان کا پسپا ہوگیا نیزہ بازی مین عنقویل نے نیزہ مرزبان نکال لیا شمشیر زنی ہونے لگی مرزبان زخمی ہوکر گرا اسی طرح بہت سے لوگون کو زخمی کیا دو ایک کو جان سے مارا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو پھر طبل جنگ بجا دوسرے روز عنقویل نے ہاشم وغیرہ کو زخمی کیا چار میداندار یون مین بہت سے سردار روشن چیپا زخمی ہوئے اور مارے بھی گئے قاسم نہایت رنجیدہ ہوا اسلئے نقابدار کے بہت متفکر ہے کہ کئی روز ہوئے نقابدار آ نہین آتا سماک بلطاقی سے کہا کہ جاکر خبر نقابدار کی سام و نزد قلعے سے لاؤ سماک بولا بہت اچھا اور یہ کہکر روانہ ہوا

دوکلمہ داستان شوکت بیان لشکر اسلام و امیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین ۔ اشعار

وہ جو بے نقاب تجھے کسی تاب ہو
آسودگان خوب کی مٹی خراب ہے
ساقی ملیگا باغ مین دیکھا ہے خواب مین
اتنا تو ہم کہینگے وہ من لاجواب ہے

خورشید تیرے آگے گل ماہتاب ہے
بیدار آج سوئے تو فردا ئے حشر کو
جنت ہو دوست دو مین جام شراب ہے
کھلتے نہین ہین سامنے سے اشک ایکدم

زیر زمین بھی پڑین کی صورت کوئی نہین
خواب اپنے بخت کا نہین مرنیکا خواب ہے
تصویر یار دیکھی ہے فردائے حشر کو
آتش ہمار آتشنہ دیدار آب ہے

راویان شیرین گفتار و ناقلان خوش کردار نے اسطرح بیان کیا ہے کہ امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے سرداران دست راست سے باتین کر رہے تھے کہ عمرو آیا اور سلام کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ کئی روز کے بعد آئے کہان تھے عمرو نے کہا کہ مین قاسم کے ساتھ تھا اور احوال وہان کا بیان کیا کہا کہ حمزہ جو بہادری نقابدار سفید پوش کی دیکھی آج تک یہ زبردستی کسی کی نہین دیکھی کہ لقا ایسے شخص کو ایک ہاتھ پر اٹھا کر شہر مشتری حصار سے قلعہ سام و نزد کر سات کوس کا فاصلہ ہے لڑتا ہوا کفار سے لیگیا امیر نے کہا کہ خواجہ تنے جھوٹھ کی حد کردی کسی طرح خیال مین نہین آتا کہ لقا کو سات کوس تک ایک ہاتھ پر لیگیا بہت مشکل ہے یون تو مین ملے پہ دو قاف مین دیو ارجنگ آہن شاخ کہ ہزار گز کا قد رکھتا تھا اور آہن شاخ میرے بازو مین مارتی تھی کہ بازو میرا زخمی ہوا تھا پہنچا ہاتھیان کہاں گا دو شہپال سے مین زنگ تھا ایک ہاتھ پر اٹھا کر سامنے شہپال کے لیگیا تھا مگر وہ زور میرا شباب کا صاحبقرانی کا تھا یہ تو غضب کا زور بیان کرتے ہو کہ میری اولاد مین آج تک کسی نے ایسا زور نہین کیا کبھی ایسا جھوٹھ اچھا نہین ہوتا ہے کہ تم لقا بدار کو آسمان پر چڑھا دیتے ہو اس کا کیا فائدہ عمرو نے قسم کھائی کہ حمزہ میرا کبھی مین جھوٹھ نہین کہتا امیر نے فرمایا ہوگا مگر تنے دریافت بھی کیا کہ نقابدار کون ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ تو جانتا ہے مین نقابدار سے بہت ڈرتا ہون اور کبھی اوسکا رخ نہین کرتا کیا جانون نقابدار کون ہے یہ باتین تھین کہ امیر کی نگاہ دنگل پر نورالدہر کی پڑی اُسے نہ دیکھا بدیع الزمان سے کہا کہ نورالدہر کہان ہے عرض کیا کہ کئی روز سے شکار کے واسطے گیا ہوا ہے امیر نے کہا دادا کیا آپ کو محبت پدری ہے کہ بیٹھے ہین کچھ خبر نہین ہے بدیع الزمان نے سر جھکا لیا امیر نے کہا وہ جو لوگ ہمراہ گئے تھے انکو لاؤ پہلے قرادل سیر شکار خاص برداراں آئے امیر نے اُنسے پوچھا کہ نورالدہر کہان ہے اُنھون نے عرض کیا کہ ای شہریار عالی وقار شاہزادے ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالکر روانہ ہوئے تھے پھر نہین حال معلوم کہان گئے امیر نے کہا کہ تم مجھسے چھپاتے ہو اگر وہ غائب ہوجاتا تو تم اسکی روز بحال پریشان آکر خبر دیتے سچ بتاؤ کہان گیا انھون نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ای شہریار سچ تو یہ واقعہ ہے کہ اسد بن کرب غازی شہر مشتری حصار مین واسطے گرفتار کرنے لقا کے لیگئے امیر نے فرمایا کہ معلوم ہوا نقابدار سفید پوش وہی ہے اور لقا کو وہی پکڑ لیگیا اور یہی آدمی پہچان لیا کہ بیٹھے بلاؤ پہلوان عادی کو حکم کوچ ہوا اسی وقت پہلوان عادی مین خیمہ لدوا کر روانہ ہوا امیر نے بھی دوسرے دن کوچ کیا شہر مشتری حصار کو روانہ ہوئے

آسمان چند سماک بلطاقی کے سنیے

کہ سماک نقابدار کی خبر کو روانہ ہوا تھا چلا کہ ایک صحرا میں پہونچا زنگ کی آواز سنی دیکھا کہ آفت بن مکذب کذاب آتا ہے جی میں
گذرا کہ اسکو پکڑا چاہیے ایک مقام پر کہ کوچہ تنگ تھا اور وہی راستہ قلعہ سام وزد کے جانے کا تھا وہان پر کمند کا حلقہ بنا
پر ڈال دیا اور خود پوشیدہ ہو کر بیٹھا اور یہ آفت بن مکذب لقاے شریر خدا کی خبر کے واسطے قلعہ سام وزد کو جاتا تھا جب حلقہ
کمند کے پاس پہونچا سماک شیر کی بولی بولا آفت ٹھہرا کہ شیر کدھر ہے ساتھ ہی ٹھہرنے کے سماک نے کمند کو جھٹکا دیا آفت گرا سماک
چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور آفت کی مشکیں باندھ لیں اور خدمت قاسم میں لایا قاسم نے اس سے پوچھا تو کہاں جاتا تھا اسنے کہا کہ میں
قلعہ سام وزد میں لقا کی خبر لینے کو چلا تھا کہ وہان لقا کو لیجا کر نقابدار نے قید کیا ہے اور نقابدار بھی وہیں رہتا ہے قاسم نے کہا کہ
تو جانتا ہے کہ نقابدار کون ہے آفت نے کہا وہ نقابدار نورالدہر تھا کاؤس عیار نے اسے مارا قاسم یہ سنتے ہی سُن ہو گیا اور آنکھوں
میں آنسو بھر آئے اتنے میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ امیر آ پہونچے قاسم استقبال کر کے لایا جب تک بارگاہ سلیمانی آراستہ ہو
امیر قاسم کے خیمے میں آئے ایک عیار کو بندھے دیکھا اور قاسم کو روتے پایا امیر نے فرمایا اے فرزند خیر ہے قاسم نے عرض کیا کہ اے
جد بزرگوار یہ عیار بدگفتار ایسا کلمہ کہتا ہے کہ سننے کی تاب نہیں امیر نے آفت سے احوال پوچھا اسنے تمام احوال اپنا اور کاؤس
کے جانے کا قلعے میں اور نورالدہر کا بیدار ہونا اور کاؤس کا خنجر مار کر بھاگ جانا بیان کیا امیر نے یہ خبر سنکر یاسے کا نعرہ مارا
بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا تاج سر سے مارا اور پچھاڑیں کھانے لگا تمام سردار سر پیٹنے لگے آفت بن مکذب کذاب کے
ٹکڑے ٹکڑے کیے تمام خیمے میں ماتم برپا ہوا طہماس نے چاہا کہ اپنے تئیں ہلاک کرے لوگوں نے اسے پکڑ لیا ہتھیار چھین لیے ایک
قیامت برپا ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر لاہوت شاہ کو دی کہ حمزہ آیا اور آفت کو مارا مگر نورالدہر کے مارے جانے کی خبر سننے
سے تمام لشکر میں ایک ماتم ہے اُس کافر نے کہا کہ میں ان خدا پرستوں کو اس حال میں امان نہ دونگا حکم کیا کہ طبل جنگ بجے ہرکاروں
نے یہ خبر امیر کو دی امیر نے فرمایا کہ یہ کافر بڑے قابو چی ہیں کہدو ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے رات بھر تیاری رہی
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جب صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب لقا پکار کے نکل گئے عنقودیل دیو پیکر
لاہوت شاہ سے اجازت لیکر مقابلے میں آیا مبارز طلب کیا بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
مقابلے کو گیا نیزہ بازی میں برابر رہا تلوار چلنے میں زخمی ہوا بہرام شتر خوار نکلا اسکو بھی زخم کاری لگا منذر ویل صفہانی
مقابلے کو گیا وہ بھی عنقودیل کے ہاتھ سے مجروح ہوا آصف شاہ جان سے مارا گیا دوپہر کا وقت تھا کہ پھر عنقودیل نے مبارز
طلب کیا اتنے میں صحرا کی طرف سے گرد اٹھی اور نقابدار سفید پوش پیدا ہوا قاسم نے جو دیکھا خوش ہو کر امیر سے کہا دادا جان
یہی نقابدار ہے جو لقا کو پکڑ لیگیا ہے امیر بہت خوش ہوئے اور بدیع الزمان تو دوبارہ زندہ ہوا طہماس کو فرحت حاصل
ہوئی سکمرو نے سفید مہرہ بجایا غلغلہ دونوں لشکروں میں اٹھا کہ نقابدار آیا نقابدار آیا لیکن عنقودیل لاف و گزاف
کر رہا تھا نقابدار نے کہا ملک الموت تیری جان کا متمنی ہوں چھری تلے دم لے حریف تیرا آ پہونچا ادھر بختیارک نقابدار
کو دیکھ کر پکارا کہ صلواۃ بر محمد و لعنت بر لات اعلیٰ و منات معلیٰ عنقودیل اب نہیں بچنے کا ہمارے ہاتھ سے گیا لاہوت
نے کہا کہ کیا واہیات بکتا ہے بختیارک نے کہا کہ دیکھو کیا ہوتا ہے نقابدار سے عنقودیل نے کہا کہ او نابکار روز گار
تو کہاں تھا خداوند کو تو ہی پکڑ لیگیا ہے نقابدار بولا ہاں اور تیرا بھی کام تمام کرونگا عنقودیل نے کہا میں تیری تلاش
میں تھا جاتا کہاں ہے لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہے نقابدار بولا اپنا دستور نہیں ہے ہم پیشدستی حریف پر نہیں کرتے عنقودیل
نے کہا خیر معلوم ہوا تجھکو اپنی بہادری کا بڑا گھمنڈ ہے یہ کہکر برچھا مارا نقابدار نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا بس جنبش کا
ہاتھ سے نکل جاتا تھا کہ روز روشن اُس کافر کی آنکھ میں تیرہ ہوا سالار اٹھا کر مارا نقابدار نے ڈھال سپہگری سا تانے چھین لیا اور
ہاتھ زنجیر کمر میں ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا اور چاہا کہ جدھر سے آیا تھا ادھر چلا جائے طہماس بیتاب ہو کر دوڑ کر پکارا

لاؤ آقا ایک دم بھر ٹھہر جائیے کہ میں قدمبوسی حاصل کر لوں ادھر امیر بھی اشقر کو اڑا کر چلے اور پکارتے رہے کہ ای نقابدار رب
بعہ ٹھہر جا نقابدار نے گھوڑے کو روک لیا امیر نے پہونچتے ہی نقاب منہ پر سے نقابدار کے دور کی دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان
ہے طہماس تو قدموں سے لپٹ گیا امیر نے گلے سے لگایا بدیع الزمان گرو چہرے لگا عشق قوی ملنے جو یہ حال دیکھا قدموں پہ نور الدہر
کے گر پڑا اور کلمہ پڑھا مسلمان ہوا لیکن امیر نے نور الدہر سے کہا کہ ای فرزند نقابدار بننے سے مدعا کیا تھا نور الدہر نے عرض کیا ای جد
بزرگوار ایک تو یہ کہ لقا میری قید سے بھاگا تھا میں نے اسکو آکر پکڑا اور کوئی اسکو کیوں پکڑتا میں نے اختیار کیا کہ نقابدار بنکے آیا اپنے
سپہ کو پکڑا قاسم کا یہ منصب نہ تھا کہ لقا کے گرفتار کرنے کو جاتے اور اگر میں باعلان قصد کرتا تو اور حضور روکتے اور حق قاسم کو
ملال ہوتا اس حیلہ سے میں نقابدار بنکر آیا اور اپنے چور کو پکڑ لایا امیر نے کہا ای فرزند تمنے بہت معقول کام کیا قاسم یہ سنکر بہت
رنجیدہ ہوے اور کہنے لگے کہ میرے سب کام نامعقول ہیں اور انکے سب امر معقول ہیں امیر نے فرمایا ای فرزند تو کسی سے کم ذرا تو نے
بھی وہ وہ کام کیے ہیں کہ بشر سے نہیں ہو سکتے غرض قاسم کو بہت سی تسلی دی وہاں سے بارگاہ میں آئے نور الدہر پایۂ چہارم تخت
کے بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی نور الدہر نے چالاک سے کہا کہ تم جاکر قلعہ سام و زرد سے اسد کو بلا لاؤ اور سام و زرد سے کہنا کہ
قید لقا اور سہیل خان کی لیتا آ سے چالاک گیا اور اسد کو لیکر آیا سام و زرد قید لقا وغیرہ کی اور با ملازمت امیر حاصل کی امیر نے لقا کو
زندان خانے میں بھجوا دیا دوسرے دن جس وقت اہل بارگاہ سب جمع ہوے امیر نے فرمایا ای قاسم نور الدہر کو کہاں بٹھائیں ملک
قاسم نے کہا کہ اگر ترک ادب نہو تو بالا دست بدیع الزمان کے بٹھا دیجیے اسد نے کہا کہ یہ کیا کلام آپ کہتے ہیں امیر نے کہا تجھے کیا
گفتگو سے کیا کام تجھے یا منصب کیا بات یہاں خوردی و بزرگی کسی کی نہیں ہے جسکو خدا بزرگ کرے وہی بزرگ ہے بدیع الزمان نے کہا
کہ جو فرمان امیر ہو میں اسکی میں راضی ہوں امیر نے فرمایا کہ ڈنگل نور الدہر کے واسطے لاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ ای شہریار نور الدہر
میرا بیٹا ہے اور قاسم نے بھی اسے اپنا بیٹا کیا ہے دو ہی بدل منظور کر لیگا کہ ڈنگل رستم نور الدہر کو عنایت ہوا امیر نے اپنے دل میں کہا
کہ اس ڈنگل کی جھگڑا مدت سے چلا آتا ہے اسکا فیصلہ ہو جائے تو اچھا ہے فرمایا کہ ڈنگل رستم کو جا کر ڈنگل نور الدہر کو ڈنگل رستم پر بٹھائینگے
قاسم نے جو یہ سنا چپکا بیٹھا رہا جب دربار برخواست ہوا اٹھکر اپنے بارگاہ میں آیا اور اپنے رفیقوں سے کہا کہ صاحبو میں اپنی زندگی میں
ڈنگل رستم پر نہیں بیٹھا نور الدہر کو بھی تو بیٹھنے دونگا اور یہ دونوں باپ بیٹے معلوم ہوتا ہے کہ میرے ہاتھ سے مارے جائینگے یا میں انکے
ہاتھوں قتل ہونگا قضا سے کار چالاک ابن عمرو عیار بھی بدل بارگاہ میں موجود تھا سب گفتگو سنی اپنے دل میں کہا کہ یہ تو کچھ برا
ہنگامہ ہوگا یہ سوچکر اداس و متفکر و پریشان وہاں سے چلا لیکن اب تک کچھ نتیجہ گردون غدار کی انقلاب سنیے دو پہر رات گئی تھی کہ خیمہ
نور الدہر میں غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا کہ ہاے آقا ہاے نامدار و اسے مدد اسے قدر شناس وہ کون ایسا بے رحم تھا جسنے آپ پر ستم
نہ کیا سب گئے میں دیکھا تو بان اور جمعدار و خدمتگار کا سر کاٹ لیا یہ غل شور امیر خیمۂ نور الدہر میں آئے دیکھا کہ بدیع الزمان کا
گریبان پھٹا ہوا ہے اور پچھاڑیں کھا رہا ہے لاش نور الدہر کی بیچ میں پڑی ہے سر بریدہ سینہ پر رکھا ہے زلف عنبرین اور کاکل مشکین
رخساروں پر پڑی ہیں چشم حسرت وا ہے امیر نے نعرہ کیا کہ ہائے فرزند یہ کیا ہو گیا اور کس
بے رحم نے تیرا سر کاٹا کس سنگدل کا ہاتھ تجھ پر اٹھا اللہ رے صبر نے جو دیکھا کہ صاحبقران فرط غم سے اپنے تئیں ہلاک کرینگے ہتھیار
اٹھا کر لیے ہلاک اثر و طہماس سے لپٹ گیا اور خنجر ہاتھ سے لے لیا مگر یہ عالم تھا کہ ہر ایک سر اپنا پٹخ پٹخ کر مار مار کر رو رہا تھا عیان
کو رہا تھا سبکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے معروف گریہ و زاری تھے جو آتا تھا اس لاش کو دیکھ کر پیٹنے لگتا تھا ایک کہرام مچا
تھا قضا سے کار یہ خبر جب خواتین محل میں پہونچی گوہر ملک اور گردیہ بانو پیٹتی ہوئی نکل آئیں کہ ہاے بیٹا آخر وقت میں
اس مادر ناشاد کو دیکھ بھی نہ کی بلائیں لوں تم ناشاد و نامراد اس جہان سے اٹھ گئے اس ماں کو یہ آرزو تھی کہ تمہارے سر
پر سہرا بندھا دیکھیگی مگر فلک سے نہ چاہا داری اب یہ مادر ناشاد کسکی ہو کے جیے اور غل ہوا کہ ارے صاحبقرانی با

آیا ہی عجب پڑنے لگی مگر کوئی نہ سنتا تھا عورت اور مرد اٹھا لئے تھے خیمے مین قیامت برپا تھی کوہر پاک سر نورالدہر کا اُٹھا کر سینہ سے
منہ ملتی تھی اور کہتی تھی کہ بیٹا کچھ منہ سے تو بولو کچھ بات تو کرو اس دائی سے کیا تقصیر ہوئی جو خفا ہوا اور گرد یہ یا فولاش سے لپٹی جاتی تھی
امیر فرش خاک پر بیٹھے تھے سر مین گود سے پڑ گئے تھے گریبان پھٹا ہوا تھا خراش ناخن جا بجا آنکھین لال چہرہ پر گرد ملال چھائے
نورالدہر وا مسے فرزند ارجمند ہی آواز بلند تھی کہ چالاک بن عمرو روتا ہوا آیا اور کہا اے شہریار مین رات کو بارگاہ ملک قاسم مین
تھا یہ کلمے زبان سے قاسم کی سنے تھے کیا عجب ہی کہ قاسم نے شہزادے کو قتل کیا ہو امیر نے فرمایا کہ واللہ یہ کام اُسی خاوری کا
ہی رب کعبہ مین اسے نورالدہر کے ساتھ گاڑونگا یہ خاوری میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہی اور اُسنے یہ کام نہین کیا تو اس ماتم مین
شریک کیون نہوا ظاہر ہی کہ وہ مکر کی لاگ ڈانٹ مین اسنے اسے مارا مگر غضب کیا اور کرب سے کہا اے دلاور جا کر اُس خاوری کو
لا کرب غازی روتا ہوا روانہ ہوا مگر دل مین کہتا ہی کہ اے کرب قاسم قاتل اسکا نہین ہی خدا جانے کیا پیچ ہی لیکن بیان قاسم صبح
کو بیدار ہوا نماز پڑھ رہا تھا کہ رونے کی آواز اسکے کان مین آئی سپاہ سے کہا خبر تو لا اُسنے دریافت کرکے تمام حال بیان کیا کہ
رات کو نورالدہر کا سر کسی نے کاٹ لیا اور نام لگتا ہی کہ قاسم نے مارا ہی قاسم نے کہا معاذاللہ خدا اُس روز کو پیچھے نہ رکھے کہ مین
نورالدہر کا سر کاٹون لاحول ولا قوۃ الا باللہ نہین معلوم کس ظالم کا یہ کام ہی اور مین خدمت صاحبقران مین جاتا ہون سپاہ
نے کہا اے شہریار ہرگز آپ صاحبقران کے سامنے نہ جائیے گا آپ کا جانا اچھا نہین ہی کس واسطے کہ انپر غیظ و غضب طاری ہی
کچھ عذر نہ سنینگے قاسم نے علمشاہ کو بلوایا اور کہا کہ سنا آپ نے ہم قاتل نورالدہر مشہور ہوئے صاحبقران کہتے ہین کہ مین انکو
کو نورالدہر کے ساتھ گاڑونگا بھلا آپ انصاف کریئے کہ میرا ہاتھ نورالدہر پر اٹھیگا آپ صاحبقران کے پاس جائیے اور انکو
سمجھائیے علمشاہ نے کہا کہ بابا حمزہ صاحبقران بڑے ظالم ہین میرا کہنا ہرگز نہ مانینگے میرا جانا ناحق ہی یہ باتین تھین کہ کرب
پہونچا اور قاسم کو روتے دیکھا حیران ہوا سمجھا کہ اسنے نورالدہر کو نہین مارا ہی بے تقصیر ہی علمشاہ نے پوچھا اے کرب دلاور
آج کدھر آئے کرب نے کہا کہ قاسم پر طوفان اٹھا ہی مجھکو امیر نے بھیجا ہی کہ قاسم کو تم لے آؤ چنانچہ مین قاسم کو لینے آیا ہون
علمشاہ نے کہا اے کرب دلاور کیا انقلاب دہر دو رنگ ہی کہ ہم نورالدہر کے قاتل مشہور ہون چلو ہم اور قاسم دونون چلتے ہین
کرب نے کہا اے شہریار گو کہ مین اس خدمت پر مقرر ہوا ہون مگر میرے دل کو یقین ہی کہ آپ سے یہ کام نہین ہوا ہی اور اس وقت
سامنے امیر کے جانا مناسب نہین ہی بہتر یہی ہی کہ آپ دونون صاحب یہان سے چلے جائین مین کہہ دونگا کہ مجھکو نہین ملے یہ باتین تھین کہ
عجیل ماہرو آیا اور یہ حال دیکھکر کہا کہ مین جاتا ہون اور امیر سے کہتا ہون کہ قاسم کی خطا نہین ہی کرب نے کہا کہ کچھ ہو گا عجیل نے
روانہ خدمت صاحبقران مین گیا دیکھا کہ دیوانہ وار بستر خاک پر بیٹھے ہین اور کہ رہے ہین لاؤ اُس خاوری کو کہ عجیل پہونچا ہاتھ باندھکر
عرض کیا اے شہریار غلام نے خوب دریافت کیا قاسم بے قصور ہی اسکی کچھ خطا نہین ہی اگر بیٹے سے امر کیا ہو اور حضور سے کہکے
تو اسکے ساتھ مجھے بھی قتل کیجیے گا امیر تو رنج مین بیٹھے ہوئے تھے جہان آنکھون مین تیرہ ہو رہا تھا عجیل کی باتون سے آزردہ ہو
اور ایک تازیانہ مارا کہ تو تو اسکی طرفداری کیا چاہے وہ تازیانہ عجیل پر پڑا عجیل قدمون پر گرا امیر نے اور تازیانہ مارا القصہ
سات تازیانے مارے عجیل بیہوش ہو گیا لوگ اٹھا لیگئے سپاہ نے یہ خبر قاسم کو دی قاسم اور علمشاہ یہ سنکر وہان سے
بھاگے کرب پھر کر آیا امیر کو سلام کیا اور کہا میرے پہونچتے پہونچتے قاسم اور علمشاہ بھاگ گئے امیر نے فرمایا کیون صاحب
تم سب کہتے تھے کہ قاسم بے تقصیر ہی اگر بے تقصیر ہوتا تو کیون بھاگتا اگر وہ بھاگ گئے ہین تو کیا مین انکو چھوڑونگا جہان جائینگے
قتل کرونگا یہ کہکر اُسی حالت غیظ مین اشقر پر سوار ہو کر روانہ ہوے اُسی طرف کو چلے جس طرف کہ ڈھونڈنا مناسب تھا ... اُٹھا
اشقر کو اڑایا وہ مانند باد صرصر چلا یہانتک کہ قاسم و علمشاہ کو دیکھا کہ سامنے بھاگے جاتے ہین امیر نے نعرہ کیا کہ آیا مین کب جاتے
ہون کر لیسے نادانون کو تم قتل کرکے سمجھکر چلے جاؤ ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کرونگا قاسم نعرہ امیر کا سنکر کانپا اور ٹھیرا

بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا امیر پائین کوہ پہونچے اور نعرہ کیا اشقر پر سے اُتر کے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھیں قاسم نے رو کر کہا کہ ای شہریار آپ کے نزدیک میں قاتل نورالدہر کا ہون خیر مگر اسکا عالم اللہ ہی کو ہی میں نے نورالدہر کو نہیں مارا ہی آج کی شب مجھے مہلت دیجیے کہ میں درگاہ جناب ایزدی میں عرض کرون شاید حضور پر میری بیگناہی ثابت ہو جاے امیر نے فرمایا کہ لاش نورالدہر کی بے گور و کفن پڑی ہی میں دم بھر کی تجھے مہلت نہ دونگا یہ کہکر پہاڑ پر چلے پھر قاسم نے عرض کیا ای شہریار آپ کو قسم ہی روح پاک حضرت ابراہیم کی کہ شب بھر کی مجھے مہلت دیجیے صبح کو قتل کیجیے گا لندھور اور ملک وغیرہ سبھی سردار پیچھے پیچھے امیر کے آئے تھے لندھور نے سمجھایا ای شہریار ازبسکہ نورالدہر کے مرنے سے حضور کے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں اس کو غم ٹوٹ پڑا ہی مگر قاسم بھی حضور کا پوتا ہی اور کیا حضور اسکو عزیز رکھتے تھے حضور سے وہ ایک شب کی مہلت مانگتے اور حضور نہ دیں تعجب ہی غرض امیر لندھور کے سمجھانے سے اسوقت ارادہ قتل قاسم سے باز آئے مگر سامنے پہاڑ کے خیمہ استادہ کرا کے اتر پڑے شب گذری صبح کو غلغلہ ہوا کہ بدیع الزمان کا سر کسی نے کاٹ ڈالا امیر نے فرمایا اسواسطے اس غدار نے رات کی مہلت لی تھی کہ بدیع الزمان کو بھی مارے یہ ترک تنگ چشم کہاں جاتا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ پہاڑ پر جاکر قاسم کو قتل کریں اتنے میں سیارہ پہاڑ پر سے روتا ہوا اُترا اور کہا ای شہریار علمشاہ اور قاسم اور عمرو بن رستم کے سر کٹے ہوے پڑے ہیں جسوقت یہ سنا امیر ششدر ہو گئے یقین ہوا کہ قاسم بیگناہ تھا یہ کسی اور ظالم کا کام ہی اب عجب حال صاحبقران کا ہی آنسو بھی خشک ہو گئے ہیں سکتے کا عالم ہی ہوش نہیں ہی چپ ہو گئے ہیں آخر کار عمرو سے فرمایا کہ خواجہ دریافت کرو کہ یہ کس ظالم کی حرکت ہی عمرو نے کہا میں خود تلاش میں ہون دوسری شب کو ملک [illegible] کا سر کٹ گیا اس خبر سے امیر اور حیران و پریشان ہوے خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلوایا چارون خواجہ زادے خواجہ امید دریا دل والاگہر سیاوخش حاضر ہوے امیر نے کہا کہ آپ نجوم میں دیکھیں کہ یہ کام کس کا ہی کون انکو مارتا ہی انھون نے سر [illegible] زمین لیپ کر اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل کر کے تختہ تعقل پر قرعہ ڈال کر کہا کہ عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو اور فوراً ساتون ستارے بارہ برج سولہ خانے رمل کے نگاہ میں کر کے احکام کو طرح دیکھ نکالا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار انمیں سے کوئی نہیں مارا گیا سب زندہ و سلامت ہیں بعد ایک ہفتے کے انشاء اللہ ہوگی اگر اسمیں فرق پڑے تو ہم سبکو توپ دم کیجیے گا یہ سب کشتہ سحر ہیں [illegible] ہو گی بعد اسکے عمرو سے کہا ای خواجہ تمکو مطلق یہ ہوا نہیں ہی کہ اسمیں خوض کرو عمرو نے عرض کیا کہ شاید لقا کو حال معلوم ہو امیر نے فرمایا لاؤ اس کافر کو جو بدار لقا کے لینے کو طرف زندانخانے کے روانہ ہوے جب زندانخانے میں پہونچے داروغہ نے دروازہ زندان کھولا لقا کو مع اسکے ہمراہیوں نہ پایا پھر نقب کا دیکھا خبر صاحبقران کو دی کہ لقا زندانخانے سے غائب ہی کوئی نقب دیکر چھڑا لیگیا عمرو نے آکر دیکھا کہا تاکر [illegible] ابلیس عیار کا لگایا ہوا ہی عمرو نے امیر سے آکر حال بیان کیا اور کہا لشکر کفار میں جاتا ہون شاید وہان کچھ پتا لگے یہ کہکر چلا

اب داستان لعل جادو کی بیان ہوتی ہی

جب خواجہ لشکر کفار میں پہونچے صورت خدمتگار کی بنکر داخل بارگاہ ہوے دیکھا لقا ابھی چھوٹ کر آیا ہی [illegible] ہو رہی ہیں تخت پر بیٹھا ہی لاہوت شاہ نے قدمبوسی حاصل کی سب کفار گرد وارد [illegible] جمع ہیں ذکر ہو رہا ہی کہ بہت سے سردار حمزہ کے سر کٹ گئے ہیں نہیں معلوم یہ کام کسکا ہی عمرو نے خیال کیا کہ ان کافرون کو نہیں معلوم ہی حیران و پریشان وہان سے اپنے دل میں کہتا ہوا پھرا کہ بڑا گمان کفار پر تھا کہ یہان کچھ سراغ ملیگا سو یہان بھی کسی کو نہیں معلوم اب کہان جاؤنگا اور کس سے دریافت کرونگا اسی خیال میں چلا آتا ہی کہ [illegible] حصار کے پہونچا دور سے ایک قلعہ دکھائی دیا اپنے دل میں کہا کہ ای عمرو یہ قلعہ کسی نے نیا بنایا ہی جب قریب پہونچا دیکھا کہ قلعہ بنا ہی اور سر نورالدہر وغیرہ کے کنگرون پر چڑھے ہوے ہیں اور ان سرون سے شعلے آتش کے نکل رہے ہیں اور گرد قلعے کے خندق خون کی ہی یہ دیکھتے ہی [illegible]

خدمت امیر میں آیا حال بیان کیا ہنوز بیان نہیں کر چکا تھا کہ ملکہ جادو باحال پریشان آئی خدمت امیر میں آداب بجا لائی اور عرض
کی کہ یا امیر وادی اس شخص کی بیٹے مالک میں زرد ہوش جادو کی ماں کہ نام اسکا لعل جادو ہے جس وقت آپ نے عنطلی آباد کو فتح
کیا تھا وہ ظلمات میں تھی اب وہ آئی اور مالک کے مارے جانے کی خبر پائی ہے تمام بہادروں کو میرے قتل کیا اور مجھ سے کہا کہ
تو میرے بیٹے کی قاتل ہے میں تجھ سے سمجھ لونگی میں تو بھاگ کر یہاں آئی اور اسنے قلعہ بنایا ہے اس میں مسکن اپنا کیا ہے لوگوں کو لاکر
آپکے فرزندوں کی صورتیں بنا کر انکو قتل کیا ہے اور سر انکے قلعے کے کنگروں پر چڑھائے ہیں آپکے فرزند سب زندہ
ہیں مگر قید ہیں اور لعل جادو روئین تن ہے امیر نے جو سنا کہ نور الدہر وغیرہ زندہ ہیں نہایت خوش ہوے ملکہ جادو نے کہا
کہ شہریار حضور اسم اعظم پڑھنا ترک نہ کریں کہ لعل جادو آپکی اور عمرو کی فکر میں ہے عمرو تو گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہو گیا
امیر نے بارگاہ سلیمانی واسطے حفاظت ناموس کے برپا کی آپ بارگاہ شاہی میں مع سرداران لشکر کے جلوہ فرما ہوے
اور ملکہ جادو سے باتیں کر رہے ہیں کہ لعل جادو اڑتی ہوئی مثل بلاے آسمانی و آفت ناگہانی آئی اور چلائی کہ او شعبدہ
تو ساحران عنطلی آباد کو مار کر فراغت سے بیٹھا ہے سمجھا تھا کہ اسکا کوئی وارث نہیں رہا ہے دیکھ تو خون کا بدلا [illegible] کیسا
سلوک کرتی ہوں پہلے اس گیسو بریدہ ننگ خاندان ملکہ جادو کو قتل کروں بعد اسکے تجھے سمجھونگی یہ کہکر ملکہ جادو کی طرف
بڑھی ملکہ جادو نے پیچھے ہٹکر ایک ترنج مارا لعل جادو ہنس پڑی اور ہاتھ سے ترنج کو پکڑ کر اشارہ کیا ملکہ جادو بیہوش ہوکر
دھم سے زمین پر گر پڑی لعل جادو ملکہ کو [illegible] بلند ہوئی کہ سب دیکھتے رہ گئے عمرو پیچھے دوڑنے لگا اور جلدی سے گلیم
اوڑھکر پیچھے پیچھے چلا جیسا قریب قلعہ پہونچا دیکھا کہ کنگرہ قلعہ پر سر ملکہ جادو کا کٹا چڑھا ہے یہ کیفیت دیکھکر روتا ہوا پھرا اور خدمت امیر
میں باحال تباہ پہونچا امیر نے جو عمرو کا حال ابتر دیکھا فرمایا کہ خواجہ ملکہ جادو کیا ہوا [illegible] فرزندوں سے زیادہ مجھکو عزیز تھی
اور تم تو سن چکے کہ سب زندہ ہیں مگر قید ہیں اسی طرح ملکہ جادو بھی زندہ ہوگی تم کیوں اسقدر ملال اپنا ظاہر کرتے ہو [illegible] پروردگار کی
دیکھو تو کیا ہوتا ہے اور آپ کوچ کرکے طرف قلعہ کو روانہ ہوا [illegible] خیمہ برپا ہوا [illegible] قلعہ [illegible] مقابل
ساتھ تھا کہ شعلہ آتش قلعے پر سے آیا اور مقابل [illegible] آکر [illegible] ایک گرز [illegible] قلعہ [illegible]
پر مارا بس گرز سے ایک شعلہ آتش نکلا الغرض [illegible] امیر [illegible] پریشان ہو کر خیمے میں آئے [illegible]
کے کھانا بھی نہ کھایا پلنگ پر لیٹے ہوے سوچتے [illegible] خیال [illegible] لعل جادو [illegible]
ہوتا ہے ناگاہ لعل جادو خیمے میں آئی اور [illegible] امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا [illegible] لعل جادو
اسم تمام کیا [illegible] امیر نے اسم اعظم ختم فرمایا لعل جادو امیر کے پاس آئی ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ امیر کو اٹھا لوں امیر
ہاتھ اسکا پکڑ کے جھٹکا دیا کہ [illegible] لعل گر پڑی امیر نے اور ایک طمانچہ مارا اگر [illegible] تو [illegible] سے سر اڑ جاتا مگر وہ
انگلیاں [illegible] ٹوٹ جاتا [illegible] نعرہ کیا [illegible] بہرام گرد
میں خاقان چین دروازے پر تھا وہ [illegible] امیر کے سامنے آیا [illegible]
نے جا کر اسکو گرفتار کرے لعل جادو [illegible] بہرام [illegible] امیر [illegible] بہرام [illegible]
کب ہاتھ آتی ہے [illegible] افسوس [illegible] بارگاہ میں [illegible] تمام سرداران [illegible]
[illegible] ہاتھ اٹھا کر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] لعل جادو [illegible] قلعہ [illegible] اسلام [illegible]

اُس قلعہ مینا کے آنا لقا حضور کا گزر مار کر جل جانا سب بیان کیا بس یہ خبر سنتے ہی لقا پکارا ای بندگان من ہمینبید قدرت مراد وہ
شخص دیرگیر ہی گر سخت گیر ہی دیکھا تمنے بلایا مین نے اپنی بندی خاص الخاص کو کہ سب خدا پرستون کا کام تمام کرے اور تقدیر
کی مین نے کہ یہان سے کوچ ہو بلو جب حکم کے لشکر اسکا کوچ کرکے برابر لشکر امیر کے آکر اُترا لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے
شیطان درگاہ تقدیر کی مین نے کہ تم ہماری طرف سے تحفہ لیکر لعل جادو کے پاس جاؤ اور اُسے لیکر ہمارے پاس آؤ وہ
اُٹھا اور خلعت پہنکر کشتیان تحفون کی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا جب برابر قلعہ مینا کے پہونچا دست ادب باندھکر کھڑا ہوا
لوگون نے جاکر لعل جادو سے بیان کیا کہ ایک شخص کشتیان لیے ہوے دروازے پہ کھڑا ہی اور کہتا ہی کہ وہ شخص الہام
خداوند لقا کا ہون لعل جادو کے پاس آیا ہون یہ سنتے ہی لعل جادو قلعے سے باہر آئی دیکھا کہ ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن
منکسر پیشانی شیطنت کی نشانی دست بستہ کھڑا ہی اور کشتیان اسباب کی رکھی ہین جانا کہ کسی کا فرستادہ ہی پوچھا تو کون ہی اور یہ کیا
لایا ہی بختیارک نے کہا کہ وہ شخص فرستادہ زہرہ شاہ خداوند لقا کا شیطان درگاہ ہی خداوند نے کہا ہی کہ تمنے فرزندان حمزہ
کو قتل کیا ہی نام تمھارا بلند ہوا ہی خداوند کو آرزو ہی تمھارے دیکھنے کی اسواسطے آیا ہون اور کچھ کشتیان تحفہ کی خداوند کی طرف
سے لایا ہون آپکو مناسب ہی کہ خداوند کی خدمت مین چلیے آپ اور وہ ملکر خدا پرستون کا کام تمام کرین لعل جادو نے کہا
اچھا تم قلعہ مین آؤ بختیارک کو اندر قلعے کے لیگئی بہت اچھی طرح سے اسکی دعوت کی بختیارک نے رات وہین بسر کی صبح کو
لعل جادو بختیارک کے ساتھ خدمت لقا مین آئی لقا نے سُنا کہ لعل جادو آتی ہی سردارون کو استقبال کے واسطے
بھیجا وہ لعل جادو کو ساتھ لیکر آئے لعل جادو نے پایہ تخت کو بوسہ دیا لقا نے اُسکو گلے سے لگایا خلعت دیکر حکم کیا کہ طبل
شادمانی بجے اور لعل جادو سے بیان کیا کہ مین خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون اُنکو عالم ہستی و عدم
مین مین نے پیدا کیا ہی اور تقدیر کرتا اُنکے حق مین بھول گیا ہون اب یہ مجھپر غالب آتے ہین مجھسے کچھ نہین ہوسکتا ہی
لعل جادو نے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے مین سب کا کام تمام کرونگی لیکن مجھے خدا پرستون کی لڑائی دیکھنے کا کمال
اشتیاق ہی لقا نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے لعل جادو تو رخصت ہوکر اپنے قلعے مین چلی گئی ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو
دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لعل جادو
قلعے کے برج پہ آکر زیر سایبان زربفت بیٹھی اور تماشا لڑائی کا دیکھنے مین مصروف ہوئی یہان جب طرفین سے صفین آراستہ ہوچکین اور
نقیب نقیبا و نکل چکے لشکر کفار مین علمہاے حرکت پہ کی جلوہ گری برآئے خرچال مردم درگزیدہ کو اُڑا کر لقا کے سامنے آیا
اجازت میدان مانگی لقا نے کہا جا تجھکو اپنے بیقدرت کے سپرد کیا خرچال حیرت نام گدھے کی طرح پھولا گینڈے کو اُڑا کر
میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبہ دین ستون اسلام مرکب پہ حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق وغرب
مرکب کو اُڑا کر سامنے تخت شاہی کے آئے گھوڑے سے اُتر کر مجرا کیا اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے کہا خدا تمھارا
نگہبان ہی جام اسم کا رعونت عنایت ہوا اُس جام کو پیکر بار دگر مرکب پہ سوار ہوکر مقابل خرچال کے آئے تھگا ورزت ہی
کوئی تین قدم پیچھے مرکب کرب کا ہٹا اور سیاہ قدم مرکب خرچال کا پسپا ہوا خرچال گینڈے کے پیٹھ پہ جا رہا گرتے گرتے
سنبھلا مسل کر رانون مین بچانا مار گینڈے کو آگے بڑھایا مقابل کیا پوچھا کہ تو کیستی وجہ نام داری کرب نے جواب دیا
کہ نام میر الملک الموت قابض ارواح کفار ہی خرچال برہم ہوا نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا
اسنے تلوار ماری کرب نے اسکی تلوار روک کر تلوار ماری تیغ کرب اُسکے چار ٹکڑے ہوے بعد اسکے کرب نے نعرہ کیا
کہ اے کافران بیدین جسکو تم مین تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آوے ارچال مردم دریہ مقابلے کو آیا ہاتھ سے کرب کے مارا گیا
اُس روز ستائیس کافرون کو کرب نے واصل جہنم کیا اور بارہ پانچ زخمی ہوے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے

خیمون مین آتے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ لعل جادو آئی لقا کے پاس بیٹھی بختیارک نے کہا ای ملکہ لعل جادو تمنے
لڑائی خدا پرستون کی دیکھی لعل جادو نے کہا کہ واقعی یہ خدا پرست بلا سے بیدرمان آفت جہان ہین ایسے کوئی عہدہ برا نہوگا
مگر مین ان سب کو غارت کردونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی بختیارک نے کہا ای لعل جادو تم عیاران لشکر اسلام سے واقف
ہو کہ کیسے مین ہر شخص نے کیسے کیسے جادوگرون کو مارا ہی لعل جادو نے جواب دیا کہ مینے انکی ساری بیان زبانی سے واقف
ہون کہ انہون نے بہت سے ساحران نامی کو مار ڈالا ہی مین انکی فکر مین ہون جسوقت وہ ہاتھ لگائینگے قتل کیا ہی انکو کل آج
دیکھو تو مین ان خدا پرستون کے ساتھ کیا کرتی ہون اور قلعہ مینا کو گئی ہر کارون نے یہ خبر آکر امیر کو دی کہ آج لعل جادو
دعوی کرکے گئی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ رضینا بالقضا تسلیم بتقدیر جو مرضی الٰہی اور فرمایا کہ تمام لشکر مین جا کر کہہ دو
کہ رات بھر کوئی نہ سوئے ہر ایک صحیفۂ ابراہیم کی تلاوت شب بھر کرے بہادر ڈھنڈورا تمام لشکر مین پٹا سب ...
مین مصروف ہوئے صبح کو غلغلہ ہوا کہ سرداران بڑے نامور کٹ گئے یہ خبر ہوئی کہ جمشید بن قباد کا سر کٹ گیا ہی ...
مرزبان خراسانی کا سر کٹا پڑا ہی اور فضل بن ... گیا ہی اور ورقا سے ... رشتہ کا ... انکے بھی سر ...
امیر کو یہ خبر سنکر نہایت وحشت ہوئی اور رو رو کر دعا مانگنے لگے کہ ای پروردگار اس ساحرہ کا فردکی شر سے تو ہی بچانے والا
رکھنے والا ہی اس بلا کو تو ہی ہمسے دور کرنے والا ہی صاحبقران تو مصروف دعا تھے لیکن عمر قران کا حال سنئے کہ
رات کو قلعہ مینا کے پاس آیا اور نقب کھودنا شروع کی کھودتے کھودتے دیوار قلعہ تک پہونچا تھا کہ خنجر دیوار قلعہ پر مارا
نوک خنجر سے ایک شعلۂ آتش نکلکر قران پر دوڑا قران بھاگا نقب سے باہر نکلا لشکر کا راستہ لیا شعلۂ آتش بھی پیچھے
تھا لشکر والون نے جو دیکھا کہ قران کے بدن مین آگ لگی ہی پانی چھڑکا وہ آگ نہ بجھی قران دروازۂ بارگاہ پر پہونچا
وہان حوض تھا اس حوض مین کود پڑا غوطہ لگایا شعلۂ آتش پانی سے اوپر تھرانے لگا یہ خبر امیر کو ہوئی کہ قران کو آگ
نہین چھوڑتی امیر بارگاہ سے باہر آئے اس شعلے کو دیکھا اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ شعلۂ آتش ایک جانور بنکر اڑ گیا قران
اس حوض سے باہر نکلا مگر آبلے بدن مین پڑ گئے تھے صبح کو لعل جادو لقا کے پاس آئی کہا کہ یا خداوند شب آپ نے سنا
کہ رات کو کیا ہوا خدا پرستون کے لشکر مین لقا نے کہا کہ ای لعل جادو مجھکو سب سویرے خبر پہونچی کہ بہتسے لوگون کے
سر کٹ گئے ہین اور ای لعل جادو مین ستر ہزار برس آگے ہی تقدیر کر چکا تھا تو میری بندی خاص الخاص ہی ...
پھر وہ ساحرہ لعل جادو نے کہا کہ خداوند آپ خاطر جمع رکھین ایک خدا پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی لقا خوش ہوا ...
عیش و عشرت ہوا قضا سے کار عمرو بصورت مبدل دروازۂ بارگاہ پر کھڑا ہوا تھا تمام گفتگو لعل جادو کی سنی ...
اور کانپا دیکھا کہ دروازۂ بارگاہ سے ایک شخص نمودار ہوا عجیب شکل تھی کہ سر شانون پر اور گردن نہ تھی ...
آیا عمرو نے پہچانا کہ ادلوس جنی ہی حیران ہوا کہ یہ کیونکر یہان آیا ہی لیکن کافر اسکو دیکھکر نہایت متعجب اور خائف
و پریشان ہوئے کہ ادلوس لعل جادو کے پاس آیا اور ایک نامہ اسکے ہاتھ مین دیا لعل جادو ...
بہت خوش ہوئی کہا کہ یا خداوند یا خضر عجب خبر خوش آئی ہی لقا نے کہا کہ ہم نے ہی کیا تقدیر ہی لعل جادو نے کہا ای
لقا بادشاہ طلسم گوہر بار مکلل خان جادو آپکی مدد کو آیا ہی اب ان خدا پرستون کا استیصال ہو جائیگا ... مکلل خان
ملکر خدا پرستون کو مار لینگے اور یا خداوند مکلل خان بہت زبردست ساحر ہی اور سب ساحر اسکی عزت کرتے ہین لقا
کہا ای لعل جادو مین نو سے ہزار برس آگے ہی تقدیر کر چکا ہون کہ مکلل خان آکر خدا پرستون کو قتل کریگا لعل جادو
ادلوس سے کہا کہ تم جلد جا کر مکلل خان کو لاؤ ادلوس سلام کر کے بارگاہ لقا سے باہر نکل کر چلا عمرو بھی ...
جب لشکر لقا سے نکل آئے عمرو نے کہا کہ ای ادلوس جنی ٹھہر تو سہی مجھے کچھ کہنا ہی ایک بات سن لو ادلوس نے جواب

نزد یا عمرو نے کہا اے ادلوس آج کیا ہے کہ تم بات تک نہیں کرتے اور یہ بھی سچ ہے کہ مصیبت میں کوئی کسی کا شریک نہیں ہوتا ہے یا تو وہ تمہاری دوستیاں یا یہ کج ادائیاں ادلوس نے کہا تو کون ہے نام تو اپنا بتا میں تجھے پہچانتا نہیں ناحق بک بک کر سر اسفر کھا گیا عمرو نے کہا سبحان اللہ آپ اسوقت مجھے پہچانتے بھی نہیں کل کا ذکر ہے گلشن جادو اور گلستان جادو کے مکان میں مجھے چھڑانے کو آئے تھے تم بھی گرفتار ہوئے تھے قران نے جاکر گلشن جادو کو مارا میں عمرو ہوں اسیر شمشیر کا ہوں ادلوس نے کہا کہ عمرو تو بھی بڑا خوب میرے ہاتھ لگا یہ کہکر عمرو کے لپٹ گیا مشکیں باندھ لیں اور قہقہہ مار کر ہنسا کہ میں تو تیری تلاش میں تھا بغیر محنت و مشقت تو میرے ہاتھ لگ گیا یہ کہکر باندھ کر لیچلا عمرو روتا چلا جاتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ لعنت ہے اسکے قول و فعل پر کہ ادلوس ایک صحرا میں پہونچا وہاں ایک لشکر اترا ہوا تھا اور بیچ میں لشکر کے ایک خیمہ مخمل سبز کا کارچوبی کام کھڑا ہوا قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرتا تھا ادلوس اس خیمہ کے اندر عمرو کو لایا عمرو نے دیکھا کہ ایک جادوگر بارہ برجی سفید تاج شہریاری سر پر چار قبہ شاہنشاہی اور سر پر چتر بادشاہی سر پر پھر رہا ہے تخت پر بیٹھا تھا اور جادوگر دوزانو [illegible] میں [illegible] تاج بھر رہا تھا ادلوس نے سلام کیا اور کہا کہ اے بزرگوار لعل جادو نے آپکو یاد کیا ہے چلئے اور یہ ہمارا ہاتھ لگ گیا میں پکڑ لایا ہوں مکلل خان نے کہا اے فرزند اسے جیتا کیوں چھوڑا سر کاٹ کیوں نہ لائے عمرو نے جو یہ کلمہ اسکی زبان سے سنا اپنے دل میں کہا لعنت ہے ان جادوگروں پر اور انکے اطوار پر مگر ادلوس نے کہا کہ یہ عیار ہے اگر اب میں اسکا سر کاٹ لاتا مکلل خان نے کہا کہ اب اسکو سامنے لعل جادو کے قتل کرینگے اب اسکو زنجیر میں باندھ کر عمرو کو [illegible] میں گرفتار کیا [illegible] لیکر لشکر لقا کے روانہ ہوا جب قریب پہونچا تو لقا اور لعل جادو استقبال کے واسطے نکلے راہ میں ملاقات ہوئی مکلل خان نے لقا کے قدموں کو بوسہ دیا اس کافر نے بہت شفقت سے اپنی بارگاہ میں لیجا کر عزت کی مکلل خان نے لعل جادو سے کہا کہ کیا اقبال تمہارا ہے میں عمرو کو پکڑ لایا ہوں اور کہا کہ لاؤ [illegible] عمرو کا ادلوس نے حاضر لا کر کھڑا کیا تھا لقا نے جب دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اشارہ سے کہا کہ اسے مار ڈالو مکلل خان نے کہا کہ اے لقا [illegible] میں سردار کو نہیں پکڑ لیتا ہوں اسکے لوگوں سے نہیں خبر ہوتا ہوں حمزہ کو گرفتار کر لوں تو اسے قتل کروں [illegible] نے کہا اے مکلل خان یہ ذات بابرکات چھوٹ جائیگی مکلل خان نے کہا کہ لقا تیرا کیا خیال ہے یہ چھوٹ سکے لعل جادو مکلل خان کو لیکر قلعہ میں آئی لیکن سرکار سے خبر لیکر امیر کے پاس آئے اور حال عمرو کے پکڑ جانے کا اور مکلل خان کے آنے کا بیان کیا امیر بہت رنجیدہ ہوئے کہا کہ [illegible] قضا [illegible] ہے جو مرضی الٰہی ہم بھی تو آمادہ مرگ ہیں [illegible] دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے کیا جاتا ہے [illegible] لعل جادو نے مکلل خان کی دعوت بہت دھوم سے کی شب کو لعل جادو نے [illegible] سرداران اہل اسلام کو اسیر کیا لشکر اسلام میں ایک تلاطم ہوا سوائے امیر اور بادشاہ اسلام اور چند [illegible] سلطنت اور کوئی [illegible] کوئی باقی نہیں ہے سب کے سر کٹ [illegible] امیر بہت [illegible] بجا رہا ہے کہ [illegible] اب [illegible] پہنچتا ہے لعل جادو نے کہا [illegible] طبل جنگ بجاؤ [illegible] طبل جنگ بجوایا [illegible] امیر کو خبر دی کہ طبل جنگ لشکر لقا میں بجا ہے امیر نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ جنگ بجے جو منظور الٰہی ہے [illegible] امیر [illegible] سے کہا کہ تم ناموس کو ساتھ لیکر یہاں سے چلے جاؤ کہ [illegible] قتل ہوا تو ناموس [illegible] عرض کیا کہ مجھے نہ ہوگا کہ میں اس بہانے سے جان بچا کر چلا جاؤں لوگ مجھے کیا کہینگے [illegible] مجھکو نامرد [illegible] میں نہ جاؤنگا امیر نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ آپ اس امر پر ہمت باندھئیں بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ آپ نے مجھے بادشاہ مقرر کیا اور مرتبہ سلیمانی دیا اب مجھکو اسوقت آپکو تنہا چھوڑ کر چلا جاؤں تو تمام زمانے کا مورد طعن ہوں کہ اپنی جان بچا کر اس بہانہ سے چلے گئے کیا نالائق تھے مجھکو یہ ننگ گوارا نہیں جو سب کا حال وہ میرا حال امیر اور حمزہ بھی مایوس ہوئے سلطان شاہ فارسی نے عرض کیا کہ

ای شہریار حضور اُداس و پریشان نہون کہ پروردگار عالم ایک دم مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہی وہ ہمپر رحم کریگا رات کو لعل جادو
جہنم واصل ہوگی سب اسکی شر سے محفوظ رہینگے امیر نے کہا کہ مین اسکی ذات پر تکیہ کیے بیٹھا ہون راضی برضا ہون غرض سب
گریہ وزاری کرتے تھے اور دعائین مانگتے تھے اور کرب غازی اپنے مولا علی ابن ابیطالب غالب کل غالب کو پکارتا تھا
کہ آقا یہ مقام یاری اور مدد کا ہی مگر اس طرف کا حال سُنیے کہ مکلل خان نے لعل جادو سے کہا کہ آج تمھاری دعوت ہمارے
یہان ہی لعل جادو نے کہا اے مکلل خان ان خدا پرستون کو مارلین پھر دعوت کرنا مکلل خان نے کہا کہ یہ تو ہوتا ہی رہیگا کہ
ان مفسدون کو مارکر خوب فراغت سے دعوتین کھاینگے مگر سنیے کہ شراب و کباب تحفہ ہوا کیے ہین اور کھانے دو ایک طرح
کے نئے پکوائے ہین چاہیے ہی کہ ہم تم سب ایک جگہ کھائین لعل جادو نے جواب دیا کہ کیا مضائقہ ہی مکلل خان نے کہا ای
لعل جادو ان خدا پرستون کے ہاتھ سے تو دل پر لاکھون داغ ہین جگر خون ہو رہا ہی اول تو یہ دزد بارگی کر دی کہ اسنے
شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے تمھارا اقبال تھا کہ عمرو میرے ہاتھ لگ گیا نہین تو یہ آفت کا پرکالا ہی کیسے کیسے
ساحرون کو اسنے مار ڈالا ہی ہاے کیا عظیم آباد کو اسنے برباد کیا ہی اور اے لعل جادو یہ تا حمزہ کا کہ جسکا سر پہلے تمنے کاٹا ہی
اُسنے تمام طلسم گوہر بار کو تباہ کر دیا جملہ ساحران زبردست قتل ہوے سب عزیز و اقارب میرے مارے گئے اسکی اطاعت
قبول کی جب جان بچی اور یہ ساربان زادہ ہمکو اپنا دوست جانتا تھا ہم تو وقت کے منتظر تھے اب خداوند ساحری جمشید اسکو
لایا ہم آپکے شریک ہوے اور کیون او ساربان زادے یہ دن تجھے یاد نہ تھا اب دیکھ تو تجھے کسطرح مارتا ہون عمرو نے
کہا ای مکلل خان خوب کینہ دیرینہ تو نے نکالا خیر پروردگار قادر و مالک ہی اگر بچ گیا تو سمجھونگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کھانا
اور شراب و کباب مکلل خان کے گھر سے آیا کھانا کھایا جاتا ہی اور شراب پی رہے ہین ناچ دیکھ رہے ہین عمرو دست او لوح جنی
نے فرمایش کی ہی کہ خواجہ کچھ گاؤ نہین تو تمکو ایذا دینگے عمرو زنجیر سے بندہا چار و مجبور گا رہا ہی اور رو رہا ہی کہ دفعتہً آثار
بیہوشی ظاہر ہوے کہ کوئی تو اٹھکر ناچنے لگا اور کوئی مٹکنے لگا کسی نے کہا کہ تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین اور تمکو
خبر نہین اسنے جواب دیا کہ ابھی تم کیسے دوست ہو کہ بیٹھے تماشا دیکھتے ہو اسنے اٹھکر لات ماری کہ پاسے کر گرا اور کہا
کہ میان تمنے تو ہمکو مار ہی ڈالا ادھر سے وہ بھی گرا دونون بیہوش ہو گئے کہین کوئی کسی سے مخاطب ہو کر بولا کہ میان تمھاری
مونچھ پر کوا بیٹھا ہی اور تمکو اطلاع نہین ہی اسنے کہا کہ کیا اس نامعقول نے اڈا مقرر کیا ہی اور تمسے اتنا بھی نہین ہو سکتا ہی
کہ اڑا دو بس اسنے مونچھ پکڑکر ایک جھٹکا دیا کہ کچھ بال مونچھ کے اکھڑ آے اسکو ایذا ہوئی ایک طمانچہ مارا کہ ارے تو نے
مجھ مفت میری مونچھین اکھاڑ لین اسنے کہا کہ مونچھ نہین ہی کوا اڑ گیا اسکی یہ مونچھ میرے ہاتھ مین رہگئی وہ بولا اسیکا یہ بدلا
نہ کر غرض دونون لڑنے لگے قضا سے کار بگیرے کی جھالر کا ایک ایک شخص کے سر پر پڑا وہ جو انکے برابر بیٹھے تھے وہ سمجھے
کہ سانپ انکو کاٹنے آیا ہی کہا کہ ابھی چپکے بیٹھے رہنا چلے اور مارے گئے یہ کہکر خدمتگار سے اڑہائی [illegible] لیا اور
بقوت تمام انکے سر پر دیا چوٹ اُنکے جو قرار واقعی لگی بس اُنھون نے بھی جوتی اُٹھائی اور کہا کہ ارے مشغول کفشکاری
کرتا ہی کہ بیہوشی نے انکو زمین پر دے مارا ادھر لعل جادو پکاری کہ ای عمرو واہ کیا خوب گا رہا ہی جی چاہتا ہی کہ سامنے تیرے
گت ناچون یہ کہکر کھڑی ہوئی اٹھی تھی کہ بیگت ہو کر گری اور ساحرائین جو تھین جو اسکے اٹھانے کو اُٹھی وہ گویا جہان سے
اُٹھی عمرو حیران تھا کہ یہ کیا ہوا کہ تمام بیہوش کیا کہ اولوح جنی نے عمرو کو زنجیر سے باہر نکالا اور قدمون کو عمرو کے چوما
اور مکلل خان دوڑکر عمرو سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ بے ادبی تو مین نے آپ کے ساتھ کی لیکن مصلحت یہی تھی کہ لعل جادو
کو میرا اعتبار ہوا اور اپنا دوست جانے نہین تو یہ لعل جادو علامہ زمانہ ہی میرے فریب مین نہ آتی اور سب مسلمانون
کو مع حمزہ قتل کرتی اب یہ بیہوش پڑی ہی جسطرح چاہیے قتل کیجیے آپ کو اختیار ہی بس عمرو اور اولوح جنی نے ملکر

لعل جادو کا مع اسکے سرداروں کے کاٹا اور مال و اسباب جو کچھ تھا وہ سب عمرو نے نذر کیا مکلل خان نے کہا کہ خوشخبری
تم مژدہ امیر کے پاس لیکر جاؤ مین سرداروں کو لیکر آتا ہوں عمرو تو سر لعل جادو کا لیکر خدمت حمزہ صاحبقران مین روانہ ہوا
یہان صاحبقران نماز صبح پڑھکر آمادہ مرگ بیٹھے تھے بادشاہ اسلام سے باتین کر رہے تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اور کیا منظور
خدا کو ہے کہ ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا چار گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی تو عمرو کو دیکھا کہ سر ہاتھ مین لیے ہوئے
لعل جادو کا آیا اور پکارا مبارک ہو کہ لعل جادو ماری گئی اور سردار سب قید سے چھوٹے مکلل خان انکو ساتھ لیے ہوئے
آتا ہے امیر حمزہ نے کہا مکلل خان نے بڑا کام کیا لعل جادو کو فریب دیکر مارا لیکن یہ سر ہی لعل جادو کا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا طبل
شادیانی بجنے لگا عجب خوشی ہوئی عمرو نے عیاروں سے کہا کہ اپنے اپنے آقاؤں کے گھوڑے لیکر جاؤ کہ وہان سے پیدل آتے
ہونگے سب عیار گھوڑے لیکر روانہ ہوئے اور امیر نے جو سردار کہ یہان تھے انسے فرمایا کہ جاکر مکلل خان جادو کو مع
سرداروں کے استقبال کر کے لاؤ کرب اور فضل اور شیران سلطنت سلمان شاہ فارسی وغیرہ پیشوائی کو روانہ ہوئے مگر جب
وہان لعل جادو واصل جہنم ہوئی اور وہ قلعہ بینا کر جیسا ہوا اڑ گیا اور تاریکی بھی دور ہو گئی ہر سردار نے اپنے تئین فرش
خاک پر بیٹھے دیکھا ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اور کہا الحمد للہ کہ لعل جادو ماری گئی اتنے مین مکلل خان نے آکر نور الدہر کو
سلام کیا اور جتنی قدمون سے اپنا حال لعل جادو کے اور اسکے جانے کا بیان کیا نور الدہر بہت خوش ہوا اور دلوس مکلل خان
کو گلے سے لگایا کہ اتنے مین عیار سب کی سواری کے لیکر آئے سب سوار ہو کر خدمت حمزہ صاحبقران مین چلے مکلل خان
اور دلوس بھی ساتھ تھے کہ سردار پیشوائی کو جو آئے تھے باہم ملاقات ہوئی حضور صاحبقران پہونچے مجرا کیا قدمون پر گرے
امیر نے ایک ایک کو گلے سے لگایا اور مکلل خان کو خلعت عنایت کیا جشن آراستہ ہوئی ہرکارے لقا کے جو باہر
جاسوسی کو گئے ہوئے تھے مفصل خبر دریافت کر کے بارگاہ لقا مین آئے اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی حضرت اے پیر رشد
شوم قرانفانی از ضرر ماہ و ہی آن کثافت تو بود پوچھا بختیارک نے کہا میرے یاد کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے
مکلل خان کا فریب دیکر لعل جادو کو قتل کرنا اور سرداران لشکر اسلام کا رہا ہونا بیان کیا اور کہا کہ اب حمزہ جشن مین مصروف
ہے لقا نے بختیارک سے پوچھا اے شیطان درگاہ من حالا چہ تدبیر کنم اسنے کہا کہ تقدیر گریز اور خوب تا ڈھونڈنا چاہیے پھر بولا
اے لقا مجھکو پہلے ہی مکلل خان کی باتون سے معلوم ہوا تھا کہ یہ مسلمان ہے مگر اسنے ایسا جال پھیلایا تھا کہ عمرو کو پکڑ کر قفس مین
بند کر کے لے آیا تھا تاکہ آپ کو گمان ہو کہ یہ میرا دوست ہے خوب شیشے مین اتارا بڑی مکاری سے مکلل خان نے لعل جادو
کو مار ڈالا اگر سچ پوچھیے تو ایک لاٹھی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی اب سوا اسکے بھاگنے کے کچھ نہین بن آتا غرض دوسرے روز لقا شکار
کے بہانے سے بارادہ گریز طرف صحرا کے روانہ ہوا

داستان بیان لقا کا بہانہ شکار کہا کہنا اور صحرا مین نقاب پوش قلندر فیل سوار خنداں سے ملنا اور سلیم اپنے ساتھ لاکر سرداران امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کروانا

بلبلان نغمہ زنی سخن و کبک بیان خوش رفتار و قہقہ زن ہیں کہ جب لقا شہر کی حصار سے چلا صحرا اسکے سبز و خرم مین پہونچا
لقا نے دیکھا کہ ایک گرد اٹھی جب نزدیک آئی اور وہ گرد شق ہوئی ایک نقابدار شنجرفی پوش بیس آدمیون سمیت دکھائی دیا
کہ تمام لباس شنجرفی نقاب منہ پر ڈالے ہوئے ہاتھی پر سوار اور دس خاص بردار اور دس خدمتگار ساتھ تھے لقا کے سامنے آیا
پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو بختیارک نے کہا اے نقابدار اعلی مقدار یہ الہ اسے خداوند با حشمت ہم خدا پرستون کے
ہاتھ سے تنگ ہو کر کہا جاتا ہے کہ خدا پرستون نے ملک و مال اسکا چھین لیا ہے اور کوئی ایسا نہین ہے کہ اسے عہدہ برا ہو نقابدار
نے کہا کہ اے لقا اگرچہ سب خدا پرستون کا کام تمام کرون تو جو کچھ مانگے کہون قبول کروگے بختیارک نے جواب دیا کہ البتہ

ہمکو عذر نہیں ہے نقابدار لقا کے ساتھ ہو الغرض پھر کرشتی حصار میں آیا اور نقابدار کی دعوت کی دوسرے دن نقابدار نے لقا سے کہا کہ تم نوشتہ لکھکر مہر کردو بعد استیصال خداپرستون کے جو میں کہون اُسے قبول کرنا اور اگر قبول نہ کروگے تو تمکو بنا کر خداپرستون کو دیدونگا لقا نے ناچار اور حیلہ کفار نے قبول کیا غرض اس مضمون کا ایک نوشتہ لکھوا کر نقابدار نے اپنے پاس رکھا اور لقا سے کہا کہ اب طبل جنگ بجوائیے کہ مین کل صبح کو خداپرستون سے لڑونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ لیکن بختیارک حیران ہے کہ یہ قلندر کیا اہل اسلام سے لڑیگا کچھ سحر کریگا کیا ہوگا لیکن اُدھر ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت امیر میں آئے بعد دعا و ثنا کے حال نقابدار قلندر فیل سوار قہقہہ کے آنے کا اور نوشتہ لقا سے لکھوانے کا اور طبل جنگ بجوانے کا بیان کیا امیر نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہیں کہدو کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے چار پہر رات جانبین میں تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان میں آئے لشکر لقا سے نقابدار زنجیری پوش ہاتھی پر سوار ہوکر میدان کارزار میں آیا مبارز طلب کیا ادھر معدی کرب سامنے تخت بادشاہی کے آیا چاہا کہ گھوڑے پر سے اُترکر اجازت خواہ ہو بادشاہ نے فرمایا آپ مرکب پر سوار رہئے اترنے کا قصد نہ کیجئے پھر سوار ہونا مشکل ہو جائیگا اور جائیے خدا حافظ و نگہبان ہے جام عنایت ہوا پہلوان عادی جام پیکر سلام کرکے میدان کو چلا تخت شہزادی گھوڑے پر مارا اُسے معلوم ہوا میان رن کو چلے گھوڑے کا یہ عالم ہے کہ پیٹ تو جھک کر زمین دوز ہو گیا ہے اگلا پانون اُٹھا کر رکھتا ہے اور پچھلا پانون گھسیٹ کر رکھتا ہے اور توند حضرت کی اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ مرکب کی آنکھون کو ڈھانپ لیا ہے اور پیچھے چوتڑ دم سے باہر گذر رہے ہوے ہین غرض باین ہیئت آپ آکے مقابل نقابدار ہوے نقابدار نے دیکھا کہ ایک دیو پیکر مقابلے کو آیا ہے پچپن ارنج کا قد ہے اکیس گز کا دور توند کا ستر گز پائجامہ سے بندھی ہوئی جیسے چونتیس شملے چھوٹے ہوے نقابدار متحیر ہوا نام پوچھا کہا مجھکو پیل عادیان پورشادیان معدی کرب کہتے ہین شیر شرزہ بیک بھائی حمزہ صاحبقران کا داروغہ بارگاہ سلیمانی کا ہون نقابدار نے کہا کہ لقا کی اطاعت کرنی بہتر ہے پہلوان عادی نے جواب دیا کہ ہم کبھی اُس بھگوڑے کی اطاعت نہ کرینگے نقابدار بولا خیر لاؤ جو کچھ حربہ رکھتے ہو پہلوان عادی نے کہا ہم مسلمان ہین ہمارا معمول حریف پر پیش دستی کرنے کا نہین ہے تو اپنا حربہ کر نقابدار نے کہا کہ میرے پاس کوئی حربہ دیکھتے ہو تمھیں سبقت کرو پہلوان عادی نے پوچھا کہ پھر کیونکر لڑیگا نقابدار نے جواب دیا کہ مین کسی طرح لڑونگا مگر تجھکو باندھ لیجاؤنگا پہلوان عادی نے چاہا ہاتھ مین لیا چاہتا ہی تھا کہ نقابدار نے بند نقاب کا منہ پر سے دور کیا اور پکارا کہ غم بہ من نگر بہ من نگر شاید کہ شناسی مرا پہلوان عادی کی جو نگاہ اُسکے روے بخشش پر پڑی ہنسنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے قہقہے مارنے لگا بعد ایک ساعت کے آنکھون سے آنسو بہنے لگے اور منہ کھلا رکھ کے اب یہ عالم ہے کہ اشارے سے ہنس رہا ہے اور گھوڑے کی پیٹھ پر لوٹا جاتا ہے یہانتک کہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا اور گرا نقابدار نے پہلوان عادی کو باندھ کر عیارون کے حوالے کیا کہ لیجاؤ عیار لے گئے نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا دن بھر مین چار رون بھائی عادی کے گرفتار ہوے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا نقابدار سے نذر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا صحبت عیش برپا ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ان خداپرستون کو قتل کیجئے لقا نے نقابدار سے خداپرستون کو طلب کیا کہ انکو میرے حوالے کرو تو مین قتل کرون نقابدار نے جواب دیا کہ ابھی مجھے قتل کرنا کسی کا منظور نہین جب سبکو مین گرفتار کرلونگا تو تمکو دونگا پر تم اپنے عہدنامے پر قائم رہنا پھر تمکو اختیار رہیگا جسکو چاہنا قتل کرنا چاہے درگذر کرنا لقا سنکر چپ ہو رہا نقابدار نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارون نے یہ خبر امیر کو دی یہان بھی طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے اُس روز مرزبان خراسانی اور مظفر کو نقابدار پکڑ لیگیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا بہت شادان و فرحان نقابدار کو لیکر داخل بارگاہ ہوا امیر نہایت [illegible]

اور پریشان ہوکر اپنی بارگاہ میں آئے چپ اداس ہوکر بیٹھے بادشاہ اسلام نے فرمایا کوئی ایسا ہے جو نقابدار کو پکڑ لائے یہ حال دریافت کرا نے کر کیا اسکے روے نحس میں ہے جو لوگ دیکھتے ہی ہنسی کے مارے بیتاب ہو جاتے ہیں اور پھر کسی طرح ہنسی نہیں تھمتی خدا جانے یہ نامعقول کافر ساحر ہے یا غیر ساحر ہے جو شخص اس امر کا تفحص کرے بہت کچھ انعام میں اسکے ملے عمرو تو چپکا بیٹھا رہا دم بھی نہ مارا مگر سماک بلطاقی خشت زرین پرست کورا بادشاہ سے عرض کی کہ شہریار سہل کام پر تو جاتے ہیں مشکل راہ دشوار میں کوئی نہیں قدم مارتا غلام جاکر اسے گرفتار کر لاتا ہے یہ کہکر روانہ ہوا رات کو لشکر لقا میں پہونچا نقابدار کے خیمے میں بصورت مبدل آیا خادموں اور خواصوں کو بیہوش کرکے بند نقاب کا روے نقابدار سے دور کیا چاہا کہ بیہوشی کی دوا منہ پر جو نظر پڑی ہنسنے لگا یہاں تک کہ نقابدار بیدار ہوا سماک کو پکڑ لیا صبح کو لقا کے سامنے لایا لقا نے باشارہ بختیارک کہا کہ اسے تو مار ڈالو نقابدار بولا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا جو میں کسی کو قتل کروں اور جو آپ میں تم بجد ہوگئے تو ابھی تم سب کی مشکیں باندھکر حمزہ کے حوالے کر دونگا خبردار بار دیگر اس امر میں تکرار نہ کرنا اس کلام سے نقابدار کے لقا اور بختیارک دم بخود ہوسے ڈرے ایسا نہو کہ نقابدار ہمسے پھر جاے خیر سمجھ لیا جائیگا نقابدار نے بجلد طبل جنگ بجوایا میدان میں آیا مبارز طلب کیا اس روز بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کو چلا امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کر دیا کہ اگر سحر ہو تو تجھپر تاثیر نہ کریگا اور کہا کہ اے بہرام ہنسنا نہیں بہرام نے عرض کیا اے شہریار مسخرے ہنستے ہیں بہادروں کو ہنسنے سے کیا غرض دیکھیے اسکو باندھ لاتا ہوں اور رخصت ہوکر سامنے نقابدار کے آیا بعد گفتگو کے نقابدار نے بند نقاب کا منہ پر سے ہٹایا بہرام ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا نقابدار نے باندھ لیا ہاشم تیغزن گیا وہ بھی گرفتار ہوا اسی طرح رستم بھی اسیر ہوا شام تک تین آدمیوں کو نقابدار باندھ کر لیگیا دونوں لشکر پھر گئے امیر نہایت پریشان خاطر بارگاہ میں آکر بیٹھے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ نقابدار کو پکڑ لائے مہتر کلہباد عراقی مہتر برق فرنگی مہتر سنجر بلخی مہتر سیہک ختائی ابو الفتح اصفہانی آتیہ سیارہ سات عیار روانہ ہوے کہ ہم نقابدار کو گرفتار کیے لاتے ہیں جب قریب لشکر کفار کے پہونچے صورتیں بدلیں داخل لشکر ہوے نقابدار کے خیمے کے پاس آئے پاسبانوں کو بیہوش کرکے اندر گئے دیکھا نقابدار سوتا ہے آپس میں صلاح کی کہ سبھی آنکھیں بند کرکے اسکے پاس چلو یہ بات ٹھہرا کے آپس میں آنکھیں بند کرکے نقابدار کی طرف چلے مگر نقابدار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سات اندھے چلے آتے ہیں پکارا کہ ارے تم کون ہو کہاں چلے آتے ہو کیا کچھ سوجھتا نہیں ہے خبردار آگے نہ بڑھنا وہیں ٹھہرو سبھوں نے مارے غیرت کے آنکھیں کھولدیں نقابدار نے نقاب منہ پر سے اٹھا لیے ہو ساتوں عیار ہنستے ہنستے بیخود ہو گئے نقابدار نے ساتوں کو باندھ لیا امیر انکی گرفتاری کی خبر سنکر بہت پریشان ہوے نقابدار نے صبح کو میدانداری کی طہماس کو تیس سرداروں سمیت پکڑ لیگیا امیر نے کہا کہ ایہا الناس نقابدار کو جو کوئی مارے میں بہت خوش ہونگا قاسم و علمشاہ دونوں اٹھ کھڑے ہوے کہ شہریار ہم اسے قتل کرینگے خواجہ عمرو ہمارے ساتھ چلیں عمرو نے کہا کہ میں تمھارے ہمراہ ہوں چلو قاسم و علمشاہ روانہ ہوے وضع اپنی بدلے ہوے دروازہ بارگاہ لقا پر آکے ایک گوشے میں کھڑے ہوے جب دربار لقا کا برخاست ہوا نقابدار نکلا اپنے خیمے کو چلا تھا قاسم نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار بدکار کہاں جاتا ہے اور تلوار کھینچ کر آنکھیں بند کرکے نقابدار پر حملہ آور ہوا تلوار میں صاف اسکے بدن پر سے اچٹ گئی مگر قریب سے پکارا کہ بابا مجھے ان ظالموں نے مارا قاسم و علمشاہ نے آنکھیں کھولیں کہ دیکھیں کہاں نقابدار کے تلوار لگی نقابدار نے نقاب کو منہ پر سے دور کیا عمرو تو کود کر نکل گیا یہ دونوں ہنستے ہنستے بیہوش ہو گئے نقابدار نے گرفتار کر لیا جہاں سب سردار اسیر ہیں وہاں قاسم و علمشاہ کو بھی قید کیا بختیارک نے کہا کہ اب خدا اتفاق نے ازدہا تھا بازی پیر کے باندھی ہے نقابدار قہقہہ مار کے بولا کہ بابا جی ہمارا گرفتار کرلینا کچھ ٹھٹھا نہیں ہے یہاں دغابازی کا پیش نہ جائیگی

لیکن عمرو جو یہاں سے بھاگا بارگاہ سلیمانی میں آیا تمام حال بیان کیا صاحبقران بہت رنجیدہ ہوئے خواجہ بزرجمہر
کے بیٹوں کو بلایا فرمایا کہ آپ دریافت کیجیے کہ میں نقابدار سے سامنا کروں اُس پر فتح پاؤنگا یا مانند اور سرداروں کے گرفتار
ہو جاؤنگا کوئی بلا اسپر غالب آئیگا یا خاتمہ تمام لشکر کا یونہیں ہو جائیگا خواجہ زادوں نے زمین کو لیپا اصطرلاب کو زمین
کے مقابل کیا اور یہ کہکر قرعہ پھینکا کہ ع علم غیبی کسی نے پیدا نہ بجز پروردگار برج حمل برج ثور برج جوزا و سرطان و اسد سنبلہ
میزان عقرب، قوس جدی دلو حوت قمر عطارد زہرہ شمس مریخ مشتری زحل ساتوں ستارے بارہوں برج سولہوں خانے
رمل نگاہ میں کرکے اور احکام کو طرح دیکر حکم نکالکر دست بستہ عرض کیا کہ یا حمزہ صاحبقران نقابدار سے قصد مقابلہ نہ کیجیگا
آپ کے واسطے خوب نہوگا نقابدار کسی سے مغلوب نہوگا لیکن ہمکو علم نجوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد ہفتہ عشرہ کے
یہ بلا خود بخود دفع ہو جائیگی آپ لقا پر غالب ہونگے امیر نے فرمایا معلوم ہوا کہ یہاں سب کا خاتمہ ہے یہ کلمہ آپ ہماری
تسکین کو کہتے ہیں خواجہ زادوں نے قسم کھائی کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے ہیں خیر حضور کو معلوم ہو جائیگا غرض یہ
چاروں تو مخلع ہو کر رخصت ہوئے ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لشکر لقا میں طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا کہ ہمارے یہاں
بھی طبل جنگ بجے شب بھر ہر ایک سامان جنگ میں مصروف رہا صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے نقابدار
نے میدان میں نکلکر مبارز طلب کیا رستم زمان لندھور بن سعدان مقابلے کو چلا امیر نے لندھور کو گلے سے لگایا کہ بھائی تم
بھی چلے اور یہ فرماکر رونے لگے لندھور نے عرض کیا کہ شہریار میں نقابدار کی طرف نہ دیکھونگا آنکھیں بند کرکے ایک ہی
گرز مارونگا کہ پیوند زمین ہو جائیگا امیر نے کہا کہ بھائی خدا تمہارا ارادہ پورا کرے جاؤ خدا حافظ و ناصر لندھور آداب
بجا لاکے ہاتھی پر سوار ہوا اور وہیں سے گرز ہاتھ میں اُٹھا کر چلا نقابدار نے بند نقاب منہ پر سے اُٹھایا اور چہرہ کھولا
دیکھ رہا ہے کہ لندھور نے قریب نقابدار پہونچکر آنکھ کھولی کہ دیکھے نقابدار کدھر ہے بمجرد آنکھ کھولنے کے نقابدار کے منہ
پر نگاہ پڑی بس اسکی بھی وہی صورت ہو گئی جو اور سرداروں کا حال ہوا تھا نقابدار نے باندھ لیا بیس بیس سردار اور
اُس روز گرفتار ہوئے شام کو دونوں لشکر پھرے امیر نہایت پریشان بارگاہ میں آکے اُداس بیٹھے عمرو کے خیال میں
گذرا کہ چلکر بختیارک سے حال نقابدار کا پوچھا چاہیے کہ یہ جو لوگ اسکو دیکھکر بیٹھے بیٹھے بیخود ہو جاتے ہیں اسکا کیا سبب
ہے مقرر اسکو معلوم ہوگا یہ سوچکر روانہ طرف لشکر لقا ہوئے ہوا بختیارک بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ اسکی رگ شقاوت جنبش میں آئی
حیران ہوا کہ یہ کیوں پھڑکتی ہے کیا مرشد میرے پاس تشریف لاتے ہیں عمرو کا نام جو لیکر ہاتھ رگ پر رکھا رگ تھم گئی پھڑکنا
موقوف ہو گیا حیران ہوا کہ مجھسے کیا کام ہے ساتھ ہی ذہن میں آیا کہ حال نقابدار کا پوچھنے تشریف لاتے ہیں اور مجھکو
کیفیت معلوم نہیں کہ نقابدار کون ہے اور کہاں سے آیا ہے آج جان نہیں بچتی یہ جو خیال آیا کلیجا دہل گیا اپنے دل میں کہا کہ
یہاں مجھسے بندوبست نہوسکیگا اپنے خیمے میں چل بہتر یہ ہے کہ یہاں سے مجھے کوئی جانے گا ہمکو دیکھیگا پھر حیلہ کیا چاہیے یک
مرتبہ بیٹھے بیٹھے پیٹ پکڑ کے لوٹ گیا کہ ہائے درد ہوتا ہے جان گئی لقا نے کہا ارے جلد حکیموں کو لاؤ کہ اسکا علاج کریں
بختیارک بولا کہ میں علاج اپنے خیمے میں جاکر دونگا یہ کہکر اُٹھا باہر نکلا سواری طلب کی تخت پر سوار ہوا بختیارک سوار
ہوا لوگوں سے کہا کہ خبردار غیر شخص کوئی میرے پاس نہ آنے پائے دیکھنا غیر کو تو پکڑ لینا سبھوں نے عرض کیا کہ اچھا
ذرا اشارہ کر دیجیے گا ہم اُسے پکڑ لینگے کہا کہ او نامعقول جب ملک الموت میرے سر پر آجائیگا تو پکڑیئے گا ابھی نہ کہونگا اور
سب تم نالائق ہو مجھ میں بہ طاقت کہ لاؤنگا جاؤ تو مکان پر یہ کہتا ہوا چلا اتنے میں عمرو پہونچا بختیارک کو جاتے ہوئے
دیکھا بجلدی تمام مشعلچی کی شکل بنکر دستی روشن کرکے زیر دستی ساتھ ہوا اور دستی اسقدر بلند کی قریب تھا کہ ڈاڑھی جھلس جائے
بختیارک نے کہا کہ ارے تو کیا اندھا ہے عمرو نے بائیں آنکھ کا تل دکھایا بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد میں آپہونچے

جان نکل گئی اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور پیدل ہین اور مین سوار ہون یہ کمال بے ادبی ہے عمرو نے کہا کہ یہ ذاتی نوکر
تھا کہ چلے چلو شامت آئی ہے تو دیکھا کہو بختیارک چپکا ہو رہا مگر خوف سے قالب بیجان ہے اُسکے ساتھ والون سے اشارے
سے کہا کہ ملک جی اگر کچھ کھٹکا ہو تو ہمسے فرمایئے ابھی سویرا ہے بختیارک بولا یہ ذات کو کھٹکا کیسا اُنھون نے جواب دیا کہ
ملک جی بعد کو آپ کہینگے کہ عمرو آیا تھا مجھے لوٹ لیگیا تم سب نمک حرام ہو بختیارک نے یہ باتین سُنکر کہا ارے عمرو کے
آنے کی آرزو ہی رہے وہ کبھی چوٹی مارنے کو بھی نہین آتے غرضکہ یہ باتین کرتا ہوا اپنے خیمے کے پاس آیا سب کو باہر چھوڑا
عمرو کو اندر خیمے کے لیگیا دروازہ بند کر دیا لوگون نے کہا ملک جی شیلی بھی اندر جائیگا بختیارک نے کہا کہ یہ میرے باپ
کے وقت کا ہے میرا محرم راز ہے یہ کہکر اندر گیا اکیلا پاکر قدمون پر گر پڑا پوچھا کہ آج کیونکر آئے عمرو نے کہا کہ ملک جی
تکلیف ہو لشکر مین کیا پریشانی ہے ہم بہت مقروض ہو گئے ہین کپڑے پھٹ گئے ہین بختیارک نے عرض کیا کہ دو ہزار روپیے اور دو جوڑے
غلام نے حضور ہی کے لیے رکھے تھے اور صندوق سے دو توڑے اور جوڑے نکال کے عمرو کو دیے عمرو نے ہنسکے کہا کہ بھائی تجھسے
زیادہ کون ہمارا دوست ہے تمھاری ذات سے تو اس سے کبھی زیادہ امیدین ہین لاؤ یہ کہکے وہ روپیہ اور کپڑا لے لیا غرض اسی طرح
کی باتون سے فرش اور پلنگ سب لیا ایک طرف بڑا سا صندوق رکھا تھا پوچھا کہ ملک جی اسمین کیا ہے بختیارک نے
کہا کہ پیر و مرشد اسمین چاندی سونے کے بت ہین مگر کس کام کے جو کہ امانت حضور کی نہین ہے وہ اسمین کہان یہ کہکر صندوق
کھولا بتون کو نکالکر دکھانے لگا عمرو نے کہا ملک جی یہ تمھارے کام کے نہین ہین مجھے دو یہ کہکر مع صندوق زنبیل
مین ڈال لیا بعد اسکے کہا کہ ملک جی تمھین معلوم ہے کہ مین کس کام کے واسطے آیا ہون بختیارک نے کہا کہ ارشاد فرمایئے
مین فقط حضور کا خفیہ نویس ہون عمرو بولا سنو ملک جی مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا جب ہم مرینگے تو سب کو مار کر مرینگے
بختیارک نے جواب دیا درست ہے مگر حضور کو کون مار سکتا ہے فرمایئے تو کیا امر ہے غلام بجا لائے کہا کہ سنو ملک جی سچ سچ
بتا یا تو خیر نہین تو آج تمھین مار ہی ڈالونگا بختیارک نے کہا ارشاد تو کیجیے عمرو نے کہا کہ ملک جی یہ بتاؤ کہ لقا بد اقبال اندر
کون ہے کہان سے آیا ہے لوگون کے ہنسنے کا سبب کیا ہے جہان اسکا منہ دیکھا ہنسنے لگے یہ سنتے ہی بختیارک قدمون پر گر پڑا
کہ پیر و مرشد غلام کو بالکل حال اسکا نہین معلوم چاہے حضور غلام کو قتل کرین چاہے بخشین حضور مالک ہین عمرو کو دریافت
ہوا کہ یہ نہین جانتا کہا خیر سمجھا جائیگا اور کچھ خزانے سے نکال دے کہ تازے کعبہ شریف سے آئے ہین ہمنے تمھارے واسطے رکھے تھے
اسے کہا کہ بختیارک نے کہا کہ اگر حضور کو غلام کا مار ڈالنا منظور ہے تو ماریے کون ہے مار ڈالیے عمرو نے خنجر ہاتھ ڈالکر کہا کہ کیون
ملک جی ہم تمھارے دشمن ہین [illegible] جو تم نہین کہتے بختیارک کانپنے لگا جلدی سے خیمے کہا گیا کہ ہر چند یاد ہے
جو کچھ ہو سو ہو بس کہا سنتے ہی بختیارک کا چہرہ فق ہو گیا عمرو نے بختیارک کو صندوق مین ڈالدیا آپ بختیارک کی صورت بنکر
دروازے پر آیا آواز دی کہ ارے سواری لاؤ لوگ اسکے گرد آ گئے کہ [illegible] چکے ہین کھانا پکانے کی فکر مین ہین کہ غل ہوا ملک جی سوار
ہوتے ہین سب جلدی جلدی کپڑے پہنکر دوڑے بختیارک جعلی سوار ہوکر بارگاہ لقا مین آیا سبھون نے پوچھا ملک جی کہو درد
تمھارا کیسا ہے جواب دیا کہ اب بہت اچھا ہون ایک دوا رکھی ہوئی تھی اسکے کھاتے ہی رفع قبض ہوا اچھا ہو گیا سب بولے
کہ ملک جی تمھارے بغیر صحبت مین تماشا کسی کا جی نہین لگتا تھا تم تو نمک خوان صحبت ہو بختیارک نے کہا کہ مہربانی تمھاری ہے ورنہ کس کا
قابل ہون اور کیون لقا بد اقبال خداوند اپنا حمزہ اور بادشاہ اسلام رکھتے ہین انکا بھی خاتمہ ہے لقا بد اقبال خداوند نے کہا کہ ایسا ہی
ہوگا لیکن [illegible] آتا ہون بختیارک نے کہا آج کی شب بہت خوشی کی ہے عزت رقص برپا کرو [illegible] اور سب کو [illegible] شراب
پلاؤنگا [illegible] اس سے کیا بہتر ہے بختیارک جعلی نے تمام شراب بیہوشی ملائی اور تمام محفل کو شراب پلا کر
بیہوش کیا [illegible] قران اور [illegible] عمرو نے پہلے سب کا [illegible] زنبیل مین ڈالا

اور گلا لقا بدار کے منہ پر لپیٹا بہت مضبوط شکنیں باندھیں لیکر روانہ ہوا ادھر صبح کو بختیارک جو ہوش میں آیا چلایا کہ ارے میں
صندوق میں ہوں مجھے نکالو لوگ دوڑے بختیارک کو صندوق سے نکالا اور کہا کیوں پیر و مرشد آخر عمرو نے یہ حال آپ کا کیا
اور ہم کہتے رہے کہ کچھ کھٹکا ہو تو کہدیجیے بختیارک نے کہا اجی ذرا تو میں اگر کوئی حرف زبان سے نکالتا تو وہ مجھے مار کر چلے جاتے
مجھ سے کچھ بھی نہو سکتا میری جان مفت میں جاتی اب میں زندہ تو رہا اور بتاؤ تو کہ مرشد یہاں سے کیونکر گئے انھوں نے کہا کہ آپ کی
صورت بنکر گئے تھے بختیارک بولا کہ غضب ہوا آج لقا بدار کو مرشد گرفتار کر لینگے جلدی سوار ہو کے بارگاہ لقا میں آیا دروازہ
پر کل منصوبوں کو دیکھا کہ آپس میں جوتی چل رہی ہے بختیارک نے کہا ارے کل منصوبو دور ہو یہاں سے ہر ایک برہنہ ایک ہاتھ آگے
ایک ہاتھ پیچھے کئے لباس میں تھا گائے بختیارک اندر بارگاہ کے آیا لقا کو صورت قلندر سہیل خان کو منبر بنا ہوا پایا تپاک سے گلے
میں لپٹا ہوا دونوں اڑ رہے ہیں اپنے حبشیوں کی وضع بنائے ہوئے بیٹھے ہیں غرض سب کو ہوش میں لایا لیکن لقا بدار کو وہاں
نہ پایا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ کیے یہاں صبح کو بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی میں تخت پر رونق افزا ہوئے صاحبقران
عالیشان ونگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے دربار معمور ہوا کہ عمرو لقا بدار خندان کو لایا امیر بہت خوش ہوئے عمرو کو گلے سے لگایا
خلعت عنایت کیا لقا بدار کو مقید کر کے رفع بیہوشی دیا لقا بدار جو ہوش میں آیا اپنے کو بند دیکھا ہوا پایا بہت آزردہ ہوا کہا اے خدا پرستو
تمہاری دغا بازی معلوم ہوئی ہر ایک طرف سے صدا بلند ہوئی کہ دغا باز تو ہی ہے کہ مکر و دغا منہ پر ڈال کر آتا ہے اور بہادروں کو
بفریب گرفتار کر لیجاتا ہے بادشاہ اسلام نے کہا کہ ارے نقاب تو اسکے منہ پر سے اٹھاؤ دیکھیں تو کیا سبب ہے کہ لوگ اسکی صورت
دیکھ کر ہنستے ہیں امیر نے کہا کہ میں بھی مشتاق ہوں عمرو نے منہ نقاب دور کیا پھر نقاب اٹھانے کے ہنسنے اسکی صورت دیکھی
وہ خندہ زن ہوا یہاں تک کہ تمام اہل بارگاہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گئے لقا بدار اسی طرح باہر نکلا بند نقاب منہ پر درست کیا بارگاہ
لقا میں آیا تمام حال کہا کہ میں گرفتار ہو گیا تھا چھوٹ آیا خدا پرست کچھ نہ کر سکے بختیارک نے کہا غنیمت سمجھو کہ تم سلامت
چلے آئے اور اب ہوشیار رہنا اسطرح سے غافل نہونا لقا بدار نے جواب دیا کہ اب ایسا نہوگا اور کہا کہ طبل جنگ بجواؤ کل ایک
خدا پرست کو باقی نہ رکھونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر روانہ ہوئے یہاں بادشاہ اسلام اور امیر تمام
سرداروں کے ہوش میں آئے لقا بدار کو نہ پایا اپنے دل میں بہت پشیمان ہوئے کہ ناحق ہنسے اسکی نقاب اٹھوائی اور
بخبر اسکا دیکھا اگر قتل کر ڈالتے تو قصہ مٹ جاتا مگر اب کیا ہوتا ہے پشیمانی کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد حیران و پریشان
بیٹھے تھے کہ خبر پہونچی طبل جنگ لشکر کفار میں بجا ہے امیر نے کہا کہ مضائقہ کیا ہے ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجے شب
گذری صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے لقا بدار خندان لقا سے اجازت لیکر میدان میں آیا ادھر لشکر اسلام
میں کوئی سوائے کرب غازی اور صاحبقران کے نہیں ہے جو مقابلے کو جائے جو باقی ہیں وہ بھی چھپ گئے ہیں آخر کار
امیر بادقیر اشقر کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا صاحبقران
کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے اور فرمایا یہ نہوگا کہ میرے ہوتے آپ میدان میں جائیں مجھکو اجازت میدان دیجیے آپ نہیں
بعد میرے آپ جو چاہیے گا سو کیجیے گا صاحبقران چیخ مار کر روئے اور کہا کہ خدا اس روز کو مجھے نہ دکھائے کہ میں تخت بادشاہی کو
ویران دیکھوں آپ ظل اللہ ہیں رونق لشکر و سپاہ ہیں میں کبھی اپنی زندگی میں آپ کو میدان میں نہ جانے دونگا بادشاہ اسلام
کہ رہے ہیں کہ جو کچھ ہے آپ ہی کے دم سے ہے یہ سب رونق حضور کے قدم سے ہے ادھر کرب غازی قدموں پر گرا ہوا اجازت
طلب کر رہا ہے لوگ مشغول دعا اور معاملہ دیکھ رہے ہیں یا رب کیا ہوتا ہے یکایک آواز چار سو لشکر اسلام میں بلند ہوئی کہ کوئی میدان میں
مقابلے کو لقا بدار کے نہیں گیا ہے اور بختیارک لقا سے کہ رہا ہے کہ آج خدا پرستوں کی فتح ہو کہیں کہا کہنے کا سامان کر لیتا
کھا لیا ہے اور رہا ہے اور دیکھیں ابھی یہ کہ دیکھا ایک نگو لا گرد کا صحرا کی طرف سے اٹھا

نزدیک پہونچا شوق ہوا ایک عیار بچی دکھائی دی کہ تاج عراقی سر پر نیم تنہ گلے میں جوڑی خنجر کی کمر میں لگی ہوئی لچھا گوکھن کا سر سے
لپیٹے ہوئے کمند بازو پر بندھی ہوئی قنطورہ زربفتی کمر میں زنگلہ رانون پر پاپا سبلے پاؤن میں چستی وچالاکی رفتار سے ہویدا اُنکی
وشرارت چہرے سے پیدا قریب نقابدار آئی اور ایک نامہ دیا نقابدار نے نامہ پڑھا میدان سے پھر کر لقا کے سامنے
آیا کہا کہ میرے مالک نے مجھے بلایا ہے میں اب یہاں ایک دم نہیں ٹھہر سکتا مگر جا کے آؤنگا تم خداپرستون کو اسی طرح قید رہنے دینا
میں آکر کچھ لونگا یہ کہکر روانہ ہوا عیار دونون لشکرون کے جاسوسی کو پیچھے پیچھے چلے جاتے ہیں دامن کوہ میں پہونچے دیکھا کہ بلندی
پر لشکر عظیم اُترا ہوا ہے تین لکھو علم نشان تین لاکھ سوار کا معلوم ہوتا ہے ایک طرف کو ساٹھ ہزار شتر قی پوش کہ اُنکی صفت علیحدہ ہے
ایک طرف ساٹھ ہزار سیاہ پوش افسر انکا نقابدار سیاہ پوش گریان ہے ایک جانب ساٹھ ہزار زرد پوش کہ سردار اُنکا
نقابدار زرد پوش مقرعہ زن ہے ایک جانب ساٹھ ہزار زرہ پوش ہیں کہ سردار اُنکا نہ بیان فیل سوار ہے اُسکے منہ پر
نقاب نہیں ہے ایک سمت ساٹھ ہزار زمرد پوش ہیں کہ نقابدار قنطورہ پوش انکا مالک ہے بلکہ یہ چارون نقابدار اسکے
تحت کے قائم ہیں نقابدار خندان کو بلایا اور کہا تو جو ہمسے پیشتر یہاں آیا لقا کیا سنا یا نقابدار خندان نے جواب دیا کہ میں
لقا سے خداوند باختر کے ساتھ ہوکر خداپرستون سے لڑا اور تمام خداپرستون کو گرفتار کیا ایک حمزہ اور بادشاہ لشکر باقی
رہا کہ اُنکو آج پکڑ لیتا اور لقا سے عہدنامہ لکھوا لیتا تھا کہ جو کچھ میں کہونگا تجھکو قبول کرنا ہوگا اب بہت خداپرست لشکر لقا میں
قید ہیں نقابدار قنطورہ پوش یہ سنتے ہی برہم ہوا کہا کہ تو نے بہت برا کیا ایسا خود مختار ہوگیا کہ آپ سے آپ لوگون سے
لڑنے لگا ہمارے مالک نے کب یہ حکم دیا ہے کہ کسی سے لڑتے پھرین بس جلد جا کر تمام خداپرستون کو لے آ ہمکو نہ لقا سے
کام نہ خداپرستون سے سروکار نقابدار خندان یہان سے چلا لیکن عیاران لشکر اسلام و لشکر لقا جو خبر لینے کے واسطے آئے تھے
ان عیار بچی نے سب کو گرفتار کر لیا سامنے نقابدار قنطورہ پوش کے لائی کہ یہ عیار خداپرستون کے ہیں اور یہ عیار لقا کے
ہیں نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ سچ بتاؤ تم میں سے عمرو کون سا ہے کہ میں اُسکا بہت مشتاق ہوں اور بڑی تعریف سُنی
ہے عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اپنا نام ظاہر کرتے ہیں تو خدا جانے کس طرح پیش آئے اتنے میں نقابدار قنطورہ پوش نے
پھر کہا کہ خواجہ تم اپنے نام کو ظاہر کرو اور کسی طرح کا وسواس اپنے دل میں نہ لاؤ میں کمال تمھارا مشتاق ہوں بہت دنونسے
مجھے تمھارا اشتیاق لاحق ہے اسوقت خواجہ نے کہا میں عمرو ہوں نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کی مشکیں کھلوا دیں اور اپنے
پاس لاکر بٹھایا باقی جو عیار لشکر اسلام کے تھے اُنسے کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے بعد سلام کے عرض کرو کہ حضور
میری بارگاہ میں قدم رنجہ فرمائیں کہ میں بھی شرف ملازمت حاصل کرون اور عیاران لقا سے کہا کہ تم لقا کے پاس جاؤ اور
اُسے بلا لاؤ سب عیار اپنے اپنے لشکر کو روانہ ہوئے لیکن نقابدار قنطورہ پوش نے کشتیاں جواہر کی عمرو کو دیں اور کہا
کہ میں تمھارے علم موسیقی کا شائق ہوں اب کچھ سرائندگی کرو عمرو نے جو تری ہفت جوڑی کی زنبیل سے نکال کر بجانا شروع
کی خوب بجائی خوب گایا کہ قنطورہ پوش عاشق ہوگیا اور عمرو کو اپنا بھائی بنایا اور کنارے لیجا کر بند نقاب کا اُٹھا کر اپنی صورت
دکھائی عمرو کو ایک نازنین آفتاب طلعت نظر آئی حیران ہوگیا مگر قنطورہ پوش نے منع کیا کہ خواجہ خبردار کسی سے میرا
حال نہ کہنا انھون نے قسم کھائی کہ نہ کہونگا عمرو کو تو یہاں چھوڑیے اب حال نقابدار خندان کا سُنیے کہ بارگاہ لقا میں آیا
سب کیفیت لقا نے پوچھی نقابدار نے کہا کہ قید تمام خداپرستون کی لینے آیا ہون میرے مالک نے اُنھیں طلب کیا ہے
لقا چاہتا ہے کہ تکرار کرے بختیارک نے روکا کہ محل تکرار نہیں ہے جواب دیا قیدی حاضر ہیں لیجائیے ہمکو اُنسے کیا سروکار
ہے آپ کے قیدی ہیں آپکو اختیار ہے خندان تمام سرداران لشکر اسلام کو قنطورہ پوش کی خدمت میں لایا قنطورہ پوش
نے سب کو قید سے رہا کیا اپنے پاس بٹھایا لیکن عیاران لقا جو آئے تمام احوال نقابدارون کا بیان کیا اور کہنا

کہ آپ کو نقابدار قنطورہ پوش نے جو سب کا سردار ہے طلب کیا ہے بختیارک نے لقا سے کہا ضرور چلیے اگر وہ آپ کا شریک ہو جائے تو پھر آپ سے کوئی عہدہ برآ نہو سکیگا لقا اُسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا لیکن ادھر جب عیاران لشکر اسلام خدمت امیر مین پہونچے اور سب حال عرض کیا کہ نقابدار قنطورہ پوش نے حضور کو پیام دعوت بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہین کمال مشتاق ہون تشریف لائیے اور قدم رنجہ فرمائیے اتنے مین خبر پہونچی کہ لقا تو گیا امیر نے فرمایا کہین ایسا نہو کہ یہ ناہنجار جا کر فتنہ انگیزی کرے اسقدر دیر نا طلب کیا اور سوار ہو کر چلے جسوقت بارگاہ نقابدار مین پہونچے سلام کیا کہ سلام من دریں مجلس برکسی باد کہ بداند وشناسد خدا ایک بات ہے وہ دین مسلمانان پر حق سب نے انگلیاں کانون مین دے لین سمجھ وے نے جواب سلام دیا اور نقابدار قنطورہ پوش تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ اے صاحبقران عالیشان وای امیر گیتی ستان حقا کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین اختر اقبال آپ کا بلند ہے اور شوکت و صولت بہرام فلک سے دہ چند ہے اگرچہ آپ اور خدا کو مانتے ہین ہم اور خدا کو جانتے ہین لیکن آج آپ ہمارے مہمان ہین عزیز دل و جان ہین غرض بکمال تعظیم و توقیر کرسی پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا نقابدار بہت محبت کے ساتھ امیر سے پیش آیا اسمین لقا آیا پکارا سلام میرا اُسپر ہے جو مجھکو خدائی مانتا ہے اور بختیارک چلایا فریاد ہے عمرو کے ہاتھ سے کہ میرے باپ کو اسنے قتل کیا نقابدار قنطورہ پوش نہایت برہم ہوا اور حکم دیا بالان [illegible] لیکن جو تہاں اس نالائق کو [illegible] فیل سوار نے تقصیر بختیارک کی معاف کرائی اور بختیارک سے کہا کسکی فریاد تو کرتا ہے عمرو تو بھائی نقابدار قنطورہ پوش کا ہے بختیارک نے جواب دیا کہ اب ایسا قصور نہوگا غرض یہ بھی صحبت مین بیٹھا رات بھر ایک عجب کیفیت رہی صبح کو نقابدار قنطورہ پوش نے نقابدار قلندر کو بلوا کر پوچھا کہ تونے مشتری حصار مین آکر کیا کیا اُسنے جو کچھ کہ لشکر اسلام کے ساتھ کیا تھا وہ کہا قنطورہ پوش یہ سنکر غیظ مین آیا اور کہا کہ بہت سا جھک مارا اور گو کھایا ہمارے آقا نے تجھے بھیجا تھا کہ جا کر خبر باختر کی لے آ اور تو بے سبب لشکر حمزہ سے لڑا تو نے اپنے آقا کی عدول حکمی کی اسکے ہاتھ بندھوا ئے اور زد و کوب کرتے ہوئے لیجاؤ لوگون نے وہ لڑکے قلندر کی مشکین باندھ لین اور کوڑے مارتے لیکر روانہ ہوئے بعد اسکے نقابدار قنطورہ پوش نے تمام سرداران امیر کے بلوا کر امیر کے سپرد کیے اور کہا کہ یا امیر ہمارے مالک کا یہ حکم نہین ہے کہ کسی سے جنگ و جدل کرین ہم فقط سیر ملک باختر کی کرنے آئے تھے از بسکہ نقابدار قلندر نے نافرمانی کی اُسکو ہمنے سزا دیا اور امیر سے نہایت عذر کیا عمرو سے کہا کہ خدا چاہے اگر زندگی ہے تو پھر ملاقات ہوگی اور لقا سے کہا کہ ہمین تمہارے مقدمے مین دخل نہین ہے تم جانو اور صاحبقران جانین یہ کہکر رخصت ہوا اور کوچ کر کے چلا گیا امیر نے کہا اے لقا شیطنت سے باز آ خدا پرستی اختیار کر کیوجہ نافرمانی مین قدم نہ دھر مین تجھکو بادشاہ ملک باختر کا کر دونگا اور اپنا بھائی بناؤنگا زمرد شاہ بولا اے حمزہ میرے غضب سے نہین ڈرتا اچھا چاہتا ہون تو تجھے خاک سیاہ کر دون امیر نے کہا کہ تو اگر میری ایک انگلی ٹیڑھی کر دے تو مین ابھی [illegible] کرتا ہون سہیل خان بولا کہ اگر کچھ قدرت رکھتا ہے تو جو کہتا ہے وہ کر دکھا نہین تو مین تجھے [illegible] مار [illegible] اور خدائی نہ مانونگا لقا نے کہا کہ یہ میرے بندے ہین مین نے انکو پیدا کیا ہے مجھکو رحم آتا ہے مین انپر [illegible] اسلیے کچھ نہ کرونگا سہیل خان نے کہا بس معلوم ہوا کہ [illegible] تجھسے کچھ نہین ہو سکتا مین اب تیرے [illegible] مین نہ آؤنگا اگر [illegible] طاقت ہوتی تو ملک [illegible] حمزہ کے ہاتھ سے بھاگتا نہ پھرتا لیکن لقا نے امیر سے کہا مین لشکر مین جا کر طبل جنگ بجوا کر تم سے لڑتا ہون اگر مین غالب ہوا تو [illegible] ورنہ نہین تو جو چاہنا ہو کرنا امیر نے کہا کہ [illegible] تجھکو کہ اگر نہو گی تو سیاہ قلب [illegible] [illegible] لقا [illegible] اپنے لشکر مین آیا سہیل خان نے [illegible] لقا کو باندھ کر حمزہ کے پاس لیجاؤنگا یہ خبر بختیارک نے لقا کو دی کہ سہیل خان مسلمان ہو گیا اور اس فکر مین ہے کہ تجھے باندھ کر حمزہ کے پاس لیجائے لقا یہ سنکر ڈرا اور سہیل خان کو بلا کر کہا کہ تو سپہ سالار [illegible] خاص [illegible] ہے مین نے تجھے [illegible]

سہیل خان نے جواب دیا کہ اب ہن تیرے دام تزویر مین نہین پھنسنے کا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ حالا چہ تدبیر کنم اُسنے
کہا تدبیر گریز غرض لقا رات کو اپنے لوگون سمیت یہان سے شہر مرصع نگار کو بھاگا جب وہان پہونچا شہنشاہ مرصع پوش
شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش جو وہان کے حاکم تھے انھون نے دروازہ شہر کا بند کرلیا اور لقا سے کہلا بھیجا
کہ تیرا کام ہمارے یہان نہین ہے تو یہان سے چلا جا نہین تو ہمارے ہاتھ سے ایذا پہونچیگی لقا یہ سنتے ہی خوف زدہ ہوکر بھاگا
اور راستہ قلعہ اختم کا لیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ مین نے کتاب نجومی مین دیکھا ہے کہ شہر اختم مین حمزہ برقران صاحب
ایسا ہے کہ جو دوست رکھو والی حمزہ کے ہین وہ دشمن جانی ہو جائینگے لقا خوش و خرم شہر اختم کو چلا جاتا ہے جب قریب اختم کے
پہونچا ہرکارون نے جاکر شہنشاہ اختمی اور خورشید اختمی کو خبر دی کہ لقا خدا لے باختر آتا ہے یہ خبر سنتے ہی وہ بہر استقبال
شہر سے نکلے اور بکمال اعزاز و اکرام سے شہر مین لیگئے نہایت توقیر و عزت کی بڑے عزم و شان سے دعوت کی دوسرے دن
نجومی پنڈت سب جمع ہوے اور نجومیون نے اپنے علم سے دریافت کرکے عرض کیا کہ سرزمین اختم مین حمزہ بہت ایذا اٹھاویگا
تمام لشکر تباہ ہو جاویگا یہ سنکر لقا نے نجومیون کو خلعت دیا عیش و عشرت مین مصروف ہوا لیکن یہان صبح کو سہیل خان
شتری حصاری نے سنا کہ شب کو لقا بھاگ گیا نہایت رنج ہوا غرض حمزہ صاحبقران کو خط اس مضمون کا لکھا کہ اگر
شہر یار مین چاہتا تھا کہ لقا کو باندھکر خدمت عالی مین لے آؤن وہ کافر خاسر شب کو بھاگ گیا اب یہ غلام شرمندگی سے
خدمت والا مین حاضر نہین ہوسکتا نہایت آرزوے قدمبوسی ہے جس وقت عرضی خدمت امیر مین پہونچی اور مضمون سے آگاہی
ہوئی بہت خوش ہوے کہلا بھیجا کہ اے سہیل خان ہم خود تمھارے مشتاق ہین جلد آؤ ورنہ ہم کو وہان جانا پڑیگا تم اسکا خیال
نہ کرو سہیل خان یہ پیغام سنکر تحفے شہر شتری حصار کے لیکر روانہ ہوا امیر نے جو آمد سہیل خان کی سنی سردارون کو استقبال
کے واسطے روانہ کیا وہ پیشوائی کرکے بارگاہ شہنشاہی مین لائے سہیل خان نے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا اور باادب امیر
عالی مقام کو نذر دی قدمون پر سر رکھا امیر نے گلے سے لگایا کلمہ ارشاد فرمایا سہیل خان کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا اور
ایک قصیدہ لکھکے لایا تھا وہ گذرانا امیر اسے پڑھکر بہت خوش ہوے اپنا فرزند کیا سہیل خان نے پھر نذر دی بعد اسکے
سہیل خان نے اپنے شہر کو آئینہ بند کروایا اور امیر کو مع سرداران بلند مقام اور بادشاہ اسلام کے شتری حصار مین لیگیا اور
حکم دیا بتخانے توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنا پڑ جائے اسی وقت بتخانے ڈھائے گئے مسجدین بننے لگین سکہ بادشاہ اسلام کے
نام پر جاری ہوا بانگ صلواۃ بلند ہوئی شہنشاہ اور حمزہ شتری حصار مین رہے سہیل خان نے شہر مرصع حصار
زمرد حصار نقرہ حصار والون کو نامہ لکھا کہ تم سب آکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہو مین تمھاری بخوبی ملازمت
کرا دونگا تینون بادشاہون نے اسکا جواب لکھا کہ اے سہیل خان اگرچہ ہمکو اشتیاق قدمبوسی صاحبقران کا ہے تا ہم
لقا سے کچھ خوف تھا ہم جانتے ہیں ہم نہایت مشتاق زیارت صاحبقران ہین جس وقت وہ شہریار یہان رونق افزا ہونگے ہم سب
شرف ملازمت سے مشرف ہونگے جواب نامے کا پڑھکر سہیل خان بہت خوش ہوا اور وہی نامہ خدمت صاحبقران
مین گذرانا اور عرض کیا کہ بغیر حضور کی اطلاع کے غلام نے انکو نامہ لکھا تھا انھون نے یہ جواب بھیجا ہے امیر پڑھکر بہت خوش
ہوے سہیل خان کی بہت تعریف کی کہ بہت مرد دانا ہے اور وہان سے کوچ کرکے مرصع حصار کو چلے جب قریب پہونچے
شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش اور شہنشاہ مرصع پوش تینون بھائی سہیل خان کے پاس آئے وہ انکو
خدمت امیر مین لایا شرف قدمبوسی سے مشرف کیا امیر نے کلمہ تلقین کیا تینون کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے اور عرض کیا کہ جو
تحفہ آپ کا ہم بیقرارون کو ہے سیاہی کا نزول فرمائیے اور شہر کو قدم مبارک سے سرفراز کیجئے امیر نے قبول کیا اور انکے ساتھ قلعے کو چلے
انھون نے پہلے ہی سے شہر کو سجا رکھا تھا اور دروازہ شہر سے تا ایوان بادشاہی پا انداز ڈلوایا تھا اہتمام کرتے ہوے لائے

بادشاہ اسلام کو تخت پر بٹھایا کشتیاں نذر کی پیشکش کین حق خدمت بجالائے امیر تین دن تینون بادشاہون سمیت یہان مہمان رہے
خوب کیفیتیں اٹھائیں

اب شمہ داستان شہر اختم مین لشکر اسلام کا جانا اور وہان فلک تفرقہ پرداز کا باہم امیر و عمرو مین نفاق ڈالنا بیان کیا جاتا ہے

کلک فراق نگار اور خامۂ نفاق اظہار یون راقم حال صاحبقران با اقبال ہے کہ صاحبقران گیتی ستان جب بند و بست شہر
مرصع حصارہ و زہرہ حصارہ و نقرہ حصار سے فراغت کر چکے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ با اقبال راندۂ درگاہ ذوالجلال لقا کہان
گیا اور کسنے دامن پناہ اُسے دیا عمرو نے عرض کیا اے شہریار ذوی الاقتدار اب لقا شہر اختم مین پہونچا ہے اور وہان کے نجومیون
نے مستعد ہو کے حکم لگایا ہے کہ سرزمین اختم مین لشکر حمزہ پر قران صعب ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پسران خواجہ بزرجمہر کو بلا کے
اور اُنسے احکام نکلوائیے امیر نے کہا کہ آپکو اختیار ہے بادشاہ اسلام نے خواجہ زادون کو بلا کر فرمایا آپ احکام نکالیں کہ کوچ
یہان سے جانب اختم کریں انہون نے رمل مین دیکھ کر عرض کیا کہ سرزمین اختم صاحبقران کو مبارک نہین ہے وہان جو
دوست قلبی ہین دشمن جانی ہو جائینگے کچھ شک نہین عمرو نے جو یہ کلمہ سنا قدمون پر صاحبقران کے گر پڑا اور کہا حمزہ اختم مین نہ جا
کسواسطے کہ مجھسے زیادہ دوست تیرا کون ہے تو میرا عاشق مین تیرا شیدا ایسا نہو کہ فلک شعبدہ باز کچھ نیرنگ دکھاوے کہ مجھمین اور تجھمین
نفاق ہو جاوے اور اگر تو وہان جانے کا قصد کریگا تو مین اطراف کعبہ کو چلا جاؤنگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ مجھمین تجھمین ہرگز کبھی
کبھی فراق نہوگا انشاءاللہ تعالی اتفاق رہیگا غرض آپس مین عمرو چپکا ہو گیا اور وہان سے طرف اختم کے کوچ ہوا ہر منزل
مین یہ حال تھا کہ عمرو امیر پر سے تصدق اُتارتا تھا اور امیر عمرو پر سے کبھی وہ انپر نثار ہوتا تھا کبھی یہ اُسپر نثار ہوتے تھے دونون
آپس مین گلے مل کر روتے تھے ایک کا ایک دیوانہ تھا ایک چراغ ایک پروانہ تھا گاہ یہ بلبل وہ گل گاہ وہ گل یہ بلبل اسی طرح بعد
از قطع منازل و مراحل پیمائی کرتے ہوئے قریب شہر اختم کے پہونچے بارگاہ فلک اشتباہ برپا ہوئی لشکر کا اتارا شروع ہو گیا خیمہ
خرگاہ لگیان کہین چوبہ قلندر سے سراپچے استادہ ہو گئے ہر ایک حسب دلخواہ جگہ تجویز کرکے اُترتا جاتا تھا منزل قیام کرتا جاتا تھا
دوسرے دن عمرو کو خبر پہونچی کہ عقطلی آباد مین کہ جس سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا اور سکندر عیار انگیز اُسکا نام رکھا تھا صاحبقران کو
عقطلی آباد مین اسکی پرورش کے واسطے مقرر کیا تھا وہ لڑکا بارہ برس کا ہوا ہے فن عیاری مین طاق ہے یگانۂ آفاق ہے
ادھر آنیکا قصد کیا ہے قریب آ پہونچا ہے عمرو باستماع اس خبر فرحت اثر کے وہان سے چلا وہ قریب آیا تھا کہ دیکھا ایک خیمہ ہفت
استادہ ہے اور اُسمین سکندر عیار انگیز بیٹھا ہے گرد بارہ ہزار عیار یگان مرصع پوش اور [illegible] عمرو خیمہ مین آیا فرزند
کو سینے سے لگایا پھر ملکہ سرہوشین سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا کہ خواجہ بعزت تمام مجھکو اور میرے لڑکے کو لشکر مین لیچلو عمرو نے
جواب دیا کہ ملکہ ایسا ہی ہو گا اور وہان سے عمرو خدمت امیر مین آیا دست بستہ کھڑا ہوا امیر نے کہا کہ خواجہ کیون کچھ کہنا ہے
تو کہو عمرو نے عرض کیا کہ اے حمزہ مین نے تمام تیری اور تیری اولاد کی خدمتگزاری کی آج تک مین عمر اپنی عزت و آبرو چاہتا ہون
کہ میری بی بی اور بیٹا آتا ہے تمام سرداران کو حکم دیجیے کہ استقبال کو جائیں اور بتوقیر تمام لائیں امیر نے سب سرداران نامدار
ملک فرزندان با وقار کو فرمایا کہ جاؤ ملکہ سرہوشین اور ملکہ جادو کو لاؤ بموجب حکم صاحبقران سب سردار روانہ ہوئے
بادشاہ اسلام سرراہ خیمہ استادہ کرکے بیٹھے اور فرزندان عمرو جیسے کہ مانند چالاک اور اسپ و سپاہ کے لباس
پہنکر بہر تماشا دروازے پر کھڑے ہوئے اس عرصہ مین آمد سواری کی شروع ہوئی تمام گرد
ملکہ سرہوشین اور ملکہ جادو کا دکھائی دیا گرد سواری کے تمام سرداران عالی تبار عیاران نامدار نوبت و نقارہ [illegible]
دکھائی دیتے ہوئے آگے سکندر عیار انگیز بارہ ہزار عیارون سے اسکے آگے ہمتر قران اور لوگ

قریب نشستگاہ بادشاہی کے پہونچا سکندر رسالہ شوری دکھلانے کو جست کر کے بارہ ہزار عیاروں میں جا پڑا پیچھے چلنے لگا یہی
اول عیاروں کی پوشاک تھی وہی سپاہی سب کا لباس ہوگیا کوئی نہ پہچان سکا کہ سکندر ان میں کون ہے جب علیحدہ ہوا اسکو معلوم ہوا
کہ یہ سکندر ہے ایک غلغلہ تحسین و آفرین بلند ہوا لیکن چالاک و سیارہ و امیہ ہنسے کہ ایسی جنگ زرگری بہت دیکھی ہے سب ملے
ہیں علیحدہ کسی سے مقابلہ ہو تو حال معلوم ہو جاوے سکندر یہ سنکر سامنے آیا اور کہا کہ جسکا جی چاہے مجھسے مقابلہ کرے یہی گواہی
میدان ہے بلکہ تم تینوں ایک طرف ہو میں اکیلا ایک طرف تب معلوم ہو جائیگا کہ سازش ایسی ہوتی ہے اور قسم دی کہ تم سب آکر میرے پیچھے
کرو سمک و چالاک و سیارہ و امیہ سکندر پر گرے عمرو مضطرب باپ دعا کرتا تھا کہ پروردگار سکندر کی عزت تو رکھنے والا ہے لیکن
سکندر نے ایک ایک نشان چاروں پر دیا اور جست کر کے آسمان پر گیا چالاک بھی ساتھ ہی پہونچا سکندر نے وہاں پیچہ بازی
شروع کی دو ساعت تک نیچے نہ اترا جب گرنے لگتا تھا پیچ سیٹ کر کے پانوں رکھتا تھا اور اتنے سہارے میں پھر آسمان
پر اڑ جاتا تھا ایک ساعت کے بعد سامنے بادشاہ اسلام کے اترا بادشاہ نے اسے خلعت دیا اور اپنا عیار کیا غرض اس
دھوم سے سرو یقین اور ملکہ جادو داخل خیمہ ہوئیں اور امیر سامنے شہر اتھم کے آکر اترے ادھر لقا بارگاہ میں بیٹھا کہتا کہ
ہرکارے آئے اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی کہ قطعہ ای فخر جہان تو کی دفتا ساقطہ از وہا گوہر برہمن داری وراسا قطہ از وہا و از لی
دشمنان دخوش لقا نے خدا سمجھ کے سجدہ پرستش کیا دربار سا قطہ از وہا بختیارک نے کہا کہ پیش باد بھی کیا خوشخبری لائے انہوں نے
عرض کی کہ حمزہ مع لشکر آپہونچا اور سکندر عیار آنکہ بیٹا عمرو کا جو سرو قامت سے پیدا ہوا ہے وہ بھی بہت دھوم سے آکر داخل لشکر ہوا
بختیارک نے کہا یہ کہو کہ دوسرا عمرو آیا لیکن لقا نے جو نام حمزہ صاحبقران کا سنا جام شراب ہاتھ میں تھا از رشتہ انجام
چھوٹ پڑا کہ چور چور ہو گیا تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا جمشید اخمی و خورشید اخمی نے جو یہ حال دیکھا کہا کہ یا خداوند اسوقت
عجب کیفیت آپ کی ہے اسقدر آپ خدا ہو بندوں سے ڈرتے ہیں اور خوف کرتے ہیں لقا نے کہا ای جمشید و خورشید اگر زمانہ
ایک طرف ہو تو مجھے کچھ اندیشہ نہیں مگر یہاں اس عرب کا نام سنکا کانپ جاتا ہوں اور کپکپی آتا ہوں جمشید و خورشید نے
تسلی دی اور کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے دیکھیے یہاں حمزہ کیا تباہ ہوتا ہے غرض دوسرے دن آمد لشکر اسلام شروع ہوئی بیٹھے
تماشا دیکھنے بیٹھے کہ گرد و غبار کا ستون اٹھا اور لشکر ظفر اثر نشان ظہور ہے دیو پیکر پہلوان عادی اپنے چالیسوں بھائیوں
سمیت بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے آیا بعد اسکے کرتیت شیرگردان چالیس ہزار کی جمعیت سے پہونچا پھر نعمان بن منذر لوا
منظر شاہ یمنی لاکھ سوار سے آئے اور پھر گرد اٹھی عادشاہ رود باری سیف و لید ہیں نشان غضنفر قلم عطارد رقم
مع دولاکھ سوار کے دکھلائی دیے پھر گرد اٹھی فریدون شاہ زرہ پوش ہمالی طالقی سلطان بخت مغربی قار نقابیہ
مغربی دولاکھ سوار کے جمعیت سے وارد ہوئے بختیارک ایک ایک کا حال جمشید و خورشید سے کہ رہا ہے کہ انگشتی میں حمزہ
زہر کیا تھا اور ہشام بن علقمہ خیبری کو مار کر تاج و تخت نوشیروان کا لاکر نوشیروان کو دیا تھا بعد اسکے اور گرد اٹھی اسد
مارگیر اسد اژدہا پیکر اسد شیر پنجہ گیر مردان دلاور تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے بختیارک نے امیر کا جھرنگا رہا رکشی
ہونا اور جنگل میں جانا اور قارن دیوبند کے ہاتھ سے زخم کھانا اور بیشہ قیقش میں کہ جہاں مسالم اژدہا بڑا ظالم تھا اسے مار کر
انکی اثر دہے کے پشت کا علم اژدہا پیکر خواجہ بزرجمہر کا بنا کر دینا بیان کیا اور کہا آپکو معلوم ہوا کہ اسد بیشہ قیقش کا بادشاہ ہے
بعد اسکے بہرام گرد بن خاقان چین آیا پھر گرد اٹھی جب وہ قریب آکر شق ہوئی اسمیں نو سو علم نشان نو لاکھ سوار کا دکھائی دیا
بیچ اسکے ہتھالیس شتر نالیں قیچیان بانوں کی پیدلوں کے دل کے دل دہل و نفیری کی آواز بلند خاص سواروں کے غول کے
غول اور رہوار تازی ترکی کچھی عراقی شتری ہندی باساز و یراق مرصع تین تین سائیس چونریاں ہاتھوں میں لیے ہوئے کہ کھیان
انہیں نہ بیٹھیں بعد اسکے چار ہزار ستے لنگیاں بادلے کی انکے جلو میں ہوئیں گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے کہ انگو بل دیکھے

گھنٹوں تک چہرہ ہالیا ہے ہزارے دانوں پہ شکون کے چڑھے ہوئے پانی میں گلاب کیوڑہ ملا کر چھڑکتے آتے ہیں کہ خاک نہ اڑنے
پائے جوانکے دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل مہیوتہ پر سوار اگرچہ ہندی گوجر ملک دکھنی سپاہ شاہ ملک
قنوجی شکن زر دہلوی فرخ شاہ ملتانی محمود شاہ تنبولی اور گورکھیان ہندی عادل شیر دل قاتل شیر دل فرہاد خان کشمیری
نو لاکھ سوار پوربی دکھنی ملتانی زنجیلے سرو ہیات ہاتھوں میں سپلیاں گلوں میں پڑیں کمال عز و شان سے سواری اسکی جو
آئی جمشید وخورشید سمجھے لندھور ہے یہی بختیارک نے کہا کہ یہ جانشین حمزہ ہے ابھی حمزہ کہاں غرض شام ہو گئی تھی سب کافر اٹھ گئے
صبح کو پھر تماشا دیکھنے آئے اب آمد شاہان ہفت ملک کی شروع ہوئی شام عاد زرین کمر اور سپہدار عاد زرین کمر
سیم تیلی بدسپہدار ان رومی نقلان رومی عزیز شاہ مصری فریدون شاہ یونانی شعلہ فراق حیدر قہستانی فضل
گردستانی اور ملک سقط طلب انگریزی اور آرد شیر یو دو دی و مثقال شاہ مغربی ریحان شاہ مغربی نمودار
ہوئے بختیارک نے کہا اے جمشید وخورشید جب حمزہ پردہ قاف کو گیا ہے تو عمر قاعدہ بقلعہ ہوتا ہوا اور سرداران حمزہ
کو لیے ہوئے کرور سوار کے بادشاہ سے لڑا کیا اور ایک سردار کو نہ لڑنے دیا سب کو بچایا بعد اسکے عمرو بن حمزہ یونانی
صاحبقران ثانی لہراسپ اشتفانوس یونانی صدف پوش یونانی لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا بختیارک نے اسکی بہادری
کی نہایت تعریف کی عبد القہار حلبی عبد الجبار حلبی قاہر حلبی طاہر حلبی لاکھ سوار سے آئے آمد میں دن تمام ہوا شب ہوئی
جمشید وخورشید اٹھ گئے صبح کو پھر آکر بیٹھے اب شاہان عراق و اصفہان کی آمد ہوئی شہنشاہ عراقی منوچہر اصفہانی اور
شہریار رنراوی سلیمان شاہ فارسی پیر غفاری خصران شاہ کشمیری سکندر شاہ کشمیری بہرام شتر خوار بہرام شیر جنگ
بہرام چوب گردان مرزبان خراسانی مرزبان کلاہ آہن خسرو شیر دل نمایاں ہوئے بعد اسکے اسی ہزار نیزہ داروں سے صاحبقران
نیزہ داران صاحب نیزہ دو ممر غلام نبی وجا کر حیدر سالک اژدر پیدا ہوا بعد اسکے تیہلول شاہ عدنی سکندر شاہ عدنی
ہلال شاہ عدنی ساٹھ ہزار سواروں سے پہنچے بعد اسکے پھر گرد اٹھی شاہزادہ علشاہ رومی کہ تمام سرداران رومی مثل
قہرمان رومی زہیر بار رومی الاگرد فرنگی مالاگرد فرنگی نہنگ بحر دریائی ساقط شاہ دربندی مسروق دیوانہ صیاد
شاہ گیتی ارزان شاہ کچی زلزال اٹھر کوتوال ہمراہ گوروں کی پلٹنیں کہ انکے تنبور گردن ڈالتے ہوئے کنپٹیاں لہراتی ہوئیں
گلوں میں سرخ کرتیاں سروں پر سیاہ ٹوپیاں ساٹھ لاکھ فرنگی اور ساٹھ لاکھ رومیوں سے آیا بعد اسکے جمشید بن قباد فوج
زیر باد فرہنگ کی اسکے ساتھ مع عرشی تاجدار قرشی تاجدار شاہ صفا ترک شاہ فرنگی فیروز زہر خوار تین لاکھ فرنگیوں کے
آیا بختیارک نے اسکا بھی حال کہا کہ یہ بھائی ہے بادشاہ لشکر حمزہ کا بعد اسکے سردم بو عجمی دیوانہ قلندر دیوانہ سلطان
سرہند بلی دیوانہ طلال شجر زنگی طول مست بربری قاسم شمشیر زن ہاشم شمشیر زن بہمن رجاس کبودی ادھم
طوفان بن بہمن اژدہا بن بہمن طوغان بن بہمن کوہی چالیس ہزار سوار سے کوئی پچاس ہزار سوار سے کوئی ساٹھ ہزار
سوار سے کوئی لاکھ سوار سے پہونچا بعد اسکے رستم سرزمین مغرب قہرمان عاد مغربی ہلال عاد مغربی اکوب خان جنگی
تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آئے پھر لاکھ سوار سے جمہور جہان سوز طلوس بہادر شہنشاہ تبریزی وارد ہوئے پھر فتح
دین ستون اسلام کرب پر جرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر مشرق و مغرب سونے کی کرسیوں کی ڈور ڈالے میں اندلس تیز رفتار
جام اندلسی شام اندلسی فتاح پلنگینہ پوش اسکے ساتھ چوبیس ہزار قزاقان طلائی پوش تھے آیا آمد سے شام ہو گئی لوگ
اٹھ گئے صبح کو پھر آکر بیٹھے گرد اٹھی اہرمن مازندرانی لاکھ سوار سے آیا پھر گرد عظیم اٹھی شاہزادہ خاور سپاہ چالیس ہزار
یاقوت پوش آگے آگے پیچھے سب فوج ترکستان وخاوری کی الیاس خان خاوری اتمش خان خاوری حسن خان
خاوری الماس خان خاوری فیروز خان خاوری ترک طہماس نقشبندی الماس خان ترکتاز ہندی طغرل

نصر بن طول طول آئینہ رو بیہ سمرقندی ملک ہوشیار بلخی ماہیار بلخی کامگار بلخی خسرو درزو ہمایون بن شداد
ملک مراد شاہ قارن بن خور سپ زرسپ نیزہ دار مظفر بن جمشید خون آشام اردشیر پیکر و پیوند لعلان
لعل قبا فیروز لعل قبا معدان شاہ جوش بن ساریخ اخی سیستانی کمارہ بن اخی سیستانی چوبیس سو جوڑی
نقارخانہ اقبال کی بجتی ہوئی اس شان شوکت وشان سے قاسم دکھائی دیا خورشید و جمشید نے کہا کہ حمزہ یہی ہے بختیارک نے کہا
کہ یہ پوتا حمزہ کا ہے اور داماد لقا ہے تو رفاہ بس چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز کو بھی لیگیا ہے لقا نے ایک دھول ماری اور کہا ارے
بیہودہ یہ تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو بیان کر بختیارک نے کہا کہ مشہور ہو چکا ہے یہ حال کسی سے چھپا ہے جمشید و خورشید ہنس پڑے
کہتے تھے کیا بدذات ہے خداوند سے بھی نہیں چوکتا بعد اسکے آمد بدیع الزمان کی شروع ہوئی کہ بدیع الزمان زمرد کی کرتی پہنے زرہ
پہنے ہوئے چالیس ہزار زمرد پوشوں سے آگے اور پیچھے ساٹھ لاکھ سوار اور فوج اسکے ہمرکاب تبریزی کل سہیل تبریزی آتورگل تشکیم
گمبر بن خلانی ملک مجنون شاہ آہو گیر شاہ گرشاسپ خسرو شاہ فضل بن گیا ہو رقیس بن گیا ہو حبیب بن گیا ہو
نوح بن گیا ہو نصیر بن گیا ہو رشید بیطار بن علقمہ بیطار بن علقمہ طرید بن علقمہ ارباب باختری فضل بن آشوب
جاروب و ساروب خوہر بز ترک جوشن پوش قارن بلند کمان ورقا سے زنجیر خوار طاہر بن قہرمان گنجی
سعد و سعید خونفشان جمشید و خورشید رومی قارن گرگدن سوار ہوشنگ شاہ پیل دندان کاوس شاہ پیلزن
جمشید شاہ اہرمن سارنج بن اہرمن قرطاس از رپوش دیوار بلوچ الو بکیت زنگی ابلق زنگی الماس زنگی
سہیل زنگی کمال و سوم سے اسکی سواری آئی بختیارک نے سب کیفیت کہی کہ یہ بڑا داماد ہے گنجی اسبا کا اور بہلو خداوندی اپنے قبضے
میں لایا لقا نے کہا کہ تو تخت نالائق ہے بختیارک نے کہا سچ ہے غرض شام الغبین کی آمد میں ہوگئی سب کافر اٹھ گئے خواب خرگوش
میں گرفتار ہوئے صبح کو پھر آئے گرد نمایاں ہوئی فرخ سوار قلندر فرخ بخت قلندر ستر ہزار سوار سے دکھائی دیے
اسکندر فرخ لقا سات ہزار سوار سے آیا پھر اسفندیار گیلانی عمر و گوزاد ختنی چوگان بن حمزہ دو لاکھ سوار سے پیدا ہوئے
پھر سلطان سعد اور عمرو بن رستم دو لاکھ سوار سے آئے پھر گرد عظیم اٹھی نور الدہر بن بدیع الزمان نصران شاہ عدلان شاہ طہماس
بن عقفول دیو پیر و عقفول دیو پیر القاسب و انساب جہانگیر شاہ زنگ کتار ناسکوہ تخت دریانشین گلبن
گلباس سام و زندہ ساٹھ لاکھ سوار سے ہوئے پیچھے خورشید و جمشید نے پوچھا کہ یہی حمزہ ہے بختیارک بولا یہ بھی حمزہ کا پوتا ہے
خداوندی کے ہیں گو ملک سے پیدا ہوا ہے اسنے طہماس ایسے شخص کو طلسم العین میں پکڑ لیا اسکا روز در تماشہ آج گر لقا کو گزنا کیسا ہے
باتیں تھیں کہ پھر گرد اٹھی سرخیل وفاداران مقبل وفادار اسی ہزار غلامان زرین ترکش و زرین کمان سے نمودار ہوا بختیارک
نے کہا کہ یہ غلام حمزہ اور صاحبقران تیراندازان ہے بعد اسکے دیکھا کہ دفلے اور نفیر کی آواز بلند ہے سپاہیوں کے غول کے غول
آگے تخت ہے لقا اور اسکی سرو آسا کی تصویریں اسپر جوتیاں پڑی ہوئیں اور ایک تخت پر عمرو تاج حضرت آدم کا سر پر
پہنے جگر بگلی پیالہ ہوا وہ جامہ بگلے میں یہ و ہمدم رنگ بدلتا تھا ایک لاکھ اسی ہزار عیار لباس زرق برق پہنے ہوئے چار طرف
آگے پیچھے لشکر گروہ علی عمران صاحب بغداد کہ ان مہتر قران حبشی راوی لکھتا ہے کہ سات روز تک اسی طرح لشکر
چلا آیا آٹھویں دن صبح کو تمام سرداران لشکر حمزہ صاحبقران میں کھڑے ہوئے تھے کہ آواز طبل سکندری کی اور
ہونے لگی اور سنج گیدی کی بلند ہوئی صدائے غرش علم اژدہا پیکر آئی تخت بادشاہی دکھائی دیا آگے آگے حمزہ صاحبقران
اشقر دیوزاد پر سوار پیچھے فوج بلند سلامی بادشاہ اسلام کی چہار طرف ہونے لگی حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی میں
داخل ہوئے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ دس روز تک فوج اسلام آیا کی شاہان انجم اسقدر فوج و لشکر دیکھکے حیران ہو
آپس میں کہا لقا سچ کہتا تھا کہ حمزہ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہماری کیا حقیقت ہے کہ اس سے لڑینگے جمشید نے جو

یہ کلمہ کہا خورشید بولا کہ ابھی دیکھو تو کیا ہوتا ہے اور انہون نے جس روز سے لقا آیا ہے نامے چہار طرف کو لکھے ہین اور مدد طلب کی
ہے غرض یہان آئے ہوئے دوسرا دن ہے کہ آواز طبل شادیانی کی لشکر کفار سے بلند ہوئی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خبر تو لاؤ
عمرو لشکر کفار کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ لوگ بہر استقبال سوار ہوتے ہین حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ داماد لقا لوند
کوہ بیابان اخضم سے آس بن الوس مدد لقا کے واسطے آتا ہے عمرو اُس کافر کا نام سنتے ہی کانپنے لگا اور اپنے دل مین کہا کہ نہین
معلوم اس شریر سے کیا صدمہ پہونچیگا مگر صورت بدلکر ساتھ ہولیا زرد شاہ نے یاقوت شاہ اور صنیفہ خون آشام و خورشید
جمشید اخضمی و بختیارک و فرامرز و بہروز وغیرہ کو بھیجا تھا کوئی دو کوس آئے تھے کہ سواری آس بن الوس کی نمودار ہوئی
اور اُسنے سنا کہ جبرئیل قدرت تمہارے استقبال کو آئے ہین یہ ملعون ایسا مغرور ہے کہ کچھ خبر بھی نہوا جب قریب ہو پہنچے
ہر ایک نے سلام کیا اسنے ایک بے اعتنائی سے جواب سلام دیا کچھ تواضع و تعظیم نہ کی مگر سب کو دیکھنے لگا بختیارک
کو مرد مضحک ہے اسکو بلا کر اپنے پاس بٹھا لیا اور حال لشکر اسلام کا پوچھنے لگا بختیارک نے پہلے تعریف صاحبقران کی
شروع کی اور کہا شعر خدا اسے جہان تا جہان آفرید چو حمزہ دلیرے نیامد پدید لہذا اسکے لندھور و مالک وقاسم
و بدیع الزمان ایک ایک کی توصیف کی یہی باتین کرتے ہوئے داخل بارگاہ لقا ہوئے آس بن الوس نے لقا کو
سجدہ کیا دنگل پر بیٹھا بختیارک کو بھی اپنے پاس بٹھایا اور پھر حال پوچھنے لگا بختیارک بولا اے آس بن الوس یہ جو سب
سرداران سکے مین نے نام لیے ہین کچھ نہین ہین ایک عمرو عیار تو ہے ان سب کو ادنی تدبیر سے مٹا دونگا اور تعریفین عمرو کی
کرنا شروع کین اسنے کہا کہ کیا عمرو کا ہزار گز کا قد ہے بختیارک بولا نہین پھر کہا کہ کوئی دو چار سو گز کا ہے آخر کتنا قد ہے بختیارک نے
جواب دیا کہ ایک نو ارنج کا قد ہے آس بن الوس ہنسا اسی ارنج کا تھا ستر گز کی ناک تھی کہا اے شیطان تو عجب گدھا ہے جو کوئی آنا ہے
ہوگا کیا کریگا اسکو تو پکڑ کر اپنی ناک کے ایک نتھنے مین بند کر رکھونگا اور نکلنے نہ دونگا تو اسکی ایسی تعریف کرتا ہے بختیارک نے
کہا اے پہلوان دوران عمرو کو ذلیل نہ سمجھنا چاہیے وہ بلا ہے بید رات ہے ہزار ہزار گز کے دیو تو اُس سے پناہ مانگتے ہین اور
بڑے بڑے بادشاہ تھرّا رہے ہین خداوند سے پوچھیے وہ ایسی قدرت رکھتا ہے کہ ابھی میری شکل بنکر آ ستے آپ نہ پہچانیے
اور خداوند کی ڈاڑھی تو موتر سے تر کر کے مونڈی ہے فرمایئے یا خداوند مین سچ کہتا ہون یا جھوٹ لقا نے کہا نہین سچ ہے اور
اے آس بن الوس ابھی تم اس سے واقف نہین یہ عالم ہے اسکا کہ دروازہ بند کرو تو دو دیوارون کے راستے سے آئے ہوا کا
خواص پیدا کرے اور میرے تو باپ کو مار کر حریسہ پکا کر مجھے کھلایا ہے مین اسکے نام سے کانپتا ہون صورت دیکھی اور سمجھا کہ
ملک الموت آیا غرض ایسا کچھ بیان کیا کہ آس خوف زدہ ہوا اور پوچھا کہ اے بختیارک مین اُسکے ہاتھ سے کیونکر بچون بختیارک
نے کہا کہ آپ نہ کسی کے ہاتھ سے کچھ کھایئے نہ پیجیے سوا میرے کسی کے اسواسطے کہ وہ تو ہزارون شکلین بدلتا ہے آس بن الوس نے
کہا کہ اچھا اور عمرو ایک چوبدار کی صورت بنا ہوا بختیارک کے پاس کھڑا سن رہا تھا اور دریائے فکر مین غوطہ زن تھا کہ کیا
کیجیے اتنے مین بختیارک اُٹھا پیخانے کی طرف چلا عمرو دیکھتا ہوا جا کر اسکے پہونچا اور کہا ملک جی سلام ہے خوب تمہارے
حال سے آس بن الوس کو آگاہ کیا بختیارک کی جان نکل گئی عرض کیا کہ مین اسکو آپ کی طرف سے ڈراتا تھا اور مین تو مسلمان
ہون اور انگلیان کانون مین رکھکر اذان دینے لگا عمرو نے کہا او منافق دو رنگے اسلام سیفلا ہے خیر اور کمر مین اپنی ہاتھ
ڈالکر خرمے نکالے کہ لو کھاؤ بختیارک جلدی سے کھا گیا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے بختیارک کو وہین ڈال دیا آپ اسکی
صورت بنکر باہر آیا بختیارک کے خیمے مین گیا تمام اسباب نذر زنبیل کیا اور کچھ تحفے لا کر آس کو دیے صحبت گرم ہوئی ادھر
بختیارک کو جو ہوش آیا تمام خیمے کا اسباب لٹا ہوا پایا لوگون سے پوچھا انہون نے کہا کہ ابھی تو آپ تحفے لیکر یہان سے
باہر گئے تھے بختیارک نے یہ سنکر آہ سرد کھینچی اور سمجھا کہ سب مال و اسباب لیگیا خیمے سے نکلا سوار ہو کر بارگاہ کی طرف

چلا جب دروازے پر پہونچا پاسبانوں نے دوسرا بختیارک دیکھا حیران ہوئے ایک آدمی نے دوڑ کر آس سے کہا کہ ایک بختیارک اور آئے ہیں عمرو جو بختیارک کی صورت بنا بیٹھا تھا آس بن الوس سے خطاب کیا کہ دیکھیے عمرو ایسا عیار ہے کہ میری صورت بنا ہوا آتا ہے شاید سمجھتا ہے کہ میں یہاں نہیں ہوں اب میں نیچے تخت کے چھپا رہتا ہوں جب وہ آ بیٹھے اسے پکڑ لینا جس وقت وہ گرفتار ہو جائیگا میں باہر آؤنگا پھر دیکھیے گا کیسی مکاری بیان کرتا ہے مگر کیا ہو سکیگا آپ اسکی کسی بات پر خیال نہ کیجیے گا آخر اقرار کریگا اسنے کہا کہ اچھا تب یہ عمرو تخت کے نیچے آیا بختیارک اندر بارگاہ کے آیا پہلے تو تمام صحبت کو دیکھا پھر سلام کیا آس بن الوس نے کہا کہ آؤ ملک صاحب کہاں گئے تھے کہا کیا بتاؤں عمرو مجھے لوٹ لیگیا میں تو رفع حاجت کو گیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ بلا لگی ہوئی ہے مجھکو ڈرایا اور خیمے بیہوشی کے دسیے میں کہا کہ بیہوش ہو گیا عمرو سب اسباب لیکر چلا گیا بختیارک قریب اسکے بیٹھا تھا کہ آس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ بدمعاش دزد باریک گرون کیا میں تجھے نہیں پہچانتا تھا خوب تو نے مکر کیا بختیارک چاہتا ہے کہ کچھ کہے اتنے میں عمرو نے پیچھے سے نکل کر ایک دھول ماری اور کہا او دزد باریک گرون تو جانتا تھا کہ یہاں بختیارک نہیں ہے میری صورت بنا کر آیا بختیارک نے کہا کہ میں بختیارک صورت ہوں یا تو میری صورت ہے عمرو نے کہا کہ تو میری صورت بنا کر آیا ہے اور مکار ہے کیا ہے آس خوب پہچانتا ہے اور اے آس ہم دونوں میں سے ایک بیشک عمرو ہے تو دونوں کو قتل کر عمرو مارا جائیگا اور اسکی شر سے کافر چھٹ جاوینگے بختیارک نے کہا مجھے قبول ہے عمرو نے بختیارک پر حسد کہا کیا کہ میں بختیارک ہوں کسی نے نہ سنا اور اسکی مشکیں باندھیں آس نے کہا اسے قتل کرو چوبدار جلاد کو بلانے چلا تھا کہ عمرو نے بختیارک سے کہا کیا خوب بہادر بنتا ہے میں تجھے ہوا دوں بختیارک نے دو ہزار روپیہ کا اقرار کیا عمرو نے کہا اے آس اسے صبح کو قتل کرنا آس نے قبول کیا بہت عیش آراستہ ہوئی بختیارک نے نے آس سے خطاب کیا آج بڑی خوشی مجھے حاصل ہے کہ یہ ساربان زادہ گرفتار ہے جی چاہتا ہے کہ میں ناچوں اور شراب مجھے پلاؤں آس بن الوس بولا کیا مضائقہ ہے عمرو نے تمام شراب میں بیہوشی ملائی اور ساقی بنا تمام صحبت کو شراب پلائی سب کو بیہوش کیا آس کی ڈاڑھی مونچھیں مونڈیں اور بختیارک کو اسکے صورت حبشی کی صورت بنا کر اور لٹا کر باہر آیا چوبدار وغیرہ جو تھے انکا منہ کالا کیا [illegible] ایک رقعہ لکھکر ایک کی مونچھ میں باندھ کر راہی ہوا صبح کو آس بن الوس جو ہوش میں آیا دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت پاس لیٹی ہوئی ہے اسے دیکھا میں کہا کہ کیا یہ مجھکو نامرد سمجھی ہے اسے پکڑا اور ارادہ کیا اسکے بھائی نے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ او نالائق کیا کرتا ہے اسنے کہا کہ صاحب ابھی رات باقی ہے اور وہ شخص نامرد نہیں ہے یہ بولا کہ تیری صاحب کی ایسی تیسی کی تھی بختیارک نے کہا ارے آس دیکھا تو نے کیا خرابی ہوئی تو نے مجھے عمرو سمجھا تھا عمرو مجھے یوں ذلیل کر کے چلا گیا آس بن الوس سمجھا کہ یہ بختیارک ہے اور وہ عمرو تھا بختیارک کو قید سے رہا کیا اور بہت سی دلداری کی اور چوبداروں میں جو تکی جل رہی تھی انکو باہر نکالا کہ جاؤ تم سب ننگے ہو غرض اسوقت تو سب اپنے اپنے گھر گئے شام کو پھر دربار [illegible] بختیارک نے عمرو کو دیکھا کہ ایک چوبدار کی صورت بنا کھڑا ہے ایک سیب اٹھا کر اسپر لکھا کہ اے آس وہ جو [illegible] فلاں چوبداروں کی صف میں کھڑا ہے زرد لباس پہنے وہ عمرو ہے جسطرح ہو اسکو پکڑ لو یہ لکھ کر سیب اسکے ہاتھ میں دیا کہ دیکھیے کیا اچھا سیب ہے اسنے سیب دیکھا اور جو کچھ اسپر لکھا تھا وہ پڑھا گوشہ چشم سے عمرو کو دیکھا ایک کاغذ اٹھا کر دو کلمے لکھے اور کاغذ کو لپیٹا سر اٹھا کر عمرو کی طرف خطاب کیا کہ اے چوبدار یہ رقعہ خزینہ دار کے پاس لیجا اور کہہ کہ فلاں چیز جو اسپر لکھا ہے وہ مانگا ہے بہت جلد وہ جنس لے آئیں خداوند کو دوں عمرو مطلع تو ہی دوڑا کہ رقعہ ہاتھ سے لے اور پڑھا [illegible] آس نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا اور کہا کہ بدمعاش او دزد باریک گرون [illegible] تھا کل مجھکو ذلیل کر کے چلا گیا آج دیکھ تجھے اسطرح سے ماروں کہ [illegible] حال [illegible]

گریہ وزاری کرین اور مجھکو ذرا رحم نہ آئے بختیارک بہت خوش ہی کہ اب ساربان زادہ مارا جائیگا آس بن الوس عمرو کو
اپنے خیمہ مین لایا بختیارک ساتھ ساتھ آیا آس مسند پر بیٹھا عمرو کو ستون سے باندھ دیا اور تیر و کمان منگوا کر بختیارک سے کہا کہ لیجے
تیر باران کرونگا بختیارک نے کہا کہ یہ نذر کردہ [illegible] ان ہین مرنا جانتے نہین آس نے کہا کہ ملک جی دیکھو تو مین کسطرح
سے نشانہ کیا کرتا ہون اور چلہ اپنی منہ تک [illegible] تیر مارے کہ تمام جسم عمرو کا چھلنی ہو گیا اور درد پہونچا عمرو تڑپنے لگا اور دعا
مانگنے لگا لیکن اسلاف کا حال سنیے سکندر نے جو دیکھا کہ عمرو رات کو نہین آیا بیقرار ہو کر صبح کو عمرو کی تلاش مین روانہ ہوا سر وقتین
نے ہر چند منع کیا نہ سنا سر وقتین اور ملکہ حیا [illegible] مہتر قران حبشی کو بلا کر کہا کہ سکندر غبار انگیز عمرو کا
عاشق ہی عمرو کی تلاش مین گیا ہی تم بھی جاؤ [illegible] الک کو بلا کر کہا کہ بھیا سکندر غبار انگیز تیرا غلام ہی مین ہر چند
منع کیا کی نہ مانا عمرو کو ڈھونڈھنے گیا ہی تم بھی جاؤ اور اسکی مدد کرو الک نے کہا مین ابھی چلا وہ بھی روانہ ہوا پھر امیر وسیارہ
اور [illegible] بلیطاقی و ابو الفتح ایک ایک کو بلا کر [illegible] کہا کہ تم سکندر کو دشمنون سے بچا کر لاؤ اور میرے بچے کو مجھسے
لا کر ملاؤ [illegible] آس بن الوس [illegible] مار رہا ہی اور عمرو کا یہ عالم ہی کہ پکار رہا ہی او ملعون مجھے ایک ہی تیر
مار ڈال اور بختیارک [illegible] نہین مرتا جانتے ہی نہین کوئی دم مین حضور چھوٹ
جائینگے اور آس سے اشارے [illegible] اگر عمرو [illegible] جائیگا تو پھر کسکی مجال ہی جو عمرو کا کچھ کر سکے آس بن الوس
نے حکم دیا کہ ہماری تمام فوج تیار رہے [illegible] تمام فوج حسب حکم کے تیار ہو کر گرد خیمہ کھڑی ہوئی بختیارک نے کہا
اے آس تو کچھ ہی کر مرشد مارے نہ جائینگے چھوٹ جائینگے اور اشارے سے کہ رہا ہی کہ اوسے کیون دیر کرتا ہی جلد سر کاٹ ڈال نہین تو
بچ جائیگا آس کہ رہا ہی کہ اسطرح تڑپا کر مارونگا اور عمرو کی یہ حالت ہم پہونچی ہی قریب ہی کہ دم نکل جائے دعائین مانگ رہا ہی
کہ پروردگار [illegible] سکندر غبار انگیز کی مجھے دکھا دے [illegible] ادھر نکال لے کہ سکندر حقہ باز سے آتش بازی مارتا ہوا خیمون کو
جلاتا ہوا پہونچا تمام مقام دھوان دھار ہو گیا اسی تاریکی مین سکندر رسی عمرو کی کاٹ کر اپنی گردن پر عمرو کو ڈال کر لے بھاگا
فوج سے ابھی باہر نکل گیا بختیارک پکارا الصلواۃ [illegible] علی ای آس بن الوس دیکھا کہ مرشد چھوٹ گئے پس
[illegible] سکندر کو لیے ہوے لڑتا چلا جاتا ہی لشکر سے باہر نکلا کہ
آس کا بیٹا [illegible] آتا تھا سکندر پر دوڑا سکندر نے خنجر مارا کہ اسکے سینے پر بیٹھا اور پشت کو توڑ کر نکل گیا وہ
گرا سکندر روانہ ہوا آس بن الوس آتا تھا لاشہ بیٹے کا پڑا ہوا دیکھا خون آنکھون مین اتر آیا للکار کر دوڑا کہ او نا عیار
کہان جاتا ہی اور گردن کو دوڑایا سکندر دونون کے بیچ مین پہونچا تھا [illegible] دیکھا کہ اب تو اس تک پہونچ نہین سکتا
اور وہ داخل لشکر اسلام ہوا چاہتا ہی بس تیر کمان سے جوڑ کر مارا وہ تیر قضا کا سکندر کی پیٹھ پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذر گیا
سکندر گرا آس دوڑا کہ سکندر کا سر کاٹ لے مہتر قران حبشی پہونچ گیا سکندر اور عمرو کو اٹھا لے گیا آس بن الوس تو
ادھر [illegible] گیا مہتر قران عمرو اور سکندر کو لیے ہوے خیمے مین آیا ملکہ حیا دوا اور سر وقتین نے حالت تباہ کی صاحبقران مع
سرداروں کے آئے [illegible] سر وقتین رو کر پکاری کہ بیٹا سکندر آنکھین کھول باپ کے عاشق مجھے جان نثار
کر آئے مان کو کچھ وصیت بھی نہ کی آرزو تھی کہ تمہارے سر پر سہرا باندھتے تمہاری دلہن بیاہ کے لاتے خدا نے تمکو ناشاد و نامراد
اٹھا لیا بیٹا یہ مادر ناشاد کسکے سہارے جیے گی کچھ تو منہ سے بولو کوئی بات کرو اگر سن سکو [illegible] کیا مان سے خفا ہو جو نہین
بولتے سکندر نے آنکھین کھول کر مان کو دیکھا کہ امان جان صبر کرو خدا کو منظور تھا وہ ہوا اب بابا جان کی خیر مناؤ ایسا
نہو کہ وہ مر جائین اور امان جان [illegible] سر وقتین نے کہا کہ بیٹا [illegible] بخشا یہ سنتے ہی ہچکی آئی اور جان بحق
تسلیم ہوا عجب کہرام قیامت برپا ہوا عمرو تو بیہوش تھا لیکن مہتر قران نے سکندر کو دفن کیا عمرو کے علاج مین

مصروف ہوا جو تھے دن عمرو ہوش مین آیا حال سکندر کا سُنا نہایت صدمہ ہوا اُسی رنج مین باہر نکلکر لشکر کفار کو چلا کہ ای
عمرو چلکر آس بن الوس کو مارے جب وہان پہونچا سُنا کہ آس اپنے خیمے مین ہی ناچ دیکھ رہا ہی عمرو ایک بچے کی صورت
بنکر خیمے مین داخل ہوا اور شراب پلاکر سب کو بیہوش کیا آس کے سرہانے آکر کھڑا ہوا چاہا کہ سر کاٹے پھر خوف آیا کہ حمزہ
کو کیا جواب دیگا مگر خنجر سے تا لب بالا ناک کاٹ لی جب ناک کاٹ چکا تو خوف صاحبقران سے کانپنے لگا اور بھاگا
بدحواسی مین خنجر رہگیا عمرو تو چلا گیا صبح کو ہوا ٹھنڈی چلی آس کو ہوش آیا ناک مین درد ہوا گھبرایا منہ پر ہاتھ پھیرا ناک کٹی ہوئی
پائی چہرے پر خون بہتے ہوئے پایا خنجر پڑا تھا اُٹھا کر جو دیکھا نام عمرو کا اسپر کھدا تھا یہ کافر حیران ہوا اُٹھا نقاب منہ پر ڈالکر
بارگاہ لقا مین آیا کہا کہ یا خداوند یہ کیا تقدیر آپ نے کی کہ ناک میری کٹ گئی بختیارک نے کہا ای پہلوان نقاب تو اُٹھا
اُسنے نقاب اُٹھائی لقا نے دیکھا کہ واقعی کسی نے ناک کاٹ لی ہی عجب ہیبت ناک صورت معلوم ہوتی ہی لقا نے کہا ای
آس قسم ہی مجھے اپنی خدائی کی کہ یہ تقدیر مین نے نہین کی تقدیر بالائی ہوئی آس بن الوس نے کہا مین نہین جانتا ناک
میری درست کر دیجیے بختیارک بولا ای آس ان دنون خداوند بہت پریشان ہین خداپرستون نے بہت ستایا ہی تقدیر کرنا
بھول گئے ہین اور ناک تو تمھاری بہت جلد درست ہو جائیگی پہلے دشمن کو تو مار لو اور ہم تمکو وہ سہل تدبیر بتاتے ہین کہ عمرو کو
باندھے ہوئے لیے چلے آؤ آس نے کہا کہ جلد بتاؤ اور عمرو خنجر بھی اپنا بھول گیا ہی نام اُسپر اُسکا کھدا ہوا ہی بختیارک بولا یہ اور
خوب ہوا کہ خنجر اُسکی نشانی ہاتھ لگ گیا اب حمزہ کے پاس تم جاؤ اور اُس سے کہو کہ ای حمزہ مین تجھکو بڑا بہادر جانتا تھا
اور آیا تھا کہ تجھسے لڑونگا اگر تو مجھپر غالب ہوتا تو مین مسلمان ہوتا لیکن یہاں دیکھا کہ نام کو تو بہادر ہی مگر حقیقت مین جسکو زبردست
دیکھتا ہی اُسکو عیار کے ہاتھ سے ذلیل کراتا ہی مجھکو جانا کہ زبردست ہی عمرو کو بھیجکر میری ناک کٹوا ڈالی بہادر ہی تو عمرو کو باندھکر میرے
حوالے کر دے نہین تو تو چوڑیان پہنکر اور اوڑھنی اوڑھکر پردے مین بیٹھ نام بہادری کا نہ لے اور کشتی تھی اور چوڑیون کی سامنے
رکھ دینا ڈرنا نہین کہ حمزہ بہادر ہی عمرو کو پکڑ کر تجھے دیدیگا اگر حمزہ کہے کہ میرے عیار نے یہ کام نہین کیا تو خنجر عمرو کا دکھانا
کہ یہ نشانی میرے پاس ہی بس تو عمرو کو لا کر مار ڈال جب عمرو مارا گیا پھر حمزہ کا مار لینا مشکل نہین ہی اور اُسی وقت خداوند بھی خوش
ہو کر ناک تیری درست کر دینگے آس یہ سنکر بہت خوش ہوا بارگاہ حمزہ صاحبقران مین گیا جو کچھ بختیارک نے سکھا دیا تھا
وہ سب صاحبقران سے کہا خنجر نشانی عمرو کی دکھائی تھی چوڑیون کی کشتی سامنے رکھدی امیر کا یہ حال ہوا کہ مارے غصے کے
کانپنے لگے بال تمام بدن کے کھڑے ہو گئے منہ لال ہو گیا مقبل سے کہا کہ لاؤ تو اُس سارباں زادے کو مقبل گیا عمرو کو
دیکھا کہ پوست بکری کا تمام بدن پر لپیٹے پڑا ہوا کراہ رہا ہی مقبل نے کہا امیر نے بلایا ہی عمرو بولا کہ میرا تو یہ حال ہی مین کیونکر
جاؤن اور چادر اُتار کر تمام بدن دکھایا کہ نیلا ہو گیا تھا اور کہا کہ ای مقبل اُس ملعون نے میرا یہ حال کیا ہی مجھے اُٹھنے کی
طاقت نہین مقبل پھر کر آیا امیر سے حال عمرو کا بیان کیا امیر نے کرب سے کہا تم جاؤ جسطرح ہو اُسکو لاؤ ہمارے
سر کی قسم ہی لیے ہوئے نہ آنا کرب وہان سے روانہ ہوا خدمت عمرو مین آیا عمرو کا حال متغیر دیکھا کہا ای پدر بزرگوار
مین آپ پر زیادتی تو کر نہین سکتا مگر نہ چلیے گا تو اپنا گلا کاٹ ڈالونگا یہ کہا خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا عمرو نے کہا مین چلتا تو
ہون اور وہی پوست بکری کا بدن سے لپیٹے ہوئے لاٹھی ہاتھ مین گرتا پڑتا خدمت امیر مین آیا سلام کیا جسم اپنا دکھایا کہ
اس حال مین گرفتار ہون امیر نے کہا خواجہ ناک آس بن الوس کی کسنے کاٹی عمرو نے کہا حمزہ مین کیا جانون مین اپنے
حال مین گرفتار ہون ایک تو غم مجھے سکندر عیار اتگیر کے مرنے کا دوسرے میری یہ حالت ہی امیر نے اپنے دل مین خیال
کیا کہ اگر تم زور کر اسے پکڑو گے تو یہ ہاتھ نہ لگیگا اسے فریب سے پکڑنا چاہیے عمرو سے کہا کہ خواجہ جو تمنے آس بن الوس کی
ناک نہین کاٹی ہی تو میرے سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھاؤ تاکہ مجھے یقین آئے عمرو پاس امیر کے آیا چاہا کہ سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھائے

بس امیر نے ہاتھ پکڑ کے جھٹکا دیا اور کہا کہ باش او دزد بار یک اگر دن جھوٹی قسم کھانے آیا ہے خنجر تیرا آس کے پاس موجود ہے یہ کہکر عمرو کو باندھکر آس کے حوالے کیا کہ لیجا جو چاہے سو کر آس عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ امیر سے باہر آیا گینڈے پر سوار ہوکر بارگاہ لقا میں پہونچا بختیارک سے کہا کہ لو عمرو کو مین لایا بختیارک نے کہا کہ آپ اسے انبار ہیزم مین پھونک دیجئے اسی وقت انبار ہیزم جمع ہوا اور عمرو کو اسپر بٹھا کے چار طرف سے آگ لگا دی عمرو انبار ہیزم پر بیٹھا ہوا تھا جب دیکھا کہ آگ جلنے لگی بس بلبلا کر پکارا کہ اے پروردگار عالم تو نے مجھسے کو دمسا ندیپ پر وعدہ کیا تھا کہ جب تک مین اپنے منہ سے موت نہ مانگو نگا ملک الموت میرے پاس نہ آئینگے اب یہ کیا ہے کہ بے مانگے موت کا سامنا ہے جلد میری مدد کر اور تو نے تو آگ کو حضرت خلیل پر گلزار کر دیا ہے مین بھی تو اسی خاندان کا خدمتگار ہوں میری بھی مدد کر کہ شعر امداد خلیل نار مین کی ٭ یونس کو نجات حوت سے دی ٭ اور پکارا کہ یا علی ابن ابی طالب اسد اللہ الغالب مجھے اس آگ سے نجات دو کہ کبت

موسیٰ کو کر دہ پر روشنی دکھائی ہے
نوح کا طوفان سے نکاس بیڑا پار کیو
ابکی تو شاہ مردان میری بار آئی ہے

خلیل آگ بیچ بہشت دکھا دیو
یونس کو پیٹ مین راہ مین بتائی ہے

یوسف کو کنوئین سے نکاس بادشاہ کیو
حضرت سلیمان شاہ کو مندری بتھائی ہے
اپنے اور کیتے نستار بڑا تار بار کیو

اور اب یہ حال ہے کہ آگ دمبدم بلند ہوتی ہے اور عمرو بے اختیار رو کر دعا مین مانگ رہا ہے قریب ہے کہ آگ عمرو کو جلا دے کہ ایک تیجہ پیدا ہوا عمرو کو اٹھا لیگیا پہاڑ پر اتارا ہوش آیا دیکھا تندک دیو کھڑا ہوا رو رہا ہے عمرو نے کہا اے تندک کیوں روتا ہے تجھے کیا ہوا ہے وہ بولا کہ خواجہ کیا بیان کرون مین بہار پری کی بیٹی پر عاشق ہوا اور وہ مجھپر عاشق ہوئی اکثر ہم دونوں باغون مین صحبت ہوتے تھے کہ بہار پری اس حال سے آگاہ ہوئی آسمان پری سے جاکر میرا شکوہ کیا کہ تندک میری بیٹی کو رسوا کرتا ہے آسمان پری نے صلاح دی کہ اسکو کسی پریزاد کے ساتھ بیاہ دے اسنے اسکی شادی ایک پریزاد کے ساتھ کر دی مین نے اس پریزاد کو مار ڈالا پریزادین لاش اسکی آسمان پری کے پاس لیگئین وہ بہت غضبناک ہوئی چاہا کہ مجھکو قتل کرے مین بھاگ کر آپ کی خدمت مین آیا آپکو انبار ہیزم پر پایا گرد کفار کا ہجوم تھا اور آگ لگی ہوئی تھی مین آپکو اٹھا لایا اب میری تدبیر کیجیے نہین تو مین مر جاؤنگا عمرو نے کہا اے تندک تو خاطر جمع رکھ مین تجھے اس پریزاد کو دلا دونگا مگر چند سے صبر کر کہ فلک تفرقہ انداز نے عجب تفرقہ ڈالا ہے اور تمام حال سکندر عیار انگیز کا آس کے ہاتھ سے مارا جانا اور اسکی ناک کا کاٹنا اور امیر کا باندھکر اسکو دیدینا اور انبار ہیزم پر رکھکر پھونکنا سب بیان کیا اور کہا کہ تجھے حمزہ سے صفائی ہو جائے تو تیرا معشوق تجھے دلا دون مگر تجھسے غافل نہونا تندک نے اپنا بال دیا کہ اسکو بازو پر باندھیے جب آپ اس بال کو آگ پر رکھکر یاد کیجیے گا مین آکر موجود ہو جاؤنگا یہ کہکر چلا گیا عمرو پہاڑ پر سے اترا اور صورت بدل کے لشکر امیر کو روانہ ہوا مگر یہان امیر کو خبر پہونچی کہ عمرو کو انبار ہیزم پر جلانے کو بٹھایا ہے امیر نے یہ سنکر غضبناک ہوکر فرمایا کہ خبردار کوئی اس نمک حرام کا ذکر میرے سامنے نکرے اور جو کوئی اسکا نام میرے سامنے لیگا مین اسکو اپنے لشکر سے نکال دونگا وہ نہی مرا بھلا ہوا کہ جسکے باعث سے اسطرح کی ذلت مجھکو سر محفل ہوئی کہ ایک کافر زنانہ جوڑا میرے سامنے رکھکر کہے کہ اسے پہنکر بیٹھو اور فرمایا کہ ابھی تمام لشکر مین چارچی ندا دے کہ عمرو کا نام بھی لشکر مین کوئی نہ لے اور جو کوئی نام عمرو کا زبان پر لائیگا اسکی گدی سے زبان کھینچی جائیگی تمام لشکر مین ڈھنڈورا پٹا کیا مجال جو کوئی عمرو کا نام لے کہ عیار جمع ہوکر روتے ہوئے دربار گاہ پر آئے امیر نے پوچھا کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ تمام عیار عمرو کے واسطے روتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا افسر مارا گیا ہے ہمسے صبر نہین ہو سکتا ہم رو رہینگے امیر نے کہا کوئی عیار میرے لشکر مین نہ رہے سب کو نکال دو اور اگر نہ جائین تو اسباب انکا لوٹ لو اور مار کر نکال دو غرض تمام عیارون کو لشکر سے نکال دیا عمرو یہ دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا مگر صبر کیا رات کو جب دربار برخاست ہوا بادشاہ اسلام تنہا رہے اور دو ایک مصاحب رہ گئے بادشاہ نے کہا عمرو کیا شخص تھا کہ ہر مقام پر سینہ اپنا سپر کرتا تھا ہر ایک کو بلا سے بچاتا تھا افسوس کہ اسکا خاتمہ ہوگیا یہ کہکر رونے لگے

اور خوب سے روسیاہ عمرو گلیم عیاری اوڑھے کھڑا تھا اس گلیم کو دور کر کے سامنے بادشاہ کے آیا اور کہا کہ ای شہریار غلام زندہ ہی اور سنا کہ مجھے اہمارہ زبرم سے لیکر اٹھا میں بچا اور کہا ای شہریار دیکھا حضور نے کہ حمزہ نے عیاروں کو ہمارا ماتم بھی نہ کرنے دیا اور نکلوا دیا ایسا کا ذکی نالک کاٹنے پر ہماری تمام سلطنتیں خاک میں ملا دیں میرا ایسا بیٹا انکے ہاتھ سے مارا گیا اسکے عوض میں ناک کاٹی تو کیا گناہ ہوا جو بکھ کہ مجھے اسکو دیدیا ایسی بیمروتی کوئی بھی کسی کے ساتھ کرتا ہی جو اس عرب نے میرے ساتھ کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا آپ مجھے قدموں پر گرا دیجیے تقصیر میری معاف کرا دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ میں بدل و جان موجود ہوں مگر اندنوں نور الدہر کا برا حال ہے تم نور الدہر کے پاس جاؤ اُس سے بھی اٹھواؤ میں بھی شریک ہوں عمرو بولا اچھا اور وہاں سے روانہ ہوا نور الدہر بیٹھا ہوا اٹھا اسد سے کہہ رہا ہی کہ کیوں صاحب دیکھا کہ کیا گردش فلکی ہی عمرو ایسا شخص یوں اہمارہ زبرم پر جلا دیا گیا اور ہم سب تماشا دیکھا کیے عمرو نے کسپر احسان نہیں کیا کون اسکا آزاد کیا ہوا نہیں ہر کل کا ذکر تو کہ لعل جادو نے خاتمہ کر دیا تھا وہ کس طرح ماری گئی اور نقابدار خندان کے ہاتھ سے کیا خوب بچا یا نہیں تو کوئی نہ بچتا طلسما نے کہا کہ شنطالی آباد میں سات لاکھ ساحر تھے کیسا سبھوں کو مارا اور اہل اسلام کو بچا یا افسوس کیسا شخص اٹھ گیا ای شہریار میں تو اُس ابن الاوس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا اسد نے کہا بھائی صاحب جو مجھے رنج ہی وہ کسی کو نہوگا اور سر سے تو دادا تھے ہائے ایسا شخص یوں مارا گیا غضب ناک ساعیار نور الدہر کا ٹکڑا ہوا تھا اسنے کہا کہ شہریار میرا دل گواہی دیتا ہی کہ عمرو زندہ ہیں یہ سنے کہا کہ خدا ایسا کرے مگر کوئی مر کر بھی جیا ہی یہ کہکر نور الدہر اور اسد رونے لگے کہ ہچکی بندھ گئی عمرو تو موجود تھا گلیم عیاری دور کر کے سامنے آیا کہ صاحبو میں زندہ ہوں تم کیوں روتے ہو اسد دوڑ کر لپٹا نور الدہر بھی دوڑ پڑا ایک ایک عمرو سے لپٹا ہوا الحمد یہ کہہ رہا تھا کہ مجھکو دو تشدد کس اہمارہ زبرم پر سے اٹھا لیگیا میں اسطرح بچا غرض نور الدہر نے لاکر بٹھایا اور کہا کہ اب خواجہ تفصیل کیسا منظور ہی عمرو نے کہا کہ بیٹا تمنے بیوفائیاں حمزہ کی دیکھیں کہ ہاتم تک میرا انہوں نے دیا عیاروں کو نکلوا دیا نور الدہر نے کہا کہ عیاریاں چہ بیان اور جو کچھ آپ انکی بابت سے واقف ہیں ہم نہیں واقف عمرو نے کہا سچ ہی ای نور الدہر میں کیا اس عرب طوطا چشم کی بیوفائیاں بیان کروں تمہارے نگار ایسی معشوقہ کو دم بھر میں لشکر سے نکال دیا آتی خطا یہ کہ عمرو بن حمزہ جب شریک لشکر ہوا تو تمہارے نگار نے کہا کہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ جب تک میں تجھسے عقد نہ کرونگا تمام زمانے کی عورتیں مجھپر حرام ہیں یہ بیٹا کہاں سے پیدا ہو (اتنی بات پر تمہارے نگار کو نکال دیا پھر بعد چندے روز کے عمرو بن حمزہ کا دل وز اہل بیگیا وہاں تڑپ میں ویرنیں کر گرفتار کیا اور لکھ کر بھیجا کہ ہمنے آپکے تمہیں لکڑ کا اور کس تنخ کیلیے پر بیزار ہوگیا کہ میں اسکی صورت نہ دیکھونگا علمشاہ کو واسطے کیسا دلاور ملتانی شہزادہ فرامرز بن قارن یہ بات ہے کہ تینوں کو سے مارے اٹھارہ برس تک علمشاہ لشکر میں نہ آیا یہ تو اسکا بھید ہی مگر میں کیا کروں کہ مجھے محبت اسلیے ہی بیٹا ای نور الدہر جسطرح ہو سکے تم حمزہ سے صلح کرا دو نور الدہر نے عرض کیا میں بسر و چشم موجود ہوں مگر بادشاہ اسلام شریک ہوں تو اچھا ہی عمرو بولا کہ میں ارشاد سے انھیں کے تمہارے پاس آیا ہوں نور الدہر نے کہا خیر بہت اچھا کل خدا چاہتا ہی تو صفائی ہوجاتی ہے آپ ایک کام کریں کہ دو گھڑی رات رہے سے تخت بادشاہی کے تلے بیٹھ رہیے ہم ذکر آپکا چھیڑینگے جب آپ دیکھیے گا کہ موقع صفائی کا آیا آپ تخت کے نیچے سے نکل کے قدموں پر سر رکھ دیجیے انشاء اللہ کہ پھر اسکی صفائی ہوجاتیگی عمرو بولا بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ کہکر چلا گیا اور تخت بادشاہی کے تلے سو رہا صبح کو بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے امیر حمزہ آکر کے ذرا نیچے بیٹھے سردار تمام جمع ہوے تا پیچ ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا ایک رقاصہ نے بہت اچھی آواز میں یہ غزل گانی شروع کی

غزل

تخت دل کون سے دن تیرے نگاہوں میں نہیں
عہد میں عہد پیمان کسی پیمان میں نہیں

دوست جیسے کے لیے تاب رگ جان میں نہیں
لیٹنے سے وہ کھولا چشمے میں جو گلستان میں نہیں
بے ثباتی سے سوا اور کوئی کیفیت

ہاتھ اُس تار میں الجھا جو گریبان میں نہیں
تیرے اقرار میں انکار تری ہاں میں نہیں
میری تو یہ میں نہیں آپ کے پیمان میں نہیں

رازوں میں بہت ملا دیتی ہی شوخی آنکھ
ہم نہ پرسون سے یہ سنتے تھے کہ انسانہ نہیں
ذرا کب دیکھوں تجھے ای چاک جگر کیا کیوں
پاتا ہی کچھ اس خانہ ویران میں نہیں
ہوش با دیکھ لیا ای موسیٰ
ہیں وہ تڑپ ہی جو رگ جان میں نہیں
رہ میں ٹھوکر سے نہ کھل جائے گرہ
اک تری گنتی کسی سامان میں نہیں
سے جلوہ کہ نہیں اور نگہ شوخ میں ہی
سے ہم قید ہوے کوئی گلستان میں نہیں
تاثیر تو ہیرے کی کبھی ہی قائل
ہوے کانٹے تو بیابان میں نہیں
داغ ہم تربت مجنون پہ چڑھاتے جاویں

گرا بھی ہیں تو ابھی چشم نگہبان میں نہیں
گل کو ملکر ترے عارض سے ملا حسن قبول
اُنکے دامن میں نہیں اُنکے گریبان میں نہیں
پہلے تھی دل میں کھٹک اب ہوئی رگ رگ میں خلش
پان تحیر میں وہ لذت ہی جو عرفان میں نہیں
درد بیدرد ہی گر خاطر سفاک میں ہی
ایک فتنہ ہی یہ دل گوشۂ دامان میں نہیں
اب کبھی اس چشم نظر باز نے دھوکا کھایا
بیٹھے پردہ کہ وہی اور دل حیران میں نہیں
مانگتا قرض ترے واسطے ای چشم خیال
کیا کروں اشک مرا تیرے نمکدان میں نہیں
اب تغافل ہی سے ہم تنگ کرینگے ناچار
پھر یہاں تار کفن کو بھی گریبان میں نہیں

ہم قدرت سے یہ کہتے تھے کہ مرجاوینگے
ورنہ کیا سبزۂ بیگانہ گلستان میں نہیں
مجھکو حیرت کا گمان دل میں تمنا کا یقین
چین ای درد تجھے بھی شب ہجران میں نہیں
نگہ شوخ جو ٹھہرے تو مرا دم نکلے
ورد بیدرد ہی گر اس دل ویران میں نہیں
ناز کو فتنہ بنا دست کو بلا کہتے ہیں
جوڑ کیا آپکے ٹوٹے ہوے پیمان میں نہیں
رنگ گل نغمہ بلبل اثر باد بہار
پر سیاہی ہی سفیدی شب ہجران میں نہیں
خار ہی بلبل و پروانہ سر بزم چمن
آج لڑتی ہوئی نظریں صف مژگان میں نہیں

صاحبقران نے اسکی تعریف کی بدیع الزمان نے عرض کی ای شہریار افسوس کہ عمرو نہیں ہی کیا خوب گاتا ہی بادشاہ نے فرمایا ابھی اسکا جواب کا ہیکو ہی خدا نے انکو الحان داؤدی عطا کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ وہ لوقع نہیں ہی اور گانے پر کیا مقرر ہی جامع الکمالات ہی لندھور نے کہا کہ عمرو سب کا محسن ہی کوئی ایسا نہیں کہ جسکی جان بخشی عمرو نے نہیں کی سب اُسکے ممنون احسان ہیں امیر نے کہا کہ صاحب اُس جہنمی کا ذکر کیوں کرتے ہو زہرہ شاہ کہ دعوی الوہیت کا کرتا ہی باوجود اس نافرمانی کے عمرو کے جلا دینے سے بہشت میں جائیگا اور مجھے تو ایسی ذلت اُسکے باعث سے ہوئی ہی کہ کبھی ایسی ذلت سر دربار نہیں ہوئی تھی یہ ذلت اُسکی نہبی کے باعث سے ہوئی لندھور نے کہا ای شہریار حق بجانب ہی حضور کے بجا فرماتے ہیں مگر عمرو نے بھی کیا صدمہ سکندر رہنما انگیز کے مارے جا سے ہا دوسرے یہ کہ تمام جسم اُسکا مارے غلون کے نیلا کر دیا تھا اگر اس حالت میں عمرو سے ایک خطا ہوئی تو معاف کیجیے کہ حضور کا قدیم خدمتی ہی امیر نے کہا کہ ان باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو زندہ ہی نورالدہر نے دست بستہ عرض کیا کہ اب خطا اُسکی معاف کیجیے امیر نے کہا کہ وہ کہاں ہی بادشاہ نے کہا کہ خواجہ آؤ تقصیر اپنی معاف کراؤ عمرو تخت کے نیچے سے نکلا اور ہاتھ باندھکر پیروں پر گرا کہ حمزہ خطا میری معاف کر اب کبھی ایسا امر نہو گا تجھسے میں شرمندہ ہوں امیر نے جو دیکھا بس آنکھوں میں خون اُتر آیا بدن غصہ کے مارے کانپنے لگا اور کہا او ساربان زادے تیرے باعث سے ایک کافر مجھے اسطرح کے کلمے کہے اور پھر میں تیری خطا معاف کروں یہ کہکر ایک تازیانہ مارا بدیع الزمان نے اپنے تئیں عمرو پر گرا دیا امیر نے تازیانہ بدیع الزمان پر مارا دوسرا تازیانہ اُٹھایا کہ نورالدہر باپ پر گر پڑا امیر نے تازیانہ مارا اور کہا ہٹو میں اس حرام کو آج مار ڈالونگا عمرو نے جو یہ حال دیکھا جست کرکے علٰحدہ ہوا اور پکارا کہ حمزہ میں نے تجھکو صاحبقران زمانہ بنایا تو تو مجاورزادہ تھا جمعرات کو جو خانہ کعبہ میں چراغی چڑھتی تھی اسپر تیرے بزرگوں کی اوقات بسر ہوتی تھی میرے صدقے سے اب صاحبقران کہلاتا ہی ایک کافر کی ناک کاٹنے پر ایسا تو بگڑ گیا صبح سے شام تک تجھ ایسے سو صاحبقران بناؤں اور چھوڑ دوں الگ تھلگ اُسی درجہ کو نہ پہونچایا اور تیرے پہلو لہو نہ پیا تو نام اپنا عمرو نہ رکھونگا امیر نے فرمایا او ساربان زادے اگر سو کوڑے تجھے نہ لگاؤں تو اپنا نام صاحبقران نہ رکھا اور پکار کر کہا پکڑو اس نمک حرام کو عمرو بھاگا پہلوان عادی نے چاہا تھا پکڑے عمرو

تخت شدادی چھینکر عادی پر مارا کہ عادی گرا عمرو چلا گیا اور سب عیاروں سے کہا جلد میرا خیمہ اور اسباب بیشۂ شمشاد
کو لیچلو عیار اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے کہ امیر نے کرب غازی کو حکم دیا ایک عیار میرے لشکر میں مقرر ہے اور جاکر مال و اسباب
عمرو کا لوٹ لو پہلوان عادی سے کہا تم بھی جاؤ جب تک یہ پہونچیں عیار تمام خیمے اور مال اسباب عمرو کا لیگئے تھے عمرو ناموس
کو سوار کر کے لیگیا لوگوں نے طرح دی عمرو بیشۂ شمشاد میں آیا لیکن راوی کہتا ہے کہ جب امیر نے سب عیاروں کو نکلوا دیا اسوقت
چالاک بن عمرو صاحبقران کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ آپ چاہیے مجھے قتل کریں چاہیے بخشیں میں قدموں سے جدا نہونگا
امیر نے فرمایا کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ کیا کیا جو تجھسے کچھ امید ہوگی چالاک نے عرض کیا کہ غلام نے اپنا قصور معاف
کیا آپ مجھے قتل کریں بادشاہ کیوان پایہ گاہ نے فرمایا کہ چالاک کو رہنے دو تجھے سب عیار سنگے ایک تو رہے امیر چپ ہو رہے
چالاک حاضر رہا لیکن عمرو بیشۂ شمشاد میں آیا صاحبقران سے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام رخصت ہوتا ہے میں نمک پروردہ شاہ والا جاہ
ہوں جب تک آپ سے اور حمزہ صاحبقران سے نا اتفاقی ہے میں نہ آپکے پاس رہونگا نہ امیر کے لشکر میں جاؤنگا بلکہ
اپنے شہر کو جاؤنگا عمرو چھپا ہوا صاحبقران چلا گیا عمرو نے اپنا خزانہ اور تخت سرہنگ ملکی کو دیکر قلعہ مہوش حصار میں بھیجا
بعد اسکے عمرو کے خیال میں گذرا کہ ای عمرو تو آوارہ پھرے اور یہ عورت چین سے بیٹھے بہتر یہ کہ اسکو بھی چین سے نہ بیٹھنے دے
یہ خیال کر کے لشکر کفار کا راستہ لیا اب حال لشکر کفار کا سنیئے کہ جب عمرو کو انبار عنبر پر رکھکے جلایا کفار خوش تھے کہ عمرو
جلگیا بختیارک کہتا تھا کہ عمرو کا ایک رواں بھی نہیں جلا دوسرے دن خبر پہونچی کہ عمرو زندہ و سلامت زینہ لٹکا کر دیو
انبار عنبر پر سے اٹھا لیگیا اور عمرو نے ہر چند چاہا کہ حمزہ سے صفائی ہوگئی ہوئی امیر نے سب عیاروں کو لشکر سے نکال دیا عمرو
بیشۂ شمشاد کو مع اپنے اسباب و ناموس کے چلا گیا بختیارک نا رقصانا ناچنے لگا اور پکارا الصلوٰۃ بر محمد لعنت بر آل و
اصحاب و سادات علی اتنا سمجھو کہ عمرو زندہ ہی تھا لقا نے کہا کہ میں نے ستر ہزار برس آگے ہی اللہ میاں کا بختیارک نے کہا
نہیں کیا حمزہ بھی دشمن ہو وہ بھی دشمن ہی حمزہ سے بگاڑ ہو گیا پھر ملینگے دونوں ایک جان و دو قالب ہیں لیکن اس سے کہا
کہ تم چند روز کو اپنے شہر چلے جاؤ نہیں تو عمرو مار ڈالیگا اس پر الوس تو لقا سے رخصت ہوکر چلا گیا لیکن عمرو جو نکلا کہتا
ادھر سے لاہوت شاہ باز کے پیچھے گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا تھا عمرو اسے دیکھکر خوش ہوا اور ایک کوری ٹھلیا میں
پانی بھر کر ایک طرف سے پیدا ہوا فقیر کی صورت بنا تھا کہ لاہوت شاہ برابر پہونچا پوچھا کہ شاہ جی پانی ہو عمرو نے کہا
بہت سرد ہے پیجیے اور آبخورہ بھر کر دیا لاہوت شاہ پیکے بیہوش ہوا عمرو اسے بیشۂ شمشاد میں لایا مسند پر بٹھا کر قیت بلکہ
رفع بیہوشی دیا لاہوت شاہ ہوش میں آیا اپنے تئیں مسند پر بیٹھے دیکھا عمرو کو سامنے کھڑا پایا حیران ہوا عمرو نے کہا کہ ای
شہریار آپ پریشان نہوجیے میں آپ کو ایذا دینے نہیں لایا ہوں اے شہریار آپ نے دیکھا کہ میں نے حمزہ کو صاحبقران
بنایا اور جو میں نہوتا تو لاکھ جگہ حمزہ مٹ گیا ہوتا اور میں نے کیا کیا حمزہ کے ساتھ کیا اور اسنے ایسا کی ناک کاٹ لی
پر میرے ساتھ یہ سلوک کیا خیر مجھے حمزہ کی پروا نہیں ہے میں صبح سے شام تک سو حمزہ بنا سکتا ہوں چاہتا ہوں کہ شداد و نمرود
یا مختر کی خدمت کروں اور حمزہ و سرداران حمزہ کو قید کر کے تمام ملک اس سے چھین لوں اسکا بنیاد و تز قید اولین پر بٹھاؤ
مگر خداوند میری عزت کریں اور میرے مقاصد میں بختیارک کی بات نہ سنیں لاہوت شاہ نے کہا اخواجہ تم جانتے ہو کہ ہم تمہیں
آشنا ہو پہلے مجھے چھوڑ دو میں تمہیں اپنے ساتھ خداوند کے پاس لے چلوں اور سب حال بیان کروں عمرو نے کہا اچھا اور
لاہوت شاہ کو چھوڑ دیا خود جاکر اسکے لوگوں کو مع سواری لایا لاہوت شاہ سوار ہوا عمرو ساتھ ساتھ چلا جب لقا
کے پاس پہونچا سب حال عمرو کا بیان کیا بختیارک نے کہا کہ ای عمرو تمہارا شریک ہونگا ایک طرح سے ہم انکا اعتبار
کریں کہ اپنے زن و فرزند و مال و اسباب سمیت ہمارا شریک ہو تو جانیں لاہوت شاہ نے عمرو کو بلا یا عمرو نے

پایہ تخت کو پہنچایا اور کہا کہ خدمت مین موجود ہون لاہوت شاہ نے کہا کہ خواجہ تم اپنے زن و فرزند کو لے آؤ عمرو
نے کہا کہ بہت اچھا اور جا کر دوسرے دن اپنے مال اسباب عیال و اطفال اور عیارون سمیت آکر موجود ہوا ایک
جانب خیمہ ایستادہ ہوا لقا نے تمام سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا کہ جا کر عمرو کو لاؤ بختیارک نے کہا عمرو کا آنا
خالی از علت نہین ہے یہی باتین تھین کہ عمرو کو سردار لائے عمرو نے ملازمت حاصل کی اور بختیارک سے کہا ملک جی
تمکو اب میرا اعتبار ہوا یا ابھی نہین بختیارک بولا اگر آپ جا کر ایک شخص بھی لشکر اسلام کا پکڑ لائین تو مجھے اعتبار آسکے اور یہ امر تو
بنا ہی کہ تین دن آپ سے اور حمزہ سے بگاڑ ہی عمرو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہوگا اور جا کر رات کو بہرام گرد بن خاقان چین کو
پکڑ لایا لیکن زبان اسکی کٹی ہوئی تھی وہ تڑپا کرتا تھا سامنے لقا کے لایا اور خنجر مار کے بہرام کو مار ڈالا بختیارک نے لقا سے کہا کہ
کیا بہرام منہ سے بولنے نہ پایا اور عمرو نے اسے مار ڈالا لقا نے عمرو سے کہا کہ بختیارک یہ کہتا ہے عمرو نے بختیارک سے کہا
ملک جی مجھے کچھ تمھاری اور خداوند کی پروا نہین ہے فقط مجھے حمزہ کا جلانا منظور ہے اگر ایسا نفاق ہے تو مین تمھارے پاس نہ رہونگا او
نہین تو مجھسے صاف صاف کہو جسمین تمھین اعتبار ہو وہ مین کرون بختیارک بولا خواجہ ایک شخص بغیر زبان کٹے لاؤ اور ہم اس سے
بات کرین جب ہم صاف ہون عمرو نے کہا ایک کام اور کرو تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ مین میدان مین لڑون اور اہل اسلام کو
مارون بختیارک نے کہا کہ یہ بہت خوب بات ہے غرض لقا نے عمرو کے نام پر طبل جنگ بجوایا خبر امیر کو پہونچی انھون نے بھی حکم دیا
کہ طبل جنگ بجے اور جو کوئی عمرو کو مارے مین اسکی عزت کرون اس ساربان زادے کی شامت آئی ہے غرض دونون لشکرون مین
چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے عمرو اپنی آراستگی کیے ہوے تاج حضرت آدم کا سر پر رکھے ہوے
گلے مین جوڑی خنجر داودی کی کمر مین کمند آصفاے باصفا بازو پر بندھی ہوئی جھینکا گوپھن کا سر پر توبڑا پتھرون کا بغل مین لٹکا ہوا شیشے
آتشبازی کے گھائیون مین دبے ہوے میدان مین آیا مبارز طلب کیا افضل بن کیا ہور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے
کو آیا پہلے عمرو سے نیزہ بازی ہوئی عمرو نے نیزہ نکالدیا افضل نے تلوار کھینچی عمرو سامنے سے بھاگا افضل نے پیچھے گھوڑا ڈالا افضل تو
رو مین چلا آتا تھا عمرو نے پھر کر پیچھے افضل کے گھوڑے سے پر مارا کہ مغز اسکا پاشان ہوا افضل نے پیادہ ہو کر تلوار ماری عمرو نے
خالی دیکر پتھر مارا کہ سر افضل کا پھٹ گیا اور گرا عمرو نے حقہ آتشبازی کا مار کر منہ جلا دیا اور میدان سے چلا گیا امیر نے جو یہ حال دیکھا
کمال رنجیدہ ہوے افضل کا لاشہ اسکا بھائی اٹھا لایا اور دفن و کفن کیا امیر بہت پریشان پھرے لیکن عمرو جب بختیارک کے
سامنے آیا کہا کیون ملک جی اب کچھ تمھین اعتبار آیا بختیارک نے کہا کہ اقبال حمزہ جاتا رہا جو آپ سے بگاڑ ہی کہ آپ نے عمرو کو
بادشاہ عالم کیا تھا زردہشت شاہ نے بہت تعریفین عمرو کی کین اور بہت عزت سے بارگاہ مین لایا اور نزدیک اپنے تخت کے بٹھایا
عمرو نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی گرگرایا صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے آج عمرو
مرکب پر سوار قبا اطلس سرخ کی پہنے ہوے قنتورہ دریفتی پاتابہ سقرلاتی لگے ہوے دو توبڑے پتھرون کے قربوس زین مین لگے ہوے
میدان مین آیا مبارز طلب کیا هرزبان بن گرگ مقابلے کو آیا عمرو نے پتھر مار کر سر اسکا چور کر ڈالا وہ زمین پر گرا حقہ آتشبازی
منہ اسکا جلا دیا اور پھر مبارز طلب کیا اسفندیار گیلانی مقابلے کو آیا عمرو نے تیر کمان مین پیوستہ کیا اور کہا کہ او اسفندیار
خبردار ہو مین گھوڑے کو تیر سے مارتا ہون اسفندیار نے چاہا کہ گھوڑے کو بچاے عمرو نے تیر چھاتی پر لگایا کہ اسفندیار کی پشت
کو توڑ کر پار گذر گیا اسفندیار گھوڑے پر سے گرا عمرو نے حقہ آتشبازی کا مار کر منہ جلا دیا اور میدان سے پھر کر سامنے لقا کے
آیا لقا نے طبل شادیانی بجوایا عمرو پر سے جواہر نثار کیا امیر گریان و نالان دونون لاشین میدان سے اٹھوا کر پھرے انکو
دفن کرایا بارگاہ مین غمگین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی عمرو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمین
بھی نقارہ جنگ بجے رات بھر درستی اسلحہ مین گذری صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر ہوے عمرو میدان مین آیا مبارز طلب کیا

عمرو بن رستم مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے عمرو بن رستم نے نیزہ مارا عمرو نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال لیا عمرو بن رستم نے تلوار کھینچی
اور عمرو پر مارے عمرو نے ایک خنجر مار کر سینے پر پٹا اور پشت کو توڑ کر پار گذر گیا وہ چرخ مار کے گھوڑے سے گرا عمرو نے اُسکا
بھی منہ حقہ آتشبازی سے جلایا اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا امیر نہایت آزردہ خاطر لاش اٹھوا کر روتے ہوئے پھرے حکم دیا کہ
انکو دفن کرو اور دربار بھی نہ کیا اپنی خوابگاہ میں چلے گئے لیکن حال عمرو کا سنیے راوی کہتا ہے کہ عمرو ہر روز ایک کافر کو پکڑتا ہے
اور اُسے اشرفیاں چوروں کی بنی ہوئی دیتا ہے اور جس سردار سے کہ صبح کو لڑنا منظور ہوتا ہے اُس کافر کو اُس سردار کی صورت
بنا کر لیجاتا ہے اور اُس سردار کو پکڑ لاتا ہے اور اُسکو اسکے پلنگ پر سلا آتا ہے اور کہہ آتا ہے کہ صبح کو تو کلا مجھ سے سامنا کرنا میں تجھے
پکڑ لاؤنگا اور تیرے گھر پہونچا دونگا وہ مال کے لالچ میں اپنا نقد جان برباد کرتا ہے اُس روز عمرو ویس قلی بن درمش ساربان
ضیغم کو سر دبیچ کا لالچ دیکے اُسکا پشتارہ لیکر نگہبانوں کو بیہوش کرکے نورالدہر کے پلنگ کے پاس آیا نورالدہر کی آنکھ کھل گئی
عمرو کو دیکھا کہ پشتارہ بدوش آیا نورالدہر نے اپنے تئیں سوتے میں ڈالدیا عمرو نے قریب پلنگ کے پشتارہ اُتارا اور ایک
دارو بیہوشی نکالکر چاہا کہ نورالدہر کو بیہوش کرے نورالدہر نے نعرہ کیا کہ ارے تو کون ہے عمرو بھاگا پشتارہ وہیں رہگیا
چار طرف سے لوگ دوڑے روشنی ہوئی امیر بھی غل سُنکر آئے پشتارے کو کھول کر دیکھا تو دوسرے نورالدہر کو پایا لیکن
بیہوش ہے امیر نے ہوشیار کرکے احوال پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا میں ویس قلی ساربان ضیغم خون آشام کا ہوں مجھکو عمرو نے بہکا لیا
دیکر لایا ہے اور یہ کہا تھا کہ تجھکو نورالدہر کی صورت بنا کر لیے جاتا ہوں تو پلنگ پر نورالدہر کے سو رہنا صبح کو میدان میں آنا میں
تجھے پکڑ لاؤنگا اور اشرفیاں دیکر چھوڑ دونگا میں نے قبول کیا تھا امیر نے یہ سُنکر کہا معلوم ہوا سردار میرے سب زندہ ہیں کوئی
مارا نہیں گیا یہ ہر شب آتا تھا اور سرداروں کو پکڑ لیجاتا تھا اور میرے رنج دینے کے لیے کافروں کو مارتا تھا میرے سب
سردار اسکے یہاں قید ہیں غرض وہاں سے ویس قلی کو لیے ہوئے بارگاہ میں آئے اور پہلوان عادی سے کہا ویس قلی
کو تم اپنے ساتھ بارگاہ لقا میں لیجاؤ اور کہنا کہ عمرو تمہارے لوگوں کو قتل کرتا ہے ہمارا سردار کوئی نہیں مارا گیا ہے قید ہیں اور
یہ باجی کبھی تمہارا شریک نہوگا پہلوان عادی نورالدہر قلی کو اپنے ساتھ لیکر لشکر لقا میں آیا لیکن عمرو اُس روز میدان
کو نہیں گیا آزردہ بیٹھا ہے کہ ہرکاروں نے آکر لقا کو خبر دی کہ پہلوان عادی ایک شخص کو بندھا ہوا لیے آتا ہے عمرو نے
لقا سے کہا کہ آپ کہلا بھیجیے یہاں کیا کام ہے نہ آسکے بختیارک نے لقا سے اشارہ کیا آنے دیجیے لقا نے حکم دیا کہ باؤ
چوبدار جاکر پہلوان عادی کو لے آیا پہلوان عادی نے لقا سے کہا کہ یہ ساربان ضیغم خون آشام کا ہے عمرو نورالدہر
کی صورت بنا کر اسے لیگیا تھا اور تمام حال بیان کیا لقا نے ویس قلی سے حال پوچھا اُسنے اپنی زبان سے بیان کیا لقا
نہایت غصے میں آیا کہا کہ او دزد مکار بختیارک سچ کہتا تھا کہ تو میری طرف نہوگا تو نے بڑی بڑی خطائیں کیں پہلے داڑھی
موتا پھر مونڈا اور کیا کیا ذلتیں تو نے مجھے دیں اب میرے آدمیوں کو تو نے مارا ارے بد پکڑ لو اسے نہ جانے پائے عمرو بولا
کہ او کافر میں نے تو ایسے ویسے سپاہی فالیزدون کو مارا تو کیا ہوا میں نے چاہا تھا کہ سبکو ایک دفعہ پکڑ کر قتل کرونگا اور تجھے ملک
سبائل میں چلکر تخت پر بٹھاؤنگا مگر تو نے نہ چاہا اور حمزہ کے کہنے پر آگیا خوب کیا اور میرا تو کیا بگڑا کیا رہ جاتی کیا حالت
کرتا ہوں لوگ دوڑے کہ عمرو کو پکڑیں یہ ایک جست کرکے برابر لقا کے پہونچا ایک دو لے سر پر لقا کے ماری اور
سر پر سے تاج اُتار لیا لقا اوندھا پڑ گیا عمرو نے ادھر سے پھر کر بہرز و فرامرز کے سروں پر دو تھپڑ مارے اور تاج اُنکے
سروں پر سے لیے اُدھر سے پھرا تھا کہ بختیارک نے پگڑی اور قلمدان ہاتھوں پر رکھکر کہا کہ نذر غلام کی بھی قبول ہو اُسکو
ٹھوکروں سے پیٹتے ہوئے نقار خانے پر پہونچے لوگ دوڑے تھے کہ نقار خانے پر سے کود کے بازار میں آئے اور بازار
میں سے آپ غائب ہو گئے لقا کو غصہ ہوا حکم دیا کہ جاکر اسکا مال و اسباب لوٹ لو اور عیاروں کو پکڑ لاؤ جبتک یہ وہاں پہونچیں

عمرو مع مال و اسباب و زن و فرزند کے نکل گیا لقا سر پٹک کے رہ گیا بختیارک نے کہا کہ ای لقا عمرو تیرا دشمن ہو گیا اسنے کہا کہ او شریر تو ہی نے تو اسکا پردہ فاش کیا اور پھر اب یہ باتین بناتا ہی بختیارک نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوا اور مجھے کیا اپنے حمزہ سے اور اس سے جھگڑا پڑا ہوا ہی بجھہ سے ہم اور آپ کس قطار و شمار مین ہین

داستان سہیل خان ششتری حصاری کے بیٹے کی کہ نام اسکا ششتری شاہ ہی اسکو صاحبقران بنانا عمرو کا اور آپ بادشاہ بننا اور امیر کو مع سرداروں کے گرفتار کرنا اور لقا کو مع بختیارک اور سرداروں کے پکڑ بلوانا اور سوال و جواب سخت و سست کرنا پھر زندان مین بھیجنا عیاران کا مرد بنکر زندان سے نکلنا پھر امیر کو چھڑا لیجانا بیان کیا جاتا ہی

اب احوال عمرو کا سنیے کہ اپنے ناموس اور عیاروں کو لیے ہوئے قلعہ شمشاد مین آیا اور سب کو وہان داخل کیا وہان قلعہ عمرو نے بنایا ہی کہ اسمین کوئی جا نہین سکتا دروازہ قلعے کا معلوم نہین ہوتا اور پاؤ پاؤ کوس سے گولہ پڑنے لگتا ہی دروازہ اسکا سوا عمرو اور مہ سہنگ ملک کے اور کسی کو معلوم نہین ہی القصہ عمرو نے سب ناموس اور عیاروں کو داخل قلعہ کیا اور آپ نکلکر ایک تکیے پر آکر بیٹھا اور گریہ و زاری شروع کی اور شکوہ پرداز جور فلکی تھا کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار ایسے دوست کو تو نے میرا دشمن کر دیا خیر جو مرضی پروردگار یہ کہکر خوب سا رویا پھر خیال مین گذرا کہ ای عمرو کیا رنڈیوں کی طرح تو آنسو بہاتا ہی کر صبر دلی یہ چاہتی ہی کہ جسطرح تو چین ہی اس عرب کو بھی چین سے نہ بیٹھنے دے اور خدا چاہے تو اسکو اسی مرتبے کو پہونچا جیسے اسکے بزرگوں کی نعش کی ریوڑیوں اور کوڑیوں پر بسر ہوتی تھی یہ دل مین کہکر ایک طرف کو روانہ ہوا فکر مین چلا جاتا تھا کہ ای عمرو کیا کریگا اور کیونکر اسکو پکڑیگا اس اثنا مین دیکھا کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا طوفان اٹھا ایک ہرن دکھائی دیا عمرو نے نیت کی کہ اگر مین اس کو پکڑ لونگا تو حمزہ کو بھی پکڑ لونگا یہ کہکر اسکے پیچھے دوڑا آگے ہرن ہی اور پیچھے عمرو اسکی فکر مین چلا جاتا ہی ہرن بھی اپنی جان بچائے ہوئے بھاگا جاتا ہی ایک جھیل کے برابر ہرن جاکر جھکا اور عمرو بھی اسکے قریب پہونچا ہرن نے جست کی کہ جھیل کے پار نکلجائے عمرو نے دیکھا کہ یہ جست کر کے نکلا جاتا ہی اسنے بھی جست کی کہ ٹانگ اس ہرن کی ہاتھ مین آئی جھٹکا دیکر زمین پر لے آیا اور تکیے پر لیکر ذبح کیا اسی اثنا مین گرد کا طوفان اٹھا عجب گردش ہوئی دیکھا کہ ایک جوان خوش نما خوش ترکیب نہایت حسین تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے مرصع باساز و یراق مرصع اسپ پر سوار چلا آتا ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کون ہی اور ای عمرو یہ قابل اسکے ہی کہ اسکو صاحبقران بنائیے عمرو تو اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ اس جوان کی نگہ عمرو پر پڑی عجیب الخلقت آدمی دیکھا کہ ناریل سا سر کلے سے گال چھوہارا سی ناک بادام سے کان زیرہ سی آنکھین موتی سے دانت تاگا سی گردن طباق سا پیٹ رسی سے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا وہ ادھر کا ہرن ذبح کیا ہوا ساتھ اسکے پڑا ہی پس یہ دیکھتے ہی آگ ہو گیا آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی دود بیدماغی دل سے اٹھا کسواسطے کہ یہ دو روز سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا تھا اب اپنے صید کو دیکھا کہ دوسرے نے آکے صید کیا ہوا پڑا ہی نعرہ کیا کہ باش ای خیرہ سر تو نے غضب کیا کہ میرے شکار کو شکار کیا اب مین جب تک تجھے نہین مارتا ہون مجھے آرام نہین ہی اور تلوار کھسیٹ کر عمرو پر دوڑا عمرو نے کہا کہ ای شہریار مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ تیرا صید ہی ہرن بھاگا ہوا چلا جاتا تھا مین نے اسے صید کیا تقصیر میری معاف کر اور یہ شکار موجود ہی اٹھا لے اور ای عزیز شکر خدا کر دولت لازوال تیرے ہاتھ آئی کہ مجھسے ملاقات ہوئی مین مشرق سے مغرب تک تیرے قبضے مین کر دونگا تو میری قدر نہین جانتا ہی کہ مین کون ہون اب تو اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی اور کیا دین رکھتا ہی کسکا پرستار ہی یہ سنکر غصہ اسکا فرو ہوا گھوڑے پر سے نیچے اترا اور کہا کہ آپ اپنا نام بتایئے کہ آپ کون ہین عمرو نے کہا کہ مین شیطان سے زیادہ مشہور ہون اور وہ ہون کہ مین نے حمزہ کو صاحبقران بنایا نہین تو وہ ایک ادنی چاور زادہ تھا اسکو مین نے اس رتبے کو پہونچایا مگر اسنے قدر میری نہ جانی مجھکو بہت سی ہرزہ سرائی

قطب فلک خنجرگزاری عمرو بن امیہ ضمری کہتے ہیں اس جوان نے جس وقت عمرو کا نام سنا جھککر سلام کیا اور کہا کہ نام میرا مشتری شاہ بن سہیل خان مشتری حصاری ہے جب باپ میرا ہاتھ سے عمرو کے مسلمان ہوا اور لقا کو برا بھلا اُسنے کہا میں اپنے باپ سے علحدہ ہوکر در بند مشتری حصار میں چلا گیا سامنے میرا قلعہ ہے اور بیس ہزار سوار اور پیدل میرے ساتھ ہیں عمرو بولا اے مشتری شاہ اگر تو لقا پر لعنت کرے اور دین اسلام قبول کرے تو میں تجھے بادشاہ عالم بناؤں یہ کہکر چند کلمے مذمت زہرہ شاہ میں بیان کیے اور کچھ کلمے وحدانیت خدا میں کہے کہ زنگ کفر اسکی لوح دل سے دور ہوا اور نقش اسلام اسکے دل پر تجلی ہوا عمرو سے کہا کہ جو کوئی تمھارے دین میں آئے کیا کہے عمرو نے کلمہ طیبہ مشتری شاہ کو بتایا وہ از سر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور ساتھ عمرو کے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا میں تابعدار ہوں جو کچھ فرمایئے وہ بجا لاؤں عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ تو اپنے قلعے میں جا بھیجل اپنی فوج کو میرا تابعدار کر اور مجھکو بادشاہ بنا مشتری شاہ سے جو کچھ عمرو نے کہا وہ سب بجا لایا جب عمرو بادشاہ بنا تمام اپنے عیاروں کو بشہر مشتری شاہ کے بلایا سب عمرو کی خدمت میں آکر حاضر ہوئے عمرو نے حکم دیا کہ آج کی رات لقا کو مع سرداروں اور بختیارک کے پکڑ لاؤ عیار سب روانہ ہوئے مشتری شاہ حیران تھا اور پریشان ہوکر دیکھیے کیا ہوتا ہے اسی فکر میں سو رہا صبح کو بارگاہ میں آیا کہ عیار پشتارہ بر دوش پیدا ہوئے اور کہا کہ اٹھا سرداران حاضر ہیں مشتری شاہ حیرت زدہ ہوکر دیکھنے لگا عمرو نے حکم دیا کہ انکو پشتاروں سے نکالو اور غل و زنجیر میں گرفتار کرو ملازم کہنا عمرو کا بجا لائے جب لقا غل و زنجیر میں گرفتار ہوا عمرو نے حکم دیا کہ اسے ہوش میں لاؤ فتیلہ رفع بیہوشی دیا چند قطرات گلاب بیدمشک کے گرا پڑے اور چھینک مارکر ہوش میں آیا پکارا کہ اے بندگان من چہ تقصیر کردہ ام عمرو نے کہا او مردود ہوش میں آ لقا یہ تیری بہت بڑی ہے کہ تجھ ایسا گوہر بے بہا تیرے ہاتھ لگا تھا تو نے اسکی قدر نہ کی دیکھ کہ تیرا کیا حال کرتا ہوں اب لقا نے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ عمرو تخت زرنگار پر بیٹھا ہے چتر زرین سر پر پھر رہا ہے اور ایک جوان نوخواستہ دنگل پہ بیٹھا عیار جا بجا داہنے بائیں کرسیہاے جواہر نگار پر بیٹھے ہیں اور خادم و خدمتگار دست ادب باندھے کھڑے ہیں جو کوئی بات کرتا ہے شاہا ظلہ کہکر خطاب کرتا ہے لقا حیران ہوا اور کہا او بندہ گستاخ میرے ساتھ یہ کیا بے ادبی کی نہیں ڈرتا میرے قہر سے کہ تجھکو ابھی خاک سیاہ کردوں عمرو نے سمک طرطاقی و ابوالفتح صفاہانی سے کہا کہ لگین اس ملحد کے دھولین ان دونوں نے خوب دھولیں اور طمانچے مارے لیکن بختیارک جو ہوش میں آیا عمرو کو سامنے اس رتبے سے دیکھا کانوں میں انگلیاں ڈالکر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ آج غلام نے حضور کو جسطرح جی چاہتا تھا اُسطرح دیکھا اور حضور تو شہنشاہ تخت نشین ہیں آپ تو جسکو چاہیں بادشاہ بنائیں حضور میں سب طرح کی قدرت ہے اب تو شاہ لقا کر لے عمرو نے کہا او منافق دورنگی میں تجھے خوب جانتا ہوں تیرا وہ نقشا ہے کہ منہ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ بس او شریر زیادہ بک بک نہ کر تو ہی نے میرا افشا سے راز کیا اور مجھکو نکلوایا یہ سنکر بختیارک تو دم بخود ہوا عمرو نے اور سرداروں کو لقا کے بلایا اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو مسلمان ہوتے ہو یہ سب بختیارک کے سکھائے ہوئے تھے کہا کہ ہم لقا کے ساتھ ہیں اگر وہ مسلمان ہوگا تو ہم بھی مسلمان ہونگے عمرو نے جھنجھلا کر کہا کہ ان سب کو تہ خانے میں لیجاؤ انکو تو لوگوں نے لیجا کر قید کیا عمرو نے حکم دیا کہ آج جا کر تمام سرداران لشکر اسلام کو پکڑ لاؤ عیار روانہ ہوئے مشتری شاہ کو اعتقاد دونا ہوا دوسرے روز عیار جا کر تمام سرداران لشکر اسلام کو پکڑ لائے عمرو نے سب کو تہ خانے میں بھیجدیا بعد اسکے عمرو نے عیاروں سے کہا کہ کبھی تم اپنے اپنے آقاؤں کو پکڑ لائے اور میرا آقا حمزہ ہے میں اُسکو پکڑنے جاؤنگا خدا نے چاہا تو پکڑ لاؤنگا یہ کہکر سر شام سے امیر کشور کے پکڑنے کو روانہ ہوا اب احوال امیر کا بیان کیا جاتا ہے کہ امیر بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے ہیں اور ذکر عمرو کا ہو رہا ہے جو سردار کہ عمرو نے امیر کے پکڑنے کے تھے جب لقا یہاں سے بھاگنے لگا تھا تو سرداران اسلام کو چھوڑ گیا تھا وہ امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور احوال اپنا بیان کیا تھا

کہ عمرو تو لشکر لقا سے بھاگ گیا اور مجھکو چھوڑ گیا امیر نے کہا خبردار اس نکڑ ادہر کا نام نہ لو یہین سے اُسکو لقا کے ڈر سے نکلوا دیا
یہ سب چپکے ہو کر بیٹھ گئے تیسرے دن ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لقا اپنے لشکر سے مع سردارون کے غائب ہو گیا امیر نے
کہا کہ یہ اسی وزرد باریک گردن کا کام ہی اپنا لشکر اُس سے نکالا دوسرے دن صبح کو امیر بارگاہ مین آئے بادشاہ کو سلام
کرکے بیٹھے انتظار سردارون کا کر رہے ہین کہ آتے ہونگے ایک گھڑی گذری اور کوئی سردار نہ آیا اور پہر ایک کے خیمے
مین سے غل اُٹھا کہ رات کو کوئی پکڑ لیگیا جب امیر نے سُنا کہ تمام سردار غائب ہو گئے چالاک نے عرض کیا کہ مین شہریار
مین جاتا ہون فکر مین سردارون کے چھڑانے کی امیر نے کہا کہ اچھا غرض یہ تو چلا گیا بعد اسکے امیر نے مقبل کو بلایا اور کہا کہ تو مقبل
وہ وزرد باریک گردن میری فکر مین ضرور آئیگا تجھے تم غافل نہ رہنا مقبل نے کہا اے شہریار میرا وجود کیا ہے عمرو کے سامنے وہ ایک
بلا ہے عیار آفت جہان ہے جو غلام کو ذرا سا بتا دینگے وہ غلام بجا لائیگا امیر نے کہا مین ابھی ہوشیار ہی آپ کرونگا اور کچھ
مقبل کو بتائین کہ وہ وقت پر بیان کیا جائیگا دن تو گذرا رات کو خیمہ مین تنہا بیٹھے اور بعد نماز مغرب و عشا کے خاصہ نوش فرمایا
اور صحیفہ ابراہیمی پڑھنے لگے اور مقبل وفادار اسی ہزار غلامون سے مع اپنے چارون بھائیون کے گرد بارگاہ چوکی پہرا قائم کرکے
بیٹھا شمعین و فانوس طلائی و نقرئی روشن ہین کوس کوس بھر کا آدمی آتا جاتا معلوم ہوتا ہے لیکن عمرو سیاہ پوش بنا ہوا لشکر اسلام کی سیر
کرتا چلا آتا ہے ہر طرف یہی چرچا سنتا ہے کہ افسوس امیر نے مفت عمرو کو ہاتھ سے کھویا اور اُس سے بگاڑ کی اور یہان عمرو تو
سب کا محسن تھا ہر مقام پر اُسنے آفت سے بچایا سو دفعہ لشکر اسلام غارت ہو چکا تھا عمرو ہی کے باعث سے سب بچے اور فتح
ملی ہائے کیا شخص لشکر اسلام سے گیا ہے کوئی ایسا نہ تھا کہ عمرو کے واسطے افسوس نہ کرتا ہو عمرو یہ سنتا ہوا چلا گیا وہان آیا
کہ جہان خوابگاہ امیر کی تھی مقبل تو گرد بارگاہ کے گشت لگا رہا تھا اُسنے جو سپاہی دور سے دیکھی تیر کو کمان مین پیوستہ کیا بس
سپر کمان کی کر کی اسکا کہنا تھا کہ عمرو کڑک کر بولا کہ اوکانا ٹھہر لیا جائیگا یہ کہکر جست کی اور غائب ہو گیا صبح کو مقبل نے امیر سے
حال بیان کیا امیر نے کہا کہ مین تو جانتا ہون کہ وہ وزرد باریک گردن میری فکر مین آتا ہی تم ہوشیار رہنا حالانکہ تمہاری ہوشیاری
سے کچھ نہ ہوگا مگر غافل رہنا نہ چاہیے یہ کہکر امیر شب بھر کے جاگے تھے سو رہے دوسری رات کو عمرو گلیم عیاری اوڑھکر ڈیڑھ پہر
رات گئے خوابگاہ مین امیر کی داخل ہوا دیکھا کہ شمع کافوری روشن ہے اور رحل پر صحیفہ ابراہیمی رکھا ہے امیر بخود سوتے ہین تیر و کمان
ایک طرف سپر و شمشیر ایک جانب رکھی ہے عمرو نے گلیم عیاری دور کی پہلے دبے پاؤن آکر تیر و کمان اُٹھا لیا اور صحیفہ ابراہیمی پر ہاتھ
ڈالا امیر نے جو سپاہی دیکھی پکارے کہ ہاش او ساربان زادے کب چھوڑتا ہون تجھے اور چاہا کہ تلوار پر ہاتھ ڈالین کہ عمرو نے
صحیفہ ابراہیمی لیا اور جست کرکے دروازہ بارگاہ پر پہونچا امیر پکارے پکڑنا اس وزرد باریک گردن کو اُدھر سے مقبل دوڑا اسمت
کہ عمرو نے ایک دھول ماری اور تاج مقبل کے سر سے لیکر چلا مقبل نے بھی جست کی اور تاج ہاتھ سے عمرو کے چھین لیا خوش
ہو کر پکارا کہ وہ لیا مین نے امیر سمجھے کہ مقبل نے عمرو کو پکڑا آواز دی کہ اے مقبل بارک اللہ خوب پکڑا اس وزرد باریک گردن کو
مقبل نے آکر عرض کی کہ پیر و مرشد وہ میرے ہاتھ کب لگتا ہے ایک چھلاوا ہے آدمی کا ہیکل ہے ہوا کی طرح سے نکل گیا تاج میرا
لیکر چلا تھا وہ مین نے چھین لیا امیر مایوس ہو کر رہ گئے دوسری رات کو پھر عمرو بن امیہ ضمری لشکر اسلام مین آیا خیال مین گذرا
کہ اے عمرو پہلے تو مقبل کو پکڑ پھر حمزہ کو پکڑنا سہل ہو جائیگا یہ خیال مین لا کر ایک فرد ور کی شکل بنکے مقبل کے خیمہ مین آیا مقبل
باہر نکلا کہ خدمت امیر مین جائے خدمتگار اسوقت کوئی نہ تھا کوئی مشعلچی تھا آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے میرے ساتھ روشنی
لیکر چلے یہ فتیلہ روشن کرکے آگے ہوا کہ چلے مقبل ساتھ اسکے روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ فتیلہ ٹھنڈا ہو گیا مقبل نے کہا کہ یہ
یہ تو نے کیا کیا کہا ہوا سے بجھ گیا مین ابھی روشن کیے لیتا ہون اور بیٹھ گیا پہونکی فتیلے پر ڈال کے مقبل کے سامنے لاکر پہونکا
اپنے دونون نتھنے اور دونون کان روئی سے بند کر لیے فتیلہ جو روشن ہوا اور دھوان اُسکا ناک مین مقبل کے پہونچا

بیہوش ہوکر گرا عمرو نے مقبل کو لاکر مقبل کے خیمے میں ڈالا اور پسے پلنگ پوش اوڑھا دیا اور آپ رنگ و روغن عیاری کا نکالکر اپنی صورت مقبل کی سی بنائی اور پاس امیر کے آیا سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے فرمایا اے مقبل کباب لاؤ عمرو باہر گیا جلد ایک مرغ ذبح کیا اور سامنے امیر کے لاکر کباب بھونے نمک مرچ چھڑک کر لیموں نچوڑ کے پلیٹ میں رکھکر امیر کے آگے رکھے امیر نے ارشاد کیا کہ اے مقبل اس ساربان زادے نے کیا تکلیف دی پکڑ بادشاہی ہے زندگی تلخ کردی ہے مقبل نمکحلال نے عرض کیا کہ حضور کباب نوش جان فرمائیں نمک سے آپ کا اسکو خراب کریگا امیر نے کہا اچھا میں کھاتا ہوں تم نشان بتاؤ تو میں کباب کھاؤں عمرو کلمہ سنتے ہی گھبرایا کہ نشان کیسا ارے یہ عرب بڑا ہوشیار ہے تیرے ساتھ عیاری کر رہا ہے یہ اپنے دل میں سوچکر کہا کہ میں نشانی گھر میں بھول آیا ہوں حاضر کرتا ہوں آپ کباب تناول فرمائیے امیر نے کباب دور سرکا دیے اور کہا کیا چیز تو گھر میں بھول آیا ہے عمرو بولا نشانی امیر نے نعرہ کیا کہ او دغاباز مکار میں تیرے فریب سے خوب واقف ہوں نا یہ کہکر دوڑے کہ عمرو کو پکڑیں عمرو تو جست کر کے نکل گیا امیر مقبل کے خیمے میں آئے مقبل کو پلنگ پر بیہوش پڑے دیکھا اسے ہوش میں لائے اور بہت سی تاکید کی کہ اب کسی کے ہاتھ میں نہ آنا اور سب احوال عمرو کا بیان کیا کہ مجھکو کباب کھلا کر پکڑنا چاہتا تھا نہ میں ایسا ہوشیار ہوں نہ پکڑا گیا مقبل بولا اے شہریار میں نے کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز کھائی بھی نہیں مگر عمرو نے قندیل روشن کیا تھا اسی کی دھونی سے بیہوش ہوا فرمایا اب بہت ہوشیار رہ مقبل نے عرض کیا میں کب غافل ہوتا ہوں مگر اسکی مکاری کے سامنے میری ہوشیاری پیش نہیں جاتی امیر نے کہا تم سچ کہتے ہو وہ بڑا فیلسوف ہے خدا اسکے ہاتھ سے بچائے اور نشانیاں پھر خوب اسکو تعلیم کیں کہ وقت پر بیان کیجیو لیکن عمرو جو بھاگا تو گیا تمام حال سرہنگ سانگی وغیرہ سے بیان کیا کہ عمرہ بڑا سیانا ہے مجھ سے عیاری کرتا ہے اگر یہ حال مجھے معلوم ہوتا کہ یہ بھی در نزار ہے تو ہرگز میں پکڑا جاتا تو نہ عیاری سکھاتا نہ اس رتبے کو پہونچتا اگر جائیگا کہاں میرے ہاتھ سے کبھی میں استاد ہوں وہ میرا شاگرد ہے سرہنگ سا بولا کہ آپ وہ ایک روز میں پکڑ لائینگے غرض عمرو سو رہا جب بیدار ہوا کھانا کھایا پھر سو رہا تیسرے پہر کو اٹھا نماز پڑھی اور پھر امیر کے پکڑنے کی فکر میں روانہ ہوا مگر حیران تھا کہ نشانی کیا چیز ہے رات کو خیمے میں آزاد غلام کے گیا یہ آزاد مقبل کی طرف اندر جانے کا داروغہ ہے آزاد نے عمرو کو سلام کیا کہا کہ آئیے خواجہ عمرو نے کہا اے آزاد دیکھی تو نے اس عرب کی بیوفائی آزاد نے کہا خواجہ آپ تو انکے مزاج سے خوب واقف ہیں کہ آپکے آگے انھوں نے اپنی زوجہ چھوڑ کر دم بھر میں لشکر سے نکال دیا مگر خواجہ وہ تو مجبور تھے ہیں لیکن آپ کو بھی ایسی حرکت نہ کرنی تھی کہ انسے دشمنی کرتے چند روز صبر کرتے آپ سے آپ صفائی ہو جاتی آشنا سے گفتگو میں خواجہ نے کہا کہ تھوڑا سا پانی مجھے دے آزاد نے جلدی سے کٹورا دھوکر پانی بہت اچھا صاف جس طرح ان کے پینے کا عمرو کو دیا عمرو نے تھوڑا سا پانی انہیں سے پیا اور باقی میں بیہوشی ملا کر کہا کہ پانی کیا بدمزہ ہو گیا ہے جس روز سے کہ جانا قدم اس لشکر سے باہر گیا کسی چیز میں مزہ نہ رہا آزاد نے عرض کیا کہ وہی بیت ہوں وہی پانی بدمزہ کاہے سے ہو گیا میں دیکھوں تو سہی عمرو کٹورا اسکے ہاتھ میں دیا اسنے تھوڑا سا پیا اور کہا کہ واقعی یہ پانی تو بدمزہ ہے عمرو نے کہا کہ لو بھائی خدا حافظ ہم تو جاتے ہیں آزاد نے کہا کہ کچھ دیر تو ٹھہرئیے عمرو نے کہا کہ جی نہیں لگتا یہ کہکر چلا آزاد بھی اٹھا کہ دو چار قدم خواجہ کو پہونچا آئے ساتھ ہی اٹھنے کے بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اسے گٹھڑی میں لپیٹا کہ کنارے کی صفائی اور پسے اوڑھا دی اور آپ اسکی صورت بنا اس طرح سے میں مقبل آیا پیاسا تھا اسنے بھی پانی پلاکر بیہوش کیا اور ایک کونے میں اسے بھی ڈال دیا آپ مقبل کی صورت بنکر سامنے امیر کے سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے کہا مقبل پانی پینے کو لاؤ عمرو دوڑا اور جلدی سے جام دھلا ہی لیکر حاضر ہوا اور جام لبریز کر کے امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے کہا کہ اے مقبل نشانی عمرو حیران ہوا کہ یہ نشانی کیسی یہ کیا آفت ہے اور بغلیں جھانکنے لگا امیر نے کہا کہ باش او دغاباز مکار ان باتوں میں تو میرے ہاتھ سے عمرو نے جام امیر کے منہ پر مارا اور بھاگا امیر نے نعرہ کیا کہ لینا اس مکار کو جانے نہ پائے ادھر سے لوگ دوڑے عمرو نے دیکھا کہ اب تو پکڑا جائیگا ایک ہی شمع امیر کے سامنے جلتی تھی اسکو گل کر دیا

در ستون بارگاہ کا پکڑ کے چڑھ گیا اور چھت مین چھپکلی کی طرح سے لپٹ کر رہ گیا امیر نے روشنی منگوائی ریان کسی کو نہ پایا بارگاہ کے باہر آئے مقبل اور آزاد کو ہوش مین لائے پھر بارگاہ مین بیٹھے اور شاہنامہ پڑھنا شروع کیا مقبل سے کہا کہ اب مین نہ سوؤنگا کہین ایسا نہو کہ وہ مکار پھر آئے یہ کہکر چپکے چپکے شاہنامہ پڑھنے لگے عمرو نے دیکھا کہ اب پھر یہ عرب غافل ہے پروانے بیہوشی کے نکالکر ریشم مین باندھ کے آہستہ آہستہ شمع کی لو تک پہونچا سکے رباعی

ای ہیچ ز بہر ہیچ در پیچ پیچ در خاطر یکپارہ فراموش شدند	دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ صد حیف کہ گلرخان کفن پوش شدند	اہل ہست و نجست نست و باقی ہمہ ہیچ آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند	دانی کہ زنادمی چہ ماند و بس آنانکہ بصد زبان سخن میگفتند

بلکہ ہوکر غرضکہ وہ پروانے جلے دھوان بہت سا اٹھا اور روشنی بھی زیادہ ہوئی امیر نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا عمرو کو چھت مین لپٹے پایا کھڑے ہوکر نعرہ کیا کہ باش او وزد بار ریک گردن کہان جاتا ہے مگر بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہوکر گرے ادھر سے مقبل و آزاد امیر کی آواز سنکر خیمے مین آئے وہی دھوان بیہوشی کا اُنکے بھی دماغ مین پہونچا وہ بھی بیہوش ہوکر گرے عمرو یہ حال دیکھکر بے اختیار ہنسا جو روئی نتھنون اور کان مین رکھی تھی وہ ہنسنے مین گر گئی اسکا خیال عمرو کو نہ رہا جست کرکے نیچے اترا وہی دود بیہوشی اسکے بھی دماغ مین گیا یہ بھی بیہوش ہوکر گرا کسی خادم و خدمتگار کو حکم نہین ہے کہ اندر بارگاہ کے آسکے غرض تمام رات بیہوشی رہی صبح کو امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین اپنی بارگاہ مین پایا نہایت خوش ہوئے بعد نماز صبح کے دو رکعت نماز شکر اسکی بھی ادا کی اس عرصے مین روشنی صبح کی زیادہ ہوئی ایک طرف مقبل و آزاد کو بیہوش پڑے دیکھا ان دونون کو امیر ہوش مین لائے اور کہا کہ اے مقبل ہم تم اور آزاد تینون بیہوش ہوئے تعجب یہ ہے کہ اسکے ہاتھ سے کیونکر بچے یہ باتین تھین کہ عمرو کو ایک طرف بیہوش پڑے دیکھا ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ اچھلنے لگے اور دوڑے کہ اب اسکو پکڑلین خواجہ عمرو کی بھی فوراً آنکھ کھل گئی امیر کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا معاً جست کرکے بھاگا امیر کف افسوس ملکر رہگئے لیکن آگے بیان کیا گیا ہے کہ لشکر امیر مین کوئی عیار نہین رہا ہے مگر چالاک بن عمرو زبردستی خدمت امیر مین رہگیا ہے امیر نے اُسے بلایا اور کہا کہ اے چالاک عمرو نے بہت مجھکو تنگ کیا ہے کہ رات کی نیند حرام ہوگئی ہے چالاک نے عرض کیا کہ غلام اُس نمکحرام کو مار لیگا حضور خاطر جمع رکھین امیر نے اسکو عمرو دوندہ خطاب دیا اور عمرو کی جگہ کرسی ہرہر پر بٹھایا بڑا بھاری خلعت دیا چالاک خلعت پہنکر بارگاہ کے باہر آیا اور گرد بارگاہ کے خندق کھدوائی اپنے شاگردون کو کمینگاہ مین بٹھایا اور آپ اندر آکے امیر کی نگہبانی کو بیٹھا لیکن عمرو نے دامان کوہستان سے نقب لگا کر امیر کی بارگاہ مین اپنے تئین پہونچایا دیکھا کہ چالاک سامنے بیٹھا ہوا شب بیداری کر رہا ہے اور امیر بیٹھے ہوئے صحیفہ ابراہیمی پڑھ رہے ہین چالاک عرض کر رہا ہے کہ مین اُس نمکحرام کو مارے لیتا ہون عمرو یہ کلمہ سنکر آزردہ ہوا اپنے دل مین کہا دیکھو اس چھوٹا منہ بڑی بات کو کہ میرا دشمن قاتل ہوگیا ہے اور آہستہ آہستہ چالاک کے پیچھے جاکر دارو بیہوشی شراب مین ڈالی اور آپ پھر جاکر نقب مین چھپ رہا چالاک نے چاہا وہ جام پیے بھبک دارو بیہوشی کی دماغ مین پہونچی ہاتھ سے جام پھینکدیا اور امیر سے کہا کہ وہ نمکحرام یہان آیا ہے ہوشیار ہو بیٹھے اور چارطرف ڈھونڈھنا شروع کیا عمرو نے چالاک کی نگاہ بچا کر نقب کا منہ بند کردیا اور آپ آکر تخت کے نیچے چھپ رہا چالاک نے ہرچند ڈھونڈھا کسی کو نہ پایا وہان پر پہونچا کہ جہان نقب تھی پاؤن دونون اُسکے نقب کے اندر گئے اور یہ نقب کے اندر گرا اوپر سے عمرو نے بیضہ بیہوشی اُسکے منہ پر مارا اور چالاک کی مشکین باندھین لیکر چلا گیا امیر دھماکے کی آواز سنکر دوڑے نقب کو خالی پایا کف افسوس ملکر رہگئے اور بڑا صدمہ چالاک کے گرفتار ہونے کا کیا مگر عمرو جو چالاک کو پکڑ کر لایا باندھکر اسقدر کوڑے مارے کہ چالاک بیہوش ہوگیا عیارون نے بڑی منت خوشامد کی چالاک کو بیعون نے کھول کر قید کیا عمرو پھر امیر کے پکڑنے کی فکر مین روانہ ہوا اور امیر کو کئی راتین گذرین کہ سو سکے نہ تھے مقبل سے کہا کہ آج مین جنگل مین چلکر سوؤنگا مقبل نے کہا کہ بہت بہتر امیر مقبل کو ساتھ لیکر جنگل مین آئے اور ایک مقام پر آرام فرمایا عمرو کلیم عیاری کا اوڑھکر بارگاہ مین امیر کی آیا امیر و مقبل کو وہان نہ پایا حیران ہوا کہ یہ عرب کہان گیا تلاش مین نکلا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے

وہان پہونچا کہ جہان امیر جنگل مین بیٹھے تھے اور مقبل سامنے کھڑا تھا امیر نے مقبل کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے مقبل تجھکو نشانیان یاد ہین
اُسنے عرض کیا کہ ہان امیر نے فرمایا بیان کر مقبل نے کہا اے شہریار ناک پر ہاتھ رکھنا نشان ہے پانی مانگنے کا اور ماتھے پر ہاتھ رکھنا
نشان ہے کھانا مانگنے کا اور کان پر ہاتھ رکھنا نشان ہے کباب مانگنے کا اور گلے کی انگلی پکڑ لینا نشان ہے شراب دینے کا عمرو نے
سب کلمے سُنے اپنے دل مین کہا کہ یہ عرب میرے ساتھ عیاری کرتا ہے مجھسے کہان جائیگا اتنے مین امیر نے مقبل سے کہا کہ تو لشکر مین
جا کر کبابی کی دوکان پر سے کباب لا تو مین کھاؤن مقبل کباب لینے کو روانہ ہوا عمرو پہلے ہی صالح کبابی کی دکان پر پہونچا صالح
نے سلام کیا اور تعظیم کو اُٹھا کہا آپ کہان تشریف لائے عمرو آکر بیٹھا کہا ہمین اب کا ہیکو کباب کھلاؤ گے صالح نے عرض کیا کہ
مین اُسی طرح آپکا تابعدار ہون مقام دکان آپ کی ہے انشاءاللہ سو مزاجی آپ کی اور امیر کی بہت جلد دفع ہو جائیگی یہ کہکر کباب
سیخ پر سے اتار نمک مرچ لونگ الائچی چھڑک لیمون ڈالکر دونہ خواجہ کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ نوش فرمائیے عمرو نے تھوڑے سے
کباب کھائے اور تیوری چڑھا کر کہا کہ کیا بدمزہ کباب ہین جب سے ہم لشکر مین سے گئے کسی چیز مین مزہ نہین رہا صالح نے کہا
وہی کباب ہین وہی مین ہون عمرو نے کہا کہ کھاؤ تو اور بیہوشی ملا کر اسکو دیے اُسنے کھائے اور کہا کہ واقعی یہ بدمزہ ہو گئے ہین
دیر کے بنے ہین مین اور تازے سیخ تیار کرتا ہون عمرو اُٹھ کھڑا ہوا کہا اب ہم جائینگے پھر کباب تمہارے کھائینگے یہ کہکر چلا صالح
پہونچانے کو ساتھ چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اُسے تو اندر دکان کے لیجا کر چھپا دیا آپ اُسکی صورت بنکے بیٹھا کہ مقبل آیا صالح
نے سلام کیا اور کہا آپ کہان تھے چار روز سے کباب خراب ہوتے ہین مقبل نے کہا کیا تجھکو نہین معلوم کہ عمرو تمام سردار
لشکر اسلام کے پکڑ لیگیا ہے اور اب امیر کی فکر مین ہے کہ انکو بھی پکڑے صالح نے کہا عمرو بلاے بیدرمان ہے مجھکو تعجب ہے کہ صاحبقران ابتک
تم اُسکے ہاتھ سے ابتک بچے مقبل نے کہا کہ امیر بھی تو عیاری مین بلاے بے درمان ہین اور تین روز سے تو یہ کیفیت ہے کہ رات کو
صحرا مین چلے جاتے ہین اور شب بھر وہین رہتے ہین عمرو آتا ہے ڈھونڈھکر چلا جاتا ہے اجتک تو امیر بچے ہوے ہین لاؤ کچھ جلدی
کباب دو عمرو نے کہا اے مقبل عمرو بڑی بلا ہے کہانتک امیر اُسکے ہاتھ سے بچینگے آخر گرفتار ہونگے بیٹھو مین ابھی کباب تیار
کیے دیتا ہون اور کچھ کباب مقبل کو دیے اور کہا کہ کھائیے مقبل سیخ پر سے اُتار اُتار کر کھانے لگا خوب مرچ کبابون مین ڈالی تھی
مقبل پانی پینے اُٹھا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اسے بھی چھپا دیا اور آپ مقبل کی صورت بن کباب گرم گرم دونے مین رکھ
اور کچھ چھڑک کر امیر کی خدمت مین لایا سامنے رکھدیے امیر صورت مقبل کی دیکھکر خوش ہوے اور نشان مانگا کہا اے مقبل
نشان کباب کا بتا مقبل جعلی نے گلے کی انگلی پکڑی امیر نے شراب کا اور کھانے کا نشان پوچھا عمرو نے سب بتایا دم امیر کا ہر طرف ہوا
اور کباب کھانے جب کھا چکے تو آثار بیہوشی معلوم ہوے فرمایا کہ اے مقبل تجھکو عمرو نے فریب دیا سچ بتا کہ رستے مین تجھسے کسی سے
ملاقات ہوئی تھی عمرو نے دیکھا کہ بیہوشی تو امیر کا کام تمام کر چکی ہے الگ ہٹکر پکارا او مجاور زادہ مکہ کیسا مقبل مین تو عمرو ہون بس
یہ سننا تھا کہ امیر تلوار کھینچ کر اُٹھے اُٹھتے ہی بیہوشی نے غلبہ کیا بیہوش ہوکر گرے عمرو نے جلدی ہاتھ پاؤن کمند سے امیر کو باندھ لیا اور مقبل
کو کبابی کی دکان پر سے اُٹھا لیا دونون کو لیکر اپنے لشکر مین آیا سوسن شاہ کو دیا کہ انہین قفل و زنجیر مین گرفتار کر کے رکھو سوسن شاہ
نے کہنا عمرو کا بجا لایا عمرو جا کر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا تخت شاہی پر آ کے بیٹھا سماک ابلد ملاقی اور ابو الفتح اصفہانی ان دونون کے
ساتھ بیس ہزار سوار تھے سماک سے کہا کہ تم لشکر حمزہ مین جاؤ اور با آواز بلند پکار کر کہو کہ شاہ عمرو نے تمام لشکر کو طلب کیا ہے
اور کہا ہے کہ تم سب کے سب ہمارے پاس چلے آؤ اور ہمارے نوکر ہو اور جو نہ آوینگے تو اپنی سزا کو پہونچینگے ابو الفتح اصفہانی سے کہا تم
لشکر لقا مین جاؤ اور پکار کر کہو کہ شاہ عمرو نے فرمایا ہے کہ ہمین تمہارے دین و مذہب سے کچھ کام نہین ہے بادشاہ ہون سکے یہان فساد و
دولت رہتا ہین تم ہمارے یہان چلے آؤ ہمارے نوکر ہو ان دونون عیارون نے جس طرح سے کہ عمرو نے کہا تھا اُسی طرح دونون
لشکرون سے جا کر کہا لشکر اسلام اور لشکر کفار والے لوگون نے آپس مین مشورہ کیا کہ ہم عمرو سے برابری نہین کر سکتے چلکر اُسکی

خدمت مین حاضر ہو بیٹھے ۔ دونون لشکر عمرو کے پاس آ گئے اور افسران نے جاکر نذرین گذارین عمرو نے انکو خلعت سے سرفراز کیا اور کہا
مجھکو تمھارے دین و مذہب سے کچھ سروکار نہین ہے مین تمھارا آقا ہون تم میرے نوکر ہو سبھون نے قبول کیا لشکر نے خزانہ کہ دار اسکے
دو ماہہ سبکو تقسیم کیا بعد اسکے حکم دیا کہ صبح کو بارگاہ سلیمانی استادہ ہو اور تخت بادشاہی تین پایئے بلند ہو یہ حکم دیکر کھانا کھایا اور سو رہا صبح
کو جو بیدار ہوا بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھا سرخ پوشاک پہنے ہوے تھا تلوار کھینچکر سامنے رکھ لی اور خسرو شاہ کو صاحبقران کے
دنگل پر بٹھایا اور تمام عیارون کو خان کا خطاب دیا امیر خان کو دنگل پر بدیع الزمان کے بٹھایا سیارہ خان کو قاسم کے دنگل پر
بٹھایا غرض ہر عیار کو اسکے آقا کے دنگل پر بٹھایا اس عرصے مین نظر کردہ علی عمران صاحب لقیہ گران جہتر قران حبشی سامنے عمرو کے
آیا سلام کیا اور کہا کہیے امیر کا اور آپ کا مقدمہ کیسا گذرا عمرو نے کہا کہ مین اسے پکڑ لایا قران چپ ہو رہا عمرو نے حکم دیا کہ تمام اہل اسلام
کو میرے سامنے لاؤ اور لقا و بختیارک وغیرہ کو بھی طلب کیا اور حکم کیا کہ اسباب سیاست لا کر موجود کرو بموجب حکم کے دو ہزار سولیان
اور شکنجیان نشستگاہ سے تا دروازہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئین سینہ ور دلا گیا اور پیلیے گئے جلادان مریخ چشم زحل ہیئت برہنہ
کھڑے ہوے اس عرصے مین ایک طرف سے سرداران لشکر اسلام آئے سبھون کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان امیر
اور بادشاہ اسلام آگے آگے اور تمام سردار پیچھے سامنے عمرو کے آ گئے مگر صاحبقران کی تیوری پر بل پڑا ہوا تھا شکوہ پرواز
جو زلفکی کہتے کہ اے پیر فلک معلوم ہوا تو سفلہ پرور یا جی پرست ہے ایک جانب سے لقا و بختیارک آ گئے ہمراہ تھے سرداران کفار
پیچھے مع بختیارک کے سامنے عمرو کے آیا آتے ہی سلام کیا بختیارک دونون کانون پر ہاتھ رکھکر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ عمرو
نے کہا او منافق دو رنگی مین تجھے خوب جانتا ہون قطعہ مگر چون کاغذ و قلم باشد ۔ دو زبان و دو رو یہ گاہ سخن ۔ گہ چو کاغذ
سیاہ کن رویش ۔ چون قلم گردنش بہ تیغ بزن ۔ مین تجھے خوب پہچانتا ہون بختیارک نے کہا وہ شخص تو غلام ہے بلکہ غلام کا
غلام غلام کا غلام ہے جس طرح آپ ہی کا ہون عمرو نے کہا چپ رہ [illegible] تیرے ہاتھ سے کیا کیا ہوا ہے اور جو کچھ کیا تو ہی نے
تو کیا ہے رہ جا تجھے سمجھتا ہون اور لقا سے کہا او نابکار مین نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی اگر تیرا لشکر کیا ہوتا تو فلسفیم کے سارے
گئے ہیے بگڑ گیا اور میری قدر نہ جانی رہ جا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون اور حکم دیا کہ اسے باندھ رکھو اور بختیارک
کو بھی حکم کیا کہ خوب جو بکاری کرو ایسا بختیارک کو پٹوایا کہ پاخانہ نکل گیا بعد اسکے امیر سے شاہ سے کہا کہ مجھکو آپنی خدمت
سے لیگیا تھا اسی طرح کوئی کسی کے درمیان مین پڑتا ہے یہ کہکر خوب اسکو پٹوایا امیر یہ حالت دیکھتے تھے اور رنگت امیر
کی زرد تھی خدا کو یاد کر رہے تھے عمرو کا فرون سے فراغت حاصل کرکے امیر کی طرف مخاطب ہوا کہا کہ او نمک حرام غدار دیکھ
مین نے تجھے کس رتبے کو پہونچایا اور تو ایک کافر کی ناک کاٹنے پر مجھسے بگڑ گیا میری وہ جانفشانیان کہ تو اٹھارہ برس تک
کوہ قاف مین رہا اور مین تیری جورو اور سردارون کو لیکر شہر بشہر پھرا کیا اور گرد و سوار اسکے بادشاہ سے لڑا کیا اور کبھی
کسی سردار کی نکسیر تک نہ پھوٹنے دی جب تجھکو ہندوستان مین زہر دیا گیا مین نے ہیلے کا راستہ دن مین طے کر کے حکیم اقلیدس
کو لایا اور تجھکو اچھا کرایا پھر تجھکو ہفت ملک مین شہر مصر کے اندر چاہ لوسنی مین قید کیا تھا مین مرد بنا تیری جا چاہ سے
نکالا اور بختیارک نے جلتا ہوا لوہا میری چھاتی پر رکھوایا بیسون انگلیون مین جلتی ہوئی تیلیان لگوائین مین نے اتنی بڑی اذیت اٹھائی
اور تجھے زندان سے رہا کیا اور کہان تک گنون تجھکو اور تیری قیمتون کو کیا کیا ملا ایسا آسمان الوان کے ہاتھ سے مارا گیا
جا کر اسکی ناک کاٹی تو اس مقدمے مین مجھسے بگڑ گیا اب مین تجھے پھر اسی رتبے کو پہونچا دونگا تیرا بدلہ لونگا نہیں تو
آ کر میرے پایہ تخت کو بوسہ دے اور اطاعت میری قبول کر تقصیر تیری معاف کرونگا آج زمانہ میرا ہے اور میں شہنشاہ ہون
امیر نے کہا کہ او دزد و مکار کیا تجھکو سودا ہو گیا ہے اگر تیرے باعث سے میری صاحبقرانی ہو تو میں نے صاحبقرانی سے ہاتھ اٹھایا سن
عمرو غیظ و غضب مین آکر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ او بانس بیچ کہا او عرب تو نے ایک بالکو ٹیڑا ہے اور جانتا تھا کہ اسکا ٹیڑھا نا میرے

چھوٹ گیا تھا اسکے عوض مین سو بانس تیرے اوپر توڑے ہونگے تو اپنا نام عمرو نہ رکھا ہوگا یہ کہا اور بانس ہاتھ مین لیکر امیر کی طرف چلا
امیر نے غیظ و غضب مین آکر چاہا کہ قید کو توڑ ڈالین مگر عمرو ایک رسطو قلات لقمان حکمت تھا پہلے ہی سے کمند آصفا سے باصفا بازوئین
امیر کے لپیٹ دی تھی امیر نے ہر چند زور کیا قید نہ ٹوٹی امیر نے آزردہ ہو کر سر جھکا لیا عمرو برابر امیر کے آیا چاہا کہ بانس مارے
نور الدہر بیتاب ہو کر مع غل و زنجیر لوٹ کر عمرو کے پیرون پر گرا اور کہا خواجہ امیر کے عوض مجھکو مار لیجیے امیر کو بے آبرو نہ کیجیے
عمرو نے ٹھوکر مار کر کہا دور ہو کہان پیرون پر گرتا ہے مین اس عرب کو بغیر مارے نہ چھوڑونگا اسنے رو کر کہا خواجہ پہلے مجھکو مار ڈالیے
آپ کو منظور یہہ ہو کہ خانمان میرا برباد کیجیے تو مجھے قتل کیجیے پھر جو چاہیے سو کیجیے مجھسے ذلت بند بزرگوار کی نہ دیکھی جائیگی عمرو نور الدہر کے
رونے پر آبدیدہ ہوا اور کہا کہ ای سرہنگ ایکی ان سبھون کو لیجا آج دیوان کا فرونکا کیا ملک سبائل مین پہونچکر لقا و حمزہ کو مار کر
بادشاہ ہفت اقلیم ہونگا اور قاسم خان تنگ روحلی کو بلا کر حکم دیا کہ پیش خیمہ ملک سبائل کی طرف روانہ کرو پیش خیمہ روانہ
ہوا دوسرے دن عمرو سوار ہوا اس ہیئت سے کہ تاج شاہی سر پر چار قبہ شاہنشاہی در بر تخت سلیمانی پر سوار چتر سر پر پھرتا ہوا اور
تمام عیار لباس زرین پہنے ہوے گرد پیش امیر مع اپنے سردارون کے کجاوے پر سوار آگے اور مرلٹ بادشاہ کا برابر علم و نشان کے
بعد اسکے کجاوہ صاحبقران دہنی طرف امیر کے کجاوہ نور الدہر و بدیع الزمان وغیرہ تمام دست راستیون کا اور بائین طرف امیر کے
کجاوہ قاسم و علمشاہ اور تمام دست چپیون کا اور بائین طرف عمرو کے کجاوہ لقا کا آگے اور پیچھے کجاوہ دیا قوت شاہ و بختیارک
وغیرہ کا اس شوکت سے روانہ جانب ملک سبائل ہوا جب قریب مرصع حصار کے پہونچا بادشاہون کو وہان کے نامہ بھیجا کہ تم
آکر میری خدمت مین حاضر ہو جب نامہ شاہان مرصع حصار کو پہونچا شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش
تینون نے آپس مین مشورہ کیا کہ ہم عمرو سے لڑ نہین سکتے کیا فائدہ اس سے بگاڑنے سے یہ سوچکر تحفے ساتھ لیکر خدمت عمرو مین حاضر ہوے
نذرین گذرانین عمرو نے خلعت دیا اور کہا کہ تم اپنے زن و فرزند و مال و خزانہ لیکر شہر سے نکل جاؤ کہ ہمنے یہ شہر خجستہ خان کو دیا ہے تینون
بادشاہ گریان و نالان چلے گئے عمرو نے مرصع حصار و نقرہ حصار و زہرہ حصار خجستہ خان کو بخشا دو روز وہان عمرو رہا بعد اسکے
شہر مشتری حصار کو روانہ ہوا سہیل خان مشتری حصاری کو خبر گرفتاری امیر کی مع سردارون کے پہونچی کہ عمرو بادشاہ بنکر آتا ہے بہت
افسوس کیا اور کہا کہ مین ہرگز قلعہ عمرو کو نہ دونگا ہما وزیر کہ نہایت عقلمند اور صاحب تدبیر تھا اسنے دست ادب بستہ عرض کیا کہ ای
شہریار عالی وقار یہہ امر جو آپ سوچے ہین اچھا نہین ہے اسمین بڑی قباحت ہے کس واسطے کہ عمرو بن امیہ ضمری ایک بلاے بد آفت
روزگار ہے اس سے مقابلہ دشوار ہے جب وہ چاہے گلیم عیاری اوڑھ سکے آپکے لشکر مین آئے جسے چاہے قتل کر ڈالے اور جسے
چاہے گرفتار کر لیجاے اسکا علاج یہ ہے کہ تزویر کرنا چاہیے سہیل خان نے کہا ای وزیر نیک تدبیر تو مجھسے بیان کر وہ کیا امر ہے جس
عمرو گرفتار ہو ہما وزیر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ تو یہان سماٹ اوڑھکر سو رہیے کہ ہاتھ پاؤن آپکے گرم ہو جائین اور
مین عمرو کے پاس جاتا ہون اور مکر و فریب سے شہر مین لاتا ہون یہان لاکر اسکی دعوت و ضیافت کرونگا اور اثناے دعوت مین اسکے
ساتھ عداوت کرونگا انشاءاللہ عمرو کو گرفتار کرکے امیر با توقیر کو مع سرداران ذیشان قید سے چھڑا لونگا سہیل یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا
ہما وزیر کو گلے سے لگایا اور کہا کہ یہ تدبیر نہایت خوب ہے ہما وزیر بہت سی کشتیان تحفے اور جواہر اپنے ہمراہ لیکے لشکر عمرو کی جانب
روانہ ہوا لشکر عمرو کا شہر سے ایک فرسنگ کے فاصلے سے اترا ہوا ہے عمرو بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ بنا ہوا بیٹھا ہے تاج سر پر رکھا ہے
چتر سر پر پھر رہا ہے تمام عیار نامدار گرد بیٹھے ہین منقب بارگاہ سلیمانی خیمہ قیدیون کا استادہ ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ہما وزیر
خدمت مین آپ کی آیا ہے شاہ عمرو نے ارشاد کیا کہ آنے دو مت روکنا ہما وزیر آتے آتے جسوقت کہ دروازہ بارگاہ سلیمانی پر
پہونچا قاسم تنگ روحلی سے کہا شاہ عمرو سے جاکر عرض کر دیجیے قاسم نے کہا کہ تشریف لیجائیے آپکی خبر پہلے سے ہو چکی ہے ہما
اندر بارگاہ کے آیا مجرا گاہ پر سہ آداب بجالایا مرد ہا یک رانگاہ رو برو قبلہ عالم سلامت ہما وزیر نے جو یہ شوکت و شان عمرو کی دیکھی

حیران ہو گیا پہلے تو سو اشرفیان خود نذر گذرانین آپ نے بجلدی تمام اُٹھا کر نذر زنبیل کین بعد اسکے سہیل خان کی طرف سے کشتیان جو آئی تھی
وہ بھی فوراً داخل زنبیل ہوئین شاہ عمرو نے پوچھا کہ سہیل خان کیسا ہے ہما نے دست ادب جوڑ کر عرض کیا کہ درین ولا سہیل خان
تپ شدید مین گرفتار ہے عمرو یہ خبر سُنکر اُٹھا اور ہاتھ ہما وزیر کا اپنے ہاتھ مین تھام کر خلوتگاہ کی طرف متوجہ ہوا ایک جانب خیمہ استادہ
تھا دروازے پر خیمے کے چلمن پڑی تھی صاحب نعرۂ گران قدر کردہ علی عمران جہتر قران حبشی ہمراہ تھا اُسنے چلمن کو اُٹھایا عمرو ساتھ ہما
وزیر کے اندرون خیمہ آیا وہان بیٹھکر سہیل خان کا حال پوچھنے لگا کہ اے ہما تو سچ سچ احوال سہیل کا بیان کر کہ اُسکا کیا ارادہ ہے اور
کیا کہتا ہے ہما نے عرض کیا کہ اے شاہ عمرو سہیل خان کا یہ مقولہ ہے کہ مین جس طرح سے پسر خواندہ حمزہ صاحبقران ہون اسی طرح
مین آپ کا کمترین ہون مین قبل ازین بھی آپ کو اپنا مالک سمجھتا تھا اور اب تو پروردگار عالم نے بادشاہ کیا ہے مرتبہ سلیمانی دیا ہے بس عمرو یہ
سُنکر خوش ہوا اور کچھ میوہ آگے رکھا ہوا تھا اُٹھا کر تھوڑا سا آپ کھایا اور پانچ دانے بادام کے ہما کو دیے اور کہا کہ تم بھی اسے کھاؤ
ہما از بسکہ عقلمند و ذی شعور ہے سمجھا کہ اسمین بیہوشی آمیز ہے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ پیر و مرشد میری طبیعت کچھ علیل ہے مین نہ کھاؤنگا عمرو نے
کہا کہ اے ہما پانچ سات بادام کیا نقصان کرینگے اسے کھاؤ یہ میوہ ابھی تازہ ولایت سے آیا ہے ہر چند اسنے چاہا کہ ان باداموں کو مین
نہ کھاؤن کیونکہ جانتا تھا کہ ان باداموں کو کھا کے مین دام بلا مین گرفتار ہو جاؤنگا مگر انکار اسکا پیش نہ گیا ناچار کھانا پڑا الغرض کھانے کے
کنپٹیان اسکی لپکنے لگین دوران سر لاحق ہوا اسنے کہا کہ پیر و مرشد یہ بیان جو عرض کرتا تھا کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہے حضور نے نہ مانا اور
مجھے کھلایا اسکے کھانے سے دوران سر لاحق ہوا شاہ عمرو نے فرمایا کچھ مضائقہ نہین ہے چند قدم اُٹھکر ٹہلو طبیعت تمہاری بحال
ہو جائیگی اسنے کچھ تامل کیا عمرو خود اُٹھ کھڑا ہوا اور ہما سے کہا آؤ ہما یہ کہکے شاہ عمرو کے ہو لیا کوئی دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے
طمانچہ مارا سر تلے پانگین اوپر بیہوش ہو کر گرا قران علیحدہ کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے یہان شاہ عمرو نے تمام لباس ہما
وزیر کا اُتارا اور ایک روغن عیاری نکالکر صورت اپنی تبدیل کی ٹھیک ٹھیک قطع اپنی ہما وزیر کی بنائی کہ خال و خط اور وضع
و طرح اور ترکیب مین کچھ فرق نہ تھا اور وہی لباس ہما کا اپنے جسم پر آراستہ کیا ہما وزیر کو اپنے پلنگ کے نیچے ڈالکر آپ باہر نکلا اور
بجلدی تمام ہاتھی پر سوار ہو کے قلعۂ شتری حصار کو روانہ ہوا اور فیلبان سے کہا کہ جلد مجھے قلعے مین پہونچا دے اُسنے بعجلت ہاتھی کو ہولنا
شروع کیا اور یہانتک اُسکو بھگایا انکس مارین کہ سر اُسکا جابجا سے شق ہو گیا دو گھڑی کے عرصے مین ہما نے عمل کو قلعے مین پہونچا دیا لوگ تمام
قلعے کے متردد ہوئے کہ ہما جلد کیون پھر آیا اندر شاہ عمرو مکان مین سہیل خان کے داخل ہوا سہیل خان کو دیکھا کہ بستر خواب پر
پڑا کراہ رہا ہے مگر سہیل کی نگاہ جو ہما کے عمل پر پڑی اُٹھ بیٹھا عمرو سمجھا کہ سہیل خان بڑا مکار ہے یا تو یہ کراہ رہا تھا یا مجھے دیکھ کے اُٹھ بیٹھا
سہیل خان نے پوچھا کہ تو پاس عمرو کے گیا تھا کیا ہوا اور وہان کیا گذری عمرو نے کہا کہ وہی تدبیر کی سہیل نے کہا کہ عمرو یہان آنے
پر راضی ہوا اگر یہان آئیگا تو مین اُسکو گرفتار کرونگا بس جب اُسے پکڑ لونگا اور حمزہ صاحبقران کو قید سے نجات دونگا وہ مجھسے
نہایت خوش ہونگے عمرو نے جو یہ کلمہ و کلام سہیل خان کے سُنے سمجھا کہ یہ تمام فطرت و مکاری وزیر کی ہے اگر تو ساتھ اسکے چلا آتا تو
بیشک یہان گرفتار بلا ہوتا لیکن سہیل خان نے دیکھا کہ ایک خدمتگار بھی حاضر ہے بہت گھبرایا اور سمجھا کہ ایسا نہو کہ کوئی غماز
تیری طرف سے جا کر غمازی کرے یہ سمجھکر چپ ہو رہا اور کچھ نہ کہا عمرو بن امیہ ضمری بہانہ پیشاب کا کرکے باہر آیا اور ہاتھی پہ
سوار ہوا سب نے جانا ہما وزیر کسی کام کو جاتا ہے اور یہان عمرو بن امیہ ضمری بارگاہ کو روانہ ہوا جب بارگاہ مین پہونچا
صورت اصلی بنائی اور تخت پر آکر متمکن ہوا امرا ایک نے پوچھا کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے عمرو نے کہا مین سہیل خان کے
پاس گیا تھا اور تمام نقل گذشتہ آنا ہما وزیر کا اور اسکو بیہوش کرنا پھر اُسکی صورت بنکر پاس سہیل خان کے جانا یہ سب
بیان کیا اور کہا کہ اگر مین مکر و فریب مین ہما کے آجاتا تو مفت مین گرفتار بلا ہوتا پروردگار عالم نے اُس مکار کے مکر سے بچایا اور
جہتر قران سے کہا کہ لاؤ ہما کو جہتر قران نے اُسی وقت لاکر حاضر کیا شاہ عمرو نے حکم کیا اسے ستون بارگاہ سے باندھ دو

بموجب حکم شاہ عمرو کے ہما کو ستون بارگاہ سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا چھینک آئی آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین ستون بارگاہ سے بندھا ہوا پایا خیال کیا کہ کیا خواب ہے جو مین دیکھتا ہون آنکھین بند کرین اسوقت عمرو نے باواز بلند کہا اے ہما چشم خود وا کن حال خود را تماشا کن یہ خواب نہین ہی عین بیداری ہی اسوقت ہما نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ سامنے تخت سلطنت پر عمرو بیٹھا ہی تب سمجھا کہ اسنے مجھکو گرفتار کیا ہی عمرو بولا اے ہما بازی بازی با ریش بابا ہم بازی ہمارے پاس مکر و فریب سے آیا تھا اور تو نے چاہا تھا کہ ہمین گرفتار کرے مگر مثل مشہور ہی کہ مثل جاکو راکھے سائیاں مار نہ سکے کوئے بال نہ بانکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے ما یہ کہکر فوراً عمرو نے حکم دیا کہ ان سے اسے مارو غرض بموجب حکم کے اُسی وقت چوبکاری ہما پر ہونے لگی یہان تک مار کھلوائی کہ تمام کھال اسکے جسم کی اُدھڑ گئی فوارے خون کے جاری ہوے اور بیہوش ہو گیا اسوقت شاہ عمرو نے حکم دیا کہ اسکو لیجاکر قید کرو اور آپ قلعے کی تدبیر مین مصروف ہوا ادھر سہیل خان کو خبر پہونچی کہ عمرو نے ہما وزیر کو گرفتار کیا اور بہت مارا اب ارادہ اُسکا یہ ہی کہ قلعہ آپ سے چھین لے سہیل خان یہ خبر سنکر بہت گھبرایا اور حکم کیا کہ دروازہ قلعے کا بند کرلو پل تختہ اُٹھالو خندق کو پر آب کرو تمام برجون پر قلعے کے توپین چڑھا دو بموجب حکم سہیل خان کے قلعہ آراستہ ہوا سہیل خان قلعہ بند ہو کر بیٹھا یہ خبر عمرو کو پہونچی شاہ عمرو نے حکم کیا کہ قلعے کو گھیر لو بموجب حکم محاصرہ کرکے کنارے گرد ٹٹیان تیار ہون آہنگر نقبیان بنانے لگے عمرو صبح کو بارگاہ مین بیٹھا تھا عیار تمام حاضر تھے دربار معمور تھا ناچ ہو رہا تھا ایک ناکرا نرم غزل گا رہی تھی جام شراب گردش مین تھا عمرو عیارون سے باتین کر رہا تھا گلباد عراقی کی طرف مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ اے گلباد خان عراقی دیکھو اس سہیل خان شتر بے مہاری کی کمبختی آئی ہی کہ اسنے مجھے پہلے فریب دیا جب حال اسکا کھل گیا تو اب قلعہ بند ہوا ہی اگر آکر قدمون پر میرے گر پڑتا تو مین تقصیر اسکی معاف کر دیتا لیکن وہ اس غرور سے پر پھولا ہی کہ بند پانی کا کھلوا دیا ہی گرد قلعے کے دریا ہو گیا ہی اور جانتا ہی کہ مین دریا سے ڈرتا ہون اے گلباد خان ایسا اس سہیل خان کو ذلیل کرونگا کہ یہ بھی یاد کرے اور برق فرنگی سے کہا کہ اے برق فرنگی خان دیکھو مین دریا مین سرنگ لگا کر سہیل خان کو پکڑ لاؤنگا برق نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ آپ سے کوئی کیا مقابلہ کریگا اسکی شامت تھی جو آپ سے بگاڑی ایسی باتین ہو رہی تھین کہ سرہنگ لگی نے آکر عرض کی چالاک تصدق ہو گیا یہ کلمہ سنکے عمرو نے ایک دوہتڑ اپنے منہ پر مارا اور نعرہ کوہ شگاف کھینچا آنکھون سے آنسو جاری ہوے پچھاڑین کھانے لگا یہ حال تھا کہ آہ سرد کھینچتا تھا اور کہتا تھا نشان ہمارا مٹ گیا کوئی جانشین ہمارا نہ رہا لوگون نے سمجھانا شروع کیا کہ صبر کیجیے مگر عمرو اپنے دل مین سوچا کہ یہ شدنی نہایت مکار ہی ایسا نہو کہ اسنے دم چڑھا کر آپکو مردہ بنایا ہو سرہنگ سے کہا کہ اے سرہنگ لگی لاش اسکی ہمارے پاس لے آؤ ہم دیکھین تو سہی کہ وہ مر گیا ہی یا مکر کیا ہی سرہنگ گیا اور لاش اُٹھا کر سامنے عمرو کے لایا اور آگے رکھدی عمرو نے جو بغور دیکھا تو نشانیان موت کی سب چہرے پر ظاہر ہین دونون آنکھون کے نیچے حلقے پڑے ہوے ہین ناک ٹیڑھی ہو گئی ہی منہ مین کف بھرا ہوا ہی منکا ڈھلا ہی ہاتھ پانون کرخت ہین بس یہ صورت دیکھ کے دونون ہاتھون سے پیٹ پکڑ لیا اور ایک آہ کھینچی بعد اسکے پھر خیال مین گذرا کہ اے عمرو شاید اسنے مکر کیا ہو کیونکہ اسلئے کہ تو بھی تو شہر مصر مین مردہ بنا تھا اور حمزہ کو جھلایا تھا یہ خیال دل مین لاکر سرہنگ لگی سے کہا کہ مجھکو ہمارا مردہ بننا یاد ہی کہ مصر مین ہم مردہ بنے تھے اور شہنشاہ نے دسون ناخون مین ہاتھ کے اور پانون کے دسون ناخون مین جلتی ہوئی کیلین لوہے کی ٹھکوا دی تھین اور چھاتی پر جلتا ہوا توا رکھا تھا مگر ہماری انگلی تک نہ ہلی تھی ایسا نہو کہ یہ بھی جوانمرگ نے بھی مکر کیا ہو خیر مین توا تو اسکی چھاتی پر کیا رکھون اور مہتر قران سے کہا اے مہتر قران تم اسکی فصد لو مہتر قران نے کہا بہت اچھا اور اپنے دل مین سوچا کہ اے مہتر قران اگر یہ مرگیا ہی تو کوئی بڑا عیار مرا اگر زندہ ہی نقصان اسکا ہی فصد تو نے کھولی اور خون جاری ہوا تو عمرو اسکو ابھی مار ڈالیگا ابتک نشان کوڑون کے اسکے بدن پر سے گئے نہین جا بجا بدن پھٹا ہوا ہی پانی زخمون سے بہ رہا ہی یہ سوچا اور چالاک پر رحم کھا کے رگ کو بچا کے نشتر مارا خون نہ نکلا عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مرگیا ہی کہا اسکی لاش کو بہ ذلت کرکے مزبلے پر پھینکدو کہ جو اپنے باپ سے بدی کرے اسکی سزا یہ ہی کہ

بعد مرنے کے بھی اُسپر عذاب رہے اور گوشت و استخوان کوے اور چیلین کھائین قران اُسکی لاش کو اُٹھا لیگیا اور ایک بلندی پر کہ وہان تیشہ آب تھا اور کچھ درخت تھے وہان پر لاش چالاک کی ڈالدی اور پھر کر عمرو سے عرض کی کہ لاش اُسکی پھینکدی عمرو نے کہا خوب کیا کہ مین دغدغے سے اُسکے فارغ ہوا اب فکر مجھے قلعہ مشتری حصار لینے کی رہی عمرو کو تو اسی فکر مین چھوڑیے اب حال چالاک کا سُنیے اُسنے جب دیکھا کہ قران چلا گیا اور کوئی آدمی وہان نہین ہے زنجیر پانون سے نکالی اور اُٹھ کھڑا ہوا لیکن کپڑا جسم پہ نہین عریان تن ہے بدن جا بجا سے مجروح ہے اتنے دنون جو قید مین رہا تو لاغر ہو گیا ہے جی مین کہتا ہے کہ اے چالاک جو کچھ ہوا سو ہوا اب کوئی تدبیر سے امیر با تو قید سے چھُڑانا چاہیے غرض اُس ٹیلے سے نیچے اُترا بسبب شدت گرسنگی تلاش غذا مین مصروف ہوا اسی فکر مین چلا آتا ہے کہ کہین کچھ ملجاے تو کھاے آہستہ آہستہ ایک مقام پر پہونچا دیکھا کہ چند کھیت ہین اُنمین کچھ اناج بویا ہوا ہے اور ایک مرد دہقان ایک کھیت مین ہل جوت رہا ہے چالاک قریب اُس زمین مزرعہ کے پہونچا نگاہ اُس دہقان کی اسپر پڑی چالاک کو اس ہیئت سے دیکھکر دہقان نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ مین مسافر ہون اپنے ملک سے آتا تھا شہر مشتری حصار کو جاتا تھا جسوقت یہان پہونچا بسبب اسکے کہ یہان غدر ہے لوگون نے مجھے لوٹ لیا بہت سا مارا اور مجھے قید کیا کھانے کو بھی نہ دیا مین بعد خرابی اپنی جان بچا کر بھاگا اسپا مارے بھوک کے میرا حال بہت غیر ہے کچھ مجھے کھانے کو دے اُس دہقان نے اسکے حال پر رحم کیا تھوڑا کھانا اپنے گھر سے لاکر اسے کھلایا پانی پلایا اور ایک چادر بھی اوڑھنے کو دی اب چالاک کھانا کھا کر وہ چادر اوڑھکے ایک طرف کو روانہ ہوا دشت پیمائی کرتا ہوا چلا جاتا ہے یکایک دیکھا اُسنے ایک تتق گرد و غبار کا اُٹھا کہ چشم سپہر دوار کو تاریک کر دیا جب وہ گرد قریب پہونچی گرد سمند بارا دکو باد نے مار کر دامن گرد شگافتہ ہوا اور کچھ نشان نظر آئے بعد گذرنے نشان و علم کے دیکھا کہ چار سو سوار ہین اُنمین چالیس چالیس جوڑی بیلون کی جُتی اُنپر چھولدارین کاشانی مخمل و سلطانی بانات کی پڑی ہوئی ہین کلابتونی بنی ہوئی ہین گرد مقیشی جھالر لگی ہوئی ہے دو زبان بیلون کی ابریشم کی بیلون کے گلے مین گھنگرو سونے کے پڑے ہوے آواز چھم چھم کی بلند اُسپر خزانہ لدا ہوا ہے کہ خراج ملک فرنگستان کا ہے اور لہراسپ تیرانداز مصاحب خاص شہزادہ علمشاہ رومی کا ہمراہ ہے چالیس ہزار جوان اسکے ساتھ ہین سب زرق برق لباس پہنے ہین چالاک نے جو لہراسپ کو دیکھا نزدیک جا کر سلام کیا لہراسپ چالاک کا حال پریشان دیکھکر حیران ہوا احوال پوچھا کہ یہ کیا ہے کسنے تمھین اس حالت کو پہونچایا ہے چالاک چیخ مار کے رویا اور شکوہ چرخ و از جور فلکی ہوا تمام احوال صاحبقران اور عمرو کے باہم بگاڑ ہونے کا بیان کیا اور کہا کہ اب چرخ شعبدہ گر اور فلک سفلہ پرور نے اُس پاجی کو تو بادشاہ کیا ہے اور وہ شہنشاہ گیتی پناہ قید ہے یہ کہکر استفسار کیا کہ تم کہان گئے تھے اور کہان سے آتے ہو لہراسپ نے بیان کیا کہ مجھکو علمشاہ رومی نے خراج ملک فرنگ کا لینے کو بھیجا تھا چنانچہ مین قریب دس کرور روپیہ کے لیکر آیا ہون اور اے چالاک اب مین کیا کرون یہ روپیہ کیسے دون اگر عمرو سے مقابلے کا ارادہ کرون تو میری کیا طاقت ہے مین اُس سے کب عہدہ برآ ہو سکونگا جسنے کہ امیر کو سردارون سمیت گرفتار کر لیا اور لقا بھی پاس اُسکے قید ہے چالاک نے کہا کہ اے لہراسپ اگر تو چاہے تو امیر رہائی پائین اور قید سے چھوٹ جائین لہراسپ نے کہا کہ وہ تدبیر تو مجھے بتا چالاک نے جواب دیا کہ اے لہراسپ عمرو بڑا مرد طماع ہے ایک ایک کوڑی پر اپنی جان دیتا ہے تم جسوقت جا کر اسکو یہ روپیہ دو گے وہ تمکو اپنے سر پر بٹھائیگا اور بہت خاطر سے پیش آئیگا تم اپنا خیمہ برابر خیمہ عمرو کے برپا کرنا وہان سے زندانخانہ امیر کا قریب ہے جب وہان خیمہ تمہارا برپا ہوگا مین نقب لگا کر امیر کو نکالونگا لہراسپ نے کہنا چالاک کا قبول کیا چالاک خدمتگار کی صورت بنکر ساتھ ہوا لہراسپ روانہ ہوا جب قریب لشکر شاہ عمرو کے پہونچا ہرکارون نے خبر شاہ عمرو کو دی کہ لہراسپ دس کرور روپیہ خراج فرنگستان کا لیکر آیا ہے عمرو یہ سنکر ایسا خوش ہوا کہ پھولا نہ سماتا تھا برق فرنگی سے کہا کہ تم جا کر لہراسپ کو استقبال کر کے لاؤ برق فرنگی گیا اور لہراسپ کو اپنے ساتھ لیکر آیا جب لہراسپ داخل بارگاہ سلیمانی ہوا عمرو کو دیکھا کہ کمال شوکت و شان سے تخت بادشاہی پر بیٹھا ہے

چتر سر پر پھیر رہا ہی دیکھکر حیران ہوا جھکٹ کے سلام کیا آگے بڑھکر نذر گذرانی پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کیا کہ مین جسطرح غلام حمزۂ
صاحبقران کا تھا اسی طرح سے آپ کا بھی تابعدار ہون عمرو نے لہراسپ کو خلعت دیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اسباب
دعوت سامنے مہیا کیے اور کہا ای لہراسپ مین حمزہ کی بیوفائیان تجھسے کیا بیان کرون مین نے حمزہ کو خاک سے پاک کیا مرتبۂ
صاحبقرانی پہونچایا ہر مقام پر اُسکی اور اسکے لشکر کی مدد کی ہر جگہ جان بچائی تمام کیفیت گذشتہ اپنی لہراسپ کے سامنے بیان کی
لہراسپ نے جواب دیا کہ حمزۂ صاحبقران نے برا کیا جو آپ سے بگاڑی غرضکہ لہراسپ نے عمرو کی بہت کچھ خوشامد و چاپلوسی
کی عمرو لہراسپ سے بہت راضی ہوا اور دنگل لہراسپ کا جو بارگاہ سلیمانی مین پھیلا رہتا تھا وہ بیٹھنے کے واسطے عطا کیا لہراسپ نے
عرض کیا کہ ای شاہ عمرو اگر ارشاد عالی ہو تو غلام بھی اپنا خیمہ قریب بارگاہ آسمان پایہ گاہ استادہ کرے عمرو نے فرمایا کیا
مضائقہ ہی اور ای لہراسپ تیرا انداز تمھاری جگہ ہمارے دل مین ہی جہان تمھارا جی چاہے وہان اپنا خیمہ استادہ کرو یہ سب باتین
بسبب طمع زر کے تعین نہ جانتے تھے کہ نظم طمع را سہ حرف ست وہر سہ تہی ◊ ازان طامعان را چنا شد تہی ◊ بروز د طمع دیدہ ہمچو
درآرد طمع مرغ و ماہی بہ بند ◊ غرض لہراسپ نے قریب خیمۂ عمرو خیمہ اپنا برپا کیا جسوقت عمرو نے دربار برخاست کیا اور سب لوگ اُٹھکر
اپنے اپنے خیمون کی طرف گئے لہراسپ اپنے خیمے مین آیا چالاک خدمتگار کی شکل بنا ہوا اسکے خیمے مین موجود تھا اُسکو اپنے قریب بلا
اور کہا ای چالاک جو کچھ کہ تو نے کہا تھا وہی مین نے کیا اور خیمہ اپنا قریب خیمۂ عمرو کے برپا کرایا اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ جس سے
حمزۂ صاحبقران قید سے نجات پائین چالاک نے کہا ای لہراسپ تم کیا کہتے ہو مین خود اسی تدبیر مین ہون اور میرے تو دل کو
لگی ہوئی ہی لیکن چالاک نے لہراسپ سے کہا کہ تم دروازۂ خیمہ بند کرو اور چوبدار کسی کو اندر خیمے کے نہ آنے دینا مین یہان سے
نقب کھود کر امیر کو چھڑاتا ہون لہراسپ نے دروازہ خیمے کا بند کر لیا اور حکم دیا کہ چوبدار کوئی ہمارے پاس نہ آنے پاوے اور یہان
چالاک نے بیٹھکر خیمے مین اسکے نقب کنی شروع کی اسقدر گہری نقب کھودتا ہوا چلا کہ ایک آدمی بفراغت تمام کھڑا ہو کے اُس
نقب کے اندر سے نکل آئے غرضکہ کھودتے کھودتے دوسرا سر نقب کا اُس جگہ پہونچا کہ جہان امیر قید ہین اور یہان امیر با توقیر
شاکوہ پیرا از جور فلکی ہین کہ کیون ای فلک کجرفتار ای گردون غدار او فتنہ گر او سفلہ پرور او ارازل پرست او بیمہر دست او پاجی نواز
او ایذا رسان بد دوران تمہر و تازہ یہ کیا کجروی تو نے ہمارے ساتھ کی کہ یا تو ہم اُس مرتبے اور رتبے پر تھے کہ تمام عالم ہمارا
تابع فرمان اور مطیع ہر ملک گرد کشورستان تھا یا آج ہم اس ساربان زادے کی قید مین ہین اسی گفتگو مین تھے کہ نوک خنجر کی
امیر کے تلوے مین لگی صاحبقران نے پانون ہٹا یا اور کہا کہ زمین بھی ہمین نہین چھوڑتی خدا جانے سانپ نے کاٹا یا بچھو نے
ڈنک مارا یہ کہتے ہی تھے کہ طبقہ زمین کا اُڑا اور رخنہ نقب کا نمودار ہوا ایک شخص خاک آلودہ آنکھین دکھائی دیا امیر نے پہچانا کہ چالاک
بن عمرو ہی پوچھا کہ ای چالاک تو کیونکر زندہ ہوا اور یہان پہونچا اُسنے عرض کیا کہ مقام گفتگو کا نہین ہی جلد تشریف لے چلیے امیر اُٹھ کھڑے
ہوئے اور تمام سردار ہمراہ ہوئے چالاک نقب کی راہ سے امیر کو مع سرداران گرامی کے لہراسپ کے خیمے مین لایا لہراسپ اُٹھ کھڑا ہوا
امیر کو سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ لاؤ آہنگرون کو کہ قید بدن پر سے امیر کے اور سب سردارون کے دور کرین اُسوقت
صاحبقران نے فرمایا کہ آہنگر کی حاجت نہین ہی قید کا توڑنا وقت پر مقرر ہی یہ کہکر ہتھکڑی بیڑی طوق جھٹکا دیکر مانند تار عنکبوت
کے توڑ توڑ کر پھینکدیے اسی طرح جو جو سردار زبردست تھے اُنھون نے اپنی اپنی قید توڑ کر پھینکدی اور جو سردار کمزور تھے ان کی
قیدین سرداران زبردست نے توڑ ڈالین غرض سب کے سب قید سے چھوٹے لہراسپ نے کھانا پانی شراب کباب جملہ دعوت
کے اسباب صاحبقران کے سامنے لاکر موجود کیے امیر نے کھانا کھایا اور شراب پیکر سو رہے صبح کو جو بیدار ہوئے نماز سے
فراغت کی اور لہراسپ سے کہا کہ مین جا کر اس ساربان زادے کو پکڑتا ہون لہراسپ نے کہا کہ مین بھی ہمراہ ہون امیر مع
سردارون کے عمرو کو پکڑنے کے لیے روانہ ہوئے یہان عمرو بارگاہ سلیمانی مین تخت بادشاہی پر بیٹھا ہوا تھا اور بادشاہ

عیار زنگون پر بیٹھے ہین کہ سرہنگ ملکی نے آکر سلام کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا ے بادشاہی بجا لایا اور عرض کیا کہ وہ نا زنہار
یعنی زلزلۂ قاف زندان سے مع سردارون کے چھوٹ گیا کوئی نقب کنی کر کے چھڑا لایا عمرو یہ خبر سنتے ہی بدحواس ہوا اور کہا بیشک
یہ کام اُسی ناشدنی چالاک نابکار کا ہی ارے دریافت تو کرو کہ حمزہ کہان گیا یہی باتین تھین کہ امیر نے دروازۂ بارگاہ پر ہوکر
نعرہ کیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالیشان ای ساربان زادے مین کب چھوڑتا ہون تجھے کہ میرے
ہاتھ سے زندہ بچے عمرو نے جو نعرے کی آواز سنی اور امیر کو سامنے سے آتے دیکھا قریب تھا کہ روح قالب سے پرواز
کر جائے اپنے عیارون سے پکار کر کہا کہ تم سب بھاگ جاؤ مین اس عرب سے سمجھ لونگا عیار تو سب گریزان ہوئے عمرو نے
تاج شاہی سر سے اُتار کر زنبیل مین رکھا سپر و تلوار لیکر امیر کے سامنے آیا اور کہا ای عرب بیوفا اس روز تو نور اللہ سر کے
صدقے مین بچ گیا تو نے ایک کوڑا امیر سے مارا تھا کہ اسکا چھینٹا امیر سے چھو گیا تھا اسکے عوض مین اگر سو کوڑے بالشت تجھے
نہ توڑون تو اپنا نام عمرو نہ رکھونگا صاحبقران عمرو کے اوپر دوڑے عمرو نے جست کی کہ انگوٹھا پانون کا لشکر عدو کے
سر پر لگا امیر مرکب پر سوار ہو کے پیچھے عمرو کے چلے اور تمام سردار ہمراہ صاحبقران کے ہوئے جہتر قران حبشی نے فرصت
پاکر ناموس اور خزانہ و اسباب عمرو کا اپنے ہمراہ لیا اور شہر شہنشاہ دین آیا قلعے مین داخل ہوا و بجمعیت خاطر بیٹھا مگر امیر
سوار پیچھے پیچھے عمرو کے چلے آتے ہین اور آگے آگے عمرو بھاگا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ حمزہ دیکھون تو سہی کیونکر تو مجھے پاتا ہی
یہانتک کہ بھاگتے بھاگتے برابر ایک پہاڑ کے عمرو پہونچا اور پہاڑ پر عمرو نے چڑھنا شروع کیا صاحبقران بھی قریب کوہ
پہونچے دیکھا کہ عمرو پہاڑ پر چلا جاتا ہی صاحبقران نے ترکش مین سے کمان حضرت یونس علی نبینا و علیہ السلام کی اور ترکش
مین سے تیر یازدہ مشتی شفتہ سوفار زہر دیکان عقاب پر نکال کر پیوستہ کر کے ہاتھ کو کن نیچے جا پا کہ عمرو پہاڑ پر تھا اور عمرو نے
بھی دیکھا کہ امیر نے کمان حضرت یونس علیہ السلام کی ہاتھ مین اٹھائی عمرو خاصیت سے اس تیر و کمان کی آگاہ ہی جسپر تیر
اس کمان کا پڑتا ہی خطا نہین کرتا عمرو حیران و ششدر ہوا اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے قطعہ تو آن رفیع مرتبہ
کہ ساکنان فلک * بر آستان تو وارندسیل و ربانی * چہ حاجت است بہ پیش تو حال دل گفتن * کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی
یہ تو مصروف دعا تھا کہ دست غیبی پیدا ہوا اور کمر مین اسکی پنجہ ڈالکے طرف آسمان کے بلند ہوا جب زمین سے عمرو بلند ہوا تو پکارا کہ ای
عرب بیوفا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے تجھکو چین سے نہ بیٹھنے دونگا امیر دیکھتے رہگئے اور عمرو غائب ہوگیا امیر ناچار وہان سے پھر
سہیل خان شتری حصاری قلعے کا دروازہ کھولکر باہر آیا آکر امیر کے قدمون پر گرا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا اور اُسکے بیٹے شتر کیاہ
کو چاہا قید کرین اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مین مسلمان ہون میری خطا کیا ہی جو کچھ بدی کی آپ کے ساتھ عمرو نے کی مین تو حضور کا
خانہ زاد ہون امیر نے اُسکو خلعت دیا آکر بارگاہ مین بیٹھے تمام سردار اپنے اپنے زنگون پر متمکن ہوئے اور چالاک کو بلا کر کرسی پر برابر بٹھایا
بہت بھاری خلعت عنایت کیا پھر سہیل شتر انداز کو تمام فرنگستان کا اختیار دیا اور بڑی دھوم سے جشن فرمایا بعد اسکے کہا کہ لاؤ
اس گبر نابکار کفر اساس لقا ے ناحق شناس کو داروغۂ زندانخانہ نے زہر دشاد باختری کو لاکر امیر کے سامنے حاضر کیا یہ
کافر آکر پکارا کہ ای بندگان گستاخ یہ کیا بے ادبی کرتے ہو میرے غضب خداوندی سے نہین ڈرتے ہو امیر نے جواب دیا کہ او کمبخت
بادیہ ضلالت یہ کیا جھک مارتا ہی اس گمراہی سے باز آ اور آپ کو خدا کا بندہ جان خدائی سے بادشاہت کچھ کم نہین ہوتی اگر
تو مسلمان ہوگا تو جہان تک مین نے ملک تیرے لیے ہین وہ سب تجھکو دیدونگا اور جو تو میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو تجھے قتل کرونگا
اُس روسیاہ نے کہا کہ ای بندۂ سیاہ دل مین ہی تیرا خدا ہون امیر نے غیظ و غضب مین آکر حکم دیا کہ لگ کفش اسکے منہ پر لقا چلایا کہ
ای حمزہ مجھکو اس بندہ گستاخ یعنی عمرو نے گرفتار کیا تھا تیرا قیدی مین نہین ہون جب تو مجھے پکڑیگا جو کچھ کہیگا قبول کرونگا یہ کلمہ
سنکر امیر نے حکم کیا کہ اسے چھوڑ دو لقا قید سے رہائی پاکر اپنے ساتھ والون سے کہتا ہوا چلا کہ دیکھا تمنے میری قدرت کو عمرو

از بسکہ مغرور ہو گیا تھا کسطرح اسنے حمزہ کے ہاتھون یہان سے بھگوا دیا اور مین اپنی قدرت کاملہ سے کسطرح چھوٹا ہوا چلا آیا
وہ جو احمق اسکے ساتھ تھے انھون نے آمنا وصدقنا کہا غرض لقا اپنے لشکر مین داخل ہوا اور وہان سے کوچ کر کے شہر اختم کو
چلا جب قریب شہر اختم کے پہونچا شاہان اختم خورشید اختمی جمشید اختمی استقبال کر کے لقا کو اندر قلعے کے لیگئے اور دعوت و ضیافت
مین مصروف ہوئے اس جانب حمزہ صاحبقران ایک روز شہر شتری حصار مین رہے بعد اسکے مرصع حصار زمرد حصار
نقرہ حصار مین ایک ایک روز رہے شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش کو خلعت دیکر امیر کوچ
کر کے شہر اختم پر آئے اور جس مقام پر خیمہ پہلے تھا اسی جگہ بارگاہ سلیمانی استادہ کی اور اس بار اقبال نے نزول اجلال فرمایا

اب داستان ندرت بیان تھا بدار قنطورہ پوش کے آنے مین اور شہریاب عمرو ہو کر امیر سے لڑنے مین بیان ہوتی ہی

اول حال عمرو کا سنیے کہ اسکو جو ہنجہ اٹھا کر لیگیا کچھ دیر تک تو یہ اپنے ہوش مین رہا بعد اسکے بیہوش ہو گیا مطلق اسے خبر نہ تھی
کہ مین کہان جاتا ہون اور کون مجھکو لیے جاتا ہی جب اسکی آنکھ کھلی اور ہوش آیا آپکو ایک پہاڑ پر پایا اور دیو تندک کو
دیکھا کہ ہاتھ باندھے کھڑا ہی عمرو نے پوچھا کہ اے تندک تو کہان تھا اسنے عرض کیا دوسرا کا کہون کاسے کہون کہون سو کو پتیا سے ٭
گونگے کا سا سپنا بھید سمجھ پچھتائے ٭ شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ٭
غرض کچھ اشعار دردناک پڑھے کہ گویا ہوا یا استاد کیا بیان کرون عجیب آفت مین مبتلا ہون دام الفت مین پھنس گیا ہون زندگی
شاق ہی صدمہ فراق ہی چرخ بیداد گر سے لوٹتا ہی مجھپر کوہ ملال ٹوٹتا ہی شعر ابر کی طرح اشکباری ہی ٭ صورت برق بیقراری
ہی ٭ جدائی مین دختر بہار پری کی یہ حالت میری ہی عمرو نے کہا کہ اے تندک زیادہ باتین نہ بنا کہ مین خود گرفتار مصیبت ہون

نظم چین دن کو نہ رات کو آرام | نا شنا ہی نہین دل خود کام | لشکر عشق کی چڑھائی ہی | دشمن جان غم جدائی ہی

اور تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ حمزہ سے اور مجھسے کیسی عداوت ہی اگر تو نہ پہونچتا تو وہ مجھکو مار چکا تھا جب اسے صبر کر
مجھسے اور حمزہ سے صفائی ہو جائے تو پھر مین تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا تندک نے ایک آہ کا نعرہ کیا اور کہا شعر
دل بیتاب کو روکون تو یہ دیتا ہی صدا ٭ صبر کہتے ہین کسے اور تحمل کسکو ٭ یا استاد آپ ذرا پردہ قاف مین تشریف لے چلیے
آپکے سبب سے میری معشوقہ مجھے ملجائیگی عمرو نے سنکر جواب دیا کہ او احمق ہماری کیا حالت ہو گی حمزہ کی جدائی مین تو
ابتدا سے دیکھا کیا کہ وہ اور ہم مثل عاشق و معشوق کے رہے نہ اسکو سر ایچ گوارا تھا نہ مجھکو اسکی آزردگی منظور تھی مین ہمیشہ
اسپر مرتا تھا وہ اپنی جان مجھپر نثار کرتا تھا اور اب دیکھ کر کیا اسکو مجھسے دشمنی ہو گئی مجھپر بنی ہی تو اتنا تامل کر کہ مجھسے اور اس سے
ملاپ ہو جائے اور اندنون تو مجھسے غافل نہ رہنا تندک نے کہا مین تو ہر وقت آپکے ساتھ موجود ہون انجام کار
بعد گفتگوے بسیار عمرو نے تندک کو رخصت کیا اور آپ حیران و پریشان سرگشتہ و سرگردان پہاڑ سے اترکر جانب
شہر شہنشاہ روانہ ہوا وہان تمام عیار عمرو کے واسطے متردد و فکرمند بیٹھے تھے اور آپس مین کہ رہے تھے کہ خدا جانے
خواجہ کو کون اٹھا لیگیا اسکا نام ہی لیتے کہتے تھے کہ یہ کسی دوست کا کام ہی یہ باتین تھین کہ عمرو آ پہونچا عیارون نے
جو عمرو کو حیران و پریشان دیکھا تسلی و تسکین کرنا شروع کی اور کہا کہ خواجہ بہتر یہی ہی کہ ان باتون کو جانے دیجیے آپ
تجارت کیجیے اسمین بفراغت تمام آپکی اوقات بسر ہو گی اور یہان سے شہر آس بن الوس کا نزدیک ہی نہایت آباد
ہی کمال رعایا وہان کی خرم و شاد ہی اور آبادی بھی انکی بہت ہی عمرو نے کہا کہ تم سب جانتے ہو کہ اس ملعون کے باعث
حمزہ سے اور مجھسے عداوت ہی اور اب مین اسکے شہر مین جاکر تجارت کرون میرا جی تجارت مین کب لگیگا مین اس عرب کو
چین سے بیٹھنے نہ دونگا اگر چاہیے کہ مجھکو اپنے لشکر سے نکال سکے آپ عیش کرے یہ نہوگا جسطرح سے مین بیقرار ہون اسکو بھی

پہچین کرونگا عیارون نے کہا کہ جو مرضی مبارک ہو غرض عمرو رات کی رات تو وہان رہا بعد اداے نماز صبح کے صحرا کی طرف روانہ ہوا
اور پھرتے پھرتے حیران و پریشان ایک بلندی پر درخت کے نیچے کھڑا ہو کر لگا فکر کرنے کہ اے عمرو تونے تو چاہا تھا کہ اس عرب کو
ذلیل و زبون کرے اور یہ عاجز ہو کر تیرے قدمون پر گرے مگر تیرا چاہا نہوا اقبال اسکا یاور تھا کہ تیرا بیٹا ہی تیرا دشمن ہو گیا یہی
باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ ایک طرف جو نگاہ پڑی دیکھا ایک خیمہ عالیشان برپا ہوا اور لشکر دور تک اترا ہوا ہے عمرو نے
اپنے دل مین کہا کہ چلکر دیکھو تو یہ کسکا لشکر ہے اور کون اسکا سردار ہے یہ بلندی سے اترکر اس لشکر کی طرف روانہ ہوا جب قریب
لشکر کے پہونچا صورت مسافر کی بنکر داخل لشکر ہوا دیکھا تو اردو بازار بہت آراستہ و پیراستہ ہے ہر چیز موجود ہے شہر پناہ سائبان تانا
کے پڑے ہین خیمے پر تکلف برپا ہین ایک راستے کے سوا دوسرا راستہ نہین ہے عمرو اس بازار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
کسی شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے کہا کہ کیا تو [illegible] عمرو نے کہا کہ ہان لوگ چار طرف سے لپٹ گئے اور عمرو کو گرفتار
کر لیا مشکین باندھین عمرو ہر چند چلایا غل مچایا نہین کہا مین کہ مین جاسوس نہین ہون کسی کا بھیجا ہوا یہان آیا ہون بلکہ مین
ادھر سے جاتا تھا لشکر جو دیکھا پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہے اس جرم پر ناحق تم مجھے پکڑتے ہو ہر چند عمرو نے منت سماجت کی لیکن
انھون نے ایک نہ سنی اور عمرو کو کشان کشان بارگاہ مین لائے دیکھا کہ بہت سے گردن کش و نگلون بیٹھے ہین اور
تخت زرنگار پر نقابدار قنطورہ پوش متمکن ہے نرکیان فلک سوار کرسی پر بیٹھا ہے اور تین نقابدار زرد پوش سیاہ پوش
شنجرفی پوش اور ہین یہ دیکھکر عمرو نے قنطورہ پوش کو پہچانا اور سلام کیا قنطورہ پوش نے پوچھا کہ تو کسی کا جاسوس ہے
عمرو نے جواب دیا کہ نہین قنطورہ پوش نے کہا کہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی سچ بتا تو کون ہے اسنے کہا کہ مین عمرو ہون
قنطورہ پوش نے کہا کہ اگر تو عمرو ہے تو کچھ گا کیونکہ وہ گاتا خوب ہے عمرو نے کہا کہ اگر آپکو یقین نہو تو گانا سن لیجیے قنطورہ پوش
نے بلاکر صحبت مین بٹھایا اور سازندون سے فرمایا کہ ساز ملاؤ غرض عمرو نے بانسری بجانا شروع کی خوب گایا خوب بجایا سبکو
محو کر دیا نقابدار نے کہا بس اب تم اپنی اصلی صورت بناؤ عمرو نے رنگ و روغن عیاری پانی منگا کر دھو ڈالا اسوقت
نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کو گلے لگایا اپنے پاس بٹھایا اور احوال عمرو سے پوچھا کہ تمسے اور امیر سے کیونکر بگاڑ ہوا
عمرو نے تمام حقیقت بیان کی قنطورہ پوش نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو مین تمہاری طرف سے لڑونگی اور حمزہ کو باندھکر تمہارے
حوالے کر دونگی اب عمرو کی خاطر جمع ہوئی نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ اے خواجہ تمنے دیکھا تھا کہ ایک نقابدار چند دن
میدان مشتری حصار مین لقا کا طرفدار ہو کر لشکر حمزہ سے لڑا تھا کیا حال لشکر حمزہ کا کر دیا تھا عمرو بولا سچ ہے تم لوگون
کو کیا عمدہ بیان ہوگا مگر اے نقابدار قنطورہ پوش مین ایک شرط سے تمہارے ساتھ ہوتا ہون کہ مجھکو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دو
قنطورہ پوش نے کہا بشرطیکہ تم بھی عیاری ترک کرو عمرو نے کہا مجھے قبول ہے یہ کہکر اسی وقت باسنے عیاری کے بدن پر سے
دور کیے اور زنبیل مین ڈال لیے نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کو حمام کرایا اور خلعت فاخرہ پہنا کر تخت پر بٹھایا پہلے
خود نذر دی بعد اور نقابدارون سے نذر دلوائی اور وہان سے کوچ کر کے برابر شہر ختم کے مقابل لشکر امیر لشکر نقابدار اترا
عمرو نے بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ کی زنبیل سے نکال کے استادہ کرائی لشکر نقابدارون کا گرد اطراف مین آکر پڑا ہر کارون نے
خبر امیر کو پہونچائی کہ چار نقابدار عمرو کو بادشاہ بنا کر لائے ہین اور آپ سے ارادہ رزم و پیکار پر آئے ہین امیر کو نہایت
تردد ہوا مگر فرمایا کہ خداے ہمت بزرگ ہے اور ادھر لقا کو معلوم ہوا بختیارک نے لقا سے کہا کہ تم تو کسی طرح سے عمرو کی
عدول حکمی نہ کرنا اور چپکے تماشا دیکھا کرو کہ لشکر حمزہ سے کیونکر چوٹ چلتی ہے ادھر شاہ عمرو نے منشی کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ اس عرب
سوسمار خوار ریگ بیابان شمار کو لکھو منشی نے عرض کیا کہ مضمون اسکا کیا ہو فرمایا کہ لکھو کہ عرب بیوفا یہ میرا ہی دل ہے کہ تجھ پر رحم
کرتا ہون اور جان بخشی کرتا ہون بہتر یہ ہے کہ کبر و غرور سے منہ موڑ اور صاحبقرانی چھوڑ جاکے خانہ کعبہ کا مجاور ہو اور یاد خدا

مثل غلامان حلقہ بگوش کے حاضر ہوا گر میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو اپنی سزا کو پہونچیگا اور عذاب الیم مین گرفتار رہیگا منشی عطارد رقم عنبر قلم اس مضمون کا نامہ لکھکر اسی وقت لایا عمرو نے زریان فیل سوار کو دیا کہ تم اسکو لیکر حمزہ کے پاس جاؤ زریان بموجب حکم عمرو کے نامہ لیکر روانہ ہوا بعد اسکے ایک نامہ اس مضمون کا لقا کو نقابدار شجرفی پوش کے ہاتھ بھیجا کہ اے لقا بہتر یہ ہے کہ بمجرد نامہ دیکھنے کے غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر دربار معلی مین حاضر ہو نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ نامہ نقابدار شجرفی پوش کو دیکر روانہ کیا لیکن پہلے ہرکارون نے آکر امیر کو خبر دی کہ ایلچی عمرو کا زریان فیل سوار آتا ہے فرمایا کہ خبردار اسکو نہ کوئی روکے آنے دو زریان داخل لشکر اسلام ہوا اور تمام لشکر کی کیفیت دیکھتا بازارون کی سیر کرتا دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا پہلوان عادی کو دروازہ بارگاہ پر بیٹھے پایا بعد رسم سلام کے کہا جاکر عرض کرو کہ نامہ شاہ عمرو آیا ہے پہلوان عادی نے کہا کہ کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہین ہے بے تکلف اندر جائیے آپ کے واسطے پہلے ہی حکم پہونچ چکا ہے زریان داخل بارگاہ عرش اقتدار ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا صحبت امیر کی دیکھکر وجد کرنے لگا اور اپنے دل مین کہنے لگا سبحان اللہ کیا کیا پہلوان ہین کیسے کیسے بہادر بے نظیر بیٹھے ہین کہ جنکا مثل و جواب نہین امیر نے جو زریان کو دیکھا کرسی جواہر نگار منگوا کر بچھوا دی زریان کرسی پر بیٹھا امیر کشورگیر نے فرمایا کہ جام شراب زریان کو دو ساقیان سیمین ساق نے جام جواہر نگار تواضع کیا جبکہ دو تین جام شراب کے اسنے پیئے اور دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت یہ پکارا ستم نامہ دارم نامہ دار امیر با توقیر نے پوچھا تو کسکا نامہ لایا ہے اور کسنے تجھے بھیجا ہے کہا کہ مین شاہ اندرال کا بھیجا ہوا آیا ہون شاہ عمرو کا نامہ لایا ہون امیر نے نامہ طلب کیا اسنے نامے کو سر سے کھول کے دونون ہاتھون پر رکھکر دیا اور یہ کہا کہ اس پارچہ کاغذ پر غصہ نہ فرمائیے گا اسکے ساتھ میر اسرار امیر نے وہ نامہ سیف ذوالیدین کو عنایت کیا کہ تم اسے پڑھو سیف ذوالیدین نے با آواز بلند پڑھا جسوقت امیر مضمون نامہ سے مطلع ہوئے غیظ و غضب طاری ہوا فرمایا کہ جواب مین جنگنامہ اسکی پشت پر لکھدو سیف ذوالیدین نے لکھکر زریان کو دیدیا زریان نامہ لیکر اٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے کہا کہ آپ برا کرتے ہین اطاعت قبول کیجیے ورنہ پچتائیے گا امیر نے کہا کہ خدا سے ما بزرگ سے عمرو میرا کیا کر سکتا ہے وہ ساربان زادہ نہین معلوم کیا بکتا ہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد زجاے ٭ نبرد رگے تا نخواہد خداے ٭ زریان نے کہا آپ کو اختیار ہے یہ کہکر روانہ ہوا اگر اب حال نقابدار شجرفی پوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ نامہ عمرو کا لیکر جسوقت بارگاہ لقا کے قریب پہونچا زہردشاہ کو خبر ہوئی کہ نقابدار شجرفی پوش فرستادہ عمرو آتا ہے زہردشاہ نے بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ اے شیطان درگاہ مین تو نے سنا کہ ایلچی عمرو کا نامہ لیکر آتا ہے اب اسکے بارے مین کیا تدبیر کرون بختیارک نے کہا بجز تدبیر اطاعت اور کوئی تدبیر مناسب نہین ہے کیونکہ وہ بندہ آپکا منہ زور ہے اگر اس سے مخالفت کیجیے گا تو وہ آپ کو ایذا پہونچائیگا دوسرے یہ کہ نقابدار شجرفی پوش یعنے نقابدار خندان کا حال معلوم ہے کہ اگر ابھی وہ بند نقاب کا دور کرے تو سب ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائین اور وہ سب کی مشکین باندھکر لیجائیگا اس سے عزت ہی سے چلنا بہتر ہے لقا نے بختیارک سے کہا کہ مین اسی ہزار برس آگے ہی تقدیر کر چکا تھا یہ کہکر نقابدار خندان سے کہا کہ تم چلو مین کل شاہ عمرو کی خدمت مین حاضر ہونگا نقابدار چلا گیا اور جاکر شاہ عمرو سے جو کچھ لقا نے کہا تھا وہ سب عرض کیا عمرو چپ ہو رہا دوسرے دن لقا سردارون سمیت دربار عمرو مین حاضر ہوا عمرو نے بہت عزت و آبرو کی بعد اسکے زریان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے جاکر صاحبقران کی خدمت مین عرض کیا کہ نقابدارون کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہے اور کل انکا ارادہ ہے کہ میدان مین نکلکر معرکہ آرا ہون امیر نے یہ سنکر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا جو مرضی الٰہی خیر کہدو کہ بفضل سبحانی و تائید ربانی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی جسوقت کہ صفوف قتال و جدال طرفین سے آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کے اشعار پڑھے لشکر نقابدار قطورہ پوش مین علمہاے شجرفی جلوہ گری پر آئے نقابدار خندان اپنے ہاتھی کو ہولکر سامنے تخت شاہ عمرو کے آیا ہاتھی پر سے اترکر سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت میدان چاہی شاہ عمرو نے کہا کہ اے نقابدار خندان جا کر

تم سرداران حمزہ کو باندھ لاؤ بس نقابدار خندان ہاتھی پر سوار ہوا اور گجبانگ مار کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا تمام سرداران
لشکر اسلام حیران کھڑے تھے کوئی مقابلے کو نہ جاتا تھا کسو واسطے کہ میدان شتری حصار میں لڑائی اسکی دیکھ چکے ہیں کہ کوئی اس سے
عہدہ برا نہیں ہوا جو لڑا ذلیل ہو کر گرفتار ہوا بعد گھڑی بھر کے نقابدار نے پھر نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو تم میں کوئی ایسا نہیں ہی کہ میرے
مقابلے کو آسکے اور تاب مقاومت لاسکے سبکو ایک سکتہ تھا جواب کوئی نہ دے سکتا تھا بادشاہ اسلام بھی حیران دہنی بائیں جانب
دیکھ رہے تھے مگر کوئی رخ میدان کا نہیں کرتا تھا کہ تیسری مرتبہ پھر نقابدار نے پکارا کہ ای خدا پرستو یا تو شاہ عمرو کی اطاعت
قبول کر دو یا میرے مقابلے کو آؤ نہیں میں خود آتا ہوں یہ آواز سنکر امیر نے ارادہ کیا کہ پہلے میں جاکر مقابلہ کروں کہ شاہزادۂ
انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان شیر افگن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے مرکب کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے
اتر کر مجرا کیا ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا ای شہزادۂ بدیع الزمان تم حال سے اس نقابدار کے
واقف ہو لڑائی اسکی دیکھ چکے ہو مقابلہ کر کے کیا کرو گے ناحق گرفتار ہو گے بدیع الزمان نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ بھی تو
آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا ہی کہ صاحبقران خود جاکر مقابلہ کریں اور ہم تماشا دیکھیں ہم وہ ہیں کہ آگ ہو تو ہم انہیں کبھی کو دین
لیکن امیر پر آنچ نہ آنے دین بعد ہمارے جو چاہیے سو ہو ع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد ؛ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اچھا
سپرد پروردگار عالم کیا اور جام کلکی مغفر بہشتی عنایت فرمایا بدیع الزمان سلام کر کے پی گیا اور تنگ مرکب کو موافق مرضی کے
درست کیا کہ عرصۂ زیست حریف پر تنگ کرے اور بار دگر مرکب پر سوار ہوا بیت چو شیر یکہ گیرد برآہو کمین ؛ بجست از زمین او بر
بزین ؛ چو دھا باگ کا لیا رانوں میں جو مرکب کو مسلا بجلی کی طرح کوندے سے چلا اشعار مرکب ثانی با دصبا تیز تر ؛ در نفس صبح
سبک خیز تر ؛ چون بتک و پو نہادی قدم ؛ جست و رسیدی بوجود از عدم ؛ طرفۃ العین میں برابر نقابدار کے پہونچا چاہتا گاورزن
ہو نقابدار نے کہا کہ یہ میرا دستور نہیں ہی اور بتا کہ تیرا نام کیا ہی بدیع الزمان نے اپنا نام بتایا کہ میں بدیع الزمان پسر رشید
صاحبقران ہوں نقابدار نے کہا کہ ای بدیع الزمان تجھے لائق و لازم یہ ہی کہ حمزہ کو فہمائش کر کہ وہ اطاعت شاہ عمرو کی
کرے بدیع الزمان نے جواب دیا شعر بدیع الزماں تم کہ ہنگام زور ؛ اگر دیو آید بہ پیشم چو مور ؛ لیکن مجھے حمزہ صاحبقران
پر اختیار نہیں ہی دوسرے یہ کہ عمرو کی اصل و حقیقت کیا ہی وہ ایک ادنی ساربان زادہ ہی اور ہمیشہ مطیع حمزہ صاحبقران رہا
اب کیونکر ہو سکتا ہی کہ امیر اسکی اطاعت کریں نقابدار نے کہا کہ اگر حمزہ عمرو کی اطاعت نہ کریگا تو بہت پچھتائیگا خیر لا جو کچھ حربہ
رکھتا ہو بدیع الزمان بولا کہ یہ میرا معمول نہیں کہ میں حریف پر پیشدستی کروں جب تیرے حربے سے خدا مجھکو بچائیگا اسوقت
سمجھ لونگا میں بھی اپنا حربہ کرونگا نقابدار نے کہا میرا حربہ غضب خداوند فرعون شداد ہی اور میری چشم نمائی تجھے بہت ہی یہ کہکر
نقابدار نے نقاب اپنے منہ پر سے اٹھائی اور بدیع الزمان سے کہا ع بدہ بین نگر بین نگر شاید کہ بشناسی مرا ؛ بدیع الزماں
بمجرد مشاہدۂ روی بخش نقابدار کے قہقہہ مار کر ہنسا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو کر گھوڑے پر سے گرا نقابدار نے ہاتھی پر سے
اتر کر مشکیں بدیع الزمان کی باندھ لیں پھر مبارز طلب کیا شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم خورشید کلاہ نے جو یہ حالت
بدیع الزمان کی دیکھی کہ یوں گرفتار ہو گیا بس تاب باقی نہ رہی بادشاہ اسلام سے اجازت بھی نہ لی اپنے مرکب کو دوڑا کر میدان
کی طرف چلا آتے آتے جب قریب نقابدار پہونچا نقابدار مثل بدیع الزمان کے اس سے بھی نگاور زن نہوا اور نقابدار
خندان چاہتا تھا کہ شہزادۂ خاور سپاہ سے ہمکلام ہو کہ نقابدار سیاہ پوش گریان بڑھا اور اپنے گینڈے کو قریب لاکر
نقابدار خندان سے کہا کہ اب تو پھر جا ایک سردار کو تو گرفتار کر چکا ہی اس سے میں سمجھ لونگا نقابدار خندان پھر گیا
اور نقابدار گریان نے شاہزادۂ خاور سپاہ کا مقابلہ کیا پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی شاہزادہ بولا شعر منم قاسم صف در د
تیغ زن ؛ کہ ترک فلک لرزد از بیم من ؛ نقابدار گریان نے کہا کہ ای قاسم جو حوصلہ تجھکو ہو نکال لو شہزادے نے اپنے

جی مین کہا کہ ای خاور سپاہ جو پہلے مار بیٹھے وہی امیر ہو دل مین یہ خیال کیا اور کھسیٹ کر تیغہ پلارک فولاد سیاہی نقابدار گریبان پر
مارا نقابدار نے سر اپنا آگے بڑھا دیا تلوار سر پر پڑی ایک جھناٹے کی آواز پیدا ہوئی اور جسطرح موگری گھڑیال پر سے اچٹتی
ہے ویسہی تلوار اوسکے سر پر سے اچٹ گئی خط تک نہ پڑا نقابدار گریبان قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ ای قاسم اب تو آرزو اپنے دل
کی نکال چکا ذرا میری طرف دیکھ شاہزادہ خاور سپاہ نے اسکی طرف دیکھا اوسنے نقاب اپنے چہرے پر سے اٹھائی شاہزادہ چیخ
مار کر رو دیا اور روتے روتے بیہوش ہوگیا نقابدار نے مشکین باندھکر اپنے لشکر مین لیگیا اور نقابدار زرد پوش سے کہا اب تو جا تیری
باری ہے زرد پوش وہان سے چلا جب میدان مین آیا نہیب دی کہ جسکو تمنای مرگ ہو وہ آئے سب نگران تھے کہ دیکھین کون
نکلتا ہے کہ جمہور جہانسوز دلاور بہادر شہنشاہ تیر زن مرکب کو اڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا ہاتھ باندھ کے
اجازت چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمہین حافظ حقیقی کے سپرد کیا جام کلکہ رخصت عنایت ہوا جمہور نشہ جرأت مین چور
برابر نقابدار زرد پوش کے آیا لگا ورزش ہوا نقابدار نے تگاور کو خالی دیا قریب تھا کہ جمہور تہ ہو کے بغل گھوڑے سے گر پڑے
مگر شہسوار بیبدل تھا آپ کو روکا اور نقابدار سفلوک روزگار سے پوچھا کہ ای عزیز یہ کیا کیا اوسنے جواب دیا مین ہرگز وار کسی کا
لگا ورزش نہین ہوتا جمہور سنکر آگ ہوگیا اور کہا خیر تو مجھے ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہے احوال معلوم ہو جائیگا نقابدار نے حربہ
طلب کیا جمہور نے تیر کمر سے نکال کر نقابدار پر مارا نقابدار نے گرز سے تیر کو رد کیا اور وہی گرز جمہور پر مارا جمہور کوڑا
کھا کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا نقابدار نے جمہور کی مشکین باندھین اور اپنے لشکر مین پہونچایا پھر مبارز طلب کیا
رستم پیلتن پیلکش کشندہ قویل ہندی و دیل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی شاہزادہ علمشاہ رومی مرکب کو اڑا کر بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکے میدان کو چلا تھا کہ امیر نے پاس بلایا اور اسم اعظم پڑھ کے علمشاہ پر دم کیا اور کہا کہ بابا جاؤ اگر
سحر کا مقدمہ ہے تو اب اثر نہ کریگا علمشاہ بصد شوکت و شان مقابل نقابدار کے ہوگیا اور بعد گفتگو کے نوبت شمشیر زنی کی آئی
نقابدار نے تلوار اوسکی روک کے کوڑا مار کر مانند جمہور کے اسکو بھی گرفتار کیا امیر حیران ہو کر رہ گئے بعد اسکے شیرویہ ہما
کو گیا یہ بھی گرفتار ہوا شام کو طبل باز گشت بجا دونون لشکر پھر گئے دوسرے دن زریان فیل سوار میدان مین نکلا اور بیا
بائیس سرداران لشکر اسلام تا شام اسکے ہاتھ سے اسیر ہوتے تیسرے روز کی میدان داری مین بھی بائیس سرداروں کو ہم
کیا اسطرح سے کہ جسنے تلوار ماری اوسنے چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر مرکب پر سے اٹھا لیا مشکین باندھکر اپنے لوگون کے حوالے
کیا اور جو سوار بہت زبردست تھا اوسسے دو چار گھڑی کشتی لڑکر زیر کیا اور عالم اسکا یہ تھا کہ ہنگام کشتی قد بڑھتا جاتا تھا حتی کہ
آسمان کی خبر لے آتا تھا دیو کی بھی اسکے سامنے کچھ حقیقت نہ رہتی تھی کہانتک اسکو عرض کرون تا کہ طول دو دن شغل ایک
ہفتہ کی میدان داری مین ہزار ہا پہلوانان نامی و سرداران گرامی گرفتار ہوگئے ہر روز امیر عالی مقام اور بادشاہ اسلام چشم
گریان و دل بریان اپنے خیمے کی طرف مراجعت کرتے تھے اور فرماتے تھے معلوم ہوا کہ اس پاجی کے ہاتھون فلک ہمین
ذلیل کرائیگا خیر رضینا بقضائہ تقدیری باتین تھین کہ خبر پہونچی پھر طبل جنگ لشکر نقابدار مین بجا ہے امیر نے فرمایا کہ صبح کو ہم
بھی مقابلہ جا بیٹھینگے آگے جو مرضی خدا کی غرض اسی وقت ادھر بھی طبل جنگ بجا ہرکاروں نے یہ خبر جا کر عمرو کو دی عمرو نہایت
مشوش ہوا اور زریان سے کہا کہ ای زریان فیل سوار صبح کو مقام اندیشہ کا ہے حمزہ سے مقابلہ ہے اور وہ مرد مرد اللہ کی
نذر انہ ہے نالک باطل السحر ہے اگر اسم اعظم حمزہ کا بند ہو جائے تو بہت خوب ہے یہ کلمہ سنکر زریان نہایت برہم ہوا اور عمرو سے
کہا کہ اگر آپ کے مقام پر دوسرا کوئی ہوتا اور یہ کلمہ زبان پر لاتا تو مین اس سے بہت سی پیش آتا کیا آپ مجھکو ساحر سمجھے ہین جو
یہ کلمہ کہتے ہین ہم سحر سے کام نہین لیتے ہین بلکہ ہم ساحر پر لعنت کرتے ہین ہمکو باطل السحر حمزہ کی کیا پروا ہے ہم لوگ بندہ خالق
[illegible] شاہ کے ہین ہم بزور و قوت حمزہ کی مشکین باندھ کر لے آئینگے یہ کلمہ سنکر عمرو بہت خوش ہوا الغرض رات جو

طبل جنگ بجا کیا صبح کو میدان داری ہوئی بعد آراستگی صفوف جدال و قتال کے نقیب نقابت کرنے لگے کہا ای مردان
بکوشید تا جامہ زنان نپوشید نریمان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا امیر نے ارادہ
کیا مقابلے کو جائیں راوی لکھتا ہے کہ جسطرح سے امیر نے جواب جنگنامے پر لکھوا دیا تھا وہی نقابدار لیگیا تھا اور عمرو کا
شریک پہلے ہوا تھا ہر روز یہی طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا کرتا تھا اُس روز زہرو شاہ نے اپنے فرزند لاہوت شاہ کی
طرف دیکھکر کہا کہ ای نور خالص وای چکیدۂ قدرت تونے تقدیر کی کہ آج تو میدان میں جا تیرے دم شمشیر میں ان سب کی قضا ہے
یہ تمام میرے بندگان خوانی تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے پس لاہوت شاہ نے جو یہ کلام زہرو شاہ سے سنا نہایت خوش
ہوا اور گینڈے سے اُتر کر سجدہ کیا بارہ گینڈے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور تیغ تولے ہوئے قریب نریمان کے پہونچا اور
بغیر گفت و شنید کے نریمان پر تلوار ماری اُسنے تلوار کی دھار کو نظر میں رکھکر ہاتھ بڑھا کے چھکی دی تلوار اسکی ہٹ پڑی قبضے
پر ہاتھ ڈالدیا اُسکے قبضے کو اپنے قبضے میں کیا اور لاہوت شاہ کا ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لے اور بقوت تمام اُسکے منھ پر ایک
طمانچہ مارا کہ وہ اپنے گینڈے سے گر پڑا جیسے لوٹن کبوتر لوٹ جاتا ہے اسطرح تڑپ کر بیہوش ہو گیا نریمان نے ہاتھی پر سے
اُتر کر اُسکی مشکیں باندھیں اور پھر دوبارہ سوار ہو کر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور حکم دیا کہ بجے طبل بازگشت غرض اُس روز
طویلے کی بلا بندر کے سر رہی یعنی وہ میمون خجسلت خرس بادیۂ ضلالت لاہوت شاہ بن زہرو شاہ ہاتھ سے نریمان
کے اسیر ہو گیا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے عمرو تعریفیں نریمان کی کرتا ہوا پھرا اور لاہوت شاہ کے بارے میں حکم کیا کہ
زندان خانے میں قید کرو اور بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا چاروں نقابدار مع نریمان گرد و اطراف میں متمکن ہوئے نریمان
نے کہا کہ ای شاہ عمرو دیکھا تمنے کہ میں نے اس کمبخت کو کسطرح باندھ لیا عمرو نے بہت سی آفرینیں کیں غرض اُسنے نشہ شراب میں
آکر کہا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت شاہ عمرو نے حکم کیا کہ نقارۂ رزمی نوا ارشیہ میں آئے طبل جنگ کا بجنا تھا کہ ہرکاروں نے
آکر خدمت صاحبقران میں عرض کیا کہ لشکر عمرو میں طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی نقارۂ حربی پر چوب پڑے
اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ ہمارا اسی مقام پر تھا آج تو ہم لاہوت شاہ کے سبب سے بچ رہے کل ہمسے اور نریمان سے سامنا ہے
یہ کہکر نہایت اُداس کمال پریشان دربار برخاست کرکے اپنی خوابگاہ میں داخل ہوئے کھانا بھی کچھ کھایا کچھ نہ کھایا نماز مغرب و عشا
ادا کرکے گریہ و زاری میں مصروف ہوئے چار پہر رات گذر کر جسوقت کہ صبح ہوئی دونوں لشکر عرصہ کارزار میں صف آرا ہو
نقیب نجیب نکل گئے نریمان سامنے شاہ عمرو کے آیا اور اجازت میدان کی چاہی عمرو نے کہا ای نریمان آج مقرر حمزہ سے
سامنا ہوگا ذرا ہوشیار رہنا نریمان نے کہا ای شاہ عمرو آپ کو اور کچھ گمان میری طرف ہو دیکھیے گا کہ میں بعنایت فرعون شاہ
حمزہ سے کسطرح لڑتا ہوں اور کیونکر باندھ لیتا ہوں یہ کہکر اپنے ہاتھی پر سوار ہوا اور میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا جو جا
عرق عرق ہوا اور نعرہ کیا کہ ای حمزہ نکل میرے مقابلے کو آ صاحبقران نے چالاک سے کہا کہ ای چالاک میدان کو فرق
کرو اُسنے کلاہ اپنی سوے آسمان اُچھالی اور پکارا ایہا الناس آگاہ ہو کہ صاحبقران زمان امیر عالیشان خود میدان میں جانے لگے
تمام لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے ہمراہ سردار مرکبوں سے اُتر کر پیادہ ہوئے حضور صاحبقران استادہ ہوئے حمزۂ صاحبقران
اشقر دیو نژاد کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے تشریف لائے پشت زین سے روے زمین پر آ کے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا
ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوئے بادشاہ اسلام نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور رو کر فرمایا کہ یہ بھی بادشاہی تمہارے
ہی دم سے ہے جب آپ ہی نہ ہوے تو میں بادشاہت کرکے کیا کرونگا آپ اسی مقام پر ٹھہریے میں نریمان سے جا کر مقابلہ
کرونگا امیر نے فرمایا کہ ای شہریار عالی وقار خدا مجھے اُس روز کو نہ رکھے کہ میں تخت بادشاہی کو ویران دیکھوں میری زندگی
میں تخت بادشاہی اسی طرح آباد رہے اور آپ کے باعث سے قیام لشکر ہو ہرچند بادشاہ اسلام نے چاہا کہ صاحبقران

میدان میں نہ جائیں امیر نے نہ مانا اور بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر نریمان فیل سوار سے مقابل ہوئے نریمان نے جو آتے دیکھا حمزہ صاحبقران سے تگاور زن ہوا مرکب دونون کے برابر سے ہٹ گئے سپرون سے چنگاریان آگ کی گر پڑین مرکبون کو رانون مین مسلکر ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا نریمان نے پوچھا کہ یا حمزہ صاحبقران آپ سے اور عمرو سے کیا باعث بگاڑ کا ہوا یا تو باہم وہ محبت تھی کہ ایک جان و دو قالب تھے یا یہ کہ آپ انکے تشنہ خون ہین اور وہ آپ کے دشمن جان ہین امیر نے جواب دیا کہ ای نریمان تمنے اس جھگڑے کو عمرو کی زبان سے کیونکر سنا نریمان نے کہا یون سنا گیا ہے کہ آس بن الوس نے سکندر عیار انگیز فرزند شاہ عمرو کو کہ شاہ عمرو نہایت اسے پیار کرتے تھے مار ڈالا شاہ عمرو کو کمال صدمہ و ملال ہوا اور اسی صدمے مین بیمار ہی شاہ عمرو گئے کہ آس بن الوس کو قتل کرین لیکن آپ کے خوف سے فقط اسکی ناک کاٹی جان سے نہ ہلاک کیا اسکو آپ نے جرم تصور کیا اور شاہ عمرو کی مشکین باندھکر آس بن الوس کے حوالے کر دیا مگر اسپر بھی شاہ عمرو کو کچھ خیال نہ آیا اور اپنی تقصیر معاف کرانے کو آپ کی خدمت مین آئے اور آپ نے کچھ بھی خیال معاف نہ کی بلکہ بعوض عفو قصور آپ نے تازیانے اسپر مارے جو ایسا ناشوم ہوا اسکو کوئی یون بیزار کر دیتا ہے جسنے آپ کو خاک سے پاک کیا مرتبہ صاحبقرانی پہونچایا عمرو ہی ایسا شخص تھا کہ سب بلاؤن کو آپ پر سے اور آپ کے لشکر پر سے دفع کرتا رہا اور ہر جگہ تیغ حوادث کی سپر رہا جملہ بلاؤن سے آپ کو محفوظ رکھا امیر نے کہا کہ ای نریمان یہ تم کیا کہتے ہو ملازم و خادم سے ایسے ہوتے ہین اسنے اگر یہ کام کیے تو لاکھون روپیے ہمنے دیے اور ہمسے اس سے تو عہد و پیمان تھا کہ کسی پہلوان کو سوتے مین ذلیل نہ کرنا اسنے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالی اور وہ سرور بار ہمارے سامنے تھا اور چوڑیون کی کشتی لیکر آیا کہا کہ آپ جسکو پہلوان زبردست سمجھتے ہین اسکو عیار کے ہاتھ سے ذلیل کراتے ہین آپ کو جرأت و مردی سے کچھ کام نہین ہے یہ جوڑا چوڑیون کا اور تحفہ موجود ہے اسے پہنکر محل مین بیٹھیے ای نریمان نہ یہ نالائق ایسی حرکت کرتا نہ مین یہ کلمہ و کلام سنتا نریمان نے کہا کہ یا صاحبقران خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جانے دیجیے آپ صفائی کر لیجیے امیر نے جواب دیا کہ یہ بھی نہو گا اپنی جان دونگا مگر اس پاجی سے صفائی نہ کرونگا نریمان بولا کہ ہمارا تو وہ بادشاہ ہے اور آپ اسے ہر بار پاجی کہتے ہین بس معلوم ہوا کہ آپ بر سر پرخاش ہین خیر شاہ عمرو کو کسی کی پروا نہین ہیکل آپ کے ملازم اسکے موجود ہین لائیے حربہ اپنا امیر نے کہا کہ ہمارا دستور ہے حریف پیش دستی کرتا نہین نریمان نے خبردار خبردار کہکے اپنے ہاتھی کو پیچھے ہٹاکر برچھا صاحبقران پر لایا امیر نے نیزے کو نیزے پر رد کیا غرض نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی نیزہ بازی رہی سنانین نیامین ناکارہ ہو گئین پھر چھوٹ لگی پڑنے مانند فلاخن فرازان پر پیچھے پیچھے اُڑ گئے نریمان نے کہا کہ نیزہ بازی مین تو آپ مجھسے برابر رہے لیکن یہ گرز طمانچہ ملک الموت کا ہے لیجیے یہ کہکر خواجگی مین سے گرز گران سنگ اٹھا کر امیر پر مارا امیر نے قربوس زین سے گرز سام بن نریمان اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا اور پکارے ای پروردگار عالم چہرہ ام از گل نازک تر ست پناہ دست تو دارم پناہ تو دارم نریمان نے گرز دو دستی مارا گرز پر گرز پڑا تڑاقے کی آواز گنبد گردان تک پہنچی وہ ہوئی دونون گرزون مین پھول پیچ گئے شرارے آتش کے نکل گئے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب تا ناف زمین مین غرق ہو گیا امیر کی آنکھین بند ہو گئین سر سے پسینا جاری ہوا تتق گرد مین پوشیدہ ہو گئے نریمان فیل سوار پکارا کہ زدم و پست کردم چالاک بن عمرو دوڑا اور گرد گرد چرخ مار اندر گرد کے گھسکر دیکھا تو امیر بیہوش گھوڑے پر ہین آواز دی کہ یا امیر یا تو تیر ہوش مین آئیے آنکھ امیر کی کھل گئی امیر نے پوچھا کہ ای چالاک ... نے کہا ای شہریار حریف زیادتی کرتا ہے اور حضور کا کیا حال ہے امیر نے فرمایا کہ بچایا پروردگار عالم نے گرز بلا کی ضرب لگائی تھی کافر خاص نے یہ کہکر مرکب کو اشارہ کیا ایسا ہی گھوڑا اٹھا کہ زمین کا طبقہ لیکر نکلا حمزہ صاحبقران گرد سے باہر آئے حریف نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران زندہ و سلامت ہین جی مین اپنے کہنے لگا کہ ای نریمان حمزہ بچ گیا اور ادھر حمزہ صاحبقران نے

آواز دی کہ باش او کافر خاسر شعر تو ضرب بے زدی ضرب یا من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ٭ ہوشیار ہوشیار کہ کرد و دستی گرز اُس نا ہنجار بد کردار نے ریحان فیل سوار پر مارا کہ اُسکی بھی وہی حالت ہوئی جو کیفیت اسیر کی ہوئی تھی اور بکر اسکے ہاتھی کی ٹوٹ گئی ادھر امیر نے بھی آواز دی کہ صاحبو دوڑو اور ریحان کی خبر لو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ارے جلد جاؤ عیارو دوڑے اور پکارے کہ ای پہلوان زمان واہ گرشاسپ دوران کیا کیفیت ہے یہ صدا تھی تیز ہاتھی چھاگل میں سے پانی نکال کے چھینٹا دیا گرد بیٹھی دیکھا کہ ریحان فیل سوار بدہوش کھڑا ہے دونوں گھٹنے اسکے آشنا زمین ہیں آنکھیں بند ہیں ہر بن مو سے پسینا جاری ہے غشی طاری ہے مگر دونوں ہاتھ اسکے ستون گرز ہیں بالکل ہل جل نہیں واں دی عیاروں نے کہ ای پہلوان قدرت تھا ہوش میں آ ریحان کی آنکھ کھل گئی حیران ہو کر ہر چہار جانب دیکھنے لگا عیاروں نے پوچھا کہ کیا کیفیت ہے ریحان نے جواب دیا کہ بچا یا خداوند فرعون شاد نے یہ کہکر ہاتھی کو اُسنے ہوا اُسکا کام تمام ہو چکا تھا ہاتھی پر سے کود پڑا اور دوڑ کے اشقر دیوزاد کو مار ڈالے امیر نے جو ریحان کو بارادہ فاسد آتے دیکھا گھوڑے پر سے کود پڑے ریحان نے امیر کو پیدل دیکھکر سپر کو پھینکدیا اور ہاتھ سے پھینکدی اور حمزہ صاحبقران پر دوڑا امیر بھی نہتے ہو کر جھپٹے دونوں باہم لپٹ کر مصروف کشتی ہوئے امیر اسم اعظم پڑھ پڑھ کر دم کرتے جاتے ہیں چار پہر دن کشتی رہی امیر کا یہ عالم ہوا کہ نہ نہیں در دیر لگ گیا اور ریحان کو کچھ نہ معلوم ہوتا تھا شام کو ریحان نے کہا کہ اب آپ پھر جائیے صبح کو ہم اور آپ پھر لڑینگے اگرچہ معمول امیر کا یہ نہ تھا کہ میدان سے بے تصفیہ پھریں لیکن ریحان نے جو کہا کہ اب شام ہوئی پھر جائیے امیر نے غنیمت سمجھے کہ آبرو میری رہ گئی غرض امیر اشقر پر سوار ہوے پھر کر بارگاہ میں آئے اسطرف ریحان بھی اسپ زر نثار کرتا ہوا الماس گوہر خوشنود پھر کر بارگاہ میں آیا صحبت عیش برپا ہوئی تھا دار قمطور داپوش نے عمرو سے کہا کہ خواجہ صاحب جی چاہتا ہے آج تم سرا پندگی کرو اور بانسری بجاؤ تو ہم سنیں عمرو نے کہا کہ بدل وجان میں حاضر ہوں سازندوں سے خطاب کیا کہ تم ساز آپس میں ملاؤ اور تھوڑی دیر کی مہلت ہو نہیں نکال کر ساتوں قفلیاں اُسکی ملا کر بجانا شروع کیا تمام صحبت مسرور وخوش ہو تھی آہستہ آہستہ مدھم صدا بلند تھی یا یہ آواز تھی دھر ادھر پری سندر و جوت گولی جاتے تان ٭ کان مجمع سے بسے کہ آنکھیں نکلے آن ٭ عجیب سمان بندھا تھا عجب رنگ جما تھا یہاں تو یہ رنگ ہے مگر حال حمزہ صاحبقران کا سنیئے کہ اداس و پریشان بارگاہ میں بیٹھے ہوے بادشاہ اسلام سے کہ رہے ہیں کہ کل جو ریحان سے سامنا ہوا تو یقین ہے کہ وہ مجھ پر غالب ہوگا ہمیشہ پروردگار نے آبرو رکھی مگر اب عزت بچتی نہیں معلوم ہوتی بادشاہ اسلام فرما رہے ہیں کہ آپ گھبراتے ہیں پریشان نہو جیسے پروردگار نگاہ رکھیگا کوئی سبب ایسا نکالیگا کہ یہ بلا آپ پر سے دفع ہوگی یہی باتیں تھیں کہ پہلوان عادی سامنے آیا اور صاحبقران سے دست بستہ عرض کیا و یا کہ ہذا من غلام تو ام امروز نوبت طلایہ شما است لشکر میں امیر کے معمول یہ ہے کہ جتنے سردار ہیں مع امیر اور بادشاہ اسلام کے سب کا ایک ایک دن طلایہ مقرر ہے اور فرد سب کے نام کی لکھی ہوئی پہلوان عادی کے پاس ہے جس روز جسکی باری ہوتی ہے پہلوان عادی اُسے آگاہ کر دیتا ہے چنانچہ اُس روز نوبت امیر کی تھی امیر نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلینگے صاحبقران بولے کیا مضائقہ ہے مگر حضور کو تکلیف ہوگی بادشاہ اسلام نے نہ مانا غرض بوقت شب حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے طلایہ پھرنے لگے گرد لشکر کے پھرتے ہوے برابر ایک بلندی کے پہونچے اوپر بلندی کے حمزہ صاحبقران چڑھ گئے اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ ای شہریار آئیے ہم اور آپ یہاں بیٹھیں کہ آج شب ماہ ہے چاندنی کی بہار ہے سامنے سبزہ زار ہے اور ادھر لشکر ہے اس ٹیلے پر سے تمام کیفیت نظر آئیگی بلطف رات بسر ہو جائیگی بادشاہ اسلام نے اس امر کو بہت پسند کیا حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے اس ٹیلے پر آکے بیٹھے اور شراب تھوڑی سی منگوا کر میکشی میں مشغول ہوے شراب پیتے جاتے ہیں اور چہار طرف دیکھتے جاتے ہیں

کہ ایک طرف سے آواز زنگولوں کی بلند ہوئی امیر اسی جانب کو دیکھنے لگے دیکھا کہ چالاک بن عمرو چلا آتا ہے آواز دی کہ ای
چالاک کہاں چلا چالاک نے آواز امیر کی پہچانی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک بلندی پر صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے
جلوہ فرما ہیں اور پاس آیا قریب حمزہ صاحبقران کے پہونچکر دست ادب بستہ عرض کیا کہ اے شہریار باوقار میں جاتا ہوں
عمرو بن امیہ ضمری کے لشکر میں ارادہ ہے کہ وہاں پہونچکر کچھ دست بردی کروں امیر اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ہم بھی تیرے
ساتھ چلتے ہیں اسنے کہا کیا مضائقہ ہے غرض حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور چالاک بن عمرو جانب لشکر
شاہ عمرو روانہ ہوئے آتے آتے دیکھا انھوں نے کہ ایک سیاہ پوش چلا آتا ہے جس وقت سیاہ پوش قریب آ
پہونچا امیر نے بنگاہ اول پہچانا کہ یہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی ہے ادھر اسد نے پہچانا کہ امیر ہیں عرض کیا اسنے کہ
اے جد بزرگوار آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں امیر نے جواب دیا کہ میں برائے سیر جاتا ہوں اسد نے کہا کہ میں
بھی اسی قصد سے نکلا تھا خوب ہوا کہ حضور سے ملاقات ہو گئی اب میں بھی حضور کے ہمراہ ہوں حمزہ صاحبقران نے
کہا کہ آؤ غرض صاحبقران مع بادشاہ اسلام و اسد و چالاک کے سیر کرتے ہوئے لشکر میں عمرو کے داخل ہوے
بصورت مبدل چلے آتے ہیں آتے آتے دروازہ بارگاہ شاہ عمرو پر پہونچے صاحبقران نے دیکھا کہ عمرو بن امیہ
ضمری تخت سلطنت پر بیٹھا ہے تاج شہریاری سر پر رکھا ہے لوگ گرد و اطراف میں دست ادب بستہ کھڑے ہیں چاروں
نقیب دار کرسیوں پر بیٹھے ہیں حمزہ صاحبقران نے جیسے ہی صورت عمرو بن امیہ ضمری کی دیکھی ایک غیظ و غضب
طاری ہوا آتش غضب کا نون سینہ میں مشتعل ہوئی شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ حسام کو نیام انتقام سے کھینچکر عمرو پر
جا پڑیں بادشاہ اسلام قریب تھے انھوں نے نگاہ غضب آلود حمزہ صاحبقران کو پہچانا کہا کہ یا امیر کیا ارادہ ہے
قبضے پر کیوں ہاتھ ڈالا ہے امیر نے جواب دیا کہ حضور قصد ہے اس سارباں زادے کے ٹکڑے ٹکڑے اور ریزے
ریزے کروں بادشاہ اسلام مانع ہوئے کہ یا امیر یہ امر اچھا نہیں ہے اس ارادے سے آپ باز آیئے موجب بدنامی کا ہے
تمام جہان میں مشہور ہو جائیگا کہ حمزہ نے عمرو کو بدغا بازی قتل کیا دوسرے یہ کہ تقاضا ارجمندان اور گریان دونوں
موجود ہیں جس وقت وہ نقاب اپنے اپنے منھ پر سے دور کرینگے آپ رونے لگے رونے اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائینگے
عمرو کی کیا اصل و حقیقت ہے کہ حضور سے مقابلہ کریگا یہ احتشام اسکا چند روز ہے حمزہ صاحبقران کو نصیحت بادشاہ
اسلام کی پسند آئی کہا کہ اے شہریار باوقار جو کچھ آپنے فرمایا وہ میں نے قبول کیا اس سارباں زادے سے
سمجھ لونگا واقعی اسے قتل کرنا ابھی مناسب نہیں ہے بجا ہے حضور کے زمانہ بھی کہیگا کہ حمزہ نے دغا سے عمرو کو مارا
یہ کہکر حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے آگے بڑھے تماشا دیکھنے لگے اور یہاں نہر یہاں فیل سوار نے وارا
ایک سردار ہے اسکی جانب دیکھا کہا کہ اے داراب اٹھو اور یہ قرابہ شراب ناب کا سمک مشغولی کے واسطے
لیجا اور راستہ میں کہنا کہ اے سمک تو خدا پرستوں کی نگہبانی سے غافل نہو جس وقت اپنے ہمراہیوں سمیت ہوشیار رہو
داراب یہ سنکر باہر بارگاہ کے آیا اور آواز دی کہ یہاں کوئی مزدور ہے چالاک نے جو سنا کہ مزدور کی خواہش ہے جلدی سے
اپنے تئیں ایک شہدے کی شکل بنایا ٹوپی سر پر ہے چندوا اسکا تمام گوٹا فقط رنگین ہے عرقچین بندھی ہے دونوں جوتے کھلے
ہیں ایک بیٹی چادر بغل میں ہے پکارا کہ خداوند حاضر ہوں کیا مزدوری دیجئے گا اسنے کہا جو تو مانگیگا وہ دینگے یہ بولا خداوند
میں تو گنڈے سے کم نہ لونگا اسنے کہا کہ اچھا تو اٹھا تو سہی گنڈا ہی دینگے اسنے کہا کہ لائیے پہلے دیدیجیے خداوند آپ کی
بدولت خوب چھکا کو ٹھیلونگے غرض داراب نے چار پیسے خدمتگار سے دلوا دیے یہ دعائیں دینے لگا اور کہا کہ خداوند
بتلایئے جو آپ چاہیں اٹھوا لیں اسنے خطاب کیا کہ قرابہ شراب کا اٹھا لے چالاک نے قرابے کو سر پر رکھا اور روانہ

ہوا راستے میں تمام شراب کو بیہوشی آمیز کیا یہانتک کہ جہاں وہ دانی نہ تھا وہاں پہونچا وارا سب نے سمک فرعونی کو شراب
دی اور کہا ای پہلوان دوران شریان قتیل سوار نے یہ شراب تمکو بھیجی ہی کہ اسے رات بھر پیو اور تمام شب نگہبانی میں مصروف
رہو یہ کہکر وارا سب چلا گیا سمک فرعونی نے تھوڑی شراب تو اپنے پینے کیلیے رکھ لی باقی تمام اپنے ساتھ والوں کو بانٹ دی
سب نے پینا شروع کیا اور اپنے اپنے کھیل میں مشغول ہوے کوئی تو چکپی کھیل رہا تھا اور کوئی نوتری پھینکتا تھا کہیں
سلفی پھنک رہی تھی سات پانچ کی صدا بلند تھی کسی طرف پچیس پچیس کی آواز چلی آتی تھی کسی جانب سوختہ ہو رہا تھا
کوئی سیلسہت کھیلتا تھا اور کوئی بد قماش گنجفہ بازی میں مصروف تھا کوئی شطرنج کا سینہ سوخت تھا کوئی چوسر کے رنگ
میں خود فراموش تھا بیہوشی نے جو اثر کیا تو چہار جانب چھینکیں ہونے لگی لات مکی دھول دھپا چلنے لگا اودھر بیہوشی نے
طمانچہ مارا بیہوش ہو ہو کر گرے چالاک دور کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ کوئی ہوش میں نہیں ہی بچالاکی تمام
دوڑا زندانخانے کا دروازہ کھولا جتنے سردار کہ نقابداروں کے ہاتھ سے اسیر ہوے تھے ان سب کو قید سے رہا کیا
سبھوں نے قید اپنے اپنے بدن کی توڑ ڈالی چالاک ان سب کو ساتھ لیکر امیر کی خدمت میں آیا امیر انکو دیکھکر بہت
خوش ہوے چالاک کو گلے سے لگایا کمال تحسین و آفرین کی اور جملہ سرداروں کو لیکر داخل لشکر ہوے صبح کو دربار فرمایا
سب سردار جابجا آکر بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی اب اسطرف کا حال سنیے کہ صبح کو زندانخانے والے لوگ بیدار ہوے
دروازہ زندانخانے کا کھلا ہوا پایا اور کسی قیدی کو نہ دیکھا آکر خدمت شاہ عمرو میں عرض کیا کہ رات کو تمام قیدی چھوٹ گئے
شاہ عمرو نے کہا کہ ای نقابدار قنطورہ پوش میں تجھسے کہتا تھا کہ عیاری نہ کرنا میں نے تمہارے کہنے پر عمل کیا شیوہ عیاری
چھوڑ دیا اب دیکھو کہ عیاران لشکر اسلام میرے ساتھ عیاریاں کرتے ہیں تم بھی اب مجھکو منع نہ کرنا میں بھی انسے عیاری کرونگا
نقابدار قنطورہ پوش نے کہا ای شاہ عیاران سردار لشکر اسلام کے چھوٹ گئے تو آپ کو کیا رنج ہوا آپ گھبرائیے نہیں دو چار
دن میں وہ سب گرفتار پھر ہو جاینگے وہی نقابدار انکو پھر پکڑ لائینگے یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی ہی اودھر امیر بارگاہ میں بیٹھے ہوے
بادشاہ اسلام سے عرض کر رہے ہیں کہ ای شہریار آج سردار چھوٹ آے کل پھر گرفتار ہو جاینگے یہ بلا دفع کیونکر ہوگی بادشاہ
اسلام نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو بلوائیے انسے احکام نکلوائیے دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہیں حکم دیا کہ لاؤ حسب الحکم
خواجہ زادوں کو بدم بھر کے خواجہ بزرگ امید و ریادل و والا گہر و سیاوش حاضر آکر موجود ہوے چاروں بھائیوں
نے سلام کیا صاحبقران با اقبال مع سرداران فرخ فال کے تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوے بادشاہ نے نیم قد اٹھکے تعظیم کی نیم تخت
پر چاروں بھائی بیٹھے عرض کیا کسواسطے حضور نے یاد فرمایا ہی ارشاد ہوا کہ علم نجوم سے دریافت کیجیے کہ ان نقابداروں پر ہم
فتحیاب ہونگے یا نہیں خواجہ بزرگ امید وغیرہ نے سوا ہاتھ زمین کو لیپ کر اصطرلاب کو مقابل آفتاب کر کے تختہ نقل
پر قرعہ تفکر کھینچا ساتوں ستارے بارہ برج شمس قمر زہرہ مشتری عطارد مریخ زحل اور حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ
میزان عقرب قوس جدی دلو حوت اور سولہ خانے رمل کے نگاہ میں کر کے احکام کو طرح دے کے حکم نکالا اور ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ ہمیں تو یہ ثابت ہوتا ہی کہ مع حمزہ صاحبقران کے کوئی ان نقابداروں پر غالب نہوگا اندنوں کمال نحوست
پر کوکب بخت ہی ایک ہفتہ تو نہایت ہی سخت ہی بہتر یہ ہی کہ صاحبقران شکار کھیلنے کو تشریف لیجائیں بعد چند روز کے یہ کلفت
دور ہوگی طبیعت شاد و مسرور ہوگی پروردگار رحم فرمائیگا فضل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ بمعمول انکا دو چاروں خواجہ زادوں
کو خلعت ہوے چار توڑے اشرفیوں کے مرحمت ہوے وہ بزرگ تو چلے گئے بادشاہ نے امیر سے کہا کہ آپ ایک
ہفتے کی مہلت عمرو سے لیکر صید افگنی کو جائیے امیر نے عرض کیا کہ وہ پاجی مہلت نہ دیگا بات میری خراب ہو جائیگی
سرداروں نے عرض کی کہ حضور شکار کے واسطے سوار ہوں اگر ادھر طبل جنگ بجیگا ہم مقابلہ کرینگے جو کچھ ہوگا سمجھ لینگے امیر

یہ صلاح پسند آئی فرامرز عاد مغربی سے کہا کہ جانوران صید گیر تیار رہیں اُسنے عرض کی تیار ہیں غرض صبح کو صاحبقران
پہلے فرامرز میر شکار یوز باشی اپنے ساتھ لیکر شکار کو روانہ ہوئے ادھر شاہ عمرو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر اسلام
مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو میدانداری ہوئی نریمان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت
لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا شاہزادہ خاور سیاہ بادشاہ سے حکم لیکر مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی گرز بازی ہوئی
برابر رہے مطلب حاصل نہوا تلوار کی نوبت آئی جب بھی کار برآری نہوئی دوپہر کی کشتی مین نریمان نے زیر کیا اور پھر مبارز طلب
کیا بدیع الزمان نے مقابلہ کیا شام تک نریمان نے بدیع الزمان کو بھی پکڑ لیا شام کو دونون لشکر پھر گئے پھر طبل جنگ
بجا صبح کو پھر وہی سامنا ہوا اُس روز کی میدانداری مین لندھور اور نور الدہر کو گرفتار کرکے لیگیا تیسرے دن مالک اژدر
صاحب نیزہ و دوسرا غلام نبی چاکر مقابلے کو نریمان فیل سوار کے نکلا دن بھر کی کشتی مین یہ مغلوب ہوا اسی طرح چند
روز کی میدانداری مین نریمان تمام سردارون کو گرفتار کر لیگیا سوا بادشاہ اسلام کے اور کوئی لشکر اسلام مین باقی نہ رہا
اُسوقت عمرو نے نریمان سے کہا ای نریمان فیل سوار جب تک حمزہ شکار سے پھر آئے تو سرداران زہرہ دشاہ کو نکال
کر اسنے عرض کیا کہ بہت خوب آپ طبل جنگ بجوا دیجئے کل مین ہون اور زہرہ دشاہ باختری ہے یہ کافر خاسر جاتا کہان ہے
اسی وقت شاہ عمرو نے طبل جنگ بجوایا جاسوسان لشکر اسلام نے بادشاہ اسلام کو خبر پہنچائی کہ لشکر عمرو مین طبل جنگ
بجا ہے اور کل ارادہ نریمان کا یہ ہے کہ سرداران لقا سے مقابلہ کرے ادھر ہرکارے زہرہ شاہ باختری کے قسم بہ
خناس خوش آمد ورد آمد برآمد سلامت جو لشکر عمرو مین بامر جاسوسی موجود تھے انھون نے آکر زہرہ دشاہ
باختری کو اطلاع دی کہ نریمان فیل سوار کا یہ ارادہ ہے کہ سرداران خداوند سے مقابلہ کرے اور آتش عناد و
فساد کو دونا کرے زہرہ دشاہ نے کہا ہمنے بھی تقدیر کی کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی خروش مین آئے غرض تمام
رات تینون لشکرون مین ایک غلغلہ رہا صبح کو میدان کارزار مین آئے بعد صفوف آرائی میدان قتال وجدال
ونقابت نقبا سے بلند آواز کے نریمان فیل سوار اپنے لشکر سے نکلا اور وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر نعرہ
دی کہ ای زہرہ پرستو تم مین سے جسے تمناے مرگ ہو میرے مقابلے کے واسطے آئے شعر گران ہر کرا بار سر پیش ست
حکیم علاجش بہ پست من ست سب نگران تھے کہ دیکھیں کون نکلتا ہے اتنے مین ظلیم خون آشام خالو سے قدرت
زہرہ شاہ سے اجازت لیکر مقابل نریمان کے آیا نریمان نے دو گھڑی کے عرصے مین اسکی مشکین باندھ لین پھر
زنگار خون آشام نکلا وہ بھی گرفتار ہو گیا کالکال خون آشام نکلا وہ بھی اسیر ہوا جب تینون سردار گرفتار ہوگئے
اسوقت لقا نے حکم دیا کہ بجے طبل بازگشت کل ہم خود مقابلہ کرینگے لشکر مین زہرہ شاہ کے طبل بازگشت بجا دونون
لشکر پھر گئے عمرو بن امیہ ضمری تعریفین نریمان کی کرتا ہوا پھرا اور ان تینون کو حکم دیا کہ لیجا کر قید کرو پھر طبل جنگ
بجا لقا کے لشکر مین بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا صبح کو دونون لشکر عرصہ کارزار مین آئے ادھر سے نریمان فیل سوار نکلا
اور ادھر سے زہرہ شاہ نے ارادہ کیا کہ مقابلے کو جائے بختیارک نے منع کیا کہ یا خداوند آپ نہ لڑیے لقا بولا کہ او
شیطان تجھے کارخانہ خدائی مین کیا دخل ہے مین ابھی اس بندہ گستاخ کو باندھ لاتا ہون یہ کہا اور کرگدن پر سوار ہوکر
میدان مین آیا بعد اژدہا وزری لقا نے نریمان سے کہا او بندہ بے ادب تو مجھسے مقابلہ کرتا ہے بہتر ہے کہ مجھے
آکر سجدہ کر کیونکہ فرعون شاہ میرا چھوٹا بھائی ہے نریمان غضب مین آیا کہا ارادہ کو کیا واہی بکتا ہے لقا نے
برہم ہوکے کہا او نریمان مجھے تو جھوٹا جانتا ہے نہین ڈرتا میرے غضب خداوندی سے نریمان بولا تو کیا جھک مارتا ہے
لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو لقا نے نیزہ مارا نریمان نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا لقا غیظ وغضب مین آیا تلوار ماری

ترجان نے تلوار چھین لی اور دو پہر کی کشتی میں لنگر لقا کا توڑا چرخ دیگر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھیں لقا
بکا کیا کہ تو سینہ قدرت پر چڑھا ہے ڈرتا نہیں آسمان گھیر گرا دوں زمین میں غرق کر دوں اسیا بھی باز نہ مشکیں بندھا ہو ترجان
ہنسا کیا اور لقا کو باندھ لیا طبل بازگشت بجا تیموں لشکر اپنی اپنی آرامگاہ میں گئے شاہ عمرو آکر تخت پر بیٹھا کہا کہ لاؤ تو مردود شاہ
کو لقا کو غل و زنجیر میں گرفتار کر کے لوگ لائے لقا نے کہا کہ سلام میرا اسیر جو مجھے بخدائی برحق جانے کسی نے جواب نہ دیا
ترجان پکارا او گیدی کیا بکتا ہے اس کبر و غرور کو چھوڑ شاہ عمرو کے قدموں کو بوسہ دے لقا نے کہا کہ یہ گستاخ ہے عمرو نے
کہا کہ مارو اس مردود کو لوگوں نے دو دو چار چار طمانچے لقا کے مارے ترجان نے ہنسکر کہا کہ او لقا تو بڑا اچھا ہے دیکھ واہیات کو
چھوڑ شاہ عمرو کی اطاعت کر لقا بولا کہ قسم ہے اپنی خدائی کی سب کاموں کی تقدیر میں نے شیطان درگاہ ملک بختیارک پر
مقرر کی ہے وہ آئیگا تو جواب دیگا شاہ عمرو نے کہا لاؤ بختیارک کو تقاضا پر قلندر رفیل سوار گیا بختیارک کو لے آیا ہنستے
آتے ہی شاہ عمرو کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ میں تو آپ کے غلام کا غلام کا غلام بلکہ اختلام ہوں کیا ہی طبیعت
قدوسی کی حضور کو اس شوکت سے دیکھ کے خوش ہوئی ہے عمرو بولا بہت باتیں نہ بنا دیکھ تو لقا کیا کہتا ہے بختیارک لقا
کی جانب پھرا اور کہا کہ کیا ہے کیوں نہیں شاہ عمرو کی اطاعت کرتا اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ جلد قدموں کو بوسہ دے
کر اس جناب سے جو پھرا ہے وہ خراب ہوا ہے کسی خداوند میں یہ کرامات نہیں ہے جو شاہ عمرو میں ہے لقا پکارا میں نے
تقدیر کی کہ قدموں کو عمرو کے بوسہ دوں یہ کہکر آیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا شاہ عمرو نے حکم کیا کہ قید لقا کی دور کرو الغرض
لقا نے قید سے رہائی پائی اور تمام اپنی فوج و لشکر بلوائی اور شریک عمرو ہوا بعد اسکے عمرو نے حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام
کو لاؤ سب آکر سامنے حاضر ہوے شاہ عمرو نے کہا کہ تم سب میری اطاعت کے بارے میں کیا کہتے ہو سبھوں نے عرض کیا کہ ہم اپ
بدل و جان مطیع ہیں مگر پہلے صاحبقران سے فیصلہ کر لیجیے تو بہتر ہے لیکن پہلوان عادی کہ کئی دن کا بھوکا تھا پکار اٹھا کہ
ہم اس غلام تو شدم شکم مرا ہر کہ سیر کند نوکر او ہستم شاہ عمرو نے فرمایا کہ کھانا پہلوان عادی کے واسطے لاؤ اور خوب کھلاؤ
جس وقت کہ پہلوان عادی کا شکم سیر ہوا قدموں کو عمرو کے بوسہ دیا تخت شدادی لیکر دراز سے بیٹھا نوکری شاہ عمرو کی
اختیار کی باقی جتنے سردار تھے سب زندانخانے میں بھیجے گئے لیکن چالاک بن عمرو بصورت مبدل یہاں موجود تھا تمام
حال جا کر بادشاہ اسلام سے بیان کیا فرمایا کہ خیر یہاں تو لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا اور امیر ابھی تک نہیں پھرے ایک ساعت ہنستے
کا وعدہ کر کے گئے تھے دو ہفتے گذر چکے اے چالاک تم جاؤ اور صاحبقران کو ڈھونڈھ کے لاؤ غرض چالاک بن عمرو
صاحبقران کی تلاش میں روانہ ہوا

اب چند کلمے امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

شکار انداز ان صحرائے معانی و صید بازان صیدگاہ خوش بیانی وادی تحریر میں شکار رنگ تحریر یوں کھیلتے ہیں کہ جب امیر بالوقیر
بہر شکار چلے تمام جانوران صیدگیر ہمراہ تھے باز جرہ ترمتی شکرہ بارباشہ لگھڑ جھگڑا چنچ باشا بہری و غیرہ اجیاست

سیہ گوش چیتے وہ ... / کسی ست جُرّے کہیں ہیں بہریاں
ہرن وہ کہ شیروں کا کرلیں شکار / پرندوں کا چھوڑیں نہ نام و نشان
وہ کتوں کی تھیں جو زریاں لرجوا / لیے باز ہاتھوں پہ بیٹھے بازدار
دل شیر ہیبت سے ہو جنگلی اب / کہ ہو طائر روح جن کا شکار

چیلے قراول میر شکار یوز باشی یہ ہزار شہر قوں کے پائجامے پہنے باشی پگڑیاں باندھے گلوں میں اقوت و سنگلے پہنے جانور
ہاتھوں میں لیے ہوے ساتھ ساتھ چلے وقت صبح کا صادق کا تھا صحرا میں جو پہنچے پہلے صاحبقران نے نماز پڑھی وظیفے
سے فارغ ہوے بعد اسکے حکم دیا کہ شکار ہو پہلے میر شکار سب حاضر تھے انھوں نے بموجب حکم اپنے آقا کے نامدار کے جھاڑ
جھنڈی کو ڈھونڈھنا شروع کیا تیتر تو تے بٹیر کا شکار ہونے لگا جب پرندوں کا شکار بخوبی ہو چکا اسوقت حمزہ صاحبقران نے

حکم دیا کہ اب چرندون کو تلاش کرو بموجب حکم عالی سوار اور پیادے تفحص مین چرندون کے روانہ ہوئے ایک ساعت ابھی
نہ گذری تھی کہ چوڑی ہرکارون کی گردین آلودہ پسینے مین غرق حاضر ہوئی کہ باعبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض
کیا کہ یہان سے تھوڑی دور پر ایک چراگاہ ہے وہان سب طرح کے جانور یا ہنسی جنگل اور نیل گاو کے چرنے مین مصروف ہین
امیر عالیشان انکو انعام موافق انکے مرحمت فرما کے اُس جانب کو روانہ ہوئے تمام لشکر بھی اُسی طرف کو چلا جسوقت کہ قریب
اُس چراگاہ کے پہونچے آواز سم مرکبان کی ان چرندون نے اپنے کان کھڑے کیے اور ارادہ کیا کہ چوکڑی بھر کر فرار ہو جائین
اُسوقت امیر گیتی ستان نے تمام لشکر کو اپنے حکم دیا کہ یہ چرند جانے نہ پائین بموجب فرمانے کے سوارون نے گھوڑے ڈالے
حمزہ صاحبقران نے بھی ایک ہرن کا تعاقب کیا وہ ہرن سامنے سے بھاگا جاتے جاتے ایک مقام پر دریا نمودار
ہوا ہرن پانی کو دیکھ کر جھجکا اُسی وقت امیر نے تیر کو کمان مین پیوستہ کر کے ہرن پر مارا آواز زہ بازہ کی بلند ہوئی مصرعہ فلک
گفت حست و گفت زہ تیر ہرن کے شانے پر ایسا پڑا کہ دوسرے شانے کو توڑ کر پار گذر گیا ہرن گرا صاحبقران نے
اشقر دیوزاد سے اُتر کر ہنوز دم باقی تھا کہ تکبیر کہہ کر ذبح کیا چقماق پتھر سے آگ نکالی اور لشکر الکڑیان جنگل سے چنکر جلائین
جب اُن مین سے دھوان نکل گیا آگ باقی رہ گئی اتنے عرصے مین حمزہ صاحبقران نے ہرن کے گوشت کو صاف کر لیا سیخ پر کباب
لگا کر تیار کیے اور وہین آگ پر بھون بھون کر کھانے لگے چونکہ بھوک بشدت تھی اور دن بھی قریب دوپہر کے آ چکا تھا اور لشکر تمام پیچھے
رہ گیا تھا کوئی ساتھ مرکب کے نہ تھا جسوقت کہ کباب کھا کر خوب شکم سیر ہو چکے دریا سے جا کر پانی پیا اول یہ ارادہ کیا کہ یہان
تھوڑی دیر استراحت کر لیجیے اگر اس عرصے مین لشکر ڈھونڈھتا ہوا آ گیا تو بہتر ورنہ پیچھے چلینگے یہ ابھی خیال ہی تھا کہ سامنے سے ایک
ہرن اور نہایت خوبصورت پیرون مین گھنگھرو سینگون پر طلائی سنگوٹیان چڑھی اُسپر کارچوبی جھول پڑا ہوا تمام جسم پر نقش و نگار عجیب و
غریب کہ کبھی چشم فلک نے ایسا ہرن نہ دیکھا ہوگا پیدا ہوا صاحبقران اُسکو دیکھکر عاشق ہو گئے دل مین کہا کہ اگر زندہ ہاتھ آئے
تو اسکی پرورش کیجیے یہ سوچکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر تعاقب مین روانہ ہوئے اور ہرن بھی بھاگا چلا جاتا ہے اتنے مین ایک
دریا سے ریگ نظاہر ہوا ہرن آنکھون سے غائب ہو گیا امیر حیران و سرگردان رہ گئے اب جو دیکھا تو ایک ہولناک بیابان اور
ایک ریگستان ہے اشقر کا یہ عالم ہے کہ چل نہین سکتا ریگ مین غرق ہوا جاتا ہے فلک اُڑ رہی ہے کوئی آدمی دکھائی نہین دیتا
حاصل کلام چار گھڑی دن باقی تھا کہ اُس بیابان ریگ سے نکلا ایک باغ نظر آیا امیر داخل باغ ہوئے باغ نہایت شاداب
و خرم پھول رنگ برنگ کے پھولے ہوئے درخت میوہ ہاے گوناگون سے لدے ہوئے چار چمن آراستہ و پیراستہ
اشجار نوخاستہ طاؤسون کا شور قہقہہ زن چکور عندلیبون کا چہچہا طوطیون کا طوطی بول رہا ہے قمریون کی کوکو کی صدا بلند ہے طاؤس
خوش رفتار ایک طرف خوش فعلیان کر رہا ہے امیر کچھ میوہ توڑ کر کھایا صداے ساز طبلے اور سارنگی کی کان مین پہونچی
اُسی طرف چلے قریب ایک قدم کے پہونچے دیکھا کہ ایک بارہ دری پر پردہ پڑا ہوا ہے مکان نہایت پاکیزہ ہے ایک سمت
ہجوم پری رویان ماہ طلعت بصد حسن و خوبی صحبت رقص و سرود گرم کیے ہے درمیان مین ایک تخت مرصع کا ہے اُس پر ایک نازنین
حور وش بصد غرور و تمکین ہے صاحبقران نے جو وہ صورت دیکھی ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہو گئے اور اس نازنین
نے بھی جو امیر کا جمال بے مثال دیکھا ہزار جان دل مائل ہوئی اور بہزار ناز و انداز تعظیم کے واسطے اُٹھی اور دوڑ کر ہاتھ امیر
کا پکڑ لیا امیر اُسکا وارفتہ ہو گئے تھے بے تکلف اُسکے ساتھ جا کر مسند پر بیٹھے اُس پری پیکر کے اشارے سے کل اسباب عیش
مہیا ہوا گلعذاران پاندان چنگیر لیکر گھومنے لگے یہان شراب کی تحسین کیا کی اور کل سامان شاہانہ موجود ہوا اُس نازنین
نے جام شراب لبریز کر کے امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نشہ بادہ الفت سے چور ہو رہے تھے بے اندیشہ اُسکا مزہ دہ جام پی لیا اور اپنے ہاتھ سے
ایک ساغر اُسکو تواضع کیا وہ نازنین پکار رہی شعر الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

اور وہ جام پی گئی پھر تو دو دو تین تین جام آپس میں چلے پھول کی صورت دماغ بادہ ناب سے گرم ہوئے گلوں میں ہاتھ ڈال کر گلے
تمام اہل محفل کے جمع ہوئے رنگ اکھڑ گئے لوگوں نے اٹھنا شروع کیا تخلیہ مجلس ہو گیا صحبت خاص رہ گئی امیر نے منہ سے منہ ملایا چاہا کہ
کہ بوسہ لیں دل کا مزا نکالیں کہ اسکے منہ سے ایک بو سے بدآئی امیر کو نفرت کلی ہوگئی سمجھ گئے کہ یہ جادوگرنی ہے دور ہٹ کر بیٹھ گئے اس
نازنین نے کہا کہ یہ کیا ابھی تو مجھسے لپٹا ہوا تھا اور ابھی ایسا دور بھاگا یہ شور اشوری یا یہ بیگانگی امیر خفا ہو کے بولے کہ او لکاتہ تیرا
منہ کا بیکوہ ہے سڑا اس ہے عجب بو سے بدآتی ہے کہ ناک نہیں دی جاتی ہے معلوم ہوا کہ تو جادوگرنی ہے اور سن کی تیرا ہزار برس سے کم نہیں ہے
اسنے کہا کہ سن تو میرا فقط تین سو برس کا ہے اور سوائے گندہ دہنی کے مجھمیں کوئی عیب نہیں ہے ہرن اے شخص اگر مجھسے صحبت کریگا اور مجھے
راضی رکھیگا تو میں تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کرونگی میں ہی کا ہرن بنکر تجھے لگا لائی ہوں نام میرا گلشن جادو ہے اور اگر تو مجھسے صحبت
نہ کریگا تو آتش سوزاں میں جلا دونگی یہ کہکر اٹھی کہ میں صدقے میں قربان ہزار جان میری تیرے ایک ناخن پا پہ نثار مجھے
گلے لگا لے امیر کا اور ہوا فاحشہ نہیں میرے ہاتھ سے ماری جائیگی گلشن نے کہا کیوں باتیں بناتا ہے یہ کہکر امیر سے لپٹنے لگی امیر نے الٹا
ہاتھ مارا کہ گلشن جادو کا منہ پھٹ گیا دور جا گری کوسنے میں بھی ضرب آئی بے ہم ہو کر کہا خیر معلوم ہوا تیری شامت آئی ہے تجھکو یہاں
اجل لائی ہے پکاری ای ارشد الیسے لیجا کر آگ میں ڈال دے ساتھ ہی پکارنے کے ایک حبشی سیاہ رو تیرہ درون نمایاں ہوا اور امیر
پر دوڑا کہ پکڑ لیجائے جب قریب پہونچا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے گلشن جادو نے غضبناک ہوکر
اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور شیر کی صورت بنکر امیر پر دوڑی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا کہ وہ ہیئت اسکی برطرف ہوگئی اور
ایک پیر زال کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں سے مثل مانند سنگ مادہ کے چلی آتی ہے امیر پکارے کہ او مکارہ دیکھ اپنی صورت کو اسنے جو شکل
اپنی دیکھی تو شرمندہ ہو کر کہا کہ تو مجھسے بڑھکر ساحر ہے اور چاہا کہ سحر کرکے بھاگے امیر نے ایک تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے
شور گیر و دار کا بلند ہوا اندھیرا چھا گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحرہ کہ پتلا سیاہ قائم ہے ہوئی پڑی ہے اور
مکان اس کیفیت پر نہیں ہے کچھ کوٹھریاں بنی ہیں انمیں سے آدمیوں کی آواز آتی ہے امیر نے انکو کھولا انمیں سے بہت سے آدمی نکلے کہ بال
اور ناخن انکے بڑھے ہوئے غل و زنجیر میں گرفتار اور کوٹھریوں میں مال و اسباب اور گھوڑے بہت سے نکلے امیر نے ان سبکو
رہا کیا اور مرکب اسباب انکو دیکر فرمایا کہ تمھارا جہاں جی چاہے وہاں چلے جاؤ ہر ایک سادہ جائیں دیتا ہوا چلا گیا ان لوگوں میں ایک
سوداگر خلیل اعظم نامے تھا امیر نے اسے اپنے ساتھ لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں چالاک ملا اگر قدمبوس
ہوا اور کہا کہ تمام سردار پھر اسیر بلا ہو گئے عجب پریشانی ہے بادشاہ اسلام بہت اداس ہیں یہ سنکر امیر کمال رنجیدہ ہوئے خلیل نے سبب
آزردگی کا پوچھا امیر نے تمام حال شہر کے باغی ہو جانے کا اور نقابداروں کے لڑوانے کا بیان کیا خلیل نے آہ سرد کھینچی اور کہا
کہ افسوس عجب بلاؤں سے سامنا ہے امیر نے پوچھا کہ تم ان سے واقف ہو اسنے کہا میں جانتا ہوں یہ نقابدار طلسم بند ہیں انسے
عہدہ برآ ہونا مشکل ہے کسی کی مجال نہیں کہ انپر فتحیاب ہو مگر پروردگار عالم کوئی سبب نکالے وہی ان بلاؤں کو ٹالے امیر نے کہا کہ تم
حال انکا مفصل بیان کرو خلیل نے عرض کیا ایک شہر ہے آخر باختر میں ایک ملک ہے کہ فرعونیہ اسے کہتے ہیں فرعون شاہ
وہاں کا بادشاہ ہے اور وہ دعوے خدائی کا کرتا ہے بہشت اور دوزخ اسنے بنائے ہیں بہشت میں حور و غلمان ہیں دوزخ میں گندھک
آتش روشن رہتے ہیں سات گز ابر اسکے فصیلوں پر سایہ فگن رہتے ہیں اور سات نہریں پانی کی نیچے فصیلوں کے موجزن ہیں
کہ وہ حکم سے فرعون شاہ کے ایک ایک نہر دریائے اعظم اور ہر ایک لگا ہر مچھلا عالم ہو جاتا ہے اور ان لکہا سے ابر کی
یہ صورت ہے کہ کوئی ابر آتشبار ہے اور کوئی دھواں دھار ہے کسی سے پانی برستا ہے کسی میں سے اولے گرتا ہے یہ سب بنایا ہوا ساحر
مشمشہ جادو کا ہے اور وہ کافر ہمیشہ بصورت نہنگ دریا میں رہتا ہے ان چاروں نقابداروں کو بھی اسی نے بنایا ہے کل اسباب
اسکا طلسم بند کر دیا ہے کوئی ان نقابداروں سے پیچ نہیں لیجاتا اور باطل السحر بھی کام نہیں کرتا ایک روز فرعون شاہ نے

نجومیون سے پوچھا کہ تم علم نجوم سے دریافت کرو عالم مین کوئی ایسا ہی کہ گشت خدائی میری پامال کریگا نجومیون نے دریافت کرکے عرض کی کہ اے شہریار ملک عربستان سے ایک جوان پیدا ہوگا وہ کارخانہ خدائی کو میرے برہم کریگا ملک و مال سب چھین لیگا یہ سنکر فرعون شاد نے ہر ایک سے خطاب کیا کہ جو کوئی میرے حریف کو زندہ گرفتار کرلے یا سر کاٹ لاتے ہین اس سے نہایت خوش ہونگا چنانچہ مجھکو بھی حکم دیا کہ تو بھی تلاش کر اور لوگ چہار طرف روانہ ہوئے از انجملہ یہ نقابدار بھی ہین مگر آفت جہان و بلاے بیدرمان ہین امیر نے فرمایا کہ خداے بازرگ سے اُنھین یاتون مین دو تین فرسنگ نکل آئے اتنے مین شام ہوگئی ایک چشمہ آب پر اُترے فرش بچھا کر بیٹھے ابھی تاریکی خوب نہین ہوئی تھی کہ ایک گرد باریک سی اُٹھی اور قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک عیارہ چست و چالاک شلوار سے پاتابہ پہنے ہوئے جوڑی خنجر کی کمر مین لگی ہوئی ہے کمند ہاتھ مین مانند باد صرصر کے چلی آتی ہے عالم تیز رفتاری کا یہ ہے کہ جیسے برق کوند جاتی ہے خلیل اعظم نے اُسے پہچانا اور امیر سے عرض کیا کہ مین اسے پہچانتا ہون یہ عیارہ بیٹی ملک فرعونیہ کی ہے اور انھین نقابدارون کے پاس جاتی ہے اگر حضور ایک لحظہ صبر کرے اور پروش فرمائین اور مانند جادوون کے میرے ساتھ کھڑے ہو جائین تو مین اسے بلاکر حال پوچھون امیر نے فرمایا کچھ قباحت نہین ہے اور ہاتھ باندھ کے خلیل کے پیچھے آکر کھڑے ہو خلیل نے آواز دی کہ اے رابعہ بانو ادھر آؤ اُس عیارہ نے پھر کر جو دیکھا تو پہچانا اور پاس آکر پوچھا کہ خواجہ تم یہان کہان بہت دنون سے ہمنے تمھین نہین دیکھا خلیل نے کہا کہ اے رابعہ بانو گردش فلکی کا حال کیا بیان کرون ایک مدت گلشن جادو کی قید مین رہا اب وہ لکاتہ ماری گئی تو مین رہا ہوا رابعہ نے کہا کہ کسنے اُسے مارا خلیل نے کہا کہ ایسے ولی اللہ کے تھے جنھون نے اُس علامہ کو جہنم واصل کیا اگر وہ ہوتے تو مین دکھا دیتا اور اے رابعہ تم کہان جاتی ہو اسنے کہا کہ نقابدار قندلورہ پوش کو مشہور ہے فرعون شاد کی اور بیٹی منور روز پری کی ہے دس روز کی رخصت لیکر چار ورت نقابدارون ہمیت شکار کیلئے آئی تھی عرصہ دو مہینے کا گذرا وہ نہین گئی فرعون شاد بہت برہم ہوا اور چاہتا تھا کہ جلادون کو بھیجے منور روز پری قدمون پر گر پڑا اور تقصیر اُسکی معاف کرائی اب وزیر نے مجھکو اُسکے لینے کو بھیجا ہے مین نے سنا ہے کہ شہر خشم مین لشکر ہے مجھے تم بتا دو کہ شہر خشم کدھر ہے مین زیادہ ٹھہر نہین سکتی خلیل نے راستہ بتایا وہ تو مثل برق لامع کے چمک کر چلی گئی خلیل نے امیر سے کہا کہ سُنا آپنے جو کچھ حال تھا اب پروردگار نے صورت نکال دی یہ بلا انشاء اللہ بہت جلد دفع ہوگی امیر نے فرمایا کہ اب جلد لشکر مین پہونچنا چاہیے ایسا نہو کہ وہ وزیر زادیان گرون بھاگ جائے شب تو وہان گذری صبح کو پہلے چالاک کو روانہ کیا بعد اُسکے آپ بھی چلے ادھر کا حال سنیے کہ یہان عمرو بیٹھا ہوا تھا جو نقابدار قندلورہ پوش کے سامنے بانسری مین یہ غزل بہزار خوش الحانی بجا رہا تھا غزل

شب فراق مین تن جان حیال زار مین ہے
ہزار ایک مین ہے ایک گر ہزار مین ہے
رقیب بیٹھے نہ محفل مین اُسکی بن تلبیس
کہ قیس دشت مین فرہاد کوہسار مین ہے
پری رخون کی طلب ہے تو بھول جا تسخیر
کوئی کسو مین ہے اور کوئی حصار مین ہے
گزند دہر سے ہو اہل صورت آسودہ
کہ ہر سے وردہی سوزش دل فگار مین ہے
وہ خامہ دو زبان کا ہو میرے کیا قائل
شہیدی ایک اب امداد کے شمار مین ہے

بہشت مین ہے مری روح جسم نار مین ہے
جنون دکھا تو مجھے سیر عالم ملکوت
گل سمین سے نزاکت زیادہ خار مین ہے
ہمارے دل مین ہے زلف اُسکی الفت مین اسکی
فزون عمل سے اثر دل کے اضطرار مین ہے
ہزار سحر کرون مین اثر نہوا شب
ہمیشہ گلشن تقدیر برگ و بار مین ہے
سخن مین غیر کہ گرمی مرے سخن کی نہو
ہزار طرح سے اعجاز دو الفقار مین ہے

ہمارا گل مین ہے بلبل تو گل بہار مین ہے
نشان عقل کہ طفل دو سوار مین ہے
کرینگے ہجر مین ہم آب چشم سے مسکن
بنفشہ باغ مین آئینہ زنگبار مین ہے
جہان کو اُسکے لب و چشم نے کیا کیفی
کہ طوق زر سے پریرو فقط حصار مین ہے
خدا نہ کرد کسی زخم کو شفا ہوگی
کہ آتش شجر طور سے چنار مین ہے
شمار مین شعراسکے نہ آؤن مین یکتا

سب سنکر نہایت شاد و مسرور رنج و ملال دل سے دور کیے کہ دروازہ بارگاہ

ایک غلغلہ سا ہوا اسیمن بانو پہونچی سلام کیا اور کان میں قنطورہ پوش کے چپکے سے کہے قنطورہ پوش نے آہ سرد
کھینچی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اب ہم ایک دم نہیں ٹھہر سکتے کل ملک فرعون شہ کو جاینگے یہ سنکر عمرو رونے لگا کہ اب
معاملہ میرا ابتر ہوا پھر خواجہ نے نہایت لجاجت سے کہا کہ اگر آپ دو چار روز ٹھہر جاتے تو حمزہ کا بھی آخر یہ حال ہو جاتا
قنطورہ پوش نے کہا خیر تمہاری خاطر سے دو ایک روز میں ٹھہر جاؤنگا اتنے میں خبر آئی کہ حمزہ داخل لشکر ہوئے یہ سنکر
نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ میں عمرو کو تخت پر بٹھا کر اور دشمنوں کو اسکے سپرد کر جاؤنگا غرض
طبل جنگ بجا ادھر امیر کو معلوم ہوا یہاں بھی نقارہ گڑگڑایا شب گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لشکر نقابدار سے
نریمان فیل سوار میدان میں آیا مبارز طلب کیا چالاک نے میدان کو درست کیا تمام لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے
امیر اشقر کو چھیڑ کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ از رہ
نیکی مجھکو جانے دیجیے میں مقابلہ نریمان فیل سوار سے کروں امیر نے عرض کیا اے شہریار خدا تخت بادشاہی
کو آباد رکھے آپ چراغ لشکر اسلام ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میرے ہوتے آپ میدان میں جائیں مجھکو رخصت کیجیے
اور میرے حق میں دعا کیجیے کہ آبرو میری پروردگار عالم رکھے اور اس کافر پر فتحیاب کرے کہ اتنے میں نریمان نے پھر نعرہ
کیا کہ اے حمزہ کیا دیر لگائی ہے امیر کو غیظ و غضب طاری ہوا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ حضور نے دیر لگا کر کلمے
سنوائے اب میں جاتا ہوں خدا حافظ و ناصر ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ سپرد بپروردگار کیا امیر اشقر پر سوار ہوکر
میدان کو چلے جب برابر نریمان فیل سوار کے پہونچے نریمان لگا وزن ہوا بعد اسکے نیزہ بازی ہونے لگی برابر
رہے گرز چلے اسمیں بھی ایک دوسرے پر غالب نہ آیا شمشیر زنی موقوف رہی کشتی ہونے لگی امیر لڑ رہے ہیں اور
پروردگار عالم کو یاد کر رہے ہیں تیسرا دن کشتی کو ہے کہ ایکبار آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی بجلی چمکی لگا ابر نمایان
ہوا قنطورہ پوش نے عمرو سے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خداوند فرعون شاہ نازل ہوا اتنے میں وہ ابر پھٹا
اور چالیس زنگی سیاہ فام سرخ پوش کلاہ جلادی سروں پر رکھے ہوئے دکھائی دیے پہلے نریمان سے آکر لپٹے
اور اسکی مشکیں باندھیں تازیانے مارے غل و زنجیر میں گرفتار کیا پھر قنطورہ پوش اور تینوں نقابداروں کو
اسیر کر کے لیکر سوئے آسمان روانہ ہوئے اور لشکر سے پکار کر کہا کہ جلد جلد فرعون شہ کو جاؤ خبردار ایک دم یہاں
نہ ٹھہرنا اور اگر کوئی شخص تمہارے شریک ہوکر آئیگا وہ مارا جائیگا یہ سنکر قنطورہ پوش نے آواز دی کہ اے
خواجہ عمرو خبردار ہمارے پیچھے نہ آنا اور لشکر میں ہمارے شریک نہونا یہ سنکر عمرو نے آہ سرد کھینچی اور وہاں سے
بھاگا امیر کے سردار سب قید سے رہا ہوئے ادھر زہرہ شاہ یہ حال دیکھکر پکارا کہ لقا ربی کہاں ہیں کہ اب عمرو سے مخوف
ہو جاؤ یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف چلا ادھر پہلوان عادی تخت شدادی پکڑ کر عمرو دو ادھر عمرو پکارا کہ او نمک حرام
اسرور قدموں پر میرے گرا تھا اور نوکر میرا ہوا تھا آج میرے قتل کے درپے ہے عادی نے کہا کیا بکتا ہے آقا میرا حمزہ ہے
اور ایک طرف سے تمام سردار قید میں جو تھے اپنی اپنی قید توڑ کر دوڑے بلکہ سارا لشکر امیر کا دوڑ پڑا عمرو بھی پیچھے اسکا
پکڑ کر لوٹنے لگا اور دوسرے ہاتھ سے حقہ ہاے آتشبازی مارتا ہوا ایک سمت بھاگا تمام سرداروں اور امیر نے عمرو کا
تعاقب کیا عمرو گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں جا کر چقماق سے آگ لگائی بال ولاسک کا آگ پر رکھا
بس اسیوقت ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا لیگیا امیر پکارے او مکار کہاں جائیگا عمرو نے کہا کہ او عرب جہاں
جاؤنگا تیری فکر سے غافل نہ رہونگا تجھکو چین سے بیٹھنے نہ دونگا امیر مجبور و ناچار پھر کر داخل لشکر ہوئے جشن
شاہانہ کیا کہ خدا نے یہ بلا دفع کی لقا جمشید اختی اور خورشید اختی کے پاس گیا اور کہا بندگان میں جاری قدرت

مراد کیا تھے کیونکر اس وزد باریک گردن کو کھینچگا یا اور حمزہ کا بھی اب خاتمہ کرونگا سب احمقوں نے کہا کہ یا خداوند جو تو چاہیگا سو کریگا تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے بیان تھا اور حمزہ صاحبقران کو اسی طور پر چھوڑ دیے

چند کلمے داستان عمر کا شہر فرنگ گوشہ میں جانا اور ایرج نوجوان کو صاحبقران بنا کر لانا شہر اخشم پر اور امیر بانو قرے لڑوانا بیان کیے جاتے ہیں مخمس

اپنی ہمت پہ نہ مغرور ہوں ہمت والے
حقیقت تجھے کچھ بھی نہیں حقیقت والے
کچھ مقدر تو نہیں حشمت و شوکت والے
کیا غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے
۱ اُنکا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے

شکستہ دید سے وصلت کسی صورت نکلی
آرزو ہے شوق کی نوبت پہونچی
خط جو لکھواتا ہوں ان خطوں کو دیکھی
ہاے ری حسرت و بیداد گری ہاتھ آئی
۲ لکھتے ہیں ہائے دو چشمی سے کتابت والے

جستجو سے نہیں دریا کو کبھی فرصت
آگ نہیں دم بھر طلب سے نہیں حاصل راحت
غیر مملکت کی ترقی سے بڑھی کم ہمت
حرص سے پھیل گئے پاؤں بقدر وسعت
۳ تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے

جیتے جی سب تھے شریک غم و محبت آزاد
ہمدم و ہم سخن و مونس و یار و غمخوار
لیس مردن یہ ہوا بیکسی نہایا ناچار
نہیں ہیں شمع ہی اور سے بالیں فرار
۴ نہیں خبر لیتے ہیں پروانہ زیارت والے

شکل تصویر میں رکھتے نہیں کوئی خواہش
حرص کہتے ہیں کسے دہر میں کیسی خواہش
اپنی مرضی ہے وہی جو تری مرضی خواہش
نہ ستم کا ہے کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
۵ دیکھو تو ہم بھی ہیں کیا صبر و قناعت والے

لیلی و قیس تھے برگشتہ مقدر دونوں
نجد میں خاک اڑاتے پھرے اکثر دونوں
نہ ہوئے صاف کسی طرح کبھی پھر دونوں
رہے جوں شیشہ و ساعت وہ مکدر دونوں
۶ کبھی ملنے گئے دو دل جو کدورت والے

چشم بیمار تری دشمن آرام و شفا
لب جان بخش سے اعجاز مسیحا پیدا
دیکھا ہے جلتے ہیں مری جان حزیں ہمدم
تو جو آیا ہے تو ہو درد محبت کی دوا
۷ میرے ہمدرد ہوں بیدرد نصیحت والے

اسقدر شعلہ فشاں ہے اثر سوز و گداز
ہر سر مو سے ہو پیدا ہی مقدر کا انداز
پھر یوں کیا خط تجھے اے گرم ادا افشا
جھوڑ دیتے ہیں علم جون قلم آتش بار
۸ میری شرح تپش دل کی کتابت والے

خضر کا نام و نشاں ہی نہ مسیحا کا پتا
بستر بالیں نہیں اپنا کبھی جیتا مرتا
خوش رکھے تمکو خدا جی تو بہلتا ہی مرا
ابھی افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا
۹ دل بیمار کے ہیں دو ہی عیادت والے

یہ نہ سے بستر غم پر بیت ہیں ہم وہ وفا
کیا کہیں کرتے ہیں کس طرح بسر صبح و مسا
کبھی افسانہ حسرت کبھی غم کا قصہ
دل سے کچھ کہتے ہیں ہم کچھ دل کہتا
۱۰ دونوں اک حال میں ہیں رنج و مصیبت والے

مثل بلبل نہ وہ باغ دہن ہیں نہ وہ ذوق
گلشن دو جہاں کے تجھے وطن میں نہ وہ ذوق
بلبلیں سنتے ہیں تم غنچہ دہن میں نہ وہ ذوق
نازکی گل کو نزاکت پہ چمن میں نہ وہ ذوق
۱۱ اپنے سینے میں ہی کہیں ناز و نزاکت والے

عاکیان حکایت عجیب اور راویان روایت غریب یوں روایت کرتے ہیں کہ دلو تنڈرک جو عمر کو اٹھا کر لیگیا تو ایک دامن کوہ میں لا کر اتارا اور عمر کے سامنے اپنا سارا حال بیان کیا عمر نے کہا اے تنڈرک تو دیکھتا ہے کہ میں کس حال میں گرفتار ہوں صبر کر میں تجھے تیری معشوقہ کو دلا دیتا ہوں دلو تنڈرک تو چلا گیا اور عمر اپنے حال پر گریہ و زاری کرتا دیر تک غمگین و ملول بیٹھا رہا اور اس فکر میں تھا کہ کیا کروں جو اس عرب پر غالب آؤں سوچتے سوچتے خیال میں گذرا کہ اے عمر تو فرخ شہسوار قلندر کا سر لینے جو ملک فرنگ گوشہ کو گیا تھا تو ایک لڑکے کو دکان پر بیٹھے دیکھا تھا

اسکے چہرے سے اولاد ابراہیمی کی نشانیان اور علامتین عیان تھین اگر اسکو تو جاکر صاحبقران بنا کر لاے تو کیا عمرو اُس عرب کا تو بیٹے کا لباس بتصور کرکے جانب فرنگو شیہ صبح کو چلا تھا سہ پہر کو شہر مین پہونچا ڈھونڈھنا شروع کیا کہ وہ لڑکا کہان ہی تلاش کرتے کرتے چارسوق چوک مین دیکھا کہ وہ لڑکا ماہ شب چہاردہ سے جلوہ آرا ہی اور جواہر کا ڈھیر اُسکے آگے لگا ہی خرید فروخت ہو رہی ہی دُکان پر عجب گھما گھمی ہی نگاہ اول پہچانا کہ یہ وہی جوان رعنا ہی جلد لپکے کنارے جاکر صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی اور دکان پر آکر کھڑا ہوا دیکھا کہ ایک لعل اُسکے آگے رکھا ہی عمرو نے قریب آکر کہا کہ یہ لعل مجھی ذرا مین دیکھون وہ طفل ماہ سیما کہ ایرج اُسکا نام ہی اُسنے دیکھکر کہا کہ ای عزیز مین نے اسے دس ہزار کو مول لیا ہی اور تو لعل کو کیا کہتا ہی عمرو نے کہا کہ صاحبزادے لعل تمنے نہین دیکھا ہی ایرج نے برہم ہوکر کہا کہ ای سوداگر اگر تیرے پاس لعل ہو تو دکھا عمرو ہنسا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیا نکالا اُسکو کھولنے لگا جب وہ ڈبیا کھلی اسمین سے ایک لعل درخشان ایسا نکلا کہ چھوٹ پڑنے لگی جو جو دکان پر بیٹھے ہوے تھے سب اُس لعل کو دیکھکر دریای حیرت مین غرق ہوے ایرج نے کہا کہ واقعی یہ کچھ اور ہی چیز ہی اور وہ اُسکے سامنے لعلڑی ہی پوچھا خواجہ صاحب اسکی قیمت کیا ہی عمرو نے کہا ساٹھ ہزار کا ہی ایرج نے کہا تیس ہزار تو مین دیتا ہون اگر تو دیجے تو ابھی مول لیتا ہون عمرو نے کہا کہ لیجیے لایے روپیہ دیجیے ایرج روپیہ دینے لگا تو عمرو نے کہا کہ ای طفل ماہ جبین یہ لعل بنا ہوا ہی تمکو شناخت نہین ہی یہ سنکر ایرج نے ہنسکر کہا کہ ای عزیز مین ایسا ہون کہ اصلی اور مصنوعی مین تمیز نہین ہی عمرو نے کہا کہ تم سبکو یقین کلی ہی کہ یہ لعل اصلی ہی سب نے کہا ہان یہ اصلی ہی عمرو نے پانی ایک پیالے مین منگوا کر وہ لعل اُسمین ڈال دیا اور اسے بند کردیا پہر کے بعد جو کھولا تو شربت تھا یہ تماشا دیکھکر سبکو ایک حیرت ہوگئی لیکن ایرج کو خواجہ سے عقیدت ہوئی پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی عمرو نے کہا کہ خواجہ سعد شامی میرا نام ہی ایرج نے کہا کہ آپ کس مقام پر تشریف رکھتے ہین عمرو نے جواب دیا کہ سرا مین اُترا ہون ایرج نے کہا کہ اسباب سرا سے اٹھوا لائیے میرے گھر مین قدم رنجہ فرمائیے اور فرخ بازرگان ایرج کا باپ وہ بھی کمال گرویدہ ہوا اور منت کرنے لگا کہ حضور چلکر فقیر خانہ کو رونق دیجیے یہ آپکا غلام ہی اسکو کچھ تعلیم کیجیے عمرو نے کہا کہ بسر و چشم مین چلنے کو موجود ہون غرض کمال اخلاص سے پیش آیا اور بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لڑکا گاتا اور ساز بجاتا ہوا مکان کے اندر آیا پہر دیکھتے کے ایرج سے کہا کہ بھائی یہ پیر مرد جو آپکے پاس بیٹھا ہی یہ نہایت مکار اور فریبیا ہی اسکے قریب مین نہ آنا زیادہ رابطہ نہ بڑھانا عمرو نے یہ سنکر اپنے جی مین کہا کہ بیشک یہ لڑکا بڑا منشی ہی ایرج سے پوچھا کہ یہ کون ہی ایرج نے کہا کہ یہ طرار بھائی ہی مگر دزد و عیار ہی نہایت ذو فنون و مکار ہی گانا خوب ہی اسکا گانا سبکو مرغوب ہی عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ اگر تو عیاری سکھایئگا تو لاریب یہ عیار بے بدل ہوگا عمرو نے کمال محبت سے اُسے بلایا اور پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ شاپور عمرو نے کچھ ایسی دو ایک باتین اُس سے کہین کہ شاپور کو بھی عمرو کے ساتھ الفت پیدا ہوئی مگر پکارا کہ مجھسے فیلسوفی نہ کرو مین تمھارے دم مین نہ آؤنگا ایرج نے کہا کہ بھائی تم ایسے بزرگ سے ایسی بیہودہ باتین کرتے ہو خدا سے نہین ڈرتے ہو شاپور شیردل نے کہا کہ انکے مکر سے خدا ہی بچاے انکے دام فریب مین نہ پھنساے غرض ایرج اُٹھا اور ہاتھ پکڑ کرکے آیا پاس بٹھایا عمرو نے کہا کہ میان کچھ گا کر ہمکو بھی اپنا گانا سناؤ شاپور شیردل نے کہا کہ مین کیا گویا ہون جو کسی کی فرمایش سے گاؤن جب خود میرا جی چاہیگا تو

ہین کچھ گاؤن گا عمرو نے کہا کہ ظاہر ہی مگر مہمانوں کا بھی کچھ پاس و خاطر ہی آخر کار شاپور شیر دل مے چوتارہ بجا کر
بالحان داؤدی یہ غزل گانا شروع کی غزل

عمر جو آئینہ پہ رشک ماہ دیکھتے ہین
ہمارے منہ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہین
کوئی بھی قصے شب وعدہ یہ نہین کہتا
گناہگار نہ یہ بیگناہ دیکھتے ہین
غرض نہین ہے انہین طور کی تجلی سے
ہم اسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہین

نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہین
ہمیشہ کسکی بنی اور کسکی بگڑی ہی
آ کھو چلو کہین جلدی وہ راہ دیکھتے ہین
اسیلیے واسطے آنکھین خدا نے دین ہمکو
جو خوش نصیب تری جلوہ گاہ دیکھتے ہین

کچھ اسطرح سے وہ قاتل سوال کرتا ہی
نشانہ جاتے ہین جبتک شاہ دیکھتے ہین
خدا کا خوف نہین پر بتوں سے ڈرتا ہون
کہ روز و شب یہ سفید و سیاہ دیکھتے ہین
خدا کے واسطے لو داغ کی خبر جلدی

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کل پردہ در کسب گھر فرخ گنندہ دار بھیرون کا کاشتہ
چہم پر رنگ ملی ہی بہاک مہوہنی وغیرہ سے تعلیم سیکھے شاپور نے کہا ہو تو بڈھے مگر دل جوان ہی اور
صاحب مذاق بھی یہی پہچان ہی الا اتنا جانتا ہون ایک عالم کو تم نے فریب دیا ہی عمرو اسکی باتون پر ہنس رہا ہی
کہ اسمین فرخ بازارگان آیا عمرو اسکی تعظیم سکے واسطے اٹھا ایرج نے استقبال کیا عمرو نے دیکھا کہ خواجہ
فرخ آزردہ کمال ہی چہرہ پر گرد ملال ہی عمرو نے پوچھا کہ خواجہ صاحب اسوقت زیادہ طبیعت پر فکر رہا پایا جاتا ہی
اسکا سبب کیا ہی کچھ بیان کیجیے رنج پوشیدہ کو عیان کیجیے خواجہ فرخ نے کہا آپ ہی خواجہ سعد شامی اپنے
مہمان ہین مین آپسے کیا کہون عمرو نے کہا کہ آپ فرمایے تو سہی اسوقت نہایت آپکو رنجیدہ دیکھتا ہون مین علم نجوم
و رمل مین بھی دخل رکھتا ہون کیا کچھ جاتا رہا ہی حال اشیاے گمشدہ خوب بتاتا ہون خواجہ فرخ نے سنکر
آبدیدہ ہوکر کہا کہ اے خواجہ سعد شامی آج ایک نگینہ الماس جواہر بادشاہی مین سے میرے غائب
ہو گیا ہی اور پتا نہین لگتا عمرو نے کہا کچھ تشویش کا مقام نہین ہی ابھی معلوم ہوا جاتا ہی اسکا حال فورا
کھلا جاتا ہی عمرو چونکہ علم نجوم مین شاگرد رشید خواجہ بزرجمہر کا ہی اسیوقت زنبیل سے تختہ نکالا اور
تختے پر پھینک کر کچھ کاغذ پر لکھکر بہت غور سے دیکھا اور سر اٹھا کر خواجہ فرخ سے کہا کہ ابھی وہ
نگینہ یہین ہی کہین گیا نہین مگر گھر ہی مین کسی نے لیا ہی ایک طفل نے پوشیدہ کیا ہی خواجہ فرخ نے کہا
کہ آپ یہ بھی بتاسیے کہ اس لڑکے نے لیکر کس مقام پر رکھا ہی عمرو نے پھر کاغذ کو دیکھا تھا فرخ کیا اور
بعد گھڑی بھر کے سر اٹھا کر کہا کہ فلان کوٹھری مین صندوق کے تلے زمین کھود کر گاڑا ہی آپ جا کر جلد
اور بے تکلف نکال لایے یہ سنکر فرخ بازارگان اسیوقت اندر مکان کے گیا واقعی جہان عمرو نے
بتایا تھا وہین نگینہ ملا خواجہ فرخ بہت مسرور ہوا اور وہ نگینہ لیکر آیا ایرج فرخ کو اتنا دو چند ہوا لیکن
شاپور نے دل مین کہا کہ خدا کرے افشا اسے راز نہو مگر خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی سے بہت خوش ہوا
اور کہا کہ آپ ایرج کو اپنا غلام سمجھیے اور جو کچھ کہ آپکو آتا ہو وہ سکھا دیجیے خواجہ سعد شامی نے کہا
کہ مین اسے ایسا تعلیم کرونگا کہ ہر فن مین اسے یگانہ آفاق کرونگا مگر سیکھنا اسکا کام ہی یہ کہ مین نہین
کرچکا آیا اور کہا کہ اقبال شاہ نے ایرج کو بلایا ہی راوی کہتا ہی کہ بادشاہ شہر فرخ شہر کا مالک
ابن ملکوت شاہ کمال جہان پرور و رعیت نواز ہی اقبال شاہ اور ارسلان شاہ آپسمین دو فرزند نہایت
جوانمرد و ہمت بلند ہین چنانچہ اقبال شاہ سے اور ایرج سے باہم کمال محبت ہی انتہا کی الفت ہی علاوہ اسکے
اقبال شاہ کے ملازمون سے ہی اور فن کشتی مین بے نظیر ہی اور ارسلان شاہ کا پہلوان عقرا ہی جو زور آزمائی

یہی جواب ہے ان دونون مین کشتی ٹھہری ہے اسی سبب سے ایرج کی بھی طلب ہوئی ہے ایرج نے خواجہ سعد شامی
کو ساتھ لیا اور خدمت مین اقبال شاہ کی آیا خواجہ سعد شامی کو اقبال شاہ سے بغلگیر ہوا اور کہا کہ یہ میرے استاد
ہین انکو بھی فنون سپہگری کے بہت سے یاد ہین اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر سوار ہوا شہر سے باہر ایک باغ تھا وہان
آیا دیکھا کہ کشتی گیر جمع ہین جانگیا لنگوٹ کسے ہوے بیٹھے ہین ڈھول بج رہا ہے اور تماشائی جمع ہوتے جاتے ہین اتنے مین سواری
ارسلان شاہ کی آئی دونون بھائی ایک جگہ پر بیٹھے ایرج نے ارسلان شاہ کو سلام کیا اسنے خیر و عافیت پوچھی
ایرج دعا و ثنا بجا لایا طائفے آکر موجود ہوے ناچ ہونے لگا ارسلان شاہ نے کہا کہ کیون بھائی اب کشتی ہو اقبال شاہ
نے کہا کہ اچھا پانچ پانچ ہزار روپیہ ایک نے دوسرے کے سامنے منگوا کر رکھ دیے اور شرط ہوئی کہ جس کا پہلوان جیتے
آسکے وہ ان توڑون کو اپنے صرف مین لاے جب شرط مقرر ہو چکی تو اسوقت دونون پہلوانون کو حکم ہوا کہ ان اکھاڑے مین
آؤ اور مصروف کشتی ہو لیں ادھر سے نظر طلبراول چلا اور ادھر سے عزاب بڑھا اکھاڑے مین کودے اور کشتی لڑنے لگے
اب ہجوم عام خلائق کا ہو گیا دونون کشتی گرون مین داؤن پیچ ہو رہے ہین اور دونون شہزادے تماشا کشتی کا دیکھ رہے
ہین تین پہر تک برابر کشتی ہوئی فقط سامنے کے داؤن پیچ ہوا کیے پہرون باقی تھا کہ نظر طلبراول علیحدہ ہوا اور آکر
اقبال شاہ سے کہا کہ مین عزاب سے نہین لڑ سکتا عزاب یہ کلمہ سنکر للکارا کہ وہ مارا مین نے شرط جیتی کیا مجال کسی کی
جو مجھسے عہدہ برا ہو سکے اگر رستم بھی ہوتا تو وہ میری غلامی کا حلقہ کان مین پہنتا کہان ہے سام و نریمان اور کہان ہین
بدیع الزمان کشتی گیر اور حمزہ صاحبقران یہ کہکر چاہا کہ آگے بڑھے اور یا توڑون کے اٹھالے کہ عمرو کو لاف و گزاف
اسکا برا معلوم ہوا اور ایرج سے خطاب کیا کہ تم سنتے ہو یہ کیا شخص بکتا ہے اسے ہا کر زیر و زبر کرو کیسے ہو سکتا ہے
ایرج نے کہا کہ اپنی طاقت و قوت سے آگاہ نہ تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین مجھے اس سے کیا سروکار ہے
مین کشتی لڑنا کیا جانون یہ میرا کب شعار ہے عمرو نے کہا کہ ایرج تیرے بادشاہ کا پہلوان ذلیل ہو اور شاہزادہ
منفعل اور سرنگون ہو جائے غیرت کا مقام ہے ایرج نے برہم ہو کر کہا کہ خواجہ مین بیچارہ بنا آپ مجھسے یہ کہتے ہین کہ کشتی
مین لڑنا کیا جانون یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اگر تجھکو مجھسے اعتقاد ہے تو یہ جان لے کہ مین عامل فن عملیات مین بھی کامل ہون
اگر کیسا ہی کم قوت ہو مین تعویذ لکھکر اسکے بازو پر باندھ دون تو وہ دیو کو پچھاڑ دے اور تمام زمانے کے پہلوانون کو
زیر کرے یہ کہکر ایک تعویذ لکھکر ایرج کے بازو پر باندھ دیا ایرج نے کہا کہ استاد مین داؤن پیچ کشتی سے
نہین جانتا عمرو نے کنارے لیجا کر چند پیچ کشتی کے بتا دیے اور کچھ پڑھکر ایرج پر دم کیا اور سامنے اقبال شاہ کے لا
اور کہا کہ ابھی روپیہ شرط کا نہ دیجیگا اقبال شاہ نے کہا کیون نہ دینے کا سبب کیا ہے خواجہ نے کہا کہ ایرج اس سے لڑیگا
اور آپکا اقبال سے اسے پچھاڑ لیگا اقبال شاہ نے کہا کہ خواجہ کچھ تمھاری خبر ہے اور ایرج سے ہنسکر کہا کہ کیون تم لڑو
اس بچہ دلی سے کیونکر عہدہ برا ہو سکے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ اے شہریار آپ تماشا دیکھیے اور ایرج سے کہا کہ
جاکر لڑ مر ایرج عزاب سے کشتی کرنے کی طرف چلا جب سامنے آیا اور خواجہ بھی ساتھ تھے عزاب نے کہا کہ اے لڑکے
تو مجھسے لڑنے آیا ہے خواجہ نے کہا کہ تجھے زیر کرنے آیا ہے عزاب نے غضبناک ہو کر ایک شاگرد کو اشارہ کیا کہ اسکو ذرا
گوشمالی دیدے بل اسکا نکالے شاگرد اسکا ایرج پر چلا جب قریب آیا اور ہاتھ بڑھایا ایرج نے جھٹکا دیا کہ وہ دور جا پڑا ایرج نے
للکارا کہ اور کسی کو بھیج دوسرا شاگرد آیا اسنے کولے پر لاد کر مارا کہ چاروں شانے چت گرا عزاب یہ حالت دیکھکر للکارا کہ
چھوکرے مین آیا یہ کہکر دوڑا جب ایرج کے پاس آیا مانند مار پیچان کے لپٹا ایرج بھی اس موذی سے لپٹ گیا داؤن پیچ
ہونے لگے خواجہ سعد شامی کھڑے دیکھ رہے ہین عزاب ایرج پر چھایا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ ایرج کو پیس ڈالے کر مین

مین کچھ گاؤن گا عمرو نے کہا کہ ظاہر ہی مگر مہمان کا بھی کچھ پاس و خاطر ہی آخر کار شاپور شیر دل نے چوتارہ بجاکر بالحان داؤدی یہ غزل گانا شروع کی غزل

شعر جو آئینہ پہ رشک ماہ دیکھتے ہین
ہمارے منہ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہین
کوئی بھی تجھسے شب وعدہ یہ نہین کہتا
گناہگار نہ بیگناہ دیکھتے ہین
غرض نہین ہی انہین طور کی تجلی سے
ہم اسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہین

نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہین
ہمیشہ کسکی نہی اور کسکی نہی ہی
آنکھو چلو کہین جلدی وہ راہ دیکھتے ہین
اسیلئے واسطے آنکھین خدا نے دین ہمکو
جو خوش نصیب تیری جلوہ گاہ دیکھتے ہین

کچھ اسلئے کہ وہ قابل سوال کرتا ہی
نباہ جلتے ہین جبتک نباہ دیکھتے ہین
خدا کا خوف نہین ہی تجھے ڈرتا ہون
کہ روز حشر یہ سفید و سیاہ دیکھتے ہین
خدا اسکے واسطے لو داغ کی خبر جلدی

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کل پردہ درکھ یکھ فرخ گنہ ہار بھیرون کا تا
پنجم پیچ گلی اوج بہاگ سوہنی وغیرہ سے تعلیم کیجیے شاپور نے کہا ہو تو بیشک مگر دل جوان ہی اور
صاحب مذاق بھی یہی پہچان ہی الا اتنا جانتا ہون ایک عالم کو تمنے فریب دیا ہی عمرو اسکی باتون پر ہنس رہا تھا
کہ اسمین فرخ بازرگان آیا عمرو اسکی تعظیم کے واسطے اٹھا ایرج نے استقبال کیا عمرو نے دیکھا کہ خواجہ
فرخ آزردہ کمال ہی چہرہ پر گرد ملال ہی عمرو نے پوچھا کہ خواجہ صاحب اسوقت آزردہ خاطر ہو یہ نکدر پایا جاتا ہی
اسکا سبب کیا ہی کچھ بیان کیجیے رنج پوشیدہ کو عیان کیجیے خواجہ فرخ نے کہا آہ ہی خواجہ سعد شامی آپ
مہمان ہین مین اپنے کیا کہون عمرو نے کہا کہ آپ فرمایے تو سہی اسوقت نہایت آپکو صدمہ ہی مین علم نجوم
ورمل مین بھی دخل رکھتا ہون کیا کچھ جاتا رہا ہی حال اشیا گم شدہ خوب بتاتا ہون خواجہ فرخ نے یہ سنکر
آبدیدہ ہوکر کہا کہ خواجہ سعد شامی آج ایک نگینہ الماس جواہر بادشاہی مین سے صرف غائب
ہوگیا ہی اور پتا نہین لگتا عمرو نے کہا کچھ تشویش کا مقام نہین ہی ابھی معلوم ہوا جاتا ہی اس کا حال فوراً
کھلا جاتا ہی عمرو چونکہ علم نجوم مین شاگرد رشید خواجہ بزرجمہر کا ہی اسیوقت زنبیل سے قرعہ نکالا اور
تختے پر پھینک کر کچھ کاغذ پر لکھا بہت غور سے دیکھا اور سر اٹھا کر خواجہ فرخ سے کہا کہ ابھی وہ
نگینہ یہین ہی کہین گیا نہین مگر گھر ہی مین کسینے لیا ہی ایک طفل نے پوشیدہ کیا ہی خواجہ فرخ نے کہا
کہ آپ یہ بھی بتائیے کہ اس لڑکے نے لیکر کس مقام پر رکھا ہی عمرو نے پھر کاغذ کو دیکھا اور غور کیا اور
بعد گھڑی بھر کے سر اٹھا کر کہا کہ فلان کوٹھری مین صندوق کے نیچے زمین کھود کر گاڑا ہی آپ وہان جائیے
اور ہے تکلف نکال لائیے یہ سنکر فرخ بازرگان اسیوقت اندر مکان کے گیا واقعی جہان عمرو نے
بتایا تھا وہین نگینہ ملا خواجہ فرخ بہت مسرور ہوا اور وہ نگینہ لیکر آیا ایرج کو اعتقاد دو چند ہوا لیکن
شاپور نے دل مین کہا کہ خدا کرے انشاء اللہ یار نہو مگر خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی سے بہت خوش ہوا
اور کہا کہ آپ ایرج کو اپنا غلام جانیے اور جو کچھ آپکو آتا ہو وہ سکھا دیجیے خواجہ سعد شامی نے کہا
کہ مین اسے ایسا تعلیم کرونگا کہ ہر فن مین اسے یکتائے آفاق کر دونگا مگر سیکھنا اسکا کام ہی یہ باتین ہو رہی تھین
کہ چوبدار آیا اور کہا کہ اقبال شاہ نے ایرج کو بلایا ہی راوی کہتا ہی کہ بادشاہ شہر فرخ نگار کا نام
ملکوت شاہ کمال جہان پرور رعیت نواز ہی اقبال شاہ اور ارسلان شاہ آسکے دو فرزند نامدار ہین
جو نہایت بلند ہین چنانچہ اقبال شاہ سے اور ایرج سے اہم کمال محبت ہی انتہا کی الفت ہی خواجہ اول
اقبال شاہ کے ملازمون سے ہی اور فن کشتی مین بے نظیر ہی اور ارسلان شاہ کا پہلوان عمرو اسپ ہی زور آزمائی

دیا جواب ہے ان دونون مین کشتی ٹھہری ہے اسی سبب سے ایرج کی بھی طلب ہوئی ہے ایرج نے خواجہ سعد شامی
کو ساتھ لیا اور خدمت مین اقبال شاہ کی آیا خواجہ سعد شامی کو اقبال شاہ سے بغلگیر کروایا اور کہا کہ یہ میرے استاد
ہین انکو بھی فنون سپہ گری کے بہت سے یاد ہین اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر سوار ہوا شہر سے باہر ایک میدان تھا وہان
آیا دیکھا کہ کشتی گیر جمع ہین جانگیا لنگوٹ کسے ہوئے بیٹھے ہین ڈھول بج رہا ہے اور تماشائی جمع ہوتے جاتے ہین اتنے مین سواری
ارسلان شاہ کی آئی دونون بھائی ایک جگہ پر بیٹھے ایرج نے ارسلان شاہ کو سلام کیا اسنے خیر و عافیت پوچھی
ایرج دعا و ثنا بجا لایا طائفے آکر موجود ہوئے ناچ ہونے لگا ارسلان شاہ نے کہا کہ کیون بھائی اب کشتی ہو اقبال شاہ
نے کہا کہ اچھا پانچ پانچ ہزار روپیہ ایک نے دوسرے کے سامنے منگوا کر رکھدیے اور شرط ہوئی کہ جس کا پہلوان غالب
آئے وہ ان توڑون کو لیکے صرف مین لائے جب شرط مقرر ہو چکی تو اسوقت دونون پہلوانون کو حکم ہوا کہ ان اکھاڑے مین
آؤ اور مصروف کشتی ہو لیں ادھر سے لفط طراد اول چلا اور ادھر سے عزاب بڑھا اکھاڑے مین کودے اور کشتی لڑنے لگے
ایک ہجوم عام خلائق کا ہو گیا دونون کشتی گرون مین داؤن پیچ ہو رہے ہین اور دونون شہزادے تماشا کشتی کا دیکھ رہے
ہین تین پہر تک برابر کشتی ہوئی فقط سامنے کے داؤن پیچ ہوا کیے پہر دن باقی تھا کہ لفط طراد اول علیحدہ ہوا اور آکر
اقبال شاہ سے کہا کہ مین عزاب سے نہین لڑسکتا عزاب یہ کلمہ سنکر لکارا کہ وہ مارا ہین شرط جیتی کیا مجال کسی کی
جو مجھسے عہدہ برا ہوسکے اگر رستم بھی ہوتا تو وہ میری غلامی کا حلقہ کان مین پہنتا کہان ہے سام و نریمان اور کہان ہین
بدیع الزمان کشتی گیر اور حمزہ صاحبقران یہ کہکر چاہا کہ آگے بڑھے اور پانچون توڑے اٹھالے عمر کو لاف و گزاف
اسکا برا معلوم ہوا اور ایرج سے خطاب کیا کہ تم سنتے ہو یہ کیا مزخرفات بکتا ہے اسے جا کر زیر و زبر کر دیکھیے ہو سکتا ہے
ایرج ازبسکہ اپنی طاقت و قوت سے آگاہ نہ تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین مجھے اس سے کیا سروکار ہے
مین کشتی لڑنا کیا جانون یہ میرا کب شعار ہے عمر نے کہا کہ اے ایرج تیرے بادشاہ کا پہلوان ذلیل ہو اور شاہزادہ
منفعل اور سرنگون ہو جائے غیرت کا مقام ہے ایرج نے برہم ہو کر کہا کہ خواجہ مین بیچارہ بنا آپ مجھسے یہ گفتگو کیجیے
مین لڑنا کیا جانون یہ سنکر عمر نے کہا کہ اگر تجھکو مجھسے اعتقاد ہے تو یہ جان لے کہ مین عامل فن عملیات مین بھی کامل ہون
اگر کیسا ہی کم قوت ہو مین تعویذ لکھکر اسکے بازو پر باندھ دون تو وہ دیو کو پچھاڑ دے اور تمام زمانے کے پہلوانون کو
زیر کرے یہ کہکر ایک تعویذ لکھکر ایرج کے بازو پر باندھ دیا ایرج نے کہا یا استاد مین داؤن پیچ کشتی کے
نہین جانتا عمر نے کنارے لیجا کر چند پیچ کشتی کے بتا دیے اور کچھ پڑھکر ایرج پر دم کیا اور سامنے اقبال شاہ کے لا
اور کہا کہ ابھی روپیہ شرط کا نہ دیجیگا اقبال شاہ نے کہا کیون نہ دینے کا سبب کیا ہے خواجہ نے کہا کہ ایرج اس سے لڑیگا
اور آپکا اقبال ہے اسے پچھاڑ لیگا اقبال شاہ نے کہا کہ خواجہ کچھ نہین خیر ہے اور ایرج سے ہنسکر کہا کہ کیون تم لڑوگے
اس کے داؤ سے کیونکر عہدہ برا ہوگے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ اے شہریار آپ تماشا دیکھیے اور ایرج سے کہا کہ
جا کر لڑ مرا ایرج عزاب سے کشتی کرنے کی طرف چلا جب سامنے آیا اور خواجہ بھی ساتھ تھے عزاب نے کہا کہ ابے لڑکے
تو مجھسے لڑنے آیا ہے خواجہ نے کہا کہ تجھے زیر کرنے آیا ہے عزاب نے غضبناک ہو کر ایک شاگرد کو اشارہ کیا کہ اسکو ذرا
گوشمالی دیدے بل اسکا نکالے شاگرد اسکا ایرج پر چلا جب قریب آیا اور ہاتھ بڑھایا ایرج نے جھٹکا دیا کہ وہ دور جا پڑا ایرج
للکارا کہ اور کسی کو بھیج دوسرا شاگرد آیا اسنے کولھے پر لاد کر مارا کہ چارون شانے چت گرا عزاب یہ حالت دیکھکر للکارا کہ
چھوکرے مین آیا یہ کہکر دوڑا جب ایرج کے پاس آیا مانند مار پیچان کے لپٹا ایرج بھی اس موذی سے لپٹ گیا داؤن پیچ
ہونے لگے خواجہ سعد شامی کھڑے دیکھ رہے ہین عزاب ایرج پر چھایا جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایرج کو پیس ڈالے مگر

ہاتھ ڈالکر اٹھالے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج عقرب میں چاند آگیا ہے یا سورج کو گہن لگا ہے اسوقت خواجہ سعد شامی پکارے کہ بیٹا ای ایرج کمر میں اسکی ہاتھ ڈالدے اور زور کرکے اٹھالے ایرج نے کمر بند میں ہاتھ ڈالا کہ پیر اعظم آفتاب تابان کھلا زور کیا اور اس فیل کو اٹھا لیا عقراب نے چاہا کہ پاؤں اندر ڈالکر ہاتھ باندھ کر ٹانگ پر مارے کہ خواجہ پکارے خبردار جسطرح سے کہ زمین پر مار ایرج نے سر پر چیرخ دیکر عقراب کو زمین پر مارا کہ نقش بنگیا اسنے کہا واٹکہا کر چاہتا تھا کہ سنبھل کر اٹھ بیٹھے ایرج نے ایک گھسا دیا کہ چاروں شانے چت ہوگیا زن سے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اقبال شاہ نے دوڑکر گلے سے لگا لیا اور تعریفیں کرتا ہوا اپنے پاس لے آیا تمام باغ میں ایک غلغلہ تھا کہ کہاں ایرج اور کہاں عقراب ایک لڑکے نے ہاتھی کو پچھاڑا ایرج خواجہ کا معتقد زیادہ ہوا بدل وجان انکی اطاعت پر آمادہ ہوا اپنے مقام پر گیا اور ارسلان شاہ کمال رنجیدہ ہوا اور مالک بن ملکوت شاہ کو اسکا پرچہ گذرا کہ آج ایرج نے عقراب کو پچھاڑا مالک کو یقین نہ آیا کہا کہ ایرج کو اور عقراب کو بلاؤ چوبدار نے اسیوقت حکم پہونچایا اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر باپ کی خدمت میں آیا اور ارسلان شاہ عقراب کو لعنت وملامت کرتا ہوا لایا غرض جب مالک بن ملکوت شاہ کے سامنے آئے تو بادشاہ نے عقراب سے پوچھا کہ تو اس لڑکے سے زیر ہوگیا اسنے کہا کہ پاؤں پھسل گیا تھا یہ لڑکا مجھے کیا زیر کرتا خواجہ سعد شاہ شامی نے ایرج سے اشارہ کیا کہ اگر یہ تجھسے لڑے تو اسے چیر کر پھینکدے ایرج نے بادشاہ سے کہا کہ اے شہریار اگر آپکو شک ہو منا لیجیے مجکو اور اسکو بار دگر لڑوا دیجیے دیکھ لیجیے گا جو کوئی غالب آئے گا مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ اکھاڑا تیار ہو صبح کو ہمارے سامنے کشتی ہوئے خبر خواجہ بازرگان کو ہوئی کہ خواجہ سعد شامی نے ایرج کو عقراب سے لڑوا دیا اور صبح کو دوبارہ کشتی ہوگی وہ پیٹ پکڑے ہوئے دوڑا کہ ہائے خواجہ سعد شامی کب کا دشمن میرے بیٹے کی جان کا نکلا اور شاہ پور ساتھ یہ کہتا ہوا کہ میں تو پہلے کہتا تھا کہ یہ مرد بیہڑا دغاباز ہے بڑا جعلساز ہے غرض فرخ بارگاہ پادشاہی میں آیا دیکھا کہ تمام خلائق کا ہجوم ہے چہار طرف کشتی کی دھوم ہے اور یہی چرچا ہے کہ میاں دیکھو کیا اس دیو کو اس لڑکے نے پچھاڑا ہے واہ واہ اور جن لوگوں نے نہ دیکھا تھا وہ کہتے تھے کہ ہم سے یہیں کہتے ہیں کہ آنکھوں سے دیکھ لیں تو ہمکو یقین آئے مثل مشہور ہے کہ اندھا جب بیٹا جب دو آنکھیں پائے اور بعضے کہہ رہے ہیں کہ میاں اس لڑکے سے کیا ہوتا ایسے کشتی گیر سے کب عہدہ برا ہوتا مگر وہ بڈھا جو اسکے ساتھ ہے یہ ساری کرامات اسکی ہے یہ اسکی بدولت ہے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بڈھا اسکو جرات دے دیکر لڑواتا تھا اور کچھ پڑھ پڑھ کر پھونکتا جاتا تھا کسی نے کہا کہ بھائی سچ ہے میں نے بھی مشاہدہ کیا تھا کہ ایک تعویذ لکھکر اسکے بازو پر باندھ دیا تھا کسی نے کہا بھائی زور جدا ہے دعا جدا ہے اسی کا نام ہے نہ تقویت سے کچھ ہوتا ہے اور نہ تعویذ کا بیان کچھ کام ہے بعضوں نے کہا کہ میاں بخت کا ہیں کچھ انہیں بات ہے بعضوں نے کہا کہ میاں اس لڑکے کا نصیبہ یاور ہے یا تو بادشاہزادے کے پاس آیا اور رفعت کی یا بادشاہ تک رسائی ہوئی مقدر کا کارخانہ ہے کیا نیرنگ زمانہ ہے فرخ بازرگان یہ باتیں سنتا ہوا قریب اکھاڑے پہونچا وہ وقت کہ عقراب اکھاڑے میں کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ یہ لڑکا مجھے کیا زیر کرے گا اب دم بھر میں معلوم ہوا جاتا ہے اور ایرج جانگیا لنگوٹ کس کر اسکے مقابلے کو جایا چاہتا ہے کہ فرخ آکر ایرج سے لپٹ گیا اور کہا کہ اے عزیز کیا تو اور کہاں یہ کشتی گیر بیٹا کہنا میرا مان اسکے مقابلے کو نجا اور خواجہ سعد شامی سے کہا کہ میں تو آپکو بزرگ جانتا تھا تو نے میرے بیٹے کو خراب کیا خواجہ نے کہا کہ اگر تمہارے بیٹے کا ایک رونگٹا میلا ہوا تو مجھے جسطرح چاہنا پیش آنا مجھے تیر باران کرنا فرخ نے کہا کہ میں کسی طرح سے نہ مانوں گا اپنے بچے کو لڑنے نہ دونگا اور مالک بن ملکوت شاہ کے قدموں پر سر اپنا رکھدیا کہ مجھپر رحم کیجیے ایرج کو لڑنے نہ دیجیے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اے فرخ یہ تو اس سے لڑا تھا غالب آیا تم گھبراتے کیوں ہو آج اسے کچھ نہ ہوگا پھر لگا اٹھا کر پٹک دیگا بادشاہزادے اور وزیر زادے اور سوداگر بچے ایسا ہی کام کرتے ہیں لیکہ ہاں نام پیدا کرتے

پہلوان کا حوصلہ نہیں ہوتا بیٹا تھا ارکان شجاع اور بہادر ہی یہ کہکر اپنے پاس کرسی پر بٹھا لیا لیکن خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی بروایت پیر یا ہی کہ
عرصہ میں ایرج اکھاڑے میں کودا غراب بادست و گریبان ہوا خواجہ سعد شامی دو دکھتے ہوئے ایرج سے کہ رہے ہیں کہ ایرج اٹھاکر پٹکدے اپنی اس طرح
زمین پر مار کہ اسکا نشانہ لگے اور ایرج کے حسن کا یہ عالم ہی تمام اکھاڑا مشعشع نور جمال سے نورانی ہی لوگ تعریفیں کر رہے ہیں کہ ایسا خوبصورت جوان [illegible]
کو اس سے محبت ہی کوئی کہتا تھا کہ یہ صاحب حسن و جمال ہوا وہ نصیبہ ور ذی اقبال ہو دیکھو کہ آپ کو بادشاہ ملک پہونچا یا الداعی
کا یہ قول ہو کہ اس گبر سے خدا اسے بچاے کسی نے کہا کہ یہاں ایک مرتبہ یہ اسے زیر کر چکا ہی اب بھی خدا چاہی تو غالب ہی غرض
ہر چہار طرف یہی چرچا ہو اور یہاں ایرج غراب سے لپٹا ہوا ہی از بسکہ ایک مرتبہ کشتی لڑ چکا تھا اب ہمہ دانون پیچ کی
آنکھے ہیں جو پیچ اسپر غراب کرتا ہی ایرج اسکو خیال میں لاکر غراب پر کرتا ہی آوازغوں کی بلند ہی یہاں تک کہ دو پہر کے
عرصہ میں ایرج نے لنگر اسکا اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مار کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا خواجہ سعد شامی
پکارے ابکی اسے زندہ نہ چھوڑنا بے فیصلہ کیے ہوئے منہ موڑنا چیر ڈالنا ایرج نے جس طرح سے کہ خواجہ نے تعلیم کیا تھا چھاتی پر
[illegible] پالون سے ایک پاؤن اسکا دبایا اور دونوں ہاتھوں سے دوسرا پاؤن پکڑکر ایک جھٹکا دیا کہ پہلے جھٹکے میں ناف تک
جسم اسکا چیر ڈالا اور دوسرے جھٹکے میں سینہ تک تیسرے جھٹکے میں دو ٹکڑے کر کے ایک ادھر ایک ادھر اچھال دیا ایک
غل ہوا کہ غراب کشتی گیر کو ایرج نے چیر ڈالا فرخ بازارگان ایرج سے دوڑکر لپٹ گیا اور کہا کہ بیٹا تو دوبارہ زندہ ہوا
اور مالک بن ملکوت شاہ نے ایرج کو بلا کر خلعت دیا اور ایک خلعت فرخ بازارگان کو دیا اور کہا کہ آج سے ایرج کو
بیٹے اپنا بیٹا لیا ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ حضور یہ سارے کرتب خواجہ سعد شامی کے ہیں جناب
غلام کی نیکنامی کے ہیں انکو بھی سرفراز فرمایے بادشاہ نے خواجہ کو بھی خلعت عنایت کیا اور دیوانخانہ کے داروغہ کو حکم دیا
کہ فلان مکان ہمارا درست کراؤ اسمیں ایرج کو لیجاؤ اور عملا انکے واسطے علیحدہ نوکر رکھا جاے کسی بات کی تکلیف
نہونے پاے اور بالفعل ہمارے چند خدمتگذار سرگرم خدمت رہیں اور آدمی لاشہ غراب کا اٹھا کر فوراً اسکے اٹھا لیگئے
اور ارسلان شاہ [illegible] زندہ اور رفیق اسکے کمال پژمردہ چلے گئے ایرج دوسرے روز دربار میں گیا اور
بادشاہ کو آداب بجا لایا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ صاحبو تلاش کرو کہ کوئی شخص ایسا ہو کہ ایرج کو فنون
سپاہ گری یعنی نیزہ بازی شمشیرزنی شہسواری جو جو فن سپاہ گری کے ہیں وہ سکھاے پس نقارچی نے آواز دی کہ جو
فنون سپاہ گری میں ہوشیار ہو سو وہ صبح کو دردولت بادشاہی پر آکے اپنا اپنا ہنر دکھاے بادشاہ نوکر رکھے گا اور دربار
میں قرار معزز کریں گے صبح کو بادشاہ آکر [illegible] لیشان پر بیٹھا اور پیچھے قصر کے تمام سپاہیوں کا مجمع ہونے لگا سوار
و پیادے جمع ہوے ایک ایک اپنے فن سپاہی سبکے بدل جاتا تھا سب اسم وار اسباب کو نہ مانتا تھا بادشاہ ہر ایک کو دیکھتا تھا
فاضل کلام مختصر ان تو بادشاہ نے کسیکو پسند نہ کیا ایرج اور اقبال شاہ بھی حاضر تھے اور ارسلان شاہ ایرج
کا دشمن جانی ہی اب دربار میں بھی نہیں آتا ہی لیکن حال خواجہ سعد شامی کا سنیے کہ انکے دل میں آیا کہ ایرج کو خود فن
سپاہ گری تعلیم کیجیے اگر کوئی اور اسکو سکھائے گا تو حمزہ کی نظر میں برا سمجھنگا لیس رات کو ایرج سے کہا کہ اے ایرج
او جوان تم کو بفضل اعظم آفتاب تابان نے رتبہ اعلے کو پہونچایا کہ بادشاہ نے تمکو اپنا فرزند بنایا دن بدن تمھارے واسطے
ترقی ہی روز بروز بہبودی ہی اب ہم رخصت ہوکر اپنے وطن کو جاینگے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خواجہ میں تمھیں ہرگز
نہ جانے دونگا کسطرح رخصت کرونگا کہ آپنے مجھے خاک سے پاک کیا ہی آسمان پر چڑھا دیا ہی خواجہ نے کہا کہ یہ تمھاری خوبی ہی
شریف یونہیں کہتے ہیں جو عالی خاندان ہیں وہ اسی طرح سنکر رہتے ہیں مگر اے ایرج اب مجھے جانے دو مانع نہ ہو میں وطن کو
جاؤنگا جلد تمھارے پاس چلا آؤنگا کہ اس عرصہ میں فرخ بازارگان بھی آیا ایرج نے سب حال بیان کیا باجان

خواجہ سعد شامی بار بار حرف رخصت زبان پر لاتے ہیں شاید برخاستہ خاطر ہیں یہ سنکر فرخ لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ رخصت طلبی کا کیا سبب ہے ہمارا جانا بڑا غضب ہے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ اے فرخ بازار گان تمکو ایرج جیسا لگا پیارا ہے پر انہیں سمجھ لو کہ سبکو الفت عیال کی ہوتی ہے ایرج نے کہا کہ میں بادشاہ سے کہکر چوبدار اور سواریاں یہاں بھیجونگا آپکے عیال و اطفال کو بلوا لونگا مگر آپ نہ جایئے خواجہ نے جواب دیا کہ ایرج قطع نظر اسکے کاشتون سے حساب سمجھنا ہے اور بہت سے کار ضروری ہیں ایرج نے کہا کہ ابھی کیا جلدی ہے چلے جایئےگا نہیں معلوم نہیں آپ جا کر آیئےگا یا نہ آیئےگا عمر نے قبول کیا مگر ایرج کو مطلع کر دیا کہ اگر میں چلا جاؤں تو تم پریشان نہونا غرض رات کو تو یہ گفتگو ہوئی اور صبح کو جو ایرج بستر خواب سے اٹھا تو خواجہ سعد شامی کو نہ پایا کف افسوس ملنے لگا سمجھا کہ خواجہ تشریف لیگئے ہر چند تجسس کروایا لیکن کہین سراغ نہ پایا ایرج اسی رنج میں بیٹھا تھا کہ چوبدار شاہی آیا اور کہا کہ چلیے آپکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے اسیوقت ایرج خدمت بادشاہ میں گیا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھا دیکھا کہ سامنے ایک ایک سپاہی گھوڑا کدا رہا ہے اور چابک سواری دکھا رہا ہے کوئی برچھی کو دیکھ بھال رہا ہے کوئی نیمچے سے ہاتھ لگا رہا ہے کہ ایک سوار مفلوک روزگار دکھائی دیا نہایت دبلا پتلا فقط گلے میں دگلا پہنے ہوئے کہ کئی جگہ سے کپڑا اس کا اڑ گیا ہے روئی دکھائی دیتی ہے اور سر پر میلی پٹی بندھی ہوئی ہے وہ بھی میلی پھٹی ہوئی ہے پاؤں میں پائجامہ گاڑھے کا زرد مٹی سے رنگا ہوا پہنے ہوئے ہے ضعف و نقاہت کا یہ عالم ہے کبھی بائیں پر اور کبھی داہنے پر جھکا پڑتا ہے اور سپر کمر پر اور ترکش پشت پر لگی ہوئی ہے پر تلے میں تلوار چڑھے کی صرف مٹھ کی پڑی ہوئی ہے کہ گوٹھی کر گئی ہے پھیلا باہر نکلا ہوا اور گھوڑے کی یہ کیفیت ہے کہ لاغری سے پسلیاں نظر آتی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوار یہاں گرا وہاں گرا چلا آتا ہے جب قریب آیا تو پکارا کہ اے بادشاہ میں فرستادہ شیر اعظم آفتاب تابان ہوں کہ ایرج کو فن سپاہ گری سکھاؤں اور یگانہ آفاق بناؤں یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ ہنسا اور لوگوں نے قہقہہ مارنا شروع کیا آیا آپ دھنے پاس کر کہا کہ آپ ایرج کو تعلیم دیجیےگا آپکے برابر کوئی احمق نہیں آپکو عقل مطلق نہیں ہیئت یہ افلاس یہ صورت یہ لباس اس پہ دعوے اتنا بڑا کر رہے ہو یہاں سے چلے جاؤ بس یہ سننا تھا کہ آگ بگولا ہو گیا اور پکار کر کہا کہ تم سب مجھکو ذلیل جانتے ہو ہم کو دیکھو اول میں صاحب کمال ہیں یکہ تاز میدان امتحان ہیں بندہ خاص شیر اعظم آفتاب تابان ہیں اگر کسی کو شجاعت کا گھمنڈ ہے میدان میں آ کوئی آگے تو بڑھے مجھ سے مقابلہ کرے منہ پر تو چڑھے اسوقت کیفیت کمال معلوم ہو جائے ایک شخص برچھا پکڑ کر سامنے آیا کہ کیا بڑبڑ کرتا ہے بیہودہ بکتا ہے بہادروں کا سامنا تو کر ملا تو نظر سے نظر عمر نے گھوڑے کو پھیر کر للکارا اسنے نیزہ مارا عمر نے نیزے کو نیزے پر روکا اور دو چار طعن رد و بدل ہوئی تھی کہ عمر نے ایک ڈنڈا اسکی کمر پر مارا کہ وہ گرا اور بیہوش ہو گیا مالک بن ملکوت شاہ نے ایک شخص لاور تو کہ نام اسکا پیلان بہادر ہے اشارا کیا کہ اسکو لپٹا ہو پہنچا پیلان عمر پر دوڑا اور تلوار کا وار کیا عمر نے بفنون سپہ گری تلوار اسکی چھین لی بعد اسکے ایک کشتی گیر تھا وہ للکارا کہ میں اسے بسترا پہنچاؤنگا وہ بھی کوئی دو چار گھڑی اٹکا انجام کار اسے بھی عمر نے دے پٹکا اور جتنے نکبیت اور نکبیت اور تلوریے وہاں تھے سب عمر سے مغلوب ہوے ہر ایک نے حوصلا اپنا نکال لیا کوئی اس سے عہدہ بر انہوا آخر الامر مالک بن ملکوت شاہ نے نہایت انکو پسند کیا اور نام پوچھا انھوں نے کہا کہ آقا گرگ مست قلماق میرا نام ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد خلعت لاؤ اور آقا گرگ مست قلماق کو دو جب یہ خلعت پہنکر آے تو بادشاہ نے ایرج کو انکے سپرد کیا آقا گرگ مست قلماق نے ایرج کو فنون سپہ گری سکھانا شروع کیے چندروز میں کل فنون تعلیم کر دیے اسطرح پر کہ پہلے نیزہ بازی سکھائی پھر شمشیر زنی سکھائی اور تیر اندازی بتائی بعد اسکے گھوڑے پر چڑھنا

شہسوار بے بدل بنا دیا پھر کشتی کے داؤں پیچ سکھا کر طاق کر دیا جملہ فنون میں یگانہ آفاق کر دیا ایرج کی تعلیم میں آقا کرک
مست قلماق نے نہایت اہتمام کیا ہے اب کسیکی یہ قدرت نہیں ہے کہ ایرج پر غالب آسکے بہرام فلک کی بھی مجال نہیں ہے کہ آنکھ
ملا سکے ایک دن کا ذکر ہے کہ بیرون شہر باغ بہشت آئین ہے وہاں ایرج ورزش کر رہا ہے اور سواے آقا کرک مست قلماق کے
اور کوئی وہاں نہیں ہے اتفاق کار ارسلان شاہ ادھر سے شکار کھیلے ہوے آتا ہے اور ایرج دروازہ باغ پر کھڑا ہے ارسلان شاہ
غضراب کے مارے جانے سے ایرج کا دشمن ہو گیا تھا قریب ایرج کے آکر کہا کہ او کمینے فراش بچہ بازاری تو نے کیا
سمجھکر میرے پہلوان کو مار ڈالا کچھ تجھے میرا خوف نہ آیا یہ کیا سر پہ سینگ ہے پیڑا تو پاجی ہے ایرج یہ کلمہ سنکر خشمناک ہوا مگر غصہ کو روکا
اور کہا یہ کیا انداز گفتگو ہے میں تجھکو اپنا شاہزادہ جانتا ہوں کیا کہوں اگر کوئی اور اسطرح کے کلام کرتا تو اسکو سزا پہونچاتا
ارسلان شاہ نے کہا کہ تو سزا پہونچائیگا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ سے جیسے ہی شاہزادے نے تلوار کا وار کیا ایرج نے دھار
تلوار کی بچا کر ہاتھ قبضہ میں ڈالکر تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ اے شہزادے زمین پر پٹکوں کہ نقش زمین
ہو جاے اور چھٹی کا دودھ یاد آجاے ہر ایک سے زبان درازی کرتے ہوے ڈرنا خبردار اسطرح کا کلام نکرنا یہ کہکر چھوڑ دیا
کہ اس عرصہ میں اقبال شاہ بھی آیا اسنے بھی ارسلان شاہ کو سمجھایا اور لوگوں نے کہا کہ آپ نے بہت برا کیا ارسلان شاہ
خفت زدہ ہو کر چلا گیا ایرج کو آقا کرک مست قلماق نے خدمت میں مالک بن ملکوت شاہ کی پہونچایا مالک نے برہم
ہو کر کہا کہ اس بچہ کو بھی مانند غضراب کے تو نے مار ڈالا ہوتا ایرج نے جواب دیا کہ پیر مرشد یہ میرا شہزادہ تھا جو کچھ میرے
ساتھ کیا اچھا کیا مالک نے ارسلان شاہ کو بلایا اور کہا یہ کیا تیری نالائق حرکتیں ہیں اور اسی حالت میں قمچیاں اسپر
ماریں وہ روتا ہوا سامنے سے چلا گیا اور شہر فرنگوشیہ میں بھی نہ ٹھہرا چند آدمیوں کو ساتھ لیکے سوار ہو کر ملک زرنگوشیہ
کو روانہ ہوا وہاں اسکے دادا کی تختگاہ ہے اس شہر کا ملکوت شاہ بادشاہ ہے جب یہ زرنگوشیہ میں پہونچا تو ملازمت
ملکوت شاہ کی حاصل کی نذر دی چونکہ ملکوت شاہ نے اسکو فرزند کیا ہے آزردہ جو دیکھا پوچھا کہ باعث رنجیدگی
کا کیا ہے ارسلان شاہ نے کہا کہ میں حضور سے رخصت ہونے آیا ہوں کہ کسی طرف کو نکل جاؤں بے عزتی گوارا نہیں
سواے جلاوطن ہونے کے چارہ نہیں ایک تاجر بچہ کے واسطے ابا جان نے مجھکو سر دربار خود بھی ذلیل کیا اسکی نظروں سے بھی اتارا
یہ کہکر رونے لگا ملکوت شاہ نے پوتے کو گلے سے لگایا اور کہا تو خاطر جمع رکھ میں اس تاجر بچہ کو سزا پہونچاتا ہوں یہاں پکڑوا
بلواتا ہوں یہ کہکر ایک نامہ مالک کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ایرج کو باندھکر ہمارے پاس بھیجدے اور اقبال شاہ کو
دو چار قمچیاں مارنا اور اگر یہ نکریگا تو میں بری طرح پیش آؤنگا اور تمہاری صورت سے بیزار ہو جاؤنگا جب وہ نامہ
لکھا گیا تو بلیسم زنگی اور فلیسم زنگی کو دیا کہ تم لیجاؤ اور اگر مالک ایرج کی مشکیں باندھکر تمہارے حوالے کر دے
تو فبہا نہیں تو تم اسکے باندھکر لے آؤ یہ دونوں نامہ لیکر روانہ ہوے جب نزدیک شہر فرنگوشیہ کے پہونچے تو مالک نے
خبر سنکر اپنے سرداروں کو کہا کہ جاؤ اور استقبال کر کے انکو لاؤ حاصل کلام جب وہ زنگی داخل بارگاہ ہوے دونوں نے آکر
مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور کرسیوں پر آکر بیٹھے مالک نے حکم دیا کہ انکو جام شراب کا دو بحکم مالک بن
ملکوت شاہ ساقی نے جام بھر کر دیا جب دو تین جام شراب کے پیے اور دماغ انکا نشہ میں آیا اور ادھر آقا کرک مست
قلماق ایرج کو مسلح و مکمل کر کے لایا اور راستہ بھر سمجھاتا ہوا آیا کہ اے ایرج خبردار ان زنگیوں سے نہ دبنا
انہیں کچھ نہ سمجھنا غرض ایرج آکر اپنے ڈنگل پر بیٹھا بلیسم اور فلیسم نے نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دیا کہ تمہارے
باپ نے یہ نامہ بھیجا ہے مالک بن ملکوت شاہ نے دبیر کو بلا کر دیا اور کہا کہ اسے پڑھ کر اسمیں کیا لکھا ہے اسنے باواز
بلند پڑھنا شروع کیا مالک بن ملکوت شاہ مضمون سے آگاہ ہوا اور کہا کہ اے بلیسم اور فلیسم ایرج بیگناہ ہے

تقصیر وار ارسلان شاہ ہین یہ سنکر ان دونون نے کہا کہ ہم کچھ نہین جانتے آپ ایرج کو اسیر کرکے ہمکو دیدیجیے ہمتا یا شاہ جہان
ہمارے بادشاہ کا حکم ہی اسے ہم عمل مین لائینگے خود ہم اسے باندھکر لیجائینگے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے ایرج شاہزادہ کو دیکھا
ایرج نے عرض کیا کہ اے شہریار مین آپ کا تابع حکم ہون مجھکو کچھ عذر نہین ہی کہیے تو ابھی سر کاٹکر دیدون اور اگر آپ فرمائین تو زندہ ہمراہ
ہو چلا جاؤن اور آپ یہ اگر چاہین تو کیا مجال ہی کسیکی جو مجھے نکو ملا سکے اور باندھکر لیجائے تو بڑی مشکل ہی بلکہ اسکو سزا پہونچاؤن کہ وہ بھی
تمام عمر یاد کرے اور مین کیا کسی سے کم ہون لیس یہ کلمہ جو ایرج نے کہا بلیسم اور فاسیم آگ ہو گئے انکو نہایت ناگوار ہوا اور کہا کہ او
کرپاس فروش بچہ بازاری تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ شاہزادون سے برابری کرتا ہی اور پہلوانون سے آنکھ ملاتا ہی یہ تو ہی بادشاہون مین
باعث فساد ہی تیرا ہی یہ فتنہ و فساد ہی یہ کہکر اور خنجر کھینچ کر ایرج پر دوڑے جب قریب پہونچے ایرج نے دونون کے خنجر چھین لیے
اور دونون کی گردن مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ ہی شرط کہ تم دونون کو ٹکرا دون کہ دل تمہارے نکل جائین دونون نے کہا
تا زندہ ہم بندہ ہم چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخش دیجیے ایرج نے دونون کو ہاتھ سے رکھدیا انھون نے دوڑکر قدمون کو چوم لیا
اطاعت کوش ہوے غلام حلقہ بگوش ہوے اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ ہمنے تو ایرج نوجوان کی اطاعت کی ہم نہین رہینگے جس کا
جی چاہے ہمارے پاس رہے اور جس کا جی چاہے چلا جاے اکثر نے انکا ساتھ دیا اور اکثر لوگ بھاگ کر ملکوت شاہ کے پاس
گئے حال بیان کیا یہ سنکر ملکوت شاہ نہایت برہم ہوا ملکوت شاہ کے دو سپہ سالار ہین عوجان دریاباری اور مرجان
دریاباری دونون سے کہا کہ تم جاکر مالک کو مع اقبال شاہ اور ایرج کے پکڑ لاؤ غرض عوجان نے بائیس ہزار سوار
ساتھ لیکر کوچ کیا اور برابر شہر فرنگوشیہ کے آیا اسنے پیغام بھیجا کہ اے مالک ایرج اور اقبال شاہ کو باندھکر میرے
پاس بھیجدو کہ مین انھین لیجاؤن انکی عزت و آبرو مین سر مو فرق نہ آئیگا مین اپنا ذمہ کرتا ہون جب یہ پیغام مالک کو پہونچا تو
مالک نے ایرج کیطرف دیکھا اور کہا کہ اے فرزند سنا تو نے اب مین کیا کرون عوجان کمال زبردست ہی اس سے کیونکر مقابلہ
کرونگا مگر یہ تدبیر سوچا ہون کہ قلعہ بند ہو کر لڑون ایرج نے کہا کہ اے شہریار آپ قلعہ بند نہو جیے باطمینان یہین بیٹھے رہیے
مین قلعہ سے باہر نکل کر عوجان سے مقابلہ کرونگا اگر اسپر غالب آؤنگا تو اچھا ورنہ پیام صلح کا دیجیے گا میری گرفتاری کا
کچھ ملال نہ کیجیے گا یہ سنکر مالک نے کہا کہ اے ایرج مین تجھے اپنے فرزندون سے زیادہ عزیز رکھتا ہون مجھسے تیرا روز بد نہ دیکھا جائیگا
آنکھون مین خون اتر آئیگا بہتر یہ ہی کہ تم یہان سے کسی طرف کو نکل جاؤ مین عوجان سے عذر معذرت کرکے اپنے باپ کے پاس
چلا جاؤنگا ایرج ہاتھ باندھکر بولا کہ مین گریزان ہرگز نہونگا اپنی جان دیدونگا انجام کار مالک قلعہ مین رہا اور ایرج
پانچ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا عوجان کو خبر ہوئی ایرج بقصد جنگ آتا ہی عوجان قہقہہ مارکر ہنسا کہ اسکی
قضا آئی ہی اور نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ایرج کو خبر ہوئی اسنے بھی
طبل جنگ بجوایا دونون طرف درستی آلات حرب ہونے لگی ایرج کے لوگ بہت پریشان تھے صبح ہوتے ہوتے تین ہزار آدمی
بھاگ گئے دو ہزار کی جمعیت سے ایرج عرصۂ کارزار مین آیا ادھر سے عوجان دریاباری چالیس ہزار سوار سے نمودار
ہوا اور صفین آراستہ ہوئین عوجان دریاباری للکارا کہ او ایرج آ میرے مقابلہ کو ایرج مرکب اڑا کر عوجان کے
برابر آیا عوجان لگاورزن ہوا ایرج کا مرکب کوئی چار قدم پیچھے ہٹا اور عوجان کا گینڈا سات قدم پسپا ہوا عوجان
حیران ہوا اور نگاہ غضب سے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا فساد شاہون مین تو نے ڈالا ہی اب بھی کچھ نہین گیا ہی تو میرے
ساتھ چلا چل مین ارسلان شاہ سے تیری خطا معاف کروا دونگا ایرج نے کہا کیا بکتا ہی مین تجھے اور تیرے پروردگار کو
بھی سزا دونگا عوجان برہم ہوا اور کہا کہ اپنی شجاعت پر بڑا غرور ہی ارسلان شاہ سچ کہتا تھا تو حرام کے لقمے کھا کر
موٹا ہوا ہی اپنے کو بھول گیا ہی کیون خود رفتہ ہو گیا ہی مارا جائیگا ایرج نے کہا کہ کیا نالائق کلمہ کہتا ہی سزا پائیگا تو کہان کا

بادشاہزادہ ہی جو اور کسیکو بے حقیقت جانتا ہی ایرج کی گفتگو سے عوجان نہایت برہم ہوا اور کہا کہ خیر اب دست بہ
گفتگو کر جو حربہ تیرے پاس ہو وہ لا ایرج نے کہا کہ میرے استاد نے مجھکو پیشدستی نہین بتائی تو اپنا وار کر جب خدا تیرے وار
بچا لیگا اسوقت سمجھ لیا جائیگا بس عوجان نے خبردار خبردار کہکر نیزہ ہاتھ مین اٹھا کر ایک پرتاب اپنے گھوڑے کو پیچھے ہٹا کر
ایرج پر دوڑ کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے سے پر روکا سنانین شرر افشان ہوئین دونون لشکر نگران ہین کہ سنان
بر سنان اور زبان بہ زبان بج رہی ہی عجب لطف سے نیزہ بازی ہو رہی ہی چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر ایرج
نے نیزہ عوجان کا گانٹھ کر جھٹکا دیا نیزہ کا مارا نیزہ عوجان کا ہوائی ہوا عوجان کا منہ سرخ ہو گیا اور کہا کہ تو نے غضب کیا
کہ میرا نیزہ نکال لیا یہ گرز ہی طمانچہ ملک الموت کا ذرا خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مجھکو خبردار نہین کیا تھا یہ کہکر دو دستی گرز مارا ایرج
نے ہاتھ بڑھا کر گرز ہاتھ سے چھین لیا عوجان آگ ہو گیا اور تیغہ شیر بار میان سے لیا ایرج نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب
تلوار نزدیک آئی ایرج نے سپر ہاتھ سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا پشت پر جا کر جھولا اور پنجہ کو دراز کر کے جھکی دی کہ
تلوار ہٹ پڑی جھپٹ جھپٹ قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور اسکے قبضہ کو اپنے قبضہ مین کیا عوجان کے ہوش اڑ گئے ساری بہادری
بھولا شرم سے کٹ گیا لیکن پھر بھی وہ بچیا بارادہ کشتی ایرج سے لپٹ گیا زور کشاکش سے ہونے لگے مرکب بیٹھ گئے لوگ
پکارے کہ ان بے زبانون نے کیا کیا ہی نیچے اترکر لڑو مرکبون پر سے کود پڑے والحاصل دونون پشت زین سے علیحدہ ہوے دامن
کمر دامن آستینین چڑھا کر دوڑے ایک نے ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ گردنون پر رکھدیا اور سر ملا کر ایک ٹکر لی کہ پوست ماتھون کا
اتر گیا دستیان ساتھ زیر دستیون کے چلنے لگین دانتون پیچ ہونے لگے آواز خمِ تانگی بلندی بجوم تماشائیون سے گذر نا لگا کا بھی
مشکل ہی راستہ بند ہی جہان گھڑی دو گھڑی اٹک جاتے ہین کیچڑ ہو جاتی ہی اسقدر پسینے آتے ہین چار پہر دن کشتی رہی شام کو
عوجان نے کہا شاباش ہی تجھے اور لڑکے کہ دن بھر تو مجھ ایسے شخص سے لڑا ابتدا ہوئی جا عیش و آرام صبح کو ہم تجھے جیسے
رہینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھا جائیگا ایرج چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے کہ آقا گرگ مست قلماق پاس کھڑے ہوے تھے
بولے کہ اے عوجان تو اپنی جان بچاتا ہی ایرج میدان سے لیتر زیر و زبر ہو گیا ہرگز نہ جائیگا عوجان نے کہا کہ اوپر سے
کیا کچھ مین دب گیا ہون فقط اسواسطے جاتا ہون کہ رات کو جو ہم جانفشانی کرینگے اسکا کوئی تماشا دیکھے گا کسی کو کچھ لطف
نہ آئیگا آقا گرگ مست قلماق نے کہا کہ بادشاہون کو رات سے دن کرتے ہوے دیر نہین لگتی ابھی تمام میدان روشن
ہو جائیگا تم بھی اپنے لشکر سے روشنی طلب کرو ہم بھی روشنی منگواتے ہین فقط حکم کی دیر ہی ابھی ہزارون بخشانے روشنی
آنے جاتے ہین یہ سنکر عوجان نے حکم کیا کہ روشنی لاؤ اور ایرج سے کہا کہ ہم بھی کچھ کھاتے ہین تم بھی کچھ کھانا منگوا کر
کھاؤ جب تک بخشانے گذرین اور روشنی ہو پھر ہم تم کشتی لڑین یہ کہکر عوجان دربار میں کو گیا کھانے مین مصروف
ہوا اور ادھر آقا گرگ مست قلماق نے ایرج سے کہا کہ ہرگز تم کچھ نہ کھانا اور اگر کھاؤ گے تو پھر لڑنا دشوار ہو جائیگا
غرض ایرج نے کچھ نہ کھایا عوجان کھانے سے فارغ ہوکر آیا اتنے مین روشنی بھی خوب ہو گئی اور کشتی ہونے لگی اور
لوگون نے دیکھا کہ لڑائی اٹک گئی کمرین کھولکر اور زین پوش بچھا بچھا کر اپنے رسالدارون اور جمعدارون پاس آکر بیٹھے
خوانچہ والے آکر موجود ہوے مٹھائیان اور پکوان بکنے لگا سقے پانی پلانے لگے اور ادھر ایرج و عوجان مصروف کشتی
ہین اور خلق خدا تماشائی ہی فراش مہتاب نے چاندنی کا فرش گستردہ کر دیا ہی اور پیر فلک ایرج نوجوان پر گوہر انجم نثار
کر رہا ہی آقا گرگ مست قلماق تعریفین کر رہے ہین غرض چار پہر رات کشتی رہی جتنے گھڑیال شب زندہ دار رات تھے
گذرین گذشتہ پذیر ہوا اور ترک فلک نے علم نورانی ہاتھ مین لیکر سمند فلک پر سوار ہو کر طلوع کیا صبح ہوئی مگر ہنوز
اور دست باہم گتھا ہوا ہی غرض چار پہر دن یونہین گذر گیا تیغہ علم لشکر روز نے سرنگون کیا اور رایت سیاہ شب

دکھائی دیا بدستور سابق رات پھر بسر ہو گئی دن ہوا اب یہ حال ہو پہنچا کہ جہان ایرج عوجان کو پکڑ لاتا ہی
عوجان کا نکلنا مشکل ہو جاتا ہی اور جہان ایرج کو عوجان پکڑ لے جاتا ہی ایرج صاف مانند برق نکل
آتا ہی پہر دن باقی تھا کہ عوجان پکارا کہ اے ایرج مین ایک زور آخر کرتا ہون ذرا خبردار رہنا ایرج نے کہا کہ یہ زور
کہان کہان رکھے تھے اب تک نہ کیا عوجان پکارا کہ میرے ہر فن دہ روز موجود ہی وقت پر مقرر تھا ایرج نے ہنسکر کہا کہ مین خبردار
ہون آپ شوق سے زور کیجیے دل کا حوصلہ نکال لیجیے عوجان دونون بازو ایرج کے پکڑ کے چھاتی مین سر اڑا کر
لے دوڑا ایرج دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی دہنے پانون پر لنگر رکھنے کا ارادہ کیا تھا کہ عوجان نے
حکہ بازو کا دیا کہ پانون نہ جما پھر بائین قدم پر قیام چاہا تھا وہان بھی نہ رک سکا غرض پانچ یا چھ قدم تک عوجان لیگیا
کہ آقا کرک مست قلماق پکارے کہ اے ایرج خبردار ذرا دیکھے بھالے ہوے ایرج نے کہا کہ حریف نہین تھمنے دیتا
ذرا نگاہ کا چوکنا تھا کہ عوجان نے جھٹکا دیا کہ بایان گھٹنا ایرج کا زمین سے جا لگا پھر جو ایرج نے لنگر مارا پشت پا
تک غرق ہو گیا تھا اتنے مین عوجان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لیکن ایرج نے جنبش نہ کھائی عوجان نے
ہاتھ اٹھا لیا ایرج نے کہا کہ کیون مجھے چھوڑ دیا عوجان نے جواب دیا کہ جتنا زور مجھ مین تھا مین کر چکا اب تجھ سے ہو سکے
تو بھی قصور و کوتاہی کر یہ سنکر ایرج اٹھ کھڑا ہوا اور عوجان نے ہرچند لنگر قائم کیا مگر ایرج نے قائم نہ ہونے دیا
جسطرح آندھی مین پتا اڑتا ہی پتا ہوا چلا جاتا تھا دس گیارہ قدم تک ایرج ریل لایا اور لوگ پکارے کہ اے عوجان
سنبھل بہت پیچھے ہٹ آیا عوجان نے کہا کہ حریف زبردست ہی مین کیا کرون کیونکر قیام پکڑون ذرا ادھر مڑتا تھا
کہ ایرج نے جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے عوجان کے آشنا زمین ہوے عوجان نے چاہا کہ لنگر قائم کرے مگر ایرج
کمر مین ہاتھ ڈال کر یا شیر اعظم آفتاب تابان کہکر زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے مین تا بہ کمر تیسرے زور مین تا بسینہ
لا کر حکہ بازو کا دے کر سر سے بلند کیا عوجان نے چاہا کہ پانون بغلون مین اڑا کر زانون پیچ کرے ایرج نے جھٹکا دیا کہ پانون کے
موڑے کہین ہاتھ کے دم سے تانے کہین ترکش کہین خنجر برق پیکر کہین مانند طاؤس آتشبازی کی چکر کھانے لگا ایرج
نے چاہا کہ زمین پر مارے کہ عوجان نے کہا کہ اے ایرج نوجوان مین نے غلامی آپکی اختیار کی مجھسے نہ ارسلان شاہ
علاقہ نہ ملکوت شاہ کی پروا ہی تا زندہ ایم بندہ ایم ایرج نے عوجان کو ہاتھ سے زمین پر رکھدیا عوجان قدمون پر
ایرج کے گر پڑا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اُسنے کہا کہ اگر حکم ہو تو اپنے لشکر کو جاؤن اور اپنے بھائی کو سمجھا کر لاؤن
ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ عوجان روانہ ہوا اور چہار طرف ایک غلغلہ تھا کہ ایرج نے بہت بڑے پہلوان کو زیر کیا
کار نمایان کیا اور عوجان جو اپنی بارگاہ مین آیا تو اپنے بھائی مرجان اور افسران فوج سے کہا کہ بھائی مین تو ایرج کا غلام حلقہ بگوش
ہوا مجھکو ملکوت شاہ سے کچھ غرض نہین ہی مین ایرج کے پاس ہونگا تمھین اختیار ہی چاہو میرے ساتھ آؤ چاہو چلے جاؤ تمام
سپاہ نے کہا کہ ہم آپکے ہمراہ ہین ہم محکوم آپ ہمارے بادشاہ ہین صبح کو عوجان اپنے بھائی اور افسران فوج کو لیکر ایرج کی
خدمت مین آیا قدمبوسی حاصل کی آقا کرک مست قلماق کو عوجان کے مطیع ہونے کی کمال خوشی ہوئی اور مالک بن ملکوت
شاہ نے جو سنا کہ ایرج نے عوجان کو زیر کیا پہلے تو اسے یقین نہ آیا جب متواتر یہی خبر آئی تو نہایت مسرور ہوا خوشی سے
کپڑون مین نہ سماتا تھا اور اقبال شاہ تو سوار ہو کر پہلے ہی ایرج کے پاس گیا ایرج قدمبوس ہوا عوجان بھی قدمون پر
گرا اب یہان سے سب جانب شہر روانہ ہوئے مالک بن ملکوت شاہ دروازہ شہر تک آ چکا تھا کہ ایرج آکر پہونچا اور قدمون کو بوسہ
دیا بادشاہ نے گلے سے لگایا عوجان اور مرجان نے بھی ملازمت حاصل کی مالک خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوے بارگاہ
مین آیا جشن کی تیاری ہونے لگی اور یہ خبر ملکوت شاہ اور ارسلان شاہ کو ہوئی قریب تھا کہ مارے صدمہ کے مر جائین مگر مارے جوش کے

رہگئے کچھ نہ کرسکے خاموش بیٹھ رہے مگر حضرت آقا کرک مست قلماق اس فکر مین ہین کہ ایرج کو کیونکر حمزہ سے اڑالے
کیا تدبیر کیجیے کیونکر وہان لیجایے ایک روز ایرج انکے پاس بیٹھا ہوا ہے کہ ایکطرف سے آواز نقارے کی بلند ہوئی عمرو نے
ایرج سے پوچھا کہ یہ نوبت کیسی بجی ایرج نے کہا کہ جاے حیرت ہے آپ تو بندۂ خاص آفتاب تابان ہین اور پھر
یہ اسرار آپ پر پنہان ہین آقا کرک مست قلماق نے جواب دیا کہ پیر اعظم آفتاب تابان کا ظہور تمام زمانے مین ہے مین
کیا کوئی پیغمبر ہون کہ مجھکو سب جگہ کی خبر ہے ایرج نے کہا کہ یا استاد کل جشن نوروز ہے اور طواف قطب زمان خلیفہ
پیر اعظم آفتاب تابان کی تیاری ہے عمرو مونچھون پر تاؤ دیکر بولا کہ کوئی مکار ہوگا نائب آفتاب تابان کہان کیسے
قطب زمان ایرج کمال رنجیدہ ہوکر بولا کہ آپ بڑے بداعتقاد ہین ایسا کلمہ پھر زبان سے نہ نکالیےگا کیا کہون کہ آپ استاد
ہین آقا کرک مست قلماق نے پوچھا اے ایرج پھر وہ خلیفہ کہان ہین ایرج نے کہا دامن کوہ مین جلوہ فرماتے ہین اور کل
تمام خلقت وہان جائیگی قدرت پیر اعظم نظر آئیگی عمرو نے کہا کہ ہم بھی ضرور جائینگے ایرج بولا کہ حبیب آپ انکو دغا باز جانتے ہین
تو پھر جاکر آپ کیا کرینگے عمرو نے کہا کہ دیکھا جائیگا ایرج نے کہا کہ انکا جاہ و جلال بہت بڑا ہے اگر وہان بھی آپ کوئی کلمہ انکے حق مین
نکالیے ایسا نہو کہ آپ سے جل جائین اس سے آپ نہ چلیے یہین رہیے عمرو نے کہا کہ مین دیوانہ نہین ہون کہ ایسے کو برا کہون مگر جبتک
آنکھون سے نہ دیکھونگا باور نہ کرونگا ایرج نے کہا کہ اچھا جیسی آپ کی رضا غرض تمام شہر فرنگوشیہ مین زیارت قطب زمان کی
دھوم ہو رہی ہے دکاندار دکانین لیے جاتے ہین ہر ایک جانے کی تیاری کر رہا ہے ہر شخص نکھر رہا ہے ادنے و اعلے لباس عمدہ
بدل رہے ہین کوئی کاکلین بنا رہا ہے کوئی مانگ نکال رہا ہے کوئی عطر گردن مین لگاتا ہے کوئی تیل بالون مین ڈالتا ہے اور ادھر
مالک بن ملکوت شاہ نے کشتیان تحائف کی درست کرائین ادھر اقبال شاہ اور ایرج مصروف خود آرائی ہین غرض
رات بھر تو ان سامانون مین بسر ہوئی جسوقت کہ سحر ہوئی بادشاہ مع ایرج اور اقبال شاہ اور آقا کرک مست قلماق سے
سوار ہوا آئین جمشیدی و فر فریدونی جلاؤ نکالا ہوا ہے اکر کیت کرتے ہوے ستے بجاتے آب کیوڑا چھڑکتے ہوے رسالے پلٹنین آراستہ
و پیراستہ چپ و راست شہر سے باہر نکلے دیکھا کہ انبوہ خلائق کا ہے ایک عالم چلا جاتا ہے جابجا زیر درخت خوانچے والے نظر آتے ہین
لوگ مٹھائیان پوریان دال سوٹھ وغیرہ لیکر کھاتے جاتے ہین حتے کہ سواری دامان کوہستان مین پہونچی دیکھا کہ عجب نکس ہے
سبزہ و سنگ در فرسنگ ہے چشمہ آب صاف و شفاف سے لبریز ہوا فرحت خیز گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے درخت میوہ دار
لگے ہین کسی باغ کو مناسبت نہین دکانین ہر راستہ لگی ہوئی ہین ہمہ اشیا موجود کسیطرف حلوائیون کی دکان مین مٹھائی رکھی ہے
کسیطرف میوہ فروشون کی دکانون مین گنا گنڈیری نارنگی شریفہ انار وغیرہ موجود ہین اور کسی طرف مہاجن بچے پوشاک پرتکلف پہنے
ہوے درخت تلے شطرنجیان بچھی ہوئی ہین لوگ بیٹھے ہوے ہین کہین شطرنج کھیلی جاتی ہے کسی جگہ گنجفہ ہو رہا ہے کسی جگہ چوسر
ہوتی ہے ایک جگہ بھنگیڑیون کی بالین کھڑی ہین وہان رندون کا ہجوم ہے چرس کے دم بٹ رہے ہین دائرہ چکارہ بج رہا ہے گانے کا سامان
بندھا ہوا ہے غرضکہ ایک اژدہام ہے مجمع خاص و عام ہے مالک بن ملکوت شاہ سیر کرتا ہوا خیمہ مین آکر اترا مسند جواہر نگار پر
آکر بیٹھا گرد و اطراف سب متمکن ہوے کئی سو طائفے با ساز و سامان آکر موجود ہوے گانا شروع ہوا محفل کلام وہ دن رات تو رقص
اور سرود مین بسر ہوا صبح کو مالک بن ملکوت شاہ کشتیان لیکر پہاڑ پر چلا ایرج ہمراہ رکاب بادشاہ تھا آقا کرک مست
قلماق ایرج کے ہمراہ تھا جب پہاڑ کے قریب آے دیکھا کہ ایک احاطہ ہے سنگ زرد کا گرداگرد گنبد بنا ہوا ہے
عجب مقام پر فضا ہے اندر اسکے آکر دیکھا کہ جتنے زمانے کے پھول زرد ہین وہان پھولے ہین گل خورشید سے دعوے ہمسری کرتے ہین
اور بیچ مین احاطے کے گنبد ایک سنگ زرد کا ہے اسپر کلس سونے کا چڑھا ہوا ہے اسپر آفتاب کا عکس جو آکر پڑا ہے تو اسکی جوت
اور اسکی جوت ایک ہو گئی ہے نگاہ نہین ٹھہرتی اور دروازے پر گنبد کے ایک طرف پھول والے جھپڑیون مین ہار پھول لیے ہوے

دوسری جانب حلوائی بتاشے اور لڈو کے تھال درست کیے ہوے بیٹھے ہین اور برہمن ٹوپیان پہنے دھوتیان باندھے کھونے
چندن کے دیے ہوے قشقہ ماتھون پر کھینچا ہوا چوکیون پر بیٹھے ہوے جھانجھ بجاتے اور گاتے ہین ثنا خوان قطب زمان ہر چند کل
ہی یا نائب نیر اعظم کا غل ہی یہ کیفیت دیکھتا ہوا مالک بن ملکوت شاہ مع اقبال شاہ اندر گیا زمین ادب کو لب عبودیت سے
بوسہ دیا کشتیان چڑھائین طواف کیا بعد اسکے ایرج آقا کرک مست قلماق کو ساتھ لیکر چلا مگر عمرو کہتا جاتا ہی کہ یہ کوئی
مکار ہی اچھا جال پھیلایا ہی خوب لوگون کو فریب مین لایا ہی اور ایرج منع کرتا جاتا ہی کہ یہ کیا غضب ہی کہ آپ قطب زمان کو برا
کہتے ہین اب بھی چپ نہین رہتے ہین یہ جواب دیتے ہین کہ ای ایرج تو بڑا بے عقل ہی اگر یہ صاحب کشف و کمالات ہوتا تو کبھی خلق کو
اپنی طرف رجوع نکرتا ایرج نے کہا کہ وہ کہا کسی کے پاس جاتے ہین انکو کیا پروا ہی خود لوگ آستانہ بوسی کو آتے ہین آقا کرک مست
قلماق نے کہا کہ بیٹے زمانہ دیکھا بہت ایسا کارخانہ دیکھا اسنے کوئی نقش دلون پر بٹھا دیا ہی سبکو مسخر کر لیا ہی آپ کیون کسیکے پاس
جائیگا ایرج نے کہا خیر چلکر زیارت تو کر لیجیے دم بھر زبان کو بند کیجیے غرض اندر گنبد کے گئے دیکھا کہ مشعلین روشن ہین خوشبو چل رہی
ہی تخت طلائی بچھا ہی اس پر ایک مرد پیر بار ریش سفید عمامہ سر پہ جبہ پہنے تکلف گلے مین جلوہ فرما ہی آگے ایک اوٹ سنہری کھڑا ہی
اس سے سر اسکا اونچا ہی اور اوٹ مین سوراخ کیے ہوے ہین دونون ہاتھ باہر نکلے ہوے ہین ایرج نے کشتیان چڑھائین
دونون ہاتھ چومے نذر دی اور عرض کیا کہ یا قطب زمان استاد میرا آقا کرک مست قلماق آپ سے بد اعتقاد ہی اسکو
کچھ کشف و کرامات دکھائیے آواز آئی کہ اچھا یہ کہکر سر اپنا جبہ کے اندر کھینچا مگر جبہ کو جنبش تک نہوئی شکن تک نہ پڑی لمحہ بھر کے بعد
سر جبہ سے نکالا ہاتھ مین تھال لایا اسمین حلوا گرما گرم بھاپ اٹھتی ہوئی ہاتھ مین عمرو کے دیا کہ اسکو کھا ایک بندۂ نیر اعظم
آفتاب تاباں حالت سکرات مین تھا وہ آج جان بحق تسلیم ہوا ابھی اسکی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر آیا ہون عمرو نے وہ حلوا
کھا کر کہا کہ یہ بڑا نیرنگ ساز ہی نہایت مکار شعبدہ باز ہی خود اپنے منہ سے کچھ طلب کیجیے آقا کرک مست قلماق نے کہا یا قطب
زمان ایک ماہی مجھے دیجیے قطب زمان نے پھر سر اندر جبہ کے کھینچا اور غائب ہو گیا لمحہ بھر کے بعد اسنے سر جبہ سے باہر نکالا اور
ایک مچھلی بڑی سی آگے عمرو کے پھینک دی اور کہا کہ دریائے بنگالہ مین ایک تاجر کا جہاز غرق ہوا چاہتا تھا اسے مین نے جا کر کنارے
لگا دیا یہ مچھلی وہان سے لیکر آیا ہون ایرج پکارا کہ یا پیر قطب زمان آمنا و صدقنا اور کہا کہ یا استاد ابتو آپکو اعتقاد ہوا
عمرو نے کہا کہ تم معتقد ہو گے ہمکو کون ایمان لایا مجھکو اس دنیا بازکا اعتقاد نہین ہی میری نظر سے ایسے شعبدے بہت گذرے
ہین ایرج یہ کلمہ سنکر سہم ہوا اور کہا کہ مین ایسی استادی اور شاگردی سے درگذرا اگر اور کوئی ایسے کلمے زبان پر لاتا تو اسے سزا
پہونچاتا ابساب مین آپ سے کچھ نہ سیکھونگا اور نہ آپکے پاس رہونگا مجھے یہ اندیشہ ہی کہ آپ آتش غضب سے جل نجائین یہ کہتا ہوا
پھرا آقا کرک مست قلماق اپنے خیمہ مین آئے اور دلمین کہا کہ ای عمرو عیاری چلا ہے جہنم واصل کیجیے ورنہ آپ قطب زمان
بنکر جانب لشکر حمزہ چلیے اور ایرج کو ساتھ لیجیے نہین تو ایرج کیونکر یہان سے جائیگا ساری شفقت تمہاری برباد ہو جائیگی
بس یہ جو خیال گذرا اسی رات کو دونہ مٹھائی کا اور کچھ پھول اور کچھ چورن کا اشرفیان لیکر پہر رات سے گئے اسی پہاڑ پر آیا اور
دیوار پھاند کر اندر احاطہ کے آیا وہان کسی کو نہ دیکھا سناٹا پایا گنبد کے اندر گیا اس جبہ کو خوب مس کیا پھر پکارا کہ یا پیر قطب
زمان نذر لایا ہون قبول ہو کسی نے جواب نہ دیا آخر کار جبہ کو جو ہٹایا ایک نقب کا پایا دیکھا تو اسمین نقب مین چلا جب
باہر نقب کے آیا دیکھا کہ ایک تختہ گلزار ایک حوض پر بہار ہی اسمین مچھلیان گوناگون نظر آتی ہین سامنے ایک بارہ دری عالیشان
ہی اسمین ایک مہنت صندل کی چوکی پر بیٹھا ہی کہ پیٹ تو مٹکا سا نکلا ہوا ہی دونون گال پھولے ہوے ننگے سر چوٹی سر پر ٹنگی ہی
پجاری گرد و اطراف مین بیٹھے ہین زر بفت اور جواہر جو لوگون نے چڑھایا تھا وہ اسکو باہم تقسیم کر رہے ہین اور حلوے کی گرمی
چڑھے ہوے ہین مٹھائی کا انبار لگا ہی شراب ناب گزک لاجواب ہمہ چیز مہیا ہی عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے آگے بڑھا اور

ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی ہم اڑانے لگا کہ اُن سب کے دماغوں میں بیہوشی جو پہونچی تو ناک چھپا چھپا کر سونگھنا شروع کیا کوئی
پکارا آفتاب تابان کا گذر ہوا کیا خوشبو آتی ہے واہ واہ کسی نے کہا کہ کیوں مہنت جی آج آپ ایرج جو کچھ لایا تھا وہ سب
میں لیا ہمکو اُسمیں سے حصہ نہ دیا اُسنے کہا کہ تمنے تو کہدیا ہے کہ بنا شتھی اگر آئیگا اور وہ جو کچھ چڑھائیگا اُسمیں سے حصہ کسیکو نہ
مہنت نے کہا کہ نہ دینے کی وجہ کیا ہم تو لینگے وہ جو مہنت جی کے طرفدار تھے بولے کہ مہنت جی جو کچھ دیتے ہیں انکا صدقہ خیرات ہے
ہم میں کیا کرامات ہے وہ بیکار ہے ہمنے انکو قطب زمان بنایا نہیں کوئی انکو جانتا بھی تھا اور ہم تو حصہ لینگے دیکھیں کون نہیں دیتا
وہ بولے کہ کیا طاقت کسیکی دیکھیں تو کون لیتا ہے یہاں تک گفتگو بڑھی کہ کٹر کٹر کھڑے ہوے اور کشتی پر نوبت آئی مگر جو اٹھا بیہوش
ہوکر گرا مہنت جی کو بھی ہوش نہ رہا پھر وہ بجلدی تمام اُس مہنت کو اٹھا کر اپنے خیمہ میں لایا اور بارود بچھا کر آگ لگا دی کہ
مع خیمہ وہ مہنت جلکر فی النار ہوا پہلے تو پہاڑ سے آواز دی کہ افاکرک مست قلماق بد اعتقاد تھا آفتاب تابان نے
اُسے جلا دیا اور وہ قطب کی شکل بنکر بجاے قطب قیام کیا اور چار طرف ایک غلغلہ ہوا آفاکرک مست قلماق جلگیا ایرج کو بڑا
تاسف ہوا اور صبح کو جاکر جو دیکھا تو خاک کا ڈھیر تھا ایرج نوجوان دلگیر رہی جسکا میں نے ہر چند انکو سمجھایا کہ قطب زمان
بد انکھو آپکے خیال میں نہ آیا آخر کو بد اعتقادی کی کیفیت اٹھائی مگر افسوس ہنر سپاہگری میں کامل تھا اس فن میں انکو کمال حاصل تھا
اسی صدمہ میں ایرج بیٹھا ہوا تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے بلوایا بہت سمجھایا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب رنج و ملال سے
کیا ہوتا ہے اسکا افسوس کرنا بیجا ہے یہ باتیں تھیں کہ ایک مہنت مالک بن ملکوت شاہ پاس آیا مالک نے اُسکے قدموں کو چوما آنیکا
سبب پوچھا اُسنے کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان قطب دوران نے یاد فرمایا ہے بہر دیکھنے کے اُسی وقت مالک سوار ہوا ایرج
اور اقبال شاہ کو ساتھ لیا جب وہان آیا تو قطب کو سلام کیا قطب پکارا کہ اے ایرج دیکھی تو نے اپنے اُستاد کی بد اعتقادی
اور دیکھا تو نے کہ نیر اعظم آفتاب تابان نے اُسکو سزا دی اور تم سب پر بھی غضب ہوے ہیں مگر ہمنے تم سب کو بچایا مالک ابن
ملکوت شاہ وغیرہ سب سجدہ میں گرے اور کہا کہ سواے آپکے اور کون ہمارا بچانے والا ہے قطب نے مالک سے کہا کہ نیر اسوقت تو
چلا گیا کل صبح کو پھر آنا حکم آفتاب تابان کا جو ہوئے بجا لانا مالک بن ملکوت شاہ کانپتا ہوا وہاں سے پھرا ایرج سے کہتا
آیا کہ آفاکرک مست قلماق کے باعث میں بھی نیر اعظم آفتاب تابان کے عتاب میں گرا ایرج نے عرض کیا کہ واقعی جو کچھ ہوا
آپکے سبب سے ہوا مگر کیا کروں میرا اُسمیں کیا قصور تھا یہ باتیں کرتے ہوے خیمہ میں داخل ہوے حسب الحکم صبح کو مالک
قطب دوران کی خدمت میں پہونچا دیکھا کہ قطب زمان آج سرخ پوش ہیں اور سامنے شمشیر برہنہ رکھی ہوئی ہے مالک کی
جان نکل گئی کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہے دوڑ کر قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ مجھسے کیا خطا ہوئی ہے قطب زمان پکارے اے مالک زمانہ میں
بہت سے دین جاری ہیں کوئی لات پرست ہے کوئی منات کو مانتا ہے کوئی لقا کو مانتا ہے کوئی خدا پرست ہے نیر اعظم یہ چاہتے ہیں
کہ سارے زمانے میں ایک دین ہو تجھے نیر اعظم نے ایرج ایسا پہلوان زبردست دیا اور تو نے فروغ نکیا نیر اعظم تجھسے بہت ناراض
ہیں مالک نے عرض کیا کہ بیشک تقصیروار ہوں مگر اسکا حکم نہوا تھا اب جیسا حکم ہو غلام بجا لاے جدھر حکم ہو اُدھر جاؤں
قطب دوران نے کہا کہ حکم نیر اعظم یہ ہے پہلے فوج اپنی آراستہ کرو اور خیمہ مخمل سرخ کا تیار کرو اُسپر زردوزی کا کام ہو
اور ہمارے واسطے تین درجہ کا بنے درجہ بالا میں ہم بیٹھینگے اور درجہ پایئن میں ہمارے خدمتی رہینگے اور درمیان
میں وہ رہیں مگر بہت جلد اسکا سامان کرو کل ساتھ لشکر سوار ہوں انکی دریان رنگا رہوں کہ جب دعوے ہیں
طرف کیفیت ہو یہ کہکر روپیہ بہت سا دیا اور پھر مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ایرج بندہ خاص
ان ہے اور خطاب اس کا زبدۂ آفتاب پرستان لو کرو یہ قطب دوران ایرج نوجوان صاحبقران
سامنے بلایا اور پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ تمنے اپنا لڑکا کردہ کیا ایرج بہت خوش ہوا مالک بن ملکوت شاہ

وہ روپیہ چھکڑون پر لدوا کر چلا اپنی بارگاہ مین پہونچا اسیوقت زرگرون کو بلوا کر حکم دیا کہ جلد تخت بناؤ اور کارگزارون سے فرمایا کہ ساٹھ لاکھ سوار نوکر رکھوا اور وردیان زرنگار انکے واسطے درست کرواؤ اور مالک نے بھی اپنا ایک تخت پر تکلف بنوایا اور بیر ایرج کے واسطے زرہ چار آئینہ اور بکتر خود وغیرہ اور گرز پندرہ سومن کا تیار کروایا جب یہ سب سامان درست ہوچکا تو مالک قطب دوران سے جاکر عرض کیا قطب دوران گنبد سے باہر نکلے تمام اسباب ملاحظہ کیا بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ خیمہ شہر سے باہر استادہ ہو بموجب حکم قطب دوران اسیوقت خیمہ برپا ہوا قطب دوران نے لکا سنبل واسباب زنبیل مین ڈالکر خیمہ مین آکر جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی دوسرے دن تخت قطب زمان جو بیت الملعتی پر کسا گیا درجہ اول مین قطب زمان نے جلوس فرمایا درجہ ثانی اور ثالث مین نوبت نواز اور ناقوس بجانے والون کو جگہ دی پھر قطب کی آواز بلند ہوئی اور تمام سوارون کو حکم ہوا کہ ایک مرتبہ سب تلوارین کھینچکر نعرہ کرو کہ دشمن قطب زمان ناانصاف و ناقدردان کا دونون جہان مین روسیاہ ہو القصہ اس شان و شوکت اور جلوس سے قطب زمان نے کوچ کیا اور طرف شہر اخثم کے روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران اور لقا سے مشرک خدا بیان کیجاتی ہے

یہان لشکر امیر کا مقابل فوج لقا اترا ہوا ہے اور لقا حیران و پریشان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے بختیارک کہ رہا ہے کہ اے لقا اب تک تو حمزہ عمر وسے برسر حساب تھا اب جواد مرد وہ مخاطب ہوگا تو اس سے کون سامنا کریگا لقا نے کہا او ولدالزنا کارخانۂ قدرت مین کیا مداخلت ہے نہین معلوم کہ مین اپنی خدائی کے کیا کھیل کھیلتا ہون کیا مصلحت ہے خورشید اخثمی اور جمشید اخثمی نے عرض کیا کہ ہمنے نامے سب طرف کو لکھے ہین مدد طلب کی ہے عنقریب مدد آیا چاہتی ہے یہی باتین تھین کہ جوڑی ہرکارون کی دوڑتی ہوئی آئی مجرا گاہ سے مجرا کیا اشعار اے از وجود شوم تو آفاق پر شرر وز ہستی پلید تو بنیاد شور و شر ہیچو اہم از خدا کہ تن نامبارکت در ناودان دہر بغلطد چو وم خر بختیارک پکارا کہ بیشک یا کچھ کیا خبر لائے ہو انھون نے عرض کیا کہ سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل شیر سرمنارہ گردن بلند بھی کر گردن پیشانی ساٹھ ہزار سوار سے خداوند کی مدد کے واسطے آتا ہے یہ سنکر لقا پکارا کہ ای بندگان من یہ بلینسید قدرت مرا بلا یا مین نے اپنے بندۂ خاص کو کہ کام ان خدا پرستون کا تمام کرے اور حکم دیا کہ سب سرداران ہمارے بندۂ خاص کو استقبال کرکے لائین بموجب حکم لقا کے سب نے استقبال کیا اثنائے راہ مین جاکر دیکھا ایک شخص کو کہ ساٹھ اینچ کا قد تیس اینچ کی گردن ایک اینچ کی ناک ہے اور ماتھے پر متصل پیشانی کر گردن ایک سینگ نکلا ہوا آنکھین لقارہ سی شراب مین بدمست ہاتھ مین ران کھینسے کی بجائے گرز کی چباتا ہوا چلا آتا ہے الغرض لقا سے آکر بلازمت حاصل کی سجدہ کیا لقا نے اپنی آستین مرحمت پشت پر جھاڑی کہ تو میرا بندۂ خاص الخاص ہے سہیل اٹھکر دنگل پر بیٹھا شراب پینے لگا جب وہ فارغ نشے مین آیا کیفیت لشکر اسلام کی پوچھی بختیارک نے تمام حال سنایا سہیل بولا کہ یہ لوگ بڑے زبردست معلوم ہوتے ہین مگر دیکھنا کہ سب کا کام ایک دم مین تمام کرونگا اور لقا سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مین ان خدا پرستون سے لڑونگا بختیارک نے کہا کہ آپ جلدی کو کام نہ فرمائیے ابھی آپ آئے ہین کچھ کھائیے پیجیے عیش و عشرت کیجیے بہت جلدی خراب کرتی ہے دو چار روز آرام فرمائیے تاکہ مسافت سفر دور ہو طبل جنگ کا حکم ابھی موقوف کیجیے آئندہ آپ مختار ہین سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل نے کہا کہ خداوند کی مجھپر ہمیشہ عنایت تھی وہان بہت آرام و آسائش سے گذران ہوتی تھی یہان محض اسلیے آیا ہون کہ دشمنان خداوند کا کام تمام کرون شعر سے اینجا بےپئے رزم جنگ آمدیم نہ از بہر بزم و درنگ آمدیم بختیارک نے کہا کہ ای سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل یہ ہمارے یہان بدشگونی ہے کہ جو جلدی کرتا ہوا آتا ہے وہ جلدی ہمارے ہاتھ سے جاتا ہے سہیل پکارا مین یہ باتین نہین جانتا یا خداوند

وہ نرغہ ماسے جلد طبل جنگ بجوا دے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جاسوس لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے یہان بارگاہ مین بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز تھے تمام سرداروں کا دورہ بندھا ہوا تھا اور ذکر لشکر کفار کا ہو رہا تھا کہ نقارہ کی آواز سمع اقدس مین پہونچی فرمایا کہ خبر دریافت کرو کہ یہ آواز کیسی آئی یہی باتین تھین کہ ہرکارے سامنے سے آئے زمین عبودیت کو لب ادب سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا دیا بادشاہا بجا لا قطعہ تا سر زند آفتاب سرور باشی + تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی تا تاج حیات بر سر خضر بود + در خانۂ اقبال سکندر باشی + شہریار عالم کی عمر دراز رہے فتح و نصرت یار رہے لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہے کل اوس کافر کا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرا ہو جو آتش کینہ و عناد و فساد کو دو بالا کرے یہ سنکر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین ہے ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی کوس حربی پر چوب پڑے جو کچھ منشی ازل اور کاتب قسمت نے لوح جبین پر رقم کیا ہے وہی پیش آتی ہے بس اسیوقت کوس حربی نوازش مین آیا سارا جنگ مین رات بسر ہوئی جب صبح ہوئی دونون لشکر صف آرا ہوئے گرد کیونکر اڑا کہا نظم

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا دہان خسرو با عز و وقار
بار دان تھا نہ خزان کو کسی موسم مین
واہ رہی تیری تنگ ظرفی یا ین عز و وقار
کھو نہیں سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے
ہین خیابان مین سہ زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز ہے تھا تو یہ لب پر سکوت تھا
کچھ تاریک سی اور عالم تنہائی ہے

ای جہان نہ سقف سپہر غدار
ہو چکے سین اگر تم فریدون کے گزار
رات دن جس جگہ تھے سرداروں
کبھی گل سنبل تھا مالک بھی لاسکی کی بہار
جن پہ تکیہ تھا تیر پہ اونکے جوہر کا عکس
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جا کے دو باشندہ کو وانکے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

تا بہ کی حسرت فرزند فریدون و سشم دوچار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا دہان گرم تھا ہر سو بازار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ سب جو چلے کے ہین آنہ حزار
چلین منڈلاتی ہین اٹھتے ہین بگولے ہر سمت
تکیہ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ وہ چلبلین نہ ترنگین نہ خود آبادی رہی

نقیب صدائین دے دے کر چلے گئے دونون طرف لشکر آراستہ و پیراستہ ہو اور جنگلون مین مثل صف مژگان سناٹا تھا سہیل اپنے گینڈے کو جولان دے کے سامنے لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا کہ جا تجھے حکم دیا اور اپنے یدقدرت کو سپرد کیا سہیل میدان مین آیا خوب گینڈے کو گرمایا پھر تھوڑی دیر توقف کیا جب دم اپنا راست کر لیا تو مبارز طلب کیا آردشیر کو و بند رفیق شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا سہیل نے آردشیر کو آتے دیکھ کر گینڈے کو بڑھایا بعد شکاور زنی کے نام پوچھا اس نے کہا مین بھائی ہون فہیم خون آشام کا اور رفیق ہون شاہزادہ قاسم کا سہیل نے کہا کہ تو نے لقا پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کی ہے باوجود کہ خداوند کا عزیز ہے نہایت بے تمیز ہے بہتر ہے کہ لقا کو سجدہ کر نہین میرے ہاتھ سے تو مارا جائے گا آردشیر نے کہا کہ یکتا ہے لقا ایک مرد بادیہ ضلالت ہے لائق سجدہ نہین ہے قابل لعنت ہے یہ سنکر سہیل غضبناک ہو کر بولا کہ بس زبان درازی نکر جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا اس منحرف ہونیکی سزا پائیگا آردشیر نے کہا کہ ہم مسلمان ہین خود پہلے حربہ نہین کرتے تو چلا کہ ہم پیش دستی حریف سے نہین کرتے سہیل نے برچھا مارا اسنے نیزے کو نیزے پر روکا چار گھڑی تک باہم نیزہ بازی رہی مطلب حاصل نہوا آخرکار برچھونکو ہاتھ سے پھینکدیا سہیل خبردار خبردار کہکر للکارا ایک تیغہ مارا سپر کو کاٹ کر چار انگل سر مین اوتر گیا زخم کاری لگا آردشیر نے دوسرا تیغہ مارا تیغہ اوچٹ کر سر سے نکل گیا مگر چادر خون کی جاری ہوئی اور غش کھا کر گرا سہیل [illegible] مبارز طلب کیا آردشیر کو تو لوگ لے گئے سہم شیر سوار نے آکر سامنا کیا خوب تلوار چلی آخرکار وہ بھی زخمی [illegible] اس روز شام تک سترہ جوان سہیل کے ہاتھون مجروح ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے دوسرے روز [illegible] دری وغیرہ میدان مین آئے وہ بھی اسکی تیغ بران کی تاب نہ لائے تیسرے دن گودرز و رستم اور جمہور جہان پہلوان زخمی ہوئے الغرض سات روز میدان داری ہوئی اس نے تلاطم لشکر اسلام مین مچا دیا ایک حشر برپا کیا آٹھوین دن پھر

سہیل نکلا اور مبارز طلبی کا ارادہ کیا تھا کہ گرد و غبار کا شق اٹھا کہ سپہر دوار تیرہ و تاریک ہو گیا ایسی جس وقت کہ وہ گرد نزدیک آ کر
شق ہوئی سات سو علم نشان سات لاکھ سوار کا بندھا ہوا اور سات سو ہاتھی اون پر جھولیں کارچوبی سنہری پڑی ہوئیں انکے مستکون
پر بندھے ہوئے زنجیریں طلائی سونڈون میں لیے ہوئے فیلبان لباس زرین پہنے ہوئے علمہائے زرافشان مثل پنجہ خورشید تابان بعد انکے
چنتالیس شتر زرین قمچیان بانوکلی یہ بھی سب طلائی بعد اسکے غول خاص بردارونکا مخمل سرخ کے دگلے گلون میں ان پر کارچوبی کام
بنا ہوا خاصیان غلاف مخمل سرخ کے اس پر چڑھے ہوئے کار زردوزی اون پہ بنا ہوا کاندھون پر رکھے ہوئے بعد اسکے مرکب تازی
ترکی پیچھے پیچھے عربی باساز و براق مرصع دو دو سائیس چنویان ہاتھون میں لیے ہوئے کہ کوئی اگر نچ نہ بیٹھنے پائے بعد اسکے سات لاکھ
سوار طلا پوش غرق دریائے طلا اور بیچ میں ایک تخت طلائی دو درجہ کا کہ درجہ اول میں ایک مرد پیر باریش سفید لباس نے رنگار
گلے میں سر پر تاج مرصع اور درجہ دویم میں شاگرد پیشہ درجہ سوم میں نقارخانہ نقارچی شہنا نواز ناقوس بجانیوالے اور ایک تخت پر داہنی
طرف ایک بادشاہ دوسری جانب دوسرا شہریار اور آگے تخت کے اونچی بنا ہوا ایک جوان پر طلعت مرکب پری پیکر پر سوار اور ساتھ اسکے
زرین پوش ایک عیار جبکہ لشکر وہاں پہنچا ایک مرتبہ تلواریں سب نے برہنہ کیں اور نعرہ کیا کہ نیر اعظم آفتاب تابان قطب زمان پیر
گیتی پناہ اور نانوبرا و ناحق شناس کا دونوں جہان میں روسیاہ ہو ہرکارے جو بامر جاسوسی لگے ہوئے تھے جابجا میں جا کر خبر دی
کہ یہ لشکر آفتاب پرستی کا ہے اور صاحبقران کی نگاہ ایرج نوجوان پر ہے امیر نے سنکر فرمایا کہ ایرج تو ہماری اولاد میں معلوم ہوتا ہے
اور یہ قطب وہی نمکحرام ہے مگر جس وقت سے قاسم نے ایرج کو دیکھا ایک محبت پیدا ہوئی اور کہا کہ دادا جان کیا اس جوان کی
شان و شوکت ہے ادھر نور الدہر دیکھ کر بولے کہ واقعی خوب جوان ہے اور اسنے نور الدہر سے کہا کہ بھائی صاحب عقل
میری کہتی ہے کہ یہ کوئی باجی ہے کس واسطے کہ اسکے بشرہ سے آثار شرارت پائے جاتے ہیں نور الدہر اور قاسم ہنسکر چپ ہو رہے
اس عرصہ میں سہیلان بن سہیل نے مبارز طلب کیا پھر قطب زمان نے ایرج سے کہا کہ بیٹا تیرا شکار اول ہو چکا ایرج
قطب زمان کو جھک کر سلام کر کے چلا جب برابر پہنچا سہیلان نے کہا کہ مجھ سے سامنا خدا پرستوں سے پڑا ہے تو کون ہے جو آ کر
بالمقابل ہوا ایرج پکارا کہ میں صاحبقران آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران ہوں منظور ہے نیر اعظم کو کہ تمام زمانے میں
ایک آئین ہو جائے دین آفتاب پرستی رواج پائے بہتر یہ کہ تو آفتاب پرستی قبول کرے میں تجھے قطب دوران کے پاس لیجا کر شاہی آبرو سے
رکھونگا سہیلان یہ سنکر ہنسا کہ تو مجھے نصیحت کرتا ہے آفتاب پرست ہیں بندے ہیں زرد شاہ باختری کے تجھکو لازم ہے کہ لقا کو سجدہ کر
اور میرے ہمراہ آ اور قطب کو بھی سمجھا کر اپنے ساتھ لا ایرج نے کہا کہ تو یون نہیں مانیگا جب تک کہ میرے ہاتھ سے مقتول نہ ہوگا
سہیلان نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا زیادہ لاف و گزاف نکر زبان تیغ سے گفتگو کر ایرج نے نیزہ مارا سہیلان نے نیزہ پر نیزہ
لیا کوئی سوا گھڑی دو بدل ہوئی کہ سہیلان کا نیزہ ہوا ہوئی سہیلان نے گرز مارا ایرج نے گرز پہ گرز کو روکا تو ایسے کی
صدا پیدا ہوئی رو سے گردون جنبیت سے فق ہو گیا جگر زمین کا شق ہو گیا ایرج کے ہر مو سے پسینا جاری ہوا سر پر جب گرز کے
غشی طاری ہوا کہ پیٹ تنگ زمین میں غرق ہو گیا لیکن دونون ہاتھ جسطرح تھے اوسی طرح موفق تھا سہیلان نے کارادہ مارا
اور کام تمام کیا چاہتا تھا پر عیار ایرج کا دوڑ کر اندر گر کے ورنہ آیا دیکھا کہ ایرج بیہوش کھڑا ہے آواز دی کہ اے زبدہ آفتاب پرستان
حریف زیادتی کرتا ہے ایرج کی آنکھ کھل گئی تھا پر سے حال پرسی کی کہا کہ بلا کی ضرب تھی صدمہ عظیم اوٹھایا مگر نیر اعظم نے بچایا یہ کہکر
گھوڑے کو رانون میں دبایا فاصلہ ہی ہر کب تھا کہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا ایرج گرد چہرے کی رومال سے جھاڑتا گرز گران سنگ ہاتھ میں
تولتا سہیلان پر پہنچا اور دو دستی گرز مارا سہیلان نے بالقائے خدا سے باختر کہکر گرز کو چہرے کی پناہ کیا مگر گرز جو گرز پر
پڑا تو گرگین ڈیلی ٹوٹ گئی سہیلان بیہوش ہو گیا سراپا دریائے عرق میں ڈوبا عیاران لشکر کفار دوڑے خاک آثار تھے
پانیکے چھینٹے دیکر کچھ تالی سہیلان کو پکارا جواب نہ آیا پانیکا چھینٹا منہ پر مارا آنکھ اسکی کھلی دیکھا کہ گینڈا اتر پہ رہا ہے اس

کود پڑا اور تلوار کھینچ کر دوڑا ایرج نے جو سہیلان کو پیادہ پا دیکھا تو جلدی تمام پشت زین سے زمین پر آیا سہیلان نے جو دیکھا
کہ اسنے اپنے مرکب کو بچایا پاپیادہ ہوا تیغ و سپر پھینککر کشتی پر آمادہ ہوا دونوں گتھ گئے ہونے لگی دو پہر تک کشتی رہی انجام کار ایرج نے
لنگر سہیلان کا توڑ کر سر سے بلند کیا اور پیچ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر سوار ہوا اور کہا کہ آفتاب کو سجدہ کر تو تیری جان بخشی کروں سہیلان
نے کہا کہ ہزار جانیں میری لقا پرست پر نثار ہیں یہ کہکر جو ایرج نے سنا غیظ و غضب میں آیا اور چھاتی پر سے اٹھکر دونوں ہاتھوں سے دونوں ٹانگوں کو
پکڑ کر اس کافر خاسر کو چیر کر پھینک دیا آفتاب پرستوں میں غل ہوا کہ سہیلان کو مار ڈالا [illegible] کہ نا قدر دان اور نا حق شناس کا
دونوں [illegible] لقا نے جو دیکھا کہ سہیلان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ اس آفتاب پرست کو مار لو تمام لقا پرست ایرج پر
جا پڑے قطب دوران نے آفتاب پرستوں کو [illegible] ایرج کی کمک کو [illegible] لقا پرستوں پر آپڑے تلوار چلنے لگی قیامت کبرا
برپا ہوئی ایرج لڑتا ہوا برابر لاہوت شاہ کے پہنچا [illegible] تلوار ماری ایرج نے تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا
کسیکے روکے نہیں رکا صاف نکلا ہوا چلا گیا آخر کار طبل بازگشت بجا سب نے اپنی اپنی آرامگاہ کی راہ لی خیمہ قطب دوران میں [illegible]
برپا ہوا قطب دوران نے آکر تخت پر جلوس فرمایا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ [illegible] آکر بیٹھے
ایرج بھی اپنے سرداروں کی معیت حاضر ہوا پھر قطب دوران کو سلام کیا اور کہا کہ لاہوت شاہ گرفتار ہی [illegible] قطب
دوران نے فرمایا کہ ہمارے سامنے لاؤ لاہوت شاہ غل و زنجیر میں گرفتار سامنے آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا حکم ہوا کہ
تازیانے اسکے لگاؤ اور [illegible] زندانخانہ کو لیجاؤ [illegible] دبیر کو حکم دو کہ نامہ لکھنے کے لیے اسیوقت دبیر آیا مضمون [illegible]
کر کے نامہ لکھ لایا مضمون اسکا یہ تھا کہ [illegible] قطب دوران نائب آفتاب تابان ہوں یہ نامہ
میری طرف سے آتا ہی تجھکو آگاہ کیا جاتا ہی کہ اے نا قدردان تو نے مردوں کی قدر دانی نہ کی کیسی کیسی تیرے ساتھ جانفشانی کی آگاہ ہو کہ خداوند آفتاب
تابان نے اپنا قہر تجھپر نازل کیا ہی ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان کو حکم دیا ہی کہ تجھکو [illegible]
[illegible] بہتر یہ ہی کہ نامہ کو دیکھتے ہی ایلچی کے ساتھ ادھر کی راہ لے اور پایہ تخت کو بوسہ دے نہیں تو ایرج کے ہاتھ ذلیل ہوگا نامہ تمام ہوا
سرنگوں ہوگا [illegible] قطب دوران نے جب نامہ تیار ہوا تو ایرج کو دیا کہ جمرود کے پاس لیجاؤ ایرج نے تسلیم کیا [illegible]
[illegible] جب نامہ اسکے ہاتھ میں دینا اور یہ کہدینا کہ نامہ [illegible] جو کچھ جواب ہو
اسکی پشت پر لکھدیجئے گا اور ایرج کو [illegible] کہ نامہ کو دیکھکر جمرود کہیگا [illegible] ایرج [illegible] ایک عیار [illegible]
[illegible] اسکا نام [illegible] اس بن الوس کہ ایک پہلوان تھا اسنے ناک اسکی سوتے میں کاٹ ڈالی تھی [illegible]
کیا [illegible] تو اب جا کر تیرے قطب کو
مارا اور آپ تیرے قطب کی شکل بنا [illegible] ایرج تو [illegible] اپنے پاس سے اسکو نکالدے
نہیں [illegible] بہت سے [illegible] دیتا ہوں جو امر ہونیوالا ہو اسکی خبر دیتا ہوں
ایرج نے کہا کہ یا قطب دوران [illegible] واقف مافی الضمیر ہیں یہ کہکر ایرج رخصت ہوا اور چار ہزار جوان
زرین لباس و زرین کلاہ اپنے ہمراہ لیکر [illegible] ایرج کے جانے [illegible] قطب دوران نے دربار برخاست کیا اور مالک بن ملکوت
شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ سے کہا کہ اب آفتاب تابان کے پاس جاتا ہوں یہ کہکر [illegible] ایرج گیا تھا
[illegible] کا رستہ لیا اور ایرج جب لشکر اسلام میں پہنچا وہ فوج و سپاہ دیکھی کہ کبھی ایسا لشکر نہ دیکھا تھا ایک ایک جوان [illegible] بے نظیر تھا
[illegible] گلدستہ دو طرف بازار دو رستہ [illegible] یادگار مدائن و عراق عربستان روم و فرنگ و چین
[illegible] کی بازار ایرج سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ لشکر نور الدہر کے قریب پہنچا نور الدہر کو خبر ہوئی کمال اشتیاق
[illegible] کا ہوا طہماس سے کہا کہ اے طہماس تم جاؤ اور ایرج کو لاؤ طہماس جام شراب کا ہاتھ میں لیکر خیمہ سے

پاس آیا اور ایرج کو سلام کیا اور پیام نور الدہر کا دیا کہ نبیرۂ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نے مجکو آپکی خدمت مین بھیجا ہی
اور آج مجکو سرفراز فرمایئے آپ اور مین شریک ہو کر حضرت صاحبقران کے پاس چلو نگا اور کہا کہ بھائی تمہر گر بھائی قدیم در منزل ما خواہی
لطف مہربانی و بخشش مین باشی + ایرج نے طہماس کو دیکھا کہ جو آسی ایرج کا قد و قامت آثار بہادری چہرے سے عیان عجب شان شگفتہ
پوچھا کہ آپ کون ہین نام آپکا کیا ہی طہماس نے کہا کہ مین بندہ حلقہ بگوش نور الدہر والاکرام ہون طہماس مجکو کہتے ہین نور الدہر
بن بدیع الزمان کا غلام ہون ایرج نے مرکب کو ٹھیرایا اور آخر کار طہماس کے ساتھ اندر بارگاہ کے آیا نور الدہر بہر تعظیم اُٹھے سیدھے
کہا کہ بھائی صاحب آپ ہی کی تعظیم کیجیے نور الدہر نے جواب نہ دیا دوڑ کر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا دیکھا کہ ایرج نہایت جوان جمیل ہی بہت پسند کیا
اور ہاتھ پکڑ کر بغل گیر ہوا اپنی مسند پر جگہ دی مزاج پرسی کی اسباب دعوت مہیا کیا اسد چلا کر پکارا کہ سبحان اللہ بھائی کو جہان سنوار چہایا
وہ آپکو بھول گیا اوشل گیتی کے بھول گیا نیاز بچہ شاہزادون کی برابری کرتا ہی شوریدگی شجاعت کا دم بھرتا ہی جبتک اسے تنبیہ نہوگی یہ مانیگا
خود کو نہ پہچانیگا یہ کہا اور ایرج کی طرف گھورنا شروع کیا ایرج کی اسد پر نظر پڑی دیکھا کہ ایک پری پیکر جوان ہی مگر وحشت آنکھون سے
عیان ہی گریبان چاک نہایت تیز و چالاک ایرج نے پوچھا کہ یہ کون جوان رعنا ہی نور الدہر نے کہا کہ میرا بھائی پھوپھی کا بیٹا ہی ایرج نے
کہا کہ میری طرف کیون بہ نگاہ خشم دیکھتا ہی نور الدہر نے جواب دیا کہ اسکے مزاج مین دیوانگی ہی وحشت کا تقاضا ہوا ہی جو کچھ کسیکو کرتا ہی
کوئی برا نہین مانتا ہی ہر شخص اسکو دیوانہ جانتا ہی یہ کہکر اسد سے خطاب کیا کہ ایرج میرا مہمان ہی ایسی باتین اسکے ساتھ کرنا کب شایان
ہین اسد نے انکسار کر کے کہا کہ بھائی صاحب یا اور کہین بیٹھے ہین اور پیچھے کیا الزام ہو آپ مجھ سے روٹھے کیون ہین یہ بیٹھا ایرج جس باجی کو
چاہین اپنے برابر بٹھائین یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بکو بیٹھے ہین اور ایرج سے کہا کہ آپ اسکی طرف سے کچھ
اندیشہ خیال نکیجیے مگر ایرج کا یہ حال تھا کہ جب اسد کی طرف دیکھتا تھا اسد قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈالتا تھا آنکھین نکالتا تھا ایرج ہنسکر چپ
ہو رہتا تھا ہوا یہ تو یہ تھی ادھر خبر امیر کو ہوئی کہ ایرج بہ رسم ایلچی گری آیا تھا نور الدہر اُسکو اپنے خیمہ مین لیگیا ہی یہ سنکر امیر کو اشتیاق ہوا
کہ ایرج کو دیکھے اور ابو المہدی لیکر سے کہا کہ تم نور الدہر کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہی ایرج کو اپنے ساتھ لے آؤ ہم بھی ایرج کو دیکھین الغرض
ابو المہدی نے نور الدہر کو جاکر امیر کا پیام دیا نور الدہر نے ایرج سے کہا کہ چلیے امیر نے یاد فرمایا ہی ایرج اوٹھ کھڑا ہوا اور نور الدہر کے
ساتھ خدمت امیر مین آیا ایرج نے بطریق آداب پہلوانان سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا اور امیر نے جو دیکھا تو خون عزیزی رگون مین
جوش مارا تعظیم کیواسطے اٹھے اور بے اختیار ایرج سے پکار کر کہا کہ ہم تمہارے مشتاق ملاقات تھے آؤ اور لوگون نے کہا کہ صندلی ایرج
کیواسطے لاؤ جبتک صندلی آئے قضا سے کار اتفاقات سے زنگار قاسم شکار کو گیا ہوا تھا اور [illegible] اسکی جگہ خالی تھا ایرج اُس پر
بیٹھ گیا امیر ساکت رہ گئے مگر حیران ہوئے کہ وہ جو بیٹھے گا تو خدا جانے کیونکر اس سے پیش [illegible] کا اسد بن کرب غازی
نے اپنے دل مین کہا کہ چلکر بھائی صاحب شاہزادہ قاسم و سپاہ کو لائے اور اسکو [illegible] از خود رفتہ ہوگیا
سے علیم نہین آکر کہا بھائی کہین یہ خیال اپنے دل مین لاکر چپکے سے اٹھکر بارگاہ سے چلا جہان قاسم مصروف شکار تھا وہان پہنچا
قاسم نے پوچھا کہ بھائی کدھر آئے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا چلکر بارگاہ مین تو دیکھیے عجب سیر ہوئی قاسم نے کہا کہو تو کیا ہوا اسد نے
کہا کہ بھائی صاحب کیا کہون وہ کہ جس فروش بچہ بازاری بہ رسم ایلچی گری آیا ہی پہلے تو بھائی صاحب شاہزادہ نور الدہر نے
اسے سر پر چڑھایا اپنے خیمہ مین بلا کر برابر اپنے بٹھایا جب نانا جان کی خدمت مین آیا تو دنگل آپکا خالی تھا اُس پر بیٹھ گیا قاسم تو آتش مزاج
شعلہ مزاج ہی یہ سنکر سر سے پانوں تک آگ لگ گئی باز کو ہاتھ سے پھینک کر مانند شیر غضبناک روانہ ہوا اسد بھی خوش ہو کر کہا کہ اب تماشا
پیوست ذلیل ہوگا جب قاسم بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوا ایرج پر نگاہ پڑی ایک محبت اُس سے پیدا ہوئی سارا غیظ و غضب
فرو ہوگیا سرور حاصل ہوا وہ جوش محبت کے دل مین کہنے لگا کہ اگر یہ بیٹھے تو مجھے گوارا ہی چاہتا تھا کہ کچھ کلام ایرج سے کرے
کہ امیر نے پکار کے فرمایا کہ اے قاسم تمہین ہمارے سر کی قسم ہمارے پاس آؤ ایرج ہمارا مہمان عزیز ہی ایک تو ایلچی ہی دوسرے ناکدخدا

تمہارے دنگل میں بیٹھ گیا ہے اُس سے معترض نہ ہوا ہے۔ دنگل میں بیٹھ جاؤ یہ کہکر صاحبقران نے اپنے پاس بٹھا لیا مگر قاسم کو تو خود کچھ تعرض
ایرج سے منظور نہ تھا سکوت کیا اور ایرج نے جو قاسم کو دیکھا اسکو بھی ایک الفت پیدا ہوئی دل میں کہا کہ یہ بھی کوئی بہادر بے نظیر
معلوم ہوتا ہے امیر سے پوچھا کہ یہ آپکے کون ہیں امیر نے فرمایا کہ یہ میرا پوتا ہے تم ابھی سے دنگل میں بیٹھے ہو یہ ایسا بہادر ہے کہ تو سن بلطاق
کو اٹھارہ روز تعاقب کر کے بارگاہ کیخسرو میں قتل کیا اور سات برس کے سن میں طلسم افراسیابی کو توڑا اپنے باپ کو
قید سے چھڑایا ایرج نے جو یہ بہادری سنی وجد کرنے لگا اور قاسم کی طرف مخاطب ہوا قاسم بھی اُس کی طرف راغب ہوا اسد
نے جو یہ حال دیکھا جلکر خاک ہوگیا ابراہیم سے کہا کہ کوئی حسن ہی کیا چیز ہے حسین ہر دل عزیز ہے میں جانتا تھا کہ بھائی صاحب ضرور
اس کو سزا دینگے بہت [illegible] اسکو دیکھکر غصہ جاتا رہا کچھ نہ کہہ سکے اور ایرج بیٹھا ہوا باتیں کرتا جاتا ہے اور بارگاہ سلیمانی
کو دیکھتا جاتا ہے ناگاہ دیکھا کہ ایک تیغہ بارگاہ کی چھت میں لٹکا ہے صاحبقران سے پوچھا کہ یہ تیغہ کیسا ہے امیر یہ کلمہ سنکر آبدیدہ
ہوئے اور آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی بادشاہ اسلام رونے لگے تمام بارگاہ میں صدا سے نالہ و فریاد بلند ہوئی ایرج حیران ہوا کہ یہ کیسا
ماجرا ہے جب رقت کم ہوئی پھر پوچھا کہ کچھ تو بیان کیجیے امیر نامور نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو تم نے زخم کہنہ کو تازہ کر دیا ایک فرزند میرا
قباد نام بادشاہ لشکر اسلام تھا اُس نے [illegible] کو جنگ فرنگ میں سحر کیا تھا آہن کلاہ فرنگی کو اس نے زیر کیا تھا یہ تیغہ اُس کا
چھت میں لٹکا رہتا ہے اور شرط اسکے ساتھ یہ ہے کہ جو کوئی اس تیغے کو کھینچ لے [illegible] ہمارے یہاں کسی سردار کو بھی
اوسپر توجہ نہ ہوئی اکثر اور پہلوان اور گرد و گردن کش بھی آئے کبھی کسی نے رغبت نہیں کی ایرج نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں کھینچوں
امیر نے فرمایا اچھا بس اس نے وہ تیغہ چھت پر سے اتار کر اور غلاف اُس پر سے دور کر کے میان سے کھینچ لیا ایک شور تحسین و آفرین
کا چہار طرف سے بلند ہوا اور [illegible] ایرج نے لیکر طہماس کو [illegible] اسد نے [illegible] کہا کہ [illegible]
ابھی ہی سخاوت [illegible] پکار کر کہا کہ امیر نے بھی سنا اور قاسم نے برہم ہو کر کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہیں بکتے ہیں [illegible]
چپ نہیں رہا جاتا ہے امیر کے [illegible] تجھے کچھ نہیں کہتا اور امیر نے بھی فرمایا کہ اے اسد یہ کیا واہیات [illegible] میں خبردار اب ایسی
بات نکرنا [illegible] جان میں تو کچھ نہیں کہتا اس اثنا میں ایرج پکارا کہ اے امیر عالی وقار منظم نامہ وارم منظم نامہ دار امیر نے
کہا کس کا نامہ لائے ہو کس کے فرستادہ آئے ہو ایرج نے کہا کہ نامہ خلیفہ آفتاب تابان لایا ہوں مرسلہ قطب دوران
آیا ہوں امیر نے فرمایا کہ لاؤ نامہ ایرج نے کہا کہ پہلے زر نثار کیجیے امیر نے حکم فرمایا اسیوقت زر و جواہر پیش نثار آیا امیر نے کہا لاؤ نامہ وہ
ایرج نے امیر کو نامہ دیا امیر نے دبیر کو بلا کر دیا دبیر نے باواز بلند نامہ پڑھا جب امیر مضمون سے آگاہ ہوئے کہا کہ اے ایرج ایک
عیار میرا تھا عمرو بن امیہ ضمری اُس نے آس بن الوس کی سوتے میں ناک کاٹ ڈالی اُس خطا پر میں نے اپنے پاس سے
نکالدیا اُس نے [illegible] ہر چند اُس نے [illegible] لیکن میں نے خطا نہ بخشی اب وہ ملک
فرنگ میں گیا تمہارے پیر قطب کو مار کر آپ قطب دوران بنا تمکو [illegible] کو لایا ہے تمہارے قطب کا قاتل ہے بہتر ہے کہ اسے
اپنے پاس سے نکالدو نہیں تو تمہیں یہ خراب کریگا ایرج یہ کلمہ سنکر برہم ہوا اور پکارا کہ یا پیر قطب دوران صدقہ تھا اور امیر سے مخاطب
ہو کہا کہ [illegible] نے پیر قطب دوران کے حق میں کہا وہ ایسے صاحب کشف و کرامات ہیں کہ مجھے پہلے کہہ دیا تھا بس اب کچھ نہ کہیے
[illegible] فلاق میرا اُستاد تھا وہ بھی قطب دوران کو برا کہتا تھا ہر چند ملتفت آیا مگر اُس نے بدگوئی کو ترک
[illegible] دوران نے اُسے جلا دیا امیر نے فرمایا کہ اے ایرج خراب تم اس امر کو جھوٹ جانتے ہو میرا کہنا نہیں مانتے ہو
[illegible] ظاہر ہو جائیگا جو کچھ ہوگا وہ تمہارے سامنے آئیگا ایرج نے کہا کہ اس ذکر کو جانے دیجیے جواب نامے کا جو کچھ
[illegible] دیجیے امیر نے فرمایا کہ جواب نامے کا جنگ ہے ایسے دغاباز کی اطاعت سے عار و ننگ ہے یہ سنکر ایرج اٹھ کھڑا
[illegible] باہر آیا مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا عمرو پہلا ایرج کے آنے سے قطب دوران کی صورت بنکر [illegible]

خیمہ میں آیا اور مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ آکر جمع ہوئے حال ایرج کی ایلچی گری کا اُن کو سنایا یہی باتیں ہوتیں کہ ایرج بھی داخل خیمہ ہوا قطب دوران غضبناک ہو کر پکارا کہ ای ایرج تو ہمارا نامہ لیکر گیا تھا تو نور الدہر سے ہم صحبت ہوا اسکا کیا سبب تجھے خدا پرستوں کی ملاقات سے کیا مطلب ایرج نے کہا کہ یا پیر قطب دوران مجھسے خطا ہوئی وہ خلق پیش آیا میں نے شرمندہ ہو کر اُس کی دعوت قبول کی پھر آواز آئی تو نے بدلے اشرفیوں کے کیوں طہماس کو دیے خود کیوں نہ لیے اور یہ سب ایک طرف حمزہ نے مجھکو کلمات ناسزا کہے اپنا عصا یہ بنایا تو نے کچھ اُس کو سزا نہ دی تو چپکا چلا آیا یہ کیا کیا بس تازیانہ اُٹھا کر چاہا کہ ایرج پر مارے ایرج نے قطب کے پاؤں پر سر رکھدیا اودھر سے مالک بن ملکوت شاہ اُٹھ کھڑا ہوا اودھر سے اقبال شاہ اُٹھ کھڑا ہوا کہ اب ایرج سے ایسی خطا نہو گی معاف فرمائیے قطب دوران نے تازیانہ ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا کہ تیرا اعظم آج تجھکو جلا دیتے جو میں مانع نہ آتا ایرج نے کہا کہ واقعی آپ نہ بچاتے تو کون بچاتا آپ مالک ہیں قطب دوران نے کہا کہ حمزہ نے جواب جنگ دیا پھر تو نے کیوں نہ مقابلہ کیا ایرج نے کہا کہ میں اب موجود ہوں جیسا ارشاد ہو وہ کروں پھر قطب دوران نے آواز دی کہ ای ایرج اب تم بیان کرو کہ تمنے کیا کیا ایرج نے کہا کہ اب غلام کیا عرض کرے سب تو آپنے ارشاد کر دیا بس آپ طبل جنگ بجوائیے میں حمزہ سے لڑوں اور آپکو جو بُرا کہا ہے اس کا عوض لوں قطب دوران نے حکم دیا کہ طبل جنگ نوازش میں آئے ہرکاروں نے امیر نامور اور لندھور شاہ باختری کو خبر دی اُن دونوں لشکروں میں بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تمام رات تیاری رہی صبح کو میدان آرائی ہوئی ایرج مرکب پر سے اُتر کر سامنے قطب دوران کے آیا اجازت میدان کی چاہی قطب دوران نے کہا کہ تجھے سپرد بتیر اعظم کیا ایرج میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بل حادیان پور شدادیان عمرو معدی کرب نے عزم میدان کیا لقت شدادی اُٹھا کر پیٹھ پر گھونسے کے مارا گھوڑے کو معلوم ہوا کہ میان رن کو چلے گھوڑے نے اگلے پاؤں اُٹھا کر پھر پچھلے پاؤں گھسٹ کر بڑھائے اس حیثیت سے انکو لیکر چلا انکی لاش اُٹھانا ایسے گھوڑے کا کام ہے زمین کی اولاد میں ہے کوہ پیما مین نورد نام ہے سوا ستائیس ارتیخ کا اُن کا قد ہے انکیس گز کا توند کا دورہ توند آگے اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ گھوڑے کے چشم و گوش ڈھانک لیے ہیں چوتڑ پیٹھ سے باہر گذرے ہوئے ہیں حاصل کلام پہلوان عادی عرصہ کارزار میں آئے ایرج لگا ورزن ہوا کوئی دو تین قدم عادی کا مرکب ہٹا کر رہگیا ایرج نے نام پوچھا بعدہ حرب کا خواستگار ہوا عادی کی طرف سے انکار ہوا ایرج نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا عادی نے نیزہ کو نیزہ پر لیا آخرکار ایرج نے عبد طعن سے عادی کا نیزہ سوالی کیا عادی نے تلوار کا وار کیا ایرج نے لفنون سپاہ گری وار تلوار کی بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا زور کشاکش کے ہونے لگے گھوڑے پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونوں نے گھوڑوں سے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دست وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی تین دن تک کشتی رہی تیسرے دن ایرج نے پہلوان عادی پر زور آزمائی کی لنگر نہ اکھڑا ایرج حیران ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب حریف عادی کے کمربند کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو عادی پیٹ پھلا لیتا ہے کمربند غائب ہو جاتا ہے حریف کو کچھ بن نہیں آتا لنگر کسی طرح نہیں اُکھڑتا اور امیر سے بھی جب اس سے کشتی ہوئی تھی تو امیر بھی نہایت لنگر توڑنے میں حیران تھے کمال پریشان تھے اسوقت بھی خضر نے حکمت بتائی تھی کہ اسکے گدگدی کرو اور امیر نے انگلی کوکھ میں ماری کہ نفخ شکم موقوف ہوا کمربند نظر آیا اسوقت امیر نے کمربند میں ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا تھا ایرج بھی حیرت میں تھا کہ کیا کیجیے مگر قطب دوران نے ایک پرچہ لکھکر ایرج کو بھیجا کہ تو اسکے گدگدی کر جب کمربند نظر آئیگا تو اُٹھا لینا قصہ مختصر ایرج نے قطب دوران کی تعلیم سے پہلوان عادی کو اُٹھا لیا قطب دوران نے رومال ہلایا تمام آفتاب پرست پکارے کہ جو قطب دوران کا دشمن اور بدخواہ ہو اُس کا رو سیاہ ہو یہ سنکر امیر بہت آزردہ ہوئے اور منہ پر ہاتھ پھیرا کہ انشاء اللہ میدان سے بھی نہ بھگایا ہو تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہو گا طبل بازگشت بجا ہر ایک اپنے خیمے کو گیا امیر بھی میدان سے سب

سرداروں کو ہمراہ لیکر ایرج کی قوت شوکت کی توصیف کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دوسرے دن ہرکاروں نے لقا کو خبر دی کہ منار خار آتشین مردار خوار اور ملک اشتبہ ملک سمار دریا باری لاکھ سوار کی جمعیت سے آپکی مدد کو آتے ہین خداوند شاہ نہایت خوش ہوا تمام سرداروں کو استقبال کا حکم دیا اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم ابھی جا کر لاتے ہین غرض جب منار آتش نشان آیا لقا کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملک سمار اور مالک اشتبہ نے لقا کو سجدہ کیا اُس کافر نے کہا کہ تم میرے بندۂ خاص الخاص سردار ان بااخلاص ہو بعد اُسکے منار کو خلعت دیا منار نے حال لشکر اسلام کا پوچھا لقا نے کہا کہ وہ بندگان بے ادب مجھسے ہین نہ ہر گز اب ایک فرقہ آفتاب پرستوں کا پیدا ہوا ہے کہ اُن کا صاحبقران ایرج ہے وہ نوجوان ہمارے لاہوت شاہ کو پکڑ لے گیا ہے منار نے کہا کہ واہ یہ عجب چھوٹا پیدا ہوا بختیارک نے کہا منار اس کا حال مجھسے سنو کہ حمزہ کا ایک عیار تھا بلاے بے درمان آفت جہان بلا کنندہ خانمان لقا شاہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ عالیشان اُس سے اور حمزہ سے آس بن الوس کی ناک کاٹنے پر بگاڑ ہوا حمزہ نے اپنے لشکر سے نکالدیا اُس نے بڑے بڑے فساد اُٹھائے کہ کسی طرح سے حمزہ مجھسے صاف ہو جائے مگر کچھ نہوا آخر کو اب ملک فرنگو شیہ مین جا کر پیر قطب بنکر آیا ہے اور ایرج کو صاحبقران بنا کر لایا ہے جس روز کہ یہ آیا اُسی دن ایرج نے سہیل بن سہیلان کو قتل کیا اور جنگ مغلوبہ مین لاہوت شاہ کو پکڑ لیا یہ سنکر منار پکارا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین معرکہ آراستہ ہوونگا اور اُس آفتاب پرست کو سزا دونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ حربی نوازش مین آیا ہرکاروں نے خبر پیر قطب دوران کو پہنچائی یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی امیر نے بھی کوس حربی بجوایا تینوں لشکروں مین وہ رات درستی آلات حرب مین بسر ہوئی

شب	سحر کہ تیغ خورشید ظفر کوش	سنبھلی خود پہن کفن آلودہ بردوش	کفن بر دوش و بکف تیغ و خنجر
برون آمد بجنگ بہم اختر	نہار دیو و تیغ و خنجر صاف	ہوا گشتہ پرند آہنی باف	جب تینوں لشکر میدان

کارزار مین آئے لشکر لقا مین علمہائے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے منار خار آتشین مردار خوار لقا سے رخصت لیکر میدان کو چلا جس تخت پر سوار تھا کہ لوہے کے کانٹے تخت مین نصب ہین اُس پر یہ کافر بیٹھا ہوا تھا شراب خواری کرتا آتا تھا اور مرصع ہوئے بھیجے کی ران ہاتھ مین تھی اُسے چباتا تھا دونوں آنکھوں سے نیلا نیلا پانی جاری تھا دو ساقی شراب پلاتے تھے اس ہیئت سے میدان مین آیا اور ایک مرتبہ چلایا کہ اے آفتاب پرستو تمنے غضب کیا کہ خداوند زادے کو پکڑ لیا میدان مین انکو حال معلوم ہوگا ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ زبدۂ آفتاب پرستان نامور گروہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان مرکب کو جولان دیکر سامنے قطب دوران کے آیا گھوڑے سے اُتر کر آداب بجالایا میدان مین جانیکا حکم لیا پیر قطب نے ہاتھ پیٹھ پر پھیر کر کہا کہ جا تجھے تیرا اعظم کو سپرد کیا ایرج بادپا مرکب پر سوار ہو کر عرصۂ کارزار کی طرف چلا خوب بگھوڑیان کین ران پاک کی حرکت دکھائی جابجا طرفہ یہ اوازی ار

کاکلون سنبال کے کیا وصف ہون رقم	الیا سبک خرام سکسند و سبک عنان	اگر جائے شکلے رنگ ہوا ہو مثال ہوا	معلوم بھی نہو کہ کہان جا گیا کہان

جسوقت یہ ابر منار کے آیا اُس کافر نے پیر لگادرزنی کی تخت بڑھایا اسیر پیسر پڑی ایرج کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اور اس کا تخت جو چار گھوڑون پر کسا ہوا تھا سات قدم پیچھے سرک گیا منار گرتے گرتے سنبھلا تخت کو پھیر کر آس پھٹت نہ مقابلہ ایرج کا کیا ایرج کو مانند قمر کے جلوہ گر پایا یا ایک آفتاب تھا کہ زمین پر نظر آیا پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے ایرج نے کہا کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان منار نے کہا کہ تو ہی خداوند کو رنج دیتا ہے اور تو ہی نے سہیل کو قتل کر کے خداوند زادے کو پکڑ لیا ایرج نے کہا کہ ہان مین وہی ہون یہ سنکر منار پر غیظ و غضب طاری ہوا کہا کہ بہتر یہ ہے کہ خداوند کو سجدہ کر اور خداوند زادے کو قید سے چھوڑ دے ایرج پکارا کہ او مردار خوار کیا بکتا ہے لقا کیا نابکار ہے اور اسکی اصل حقیقت کیا ہے منار بہت برہم ہوا کہا کہ معلوم ہوا کہ بے رزم و پیکار تجھسے فیصلہ نہوگا تو نہایت بدذات ہے خبردار ہو کہ اب تجھے مارنا حملہ کیا جاتا ہے ہر یہ کہکر حملہ آور ہوا تیغ آبدار میان سے لیا ایرج نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا اگر لگا تلوار سپر پر پڑی ہو نہ چھلکی جسوقت تلوار

دور نکلی وہ بھی جب نزدیک آکر چلی سپر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا پنجہ خورشید دراز کر کے چھنکی دی کہ
تلوار سیٹ پڑی اُسکے قبضہ کو اپنے پنجہ میں لیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لے ممکن نہ ہوا وہ لپٹ پڑا زور کشمکش سے ہونے لگے
گھوڑے سے نیچے کے بل نیچے گئے یہ دونوں رکیبوں سے کود پڑے دامن گردان کر دوڑے کشتی ہونے لگی تین پہر تک کشتی ہوئی
پہر دن باقی تھا کہ ایرج نے لنگر منارہ کا توڑ کر اٹھا لیا اور توڑا زنجیر فولادی کا کمر بکر مشکیں باندھ کر اپنے عیار کے حوالے کیا فوج نے
منارہ کی چاہا کہ جنگ مغلوبہ کریں بختیارک مانع ہوا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونوں لشکر پھرے اُدھر ایرج بھی داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے اور قطب دوران نے حکم کیا کہ منارہ کو غل و زنجیر میں گرفتار کرو اور ہمارے سامنے لاؤ بموجب حکم کے منارہ کو سامنے
لائے منارہ نے بطریق لقا پرستان سلام کیا جواب سلام کا کسی نے نہ دیا قطب دوران نے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ کرسی کا
احمق کرسی پر بیٹھا ساقی کو اشارہ کیا کہ جام شراب کا دے جب منارہ نے دو تین جام شراب کے پیئے دماغ بادۂ ناب سے گرم
ہوا قطب دوران نے پوچھا کہ اے منارہ تجھے ایرج نے کیونکر زیر کیا منارہ بولا کہ جس طرح بہادر بہادر کو زیر کرتے ہیں
قطب دوران نے کہا کہ اب تو آفتاب پرستی اختیار کر اور بہت سا سمجھا کر کہا کہ لقا نہایت دروغ گو اور کاذب ہے اُس کو
خدا جاننا غیر مناسب ہے اور وہ ایسا ذلیل ہے کہ ایک ادنی عیار حمزہ نے اُس کی ڈاڑھی اپنے موت سے لاکر مونڈھی اور اُسے
خبر بھی نہ ہوئی وہ قابل خدائی نہیں ہے منارہ نے کہا کہ میں نے لعنت کی لقا پر اور دین آپ کا قبول کیا قطب دوران نے
کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان برحق ہے منارہ یہ کلمہ کہکر آفتاب پرست ہوا چنین نابکار کہ وہ میں سے نکلا موت میں پڑا خبر لقا کو
ہوئی بہت حیران ہوا کہنے لگا امیران فوج سے کہا کہ کبھی وہ کسی کا نہ رکیب ہوگا بختیارک بھی بولا کہ منارہ ایسا نہیں معلوم ہوتا
اور یہاں منارہ نے دو ایک روز تامل کیا ایک دن شب کو دو پہر رات گئے زندانخانہ لاہوت شاہ پر آیا بہرام
آفتاب پرست نکلا کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں ہوں منارہ خار آتشین اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ہٹ جا میں خداوندزادہ کو
رہا کر کے لیجاؤنگا بہرام نے نعرہ کیا کہ میں تجھے کب چھوڑتا ہوں اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ لینا جانے نہ دینا اور خود
بھی تلوار کھینچ کر دوڑا منارہ دو چار آدمیوں کو مار کر بہرام سے مقابل ہوا بہرام نے تلوار ماری منارہ نے وار اسکا روک کر
جو تلوار ماری بہرام کے دو ٹکڑے ہوئے پھر تو اُس نے لاش پر لاش گرادی کوئی موکل زندانخانہ اُسکے مقابلہ میں نہ
ٹھہرا سب بھاگ گئے منارہ اندر گیا لاہوت شاہ کی قید توڑی اور گھوڑے پر سوار کر کے روانہ سمت لشکر لقا ہوا صبح کو
لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے اور تمام کفار جمع ہیں بختیارک مسخراپن کر رہا ہے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ منارہ
خداوندزادہ کو چھڑا لایا لقا بہت خوش ہوا سرداروں کو حکم دیا کہ استقبال کو جاؤ کہ اس اثنا میں منارہ مع
لاہوت شاہ آیا لقا کو سجدہ کیا لقا نے منارہ کو خلعت دیا لاہوت شاہ کو گلے سے لگایا بعد اُس کے منارہ سے بختیارک
نے پوچھا کہ تم کیونکر آئے اور لاہوت شاہ کو کس طرح چھڑا کر لائے اُس نے سارا حال بیان کیا کہ بہرام
آفتاب پرست کو مار کر اور چند آدمیوں کو قتل کر کے خداوندزادہ کو چھڑا لایا اور راتوں رات وہاں سے بھاگ کر آیا بختیارک
نے جواب دیا کہ وہ آفتاب پرست کچھ ہیں نہ سمجھے دیکھنا قیامت برپا کر لگا آتا ہی ہوگا لقا نے کہا کہ او شیطان کیا بکتا ہے
بھلا وہ یہاں کیا آئیگا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا اور ادھر صبح کو قطب دوران دربار میں آکر بیٹھے ایرج آیا
مجرا کر کے اپنے دنگل پر بیٹھا تمام سردار جمع ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی کہ ہرکاروں نے آکر یہ خبر دی کہ رات کو منارہ
دغا باز نے بہرام کو قتل کر کے لاہوت شاہ کو چھڑا کر لے گیا ایرج نے جو یہ سنا آتش غضب کانون سینہ میں مشتعل ہوئی
تلوار سونت کر اٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر منارہ کو سزا دیتا ہوں لاہوت شاہ کو لاتا ہوں قطب زمان نے منع کیا کہ اے
زبدۂ آفتاب پرستان تم مقید نہ ہو وزیر اعظم اُسے سزا دینگے اور ہمارے قیدی کو بھی منگوا دینگے ایرج نے عرض کیا کہ یا

قطب زمان قسم ہے آفتاب تاباں کی اگر آپ مجھکو دیکھیے گا تو میں ہلاک ہو جاؤنگا قطب زمان نے سرنگون کیا ایرج اُٹھی
خیمہ میں باہر نکلا اور مرکب پہ سوار ہوکر لشکر لقا کا راستہ لیا مرکب کو دوڑاتے ہوئے چلا جاتا ہے جو اُسکی جہت میں آیا گر پڑا
بیہوش گیا ایسی گیا اس کو مطلق خیال نہیں کچھ اندیشہ وملال نہیں یہانتک کہ جب دروازہ بارگاہ لقا پر پہنچا وہاں بھی مرکب
سیدھا بڑھایا ایک غلغلہ ہوا کہ وہ ایرج آیا چوبدار نے چاہا تھا کہ روکے ایرج نے طمانچہ مارا کہ سر اُسکا دفتر پر سے اُڑ گیا یہ داخل
بارگاہ ہوا اور پکارا کہ سلام اُس پہ ہے جو آفتاب تاباں کو برحق جانتا ہو اور اس کے نائب پیر قطب دوران کو مانتا ہو
زمرد شاہ نے جواب دیا کہ ای ایرج تو اپنے خدا کو نہیں پہچانتا مجھکو خدائی نہیں مانتا ایرج نے کہا کیا واہیات بکتا ہے تو قابل خدائی
نہیں ہے اور دغاشعار مکار کہاں ہے مجھے فریب سے اپنی جان بچانیکو اُس نے آفتاب پرستی اختیار کی رات کو چھپ کر وہاں سے
آیا اور میرے رفیق کو قتل کرکے میرے قیدی کو چھڑا لایا میں جب تک اُسے سزا نہ دونگا چین نہ لونگا تجھتیار کب لکار الہ مکار
وہ بیٹھے ہیں ایرج اُسکی طرف کو متوجہ ہوا مکار نے بھی تلوار کھینچ کر جھپٹا اور ایرج پر تلوار ماری ایرج نے نفیون سپاہ گری تلوار
چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیکر زمین پر ایسا مارا کہ تا بسینہ زمین میں غرق ہوگیا روح خبیث مکار
کی نکل گئی ایرج اُسے مارکر لاہوت شاہ پر دوڑا لاہوت شاہ نے بھی حربہ کیا ایرج نے حربہ اُسکا چھین کر اور کمر میں ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا اور لٹاتا ہوا باہر نکلا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر کو چلا ہر چند فوج کفار نے چاہا کہ لاہوت شاہ کو ایرج
سے چھین لے مگر ممکن نہوا بہت لقا پرست مارے گئے ایرج لاہوت شاہ کو لیگیا اور اسی طرح لشکر لقا سے اپنے لشکر تک
لاہوت شاہ کو ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے چلا آیا راوی لکھتا ہے کہ لشکر لقا سے اور اُسکے لشکر سے سات کوس کا فاصلہ ہے اور لاہوت شاہ
کا قد ساٹھ ارج کا ہے چونکہ دست حبیب پہ ایرج مقابل نورالدہر کے دنگل پاتا ہے اسوجہ سے اُسکے کام قدرتی نورالدہر سے مقابل
ہونے میں ضیا بخیر نورالدہر نقابپوش کو لقا بدار سفید پوش نے منتری جہاد سے قلعہ تمام وزور سات کوس باہیں ہاتھ پہ
اُٹھاکے لڑتا پھرتا نے گیا تھا اسی الطرح ہر مقابلہ ہوا القصہ ایرج نے لاہوت شاہ کو لاکر سامنے قطب دوران کے زمین پر
پھینک دیا اور غل وزنجیر میں گرفتار کیا قطب دوران دل میں تو بہت خوش ہوئے مگر ظاہر میں خفا ہوکر کہا کہ تو نافرمانی
ہماری کرکے چلا گیا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ہمیشہ ڈرنا ایرج نہایت خجل اور کمال منفعل ہوا لبعد اُسکے صحبت عیش برپا
ہوئی قطب دوران نے کہا کہ ای ایرج نامور اب خدا پہ متوکل ہے مقابلہ کر ایرج نے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے قطب دوران
نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ادھر لشکر لقا میں نقارہ رزمی گڑگڑایا ادھر لشکر اسلام میں کوس حربی نوازش میں آیا یعنی طبل
سکندری پر چوب پڑی شعر نقارہ آواز اند برون + کہ دوران است دوران است گردون دون + دونوں لشکروں میں چار
پہر رات تیاری رہی سپاہی آلات حرب کو درست کیا کیے صبح کو آمد لشکروں کی دمدمہ گاہ مصاف میں شروع ہوئی پرے
فوجوں کے جمنے لگے جس وقت کہ سب آچکے اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج قطب دوران سے اجازت لیکر رزمگاہ
میں آیا ادھر سے ابراہیم بن مالک بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مرکب کو بڑھایا اور جاکر مقابلہ کیا لبعد گفتگو کے
نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ نکالدیا ابراہیم نے تلوار کا وار کیا ایرج نے وار رد کرکے جو تیغ ماری ابراہیم کو زخمی کیا مرزنگ
بن مرزبان نکلا وہ بھی مجروح ہوا علقمہ بن جمہور مقابل ہوا وہ بھی زخمی ہوا اتنے میں شام ہوگئی طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہ میں قیام کیا ایرج پھر قطب دوران کے سامنے آیا اور مجرا کرکے بیٹھا کہ ابر گردہ
بار آسمان پر چھایا ایرج نے کہا کہ میں شکار کھیلنے جاؤنگا قطب زمان نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر دمدمہ جانا جلدی پھر آنا ایرج
نے عرض کیا کہ بہت اچھا پیر قطب دوران نے میر شکار کو بلا کر حکم دیا کہ جانور صید گیر تیار رہیں صبح کو ایرج شکار
کھیلنے جائیگا قصہ کوتاہ صبح کو ایرج مع رفقا سوار ہوا عازم شکار ہوا پہلے قراول میر شکار ہوئے باشی بہری باز جانوران

شکاری لیے ساتھ تھے جب صحرا میں پہونچے تو قراولوں نے جھنڈی جھاڑی کا جھاڑا لینا شروع کیا تیتر اور بٹیر اڑنے لگے باز بہری شاہین چھوٹے شکار ہونے لگے عجب لطف تھا اشعار

کسی سمت چیلیں کہیں تھیں بیابان	پرندوں کا چھوڑا نہ نام و نشان
پرندوں کا جب کر چکا وہ شکار	چرندوں کی جانب بڑھا راہوار
کیا شیر و ببر کو شمشیر سے	بچا تیغ سے تو گرا تیر سے
لیے باز ہاتھوں میں جو بازدار	کہ ہو طائر روح جس سے شکار
وہ کتوں کی تھیں جوڑیاں لاجواب	دل شیر وحشت سے ہو جنکی آب
کیے صید سب طرح کے جانور	نہ جیتا بچا ایک بھی شیر نر

ایرج تو یہاں سیر و شکار میں مصروف تھا لیکن ہرکاروں نے نورالدہر کو خبر دی کہ ایرج برائے شکار گیا ہے شاہزادہ نورالدہر کو اشتیاق دل ہوا کہ چلکر ایرج سے ملاقات کیجیے حکم دیا کہ ہم بھی شکار کھیلنے چلیں گے ہمارا ابھی ارادہ ہے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب میں بھی آپکے ہمراہ ہون نورالدہر نے کہا کہ میں تمہارے اطوار سے آگاہ ہون تم ایرج سے عداوت رکھتے ہو کبھی برا زبجہ بناتے ہو کبھی یاجی کہتے ہو خاموش نہیں رہتے ہو تمہارا ساتھ لیجانا منظور نہیں ہے تم اگر جاؤگے تو میرا لطف مٹاؤگے اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب مجھے اس سے کسیطرح کی دشمنی نہیں مگر میں تو ناحق ہون صاف صاف کہتا ہون فرخ بانزادگان اسکا باپ موجود ہے برازبجہ خلاف کہتا ہون نورالدہر نے کہا کہ کبھی تم نے تو میں سے واہیات بکنا شروع کیا میں تمکو کسی طرح ساتھ نہ لیجاونگا اسد نے کہا کہ میں عہد کرتا ہون کچھ نہ بولونگا بلکہ اسکی خدمت کرونگا اور معزز و مکرم جانونگا غرض نورالدہر بھی شکار کھیلتا ہوا چلا جاتا ہے اور ادھر سے ایرج آتا ہے دونون میں ملاقات ہوئی ایرج نے سلام کیا نورالدہر بھی جھکا وہ بھی مرکب پر سے اتر پڑا ایرج بھی پیادہ پا ہوا اور ایک جھیل کے کنارے خیمہ استادہ ہوا دونون اگر بیٹھے طائفے اگر موجود ہوے ناچ ہونے لگا جام مے گردش میں آیا کباب گوشت شکار کے تیار ہو ہو کر آتے جاتے ہیں اور یہ دونون کھاتے جاتے ہیں اسد بھی اپنے رفیقوں سمیت بیٹھا ہوا ہے مونچھوں پر ہاتھ پھیر رہا ہے ایرج نے اسد سے کہی صاحب سلامت کی اسد نے یون سلام کیا جیسے کوئی مکھی اڑا دیتا ہے ایرج نے کچھ اس کا خیال نہ کیا اب باہم صحبت گرم ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی آتی ہے صحرا کی فضا عجب لطف دکھاتی ہے ایرج نے نورالدہر سے کہا کہ اتنی شہر یا رودہ کونسا دن ہوگا کہ آپ مجھے سر میدان زیر کرینگے اور میں آپکی ملازمت اختیار کرونگا یا میں آپ پر غالب آؤنگا اور اپنے لشکر کا شہریار کرونگا نورالدہر نے کہا کہ مجھکو بھی یہی تمنا ہے کہ تمسے مقابلہ کیجیے دل کا حوصلہ نکال لیجیے لیکن اسد یہ کلمہ سنکر نہایت برہم ہوا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا نورالدہر کا دھیان اسد کی طرف تھا کہا کہ بھئی خیر تو ہے کیا ارادہ ہے قبضے پر کیون ہاتھ رکھا ہے اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپنے فرمایا تھا کہ ایرج کے مقدمہ میں دخل نہ دینا کچھ منھ سے نہ کہنا چپکے بیٹھے رہنا سو اسوقت تک تو میں خاموش رہا مگر یہ تو نہیں سنا جاتا کہ یہ برازبجہ کہے کہ میں تجھپر غالب آؤنگا یہ واجب التعزیر ہے میں اسوقت خوب اسے درست بناؤنگا نورالدہر نے کہا کہ بھی جو کچھ اس نے کہا تجھے کیا تمہارا کیا نقصان ہوا اور قطع نظر اسکے کوئی لفظ ناشائستہ نہیں کہا فقط یہی کہا کہ میں غالب ہون تو آپکو بادشاہ کرون خدا نے ایک کو ایک پر غلبہ دیا ہے ایک سے ایک کو مغلوب کیا ہے فضلنا بعضہم علی بعض پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہیں مصرع خدا پنج انگشت یکسان نکرد تمکو بگڑنا کب سزاوار ہے یہ اکڑنا بیکار ہے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب سب انسان برابر نہیں ہوتے اگر میری نسبت میں ایسا کلمہ کہتا تو میں جیتا کاہیکو چھوڑتا یہ برازبجہ آپکو بھول گیا بہت بھول گیا سر چڑھ گیا ہے خدا کو بھول گیا ہے انسان کو چاہیے کہ خود کو سمجھے بیہے کہ میں کون ہون مثل مشہور ہے کہ اپا اتنیقدر منانہ نورالدہر نے کہا کہ کہیں تم سیدانسے چلے جاؤ میری صحبت کو برہم کروگے سارا لطف کھوؤگے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب آپکو اختیار ہے میں دخل نہ دونگا اب کچھ نہ بولونگا لیکن ایرج ان باتون پر کمال برہم ہوا تھا کہ نورالدہر نے کہا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان پھر وسودائی ہے اسکی باتون کا برا ماننا خلاف دانائی ہے ایرج نے کہا کہ مجھے آپسے مطلب ہے کسیکی تعرض کب ہے مگر اسد کا یہ عالم ہے کہ آوازے کستا ہے کھنکھارتا ہے کھنکھار کر دیکھتا ہے اپنی شیخی میں چور کبھی گاہ کہتا ہے کہ جو ہمکو دیوانہ جانتا ہے وہ خود سودائی ہے ہم دیوانون کو سیانا بناتے ہیں بجو و گرکو ہوش

لاستے ہین کہ طہماس نے کہا کہ صاحبزادے چپکے رہو ان باتون سے کیا حاصل ہو اسد بولا ای طہماس تم بھی مجھی کو سمجھاتے ہو دیکھو
جی بھائی صاحب سے برابری کر رہا ہی ای طہماس یہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا پھر میدان سنسان ہوجائیگا اور نور الدہر ایرج کیا لو
لگائے ہوئے ہین مگر ایرج اسد کی باتین سنتا ہی اور ٹالتا ہی ہاں خاطر نور الدہر کچھ نہین کہتا کہ اس اثنا مین دیکھا کہ
ایک ہرن تیر اسکے پیچھے پر لگا سامنے سے بھاگا چلا آتا ہی ایرج نے تیر و کمان اٹھا کر ایک تیر اس ہرن پر مارا کہ باتین پہلو پر
اُسکے لگا باہر گذر گیا ساتھ ہی اُسکے شاہزادہ نور الدہر نے تیر مارا کہ وہ بھی نشانہ نشانہ ہوا اسد نے تیر کمان مین پیوستہ کر کے سینہ
ایرج کو تاکا نور الدہر بہت مانع ہوا کہ ارے یہ کیا اسد بولا بھائی صاحب اپنے ہرن کو شکار کیا مین نے اپنے صید کو تاک لیا
نور الدہر غضبناک ہوا کہ زیادہ باتین نہ بنا اتنا جہالت کو کام نہ فرما القصہ لوگ جاکر اس ہرن کو اٹھا لائے ذبح کیا ابھی دو
ہرن سامنے پڑا تھا کہ گرد اٹھی اور عمرو بن رستم تیر و کمان ہاتھ مین لیے پھرتے ہوئے پہونچا دیکھا کہ ہرن ذبح کیا ہوا پڑا ہی پکارا کہ میرا
شکار کسنے صید کیا نور الدہر آگے بڑھ کر بولا کہ بھئی مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی مین نے تیر مارا اسد نے کہا کہ ای عمرو بن رستم
تمھارے صید کو ایرج نے نشانہ کیا نور الدہر نے گھور کر اسد کی طرف دیکھا اور عمرو بن رستم سے کہا کہ بھئی تم آؤ یہ بڑا فساد انگیز ہی اسکی
باتون پر نہ جاؤ یہی باتین ہوتی تھین کہ دور سے شاہزادہ خاور سیاہ دکھائی دیا اسد نے دوڑ کر کہا کہ بھائی صاحب اس بڑے بھیجے
نے قیامت برپا کی عمرو بن رستم کے صید کو صید کیا ابھی اسد یہ کہ رہا تھا کہ سامنے سے نور الدہر اور ایرج دونون آئے قاسم کو سلام
کیا اور ہر ایک بر سے اثر کر اپنی صحبت مین لائے ایرج نے عذر خواہی کی کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ آپکے بھائی کا شکار ہی قاسم بولا
کہ بھئی خوب کیا نادانستہ کب خطا وار ہی اور اسد سے کہا کہ بھئی جو مجھے صید کرنا تو گوارا تھا تم خفا ہو اسد جلکر خاک ہوگیا اپنے
دلمین کہنے لگا کہ یہ اثر اسکے خوبصورتی کا ہی اسی سبب سے سب طرح دیتے ہین عوض نہین لیتے ہین اور عمرو بن رستم سے خطاب کیا
کہ بھائی ہم تم چلکر ایک گوشے مین بیٹھین جب ایرج یہان سے چلے تو اسے قتل کرین عمرو بن رستم نے کہا اچھا غرض یہ دونون
علیحدہ سر راہ بیٹھے نور الدہر ایرج قاسم یہ تینون ایک جگہ ہم صحبت ہوئے ناچ شروع ہوا دور کا جام گردش مین آیا گزک
کھانے لگے کباب تیار ہوکر آنے لگے قاسم کا یہ عالم ہی کہ ہر بار یہ قصد کرتا ہی کہ ایرج کو اپنے کلیجے مین رکھ لیجیے تصدق ہو جیے گرد پھریے
اور ایرج کا بھی یہ حال ہی کہ دست بستہ عرض کر رہا ہی کہ مجھکو بھی آپکی قدمبوسی کی نہایت آرزو تھی اور مین تو یہ جانتا ہون کہ
اگر کسی طرح سے دین و مذہب کا فیصلہ ہو جائے تو ہم آپ یکجائی ہو جائین اور قاسم کبھی ایرج کو جام شراب دیتا ہی کہ یہ ہوئی کباب
دیتا ہی کہ بھئی کیا اچھے سنے ہین اور مشخص حال قطب دوران بار بار ہی کہ ملک فرنگ تشنیہ سے کیونکر آئے اسی کا استفسار
ہی ایرج حال ترک توسن کے مارے جانیکا پوچھتا ہی غرض ایک دوسرے سے ملطف پیش آتا ہی نور الدہر بھی ایرج نوجوان سے
مخاطب ہی اور کہتا ہی کہ شاہزادہ خاور سیاہ میرے قبلہ و کعبہ ہین انکی کیا تعریف کرون جو جو کہ کام انہون نے کیے ہین بشر سے
نہین ہو سکتے کیا کہون لشکر لقا خدا سے باختر پر کہ جہان چونسٹھ لاکھ سوار کی چھاؤنی پڑی رہتی تھی شبخون پہیم مارے انکے لینے
سکا کوئی شجاعت کا نام لے کیا تہمور دیو کا دم مارے اور قاسم نور الدہر کے اوصاف بیان کر رہا ہی کہ یہ ایسا بہادر ہی کہ طہماس
ایسے شخص کو طرفۃ العین مین زیر کیا لقا ایسے قدآور کو قلعہ مشتری حصار سے قلعہ شاہم دوڑ تک کہ سات کوس کا فاصلہ ہی
ایک ہاتھ پر اٹھائے ہوئے لے گیا یہی باتین تھین ناچ ہو رہا تھا کہ ایک طرف سے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر
رشک سہراب و تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن شکار کھیلتا ہوا نمودار ہوا نور الدہر برائے استقبال دوڑا پیدا ایرج ساتھ
نور الدہر کے چلا قاسم تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا بدیع الزمان بھی صحبت مین آکر بیٹھا سب نے استفسار مزاج کیا پھر طائفون کو
ناچ کا حکم دیا اب باہم شراب چل رہی ہی طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی ناگاہ ایک طرف سے ایک اژدہا آتش فشان پیدا ہوا اور اس نے
صحبت کی طرف رخ کیا یہ سب شیر بیشہ شجاعت اٹھ کھڑے ہوئے قاسم تلوار کھینچ کر دوڑا بدیع الزمان بھی چلے قاسم نے قریب ہوکر

تلوار اژدہے پر ماری اُچٹ گئی اور اژدہے نے نفس کشی کی کہ قاسم وہاں اژدر میں در آیا اور وہ اژدر قاسم کو نگل کر منہ پھیر کر صحرا کو روانہ ہوا ایرج گریبان پھاڑ کر پیچھے اژدہے کے چلا کہ میں اسکے ماروں گا آنکھوں سے آنسو رواں ہاتھوں میں تیغ عریاں اُدھر نور الدہر اور بدیع الزمان دیوانہ وار مضطرب و بیقرار یہ کہتے چلے کہ اے قاسم افسوس ہے تم اکیلے رہرو راہ عدم ہوئے ہمکو اپنے ساتھ نہ لے لیا یہ تمنے کیا کیا مگر ابھی سیر باغ جہان ہونا ہمارا انتظار ضرور ہے کیونکہ ہم بھی تمھارے عنقریب آتے ہیں ملک عدم کیا دور ہے اور اے خاور سیاہ ہمکو یقین تھا کہ بے تمھارے ایک دم زندہ نہ رہینگے مگر کیا کریں دم نہیں نکلتا سخت جانی سے کچھ بس نہیں چلتا یہ پکارتے تھے اور دوڑ دوڑ کر اژدہے پر تلواریں مارتے تھے مگر بہت شمشیر کچھ کام نہ آتی تھی جیسے ٹھیکر پر ماری پتھر سے ہو کر ہی اچٹتی ہو اسطرح تلوار اُچٹ جاتی تھی قضا سے کار وہ اژدہا لشکر اسلام کی طرف سے گذرا ہرکاروں نے جا کر خبر امیر کو دی کہ قاسم کو اژدہا بالکل گیا اور بھاگا ہوا چلا جاتا ہے ایرج و نور الدہر و بدیع الزمان مع رفقا اس کے تعاقب میں ہیں تلواریں مارتے ہیں لیکن وہ کب مارا جاتا ہے صاحبقران یہ بات سنتے ہی بیتاب ہو کر اُٹھے ساتھ امیر کے تمام سرداران و دست راست و دست چپ بھی سب گریاں و نالاں تھے علی الخصوص علمشاہ دیوانہ وار وحشی مثل چاک گریبان پکارتا ہوا چلا کہ بیٹا ہمکو یہیں چھوڑ گئے ہماری کمر توڑ گئے ہم تو جانتے تھے کہ تم عصائے پیری ہوگے مگر ہم سے پہلے تم گذر گئے یہ ستم کیا کر گئے اور چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے رومیوں اور فرنگیوں نے جلدی سے ہتھیار چھین لیے اور ترکوں اور خاوریوں نے سر برہنہ کر دیے اور روتے سر پیٹتے اور پکارتے تھے کہ اے آقائے نامدار و اے مولائے ذی وقار آپنے راستہ ملک عدم کا لیا ہمکو کس کے حوالے کیا اور سب کے آگے حمزہ صاحبقران با چشم گریان و دل بریان جب قریب اژدہے کے پہونچے تلوار اُس پر ماری خدا تاک نہ پڑا صاف اُچٹ گئی الحاصل ہر سردار نے اپنا حوصلہ نکال لیا مگر کسیکی تلوار نے ذرا اثر نہ کیا کئی کوس تک اسی طرح اُس اژدہے کے تعاقب میں چلے گئے حتی کہ ایک وادی پر خار ملا اور خار مغیلان ہر ایک کے چبھنے لگے مگر وہ برہنہ پا تو بھی اور نہنگ دریائے جرات و بہادری تعاقب نہ چھوڑتے تھے اژدہے سے منہ نہ موڑتے تھے کہ ایک مرتبہ وہ اژدہا پیچھے پھرا اور بزبان انسان گویا ہوا کہ اے حمزہ اب قاسم سے دست بردار ہو کر پھر جاؤ نہیں تو خراب ہوگا اور ہر ایک کی طرف دیکھ کر یہی حملہ کیا کہ یہاں سے چلے جاؤ میرے تعاقب میں نہ آؤ بس یہ کہکر پھر روانہ ہوا مگر عجب عالم اژدہے کا تھا کہ قلابہ آتشیں منہ سے چھوڑتا تھا اور قد اس کا دمبدم بڑھتا جاتا تھا ایرج کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو کر جاری تھے اور اژدہے کا پیچھا نہ چھوڑونگا اسے مارونگا یہ کلمہ زبان پر جاری تھی نور الدہر اور بدیع الزمان بھی با حال تباہ ایرج کے ہمراہ اور سر قطب دوران یعنی مرشد کامل ہادی رہنما حضور امیر مہتری شاہ عیاران عیار پیہ بھی گلیم عیاری اُڑھے ہوئے ساتھ تھے اسی طرح تین شبانہ روز سب بے خور و خواب بے دانہ و آب تعاقب میں اُس اژدہے کے چلے گئے چوتھے روز صبح کو ایک شہر عالیشان دکھائی دیا اور اس اژدہے نے سیدھا دروازہ شہر کی طرف رخ کیا یہاں تک کہ داخل شہر ہوا امیر نے فرمایا کہ عجب تماشا ہے کہ یہ اژدہا اس شہر میں رہتا ہے اور شہر والے اس سے مانوس ہیں اور یہ کسی کو ایذا نہیں دیتا یہی باتیں تھیں کہ نور الدہر نے صاحبقران سے کہا کہ اے شہریار یہاں تک تو ہم اژدہے کے تعاقب میں آئے مگر اب اس شہر کی کوئی جا کر خبر لائے یہ شہر کس کا ہے اور کون حاکم اسکا ہے امیر نے ہرکاروں سے کہا کہ جاؤ اور جلد دریافت کرکے آؤ ہرکارے ابھی روانہ نہ ہوئے تھے کہ آواز نوبت و نقارے کی بلند ہوئی لشکر بے پایاں نمایاں ہوا امیر سے کے پرے سواروں کے تجمل کی بلندیاں غول کے غول خاص بردار ورنکے بعد اسکے تخت بادشاہی نظر آیا دیا کہ چتر زرنگار سر پر ہوتا ہوا گرد افسران عالی وقار کا حلقہ جاسوس جو پہر جاسوسی روانہ ہوئے تھے واپس آکر امیر سے عرض کیا کہ اے شہریار نام اس شہر کا زر افشان حصار ہے اور سعادت شاہ یہاں کا شہریار ہے آپکو حریف سمجھکر بقصد رزم و پیکار نکلا ہے امیر نے کہا کہ ابھی میں اپنے رنج و صدمہ میں مبتلا ہوں مجھے لڑائی سے سروکار کیا ہے ادھر سعادت شاہ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ یہ حمزہ صاحبقران

انجم سپاہ ہین اور تمام سرداران ذیشان ہمراہ ہین پوتا صاحبقران زمان کا کہ اسکا نام اقاسم تھا اسکو اژدہا نگل
گیا ہے سب اژدہے کے پیچھے آستے ہین فلک کے ستارے ہین سعادت شاہ یہ خبر سنکر پیادہ ہوا اور ملازمت کے واسطے چلا قدمون
پر حمزہ صاحبقران کے سر جھکایا امیر با توقیر نے اُسے گلے سے لگایا حال اژدہے کا پوچھا اُسنے عرض کیا کہ حضور شہر مین
تشریف لے چلین جو کچھ غلام کو معلوم ہی بیان کریگا جو کچھ آتش افروزہ ہے مقدار کو بسر ہو اُسسے تناول فرمایئے
فقیر خانے کو رشک باغ ارم بنایئے صاحبقران نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی ہمراہ سعادت شاہ کے روانہ ہوے
سعادت شاہ نے دروازہ شہر سے تا ایوان بادشاہی پا انداز ڈلوایا کشتیان جواہر کی نثار کرتا ہوا بڑی عزت و حشمت
جاہ سے ایوان بادشاہی مین لایا دعوت کا سامان آراستہ کیا محفل عیش و طرب برپا ہوئی بعد کھانا کھانے کے امیر
احوال اژدہے کا پوچھا سعادت شاہ نے کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک پہاڑ ہی کہ منصور کوہ اُسکا نام ہو عجیب
کیفیت کا مقام ہی اور وہان ایک غار عظیم الشان ہی اُس مین سے ہر وقت دھوان نکلا کرتا ہی اور یہ اژدہا اُس غار
سے نکلکر شہر مین آتا ہی ہر طرف جاتا ہی لوگ اُسکے ساتھ ساتھ پھرتے ہین کسی کو ایذا نہین پہونچاتا ہی اور یہ طرفہ تماشا
کہ اکثر مانند آدمیون کے باتین کرتا ہی امیر نے فرمایا ای سعادت شاہ یہ اژدہا میرے پوتے کو نگل کر چلا آیا ہی مین اسکے
بغیر مارے نہ چھوڑون گا جہان پر ہو وہین جا کر مارونگا اپنی جان دونگا سعادت شاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا
حضور کو اختیار ہی مگر وہ اژدہا مہینون غائب رہتا ہی اب نکلے یا نہ نکلے کیا اعتبار ہی امیر نے فرمایا کیسے تو نکلیگا سعادت شاہ
نے کہا ای شہریار یہان ایک نیرنگ عجائب غرائب اور ہی فرمایئے تو عرض کردن حکم ہوا بیان کرو سعادت شاہ نے
کہا ای حضور منصور کوہ پر ایک قصر نادر روزگار مثل اعلیٰ بلند ہی مانند ایوان شاہی کے بنا ہی سقف و ستون طلائی آئین جواہر قیمت
جڑا ہی ایک دریچہ طلا سے احمر کا اُس قصر مین نمایان ہی صبح کو جب آفتاب نکلتا ہی عکس آفتاب اُس دریچے پر پڑنے سے یہ معلوم
ہوتا ہی کہ دوسرا آفتاب نکل آیا عجب لطف نظر آتا ہی پھر ایک ہوا آتی ہی وہ پردہ قصر کو اُڑاتی ہی پردہ قرمزی تخت اسکے طلائی نصب
ہو جاتا ہی چالیس دروازے اُس دریچے کے داہنے بائین اور سبنے ہین وہ بھی وا ہو جاتے ہین ہر دروازے مین
ایک ایک عورت حسین منقل آتشین لیے مشک و عنبر سلگاتا ہوا آکر کھڑی ہوتی ہی بعد اُسکے ایک نازنین مہجبین مہر طلعت
نمونہ برق طرار سر تا پا فرق دریاے جواہر غرق اُس دریچہ طلائی مین کرسی جواہر نگار پر آکر بیٹھتی ہی کرشمہ ناز و ادا
مین طاق حسن و جمال مین شہرہ آفاق قطعہ زیب رنگین ادا و جامہ زیبی مین یکتا رخسار تابان و دلفریبی مین کہ بعد از دیدنش
ہرگز نماند بہ وجود پارسایان را شکیبے + گلے مین ہیکل الماس کے نگینون کی پڑی ہی کہ جسکے دیکھنے سے جی بے کل ہو جاتا ہی
ہاتھ مین اُسکے ایک ترنج ہی کہ ہر شخص اُس سے صدمہ اُٹھاتا ہی حاصل کلام جو اُس نازنین کو دیکھتا ہی دلدادہ شیفتہ و
فریفتہ ہوتا ہی و دمبدم ولولہ شوق بڑھتا ہی ہر ایک شعر عاشقانہ پڑھتا ہی وہ نازنین اُسی ترنج کو مجمع عشاق مین پھینکتی ہی جو
شخص اُس ترنج کو اُٹھا کر سونگھتا ہی گریبان چاک کرتا ہی اپنے کو ہلاک کرتا ہی ایک سمت ایک برج نظر آتا ہی اُس برج
پر ایک کبوتر باز لباس زردین پہنے چھپی طلائی ہاتھ مین کبوتر اُڑاتا ہی ایک زنجیر طلائی اُس برج سے لٹکی ہوتی ہی ہر
شخص اُس ترنج کو سونگھکر دیوانہ ہو جاتا ہی جوش جنون مین بڑھتا ہی زنجیر طلائی کو پکڑ کر چڑھتا ہی جب قریب برج کے پہونچا ہی
کہ اوپر چڑھ جاے اپنے کو اُس نازنین تک پہونچاے اُس برج مین ایک سوراخ پیدا ہی اُس سوراخ سے ایک ہاتھ نکلتا ہی
اُس شخص کو اندر سوراخ کے کھینچ لیتا ہی بعد ایک ساعت کے اُس شخص کا سر کٹا ہوا سوراخ سے وہی ہاتھ باہر پھینکتا ہی
پھر وہ نازنین وہان نظر نہین آتی ہی کھڑکی بند ہو جاتی ہی یہ تماشا مدت سے دیکھتے ہین حال نہین کھلتا کہ یہ کیا بھید ہی
صاحبقران عالی شان نے کہا مجھے یہ طلسم معلوم ہوتا ہی وہ اژدہا بھی کوئی ساحر ہی کل ہم وہان ضرور جائینگے اُس مقام کو

دیکھینگے قضائے کار عمرو بن امیہ ضمری بھی وہاں کلیم عیاری ڈھونڈھتے ہوئے پہونچ گئے سنا کہ حمزہ صاحبقران طلسم کی طرف جانیکی سوچے ایسا نہو ایرج بھی ساتھ حمزہ کے جائے گرفتار طلسم ہو جائے آج شب کو اُسے کسی طرح یہاں سے لے چلو یہ سوچکر خاموش ہو رہے جب رات ہوئی ایرج نوجوان کو مع رفقا بیہوش کرکے زنبیل میں ڈالکر لیگئے دوسرے روز ایک صحرا میں پہونچے اتفاقاً ایک سوداگر کا قافلہ وہاں اترا ہوا تھا دیکھا کہ غلام اُس سوداگر کا گھوڑوں کو پانی پلا رہا ہے عمرو نے حکمت عملی سے اُس غلام کو قتل کیا گھوڑوں کو اپنے قبضے میں لیا ایرج کو مع رفقا زنبیل سے نکالکر فتیلہ رفع بیہوشی روشن کردیا خود کلیم عیاری اودھر کو غائب ہو گیا ایرج کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مع رفقا ایک صحرا میں پایا جتنے آدمی اُتنے ہی گھوڑے درختوں سے بندھے دیکھے ایرج نوجوان نہایت حیران و پریشان دل میں سوچا کہ میں تو ہمراہ حمزہ صاحبقران شہر زرافشان تھا یہاں کون لایا اسی فکر و تردد میں ارادہ کیا گھوڑوں پر مع رفقا سوار ہوکر روانہ ہو کہ آسمان پر روشنی ہوئی دیکھا قطب دوران چلے آتے ہیں لیکن تیوری چڑھی ہوئی غیظ و غضب میں بھرے ہوئے ایرج واسطے قدم بوسی کے دوڑا جب قریب پہونچا قطب دوران للکارے ای ایرج تجھکو ہم نے لاکھوں مرتبہ سمجھایا کہ خبردار خدا پرستوں سے ملاقات نہ رکھ یہ دشمن دین و ایمان ہیں عدو سے قطب دوران ہیں لیکن تو نے کچھ سماعت نہ کی شکارگاہ میں نورالدہر و قاسم و بدیع الزمان جب سب کے سب موجود تھے تو نے کسی سے ذرا پرہیز نہ کیا یہانتک تو ہم نے سنا جب قاسم کو اژدہا نگل گیا اُسکے عزیز سب روتے ہوئے ساتھ ہوئے تو اُنکے ساتھ کیوں گیا اور ایسا از خود رفتہ ہوا کہ نہ ہمارا خوف کیا نہ نیر اعظم کے غضب سے ڈرا یہ کہکر گرز اٹھایا ایرج چلایا ای قطب دوران جو کچھ آپ فرماتے ہیں بجا ہے فی الحقیقت میری خطا ہے اب اس قسم کی ایسی تقصیر نہو گی حضور میرا قصور عفو فرمائیے غضب نیر اعظم سے بچائیے یہ کہکے دوڑکر قدموں پر قطب دوران کے گرپڑا قطب دوران نے ایرج کو گلے سے لگا لیا کہا ای ایرج خبردار کبھی خلاف نیر اعظم کے کوئی امر کرنا آفتاب تابان فرماتے ہیں کہ اسکو مانند آفاق کرکے بست فلک چلادوں مگر میں نے بہت سعی کی اب ایرج سے ایسا قصور نہوگا تب غضب نیر اعظم کا موقوف ہوا یہ کہکر کہا کہ نہیں معلوم اس عرصہ میں لشکر پر کیا گذری جلد یہاں سے چلو اہل لشکر کی خبر لو میں خدمت میں آفتاب تابان کی جاتا ہوں یہ کہکے طرف آسمان کے بلند ہوا وسط سما پر جاکر حقہ آتش بازی مارا روشنی ہوئی کچھ خوشبو پھیلی تمام صحرا معطر ہو گیا ایرج نے اپنے رفیقوں سے مخاطب ہوکر کہا کیوں صاحبو قطب دوران کی کرامت کو دیکھ لیا یزدان پرست انکو عمرو بتلاتے ہیں کہاں عمرو بدذات کہاں یہ صاحب کشف و کرامات سب نے کہا آپ ان خدا پرستوں کی باتوں پر نہ جائیے کسی کے کہنے کو خیال میں نہ لائیے یہ تو سب کو بُرا جانتے ہیں سوا خدا اسکے نادیدہ کے کسی کو نہیں مانتے ہیں ہم نے تو آفتاب پرستی سے کوئی دین روشن نہیں پایا دیکھا آپ نے نیر اعظم نے ہم سب کو شہر زرافشان سے فرشتوں کو بھیجکر اُٹھوا منگایا ہمکو اصلا خبر بھی نہ ہوئی کہ کون لیکر آیا غرض یہ سب تو اسی طرح باتیں کرتے ہوئے طرف شہر اختیم روانہ ہوئے اِنکو تو راہ میں چھوڑیے

ابکچہ احوال لشکر اسلام و لقا بدانجام کا سنئے

داغ داغ ای گل تری فرقت میں ہم تن ہیں یہاں
منہ چھپائے ہم کفن سے آجتک مدفن میں ہیں
شکر ہے زخم محبت سے کوئی خالی نہیں
آرزو و حسرتیں ہیں لیکن دل دشمن میں ہیں
گھر جلا ای بیقراری کیوں بلائی ہے سبک

پھول جیسے پارۂ اخگر لیے دامن میں ہیں
نکہت گل ہیں ہمیں بے پردگی سے رکھ سمان
دست و پا ہیں صرف تا جان دل شیون میں ہیں
شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
چند طفل اشک خوابیدہ مرے دامن میں ہیں

اسقدر شرم گنہگاری بڑھی
... ای جنوں جبتک کہ پیراہن میں ہیں
... تمنا مانع وصلت ہیں غیر
... آنکھیں باقی ابھی مدفن میں ہیں
... عصمت دیوانگی دست جنوں پوچھے

چالاک لاکھوں صورت یوسف ثانی ہیں	ایک نقرے میں کیا بڑھن عدو کو پار	آپ ہی استاد ہی تسلیم اپنے فن میں ہیں

مخبران قصص عجیب و مخبران اخبار غریب اسطرح خبر دیتے ہیں کہ ہرکاروں نے جاکر لقا کو خبر دی کہ قاسم کو اژدہا نگل گیا
حمزہ مع سرداران تعاقب میں اژدہے کے گیا ایرج بھی سب کے ہمراہ بجانب صحرا نکل گیا ہو وہ بھی اپنے لشکر میں
نہیں دونوں لشکر بے سردار ہیں یہ خبر سنتے ہی لقا نے آواز دی ای بندگان من یہ بسبب قدرت میرا اس خاورئی کا
کیا کیا ہے او میان کہیں تمھیں اب میں نے انتقام لیا ہے اژدہا ئے غضب میرا تھا کہ اسکو نگل گیا جو جو کہ مکار ضلالت شعار
وہاں بیٹھے تھے سب نے کہا یا خداوندا امنا و صدقنا خوار جہ گزار الدین ملک بختیارک میں پکارا یا خداوند تیرے ہی لشکر اسلام
میں سوائے بادشاہ اسلام یاد و چار سرداران گمنام کے اور کوئی نہیں ہی لشکر آفتاب پرستوں کا بھی بے سرداری ایسے وقت
میں آس بن الوس کو بلوا بھیجے اسکی دلدہی کریکے اُسی کے ہاتھ سے سب کو قتل کرائیے لقا نے آواز دی میں نے تیرہ سال
برس آگے ہی تقدیر کی تھی ای بختیارک تو ہی جا آس بن الوس کو لا بختیارک نے کہا بہت خوب اسی وقت کچھ تحفے
او خلعت لیکر روانہ ہوا جب وہاں پہونچا آس نے سنا بختیارک آتا ہے بہت خوش ہوا پیشوائی کر کے لے گیا پوچھا ای
ملک جی اسوقت کیونکر آئے بختیارک نے تمام حال سنایا کہا یہ وہ وقت ہے کہ آپ خدا پرستوں کو قتل کیجیے خداوند کو
ایک قبول خدائی پر چڑھا دیجیے آس بن الوس بولا ملک جی میں حاضر ہوں مگر ناک میری خداوند سے درست کرا دیجیے
بختیارک نے کہا جب خداوند خوش ہونگے تو ایک طرفۃ العین میں ناک تمھاری درست ہو جائیگی بلکہ فولادی ناک
بنا دینگے کوئی کاٹ نہ سکے غرض آس لشکر کو ہمراہ لیکر کوہ الوند سے خدمت میں لقا کی آیا لقا نے سرداروں کو برا
استقبال آس بھیجا اور با عزاز و اکرام تمام بلوایا خلعت سے سرفراز کیا و نگل جواہر نگار بیٹھنے کو دیا صحبت عیش و نشاط
برپا ہوئی لشکر میں لقا کے طبل شادمانی بجا جب دماغ آس کا بادہ ناب سے گرم ہوا لقا سے عرض کیا ای خداوند
طبل جنگ بجوائیے میں خدا پرستوں کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا لقا نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب
پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہیں اسد بن کرب
غازی و عمر بن رستم کہ ایرج کے قتل کرنے کی فکر میں علٰحدہ بیٹھے تھے جب انکو معلوم ہوا کہ قاسم کو اژدہا نگل گیا ایرج
اسکے پیچھے گیا یہ سنا لشکر میں آئے سنا کہ صاحبقران مع سرداروں اژدہے کے تعاقب میں گئے ہیں یہ سنکر حیران ہو
آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا و نگل پر بیٹھے باتیں ہونے لگیں اتنے میں ہرکارے خبر لائے مقام ادب پر دست بستہ
ہو کر بعد دعا و ثنا سے بادشاہی کے عرض کی کہ لشکر لقا میں آس بن الوس داخل ہوا طبل جنگ بجوایا ہے کل اُسکا
ارادہ ہے کہ معرکہ آرا نبرد ہو یہ خبر سنکر بادشاہ اسلام نے بھی اپنے لشکر میں طبل جنگی بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب
پڑی اُدھر مالک بن ماکوت کو جو خبر ہوئی نہایت پریشان ہوا لوگوں سے کہا کہ قطب دوران بھی پاس نہیں اعظم کے گئے
ہیں ایرج ساتھ خدا پرستوں کے گیا ہوا ہے دیکھیے انجام لڑائی کا کیا ہے مجبور ہو نا چار حکم دیا کہ کوس حربی بجے شیروں کا لشکر
میں چار پہر رات تیاری رہی صبح کو میدان میں صف آرائی ہوئی جبکہ صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں چاوشین نقیب
نقابت کرکے چلے گئے لشکر لقا میں علمہاے خرک بلکہ جلوہ گری پر آئے آس اپنے گینڈے کو اڑا کر سامنے تخت لقا
کے آیا پیادہ ہو کر آداب بجا لایا اذن جنگ چاہا عرض کیا اگر حکم ہو تو جا کر طرفۃ العین ان سبھوں کا کام تمام کروں فقط اپنا
سے سارے عالم میں اپنا نام کروں بختیارک نے کہا ای آس کہیں تو ابھی تمھاری ہی آس ہی پہلے آفتاب پرستوں کا
قصہ پاک کرو سب کو سنا کے خاک کر دو کیونکہ یہ بھی تو بڑے سے ہیں آس نے کہا اگر خداوند کی نظر عنایت ہوگی تو ان
آفتاب پرستوں کو بھی مار ونگا خدا پرستوں کو بھی قتل کر ڈالونگا لقا نے کہا ای آس جا تجھے اپنے ید قدرت کو سپرد کیا

تیر سے دم شمشیر میں سب خدا پرستوں کی موت تقدیر کردی کوئی آفتاب پرست تیرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اُس نے اپنے
گینڈے کو جولان کیا چابک مار کر میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا خوب غرق عرق ہوا گینڈا ابھی اُس کا عرق کرایا
اُس گینڈے کو روک کر کھڑا ہو گیا اپنے دم کو آراستہ کرنے لگا بعد دم بھر کے آواز دی ای آفتاب پرستو جلد میرے
مقابلے کو نکلو یا آکر لقا کو سجدہ کرو اُس مبارز طلبی کر رہا ہی کہ میدان میں قنوت آفتاب پرست برائے مقابلہ نکلا ابھی
تھوڑی ہی گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی اُس نے نیزہ نکال دیا اُسنے تلوار ماری اُسنے تلوار کو رد کرکے خود ضرب لگائی
سپر کو کاٹا سر پر پڑی خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو در آئی قنوت نے دانستہ مار آ تلوار تو نکل گئی مگر
سر سے دریائے خون جاری ہوا غش طاری ہوا الغرض دو پہر تک کئی آفتاب پرست ہاتھ سے اُس بن الوس کے
مارے گئے اب پرا بند ہو گیا گئی آدا رین اُس نے دین کوئی مقابلے کو نہیں آیا اُسوقت اُس گینڈے کو اڑا کر آفتاب پرستان کے
لشکر پر گرا تلوار چلنے لگی لقا نے فوج کو اشارہ کیا تمام فوج حکم لقا سے برائے کمک آئی دوڑ پڑی جنگ مغلوبہ ہوئی
اُس لڑتا بھڑتا قریب اقبال شاہ کے پہونچا اقبال شاہ پر سر مقابلہ ہوا اُس نے اُسکے حربے کو رد کرکے کمر میں ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا علم کو قلم کیا آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے کوہ اختم پر چڑھ گئے اُس فتح پا کر خدمت میں لقا کی آیا لقا نہایت
خوش ہوا زر و جواہر نثار کر دیا اقبال شاہ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کرکے زندہ خانے میں بھیجا بختیارک نے کہا ای پہلوان
دوران ای اُس بن الوس عالی شان اب کل خدا پرستوں کا خاتمہ کرو اُس نے جواب دیا ای مالک یہی ایسا ہی ہوگا
لقا سے کہا طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم دیا جلد طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارہ دن سے خبر
لشکر اسلام میں پہونچائی یہاں بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ
صف آرا ہونے لگی طرفین سے ابھی کوئی نہیں نکلا نقیبوں نے نقابت بھی نہیں کی ہی کہ گرد صحرا سے اُٹھی ہرکارے
واسطے خبر کے روانہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علم زنگاری نشان تیس لاکھ سواروں کے نمایاں
ہوئے اور ایک علم کے پھریرے پر تعریف و ثنا لقا کی تحریر ہے بعد اُسکے خاص برداروں کے غول بعد اُسکے مرکب تازی و
ترکی و حبشی و یمنی و عراقی و عربی با ساز و سامان مرصع کار بعد اُسکے ہزار بارہ سو جوان بادلے کی لنگیاں کمر میں بندھی ہوئیں
گلبدنوں کے پائجامے چوڑی دار پہنے ہوئے گھٹنوں تک بال رہے ہوئے ہزار ہے مشکوں کے دہانوں پر چڑھے ہوئے
چھڑکاؤ کرتے ہوئے اس سامان سے چلے آتے ہیں بعد اُسکے بدر بن زالانمل بخشی گردن پر سوار چلا آتا ہی تین لاکھ سوار
پشت پر لیے ایک جلتہ پوش بکتر پوش زرہ جوش و خود و دشت چار آئینہ لگائے سامنے سے نمودار ہوا راوی کہتا ہی کہ نور الدہر نے بدر کو
پکڑ کر شہر با اسب میں قید کیا تھا بہ ہمت بیاد و قید سے رہا کرکے جزیرہ فندق میں لائی اور ایک تختی فولاد کی اس کے سینے
تیار کی اُسکو تعویذ کیا گلے میں بدر کے پہنائی اور سمجھا دیا کہ بسبب اس تختی کے کوئی حربہ تیرے بدن پر نہ اثر کرے گا جاحل کا نام
جزیرہ فندق سے اس کافر نے خروج کیا پہلے ملک سجہان کا راستہ لیا جب وہاں پہونچا کامل خان بن کنجا ... نے
اُس کا مقابلہ کیا بسبب اُس تختی کے کہ نام اُس تختی کا ختمان ہزنج بند ہی کوئی حربہ اُسکے بدن پر کارگر نہ ہوا
آخر کار کامل خان بدر کے ہاتھ سے زخمی ہوا بدر نے گرفتار کر لیا ملک سجہان پر اپنا قبضہ کیا اب یہاں اس قصد
آیا ہی کہ اہل اسلام کو قتل کروں لقا اُسکے آنے سے بہت خوش ہوا ہی بدر نے لقا کو مجرا کیا لقا نے آواز دی ای بدر
تیرے آنے سے خدائی کو بڑی قوت ہو گئی اب تو ان بندگان خدائی کو سزا دے اور مجھکو بیچارگی ... سے چھڑا بدر نے
عرض کیا خداوندا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا جمشید بن قباد مرکب کو کھٹکہ سامنے تخت سے آ
کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا اقتدار نگہبان ہی جام کل عقیقت عنایت کیا جمشید

اُس جام کو پیکر بادل مرکب پر سوار ہو دونوں مقابلے پر آگر نیزہ وزن ہوئے مرکب دونوں کے پانچ پانچ سات سات قدم
پیچھے ہٹ گئے پھر رانوں میں مسلی مسل کے دونوں سامنے آئے بدر نے نام پوچھا جمشید نے کہا میں بھائی ہوں بادشاہ لشکر اسلام
بدر نے کہا بہتر ہے یہ لقا کو سجدہ کرو جمشید نے کہا وہ کافر قابل لعنت ہے بدر یہ کلمہ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا کہا خیر معلوم ہوگا
تمہارا تم سب کی دامنگیر ہے تم سب کے لیے ملک الموت ہوں ای بدر مجھ کو فن سپاہ گری سے جانتا ہے ظاہر کر حملہ آور ہو تا کہ کوئی
حسرت تیرے دل میں باقی نہ رہجاے جمشید نے کہا ہم کبھی پیش دستی نہیں کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچا لیگا ہم بھی حربہ
تجھپر کرینگے بدر نے کہا خبردار ہو سنبھال نیزہ مارا جمشید نے تیرے پر نیزہ روکا نیزہ بازی ہونے لگی جمشید نے بدر کا نیزہ
ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری جمشید نے سپر پر روکی تلوار رد کرکے بدر پر تلوار ماری بدر نے سینے پر روکی تلوار جمشید کی اُچٹ
گئی بدر نے تیغہ مارا جمشید کے سر پر پڑا سپر کو کاٹتا ہوا ابرو در آیا جمشید نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن دریا سے
خون سر سے جاری ہوا غش طاری ہوا بدر نے جمشید کو گرفتار کیا طبل بازگشت بجوا کر پھر صحبت میں لقا کی آیا بختیارک
لاف و گزاف بکا بختیارک نے کہا ای بدر عجب وقت پر تم یہاں آگر پہونچے کہ لشکر اسلام میں کوئی سردار نامی نہیں
سب کو بلا خوف و خطر قتل کرو کسی سے نہ ڈرو بدر نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ادھر لشکر اسلام
حیران و پریشان اداسی چہروں پر چھائی ہوئی پلٹا تھوڑے ہی عرصہ میں ہرکارے خبر لاے عرض کیا حضور بدر نے طبل جنگ
بجوایا کل بھی ارادہ اسکا مقابلہ کرنے کا ہے ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی چار پہر رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی دم سحر
دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف کے نقیب نہیب دیکے چلے گئے بدر رعد صفت
کارزار میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے نہیم زور و شیر بیشہ وغا نجم سپہر شجاعت دُر دریاے قوت صف شکن و نبرد
اسد بن کرب دلاور نے گھوڑے کو اُڑایا جب سامنے پہونچا بدر نیزہ وزن ہوا بدر نے از سرتاپا دیکھا ایک جوان ماہ طلعت
مہر صورت آنکھوں میں لال لال ڈورے نشہ وحشت کے بھرے ہوئے گریبان مانند صبح صادق چاک زرہ آستین کاشگی دلی
نہایت شوخ و چالاک بدر نے کہا شعر بگو نام خود را و رہن انجمن ⁂ کہ بیباک تند آمدی سوے من ⁂ اسد نے نعرہ کیا نعرہ اسد
اسد نامدار م جری و دلیر ⁂ کہ آرایش نیستان شود قلب شیر بدر نے کہا نو لوگوں سے یہ سنتا نام پیدا کیے لیکن اب تمہارا اقبال پڑ رہا
آیا اور یا رہیں تم سب گرفتار ہو چکے ہو مع فرزندان نامی و سرداران گرامی غضب خداوندی میں گرفتار ہو تم کو واجب و لازم ہے زمرد شاہ کو
سجدہ کرو خطا تمہاری معاف ہو جائیگی اسد للکارا ای کبر ناحق شناس ای گندہ ناتراش یہ تو کیا فضول بکتا ہے ہم اس
بھگوڑے کو سجدہ کرینگے سواے لعنت کے اور کوئی کلمہ اسکے حق میں نہ کہینگے لاکھ لاکھ لعنت ہے لقا پر اور اسکے پرستاروں
کے اوپر بدر یہ کلمہ سنکر نعل در آتش ہو گیا آواز دی ای یزدان پرست ایسے کلمے منہ سے نہ نکال ورنہ زبان کو سنبھال لے ورنہ
تجھکو سزا اسکا مل دیتا ہوں شعر بیا راکچہ داری ز مردی نشان ⁂ کمان کیانی و گرز گران ⁂ اسد نے کہا او دشمن دین
ہمارا دستور نہیں کہ پہلے حریف پر حملہ کریں بدر خبردار خبردار کہکر قریب آیا نعرہ و شور نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ پر نیزہ
روکا نیزہ بازی ہونے لگی بعد دو ساعت کے نیزہ اسد نے ہاتھ سے بدر کے نکال لیا بدر آگ ہو گیا تلوار کا وار کیا
اسد نے روکی باہم تلوار چلنے لگی بدر جب تلوار مارتا تھا اسد سپر کو پناہ چہرہ انور کرتا تھا جب اسد نامدار کا وار چلتا تھا
بدر سینہ سپر کرتا تھا صاف تلوار اُچٹ جاتی تھی غرض اسد نے بہت سے وار کیے مگر سپر کوئی کارگر نہوا آخر کار اسد نامدار
زخمی ہوا حالت زخمداری میں بدر پر تلوار ماری بدر نے وار کو رد کرکے اپنا وار کیا سر اسد نامدار چکرا گیا ہو گیا
بیہوشی طاری ہوئی بدر نے اسد کو باندھ لیا خدمت میں لقا کی بھیجدیا پھر مبارز طلب کیا عمرو بن … مقابلے کو
آیا بدر نے اس شجاع جوان کو دیکھکر نام پوچھا اُس جوان نے کہا میرا نام عمرو بن … ہے چھوٹا بھائی … کا بیٹا …

بعد گفتگو کے خوب تلوار چلی بادر کے بدن پر تو ایک خط بھی نہ پڑا لیکن عمرو بن رستم بہت زخمی ہوا حالت زخمداری مین ایک تیغہ پھر بادر پر مارا تیغہ اُچٹ کے گینڈے کے پر پڑا گردن گینڈے کی قلم ہوگئی گینڈا اور بادر دونون تہ و بالا ہوئے کافر آدھے دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام بڑھے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی عمرو بن رستم بیہوش ہوگیا کافرون نے گرفتار کرلیا بادر کو لوگون نے گینڈے سے جدا کیا بادر اور گینڈے پر سوار ہوکر پھر لڑنے لگا لڑتا ہوا بادشاہ اسلام تک پہونچا بادشاہ اسلام نے حربہ کیا اسکے بدن پر کچھ اثر نہوا القصہ بادشاہ اسلام بھی مجروح ہوئے دن بھر تلوار چلی یہانتک کہ شام ہوگئی لشکر اسلام شکست کہا کر بھاگا تمام مال و اسباب لیکر بیشۂ شمشاد کی طرف روانہ ہوا لقا نہایت خوش خوش بادر کو ہمراہ لیے ہوئے زر و جواہر بادر پر سے نثار کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی لقا نے ہرکارون کو بلاکر کہا جاؤ لشکر اسلام کی خبر لاؤ یہ خدا پرست کہان بھاگ کر گئے ہین کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا تقدیر کی ہین نے ان سب بندگان خوبی کو غارت کرونگا ہرکارے گئے جلد دودن کے خبر لائے کہ خدا پرست بیشۂ شمشاد مین ہین وہان سے قلعہ مشتری حصار کا قصد ہی کچھ عجب نہین آپ کے جاتے جاتے وہ قلعہ مشتری حصار مین داخل ہوجاین لقا نے کہا میرے ہاتھ سے کہان جا ئینگے انکو قتل کرکے اپنے پیغمبر کامل گاؤ زنگ شاہ کو بلاؤنگا اور چلکر قسطول خدائی پر جلوہ فرما ہونگا از سر نو خدائی اپنی چمکاؤنگا تاکہ سب کو معلوم ہوجائے لقا نے خدا پرستون کا خاتمہ کیا بادر بن زلزال ایک جستی شراب کے نشے مین بدمست تھا کہ خیال معشوق کا بندھا یہ حرامزادہ تنت سے ملکہ گیتی افروز پر مائل و مبتلا عاشق و شیدا اسی خیال مین گذرا کہ چلکر باختر کو مسخر کیجیے اپنی معشوقہ کو لے لیجیے لقا سے عرض کیا اے خداوند آپ تو خدا پرستون پر جایئے میرے ہمراہ تو رحلیہ و قدرت لاہوت شاہ کو کردیجیے مین جاکر کل باختر کو تسخیر کرونگا کامل خان بن گنجاب کہ بادشاہ کوچک باختر ہی اسکو تو مین نے قید کرلیا ہی اب مظفر بن شمشام و شہون آشام و سلیمان شاہ فارسی کہ ملک سائل مین ہین انکو اسیر کرونگا لقا پکارا اے بادر قسم ہی مجھکو اپنی خدائی کی ہین نے سنہ نہرار برس آگے ہی تقدیر کی تھی اسی وقت لاہوت شاہ کو بادر کے ساتھ روانہ کیا اور خود چاہا کہ اہل اسلام کے تعاقب مین جاؤن بختیارک نے کہا یا خداوند یہ آفتاب پرست تھوڑے سے ہین پہلے انکا علاج کر لیجیے بعد اسکے خدا پرستون کے استیصال کا ارادہ کیجیے لقا نے کہا یہی تقدیر کی اور آس سے کہا تو پہاڑ پر چڑھکر آفتاب پرستون کو قتل کر وہ بولا کہ مین موجود ہون آپ طبل جنگ بجوایئے سب مارے ایک کو نہ چھوڑونگا ان سب کی قضا میرے ہاتھ سے ہی انکو اس فکر مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کا مع تمام سرداروں و فرزندون کے طلسم جہان تعجبان مین مبتلا ہونا اور شاہزادہ نورالدہر کا طلسم فتح کرکے رہائی دینا مخمس

یے اصل ہی جہان رنگ جہان کا نام سے لگے — دیکھا ہی طلسم وبالا مرے آگے
اک شعبدہ ہی دہر کا نقشا مرے آگے — بازیچۂ اطفال ہی دنیا مرے آگے
ہوتا ہی شب و روز تماشا مرے آگے

رہتا ہی لگے سنکر اترے پیچھے — اٹھا دنیا ہی مرا موت کا جینا ترے پیچھے
وحشت سے نہین آپ مین آتا ترے پیچھے — مت پوچھ کہ کیا حال تھا میرا ترے پیچھے
تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے

ہون خاک نہین خاک کو رتبا مرے ہوتے — سب کچھ ہی مگر کچھ نہین جیتا مرے ہوتے
کوئی ہو کبھی رخ نہین کرتا مرے ہوتے — ہوتا ہی نہان گرد مین صحرا مرے ہوتے
گھستا ہی جبین خاک پہ دریا مرے آگے

ہون تام سے مین فکر جو سوجھی مین گرفتار — اسکو معنی ہی کہان لذت اشعار
منگوایئے شیشے سے ہو تر نکہت دو چار — پھر دیکھیے انداز گل افشانی گفتار
رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے

بدنام ہون پہلے سے ہی اچھا — منظور ہی جو چاہے کرین ذکر اچھا
کچھ اور سمجھتا ہی بگڑ نام مرے ل کا — نفرت کا گمان گزرے ہی مین رشک سے گزرا
کیونکر کہون لو نام نہ ان کا مرے آگے

اک تم ہی کہ ہوتا نہین پیار ہو کام — اک مین ہون کہ ہی زبان پر رحم
ہو قاتل ہین زمانے دل آرام — اعجاز کی باتین ہین کرامات کہ پیغام
مجنون کو برا کہتی ہی لیلی مرے آگے

١٦

مرتا ہوں ایسا ہوں دم آخر یہ ستم ہے
تسکین تو کوئی دم عوض عالم غم ہے
کس واسطے یارو یہ غضب جانے کہ ہم ہیں
گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے
ہو ذرا ہو وہ تو نے ہو گمان کہتے ہو تم کیا
مشہور ہی تسلیم کے مانند تمنا
کب تک میں کروں صبر کہا تک یہ جفا کا
ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا
غالب کو برا کیوں کہو اچھا مرے آگے

بیارکان تماشائے طلسمات عجیبہ و سیر کنندگان قصص پر تجلیات لطیفہ یون بیان کیا ہے کہ صاحبقران با وقار مع سرداران نامدار شہر زر افشان حصار زرین میں جلوہ فرما ہیں اور حال طلسم جان نجان کہ اسکو طلسم قہقری دیوانگی کہتے ہیں سعادت شاہ کی زبانی معلوم ہو چکا ہے صبح کو وہان جانے کا ارادہ ہی القصہ جب شب گذر کر وقت سحر نمودار ہوا غل ہوا کہ ایرج مع اپنے سردارون کے بستر خواب سے غائب ہیں امیر نے فرمایا کہ یہ کام اُسی وزیر مکار کا ہے اسکو یہ کب گوارا تھا کہ ایرج ہمارے ساتھ رہتا ہم پر تو فلک ٹوٹ پڑا تھا ہم ایسا بہادر ہمارے سامنے سے اُٹھ گیا ہم زندہ و سلامت بیٹھے رہے یہ کہکر آبدیدہ ہوئے اُدھر عالم شاہ رومی چیخین مار مار کر رونے لگا تمام دست چپ کا حال تباہ ہوا بدیع الزمان مشغول گریہ و زاری اور نور الدہر مبتلائے بیقراری ہوئے صحبت بھر میں سناٹا پڑ گیا سعادت شاہ نے عرض کیا ای شہریار غلام کو معلوم ہوتا ہو کہ یہ اژدہا تو نہیں ہی جادو گر ہی شاہزادہ ضا و رسپاہ زندہ ہیں صاحبقران نے فرمایا ای سعادت شاہ تم سچے ہو کس واسطے کہ یہ اژدہا بزبان انسان گویا تھا اپنے ہمارے ساتھ آؤ ہم کوہ پہاڑ دکھا دو اُسنے کہا بسم اللہ تشریف لے چلیے امیر اُسی وقت سعادت شاہ کے ہمراہ سردارون سمیت روانہ ہوئے چار گھڑی دن باقی تھا کہ دامنہ کوہ منصور میں پہونچے دیکھا ایک کوہ نہایت ذی شکوہ گلہائے گوناگون شگفتہ جانوران بوقلمون زمزمہ سرا ایک دری کا قہقہہ طاؤسون کی رفتار مستانہ جا در آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائون کے جھونکے عجب کیفیت کی جا نہایت مقام پر فضا ایک طرف ایک قصر عالی شان فلک نشان اور وہی برج ہی کبوتر باز وہان کبوتر اڑا رہا ہے امیر سامنے اُس قصر کے حیران دیکھ رہے ہیں کہ ایک ہوا چلی پردہ دریچہ ہائے قصر پر سے تھے وہ اُٹھے نازنینان مہ جبین و پریان نمکین نمودار ہوئین سب کی سب حور تمثال غضب کا حسن و جمال تمام زعفرانی جوڑے پہنے ہوئے ساتھ ناز و ادا کے کھڑی ہو اہر نگار پر متمکن ہوئین شوخ و طرار کبک رفتار جوبن کا اُبھار تنعم بتے گزدیدن آن شکل و رفتار رہا نہ بہ تید و زاہد صد سالہ زنار رہا حمزہ صاحبقران مع سرداران عالی شان با ہزار دلدادہ و فریفتہ ہوئے ایک نازنین سردار تھی جن اُسکے ہاتھ میں ایک ترنج تھا اُس نازنین نے ترنج کو امیر کی طرف پھینکا امیر باتوقف نے اُٹھا کر اُس ترنج کو سونگھا مجرد سونگھنے اُس ترنج کے عالت دیوانگی بہم پہونچی ترنج ہاتھ سے پھینکا گریبان چاک کیا شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے زیر قصر جاکر بیٹھے وہ نازنین پکاری جو ہماری آرزو کرے وہ اس ترنج کی بو سونگھے یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے اُٹھا کر اُس ترنج کو سونگھا یہ بھی دیوانہ بنکر زیر قصر جاکر بیٹھا پھر اُس نازنین نے آواز دی جو ہمکو چاہے وہ اس ترنج کو اُٹھائے عالم شاہ نے اُٹھا کر سونگھا وہی حالت ہوئی پھر تو تمام سرداران نامدار بیقرار ہو ہو کر ترنج سونگھ سونگھ کے دیوانے ہو گئے ہوش و حواس کھو گئے دامن صبر و تحمل ہاتھ سے چھوٹا ہر ایک پکارنے لگا کہ ای جان جہان وای بر باد کن دین و ایمان تیری جدائی بہت شاق ہی قدمبوسی کا کمال اشتیاق ہی شعر کر اشتیاق قتیکہ بعد بیدار تو دارم دل میں ہو دل میں دانم و من دانم و داند دل من سب سردار مع صاحبقران نامدار حرکتین دیوانگی کی کر رہے ہیں لیکن نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان نور الدہر عالی شان نے جو دیکھا کہ جد بزرگوار و پدر نامدار مع سرداران ذوی الاقتدار مسحور سحر ہوئے دل میں خیال کیا میں قصر پر جاکے اس نازنین کو تبا ہو کہ جادوں پہ بیگانہ ساحرہ معلوم ہوتی ہی ای نور الدہر جب تک اسے نہ مارو گے کوئی ہوش میں نہ آئیگا سب کام تمام ہو جائیگا اور کیا عجب ہی یہی اژدہا بنکر ضاو رسپاہ کو نگل گئی ہو بس نور الدہر یہ سوچکر آگے بڑھا اور روزن دریچہ جھرو

لٹک رہی تھی اُسے پکڑکے چڑھنے لگے کہ وہان پہونچا جہان ایک سوراخ دشنہ ان کے مانند بنا ہوا تھا مین سے ایک ہاتھ پیدا ہوا کمر مین نورالدہر کی پڑا شاہزادے نے ہرچند زور کیا لیکن وہ ہاتھ جدا نہوا آخرکار شاہزادہ بیہوش ہوگیا اپنے کو کچھ خبر نہ تھی کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا دیکھا ایک باغ بے مثل ونایاب ہی نہایت سبز وشاداب ہی گل مہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین بلبلین شاخون پر زمزمہ سرا طرح طرح کے پھول شگفتہ ہین نظم

یاسمین چنبیا گل باچین گرھل	لالہ وصد برگ نافرمان کنول	نسترن شبو چنبیلی موگرا	رائبیل امر جاہی جوہی موتیا
سیوتی راؤدی نرگس جعفری	کررہے تھے سارے گل جلوہ گری	کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار	اپنے اپنے طور کی سب پر بہار
چھوٹتے فوارے ہین یون باربار	جسطرح ساون مین ٹپکی ہو پھوار	تھا یہ فرحت بخش دل وہ بوستان	جسکو کہئیے ثانی باغ جنان

ہر ایک عمارت پاکیزہ بنی ہوئی ہی ایک قصر عالی شان زمین رفعت کا آسمان لوگون کو دیکھا بیٹھے پھول چمنون سے توڑ رہے ہین بیٹھے ہار بناتے جاتے ہین جو لوگ کہ مکانون مین بیٹھے ہین کوئی سوت کھول رہا ہی کوئی تاگے بٹ رہا ہی کوئی ڈلیان بنا رہا ہی جتنے ہین اپنے اپنے کام مین سب مصروف ہین کوئی بیکار نظر نہین آتا اُن لوگون نے جو نورالدہر کا وہ حسن وجمال وہ دبدبہ جاہ وجلال دیکھا ہر ایک نے سلام کرکے کہا ای شہریار آپ بھی مانند ہمارے گرفتار ہوئے اب تا دم حیات یہان سے نجات نہوگی شاہزادہ بولا خیر جو خدا کی مرضی رضینا بالقضا جو خواہش الٰہی ایک نے عرض کیا ای شہریار آپ بھی کچھ کام کیجیے کسواسطے کہ بے مزدوری یہان کھانا کسی کو نہین ملتا ہی نورالدہر برہم خاطر ہوکر بولا دور ہو میرے سامنے سے مین کیا مزدور ہون جو مزدوری کرون اُسنے جواب دیا آپ کو اختیار ہی آپ جانیے آپ کو آگاہ کردیا چاہیے مانیے چاہیے نہ مانیے القصہ دن بھر اسی طرح گذرا ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف رہا نورالدہر سیر کنان پھرا کیا جب شام ہوئی وہ نازنین آکر قصر عالی شان مین بیٹھی اور وہ پھول جو سب نے توڑکر ہار بنائے تھے اُس نازنین کے سامنے لیگئے نیچے قصر کے کھڑے ہوئے وہان سے خواصین آئین تمام ہار پھول لیگئین بعد گھڑی بھر کے وہ نازنین اُٹھ گئی یہ سب وہان سے پھر کر اپنے اپنے مقامون پر بیٹھے چراغ روشن کیے تھوڑی دیر کے بعد خوان کھانے کے لوگ لائے آگے داروغہ مطبخ نے سب کو کھانا تقسیم کیا نورالدہر سے بات تک نہ کی سبھون نے کھانا کھایا شاہزادے کی صلاح بھی نہ کی بعد کھانا کھا چکنے کے سو رہے صبح کو پھر اُٹھے کام مین مصروف ہوئے وہ دن اُسی طرح سے گذرا نورالدہر فاقے سے بیٹھا رہا رات کو پھر بدستور سابق پھر دی داروغہ آیا سب کے واسطے کھانا لایا ہر ایک کو دیا لیکن نورالدہر کی طرف التفات نہ کی نورالدہر کو ازبسکہ بھوک کمال تھی تاب باقی نہ رہی پکارا ای شخص مجھ پر تیسرا فاقہ ہی تو سب کو کھانا کھلاتا ہی مجھ کو نہین دیتا مین تجھے مارونگا تجھ سے کھانا چھین لونگا یہ کہکر دوڑا اُس سے لینا اُسنے دو گھڑی کے بعد نورالدہر کو چار دن شانے چیت دے مارا مشکین باندھ لین کہا ای عزیز تجھے اور کیا منظور ہی تو قیدی طلسم ہی بلکہ تجھ کو آگاہ کرتا ہون جب تک تو کچھ محنت نہ کریگا کھانا نہ ملیگا یہ کہکر مشکین کھولکر چلا گیا لوگون نے شاہزادے کو سمجھانا شروع کیا کہ ہم تو روز اول آپ سے کہتے تھے آپ کچھ مزدوری کیجیے آپ نے نہ مانا داروغہ سے بھی عبث لڑے شاہزادہ بولا مجھ تو کچھ بھی نہین آتا مین کیا کرون ایک شخص پکارا ہم کیا قوم کے مزدور ہین مگر کیا کرین فلک سے مجبور ہین ایک بولا ہم سوداگر بچے ہین مگر یہان مزدوری کرتے ہین نورالدہر سب کی باتین سن رہا ہی اور اپنے حال پر رو رہا ہی کہتا ہی ای نورالدہر کیا انقلاب دہر دیکھا ہی کہ ہمارے در سے ملازم خوان کھانے کے تقسیم کردیتے تھے یا اب ہم خود پارچہ نان کو محتاج ہین لوگون نے جو روتے دیکھا کہا ای شہریار آپ بیٹھے بیٹھے پھول ہی توڑ لیا کیجیے آپ کو وقت شام کھانا تو ملیگا شاہزادے نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی اتنا تو ہوسکیگا [illegible] تو بڑی حالت تھی تشویش کی نوبت آئی الغرض چمن مین بیٹھ کر پھول توڑے

جب شام ہوئی تو آج نور الدہر کو بھی کھانا ملا شاہزادے نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر سو رہا صبح کو بہت سے پھل توڑ کے
جمع کیے آج روز کھانا کل سے زیادہ ملا خوب کھایا اسیطرح ایک ہفتہ گذرا اب نور الدہر نہایت پریشان کمال حیران دل مین
سوچا کہ اس مزدورون کیطرح اوقات بسر ہونے سے تو موت بہتر ہے بس یہ خیال کرکے وہ گھڑی رات رہے سے اٹھا اور ایک طرف
روانہ ہوا جب اس باغ سے نکلا جاتے جاتے قریب ایک گنبد کے پہونچا دیکھا کہ وہ گنبد سنگ سبز کا ہے اور دروازہ اسکا
بند ہی چاہا کہ دروازہ کھولے اندرون گنبد سے آواز دردناک پیدا ہوئی کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار یہ کیا
کجروی تو نے میرے ساتھ کی اب مجھسے ایذا قید کی نہین اٹھ سکتی اے پروردگار یا تو اس قید سے مجھے نجات دے
یا عزرائیل کو حکم کر کہ قبض روح کرے تیرے سوا اسوقت بدمین کوئی نہین ہے پھر یہ صدا آئی کہ کون یہان نکلو چھڑانے کو
آئیگا بس یہین گھل گھل کے مرینگے افسوس ہے کہ کفن و دفن بھی نصیب نہوگا بس یہ آواز سنکر نور الدہر سمجھا کہ کوئی
مرد مسلمان یہان گرفتار بلا ہے آفت مین پھنسا ہے گنبد کیطرف بڑھا اتنے مین کچھ لوگ دکھائی دیے پکارے کہ خبردار
گنبد مین نہ جانا نور الدہر نے انکے کہنے پر مطلق التفات نہ کی اسوقت لوگ للکارے کہ ہم یہان کے نگہبان ہین منع
کرتے ہین نہ مانیگا یہ کہکر شاہزادے پر دوڑے نور الدہر بھی ان پر متوجہ ہوا اور ایک حملہ کر دیا ایک آدھ کا سر کاٹا
پریشان کیا وہ سوچ کر تلوار سے مارا باقی جو بچے فرار ہوئے نور الدہر دروازہ گنبد کا کھولکر اندر گیا اندرون گنبد کیا دیکھا کہ
گنبد نہایت وسیع ہے اور ایک طرف قہر زاد غل و زنجیر مین گرفتار کمر تا پا آتشین بدن پہنے بیٹھے ہین نور الدہر پکارا کہ اے
بزرگوار آپکو کسنے قید کیا قہر زاد بولا کہ اے فرزند ایک ساحرہ مجھے پکڑ لائی ہے نور الدہر نے کہا مین اسے مار ڈالونگا وہ
پکارا کہ یہ خیال تمھارا خام ہے یہان کارخانہ طلسم سحر کا دام گسترده ہے تم نہ چھڑا سکوگے ساحرون سے عہدہ برا ہونا مشکل
یہی باتین تھین کہ آواز زنجیرون کی جھنکار کی بلند ہوئی ایک سمت سے چھ دیو انکے پیدا ہوئے سرون کے بال انکے کھلے ہوئے
زنجیرین کمر مین بندھی ہوئین آنکھین لال لال ڈورے وحشت کے کھینچے ہوئے وہ سب شاہزادے پر دوڑے نور الدہر
ہرچند انسے لڑا مگر کچھ نہو سکا آخر کو گرفتار ہوا وہ دیو اسکو باندھکر لیگئے اور ایک چاہ تاریک مین شاہزادے کو ڈالدیا
شام کو دو روٹیان جو کی اور ایک آبخورہ پانی کا شاہزادے کو ملتا تھا عجب حال مین وہ یوسف صاحبقرانی گرفتار تھا اپنے
حال کثیر الاختلال پر روتا تھا کہ اے نور الدہر کس عذاب مین تو پھنسا وہین اوقات اچھی طرح بسر ہوتی تھی کہ دن بھر کچھ
چنتے تھے شام کو سو رہتے تھے یہان تو نہ کسی آدمی کی صورت دکھائی دیتی ہے نہ کسی کی آواز سنائی دیتی ہے زندہ درگور ہین
قصہ مختصر چاہ مین قید ہوئے تیسرا دن تھا شاہزادہ نہایت غمگین و ملول بیٹھا ہوا دعائین مانگ رہا تھا کہ ایک مرتبہ زمین شق
ہوئی اور ایک شخص کہ اسکی تیرہ آنکھین گردن غدار روشنا نو سر پر رکھا ہوا فتیلہ ہاتھ مین روشن دکھائی دیا نور الدہر
نے پہچانا کہ یہ تو ادلوس جن ہے نہایت خوش ہوا پکارا کہ بھائی خوب وقت پر پہونچا تو مجھے یہان سے نکال کہ مین قریب الہلاکت
ہون عجب عذاب مین مبتلا ہون گرفتار مصیبت ہون ادلوس نے عرض کیا کہ مین فقط آپکی رہائی کے واسطے آیا ہون آپ
خاطر جمع رکھیے مین لیے چلتا ہون یہ کہکر شیرمال اور کباب مرغ سامنے شاہزادے کے رکھے کہ اسے نوش جان فرمائیے آپنے کچھ
کھایا بھی نہوگا نور الدہر نے کھانا کھایا ادلوس نے پانی لاکر پلایا بعد اسکے پتھر جو کنوئین پر ڈھکا تھا اسکو بلند ہوکر سرکایا
جب دہن چاہ کھلا اس یوسف لقا کو اپنی پشت پر سوار کرکے باہر لایا نور الدہر نے پوچھا کہ اے ادلوس تو مجھے کہان
لیجائیگا اسنے کہا جہان فرمائیے نور الدہر بولا کہ اے ادلوس میرے تمام عزیز حمزہ صاحبقران طلسم مین گرفتار
ہین اور قاسم کو اژدہا اسی طلسم کا باشندہ نگل گیا ہے مین بغیر طلسم کے فتح کیے نہ جاؤنگا یا طلسم مین اپنی جان دونگا
شعر یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید ۔ دست از طلب ندارم تا کام من برآید ۔ ادلوس نے عرض کیا کہ

طلسم کا تو فتح ہونا دشوار تر ہی لوح کا حال معلوم نہین کہ کسکے پاس ہی کدھر ہی نور الدہر نے قسم کھائی کہ اے ادلوس مین
یہان سے نہ جاؤنگا ادلوس نے عرض کیا کہ اس مقام پر سے تو چلیے کسی جاے امن مین بیٹھیے مین جانفشانی کرونگا لوح کا
پتا لگاؤنگا یہان ہر ایک دشمن جان تشنۂ خون ہی اگر کوئی ساحر آئیگا آپ بھی گرفتار ہو جائینگے مین بھی آپ کے ساتھ گرفتار
ہونگا جان بچنا مشکل ہو جائیگی نور الدہر نے کہا اچھا جہان جی چاہے چلو مگر طلسم سے باہر نہ لیجانا ادلوس نے کہا کیا
مجال وہان سے شاہزادہ نور الدہر کو کاندھے پر بٹھا کر کے اُڑا اور صحراے پر فضا مین اُتار کر کہنے لگا شاہزادۂ عالم آپ
جب تک یہان سیر صحرا ملاحظہ فرمائیے مین تلاش لوح مین جاتا ہون یہ کہکر آپ ایک طرف کو روانہ ہوا بعد پھر پھر کے آیا کہا کہ
اے شہریار لوح طلسم دیو دوسر کے پاس ہی نور الدہر نے کہا کہ مجھے وہان لیچل مین اُس دیو کو قتل کرون اور لوح اس سے
لون ادلوس پکارا شہریار آپ اُس کا کیا کر سکینگے اُس کا مارا جانا بہت دشوار ہی قضا اُسکی تیغۂ خار اشگاف سے ہی
اور تیغۂ خار اشگاف الماس پری کے پاس ہی اور الماس پری دیو دوسر کی قید مین گرفتار ہی وہ چھوٹے تو تیغۂ
خار اشگاف لاے دیو دوسر مارا جاے تو لوح ہاتھ آے شاہزادے نے جواب دیا اے ادلوس تجھی سے سب کچھ ہوگا تجھسے
زیادہ دوست میرا کون ہی ادلوس نے عرض کیا کہ مین جانبازی مین قصور نہ کرونگا اے شہریار چلیے قسمت آزمائی کیجیے
یہ کہکر پھر نور الدہر کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے لیچلا بعد پھر پھر کے ایک صحرا مین پہونچا اور ایک گنبد سبز زمرد نگار دکھائی دیا
آگے اُس گنبد کے دیو دوسر کو دیکھا کہ غافل سوتا ہی ادلوس نے کہا کہ شہریار یہی دیو دوسر ہی وہ لوح اُس کے گلے مین
پڑی ہی جلد اسے قتل کیجیے مگر سواے تیغۂ خار اشگاف کے کوئی حربہ اثر نہ کریگا اور لوح تو مین آپکو ابھی لائے دیتا ہون یہ کہکر
دیو کے پاس گیا دارو بیہوشی نکالکر اُسے سنگھائی کہ وہ اور زیادہ غافل ہوا مقراض سے ڈورا لوح کا کاٹ کر لوح
لاکر شاہزادہ نور الدہر کو دی اور کہا کہ اے شہریار اسے دیکھیے کیا اسمین لکھا ہی نور الدہر نے لوح کو پڑھا اسمین مضمون
یہ تھا کہ اے شکنندۂ طلسم تجھے لائق و لازم ہی کہ اگر قسمت تیری یاوری کرے اور لوح طلسم تجھے ملے تو پہلے دیو دوسر کو
مار کہ یہ دربان طلسم ہی مگر کوئی حربہ اسکے بدن پر تاثیر نہ کریگا اور کسیطرح یہ نہ مریگا جبتک کہ تیغۂ خار اشگاف الماس پری سے
نہ ملیگا اور الماس پری اسی گنبد سبز مین قید ہی دیو سے پوشیدہ ہو کر اندرون گنبد جا اور اُسے چھڑا وہ تجھے تیغہ لا دیگی مگر
جسوقت کہ اُسے قید سے مخلصی دینا گوشوارہ اُسکے کان کا لیلینا اور کہنا کہ جب تو وہ تیغہ لائیگی تو گوشوارہ اپنا پائیگی
نور الدہر نے تمام حال ادلوس سے کہا وہ بولا کہ ایسا وقت پھر نہ ملیگا کہ دیو دوسر حرامزادہ خواب مرگ مین گرفتار ہی
جلد گنبد مین جائیے اُس پری کو چھڑائیے نور الدہر گنبد کے پاس آیا دیکھا تو دروازہ اندر سے بند ہی شاہزادے نے لوح کو
ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر دروازہ کھل جائیگا نور الدہر نے اسم پڑھکر دم کیا دروازہ وا ہو گیا
شاہزادہ اندر گنبد کے آیا دیکھا کہ ایک پریزاد نہایت حسین خوبصورت ستون سے بندھی ہوئی غل و زنجیر مین گرفتار ہی
حال پر گریان ہی نور الدہر نے اُسکے پاس جاکر پوچھا کہ اے نازنین اگر مین تجھے رہا کرون تو تیغۂ خار اشگاف مجھے لا دیگی
پہلے تو اُسنے انکار کیا کہ مین تیغہ کیا جانون کہان ہی نور الدہر بولا خیر اگر تمہین قید سے چھوٹنا ہی تو تیغہ لا دینے کا اقرار
کرو نہین تو خیر قید مین پڑی رہو وہ بولی کہ بہت اچھا تیغہ مین لا دونگی آپ مجھے رہا کیجیے نور الدہر نے اسم لوح کا پڑھکر
اُسپر دم کیا قید اُسکے بدن سے دور ہو گئی جس رسی مین بندھی ہوئی تھی اُسے نور الدہر نے کاٹ دیا الماس پری نے
شاہزادے کے قدمون کو چوم لیا بعد اُس کے عرض کی کہ حکم ہو تو تیغہ جاکر لاؤن نور الدہر نے کہا کہ گوشوارہ اپنا مجھے
دیتی جا تو تمہارے آنے کا یقین ہو الماس پری نے عرض کیا کہ شہریار مین دغا نہ کرونگی آپ کچھ وسواس نہ کیجیے اور خیر اگر میرے
آنے کا یقین نہین ہی تو گوشوارہ لے لیجیے مین اب آپکی کنیز ہو چکی کبھی یہ احسان نہ بھولونگی کہ ایسے عذاب الیم سے مجھے نجات ملی

یہ کہکر گوشوارہ کان سے اُتار کر شاہزادے کو دیا اور پرواز کرکے رو بسوے آسمان روانہ ہوئی نور الدہر اُس گنبد سے نکلکر ایک درخت کے نیچے بیٹھا ادلوس نے کھانا لاکر کھلایا پانی پلایا شاہزادہ لیٹ کر سو گیا ادلوس نگہبانی مین مصروف رہا جب صبح ہوئی نور الدہر بیدار ہوا وضو کیا نماز پڑھی اسمین وہ دیو بیدار ہوا دیکھا دروازہ گنبد وا ہی اندر آیا پریزاد کو نہ پایا گھبراکر باہر نکلا لوح بھی گلے مین نہ دیکھی بہت پریشان ہوا کہ یہ کون تھا کہ پریزاد کو بھی چھڑایا اور لوح بھی لیگیا سامنے جو دیکھا نور الدہر کھڑا ہی اور لوح گلے مین پڑی ہی دوڑا کہ او خیرہ سر تونے غضب کیا کہ قیدی کو میرے چھڑالیا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر حملہ آور ہوا نور الدہر نے حملہ اُسکا رد کیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو ضرب کریگا جو اسکے خون کا قطرہ زمین پر گریگا اُس سے دیو بنکے تیار ہوگا ہزارون دیو پیدا ہونگے تجھکو جان بچانا مشکل ہوجائیگا بے تیغ خارا شگاف اسکی اجل نہین ہی یہ دیکھکر شاہزادہ حیران ہوا کہ کیا کرون حملے اُسکے رد کرنے لگا اسیطرح دوپہر گذری نور الدہر اپنی زندگی سے مایوس ہوا دعائین مانگنے لگا کہ اے پروردگار اگر حیات مستعار باقی ہی تو تیغ خارا شگاف مجھ تک پہونچا دے یہ دعا شاہزادے کی بدرگاہ خدا قبول ہوئی الماس پری آن پہونچی تیغ شاہزادے کے پاس پھینکدیا دیو دوسرا الماس پری پر دوڑا کہ پہلے تجھے مارون بعد اسکے اس سے سمجھون شاہزادہ پکارا او نابکار مین تجھے کب چھوڑتا ہون دیو دوسرے دار شمشاد شاہزادے پر مارا شاہزادے نے خالی دیا دی ضرب زمین پر پڑی ایک تنق گرد بلند ہوا شاہزادہ اُسمین پوشیدہ ہوگیا دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرکرا ہوگیا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ او آدم خوار کسکو تونے مارا خبردار ہو اور تیغ خارا شگاف اسکی کمر پر مارا دو ٹکڑے ہوگیا اُس دیو ملعون کے ہوتے شور قیامت زا برپا ہوا تاریکی پیدا ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من دیو دو سر بود جب روشنی ہوئی ادلوس نے قدمون کو بوسہ دیا کہ کیا کارنمایان آپنے کیا پریزاد گرد پھرنے لگی ہاتھ شاہزادے کے چوم لیے شاہزادے نے گوشوارہ دیکر اُسکو رخصت کیا بعد اسکے شاہزادے نے ادلوس سے کہا کہ تم بھی جاؤ مین طلسم کشائی کو جاتا ہون ادلوس نے عرض کیا کہ لوح سے ہوشیار رہیگا غافل نہ ہوجیے گا اور جو کوئی پیچ پڑگیا لوح چھن گئی تو پھر ملنا دشوار ہوگا شاہزادے نے کہا کہ اے ادلوس پروردگار حافظ ہی جو چاہیگا وہ ہوگا انشاء اللہ لا امکان تو لوح سے غافل ہونگا یہ کہکر ادلوس کو رخصت کیا آپ لوح طلسمی دیکھکر ایک طرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا ایک مکان دکھائی دیا شاہزادہ اندر اُسکے گیا ایک اژدہے کو دیکھا کہ رنگ بدن کہربائے زرد دونون آنکھین سرخ منہ سے قلاب آتشین نکلتے ہوے بیٹھا ہی اور پیچ مار رہا ہی اسکی جولگاہ شاہزادے پر پڑی دوڑا قلاب آتشین چھوڑا نور الدہر اُچھلکر الگ ہٹ گیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اژدہا شر انگیز جادو ہی کوئی حربہ اپنا اسپر نہ کرنا یہ اسم سو بار پڑھکر اسپر دم کر کہ یہ چستی و چالاکی اسکی موقوف ہو اسوقت بھی اسم تلوار کی باڑھ پر دم کرکے تلوار مارنا کہ کام اسکا تمام ہو شاہزادے نے موافق حکم لوح کے اسم پڑھکر اُسپر دم کرنا شروع کیا اُسکا یہ عالم تھا کہ کمال چالاکی سے شاہزادے سے لگنے کا ارادہ کرتا قلاب آتشین چھوڑتا تھا مگر اسم کی برکت سے چالاکی اُسکی کم ہوتی جاتی تھی جب اسم تعداد معین پر پہونچا شاہزادے نے اُسپر دم کیا اُسکے دم کرتے ہی مانند رسن پیچیدہ نظر آنے لگا ساری چالاکی جاتی رہی سست ہوگیا نور الدہر نے اسم دم کرکے تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوے غلغلہ محشر انگیز ہوا ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شر سہ انگیز جادو بود جب تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ نہ اُس اژدہے کا نام و نشان ہی نہ وہ مکان ہی ایک جادوگر مرا ہوا پڑا ہی سامنے ایک دریا معلوم ہوتا ہی اور ایک کشتی کنارے پر لگی ہی لوح کو دیکھا کشتی پر سوار ہوا ہنوز اچھی طرح بیٹھا نہ تھا کہ کشتی مانند باد صرصر کے روانہ ہوئی شاہزادہ ہوا کے زور سے بیہوش ہوگیا

بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا دیکھا کہ ایک گنبد سبز ہی اُسکے گرد کشتی پھر رہی ہی اور ایک کبوتر گنبد کے اوپر بیٹھا ہی ایک دو رشتہ سنہری اُسکے
پاؤن مین بندھا ہی کہ جس کبوتر نے شاہزادے کو دیکھا پرواز کی جب گنبد سے قریب دو سو گز کے بلند ہوا وہان سے تین بار افسوس افسوس
افسوس ہیہات ہیہات ہیہات کی آواز دیکر پھر آکر اُسی گنبد پر بیٹھ گیا نورالدہر گھٹنون تک پتھر کا ہو گیا اتنے مین پھر کبوتر اُڑا
اور صدا افسوس و ہیہات کی بلند کی شاہزادہ تا کمر پتھر کا ہو گیا دل مین اپنے کہا کہ یہ کیا ہوا مقدر مجھے کہان لایا بری جگہ قسمت نے پھنسایا
ناچار ہو کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تیسری مرتبہ کبوتر نے ہیہات کہی تو تو بالکل پتھر کا ہو جائیگا اور تا قیامت
نجات نہ پائیگا تجھے لائق و لازم ہی خیال کر کے دیکھ کہ کبوتر کے سینہ پر ایک گل سرخ رنگ ہی اس پر ایک تیر اس اسم کا پڑھکر مار اگر تیر اس
گل پر پڑا تو تو کامیاب ہوا نہین تو خراب ہوا یہ دیکھکر تیر کمان مین پیوستہ کر کے اسم پیکان پر دم کر کے مارا کہ کبوتر کے گل پر پڑکر پشت
اُسکی توڑ کر پار گذر گیا ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا غل دار و گیر کا اُٹھا آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرام مین مرغان جادو لو جب روشنی پھیلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نہ وہ گنبد اور نہ کبوتر ہی سب غائب ہو گئے صرف دریا مین
کشتی چلی جاتی ہی اتنے مین ایک مرتبہ پانی جوش مار کر پھٹا چند دیو سیاہ پیدا ہوے اور کشتی کو غرق کیا شاہزادہ متحیر تھا
کچھ ہوش نہ تھا کہ تو کہان جاتا ہی جب ہوش آیا اپنے کو ایک میدان مین پایا ایک طرف کو چل نکلا قریب ایک باغ کے پہونچا
اندر اُسکے داخل ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتے آتے ناف باغ مین پہونچا دیکھا کہ بارہ دری عالیشان ہی فرش ملوکانہ اُسمین
کیا ہوا ہی اور کچھ خادم و خدمتگار چلبلے چہرے معلوم ہوتے ہین اور اولوس حبشی ایک مقام پر بیٹھا ہی نورالدہر نے آواز
دی کہ اے اولوس یہ تمہارا مکان ہی تم یہان رہتے ہو اولوس نے جو شاہزادے کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا عرض کیا اے
شہریار غلام کا مسکن یہی ہی آپ نے قدم رنجہ فرمایا شاہزادے کو لا کر مسند پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا کھانا کھایا صحبت عیش
برپا ہوئی ناچ ہونے لگا نورالدہر نے کہا اے بھائی اولوس جب سے طلسم مین آیا ہون سویا نہین اس نے کہا آپ آرام کیجیے
غلام خدمتگاری کو موجود ہی شاہزادہ غافل شدہ بازی فلک تھا لوح کو نہ دیکھا سو رہا یہ حرامزادہ غاشعار ذوفنون جادو
اسکا نام ہی نہایت مکار ہی پہلے شاہزادے کو بیہوشی دی بعد اُسکے لوح کا ڈورا مقراض سے کاٹ کر لوح لے لی اور گرفتار
کر کے نورالدہر کو خدمت مین مجنون اختر شمار جادو کے کہ وزیر اعظم بادشاہ طلسم ہی لایا مجنون اختر شمار نے نورالدہر
کو اسیطرح بیہوش بارگاہ انجم شاہ جادو مین بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اسی مفسد نے طلسم کو درہم و برہم کر رکھا ہی اور یہ لوح
طلسم بھی حاضر ہی بڑی مشقت سے ذوفنون جادو اسے گرفتار کر کے لایا اور مین نے آپ تک پہونچایا انجم شاہ نے لوح کو لیکر
تمام گلے مین ڈال لیا اور حکم دیا کہ اس طلسم کشا کو ہوش مین لاؤ شاہزادے کو ہوشیار کیا نورالدہر نے آپکو بارگاہ کفر مدار مین دیکھا
لوح کو بادشاہ کے گلے مین پایا مگر اُس شیر بیشۂ شجاعت کو ذرا خوف نہ آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو
خدا کو برحق جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کو مانتا ہو یہ سلام نہ تھا ایک تیر دلدوز تھا کہ کافرون کے جگر پر سوزن پر بیٹھا ہر ایک نے
مانند مار سر بریدہ کے بل کھایا کہ چہار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ ہان ہان یہ خدا پرست دیکھتا ہی کہ بادشاہ جلوہ فرما ہی اور تو آسمان کے
خدائے نا دیدہ کی تعریف کرتا ہی غیرت کا مقام ہی یہ کیا کلمہ و کلام ہی تو مجبور اور اسیر ہو کر آیا ہی مگر شجاعت کا وہی غرور ہی یہ تو جب اُس
مثل کے رسی جل گئی بل نہ گیا نورالدہر پکارا کہ کسکی رسی جل گئی اور کسکا بل نہین گیا تم نے بہکاری لوح مجھسے لی اور بدنا
گرفتار کیا جسطرح ایک روباہ حیلہ گر شیر ژیان کو بتلاے بلا کرتی ہی یون مجھے پکڑا اگر لوح مجھے دیدو پھر مجھسے سامنا کرو
تو مین جانون بادشاہ بولا کہ او مفسد تجھکو بھی تو لوح طلسم ہاتھ لگی تھی سنا ہی مین نے کہ ایک شخص مکار تیرے شریک تھا
اُسنے لوح تجھے دلوا دی تھی ذوفنون پکارا کہ اولوس حبشی اُسکے شریک تھا مین اُسی کی صورت بنکر اُسے پکڑا مگر مجھے
معلوم نہین کہ وہ کہان ہی انجم شاہ بولا کہ اے طلسم کشا بتا وہ تیرا رفیق کدھر گیا نورالدہر نے جواب دیا اول تو مجھے معلوم

نہیں کہ وہ کس جگہ ہے اور جو میں جانتا بھی ہوتا تو کب بتاتا بادشاہ بولا خیر اب بہتر یہ ہے کہ خداوند سامری کو تو سجدہ کر نہیں آمادہ مرگ اور مہیاے قضا ہو نورالدہر بولا خدا اُس روز کو مجھے نہ رکھے کہ شیطان رہزن دین و ایمان مجھے بہکا سکے پروردگار قدم کو صراط مستقیم پر قائم رکھے لغزش نہ آنے دے لاکھ لاکھ لعنت ہے سامری و جمشید اور اُنکے پرستاروں پر او کافر جو تو کیا بکتا ہے اگر حیات مستعار میری باقی ہے تو کچھ نہیں کر سکتا ہے شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے * نہ بُرد رگے تا نخواہد خداے اور جو قضا میری آگئی ہے تو کچھ پروا نہیں ہے راضی برضا ہوں شعر سر تسلیم ما و تیغ حبیب * ہر چہ آید بسر من یا نصیب یہ کلام سنکر ہر طرف غل اٹھا کہ یہ مفسد واجب القتل ہے انجم شاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو چوبدار گیا جلاد کو لایا عجب صورت جلاد کی تھی کہ سیاہ رنگ مریخ سا چشم زحل اوپر کا ہونٹھ پرہ بینی سے گذرا ہوا نیچے کا ٹھوڑی سے لٹکا ہوا شعر تا بہ ونبہ سہہ ز بانے * بودہ دہنش چو دیگ دانے * ناک کان کٹے ہوے اون کا ہار گلے میں رومال کاندھے پر پٹا ہوا خون کی بو اُسمیں سے آتی ہوئی چوڑا تیغہ کمر میں حمایل چہرہ پان بار سے اُسمیں دی ہوئی سابرکا کرتہ پہنے ہوے آتے ہی چیخ مارا پکارا کہ شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست * مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا کسکا سر رشتہ حیات کٹا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے انجم شاہ نے نورالدہر کیطرف اشارہ کیا کہ جلد اسے لیجا کر قتل کر جلاد نے ریت کا چبوترہ بنا کر نطع اسپر ڈالدیا شعر نطع با گند بران ریگ ریخت * دل بوزر و دو نگاہش سنگ ریخت * اور ہاتھ پکڑ کر نورالدہر کا لاکر نطع پر بٹھا دیا اور کہا کہ جو کچھ تجھے کھانا ہو کھالے پینا ہو پی لے جو کچھ وصیت کرنا ہو کرلے جسے یاد کرنا ہو یاد کرلے کہ وقت تیرا آخر ہے شاہزادے نے فرمایا کہ کھانا غم کھاتا ہوں پینے کو خون جگر پیتا ہوں وصیت میری یہ ہے کہ اگر حمزہ صاحبقران اس طلسم کو فتح کریں تو اُن سے کہدینا کہ انجم شاہ سے میرے خون کا عوض لیں اور یاد کرنیکو کہتا ہے تو بس یاد کیا میں نے پروردگار عالم کو جسنے مجھے پیدا کیا اسمیں انجم شاہ بولا او جلاد کیا باتیں بنا رہا ہے جلد گردن مار جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچا اور تلوار برہنہ کر کے سر پر کھڑا ہوا انتہاے حکم کا منتظر تھا نورالدہر نے جو آنکھ اٹھائی تو سواے دشمن کے کوئی دوست نظر نہ آیا جسکو دیکھا اسے دشمن جان تشنہ خون پایا جلاد کو قتل پر آمادہ دیکھا یقین مرگ ہوا کہ اے نورالدہر اب کوئی صورت بچاؤ کی نہیں ہے بے نیل مقصود جہان سے چلے سب آرزوئیں دل کی دل ہی میں لیچلے آنکھوں سے آنسو جاری زبان پر یہ سخن کہ اے جناب باری واسطہ اپنے بندگان خاص کا مجھے اس قید سے نجات دے اور جو قضا ہی آئی ہے تو ایسے مقام پر آے کہ کفن و دفن بھی نصیب ہو اشعار اے کارکشاے بستہ کاران * مقصود دہ امیدواران * بہم بخشی صد نکات ہے تو * ناظم کل کائنات ہے تو * ہے کعبہ و دیر میں ترا شور * موران ضعیف کو ترا زور * امداد خلیل نار میں کی * الیاس کو نجات حوت سے دی * اے پروردگار مجھکو بھی یہاں سے نجات دے یہ الٰہی دعا مانگ رہا تھا کہ مجنون جادو سامنے سے پیدا ہوا اور جلاد کو منع کیا کہ خبردار ابھی قتل نہ کرنا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہریار جو قاعدے طلسم کے بندھے ہوے ہیں اُس سے منحرف ہونا نہ چاہیے ہمیشہ آئین طلسم یہ ہے کہ گرفتار کو چالیس روز قید رکھتے ہیں بعد اسکے اختیار ہے چاہیے قتل کیجیے گا چاہیے بخش دیجیے گا مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد * انجم شاہ نے ہنسکر کہا کہ خیر اے مجنون جادو لیجا تو ہی اسکو اپنے پاس قید رکھ میں نے تیرے حوالہ کیا مجنون قید نورالدہر کو لیکر اپنے مکان میں آیا ایک جادوگر کہ قلزم اُسکا نام تھا اُس سے کہا کہ تو لیجا کہ اسے قید کر اور اچھی طرح سے رکھنا اگر چھوٹ جائیگا تو بڑی بدنامی ہوگی قلزم بولا کہ میں اپنی جان کے برابر رکھونگا آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر نورالدہر کو لیگیا قلزم کے مکان میں ایک حوض ہے ساٹھ گز لانبا اور ساٹھ گز تک چوڑا پانی سے لبالب اور اس حوض میں چار ستون ہیں اُن ستونوں پر قصر بنا ہے اور وسط حوض میں پل بنا ہے پل کی پشت پر قصر کے جانے کا زینہ لگا ہے اور دونوں سروں پر پل کے دو برج بنے ہیں اُسمیں نگہبان بیٹھے ہیں القصہ اُس قصر میں لاکر نورالدہر کو قید کیا اور گرد قصر کے حصار آتش قائم کیا اور نگہبانوں سے تاکید کی کہ خبردار غفلت نہ کرنا یہ کہکر چلا گیا وقت شام وہ جادوگر آتا تھا کھانا پانی دیجاتا تھا مگر شاہزادے سے روٹی جو کی

دکھائی کب جاتی ہے پانی پی لیتا تھا اور کچھ نہ کھاتا تھا اپنی زندگی سے بیزار تھا پروردگار عالم سے مخلصی کا خواستگار تھا تیسرے روز
یہ تھا کہ اُس حصار آتشین میں سے ادلوس دکھائی دیا نور الدہر کو سلام کیا نور الدہر نہایت خوش ہوا پوچھا کہ بھائی تو کسطرح
یہاں آیا ہے تو واقف تھا پھر کیونکر اُس آگ سے جسم کو بچایا ادلوس نے عرض کیا کہ شہریار ہم آتشین ہیں ہمکو آگ نہیں
جلاتی مگر آپ کو نکالکر لیجانا مشکل ہے کہ آپ جل جائینگے یہ کہکر بیٹھا اور مرغ بھنا ہوا مع شیرمال شاہزادے کے سامنے رکھدیا نور الدہر نے
تیسرے دن کھانا میسر ہوا کے کھایا شکر پروردگار کا بجالایا کہا اے ادلوس اب کوئی رہائی کی صورت نکال اُس نے کہا شہریار آپنے تو غضب
کیا کہ ذو فنون جادو کے فریب میں آگئے میں نے آپکو آگاہ کردیا تھا کہ یہ کارخانۂ طلسم ہے آپ مجھپر بھی اعتماد نہ کیجیے گا لوح طلسم کو
ہر دم دیکھتے رہیے گا آپنے کمال نادانی کی نور الدہر بولا بھائی سچ ہے مگر ازبسکہ تمکو دوست جانی جانتا تھا اس باعث سے غافل ہو گیا
اب تدبیر کرو کہ میں رہائی پاؤں ادلوس نے کہا کہ میں کیا غافل ہوں مگر اب لوح طلسم کا ہاتھ آنا اور حضور کا چھڑانا بہت مشکل
ہے اس شہر یار میں بھی زیادہ نہیں ٹھہر سکتا ابھی جو کوئی ساحر مجھے دیکھیگا فوراً گرفتار کرلیگا اسیطرح کئی روز گذرے کہ
ادلوس آتا ہے شاہزادے کو کھانا کھلاتا ہے گھڑی دو گھڑی بیٹھتا ہے چلا جاتا ہے ایک روز قلزم جادو جو نور الدہر کے دیکھنے کو آیا
ہڈیاں مرغ کی پڑی پائیں پکارا کہ اے قیدی یہ ہڈیاں مرغ کی کہاں سے آئیں سچ بتا کہ کباب مرغ کے کون تیرے واسطے لایا شاہزادہ
بولا میرے خدا نے مجھکو عنایت فرمایا یہاں میرے پاس آنیوالا کون ہے قلزم نے نگہبانوں کو طلب کیا اُنسے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی
اسکے ساتھ دوستی جتاتا ہے کباب مرغ کے اسے کھلاتا ہے اُن سب نے عرض کیا کہ ہماری کیا مجال جو ہم اُس سے میل کریں اور اگر
ہم میں سے کوئی اسکا شریک نکلے تو جو سزا چاہیے دیجیے بلکہ قتل کیجیے خداوند ہم نیچے بیٹھے رہتے ہیں آسمان پر سے کوئی اسکے پاس
آتا ہوگا اور کباب کھلاتا ہوگا قلزم جادو نور الدہر کو مجنون اختر شمار کے پاس لایا اور حال بیان کیا مجنون
جادو نے نور الدہر کو بہت سا ڈرایا دھمکایا کہ بتادے کون تیرے واسطے کباب مرغ لاتا ہے شاہزادے نے نہ بتایا محض انکار فرمایا
مجنون نے قلزم سے کہا کہ اسے وہیں لیجاکر قید کر اور ساحروں کو کمینگاہ میں بٹھا جو اس کا دوست اسکے پاس آتا ہوگا معلوم
ہوجائیگا قلزم نور الدہر کو اُسی قصر میں پھر لایا قید کیا نگہبانوں کو بٹھایا اُنسے تاکید کی کہ جسے اسکے پاس آتے ہوے دیکھنا گرفتار
کرلینا جادوگر چہار طرف کو چھپ چھپ کر بیٹھے دو پہر رات گئے ادلوس آیا نور الدہر نے دیکھتے ہی ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلا جا
وہ سمجھا کہ کہتے ہیں جلد آ دوڑ کر قریب آیا کھانا جو لایا تھا سامنے رکھا نور الدہر نے سرگذشت بیان کی اور کہا کہ جلد بھاگ جا
ادلوس جبن نکل کر چلا تھا کہ جادوگروں نے سحر کرکے پکڑا کہا کہ او مفسد دیکھ صبح کو کیا حال تیرا ہوتا ہے راتکو وہیں قید رکھا
علی الصباح مجنون اختر شمار جادو کی خدمت میں لائے اُس نے پہچانا کہ یہ تو بیٹا بادشاہ طلسم کو ہے بارہا مکلل خان جادو
کا ہے کہا کہ ارے آج معلوم ہوا کہ تو خدا پرست سے ملا ہوا ہے یوں تو ہمیشہ شادی غمی میں شریک رہتے تھے مگر یہ حال معلوم نہ تھا
رہ تجھکو بھی قتل کرینگے اور جاکر تمام حال انجم شاہ جادو سے بیان کیا اُس نے کہا کہ اسے مکلل خان کے پاس بھیجدو مجنون نے
عرض کیا کہ شہریار وہاں کیوں بھیجیے ایسا نہو وہ بھی خداپرستوں کا دوست ہو انجم شاہ نے کہا اچھا رہنے دو سمجھ لیا جائیگا غرض
اسکو بھی نور الدہر کے پاس قید کیا شاہزادے نے کہا اے ادلوس ایک تو یہاں دوست تھا تجھکو بھی بولکانے گرفتار کروادیا
میں تجھکو اسی سے منع کرتا تھا کہ یہاں نہ آ تو نہ سمجھا ادلوس بولا کہ میں سمجھتا تو کاہیکو آتا خیر قسمت میں یہی گرفتار ہونا
بدا تھا اب یہ دونوں شب و روز دعائیں مانگتے ہیں اور گریہ وزاری کرتے ہیں کہ پروردگار یہاں سے نجات دے تا کہ دو دن
انکے قتل ہونے میں باقی رہے اب اضطراب زیادہ ہوا شاہزادے نے دعائیں مانگنا شروع کیں پکارا کہ اے کس بیکسان واے
یاور غریبان یہ وقت مددگاری کا ہے شعر خداوندا شبم را روز گردان ٭ چو روز اندر جہان افروز گردان ٭ شبے دارم سیہ چون
بخت امید ٭ درین شب روسفیدم کن چو خورشید ٭ آدھی رات کا وقت تھا زلف لیلاے شب کمر تک کہ چلی تھی کہ ایکبارگی زمین

نہایت خوبصورت و حسین نمودار ہوئی اشعار جبین مطلع صبح ایجاد حسن ٭ بھوین مست و بازوے جلاد حسن ٭ قیامت تکیلی
مژہ سے خدنگ ٭ نگہ برق شمشیر الماس رنگ ٭ قیامت نہان گوشۂ چشم مین ٭ اجل کا مکان گوشۂ چشم مین ٭ بلاے جہان
نرگس شوخ و شنگ ٭ قیامت کی آہو وہ چتون کا ڈھنگ ٭ ہنسی رعد پر قہقہے کا خروش ٭ تبسم مین اُٹھا لین بجلی سے ہوش
وہ غبغب مین اک موج آب زلال ٭ دکھاتے تھے ایکجا پہ بدر و ہلال ٭ وہ چھاتی کی رنگت وہ گھنڈی سیاہ ٭ کہین دیکھا
جسکو اہل نگاہ ٭ زلیخا نگینہ سان ہی تن کی صفا ٭ یہ سینہ پہ پڑتا ہی عکس آنکھ کا ٭ بس یہ عالم دیکھتے ہی صدا دل سنتے ہی
اشتیاق اشتیاق کہا صبر نے الفراق الفراق ٭ ایک جوش محبت نور الدہر کے دل مین پیدا ہوا ہزار جان سے عاشق و شیدا
ہوا اُس ماہ طلعت نے آکر سلام کیا شاہزادے نے دل کو تھام کر پوچھا کہ صاحب تم کون ہو کیا نام ہی اُس نے کہا کہ شہریار
کیا آپ پوچھتے ہین گم نام بے نشان ننگ خاندان تیر عشق کے بسمل تیغ محبت کے گھائل اسیر دام گیسو ذبیح خنجر ابرو مورد
آفت و بلا آپ کی مبتلا آپ کے عشق نے یہ حال بہم پہونچایا ہی آپ کا اشتیاق بیقرار و بیتاب کرکے یہان تک لایا ہی
ہر چند دل کو سمجھایا جب دل نے نہ مانا تو پاس رسوائی کچھ نہ رہا خدمت مین حاضر ہوئی آپ اپنی کنیز مجھے تصور فرمایے اور مجھے بلطف
پیش آیے تو مین آپکو رہا کرون نور الدہر نے کہا کہ اپنے نام سے تو آگاہ کرو اپنا نشان تو بتاؤ وہ بولی کہ ای شاہزادۂ عالی تبار
مین مجنون اختر جادو کی بیٹی ہون ناہید جادو میرا نام ہی آپ کو جس روز دو فنون جادو اسیر کرکے لایا تھا مین نے بھی
اُس روز کہین سے دیکھ پایا تھا اُسیدن سے مین کمبخت عاشق ہوئی ہون جان جاتی ہی مرتی ہون اب جو مجھکو معلوم ہوا کہ
ایک آدھ روز مین دشمن آپ کے قتل ہون گے یہ خیال گذرا کہ بعد اس شہریار کے زندگی دشوار ہی جینا بیکار ہی چاہا کہ اس رشک
یوسف کو قید سے رہا کیجیے یا اپنی جان دیجیے سو ہم شہریار نگہبانون کو بعلم سحر غافل کرکے آئی ہون آپ کو یہان سے چھڑا لیچلو نگی
نور الدہر نے کہا کہ ای نازنین آرزوے وصل اپنے دل سے نکال ڈال کہ ہمارے خاندان مین کوئی ساحرہ سے ہم صحبت نہین ہوتا
ناہید نے عرض کیا کہ شہریار مین وصل کی خواہان نہین ہون اتنا چاہتی ہون کہ صحبت مین حاضر رہون نظارہ گلشن جمال کا
کیا کرون جب مین آپ کی خدمت مین حاضر ہون کوئی مجھے روکے نہین مجھے منسکر بات تو کیجیے نور الدہر بولا یہ سب مجھے گوارا
ہی مگر اس شرط سے کہ لوح طلسم مجھے لادے ناہید نے عرض کیا شہریار مین اپنی جان لگا دونگی سعی و کوشش کرونگی جسطرح
لوح آپکے واسطے لاؤنگی مگر لوح بادشاہ طلسم کے گلے مین پڑی رہتی ہی ہاتھ آنا لوح کا بہت دشوار ہی خیر جیسا ہونا ہوگا سو ہوگا
آپ یہان سے تو چلیے نور الدہر نے فرمایا لیچلو بس ناہید تخت پر سوار کرکے بزور سحر اپنے باغ مین لائی اور تہخانے مین چھپا کر بٹھایا
کہ آپ تو یہان بیٹھیے صبح کو آپ کے چھوٹنے کا غلغلہ ہوگا یہان سے باہر نہ نکلیےگا اگر حال کھل گیا بہت برا ہوگا نور الدہر تہخانے مین
بیٹھا لیکن صبح کو قلزم جادو خبردار ہوا کہ طلسم کشا چھوٹ گیا زندان خانہ مین آیا طوق و سلاسل کو شکستہ پایا نگہبانون کو
بیہوش پایا برہم ہوا کہ ارے ستم ہوا تم ایسے غافل ہوے کہ اسکو کوئی چھڑا لے گیا یہ کہکر مجنون اخترشمار کے پاس آیا تمام حال سنایا
اُس نے کہا کہ سن تو ادنا ہنجار ایک دفعہ یہ سانحہ ہو چکا تھا معلوم ہوا کہ ادلوس کا کام ہی وہ گرفتار بھی ہو گیا تھا
غفلت کی اسی حالت غیظ مین بادشاہ کی خدمت مین چلا قلزم جادو کو ساتھ لیا جب وہان پہونچا حال طلسم کشا کے
چھوٹنے کا عرض کیا انجم شاہ جادو بولا کہ ای مجنون مین نے تو اسکو مار ڈالنے کا قصد کیا تھا تو نے اسکو بچا دیا ایسے
قاعدۂ طلسم کا کیا دخل تھا اب جو وہ چھوٹا ہی تمام طلسم کو برباد کرے گا ایک ایک ساحر کا دم ناک مین کر لیگا کہ وہ یاد کرے گا
قسم ہی خداوند سامری و جمشید کی اگر ایک ہفتہ مین تو نے اسکو ڈھونڈھ نکالا تو خیر ہا نہین تو تجھکو مع ذریات تیری قتل کرونگا
مجنون یہ سنکر مجنون ہوگیا خوف بادشاہ سے سینہ مین دل خون ہوگیا عرض کیا کہ حضور تو حفاظت لوح مین مصروف رہین
غلام اُسے ڈھونڈھنے کو جاتا ہی اور اے شہریار مجھے یہ معلوم ہوتا ہی کوئی ادلوس کے دوستون مین ہی اسکا یہ کام ہی

کہا کہ بے شبہ سواے جنات کے اور کوئی طلسم کے اندر آ نہین سکتا اس مین کیا کلام ہی خبردار جلد تلاش کر کے لا ابھی طلسم سے
وہ باہر نہین گیا مجنون نے چار طرف ساحرون کو بھیجا کہ تمام طلسم مین ڈھونڈھو جو کوئی اُسکا سراغ لگائیگا مین اُس سے بہت
خوش ہونگا مال دنیا سے مستغنی کردونگا جملہ ساحر تلاش مین روانہ ہوے ہر چند ڈھونڈھا کہین پتا نہ لگا ناچار پھر پھر آکے عرض
کرنے لگے کہین اُسکا ٹھکانا نہین لگتا کون ایسا مقام طلسم مین ہی کہ جسے چھانا نہین مجنون جاکر قدمون پر انجم شاہ جادو کے
گر پڑا کہ آپ چاہین قتل کرین چاہے بخشین مجھے کہین کوہ مقصد نہین ملتا انجم شاہ غضب آلود ہوکر بولا کہ ای مجنون مین تو
تیرے بھروسے پر غافل تھا اور سب کام تجھپر چھوڑے تھے تو ایسا عیاش ہی کہ تونے طلسم کو برباد کیا قضا کار انجم شاہ جادو
کا ایک عیار ہی کہ نام اُسکا عنصر جادو ہی اُسکو بلاکر کہا کہ ای عنصر مین تجھے دولت دنیا سے نہال کردونگا اگر تو میرے قیدی کو
ڈھونڈھ لاے وہ حرامزادہ مستعد ہوا اور جستجو کرنا شروع کی ایک دن بارگاہ مین سب جمع ہین اور ناہید جادو بھی آئی ہوئی ہی
اور ذکر نور الدہر کا ہو رہا ہی کہ نہین معلوم کون دوست اُسکا ایسا پیدا ہوا کہ طلسم کشا کو چھپا لیگیا مگر خیریت تو یہ ہی کہ لوح اُسکے
پاس نہین ہی اتنا مقام ہی سواس نہین ہی خیر کہین تو ظاہر ہوگا جسنے پوشیدہ کیا ہی معلوم ہی ہو جائیگا جو کوئی ساحر یا غیر ساحر
ہوگا آپ مین ظاہر ہوگا ناہید یہ سنکر بہت پریشان حال ہوئی رنگت اُسکی زرد ہوگئی عنصر نے جو کیفیت ناہید کی دیکھی خیال گذرا کہ طلسم کشا خوبصورت
تو بہت ہی شاید یہ عاشق ہوکر چھپا لیگئی ہو اور ادھر انجم شاہ نے عنصر سے پوچھا کہ کیون تونے طلسم کشا کو ڈھونڈھا عنصر نے عرض کیا
کہ خداوند ڈھونڈھتا ہمنے نہین ہی یہ کام کسی موئے کا ہی عیب کی مجال نہین ہی حضور جلدی نفرمائین دو ایک روز مین غلام
سراغ لگاتا ہی ناہید تو قبل دربار برخاست ہونیکے مضطر و پریشان چلی گئی جاکر نور الدہر سے کہا کہ شہریار غضب ہوا کہ عنصر
عیار اب فکر مین آپکی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی نور الدہر نے کہا ای ناہید مجھکو تم اپنے گھر سے نکالدو تا میرے باعث سے تم بدنام نہو
ناہید نے عرض کیا کہ کنیز کی لاکھ جان ہو اسلام مین نثار ہر چہ بادا باد آپ کی ذات تی مین جو کچھ میرے اوپر گذرے گی وہ گوارا ہی
جان سے زیادہ مجھے کون پیارا ہی نور الدہر نے کہا ای ناہید کوئی تدبیر لوح لانے کی کرو ناہید نے عرض کیا شہریار لوح بادشاہ کے
گلے مین ہی اُسکا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی شاہزادے نے فرمایا تو بس ہم قیدیون کی طرح سے ہین جیسا فشاے راز ہوگیا تم بھی رسوا
ہوگی ہم بھی گرفتار ہو جائینگے ناہید بولی ای عالی وقار میرا کیا اختیار ہی مگر تدبیر کرکے مین لوح آپکو لا دونگی پھر ایسے مین
قضاے کار عنصر جادو بدنہاد و بدخو ایک خواص کی صورت بنا ہوا ساتھ ساتھ ناہید کے آیا تھا نور الدہر اور اولوس
کو دیکھا سب باتین سنین خیال مین گذرا کہ ابھی یہین رسوا کیجیے سوچا کیا جانے کیا آفت برپا کرے اس سے بہتر یہ ہی کہ چلکر بادشاہ
حال بیان کرو وہ سمجھیگا بس یہ خیال اپنے دل مین کرکے وہان سے سیدھا انجم شاہ جادو کے پاس آیا جو کچھ آنکھون سے دیکھا
تھا اور کانون سے سنا تھا وہ سب کہا اور آگاہ کیا کہ اب ناہید جادو اپنے باغ مین طلسم کشا کو لیے بیٹھی ہی بس یہ سنتے ہی آتش
غضب کا شعلہ سینہ مین مشتعل ہوا ... جان سے اُٹھا کہا کہ ای عنصر سچ کہتا ہی اگر اس مین خلاف ہوا تو تجھے بری طرح
مارونگا اسنے کہا مین تو آنکھون سے دیکھ آیا ہون اگر ذرا جھوٹھ نکلے مجھکو قتل کیجیے گا یہ مجال میری ہی کہ مین خدمت بادشاہ
مین جھوٹھ بولون کہا خیر انجم شاہ کی رات عجب اضطراب مین بسر ہوئی صبح کو بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا جادوگر جمع ہوے
مجنون اختر شمار نے آکر مجرا کیا چاہتا ہی کہ بیٹھے انجم شاہ نے حکم کیا کہ پکڑ لو اس نمک حرام کو لوگون نے مجنون کی مشکین باندھ لین
انجم شاہ نے کہا کہ کیون ظاہر مین تو ہم سے ملا ہی اور باطن مین طلسم کشا کا دوست ہی بربادی طلسم کی فکر مین لگا ہی چاہتا ہی
کہ ساحران طلسم مارے جائین مجھکو مین دوست جانتا تھا مختار کار کیا تھا تو دشمن نکلا مارنے لگے مجنون کو خوب مار پیٹ کے
مجنون نے کہا شہریار تقصیر میری ثابت نہوئی کہ آپ نے مجھکو کیون سر دربار ذلیل و زبون کیا انجم شاہ نے کہا ارے مفسد تیری
تیری ناہید جادو طلسم کشا کو چھڑا کر لیگئی اپنے باغ مین لیے بیٹھی ہی اور تونے ہم سے پوشیدہ کیا یہ سازش تیری وہ مین ...

مجنون نے عرض کیا کہ کسی میرے دشمن نے آپ سے کہا ہوگا یہ امر جھوٹا ہی انجم شاہ نے عنصر سے کہا کہ اب تو وزیر کو جواب نہین دیتا عنصر بولا ای مجنون مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون بلکہ ادولس جنی بھی وہین ہی مجنون نے کہا کہ ای انجم شاہ مین اس حال سے آگاہ نہین ہون اگر اس ننگ خاندان سے یہ امر ہوا ہی تو ابھی گرفتار کرکے لاتا ہون انجم شاہ نے حکم دیا کہ اسے تیم و تبر دو مشکین مجنون کی کھولدین وہ بادشاہ کے قدمون پر گرا انجم شاہ نے فرمایا جاؤ اور ابھی اُسے لاؤ مجنون بیٹے کو بہت چاہتا تھا اور ایک ہی اولاد ہی پہلے یہ اپنے گھر مین آیا زوجہ سے کہا کہ صاحب تمنے سنا کہ اس گیسو بریدہ ناہید نے کیا گل کھلایا وہ بولی کہ صاحب کیا ہوا کچھ مین بھی سنون بہت لوگ دشمن ہین کسی نے کچھ تمسے لگایا ہوگا مجنون پکارا کہ صاحب مین تو سر دربار ذلیل ہوا عنصر جاکر دیکھ آیا کہ باغ مین اُس طلسم کشا کو لیے بیٹھی ہی مین نے کہا شیشہ آبرو ستاہ رہا گھرانا ہمیشہ نے یہ رنگ دکھایا اور یہ کہکر نرگس سے کہا کہ دایہ تم جاؤ اور اُس بے نصیب کو سمجھاؤ کہ یہ تو نے کیا کیا نرگس جادو اسی وقت روانہ ہوئی یہان نور الدہر اور ادولس جنی اور ناہید بیٹھے ہین ناچ کا سمان بندھا ہی ایک نازنین یہ غزل گارہی ہی غزل

دھجیان ہوکر گریبان آ چکا دامن کے پاس
خاک تو بہ پھونکی اُڑکر دامن گل تک کبھی
آتے آتے طوق کشتہ ہوگیا گردن کے پاس
رشک آتا ہی کہ ہمارت ہون موسیٰ آپ کے
دیکھ لین تاکو بٹھاکر ایک دن سوسن کے پاس
حسن کی گرمی سے پانی پانی ہوکر بہ گیا
رشتہ لپٹا ہی نہین ہر چند کچھ سوزن کے پاس
دو مجنون کا قحط ہی تسکین دل کے واسطے
نور چھنتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کے پاس

خود بخود گردن کبھی جاتی ہی کچھ کھانا نہین
بلبل بیکس کہ چمین برق گر گلشن کے پاس
مرکے بھی خالی نہ ہوگا چاہ سے تربت مرا
اور ہم دیدار کو ترسین کھڑے اہین کے پاس
دیدنی فرصت لگا شوق کو ملتی نہین
آشنا آیا جب اسکے عارض روشن کے پاس
عالم بالا بھی چورون سے نہین ہی منتظر
بیٹھتے اُٹھتے ہین جاکر دو گھڑی دشمن کے پاس
کیا پتا تسلیم اپنا کرہی سمر جا رہا

ہمنشین گر دست جنون اب کیا ہی پیراہن کے پاس
سحر ہی افسون ہی کیا ہی خنجر آہن کے پاس
آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
بیکسی رہ پاکر گئی ٹھیکرا دفن کے پاس
روز رشتے ہین ہی المیدہ لب سے کم نہین
جھانکتا ہی کون شوخ برق وش روزن کے پاس
بغیر حسن کی دوستی نبھتی ہی نا داری مین بھی
جاگتا ہی ماہتابان رات بھر خرمن کے پاس
حسن پر وزارون کا پردہ کر سکتا نہین
دھو بیاہین دن کو ملینگے رات کو گلشن کے پاس

ناچ کا سمان بندھا ہی دورہ جام گردش مین آیا ہوا اتنے مین ناہید نے کہا شہریار اسوقت دل بہر گھبراتا ہی رونا چلا آتا ہی جی چاہتا ہی کہ خوب رؤون خبر اس دل کی لگاون نہین معلوم کیا سبب ہی شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ اگر ہمارے حال سے کوئی آگاہ ہوگیا ہو تو کیا عجب ہی یہی گفتگو تھی کہ ایک روشنی آسمان پر نمایان ہوئی اُتر در آتش فشان دکھائی دیا اور آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا دشمن جان ساحران کو لیکر بیٹھی ہی طلسم کے برباد کرنے کی فکر مین لگی ہی تو جانتی ہی مین پوشیدہ ہون وہان راز تیرا افشا ہوا عنصر آکر تجھے دیکھ گیا باپ پر تیرے عتاب بادشاہی آیا تو یہان مزے کر رہی ہی جانتی ہی کوئی حال سے آگاہ نہین ہی اب مزے کرنے کا حال معلوم ہوجائیگا اس مفسد کو تو مین پکڑ کر ابھی لیے جاتی ہون یہ تو قرار واقعی سزا پائیگا اور یہ کہکر نور الدہر کی طرف نرگس جادو چلی شاہزادہ سپر تلوار لیکر دوڑا نرگس نے سحر کیا کہ ہاتھ شاہزادے کا خشک ہوکر رہ گیا ناہید نے جو یہ دیکھا روتی ہوئی دوڑی قدمون پر گر پڑی کہ ای دایہ یہ بے خطا ہی اسکو کچھ نہ کہہ گنہگار تو مین ہون مجھے تنبیہ دے نرگس نے چونکہ اسے اپنا دودھ پلایا ہی آغوش مین پالا ہی بہت چاہتی ہی اُسکے حال پر رونے لگی سر کو اُٹھاکر چھاتی سے لگایا کہا او ناہید تو نے تو غضب کیا کہ دشمن طلسم سے دوستی کی ارے عیب بھی کرتے ہین تو چھپا کے شعر شرط سلیقہ ہی ہر اک بات مین + عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے مجھکو معلوم ہوا کہ تو اسیر مائل بہ مبتلا ہی مگر لڑکی تو نے اپنے کو رسوا کیا ہمنے بھی جوانی مین سبھی کچھ کیا ہی مگر کسی نے نہ جانا کہ کیا کیا عاشق بھی ہوئے اپنے اوپر بھی لوگون کو عاشق کیا خود بھی دیوانے بنے اور دن کو بھی سحری بنایا لیکن کسی کو کانون کان خبر نہ ہوئی شعر عشق یون کیجیے پنہان کوئی پہچان نہ جائے + جان جائے تو بلا سے پہ کوئی جان نہ جائے + او تو نے تو قیامت کی آفت ڈھائی ہے

آخر کیا مطلب ہی کیون قائل ہون پر گری ہی ناہید نے کہا دائی امان تمھین نے مجھے پالا ہی تمھین مجھے مار ڈالو کہ مین اس کشمکش
رنج والم سے نجات پا جاؤن نہ زندہ رہونگی نہ روز بد اس شہریار کا دیکھونگی نرگس نے کہا میری جان اب تجھے تجھپر رحم آیا
تو طلسم کشا کو لیکر طلسم مین سے نکل جا کسی جنگل مین جا کر رہ مین کہدونگی کہ وہ بھاگ گئی ناہید نے کہا کہ ای امان اگر تمنے
میرے حال پر رحم کیا ہی تو لوح طلسم بھی لا دو اور مین تو انکو لیکر ابھی چلی جاتی ہون اور دائی امان یہ اقرار کرتے ہین اگر طلسم مینے
فتح کیا تو تجھکو بادشاہ کرونگا جب مین بادشاہ ہوئی تو تمکو سیاہ و سفید کا اختیار ہی اسنے کہا چھوکری مجھے دم دیتی ہی
بفریب اپنا کام مجھسے لیتی ہی مین نے بہت کچھ زمانہ دیکھا ہی سب کچھ جانتی ہون مگر تیری محبت نے ناچار کر دیا ہی کیا کرون
خیر تو یہان سے چلی جا مین آج رات کو جاؤنگی اور جس طرح ہوگا لوح تیرے لیے لاؤنگی ناہید تو نور الدہر اور اولوس
کو لیکر طلسم سے چلی گئی دایہ لوح کی فکر مین روانہ ہوئی قضا سے کار اتفاقات روزگار عنصر جادو عیار بیر دایہ کے ساتھ
پوشیدہ وایک جانور کی صورت بنا ہوا تھا اس حرامزادے نے سب باتین ناہید اور نرگس کی سنین اور انجم شاہ سے تمام
حال آکر بیان کیا انجم شاہ نے اسے خلعت دیا اور ساحرون سے کہا کہ آج رات کو مین نرگس کو اپنے پلنگ کی چوکی کے
واسطے مقرر کرونگا جب وہ لوح لینے آئے اسے مار ڈالنا یہان تو یہ تدبیر ہوئی لیکن نرگس غافل شب بہ بازی فلک انجم شاہ
پاس آئی سلام کیا بلائین لین اور کہا کہ ای شہریار کنیز گئی تھی کہ طلسم کشا کو مع ناہید پکڑ لائے وہ نمک خاندان طلسم کشا
کو لیکر بھاگ گئی مگر بالون کہان جائیگی لونڈی نے ساحرون کو بھیجا ہی پتا اسکا لگا جاتا ہی انجم شاہ نے کہا خیر وہ کہان
جائیگی ایک نہ ایک دن گرفتار ہوگی نرگس کو کرسی پر بٹھالیا جب دربار برخاست ہوا اندر محل کے لے آیا اپنے ساتھ کھانا
کھلایا اور حکم دیا کہ نرگس تم ہمارے پلنگ کا چوکی پہرا بھی دو نرگس تو یہ چاہتی تھی بہت خوش ہوئی جب انجم شاہ کھانا
کھا کر سو رہا اور لوگ بھی اپنی اپنی طرف کو چلے گئے چوکی والے رہگئے نرگس نے انکو سحر سے بیہوش کیا پلنگ کی طرف چلی کہ
لوح نکلے سے انجم شاہ جادو کے ابھی پاس نہ آئی تھی کہ وہ لوگ جو کمینگاہ مین لگے ہوئے تھے دوڑے کہ او
نمک حرام کہان جاتی ہی کھڑی رہ نرگس خبردار ہوئی چاہا کہ کچھ سحر کرے مگر لوگون نے تلوارین مار کر ٹکڑے اڑادیے
صبح کو انجم شاہ تخت پر بیٹھا لاش کو نرگس کی حکم دیا کہ مزبلے پر پھینک دو اس اثنا مین مجنون اختر شمار آیا
انجم شاہ غضب سے پکارا کہ ای مجنون تونے کچھ طلسم کشا کا ٹھکانا لگایا مجنون بولا شہریار ناہید اسکو لیکر
طلسم سے نکل گئی اور کہین ابھی تک پتا نہین لگا انجم نے کہا کہ نمک حرام تیرا تو وادا ادہر تو کا سے کو ڈھونڈھیگا اور نرگس
تو مجھسے لوح چھیننے کو آئی تھی سو اسکو تو مین نے مروا ڈالا اب تجھکو بھی قتل کرتا ہون مجنون نے عرض کیا کہ شہریار مجھکو
اگر اسکے شریک ہونا ہوتا تو اسکے ساتھ نہ چلا جاتا میری تو جانتک نثار ہی ایک ہفتے مین اسے ڈھونڈھ لاؤنگا ہفتے بھر
کی مہلت مجھے ملے انجم شاہ نے کہا اچھا کیا مضایقہ ہی بعد ہفتے کے سمجھا جائیگا اب مجنون ناہید کی تلاش مین مصروف
ہوا تمام طلسم کو چھان مارا کہین پتا نہ لگا باہر طلسم کے ڈھونڈھنے لگا تیسرے روز ایک صحرا مین پہونچا کہ وہان ناہید
شاہزادے کو لیے بیٹھی ہی اور نرگس کے مارے جانے کی خبر جو سنی ہی تو بہت آزردہ ملال افسردہ ہوئی ہی کہہ رہی ہی کہ یہان سے
کسی اور طرف کو اب چلیے یہان نہ رہیے ایسا نہو کہ یہان کوئی چلا آئے افشا سے راز ہو جائے مین دیکھ لے تو پھر نجات
مشکل ہوگا نور الدہر بولا ای ناہید باپ اور دادا اور سب عزیز و اقربا تو طلسم مین گرفتار ہین مین یہان سے کہان جاؤنگا
یا تو طلسم کو توڑ کر سب کو رہا کرونگا یا اپنی جان دونگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ مجنون اختر شمار جادو پہونچا اور للکارا کہ
او نمک خاندان خوب تو نے رسوا کروایا خوب طلسم کشا سے محبت بڑھائی یہ کیا دل مین سمائی رہ تو تم دونون کو گرفتار
کر کے لیے جاتا ہون ناہید نے جو مجنون کو دیکھا رنگ چہرے کا اڑا ہوائیان منھ پر چھوٹنے لگین یقین مرگ ہوگیا پکاری کہ

بیشک گنہگار ہون مگر دل سے ناچار ہون جیسی چاہیے سزا دیجیے ہم تو پہلے ہی سمجھے تھے کہ کوچہ عشق مین قدم مارا ہی جان جائیگی کسواسطے کہ یہ خانہ برانداز بغیر جان لیے نہین چھوڑتا خیر اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈرنا ہی آپ شوق سے قتل کرین مجنون نے کہا پہلے اس مفسد کا کام تمام کرون بعد اُسکے تجھسے سمجھون یہ کہکر نور الدہر کی طرف بڑھا تھا ناہید دوڑکر قدمون پر گر پڑی کہ اسکا کیا قصور ہی مجھپر غصہ نکالیے زندہ بادشاہ پاس لیجا سے سر کاٹ ڈالیے مجنون کو اسکی بیقراری دیکھکر قریب تھا کہ جنون ہوجاے بیٹی کو گلے سے لگایا اور کہا کہ او کمبخت تجھکو اس سے ایسی محبت ہی کہ اپنے اوپر سب ایذائین گوارا کرلی ہی اور اسکا رنج تجھکو ناگوار ہی ناہید نے کہا ای پدر بزرگوار ابھی تمکو اس شخص سے صحبت نہین ہی یہ شخص عجیب باخلاق جلیل القدر شہریار ہی اسکے بزرگون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین بہت جادوگرون کو مارا ہی صاحب نصیب ہی مقرر طلسم فتح کریگا بارے مجنون نور الدہر پاس آیا نور الدہر نے سلام کیا مجنون نے اُسے گلے سے لگایا کہا کہ ای شہریار یا سکو مین نے آپ کی کنیزی مین دیا اور مجھے جو خدمت فرمایے وہ بجالاؤن نور الدہر نے کہا کہ آپ لوح طلسم مجھے لا دیجیے مجنون نے کہا اچھا مین جاتا ہون جو لوح ہاتھ لگتی ہی تو لاتا ہون یہ کہکر چلا فیسرے دن جاکر بادشاہ کو سلام کیا عرض کیا کہ ای شہریار مین آپ سے بہت شرمندہ ہون ہر چند مین نے تلاش کیا کچھ پتا اُس خانمان آوارہ کا نہ لگا میرا منھ آپ کے سامنے نہین ہوسکتا خجالت سے مرا جاتا ہون حکم دیجیے کہ لوگ مجھے قتل کرین کہ اس رسوائی سے نجات پاجاؤن یہ کہکر قدمون پر گر پڑا انجم شاہ نے فرمایا کہ ای مجنون تجھے دیوانہ ہوگیا ہی اسقدر کیون پریشان ہی اولاد بُری ہوجاتی ہی تو کوئی کیا کرتا ہی اگر وہ مفسد اس طلسم مین ہی تو ایک نہ ایک روز پتا لگجائیگا ساحر تلاش کر رہے ہین اور قطع نظر اسکے بغیر لوح اُس سے کیا ہوسکیگا کسی طرح کا اندیشہ نہین ہی مجنون نے عرض کیا کہ لوح کو بہت حفاظت سے رکھیے گا انجم بولا کہ مین تو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور مجنون کو خلعت دیا اور ساحرون کو کہا کہ جو کوئی طلسم کشا اور ناہید کو ڈھونڈھیگا مین اُسے کوتوال شہر کرونگا ساحر تلاش مین مشغول ہوے اب مجنون ہر وقت اس فکر مین ہی کہ کسی طرح لوح انجم شاہ سے لیجیے ایک روز کا ذکر ہی کہ انجم جادو رات کو محل مین رہا صبح کو حمام مین آیا تمام لباس اُتارا لوح بھی گلے سے اُتار کر رکھی خود نہانے مین مصروف ہوا مجنون نے دیکھا کہ یہی وقت ہی اسم سحر کا پڑھا کہ ایک ہواے سرد چلی سب سوگیے مجنون لوح لیکر روانہ ہوا وہان پہونچا جہان نور الدہر ناہید سے باتین کر رہا تھا اولوس بھی بیٹھا ہوا تھا ذکر مجنون کا ہوتا تھا کہ یہ لوح لیے ہوے پہونچا اور کہا کہ شہریار لوح حاضر ہی جان پر کھیل کر لایا ہون خبردار اب غفلت نہ کیجیے گا دونون ہاتھ سر پر رکھکر نذر گذرانی نور الدہر نے سلام کیا لوح لیکر بہت خوش ہوا بہت تعریفین کین شب کو وہین رہا صبح کو متوجہ طلسم ہوا مجنون کبوتر بنکر ساتھ ہوگیا اولوس بھی ہمراہ تھا لیکن نور الدہر لوح کو دیکھکر روانہ ہوا ایک درخت چنار پاس پہونچا حکم لوح سے اُسے بزور صاحبقرانی اُکھیڑا نیچے سے درخت کے چہرہ نقب دکھائی دیا اُسی نقب مین روانہ ہوا جب اُسکے باہر نکلا ایک مکان مین پہونچا کہ ایک شیر مانند یاقوت کے سُرخ رنگ وہان بندھا ہی وہ شیر شاہزادے کو دیکھکر غرایا کہ ایک آواز آئی ای شہریار جلد لوح دیکھیے یہ شیر اخگر جادو ہی نزدیک جائیگا اور اگر ایسا کیا تو جان کا نقصان ہی نور الدہر نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر شیر پر دم کر اور تیغہ خارا شگاف سے اُسے قلم کر شاہزادے نے اُسکو اسی طرح مارا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی اور ایک صدا آئی کشتی مرا نام من اخگر جادو بود افسوس کہ مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دیکھا کہ نہ شیر ہی نہ وہ مکان ہی صرف ایک مکان کہنہ بنا ہی آگے راہی ہوا کنارے ایک دریا کے پہونچا دیکھا کہ اُس دریا مین ایک گنبد زمردین بنا ہی اُسپر کبوتر بیٹھا ہوا اسیر دبا کر رہا ہی کہ آواز اولوس کی آئی شہریار مجھکو اس ظالم کے پنجے سے چھڑا دیجیے یہ ظالم مجھکو پکڑے لیے جاتا ہی نور الدہر نے پھر کر دیکھا کہ ایک دیو سیاہ اولوس کو لیچلا جب تک یہ اُسپر دوڑے وہ اولوس کو لیکر گنبد مین داخل ہوا نور الدہر نے حالت اضطراب مین چاہا کہ اُسکے

پیچھے جا سے آواز آئی خبردار دریا میں نہ جانا غرق ہو جاؤ گے لوح کو دیکھ شاہزادہ رک رہا مگر بڑا صدمہ ہوا کہ ایسا دوست گرفتار ہو گیا
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دریا پر دم کر ایک کشتی پیدا ہو گی اسپر سوار ہو کر روانہ ہو شاہزادے نے موافق حکم اسم
پڑھکر دم کیا کشتی پیدا ہوئی سوار ہو کے روانہ ہوا کشتی برابر گنبد کے پہونچی وہ کبوتر شاہزادے کو دیکھکر اُڑا ایک رشتہ
طلائی اُسکے پاؤں میں بندھا تھا کبوتر نے بلند ہو کر آواز دی کہ ہیہات ہیہات افسوس افسوس اور پھر آکر گنبد پر بیٹھا نور الدہر
زانو تک پتھر کا ہو گیا یہ کیفیت اپنی دیکھکر جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے عزیز اگر تین دفعہ اس کبوتر نے بلند ہو کر صدا دی
تو تو بالکل پتھر کا ہو جائیگا پھر تا دام الحیات رہا نہو گا تجھے لازم ہے کہ جب کبوتر پرواز کرے خیال کر کے دیکھ کہ ایک رشتہ طلائی
اُسکے پاؤں میں بندھا ہے جب وہ بلند ہو اور ہیہات کہے تو ایک تیر یہ اسم دم کر کے رشتہ پر مار اگر تیر تیرا رشتہ پر پڑا تو تو کامیاب
ہوا نہیں تو نہیں رہا شاہزادہ جب تک لوح دیکھے اتنے عرصے میں وہ کبوتر پھر بلند ہوا اور ہیہات اور افسوس کی صدا دی
کہ نور الدہر سینہ تک پتھر کا ہو گیا غرض تیسری دفعہ کبوتر اُڑکر آسمان کو چلا منقار نہ کھولنے پایا تھا کہ شاہزادے نے خدا کو یاد
کر کے تیر کمان سے چھوڑا کہ اُس تیر نے اُس رشتہ طلائی کو توڑا کبوتر گنبد میں گرا تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا بعد اُسکے دیکھا کہ نہ کشتی
ہے نہ دریا ہے سامنے گنبد معلوم ہوتا ہے آواز رونے کی چلی آتی ہے شاہزادہ اندر گنبد کے گیا کسی کو نہ پایا حیران ہوا کہ کسکے رونے کی
آواز آتی ہے ایک طرف نقب کا دیکھا حکم لوح سے اُس نقب میں داخل ہوا جب باہر نکلا تو ایک مکان عالیشان دکھائی دیا
اُسمیں سے آواز فریاد و الغیاث کی آتی تھی شاہزادے نے چاہا کہ اندر اُس مکان کے جائے کہ ایک اژدر آتش فشان نظر آیا
قلاب آتشین شاہزادے پر چھوڑا نور الدہر نے حکم لوح سے اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ اژدہا بصورت انسان بن گیا اور چاہا
اُسنے کہ بھاگے شاہزادے نے اسم پڑھکر شمشیر پر دم کیا اُس جادوگر پر تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے غل و شور ہوا زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اژدر جادو بود جب روشنی ہوئی اندر مکان کے گیا دلوس حبشی کو دیکھا کہ چو مچہ بندھا ہوا ہے
نور الدہر نے اُسے کھولا وہ قدموں پر گرا نور الدہر اُسے ساتھ لیکر باہر آیا ایک طرف کو ایک جھونپڑا نظر آیا اور ایک
دروازہ مقفل پایا شاہزادہ قریب اُسکے گیا قفل کو کھولا دروازہ وا کیا ایک جادوگر اندر سے پکارتا نکلا کہ ارے ظالم تو یہاں تک پہونچا
میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہکر اسم سحر کا پڑھا کہ بجلیاں چمک کر شاہزادے پر چلیں نور الدہر نے لوح دکھائی بجلیاں جدھر سے آئی تھیں
اُسی طرف پھر گئیں نور الدہر نے تلوار اُس جادوگر پر ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے دو شیر دوڑے دونوں کو مارا چار شیر دوڑے چاروں
کو مارا غرض اسی طرح ایک دو گھڑی میں دو سو جادوگر پیدا ہو گئے اور غلغلہ ہوا کہ پکڑلو اس طلسم کشا کو جانے نہ پائے نور الدہر انکو قتل
کرتے کرتے تھک گیا ناچار لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تو اپنے اندیشہ نہ کر نمونۂ طلسم ہے تو اندر اُس دروازے کے چلا جا ایک شخص کو دیکھیگا
کہ سر سے پاؤں تک اُسکے بدن پر بال ہیں تمام جسم اُسکا بالوں میں پوشیدہ ہے اور کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے اور سینے پر اُسکے کچھ بال
سفید ہیں تو یہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے اُن سفید بالوں پر مار کہ کام اُسکا تمام ہو شاہزادے کو جیسا لوح سے حکم ہوا تھا ویسا
کیا تیر اُسکے سینے پر پڑا پشت کو توڑکر پار گذر گیا غل و شور ہوا آتش افروزی ہوئی زمانہ دھواں دھار ہو گیا بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غولان جادو بود جب روشنی پھیلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ ایک قلعہ سامنے ہے اولوس
پکارا کہ شہریار مبارک ہو کہ تمام دربند طلسم کے فتح ہوئے اب لڑائی بادشاہ سے رہگئی ہے یہ باتیں تھیں کہ آواز نوبت و نقارے
کی بلند ہوئی اور فوج ساحران غدار کی نظر آئی کوئی قاز پر سوار کوئی قرقرے پر سوار کوئی کرگدن آتشین پر کوئی فیل آہنی پر کوئی
اژدر آتش فشان پر بیٹھا ہوا ہے ترسنگے گفتے ترہی بجتی ہوئی ناقوس نوازی ہوتی ہوئی ڈھڑوں کی صدا بلند تھی جھانجھوں کا شور
بیچ میں تخت انجم شاہ جادو کا آگے تخت کے منقل آتش روشن مجمر دود لشکر جادوگروں نے چار طرف سے نرغہ کیا
ہر ایک سحر میں مصروف ہوا کوئی آگ برساتا تھا کوئی پتھروں کی بوچھار کرتا تھا کوئی اژدہا بنکر حملہ کرتا تھا کوئی شیر بنکر دوڑتا تھا

کوئی بارش تیغ و تیر کرتا تھا مگر شاہزادہ اسم لوح کا پڑھکر دم کر رہا تھا کسی کا سحر نہ تاثیر کرتا تھا بلکہ اُسکا سحر اُسی پر پلٹ جاتا تھا
شاہزادہ رد سحر کرتا ہوا ساحروں کو قتل کرتا ہوا برابر انجم شاہ جادو کے پہونچا اُسنے سحر کرکے ہاتھ کو جنبش دی کہ پانچ تلواریں
چمک کر شاہزادے پہ چلیں قریب آکر افسردہ ہوکر گر پڑیں پھر سحر کیا کہ آگ کا دریا دوڑا نورالدہر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا
ای طلسم کشا یہ اسم پڑھتا ہوا قریب شاہ طلسم پہونچ اتنے میں انجم شاہ نے سحر کیا ایک رعد کی ایسی آواز پیدا ہوئی شعلے
شاہزادے سے لپٹ گئے شاہزادے نے اسم لوح پڑھا ایک راستہ ہوگیا شاہزادہ برابر تخت کے پہونچا تلوار ماری
انجم شاہ جادو نے سحر کیا کئی سو سپریں سحر کی سر پر لہرائیں مگر تلوار نے قبہ سپر پر پہونچتے ہی زیر تخت زمین کو بوسہ دیا دو ٹکڑے
ہوئے لاشہ اُسکا تڑپنے لگا زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا آوازیں مہیب بلند ہوئیں اور ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام میرا
انجم شاہ جادو بود بس جسوقت کہ انجم شاہ جہنم واصل ہوا مجنون اختر شمار جادو نے آواز دی کہ ای ساحران طلسم بادشاہ
مارا گیا ہیں لئے تو اطاعت طلسم کشا اختیار کی تم کیوں اپنی جانیں دیتے ہو غلامی اس شہریار کی قبول کرو نہیں تو مارے جاؤگے
سب جمع ہوکر آئے قدموں پر گرے مطیع اسلام ہوئے شاہزادے کو تخت پر بٹھایا شہر میں لائے کنجیاں خزانے کی خزانہ دار
نے سامنے لاکر رکھیں نورالدہر نے مجنون اختر شمار کو بادشاہ کیا اولوس جنی کو نائب کروانا ناہید جادو کو بالکل
اختیار دیا اور کہا کہ ترک سحر کرو مجنون و ناہید نے عرض کیا کہ ہم ترک سحر کرنے کو موجود ہیں مگر ابھی دو ماہ جادو اور ساحر
مشتمش زندہ ہیں جسوقت اُنسے مقابلہ ہوگا ہم آکر آپ کے شریک ہونگے جب وہ واصل جہنم ہوئینگے تو ہم ترک سحر
کرینگے آگے جیسا ارشاد ہو نورالدہر بولا کیا مضائقہ ہی اور خدمت صاحبقران میں روانہ ہوا یہاں امیر باتوقیر دلاور
بنے ہوئے بیٹھے تھے کہ ایک آندھی چلی زمانہ تاریک ہوگیا بعد اُسکے دیکھا کہ نہ وہ قصر ہی نہ کبوتر خانہ ہی سامنے قلعہ نظر آتا ہی
صاحبقران نے پوچھا کہ نورالدہر کہاں ہی لوگوں نے بیان کیا کہ وہ طلسم کشائی کو گئے ہیں فرمایا کہ والحمد اُسنے طلسم کشائی
کی اور ہم سب کو رہائی دی یہی باتیں تھیں کہ شاہزادہ دکھائی دیا صاحبقران اور بدیع الزمان کے قدموں کو بوسہ دیا
امیر نے کمال شفقت فرمائی پوچھا کہ حال خاور سیاہ کا کچھ معلوم ہوا نورالدہر نے مجنون اختر شمار سے خطاب کیا کہ قیدیان
طلسم کو بلاؤ اُسی وقت سب اسیر طلسم آئے ایک مجمع اسیروں کا نظر آیا بلکہ اُسمیں قمر زاد کو بھی دیکھا مگر قاسم کا نام و نشان
بھی نہ پایا سب کو مخلصی دی فرمایا جہاں تمھارا جی چاہے جاؤ قمر زاد کو بھی رخصت کیا لیکن قاسم کے نہونے نے کمال صدمہ
دیا مجنون سے اُس اژدہے کا حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ وہ طلسم کا رہنے والا نہ تھا خدا جانے کہاں سے آیا تھا ہمکو حال معلوم
نہیں امیر بہت آزردہ خاطر ہوئے فرمایا کہ خدا اُسکا نگہبان ہی وہاں سے شہر میں آئے سعادت شاہ نے دعوت و ضیافت
کی دوسرے دن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لقا نے آس بن الوس کو چھڑایا اور بہرین زلازل یک چشمی بھی آیا لشکر اسلام
کو شکست دی بادشاہ زخمی ہوکر مشتری حصار کو گئے جسوقت ہم وہاں سے چلے تھے لقا پہ ستون کی آفتاب پہ ستون پہ
چڑھائی تھی لشکر ایرج سے لڑائی تھی یہ سنتے ہی فرمایا کہ کوچ کی تیاری ہو صاحبقران نامی مع سرداران گرامی لقا پر روانہ
ہوئے سعادت شاہ زرافشاں حصاری ہمراہ ہوا دوسرے دن صبح کا وقت تھا شاہزادہ نورالدہر چلا آتا تھا
کہ ایک ہرن آگے سے گذرا نورالدہر نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا صاحبقران منتظر رہے کہ نورالدہر آئے تو چلیں
تمام دن انتظار کیا حتے کہ رات ہوگئی مگر نورالدہر نہ پھرا صبح کو امیر نے چہار طرف ڈھونڈھا مگر کچھ سراغ نہ معلوم ہوا
نہایت رنج ہوئے فرمایا کہ اگر میں انتظار نورالدہر کا کروں تو اُدھر لقا تمام لشکر کو قتل کریگا خیر حافظ حقیقی نگہبان
شاہزادہ نورالدہر کا ہی مجکو لقا پر جانا ضرور ہی یہ کہکر کوچ کیا

اب داستان حیرت مآل لقا سے بے اقتدار راندۂ درگاہ خدا کی بیان کیجاتی ہی

تبنگ آتے ہین غیب دان کیسے کیسے | بیان کرتے ہین خوش بیان کیسے کیسے | اٹکاتے ہین کام و زبان کیسے کیسے
ہین پر ہین اُنکے گمان کیسے کیسے | کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے

بہار آکے جوبن دکھاتی ہی کیا کیا | خزان شرم سے منھ چھپاتی ہی کیا کیا | صبا ہوش بلبل اُڑاتی ہی کیا کیا
زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا | بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے

قتیلون کے جب سے سنے مرتبے ہین | ہزارون گلستان مین بسمل بنے ہین | لگا کر لہو پیرہن تر کیسے ہین
تمہارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین | گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے

اُڑا دے خرابا تیون کے بڑے ہین | برابر سے لالہ گون پی رہے ہین | امنگو نپہ ہی جوش مستی مزے ہین
بہار آئی ہی نشہ مین جھومتے ہین | مریدان پیر مغان کیسے کیسے

بیان کیا کرون اُسکی بے رحمیون کا | رہی دل کی دل ہی مین سب کی تمنا | خدا جانے کیا دشمنون نے پڑھایا
نہ مڑ کر کبھی بیدرد قاتل نے دیکھا | تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے

دم چند تھا دور دورا وہ سارا | کہان روم و ایران کے وہ لشکر آرا | پس مرگ دیکھا ہوا آشکارا
نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا | مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

نہ ظلمت سفیدی نہ شام و سحر ہی | نہ شب کا اثر ہی نہ دن کا گذر ہی | نہ اپنا نہ بیگانہ پیش نظر ہی
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی | تمہارے لیے ہین مکان کیسے کیسے

جدائی کے صدمے محبت کے قربان | رفیقون کے دن رات کیا کیا ہین احسان | ذرا دیکھ تو آکے او دشمن جان
غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان | ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

یہان لشکے عدم تک ہزارون ہین رہزن | دل و جان و اسلام و ایمان کے دشمن | وطن کو گیا کون بے چاک دامن
عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن | لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے

بشر کے لیے ناسپاسی ستم ہی | سکوت آگے منھ کے تسلیم ہی | بہت خوب ارشاد آلفتش قدم ہی
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی | مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

یہان مالک بن ملکوت شاہ مع سرداران آفتاب پرستان پہاڑ پر گھرا ہوا ہی اور گرد لشکر لقا کا کھڑا ہوا ہی ہر بن نزال زل باختر کو جا چکا ہی اور آس بن الوس طبل جنگ بجا چکا ہی کہ کل مین آفتاب پرستون کو پہاڑ پر جا کر قتل کرونگا ایک کو زندہ چھوڑونگا القصہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو لشکر لقا نے پرستش کی اور اقبال شاہ کو زندان مین سے بلا کر کہا کہ تو آفتاب پرستون کا بادشاہ ہی انھین سمجھا کہ آکر لقا کو سجدہ کرین اور ہمارے شریک ہون کہ ہم وہ ملک خدا پرستون کا کام تمام کرین شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را + اقبال شاہ نے کہا کہ تمام آفتاب پرست حکم خلیفہ آفتاب تابان قطب دوران کا مانتے ہین اور مجھکو ہیچ کارہ جانتے ہین کوئی میرے کہنے پر عمل نہ کریگا آپ مجھے چاہین قتل کرین چاہین بخشین بختیارک نے کہا کہ یا خداوند آس بن الوس کو حکم دیجیے کہ اقبال شاہ کو اپنے چہرے کی سپر کرکے پہاڑ پر چڑھے کوئی اسپر تیر نہ ماریگا نہ پتھر برسائیگا ایک طرفۃ العین مین پہاڑ ہاتھ آجائیگا لقا بولا یہی تدبیر مین نے کی بس اُسی وقت آس بن الوس اقبال شاہ کو ہاتھ پر اُٹھا کر پہاڑ پر چلا آفتاب پرست پہاڑ پر تیر و کمان ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے تیرون کے ڈھیر آگے لگے ہوئے تھے اقبال شاہ کو جو اس صورت سے دیکھا تیر و تفنگ پارۂ سنگ ہاتھ سے رکھ دیے اپنی زندگی سے مایوس ہوگئے دعائین مانگنا شروع کین کہ یا ذیر اعظم

۱۱

یہ وقت مددگاری کا ہی اُدھر مالک بن ملکوت شاہ پکارا کہ یا آفتاب تابان بھیج اپنے نائب قطب زمان کو اُدھر آس بن الوس پہاڑ پر چڑھتا چلا آتا ہی آفتاب پرستون مین غل ہی تلاطم مچا ہوا ہی کہ آسمان پر ایک روشنی ہوئی اور قطب دوران نمودار ہوئے اتفاق کار قطب دوران کی جو نظر اقبال شاہ پر پڑی کہ آس بن الوس نے بجاے سپر اُسکو اپنے چہرے کی پناہ کیے ہی چند حقے آتشبازی کے داغ کر ایسے کہ زمانہ تاریک ہوگیا ایک پتھر گوپھن کا اسکے بند دست پر مارا کہ ہڈی پر ضرب پہونچی اقبال شاہ ہاتھ سے چھوٹا اور دو چار پتھر اُسکے سینہ و سر پر مارے کہ آس بن الوس بھاگا آفتاب پرستون نے جو یہ نقشہ دیکھا اسقدر تیر مارے کہ جسم آس بن الوس کا جابجا سے شق ہوگیا کافر اُسے لیکر پھر گئے قطب دوران نے اقبال شاہ کو مالک بن ملکوت شاہ سے ملایا اور کہا کہ مین جاکر اب ایرج کو لاتا ہون کہ قضا آس بن الوس کی اُسی کے ہاتھ سے ہی یہ کہکر روانہ ہوے اور یہان آس بن الوس کو لوگون نے لا کر خیمے مین ڈالا جہان جہان ضرب پہونچی تھی سینکا اور کہا کہ ای آس بن الوس تمنے پہچانا کہ یہ قطب کون ہی یہ وہی ہی جسنے ناک تمہاری کاٹی تھی یعنے عمرو عیار اسنے جو سُنا پکارا کہ قسم ہی لقا خداے باختری کی کہ صبح کو آفتاب پرستون کو مع قطب دوران قتل کرونگا یہ کہکر طبل بجوایا صبح کو پھر پہاڑ پر پرستش کر آفتاب پرست مشغول دعا تھے اتنے مین ایک گرد اُٹھی اور ایرج نوجوان دکھائی دیا اور قطب دوران ساتھ ساتھ آسمان پہ چلے آتے تھے ایرج نے نعرہ کیا کہ او آس بن الوس نکٹے نامرد کہان لشکر بے سردار پر جاتا ہی مین تیری خدمت کرنے کو آیا اور مرکب کو اُڑا کر قریب آس بن الوس کے پہونچا آس بھی ایرج پر چلا بعد لگا ور نزنی کے نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری ایرج نے تلوار رد کرکے اپنا وار کیا کہ سپر کو کاٹ کر سینہ تا دوابر تلوار اُتر گئی آس بیہوش ہوکر گرا اوسان بن الوس نے جو یہ صورت دیکھی لقا سے کہا کہ یا خداوند یہ کیا تقدیر کی ہی کہ پہلے ناک عمرو سے کٹوائی اب ایرج سے زخمی کروایا لقا جواب نہ دینے پایا تھا کہ بختیارک نے کہا لقا نے تقدیر کی ہی کہ تو اس آفتاب پرست کو ماریگا یہ خبر نا شخص بہت خوش ہوا اور ایرج کے مقابلے کو للکارتا ہوا چلا جب میدان مین آیا کہا او بزاز بچے کہان جائیگا پکڑ میرے ہاتھ سے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے رد کی بعد اُسکے ایرج نے تلوار ماری کہ تلوار اوسان کے سر پر چلی تھی یا زیر تنگ مرکب جا کر دم لیا گینڈے سمیت چار ٹکڑے اُس کافر کے ہوئے جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے تمام آفتاب پرست پہاڑ سے نیچے اُترے خیمہ برپا ہوا قطب دوران آکر تخت پہ بیٹھا ایرج دنگل پر متمکن ہوا صحبت عیش آراستہ ہوئی لیکن لقا جو پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند بدر بن زلازل کو بلوائیے اور ایرج سے لڑوائیے لقا بولا کہ بس یہی تقدیر کی اور وسواس عیار کو روانہ کیا کہ جاکر بدر کو راہ سے پھیر لے آؤ وسواس روانہ ہوا لیکن آس بن الوس لقا کے سامنے آیا کہ یہ کیا تقدیرین بُری ہین کہ پہلے میری ناک کٹوائی اور اب بھائی کو میرے قتل کروایا باوجودکہ مین بھی زخمی ہوں لقا بولا ای آس تو غم نہ کر یہ تقدیر مین نے نہین کی تقدیر بالائی ہی تو خاطر جمع رکھ تیرے بھائی کو بھی زندہ کرونگا اور مین ناک تیری درست کرونگا آس یہ کلمہ سُنکر بے آس ہوا بابہ کو پیچ کرکے چلا گیا مگر لقا حیران و پریشان بیٹھا ہی بختیارک کہہ رہا ہی کہ یا خداوند کل ایرج سے کون سامنا کریگا لقا خاموش ہی کچھ جواب نہین دیتا ہی کہ جوڑی ہرکارے کی دوڑی ہوئی آئی ہاتھ اُٹھا کر بددعا دی اور عرض کیا کہ بلوط کج گردن آپ کی مدد کے واسطے آتا ہی لقا بہت خوش ہوا اور سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا بلوط آیا لقا کو سجدہ کیا صحبت مین آکر بیٹھا پہلے حال خدائی کے برباد ہونے کا پوچھا بعد اسکے کہا یا خداوند گردن میری سیدھی کر دیجیے لقا بولا کہ تو ان خدا پرستون کو قتل کر مین گردن سیدھی کر دونگا بلوط نے عرض کیا کہ طبل جنگ بجوا سیے اُسی وقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا

ہرکارون نے آکر قطب دوران کو خبر دی بحکم قطب دوران مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ بجوایا دونون
لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی جسوقت حبشی تیرہ فام شب کو پہلوان ذیشان آفتاب نے اپنی شعاعون کے تیرون سے
مجروح کیا یعنے صبح ہوئی دونون لشکر صبح کو معرکہ آرا ے نبرد ہوئے جب صفین آراستہ ہوچکین نقیب نہیب دیکر چلے گئے بلوط
کج گردن اپنے گینڈے کو چابک مار کر سامنے لقا کے آیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا ای بلوط جا تیری چوب دست
مین سب آفتاب پرستون کی موت تقدیر کردی بلوط نہایت مسرور و شادمان میدان مین آیا مبارز طلب کیا اُدھر سے ایرج
نوجوان نے مرکب کو اُڑایا بلوط نے جو ایرج کو آتے دیکھا دوڑ کر تگاور زن ہوا اور کہا کہ ای ایرج آ اور لقا کو سجدہ کر
ایرج پکارا او کافر کیا بکتا ہی لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر بلوط برہم ہوکر بولا خیر جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا ایرج
بولا کہ یہ اپنا دستور نہین ہی حریف پر پیش دستی کرنا کچھ ضرور نہین بلوط کو یہ سُنکر اور غصہ آیا اُسکے پاس ایک چوب دست
رہتی ہی اُسکی کیفیت یہ ہی کہ درخت چنار کو اندر سے خالی کرو اسکے کئی سو من پارہ اُسمین بھرا ہی جسپر یہ چوب دست مارتا ہی
وہ جانبر نہین ہوتا وہی چوب دست ایرج پر ماری ایرج نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر چوب دست ہاتھ سے چھین لی اور نوبت کشتی
کی آئی تین دن مین اُسنے زیر کیا باندھ کر لے گیا دونون لشکر پھر گئے اُدھر بلوط کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے زندانخانے مین
قید کیا دوسرے دن قطب دوران نے بلوط کو بلوایا اُسنے بطریق لقا پرستان سلام کیا قطب دوران نے اُسے
کرسی پر بٹھایا پوچھا کہ ای بلوط تجھکو زبدۂ آفتاب پرستان صاحبقران زمان ایرج نوجوان نے کیونکر زیر کیا اُسنے جواب دیا
کہ جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا اب دین خیر اعظم کا قبول کر دیکھ خیر اعظم کا کیا نور ہی تمام زمین نور سے معمور ہی
ہر شی خیر اعظم سے پختہ ہوتی ہی اثمار کی خامی کو تابش آفتاب کھوتی ہی جسوقت آفتاب پوشیدہ ہو جاتا ہی کیسا زمانہ تیرہ ہو جاتا ہی
القصہ یہانتک سمجھایا کہ بلوط کج گردن از سر صدق آفتاب تابان کے خدا ہونے پر ایمان لایا آفتاب پرستی پر رغبت کی
لقا پر لعنت کی قطب دوران نے اُسی وقت خلعت دیا دنگل بیٹھنے کو عنایت کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا جب دماغ
بلوط کا بادۂ ناب سے گرمایا اُس عالم مستی مین اُٹھ کھڑا ہوا اور ایرج سے عرض کیا کہ مین لقا کے پاس جاتا ہون اور اُس سے
کہتا ہون کہ گردن میری ابھی سیدھی کردے اُس دروغ گو سے کیا ہو سکیگا مین اُسکو باندھ کر لے آؤنگا ایرج نے کہا کہ تمہارا
جانا اچھا نہین ہی بلوط نے عرض کیا کہ میرا لشکر اور مال اور اسباب سب وہین ہی میرا جانا مصلحت ہی قطب دوران
نے کہا ای ایرج اسے روکو نہین جانے دو ایرج بولا اچھا جاؤ بلوط نے رخصت ہوکر لشکر لقا کا راستہ لیا ہرکارون نے
جاکر یہ خبر لقا کو دی کہ بلوط کج گردن بارادۂ فاسد آتا ہی دین آفتاب پرستی اختیار کرچکا ہی لقا بولا وہ مجھسے کبھی منحرف
نہوگا وہ میرا بندۂ خاص الخاص ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہوشیار رہیے گا بلکہ سب کو حکم دیجیے کہ اگر وہ بگڑے
تو ہمارے کہنے کے ساتھ اُسپر سب ٹوٹ پڑین اور گرفتار کرلین لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین نے کئی سال پیشتر یہی تقدیر کی تھی
اور سب اہل بارگاہ سے کہا کہ تمکو جسوقت مین اشارہ کرون تم سب ایک مرتبہ اُسپر گر پڑنا سب نے عرض کیا کہ بہتر
یہان یہ بند و بست ہوچکا تھا کہ بلوط کج گردن آیا سلام کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھا بختیارک نے کہا ای بلوط ایرج کے
ہاتھ سے کیونکر نجات پائی اُسنے کہا کہ مین نے اُسے فریب دیا بظاہر آفتاب پرستی قبول کی مگر اب خداوند کی خدمت مین آیا ہون
کہ خداوند گردن میری سیدھی کردین لقا نے کہا ای بلوط تو جلدی نہ کر ہر امر اپنے وقت پر مقرر ہی ابھی نوروز مین جو تقدیر
کرنے بیٹھونگا تو ناک آس بن الوس کی اور گردن تیری درست کردونگا بلوط نے کہا کہ سب باتین تیری جھوٹی معلوم
ہوتی ہین یا تو ابھی گردن میری درست کردے نہین تو باندھکر تجھے ایرج پاس لیجاؤنگا ایک زمانے کو تو نے گمراہ کیا ہی
ایک عالم کو بہکا کر خراب و تباہ کیا ہی لقا پکارا کہ یہ کیسا بندۂ بے ادب ہی خداوند پر حکومت کرتا ہی ارے پکڑ لو اسے

بلوط چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے کہ لوگ چار طرف سے ٹوٹ پڑے اسکو گرفتار کر لیا لقا نے حکم دیا کہ اسے لیجا کر قید کرو اسکو جنون ہو گیا ہی کبھی اسکی گردن سیدھی کر دونگا لوگون نے لیجا کر زندان مین قید کیا بعد اُسکے ہرکارون نے خبر دی کہ بدر بن زلازل یک جنبش آپہونچا لقا نے حکم دیا کہ پیشوائی کر کے لاؤ لیکن ادھر جاسوسون نے خبر بلوط کے اسیر ہو جانے کی قطب دوران کو پہونچائی ایرج غیظ و غضب مین آیا کہا کہ یا قطب دوران اگر آپ حکم دین تو تنہا جا کر بلوط کو چھڑا لاؤن قطب دوران مانع ہوئے کہ ابھی جلدی نہ کرو وہ خود چھوٹ کر تمہارے پاس چلا آئیگا ایرج پیچ و تاب کھا کر رہ گیا اُس طرف بدر بن زلازل نے لقا سے ملا لقا کو آکر سجدہ کیا لقا نے ذلگی جواہر نگار بیٹھنے کو دیا بدر نے پوچھا کہ یا خداوند آپ نے مجھے کیون یاد فرمایا لقا بولا کہ ای بدر بن زلازل مین نے تجھے اسلیے بلایا کہ اس آفتاب پرست ایرج نے جگر میرا خون کر دیا ہی اور بہت سے بندون کو میرے قتل کیا ہی بدر پکارا کہ یا خداوند وہ بڑا بچہ کیا ہی کہ خداوند اُسکی ایسی شان و شکوہ بیان کرتے ہین مین اُسکو سر میدان پکڑ لاؤنگا یا اُسکا سر کاٹ کر لے آؤنگا آپ طبل جنگ بجوا دیجیے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے قطب دوران کو خبر پہونچائی اُسنے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگ گڑگڑایا رات دونون لشکرون مین درستی آلات حرب رہی صبح کو میدان آرائی ہوئی بدر بن زلازل لقا کے سامنے آیا اور اجازت میدان مانگی لقا نے دست نحس اپنا بدر بن زلازل کی پیٹھ پر مارا کہا کہ جا تجھے مین نے اپنا نوکر دہ کیا کوئی تیری پیٹھ زمین سے نہ لگا سکیگا بختیارک نے کہا ای بدر بن زلازل ہاے تم ہمارے ہاتھ سے چلے اب میدان سے پھر کر نہ آؤگے بدر نے کہا او شیطان کیا واہیات بکتا ہی یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا اور رکیک مار کر میدان مین آیا خوب گینڈے کو گرمایا برچھے کے ہاتھ نکالے جب خوب عرق عرق ہو چکا اور گینڈا بھی عرق کر لایا اُسوقت کچھ تھوڑی دیر دم لیا بعد دم بھر کے مبارز طلب کیا نہیب دی کہ ای آفتاب پرستو تمنے خداوند کو بہت پریشان کیا ہی نکلو میدان مین تو قدر و عافیت انکی معلوم ہو جائے بس اسکا مبارز طلبی کرنا تھا کہ لشکر آفتاب پرستان مین غلغلہ ہے آفتاب پیکر جلوہ گری پر آئے آواز کرنا و دم نفیری شتری دمامون کی بلند ہوئی زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان گھوڑے کو اڑا کر سامنے قطب دوران کے آیا پیادہ ہو کر اجازت میدان چاہی قطب دوران نے آگاہ فرمایا کہ ای ایرج نوجوان یہ پہلوان روئین تن ہی اسپر تیر اکوئی حربہ نہ اثر کریگا تجکو لازم ہی کہ جسوقت یہ تلوار تجپر مارے تو بفنون سپاہ گری تو اُسکی تلوار چھین لینا اور کشتی لڑ کر اسیر کرنا ایرج نے جواب دیا کہ بہت خوب قطب دوران نے فرمایا کہ جاؤ خیر اعظم تمھارے نگہبان ہین ایرج مرکب بڑھا کر مقابل بدر بن زلازل آکر لگا و رزن ہوا کوئی تین چار قدم ایرج کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا اور سات قدم بدر بن زلازل کا گینڈا ایسا ہو گیا گلہاے سپر مانند گل آتشبازی کے شرر افشان ہوئے پھر دونون مرکبون کو رانون مین مسل کر مقابل یکدگر ہوئے بدر نے دیکھا کہ میرا مقابل ایک جوان ماہ طلعت ہی چہرے پر کمال شان و شوکت ہی پوچھا کہ تو کون ہی ایرج نوجوان نے کہا کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج عالیشان بدر نے کہا کہ نراز بچہ تو ہی ہی جواب دیا کہ ہان مین لقا کو بسزا پہونچانے والا ہون بدر بن زلازل یہ کلمۂ سخت و درشت ایرج نوجوان کی زبان سے سُنکے آگ ہو گیا کہا کہ بس زیادہ زبان درازی نہین کیجے خبردار رہ کہ تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے ایرج پر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی چند طعن رد و بدل ہوئی تھی کہ ایرج نے نیزہ بدر کا ہوائی کیا اُسکے منہ پر ہوائیان چھوٹنے لگین بدر پکارا کہ او آفتاب پرست غضب کیا کہ نیزہ میرا تو نے نکال دیا مگر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری ایرج نوجوان نے اُسے سپر پر روکا اور آپ تلوار اُسپر ماری اُسنے سینہ سپر روکا صاف تلوار اُچٹ گئی بدر نے پھر حملہ کیا ایرج نے وار اُسکا رد کیا اور اپنی تلوار جو ماری اُسنے پھر سینہ سپر کیا

ایک رونگٹا بھی اُسکا نہین میلا ہوا اسی طرح کئی حملے رد و بدل کے ہوئے آخرکار ایک مقام پر ایرج نے جھپٹ کر قبضے پر ہاتھ ڈالا بازور کشمکش ہونے لگے طرفین سے لوگ پکار رہے کہ گھوڑون پر سے تو اُترو دونون مرکبون سے کود کے دامن گردانے آستینیں چڑھا ئین ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوا بدر نے ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا ایرج کو یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ مجھپر ٹوٹ پڑا اور جب ایرج نوجوان نے ہاتھ اُسکی گردن پر رکھا معلوم ہوا کہ آسمان مجھپر ٹوٹ پڑا باہم کشتی ہونے لگی اسی اثنا مین ایک گرد اُٹھی امیر مع سرداران با توقیر ساتھ ساتھ سعادت شاہ کی فوج بیشمار ہمراہ لیے پہونچے دیکھا کہ ایرج سے اور بدر سے کشتی ہو رہی ہی ایک جانب کو آکر قایم ہوئے لقا نے گھبرانے لگا بختیارک سے کہا ای شیطان درگاہ اگر تمام زمانہ دشمن ہو تو مجھے کچھ اندیشہ نہین ہی مگر حمزہ کا نام سنا اور دل کانپ گیا بختیارک بولا کہ یہ گناہ تیرا ہی کیون ایسا بندۂ بے ادب تو نے پیدا کیا تھا لقا نے کہا کہ سچ ہی خود کردہ را درمان نیست لیکن صاحبقران زمان نے طور سرکن سے کہا کہ تم نیزہ میرالنشانی لیکر جاؤ اور مشتری حصار سے لشکر کو لاؤ طور سرکن نیزہ حضرت شاہ نوح کا لیکر روانہ ہوا قطب دوران نے جو دیکھا کہ حمزہ آیا نصرطراول کشتی گیر کو بلا کر کہا کہ تو جا کر حمزہ سے کہہ کہ قطب زمان فرماتے ہین کہ بہزاد اعظم نے تجھے اس طرح کی سرجنگ دی اور پھر تو نہ سمجھا اب آیا بھی تو قطب زمان سے رجوع نہ کی اور آفتاب پرتابان کو سجدہ نہ کیا قطب زمان کے قدمون کو نہ چوما نصرطراول خدمت امیر با توقیر مین آیا سلام کرکے پیغام قطب زمان پہونچایا حمزۂ صاحبقران آگ ہوگئے فرمایا اُس نمکحرام سے کہدینا کہ کیون شامت آئی ہی کچھ گھبرا نہین جلد تجھے اسکی زندگی کا مزا چکھاتا ہون پھر اُسی عہدۂ ساربانی کو پہونچاتا ہون ایرج کے بھروسے پر تو بھولا ہی کچھ اُسکی حمایت پر بھولا ہی وہ کفش کاری کرونگا کہ تا زندگی یاد رکھیگا نصرطراول یہ کلمہ سخت سنکر پکارا کہ حمزہ تو قطب زمان کو کیا سمجھا ہی اُسکی شان مین ایسے کلمے بے ادبی کے مُنھ سے نکالتا ہی یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا امیر نے سردارون سے اشارہ کیا کہ لینا اِس مردک کو خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین نے دوڑ کر تلوار نصرطراول کی چھین لی اور دو چار دھول لگائین اور دو چار لاتین مارکر کہا دور ہو بیحیا تیرے صاحبقران زمان پر تلوار کھینچتا ہی ارے کہان تو اور کہان صاحبقران ذرا ایما ہوتا تو ایک ایک دھول مین تیری جان نکل جاتی دعا دے اس عالیجاہ کو کہ تیرے اوپر رحم کیا جا خبردار پھر ایسا پیغام نہ لانا نصرطراول با حال تباہ کپڑے پھٹے ہوئے مُنھ سوجا ہوا سامنے قطب زمان کے آیا تمام حال سنایا قطب زمان بہت جلال مین آئے کہا کہ ای نصرطراول حمزہ نے تجھکو ذلیل نہین کیا مجھکو ذلیل کیا خیر مین اسکا عوض لونگا یہ عرب جاتا کہان ہی لیکن یہان بدر بن زلازل ایرج نوجوان سے کشتی لڑ رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ او بزاز بچے مغرور و بے مقدور تو خداوند کا لحاظ نہ کرے اور اُسکے لشکر سے بے ادبیان کرے دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہون ایرج اُسکو جواب دے رہا ہی کہ تیرے خداوند کی کیا حقیقت ہی اور تو کیا ہی غرض چار پہر دن کی کشتی مین ایرج نے بدر کو ٹانگ پر مارا کہ بدر چارون شانے چت گرا ایرج نے مشکین باندھین اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا قطب دوران ایرج پر زر نثار کرتے ہوئے لائے بدر کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے زندانخانے مین بھیجا اُدھر لقا ملول اُداس اور پریشان پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا تخت پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا بختیارک نے جو لقا کو بہت پریشان دیکھا کہا خداوند ایک صلاح مجھے سوجھی ہی کہ آپ پیغام صلح قطب دوران پاس بھیجے آفتاب پرستون سے ملجایے لقا نے کہا ای شیطان بہت امور خدائی ایسے ہین کہ اُنکی تقدیر مین نے تجھپر موقوف رکھی ہی بتا کون پیغام بیجائے بختیارک نے عرض کیا کہ بلوط کج گردن کو قید سے رہا کرکے اسکو خلعت دیجیے اور میرے ساتھ کیجیے مین اپنے ہمراہ اُسے لیکر قطب دوران کے پاس جاؤن اور جاکر کہون کہ خداوند نے کہا ہی کہ آپ بلوط کو لے لیجیے اور بدر بن زلازل کو دیدیجیے اور ہمارے آپکے صلح ہو جاے ہم آپ ایک جا

ہوکر خدا پرستون سے لڑین اُنکا کام تمام کرین یقین ہی کہ قطب دوران راضی ہوجائین بس آفتاب پرستون کو خدا پرستون سے
لڑوا دیجیے اور آپ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھیے اگر ایرج نوجوان غالب ہوا بہتر اور جو حمزہ غالب ہوا تو سمجھیگا کہ ایک بلا
دفع ہوئی لقا پکارا ای بختیارک بس یہی تقدیر مین نے کی تو اپنے ساتھ بلوط کو لیجا بختیارک بہت سی کشتیان تحائف کی
اور بلوط کو ساتھ لیکر چلا ہرکارون نے بختیارک کے آنے کی خبر قطب دوران کو دی قطب دوران نے
لوگون کو حکم دیا کہ بختیارک کو لاؤ اور ایرج نوجوان سے کہا کہ تم اُس روز بلوط کو چھڑانے جاتے تھے تمنے قدرت پیر اعظم
کی دیکھی کہ بلوط کو بغیر کوشش کے تمھارے پاس بھیجا ایرج نے قدمون کو چوم لیا اور کہا کہ بیشک و شبہ آپ واقف اسرار
ہین کہ اس اثنا مین بختیارک آیا اور دعا و ثنائے قطب دوران بجالایا بلوط کو سامنے کیا اور پیغام لقا کا دیا بلوط
نے پایۂ تخت قطب دوران کو چوما ایرج نوجوان کے قدمون پر گرا ایرج اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے پہلو مین جگہ دی
لیکن قطب دوران نے بختیارک کو کرسی پر بٹھایا بختیارک نے مضمون گذشتہ مشتمل صلح بیان کیا قطب دوران نے
کہا کہ ہم بھی صلح چاہتے ہین اور ہرگز ایرج کو تمسے نہ لڑنے دینگے گر تم لقا کے لشکر مین نہایت معقول معلوم ہوتے ہو تمھارے
پاس کیا عہدہ ہے کونسا کام ہے اور تمھارا کیا نام ہے بختیارک نے نام اپنا بتایا اور کہا کہ وہ شخص شیطان سے زیادہ مشہور
ہے شیطان درگاہ لقا ہے قطب دوران نے کہا کہ پیدائش تمھاری باختر کی ہے عرض کیا کہ نہین مین ایرانی ہون بختیارک
سے پوچھا کہ پھر باختر مین تمکو کون لایا اُسنے کہا کہ گردش فلک نے یہان پہونچایا قطب دوران نے کہا کیا حمزہ نے تمہین
کچھ رنج دیا بختیارک رو کر بولا کہ یا قطب دوران مین کیا کہون حمزہ نے کچھ میرے ساتھ نہین کیا ایک لک لک پا دزد
باریک گردن ساربان زادے مکار کے ہاتھ سے ایذا پہونچی قطب نے پوچھا کہ کون دزد مکار اُسنے کہا کہ عمرو عیار کہا عمرو کون ہے
بولا امیر حمزہ صاحبقران کا ایک عیار ہے بلاے بے درمان آفت جہان ہم سب ایرانی اُسی کی خراب کیے ہوئے ہین اُسنے
ہم سب کو دربدر کرکے خاک بسر کیا ہے قطب نے کہا کہ کیا وہ عیار لشکر حمزہ مین ہے بختیارک بولا کہ یا خلیفۂ خدا اُسنے اُسکا رو سیاہ
کیا چند روز ہوئے کہ حمزہ سے اور اُس سے بگاڑ ہوگیا حمزہ نے اُسے نکالدیا خدا اُسے پھر نہ لاے اور قریب تھا کہ بختیارک
عمرو کو گالیان دینے لگے اسوقت عمرو نے باتین کرتے کرتے بختیارک کو اپنی باہین آنکھ کا تل دکھادیا بختیارک کی نظر جو
پڑی پہچانا کہ یہ تو مرشد خود ہی ہے ہین اسنے کیا باتین کر رہا ہون دل سنسنا گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا زبان ہکلانے لگی منہ
سے کچھ کا کچھ نکلنے لگا جان نکل گئی دل مین کہا کہ ای بختیارک تو جانتا تھا کہ عمرو یہان نہین ہے وہ تو سبھی جگہ موجود ہین
گھبراکے کہا کہ قطب دوران خلیفۂ زمان عمرو سب طرح سے برا ہے اور نظر کردہ ہفت پیغمبران ہے اور دوسرے جو جو کرامت کہ آپمین ہے
یہ دو سو خداوندون مین سے ایک مین بھی نہین ہے اور ہر سرکش و گمراہ کو خوب درست کیا ہے بڑے بڑے کافرون کے سر کاٹے ہین
بڑے بڑے زبردستون کو زیر کیا ہے اور ہین تو اُنکا غلام ہون قطب بولے کہ او مردک منافق دو رنگے کبھی مذمت اور
کبھی تعریف ارے اِس حرامزادے کو خوب جوتیان مارکر نکالدو لوگ بختیارک پر پاپوش کاری ہونے خوب مار کر بارگاہ سے
نکالدیا بختیارک اُسی طرح منہ سوجا ہوا کپڑے پھٹے ہوئے لقا کے پاس آیا اُسنے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا اُسنے تمام حال
بیان کیا کہ مرشد کو بھلا برا کہا تھا اسپر قطب دوران نے مجھے خوب پٹوایا اور دربار سے نکلوا دیا لقا نے کہا ارے مرشد
کون ہے بختیارک بولا کہ جسنے آپکی ریش مبارک کو پیشاب سے مونڈا وہی مرشد کامل وہی ہادی آگاہ دل خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری ہے لقا برہم ہوا کہ مین نے تقدیر کی ہے وہ اب یہان نہ آئیگا کیونکر وہ یہان آسکتا ہے تو جھوٹا ہے تو نے کچھ گفتگو ایسی
کی ہوگی کہ خلیفہ بگڑ گیا اور تجھے مارا پیٹا یہ کہکے کہا ارے اِس شیطان کو جوتیان لگاؤ بختیارک پر خوب کفش کاری ہوئی یہ یہی چپا
ہین کہتا ہے کہ ای بختیارک قسمت مین تیری جوتیان کھانا لکھا ہے اب اس طرف کا حال سنیے کہ ایرج نوجوان نے طبل جنگ

بجنے کا حکم دیا اُدھر لشکر امیر اور لشکر لقا مین بھی نقارہ گرگرا یا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینون لشکر میدان مین آئے
صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج نوجوان قطب دوران سے اجازت لیکر معرکہ آرائے
نبرد ہوا مبارز طلب کیا ہاشم تیغ زن مرکب پر سے اُترکر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ
نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا جام عنایت ہوا ہاشم اُسے پی کر مرکب پر سوار ہوا آکے مقابل ایرج نوجوان ہوا العبد لگا ورزنی
کے نیزہ بازی شروع ہوئی خوب نیزے چلے ایرج نے سنان نیزہ ہاشم کی نکال دی ہاشم نے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری نیزون کے
ٹکڑے اُڑ گئے نوبت تلوار کی پہونچی دن بھر تلوار کی آخر کو ہاشم تیغ زن ایرج نوجوان کے ہاتھ سے زخمی ہوا آفتاب پرست تلوارین
ننگی کیے لشکر امیر کی طرف رخ کرکے پکارے کہ نا قدردان و نا انصاف کا دونون جہان مین روسیاہ ہو اس کلمے سے حمزہ
صاحبقران پیچ و تاب کھا کر رہ گئے آخر طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنے اپنے مقام پر پھر گئے رات کو ایرج نے پھر طبل جنگ
بجوایا اور صبح کو عرصہ کارزار مین آیا عجبیل یا ہیرو نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی ایرج نوجوان نے نیزہ عجبیل کا توڑ ڈالا شمشیرزنی
ہوئی عجبیل بھی زخمی ہوا پھر طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے اب حال اسد بن کرب غازی او عمرو بن رستم کا
سُنیے کہ ان دونون کو بدر بن زلال نے زخمی کرکے پکڑ لیا تھا اور زندانخانے مین بھیجدیا تھا خورشید اختی اور جمشید اختی کی
ہمشیرہ کا بیٹا فریدون اختی اپنے متعین تھانہ زندانخانے مین اکثر آیا کرتا تھا اسد کی باتین دیوانگی کی سُن سُنکر بہت خوش
ہوتا تھا اور بکمال حظ اُٹھاتا تھا ایک روز اسد نے فریدون سے کہا کہ ای فریدون یہ کیسی تمکو ہمارے ساتھ محبت ہی بلکہ
کمال بیمروتی ہی کہ تم تنہا شراب پیتے ہو اور ہمکو نہین دیتے ہو ہمارے ادنی ادنی لازم قرابے کے قرابے شراب کے دے ڈالتے
ہین اب ہم زندان مین گرفتار ہین فلک نے مجبور کر دیا ہی ناچار ہین اور کیا کہین کہ ہمارے دادا جان سے اور حمزہ
صاحبقران سے نااتفاقی ہی نہین تو اب تک ہم قید کاہے کو رہتے وہ ہمکو چھڑا لیجاتے فریدون اختی بولا ای شہریار مین
جانتا تھا کہ آپ شراب نہین پیتے آپکو شوق نہین ہی اسد نے کہا کہ کبھی ہم شراب تو ضرور پیتے ہین مگر کسی سے سوال کرنا
نہین جانتے ہین مانگنا عیب سمجھتے ہین تم از بسکہ ہمسے محبت پیش آتے ہو اس باعث سے تمسے اسوقت طلب کی اور نہین تو مانگنے
کی کیا وجہ تھی فریدون بولا کہ شراب حاضر ہی پیجیے اور یہ کہکے اسد کو شراب دی اسد نے خود ہی پی اور عمرو بن رستم کو
دی فریدون بولا کہ شہریار یہ کیا نااتفاقی ہی کہ آپ اکیلے ہی پی گئے اور کسی کو نہ دی اسد نے کہا کہ تم جسکو چاہو دو ہمین کیا
دو دن فریدون نے عمرو بن رستم کو بھی جام شراب دیا عمرو بن رستم نے بھی پی لیا لیکن اسد اب شراب پی رہا ہی گو کہ کھا رہا ہی
باتین بنا رہا ہی کہ فریدون نے پوچھا ای شہریار وہ دادا جان آپ کے کون سے ہین کہ جنکا ذکر آپ ابھی کرتے تھے جائے حیرت ہی کہ وہ
کیونکر آپ کو اس چوکی پہرے مین سے چھڑا لیجاتے کسطرح یہان تک آتے اسد نے کہا ای فریدون تم اُنکے وصف سے
نہین واقف ہو وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران برہم زنندۂ دولت کافران برباد کنندۂ خدائی بتان وہ جو تمنے سنا ہو خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری ولی اللہ عیارون کے بادشاہ وہ میرے دادا ہین لقا خدائے باختر کہ جب ملک سبال رہتے تھے اور
بر دو دن روز دریچہ قدرت سے سر باہر نکالتے تھے اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کی خلقت سجدہ کرتی تھی خدائی کے زور شور تھے
اُسی وقت اُنھون نے ساتوین قبطول پر چڑھکر لقا کو بیہوش کیا اور پیشاب سے ریش قدرت کو تر کرکے مونڈا اور وہ اب بھی
آفتاب پرستون مین قطب دوران بنے ہین کل کا ذکر ہی کہ بختیارک صلح کا ذکر کرنے گیا تھا اُسکو جوتیان لگواکر نکلوا دیا
فریدون نے کہا ای شہریار یہ سچ ہی کہ عمرو نے لقا کی ریش تراشی اسد نے کہا ای فریدون یہ بات تو اظہر من الشمس
اور ابین من الامس ہی ایک زمانہ جانتا ہی اور بھائی میرا شاہزادہ خاور سپاہ لقا کی بیٹی ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوا
اور اُسکو صاف باغ بہشت سے نکالے لیے چلا گیا یہ کیسی خدائی ہی کہ لقا کو خبر بھی نہوئی اور ماموں میرے ملکہ بدیع الزمان لقا کی

بڑی ہی جہان افروز کو عاشق ہو کر لیگئے ہین یاقوت شاہ کی بیٹی پر مائل تھا اور لقا شہر بشہر ہم لوگون سے بھاگتا پھرا اُسکو تم خدائی مانتے ہو غرض اسی طرح بہت سی مذمت لقا کی کی اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے کہ زنگ کفر دل سے فریدون کے دور ہوا آئینہ اسلام قلب پر پرتو فگن ہوا کہا کہ ای شہریار مین نے لعنت کی لقا پر اسد نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا فریدون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور دو پہر رات گئے دروازہ زندانخانے کا کھولکر اسد اور عمرو بن رستم کو قید سے رہا کر کے لشکر امیر کی طرف چلا ادھر امیر کا حال سنیے کہ اُنھون نے چالاک بن عمرو سے کہا کہ تو جا کر اس مکار کو پکڑ لا کہ یہ ہر روز مجھپر طعنہ زنی کیا کرتا ہی قطب دوران بنا بیٹھا ہی چالاک نے عرض کیا کہ بہت خوب اور اسباب عیاری اپنے بدن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا یہانتک کہ دروازۂ بارگاہ قطب دوران پر پہونچا دیکھا کہ قطب دوران تخت پر بیٹھے ہین اور ایرج نوجوان دنگل پر متمکن ہی شراب پی رہا ہی چالاک بصورت مبدل پھرا کیا رات کے وقت جب دربار برخاست ہوا اور ایرج اپنی خوابگاہ کی طرف گیا قطب دوران اپنی خلوت سرا مین آ سے اپنے دل سے باتین کرنے لگے کہ ای عمرو اس عرب نے بڑی بیوفائی تیرے ساتھ کی لیکن خدا نے ایرج ایسا جوان تجھکو دیا ہی اُسکا نعم البدل عطا کیا ہی یون اپنے دل کو تسکین دی بعد اُسکے کھانا کھا کر سو رہا چالاک نے کمینگاہ سے نکلکر پہلے پاسبانون کو بیہوش کیا بعد عمرو کو بیہوش کر کے پشتارہ مین باندھکر روانہ ہوا حمزۂ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو کا ذکر کر رہے ہین کہ اس نمک حرام نے آوازے کس کس کر سخت تنگ کیا ہی مین نے چالاک کو بھیجا ہی کہ جا کر پکڑ لاے دیکھیے لاتا ہی یا نہین یہی باتین تھین کہ چالاک پشتارہ لیے پہونچا امیر پکارے کہ ای چالاک اُس نمک حرام کو لایا عرض کیا کہ حاضر ہی اور پشتارہ سامنے رکھدیا امیر نہایت خوش ہو فرمایا اسے ہوش مین لاؤ چالاک نے خوب دست و پا عمرو کے باندھکر فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا خواجہ عمرو کو ہوش آیا اپنے دست و پا کو بندھا ہوا پایا سامنے امیر حمزۂ صاحبقران کو مع سرداران باتوقیر اور بادشاہ اسلام کے بیٹھے دیکھا پکارا کہ ای آفتاب تابان جو تیرے قطب کے ساتھ برائی کرے اُسکو تو جلا دے امیر یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوئے نعرہ کیا کہ او مکار لک لک باذ و باریک گردن ساربان زادے کیا جھک مارتا ہی یہ نمک حرامی کا عوض ہی کہ تو مرتے وقت کافر ہوا خواجہ عمرو پکارا کہ ای عرب تو پیر اعظم سے نہین ڈرتا اُسکے خلیفہ سے بی ادبی کرتا ہی وہ تجھے جلا دیگا امیر پکارے کہ ہان اس نمک حرام کو سزا ملے جو مجھے دوست رکھتا ہی اسپر تلوار مارے سب سردار تلوارین برہنہ کر کے اُٹھے خواجہ عمرو کی طرف چلے تھے کہ عمرو پکارا ایہا الناس تم مجھپر تلوارین کھینچ کھینچکر آتے ہو مین وہی ہون کہ لعل جادو نے شہر مشتری حصار مین تم سب کے سر کاٹکے قلعہ کے کنگرون مین چڑھادیے تھے مین نے لعل جادو کو مارا اور تم سب کو چھڑایا اور عنطلی آباد مین تم سب جانور بنگئے تھے مین نے تمکو انسان بنایا اور کس کس جگہ پر مین تمھارے واسطے سینہ سپر نہین ہوا آج حمزہ نے جو نگاہ سے مجھے پھیری تم سب کیا پھر گئے تمکو حیا و شرم باقی نہین رہی شعر دید کے قابل ہی تحفہ یہ گردش چرخ کی + پھرتے ہی اُنکی نظر سے زمانہ پھر گیا + سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہی شعر از باران چشم یاری داشتیم + خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم + یہ کلمہ سنکر تمام سردار تلوارین میان مین کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے دل مین کہنے لگے کہ چاہین صاحبقران ہمسے خوش ہون چاہین ناراض ہون ہمسے محسن کشی کبھی نہوگی امیر حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ سب سردار سر جھکائے بیٹھے ہین عمرو کی طرف رخ نہین کرتے اُسوقت ہاشم تیغزن کی طرف خطاب کیا ای ہاشم تو جا کر اس موذی کے ٹکڑے کر یہ فرزند رشید ہی کبھی عدول حکمی نہین کرتا با تیغ برہنہ خواجہ عمرو کی طرف چلا عمرو پکارا کہ ای ہاشم تیغزن کیا ارادہ ہی ہاشم بولا کہ قسم ہی خدا کی بغیر مارے تجھکو نہ چھوڑونگا عمرو یہ بات سنکر آمادہ مرگ ہوا زیست سے یاس ہوئی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا دعائین مانگنے لگا ناگاہ دربارگاہ پر ایک غلغلہ ہوا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھو تو کیا غلغلہ ہی قضا بیکار (اتفاقات روزگار) جسوقت عمرو کو چالاک پکڑلایا ہی اُسی وقت

سہر کارے آفتاب پرستون کے جو لگے ہوئے تھے انھون نے ایرج نوجوان کو خبر پہونچائی کہ قطب دوران کو عیار لشکر حمزہ کا پکڑ لیگیا اور خلیفہ سے جواب وسوال سخت و سست ہو رہے ہین ایرج نوجوان یہ سنتے ہی خشمناک مرکب پر سوار ہوکر جلد تر آیا ہے اور مانند شعلہ جوالہ کے اندر بارگاہ کے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور نعرہ کیا کہ اے حمزہ صاحبقران مین ایسا آپ کو نہ جانتا تھا کہ آپ قطب دوران کو عیار بھیجکر پکڑوا منگوائینگے آپ کو شرم نہین آئی کہ آپ نائب پیغمبر اعظم کے ساتھ ایسی حرکت کرتے ہین باوجودیکہ کرامات خلیفہ کے آپ دیکھتے جاتے ہین پھر اعتقاد نہین لاتے ہین اور اسپر طرہ یہ ہے کہ اسکے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے اگر ایک رونگٹا قطب دوران کا میلا ہوگا تو مین ابھی یہان دریاے خون بہا دونگا اپنی جان پر کھیل جاؤنگا اور قطب دوران کو چھڑا لیجاؤنگا امیر ایرج کی باتین سنکر ہنسے اور فرمایا کہ اے ایرج نوجوان یہ تمھارا دشمن دین ہے تمھارے قطب کو مارکر آپ قطب کی صورت بنا ہے رنگ وروغن عیاری کا چہرے پر ملا ہے ابھی کہو تو مین اسے نہلا دون یہ صورت بدل جائے ایرج نوجوان نہایت خفا ہوا کہ جو کچھ ہو مین قطب دوران کو لیجاؤنگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے ایرج اگر یہ تمھارا قطب ہو تو لیجاؤ اور جو میرا عیار ہو تو لیجانا کیا ضرور ہے ایرج بولا کہ یہ کیونکر معلوم ہوا امیر حمزہ نے فرمایا کہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہے حکم دیا کہ لاؤ گرم پانی مین اس مکار کو نہلا کر ایرج کو صورت اسکی دکھا دون ایرج اپنے قطب کو پہچان لے لوگ اُسی وقت آب گرم لینے کو گئے لیکن اب ایرج بھی حیران ہے اور عمرو بھی خیال افشاے راز سے پریشان ہے مضطرب ہوکر دعائین مانگنے لگا کہ اے پروردگار جلد اس عرب کے ہاتھ سے نجات دے کہ لوگ گرم پانی لیکر آئے امیر نے حکم دیا کہ اسے نہلاؤ لوگون نے چاہا کہ خواجہ عمرو پر پانی ڈالین اور عمرو عالم یاس مین تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کو اٹھا کر آسمان کو لے چلا امیر نے چاہا کہ تیر مارین ایرج نے دوڑکر کمان پکڑلی عمرو پکارا کہ اے ایرج مجھے فرشتہ مقرب لیے جاتا ہے اور اب تو یہان نہ ٹھہر اپنے لشکر کو جا یہ سب بے اعتقاد ہین ایرج نوجوان سجدے مین گر پڑا اور امیر سے کہا کہ اب بھی آپ کو اعتقاد نہین آیا امیر نے فرمایا کہ اے ایرج یہ فرشتہ نہین ہے دیو شیندرک عمرو کا شاگرد ہے جو عمرو کو لیے جاتا ہے ایرج بولا کہ سبحان اللہ کیا بد اعتقادی ہے یہ کہکر باہر نکلا مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا لیکن دیو شیندرک نے عمرو کو ایک دامن کوہ مین لاکر اُتارا اور سامنے عمرو کے رونا شروع کیا اور کہا کہ خواجہ جدائی مین بہار پری کی میرا برا حال ہے آسمان پری میرے اوپر ظلم کرتی ہے میری معشوقہ کو اور کسی کے ساتھ منسوب کیے دیتی ہے ہرچند کہ ماں بہار پری کی شادی کرنے پر راضی نہین ہے مگر وہ کیا کرے خواجہ عمرو نے کہا اے شیندرک تو اپنی معشوقہ کو لیجاکر پوشیدہ کر اس سے عذر مین مصروف رہ اور مجھے ان دنون مین غافل نہو مجھے بارگاہ ایرج مین پہونچا دے اور جب بارگاہ مین پہونچا یہ مسک نافہ نثار کرنا اور مجھکو تخت پر بٹھا دینا مین کہونگا اے فرشتہ مقرب پیغمبر اعظم تو چند روز میرے پاس رہ تو جواب دینا کہ ان دنون مین آفتاب تابان شکار کو جایا چاہتے ہین مین ہمراہ اُنکے جاؤنگا نہین تو آپ پاس ٹھہرتا یہ کہکر تو راہی ہونا غرض شیندرک نے موافق عمرو کی فرمایش کے اسکو بارگاہ ایرج مین پہونچایا اور بعد گفتگو کے قرار داد کے چلا گیا ایرج نے قطب دوران کے قدمون کو بوسہ دیا اور گرد پھرا قطب دوران نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اے ایرج دیکھا تو نے کہ یہ عرب کتنا بد اعتقاد ہے مین تجھے اسی واسطے منع کرتا ہون کہ ان لوگون سے نہ مل یہ لوگ بہت برے ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ یا قطب دوران آپ طبل جنگ بجوائیے قطب دوران نے حکم دیا اُسی وقت نقارہ زنی گرگرایا [illegible] کارون نے جاکر امیر کو خبر دی کہ اس طرح سے قطب دوران آسمان پر سے بارگاہ ایرج مین آئے اور اب ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے امیر حمزہ نے فرمایا کہ اس مکار نے خوب مکر پھیلایا ہے خیر کیا مضائقہ ہے سمجھ لیا جائیگا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے ادھر لشکر لقا مین بھی کوس بجی [illegible] تمام رات [illegible] صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے نکل گئے ایرج قطب دوران سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا

لشکر اسلام میں علمائے شیر پیکر جلوہ گری پر آئے آواز کرنا و دم گاو دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی قبہ دین ستون اسلام
کرب پر جرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب نے گھوڑے کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے
اُتر کر آداب بجالایا اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں سپرد خدا کیا جام کلہ عفریت عنایت فرمایا کرب نے اس جام
کو بے اندیشہ انجام پی لیا اور تنگ مرکب درست کرکے سوار ہوا میدان کو راہی ہوا جب مقابل ایرج نوجوان لشکر کے
پہونچا ایرج یکا و تنہا ہوا برابر سے مرکب دونوں کے پہنچا ہوئے گھوڑوں کو رانوں میں دبا دبا مسل مسل کر مقابل یکدگر
ہوئے اور بعد گفتگو نیزہ بازی میں مصروف ہوئے خوب نیزہ بازی ہوئی مطلب کسی کا حاصل نہوا سنانیں برچھیوں کی ناکارہ
ہوگئیں چھپر چھپر ٹوٹنے لگی برچھیوں کے پرخچے اُڑ گئے ایرج نے پکار کر کہا اے کرب تو نیزہ بازی میں مجھسے برابر رہا مگر یہ
گرز طمانچہ ملک الموت کا ہے خبردار رہنا یہ کہکر گرز کرب پر مارا کرب نے سپر سکندری پر روکا صدمہ ضرب گرز سے کرب بیہوش
ہوگیا مرکب تنگ تک زمین میں غرق ہوا مگر دونوں ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے انہیں سر موفرق نہوا یہ نشورہ گرد میں چھپ گیا
ایرج نوجوان کلاہ سر کج کرکے پکارا کہ زدم و پست کردم آواز اسکی ہمراہ اندلس تیز رفتار کرب کا عیار دوڑا گرد کرکے
جرس مارا با آواز بلند پکارا کہ ای شہریار حریف یاد کر رہے ہیں کرب کی آنکھ کھل گئی اپنے عیار کو سامنے کھڑے ہوئے پایا عیار نے
پوچھا کہ کیا حال ہے کرب نے کہا کہ پروردگار عالم نے بچایا مگر بلا کی ضرب ماری تھی یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا ایسا ہی گھوڑا اُٹھا
کہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا کرب پکارا کہ ای ایرج نوجوان خبردار ہو یہ کہکر گرز مارا ایرج نے بھی گرز کرب کا رد کیا مگر مرکب ایرج
کی ٹوٹ گئی دونوں گھٹنے ایرج کے زمین کو جا لگے شاپور عیار آکر ایرج کو ہوش میں لایا ایرج نے مرکب کو اشارہ کیا وہ مرکب
گلی بنا ہوا تھا کیا آگے بڑھتا ایرج اُسپر سے کود پڑا اور پیادہ پا تلوار کھینچکر دوڑا کہ کرب کے مرکب کو پی کرے کرب نے جو
یہ نقشہ دیکھا پشت زین سے روے زمین پر آیا دونوں میں کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی ناگاہ پاؤں کرب کا
موش خانے میں پڑکر اُکھڑ گیا کرب کو غش طاری ہوا ایرج نوجوان کرب کو پکڑ لیگیا ہر چند کرب نے کہا کہ ای ایرج اس طرح
بہادر بہادروں کو نہیں پکڑتے اس صورت سے اکثر نامرد اور بزدلے لڑتے ہیں مگر ایرج نے کچھ نہ سنا کرب کو باندھ لیا اور
لاکر بموت آفتاب پرست کو دیا کہ اسے قید کرکے شہر فرنگوشیہ میں لیجا بموت آفتاب پرست بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر کرب
کو اعرابے پر ڈالکر اور جو اور سردار لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے تھے اُن سب کو لیکر روانہ فرنگوشیہ ہوا اُدھر فریدون ختنی
اسد اور عمرو بن رستم کو قید سے چھڑا کر ساتھ لیے ہوئے آیا قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی امیر اُس سے بہت خوش
ہوئے خلعت سے سرفراز فرمایا لیکن اسد اور عمرو بن رستم اپنے ڈنگلوں پر بیٹھے دو چار جام شراب کے پیے دماغ نشۂ شراب
سے گرم ہوا اسد نے عمرو بن رستم سے کہا کہ کیوں بھائی اس بزاز بچے کے مارنے کی کوئی تدبیر ٹھہرائی عمرو بن رستم بولا کہ کبھی
میں اس امر سے کب باہر ہوں اسد نے کہا کہ پھر چلیے بسم اللہ عمرو بن رستم چپکے سے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کی نگاہ بچا کر
باہر نکلا اسد بھی پیشاب کے بہانے سے چلا دونوں بارگاہ سے باہر آئے اور بارادۂ قتل ایرج نوجوان روانہ ہوئے
لیکن ہرکارے جو ایرج کے لگے ہوئے تھے اُنھوں نے جا کر ایرج نوجوان کو خبر دی کہ اسد اور عمرو بن رستم دونوں
آپ سے لڑنے کو آتے ہیں ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہے اور اُٹھکر بارگاہ سے باہر آیا مرکب پر سوار ہوکر اُنکے مقابلے کو چلا اثنائے
راہ میں مقابلہ ہوا پہلے عمرو بن رستم تلوار کھینچکر ایرج پر آیا خوب تلوار چلی آخر کار عمرو بن رستم زخمی ہوا بعد اُسکے اسد بھی
لڑا وہ بھی مجروح ہوا مگر اُس حالت زخمداری میں بھی عمرو بن رستم اور اسد بن کرب غازی تلواریں کھینچکر آفتاب پرستوں
پر جا پڑے خوب تلواریں ماریں بہت سے آفتاب پرستوں کو جہنم واصل کیا انجام کار جب زخموں سے خون جاری ہوا
غش طاری ہوا تلواریں میان میں کیں دونوں ہاتھ حمائل گردن کرکے گھوڑے دونوں کے رزمگاہ سے لیے نکلے

چالاک بن عمرو اسکے بھی ساتھ ساتھ آیا تھا جب اسنے دیکھا کہ یہ دونون زخمی ہوئے اور گھوڑے سے انکو صحرا کی طرف لے چلے یہ لشکر آفتاب پرشان سے ابھر نکلا اور دونون گھوڑون کی باگ ڈورین پکڑکر لشکر اسلام مین لے آیا امیر حمزہ صاحبقران سے تمام حال بیان کیا صاحبقران سنکر بہت آزردہ ہوئے کہ عجب طرح سے یہ شہید ہے ہین خیر زخمون مین ٹانکے لگوائے
ادھر ایرج پھر کر بارگاہ مین داخل ہوا سپہ بیان کا حال تو یہین چھوڑ دیئے

جبتک دو کلمے داستان شاہزادہ عالم و عالمیان نور دیدہ مومنان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین غزل

مقابل ہو سکیگا ابر تر کیا میرے دامان کا
مقابل ہو گیا پھولو نشہ سبزہ اس گلستان کا
رقم جسمین کیا ہی وصف اس رخسار جانان کا
کہین تیغ کلی باندھے سے بھی ہوجاتا ہی بانکا
دلا رکھنا مجھے پاؤن گلزار جنت مین
تماشا دیکھنا منظور ہی مرقد چراغان کا
جہان مین فصل باران کا جو ہر سو آجکل غل ہی
بھڑکتے دیکھتے ہین ہم جو شعلہ آہ سوزان کا
قفس مین بھی رہا صیاد کا پاس ادب مجھکو
غرض کھو دیتی ہی دنیا مین سارا وقر انسان کا
دل مضطر کو کیونکر کل پڑے الفت مین گیسو کی
بہانا کرکے رسم تعزیت کا اپنا منھ ڈھانکا
قیامت تک نہ ہوگا بند یہ کبھی ای گنہگار رو
نہین گھر مین خدا کے کام کچھ حاجب کا دربان کا
اثر صحبت کا ای سفاک آخر آہی جاتا ہی
کبھی چاک قفس سے بھی گلستان کو نہین جھانکا
چراغ طور کو جسنے بجھایا حضرت موسیٰ نے
اگر ہی سلسلہ وحشت کا ہر تار اپنے دامان کا
ہوا ہین ناتوان قتل رگ گلون کی جامہ زیبی پر
اگر ہی میل آب تیغ مین کچھ آب حیوان کا
کیا افشاے راز عشق طفل اشک نے اپنے
یہ ہی لیکن نہ بھی ہکو سودا زلف پیچان کا
وہ ایذا دوست ہون ای درد سینہ بھی اثر ہی مین
اسلی کی تیغ کا ڈورا ہو میرے زخم کو ٹانکا
اگر لیلی کبھی ہی گم انا مجنون کا نعرہ ہی
کہ ہی سارا سمندر ایک آنسو چشم گریان کا
دمن اشکو نہیں پردہ کھل چلا دہانہ گریبان کا
ہوا مطلع ہلالی کا وہ مطلع ابروے دیوان کا
بیان کیا کوچہ قاتل کے آگے باغ رضوان کا
کھلا کرتا ہی برنگ خار غنچہ اس گلستان کا
بڑھی جاتی ہین راتین طول مین دن گھٹتے جاتے ہین
بچھڑا ہی گرد امن کے نیچے سے گریبان کا
وہ ایذا دوست ہون مین زخمی تیغ جفا ای لیلی
جنھین آنکھون مین کانٹے گر کسی گل کو بھی ہو جھانکا
زمین کیسی ہی ہو دو شعر کہنے سے مطلب ہی
پریشانی سوا کرتا ہی یارا نہ پریشان کا
جنون کی فصل آپہونچی ہی عریانی مبارک ہو
در تو یہ بھی گویا چاک ہی تیرے گریبان کا
بھلا جراح تو کیا لا سکیگا تاب نظارہ
کھٹک دل کی مزا دیتی ہی مجھکو تیرے پیکان کا
ہمارے دل کو لیکے ہمسے کم یا یہ کہا اسنے
وہ ادنا ایک جھونکا تھا ہواے حسن جانان کا
بھلا جز آپ کے ہی کون عالم یا علی ایسا
مجھے تلوار کا ڈورا ہوا ڈورا گریبان کا
جناب عشق کی سرکار مین ادنا بھی اعلے ہی
ڈبو دیتا ہی ساری آبرو یارانہ نادان کا
ڈراتا ہی عبث سختی سے روز حشر کی واعظ
پیام موت تھا تذکرہ جب آیا دربان کا
پڑھا جب فاتحہ دست حنائی رکھکے اس گل نے
خدا جانے یہ دل مائل ہی کسکے روے تابان کا
ہوا ہی خط سے دونا حسن اب رخسار جانان کا
اگر کچھ درد دل شبنم نے ہم اٹھکے اسنے ڈھانکا
کہے دو شعر بے معنی تو کیا ہی فخر انسان کا
کہ پھیلا جاتا ہی رنگ اس جگہ خون شہیدان کا
وہ میرے جسم پہ گل دو ہر رہتے ہین اپنے چھلو انکے
اثر پھیلا ہی یہ میری شب تاریک ہجران کا
بچھا دیتے ہین آب چشم سے کچھ پوشیدہ دام کبریا
مجھے ہی کرب کا باعث تہی ہونا نکیران کا
مین بوسہ مانگتا ہون دیتے ہین وہ گالیان مجھکو
نہین رکتا کسی کا ہاتھ ای دل مرد میدان کا
ہمارے بعد آنے کا ہوا ایسا حجاب انکو
یہ مژدہ دیکر رہا ہی خود بخود پھٹنا گریبان کا
ہمارے دل مین جب جی چاہے آکر کون رکھیگا
کہ محشر بپا ہی ہمارے زخم سوزان کا
بھلا کس جرم پر آنکھین تو ای صیاد سیتا ہی
یہ الٹی بات دیکھو مول لیکے مال کو آنکا
جنون ہوتا ہی فصل گل مین ذکر رخصت سے مجکو
کہ ابجد خوان ہی روح القدس جسکے دبستان کا
پڑے ہین بیجان کشتے جو تیرے ہاتھ کے قاتل
برابر مرتبہ ہی اس جگہ مور و سلیمان کا
ہماری استخوان سے شانہ گر شانے بناتے ہین
وہ کیا سمجھے جو دیکھے ہو جہان مین روز ہجران کا
جو وہ سفاک وقت قتل چاہے التیام اور
ہماری قبر پر شب کو ہوا عالم چراغان کا
کیا دونا ستم صیاد نے کہنہ اسیرون پر

کہ یہ تو پہلے ہی کتر سے تھا آج آنکھوں کو بھی ٹانکا　　جنون ان ہم اس میں شعر کیا کہہ سکتے تھے توبہ　　اگر یہ فیض تھا کچھ حضرت عشق سخندان کا

شاہزادہ نور الدہر عالیشان ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑا لگر یہ دانہ ہوا ہی تھا قریب مین ہرن کے چلا جاتا ہی جہان رُک رہتا ہی کہ اب جا سے تو ہرن اشارہ کرتا ہی کہ آ پھر نور الدہر مرکب کو اُڑاتا ہی حتے کہ قریب ایک باغ کے پہونچا ہرن تو اُچھل کر دیوار کو پھاند کے داخل باغ ہوا نور الدہر دروازے سے اندر باغ کے آیا وہان نہ ہرن کو دیکھا نہ کسی آدمی کو پایا اُس آہو کی جستجو کی مگر کہین پتا نہ لگا چاہا کہ باغ سے باہر نکلے دروازہ باغ کا مقفل دیکھا دیوارون کو بہت بلند پایا شاہزادے نے دروازے کا قفل توڑا دوسرا قفل پیدا ہوا دوسرے کو توڑا تیسرا پیدا ہوا یہ قفل توڑتا جاتا ہی اور پھر قفل پیدا ہوتے جاتے ہین اب شاہزادہ حیران و ششدر ہی کہ کیونکر جاے ایک آواز آئی باندی بدور قیامت تہین جا باندی یہ آواز سنکے اور زیادہ پریشان و ملول ہوا لا چار سیر باغ مین مشغول ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اس اثنا مین ایک آواز گریہ و زاری کی ایک طرف سے بلند ہوئی کہ ای پروردگار اگر زیست ہماری ہی تو ہمین اس عذاب سے نجات دے نہین تو عزرائیل کو حکم کر کہ ہماری قبض روح کرے اب یہ اذیت قید کی ہم سے اُٹھائی نہین جاتی ہی مجرد سننے اس آواز حزین کے شاہزادۂ نور الدہر بیچین ہو گیا اُس آواز کی طرف چلا جب قریب اُسکے آیا دیکھا کہ ایک دروازہ بند ہی اُسمین سے یہ صدا بلند ہی نور الدہر نے دروازہ کھولا اندر گیا دیکھا کہ اولوس حبشی اور ناہید جادو اور مجنون اختر شمار قید سخت مین گرفتار ہین شاہزادے نے حال پوچھا اُنھون نے جواب دیا غزل

ہم مبتلا ہین گردش لیل و نہار مین
بعد فنا بھی ہین جو نہین ہمدان قرار مین
دن کو ہین ہم حلب مین تو شب کو منتار مین
جاتے ہین رہروان عدم کس طریق سے
کیا گل کھلے ہین آمد فصل بہار مین
یہ کس سیاہ بخت سے ہی بر ہمی الفین
ای عندلیب کہہ دو ان یہ سو مین ہزار مین

جیتے ہین ہم تصور ابروے یار مین
کیا میرے ساتھ دفن ہی بجلی مزار مین
ہین چشم تر مین سیکڑون بادل بھرے ہوئے
نقش قدم بھی تو نہین اس رہگذار مین
اُٹھے نہ یہ زمین سے لاکھ آئین آندھیان
گیسوے یار آج جو ہین انتشار مین

مین قید عشق گیسو و رخسار یار مین
آب بقا ہی آب دم ذوالفقار مین
کشتہ ہین عشق عارض و گیسو مین روز و شب
لاکھون ہی بجلیان ہین دل بیقرار مین
دل مین ہزارون داغ ہوئے آتے ہی شباب
باقی ہی اب بھی منعقت یہ پیکر غبار مین
بستان عشق کا گل یک رنگ ہی جنون

ای شہریار انجم جادو کا بھائی ہیکل جادو ہمین یہان پکڑ لایا ہی کہتا ہی کہ عوض انجم جادو کے ٹکڑے ٹکڑے تمھارے گوشت کے ہو نگے کیونکہ تمھاری سازش سے انجم جادو مارا گیا ہی اور پوچھتا تھا کہ طلسم کشا کدھر گیا بتاؤ ہم نے کہا کہ ہم نہین جانتے اُسنے ہمکو تو یہان قید کیا اور آپ کی فکر مین گیا ہوا ہی نہین معلوم آپ کا قدم یہان کیونکر آیا یاد ہی آپ کو کسی فریب سے اس مقام پر لایا ہوگا نور الدہر بولا کہ یہ کیفیت پھر بیان کرونگا پہلے تمھین رہا کرلون اُن سب نے کہا ای شہریار یہ قید سحر ہی ہم نہ چھوٹینگے ناحق آپ بھی گرفتار ہو جائینگے خبردار ہمین ہاتھ نہ لگانا ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک آندھی بڑے زور شور سے چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور ایک جادوگر مہیب صورت نمودار ہوا اُسنے نعرہ کیا کہ باش ای قاتل انجم شاہ جادو مین ہی تجھے ہرن بنکر لایا ہون اب تو میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا تجھے اس طرح مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے مجھے ذرا رحم نہ آئیگا نور الدہر للکارا کہ او نابکار کیا جھک مارتا ہی مین تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون اولوس پکارا ای شہریار یہی ہیکل جادو ہی اسی نے ہم سب کو گرفتار کیا ہی نور الدہر یہ سنکر تلوار کھینچکر دوڑا ہیکل جادو نے سحر کیا کہ ہاتھ شاہزادے کا خشک ہو کر رہگیا ہیکل جادو نے ہاتھ نور الدہر کا پکڑ کر کھینچا اور چار میخین گاڑ کر شکنجہ باندھ دیا اور آواز دی کہ ارے جلد لکڑیان لا کر سلگاؤ اور چھری یہان نمک مرچ لاؤ مین اسکے کباب کرکے کھاؤنگا سب اسباب آکر موجود ہوا آگ دہکنے لگی شاہزادے کا بدن جلنے لگا اور وہ حرامزادہ چھری ہاتھ مین پکڑ کر قریب بیٹھا کہ گوشت کاٹکر کباب کرے نور الدہر دعا مانگنے لگا کہ ای خالق عالم بصدق اپنے بندگان خاص کا مجھے اس ظالم کے پنجے سے نجات دے قطعہ ای آنکہ بجاے خویش پایندہ توئی + در دامن شب صبح نمایندہ توئی +

کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ + بکشاے خدا یا کہ کشائندہ توئی + ہنوز دعا مانگ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی نقابدار قنطورہ پوش چارون نقابدار سیت پیدا ہوا اور نورالدہر کو دیکھا کہ جو شکنجہ بندھا ہوا ہی اور ہیکل جادو مستعد قتل بیٹھا ہوا ہی شاہزادے کو پہچانا کہ یہ تو حمزۂ صاحبقران کا پوتا ہی بس نعرہ کیا کہ او ہیکل جادو کیون تو اسکے درپی قتل ہوا ہی خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا چھوڑ دے نہین تو تجھسے بری طرح پیش آونگا اور تجھکو نہین معلوم کہ خداوند فرعون شاہ کا یہ حکم نہین ہی کہ خدا پرستون کو ایذا دو تو نے کیون اسکو گرفتار عذاب کیا ہی ہیکل جادو نے جواب دیا کہ اسنے میرے بھائی انجم جادو و بادشاہ طلسم جان بن جان کو مارا ہی مین اس سے عوض خون کا لونگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا قنطورہ پوش نے کہا کہ تو جو اسے مارتا ہی کیا مجال تیری جو تو اسکی طرف آنکھ بھر کر کے دیکھ سکے تجھے لازم ہی کہ اسے چھوڑ دے نہین تو نہایت ذلیل و خراب ہوگا تو خود گرفتار عذاب ہوگا ہیکل جادو نے کہا کہ مین کیا تیرا تابعدار ہون جو تیرے کہنے پر عمل کرون تو کیا اور حکم فرعون کیا مین کسی سے پاپکی نہین رکھتا اور یہ کہکر سحر کرنے پر مستعد ہوا قنطورہ پوش ہنسا اور نقابدار قلندر قہقہہ سے کہا کہ اسے پکڑ لا نقابدار قہقہہ ہیکل جادو کی طرف چلا ہیکل جادو نے سحر کیا کہ آگ کا دریا بہکر نقابدار پر دوڑا اگر جسوقت پاس نقابدار کے پہونچا شعلہ ہاے آتش پھٹ گئے نقابدار برابر ہیکل جادو کے آیا نقاب منھ پر سے دور کی پکارا کہ برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا ہیکل جادو کی جو نگاہ نقابدار کے چہرے پر پڑی بجرد دیکھنے کے ہنسنا شروع کیا یہانتک ہنسا کہ ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا قنطورہ پوش نے کہا کہ ارے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دو لوگ تلوارین کھینچکر آئے اسی وقت اسکے پرزے اڑا لئے اور نورالدہر کو مع اولوس و ناہید اختر شناس قید سے رہا کیا نقابدار نے خیمہ استادہ کر دیا انھین نورالدہر کو بٹھایا دعوت و ضیافت کی صحبت عیش آراستہ ہوئی ارباب نشاط طلب ہوئے انھون نے بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی

غزل

کس سے برہم ہو کہو ہمسے چھپانا کیا ہے — ذکر مذہب کا بھلا عشق مین لانا کیا ہے

کچھ نہ ظاہر ہوا راز انکی کمر کا کیا ہے — کس سے ہم پوچھین الٰہی یہ معما کیا ہے

آپ کا دوسرے کے دل پہ اجارا کیا ہے — آپ تک سایۂ دل مین جو نہین گفت و شنید

جب ہی مشہور جہان دیدہ فلان آنکی — پھر تو آسنے کا بھلا یار سے شکوا کیا ہے

آپ کا معجزہ اے حضرت عیسیٰ کیا ہے — تاب نظارۂ محبوب نہ لایا کوئی

سر تو ٹنکرا چکے سو بار صنم کے در پر — آگے اب دیکھیے تقدیر کا لکھا کیا ہے

ہم بھی تو سنلین الٰہی کہ یہ قصا کیا ہے — کچھ لیا تو نہین مانگا ہی فقط بوسۂ لب

رنگ رخ زرد ہوا جاتا ہی کیون آپکے آپ — اے جنون کچھ تو بتاؤ کہ یہ نقشا کیا ہے

بل ہی کیون ابروون پہ آج یہ نقشا کیا ہے
کعبہ کہتے ہین کسے اور کلیسا کیا ہے
ہمکو چاہے نہ کوئی آپ یہ کیا کہتے ہین
آفرای باد صبا دونون مین جھگڑا کیا ہے
مردے ٹھوکر سے جلاتا ہی مسیحا میرا
خضر آپ پر اے حضرت موسیٰ کیا ہے
اسکا جلوہ نظر آیا جو ہوئے غش موسے
اتنی سی بات پر اے جان بگڑنا کیا ہے

ابعد صحبت عیش و نشاط کے جب تخلیہ ہوا تو نقابدار نے نورالدہر سے پوچھا کہ یہ تو کہو کہ بھائی عمرو اور حمزۂ صاحبقران سے صلح ہوئی یا ابھی نہین نورالدہر نے کہا کہ اب تو وہ شہر فرنگو شیہ سے ایرج کو صاحبقران بناکر آپ اسکے قطب بنکر لڑائی کو لائے ہین ابھی صفائی کی کون صورت ہی مگر ہم لوگ خواجہ عمرو کے دشمن نہین ہین نہ وہ ہمارے دشمن ہین ہم آج چاہتے ہین کہ خواجہ عمرو سے اور امیر سے صفائی ہو جاے کہ وہ تو ہم سب کے محسن ہین ہر بلا سے ہمین بچاتے تھے ہر وقت مین شریک ہو جاتے تھے قنطورہ پوش نے کہا کہ مین نے خواجہ عمرو کو اپنا بھائی کیا ہی مجھکو اس سے کمال محبت ہی مین بھی دعا کیا کرتا ہون کہ امیر حمزہ سے اور خواجہ عمرو سے ملاپ ہو جاے نورالدہر بولا کہ خدا چاہیگا تو ہو جائیگا القصہ دوسرے دن نقابدار تو چلا گیا نورالدہر اولوس اور ناہید اور سب کو رخصت کر کے روانۂ لشکر اسلام ہوا کوئی دو تین کوس آیا ہوگا کہ گرد و غبار کا شق اٹھا بارہ ہزار سوار سے ہیبت آفتاب پرست نمایان ہوا کہ ب غازی کو اعراب پر ڈالے ہوئے فرنگو شیہ کو لیے جاتا تھا شاہزادے پر

جو یہ حال کھلا نہایت برہم ہوا اور سامنے بہوت آفتاب پرست کے آکر کہا کہ او بہوت قید کرب غازی کی میرے حوالے
کر نہین تو ابھی تجھے مار کر چھین لونگا بہوت آفتاب پرست نے دیکھا کہ یہ نبیرۂ حمزہ صاحبقران یکہ و تنہا ہی تنہا کا گرفتار کرنا
کیا ہی فوج کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو لشکر شاہزادہ نورالدہر پر دوڑے شاہزادہ تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑا بہت سے لوگون کو
قتل کیا خوب لڑائی ہوئی آخر بہوت سے سامنا ہوا بہوت نے تلوار ماری شاہزادہ نورالدہر نے تلوار اُسکی رد کرکے
جواب وار کیا بہوت آفتاب پرست کے دو ٹکڑے ہوئے فوج اُسکی شکست کہا کر بھاگی کرب غازی نے قید توڑی اور سردار
بھی قید سے رہا ہوئے شاہزادہ نورالدہر نے کرب غازی سے حال پوچھا کہ آپ کیونکر قید ہوئے اُس بہادر نے حال
بیان کیا کہ کشتی مین کولہ میرا اُتر گیا ایرج نے نامردی سے مجھے پکڑ لیا مگر ای شاہزادہ نورالدہر اس نامردی کا عوض
اُس آفتاب پرست سے نہ لیا ہوتا تو اپنا نام کرب غازی نہ رکھا ہوتا ہین بغیر عوض لیے لشکر اسلام مین نہ جاؤنگا قسم ہی مجھکو
علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی کہ جب تک سر اُس کا پاس فروش بچہ بازاری کو نہ دے لونگا کسی کو منہ نہ دکھاؤنگا یہ
کہکر صحرا کو راہی ہوا شاہزادہ نورالدہر مع چار سردارون کو ہمراہ اپنے لیکر لشکر اسلام کی طرف چلا لیکن لوگ بہوت
آفتاب پرست کے بھاگ کر حیران و پریشان پاس ایرج نوجوان کے پہونچے اور بیان کیا کہ شاہزادہ نورالدہر نے
بہوت کو قتل کیا اور سب قیدیون کو چھڑا لیا ایرج نوجوان یہ کلمہ سنکر غیظ و غضب مین آکر اُٹھا کہ مین جاکر نورالدہر کو
بسزا پہونچاتا ہون اور سوار ہو کر بے اجازت قطب دوران روانہ ہوا ایسا غصہ ہی کہ گھوڑے کو اُڑاے ہوئے چلا آتا ہی اور
پیچھے پیچھے عوجان دریاباری مرجان دریاباری وغیرہ یہ سب ہین کہ اثناے راہ مین شاہزادہ نورالدہر سے
مقابلہ ہوا شاہزادہ نورالدہر سب سردارون کو پشت پر رکھکر مقابل ایرج ہوا ایرج نے باادب سلام کیا اور کہا کہ ای
شہریار مجھسے اور آپ سے یہ دوستی و ملاقات اور آپ نے میرے رفیق کو مار ڈالا کچھ میرا پاس و لحاظ نہ کیا بھلا آپکو
اُس سے کیا غرض تھی کیا مطلب تھا شاہزادہ نورالدہر نے جواب دیا کہ ای ایرج انصاف شرط ہی مین کیونکر اپنے
پھوپھا اور اُستاد کو قید مین گرفتار دیکھ سکتا اور سردار میرے اور باپ دادا کے اسیر تھے کیونکر طرح دیتا آپ بھی
مین نے یہ کہکر بہوت آفتاب پرست کو سمجھایا کہ تو ان سردارون کو میرے حوالے کر مین ایرج نوجوان کو جواب
دے لونگا اُسنے میرا کہنا نہ مانا مجھسے مقابلہ کیا بلکہ جو کچھ سخت و سست اُسکے جی مین آیا مجھکو کہا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو
سب آفتاب پرست میرے اوپر آ پڑے اُسوقت مین نے اُنپر تلوار کھینچی قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ بہوت مارا گیا
اب تم جو کر ناکر آئے ہو تو مین کچھ حلوہ نہین ہون جو نگل جاؤگے ایرج بولا ای شہریار مجھکو آرزو ہی میرے آپکے آزمایش
ہو جائے شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ مین یہان تمسے نہ لڑونگا کسواسطے کہ اگر مین نے تمکو زیر کیا تو ایک زمانہ کہیگا کہ بہت سے
پہلوان نورالدہر کے ہمراہ تھے اس سبب سے غالب آیا بہتر یہ ہی کہ لشکر مین چلو طبل جنگ بجوا کر میدان مین نکلو تمام زمانہ
وہان جمع ہی سب دیکھینگے کہ کون کس پر غالب ہوا کسنے کسکو زیر کیا ایرج نوجوان نے کہا کہ بہت اچھا غرض دونون وہانسے
چلے ایرج نوجوان اپنے لشکر مین داخل ہوا نورالدہر خدمت صاحبقران مین آیا قدمبوسی حاصل کی باپ کو سلام کیا
بدیع الزمان نے اُسے گلے سے لگایا شاہزادہ نورالدہر نے کرب غازی کا حال بیان کیا کہ وہ صحرا کو چلے گئے میرے ساتھ نہ
آئے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ کرب نہایت صاحب غیرت اور بہادر بے نظیر ہی ایرج نے بڑی حرکت نامردانہ
اُسکے ساتھ کی وہ مقرر اس سے عوض لیگا سزا اسے معقول دیگا مگر شاہزادہ نورالدہر کے آنے سے کمال خوشنودی ہوئی صحبت
عیش آراستہ کی بجاے عمرو چالاک نے لن ترانی کی یہ بھی بعد خواجہ کے اپنا مثل نہین رکھتا یہ غزل گانا شروع کی

غزل

یارون مین خوب شیشۂ ساعت ہوئی تو کیا | شلا مہر ... صاف دل ... ہوئی تو کیا | نکلا نہ گھر سے فاتحہ پڑھتے تمام عصر

کوچہ مین اُسکے نام کو تربت ہوئی تو کیا
کیا فائدہ کفن سے چھپا کر جو منہ چلے
روز جزا نجات کی صورت ہوئی تو کیا
گلچین نے سب کو پھول دیے ہمکو داغ دل
تسلیم یون سحر شب فرقت ہوئی تو کیا

ہر حال مین جلے صفت شمع رات بھر
سر کر کیے ہوئے سے ندامت ہوئی تو کیا
محروم دیدہ رہ گئے اعمال کے سبب
باغ جہان مین ایسی بھی قسمت ہوئی تو کیا

خلوت ہوئی تو کیا ہمین جلوت ہوئی تو کیا
جو جو عذاب قبر مین ہونے تھے ہو چکے
برگشتہ قسمتون کو قیامت ہوئی تو کیا
کیا مرکے شکل روز تمنا مین دیکھتا

اُس طرف لوزمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھا تھا اور بختیارک کہہ رہا تھا کہ یا خداوند اب اِن خدا پرستون سے کون سامنا کریگا آفتاب پرستون کو کون جواب دیگا لقا کہہ رہا تھا کہ مجھے کارخانہ خدائی مین کیا دخل ہے نہین معلوم کہ مین اپنی خدائی کے کیا کھیل کھیلتا ہون یہی باتین تھین کہ آسمان پر سے شعلۂ آتش نمایان ہوئے برہمن جادو تخت زرنگار پر سوار دریاے جواہر مین غرق سامنے سے آئی لقا کو سجدہ کیا بیٹھی چارون طرف دیکھا اپنے معشوق بدر بن زلازل کو نہ پایا پوچھا کہ یا خداوند بدر کہان ہے لقا بولا کہ ای برہمن جادو اُسے ایرج آفتاب پرست پکڑ لیگیا ہے اور مین بہت پریشان ہون اب تم آئی ہو تو اِن خدا پرستون سے لڑو اِنکا کام تمام کرو اور آفتاب پرستون کو دہ وزدہ باریک گردن عمرو بن امیہ ضمری لیکر آیا ہے انکو بھی مٹادو اب ہاتھ میرا ہے اور دامن تمھارا ہے برہمن جادو نے کہا کہ یا خداوند مین کوئی پہلوان نہین ہون کہ لشکر حمزہ سے لڑون مجھکو سحر مین دخل ہے سو اسکی صورت یہ ہے کہ حمزہ اسم باطل السحر جانتا ہے مجھکو کب مانتا ہے مفت مین حمزہ کے ہاتھ سے ماری جاؤنگی اور اگر آفتاب پرستون سے لڑون تو وہان عمرو ایسا عیار موجود ہے کہ جسنے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کردیے کل کا ذکر ہے کہ عنطلی آباد کو کس طرح برباد کیا میری اُسکے سامنے کیا حقیقت ہے مین اپنی جان مفت نہ دونگی مگر بدر بن زلازل کو البتہ چھڑا لیجاؤنگی اور ملک کوچک باختر کو اُسے مسخر کرواؤنگی فوج فراوان لشکر بے پایان جمع کرکے آپ کی مدد کے واسطے بدر کو لاؤنگی لقا نے کہا کہ تمھی ہزار برس جیتی رہو تقدیر کی تھی غرض برہمن جادو نے رات کے وقت جاکر سحر کیا کہ موکلان زندان سب سوگئے برہمن جادو بدر بن زلازل کو چھڑا کے لے آئی اور لقا سے رخصت ہوکر مع بدر روانہ باختر ہوئی مگر لقا نہایت آزردہ کمال رنجیدہ بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ارچنگ ماہی خوار تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آپ کی مدد کے واسطے آتا ہے لقا یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور سردار استقبال کے واسطے جائین اور ارچنگ کو لائین ارچنگ ماہی خوار ایک مدت سے لاہوت شاہ پر عاشق ہے اِسنے جو سنا تھا کہ ایرج آفتاب پرست لاہوت کو پکڑ لیگیا ہے یہ سمجھکر یہ آیا ہے کہ چلکر ایرج نوجوان کو سزا دیجیے اپنے معشوق کو چھڑا لیجیے دو منزلے کا ایک منزلہ کرتا آیا ہے جب بارگاہ لقا مین پہونچا لقا نے صحبت رقص و سرود آراستہ کی ناچ ہونے لگا مغنی نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

آپ مین گم ہون کسی کی جستجو سے کیا غرض
آرزو کہتی ہے مجھکو آرزو سے کیا غرض
کیون نہ ملین ہم خاک مین تعظیم منعم کے لیے
رند مشرب ہون مجھے اِس گفتگو سے کیا غرض
عندلیب گلشن جنت ہون مجھکو ای صبا
ورنہ تھی گردن طوق بیگلو سے کیا غرض
مین تو ہون تسلیم شاگرد نسیم دہلوی

جب دہن ٹھہرا ترا ابہام گفتگو سے کیا غرض
بحر ہستی مین حباب آسا فقط رکھتے ہین سر
اہل زر کی اعتبار آبرو سے کیا غرض
کشتہ قاتل کی طلب محشر مین ہوگا زخم دل
تو ہی مبتلا ان گلون کے رنگ و بو سے کیا غرض
سرخوش جوش حقیقت ہون مجھے اس نام مین
مجھکو طور شاعران لکھنؤ سے کیا غرض

دیکھیا تجمل فلک کو حوصلہ جیتا رہا
ہتکڑی سے کام کیا طوق گلو سے کیا غرض
ذکر کعبہ ہو کہ وصف دیر دونون کو سلام
مین تو راضی ہون تمھین میرے عدو سے کیا غرض
ہے کسی مجھو سے دوران کا مہ لو یادگار
ساقیا تیرے مے و جام و سبو سے کیا غرض

جب اسنے دیکھا کہ سب بیٹھے ہین مگر لاہوت شاہ نہین ہے اور لاہوت شاہ پوشاک بدلنے گیا ہوا تھا غرض ارچنگ ماہی خوار نے لقا کو سجدہ کیا دنگل پر بیٹھا پوچھا یا خداوند نور خالص لاہوت شاہ کہان ہین بختیارک نے کہا آتے ہین حمام کرنے گئے ہین کہ اب دو گھڑی کے لاہوت شاہ

آیا تاج مکلل بجواہر سر پر رکھے پیراہن آب رواں کا گلے میں پہنے سراپا موتی ٹکے ہوئے تھے کمر الماس کا گنڈی یاقوت کی لگی ہوئی تھی
پائجامہ سبز گلبدن کا پاؤں میں نورتن بازوؤں پر بندھے ہوئے دونوں گال مانند چقندر کے سرخ آنکھیں زرد بال کھبرے ارجنگ
نے جو لاہوت کو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر لپٹ گیا رخسار نحس کا بوسہ لیا پاس اپنے بٹھا لیا اور پوچھا کہ میں نے سنا تھا کہ ایرج آپکو
پکڑ لیگیا تھا بختیارک بولا کہ یہ حال مجھ سے پوچھیے اُسنے تو غضب کیا پہلے روز جو ایرج آیا سہیلان کو قتل کرکے جنگ مغلوبہ میں لاہوت
شاہ کو پکڑ لیگیا منشار خار النشین مردار خوار لاہوت شاہ کو چھڑا لایا تھا کہ ایرج تنہا بارگاہ میں خداوندے کے گھس آیا اور منشار
کو مار کر لاہوت شاہ کو اسیر کرلیا اور قید شدید میں گرفتار کیا کہ دیکھیے ابتک ہتکڑی بیڑی کے نشان دست و پا میں ہیں
کس بیدردی سے خداوندزادے کو قید رکھا ہے اور کیا اذیتیں دی ہیں ہاے وہ جو کی روٹی کا ملنا اور خداوندزادے کا
نہ کھانا اور بھوک سے تڑپنا اور پیاسا رہنا القصہ ایسا بختیارک نے حال لاہوت شاہ کا بیان کیا کہ ارجنگ ماہی خوار
رونے لگا اور کہا کہ جبتک اس آفتاب پرست کو نہیں مارتا ہوں مجھے چین نہیں ہے لقا سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے
میں کل ایرج کو قتل کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ادھر ایرج کو خبر ہوئی اُسنے بھی حکم دیا نقارہ کررہ بنوازش میں آیا ادھر امیر حمزہ
صاحبقران کو جا کر ہرکاروں نے ارجنگ ماہی خوار کے آنے کی اور طبل جنگ بجوانے کی خبر دی امیر نے بھی فرمایا کہ
نقارہ بجے تینوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نہیب دے کر
چلے گئے ارجنگ اپنے گینڈے کو اڑا کر سامنے لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا جا تجھکو سپرد کیا اپنے ید قدرت کے تیری دم
شمشیر میں سب کی موت تقدیر کردی ہے ارجنگ واسنے پھر لاہوت شاہ کے گلے سے لپٹا کئی بوسے اسکے لیے اور کہا اپنے
شب کو اپنے وصل سے مجھکو شاد کیا ہے میں بھی جان اپنی نثار کرنے جاتا ہوں لاہوت شاہ نے ہنسکر ایک طمانچہ اسکے مارا اور
کہا کہ جا اگر تو نے جا کر اس آفتاب پرست کو مارا تو آج تجھے بہت خوش کرونگا بس ارجنگ میدان میں آیا نعرہ کیا کہ او کرپاس
فروش بچہ بازاری بے ادب نکل میدان میں تو تجھے اس بے ادبی کا حال معلوم ہوگا کہ خداوندزادے کو تو پکڑ لیگیا اور قید کیا
ایرج مرکب کو اڑا کر قطب دوراں کے سامنے آیا اجازت چاہی قطب دوراں بولے کہ سپرد کیا تمہیں اعظم کو ایرج مقابل
ارجنگ ماہی خوار ہوکر لگا وزن ہوا لیکن اُسکے ارجنگ نے کہا سن تو او آفتاب پرست یہ تو نے کیا غضب کیا تھا کہ نور خالص
میکائیل قدرت کو زندان میں بند کیا تھا ایرج بولا او بدمعاش کیا بیہودہ بکتا ہے تجھکو کیا چھوڑونگا دیکھ کسطرح مارتا ہوں یہ
سنکر ارجنگ آگ ہوگیا اور کہا او آفتاب پرست زبان درازی جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو ایرج نے کہا کہ تو اپنا حربہ پہلے کر لے ارجنگ نے
نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے چند طعن میں نیزہ ارجنگ کا نکال دیا جہان آنکھوں میں ارجنگ کی تاریک ہوگیا تلوار کھینچکر ایرج پر ایسا
کہ سپر کو قلم کرکے سر پر ایرج کے پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی ایرج نے دستانہ مارا کہ تلوار چھنا کر نکل گئی سر سے ایک چادر خون جاری ہوئی
ایرج نے زخم سر ہاتھ سے پکڑ کر تلوار ارجنگ پر ماری کہ سپر اسکی قلم ہوئی اُسنے سر اپنا بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ قلم ہوئی
گینڈا اور ارجنگ دونوں گرے آفتاب پرست تلواریں برہنہ کرکے پکارے کہ ناقدردان ناانصاف کا دونوں جہان میں روسیاہ
صاحبقران کو یہ کلمہ نہایت ناگوار ہوتا ہے مگر ضبط کرکے رہ جاتے ہیں لیکن اُدھر ارجنگ کا گرنا تھا ادھر فوج ارجنگ کی ایرج پر
دوڑی ایرج بھی اُنپر دوڑ پڑا آفتاب پرست ملک کو دوڑے خوب تلوار چلی ارجنگ کو گینڈے کے نیچے سے نکالا یہ بھی اور گینڈے پر
سوار ہوکر لڑنے لگا دن بھر تلوار چلی شام کو طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ میں پھر گئے نور الدہر ایرج کے دیکھنے کو آیا ایرج
نے سوار استقبال کے واسطے بھیجے جب شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا ایرج چاہتا تھا تعظیم کے واسطے اٹھے نور الدہر پکارا ای ایرج خبردار
نہ اٹھنا اگر اٹھوگے تو زخم کے ٹانکے ٹوٹ جائینگے ایرج ناچار نہ اٹھا نور الدہر بیٹھا مزاج پرسی کی اور کہا کہ ای ایرج زخمی ہونے کا مضائقہ
نہیں ہے زخم سکہ ہے زر نقد بہادری کا جو مہر ہے شمشیر تھوڑی کا سوا جب تک گھوڑے پرسے نہ گریگا اُسے سوار ہونا نہ آئیگا اکثر بھی ہم

زخمی ہوگئے ہین صاحبقران بہت زخمدار ہوئے ہین اور ہمیں کل اس ارچنگ ماہی خوار کو مارینگے ایرج نے کہا اے شہریار آرزو تو یہی ہے کہ
مین اچھا ہو کر اُسے قتل کرون مگر آپ کو منع بھی نہین کرتا ہون خیر جو مرضی آفتاب تابان کی بڑی دیر تک اسی طرح کی باتین رہین کہ
اسمین خبر پہونچی کہ ارچنگ نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے نورالدہر تو رخصت ہو کر چلا گیا تینون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبح کو سب لشکر
میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب ہٹ بڑھ کر چلے گئے ارچنگ ماہی خوار لاہوت شاہ کو خوب پیار کرکے بہت سے بوسے
لیکر میدان کو چلا خوب گینڈے کو جولان کیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام مین ہمائے غیر پیکر جلوہ گری پر آئے اور اُس شخص نے باگ لی جسے
نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر علیہ السلام
کہتے ہین سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خدا حافظ و نگہبان ہے یہ فرما کر جام طلب کیا
شاہزادے نے پیا اور بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر مہمیز کرکے میدان مین آیا ارچنگ سے لگا ور زن ہوا کہ ارچنگ گرتے گرتے
سنبھلا ارانون مین مسل کر سامنے پہونچا پوچھا کہ اے خدا پرست تو کون ہے شاہزادے نے فرمایا شہر نظیر حمزہ صاحبقران بچشم و نقہ منم
ستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر + تو نے سنا ہوگا تمام تاریکیان کفر کی میری ذات سے مٹین ہین نبیرہ حمزہ صاحبقران ہون
شہر منم ماہ تابان صاحبقران + گل بوستان بدیع الزمان ارچنگ نے کہا کہ نام تیرا معلوم ہوا ایک مرتبہ نام تیرا اکثر یارک
کی زبانی سنا تھا مین پوچھتا ہون کہ آفتاب پرستون کا کام تمام کرون تو نے کیون آکر مقابلہ کیا شاہزادے نے کہا کہ مجھسے اور ایرج سے
دوستی کمال ہے وہ تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا ہے مین اُسکی تلافی کرنے نکلا ہون ارچنگ بولا کہ تو مجھے ایسا حلوہ سمجھا ہوا ہے خیر لا اپنا
حربہ نورالدہر نے کہا کہ ہم اہل اسلام مین حربہ چلانے پر پہلے نہین کرتے اُسنے یہ سُنکر خبردار خبردار کہکے شاہزادے پر نیزہ مارا نورالدہر
نے نیزے کو نیزے پر لیا اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا ارچنگ آگ ہوگیا کہا غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا مگر
یہ تلوار ہے کہ برسون کے جھگڑے فیصل کرتی ہے خبردار رہنا یہ کہکر تیغ نیام سے کھینچکر نورالدہر پر مارا نورالدہر نے چاہا کہ تلوار اُسکی
چھین لے اور کرزین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھالے یہ ارادہ کرکے مرکب کو مہمیز کیا پاؤن گھوڑے کا موشخانے مین جا پڑا گھوڑے نے
سکندری کھائی خود سر سے اُلٹ گیا اوپر سے تلوار ارچنگ کی پڑی اور کوئی چار اُنگل سر مین اُترگئی شاہزادے نے دستانہ مارا
تلوار جھٹکا کر نکل گئی سر سے چادر خون کی جاری ہوئی شاہزادے نے زخم سر کو باندھکر گھوڑے کو سنبھالا اور تلوار ارچنگ پر ماری کہ
سپر اُسکی قلم ہوئی اُسنے سر اپنا نیچے کھینچا اسپر بھی پھیلا سر پہ پڑا کہ کوئی دو اُنگل کا زخم لگا اور تلوار آکر گینڈے پر پڑی کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی
ارچنگ اور گینڈا دونون گرے قطب دوران نے معمول کہا ہے کہ جو لشکر کفار یا لشکر اسلام کا ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوتا ہے تمام
آفتاب پرست تلوارین ننگی کرکے پکارتے ہین کہ ناقدردان و ناحق شناس کا دونون جہان مین روسیاہ ہوا اب جو ارچنگ زخمی ہوکر
گرا صاحبقران نے حکم دیا کہ تمام فوج تلوارین کھینچکر نعرہ کرے کہ نمک حرام کا دونون جہان مین منھ کالا ہے ایک مرتبہ لشکر اسلام
مین غلغلہ ہوا کہ نمک حرام کا دونون جہان مین روسیاہ قطب دوران یہ آواز سُنکے بہت جلا لیکن ارچنگ جو گرا فوج اُسکی
نورالدہر پر دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو تینون لشکر طبل بازگشت بجوا کر اپنی اپنی آرامگاہ مین گئے بدیع الزمان نورالدہر کو
خیمے مین لیکر آیا زخم مین ٹانکے لگوانے لگا کہ ایرج بھی نورالدہر کی عیادت کو آیا اور بڑی دیر تک بیٹھا رہا اور کہا اے شہریار مین ہی
اُسے مارونگا آپ سے مین کہتا تھا کہ یہ کافر زبردست ہے آپ نے نہ مانا نورالدہر نے کہا کہ بھئی گھوڑا میرا اگر سکندری نہ کھاتا تو مین اُسے
مار چکا تھا اور خیر جسکے ہاتھ قضا ہوگی اُسکے ہاتھ سے مارا جائیگا ایرج پہر رات گئے تک بیٹھا رہا بعد اُسکے چلا گیا لیکن لقا یہان [illegible]
مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا ارچنگ لاہوت شاہ سے اختلاط کرنے لگا اکثر لیٹ کر سب کے سامنے بوسہ لے لیتا [illegible]
لگتا ہے ایک مرتبہ ہاتھ جو لاہوت شاہ کا پکڑا دیکھا تو سیاہ نشان کلائی پر ہے ارچنگ نے کہا اے جان جہان [illegible] کیسا ہے
لاہوت شاہ بولا کہ مجھکو اُس آفتاب پرست نے قید کیا تھا یہ نشان ہتکڑیون کا ہے ارچنگ کو نشہ شراب [illegible] یہ کلمہ سُنکر

نہایت غضبناک ہوکر اُٹھا کہ جاکر ابھی اُس کرپاس فروش بچہ بازاری کو پکڑ لاتا ہون یہ کہکر چلا ہرچند بختیارک نے منع کیا ارچنگ
نے نہ مانا اور جانب لشکر آفتاب پرستان روانہ ہوا ہرکارون نے خبر قطب دوران کو پہونچائی کہ ارچنگ بارادۂ فاسد
آتا ہے سردارون نے کہا کہ ایرج نوجوان تو زخمی ہین مگر ہم اُس سے لڑینگے یہان تک نہ آنے دینگے قطب دوران نے کہا کہ تم جاکر
اُسے استقبال کرکے لاؤ سب سردار گئے پیشوائی کرکے ارچنگ کو لائے قطب دوران نے تعظیم کی بہت عزت سے بٹھایا
جملہ اسباب عیش کا مہیا کیا جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بیہوشی ملاکر اُسے پلایا دو تین جام متواتر دیے ارچنگ کو نشہ خوب ہوا کہا
قطب دوران مین آیا ہون کہ ایرج کی مشکین باندھکر لے جاؤن وہ یہان ہے قطب دوران نے کہا کہ جلدی نہ کیجیے ایرج
آتا ہے ارچنگ بولا کہ ان باتون سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جلد اُسے بلاؤ قطب دوران نے چوبدار بھیجا کہ ایرج کو لاؤ تنے مین اور ایک
جام بیہوشی آلود ارچنگ کو دیا یہان تک کہ خوب تا سرکار نے اثر کیا ایک مرتبہ ارچنگ بولا کہ قطب دوران تو بڑا دغاباز
معلوم ہوتا ہے اب تک ایرج نہ آیا مین تجھکو باندھکر لیجاؤنگا قطب دوران نے دیکھا کہ بیہوشی ارچنگ مین تاثیر کر چکی ہے کہا کہ
او ماہی خوار کیا کہتا ہے یہ کیا پوچ کلمہ و کلام ہین تجھکو کیا لقا کی طرح سمجھا ہے کہ اُسکے بیٹے پر عاشق ہے اور سامنے لقا کے تو اُسکے بوسے
لیا کرتا ہے او نالائق بیہودہ کیون تیری شامت آئی ہے مین طرح دیتا ہون کہ تو میرے گھر مین آیا ہے ارچنگ یہ سنکر غضبناک
ہوکر دوڑا قطب نے ایک طمانچہ مارا کہ ارچنگ بیہوش ہوکر گرا فرمایا پکڑو لوگون نے گرفتار کر لیا کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو کہ اسے قید کرین
اُسی وقت آہنگر آئے اور ارچنگ کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا اس اثنا مین ایرج بھی پہونچا دیکھا کہ ارچنگ بیہوش پڑا ہے احوال
پوچھا قطب دوران نے بیان کیا ای ایرج مین اس سے ملائمت گفتگو کیے جاتا تھا یہ مجھپر بہکر دوڑا کہ پکڑلون مین نے ایک
طمانچہ مارا کہ اب تک بیہوش پڑا ہے ایرج بولا درست بجا ہے قطب نے کہا کہ اسے ہوش مین لاؤ کچھ اسباب رفع بیہوشی اُسکی ناک
مین ڈالے کہ وہ چھینک مارکر ہوش مین آیا اپنے کو بندھا ہوا پایا قطب دوران نے کہا ای ارچنگ دیکھا مجھ بوڑھے کا زور
کہ ایک طمانچے مین تیری کیا حالت ہوئی ارچنگ نے پوچھا کہ مجھے کسنے پکڑا قطب دوران نے کہا مین نے ارچنگ پکارا
کیا جھک مارتا ہے یہ دروغ گوئی بیفائدہ ہے میرا پانون لڑکھڑایا مین گر پڑا قطب پکارا کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کہکر جام شراب کا ارچنگ
پر مارا کہ سینے پر ارچنگ کے پڑکر ٹوٹا شراب اسکی بدن پر پڑی جہان آنکھون مین ارچنگ کی سیاہ ہوگیا قید کو مانند تار
عنکبوت کے توڑ ڈالا قطب پر دوڑا کہ او کاذب تیرا جھوٹھ معلوم سبکو دیتا ہون تو اور مجھے پکڑیگا قطب نے دیکھا کہ غضب ہوا
اگر تو بھاگتا ہے تو آبرو مین خلل آتا نہین تو مارا جائیگا پکارا کہ ای ایرج لے دشمن قطب کو ایرج نوجوان اُس حالت
زخمداری مین دوڑا کہ کہان جاتا ہے بس ارچنگ ماہی خوار کا ہاتھ پکڑا ارچنگ بھی لپٹا کشتی ہوئی ایک پہر بھر مین لنگر
اُسکا ایرج نوجوان نے توڑا چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اُسنے منھ پر
ایرج نوجوان کے تھوک دیا ایرج نے سر اُسکا پکڑکر دھڑ مین سے کھینچ لیا اور قطب دوران سے کہا یا قطب دوران
پہلے تو آپنے ارچنگ ماہی خوار کو ایک طمانچہ مارکر خود گرفتار کیا ابھی آپ نے مجھے مدد چاہی اسمین کیا بھید تھا مجھپر ظاہر کیجیے
قطب دوران نے کہا ایرج نوجوان مین بے حکم نیر اعظم کوئی کام نہین کرتا ہون اور تم اُسوقت بارگاہ مین نہ تھے
مین نے بحکم نیر اعظم اُسے پکڑ لیا اب نیر اعظم کو منظور ہوا کہ اس زخمداری مین شوکت تمھاری سب پر ظاہر کرے اسلیے یہ
تھا کہ ارچنگ ماہی خوار تمھارے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نوجوان نے کہا کہ درست ہے اتفاق کار جہانگیر لازم نور الدہر
بالوقیر دونون وقت ایرج نوجوان کی خبر کے واسطے آیا کرتا ہے اُسوقت بھی موجود تھا قطب دوران نے کہا کہ ای جہانگیر
دیکھا تو نے کہ ایرج نوجوان نے حالت زخمداری مین کیسے پہلوان کو چیر کر پھینکدیا جاکر حمزہ سے کہنا کہ اگر ایرج نوجوان کی
اطاعت اختیار کرے صاحبقران زمانہ اسے جانے اور آفتاب تابان کی خدائی مانے جہانگیر نے اسی طرح جاکر امیر

کہا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ زرد مکار مجکو ایرج سے ڈراتا ہے راوی کہتا ہے کہ امیر اُس روز بہت خوش بیٹھے تھے کہ بادشاہ اسلام نے امیر سے کہا کہ یا امیر بقیمروسے ایک حضور سے گمراہی کی اور وہ بدی پیش آیا اگر او رعیار تو بے قصور ہین اُن سبھون کی تقصیرین تو معاف کیجیے میری خاطر سے گناہ اُنکے بخشدیجیے اس گفتگو مین سب سردار شریک ہوئے کہ ای شہریار ہم بھی بغیر اپنے عیارون کے بیچین ہین امیدوار ہین کہ تقصیرین اُنکی معاف ہوجائین سب بیگناہ ہین امیر نے فرمایا اچھا بلاؤ سبھون کو سب جتنے بیٹے اور پوتے عمرو عیار اور عیاران سرداران نامی کے تھے آکر قدمون پر صاحبقران کے گرے امیر نے سب کو خلعت سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ حسب دستور سابق سب اپنے اپنے آقاؤن کی خدمت مین مصروف ہون تمام عیار اپنے اپنے مقام پر گئے لیکن امیر نے فرمایا کہ اسد اور عمرو بن رستم کہان ہین کہ بارگاہ مین نہین ہین لوگون نے عرض کیا کہ یا صاحبقران دونون ایرج کو قتل کرنے کی فکر مین گئے تھے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوگئے امیر نے فرمایا کہ ایرج ایسا نہین ہے کہ کوئی اُسکے اوپر غالب ہو اسد نے بہت برا کیا آخر کو زخمی ہوا لیکن حال اسد کا سنیے کہ اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا ہے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھی ہے رفیق پاس بیٹھے ہوئے ہین باتین کرتا ہے کہ صاحبو فلک کجرفتار دغاباز نے مجھے اس بزاز بچے کے ہاتھ سے ذلیل کروایا نہایت آسان باجی پرست ہے اور یہ آفتاب پرست اگر ہاتھ لگے تو ٹکڑے ٹکڑے کرون یہی باتین تھین کہ سمک یلیاقی اسد کے دیکھنے کو آیا اسد نے کہا ای سمک آؤ بیٹھو سمک سلام کرکے بیٹھ گیا زخم کا حال پوچھا کہا بھئی کیا پوچھتے ہو یہ آفتاب پرست حرام کے نطفے کا کیا کرشمہ ہوا ہے اُسکے ہاتھ سے زخم لگا اور ای سمک اگر تم اس باجی کو پکڑ لاؤ تو مین تمہین بہت خوش کرونگا ہزار رون روپیہ دونگا سمک نے کہا ای شہریار ایسا نہ ہو کہ صاحبقران سُن پائین ابھی ہماری تقصیرین معاف ہوئی ہین پھر معتوب ہوجائین اسد نے کہا ای سمک نا ناجان کو خبر بھی نہ ہوگی مین اُسے علیحدہ جاکر تنبیہ کرونگا فقط ناک کاٹ کر چھوڑ دونگا سمک نے عرض کیا کہ مین جاکر گرفتار کیے لاتا ہون یہ کونسا بڑا کام ہے یہ کہکر روانہ ہوا صورت تبدیل کیے ہوئے لشکر آفتاب پرستان مین آیا چاہا طرف پھرا کیا جب شب ہوئی ایک مقام پر قیام کیا کہ وہان باورچی خانے کا پانی جمع ہوتا تھا پانی تو اُلچ کر پھینکدیا اور خنجر سے نقب کنی کرکے خوابگاہ مین ایرج نوجوان کی پہونچا دیکھا کہ خاصبردار پہرے پر ہین اور دو خدمتگار چمپی کر رہے ہین سمک یلیاقی نے بیدار نے بیہوشی کے تو پہنچنے کی مارے کہ وہ چلے دھوان اُٹھا دونون خاصبردار اور خدمتگار بیہوش ہوئے سمک یلیاقی نے چادر عیاری کو پکڑ کر جھٹک دیا کہ تمام شمعین گل ہوگئین ایک آدھ جو رہگئی اُسے رہنے دیا کہ اگر بالکل اندھیرا ہوجائیگا تو مبادا پانون میرا کسی ظرف پر پڑے اور وہ ٹوٹے اور اُسکی صدا سے ایرج نوجوان بیدار ہو بیلا عیاری کا ہاتھ مین تھا ہاتھ کو چرب کیا پلنگ کے برابر آیا کانٹا نکال کر دوشالے کو منھ پر سے لیا پٹی کے پاس بیٹھ گیا کنچہ عیاری نکالکر دماغ کے برابر لگایا داروے بیہوشی ہتھیلی پر رکھی جب ایرج نے اوپر کا دم لیا فوراً بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی ایرج نوجوان کو چھینک آئی آنکھ ایرج نوجوان کی کھل گئی سمک یلیاقی تو پلنگ کے نیچے ہوگیا ایرج نوجوان نے ادھر ادھر دیکھا اُدھر دیکھا نیند کا غلبہ تھا بیہوشی بھی تاثیر کرچکی تھی پھر لیٹ گیا بیہوش ہوگیا سمک یلیاقی نے نکالکر حلقہ اسے کمند دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن دیکر ساتوین حلقے سے گولہ لاٹھی کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ چھاتے کے آگے لگا کر اُسی نقب کے راستے سے نکل کر روانہ لشکر اسلام ہوا یہانتک کہ داخل لشکر اسلام ہوا قضاے کار اتفاقات روزگار اُس رات کو طلایہ کا گشت شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کا تھا شاہزادہ اپنے دوستون اور رفیقون کو ساتھ لیے ہوئے گشت پھر رہا ہے اور تمام لشکر کا گشت کرکے ایک بلندی پر بیٹھا ہوا ہے وہ اپنے لشکر ایرج نوجوان کی طرف دیکھ رہا ہے کہ آواز زنگلون کی بلند ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے صدا زنگلون کی سُنکر چہارجانب دیکھا معلوم ہوا ایک عیار چلا آتا ہے شہرنگ سے کہا دیکھو تو یہ کون ہے شہرنگ آگے بڑھا سمک کو پہچانا نورالدہر کے پاس جاکر کہا کہ سمک کسی کا پشتارہ لیے جاتا ہے

نورالدہر نے کہا میرے پاس بلا لو شہر تک جاکر سماک کو لے آیا سماک نے مجرا کیا دعا و ثنا بجا لایا شاہزادہ نے پوچھا کہ پشتارے میں کیا ہے سماک نے عرض کیا کہ اسد بن کرب غازی نے میری بہت سی منت کی تھی کہ جاکر ایرج کو پکڑ لا میں ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہوں یہ سنتے ہی طماس نے کہا کہ اس دیوانے کو کیا عداوت قلبی اسکے ساتھ ہے نہ ایرج نے اس دیوانے کو ستایا نہ کچھ اسکا بگاڑا مگر یہ دشمن جان ہو گیا اور سماک سے کہا کہ او احمق یہ تو نے کیا حرکت کی ایک آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالنے پر آہنگ عمرو سے صفائی نہیں ہوئی ابھی تم لوگوں کی تقصیریں معاف ہوئی ہیں تو جو ایرج کو اسد کے پاس لیجائیگا اسد دیکھتے ہی اسے مار ڈالیگا بس جب حمزہ صاحبقران سنینگے تجھکو بھی زندہ نہ چھوڑینگے اور سب عیاروں کو تہ تیغ کر ڈالینگے سماک یہ سنکر کانپ گیا کہا شہریار پھر میں کیا کروں اب تو اسے میں لایا ہوں نورالدہر نے کہا خیر اسکو یہیں ساتھ لے آ سماک نورالدہر کے ہمراہ ہوا شاہزادہ اپنے خیمے میں آیا صبح ہو گئی تھی نورالدہر مسند پر بیٹھا سماک سے کہا کہ ایرج کو ہوش میں لا سماک نے اسکو فتیلہ رفع بیہوشی دیا ایرج کی آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا نورالدہر کو سامنے بیٹھے دیکھا ہنسکر کہا کہ نوبت یہاں تک پہونچی کہ آپ نے ڈر کے مجھے پکڑوا بلایا نورالدہر بولا کہ اے ایرج تجھکو اسد نے گرفتار کروا منگوایا تھا میں سلوک کیا ہے تیرے ساتھ سلوک کرتا ہوں میں نے تیری جان بخشی کی تجھکو بچایا یہ کہکر فرمایا حلقہ کمند کے کاٹ دو ایرج کے ہتھکڑیاں کھول دیں اور اٹھ کھڑا ہوا نورالدہر نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اسباب عیش مہیا کیا ایرج نے کہا میں اپنے لشکر کو جاؤنگا نورالدہر نے مرکب باساز و یراق دیا ایرج اس گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کو روانہ ہوا لیکن ادھر صبح کو ایرج کے خیمے میں غل ہوا کہ ایرج بستر خواب سے غائب ہے قطب دوران نے آکر تیرا سماک کا پہچانا تھا پورکو بلا کر کہا کہ تو جا کر لشکر حمزہ سے ایرج کی خبر لا شاپور روانہ ہوا تھا کہ اثنا سے راہ میں ایرج سے ملاقات ہوئی ایرج نہایت آزردہ بارگاہ میں آیا قطب دوران کو بے اعتنائی سے سلام کر کے کہا کہ بحان اللہ کیا اللہ یہی تیرا اعظم ہے کہ مجھکو پہلے عیار کے ہاتھ گرفتار کروا دیا اور پھر ممنون احسان نورالدہر کا کروا اسکے بھیجا چھڑوا دیا اس سے کیا حاصل ہوا آفتاب تاباں کو قطب دوران نے کہا کہ اے ایرج اگر تو کہے تو میں عیار کو بھیجکر نورالدہر کو پکڑوا بلاؤں تو اسنے چھوڑ دیا تیری خفت مٹ جائے ایرج نے کہا اب زخم اچھا ہو چکا ہے جشن صحت کر لونگا تو اچھی طرح سمجھ لونگا

وہ کلمہ داستان خواجہ عمرو کا چالاک کی عیاری سے پریشان ہو کے لشکر ایرج سے اٹھ جانا بیان کرتے ہیں کہ

اٹھ کے بیٹھا ملک الموت بھی سرہانا اٹھا
خاک اڑنے کو لیے سر پہ بگولا اٹھا
ضعف سے میں جو نہ اٹھ سکا تو کھڑے پاؤں
پھر لگا کبھی تکیہ دست تمنا اٹھتا
خار صحرا کو ہوا بارش نیساں کا خیال
اٹھ چکا تھا کبھی ... کسی کا اٹھا
ہوں وہ شوریدہ کہ دم سے مرے ... محفلیں
سب کو وادی وحشت میں بگولا اٹھا

مجھ سے دم بھر بھی اجل کا نہ تقاضا اٹھا
خاک اڑائی لب ساحل جو ترے مجنوں نے
جس جگہ بیٹھ گیا پھر نہ اٹھایا اٹھتا
سنکے میرے لب پہ شکوے کے افسانے ...
جس گھڑی سیر کو میں آبلہ فرسا اٹھا
تھم نہ آہ سے دل محروم تمنا آخر
بیٹھے بیٹھے سو طرح کا فتنہ اٹھا
دل گم گشتہ اگر تھا تجھے پیارا تسلیم

تھا وہ برگشتہ کہ سنکر ... مری
بدلے گرداب کے دریا میں بگولا اٹھا
تھا وہ ناکام سو سے ... دعا کی خاطر
نہ رہی تاب دل رعد کو چلا اٹھا
عاشقی میں بھی ہمیشہ رہے مشتاق فراخ
بیٹھے بیٹھے شب تنہائی میں گھبرا اٹھا
چشم مجنوں کو ہوا محمل لیلیٰ کا گمان
پاس کیوں اس بت عیار کے بیٹھا اٹھا

ایرج اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ ابر گرندہ بہار آسمان پر آکر چھایا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی چھوٹی چھوٹی بوندیاں پڑنے لگیں ایرج نے قطب دوران سے کہا کہ بالفعل لڑائی تو میرے زخم کے باعث موقوف ہے یہ ابر آیا ہوا ہے آپ اجازت دیں تو میں شکار کھیلنے جاؤں مدت سے شکار نہیں کھیلا قطب دوران نے کہا کہ دور نہ جانا

جلد ہی چلے آنا ایرج نے کہا شام تک پھر آؤنگا رات وہاں نہ ہونے دونگا قطب دوران بولے اچھا جاؤ ایرج نے داروغہ کو بلا کر حکم دیا کہ جانوران صید گیر صبح کو تیار ہوکر آئین یہ کہکر کھانا کھا کر سو رہا صبح کو بیدار ہوا سبز لباس پہنکر باہر نکلا دیکھا قراول پیشکار یوز ہاتھی جانوران صید گیر لیے ہوئے در دولت پر حاضر تھے سب نے سلام کیا ایرج وہاں سے صبح کو جانب صحرا روانہ ہوا جہانگیر نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی کہ ایرج شکار کے واسطے گیا ہے نور الدہر نے بھی مع اپنے رفیقون اور طماس کے تیاری صید افگنی کی اسد نے کہا بھائی صاحب مین بھی آپکے ساتھ ہون شاہزادے نے فرمایا کہ ای اسد مین فقط ایرج سے اختلاط کے واسطے جاتا ہون اور تم اس سے دشمنی رکھتے ہو اسد نے کہا بھائی خدا نہ کرے جو مین کسی کا دشمن ہون اور جو دشمن ہوتا تو اب تک زندہ نہ چھوڑتا نور الدہر نے کہا ابھی تم نے سمک کو بھیجکر ایرج کو پکڑوا بلوایا تھا اگر مجھ سے ملاقات نہوتی اور سمک سے ایرج کو نہ لے لیتا تو غضب ہوا تھا تم نے آب پا ہر دو گرفتاروں کے نکلوا لئے مین قصور تو کیا تھا مگر مین نے اس آفت سے سب کو بچوایا اور ایرج کو مین نے بچایا اور تم کو تو کچھ ہی آبرو کا پاس نہین ہے نہ کچھ دادا جان کے غصہ کا خیال ہے جانتے ہو کہ لاڈلا نواسا ہون کچھ نہ کہینگے سٹری ہو کر چھوٹ جاؤنگا ابھی میرے ساتھ تم نہ چلو اسد نے کہا کہ بھائی صاحب مجھ سے قسم لے لیجیے جو مین کچھ عداوت ایرج سے ظاہر کرون آپکو اس سے محبت ہے مین کیون دشمنی سے پیش آؤن نور الدہر نے کہا کہ بھی کسی کو ضامن دو اسد چہار طرف دیکھنے لگا کہ کسے ضامن دون شاہزادے نے طماس سے اشارہ کیا کہ تم ضمانت کر لو طماس نے کہا کہ ای شہریار مین ضامن اسکا ہوتا ہون نور الدہر بولا اچھا بھی تم چلو القصہ نور الدہر جانوران صید گیر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اسد نے نور الدہر کے پیچھے گھوڑا ڈالا اب یہ دونون مرکب دوڑائے ہوئے چلے جاتے ہین قضا سے کار ایرج درخت کے سایہ مین بیٹھا تھا کہ باز نور الدہر کا شکار کو پنجے مین دبائے سامنے ایرج کے گرا ایرج نے باز کو با قدر اٹھا لیا اُسے پیار کر رہا تھا اس عرصہ مین اسد پہونچا باز کو ایرج کے ہاتھ مین دیکھکر آگ ہوگیا پکارا اے کمر پاس کر و شش بچہ بازاری ہمارا باز تو نے کیون ہاتھ پر اٹھا لیا ہمارے فرصہ مین خلل لایا ہم کہا لتے اسکے پیچھے خراب چلے آتے ہین ایرج نے کہا کہ مین تیرا باز نہ سمجھا تھا یہ باز سامنے صید کو دبوچکر بیٹھا مین نے باز کو اٹھا لیا باز بھی چھوڑ ہے شکار بھی پڑا ہوا ہے اسد للکارا او پاجی اب تو عذر کرتا ہے مین تجھکو شکار کرونگا تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے وار تلوار کی بچا کر کھینچی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اسد کو اٹھا لیا کہا ای شہریار ماروں زمین پر کہ کچومر نکل پڑے اس اثنا مین نور الدہر پہونچا دیکھا کہ ایرج نے اسد کو ہاتھ پر اٹھا لیا ہے نور الدہر نے پکارا ای ایرج یہ کیا ہوا ایرج نے اسکو ہاتھ سے رکھدیا اور دوڑ کر نور الدہر کے پاس آیا کہا ای شہریار مجھے یہ مارے ڈالتے تھے ہر چند عذر خواہی کی نہ مانا نور الدہر نے اسد سے کہا کیون یہ کیا بیہودگی تھی یہ کہکر اسد کو ایرج سے بغلگیر کروایا دونون آپس مین ملے ایک جگہ بیٹھے گوشت شکار کے کباب بنا رہے کر آتے لگے یہ دونون کھانے لگے خیمہ نور الدہر اور ایرج کا ایک مقام پر برپا ہوا دونون باہم بیٹھے ناچ ہونے لگا شراب چلنے لگی رات کو کھانا کھایا وہین پلنگون پر آرام فرمایا مگر اسد اس خیال مین تھا کہ ایرج کی آنکھ لگجا اور یہ غافل ہو جائے تو اسے قتل کرون جسوقت اسد نے سمجھا کہ ایرج اب سو گیا تلوار کھینچکر ایرج کی طرف چلا اور ادھر ایرج بھی اسد کے اندیشہ سے سویا نہ تھا دیکھا کہ اسد باتیغ برہنہ آتا ہے خیال مین گذرا کہ اگر ایرج اگر تو نے دیو بچہ کو مار ڈالا تو نور الدہر سے شرمندگی ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اسکو اسکی بد کرداری سے آگاہ کر دے لیکن آواز دی کہ ای اسد تلوار کھینچے کدھر آتا ہے کیا ارادہ ہے اسد پکارا ای ایرج مجھکو تو تو

تیرا دشمن مشہور کیا ہے میں ڈرا کہ مبادا کوئی اور اگر حرکت دشمنی کی کرے تو میں مفت میں بدنام ہوں اس سے میں نے تمہاری
نگہبانی کے واسطے تلوار کھینچے پھرا دیتا ہوں یہ باتیں جو باواز بلند ہوئیں نورالدہر بیدار ہوا پوچھا کیا ہے ایرج کیا ہے
ایرج نے کہا شہریار میں خوف کے مارے سویا نہ تھا اسد تلوار کھینچکر تیری طرف آتا تھا میں نے پوچھا کیا ارادہ ہے
تو جواب دیا کہ تمہاری چوکی کے واسطے تلوار کھینچے پھرتا ہوں نورالدہر یہ سنکر بہت برہم ہوا بولا کہ مجھکو کس نے
ایرج کی چوکی کے واسطے کہا تھا یہ کیا حرکت لغو ہے اور بھی ایرج میں اب نہ سوؤنگا صحبت آراستہ کرو یہ کہکر مسند پر
آ بیٹھا ناچ ہونے لگا صبح ہوئی ابر خوب تھا پھر شکار کے واسطے ایرج اور نورالدہر چلے خوب شکار کھیلا وہ صحرا
سب سبز و شاداب تھا وہیں خیمہ ہوا ایرج سے نورالدہر نے کہا کہ قطب دوران سے بھی کہلا بھیجے انکو بھی بلوا
ایرج نے شاپور شیردل سے کہا کہ تو جا کر قطب دوران سے کہہ کہ آپ بھی تشریف لاییے یہ صحرا قابل دید ہے اور
مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو بھی لیتے آئیے شاپور نے جا کر قطب دوران سے کہا قطب دوران
سوار ہوے مالک اور اقبال شاہ دونوں ساتھ ہوے جب وہان پہونچے ایرج استقبال کے واسطے اٹھا
نورالدہر نے تعظیم کی قطب دوران آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا کباب کھانے لگے کیفیت صحرا کی اٹھانے لگے مگر جب
قطب دوران کو شاپور بلانے گیا تھا نورالدہر نے چاہا کہ امیر کی خدمت میں بھیجا تھا کہ آپ بھی رونق افزا
ہوجیے یہ سنکر امیر بھی سوار ہوے اور سرداران نامدار بھی ہمراہ تھے امیر آتے آتے وہان پہونچے جہان قطب دوران بیٹھے
تھے امیر نے چالاک سے کہا کہ آج جو تو عمرو کو بیہوش کر تو میں ایرج کے ہاتھوں اسے ذلیل کروا کے نکلوا دوں
چالاک نے عرض کیا بہت اچھا میں بیہوش کرونگا یہی باتیں کرتے ہوے قریب صحبت پہونچے یہاں قطب دوران
بیٹھے ہوے سیر صحرا کی دیکھ رہے تھے کہ دور سے سیاہی نظر آئی شاپور سے کہا کہ دیکھ تو یہ سیاہی کیسی ہے شاپور جا کر دیکھا
اور قطب سے آکر عرض کیا کہ حمزہ صاحبقران آتے ہیں قطب دوران نے کہا ای ایرج دشمن صاحب ہیبت امیر اعظم آتا ہے
اب بطمع بیٹھنے کا نہیں میں تو جاتا ہوں نورالدہر نے ایرج سے کہا کہ قطب دوران تمہارے صاحبقران
سے ڈرتے ہیں جو بھاگے جاتے ہیں امیر تو مرد ہے جو امیر کسی طرح تمہارے قطب سے لڑیں ایرج نے قطب سے
کہا کہ آپ حمزہ سے کیوں خائف ہوتے ہیں اور مجھکو ذلیل کرواتے ہیں ایسا ہی تھا تو آپ یہاں کیوں آئے
آپ سے اور حمزہ سے کیا علاقہ ہے آپ بیٹھے رہیے حمزہ کیا آپکا کر سکیگا اسطرح سے ایرج نے بگڑ کر کہا کہ قطب نے
خیال کیا ایسا نہو کہ ایرج مجھ سے ابھی برگشتہ ہو جاے ناچار بیٹھا رہا اس عرصہ میں امیر اور قریب آے
نورالدہر استقبال کے واسطے چلا ایرج نے تعظیم کی بڑھ کر سلام کیا امیر آکر رونق افزاے محفل ہوے
مگر عمرو کی طرف دیکھتے بھی نہیں کہ یہ کون بیٹھا ہے اور قطب دوران دمبدم سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتا
اور کہتے ہیں کہ ای آفتاب بے نیاز جو تیرے نائب قطب دوران سے بدی کرے تو اسے جلا دے امیر سنتے ہیں غصہ
آتا ہے مگر ضبط کر کے رہ جاتے ہیں لیکن چالاک بن عمرو اور مہک اور ابوالفتح اور انیسہ اور سیارہ اور شاپور سب
ایک طرف بیٹھے شراب پی رہے ہیں گزک کھا رہے ہیں چالاک نے اور عیاروں سے کہا کہ تم شاپور کو باتوں
میں لگاے رہو میں آتا ہوں یہ کہکر اٹھا اور ساقی پسر کی صورت بنکر شراب میں بیہوشی ملا کر ایک جام عمرو کو پلا
کے عمرو بیہوش ہو کر تکیے سے لگ کر رہ گیا چالاک نے امیر کو شراب پلانے میں آگاہ کر دیا کہ عمرو بیہوش ہے
امیر ایرج کی طرف مخاطب ہوے پہلے مزاج پوچھا پھر کہا ای ایرج یہی تمہارے قطب دوران ہیں
ایرج نے کہا کہ ہاں تین سو برس کا سن ہے اور کیا کیا کرامتیں انکی دیکھی ہیں بڑے صاحب کشف و کرامات ہیں

جو اُنھون نے کہدیا وُہی ہم پر ظاہر ہوا امیر نے فرمایا ای ایرج یہ میرا عیّار ہی مین نے اسکو اپنے پاس سے نکالدیا اول تو مجھ سے
اور اس سے عہد و پیمان تھا اُسمین فرق لایا دوسرے ایک زمانہ مین کہتا پھرا کہ مین نے حمزہ کو حمزہ بنایا اور بادشاہ
جلیل القدر کیا بڑے بڑے فساد اٹھائے لیکن عنایت الٰہی سے میرا کچھ نہ بنا سکا اب تمھارے شہر مین جا کر قطب کو
تمھارے مار کر آپ قطب بنا اور تمکو مجھ سے لڑوانے کے واسطے لایا ہی ایرج نے کہا یا حمزہ صاحبقران آپ جو
چاہین سو فرمائین ہمارا قطب ایسا نہین ہی اور آپ کی ایسی ہی باتون سے مجھ سے اکثر قطب نے کہا کہ ان خدا پرستون
سے نہ ملنا آپ عجیب باتین کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ تم آزردہ نہو یہ تو کہو کہ تمھارا باعث خروج کا کیا ہوا ایرج
نے کہا کہ سنیے مین ایک روز دکان پر بیٹھا جوہر دیکھ رہا تھا ایک سوداگر خواجہ سعد شامی نام آیا اور ایک لعل عملی
میرے ہاتھ بیچا اور پھر اُسے دکھا دیا کہ یہ مصری کا ہی سبب اُسکا اعتقاد ہوا اُسکو مین نے اپنا مصاحب کیا ایک روز
اقبال شاہ کے یہان دو کشتی گیرون مین کشتی پڑی مجھے بھی اقبال شاہ نے برائے تماشائے کشتی بلایا ایک
کشتی گیر مغلوب ہوا اُس سوداگر نے مجھکو گرایا مین نے اُس کشتی گیر کو پچھاڑا چیر کر پھینکدیا مالک بن ملکوت شاہ نے
مجھکو اپنا فرزند کیا اور چاہا کہ میرے اوپر کوئی اُستاد مقرر کرے خواجہ سعد شامی مجھ سے رخصت ہو کر چلے گئے صبح کو
آقا کرک مست قلماق آئے اور مجھکو فنون سپہ گری تعلیم کیے ایک میلہ وہان ہوا کرتا تھا کہ اُسمین قطب دوران
اپنی کشف و کرامات ظاہر کیا کرتے تھے اور تمام زمانہ وہان جمع ہوتا تھا اتفاقاً کار مین اُس میلے مین گیا تو میرے ساتھ
آقا کرک مست قلماق بھی گئے ہرچند قطب دوران نے منھ پھیرے اُنکو دکھائے آقا کرک مست قلماق ٹھہرا
نہ ڈرا سے آخر قطب نے اُنھین مع خیمہ جلا دیا پھر قطب دوران مجھکو لڑوانے کو یہان لائے صاحبقران نے
فرمایا یہ عمرو تھا کہ پہلے خواجہ سعد شامی بنا اور پھر غائب ہو کر آقا کرک مست کی صورت بنکر آیا بعد اسکے تمھارے قطب کو
مار کر قطب ہوا اُنھین مجھ سے لڑوانے کو لیکر آیا اور ای ایرج تم سنتے ہو کہ کیا آوازے میرے لیے پکے جاتے ہین
اول تو میدان مین یہ آوازے ہین کہ ناقدردان اور ناانصاف کا دونون جہان مین روسیاہ ہو کسنے تمھارے قطب
کی ناقدری کی اور کیا نا اتفاقی کی اور تم بھی سنتے ہو جیسے مین آکر بیٹھا ہون یہ آوازے ہین کہ یا آفتاب تابان تقدیر نے قطب سے
برائی کرے تو اُسے جلا دے یہ آوازہ سوائے میرے کسیکو ہی تم عقل رکھتے ہو سمجھو یہ تمھارا دشمن دین ہی ایرج نے کہا
آپ ایسے کلمے نہ فرمائین ایسا نہو کہ وہ سُن لین تو میرے واسطے مضر ہو امیر نے کہا کہ وہ اپنے ہوش مین کہان ہین
ایرج نے کہا کہ خیر اعظم پاس گئے ہوے ہین امیر نے کہا ای ایرج اسکو چالاک میرے عیار نے بیہوش کیا ہی وہ اپنے
ہوش مین نہین ہی اور اگر تجھے میرے کہنے کا یقین نہو تو ایک کام کر کہ ڈاڑھی قطب کی پکڑ کر ہاتھ سے کھینچ اگر ڈاڑھی یہ اصل ہی
تو یون ہی رہیگی اور جو میرا کہنا سچ ہی تو یہ ریش عملی ہی کھنچ آئیگی نیچے سے چھوٹی داڑھی نکلیگی تمکو معلوم ہو جائیگا کہ یہ عمرو
نور الدہر نے کہا ای ایرج آزما لو ایرج کو بھی امیر کی باتون سے گمان گذرا کہ شاید یہ عمرو ہو مگر خائف ہوا
نور الدہر سے کہا کہ مجھے خوف ہی ایسا نہو آفتاب تابان مجھے جلا دین نور الدہر نے کہا یہ تمھارا گمان غلط ہی چلو داڑھی کو
کھینچو بالفرض اگر یہ قطب ہین اور تجھ سے بدمزہ ہونگے تو ہم قدمون پر گر کر تمھاری خطا معاف کروا دینگے بلکہ خود اُنکا
دین قبول کرینگے اور اگر تم ایسے ہی ترسان ہو تو ہمین اجازت دو ہم کھینچکر دکھاوین اور یہ کیسے نائب ہین کہ ہم تم
باتین کر رہے ہین اور قطب کو خبر نہین ہی ایرج نے کہا ای نور الدہر تم کیون ڈاڑھی کو ہاتھ لگاؤ مین ڈاڑھی کھینچتا
ہون یہ کہکر لرزان و ترسان چلا ہر مرتبہ ٹھہر جاتا تھا کہ مین یہ حرکت نہ کرونگا نور الدہر کہتا تھا بڑھے چلو
اور امیر فرما رہے تھے ای ایرج ڈرو نہین یہانتک کہ ایرج پاس قطب کے آیا اور ہاتھ مین ڈاڑھی لیکر

کہ ریش علی بخ آئی اور ایک چھوٹی سی ڈاڑھی اندر سے نکلی ایرج حیران ہوا امیر نے کہا ای ایرج کہو میرا کہنا سچ ہی یا جھوٹ بتے اب سمجھا تا کہ
تمھارا قطب ہی یا قاتل قطب ہی اب گرم پانی سے نہلاؤ صورت اصلی بھی اسکی ظاہر ہو جائیگی ایرج نے کہا گرم پانی لاؤ اور چاہا کہ عمرو کو نہلاوے
اسوقت عمرو کی آنکھ کھلگئی ہوش آیا ڈاڑھی اپنی ایرج کے ہاتھ میں دیکھی جست کرکے علیحدہ ہوا اور پکارا ای ایرج تو نے حمزہ کے کہنے سے
افشاے راز میرا کیا حقیقت میں مین عمرو ہون مگر تیرے واسطے آیہٴ رحمت ہون تجھکو نزاز سے صاحبقران بنایا اور تجھے اس رتبہ کو
پہونچایا اور ابھی اس سے زیادہ تیرا رتبہ کرتا کہ ہر ایک کو رشک ہوتا امیر پکارے کہ ای ایرج اب تو تجھے ثابت ہوا کہ یہ عمرو ہی ابتو خود
اپنی زبان سے کہ رہا ہی کہ مین قاتل ہون تیرے قطب کا بس ایرج یہ کلمہ سنکر آگ ہو گیا تلوار کھینچ کر دوڑا کہ باش او دزد مکار میرے
ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا عمرو جست کرکے دور جا کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای ایرج گوہر نایاب تیرے ہاتھ لگا تھا تو نے قدر نہ کی
خیر بہت پچھتائیگا اور مین تو جاتا ہون ابھی ایسا شخص لاؤنگا کہ تیرا بھی کلہ مہرہ توڑیگا اور حمزہ کو بھی درست بنائیگا یہ کہکر بھاگا امیر نے
تیر و کمان اٹھائی مگر عمرو نکل گیا جب عمرو جا چکا ایرج نہایت پریشان وہان سے پھرا اپنے دل سے کہتا تھا کہ ای ایرج تو نے غضب کیا
کہ حمزہ کے کہنے مین آکر عمرو کو بیزار کیا حقیقت مین اسنے تجھے خاک سے پاک کیا تھا مگر اب کیا ہوتا ہی شعر گرگ ازکلہ گوسفند ربود +
اے ہوے شبان ندارد سود + اور مثل ہی مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد غرض اس صدمہ و رنج مین اور اسی
شش و پنج مین داخل لشکر ہوا اور حمزہ صاحبقران عالیوقار نہایت خوشنود کمال مسرور مع سرداران نامدار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے

اب چند کلمے داستان بدر بن زلازل کے حبشی کے بیان کیے جاتے ہین

جسوقت کہ برہمین جادو بدر کو اپنے ساتھ لیکر ملک کو چلا باختر مین آئی تمام ملک باختر کو بزور سحر قبضے مین بدر کے کر دیا بدر بادشاہ
عظیم الشان ہوا اور لشکر ساتھ لاکھ سوارونکا جمع کیا ایک دن بدر برہمین جادو کے پاس بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا دور شراب چل رہا تھا اسوقت
بدر کو خیال آیا کہ ای بدر ہاے افسوس معشوق ہاتھ نہ آیا واضح رہے ناظرین ہو بدر ایک مدت سے ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوگیا
تصویر ملکہ کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی آہ سرد کھینچی شعر عاشقانہ پڑھنے لگا آٹھ آٹھ آنسو رونے لگا پکارا کہ افسوس در ہین ہوس دم
و مطلب خود نرسیدم برہمین جادو نے کہا او یسے کے بیٹے یہ تجھے کیا ہوا کوئی نالا اور چیاکی جو تو سوے بہا تا ہی کہ تو سہی کیا حال تیرا
ہی اسوقت بدر بولا کہ ای برہمین جادو تو جانتی ہی کہ مین مدت سے نور خالص چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون یا تو تو اسے
لاکے میرے حوالے کر یا مین قلعہ ذوالامان پر جاکر سرداران و فرزندان حمزہ کو اسیر کرکے تمام ناموس حمزہ کو اپنے قبضے مین کرکے گیتی
گیتی افروز کے وصل سے شاد ہون یہ کلمہ سنتے ہی برہمین آگ ہو گئی اور کہا کہ او سفلہ ایسے کے بیٹے مین نے تجھے بادشاہ جلیل القدر
کیا جان تیرے ساتھ گنوائی اسپر بھی تو میرا نہ ہوا اور بیحیائی سے یہی کہتا ہی کہ مین اسے جاکر لاؤن تجھکو شرم نہین آتی بدر بولا کہ ای
ان مجھکو بغیر اسکے صبر و قرار نہین ہی مین قلعہ ذوالامان پر جاؤنگا اور اپنی معشوق کو لاؤنگا تم جا ہو خفا ہو جا ہو خوش ہو برہمین
بالکہ او مونے تو یہ سمجھا ہی کہ لشکر میرے ساتھ بہت ہی ارے کیون شامت آئی ہی تو جائیگا تو معلوم ہو گا کوئی زبردست تجھے پکڑ لیگا خوب
ان لگائیگا خیر تو جا مین نے اسی واسطے تجھکو تیرے دادا کے مقام پر قائم کیا تھا اور مین تو جاتی ہون میرے جلانے کی تجھکو سزا ملیگی
اسی وقت جزیرہ فندق کو چلی گئی بدر کو اسکے جانے کا خیال بھی نہ ہوا کہا خوب ہوا یہ لگا نہ چلی گئی بہت ہی اچھا تھا کہ اسکے پہلو مین بیٹھتا تھا
دو سو برس کا سن اس لگانہ کا دوسرے بو بد ایسی اسکے منہ سے آتی تھی کہ مین پریشان ہوتا تھا مغز سڑا جاتا تھا خوب ہوا چ
چلی گئی یہ کہکر کوچ کیا ملک سائل کو روانہ ہوا قلم کوہ کی طرف چند روز مین پہونچا خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی
کہ شہزادہ لشکر بے پایان فوج فراوان لیکر آیا ہی مظفر بھی لشکر ساتھ لیکر قلعہ ذوالامان سے باہر آیا دونون لشکرون مین طبل جنگ
بجا تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مظفر بدر کے مقابلے کو نکلا بدر نے کہا کہ ای مظفر تو بھائی لقاے خدا
ایرج شاہ کو سجدہ کر اور ملکہ گیتی افروز کو مجھے دے گوہر ملک کو تو لے اور قلعہ ذوالامان اور ملک سائل کو اپنے قبضے مین رکھ

مظفر یہ سنکر پکارا کہ او نابکار سپہ سالار یک چشمی کیا بکتا ہے زہرہ شاہ پر لعنت ہے اور خبردار ناموس صاحبقران کا نام نہ لے جبتک میرے
بدن مین جان ہے کیا مجال کسی کی جو خواتین معظمہ کی طرف رخ کرسکے اور جس طرح باپ تیرا مارا گیا ہے اُس سے بدتر تیرا حال ہوگا اور صاحبقران
اور سرداران لشکر اسلام کو تو دور سمجھا ہے بدر یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا کہا کہ خبردار ہو تجھکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکر نیزہ مارا مظفر نے نیزے
پر نیزہ روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کو مظفر تو قاسم کا رفیق ہے اُسسے نیزہ بازی مین خوب داخل ہے نیزہ بدر کا ہوائی کیا بدر نے
تلوار ماری مظفر نے سپر پر رد کرکے اپنا وار کیا اُسنے سینہ سپر کیا تلوار اُچٹ گئی پھر بدر نے تلوار ماری مظفر نے روکی اسی طرح تین پہر
تلوار چلی انجام کار مظفر زخمی ہوا قریب شام طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے رات کو مظفر مع لشکر داخل قلعہ ذوالامان ہوا
پل تختہ اُٹھا لیا خندق پر آب کر دادی دروازہ بند کروا دیا توپوں پر گولہ انداز بٹھائے جہان توپین نہ چڑھی تھین وہان چڑھوا دین
اور تمام خواتین سے کہلا بھیجا کہ غلام ہاتھ سے اُس حرامزادے بدر کے زخمی ہوا اگر اپنی زندگی مین آپ پر آسیب نہ آنے دونگا
اسیوقت حمزہ صاحبقران کو عرضی لکھی کہ ای شہریار آگاہ ہوجیے کہ بدر بن زلازل نے تمام ملک کو جابجا خنجر کو مدد سے
بد ہمین جادو کی مسخر کرلیا جانشین گنجا سبب ہوا اور اب اسکو ضبط ہوا ہے لشکر قلعہ ذوالامان پر لیکر آیا ہے مین اُسکے ہاتھ سے
زخمی ہوچکا ہون عرضی کو ملاحظہ فرماتے ہی یا تو حضور تشریف لائین یا کسی ایسے زبردست کو بھیجین کہ اس کافر کو سر جنگ سزا دے مقتول
دے اور اگر آپ نے خبر نہ لی تو ناموس مین خلل آیکا غلام قدموں پر نثار ہوجائیگا یہ لکھکر عرضی مہرو نامی عیار کو دی کہ لیجا مہرو نے عرضی لیکر
سر سے باندھکر روانہ ہوا یہان امیر بارگاہ مین نہایت خوشنود کمال مسرور بیٹھے ہین کہ الحمد سرود گلفام ذرد یار یک گردن ایرج پاس
سے نکالا اس اثنا مین مہرو نے عرضی مظفر کی امیر کے ہاتھ مین دی امیر نے اُسے پڑھا کمال رنجیدہ ہوئے مقبل سے کہا کہ چوکی لا کر
بچھاؤ اور سپر شمشیر بڑایان کا لا کر رکھو بعد اُسکے فرمایا کہ ایک بہادر مین چاہتا ہون کہ جاکر بدر بن زلازل کو گرفتار کرلائے پوری بات
منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ وہ شخص اپنے دنگل شوکت پر سے اُٹھا کہ جسے نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان شاہزادہ
بدیع الزمان نور الدہر عالیشان کہتے ہین آکر امیر کو مجرا کیا عرض کیا کہ اگر ارشاد عالی ہو تو مین جاکر اُس کافر کو پکڑ کے خدمت شریف مین
لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کام تمہارے ہی لایق ہے مگر اتنا توقف کرو کہ ایرج سے کہلا بھیجا جاے اور چالاک بن عمرو سے کہا
کہ تم جاکر ایرج سے کہو کہ ناموس پر ہمارے بدر بن زلازل ذیاتی کر رہا ہے نور الدہر اُسکو سر جنگ شکست دینے جاتا ہے اُسکے پھر کے آنے
تک لڑائی موقوف رکھو جب تک وہ پھر کر آئے تم بھی عیش کرو عشرت مین مصروف ہو ایرج نے یہ پیغام سنکر کہا کہ اچھا مین نے منظور کیا
نور الدہر جا بین اُسوقت امیر نے نور الدہر کو رخصت کیا نور الدہر دس بارہ ہزار سوار لیکر روانہ ہوا رات کو امیر نے خواب مین
دیکھا کہ نور الدہر آتش سوزان مین گرا ہے پکارتا ہے کہ ای جد بزرگوار مجھکو اس آگ سے نکالیے صبح کو یہ خواب بارگاہ مین سب کے سامنے
بیان کیا اور کہا جب سے مین نے یہ خواب دیکھا ہے بہت بےچین ہون سبھون نے کہا کہ شہریار یہ خواب و خیال ہے اسپر خیال نہ کیجیے تعبیر
خواب کی برعکس ہوتی ہے بادشاہ اسلام نے بھی فرمایا کہ آپ تصور بد نہ کیجیے شاہزادہ اچھی طرح ہے کسی عیار کو خبر کے واسطے بھیجیے امیر نے
کہا شہریار مین نہایت بیقرار ہون جاؤنگا اپنی آنکھ سے دیکھ آؤنگا یہ کہکر مقبل کو پانچ ہزار غلامون سے اور بہرام گرد بن خاقان چین
کو پانچ ہزار چینیون سے ساتھ لیکر پیچھے نور الدہر کے روانہ ہوئے بدیع الزمان کی بہت تشفی کر گئے تھے کہ تم خدمت شاہ مین رہنا
کسی طرح کا اندیشہ نہ کرنا لیکن ادھر بدر بن زلازل کا حال سنیے کہ یہ جو صبح کو اُٹھا بارگاہ مین بیٹھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
مظفر قلعہ ذوالامان مین بھاگ گیا قلعہ بند ہوکر بیٹھا بدر نے کہا کہان میرے ہاتھ سے جائیگا مین قلعہ مین گھسکر اُسے مارونگا
اور حکم دیا کہ فوج ہماری چار طرف سے قلعہ کو گھیر لے اور رسد بند کردو اُسی وقت کفار نے قلعہ پر نرغہ کیا چار طرف سے گھیر لیا
جس طرح دانتون مین زبان یا انگوٹھی مین نگینہ ہوتا ہے یون محاصرہ کیا خیمہ بدر کا جہان خیمہ مظفر کا تھا وہان برپا ہوا بدر اُسمین
آکر داخل ہوا چار گھڑی دن رہے سامنے قلعہ کے آیا قلعہ پر سے اکا دکا گولہ پڑنے لگا بدر گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور

سرکارون کو بھیجا کہ جاکر کہو کہ ای مظفر اس گمراہی سے باز آ اور ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کر مین اُسے لیکر چلا جاؤنگا تجھسے علاقہ نہ رکھونگا مظفر نے جواب دیا کہ کمینا اُس حرامزادے سے کہ تو بدیع الزمان اور شاہزادۂ خنجر سیاہ کو قبول کیا خدا اچاہتا ہی تو وہ تیرے سزا دینے کو آتے ہین اور مین جبتک جیتا ہون ایک بال ملکہ کا تجھکو نہ دونگا ہان جب میرا کام تمام ہوجائیگا تو جو کچھ ہوگا وہ ہوا کریگا مصرع بعد از مرگ من فیکون شد شدہ باشد اور پھر شیطان جو کچھ تجھسے ہوسکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خدائے ما بزرگ است جو ہو ہمارے حق مین بہتر جانیگا کریگا کچھ اندیشہ نہین ہی شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + اور جو حیات مستعار باقی ہی تو تو ہمارا کچھ نہ کر سکیگا شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جای + نبرد رگی تا نخواہد خدای + بس یہ پیغام جو ہرکارے نے سُنا مانند مار سر و دم لوٹتے پیچ و تاب کھاتا ہوا پھر اپنے خیمے مین آیا دنگل پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم کیا کہ نوبت طبل جنگ کہ کل قلعہ کو مسمار کر لونگا اُسی وقت نقارہ گڑگڑایا ہرکارون نے جاکر مظفر بن ضیغم خون آشام کو خبر دی کہ نیا بر سے طبل جنگ بجایا ہی کل یورش کا ارادہ ہی مظفر نے کہا کہ فضل ایزدی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی دونون طرف تیاری ہونے لگی ادھر تو بدر کے لوگ کہ رہے تھے کہ میان عجب طرح کا سامنا ہی اُنکا حربہ ہم تک آئیگا ہمارا حربہ اُن تک نہ جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی اُدھر مظفر کے لوگون مین غلغلہ تھا کہ بھئی اگر وہ قلعہ پر آگئے تو ہم بھی ایک دفعہ سامنے کی لڑائی لڑینگے اور اپنے آقا کے ناموس پر جان نثار کرینگے مظفر کے ساتھ مرینگے اور جو کوئی مددگار ہمارا آگیا تو قلعہ کا دروازہ کھولکر اُسکے شریک ہونگے مگر لڑنے سے نہ پھرینگے غرض رات بھر عجب تردد مین بسر ہوئی صبح کو مظفر اُسی حالت زخمداری مین کفن سر سے باندھکر خاک گریبان مین ڈالکر مستعد مرگ بیٹھا اور رفیق بھی سب تیار بیٹھے کہ اُدھر دیکھا حریف کی فوج بڑھتی آتی ہی ادھر سے ایک آدھا گولہ پڑنے لگا فوج کفار ہٹ کھڑی ہوئی بدر نے افسران فوج سے کہا کہ تم سب یہین کھڑے رہو مین جسوقت قلعہ لے لونگا اور دروازہ شہر کا توڑ دونگا اُسوقت تم آنا یہ کہکر گرز گران ہاتھ مین لیکر چلا دیدبانون نے دیکھا کہ یہ سوار آتا ہی مظفر سے عرض کیا اُسنے کہا کہ خوب زد پر آنے دو یہانتک کہ چوتھائی میدان زد کا طی کیا اُسوقت مظفر نے ہوائی داغی آواز شترنال کی بلند ہوئی شتر و سنان شروع ہوگیا اور گولہ اندازون نے توپون کو جھکا جھکا کر سیدھ باندھکر گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا ابر ظلماتی چھایا رعد و برق کا عالم نظر آتا تھا بجلی رنجک کی چمک رہی تھی دھوین کا ابر بنکر تیار ہوتا تھا گولہ مثل اولے کے پڑ رہا تھا اور بدر کا یہ عالم تھا کہ جو گولہ داہنی طرف جاتا تھا جانے دیتا تھا اُس سے خبر نہ ہوتا تھا جو گولہ منھ کے سامنے آتا تھا اُسپر طمانچہ گرز کا مارتا تھا وہ پلٹ کر زمین پر گرتا تھا اور خاک وہان سے اُڑتی تھی اسی طرح سے سب گولون کو رد کرکے برابر خندق تک پہونچا اور مورچھون پر تا ڈھیرنا شروع کیا ادھر گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باندھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہی کہا کہ کچھ تو بھی کوئی گولہ قضا کا اُسپر لگا ہوگا ہاتھ روک لیجے اور دھوین کے برطرف ہونے سے روشنی ہوئی اب جو بدر کو دیکھا البتہ ق کھڑا ہی بس قلعہ مین ہلچل مچگئی ماتا متوالا فیل کا گرجا کر کرک کا پولا بارود کی ہنڈیان مارنے لگے بدر رد کرنے لگا مظفر نے کہا کہ جو گولے سے نہ مرا وہ ہانڈے متواے سے کب مریگا یہ وقت دعا کا ہی شاید پروردگار عالم ہمپر رحم کرے اور اِس کافر کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر پکارا کہ ای خالق بیچون و ای کریم بیچگون تو اپنا رحم کر بچا اسکے ہاتھ سے اور اُدھر تمام خواتین معظمہ کہ اُنھون نے سرون کے بال کھولدیئے تھے اور از تہ دل دعا مانگ رہی تھین کہ واسطہ عصمت حضرت مریم کا ہماری عصمت بچا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر لگا کہ بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از بہر دو بیابان گرد یکبار سمت ایک گرد اُٹھی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا جسوقت کہ قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان دکھائی دیا اور نعرہ کیا کہ او کافر خاسر دست خود را نگہدار من اینک رسیدم او ناہموار تو کہان جاتا ہی ٹھہر میرے ہاتھ سے قلعہ والون نے جو نور الدہر کو دیکھا طبل شادمانی بجایا غل مچایا وہ قاتل کفار آیا بدر کو پکارا شاباش تم اپنی موت کی خوشی سے

نقارے بجاتے ہو کہا تیرے مارے جانے کی خوشی کرتے ہیں کہ وہ برہم زنندۂ دولت زمرد شاہ بے ایمان آ پہونچا اس عرصہ میں نور الدہر
نے پھر نعرہ کیا کہ او بدر تو اگر نہیں پھرتا تو میں تیرے لشکر پر روز خون مارتا ہوں بدر آزردہ ہو کر پھر اکارا کہا او نبیرۂ حمزہ پہلے تجھے مار کر
بعد اُسکے قلعہ والوں سے سمجھوں گا یہ کہکر تلوار نور الدہر پہ ماری شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار نزدیک پہونچی سپر
ہاتھ سے چھوڑ دی علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا پنجہ علی دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضے پہ ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑکر تلوار چھین لی
اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر زور اولیں میں اسکو اُٹھالیا زمین پہ مارا کہ نقش زمین بن گیا اور چڑھکر چھاتی پہ مشکیں باندھ لیں اُدھر
سے مظفر بن ضیغم خون آشام فوج لیکر باہر آیا نور الدہر کی قدمبوسی حاصل کی اُدھر فوج بدر کی پھر گئی مظفر شاہزادے کو
قلعہ میں لایا نور الدہر محل میں آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا اُسنے بلائیں لیں گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹا عجب زمانے کا لہو سفید ہے کہ تمہارا
ہمیں دیکھنے کو جی بھی نہیں چاہتا نور الدہر نے کہا امانجان لڑائیوں سے فرصت نہیں ہوتی آنا جانا کیسا مگر یہ حال جو یہاں کا سنا
تاب نہ آئی ادھر کو روانہ ہوا بارے خدا نے وقت پر پہونچایا کہ اُس حرامزادے کو گرفتار کیا غرض رات کو بھی شاہزادہ وہیں
رہا صبح کو باہر آیا بارگاہ میں بیٹھا فرمایا لاؤ بدر کو جب وہ آیا سلام کیا شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کی بدر دل میں کینہ رکھکر
مسلمان ہوا اور جاکر اپنے لشکر میں افسران فوج کو بھی سمجھایا اور لاکر شاہزادے کے قدموں پر ڈالا وہ بھی از روئے ترس مسلمان ہوئے
نور الدہر دو روز وہاں رہا تیسرے دن روانہ خدمت امیر ہوا بدر ہمراہ رکاب تھا چوتھی منزل میں بدر نے دعوت کی اور کھانے
میں بیہوشی دے کر نور الدہر کو پکڑ لیا اور فوج کو شبخون مارکر بھگا دیا اور شاہزادے کو گرفتار کرکے قلعہ ذوالامان میں آیا اور پھر
نو عذر کرکے اُترا اور طبل جنگ بجواکر قلعہ پر یورش کی اور گولوں کو روکر کے قلعہ پر پہونچا نور الدہر کو ایک لکڑی پہ باندھ کے ہاتھ میں لے لیا
سب اہل اسلام دعائیں کر رہے تھے بیابان سے گرد اُٹھی اور حمزہ صاحبقران مع مقبل و بہرام و چالاک بن عمرو پہونچے اور
نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا پر آواز امیر کی لشکر کانپا اور اپنے دل میں کہا مصرع عمر را کہ نشان داد بلا را کہ خبر کرد لیکن اپنے دل میں
سوچا کہ پاس میرے خفتان مریخ بند ہے اور حمزہ بوڑھا ہے تو اُس پر غالب ہوگا یہ سوچ سمجھکر امیر پہ حملہ آور ہوا ادھر نور الدہر نے اپنی
قید آہنی توڑی فوج بھی نور الدہر کی ساتھ بدر کے پوشیدہ آئی تھی وہ بھی آکر شریک ہوئی مگر امیر نے بدر کی تلوار چھین کر اُسے قاش
زمین سے اُٹھا لیا اور چالاک نے گھوڑا نور الدہر کا پہونچایا نور الدہر مانند شعلہ جوالہ کے اُس پر سوار ہو کر آیا امیر نے بدر کو
نور الدہر کے حوالے کیا نور الدہر نے اُس کافر کو ہاتھ پہ اُٹھالیا فوج بدر کی دوڑ پڑی جنگ مغلوبہ ہوئی مگر بند بدر کا ٹوٹ گیا
ہاتھ سے نور الدہر کے چھوٹ گیا لوگ بچا کر لیگئے بدر گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگا مظفر بن ضیغم خون آشام بھی دروازہ قلعہ
کا کھولکر مع فوج شریک جنگ ہوا خوب لڑائی ہوئی عین گرمی جنگ میں پھر بدر سے اور نور الدہر سے سامنا ہوا بدر نے
تلوار شاہزادے پہ ماری اُس بہادر نے تلوار اُسکی پشت تیغ پر روکی کہ تلوار اُسکی ٹوٹ گئی اور پھر اپنا وار کیا با وجود خفتان مریخ بند
نزدیک تھا کہ ہڈی اُسکی ٹوٹ جاتی خوب چوٹ لگی بس اب اس سے نہ لڑا گیا ڈر کر بھاگا بہت سی فوج اُسکی کام آئی اکثر مسلمان
ہوئے اکثروں اُسکے ساتھ بھاگ گئے شاہزادے نے چاہا کہ تعاقب میں بدر کے جائے امیر مانع ہوئے مال و اسباب بدر کا جو
رہ گیا تھا وہ لوگ جو بدر کے مسلمان ہوئے ہیں امیر نے اُنکو دیا اور وہیں خیام فلک احتشام استادہ ہوا حمزہ صاحبقران خواتین
محل میں گئے گیتی افروز نے سلام کیا دیکھا صاحبقران نے کہ لباس سیاہ اُسکے گلے میں ہے اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں
امیر بھی رونے لگے گیتی افروز کو گلے سے لگایا لاکر مسند پہ بٹھایا بہت شفقت کرنے لگے اور فرمایا کہ اے فرزند تم رنج و فکر نہ کرو میں نے
نجومیوں سے دریافت کیا تھا جو بہرجہر کے بیٹوں نے کہا تھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ زندہ ہے بارہ برس کے بعد ملاقات ہوگی
تم کسی طرح رنج نہ کرو اور لباس ماتمی اُتارو ملکہ نے کہا کہ شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے باعث سے کوئی رنج مجھے نہیں ہے مگر
لباس سیاہ کے واسطے آپ نہ فرمایئے امیر چپ ہو رہے غرض بہت کچھ باتیں فرماکر تمام خواتین کو خلعت دیے اور دوسرے روز

بعد اُسکے کوچ کرکے راہی شہر اختم ہوئے

اولاد اول اسپ دو ملکے داستان حیرت مآل لقا سے بھاگا راندۂ درگاہ خدا کے بیان ہوتے ہین

لقا شہر اختم مین بیٹھا تھا کہ ایک عیار ازرق چشم اندر بارگاہ کے آیا لقا کو بدو عادی بختیارک نے پوچھا کہ تو کون ہو اور کس کا پیغام لایا ہو ملک مسمار درباری نے کہا کہ یہ عیار ملک زادے کا ہو نام اسکا فیروز غول بچہ ہو اور پوچھا کہ اے فیروز کیونکر آیا کیا خبر لایا اُسنے کہا خسرو شیردل بیٹا تمہارا خداوند کی مدد کے واسطے آتا ہو ملک مسمار خوش ہوا اور لقا سے کہا کہ یا خداوند وہ بہت بہادر ہو زہرہ شاہ نے کہا کہ جاؤ اُسے استقبال کرکے لاؤ تمام سردار گئے اور اُسے لائے اُسنے لقا کو سجدہ کیا اور حال خدا پرستون کا پوچھا بختیارک نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا خسرو نے کہا کہ مین سب کو مارونگا لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے دیکھیے مین صبح کو کیا کرتا ہون اُسی وقت طبل جنگ بجا ہرکارون نے جاکر لشکر اسلام مین خبر پہونچائی شہنشاہ گیتی ستان نے فرمایا کہ یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین نقیب نشیب و فراز کہکر چلے گئے خسرو شیردل لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا ابھی مبارز طلب نہ کیا تھا کہ جانب اسلام سے گرد اٹھی ہرکارے دونون لشکرون کے خبر کے واسطے دوڑے جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو آگے آگے چالاک بن عمرو اور پیچھے پیچھے حمزہ صاحبقران اور نورالدہر و بدیع الزمان مع مقبل و بہرام چالیس ہزار سوار سے پہونچے پہلے قدمبوسی بادشاہ کی حاصل کی بعد اُسکے نورالدہر اجازت لیکر مقابل ہوا خسرو بعد تگاپوی رزمی اور استفسار نام کے کہا کہ لا اپنا حربہ شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ اپنا دستور نہین ہو کہ حریف پر پیشدستی کرین اُسوقت خسرو نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین نیزہ خسرو کا نکال لیا خسرو نے تلوار ماری نورالدہر نے دو دھارا تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی غرض کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی شام کو نورالدہر نے اُسے زیر کیا اور مشکین باندھکر لے آیا ملک مسمار شاہ نے کہا کہ اے زہرہ شاہ یہ کیا بیہودہ تقدیر ہو کہ بیٹے کو میرے گرفتار کروا دیا لقا بولا کہ اے مسمار شاہ مین نے خدا پرستون کو پیدا کیا ہو تقدیر کر دی ہو کہ میرے بندون مین سے جو اُنسے لڑے گا وہ مغلوب ہوگا بختیارک نے کہا کہ لقا سچ کہتا ہو ہم ہمیشہ سے یہی دیکھتے ہین ملک مسمار چپ ہو رہا غرض دونون لشکر پھر کر اپنی بارگاہ مین گئے صبح کو امیر نے دربار کیا خسرو کو بلایا وہ آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا امیر نے بہت عزت و حرمت سے اُسے بٹھایا اور کہا اے خسرو تجھے نورالدہر نے کیونکر زیر کیا وہ بولا کہ اسطرح بہادرون کو زیر کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ لقا مین تو نے کیا کیا خوبی دیکھی جو اُسکی خدائی مانتا ہو اور یزدان پاک کو نہین پہچانتا ہو خسرو نے تعریفین لقا کی کین امیر نے اُسکی مذمت بیان کی اور تعریف پروردگار عالم کی کی خسرو از روے تحقیق مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ اگر ارشاد عالی ہو تو مین جاکر اپنے باپ کو مسلمان کرکے لے آؤن فرمایا اچھا جاؤ خسرو مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا اپنے باپ کے خیمے مین آیا اور اُس سے کہا کہ مین از روے ترفق مسلمان ہوا ہون اپنی جان بچا کر آیا ہون اور ان خدا پرستون سے کوئی سر بکف ہوکر سامنا نہین کرسکتا اب میرا ارادہ یہ ہو کہ حمزہ کے لشکر مین ہوکر اور فیروز غول بچے سے سرداران لشکر اسلام کو بلواؤن جب سب سردار گرفتار ہو جائین تو اُنکو لیجاکر مسمار کوہ مین قتل کرون ایک حمزہ رہ جائیگا اُسکی تدبیر ہو جائیگی ملک مسمار نے راے اُسکی پسند کی اور رات کو لقا سے آکر یہی کہا لقا بولا کہ مین نے یہی تقدیر کی ہو جاؤ غرض صبح کو خسرو ملک مسمار کو ساتھ لیکر آیا قدمون پر صاحبقران کے گرا یا ملک مسمار بھی از روے ترس جان مسلمان ہوا ایک طرف خیمہ اسکا بھی استادہ ہوا فیروز غول بچہ رات کو جاکر ہاشم تیغ زن کو چرا لایا ملک مسمار نے چاہا کہ ہاشم کو اُسی طرح بیہوش قتل کرے خسرو نے کہا کہ ابھی تامل کیجیے اور بیان صبح کو غلغلہ ہوا کہ رات کو ہاشم بستر خواب سے

غائب ہو گیا امیر نے فرمایا تلاش کرو عیار تلاش میں مصروف ہوئے دوسرے دن غلغلہ ہوا کہ آج بہرام گرد بن خاقان چین
چوری گیا کہیں پتا نہیں معلوم ہوتا اور بڑا بیڑا اٹھا ہوا ہے امیر عیاروں پر بہت خفا ہوئے کہ حریف آتا ہے اور کام اپنا کر جاتا ہے اور
تمسے کچھ نہیں ہو سکتا جبتک تم لوگ لشکر میں نہ تھے صبر تھا کہ کوئی عیار ہمارے یہاں نہیں ہے اب یہ کیا آفت ہے معلوم ہوتا ہے
تمہاری سازش سے یہ لوگ چوری جاتے ہیں شاید یہ کام عمرو کا ہو تم لوگ سب اس سے ملے ہوئے ہو سرداروں کو پکڑ کر
اسکے [illegible] نے عرض کیا شہریار اگر یہ بات سچ نکلے تو آپ ہم سب کو قتل کیجیے گا ہم اپنی جانیں لڑا رہے ہیں
رات دن ماندہ و بے خواب [illegible] رہتے ہیں چاروں طرف پھرتے ہیں خدا جانے حریف آسمان پر سے آتا ہے یا زمین
میں سے پیدا ہو کر لیجاتا ہے ہم حتی المقدور سعی و تلاش کرتے ہیں مگر قسمت میں بدنامی ہو تو کیا کریں تیسرے دن ابراہیم بن
مالک و مرزبانک بن مرزبان چوری گئے امیر عیاروں پر بہت خفا ہوئے کہا کہ میں سب کو لشکر سے نکالدونگا غرض ہر شب
دو سردار یا تین سردار غائب ہو جاتے تھے اور امیر عیاروں پر خفا ہوتے ہیں مگر اس فیروز منحوس بچہ صحرائی نے کیا تدبیر کی ہے
کہ اپنے خیمے میں سے نقب کھود کر ہر سردار کے خیمے میں پہونچا اور جس سردار کے خیمے میں گیا خدمتگار اور پہرے والوں کو
بیہوش کیا اور اس سردار کو پشتارے میں باندھ کر اپنا پیچھا اٹھایا پھر نقب کا بند کر کے اپنے خیمے میں لے آیا اور پٹی دار دوے
بیہوشی کی باغ پر چڑھا کر صندوق میں بند کر دیا یہانتک کہ ایک سو چالیس سردار امیر کے چوری گئے اور امیر نے فرمایا کہ یہ کام
اسی دزد باریک نگر دن کا ہے کہ کام عیاری اور ٹھگ آتا ہے اور سرداروں کو پکڑ لیجاتا ہے خیر کبھی تو ہمارے ہاتھ لگ جائیگا جب
یہ خبر ایرج کو پہونچی عمرو کے واسطے بہت افسوس کیا کہ ہائے حمزہ اور نوبالہ ہم نے عبث عمرو کو شہر سے یہاں سے نکلوایا
غضب کیا عجب نایاب شخص تیرے ہاتھ سے کھو دیا اے ایرج اگر وہ مجکو نہ بتاتا تو تو وہی بزرگ تھا اور اے ایرج وہ
مجکو خدا پرستوں سے ملنے کو اسی واسطے منع کرتا تھا مگر اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے یہ کہکر آہ سرد کھینچی رونے لگا اور مالک
بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ نے قطب دوران میں بھی یہ کشف و کرامات کبھی نہ دیکھی تھی جو کہ عمرو میں تھی مالک نے
کہا تو یہ باتیں بھلا وہ کیا جانے عمرو ایک بلا ہے بیدرمان آفت جہان تھا عمرو وہی ہے کہ جسنے حمزہ کو حمزہ بنایا خاک سے پاک
کیا مرتبہ اعلیٰ کو پہونچایا یہی باتیں بڑی دیر تک رہیں لیکن ملک مسمار دریا باری نے خسرو سے مشورہ کیا کہ اتنے سردار حمزہ کے
ہمارے ہاتھ لگ چکے ہیں انکو لیکر مسمار کوہ میں قتل کیجیے اور پھر آکر اور سرداروں کو پکڑیے خسرو نے کہا اچھا بس ملک مسمار
خدمت صاحبقران میں آیا عرض کی کہ غلام تو مسلمان ہو چکا ہے لیکن لوگ مسمار کوہ کے ابھی تک لقا پرست ہیں جو
غلام کو رخصت ملے تو جا کر تمام شہر کو اسلام آباد کروں اور پھر خدمت شریف میں آکر حاضر ہوں فرمایا کہ جاؤ تمہیں رخصت
دی ملک مسمار سب سرداروں کو صندوقوں میں بند کر کے اونٹوں پر لدوا کر مسمار کوہ کی طرف روانہ ہوا لشکر اسلام سے کئی
کوس پر جا کے عرضی زمرد شاہ کو لکھی کہ یا خداوند میں نے ایک سو چالیس پہلوان حمزہ کے گرفتار کیے مسمار کوہ کو لیے جاتا ہوں
آپ کچھ تھوڑے سے آدمی اپنے ساتھ لیکر یہاں قدم رنجہ فرمائیے خدا پرستوں سے جسطرح چاہیے پیش آئیے چاہیے قتل کیجیے
چاہیے بخش دیجیے اور مسمار کوہ کی سیر بھی کیجیے وہ عرضی عیار نے رات کے وقت بختیارک کے ہاتھ میں دی اسنے پڑھی
بہت خوش ہوا لقا کو اسکے مضمون سے آگاہ کیا لقا نے کہا کہ ای شیطان درگاہ بعضے امور خدائی کے میں نے تیری رائے
پر رکھے ہیں جو تو بتا وہ کیا جائے بختیارک نے کہا کہ خداوند تو مرنا چاہیے نہیں اگر چلیے تو سہی شاید قضا انکی آگئی ہو
لیکن شکار کھیلنے کے بہانے یہاں سے چلیے کہ کوئی آگاہ نہو کہ آپ کہاں جاتے ہیں لقا نے کہا کہ کئی لاکھ برس آگے بھی میں نے
تقدیر کی تھی اور جمشید و خورشید احمقی سے کہا کہ صبح کو ہم شکار کھیلنے جائینگے جانوران صید گیر تیار رہیں انھوں نے
عرض کیا کہ بہت اچھا حکم دیا کہ سب جانور صبح کو آئیں غرض لقا نے تمام لشکر اپنا جمشید و خورشید کے سپرد کیا اور کل خون آشام

وضیغم خون آشام و زنگار خون آشام و سہراب اژدر گیر و سہر زتا جدار و فرامرز نابکار و یاقوت شاہ لاہوت شاہ کو بختیارک وغیرہ کو ساتھ لیکر مسمار کوہ کی طرف روانہ ہوا لقا کو اثنا سے راہ مین چھوڑ دیے

اب دو کلمے داستان حیرت بیان عمرو کا شہر ختم سے بھاگ کر شہر کشور یہ مین جانا اور بیرزال روشن ضمیر کو مار کر خود اسکی صورت بنکر داراب کشور کشا کو امیر کے مقابلے کے واسطے لیکر آنا

جسوقت عمرو لشکر ایرج سے نکلا اپنے حال پر روتا تھا شکوہ پرواز جور فلک ہوتا تھا آپ ہی آپ کہتا تھا ای عمرو حمزہ کا اقبال یاور رہا طالع اوج پر رہا تو اس عرب کا کچھ نہین کر سکتا بڑی دیر تک اسی خیال مین بیٹھا رہا پھر اپنے دلمین کہا کہ ای عمرو تو بھی اس مجاورزادے کو چین سے نہ بیٹھنے دے انتقام اس سے لے پھر سوچا کہ کیا کیجیے کیونکر عوض حمزہ سے لیجیے ذہن مین گزرا کہ تو شاگرد بزرجمہر کا ہو علم نجوم مین دیکھ کہ کام تیرا بنیگا یا نہین بس نہ نبل سے قرعہ نکالا سوا ہاتھ زمین کو لیپا اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل کیا تختہ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا سولہ خانے رمل کے نگاہ مین کرکے احکام کو خوب دیکھے نکالا معلوم ہوا کہ اگر سمت مغرب تو جائیگا تو کام بخوبی سرانجام پائیگا بس اُسی وقت اٹھا اور خوش خوش سمت مغرب روانہ ہوا قریب شام ایک شہر مین پہونچا دیکھا کہ شہر نہایت آباد رشک مینو سواد نام اسکا شہر کشور یہ ہو ایک فقیر کا جبیس بدل لیا شہر کی سیر کرنا شروع کی پھرتے پھرتے کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ دھوبی کپڑے دھو رہے ہین تنا و تنے ہوے ہین اُنپر کپڑے سوکھ رہے ہین کسی طرف کپڑے کی کھٹی چڑھی ہو کلپ تیار کیا جاتا ہو کہین کپڑون پر نیل دیا جاتا ہو کوئی استری کر رہا ہو کوئی کندی کر رہا ہو کہین کچھ دھوبی جمع ہین کھٹے کھیل رہے ہین ایک طرف گدھے بیچ رہے ہین کھونٹے گاڑے جاتے ہین ایک طرف بیل لڑ رہے ہین اور دو لڑکون کو دیکھا کہ ایک اُنمین سے نہایت خوبصورت کوئی گیارہ بارہ برس کا سن خال سبز رگ ہاشمی عیان اولاد صاحبقران کی سب نشانیان اور دوسرا دبلا پتلا چست و چالاک سرپرہ بیباک عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ وہ بیشک کوئی اولاد صاحبقران سے بیٹا یا پوتا ہو اور یہ تمھارا نطفہ معلوم ہوتا ہو اور ایک دھوبی بیٹھا ہو نہایت موٹا تازہ دونون لڑکے اُسکے پاس آتے ہین اور جو کچھ مانگتے ہین وہ پاتے ہین اور نام اُس دھوبی کا سکندر ہو عمرو نے جو صورت اُسکی دیکھی خیال مین گذرا کہ ای عمرو یہ لڑکا بہت زبردست معلوم ہوتا ہو اسکو تیار کر کے لے چل کہ کلہ مدہ حمزہ کا توڑیگا یہ سوچ کر ایک سوداس کی صورت بنا اور سکندر کے پاس آیا میلے کپڑے لایا کہ اسے دھو دے اُسنے کہا کہ مین سواے لباس بادشاہ کے اور کسی کے کپڑے نہین دھوتا عمرو نے پوچھا کہ بادشاہ تجھے کیا کپڑا دیتا ہو اُسنے کہا کہ ایک اشرفی دیتا ہو عمرو نے کہا ہم دو اشرفیان دینگے اور دو اشرفیان مصری کی بنی ہوئی کمر سے نکالکر اسکے آگے پھینکدین اور کہا کپڑے ہمارے دھو اُسنے کہا بہت اچھا اب کیون نہ دھوونگا یہ کہکر کپڑے اٹھا لیے اور لاکر دھونے لگا عمرو اُن دونون لڑکون سے باتین کرنے لگا کہ صاحبزادے تمھارا نام کیا ہو وہ جو لڑکا خوبصورت و حسین تھا اُسنے کہا کہ مجھے داراب کہتے ہین اور وہ جو شوخ و طرار تھا اُسنے جواب دیا کہ ای شخص تجھے نام سے کیا کام ہو اور داراب سے کہا کہ یہ کچھ چھلیا سا معلوم ہوتا ہو بھیا تم اس سے بات نکرو خدا جانے یہ کیا آفت برپا کرے داراب نے کہا ارے چپ رہ کمبخت ابھی یہ تازہ وارد ہے تجھے کیونکر مکاری اسکی ثابت ہوئی اُسنے کہا بھیا صورت سے اسکی مکر و فریب عیان ہو یہی باتین ہو رہی ہین کہ دیکھا خلق خدا ایک طرف کو چلی جاتی ہو عمرو نے پوچھا کہ یہ سب کہان جاتے ہین اُس دبلے لڑکے نے بیان کیا کہ آج بادشاہ یہان کا لڑائی فیل کرگدن و کشتی پہلوانان شہتن کی دیکھنے کو بیٹھا ہو تمام شہر کا مجمع ہو ایک عالم مجتمع ہو عمرو نے کہا کہ تم بھی تماشا دیکھنے چلوگے داراب نے کہا کہ بابا جان کا ہیکو جانے دینگے عمرو نے کہا کہ مین کہکے تمھین لیے چلتا ہون اور سکندر گازر سے خطاب کیا کہ جبتک

تم میرے کپڑے دھوؤ مین تمھارے دونون لڑکون کو تماشا کشتی کا دکھلا لاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی لیجائیے عمرو نے دونون کو
ساتھ لیا وہان سے چلا سیر کرتا ہوا ایک میدان وسیع مین پہونچا دیکھا کہ کوسون تک سبزہ ہی اور دوکاندار سب طرح کے
بیٹھے ہین میلہ لگا ہوا ہی خلائق کا ہجوم ہی کشتی کی دھوم ہی اور ایک بہت بڑا تالاب ہی پانی اُسمین صاف و شفاف
بھرا ہی وسط تالاب مین چار ستون نصب ہین اور اُن ستونون پر عمارت بنی ہی آگے کمرے پر بادشاہ بیٹھا ہی کوئی ہزار
بارہ سو بیٹے رفیق و ملازم خدمتگار و خادم گرد و پیش حاضر ہین کہ اس اثنا مین بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھیون کو لڑواؤ سوار
و درسے ہاتھیون کو لگا کر لائے جب دونون ہاتھی مقابل ہوے خوب ٹکرین چلین دونون لڑنے لگے یہانتک لڑے کہ
گوشت دانتون سے نچ گیا خون بہنے لگا اُسوقت حکم دیا کہ انھین الگ کرو فیلبان جھانکین مارتے تھے وہ الگ نہوتے تھے
بان برداروں نے ہوائیان بانون کی داغین دونون ہاتھی علاحدہ ہوکر بھاگے خلقت تلے اوپر ہوئی لوگ ہر طرف گریزان
ہوے دوسری جوڑ اور لڑی پھر گینڈے اور مینڈھے لڑائے اسکے اور شیر مین مقابلے پڑے قضا سے کار قصر شاہی کی
ایک طرف کو جب لوگون کا ہجوم ہوا ستون اُدھر کا جھکا عمارت گرنے لگی لوگ اُدھر سے بھاگے غل ہوا کہ بادشاہ بھی
گرا چاہتا ہی عمرو دیکھتا تھا کہ داراب نے دوڑ کر اُس ستون کو تھاما کہ جھکنا اُسکا موقوف ہوگیا جتنے لوگ اوپر تھے
اُترنے لگے اس اثنا مین دوسرا ستون داراب کے شانے سے گرنے لگا داراب نے ایک ہاتھ سے دوسرے کو روکا دوسرے ہاتھ سے
ستون تھامے رہا جب سب لوگ مع بادشاہ اُسپر سے اُتر گئے داراب نے ستون چھوڑ دیا وہ عمارت تالاب مین گری
عمرو نے جو یہ طاقت داراب کی دیکھی اپنے دل مین کہا کہ اے عمرو اگر اسکو تیار کرکے لیچلے تو حمزہ اور ایرج دونون کو یہ
ٹھیک بنا سکے گر بادشاہ یعنی کشور شاہ جسوقت اُس قصر سے اُترا سنا کہ سکندر نگاذر کے بیٹے نے سب کی جان بچائی
وہی ستون کو تھامے رہا کہا کہ اُس لڑکے کو لاؤ اور اُسکے باپ کو بھی پیچھے سوار ہوا ایوان بادشاہی مین آیا آتے ہی
تخت پر بیٹھا جو بدار داراب کو لایا بادشاہ نے اُسے خلعت دیا اور کہا اے لڑکے تو ہمارے پاس رہا کر داراب نے
عرض کیا کہ باپ کو اختیار ہی آپ اُنسے پوچھ لیجیے کہ اس اثنا مین جو بدار سکندر نگاذر کو بھی لایا اُسنے بادشاہ کو سلام کیا
داراب اُسکی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اگر سکندر رستے راہ مین حال داراب کا سنا کہ ایسا زور کیا کہ بادشاہ کی جان
بچائی اب یہان آیا بیٹے کو خلعت پہنے دیکھا بہت خوش ہوا اور چار طرف سے اُنگلی اُٹھ رہی تھی کہ اسی کے بیٹے نے
دیو کا زور کیا بعضے کہتے تھے کہ یہی نصیبا اسکا اچھا تھا بعضے کہتے تھے کہ میان یہ لڑکا اس دھوبی کا نہین معلوم ہوتا ہی بعضے ایسا
کہتے تھے کہ بالفعل پہلوانون کا زور ہی کیا ہوا اگر کشور شاہ نے سکندر نگاذر کو خلعت دیا اور کہا اے سکندر اب تم کپڑے دھونا
موقوف کرو اور داراب کو ہمین دو ہم اپنا بیٹا کر رکھینگے اُسنے کہا خداوند سوا اسکے اور اولاد نہین ہی کشور شاہ نے کہا
کہ مین تجھے اس سے ملنے کو منع نہین کرتا ہون تو اسکے پاس رہ اُسنے کہا کہ مین غلام ہون یہ بھی خانہ زاد ہی کشور شاہ نے
ایک مکان اسکے رہنے کو دیا خادم خدمتگار نوکر رکھ دیے دو ہزار کا مہینا مقرر کیا داراب روز دربار مین آنے لگا
لیکن ایک دیو ہی کہ نام اُسکا دیو ہوشنگ ہی اور کوہ کشور مین رہتا ہی اور کشور شاہ اُس سے دبا ہوا ہی
روز دعوت اُسکے واسطے بھیجتا ہی قضا سے کار کشور شاہ کی بیٹی ہی کہ نام اُسکا ماہ کشور ہی ایک دن دیو ہوشنگ
جو محل پر سے کشور شاہ کے گذرا ماہ کشور کو دیکھا عاشق ہوگیا کشور شاہ سے کہلا بھیجا کہ اپنی بیٹی کو مجھے دے کشور شاہ
نہایت آزردہ ہوا بیٹا میرے سے کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے اور مار کر نکلوا دیا دیو سنکر بہت آزردہ ہوا اور رات کو کشور شاہ
کو پکڑ لیگیا اپنے پاس پنجرے مین بند کرکے لٹکا دیا سردار کشور شاہ کے بہت پریشان ہوے داراب نے سبھون سے کہا کہ
تم لوگ ناحق سے نمک بادشاہ کا کھاتے ہو چلکر دیو سے لڑو بادشاہ کو چھڑا لاؤ سب نے جواب دیا کہ ہماری تو مجال نہین کہ دیو سے

اور وہ ہم سب کو کھا جائیگا دانستہ اپنی جان دیدیں مگر آپ بڑے مرد ہیں تو جا کر سامنا کیجیے داراب نے کہا کہ ہم تو
جا ئینگے فقط تمکو آزماتے تھے کہ تم کتنے ہو معلوم ہوا کہ تم سب بزدلے و نامرد ہو ہر ایک بولا کہ آپ سچ ہیں واقعی ہم سب بزدل
ہیں جا کر لقمہ دیو ہونگے داراب اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا کہ میں جا کر اُس دیو کو مارتا ہوں سبھوں نے کہا کہ جائیے خداوند
آبحیات آپکی مدد کریں عمرو سمجھا کہ یہ لوگ آب پرستا ہیں غرض داراب چلا عمرو بھی ساتھ ہوا داراب نے کہا کہ تم
کہاں جاؤگے عمرو بولا میں بھی تمہارے ساتھ ہوں داراب چپ ہو رہا سکندر رنگا ڈر سے چہرہ پیلا پڑا کہ ای بیٹا تو نہ جا داراب
نے نہ مانا سمت کوہ روانہ ہوا شہر سے نکلا کچھ لوگ اسکے پیچھے پیچھے تھے بعضے تو افسوس کرتے تھے کہ مفت میں یہ جوان
دیو کے ہاتھ سے مارا جائیگا بعضے کہتے تھے کہ یہ لڑکا بھی بہت زبردست ہے دیکھا کہ تالاب کی عمارت گرنے لگی تھی ایک ہاتھ پر
کیسا روک لیا ستون کو تھامے رہا گرنے نہ دیا کیا عجب دیو کو بھی مارے بعضے بولے کہ اب دیکھئے ہی لینا کیا ہوتا ہے
لوگ تو یہ باتیں بناتے تھے داراب چلا جاتا تھا جب وہاں پہونچا کہ جہاں ہوشنگ دیو رہتا تھا دیکھا کہ کچھ درخت
گنجان ہیں چہار طرف ہڈیاں جانوروں کی پڑی ہیں اُنمیں سے بو سے بدچلی آتی ہے ایک پنجرے میں کشور شاہ
لٹکا ہوا ہے دیو ہوشنگ پتھر کے چٹان پر بیٹھا ہے اور کشور شاہ سے کہ رہا ہے کہ کیوں تو اپنی بیٹی مجھے نہیں بیاہتا ہے
جسوقت بہت خفا ہونگا تجھے کھا جاؤنگا وہ کہ رہا ہے تو کہا کیوں نہیں جاتا مجھے عذاب سے کیوں نہیں چھڑاتا ہے
ارے تو اپنا قد و قامت دیکھ اور آدمزاد کو دیکھ تو بڑا نا انصاف ہے یہ سنکر دیو چلا اور کہا کہ او کشور شاہ پہلے تجھے
کھا جاؤنگا پھر اُسے اپنے صرف میں لاؤنگا کشور شاہ نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر میرے بعد جو ہو سو ہو مصرعہ
بعد از مردن کن فیکون شد شدہ باشد ۔ جب ہمارا خاتمہ ہو جائیگا تو پھر آنکھوں سے یہ حالت نہ دیکھینگے دیو پکارا کہ رہ
میں تجھے بھون کے کھائے لیتا ہوں یہ کہکر اُٹھا کہ پنجرے سے نکالے کشور شاہ رونے لگا اتنے میں داراب
پہونچا للکارا کہ او نابکار کہاں جاتا ہے خبردار ہو میں تجھے سزا دینے کو آیا ہوں دیو نے آواز سنی پھر کر دیکھا ایک
آدمزاد کو پایا کہ نہایت حسین و کمسن ہے پکارا کہ او آدمزاد تو مجھے سزا دیگا داراب نے کہا کہ ہاں تجھے مار کر بادشاہ
کو چھڑا لیجاؤنگا دیو ہوشنگ نہایت غضبناک ہو کر داراب پر دوڑا مگر کشور شاہ نے جو داراب کو دیکھا آواز دی
کہ ای داراب تو چلا جا اپنی جان نہ دے میں سفر جاتا ہوں تو جانباز سرفروش ہے لیکن دیو نے داراب کے قریب آکر
ہاتھ دوڑایا کہ اُٹھا کر حلق میں ڈالے سامنے ہاتھ دیو کا جب قریب داراب کے پہونچا داراب نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر اکڑ کھینچا
ہڈی تک پیوست ہو گئیں بلبلا گیا اور چلایا کہ آدمزاد ہاتھ میرا چھوڑ دے داراب نے کہا مردود تجھ میں طاقت ہے
تو چھڑا لے یہ کہکر جھٹکا دیا دیو منہ کے بل آ رہا بس داراب نے ایک گھونسا اُسکے دماغ پر مارا کہ فرق اُسکا پھٹ گیا
ہاتھ کہنی تک سر میں گھس گیا اور دیو چیخ کھا کر گرا تڑپ کے واصل جہنم ہوا داراب نے کشور شاہ کو پنجرے سے
باہر نکالا کشور شاہ نے داراب کشور کشا خطاب دیا وہاں سے بادشاہ شہر میں آیا اور جارچی کو بلا کر حکم دیا کہ تمام
شہر میں ڈھنڈورا پیٹے کہ داراب کو کوئی سکندر رنگا ذرگر کا بیٹا نہ کہے داراب ہمارا فرزند ہے اور محل اُسکے واسطے علیحدہ
نوکر رکھا گیا مکان بہت بڑا بادشاہی رہنے کو ملا اب جو نام لیتا ہے شاہزادہ داراب یا داراب کشور کشا کہتا ہے
اور داراب دونوں وقت دربار بادشاہ میں حاضر رہتا ہے عمرو نے جو یہ طاقت و زور داراب کا دیکھا اس فکر میں
ہوا کہ اسکو صاحبقران آب پرستان بنا کر جسطرح سے ہو سکے یہاں سے لیچلیے مگر یہ سوچتا تھا کہ کیونکر لیچلیے اور کیا تدبیر
کیجیے اُدھر داراب کے واسطے روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے شکل یہ نظر آتی ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ آواز نقارے کی
بلند ہوئی عمرو نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہے نقارہ کیدن بجا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ کل میلہ ہے تمام عالم سیر لالہ و شقائق

کی زیارت کے واسطے جائیگا اور پیر زلال شعشعہ پیر نائب خداوند آبحیات ہین عمرو نے سنکر اپنے دلمین کہا کہ خیر سمجھا
جائیگا القصہ وہ دن گذرا رات ہوئی دوسرے روز صبح کو عالم عالم اور دنیا دنیا ایک طرف کو چلے عمرو بھی راہی ہوا
آتے آتے ایک کوہستان مین پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بلورین ہی تیس گز سے تیس گز تک مدور مثل مہر منور اور چہار طرف
گنبد کے میلہ لگا ہوا ہی تماشائیون کا جوش ہی اہل حرفہ کا خروش ہی کسی طرف سے آواز آرہی مزہ انگور کا ہی
رنگترون مین کوئی پکارتا ہی گنڈیریاں ہین پونڈے کی کوئی صدا دیتا ہی کہ ریوڑیان گلابی کوئی کہتا ہی قند کا مزہ ہی بیرون
مین کوئی پکارتا ہی کیا مزہ ہی بالوشاہی مین اور دروازہ پر گنبد کے گرد پیش برہمن کہ جنیو اُنکے گلے مین پڑے ہوئے
دھوتیان بندھی ہوئی ہین سر کھلا ہوا چوٹیان ہوا سے اڑتی ہوئی ہین کھونٹی دار کھڑاوین پانون مین نوبت بج رہی ہی
سنکھ پھنک رہا ہی جھانجھ کی آواز بلند ہی گلفروش صف بصف بیٹھے ہین الائچی دانے والے ایک طرف بیٹھے ہین یا خداوند
آبحیات اور یا پیر زلال پر شعشعہ کا غل ہی خیمے استادہ ہین نگیرے تنے ہوئے ہین امرا خیمون مین بیٹھے ہوئے ناچ
دیکھ رہے ہین ابھی کوئی اندر گنبد کے نہین جانے پاتا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ کمال عظمت وشان سے سواری کشورشاہ
کی آئی سامنے ساتھ پلٹنین ہمراہ ڈنکا بجتا ہوا چوبدار اہتمام کرتے ہوئے داراب کشور کشا رکیب پری پیکر پر سوار مرکب
دریا سے جواہر مین غرق جلو مین ہزار ہا خاص بردار غرض کشورشاہ آکر خیمے مین اُترا کشتیان نذر کی خوان شیرینی ہار پھول کے
ساتھ لیکر مع داراب کے اُس گنبد کی طرف آیا اسپ بچا دربون نے دروازہ گنبد کا کھولا بادشاہ داراب کو ساتھ لیے
ہوئے داخل گنبد ہوا عمرو ہمراہ تھا اندر جاکر دیکھا کہ پانچ پانچ گز زمین چار طرف سے چھوڑکر بیس گز سے بیس گز تک مدور
ایک چشمہ ہی اُسمین پانی صاف وشفاف بھرا ہی کہ آب مروارید اُسکے سامنے آب خجالت مین غرق ہو عجب آب لطیف ہی شعر نہر کو دیکھکر
یہ لہرائے شعر مین کوثر کے پانی بھر آئے ہو اور کنارے اُس نہر کے گلدستے پھولون کے رکھے ہوئے ہین لب گردان تمام بلور کی ہی
مچھلیان نقرہ مصقول کی پانی مین اچھل رہی ہین کنارے پر تخت طلائی کا بچھا ہی اُسپر ایک مرد پیر بارئیش سفید پیراہن گلے مین عمامہ سر پر
بندھا ہوا بیٹھا ہوا ہی جو نذر و نیاز کہ واسطے خداوند آبحیات کے آتی ہی اُس حوض مین ڈالدی جاتی ہی نقدی سامنے پیر زلال کے رکھتے
ہین اور پیر زلال اُسمین سے دہ یکی آپ لیتے ہین باقی وہان کے خادمون کو دیدیتے ہین اور بڑے بڑے جام بلور کے رکھے ہین اُنمین
پانی بھرا ہوا ہی ایک ایک دو دو مچھلی ہر جام مین پڑی پھڑک رہی ہی اور انگیٹھیان چاندی کی رکھی ہوئی ہین اُنمین آگ بھری ہی
اُسپر لوبان سلگ رہے ہین عود و عنبر جل رہا ہی خوشبو پھیلی ہوئی ہی غرض کشورشاہ نے نذر چڑھائی داراب کو پیر زلال
کے قدمون پر ڈالا احوال دیو کے مارنے کا بیان کیا پیر زلال نے دست شفقت داراب کی پیٹھ پر پھیرا اور کہا اے
کشورشاہ یہ بڑا بہادر ہوگا دین خداوند آبحیات کا جاری کریگا اور ہار داراب کے گلے مین ڈالدیا پانچ لڈو
اُٹھاکر ہاتھ مین اُسکے دیدیے کشورشاہ باہر آیا عمرو کلیم عیاری ادھر کو وہین رہ گیا خیال مین گذرا کہ اے عمرو اس
پیر زلال کو قتل کرکے آپ اسکی صورت بنیے اور داراب کو یہان سے لیجیے ایک کونے مین کھڑا ہوا سیر دیکھ رہا ہی کہ
ایک اژدہام ہی انبوہ عام ہی نذر و نیاز چڑھ رہی ہی پہر رات گئے تک بڑا ہجوم رہا بعد اسکے لوگ کم ہونے لگے دو پہر رات
گئے سناٹا ہوگیا پیر زلال اور تمام گوشہ نشین رہبان اٹھے اور ایک طرف اُس حوض مین زینے بنے ہوئے تھے اور ایک
دروازہ لگا ہوا تھا اُسمین چلے گئے عمرو بھی ساتھ ساتھ آیا دیکھا کہ ایک مکان بہت پاکیزہ بنا ہوا ہی وہان پیر زلال
آکر بیٹھا اور مال جو کچھ کہ چڑھا تھا اُسے باہم تقسیم کیا بعد اسکے سو رہے عمرو نے پیر زلال کو پکڑکر زندہ در گور کیا اور
آپ اُسکی صورت بنکر سو رہا صبح کو اُٹھا آکر تالاب کے کنارے تخت پر بیٹھا اور کہا کہ لاؤ کشورشاہ کو ایک منت دوڑا
کشورشاہ کو بلالایا وہ لرزتا کانپتا سامنے آیا سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا ہاتھون کو چوما پیر زلال نے کہا کہ اے

کشور شاہ خداوند آبحیات تجھسے بہت خفا ہیں نہایت آزردہ ہیں کشور شاہ نے کہا کہ گناہ میرا کیا ہے پیر زلال بولے کہ پہلے تو تالاب میں مع عمارت غرق ہوتا تھا بچایا پھر اُسکے دیو ہوشنگ تجکو لیگیا تھا اُس ظالم کے پنجہ سے تجھے چھڑایا اور داراب سا بہادر تجکو دیا تو نے اُسکی قدر نہ کی زمانے میں بہت سے دین ہیں کوئی آسمان کے خدا کے نادیدہ کو مانتا ہے کوئی لقا کو خدا جانتا ہے کوئی لات و منات کو سجدہ کرتا ہے کوئی آفتاب پرست ہے خداوند آبحیات کو منظور ہے کہ زمانے میں ایک دین ہو جائے بس تجکو لازم ہے کہ جاکر فوج بہت سی نوکر رکھو اور چالیس روز ہمارے پاس نہ آنا کہ ہمسے ملاقات نہوگی مگر کل صبح کو اس کوہ کی طرف سے ایک سوار قدرت خداوند آبحیات پیدا ہوگا وہ داراب کو فن سپاہ گری سکھائیگا خیر میں نے تیری خطا کو خداوند آبحیات سے معاف کروایا ہے مگر اب ایسی حرکت نہ کرنا یہ کہکر رخصت کیا دوسرے دن صبح کو داراب دامن کوہ کی طرف چلا قریب پہاڑ کے پہونچا تھا کہ سم مرکب کی آواز بلند ہوئی آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک سوار بوڑھا لباس بھی کہنہ اور گھوڑا بہت دبلا کثیف صورت پیدا ہوا داراب سے کہا کہ میں حکم آبحیات سے چھ سو ساٹھ فرسنگ سے آیا ہوں کہ تجھے فن سپاہ گری میں تیار کروں اور نام میرا سوار قدرت ہے داراب اُسے اپنے ساتھ کشور شاہ پاس لایا خلعت دلوایا مکان رہنے کو دیا دوسرے روز سے تعلیم کرنا شروع کیا پہلے تین سو ساٹھ طعن نیزے کی داراب کو سکھائی اور نیزہ حریف کا توڑ ڈالنا اور چھین لینا اور نیزے سے نیزہ اُڑا کر حریف کے ہاتھ سے نکال دینا بتایا بعد اُسکے گرز ہاتھ میں پکڑنا حریف پر مارنا اور آپ حریف کے گرز سے بچنا اور گھوڑے کو بچانا اور حریف کا مرکب چھین لینا بعد اُسکے شمشیر زنی اور ہاتھ سے حریف کے تلوار چھین لینا اور تلوار سے تلوار حریف کی توڑ ڈالنا اور حریف کو مرکب پر سے اُٹھا لینا تعلیم کیا بعد اُسکے تیراندازی اسپ بازی کمندانداز ی چالاکی چالیس روز میں داراب کو یگانۂ آفاق کر دیا داراب اور قلیچ دونوں بہت خوش ہیں کشور شاہ ہر روز خلعت و جواہر بیشمار سوار کو دلواتا ہے جب خوب یہ دونوں علم سپاہ گری اور فن عیاری میں پختہ ہو چکے سوار قدرت نے کہا کہ اب میں جاتا ہوں اور بندگان آبحیات کو تعلیم کروں ہر چند کشور شاہ نے روکا کہ ابھی ٹھہر جائیے اور داراب بھی مانع ہوا مگر سوار قدرت نے نہ مانا اور کشور شاہ سے کہا کہ صبح کو تم وہیں گنبد پر جانا جہاں پہلے ہوا تھا پیر زلال سے ملاقات ہوگی جو کچھ وہ کہیں اُسپر عمل کرنا یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر سمت صحرا روانہ ہوا اور کشور شاہ دوسرے دن صبح کو سوار ہو کر گنبد پیر زلال میں گیا دیکھا کہ پیر زلال بیٹھا ہے کشور شاہ قدموں پر گرا ہاتھ چومے پیر زلال نے ایک کاغذ سفید کشور شاہ کے ہاتھ میں دیا کہ اس کاغذ کو حوض میں ڈالدو جو اُسمیں لکھا ہوا دکھائی دے اُسپر عمل کرو کشور شاہ نے ویسا ہی کیا کاغذ پر لکھا ہوا دکھائی دیا کہ میں خداوند آبحیات ہوں خزانہ آبحیات کا جو کچھ کہ پیر زلال شقیقہ سے لو اور خیمہ اور تخت اور وردیاں خاص برداروں کی اور علم و نشان سب آبی رنگ کے بناؤ اور لشکر بیکران ساتھ لیکر خدا پرستوں پر جا اور پیر زلال کو شقیقہ نے نقشہ تخت کا دیا کہ ایسا تخت بنے کہ درجہ بالا لاجوردی اور بیچ کا درجہ طلائی اور درجہ پائین نقرئی ہو درجہ بالا پر ہم بیٹھینگے اور آگے پیچھے درجوں میں ہمارے خدمتی اور نوبت نواز و شہنا نواز رہینگے اور جب لشکر چڑھے یہ بھی کہیں تو تلواریں ننگی کر کے نعرہ کریں کہ دشمن پیر زلال کا دونوں جہان میں رو سیاہ ہو اور روپیہ اشرفیاں جواہر اپنے پاس سے دیا کہ جلد بارگاہ اور تخت اور وردیاں سپاہ کی بنواؤ کشور شاہ نے بموجب حکم پیر زلال و شقیقہ یہ سب کچھ بنوایا اور خیمہ کلان مخمل آبی کا تیار کروایا اُسپر زردوزی کا کام بنوایا اور چھ لاکھ سوار سب آبی پوش اور مرکبوں کا اسباب بھی سب لاجوردی تخت پر درجہ بالا میں پیر زلال متمکن ہوئے اور دوسرے درجہ میں طفلان ماہ طلعت جام لاجوردی ہاتھوں میں لیے ہوئے اُسمیں چھاپاں نقرئی جڑی ہوئی ہیں ہر مرتبہ جام

اُچھالتی ہین کہ اِس ساغر کا پانی اُس ساغر مین اور اِس جام کا پانی اُس جام مین گرتا ہے اور یا خداوند آبحیات یا
پیر زلال روشن ضمیر کا شغل ہوتا ہے اِس عظم و شان سے پیر زلال روشن ضمیر مع داراب کشور کشا و کشور شاہ
شہر اختم کو روانہ ہوئے کوچ بکوچ چلے

اب ذرا دیکھیے داستان سمار دریا باری نابکار اور خسرو ناہنجار کے بیان کیے جاتے ہین

ادھر سے جب ملک سمار دریا باری اور خسرو ایک سو چالیس سردار حمزہ صاحبقران کے پکڑ کر صندوقون مین
بند کرکے سمار کوہ کو چلا تھا اثنائے راہ مین تیسری منزل مین سردارون کو صندوقون سے باہر نکالا غل و زنجیر مین
گرفتار کرکے سب کو اعرابون پر ڈالکر لیے جاتا ہے پانچوین منزل تھی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا جب گرد شق ہوئی تو
دیکھا کہ چہ پر سو علم نشان پنجہ لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر تحریر ہے خداوند آبحیات اور پیر زلال روشن ضمیر
کی مرقوم تھی اور تخت پر پیر زلال سوار برابر کشور شاہ بیٹھا ہوا اور داراب مانند شیر کے آگے آگے اُدھر آب پرستون
نے بھی لشکر دیکھا اور خبر دریافت کرائی کہ ملک سمار اندروے ترس جان مسلمان ہوکر سرداران حمزہ کو عیارون کے
ہاتھ سے پکڑا کر لیے جاتا ہے کہ سمار کوہ مین انھین قتل کرے پیر زلال یہ سنکر غضبناک ہوئے داراب سے کہا پکڑ کے
انکو نہ جانے دے کہ یہ سب آبحیات کے بندے ہین داراب اُسی وقت گھوڑا جھپکا کر لشکر سمار دریا باری
کے گرد آیا آب پرست بھی دوڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ مین داراب اور خسرو سے مقابلہ ہوا خسرو نے
تلوار ماری داراب نے سپر کو پہر سے کی پناہ کیا چونکہ تلوار کے ساتھ لگی تھی جب تلوار نزدیک پہونچی سپر لی
دراز کرکے جھپکی دی کہ تلوار پیٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اُسکے قبضے کو اپنے قبضے مین کرلیا ہاتھ موڑ کر تلوار چھین لی
اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر خسرو کو اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین فتاح
کشوری کے حوالے کیا کہ لیجا ملک سمار نے جو دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا خود تلوار کھینچ کر داراب پر آیا حملہ کیا داراب نے
اُسکو بھی گرفتار کرلیا جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کو لوگ ملک سمار کے بھاگے شکست ہوئی مال و خزانہ آب پرستون نے
لوٹ لیا سب سرداران حمزہ کو پیر زلال روشن ضمیر کے سامنے لائے پیر زلال نے کہا کہ انکو قید رکھو جب حمزہ سے
سامنا ہوگا اُس وقت انکو قتل کرینگے سب کو لیجا کر قید کیا دوسرے دن صبح کو ارادہ کوچ کرنے کا تھا کہ گرد و غبار کا تتق
اُٹھا اور لقا مع لاہوت شاہ اور بختیارک و لکلکال خون آشام وغیرہ کے پہونچا آکر سنا کہ یہ فوج آب پرستون کی
ہے اور ملک سمار و خسرو گرفتار ہوگئے اور قید سرداران لشکر اسلام کی آب پرستون نے چھین لی لقا نہایت غضبناک
ہوا اور لاہوت سے کہا کہ جا اِن آب پرستون کو قتل کر جس سے کہ گو بہت دھویا جاتا ہے اُسے پچھتائی ماننے ہین پانی بھی
میرا پیتا ہے لاہوت شاہ نے میدان کا راستہ لیا مبارز طلب کیا داراب کشور کشا مقابلے کو آیا اور بعد گفتگو کے
لاہوت نے نیزہ مارا داراب نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا لاہوت نے گرز مارا داراب نے گرز چھین لیا
کشتی ہوئی شام کو داراب لاہوت شاہ کو پکڑ کر لیگیا طبل بازگشت ہوا دونون لشکر پھر گئے لقا خیمے مین آکر داخل
ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیا تقصیر کی ہے کہ آپ کے دوست اور نور خالص گرفتار ہوگئے لقا
بولا کہ یہ تقدیر آسانی ہے میری نہین ہے بختیارک نے کہا کہ اگر آپ فرمایئے تو مین ان آب پرستون کو بلاؤن اور پیر زلال
کو اپنا دوست بنالون لقا بولا اے شیطان درگاہ یہی تدبیر کی دوسرے دن صبح کو بختیارک جانب لشکر آب پرستان
چلا پیر زلال روشن ضمیر کو خبر ہوئی کہ بختیارک آتا ہے کہا کہ اُسے استقبال کرکے لاؤ لوگ گئے پیشوائی کرکے لائے
بختیارک نے پیر زلال کو کمال شان و شوکت سے پایا اور دیکھا کہ ایک طرف کشور شاہ بیٹھا ہے دوسری جانب داراب

اور تمام سرداروں کا دورہ بندھا ہوا ہے ناچ ہو رہا ہے بختیارک نے سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا بجا لایا پیرزلال نے کرسی
مکلل بجواہر بیٹھنے کو دی بختیارک بیٹھا پیرزلال نے مزاج پرسی کی بختیارک نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ دعا میں مصروف
ہوں پیرزلال نے پوچھا کہ آپ کیونکر یہاں آئے ہیں کہا کہ مجکو لقا خداے باختر نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو آپ مہربانی فرمائیں
تو ہم آپ مل جلکر خدا پرستوں سے لڑیں پیرزلال نے کہا آپ کیا زمردشاہ کے وکیل ہیں بختیارک بولا نہیں کا بھاہر
ہوں پیرزلال نے پوچھا کہ کب سے لقا کے ساتھ ہو بختیارک رو کر پکارا کہ اسکا حال کچھ نہ پوچھیے میں ایران کا
رہنے والا ہوں خدا اُسکا روسیاہ کرے کہ جسنے مجکو دربدر کیا زلال بولے وہ کون ہے کہا کہ وہ ایک جہنمی ہے دزد
باریک گردن لک لکا پا ماریان زادہ اُسنے اس شخص کے باپ کو مار کر حریسہ پکا کر مجکو کھلا دیا میرے کلیجے پر اُسکے ہاتھ سے سیکڑوں
داغ ہیں زلال نے کہا کہ ملک جی اگر عمرو کو پکڑ کر تمہارے حوالے کریں تو تم کیا کرو بختیارک بولا کہ گوشت اُسکا کچا کچا
دانتوں سے نوچ کے کھاؤں عمرو نے کہا ملک جی تم ایسے اُسکے دشمن ہو بختیارک نے جواب دیا کہ ہاں پیرومرشد
میں ایسا ہی اُس سے جلا ہوا ہوں عمرو نے بائیں آنکھ کا تل دکھایا بختیارک نے عمرو کو پہچانا جان نکل گئی جی میں
کہا کہ ای بختیارک اسسے کوئی مقام خالی نہیں ہے تو حیران تھا کہ آج بڑی دیر سے ذکر خیر مرشد کامل کا
ہو رہا ہے اور وہ یہاں نہیں ہیں سو وہ ظاہر ہوئے مگر ای بختیارک تونے بہت برا بھلا کہا ہے آج خوب مجکو جوتیاں
لگوائینگے کہ کھوپڑی تو تیری گنجی ہے اور پلپلی ہو جائیگی ہاے تو کیا جانتا تھا کہ یہ مرشد ہیں خیر ہر چہ بادا باد کہا کہ ای پیرزلال
عمرو میں عجیب عجیب وصف ہیں اول تو نذر کردہ ہفت پیغمبران سر بریدہ جادوگران ریش تراشندہ کافران برباد
کنندہ ادیان باطلہ زبان نہیں ہے کہ اُنکی تعریف کروں عجیب صفت کے آدمی ہیں یہ کلمہ سنکر پیرزلال نے کہا کہ او
منافق دورنگے کبھی تو مذمت کرتا ہے اور کبھی تعریف قطعہ ہر کہ چون کاغذ و قلم باشد ٭ دو زبان و دورویہ گاہ سخن
ہمچو کاغذ سیاہ کن رویش ٭ چون قلم گردنش بہ تیغ بزن ٭ ارے کوئی اس حرامزادے کو اور لوگوں نے کرسی پرسے
اُتار کر خوب جوتے کاری کی خواجہ نے اپنے دل میں کہا کہ ای عمرو تجھے اور حمزہ سے جو تعریض ہے فقط اسی حرامزادے
کے باعث سے القصہ خوب بختیارک کو پٹوا کر نکال دیا بختیارک جوتیاں کھا کر آیا لقا نے دیکھا کہ بختیارک کا
عجب حال ہے کہ کپڑے پھٹے ہوئے ہیں منہ سوجا ہے پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا اُسنے کہا کہ وہ مثل مشہور ہے کہ جیا پوت دیکھن
وہی کرم کے پھوٹے مرشد نے پہلے دم دے کر حال پوچھا میں نے نادانستہ حضرت کو برا کہا ولی اللہ نے خوب جوتیاں
لگوائیں لقا بولا او حرامزادے عمرو وہاں کہاں آ گیا بختیارک نے کہا یا خداوند پہلے مرشد قطب دوران فلک
ایرج کو لائے اب پیرزلال بنکر وارا کو لائے ہیں اُنکو قدرت ہے جو چاہیں سو کریں حضرت ان بنائیں لقا بولا
ارے سچ کہتا ہے یہ پیرزلال عمرو ہے بختیارک نے کہا کہ آپ کو ابھی کچھ شبہ ہے تو چلیے آنکھ سے دیکھ آئیے اور چلکے
سے کہا کہ بھاگ یہاں سے [illegible] کو چل لقا نہایت آزردہ کمال پریشان شہر [illegible] کو روانہ ہوا دوسرے دن لشکر آپ پرستوں کا
بھی چلا لیکن یہاں جب رو رہے کہ قطب دوران لشکر ایرج سے نکلے ہیں ایرج کو کمال رنج ہے عالم تنہائی میں رویا
کرتا ہے قطب دوران کو یاد کیا کرتا ہے کہ ہاے کیسا شخص میرے پاس سے گیا افسوس کہ حمزہ کے دغلا [illegible] سے تو نے اُسکو
رنجیدہ کیا اب کہاں اُسکو ڈھونڈھیگا اور اُس شب کو شاپور نے ایرج کی دعوت کی ہے ایرج شاپور [illegible] میں ہیں
دونوں عمرو کے واسطے گریاں ہیں [illegible] شاپور کو نہایت ملال ہے کہا ایرج نے کہا ای شاپور میں ان خدا پرستوں کو
مار کر خواجہ کو ڈھونڈھونگا عنبر صبا سے کہا کہ تم جا کر حمزہ سے کہو کہ نور الدہر سے اور [illegible] لڑائی کا
چلا آتا ہے دیر کا ہیکل ہے ابتو تمنے میرے مالک اور محسن کو میرے لشکر سے نکلوا دیا [illegible]

کچھ مجھے سوجھتا نہین اور تجسے زیادہ کوئی دشمن میرا نہین یا تو دین آفتاب پرستی اختیار کرو نہین مجھسے لڑو عنبر صبا
خدمت ایرج مین گیا پیغام ایرج کا دیا نورالدہر نے کہا کہ کہدینا ایرج سے کہ عمرو ادنی ایک ہمارے یہان کا نوکر تھا وہ
آوارہ نالائق صاحبقران ہوگیا تھا اُسے نکلوا دیا اور تم جسوقت طبل جنگ بجواکر میدان مین آؤگے ہم تمہارا مقابلہ
کرینگے عنبر صبا نے جاکر ایرج سے کہا ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اودھر لشکر اسلام مین بھی خبر ہوئی نقارۂ رزمی
نوازش مین آیا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین ایرج نے گھوڑے
پرسے اُترکر آفتاب کو سجدہ کیا اور مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اسد جو کھڑا
ہوا تھا اُسنے طہماس سے کہا کہ اے ہمپیشۂ کلنگان تعجب ہے کہ آقا تمہارا جاکر اس پاپی بزازبچے سے مقابلہ کرے اور تم تماشا
دیکھو حیف ہے تمپر اور وہ توحرام کے لقمے کھاکھا کر کنگرا ہوا ہے شاید شاہزادے کو اُسکے ہاتھ سے چشم زخم پہونچے تو تم
کیا کروگے میان جاکر اس پاپی کو پکڑلاؤ اور اُسکی حقیقت کیا ہے تمہاری گھرکی مین پیشاب خطا ہوجائیگا طہماس نے
کہا کہ ایسا نہو کہ شاہزادہ مجھسے رنجیدہ ہو اسد نے کہا یہ ذمہ میرا ہے مگر اُسے زندہ پکڑلانا قتل نہ کرنا طہماس اسد کے
کہنے سے گینڈے کو گج مارکر برائے اجازت سامنے تخت بادشاہی اور حضرت صاحبقران کے آیا عرض کیا کہ اجازت ہو
تو جاکر اس بزازبچے کو پکڑلاؤن زمانۂ سابق کا دستور تھا کہ جو کوئی ارادہ میدان کا کرتا تھا اُسے روکتے نہ تھے اسواسطے
کہ اُسے ذلت ہوتی تھی کہ مین قابل میدان داری نہین ہون جو نہ جانے دیا ناچار اُسکو اجازت میدان دی طہماس مقابلے
کو ایرج کے چلا نورالدہر دیکھکر رہ گیا اسد سے کہا کہ او کمبخت یہ تیری حرکتین ہین تو نے فتنہ انگیزی کرکے طہماس کو
بھیجا ہے اسد بولا بھائی صاحب آپکا رتبہ یہ نہین ہے کہ آپ ایسے ویسے پاجیون سے سامنا کرین دیکھیے طہماس اُسے پکڑے
لاتا ہے مین نے بھیجا تو کیا برا کیا نورالدہر چپ ہو رہا مگر طہماس ایرج کے سامنے آیا ایرج نے جو طہماس کو دیکھا بہت
آزردہ ہوا کہا کہ اے طہماس مجھسے اور نورالدہر سے میدانداری کا وعدہ تھا وہ کیون نہ آیا تجکو کیون بھیجا طہماس
بولا کہ اے ایرج مجھ ایسا ملازم جسکا ہو وہ کاہیکو کسی کے مقابلے کو جاے اُسے کیا غرض ہے جو ہر کس و ناکس سے مقابلہ
کرے مین آیا ہون کہ تجکو باندھکر لیجاؤن ایرج یہ کلمہ سنکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ میرا بھی ملازم ہے مین اُسے
تیرے مقابلے کو بھیجتا ہون کہ وہ تجھسے لڑیگا یہ کہکر پھرا نورالدہر نے اسد سے کہا کہ او کمبخت دیکھا تو نے کہ ایرج نے
مقابلہ نہ کیا پھر گیا اسد نے کہا بھائی صاحب وہ اپنے خوف جان سے پھر گیا کہ مارا نہ جاؤن اور بھائی صاحب آپکی
محبت اور سر چڑھانے نے اُسے خراب کیا ہے پاجی کو بہت سر نہین چڑھاتے ہین اور آپ کیا کرین کہ آپ کا تو دل
اُسپر آیا ہوا ہے مگر آگے آپکی طبیعت ایسی نہ تھی نورالدہر نے کہا کہ ہان بھئی تم سچے ہو جہان تمہاری اور باتین دیوانگی
کی ہین وہان یہ بھی ہین مجکو حسن پرستا بھی بنادیا اچھا بھئی جہان داداجان تمہاری باتین سنتے ہین مجکو بھی جو چاہو
کہلو اسد چپکا ہو رہا مگر ایرج جو پھر کر اپنے لشکر مین گیا بلوط کجگردن سے کہا کہ تم جاکر طہماس سے مقابلہ کرو اُسے باندھکر
لے آؤ بلوط ایرج سے رخصت ہوکر مقابل طہماس کے آیا بعد از گفتگو کے بلوط نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ اُسکے
ہاتھ سے نکالدیا بلوط نے چوبدست طہماس پر ماری کہ سپر سے اُچٹ کر ران پر طہماس کی پڑی صدمۂ ضرب چوبدست
سے طہماس کو تیور آیا آفتاب پرستون مین علم جلوہ گری پر آئے یا نیر اعظم آفتاب تابان کا غل ہوا طہماس غضبناک
ہوکر [illegible] پرسے ساطور ساڑھے نوسومن کا اُٹھایا اور بلوط پر مارا بلوط نے سپر روکا تھا کہ ساطور نے
سپر کو کاٹا سر پر پڑا کہ سراسر گلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن مین اُترکر صندوق سینہ مین سے مانند قطرۂ سیماب کے
گذر کر تمام جسم کو کاٹ کر گینڈے کو قلم کرکے زمین کو بوسہ دیا ایک دم کے چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ بلوط

مارا گیا ایرج کمال رنجیدہ ہوا کہا کہ اگر مین جانتا کہ بلوط اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا تو مین اُسے میدان مین نہ بھیجتا مین آپ ہی مقابلہ کرتا افسوس بڑا رفیق میرا مارا گیا آزردہ خاطر طبل بازگشت بجوا کر پھرا اپنے خیمے مین آکر بیٹھا بلوط کے واسطے روے دیتا ہی اور کہتا ہی کہ میان اس عادی کو کیونکر نورالدہر نے زیر کیا ہوگا مجکو یقین نہین کہ نورالدہر نے اسے زیر کیا ہو ایک آدمہ نے کہا کہ پیر و مرشد مین نے سنا ہی کہ نورالدہر طہماس عاشق ہوا ہی ایک آدمہ نے کہا کہ میان خیر ہی نورالدہر وہ بہادر ہی کہ اُتر کوہ پر طہماس کا گیند بنا کر اُچھالا اُٹھا ایرج بولا ہوگا مگر اب تو میرا کلیجہ پک گیا ہی اگر کوئی اسے پکڑ لاے تو مین بہت خوش ہون شاپور نے کہا کہ آپ مجھسے طہماس کو لیجیے یہ کہکر روانہ ہوا اور رات باورچی خانے مین ایک کہار کی صورت بنکر کھانے مین بیہوشی ملا کر طہماس کو کھلا کر بیہوش کرکے باندھکر ایرج کی خدمت مین لایا ایرج طہماس کو گرفتار غل و زنجیر کرکے ہوش مین لایا طہماس نے خود کو بندھے ہوے پایا اور دیکھا کہ سامنے ایرج بیٹھا ہی اُٹھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ او بزانیچے آخر کو تو پاجی ہی دیکھا کہ مین اسکا کچھ نہ کر سکونگا تو عیار کو بھیجکر مجکو پکڑ بلوایا بس صاحبقرانی عیار کے بھروسے پر کرتا ہی لعنت ہی تجھ نامرد پر ایرج یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا کہا کہ او عادی تونے میرے ایسے رفیق کو مارا کہ اُسکا عدیل و نظیر نہ تھا مین اُسکے عوض مین تجھے قتل کرونگا اور کہا کہ بلاؤ جلادونکو بموجب حکم کے اُسی وقت جلاد آکر حاضر ہوے اور ریت کا چبوترا بنا کر نطع اُسپر ڈالدیا اور ہاتھ پکڑ کر طہماس کا بٹھا دیا اور کہا کہ تجھے جو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے وصیت کرنا ہو کرلے جسے یاد کرنا ہو کرلے وقت تیرا آخیر ہی طہماس بولا کہ وصیت یہ ہی کہ میرے آقا نورالدہر عالیشان بن بدیع الزمان سے کہدینا کہ مین بیکس و مجبور یہان مارا گیا میرے خون کا عوض اس آفتاب پرست سے لے اور یاد کیا خداوند عالم کو جلاد سے کہا بس تو اپنے کام مین معروف ہو جلاد تیسرے حکم کا منتظر تھا کہ غلغلہ ہوا اور نورالدہر خبر طہماس کے گرفتار ہونے کی سنکر یکہ و تنہا آکر داخل بارگاہ ایرج ہوا جلاد کو قتل کیا طہماس نے قید توڑ ڈالی ایرج یہ حال دیکھکر برہم ہوکر بولا کہ اے نورالدہر یہ کیا حرکت تھی کہ بارگاہ مین میری آکر قیدی کو چھڑا لیا اگر اکیلا میری بارگاہ مین نہ آیا ہوتا تو تجھے قتل کرتا نورالدہر نے کہا اگر اور کوئی میرے رفیق کو اسطرح پھانسیگا تو مین بغیر مارے اُسکو نہ چھوڑونگا یہ کہکر طہماس کو لیے چلا گیا لیکن ایرج بلوط کے غم مین بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قارن بن بلوط جگردن آتا ہی ایرج نے لوگون کو استقبال کے واسطے حکم دیا سردار گئے اور استقبال کرکے لاے دیکھا کہ وہ بھی جگردن ٹھیک صورت بلوط کی ہی قارن نے ایرج کے قدم چومے بیٹھا سب کو دیکھا اپنے باپ کو نہ پایا پوچھا کہ باپ میرا کہان ہی ایرج رویا اور کہا کہ کل طہماس کے ہاتھ سے مارا گیا اُسنے بھی ایک آہ کی اور اپنی حالت تباہ کی کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارہ زرمی پر چوب پڑی لشکر اسلام مین خبر ہوئی کہ بیٹا بلوط جگردن کا آیا ہی اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے چار پہر رات درستی آلات حرب مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے قارن ایرج سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ طہماس میرے مقابلے کو نکلے طہماس بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مقابل قارن ہوا نورالدہر نے چلتے وقت کہدیا تھا کہ اے طہماس قارن کو زندہ پکڑ لانا طہماس نے عرض کیا تھا کہ بہت خوب بس جسوقت مقابلہ ہوا بعد از تنگا و رزی کے قارن نے کہا کہ اے عادی تونے میرے باپ کو قتل کیا ہی مین تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا اپنے حربے کو طہماس نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین ہی تو اپنا حربہ کر قارن نے نیزہ اُسپر مارا طہماس نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا قارن نے چپ و دست ماری کہ سپر پر سے اُچٹ کر گینڈے کے مغز پر پڑی کہ بیچارا پاش پاش ہوگیا طہماس پیادہ ہو لڑا پہلے اُسکے گینڈے کو مارا بعد اُسکے چار پہر دن کی کشتی مین اُسے زیر کیا اور باندھ لیا پھر کر

اپنے لشکر مین آیا قارن کو خیمے مین لایا غل و زنجیر مین گرفتار کرکے مکان محفوظ مین اسیر کیا اور ایرج نے شاپور سے
کہا کہ تو جا کر قارن کو چھڑا لا شاپور رشید دل صورت اپنی بدل کے لشکر اسلام مین گیا پہلے زندانخانے کو دریافت کیا دو پہر
رات گئے ہوا کے رخ پر کھڑے ہوکر بیہوشی اڑانا شروع کی کہ نگہبان بیہوش ہوگئے شاپور اندر آیا قارن کو چھڑایا چاہا کہ
ایرج پاس لے چلے قارن نے کہا کہ ای شاپور مین جبتک طہماس کو مار نہ لونگا یہان سے نہ جاؤنگا شاپور نے کہا کہ تو
پہلے چلے پھر سمجھ لیجیے گا قارن بولا ای شاپور مین اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگا ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤنگا شاپور
پکارا کہ آپ کو اختیار ہی جو میرا کام تھا وہ مین کرچکا قارن نے کہا کہ طہماس کے خیمے کے دروازے پر مجھے پہونچا دے
شاپور نے لا کر دروازہ بارگاہ طہماس پر پہونچا دیا قارن پوشیدہ ہوکر کھڑا ہوا کوئی چار گھڑی رات باقی تھی کہ شاپور
تو چلا گیا لیکن طہماس دو گھڑی رات رہے سے اٹھا حوائج ضروری سے فراغت حاصل کی وضو کرکے نماز پڑھی پوشاک
منگوا کر پہنی بارگاہ سے باہر آیا کہ سوار ہوکر خدمت شاہزادہ عالیجاہ مین روانہ ہوا قارن نے فرصت پاکر تلوار
طہماس پر ماری طہماس چمک تلوار کی دیکھکر سیدھا ہوا پیچھے کو سر کھینچا تلوار سینے پر پڑی کہ آنتین باہر نکل آئین طہماس
پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا بیہوش ہوگیا قارن گھوڑے پر چڑھکر بھاگا یہان غل ہوا کہ ارے طہماس کو کوئی مار کر چلا گیا خبر
نورالدہر کو ہوئی سر و پا برہنہ دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ طہماس بیہوش ہی فرمایا دریافت کرو یہ کام کس کا ہی ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ قارن رات کو چھوٹ گیا ادھر قارن ایرج کے پاس صبح کو آیا کہا کہ مین طہماس کو مار آیا ہون
ایرج بولا ای قارن گو کہ اسنے تیرے باپ کو مارا ہی مگر بہادر بینظیر ہی تو نے بہت برا کیا قارن پشیمان ہوا ایرج نے
کہا ای قارن اگر تو ہوشیار کرکے مارتا تو تیرے واسطے ناموری تھی اور یہ عین نامردی ہی کہ تو نے اسکو چھپ کر مارا
قارن بولا ای شہریار باپ کے غم مین مجکو کچھ سوجھتا نہ تھا ایرج پکارا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اگر اسم اعظم طہماس کو
بچالے شدہ شدہ یہ خبر نورالدہر کو پہونچی کہ قارن طہماس کو زخمی کرگیا ہی شاہزادے نے کہا کہ قسم پروردگار عالم کی
اگر طہماس مرگیا تو قارن کو مع ایرج کے زندہ نہ چھوڑونگا کہ اسمین صاحبقران گھبرا کے اختر شناس کو لیے ہوے
آئے نورالدہر نے طہماس کو پلنگ پر لٹایا تھا کہ امیر کو دیکھکر اٹھا سلام کیا عرض کیا ملاحظہ فرمائیے کہ میرے عاشق کا
یہ حال ہی یہ کہتا ہی اور روتا ہی امیر نے دلاسا دیا کہ بھی خدا کو یاد کرو ادھر بدیع الزمان تسلی [illegible] رہا ہی کہ گھبرا نے
زخم دیکھا آنتین پیٹ کے اندر کرکے زخم مین ٹانکے دیے اور نورالدہر سے کہا کہ حضور خاطر جمع رکھین طہماس سے
ایک بار [illegible] کو ضرر نہوگا یہ بخوبی اچھا ہو جائیگا شاہزادہ کہنے سے گھبرا کے مطمئن ہوا لیکن ہرکارون نے ایرج کو
خبر دی کہ نورالدہر کہتا ہی کہ اگر طہماس مرگیا تو قارن کو مع ایرج کے مار ڈالونگا ایرج یہ سنکر کمال غضبناک ہوا طبل جنگ
بجوایا کہ کل صبح کو معلوم ہوجائیگا یہ خبر نورالدہر کو ہوئی کہا کہ خیر ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے کہ کل اس آفتاب
پرست کو [illegible] مقتول دونگا ادھر لقا کے لشکر مین نقارہ جنگی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو [illegible] آراستہ ہوئے ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اٹھی کہ بلیت
اندامن کوہ و دشت تاریک [illegible] گردی برخاست طوطیا رنگ [illegible] ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے کہ گرد قریب پہونچی
[illegible] کو [illegible] گرد کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ سو علم نشان لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر
آیت [illegible] رانندہ درگاہ نمرود شاہ باختری مردود اللہ اور پیغمبر نامرسل گنجا [illegible] بن ملک
جنات [illegible] کی مرقوم تھی بعد اسکے سپاہی شترنالین [illegible] پیچیان بانون کی خاصبردار دن کے غول کے غول مرکب
[illegible] عراقی عربی با ساز و یراق مرصع اسکے بعد سقے پانی چھڑکتے ہوے اور ایک جوان قوی ہیکل

قوی بازو قوی گردن بلند و بالا گردن پر سوار اُسکی پشت پر لاکھ سوار جرار دریاے آہنی مین غرق دکھائی دیتے ہر کارون نے معلوم کیا کہ طربد گرہ بند بن ذو القیس خون آشام لقا کی مدد کے واسطے آیا ہی اور آکر جمشید ختنی و خورشید ختنی کے شریک ہوا اسکی آمد مین دن تمام ہو گیا لشکر پھر گئے خیمون مین داخل ہوے طربد گرہ بند آکر بارگاہ مین بیٹھا لقا کو نہ دیکھا احوال پوچھا لوگون نے کہا کہ مسمار کوہ کو گئے ہوے ہین طربد نہایت آزردہ ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ کل ان خدا پرستون کو مار کر خداوند کو جا کر دیکھونگا یہ خبر لشکر اسلام اور آفتاب پرستان مین ہوئی وہان بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو تینون لشکر آکر مقابل یکدیگر ہوے جس وقت صفین آراستہ ہو چکین میدان [illegible] ہو چکا نقیب نہیب دے کر چلے گئے طربد نے ایک طرف کو لشکر غدار دیکھا اور ایک جانب کو لشکر [illegible] احوال پوچھا جمشید ختنی نے کہا کہ یہ لشکر کثیر خدا پرستون کا ہی اور یہ لشکر قلیل آفتاب پرستون کا ہی ایرج [illegible] سردار ہی اور اسی ایرج نے کیا کیا آزار خداوند کو پہونچایا ہی بہت بندے لقا کے اُسکے ہاتھ سے [illegible] طربد نے کہا کہ پہلے انھین کا کام تمام کرون یہ کہکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر ایرج سے [illegible] نکلا ہاتھ سے طربد کے زخمی ہوا اعراب کشتی گیر نکلا مجروح ہوا اقلیم بلیم زنگی مقابل ہوا [illegible] شام تک سات جوانون کو طربد نے زخمی کیا اور پانچ کو جان سے مارا طبل بازگشت بجا سب لشکر [illegible] مین داخل ہوے صبح کو طربد نے ایرج کو نامہ لکھا کہ ای ایرج نامے کو دیکھتے ہی [illegible] اور دین نمرد پرستی اختیار کر ایلچی نے نامہ لیجا کر ایرج کو دیا ایرج نے پڑھکر چاک کیا اور ایلچی سے کہا کہ طربد نے بہت سا جھک مارا اور حکم دیا کہ ایلچی کی گردن مین ہاتھ دے کر نکالدو ایلچی خوب ذلیل ہو کر سامنے طربد کے آیا حال بیان کیا کہا مین نہین ذلیل ہوا آپ خود ذلیل ہوے طربد نے غضبناک ہو کر تلوار ایلچی پر ماری کہ تو وہان مر گیا ہوتا ذلیل ہو کر آیا اور باتین بناتا ہی ایسی تلوار اُسکی کمر پر پڑی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُسی [illegible] بجوایا صبح کو میدان مین آیا مبارز طلب کیا عوجان دریا باری ایرج سے رخصت لیکر مقابل ہوا [illegible] گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی طربد نے نیزہ نکالدیا عوجان نے تلوار ماری طربد نے رد کر کے اپنا وار کیا کہ [illegible] سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی جاری ہوئی [illegible] ہرجان دریا باری نکلا زخمی ہوا غرض تین میداندارون مین سواے ایرج کے کوئی صحیح و سالم باقی نہ رہا [illegible] طبل جنگ بجوا کر لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوا مبارز طلب کیا حارث بن سعد مقابل ہوا [illegible] طربد نے نیزہ مارا حارث نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُس کافر نے غیظ و غضب مین آکر تیغہ مارا حارث بھی زخمی ہوا [illegible] نے سامنا کیا اُسکے بھی زخم لگا غرض اُس روز بارہ سردار لشکر اسلام کے زخمی ہوے اور پانچ سردار مارے گئے طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی آرامگاہ کو پھرے طربد آکر [illegible] مین بیٹھا جمشید و خورشید ختنی سے کہا کہ خداوند جو یہان ہوتے تو میری جانبازیان دیکھتے کہ مین نے کیا کیا اور کیونکر خدا پرستون کو مارا [illegible] خداوند کو لکھو کہ جلد یہان تشریف لائین تماشا میری لڑائی کا ملاحظہ فرمائین جمشید و خورشید نے عرضی اسی [illegible] مسمار کوہ کو بھیجی اور پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو صف آرائی ہوئی طربد میدان مین آیا مبارز طلب کیا [illegible] گیا ہو رو مقابل ہوا نیزہ بازی مین برابر رہا شمشیر زنی مین زخمی ہوا شام تک دس بارہ سردار زخمی [illegible] مارے بھی گئے ایسی میداندار یان کین کہ کوئی دو ڈھائی سو سردار زخمی ہوے اور مارے گئے بارہ [illegible] لشکر میدان مین آئے تھے اور طربد مبارز طلبی کر رہا تھا ابھی کوئی اُسکے مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ صحرا کی جانب [illegible]

تیرہ و تار نمودار ہوئی شعر: گرد و غبار یکسر شد بر سپہر ۔ رہ رفتن خویش گم کرد مہر ۔ ہرکارے خیمہ کے واسطے روانہ ہوئے جسوقت کہ وہ گرد قریب آکر شق ہوئی چھ سو علم علامت چھ لاکھ سوار کی دکھائی دیے کہ ہر علم کا پھریرا آبی رنگ کا اُسپر بائین زرد وزی بنی ہوئین مچھلیان نقرئی نصب کی ہوئین اور چھ سو ہاتھی کہ اُنکی جھولین بھی آبی مستکون پر آئینے بندھے ہوئے سونڈون مین زنجیرین طلائی نقرئی لپٹی ہوئین تمام صحرا ہاتھیون سے کجلی بن معلوم ہوتا تھا بعد اُسکے ہتھالین شتر نالین تیغچیان بانون کی مرکب تازی ترکی بچھی یمنی عراقی عربی باساز و یراق دو دو سئیس چنوریان لیے ہوئے ساتھ ہزار بارہ سو سقے باولے کی لنگیان اُنکے بندھی ہوئین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے ہزارے دہانون پر مشکون کے چڑھے ہوئے گلاب کیوڑا ملا کر چھڑکتے چلے آتے ہین خاصبردارون کے غول خاصیان کاندھون پر رکھے ہوئے غلاف خاصیون پر آبی بانات کے چڑھے ہوئے بیلین جواہرنگار مرصع کار بعد اُسکے دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت شیر صولت رستم شجاعت مرکب پر سوار سر پر سایہ علم ماہی پیکر چلا آتا ہے اور ایک تخت پر بادشاہ بیٹھا ہوا اور ایک تخت کئی درجے کا بنا ہوا اُسپر ایک شخص باریش سفید لباس آبی رنگ کا جواہرنگار سے لگے ہین تاج مروارید دوز سر پر چار سو کشیش و رہبان کہ جام بلورین اُنکے ہاتھ مین اُسمین پانی بھرتے ہین اور اُچھالتے ہین اور صدا دیتے ہین کہ یا خداوند آبحیات اور چھ لاکھ سوار آبی پوش پشت پر چلے آتے ہین القصہ آکر ایک جانب کو صف باندھے کھڑے ہین پیر زلال نے رومال ہلایا تمام آب پرستون نے تلوارین ننگی کر کے نعرہ کیا کہ دشمن پیر زلال کا دونون جہان مین روسیاہ ہوا اُدھر ایرج اور شاپور نے کہا کہ تمام دشمن پیر زلال کی قلب و دوران کی سی ہے اُدھر امیر نے فرمایا کہ یہ وہی نکھرام ہے لیکن پیر زلال نے جو ایک گبر ناہنجار کو میدان مین دیکھا داراب سے کہا کہ کیا دیکھتا ہے بحکم آبحیات اسکو پکڑ لا یا جا کر قتل کر یہ ہین آتا ہین طرید نے پھر مبارزطلبی کی داراب مرکب دوڑا کر مقابل طرید ہوا طرید نگاور زن ہوا اور داراب کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا طرید کا گینڈا سات آٹھ قدم ہٹ گیا پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے سنبھلا گج مار کر رانون مین مسل کر سامنا کیا طرید نے کہا کہ تو کہان سے آیا ہے مجھسے تو خدا پرستون سے سامنا پڑا ہے اُسنے کہا کہ مین صاحبقران آب پرستان ہون آیا ہون کہ دین خداوند آبحیات کا جاری کرون طرید بولا کہ سبحان اللہ جس سے کہ موت دھوبا جاتا ہے تو اُسکی خدائی مانتا ہے داراب نے کہا کہ اگر خداوند آبحیات نہون تو کوئی چیز زندہ نہ رہے ظاہر ہو کہ کل شیء حی من الماء طرید نے کہا پانی کو کیا خدائی مانتا ہے لقا کو سجدہ کر وہ خداوند ہیجدہ ہزار ملک باخبر ہے داراب بولا کہ وہ تو ابھی میرے ہاتھ سے بھاگا ہے اُس بھگوڑے کو تمہین سجدہ کرتے ہو طرید نے جھنجھلا کر کہا کہ بس زیادہ گوئی نہ کر لا حربہ اپنا داراب نے جواب دیا کہ مین پہلے حربہ نہین کرتا جب تیرے حربے سے خداوند آبحیات بچائیگا تو مین بھی اپنا وار تجھپر کر لونگا طرید بولا خیر اور سہ داراب پر برچھا مارا داراب نے برچھا اُسکا چند طعن مین نکالدیا طرید نے تلوار ماری داراب نے تلوار بھی چھین لی آخر کو کشتی ہوئی کوئی دو پہر کی کشتی مین طرید کو داراب نے زیر کیا اور مشکین باندھ کے لیکر میدان سے پھرا ایک سمت کو داراب کا خیمہ برپا ہوا پیر زلال آکر خیمے مین داخل ہوئے تخت پر بیٹھے کشور شاہ برابر پیر زلال کے دست راست کو متمکن ہوا داراب نے دنگل پر جلوہ فرمایا پیر زلال نے حکم دیا کہ لاؤ طرید کو اُسی وقت طرید کو غل و زنجیر مین گرفتار کر کے لائے طرید نے بطریق لقا پرستان سلام کیا پیر زلال بولا کہ لقا کیا گیدی خر ہے طرید پکارا کہ تو کیا سگ نجس ہے پیر زلال یہ کلمہ سنتے ہی آگ ہو گیا سامنے ڈالی اناناس کی رکھی تھی اناناس اُٹھا کر طرید پر مارا کہ چھاتی پر پڑا طرید آگ ہو گیا قید توڑ ڈالی پیر زلال پر دوڑا داراب للکارا کہ ارے بدمعاش کہان جاتا ہے طرید کے ہاتھ مین زنجیر تھی پھرا کر داراب پر ماری داراب نے

ضرب اسکی خالی دی دوڑکر گریبان اسکا پکڑ جھٹکا دیا کہ زانو کے بل آیا ایک گھونسا ماتھے پر مارا کہ مغز اسکا [illegible]
ہوا چیخ کھا کر گرا تڑپ کر مرگیا کہا کہ لاش اسکی پھنکوا دو عیاران لشکر صاحبقران نامدار اور سرداران لشکر
پرستان اور لشکر لقا نے یہ تماشا دیکھکر جا کر امیر اور ایرج اور جمشید و خورشید کو خبر دی کہ داراب نے یون طرید کو
مار ڈالا امیر اور ایرج حیران ہوے جمشید و خورشید سنکر نہایت پریشان ہوے لیکن امیر کو نہایت محبت داراب
کو دیکھکر پیدا ہوئی نورالدہر نے بھی تعریفین داراب کی بہت سی کین اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ دھوبی بچہ ہی
نورالدہر نے کہا کہ بھئی تم یونہین جسکو چاہتے ہو بنا دیتے ہو اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب مین خلاف نہین
عرض کرتا ہون مگر لشکر کفار مین شام کو لقا بھی پہونچا حال طرید کا سنا بہت رنجیدہ ہوا ادھر پیرزلال نے دبیر کو بلاکر
کہا کہ نامہ حمزہ کو لکھو اور قلم لے کے آپ مسودہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای حمزہ خداوند آبحیات برحق ہی ایک دم
اگر اپنے بندون سے منھ موڑین تو سب پیاس سے ہلاک ہو جائین اور سب اشیا پانی سے زندہ ہین اور مین کہ
پیرزلال و شفیع باب خداوند آبحیات ہون آگاہ ہو کہ کیا کیا احسان مین نے تجھپر کیے ہین اور تو نے قدر میری
نہ جانی اب خداوند آبحیات کا غضب نازل ہوا ہی داراب ایسا زبردست تیرے قتل کو بھیجا ہی آکر قدمون کو پیرزلال
کے بوسہ دے یا کسی گوشے مین بیٹھکر عبادت کر اور جو یہ نہ کریگا تو داراب کے ہاتھون ذلیل و خراب و رسوا ہوگا جب
نامہ دبیر صاف کرکے لایا پیرزلال نے داراب کو دیا کہ تم یہ نامہ لیکر جاؤ اور جب حمزہ تمسے نامہ مانگے تو پہلے زرنثار کروانا
بعد اسکے سات قدم پیشوائی کروانا تب اسکے ہاتھ مین نامہ دینا اور کہہ دینا کہ یہ نامہ ہی اسمین دو کلمے سخت و
درشت ہین اسپر غصہ نہ کرنا کہ سر میرا اسکے ساتھ لگا ہوا ہی جب حمزہ نامہ پڑھیگا تمسے کہیگا کہ ای داراب یہ پیرزلال
ہمارا عیار ہی ہمنے اسکو اپنے لشکر سے خفا ہو کر نکالدیا ہی یہ تمھارے پیرزلال کو مارکر آپ پیرزلال بنکر تمہین تمسے
لڑوانے لایا ہی ای داراب تم حمزہ پر بہت خفا ہونا اور بہت سی باتین داراب سے کہدین کہ وقت پر بیان کیجائنگی
داراب بہت سا جلوس اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا طرف لشکر اسلام چلا آتے آتے داخل لشکر ہوا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا
دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر آیا امیر نے داراب کے آنے کی خبر سنکر پہلے ہی سے حکم دے رکھا تھا کہ داراب آئے تو اُسے
نہ روکنا پہلوان عادی نے داراب سے کہا کہ آپ بے تکلف جائیے آپکے واسطے حکم آچکا ہی داراب نے
اندر بارگاہ سلیمانی کے قدم رکھا سامنے بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا اور صاحبقران کو دنگل شوکت پر جلوہ گر پایا باقی
سرداران اپنے مقام پر متمکن تھے داراب نے سلام کیا کہ جو خداوند آبحیات کو برحق جانتا ہو اُسپر میرا سلام ہی
جواب سلام کا کسی نے نہ دیا امیر نے فرمایا کہ کرسی داراب کے بیٹھنے کو لاؤ جبتک کرسی آئے داراب لندھور کے پاس
آیا کس واسطے کہ لندھور تخت کے قریب سب سے بلند بیٹھا تھا اور کہا ای پہلوان دم بھر کے لیے جگہ اپنی خالی کردے تو مین
بیٹھکر نامہ پیرزلال گذرانون لندھور چاہتا تھا کہ کچھ کلمے سخت کہے کہ صاحبقران نے فرمایا ای خسرو بلاد ہند تمہین
ہمارے سر کی قسم دنگل اپنا خالی کردو تم پایۂ تخت پر آکر بیٹھو لندھور اٹھ کھڑا ہوا داراب لندھور کے دنگل پر بیٹھ
گیا ساقی نے جام شراب کا دیا داراب نے لیا اور امیر کی طرف دیکھکر کہا کہ بخت تمھارا سیاہ ہی کہ تم اپنے خالق خداوند
آبحیات کو نہین پہچانتے امیر یہ سنکر آزردہ ہوے مگر کچھ نہ کہا فرمایا کہ ای داراب تمھارے آنے کا سبب کیا ہی کہا کہ
نامہ پیرزلال کا لایا ہون مگر بغیر زرنثار کیے اور استقبال کے نامہ نہ دونگا امیر نے زرنثار بھی کرایا اور استقبال بھی
کیا اور دونون ہاتھون سے نامہ لیا اُسکے نامے کو کھولکر دیکھا خط عمرو کا ہی پہچانا اور مضمون سے آگاہ ہوے نہایت
رنجیدہ ہوکر کہا کہ ای داراب یہ پیرزلال نہین ہی یہ ہمارا عیار ہی عمرو اسکا نام ہی تمہارے پیر کو مارکر پیرزلال بنا ہی

…ے فریب مین گرفتار ہو داراب یہ سنکر پکارا کہ یا پیر زلال روشن ضمیر آپ ہر ایک کے مافی الضمیر سے آگاہ ہین
تیرہ و تا … حبقران پیر زلال نے مجھسے بھی کہدیا تھا کہ امیر یہ باتین کرینگے امیر اور باتین داراب سے کرنے لگے اور حضر نور الدہر ایز…
پھر … کر رہا ہے کہ اے داراب نہایت ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہمارے تمہارے صحبت ہو داراب نے کہا کہ مین بھی نہایت مشتاق ہون
اب شراب پی رہے کباب کھا رہے ہین جب بڑی دیر گذری داراب نے کہا یا صاحبقران اب مین جاؤنگا جواب نامے کا
دیجیے امیر نے جواب جنگ نامے کی پشت پر لکھدیا داراب رخصت ہوا سوار ہو کر اپنے لشکر کو
روانہ ہوا جب لشکر امیر سے باہر آیا لندھور کب پر سوار کھڑا تھا داراب کو آتے دیکھا گھوڑا اٹھا کر داراب کے سامنے آیا
کہا کہ او دھوبی بچے آتش پرست کیا بارگاہ حمزہ مین مجھسے زیادہ کوئی ذلیل تو نے نہ پایا کہ اسکو اٹھا کر تو بیٹھتا داراب
نے کہا کہ اے ہندی مین تجکو سب سے جلیل سمجھکر تیرے دنگل پر بیٹھا تھا اور تجکو اور کچھ خیال ہے یا بر سر پرخاش ہے تو لڑلے
لندھور بولا کہ تو نے مجھے اتنی بڑی بارگاہ مین دنگل پر سے اٹھا کر سبک کیا ہے اسکا عوض تجھسے لونگا داراب نے کہا
کہ جو تجھسے ہو سکے اسمین قصور نہ کر لندھور نے برچھا سنبھالا داراب نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا کہ اس اثنا مین نعرہ امیر کا
ہوا کہ اے لندھور خبردار کیا کرتا ہے کیفیت یہ ہوئی کہ بعد داراب کے جانے کے امیر نے لندھور کو بارگاہ مین نہ پایا حال
پوچھا لوگون نے کہا وہ تو یہان سے اسی وقت چلا گیا تا سخن در وہان تھا ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور اور داراب
سے تلوار چلا چاہتی ہے یہ خبر سنکر امیر اسی وقت سوار ہو کر چلے تھے عین گرما گرمی مین آکر پہونچے گھوڑا بیچ مین ڈالدیا اور
کہا کہ اے لندھور تمہارا غصہ نہ مٹا بس اب جانے دو ایسا ہے تو میدان مین سمجھ لینا اگر داراب کا رونگٹا میلا ہوگا تو
ہمارے واسطے بدنامی کمال ہے ایلچی کو کب زوال ہے اور داراب سے کہا کہ بھئی اب تم جاؤ اور لندھور کو اپنے ساتھ
لیکر پھرا اور داراب اپنے لشکر مین آیا داخل بارگاہ ہوا اپنے دنگل پر بیٹھا ہنوز کچھ داراب کہنے نہ پایا تھا کہ خود پیر زلال
نے تمام احوال از ابتدا تا انتہا بیان کر دیا داراب بولا کہ امنا یا پیر زلال روشن ضمیر جو آپ سے برگشتہ ہے وہ کافر ہے اسکا
کہین ٹھکانا نہین ہے اور گرد پھرنے لگا کہ آپ نے ایسا بیان کیا کہ گویا میرے ساتھ تھے آنکھ … تھے پیر زلال
نے ہنسکر کہا کہ ہم ہر جگہ موجود ہین خداوند آبحیات کہان نہین ہین داراب بولا سچ ہے … کے ساتھ پھر کر
خیمے مین آ بیٹھا اگر غصے کے مارے عجب حالت ہے جان آنکھون مین اندھیری خدا … وقتل کیجیے
یا اپنی جان دے دیجیے کہ دن تمام ہوا وقت شام کا آیا تنہا لشکر داراب کا راستہ لیا اس خیال پر کہ چلکر پیر زلال کو پکڑیے اور
داراب کو مار دیجیے یا اپنی جان دیجیے چلتے چلتے لشکر اسلام مین سے آئے یہان داراب پیر زلال سے باتین کر رہا تھا کہ لندھور پہونچا
بطریق اہل اسلام سلام کیا پیر زلال نے جواب سلام دیا کہ سواے خداوند آبحیات کے کوئی خدا نہین ہے مگر لندھور تم آئے ہو
بیٹھو ارے داراب ہند کے واسطے کرسی لاؤ لیکن لندھور داراب کی طرف مخاطب ہوا کہ اے آتش پرست مجکو تو
نے بے آبرو کیا …ن نے تو چاہا تھا کہ وہین تجھسے عوض لون مگر وہان حمزہ نے تجھے بچا دیا اب آیا ہون کہ تجھے دنگل پر سے اٹھا دون
کا مزہ چکھاؤن داراب نے کہا اے لندھور تم میرے گھر مین آئے ہو اگر مجھسے تمہین کچھ آزار پہونچا تو زمانہ کہیگا کہ
داراب نے گھر مین بلا کر لندھور کو ذلیل کیا اب تم جاؤ اور طبل جنگ بجواؤ کل میرے تمہارے میدان مین سامنا ہوگا
لندھور پکارا کہ مین تجھکو باندھکر لیجاؤنگا یون تو نہ جاؤنگا اٹھ سامنا کر پیر زلال بولے کہ اے داراب اگر اسپر تو غالب ہوا
تو حمزہ پر بھی غالب ہوگا اٹھ مقابلہ کر داراب اٹھ کھڑا ہوا تلوار کھینچی خوب تلوار چلی کہ تلوارون کے آرپار نکلین
ہاتھ سے تلوارین پھینک کر دونون سے کشتی ہونے لگی رات بھر کشتی رہی تمام بارگاہ مین روشنی تھی یہ خبر امیر کو پہونچی
نہایت آزردہ ہوے فرمایا کہ دیکھو اسکا غصہ نہ موقوف ہوا بوڑھا ہو گیا ہے مگر حرارت مزاج کی نہین گئی ہے ہم یہان سے

کہا خبر لاؤ تو وہان کیا ہوتا ہے جو ہاتھ سے آنے کا بیان کیا اور کہا کہ آبرو اسکی میرے اور آپ کے ہاتھ ہوا میر یہ سب حال سنکر کہ ایک ہنجہ پیدا ہوا اور لندھور تھوڑی سی کے وہین رہ گئے تھے اُنھون نے لشکر کشور شاہ کا راستہ لیا اور جا کر تمام حال لیے جاتا ہے ایک گھونسا گردن مین آ سنکر نہایت غضبناک ہوا آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی دود گیا اور بجلدی تمام زمین پر آ تار الندھور نے گو بجے اس ہندی کو سر میدان بسر آ پہونچا یا ہوگا تو تمام اپنا داراب نظر آیا بھو کھم لگی ہوئی تھی لگا دیکھنے کہ کوئی رجا سامنے سے پیدا ہوا لندھور نے اُسے ذبح کیا اُٹھا لا ہرکارون نے یہ خبر امیر اور ایرج اور لقا کو پہونچائی یہان سم مرکب کی آواز کان مین پہونچی دیکھا کہ ایک نقابدار صبح کو چار دن لشکر میدان مین آئے صف آرا ہوئے کہ دیکھے معلوم کیا کہ تیرے صید کو کسی نے صید کیا ہے جب لندھور کو دیکھا تیر کے چلے گئے داراب کشور کشا گھوڑے سے اُتر پیر زلال صید کیا تو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے لندھور نے جواب دیا کہ آپ کا شکار کہاں ہی داراب لندھور توت بازو سے حمزہ مجھسے ہوئی کہ مین نے اسپر تیر مارا اب یہ حاضر ہی نقابدار بولا کہ تو نے میرا داراب نے کہا کہ خدا وند آ کبیات چاہینگے خراب آتا تھا اب جبتک تجھے شکار نہین کرتا ہون مجھے آرام نہین ہے اور تا وار اب بار دگر گھوڑے پر سوار ہو کر خسرو بلاد ہند نے تلوار میان مین کرکے تھپکی دیکے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور لگام آراستہ کرنے اور پکار اکر اور کمر مین ہاتھ ڈالکر قاشِ زین سے اُس نقابدار کو اُٹھا لیا مگر جھٹکا جو لگا تو بند نقاب کا کھلی کہ لشکر ہندوستان مین نقاب کے ایک آفتاب جلوہ گر ہوا کہ شور اُٹھی اُسکے چہرے سے جسدم نقاب مہ فلک سے گرا لندھور یا ہمی بڑھا کر ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو دیکھا کہ عجیب طرح کا حسن و جمال تھا اشعار آیا کہ جادو سحر و کیا

پلکین تھین کہ نیمچے تھے تیر ایسا نہین حور کا سراپا	زلفون مین پھنسے جو دل تھے وہ صبح جبین ہے صبح جنت	تا حشر پسا سلا نہ چھوٹے ہر چین تھی موجۂ لطافت	ابرو تھے کہ تیغ کھچے وہ تھا کہ وہ نور اور جادو سے مین آنکھین وہ مستا و ساحری سے

جادو مین وہ پلکون تک تھی کان بس لندھور نے جو دیکھا سو جان سے دلدادہ ہو گیا مرکب پر بٹھا دیا پوچھا کہ اے ملکۂ اقلیم حسن حال اپنا بیان کر کہ تو کس کی گلستان کی ہے اور ماہ کس آسمان کی ہے وہ نازنین بھی چونکہ لندھور پر عاشق ہو چکی تھی بولی کہ اے شہریار باوقار مین شاہ کشور ربیع کی بیٹی ہون کشور شاہ میرے باپ کا نام ہے داراب کو میرے باپ نے بیٹا لیا ہے مین شکار کے واسطے نکلی تھی تمکو دیکھکر صید ہو گئی آہ مجھے بسیار زیر کوہ ہے اگر صید ہونا جانو تو چلا کہ لندھور بولا کہ جہان لیچلو گی چلونگا کہ اس اثنا مین خواصین ملکہ کی آگئین تھین شکار کیا ہوا اُٹھا لیا لندھور بھی گھوڑے پر سوار ہوا ملکہ کے ساتھ خیمہ مین آکر بیٹھا گانیکین موجود ہوئین ایک نازنین خوش نے بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی غزل

تری صورت بہت کا خدا نے وہ بنائی ہے	کہ بے خوف خدا مائل تیری ساری خدائی ہے	جنون کا جوش ہے اے گلبدن مجھسے جدائی ہے
ہوا سے دامن صحرا مرے سر پر ہمائی ہے	ہوا سے زلف عنبر فام کیا سر مین سمائی ہے	تمنا کا سما سا ہے مدت کی تشریف لائی ہے
کسی ان پان کو ادا سے ہنسی تکو جو آئی ہے	دل پر خون اہل عشق پر بجلی گرائی ہے	ہوا منظور جیسا تاراج کرنا کشور دل کا
جو فوج رنج و وہ وہ ہجر کی مجھپر چڑھائی ہے	ترے کوچہ سے جنت بھی نہ اُٹھونگا نہ جاؤنگا	مجھے میری قضا جان جہان یان کھینچ لائی ہے
ہماری قبر پر وہ روکے فرمانے مین حسرت سے	یہ وہ عاشق ہے جسنے جان تک بھی گنوائی ہے	اُلجھ کر وہ سوال بوسہ کا کل یہ یون بولا
تجھے سودا ہوا ہے یا کہ تیری موت آئی ہے	وہ عیسی دم جو پھر آتا تو جی اُٹھتا یہ مر کر	یہی تھا شور و سب کا مری جب لاش اُٹھائی ہے
کوئی کہتا ہے مجنون اور کوئی کہتا ہے دیوانا	تمہارے عشق مین یا سے یہ دولت ہم نے پائی ہے	نہ کر اس سر کو داغ جنون کو رائگان اختر
کہ یہ تیری بڑے کا ڈھیلے پہننے کی کہانی ہے		

دور جام گردش مین آیا لندھور نے جام شراب کا ملکہ کو دیا کہ تم بھی پیو

ملکہ نے کہا کہ صاحب مجکو اس سے شوق نہین ہی خسرو بلاد نے کہا کہ مین تنہا نہ پیونگا تم بھی پیو یہ کہکر جام منھہ سے لگا دیا ملکہ نے بھی پی لیا پھر تو دو دو تین تین جام پیے تھے کہ آپسمین اختلاط ہونے لگے لوگ سرک سرک کے گئین گزک بیچ سے اٹھہ گئی گزک ابیاے شیرین کی چلنے لگی قینچیان ٹنگڑیون کی بندھہ گئین عین اختلاط مین ملکہ کو خیال آیا کہ ای ملکہ ماہ کشوری آج تو اس سے ہمصحبت ہی کل جو فرقت ہوگئی تو کیا صورت ہوگی اس خیال مین رونے لگی لندھور نے جو ملکہ کو روتے دیکھا پوچھا کہ صاحب کیون روتی ہو ملکہ نے کہا کہ خیال تمھاری جدائی کا آیا ہی کہ فلک تفرقہ انداز جدا کریگا زندگی کا مجکو بہوگی لندھور نے کہا کہ ملکہ اگر تم مسلمان ہو تو مین تمھین لشکر اسلام مین لیچلون ملکہ نے جواب دیا کہ مین تمھین سجدہ کرنے کو موجود ہون جو تم کہو سو مین کرونگی مجکو سواے تمھارے کسی سے غرض نہین ہی مگر بھائی میرا دارا سپہ کشور کشا بہت زبردست ہی کہ دیو ہوشربا کو مارا کہ اسکا ثانی کوئی دیو نہ تھا ہزارون دیوون کو مار ڈالا لندھور بولا ای ملکہ ہمنے پردہ قاف مین دیو سفید سے ہم لڑا ایسے دیو کا مارنا کچھ کار دشوار نہین ہی ملکہ کو کاسہ کھا یا وہ مسلمان ہوئی رات انھین باتون مین گذری آثار صبح نمودار ہوے جابجا فرش پر شکنین پڑین تھین شیشے جو ٹوٹے تھے ریزہ مینا جھلک رہے تھے شمع کی روشنی پر زردی تھی پروانون کے خاکستر کے ڈھیر تھے مرغ سحر کا شور نوبت کی ٹکور ماہ تابان سمت مغرب راہی چاندنی پر ایک اداسی چھائی ہوئی تھی کرم کرم آج پیچھے سنجوگ کا ... ن کی آواز چلی آتی تھی گھڑیال پر موگری پڑ رہی تھی بے اختیار ملکہ پکاری گیت

جھنجھم جھنجھم باتون اجالا کیو آسمان پر دھنک اترنا ساتھا ہی
سکھی ہین دیکھ دیکھیے بیزار سے کھڑے کی لمک ستی چھائی بھری آتا ہی
ادھر خسرو بلاد سنگ ساجن سانکھے جب کرشن ریکہ کہنے تمہاتا ہی
ایہو کر یال وار ہیرت ہون بار بار موگری نارے گر پیا کی اٹھاتا ہی

اسکے بعد پکار رہا تھا بیت شب وصل صنم ہی آج گر ہوتا ہی فصب + گریبان سحر کو تار تار تھا اس شب سے نظم

خندہ زنی صبح کا ہوا اثر کا | تھا ہوا نسیم سے کھٹکا | تھی اذان کی بھی اور گجر کی صدا | شور اٹھا ایک سمت نوبت کا
ایہ ماہ جبین کی بسا کو دیکھ اور | آئی آواز بیک بیک سنکر | آنکھہ یکبار کھل گئی سب کی | روشنی تھی وہان عجب ڈھب کی
ایہ بیٹھہ ہاتھ مین لیے کوئی | ہنسی واشقون کی پہنچ دیکھتی تھی | کوئی کرتی تھی محرم اپنی درست | ڈھیلے بند ون کو کر لیا جھٹ پٹ
کوئی گانا دھلی کی ہی کلی ہو | دیکھتی تھی کہ دل مرا خوش ہو | کوئی دیتی تھی شیشے مین چھینٹا | تا ادا کیجیے واجب و سنت

غرض سب کی سب اٹھہ دھو کے درست ہوکے ملکہ کے مجرے کو آئین ملکہ اور لندھور دونون اٹھکر بیٹھے وہ بھی منھہ ہاتھ دھو رہے تھے کہ ملکہ نے لندھور سے کہا کہ صاحب اگر مجھے لیچلنا ہی تو لیچلو نہین تو مین قتل ہوجاونگی لندھور نے جواب دیا کہ ملکہ ہمارے یہان عورت کو لیکر بھاگنا ننگ و عار ہی ملکہ بولی تو صاحب مین اپنے کو ہلاک کرونگی مجھسے نہو گا کہ کشور شاہ کی بیٹی تمھاری یار کو لیے بیٹھی ہو اور وہان سے فوج آئے اور دارا سپہ بھی مقرر آئیگا تم تو شاید لڑ بھڑ کر نکل بھی جاؤ مگر مین رسوا ہوئی اس رسوائی سے موت بہتر ہی اور ملکہ کی ساتھہ والیان بھی بولین کہ کیا ملکہ کا خون کرواؤگے اپنے لشکر مین لے کیون نہین چلتے ادھر ملکہ حالت بیقراری مین یہ کہتی تھی خیر صاحب ہماری قسمت مین یونہین مرنا لکھا ہوا تھا عاشق ہوے تو ایسے بیرحم پر کہ اسکو مرنے جی نے کا کچھ خیال نہین پھر ایسی روئی کہ آنکھین لال ہوگئین کہ اسمین ایک آدھ انیس نے کہا کہ میان ایسے بیرحم ہو تو تم یہان سے چلے جاؤ ملکہ اکیلا یہان چھوڑ دو کوئی انھین بدنام تو نہ کریگا جان تو انکی بچیگی لندھور یہ سنکر بولا کہ ملکہ چلو سوار ہو مین تمھین اپنے لشکر مین لیے چلتا ہون اسی وقت ملکہ اپنی انیسون جلیسون سمیت سوار ہوئی لندھور رات کے وقت اپنے لشکر مین داخل ہوا ملکہ کو علیحدہ خیمے مین رکھا اور صبح کو خدمت حمزہ صاحبقران مین گیا امیر لندھور کا حال سنکر نہایت فکرمند تھے کہ لندھور نے آکر قدمبوسی حاصل کی اور خلوت مین تمام حال ماہ کشوری کا

مسلمان ہونے اور اپنے ساتھ لے آنے کا بیان کیا اور کہا کہ آبرو اسکی میرے اور آپ کے ہاتھ ہے امیر یہ سب حال سنکر
چپ ہو رہے لیکن جو لوگ کہ ماہ کشوری کے وہان رہ گئے تھے اُنھون نے لشکر کشور شاہ کا راستہ لیا اور جا کر تمام حال
ماہ کشوری کا بیان کیا داراب سنکر نہایت غضبناک ہوا آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی دود
بدو ماغی دماغ جان سے اُٹھا حکم کیا کہ طبل جنگی بجے اس ہندی کو سر میدان بسزا پہونچایا ہوگا تو نام اپنا داراب
رکھا ہوگا اُسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر امیر اور ایرج اور لقا کو پہونچائی یہان
بھی نقارہ رزمی کڑکڑائے چار پہر رات تیاری رہی صبح کو جانبین لشکر میدان مین آئے صف آرا ہوئے طرفین سے
صفین آراستہ ہوئین میدان درست ہوا نقیب نہیب دے کے چلے گئے داراب کشورکشا گھوڑے سے اُترکر پیرزلال کے
سامنے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی پیرزلال نے کہا کہ ای داراب لندھور قوت بازوے حمزہ
اور جانشین حمزہ ہوا ہے اگر تو غالب ہوگا تو حمزہ پر بھی غالب ہوگا داراب نے کہا کہ خداوند آکھیات چاہینگے
تو سب کچھ ہوگا پیرزلال نے کہا کہ جاؤ سپرد خداوند آکھیات کو کیا داراب بادگر گھوڑے پر سوار ہو کر
میدان مین آیا خوب سا پیچھے کے ہاتھ لگا کے گھوڑے کو گرمایا جب پسینے پسینے ہو گیا لگا دم آراستہ کرنے اور پکارا کہ
کہان ہے وہ ہندی نکلے میرے مقابلے کے واسطے بس پوری بات منھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ لشکر ہندوستان مین
علمہاے فیل پیکر جلوہ گری پر آئے آواز گرُدم گاؤ دم نفیری شتری دمامون کی بلند ہوئی لندھور ہاتھی بڑھا کر
سامنے تخت بادشاہ کے آیا اُترکر ہاتھی پر سے سلام کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد کیا
پروردگار عالم کو اور جام کلہ عقوبت عنایت کیا لندھور نے اُسے پیا اور بارہ سو بادشاہ ہندوستانی کہ جیسے اور جا بلے مین
انکے گلون مین پڑے ہوئے کوتہ خانہ بان کٹارے یا ان کمرون مین اُنگلی لگی ہوئی تھین لندھور نے اُن سبھون سے
کہا کہ ابھی میدان مین ایک سے لڑتا ہون تم یہین رہو میرے حق مین دست بدعا ہو کہ خدا اس آب پرست پر
مجھے غلبہ دے میری آبرو رکھ لے سب وہین رہ گئے لندھور نے فیلبان کو اشارہ کیا کہ وہ اُتر گیا آپ ہاتھی پر سوار
ہوا گرز کو اُٹھا کر ہاتھی کی مستک پر رکھا اور چکبازی ہاتھی اگلی پچھلی کلیلین جھاڑ کر کلکلایا مستک اُٹھائی سونڈ پھٹک
لگی ادھر لندھور ہاتھی کو جھکاتا ہوا برابر داراب کے آیا داراب کا وزن ہوا برابر سے ہر کسی ہٹ گئے راقون
مین آکر مقابل یکدیگر ہوئے داراب نے کہا اے ہندی یہ کیا تو نے کیا کہ اپنے ناموس کو ننگ لگا لیا لندھور
بولا کہ وہ مسلمان ہوئی ناموس میرا ہو چکا مین اپنے ناموس کو لیگیا تجھے کیا داراب یہ سنکر آگ ہو گیا پہچانا لندھور
پر وار الندھور نے نیزے سے پر رد کا خود نیزہ بازی ہوئی مطلب کسی کا حاصل نہوا سنانین اور بانے مین ناکارہ ہو گئین
ہاتھ سے نیزے پھینک دیئے داراب نے گرز پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکر مارا لندھور نے اپنے گرز پر روکا گرز پر گرز
پڑا شرارے آتش کے نکلے دونون گرز دون مین پھل پڑ گئے جگر مین شق ہو گیا ہاتھی چار بند تک غرق ہو گیا
خاک سے ایک ساعت بند ہو گئی ہر ایک بن مو سے پسینا جاری ہوا اگر دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے اسمین خلل
واقع نہوا لندھور تو تودہ گرد مین چھپا اور داراب کلاہ کج کر کے پکارا کہ زور دم وبست کر دم عیار لندھور کے دیکھے
گرد کے پیچ تاب گئے گھسکر دیکھا کہ لندھور بیہوش کھڑا ہے پکارے کہ شہریار حریف زیادتی کر رہا ہے لندھور کی
آنکھ کھل گئی اپنے عیارون کو دیکھا عیارون سے پوچھا کہ خیریت تو ہے کہا کہ پروردگار عالم نے بچایا اُنھون نے عرض
کیا کہ حریف زیادتی کر رہا ہے لندھور نے جھکے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی طبقہ زمین کا لیکر نکلا اُس برج خاکی سے پھر ایک
آفتاب طالع ہوا مہرو کی کارو مال ہاتھ تیغ گرد سمند کی جھاڑتا ہوا باہر آیا گرز ہاتھ مین سنبھالے ہوئے امیر نے

کہلا بھیجا کہ ای داراب ہشیار تم گرز اپنا داراب پر نہ مارنا لندھور نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے داراب نے قسم دی کہ
لندھور تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی تو بقوت تمام گرز اپنا مجھپر مار نہین تو مین اب گالیان دے کر کہونگا لندھور
ناچار ہو گیا گرز داراب پر مارا اُسنے بھی اپنے گرز پر روکا وہی حالت داراب کی بھی ہوئی جو لندھور کی تھی مگر گھوڑا
داراب کا مر گیا گرز اُسکی ٹوٹ گئی داراب نے چاہا کہ ہاتھی کو لندھور کے مار ڈالے لندھور ہاتھی پر سے کود پڑا دونون
مین کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز امیر نے آکر دونون کو جدا کیا لندھور نہایت آزردہ ہوا اُدھر
پیرزلال داراب پر خفا ہوئے کہ تو نے حمزہ کے کہنے سے لندھور کو کیون چھوڑا بہت برا کیا مگر داراب نے پھر
طبل جنگ بجوایا اور لشکرون مین بھی نقارہ گڑگڑایا ایرج نے کہا کہ کل مین زور آزمائی اس سے کرونگا صبح کو چارون
لشکر میدان مین آئے داراب پیرزلال سے اجازت لیکر عرصہ کارزار مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج آکر مقابل ہوا
اور تلقین بدین آفتاب پرستی کیا داراب نے کہا تو خداوند آبحیات کو مان اور پیرزلال کو جان ایرج نے کہا کہ
مین پیرزلال کو خوب جانتا ہون ابھی دو دن کا ذکر ہے کہ میرے یہان قطب دولاتن بنا ہوا تھا میرے پاس سے
نکلکر گیا اب تجکو بنا کر لایا تجھپر بھی احوال کھل جائیگا غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی برابر رہے شمشیر زنی ہونے لگی
یہ تلوار مارتا ہے وہ تلوار پر روکتا ہے وہ تلوار مارتا ہے یہ تلوار پر روکتا ہے قریب شام ایرج ہاتھ سے داراب کے
زخمی ہوا طبل بازگشت بجا سب لشکر پھر گئے نورالدہر نے آدمی ایرج کے استفسار مزاج کو بھیجا اور کہلا بھیجا
کہ کل ہم تمھارا عوض داراب سے لینگے ایرج نے اپنے دلمین کہا کہ اگر نورالدہر داراب پر غالب ہوا تو گویا یہ
دوسرا زخم لگا دیکھیے کیا ہوتا ہے اور داراب نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو معرکہ آرائے نبرد ہوا مبارز طلب کیا
نورالدہر بن بدیع الزمان مقابل ہوا داراب نے کہا اے شہریار اگر آپ بغیر جنگ و جدال دین آب پرستی اختیار
کرین تو مین اپنے لشکر کا بادشاہ آپکو کردون نورالدہر بولا کہ آپ مجھے جب زیر کیجیے گا اُسوقت سمجھ لیجیے گا غرض پہلے
نیزہ بازی ہوئی برابر رہے داراب نے گرز اُٹھایا کہ نورالدہر پر مارے کہ پنجہ پیدا ہوا ڈالکر کمر مین ہاتھ داراب کو
اُٹھا لیگیا صاحبقران نے فرمایا کہ جلد لشکر حملہ کرے اور پیرزلال کو پکڑ لے لوگ دوڑے پیرزلال نے لشکر اسلام کو
بارادہ کشاکش آتے دیکھکر طبل بازگشت بجوا دیا امیر مجبور ہو کر پھر گئے اور لشکر اپنے اپنے خیمون کو روانہ ہوئے
لیکن صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے اور سردارون سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ آج شب کو لشکر آب
پرستان پر شبخون مارون اور پیرزلال کو گرفتار کرلون سبھون نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہے تیاری شبخون کی ہوئی
فتاح کشوری عیار داراب کشور کشا بصورت مبدل یہان موجود تھا خبر لیکر پیرزلال کی خدمت مین آیا حال
بیان کیا پیرزلال نے کشور شاہ سے کہا کہ تم فوج لیکر کوہ اعظم پر چڑھ جاؤ مین داراب کو لیے جاتا ہون اگر حمزہ تمھارے
اوپر چڑھ آئے تم اُسکے سردارون کو زیر تیغ بٹھانا حمزہ پھر جائیگا یہ کہکر پیرزلال داراب کی تلاش مین روانہ ہوا
اُدھر حمزہ صاحبقران لشکر تیار کرکے زیر کوہ آئے اور نعرہ کیا کہ اُس پیرزلال نکوام کو میرے پاس بھیجدو نہین
تو تم سب کو قتل کردونگا آب پرستون نے جواب دیا کہ پیرزلال تو داراب کے تعاقب مین گئے ہین یہان نہین ہین
اور جو آپ کو یقین نہین ہے تو جو چاہیے سو کیجیے امیر نے فرمایا تم بہانہ کرتے ہو اور اُسکو ہم ... کہ جہان چھپائے ہو مین
ہرگز نہ مانونگا اور تم سب کو قتل کرونگا یہ کہکر پہاڑ پر چلے لڑائی شروع ہوئی پہاڑ والے تیر برسانے لگے امیر تیرون کو کاٹتے ہوئے
چلے آتے ہین وہ گھاٹیان لے لی ہین ایک گھاٹی باقی رہی ہے اُسوقت فتح شاہ نے سرداران لشکر اسلام کو جو خیمہ
اور ملک ... سے چھپتے تھے اُنھین بلاکر زیر تیغ بٹھایا اور کہا کہ بہتر ہو کہ یہان سے پھر جاؤ نہین تو اُنھین ہم مار ڈالینگے

امیر ناچار پھر گئے اگر خیمے مین داخل ہوے عیاران لشکر اسلام سے کہا کہ تم مین سے کوئی جاکر سردارون کو چھڑا لاے سہک یلطاقی مستعد ہوا کہا غلام جاکر چھڑا لاتا ہی یہ کہکر دو چار شاگردون کو ساتھ لیکر سیاہ پوش ہو کر رات کو پہاڑ پر آیا اور زندانخانہ دریافت کرکے دو پہر رات گئے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی جب سب نگہبان بیہوش ہوئے سہک یلطاقی نے تمام سردارون کو رہا کیا اور خدمت امیر مین لایا امیر بہت خوش ہوے سہک یلطاقی کو خلعت دیا لیکن صبح کو کشور شاہ کو خبر پہونچی کہ رات کو عیار خداپرستون کے سب سردارون کو چھڑا کر لیگئے نہایت خائف ہوا کہ دیکھئے اب کیونکر خداپرستون کے ہاتھ سے نجات ہوتی ہی

اب وقلمے داستان خواجہ عمرو کا بصورت پیرزال تلاش مین داراب کشورکشا کی جانا اور ساحرہ کو داراب کے ہاتھون ملکر قتل کراکے واپس آنا بیان کیے جاتے ہین مخمس

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد
بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
عبث عبث نہ ہو تو مجھسے بدگمان صیاد
کھلی ہی کب تو قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد

ابھی نہین ہی ستمگار میری قدر تجھے
کریگا یاد مرے نغمون کو بعد مرے
مین وہ ہون رونق گلزار ہی مرے دم سے
اُڑا سے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے
ہون چندروز ترے گھر مین میہمان صیاد

عزیز رکھتے ہین میخوار ساغر مل کو
صدا آفرین ہی مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہین آرام چمن و بلبل کو
کہ جب نکلتا نہین جال قفس سے بھی گل کو
کہ تا نہو مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل مین کب گذرتا ہی
غرض کہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہی
کبھی نہ مانوسگا مین تو خدا سے ڈرتا ہی
پرون کو کھولدے ظالم جو بند کرتا ہی
قفس کو لیکے مین اُڑ جاؤنگا کہان صیاد

اُدھر ہی تاک مین اُلجھانے کی ہی سنبل
اِدھر ہی دام بچھاے ہوے ہی نکہت گل
پھنسا ہی لینے کی ہی فکر جا بجا بلکل
نکالیو نہ قدم آشیان سے او بلبل
لگاے بیٹھے ہین چپ چاپ جہان نہان صیاد

اگرچہ میری بھی کی آسنے خانہ بربادی
مگر کبھی نہ کسی روز مین ہوا شاکی
ہرا ہرا تو ظلم پہ جلا دیئے کمر باندھی
چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہین ہو جاے بے نشان صیاد

نہ اسکے دام مین آتا مین نہ پہنا رہی رندا
یہ کشمکش نہ اُٹھاتا مین نہ پہنا رہی رندا
کبھی قریب نہ جاتا مین نہ پہنا رہی رندا
فریب دانہ نہ کھاتا مین نہ پہنا رہی رندا
نہ کرتا دام اگر خاک مین نہان صیاد

رہ ہوستان جام تمناے فتح و نصرت و جامہ پوشان بلبوس امانت مجمعان عرصۂ جنگ و جدل و مسمعان اخبار معرکۂ قتال گم شدگان وادی غم و محبوسان پنجۂ ستم یون بیان کرتے ہین کہ جب عمرو تلاش مین داراب کی نکلگیا ہر طرف ڈھونڈھتا پھرا کہین پتا نہین لگا حیران و پریشان ایک دامن کوہ مین پہونچا بال دلیو تندک کا آگ پر رکھا بال کا گرم ہونا تھا کہ بعد لمحہ کے دیو تندک پہونچا سلام کیا عمرو نے کہا کہ اے دیو تندک اس عرب نے مجکو اپیچ پاس سے نکلوا یا یعنی داراب کو بنا کر لیگیا آیا تھا وہ اسطرح سے غائب ہو گیا اُسے ڈھونڈھنے نکلا ہون ہرچند تلاش کی نہین ملتا تندک نے کہا کہ اُستاد ایک ساحرہ کشنات جادو علامۂ دہر آفت روزگار رہتی ہین آپ کی خبر کے واسطے آیا تھا دامن کوہ مین شکار کرکے کھاتا تھا کہ وہ آکر مجکو پکڑ لیگئی اور مجھسے طالب وصل ہوئی اُستاد کیا عرض کرون جو بوسے بدن اُسکے منہ مین تھی مین نے خوب اُسکو شراب پلاکر بدمست کیا اور اُسکے پاس سے بھاگا وہ ملکا تب ہوش مین آئی نشہ شراب کا کم ہوا میری تلاش مین نکلی تھی کہ ایک جوان خوبصورت کو کہین سے اُٹھا لائی اب اُس

ہمت ہے عمرو نے کہا اے تندک وہ جوان بیشک داراب ہے تو اُس ساحرہ کو جاکر مار اور داراب کو چھڑا لا
وہ بولا اُستاد مین تو اُدھر رخ بھی نہ کرونگا عمرو نے کہا کہ اچھا اتنا کر کہ مجھے اُسکے باغ تک پہونچا دے تندک نے کہا
اُستاد اگر اُسنے مجھے دیکھ لیا تو مار ڈالیگی عمرو نے کہا ارے کمبخت رات کے وقت لیچل تندک نے وقت شب عمرو کو لاکر
کشمات جادو کے باغ کے پاس اُتار دیا کہا کہ یہی باغ اُس قطامہ کا ہے اور مین تو جاتا ہون یہ کہکر بھاگا عمرو نے رات تو
بسر کی صبح صورت اپنی ایک گویے کی بنائی اور زیر دیوار باغ بیٹھکر گانا شروع کیا یہان کشمات جادو جیسے داراب کو
لائی ہے پہلے تو یہ صورت ہوئی کہ داراب اُس سے مشغول اختلاط ہوا جب نوبت بوس و کنار کی آئی تو گندہ دہنی
نے اُس بدکارہ کی دماغ داراب کا پریشان کر دیا داراب کو نفرت کلی ہوئی وہ ہٹکر بیٹھا اور وہ دوڑ کر لپٹی
داراب نے طمانچہ مارا کہ او گندہ دہن الگ ہٹ ہو نتھنا اُسکا پھٹ گیا خون بہنے لگا اُسنے سحر کیا کہ داراب بے حس و حرکت
ہو گیا کشمات نے کہا کہ اے عزیز مجھے وصل سے اپنے شاد کر تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کر دونگی داراب نے کہا کہ مجھے مرجانا
قبول مگر تجھسے صحبت ہونا نہین قبول منہ تیرا کاہیکو ہے سنڈاس ہے کشمات بولی کہ سوا اسکے کوئی اور عیب
تو مجھ مین نہین ہے ارے سن میرا سولہ برس کا اور ایسی صورت ہے جسپر تجکو رغبت نہین ہے داراب نے کہا کہ مین تیری
طرف تھوکونگا بھی نہین یہ سنکر کشمات جادو جھنجھلائی کہا رہ دیکھ تیری حالت کیا کرتی ہون اور خوب چوب کاری
داراب پر کی اور حکم کیا کہ لیجا کر اسے قید کرو دانہ پانی بند کر دو دو روز داراب بے دانہ و آب قید رہا آخر کو خود ہی
اُس کمبخت کو چین نہ آیا تیسرے دن داراب کو پھر بلایا کھانا کھلایا کہا کیون اب تو کچھ سمجھا راہ راست پر آیا داراب
بولا کہ اگر تو لاکھ بار مجھے مارے اور جلائے تو بھی مین تجھسے ہرگز ملتفت نہونگا کمال آزردہ ہوئی اُٹھکر ٹہلنے لگی ساتھ والیون
نے کہا کہ بلاؤن یہ سودا میرا اندرائن کا پھل ہے دیکھنے کا ہے کھانے کا نہین ہے دور بھی کیجیے ہم اور سنڈا آپکے واسطے
لاتے ہین کشمات نے کہا کہ مردار و تمھین کچھ خبر ہے یہ نامرد نہین ہے مرد ہے مگر میری بو سے دہن سے اسکو انکار ہو گیا ہے
مین تو اسے مار ڈالتی مگر دل نہین مانتا میرا دل تو اسکو پیار کرتا ہے اور کسی کو لیکے کیا کرونگی یہ باتین تھین کہ آواز گانے
کی پہونچی بیچین ہو گئی باہر باغ کے آئی دیکھا کہ ایک مرد ضعیف بیٹھا بانسری بجا رہا ہے قریب آکر کھڑی ہوئی عمرو نے
ہاتھ سے بانسری رکھدی کشمات نے کہا کہ ارے تو کون ہے عمرو بولا مجکو طیفور نے نواز کہتے ہین آپکے باغ کے پاس
پہونچا خیال مین گذرا کہ آپکی ملازمت سے مشرف ہو جیے کشمات بہت خوش ہوئی ہاتھ پکڑ کے اندر باغ کے
لائی قصر مین آکر بیٹھی مگر کمال پژمردہ نہایت دل افسردہ عمرو نے پوچھا کہ ملکہ قربانت شوم کچھ حال تو کہیے یا بیان
کون آپ آزردہ کیون ہین رنج و ملال کا کیا سبب ہے کشمات جادو نے آہ سرد کھینچی اور رو کر کہا طیفور دل کا
آجانا بڑے غضب کی بات ہے بیت آہ آفت ہے عاشقی کی لاگ ۞ واسطے ہوتی بری ہے دل لگی لاگ شعر
محبت است کہ یکدم نمیدہد آرام ۞ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد ۞ طیفور بولا کہ چراغ خاندان ساحری
وچشم بکا ہمیشہ روشن رہے کیا آپ جسپر عاشق و شیدا ہین اُس پر دسترس نہین آپ کہین ہین وہ کہین
کشمات بولی کہ وہ آفت جان میرے پاس ہے مگر مجھسے التفات نہین کرتا ہرگز بات نہین کرتا خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ
وہ ایسا کون سنگدل ہے کہ جسکو تم ایسی نازنین سے محبت نہین ہے ہاے ظالم کیا عالم ہے تم پر میرا جی کچھ جاتا ہے
کشمات نے کہا چپ نگوڑے تو مجھسے ہنستا ہے طیفور بولا پھر اُسکا کچھ حال تو بیان کرو کہ وہ کون ہے کشمات
پکاری کہ اے طیفور مین تخت پر سوار شہر اتم کی طرف سے چلی آتی تھی کہ میدان رزم مین دو شخصون کو گرم جنگ
دیکھا اُنمین ایک جوان آپی بوش تھا میرا دل اُسپر آگیا مین اُسے یہان اُٹھا لائی مگر یہ بھی تقدیر کی خوبی ہے کہ

مجھے تو اُس سے محبت ہو اور اُسکو مجھسے نفرت ہو میرا تو دل اُسکے عشق مین بیقرار ہو اور اُس کمبخت کو اپنے پہلو مین
مجھے بٹھانا ناگوار ہو عمرو نے کہا کہ ملکہ مجھے تم قبول کرو مین رات دن تمھین خوش کیا کرونگا تمھارا مطلب بھی خوب
نکالونگا اُسنے کہا کہ ایسے تیسے پھر وہی باتین لایا طیفور بولا ملکہ اگر ایک مرتبہ میری بھی ہوس تم بجھاؤ تو مین اُسے
راضی کردون ہاے کیا پڑو کا اُبھار ہو کیا چھاتیون کا تناؤ ہو کیا گات ہو کیا بات ہو کشمات نے کہا کہا ارے
مسخرہ پن تو نہ کر تو یہ کہہ کہ اُسے راضی کر لا یگا عمرو نے کہا کہ ابھی اسی وقت آپ مجھے وہان بھیجیے تو سہی اسنے
عمرو کو داراب کے پاس بھیجا یا عمرو کہہ گیا تھا کہ تم صحبت عیش آراستہ کرو مین اُسے لیے آتا ہون کشمات جادو
بزم آرائی مین مصروف ہوئی عمرو جو داراب کے پاس آیا اُس سے کہا کہ اے داراب تم مجھے پہچانتے ہو داراب نے کہا
کہ نہین عمرو نے کہا کہ مین کلا قوت ہون خداوند آبحیات کا مجکو پیرزلال شیشہ گر نے بھیجا ہو عیار آبحیات مجھے
یہان لایا ہو مین اس واسطے آیا ہون کہ تجھے جادوگر کا مارنا تعلیم کرون اے داراب جادوگر کو ملکہ مارتے ہین تو اُس
سے محبت کرو اور خوب شراب پلا کر اُسے مدہوش کر کے چھاتی پر چڑھکے گلا گھونٹ ڈال داراب نے کہا کہ اب ایسا ہی
کرونگا بس عمرو کشمات پاس آیا اور کہا کہ اب اُسے بلا بھیجیے دیکھیے کہ مین نے کیا افسون کیا ہو کشمات نے
حکم دیا کہ لاؤ داراب کو لوگ گئے داراب کو لیکر آئے کشمات نے کہا کہ اے عزیز اب بھی تو راضی ہوا یا نہین
داراب نے کہا کہ جان جہان مین تو تمھین آزماتا تھا کہ تم مجھے کسقدر چاہتی ہو معلوم ہوا کہ تم اپنے مطلب کی غرضی ہو
اور محبت شی دیگر ہو جو کسی کو چاہتا ہو وہ معشوق کو ایذا بھی دیتا ہو آپ رنج اُٹھاتا ہو معشوق کا رنج گوارا نہین کرتا
تمنے تو مجھے دو دو روز بھوکا رکھا خانہ تاریک مین بند کیا واہ کیا محبت ہو کشمات جادو یہ سنکر دوڑ کر لپٹ گئی کہا کہ میری
جان حقیقت مین مجھسے خطا ہوئی اب ایسا نہوگا اور اپنے دل مین کہا کہ سب کرامات اسی گوینے کی ہو اور طیفور کو
خلعت دیا غرض اس سے ہمصحبت ہوئی اور داراب نے اُسے خوب شراب پلائی جب وہ بدمست ہوئی اُسے گود مین
اُٹھا لیا وہ لگی پیٹنے لگی کوسنے کہ موے مونڈی کاٹے مین کسی چیز کی غرضی نہین ہون تیرا ستیاناس جاے مجھے چھوڑ دے
ظاہر مین تو یہ کہتی تھی اور باطن مین غنچہ خاطر مائل بشگفتگی تھا کہ اب مطلب تیرا حاصل ہوا داراب نے اُسے لاکر پلنگ پر
ڈالا چھاتی پر چڑھکر اسقدر گلا گھونٹا کہ روح نجس نے اُسکی جدھر سے راستہ پایا نکل گئی غل اور شور برپا ہوا
تاریکی ہو گئی مکانات سحر کے چیان ہو کر اُڑنے لگے چار گھڑی کے بعد آواز آئی کہ کشتے مرا نام کشمات جادو بود
کہ سن میرا ابھی تین سو برس کا بھی نہوا تھا جوان مری اور اپنے مطلب کو نہ پہونچی غرض جبکہ روشنی ہوئی دیکھا کہ
لاشہ ایک پیرزال کا پڑا ہوا ہو رنگ سیاہ ہو اب اُس گوینے نے داراب سے کہا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤ کہ
پیرزلال وادی کوہ مین بیٹھے تمھارا انتظار کر رہے ہین اور مین اب خداوند آبحیات کی خدمت مین جاؤنگا اب
داراب تو مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا عمرو نے تمام مال و اسباب کشمات جادو کا زنبیل کیا اور لوگون سے کہا
کہ جہان تمھارا جی چاہے وہان جاؤ اور آپ پیرزلال کی شکل بنکر داراب کے پہونچنے سے پہلے وادی کوہ مین جا بیٹھا
بعد تھوڑی دیر کے داراب پہونچا پیرزلال کی ملازمت حاصل کی پیرزلال نے کہا کہ اے داراب دیکھا کہ جنے کیونکر تمھین
چھڑایا گوینے سے جادوگر کا مارنا تمھین تعلیم کرایا داراب بولا اسکا بعد اسکے پیرزلال نے آسمان کی طرف دیکھکر
کہا کہ اے پیک آبحیات تم ہمارے لشکر مین جاکر کشور شاہ سے کہنا کہ لشکر کو پہاڑ سے نیچے اُتار دو داراب کشور کشا
اور پیرزلال پاس پہونچے آواز آئی کہ بہت اچھا پیرزلال نے خطاب کیا کہ اے شاہزادہ آبحیات گھوڑا داراب کا لشکر میں پہنچا
لیتے آنا تشدیک روانہ ہوا اور جو کچھ کہ پیرزلال نے کہا تھا جاکر لشکر آبحیات مین بیان کیا اور گھوڑا داراب کا

وہاں سے لیکر راہی ہوا کشور شاہ نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور فتاح کشوری کو صاحبقران کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہم پہاڑ کے نیچے آئینگے آپ اپنا لشکر ہٹا لیجیے کہ داراب کشور کشا آتا ہے امیر نے حکم دیا کہ فوج ہماری پہاڑ کے گرد و اطراف سے چلی آئے جب فوج اسلام ہٹ گئی کشور شاہ پہاڑ سے نیچے آیا جہاں لشکر پہلے تھا وہاں اترا لیکن صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ داراب کو کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی تھی یہ سیار بان زادہ اسے مار کر داراب کو چھڑا لایا سعدون نے عرض کیا کہ درست ہے مگر داراب کشور کشا مرکب پر سوار شہر اعظم کو چلا آتا ہے کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا جب گرد شق ہوئی سو علم نشان لاکھ سوار کے دکھائی دیے اور جلوس سواری کا ہمراہ بیچ میں ایک جوان کرگدن سیاہ رنگ پر سوار گرد اسکے سوار اور پیادے چلے آتے ہیں اور اس جوان نے بھی داراب کو دیکھا کہ وہ بدبدبہ و شوکت و شان چہرے سے ظاہر ہے مرکب کو اڑاتے ہوئے چلا جاتا ہے بس وہ جوان گینڈے کو چمکار کر پاس داراب کے آیا اور کہا کیا نام ہے تیرا اور کیا مذہب رکھتا ہے پکارا کہ مجھے داراب کشور کشا صاحبقران آب پرستان کہتے ہیں اور وہ دیکھ خلیفہ خداوند آب حیات پیر زلال روشن ضمیر میرے ساتھ ہیں اسنے دیکھا کہ ایک پیر باریش سفید عمامہ سر پر بندھا ہوا پیراہن زرین پہنے ہوئے کبھی زمین پر قدم با قدم چلتا ہے اور کبھی آسمان پر اڑتا ہوا جاتا ہے یہ حال دیکھکر حیران ہوا ادھر داراب نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے کہاں سے آتا ہے اور کہاں جائیگا اسنے کہا کہ نام میرا سلیمان زرین زرہ ہے بادشاہ ہوں سلیمان کوہ کا لقا پرست ہوں اور اسی کی مدد کے واسطے جاتا ہوں داراب بولا کہ اے سلیمان وہی لقا کہ عمر عیار نے جسکی سوت سے ڈاڑھی مونڈی اور اسکو خبر نہوئی اور ہاتھ سے اہل اسلام کے شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہے اچھے بھگوڑے خدا کو تم مانتے ہو اے سلیمان خداوند آب حیات کو سجدہ کرو کہ ہر شے کا وہی باعث حیات ہے اسی سے سرسبزی جملہ نباتات ہے دیکھو تو کیا پانی لطیف و صاف ہے کوئی شے بھی اس سے زیادہ شفاف ہے چشمہ فیض خداوند آب حیات ہر جا موجزن ہے دریاے رحمت ہر مقام پر جاری ہے غرض بہت تک تعریفیں پانی کی کین کہ سلیمان نے کہا لعنت ہے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر یہ کہکر مع فوج آب پرست ہوا داراب وہاں سے چلا جب قریب لشکر کے پہونچا کشور شاہ مع سرداران فوج باہ استقبال کے واسطے آیا اور داراب کو بڑی شان و شوکت سے لشکر میں لایا داراب کی صحبت میں بیٹھا پیر زلال تخت پر متمکن ہوئے ناچ ہونے لگا کشور شاہ نے بیان کیا کہ عیاران لشکر اسلام سرداران لشکر اسلام کو چھڑا لیگئے داراب نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور حمزہ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ آپ چاہتے ہیں کہ لشکر میرا برہم کریں اب میں بھی آپہونچا ہوں مگر آپکی صاحبقرانی سے لشکر بیسردار پر زیادتی کرنا بعید ہے امیر نے داراب سے کہلا بھیجا کہ اے داراب مجھکو تمہارے لشکر سے کچھ سروکار نہ تھا مگر میں نے اس بہرام پر پرسش کی تھی اگر وہ ہاتھ لگتا تو اسکو پکڑ لیتا داراب نے جب یہ سنا ہنسا اور کہا کہ سبحان اللہ حمزہ کو پیر زلال ہے اپنے عیار کا گمان ہے پیر زلال نے کہا کہ اے داراب حمزہ کا عیار بھی بڑا ہی فعال ہے بہت سی خدائیاں اسنے برباد کردی ہیں داراب نے کہا یا پیر زلال آپ طبل جنگ بجوائیے کل میں لشکر حمزہ سے مقابلہ کرونگا پیر زلال نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر لشکر امیر کو پہونچائی کہ طہماس بن عنقود یل دیو پرور نے صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور غلام کے نام پر طبل جنگ بجوائیے کل میں داراب سے مقابلہ کرونگا امیر نے فرمایا اچھا اور حکم دیا کہ نقارہ رزمی نوازش میں آئے یہ خبر پیر زلال کو پہونچی اپنے دل میں کہا کہ اے ثمر و یہ وہی طہماس ہے کہ کہ جسکے ہاتھ سے حمزہ تک زخمی ہو گیا تھا اور دو بیٹے حمزہ کے اسکے ہاتھ سے مارے گئے تھے یہ بلا ہے بے درمان پھر اسکا آن ناگہانی ہے یہ حوصلہ نور الدہر ہی کا تھا کہ اس عادی کا کام تمام کیا ایسا نہو کہ داراب طہماس کے ہاتھ سے مارا جائے تو یہاں اندھے کی لاٹھی ہے اگر وہ بھی ٹوٹ گئی تو پھر کیا ہوگا یہ سوچکر فتاح کشوری کو بلا کر کہا کہ تو حکم خداوند آب حیات سے

طہماس کو جہالا فتاح نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور فتاح بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پر آکر کھڑا ہوا صبر کیا جب دربار برخاست ہوا سردار سب رخصت ہوکر اپنی اپنی خوابگاہون کو چلے فتاح طہماس کے ساتھ ہوا وہ اپنی بارگاہ مین آیا کھانا طلب کیا کھا کر دو چار جام شراب کے پیے پلنگ پر لیٹا فتاح شبرنگ عیار کی صورت بنا کر آیا کہا کہ شاہزادۂ عالم وعالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان نے مجکو نگہبانی کے واسطے بھیجا ہی کہ تو جا کر رات بھر طہماس کی حفاظت کر ایسا نہو کہ اُسکو کوئی پکڑ لیجائے سبھون نے کہا کہ آپ بیٹھئے یہ آکر بیٹھا اور شراب مین بیہوشی ملا کر سبھون کو پلا کر بیہوش کیا اندر خیمے کے آیا خدمتگار اور خاصبردارون کو کچھ میوہ کھلا کر بیہوش کیا بعد اُسکے چادر عیاری نکالکر ایک کونا انگوٹھے کے نیچے دابا اور تین کونے پکڑ کر چرخ دیے کہ جتنی شمع تھین بجھ کر ٹھنڈی ہوگئین ایک آدھ جو رہ گئی اُسکو رہنے دیا کہ اگر بالکل اندھیرا ہوجائیگا تو کچھ نہ معلوم ہوگا ہاتھ کو چہرہ کیا پیلہ عیاری کا ہاتھ مین پہنا برابر پلنگ کے آیا دیکھا کہ نفیر خواب بلند ہی طہماس غافل سوتا ہی دو انگلیون کی مقراض بنا کر دو شالہ منہ پر سے لیا کفچہ عیاری نکالکر دماغ کے برابر لگا دیا اور دارو بیہوشی ہتیلی پر رکھکر جسوقت طہماس نے اوپر کا دم لیا پھونکتا جو بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی طہماس کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی فتاح تو پلنگ کے نیچے چھپ گیا طہماس ادھر اُدھر دیکھکر پھر تکیے پر سر رکھکر لیٹ گیا بیہوش ہوگیا فتاح نے حلقہائے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن کمر ساتوین حلقے سے کر گولہ لاٹھی چادر مین پشتارہ باندھا ڈیڑھ گرہ عیاری کی چھاتی کے آگے لگا کر صحیح وسلامت لیکر روانہ ہوا ایسے ہوسے چلا جاتا ہی دوڑ جانے کا مقام دیکھتا ہی دوڑ جاتا ہی جہان بیٹھ جانے کا مقام دیکھتا ہی بیٹھ جاتا ہی جہان چھپ جانے کا موقع دیکھتا ہی چھپ جاتا ہی اسی طرح طلایہ گشت سے بچتا ہوا تمام لشکر کو طی کرکے میدان پکڑا اپنے لشکر کا راستہ لیا پہر رات باقی تھی کہ پیر زلال کی خدمت مین پہونچا اُسی وقت پیر زلال نے آہنگرون کو بلا کر طہماس کو قید کیا کہا کہ طہماس کو ہوش مین لاؤ فتاح نے رفع بیہوشی دیا کہ وہ ہوش مین آیا آپ کو گرفتار بارگاہ آپ پرستان مین دیکھا خیال گذرا کہ یہ خواب ہی چاہا کہ آنکھین بند کرلے فتاح پکارا اے طہماس یہ خواب نہین ہی عین بیداری ہی اُسوقت طہماس ایک اکڑا اور تڑوڑ سے اُٹھا کہ خانہ زنجیر مین فغان ہوئی قریب تھا کہ زنجیر کے غل سے اہل بارگاہ دیوانے ہوجائین اور یقین ہوا کہ قید طہماس نے توڑ ڈالی مگر قید کا ٹوٹنا وقت پر مقرر ہی طہماس نے سلام کیا کہ سلام میرا اُسیر ہو جو خدا کو ایک جانتا ہو اور دین خلیل خدا کو برحق مانتا ہو سبھون نے کہا کہ یہ کیا کلمہ وکلام ہین طہماس بولا کہ یہ کیا طریقہ ہی کہ بہادرون کو بستر خواب پر سے چرا لیجاتے اگر تاب مقاومت نہ تھی تو کسنے کہا تھا کہ طبل جنگ بجواؤ پیر زلال نے جواب دیا کہ او عادی نہین زیادہ زبان درازی نہ کر تقدیر آبحیات یونہین ہوئی تھی طہماس بولا کہ مجھے نامردون سے گفتگو نہین ہی پیر زلال نے حکم دیا کہ لیجاؤ اسے زندانخانے مین اور داراب جو صبح کو آیا اُس سے تمام حال بیان کیا کہ حکم سے خداوند آبحیات کے مین نے طہماس کو پکڑوا کر قید کیا ہی داراب نے کہا کہ آپ مختار ہین مجھے اسمین کیا دخل ہی آپ جانین آپکا کام جانے غرض طبل جنگ تو بج چکا تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آراستگی صفوف قتال وجدال ہونے لگی لیکن نور الدہر نے احوال طہماس کے گرفتار ہونے کا امیر سے عرض کیا کہ رات کو عیار داراب کا طہماس کو پکڑ لیگیا امیر بہت آزردہ ہوئے مگر ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی اور قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ گیند جیسے جو سوار ساطور اعرابیے پر لدا ہوا لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا آتا ہی دریافت ہوا کہ گرگین بن طہماس ہی اسنے جو سنا ہی کہ باپ کو میرے مسلمان کر لیا ہی آیا ہی کہ حمزہ اور نور الدہر اور سب خدا پرستون کو

مار کر طہماس کو لقا پرست کرے طرماسپ لقا پاس آیا سجدہ کیا اجازت میدان چاہی بختیارک نے طرماسپ کو
بہت پسند کیا لقا سے کہا کہ اس سے مقرر کام نکلیگا پہلے تو منع کیا کہ ابھی تازہ آئے ہو میدان مین نہ جاؤ طرماسپ نے
نہ مانا لقا نے کہا کہ جا تیرے دم ساطور مین سب خدا پرستون کی موت تقدیر کر دی ہی طرماسپ میدان مین آیا
مبارز طلب کیا شاہزادہ بدیع الزمان مرکب کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اُتر کر مجرا کیا ہاتھ باندھکر
اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا پروردگار عالم کو جام کلہ عفریت عنایت ہوا بدیع الزمان اُسے پی گیا بار دگر مرکب پر
سوار ہوا اگر بیت جو شیر یکہ گرد برآہو کمین * بجست از زمین بر آمد بزین * پو دھا باگ کا لیا گھوڑا
اُڑا کر مقابل طرماسپ ہوا طرماسپ تگاور رنان ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے مثل کوہ رانون مین مرکبون کو مقابل لیا
یکدیگر ہوئے طرماسپ نے نام پوچھا کہا کہ مجھے بدیع الزمان گردنشکر شکن کہتے ہین بیٹا ہون حمزہ صاحبقران کا باپ تیرا
میرے بیٹے کا رفیق ہے طرماسپ نے کہا کہ ہم خدا پرستون نے اُسے سحر مین گرفتار کیا ہی نہین وہ کہا مسلمان ہوتا آیا ہون
کہ اُسے تنبیہ معقول کرون بدیع الزمان بولا کہ بس زیادہ زبان درازی نہ کر طرماسپ پکارا کہ لاؤ حربہ اپنا بدیع الزمان
نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہین ہے طرماسپ بولا کہ ہمارا تو دستور ہی اور یہ کہکر نیزہ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے نیزہ
نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کو بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اب
طرماسپ نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ بدیع الزمان غضب کیا تو نے کہ دو دریا سے لشکر کے درمیان مین نیزہ میرا
ہوائی کیا مگر خیر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر اپنے اعرابیے پر سے ساڑھے سات سو من کا ساطور گران سنگ
اُٹھا کر بدیع الزمان پر مارا کہ شاہزادے نے چاہا کہ سپر کی اوجھڑ دیکر قبضے پر ہاتھ ڈالدے اتفاقاً پاؤن گھوڑے کا
موش خانے مین جا رہا اور سے ساطور پڑا چار انگل سر مین اُتر گیا بدیع الزمان نے دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر سر سے نکل گیا
لیکن ایک جادر خون کی سر سے جاری ہوئی غشی طاری ہوئی فصل بن گیا ہو یہ نکلا زخمی ہوا اقارن بلند کمان
نکلا زخمی ہوا تا شام گیارہ آدمی مجروح ہوئے اور چار سردار شہید ہوئے شام کو لقا طرماسپ کو ساتھ لیکر زر
نثار کرتا ہوا لوگون سے کہتا ہوا کہ ای بندگان من دیدہ قدرت میرا بین نے بلایا اپنے بندہ خاص کو کہ سب خدا پرستون
کا کام تمام کریگا سبھون نے کہا کہ امنا و صدقنا لقا اپنی بارگاہ مین آیا طرماسپ لباس رزم اُتار کر بزم مین بیٹھا ناچ
ہونے لگا دورہ جام گردش مین آیا طرماسپ مست شراب ہوکر پکارا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ بجا ہرکارے
خبر لیکر چلے ادھر حمزہ صاحبقران بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ مین آئے ہین زخم مین ٹانکے لگوا رہے ہین کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ پھر طرماسپ نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین
آئے اُدھر ایرج اور داراب کے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی چار پہر رات چارون لشکرون مین تیاری
رہی صبح کو میدان مین آئے جب صف آرائی ہو چکی طرماسپ عرصہ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا مالک اژدر
صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مقابل طرماسپ ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی
شروع ہوئی مالک نے نیزہ طرماسپ کا نکال دیا طرماسپ نے طیش مین آکر ساطور مارا کہ سپر کو کاٹ کے تا کوہ وار
اُتر گیا زخم کاری لگا ابراہیم بن مالک نکلا زخمی ہوا نوفل عرب جمشید ولیس قیس حامد پانچ سردار شہید
ہوئے شام کو لشکر پھر گئے شب کو پھر طبل جنگ بجا کر صبح کو طرماسپ میدان مین نکلا مبارز طلب کیا لندھور
اپنے ہاتھی کو ہوا کر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر معرکہ آرا سے نبرد ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی لندھور نے
نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ نے گرز لندھور پر مارا لندھور نے روک کے چاہا کہ گرز اپنا طرماسپ پر

مارے کہ نورالدہر نے کہلا بھیجا کہ ای لندھور تم گرز اسپر نہ مارنا لندھور نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے اب
ظرماسپ نے قسم دی کہ لندھور تم گرز اپنا بقوت تمام مجھپر مارو لندھور نے ناچار یکدستی گرز ظرماسپ پر مارا کہ
گرز گرز پر پڑا اترانے کی آواز گنبد گردان تک پہنچی ہو گئی دونون گرزون مین پھل پڑ گئے شرارے آتش کے
نکلے دونون ہاتھ ظرماسپ کے جسطرح ستون گڑ رہے تھے اسمین کچھ خلل نہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا
گینڈا اتنا تک غرق ہو کر گینڈے کی ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو جا لگے یہ تو شورہ گردمین مچا لندھور پکارا
کہ زدہ م و پست کردم آکر خبر لو دیکھو اسپر کیا گذری عیار لشکر کفار دوڑے گرد گرد کے چرخ مارا اندر گرد کے گھس گئے
دیکھا تو ظرماسپ بیہوش تھا چھاگل مین سے پانی نکالکر چھینٹا دیا ظرماسپ کی آنکھ کھلی عیارون نے پوچھا کہ
کیا عالم ہو ظرماسپ نے کہا کہ بلا کی ضرب اس ہندی نے ماری اگر کوئی اور میرے مقام پر ہوتا تو پیوند زمین ہو جاتا
مگر بچایا مجھے زہرہ شاہ باختری نے یہ کہکر گینڈے کو اشارہ کیا وہ مرکب کلی بن رہا تھا کیا نکلتا گینڈے پر سے کود پڑا
تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قائم کیا دیکھا تو عرصہ زندگی کا اسپر تنگ ہو رہا ہو تنگ ہو کر رہا تھر سے پٹک دیا دوسرا گینڈا
منگا کر اسپر سوار ہوا اور ساطور اپنا اٹھا کر دوڑا لندھور پر مارا کہ سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا تا دو ابرو اتر گیا زخم کاری
لگا لندھور نے دستانہ مارا ساطور تو نکل گیا مگر سر سے ایک دریا سے خون جاری ہوا غش طاری ہوا ظرماسپ
نے پھر مبارز طلب کیا ارشیون پریزاد مقابل ہوا وہ بھی گھائل ہوا الیاس بن لندھور نے مقابلہ کیا مجروح ہوا
شام تک پانچ سرداران ہند ہاتھ سے اسکے شہید ہوے اور ساٹھ بہادر زخمی ہوے اور داراب کشور کشا جب
ارادہ کرتا ہو کہ جاکر مقابلہ کرے پیر تلال اسے منع کرتے ہین کہ مرضی خداوند تجلیات کی نہین ہو غرض ظرماسپ نے
نو میدان داریان کین کہ بہت سے سردار لشکر اسلام کے زخمی ہوے اور بہت سے مارے گئے دسوین دن نورالدہر
نے مقابلہ کیا ظرماسپ نے پوچھا کہ آپ کون ہین کیا نام ہو کہا کہ مجھے نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار حمزۂ
صاحبقران نخل بوستان شاہزادۂ بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر عالیشان کہتے
ہین شہرہ شمس ماہ تابان صاحبقران کا گل بوستان بدیع الزمان کا باپ کو تیرے مین نے زیر کرکے مسلمان کیا ہو ظرماسپ
یہ سنکر آگ ہو گیا کہا کہ او نبیرۂ حمزہ باپ میرا ایسا ہو کہ اسے کوئی زیر کرے مگر وہ تیرے اوپر عاشق ہو کے مسلمان
ہوا نہین تیری کیا قدرت تھی کہ اسے زیر کرتا نورالدہر بولا کہ او ظرماسپ معلوم ہوا کہ تو ظرماس کے نطفے سے نہین ہو
اگر تو اسکا نطفہ ہوتا تو مسلمان ہوتا خیر اب جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ظرماسپ نے کہا کہ ای نورالدہر دیکھ کہ مین
تجھے سزا کو پہونچاتا ہون اور لاجد کچھ کہ حربہ رکھتا ہو نورالدہر نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین ہو جب تیرے حربے سے
خدا بچائیگا تو مین بھی حربہ کرونگا اسوقت نیزہ ظرماسپ نے مارا نورالدہر نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کر دیا
ظرماسپ نے ساطور مارا شاہزادے نے سپر پر روکا تھا سپر کو کاٹکر سر پر پڑا کہ تا دو ابرو اتر گیا شاہزادہ زخمی
ہوا اور اس حالت زخمداری مین تلوار ماری کہ سپر کٹی ظرماسپ نے سر و گردن کو بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر
پڑی کہ قلم ہو گئی ظرماسپ گینڈے سمیت گرا الگ اسکے دوڑ پڑے ادہر سے لشکر اسلام آیا جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے ظرماسپ نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو پھر میدان مین آیا مبارز طلبی کی دیکھا تو
لشکر آفتاب پرستان مین علم آفتاب پیکر جلوہ گری پر آئے اور زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران
ایرج عالیشان نے مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر دو دھا یک کا لیا اور مقابلہ ظرماسپ کا کیا
ظرماسپ نے بعد تگادرزنی کے پوچھا کہ ای آفتاب پرست تجھسے تو سنا خدا پرستون سے ہو تو کہون آیا ہو

ایرج بولا کہ کل تونے نور الدہر کو زخمی کیا مین اُسکا عوض لینے آیا ہون طرماسپ نے کہا کہ ای ایرج تو یہان سے
چلا جا مین خدا پرستون کا خاتمہ کرون تو تجھسے سمجھ لونگا مجھکو تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی ایرج نے کہا کہ مجھے بھی تجھسے ایک
الفت ہوئی ہی اگر مین تجھے زیر کرون تو جیسے نور الدہر کا رفیق طہماس ہی تو میرا رفیق ہو طرماسپ نے کہا خیر تو اپنا
حربہ کوٹے ایرج بولا یہ نہوگا تو اپنا حربہ پہلے کر طرماسپ نے برچھا مارا ایرج نے برچھے پر روکا خوب نیزہ بازی
ہوئی ایرج تو شاگرد آقا کرکس دست قلماق کا ہی نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ نے ساطور مارا کہ سپر ایرج کی
قلم ہوئی ایرج گھوڑے پر سے کود پڑا ساطور نے مرکب کو قلم کیا ایرج نے تلوار کھینچکر گینڈے پر ماری کہ دونون
اگلے پانون گینڈے کے قلم ہوے طرماسپ کود پڑا اور کہا کہ ای ایرج تو نے میرا ایسا اچھا گینڈا مار ڈالا ایرج نے
کہا مین نے اپنے مرکب کا عوض لیا طرماسپ بولا خوب کیا تو نے مگر قد طرماسپ کا پچیس ارش کا ہی اور ایرج کا قد تو
گز کا خیال مین طرماسپ کے گذرا کہ تو اسکو مسلکر مار ڈالیگا یہ سمجھکر دوڑا ادھر سے ایرج دوڑا دونون مین کشتی ہونے
لگی دن بھر کشتی رہی شام کو ایرج نے روشنی منگوائی طرماسپ نے چاہا کہ رات کو نہ لڑے ایرج نے نہ چھوڑا اسی طرح
تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن ایرج نے لنگر طرماسپ کا توڑا سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا کہ
چارون شانے چت گرا چاہا کہ سونڈھے کی کھا کر سنبھلے ٹھوکر ماری فرش ہو گیا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھین
طبل بازگشت بجا کر پھر ارات کو آرام کیا صبح کو ایرج نے طرماسپ کو بلایا طرماسپ نے آکر بطریق
لقا پرستان سلام کیا ایرج نے کہا ای طرماسپ تو کیا کہتا ہی لقا قابل خدائی نہین ہی شیر اعظم کو سجدہ کر غرض بہت سی
تعریف آفتاب تابان کی اور مذمت لقا کی کرنا شروع کی کہ لقا ایسا ہی کہ عمرو نے قیطول خدائی پر رکھدیکر سر اسکے موتا
اور ڈاڑھی اسکی مونڈی اور بیٹیون اور بہوون کو اسکی خدا پرست لیگئے اور اپنے تصرف مین لائے یہ کیسا خدا ہی
طرماسپ نے یہ سنکر لقا پر لعنت کی دین آفتاب پرستی اختیار کیا گویا کہ موت مین پڑا ایرج نے سپہ سالاری
کا خلعت دیا اور بہت خوش ہوا اپنے دلمین کہا کہ ای ایرج اب طہماس کے مقابل تجھے بھی رفیق شیر اعظم نے عنایت
کیا مگر یہ خبر جو لقا کو ہوئی نہایت رنجیدہ ہوا اور نور الدہر بھی یہ خبر سنکر بہت آزردہ ہوا مگر یہان طرماسپ نے ایرج
سے پوچھا کہ مین خدا پرستون سے اتنے دنون لڑا کیا لیکن اپنے باپ کو مین نے نہ دیکھا وہ کہان ہی ایرج نے
کہا ای طرماسپ ایک دن طہماس نے ارادہ کیا تھا کہ داراب سے لڑے خلیفہ آبحیات پیر زلال رفیق شفیق گروہ
عمرو عیار ہی سمجھا کہ طہماس زبردست ہی اور حربہ اُسکا بیڈھب ہی ایسا نہو کہ داراب مارا جائے یہ سمجھکر عیار کے
ہاتھ طہماس کو چرا منگایا اب وہ لشکر آصف پرستان مین قید ہی یہ سنکر طرماسپ اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین جاکر یا تو اپنے
باپ کو چھڑا لیتا ہون یا اپنی جان دیتا ہون ہر چند ایرج نے منع کیا طرماسپ نے نہ مانا اور تنہا گینڈے پر
سوار ہو کر روانہ ہوا اُسوقت بارگاہ مین پہونچا کہ پیر زلال بارگاہ مین تنہا داراب بیٹھا ہوا تھا طرماسپ
کو آتے ہوے دیکھا تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا بہت عزت سے اُسے بٹھایا جام شراب تواضع کیا اور کہا کہ ای
طرماسپ تم کیونکر آئے ہو بولا کہ ای داراب باپ میرا تمہارے لشکر مین قید ہی اُسکو بلواؤ داراب نے اُسی وقت
حکم دیا کہ طہماس کو زندانخانے سے لاؤ بموجب حکم طہماس جسوقت بارگاہ داراب مین آیا بطریق اسلام سلام کیا
طرماسپ نے طہماس کو دیکھا کہ مانند شیر ژیان اور اژدہا ہے دہان سے آیا پھر نگاہ پڑنے کے خون عزیزی سے
عروق مین جوش مارا اپنے دلمین کہا کہ باپ تیرا نہایت صاحب شوکت ہی اُدھر طہماس نے ایک جوان بہادر کو
دیکھا کہ ابھی گرد گل رخسار کی سبزے نے نمایش نہین پکڑی ہی شعلہ حسن سے دو دو آثار شجاعت چہرے پر نمودار

داراب نے طہماس کو بٹھایا طہماس نے طرماسپ سے پوچھا کہ اپنا حسب و نسب بیان کر اُسنے
بیٹا ہون طرماسپ میرا نام ہے لازم ہون ایرج نوجوان کا دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہے آیا ہو
خدمت ایرج مین لیچلون مجھسے زیادہ تمھاری حرمت کریگا اور جو تم چلوگے تو سر کاٹ کر لیجاؤنگا طہماس
مین تو قید مین گرفتار ہون اگر رہا ہوتا اور تو میرے اوپر غالب ہوتا تو جو کچھ تو کہتا مین قبول کرتا طرماسپ
ہوگا اور داراب سے کہا کہ اے صاحبقران آب پرستان عرض میری قبول کیجیے طہماس کو چھوڑ دیجیے دا
قبول کیا کہا کہ قید طہماس کی کاٹ دو طہماس نے قید توڑ ڈالی داراب نے مرکب سواری کو دیا طہماس
ہوکر خدمت نورالدہر مین گیا قدمون کو بوسہ دیا حال بیان کیا اُدھر طرماسپ داراب سے رخصت ہوکر
ایرج مین پہونچا بہت تعریفین داراب کی ایرج سے کہین اور کہا کہ طبل جنگ بجوائیے اُسی وقت طبل جنگی بجا
گذری صبح کو چارون لشکر میدان مین آئے طرماسپ معرکہ آرائے نبرد ہوا مبارز طلب کیا طہماس بادشاہ اسلام
نورالدہر با توقیر سے رخصت ہوکر مقابل طرماسپ ہوا طرماسپ پہلے نگاور زن ہوا مرکب دونون کے برابر
پیپا ہوے طرماسپ نے سلام کیا طہماس بھی دست بسر ہوا طرماسپ نے کہا اے بزرگوار آپ بہادر
ہین مین جوان ہون مجھسے نہ لڑیے چلے چلیے شرف اطاعت ایرج نوجوان حصول کیجیے دین نیر اعظم قبول کیجیے
طہماس بولا او ناہنجار مجکو تو نصیحت کرتا ہے اگر تو میرے نطفے سے ہے تو آکر دین اسلام قبول کر اور غلام شاہزادہ
نورالدہر کا ہو طرماسپ نے کہا کہ تم راہ راست پر آؤگے مگر تمکو بزور راہ پر لاؤنگا بس جو ہو اپنا کرو طہماس نے
جواب دیا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہین ہے کہ پیشدستی کرین طرماسپ نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ نیزے پر روکا
خوب نیزہ بازی ہوئی آخر طہماس نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے ساطور مارا کہ طہماس نے رد کیا اور اپنا ساطور اُسپر
مارا طرماسپ نے رد کیا غرض دونون مین نہایت ساطور کی رد و بدل ہوئی آخر کو ایک مقام پر طہماس نے ایسا
ساطور مارا کہ طرماسپ کی سپر کاٹ کر تا دوابرو اُتر گیا زخمی ہوا دن بھی کم رہ گیا تھا طبل بازگشت بجا سب لشکر
پھر گئے ایرج طرماسپ کو لیکر خیمے مین آیا جراح کو بلوایا زخم مین ٹانکے لگوائے جب طرماسپ ہوش مین آیا ایرج
سے کہا کہ اب تو مین زخمی ہوگیا ہون اچھا ہو لون تو سمجھا جائیگا لیکن اُس رات کو طلایہ گشت طہماس کا تھا
طہماس گشت کرتا پھرتا تھا کہ دور سے ایک سیاہی دکھائی دی طہماس للکارا کہ اے تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین
تیری جان کا ملک الموت ہون اور ایک پتھر اُٹھا کر طہماس پر مارا اور جنگل کو بھاگا وہ پتھر طہماس کے سینے پر
لگا غیظ و غضب مین آکر تعاقب مین اُسکے روانہ ہوا رات بھر پریشان رہا یہانتک کہ صبح ہوتے نظر سے غائب ہوگیا
لوگ طہماس کے نورالدہر پاس آئے حال طہماس کا بیان کیا شاہزادے نے ہرکارے سانڈنی سوار خبر کے واسطے
بھیجے کہ طہماس کو ڈھونڈھ لاؤ وہ روانہ ہوے یہ خبر طرماسپ کو پہونچی کہ رات کو طہماس کو ایک غول لگا کر
لیگیا خیال مین گذرا کہ تجھکو پہلی لڑائی مین طہماس نے زخمی کیا اب تو چلکر طہماس کو زخمی کر اگر تو ایرج سے کہیگا
تو وہ تجھے جانے نہ دیگا تو اُس سے پوشیدہ ہوکر چل یہ سوچ کر چھپ کر ایرج سے تعاقب مین طہماس کے راہی
ہوا صبح کو ایرج مطلع ہوا کہ طرماسپ تعاقب مین طہماس کے گیا ہے ایرج بہت آزردہ کمال رنجیدہ بیٹھا
تھا کہ ابر گندہ بہار آسمان پر آکر چھایا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی چھوٹی چھوٹی بوندیان پڑنے لگین ایرج نے کہا کہ
مین صبح کو شکار کھیلنے جاؤنگا جانوران صید گیر تیار ہون القصہ ایرج صحرا کو روانہ ہوا یہ خبر داراب کو ہوئی
اُسنے پیر زلال سے عرض کیا کہ مین بھی شکار کو جاؤنگا پیر زلال نے کہا کہ کیا فائدہ شکار مین ہے ہزار طرح کی فتنون کا

جاتے ہو توراۃ وہاں نہ کرنا اور خدا پرستوں سے صحبت نہو ناکہ وہ دشمن دین و آئین ہیں داراب نے
کہا ہیں ایساہی ہوگا یہ کہکر جانوران صید گیر ساتھ لیکر یہ بھی چلا قضاے کار نورالدہر نامداران سپاہ
مار چکا تھا اور صید افگنی کرکے مع رفقا ایک چشمہ پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے کباب کھا رہا ہے دیکھا کہ ایک
ہوا سامنے آیا اور پیچھے اسکے ایک سوار پہونچا اور تیر جو کمان میں پیوستہ تھا اُسپر مارا کہ ہرن گرا وہ سوار
نے کو اُترا نورالدہر نے پہچانا کہ یہ داراب ہے اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ اے داراب کشورکشا او بیٹھو یہ صحبت تمہاری
کر ہاتھ پکڑ لیا لاکر بٹھایا اسد بن کرب غازی نے ابراہیم بن مالک سے کہا کہ اے ابراہیم بھائی صاحب کی
طبیعت ہو گئی ہے کہ پہلے اُس بزاز بچے سے دوستی کی تھی اب اس دھوبی بچے سے محبت بڑھائی ہے ابراہیم بولا کہ
کیا آپ اچھے بیٹھے اسد نے آہ سرد بھری کہا کہ بھیٹی جی جلتا ہے بھائی صاحب اپنے کو سبک کرتے ہیں بڑی محبت
تھی کہ کہا ہوتا کہ ذرا اسکے باپ کو بلا کر تو ہم کپڑے اپنے اُس سے دھلوا ئیں نہ کہ دھوبی بچے کو اپنے پاس بٹھا لیا
علقمہ نے کہا کہ پیر و مرشد آپ کیا اُنکے اتالیق ہیں تماشا دیکھیے کچھ بولیے نہیں یہ سب باتیں داراب نے سنیں
اسد کو دیکھا کہ ایک دبلا پتلا آدمی تاج کج سر پر رکھے ہوئے گریبان چاک دروہ آستین تک الٹتی ہوئی آنکھوں میں
لال لال ڈورے وحشت کے پڑے ہوئے چہرہ مانند ماہ کامل کے روشن بہت اُسکی وضع سے خوش ہوا نورالدہر
سے پوچھا کہ یہ آپکا کون ہے کہا کہ یہ نواسا حمزہ صاحبقران کا ہے اور میرا بھائی ہے مگر وحشت اسکے مزاج میں ہے
صاحبقران کو جو چاہتا ہے وہ کہتا ہے وہ اسکے کہنے کا برا نہیں مانتے اور تم بھی اسکے کہنے کا برا نہ مانو تم جو چاہو
مجھے کہلو داراب بولا یہ جو چاہیں مجھے کہیں میں برا نہ مانونگا جواب نہ دونگا یہی باتیں تھیں کہ ایرج بھی
شکار کھیلتا ہوا وہیں پہونچا دور سے نورالدہر اور داراب کو بیٹھے ہوئے دیکھا شاپور سے کہا کہ جاکر دیکھو کون بیٹھا
ہے شاپور چلا جب قریب آیا اسد نے چاہا کہ مارے نورالدہر نے منع کیا شاپور سے کہا کہ تم جاؤ ایرج کو لاؤ
شاپور پھر کر آیا تمام حال بیان کیا ایرج داراب کی محبت کا کمال مشتاق ہے گھوڑا اپنا تیز کیا سامنے سے شاہزادے
کے گذرا نورالدہر داراب سے باتوں میں مصروف تھا ایرج کی طرف خیال نہ کیا پھر اُدھر سے گھوڑے کو اُدھر
پھیرا دو تین مرتبہ اِدھر سے اُدھر اُدھر سے اِدھر گھوڑے کو چمکا کر گیا آیا کہ نورالدہر بلاسے تو جاؤں مگر نورالدہر اور
داراب نے نہ دیکھا کہ اسد نے پکار کر کہا کہ او بزاز بچے تو سو مرتبہ آئے جائیگا تو تجھے کوئی نہ بلائیگا اب وہ دن
تیرے گئے ایرج نے کہا کہ او دیوانے مجکو لحاظ نورالدہر کا ہے نہیں تجھے سزا دیتا اسد اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ او پاجی تو کیا
سزا دیگا سامنے آ یہ کہکر اُٹھا ایرج پر چلا نورالدہر ہاں ہاں کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ او دیوانے یہ کیا سودا ہے اور ایرج
سے کہا کہ آؤ بھی خوش آمدی وصفا آوردی وقت جنگ وقت آشتی آشتی داراب نے بھی تعظیم کی اور
ایرج سے خطاب کیا کہ آپسے ہمارا جذب محبت آپ کو کھینچ لایا اور گھوڑے سے اُتار کر صحبت میں لاکر بٹھایا صحبت
گرم ہوئی لیکن اسد نے کہا کہ اسوقت بھائی صاحب نے اس بزاز بچے کو میرے ہاتھ سے بچا لیا نہیں تو ٹکڑے ٹکڑے
کرتا خیر کہاں جائیگا ایک نہ ایک دن سزا پائیگا ایرج نے نورالدہر سے کہا کہ آپ گفتگو اس دیوانے کی سنتے ہیں نورالدہر
بولا اے ایرج تم دوست وہ عزیز دوسرے دیوانہ میں کیا کروں خدا جانے تمسے کہاں کا اسے بغض ہے داراب
بولا اے زبدۂ آفتاب پرستان جسطرح سے کہ ہم اسکے شر سے محفوظ رہیں تم بھی ایساہی کرو ایرج نے پوچھا کہ کبھی
تمنے کیا حکمت کی داراب بولا کہ میں نے سنا ہے کہ یہ حمزہ صاحبقران کو بھی جو منہ میں آتا ہے کہتا ہے اور وہ اسے
نادان سمجھ جانتے ہیں تمنے بھی ایساہی کچھ سمجھ لیا آدھا دن ہو اسکے خیال نہیں کرتے ایرج بولا کہ خیر اب

مین ہی جانونگا ہرگز اسکی باتون کا برا نہ مانونگا اسد نے یہ سنکر قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈالا اور للکارا کہ او آفتاب پرست
برا نہ بچے تو مجھے سمجھا کیا ہی مار ہی ڈالونگا نورالدہر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ او کمبخت یہ میرے مہمان ہین انکے ساتھ
ایسی گفتگو نہ کر اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ ہی تو ہر کس و ناکس سے ایسی باتین سنواتے ہین خیر
مین نہ بولونگا آپ خوب خاطر و مدارات کیجیے غرض صحبت گرم ہوئی ناچ ہونے لگا دورۂ شراب چلنے لگے کباب
گوشت شکار کے کھانے لگے قضاے کار اتفاقات روزگار یہ خبر بہیر زلال کو ہوئی کہ داراب نورالدہر اور ایرج
سے مصاحبت ہی بس یہ سنتے ہی آگ ہوگیا اور کہا کہ اس نابکار کو منع کیا تھا کہ خدا پرستون سے نہ ملنا اسنے نہ مانا
خیر کیا مضائقہ ہی یہ کہکر جست کی اور آسمان پر چلا ایک لمحہ مین وہان پہونچا جہان یہ سب صحبت آراستہ
آسمان پر سے پکارا کہ کیون او داراب تونے کہنا ہمارا نہ مانا اور دشمنون سے مصاحبت ہوا داراب نے جو آواز
سنی کانپ گیا بہیر زلال کو آتے دیکھا سجدے مین گرا کہ مین تقصیروار ہون جو چاہیے وہ سزا دیجیے بہیر زلال نے
دو تازیانے مارے اور کہا کہ کیون انکی صحبت مین بیٹھا نورالدہر ہاتھ باندھکر اٹھکر کھڑا ہوا کہ یہ نہ بیٹھتا تھا مین نے
اسکو زبردستی بٹھایا بہیر زلال نے کہا خیر ابکی مرتبہ تو خداوند آبجیات سے کہکر گناہ اسکا معاف کروا دونگا لیکن بار دگر
یہ جو تم لوگون سے مصاحبت ہوا تو اسکے حق مین اچھا نہوگا اور یہ کہکر خطاب کیا کہ او داراب اٹھ چل یہان سے
داراب چاہتا تھا کہ اٹھے نورالدہر نے دست بستہ عرض کیا کہ یا بہیر زلال مین آپ کا خادم ہون آپ بھی بیٹھیے
سبزہ کی سیر دیکھیے اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے دیا کباب کھلائے بہیر زلال نے کہا کہ او داراب تم بیٹھو مین جاتا
ہون داراب نے کہا کہ مین بے آپ کے اب نہ بیٹھونگا ناچار بہیر زلال بھی بیٹھے صحبت گرم ہوئی مگر نورالدہر نے
شہرنگار عیار کے ہاتھ خدمت حمزۂ صاحبقران مین عرض کرا بھیجا کہ آپ جلد یہان تشریف لائین مین نے داراب کو
مع بہیر زلال صحبت مین بٹھایا ہی شاید کسی تدبیر سے افشاے راز بہیر زلال ہوجاے امیر یہ پیغام سنتے ہی اسی وقت
سوار ہوکر چلے یہان صحبت گرم تھی سب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک گرد نمایان ہوئی کچھ سوار دکھائی دیے اور حمزۂ
صاحبقران چند سردارون سے پیدا ہوے پھر وہ امیر کی صورت دیکھتے ہی بہیر زلال اٹھ کھڑے ہوے اور داراب
سے کہا کہ چل اٹھ اب ٹھہرنے کا موقع نہین ہی کہ دشمن خداوند آبجیات آیا نورالدہر نے کہا کہ آپ نائب خداوند
ہوکر بندون سے ڈرتے ہین اور داراب بھی بولا کہ یا بہیر زلال آپ بیٹھیے حمزہ سے کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر حمزہ آپ کے
ساتھ کچھ بے ادبی کریگا تو مین سمجھ لونگا اور مین کسی طرح حمزہ سے دبنے کا نہین اور آپ کے اٹھ چلنے مین ذلت ہی
بہیر زلال ناچار مجبور بیٹھ گئے کہ اسمین امیر آئے سب نے تعظیم کی عمرو نے داراب کو نہ اٹھنے دیا امیر کو بہت برا معلوم
ہوا مگر صحبت [illegible] مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا دورۂ جام گردش مین آیا دمبدم بہیر زلال کہہ رہے ہین کہ یا خداوند آبجیات
وہ لوگ کہ [illegible] بیٹھے ہین اور تجکو خداوند برحق نہین جانتے ہین انکو سزا دے اور جو تیرے نائب سے برگشتہ ہین اور
اعتقاد [illegible] ہین لائق انکو مٹا دے امیر یہ آوازے سنتے ہین اور ٹالتے ہین آخر کو داراب سے کہا کہ سنتے ہو یہ تمہارا
بہیر زلال [illegible] کیا کہہ رہا ہی یہ ہمپر آوازے کس رہا ہی او داراب یہ ہمارا عیار ہی تمہارے بہیر زلال کو مار کر آپ یہ
بہیر زلال [illegible] بنا ہی تم اس سے انتقام نہین لیتے داراب نے کہا کہ تمکو انکی گفتگو مین کیا دخل ہی مگر یہ شخص بہت بزرگ
ہین مین نے [illegible] بہت سی کشف و کرامات انکی دیکھی ہین ایک آبجیات اسکے ساتھ تھا امیر نے فرمایا کہ وہ دیوسند کے
اسکا شاگرد [illegible] تھا اور اے داراب ایرج سے پوچھو کہ پہلے انکے قطلب کو مار کر آپ قطب بنکر مجھسے لڑنے لایا تھا
ایرج کو تو [illegible] رہی کہ تیرے پاس سے سمجھ چلا گیا داراب پاس کبھی نہ رہے ایرج بولا کہ حمزۂ صاحبقران

سچ کہتے ہین داراب نے کہا کہ ان باتون سے حاصل کیا ہی اگر جنگ کرنا منظور ہو تو مین کسی سے اندیشہ نہین رکھتا ہون
پیر زلال نے یہ باتین مجھسے پہلے ہی کہدین تھین کہ حمزہ ایسا ایسا کہیگا ایرج کو گواہ گذرانیگا سبحان اللہ
پیر زلال حقیقت مین روشن ضمیر ہین اب جسقدر امیر عمرو کی مذمت کرتے ہین داراب کا اعتقاد عمرو سے زیادہ
ہوتا جاتا ہی اور امیر سے کہتا ہی کہ آپ جانتے ہین کہ پیر زلال دور بیٹھے یہ باتین نہین سنتے انکو ہر ایک کے دل کا
حال معلوم ہی آپکا کچھ نہ جائیگا میرے واسطے قباحت ہی بس اب ایسی باتین نہ کیجیے امیر حیران ہین کہ کیا کرین اور
چالاک سے بار بار اشارہ کرتے ہین کہ کوئی تدبیر کر چالاک عرض کرتا ہی کہ شہریار آج عمرو نہایت ہوشیار ہی گلدستہ
رفع بیہوشی ہاتھ مین لیے بیٹھا ہی دمبدم سونگھتا ہی اسوقت بیہوشی تاثیر نہ کریگی مگر خیر دیکھیے تو کیا ہوتا ہی اور شاپور
شیردل اور سمک طرار قی آپسمین کہ رہے ہین کہ افشاے راز پیر زلال کیجیے کہ قضاے کار پیر زلال کو پاخانے
کی حاجت ہوئی اٹھکر رفع حاجت کو گیا جیسے پاخانے سے نکلا ہی ایک طرف سے تو یہ آیا اور تین طرف سے تین
پیر زلال اور پیدا ہوے اور پکارے کہ ہم پیر زلال فرستادہ آبحیات ہین بعد دم بھر کے دیکھا کہ سوا اور
پیر زلال وہان آگئے اور ہر ایک پکارا کہ مین نائب آبحیات ہون اور آپسمین گتھم گتھا لات کی شروع ہوئی ہر ایک
داراب کو اپنی مدد کے واسطے بلاتا ہی داراب حیران ہی کہ کس کی مدد کرے اور عمرو بھی ورطۂ حیرت مین پھنسا
ہوا ہی کہ کیا کرے ادھر جتنے پیر زلال ہین اُنمین غلغلہ ہی ایک دوسرے سے کہ رہا ہی کہ تو عیار مکار ہی مین نائب آبحیات
ہون اور ڈاڑھی ایک کی دوسرے کے ہاتھ مین ہی اور امیر داراب سے کہ رہے ہین کہ ای داراب دیکھا تمنے کہ یہ
کیا ہوا اب بتا تو کہ تمھارے پیر زلال کونسے ہین تکو میرے کہنے کا یقین نہ آتا تھا اب تکو مکاری عیارون کی
معلوم ہوئی اور داراب حیران ہی کہ کیا کرے کسکی مدد کو جاے قضاے کار عمرو کی ڈاڑھی چالاک کے ہاتھ مین
تھی جھٹکا جو دیتا ہی ریش علی پیچ آئی اور اصلی نکلی ریش نکل آئی امیر پکارے ای داراب دیکھو پیر زلال کو وہ
ڈاڑھی اصلی اُنکی نکلی سبحان اللہ اور اُدھر ایرج قہقہہ مار کر ہنسا کہ واہ کیا خوب پیر زلال ہین عمرو نے دیکھا کہ
افشاے راز ہوگیا پکارا کہ ای داراب اگرچہ مین عیار ہون اور تیرے پیر زلال کو مار کر خود پیر زلال بنا تھا مگر
تیری باعث آبرو تھا کہ تجکو کیسے دھوکے سے بچایا تھا اس مرتبہ کو پہونچایا تھا تونے قدر میری نہ جانی خیر میرا
کیا جائیگا تو پچھتائیگا یہ سنکر نوفل بیرا اور ایرج اور صاحبقران خوب ہنسے کہ ای داراب ہمارے کہنے کا
یقین نہ آتا تھا ابتو اُسنے خود ہی اقرار کیا کہ تیرے پیر کو مار کر پیر بنا تھا بس داراب غضبناک ہوکر کہا کہ ای تو کیا
باتین بنا رہا ہی مین تجھے چھوڑتا کب ہون اور میان سے تلوار کھینچی عمرو جست کرکے بھاگا پکارا اودھر ہر داراب
بھلا تو مجھے کیا پائیگا اور مین تجھے ایسے سونا کرلاؤنگا یہ کہکر گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوگیا داراب تعظیم کی اور
پریشان ہوکر لشکر مین آیا تمام حال کشورشاہ سے بیان کیا کہ یہ پیر زلال عمرو عیار تھا کہ ملک کشن لاکر بٹھایا صحبت
دیا کہ پیر زلال کو مار کر اب اُسکی صورت بنکر حملہ تھرہ سے لڑوانے کو لایا اب حال اُسکا مجھپر کھلا مین تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے
مار ڈالنے کا قصد کیا تھا وہ بھاگ گیا کشورشاہ نے کہا کہ ای داراب تونے بہت برا کیا جو عمرو کو جانے دیا سنتے ہین نوفل
کو مار دیا وہ چیلا خیر خواہ خضر راہ تھا اور حقیقت مین یہ کرامات پیر زلال مین کہان تھی جو عمرو مین صفتین ہی بعض ہم داراب
داراب سے ہم پوچھتا ہون کہ تجھے کرامات جادو لگائی تھی عمرو نے جاکر تدبیر بتا کر تیرے ایرج نے پوچھا کہ کبھی
قتل کروایا دشمن تو اُسکی قید مین تو ہمیشہ گرفتار رہتا کبھی نہ چھوٹتا اُسنے تجکو صاحبقران زمانہ بنایا یاد رکھنا ہو اور سردار
پہونچایا ایسے شخص کو کوئی یون ہاتھ سے کھو دیتا ہی دشمنون کے کہنے پر تو آگیا اور ایرج کو رشک ہی ایرج بولا کہ خیر اب

پاس سے ایسا شخص جاسکتا اور دوسری جگہ رہے داراب بہت شرمندہ ہوا اور کہا کہ ای کشور شاہ خیر اب کیا ہو سکتا ہے
اور کف افسوس ملکر کہتا تھا معلوم ہوا ہے کہ یہ خدا پرست بڑے مکار ہیں میرا انکے فریب میں آگیا اور رہا سے پیر والا ل
وہان بیٹھنے پر راضی نہ تھے بیچ میں جھگڑا و فتور آ پڑا تھا یا اب انکو ایمان ڈھونڈھون مفت اپنے ہاتھ سے گنوا یا یہ کہکر رونے لگا
ادھر فتاح کشوری آ بیٹھا تھا کہ اسی بیچ میں داراب نے کشور شاہ سے کہا کہ طبل جنگ بجوا ہے کل جنگ کرون
خدا پرستون سے سمجھونگا اسی وقت کوس رزمی نوازش میں آیا یہ خبر تینون لشکرون میں پہونچی وہان بھی نقارہ کو گڑ گڑایا
چار پہر رات سامان جنگ میں بسر ہوئی صبح کو لشکر ابقا میں غلغلہ ہوا کہ زمرد شاہ بستر خواب پر سے غائب ہو گیا
ادھر آفتاب پرستون میں شور اٹھا کہ ایرج کو کوئی لیگیا اور لشکر آفتاب پرستان میں فریاد ہوئی کہ داراب
کشور کشا کا پتا نہیں سلطنت لشکر اسلام میں قیامت برپا تھی کہ نوشیروان اور حمزہ صد
ہوئے عیارون لشکرون میں ایک کہرام مچا تھا عیار ہر طرف سے بھیس بدل کر روانہ ہوئے کہ خبر معلوم کرین

داستان نذر سشا بیان عمرو خواجہ عمرو کا پردہ قاف میں اور عادل قاف بنکر فوج دیوان کی امیر حمزہ صاحبقران پہ لیکر آنا

راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت عمرو لشکر داراب سے نکلا حیران و پریشان تباہ و سرگردان شکوہ پرواز سہم
بے مہر تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہائے اقبال حمزہ کا یاور ہے طالع اسکے مددگار ہین تو نے لاکھ چاہا کہ حمزہ کو ذلیل و زبون
کیجیے اس سے اور زیادہ عزت و دولت دیجیے لیکن کچھ نہ ہو سکا اسی بیچ میں رو رہا تھا کہ تنذک پہونچا سلام کیا حال پوچھا عمرو
نے کہا کہ کیا کہوں وہی جو سفر پردہ کی بیان کرون کہ داراب کو تیار کرکے لایا تھا حمزہ نے اسکو بھی مجھسے جدا کیا
میں بہت حیران و سرگردان ہوں تنذک خوب رویا کہا کہ استاد اندنون میں بہار پری کے بیٹے کو لیکر کوہ قاف
میں چلا گیا تھا اسے بھی مجھسے کمال الفت تھی شیشہ میں وہان رہا کہ دیوون نے آسمان پری کو جا کر میری خبر
پہونچائی وہ میری تلاش میں تھی بہت سے دیوان کو بھیجا کہ اسے پکڑ لاؤ دیو آئے میں تو اپنی جان بچا کر بھاگا
معشوق کو میری زبردستی ظلم و تعدی سے لیگئے گھر الوٹ لیا اب میں حیران ہوں کہ کیا کرون عمرو نے کہا میں
آپ پریشان ہوں کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی کہ اس عرب بیوفا پر غالب آؤں ارے کچھ حال پردہ قاف کا
تو بیان کر کہ اب آسمان پری سے کسی سے لڑائی تو نہیں ہے تنذک نے کہا کہ خواجہ اندنون میں دریا سے
نیم روز پر بڑے جادو ہیں وہ دیو کہ حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں انکی اولاد میں سب جمع ہیں چنانچہ نفرت
بن عفریت اور بخر جال بن خرپال اور رستم انگل بن نہر انگل مرد ارغوا اور دمدان بن رعد شاطر
اور یو عفیف بن خفیف بن عنقود ان راہداران سب کا لشکر نیم روز پر جمع ہے آسمان پری نے قریشہ سلطان
کو انپر بھیجا ہے بڑی لڑائی ہو رہی ہے عمرو نے کہا ای تنذک تو مجھے پردہ قاف تک لیچل کہ میں ان دیوون کو
اپنا مطیع کرکے حمزہ سے لڑانے کو لاؤن اور آسمان پری اور قریشہ کو قید کرکے تیری معشوق کو تجھے دلاؤن
تنذک بولا کہ استاد ایسا نہو کہ کوئی دیو آپ کو کھا جائے عمرو نے کہا کہ ای دیو تنذک تو مجھے اپنا
لے تو چل دیکھ تو میں کیا کرتا ہوں تمام دیوان سے سجدہ نکراؤن تو نام میرا عمرو نہ رکھنا تنذک نے عمرو کو
کاندھے پر سوار کیا روانہ پردہ قاف ہوا اچھے ہو وہان پہونچا جہان لشکر دیوون کے جمع ہیں لڑائیان بہت سی ہو چکی ہیں
ہیں قریشہ سلطان کے ہاتھ سے دیوان زبردست زخمی ہو چکے ہیں نفرت بن عفریت بھی زخمی ہے ارادہ بھاگنے
کا ہے عمرو نے سب حال دریافت کرکے صورت اپنی ایک پیر کی بنائی سبز زنار گلے میں پاجامہ اطلس سبز کا پاؤن میں

تاج بیکلاں بجواہر سر پر نفریت کے خیمے کے برابر آیا گلیم اوڑھے ہوے اور آسمان کی طرف جست کی سو ہاتھ اڑ گیا وہاں
جا کر گلیم تو زنبیل مین ڈال لی اور حقے آتشبازی کے نکال کر داغے کہ اُنکی روشنی ہوئی مشک اُڑایا کہ خوشبو پھیلی اور مقابل
بارگاہ نفریت بن عفریت کے آیا اور پکارا کہ ایہا الناس وہ شخص نائب خداوند ابلیس پر تلبیس راس الشیاطین ہو
عادل قاف میرا نام ہے مین ایک جگہ بیٹھا عبادت مین مصروف تھا کہ خداوند ابلیس میرے پاس آئے اور کہا
کہ آگے آسمان پری نے آدم زاد کو پردۂ دنیا سے بلوا کر تمام ہمارے بندگان سرکش قاف کو قتل کروایا اور اب
کل قاف کی مالک ہوئی اب صفین و بدن کی اولاد مین پیدا ہوئی ہین اور آسمان پری پھر چاہتی ہے کہ انکو
بھی قتل کرے اب دریاے قہرانی ہمارا موجزن ہے تم جا کر سب دیوون کی مدد کرو مین تمھاری مددگاری کے
واسطے آیا ہون نفریت نے دیکھا کہ ایک آدمی زرق برق لباس پہنے ہے سبھون نے تعظیم و توقیر کی تخت پر
بٹھایا اور کہا کہ اے نائب ابلیس ہم سب تو قریشیہ سلطان کے ہاتھ سے عاجز آگئے ہین اُسکا علاج پہلے کیجیے
عمرو نے جواب دیا کہ قریشیہ کو مین پکڑے لاتا ہون تم خاطر جمع رکھو یہ کہکر سوے آسمان جست کی گلیم عیاری اوڑھکر
غائب ہوگیا اور لشکر قریشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا گلیم اُتار ڈالی دیوون نے عمرو کو دیکھا
پہچانا اور قریشیہ کو خبر دی کہ عمرو آتا ہے قریشیہ استقبال کے واسطے آئی عمرو کو ساتھ بعزت و توقیر کے لائی مسند پر
بٹھایا کشتیان جواہر کی نذر دین احوال پوچھا کہ خواجہ کیونکر آئے ہو عمرو نے کہا کہ تندک نے بھیجا ہے کہ گناہ اُسکا
تم سے بخشواؤن قریشیہ نے کہا آپ ان حضرات کے مزاج سے واقف ہین کہ جو اُنکی بندہ ہو جاتی ہے وہی کرتی ہین
گر بعد فیصلہ جنگ دیوان مین تقصیر دیو تندک کی معاف کرا دونگی آپ خاطر جمع رکھیے عمرو بولا کہ اچھا غرض
صحبت رہی حال صاحبقران کا پوچھا عمرو کچھ کا کچھ بتایا کیا رات کو کھانا کھا کر قریشیہ سو رہی عمرو دو پہر رات گئے اُٹھا
قریشیہ کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور اُسی وقت وہان سے راہی ہوا گلیم عیاری اوڑھے تھا آسمان کی
طرف سے بارگاہ مین نفریت بن عفریت کی آیا وہی صورت بنا کر کہا کہ لو قریشیہ سلطان کو اور زنبیل مین سے
نکالکر سامنے کیا جتنے دیو تھے سب قدمون پر عمرو کے گر پڑے ہاتھ جوڑے ہر ایک اُسنے کہا کہ آپ بیشک نائب خداوند
ابلیس ہین اور چاہا کہ قریشیہ سلطان کو ہوش مین لائین عمرو نے کہا کہ پہلے اسے قید کر لو پھر ہوشیار کرنا غرض آہنگران
کو بلوا کر قریشیہ کو اسیر غل و زنجیر کیا بعد اُسکے فتیلہ رفع بیہوشی دیا قریشیہ ہوش مین آئی اپنے کو بارگاہ اعدا مین
بندھے ہوے پایا پہلے تو خواب کا خیال ہوا عادل قاف پکارے کہ اے قریشیہ آگاہ ہو کہ تیرے ہی فرشتۂ غضب کو بھیجکر
تجھے پکڑوا بلوایا ہے بہتر ہے کہ خداوند ابلیس کو سجدہ کر قریشیہ پکاری کہ لاکھ لاکھ لعنت ہو ابلیس اور اُسکے پرستارون پر
نفریت نے چاہا کہ قریشیہ کو قتل کرے عادل قاف مانع ہوے کہ اسے ابھی قید کرو پھر سمجھا جائیگا قریشیہ کو قیدخانے
مین بھیجا نفریت نے کہا کہ اب جو آپ فرمائین وہ ہم کرین عمرو بولا کہ مین آسمان پر سے آگ لشکر قریشیہ پر برساتا
ہون تم جا کر قتل کرو یہ کہا تندک پر سوار ہو کر لشکر قریشیہ پر گیا اور حقے آتشبازی کے اڑانا شروع کیے رنگ برنگ کی
آگ آسمان پر دکھائی دیتی تھی خوب جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کار لشکر بیسردار شکست کھا کر بھاگا مال و اسباب اور
خیمے بارگاہ لوٹ لیا طبل شادمانی بجنے لگا عمرو تخت پر بیٹھا اور جو روپیہ لوٹا تھا سب دیوون کو بخشا اور کہا کہ تیاری کرو کہ مین لشکر
آسمان پری پر جاؤنگا اور بعد دو روز کے تمام لشکر لیکر چلا لیکن آسمان پری شہر گلستان ارم مین بیٹھی تھی
کہ لشکر قریشیہ کا شکست کھاے ہوے پہنچا اور تمام حال عمرو کے باغی ہو جانے کا صاحبقران سے اور پردہ قاف
مین آنا اور قریشیہ کا بفریب پکڑ لیا اور شبخون مار کر فوج کو شکست دینا بیان کیا آسمان پری یہ سنکر نہایت پریشان

ہوئی

ہوئی اور خواجہ عبدالرحمٰن سے کہا کہ کیا تدبیر کرون خواجہ نے نجوم مین دیکھا عرض کیا کہ اے ملکہ تیر قران صعب ہے بہتر تو یہ ہے کہ یہان سے خدمت حمزہ صاحبقران مین چلی جاؤ آسمان پری نے کہا کہ مین لڑونگی سیاہ مکھ سیاہ کلاہ نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیین مین اُن سب سے لڑونگا اور قتل کرونگا لشکر اُسکا آنے تو دیجیے آسمان پری سیاہ مکھ کے کلام سے بہت خوش ہوئی اور لشکر جمع کیا اُدھر سے لشکر سحرو کا مقابلے مین آکر اُترا سحرو تخت پر متمکن ہوا نفرت بن عفریت با دنگل سپہ سالار بیٹھا ناچ ہونے لگا چھ چھ سات سات سو گز کے رنڈیان کو ہریون کے برابر دونون مین اُنگلی پڑتے ہوئے کروا تیل پنڈے مین لگا ہوا ہینگ تمام مالش مین لی ہوئی پیاز کے کرن پہولے کانون مین لسن کی دھگدگیان گلون مین ناچنے لگین جام شراب کا جیسے دھوبی کا ناند ہوتا ہے گردش مین آیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا نفرت نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے جو لشکر آسمان پری کے لگے ہوئے تھے وہ خبر دریافت کرکے آسمان پری کی بارگاہ مین آئے عرض کیا کہ طبل جنگ لشکر کفار مین بجا ہے سیاہ مکھ نے آسمان پری سے کہا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو آسمان پری تخت پر سوار ہوکر چلی نو لاکھ پریان نو لاکھ دیو ساتھ تھے عبدالرحمٰن جنی پشت پر آسمان پری کی بیٹھے ہوئے مگس رانی کر رہے تھے شاہ پری ماہ پری سلطان ارزق پری جلاجل پری سلاسل پری ارشد جنی راشد جنی ہمراہ رکاب تھے سیاہ مکھ آگے آگے آکر میدان مین قائم ہوا اُدھر سے لشکر نفرت کا آیا سحرو تخت پر سوار گھنٹے بجاتا ہوا نفرت آگے آگے بیس لاکھ دیوون کا لشکر پشت کے پیچھے یا عادل قاف یا نائب خداوند ابلیس کی آواز بلند آسمان پری نے دیکھا کہ سحرو مرغ زرین بنا ہوا تخت پر سوار اور قشیہ پیچھے تخت سحرو کے قید مین گرفتار ہے آسمان پری کو نہایت رنج ہوا غرض صفوف قتال اور جدال طرفین سے آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے سیاہ مکھ سیاہ کلاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا اکثر پری و دیو لشکر نفرت کے زخمی ہوے اور بہت سے مارے گئے نفرت خود میدان مین آیا بعد حملون کے رد و بدل ہونے لگی پھر کشتی کی نوبت پہونچی دن بھر سیاہ مکھ اور نفرت سے کشتی رہی شام کو نفرت پھر گیا اُدھر آسمان پری سیاہ مکھ سیاہ کلاہ پر زر نثار کرتی ہوئی بارگاہ مین آئی صحبت عیش مین مشغول ہوئی لیکن عادل قاف نے نفرت سے پوچھا کہ اے شاہ دیوان قاف سیاہ مکھ کو کیسا پایا اُسنے کہا کہ یا نائب خداوند مین سیاہ مکھ سے نہین لڑسکتا اور جو لڑونگا تو مارا جاؤنگا سحرو نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا یہی باتین تھین کہ خبر پہونچی کہ لشکر مین آسمان پری کے طبل جنگ بجا ہے سحرو نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگ بجے دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی دو پہر رات گئے سحرو سمند پر سوار ہوا سیاہ مکھ کے خیمے پر آیا دیکھا کہ سیاہ مکھ کھانا کھا رہا ہے سحرو نے صبر کیا کہ جب سیاہ مکھ سو رہا سحرو نے پہلے دارو ے بیہوشی اُڑائی کہ تمام نگہبان بیہوش ہوگئے پھر اُسکے سیاہ مکھ کو بیہوش کرکے باندھ کر لیگیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کرکے قید کیا صبح کو آسمان پری آگاہ ہوئی نہایت رنج الم کھینچا و لشکر لیکر گرا خوب جنگ ہوئی آخر کو آسمان پری شکست کھا کر بھاگی خواجہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ جانب وادی امین چلو کہ وہان ہماری بہبودی ہے شقیر آئے ہوے بیٹا اشقر کا ہماری ضرور مدد کریگا اُس سے کوئی عمدہ بر انہوگا یہ صلاح کرکے وادی امین کو روانہ ہوئی ارشد جنی اور راشد جنی نے استقبال کیا اور لیجا کر دعوت کی آسمان پری نے احوال بیان کیا ارشد اور راشد آسمان پری کو شقیر پاس لائے وہ شکار کھیلنے گیا ہوا تھا جب شقیر اُسکے برابر مین شکار سے آیا اور حال آسمان پری کا سنا کہا کہ اے آسمان پری تم خاطر جمع رکھو مین تمہارا ملک تمہین دلوادونگا اور اُس عیار کو مار ڈالونگا اور آسمان پری کی دعوت کی آسمان پری کو ساتھ لیکر

کوچ کیا دونون لشکر مقابل یکدیگر ہوئے طبل جنگ بجا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو معرکہ آرا ہوئے شقیر لے
برہنہ ہمین میدان مین آیا مبارز طلب کیا نفریت بن عفریت نے مقابلہ کیا بعد از گفتگو کے نفریت نے زاغنول
شقیر پر مارا شقیر اسنے زاغنول چھین لیا اور نفریت کو پکڑ کر بغل مین دبوچ کر آسمان پری کے خیمے مین لایا زمین پر
رکھ دیا مشکین باندھین طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے آسمان پری بارگاہ مین آکر بیٹھی کہا لاؤ نفریت
بن عفریت کو جب وہ اسکے سامنے لائے اسنے بطریق ابلیس پرستان سلام کیا آسمان پری نے کہا کہ نفریت باپ
تیرا ہاتھ سے زلزال قاف کے مارا گیا اور تجھے عمرو عیار نے بہکایا ہی بہتر یہ ہی کہ دین سلیمان اختیار کر نفریت نے
کہا کہ یہ کبھی نہوگا کہ مین ابلیس پرستی ترک کرون لاکھ جان خداوند ابلیس پر سے نثار کرون یہ سنکر آسمان پری نے
کہا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے ابھی جلاد نہ آنے پایا تھا کہ عمرو نے ایک دیو کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ای آسمان پری
مین عادل قاف نائب ابلیس ہون اگر ایک بال بدن کا نفریت بن عفریت کے کم ہوا تو مین قلعہ سلطان
اور سپاہ لشکر سیاہ کلاہ کو مار ڈالونگا یہ سنکر آسمان پری نے حکم دیا کہ نفریت کو لیجا کر زندان خانے مین قید کرو اسی وقت
نفریت زندان خانے مین گیا رات کو عمرو شمعدک بصورت پہرہ دار ہوکر آیا اور تمام چوکیدارون کو بیہوش کرکے نفریت کو
چھڑا لیگیا صبح کو آسمان پری کو خبر ہوئی کہ رات کو عمرو نفریت کو چھڑا لیگیا یہ سنکر بہت رنجیدہ ہوئی
شقیر اسے برہنہ غضبناک ہوکر اٹھا کہ ابھی جاکر نفریت کو مع عمرو کے پکڑے لاتا ہون آپ آزردہ نہون یہ کہکر
عمرو کے خیمے کی طرف روانہ ہوا عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا نفریت اپنے دشمن پر شکن تھا دیوون کا حلقہ بندھا ہوا تھا
اور نفریت تھا اور اسے لشکر عادل قاف کہہ رہا تھا کہ آپ نے ایک طرفۃ العین مین مجھے چھڑا دیا عمرو کہہ رہا ہی کہ یہ قدرت
خداوند ابلیس کی ہی کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ شقیر نہایت غضبناک آتا ہی عادل قاف نے کہا کہ آنے دو
اور نفریت سے کہا کہ تم میرے تخت کے نیچے چھپ جاؤ بعد اسکے حکم دیا کہ شقیر کو کوئی روکے نہین بلکہ دیوون کو
حکم دیا کہ شقیر کے استقبال کے واسطے جاؤ اور اسے باعزاز تمام لاؤ غرض شقیر بارگاہ مین آیا عمرو تعظیم کے واسطے
اٹھا کہا کہ ای شاہ دیوان قاف خوش آمدی وصفا آوردی این خانہ خانہ شماست بیٹھیے شقیر بیٹھا اور پوچھا کہ
عمرو عیار تو ہی ہی عمرو نے کہا کہ ان مین ہی ہون آپ نے جو قدم رنجہ فرمایا ہی اور قدم سے گھر کو میرے منور کیا ای آج
میرے مہمان ہین کھانا تیار ہو نوش جان کیجیے بعد اسکے جو کہیے گا بجا لاؤنگا یہ کہکر جام شراب کا تواضع کیا شقیر نے جام پی لیا اور
کہا کہ ای عمرو مین آیا ہون کہ نفریت کو پکڑ کر لیجاؤن بلاؤ کہان ہی عمرو بولا وہ حاضر ہی تاہم آپ کھانا کھا لیجیے دسترخوان
بچھوایا خوب کھانا کھلوایا جب کھانے سے فراغت ہوئی شقیر نے پوچھا کہ نفریت نہ آیا عمرو نے چوبدار سے کہا کہ جاکر
نفریت کو لاؤ بعد اسکے کہا کہ ای شقیر ایک دو باتین میری سن پیچھے شقیر لالا کہ عمرو نے کہا مین تجھسے یہ پوچھتا ہون کہ
باپ تمہارا تھا یا نہین شقیر نے کہا کہ باپ میرا شقیر تھا عمرو نے پوچھا کہ وہ کیا ہوا اسنے کہا کہ لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا
عمرو نے پوچھا کہ لندھور کون تھا شقیر پکارا کہ سپہ سالار حمزہ عرب زلزال قاف عمرو نے کہا کہ آسمان پری حمزہ کی
کون ہی اسنے جواب دیا کہ حمزہ کی زوجہ ہی عمرو نے کہا کہ ای شاہ دیوان قاف تمہاری دانائی سے بعید ہی کہ جو لوگ تمہارے
باپ کے قاتل ہون تم انکی طرفداری کرو اور راستہ دہ پری کہ لندھور کی زوجہ ہی اسکے ساتھ ہو اور مین کہ نائب حضرت ابلیس
ہون نام میرا عادل قاف ہی آیا ہون کہ تم سب کے باپ دادا کے خون کا عوض آسمان پری سے لون اور زلزال قاف سے لون
تا لیکن تم مجھسے لڑنے کے ارادے پر آئے ہوئے جو شقیر نے یہ سنکر سمجھا کہ عادل قاف سچ کہتے ہین اٹھکر قدمون کو
بوسہ دیا ہاتھ چومے کہا کہ ای عادل قاف مین آسمان پری کے ٹکڑے کرڈالونگا اور راستہ دہ پری کو مار ڈالونگا عمرو نے یہ سنکر

خوش ہوا کہا کہ ای شاہ دیوان قاف مرحبا صد مرحبا اور خلعت منگوا کر پہنایا نفریت کو تخت سے نکالا کہا کہ ای شقفیر
یہ بھی بادشاہ زادہ قاف ہی اسکو اپنا فرزند سمجھ بلا کر قدم پر ڈالدیا شقفیر نے سر اسکا اٹھا کر گلے سے لگایا اور بیٹا خواندہ
کیا عمرو نے حکم کیا کہ طبل شادیانی بجے اور شقفیر کی خاطر و مدارات میں مصروف ہوا شقفیر نے اپنے لشکر کو طلب کیا اور کہا میں نے
اطاعت عادل قاف کی اختیار کی تم بھی چلے آؤ تمام لشکر شقفیر کا لشکر آسمان پری سے علیحدہ ہو کر چلا آیا یہ تمام خبر
آسمان پری کو پہنچی آسمان پری نے خواجہ عبد الرحمن سے کہا کہ غضب ہوا شقفیر عمرو کا شریک ہوا خواجہ
عبد الرحمن کو سکتہ سا ہو گیا ادھر عمرو نے حکم کیا کہ اچھا چار طرف نامے لکھو کہ سب بادشاہان قاف آکر ہماری خدمت
میں حاضر ہوں چار طرف سے دیوان ابلیس پرست آکر جمع ہوئے عادل قاف کو نذریں دیں لیکن قہقہہ سہ چشمی
ہنوز سرکشی ہی اور دست نہ آیا عمرو نے حکم کیا کہ نامہ قہقہہ کو لکھو کہ بادشاہی قاف کی ہمکو مبارک ہوا تخت پر
بیٹھو حکمرانی کرو جلد یہاں آؤ جب اس مضمون کا نامہ قہقہہ کو پہونچا اسی وقت لشکر فراوان ساتھ لیکر پردۂ قاف کی
سے روانہ ہوا جب قریب شہر بلد رسکے پہونچا عمرو کو ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ قہقہہ سہ چشمی آپہونچا شقفیر نے یہ باتیں
نے کہا کہ یا عادل قاف میں اپنے بالادست قہقہہ کو نہ بیٹھنے دونگا اور جو لڑیگا تو میں اس سے لڑونگا عمرو نے
کہا کہ تم خاطر جمع رکھو میں اسکو گرفتار کرونگا تم تماشا دیکھا کرو اور دیووں کو حکم دیا کہ جاکر قہقہہ کو استقبال کرکے لاؤ
دیو گئے قہقہہ کو لائے عمرو نے تعظیم کی بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی عمرو نے شراب بیہوشی آلودہ قہقہہ کو پلوائی جب
قہقہہ اپنے فرزندوں اور سرداروں سمیت بدمست ہوا عمرو نے کہا کہ ای قہقہہ بادشاہی قاف کی کسکو سزاوار ہی
قہقہہ نے کہا کہ سوا میرے کون بادشاہی کرسکتا ہی عمرو نے کہا کبھی تمہارے بزرگوں میں کل قاف کا کوئی بادشاہ
ہوا ہی مگر یو عفریت کہ مالک کل قاف کا ہمیشہ رہا اور میں نائب حضرت ابلیس ہوں جسکو بادشاہ کروں
بیشک وہ بادشاہ ہوسکتا ہی تجھے لازم ہی کہ تو مددگار شاہان قاف کا رہ اور میرے حکم سے خلاف نہ کرنا چاہیے
قہقہہ یہ سنکر نہایت برہم ہوا پکارا کہ اے عادل قاف یہ کیا بیہودہ گفتگو ہی شاید تو نے اسی واسطے مجھے بلایا تھا
کہ میں تجھے بسنا چبا جاؤں یہ کہکر عمرو پر دوڑا عمرو دوڑا اٹھا قہقہہ پر بالا بیہوشی تو اسکا کام تمام کر چکی تھی
قہقہہ بیہوش ہوکر گرا بیٹے قہقہہ کے عفریت بن قہقہہ کرستا بن قہقہہ کہرا سبا دگرا سپاس بن قہقہہ
اٹھانے کو اٹھے تھے سو بیہوش ہوکر گرے عمرو نے سب کی مشکیں باندھکر زندانخانے میں بھیجا اور اسکے لشکر کو
کہلا بھیجا کہ تم آکر ہماری نوکری کرو تو بہتر ورنہ جہاں چاہے چلے جاؤ بہتوں نے نوکری کی اور بہت سے
اپنی جان بچا کے سمت پردۂ ظلمات بھاگے

داستان حیرت بیان مرغ ہوشربا عمرو کا بعیاری ملکہ قریشیہ سلطان کو پکڑ لانا اور پھر ملکہ آسمان پری کا
مع ملکہ قریشیہ مقابلہ عمرو و فوج سے پایان ایک نکلنا جنگ مغلوبہ ہونا آخر کار بوجہ ہجوم فوج ملکہ
ملکہ قریشیہ کے شکست کھانا اور بھاگ کر طلسم خارستان میں اپنے کو گرا دینا واضح رہے ناظرین والا تمکین
ہو کہ اکثر جلدوں میں بلکہ فارسی اصل ایرج نامہ میں بھی یہی لکھا ہی کہ ملکہ آسمان پری عمرو سے شکست کھا کر
طلسم خارستان میں ہوئی عمرو مع فوج قاہرہ بمقابلہ امیر آیا وہاں تھا یارا قوت ہوش نہ رہا سر خارستان کو فتح
کرکے ملکہ آسمان پری کو مع ملکہ قریشیہ و عبد الرحمن جنی و مرسلہ پاکیا ملکہ آسمان پری مع فوج سے پایان امیر حمزہ
صاحبقران کی مدد کو آئی مگر طلسم خارستان کے مہمات کا مفصل حال کسی نے نہیں لکھا لہذا اس حقیر مسمی شیخ
تصدق حسین داستان گو نے حسب الایما شیخ حامد حسین صاحب اس طلسم کو اپنی رائے کے موافق درست کر کے لکھا

نغمہ سنجان بوستان سخن | تازگی بخش داستان کہن
شاخسار بیان پہ بلبل سان | اس طرح ہوتے ہیں نوا سنجان

کہ جب پردۂ قاف بدست خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تباہ و برباد ہو چکا اور وہ بوستان پربہار میدان خارزار ہو گیا ملکہ قمر لقیشیہ مقید بہ قید شدید ہوئی اور ملکہ آسمان پری تباہی کے مارے دکھ درد کی ستائی تا بہ گلستان ارم بھاگ کر آئی اب سنیے کہ ادھر تو ملکہ آسمان پری اپنی تباہی و بربادی اور فراق ملکہ قمر لقیشیہ میں جان کھو رہی ہے اور ادھر ملکہ قمر لقیشیہ اپنی قید کے صدمے اور جدائی ملکہ آسمان پری میں بیتاب ہو رہی ہیں لیکن ملکہ آسمان پری کا حال پر اختلال اور قلق و ملال حیطۂ تحریر اور میدان تقریر سے باہر ہے نظم

کبھی زانو پہ غم سے سر دھرنا | کبھی دل سے یہ مشورہ کرنا
کبھی آنکھوں سے اشکباری ہے | کبھی یہ شور لب پہ جاری ہے
ہائے کس جا سے میں کہاں آئی | کیسی دوری فلک نے دکھلائی
نہ کبھی ایسا یہ آہ زار و زار | نہ کوئی خویش ہے نہ رفیق نہ یار
لعنت حق ہے اس سرائے فانی پر | ہائے افسوس ناگہانی پر
دل کا جلنا کسی سے کیا کہیے | کہاں تک چپکے مر رہیے

اور کبھی کہتی تھی کہ ہائے افسوس اس باغ پر بہار پر کیسی تباہی آ گئی اور اس فلک ستمگر نے کیسی غم کی گھٹا چھا گئی ہائے افسوس میری قمر لقیشیہ مجھ سے کیسی جدا ہو گئی ایسی کہ دین و دنیا سے کھو گئی ہائے کیونکر قمر لقیشیہ تک پہونچ جاؤں اور ایک نظر اسے دیکھ آؤں کبھی بیقرار ہو کر ڈاڑھیں مار مار کے روتی ہے اور کبھی در و دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر اپنے حال ابتر اور فراق قمر لقیشیہ میں جان کھوتی ہے کبھی جانوران صحرا اور مرغان ہوا سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ تم میں بھی کوئی رحم دل نہیں ہے کہ جو میرے حال زار پر رحم کر کے خبر قمر لقیشیہ کی لا دے اور میرے دل کو ٹھہرا دے کبھی کہتی ہے کہ اے قمر لقیشیہ میں تجھ کو کہاں ڈھونڈھنے جاؤں اور کہاں سے لاؤں اے ملکہ جہان اس مصیبت میں سب نے ساتھ چھوڑ دیا تھا وہاں ہوش و حواس بھی رخصت ہو گئے اور انھوں نے بھی جواب صاف دے دیا کہ کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی اور کوئی فکر پیش نہیں جاتی ہائے کہاں تک دیکھیے یہ گردش فلک کی لوٹیگی اور تو کب اس مصیبت سے چھوٹیگی کبھی کہتی ہے کہ ہائے اے ملکہ تم اگر ہمارے پاس ہوتیں اور اس بلا میں نہ مبتلا ہوتیں تو ہم اس بلائے لا دوا میں کیوں مبتلا ہوتے اور کاہے کو اس تباہی میں سامنا کرتے یہاں کھوتے اشعار

کیوں وطن سے نکالے جاتے ہم | حال اپنا کیوں بناتے ہم
پردۂ قاف ہم سے کیوں چھٹتا | ہائے یوں راج اپنا کیوں لٹتا

اور کبھی دل میں یہ خیال کرتی ہے کہ ہمارا تو یہاں یہ حال ہے اور وہاں قمر لقیشیہ کو ہمارا اضطراب بھی نہ ہوگا یہ سوچ کر کہتی ہے کہ ارے تو یہ میرا خیال اس وقت کہاں ہے دل یا بدل ہے جو میرا حال ہے کیا عجب ہے کہ اس سے زیادہ قمر لقیشیہ کا حال ابتر ہو اور مجھ سے زیادہ قلق و ملال ہو ہم تو یہاں کچھ کچھ گویا آزادی سے ہیں اور وہ غریب مصیبت زدہ تو ایک ساحر جادو کے قید شدید میں مبتلا ہے معلوم نہیں کہ اس کا کیا حال ہوگا اور دل پر کیسی گذرتی ہوگی کیا تدبیر کروں کہ وہ نجات پائے یہ باتیں دل میں سوچتی ہے اور جس قدر زیادہ دل قلق کرتا ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا بے اختیار رونے لگتی ہے ہر چند ہر سلیقہ شناس عمرو سمجھا رہی ہے کہ اے ملکہ صبر و سکون سے کام لیجئے یہ کچھ مصیبت انہیں پڑی ہے سلف سے آج تک ہر ایک شاہ و شہریار پر ایسی ہی مصائب گذرتے آئے ہیں اور تمام شاہان ماسبق ایسے ہی اور اس سے زیادہ زیادہ مصائب میں گھر گئے ہیں وہ سلاطین اولو العزم کہ جنکی شاہی کا ڈنکا ہفت اقلیم میں بجا کیا کبھی وہ بھی ایسی بلاؤں میں گھر گئے ہیں کہ جنکے بیان میں زبان عاجز ہے لیکن حق تعالی مسبب الاسباب اور مقلب الاحوال ہے کوئی بہار ایسی نہیں ہے کہ جسکے بعد خزاں نہ آئے اور کوئی خزاں ایسی نہیں کہ جسکے بعد بہار نہ آئی ہو واللہ گھبرائیے نہیں حق تعالی اس مصیبت کو دفع کر دیگا اور آپ کو ضرور اس بلا سے نجات ہوگی ان مع العسر یسرا مصیبت کے بعد راحت ہوتی ہے کسی کی راحت یکساں نہیں رہتی ہے کسی کی مصیبت ایک حال پر نہیں رہتی ہے اگر منظور باری ہے تو

آپ کو اس بلا سے ضرور نجات ہو گی مثل مشہور ہی کہ دنیا مین کسی کی کبھی یکسان نہین رہتی خدا کو یاد کیجیے لا تیئسوا من رحمۃ اللہ
رحمت الٰہی سے مایوس نہونا چاہیے دل کو سمجھائیے بیقراری کو کم کیجیے اور اے ملکہ اگر دل ہی قابو مین نہ رہا اور خدا نخواستہ
شیطان کے کان بہرے دشمن مجنون ہو گئے تو پھر کیسی پڑیگی آپ کے ساتھ ہم بھی کدھر کے نہ رہینگے کوئی تدبیر بن
پڑیگی انسان کو چاہیے کہ مصیبت پر صبر کرے اور اُسکے دفعیہ کی تدبیر کرے نہ یہ کہ اُسکے سوچ مین ابتدا سے بلا تر
ایسا بیخود ہو جائے کہ دشمنون کو دیوانہ بنا دے اور دل کو اُلٹا دے آدمی کے قابو مین دل ہو دل کے قابو مین آدمی
نہین ہی دل کو سمجھاؤ رقت کو تھامو اسطرح ہاتھ پانؤن کے طوطے نہین اُڑاتے کسی کا کہنا بھی مانتے ہین اے ملکہ ہمارا بھی کہنا
مانو کچھ کہنے پر عمل کرو اور اے ملکہ ہمین جو کچھ کہنا سننا ہی کہتے ہین اور کہا اور کہتے جائینگے شعر مانو نہ مانو اسکا تمھین اختیار ہی
ہم نیک و بد حضور کو سمجھا جاتے ہین لیکن ملکہ آسمان پری اگر یہی حال بنائے رہو گی تو اپنا نقصان کرو گی اپنے ساتھ ہمکو
بھی دنیا سے کھو دو گی ہم بھی کسی طرف کے نہ رہینگے اگرچہ سچ تو یہ ہی کہ جیسے تمھارے دشمنون پر پڑی ہی خدا دشمنون
پر بھی نہ ڈالے مگر کیا ایسے اوقات مین اور ان حالات مین جان دے دیتے ہین اور دشمنون کو ہلاک کر دیتے ہین ایک
ذرا حالات سلاطین سابقہ کو غور سے ملاحظہ کیجیے کہ جبھی وہ لوگ وقت مصیبت گھبرائے اور ہاتھ پیر ہرائے نہین ہمیشہ فائدہ
تدبیر سے اچھے نتائج پیدا کیا کیے اور جو لوگ گھبرا گئے اور ہڑبڑا گئے اور مثل آپ کے ہائے کیا کرون کیا کرون کرنے لگے
اُنکا ہمیشہ یہ انجام ہوا کہ دنیا سے گئے اور کدھر کے نہ ہوئے اے ملکہ صبر و سکون سے کام لو اے ملکہ یہ تو ممکن نہین کہ ملکہ
قریشیہ سلطانا کو قید سے رہائی نہ ہو اور تمپر سے یہ مصیبت دفع نہو اور یہ بلا نہ کٹے جیسا کہ مین تقریر بالا سے ثابت کر چکی ہون
لیکن اگر اس بیقراری اور گریہ و زاری مین تمنے اپنی جان دے دی تو پھر ملکہ قریشیہ کی رہائی کو دیکھکر کون خوش ہوگا
یہی نا کہ دشمن ہنسینگے اور خدا نخواستہ ملکہ قریشیہ جیتے جی ہی جی سے گذر جائینگی اور ہماری تو جان و مال سب ہی تمھاری
جان و مال کے ہمراہ ہی جہان تمھارا پسینا گرے وہان ہم اپنا خون گرا دین تمھاری زندگی سے ہماری زندگی اور تمھاری
راحت سے ہماری راحت وابستہ ہی اگر خدا نخواستہ تمھارے واسطے کوئی امر نوع دگر ہو گیا تو یہ سمجھ لو کہ ایک تمھاری جان
کے ساتھ یہ تین جانین جائینگی اور تین خون ہو جائینگے پھر اس سے کیا فائدہ اور کیا نتیجہ ہو اسکی بہتر یہی ہی کہ اب بیتابی
و بیقراری اور نوحہ و زاری کی حد گذر چکی دشمنون کی جان مین جان باقی نہین ہی اب ازبرائے خدا و رسول دلکو ٹھہرایئے
ہمارا کہنا مان لیجیے وہ بڑا ارحم الراحمین ہی رجوع الی اللہ کیجیے اور اے ملکہ آپ کے دلکو قرار آئے تو پھر کوئی تدبیر ذہن مین
آئی اور کوئی بات سوجھین آگے خدا کو اختیار ہی السعی منی والاتمام من اللہ ہمارا کام سعی اور خدا کا کام اتمام کا ہی
اے ملکہ تمھاری گھبراہٹ نے ہمارے ہوش و حواس بھی بجا نہ رکھے اور ہم بھی از خود رفتہ ہو گئے دل ہی بیٹھا جو گیا
ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ تمھاری یہ حالت ہو جائے اور ہم کوئی تدبیر سوچین اور آپ کے دشمنون پر یہ حالت گذر جائے
اور ہم چپکے چپکے دیکھا کرین کوئی بات سوچین کوئی تدبیر کرین ورنہ ہم مجبور ہین کیا کر سکینگے تمھاری اس حالت نے ہمارے
ہاتھ پانؤن کے بھی طوطے اُڑا دیے ہین مگر کسی طرح ملکہ کو قرار نہین آتا اور بیقراری کسی طرح کم نہین ہوتی جب خواجہ
عبدالرحمن نے یہ دیکھا کہ مرسلہ کا سمجھانا اثر پذیر نہین ہوتا تو عبدالرحمن بھی مرسلہ کے ہمزبان ہو گئے الغرض مرسلہ
اور عبدالرحمن حبشی کے سمجھانے بجھانے سے فی الجملہ جی بہل گیا اور کچھ رقت تھمی کچھ حواس درست ہوئے کہنے لگی کہ
اے مرسلہ بہن اب تو ہی انصاف کر کہ جسکا راج چھٹا کہ سلطنت و شاہی یون مٹ جائے یون وطن سے بیوطن
ہو جائے عزیز و اقربا اپنے بیگانے سے چھٹے فوج و لشکر حکومت و سطوت لٹی اگر اسکا یہ حال ہو جائے تو کیا بیجا ہی اے
مرسلہ سلطنت کا لٹنا حکومت کا لٹنا احبا اعزا کا چھوٹنا کس کس بات کا خیال کرون اور کس کس کو روؤن اب تو نہ رہے

بیٹھی ہو اور نہ ہنستی بولتی ہو کوئی بات بھی ٹھیک نہیں رہی دل ہی بیٹھا ہوا گیا اے مہرسلطہ کوئی بات ذہن میں نہیں
آتی کیا کروں اور نہ تیغ جو حق محبت تھا اُسے ادا کیا مگر اے مہرسلطہ اگر دل بیقرار ہو جاے تو آدمی کیا کرے یہ سنکر مہرسلطہ نے
کہا کہ ملکہ یہ تو سب کچھ صحیح ہے مگر کوئی ساتھ ہو جاتا ہے تو کیا اُسی کا گھولوا کھودا کرتے ہیں اور فکر و تدبیر سے بالکل دست بردار
ہو جاتے ہیں ایسا تو ہرگز نہیں کرتے اور یہ تو دنیا میں کسی کا دستور نہیں یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اچھا اے مہرسلطہ تمہارا کہنا بھی
سہی کوئی تدبیر سوچو کوئی فکر کرو اس میں انشاء اللہ تعالی جہانتک ہو سکیگا بیدریغ کرونگی سنکے صبر ملکہ پر عذر ونگی یہ سنکر مہرسلطہ
نے سر جھکا لیا اور ایک تھوڑی دیر کے بعد کچھ سوچ کے سر زانو سے فکر سے اُٹھا کر کہنے لگی کہ اے ملکہ دیکھو تو میں کیا
کرتی ہوں آخر میں بھی تو اُسی عیار کی بیٹی ہوں کہ جسکی عیاری شہرۂ آفاق ہے تو یہی جو اس زمانہ میں کہاں عمرو کو میں
درست نہ بناؤں اور وہ دھوکا دوں کہ جو تمام عمر یاد کرے اے ملکہ اگر ملکہ قریشیہ کو نہ چھڑا لائی تو کچھ کام نہ کیا اور اپنا
نام پھر سے بدل ڈالوں اگر اس کام کو انجام نہ دوں یہ کہکر مہرسلطہ نے اسباب عیاری درست رکھی تھی پر آراستہ پیراستہ
کر کے قلم دوات و کاغذ اٹھا کر امیر حمزہ صاحبقران کو من جانب ملکہ آسمان پری ایک خط بدین مضمون لکھنا
شروع کیا کہ بحضور شاہنشاہ شاہنشاہان حلقہ فلک گوش گردن کشان زمانہ پیبادہ تاج داور رنگ شجاعت [illegible]
شہریاری مہر درخشندہ بختیاری شکنندۂ کمان رستم دستان ستارہ برین تو گیان کو ملک سلیمان صاحب گرز و علم دستان
خبر گیر درماندگان و بیکسان امیر حمزہ صاحبقران زید اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ بعد ادائے آداب تسلیم کے گذارش
قدیم عرض کرتی ہے کہ اللہ اکبر حضور کسقدر رحیم اس کنیز کو آپ نے اپنے صفحۂ دل سے سہو و محو کر دیا ایک مدت گذر گئی کہ حضور
نے خبر بھی نہ لی اور یہاں پھر وہ مصائب اور آلام گذر گئے کہ بیان تحریر سے باہر ہیں اور جنکے بیان میں زبان معترف
شکست اور قلم عاجز ہے اس کمبخت حرامزادہ عیار بازی شطرنج کے پیادے عمرو نابکار نالائق غدار کے ہاتھ سے
جسپر آپ کو کسقدر بھروسہ دعوی دوستی تھا ہمارا ستھراؤ ہوگیا اس کمبخت نے تمام پردۂ قاف کو تاخت و تاراج کر ڈالا ہزارہا
پریزادان ماہ پیکر کو تہ خاک کر دیا سیکڑوں بشر نکمے سے تباہ و برباد کر دیے تمام سلطنت میری خاک میں ملا دی
کل پردۂ قاف میں ویرانہ کر دیا ملکہ قریشیہ کو مقید بقید شدید کیا یہ کنیز مع عبدالرحمن جنی اور مہرسلطہ بنت عمرو
پردۂ قاف سے مفرور ہو کر قلعہ گلستان ارم میں چلی آئی ہے اب یہاں میرا یہ حال ہے کہ انسان دیکھی ہوئی جان کا کیا
ذکر ہے جانوران صحرا و مرغان ہوا تک اسپر حال زار پہ گریان و نالان ہیں اے امیر جب دل پر داغ سے آہ کھینچتی
ہوں تو سارا باغ جل جاتا ہے اور زیر فلک دوسرا آسمان پیدا ہوتا ہے اشعار کیونکر حال دل کہوں حال تباہ
کہنے کے قابل نہیں آہ آہ ستم کچھ جو ہوئے اے امیر کہوں کیا اسمیں مجال تقریر مختصر یہ ہے کہ اے امیر بالتوقیر
کنیز تخت پریزادان مع چند دیوان کوہستان روانہ لشکر ظفر پیکر سلطانی صاحبقرانی کرتی ہے ذات والا صفات
سلطانی سے امیدوار ہوں کہ فوراً مع فوج ظفر موج میری مدد و حمایت کو تشریف لائیے کھانا دانہ کہا ہے اتفہ بیان
وہ حد ہے اگر اس امر میں کچھ بھی تعویق ہو گی تو پھر اس کنیز کو نہ دیکھ پائیے گا اور سیدھا ہاتھ سے چلی جائیگی اور جب
خط تمام کیا القاب دولت و اقبال پایدار بلند باد و ثنا بارگاہ جون فلک پر نور باد و داد عدالت و مہر سے معدلت جمشید باد
او فریدون حشمت و رستم دل جمشید فر تیغ زن ہیبت عالم ناصر منصور باد یہ خط لکھا اپنی کمر میں رکھا اور ایک
پری کو بشکل آسمان پری متشکل کر کے اپنے ہمراہ لیا اور ملکہ سے عرض کی کہ اے ملکہ میں تو اب جاتی ہوں آپ اپنی عنایت
سے چند دیوون کو حکم دیجیے کہ تخت لیے ہوئے پیشت و زنانہ خواجہ پر متعین ہوں بحکم ملکہ آسمان پری چند دیو
تخت لیکر ادھر چلے اور ادھر سے مہرسلطہ جانب دربار خواجہ عمرو میں آئے فوج مغفری ہوا نہ ہوگی جلد جلد راہ طے کر کے

روانہ

دربار خواجہ میں پہونچی اطلاع کرائی کہ مرسلہ حاضر ہے اجازت حضوری کی خواستگار ہے فوراً اجازت حضوری حاصل ہوئی
مرسلہ دربار خواجہ میں گئی بصد آداب تسلیم عرض کی خواجہ نے کہا کہ کیون اسوقت تم کہان آئین تمھین ہمسے کیا مطلب ہے
ہمسے تو دور دور بھاگتی پھرتی ہو آخر آئی ہو تو بیٹھ جاؤ سلام کرکے مرسلہ بیٹھ گئی عمرو نے پوچھا کہ کیون مرسلہ آج تم کیون
آئین آخر تمھارے آنے کا سبب کیا ہے مرسلہ نے کہا کہ خدا حضور کو زندہ و سالم رکھے آپنے تو اپنے دل سے مرسلہ کو
بالکل سہو و محو کر دیا کبھی بھولے سے بھی نہ یاد کیا آخر مجبور ہو کر مین خود ہی حاضر ہوئی کہ جاکر زیارت سے مشرف ہوآؤن
عمرو نے کہا کہ خیر یہ تو باتین ہین تم تو ہمسے چھٹکی ہی چھٹکی رہتی ہو آج تمھارا آنا خالی از علت نہین ہے سچ بتاؤ کہ آج
کہان آئین مرسلہ نے عرض کی کہ حضور سچ یہ ہے کہ حضور کی الفت کھینچ لائی اور وجہ یہ ہوئی کہ آپ تو بالکل بے خبر
بیٹھے ہین قریشیہ کو قید کرکے بالکل مطمئن ہوگئے ہین اور اسکی خبر نہین کہ ملکہ آسمان پری کیا آفت ڈھایا چاہتی ہے
یہ سنکر عمرو نے کہا کہ کیا کیا جلد بیان کرکہ آخر معرکہ کیا ہے مرسلہ نے کہا کہ حضور معرکہ کیا ہے بات یہ ہے کہ آج ملکہ آسمان
پری امیر کو یہ خط لکھ رہی تھی کہ مین نے دیکھ پایا لیکن مین ٹال گئی جب وہ خط پورا کر چکی تو مین نے بہانے سے اس
خط کو لیکر کمر مین رکھا اور اُسے بیہوش کرکے اپنے ساتھ لیا اسباب شب روی مہیا کرکے مع خط او ملکہ آسمان پری
حاضر حضور ہوئی معلوم نہین کہ ملکہ کسقدر خط میرے اختفا مین امیر کو لکھ چکی ہے آج اتفاقیہ مین نے دیکھ پایا حضور اپنا
دشمن سمجھین تو دوست سمجھین تو ہون آپ ہی کی کہلاؤنگی آپ ہی کی مثل مشہور ہے کہ ہاتھی پھرے گاؤن گاؤن جسکا ہاتھی اسی کا
ناؤن آپ سے اور امیر سے اب بناو دشوار ہے اور ضرور ہی بگاڑ ہوگا تو مین کدھر کی ہونگی آپ سے چھوٹونگی وہ الگ اور
امیر اسپر کی چٹی سنکر جو میرا حال بنائینگے وہ علیحدہ بس یہ سوچ کر یہ سارے کرتب کرکے حضور مین چلی آئی کہ مثل مشہور ہے
آنبکا پھل انبہی مین خوب لگتا ہے اب امیدوار ہون کہ مجھے پردہ دنیا پر لیجیے اور آپکے نزدیک جو گستاخی
مجھسے ہوئی ہو اُسے معاف کیجیے اور لیجیے یہ خط اور ملکہ آسمان پری حاضر ہے جو چاہے سو کیجیے یہ کہکر وہ خط
خواجہ کو دیا خواجہ اس خط کو پڑھتے ہی بڑے غیظ و غضب مین آکے کہنے لگا کہ توسمی جو آسمان پری کو قید مین سڑاکر
نہ مار ڈالون وہ آزار پہونچاؤن کہ آسمان پری ساری عمر یاد کرے اور امیر کی تو ساری عمارت خاک مین ملادون
توسمی اور اے مرسلہ تو نے تو وہ کام کیا ہے کہ جسکی ہرگز تجھسے امید نہ تھی اس بارہ مین مین جہانتک شکریہ ادا کرون
بجا ہے یہ کہکر مرسلہ کو گلے سے لگا لیا اور ایک مالا زمرد کا جو اپنے گلے مین پہنے تھا اُتار کر مرسلہ کے گلے مین ڈالدیا اور نہایت
اکرام اور اعزاز سے اپنے قریب جگہ دی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ اے مرسلہ مین تجھے انشاء اللہ العزیز بردہ دنیا
پر لیجاکر بڑی دھوم سے تیری شادی کردونگا تو گھبرائی کیون ہے اور بھلا امیر کی تو کیا حقیقت ہے جو میرا مقابلہ کرسکے اور
اُس لشکر پر یزدان و دیوان کی بھی یہ مجال ہے جو میرے سامنے آئیگا لا حول و لا قوۃ الا باللہ واللہ اکبر رسی جل گئی بل باقی ہے
ملکہ آسمان پری کے اس بیٹھنے پر بھی یہ خیالات تھے اور اینٹھ یہ ہوا ہے تجبر و تکبر سر مین بھری تھی اے مرسلہ اب تو میری
سرکار کی مختار ہے جا جلد اسکو بھی ملکہ قریشیہ کے پاس قید کرا اور دربانون کو حکم کردے کہ خبردار ملکہ آسمان پری لاکھ لاکھ
خوشامدین کرے لیکن بالکل اعتنا نہ کرنا اور قریشیہ سے کچھ زیادہ یہ سختی سے پیش آنا کہ یہ بڑی معتوب ہے اس کمبخت نے بڑی
آگ لگانا چاہی تھی یہ سنکر مرسلہ کے قلب محزون کو انتہا کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے دل مین کہنے لگی کہ الحمد للہ
یہ عیاری ہماری کارگر ہوگئی اور یہ دربار یکسر دام تزویر مین آگیا دیکھو تو اب کیا دل لگی ہوتی ہے یہ خیال کرکے
باپ کے پاس سے اٹھی اور اس مصنوعی آسمان پری کو لیکر قید خانے کی طرف روانہ ہوئی دربانون کو خبر تو پہونچ ہی
چکی تھی کہ خواجہ نے مرسلہ کو اپنے گھر کا مختار کردیا مرسلہ کو دیکھتے ہی تمام ملازمین نے اُٹھکر نہایت آداب سے

مچا کیا اور ہرسلہ سے کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہے ہرسلہ نے کہا کہ ایک مغضوب سلطانی کو قید کرنے لائے ہیں دروازہ قیدخانہ جلد کھولو فوراً دربانون نے دروازہ کھولا اور ہرسلہ کو دعائیں دینے لگے ہرسلہ نے کچھ مٹھائی دربانون کو تقسیم کی کہ میں نے یہ مٹھائی نذر کی تقسیم کی ہے یعنے نذر مانی تھی کہ جب میں اپنے باپ سے ملونگی تو غربا کو شیرینی تقسیم کرونگی سو تم بھی لیکر کھاؤ خلاصہ اینکہ اُس مٹھائی کا کھانا تھا کہ دربان تو سب کے سب بیہوش ہو کر گرے ہرسلہ نے سبھون کے سر کاٹ ڈالے اور خود داخل قیدخانہ ہوئی ملکہ قمرلیشیہ کے ہاتھ پانون سے ہتھکڑی بیڑی کاٹ کے دیوار قیدخانہ کی طرف سے پھاند کے قریب اُس تخت کے آئی جو پہلے سے ملکہ آسمان پری بھیج چکی تھی ہرسلہ مع اُس مصنوعی آسمان پری اور ملکہ قمرلیشیہ کے اُس تخت پر بیٹھکر نہایت جلد راہ طے کر کے قلعہ گلستان ارم میں پہونچی اب سنیے کہ ہرسلہ جا کر کیا دیکھتی ہے کہ ملکہ آسمان پری بیہوش ایک درخت کے نیچے پڑی ہوئی ہے فقط دم کی آمد و شد باقی ہے اور یہ حال ہے کہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ اب کوئی دم کی ہوا کھا رہی ہیں ہرسلہ نے جا کر کیوڑے گلاب کے چھینٹے دے کر ہوشیار کیا جب ذرا ملکہ آسمان پری ہوشیار ہوئی تو ہرسلہ نے کہا کہ لو ملکہ مبارک ہو کہ ہرسلہ ملکہ قمرلیشیہ کو چھڑا لائی اُٹھو اور ملکہ قمرلیشیہ کو گلے سے لگاؤ یہ سننا تھا کہ ملکہ آسمان پری کہاں کہاں کرتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی اُدھر سے ملکہ قمرلیشیہ بڑھی دونون آپس میں گلے ملکر بیہوش ہو کر گر پڑیں ہرسلہ نے کیوڑا گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا تمام حالات ملکہ آسمان پری نے اپنے اور ملکہ قمرلیشیہ نے اپنے بیان کیے جب یہ سب باتیں ہو چکیں تو ملکہ قمرلیشیہ نے کہا کہ اب تک تو جو کچھ ہونا تھا ہوا مگر اب تو یہ جی چاہتا ہے کہ دزد بارگ گردن سے بغیر لڑے نہ باز آؤن اور بغیر مارے نہ چھوڑون ہرسلہ نے کہا کہ اے ملکہ لڑائی سے کیا فائدہ ہے جو مطلب تھا حاصل ہو گیا آپ کو حق تعالے نے قید سے رہائی دی دونون آدمی آپس میں ملنے لگے ملکہ قمرلیشیہ نے کہا کہ اے ہرسلہ تم نے جو احسان ہمپر کیا اُسکا شکریہ تو کسی طرح ہم ادا نہیں کر سکتے اگر ہر بن مو میں ایک ایک زبان پیدا ہو تب بھی تمھارا شکریہ نہیں ادا ہو سکتا لیکن اے ہرسلہ اس امر میں مجھے مانع نہ ہو کہ یہ حسرت بھی دل میں نہ رہ جائے یہ تو ممکن نہیں کہ خواجہ آئے کے ساتھ ہی ہمارا لقمہ کرے ہم بھی دو چار کو ضرور واصل فی النار کر کے مرینگے اگر خدا نے فتح دی تو سبحان اللہ پھر کیا کہنا ہے اور اگر خدانخواستہ خدانخواستہ شیطان کے کان بہرے امر نوع دگر ہو گیا تو خیر یہ ذکر ہی باقی رہ جائیگا کہ ایک عورت بھی کسطرح لڑی یہ کہکر تمام اسباب جنگ مہیا کرنا شروع کیا اب اُدھر کی سنیے کہ خواجہ کو خبر پہونچی کہ ہرسلہ بڑا مکر کر گئی اور بڑی زبردست عیاری کر گئی ملکہ قمرلیشیہ کو چھڑا لے گئی کل قیدخانہ کے دربانون کی گردنیں کاٹ کر ڈال گئی خواجہ نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہنے لگا افسوس بڑا دھوکا دے گئی خیر سمجھا جائیگا اپنے ملازمین سے کہنے لگا ذرا دریافت تو کرو کہ ہرسلہ کدھر گئی اور قمرلیشیہ کو کہاں پہونچا آئی معلوم ہوا کہ قمرلیشیہ اور ہرسلہ اور آسمان پری سب کی سب قلعہ گلستان ارم میں ہیں اور تیاری جنگ کر رہی ہیں خواجہ یہ سنکر نہایت متردد ہوا کہنے لگا کہ اب کیا کرون ایک عورت کا کیا مقابلہ کرون اگر مقابل ملکہ نہیں نکلتا تو خلاف مردانگی ہے اور اگر مقابلہ کیا اور قمرلیشیہ میرے ہاتھ سے ماری گئی تو خلق خدا کیا کہیگی کہ ایک عورت کو مارا تو کیا مارا بڑی دیر تک خواجہ اس کشمکش و پیچ میں نہایت متردد و متفکر رہے کہ کیا کرون کیا نہ کرون آخرکار اسی امر پر رائے خواجہ کی مستقل ہوئی کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو مقابلہ ملکہ کو نکلنا بھی اگر فتح میسر ہوئی تو قمرلیشیہ اور آسمان پری اور اُس ہرسلہ نکتہ کا وہ حال کرو کہ قید شدید میں سڑا سڑا کر مار ڈالو اور اگر خدانخواستہ شکست ہو گئی اور مارے گئے تو ہم ع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد مگر خوب اچھی طرح درست ہو کر ملکہ قمرلیشیہ کا مقابلہ ضروری ہے شکست و فتح نصیبون سے ہوتے ہیں مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا ہے جو کچھ ہو مقابلہ خوب جی کڑا کر کے کر لینا چاہیے آگے وہ مالک ہے یہ سوچکر خواجہ نے بھی تمام جنگ کا سامان مہیا کیا اور قریب صبح متصل قلعہ گلستان ارم پہونچکر نقارہ رزمی پر چوب پڑی

نقارهٔ رزمی کی آواز پہونچتے ہی ملکہ قمرشیہ بھی سلاح جنگ و فوج درست کر کے قلعہ سے باہر آئین فوج ملکہ مین بھی طبل جنگ بجا
دونون صفین آراستہ ہوئین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح دونون جانب سے آراستہ ہوئے خواجہ خود لشکر مین ایستادہ ہوئے
شقلیں لیے بہادرین نفریت بن عفریت دیو سر نکال اور دیو نر نکال وغیرہ بڑے بڑے دیوان تہمتن اور پہلوانان نامی
داہنے بائین فوج کے آکر کھڑے ہوئے ادھر ملکہ کی فوج بھی درست ہوچکی تھی وہ بھی قلب فوج مین آکر کھڑی ہوئی دیو برق گرد
اور دیو کیوان گرہی وغیرہ داہنے بائین ملکہ کے آکر کھڑے ہوئے جب دونون فوجین مرتب ہوچکین تو خواجہ نے آواز دی
کہ منم نائب ابلیس کہ گذارم ترا ہشیار باش کہ مین قریب آگیا ابھی کہ جو تم سب کو زنجیرون مین باندھ باندھکر قید شدید مین ڈالکر
نہ مار ڈالون یہ سنکر ملکہ قمرشیہ نے جواب دیا کہ واہ چچا جان کیا کہنا سبحان اللہ آپ سے اس سے زیادہ امید تھی تو سہی جو
ہمکو چچا ہی بنا کر چھوڑون خوب تمنے چچاگری ادا کی ہم تو تمھین اپنا عمو سمجھتے تھے امیر کو تمپر کسقدر بھروسا اور کیا الطاف و
عنایات تھی مگر تم بڑے ہی نمک حرام نکلے خوب حق عزت ادا کیا اور بڑی نمک حلالی کی دیکھو زبان سنبھالو کیا لاف وگزاف
واہیات پوچ کلمات زبان سے نکالتے ہو ایسا نہو کہ زبان گدی سے کھینچ لیجائے اور تمھین اس کردار ناہنجار کی سزا ملے
آخر اپنی رزالت کی پاداش دیکھو اور سارا بانی زاوے اپنے افعال پر نادم ہوکر رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آ ورنہ وہ سزا ملیگی جو ساری
عمر کو یاد کریگا کیا خوب ہمارے سامنے اور یہ مجال واہ واہ کیا خوب نائب ابلیس بنے ہین یہ سنکر خواجہ نے کہا کہ اے
ملکہ مجھکو تمھارے حال پر رحم آتا ہے کہ تمھارے باپ سے اور مجھسے دوستی ہے ابھی اتنی بڑی قید سے چھوٹی ہو ہوش و حواس
بجا نہین ہین جاؤ کیون اپنے تئین مبتلا ہوتی ہو ورنہ وہ حال تمھارا بناؤنگا کہ ساری عمر یاد کروگی یہ سنکر ملکہ کو غیظ آگیا کہنے لگی
کہ اجی خواجہ صاحب اگر کچھ دعوی دلاوری ہے تو بسم اللہ میدان مین نکل آئیے یہ گیدڑ بھبکیان تو کوئی اور سنتا ہوگا یہ کہکر ملکہ آگے
بڑھین اور ادھر سے خواجہ نے دیو شاپور کو حکم دیا کہ او شاپور کیا دیکھ رہا ہے لینا ملکہ زندہ نہ جانے پائے یہ سنتے ہی شاپور
دار ہمشاد پکڑ کے آگے بڑھا اور ملکہ قمرشیہ پر بڑے زور مین ایک ہاتھ جمایا ملکہ نے اسکی چوٹ کو خالی دیکے تیغ سلیمانی کا جو ایک
وار کیا تو سر پر چمکا اور جگرگاہ تک پہونچکر برابر دو ٹکڑے کیے دیو شاپور کا مارا جانا تھا کہ عمرو کی آنکھون مین جہان اندھیر ہوگیا
کیونکہ شاپور بہت بڑا پہلوان اور خواجہ کے لشکر کی جان تھا اسکے مارے جانے سے لشکر عمرو کا گویا بیجان ہوگیا عمرو نے
پکار کر اپنی فوج کو للکارا کہ بہادرو خبردار ملکہ جانے نہ پائے چہار طرف سے وار چلین کہ ملکہ نکلنے نہ پائے یہ سننا تھا کہ ادھر سے
فوج خواجہ اور ادھر سے فوج ملکہ آگے بڑھی دونون لشکر آگ کی طرح ملکے مقابل ہوئی فوج سے آگے فوج ہٹے جس طرح موج سے
موج ہوئی غٹ پٹ اور وار چلنے لگے ہر آنین ہتھیار چلنے لگے وہ معرکہ عظیم پڑ گیا جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی ہزارون کے
وارے نیارے ہوگئے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگ گئے فوج ملکہ بھی ایسی بہادری سے لڑی کہ بڑے بڑے
دلاورون کے چھکے چھڑا دیئے ہر شخص کی زبان پر جاری تھا کہ سلف سے آجتک کوئی عورت ایسا نہین لڑی ہر طرف سے
صداے تحسین و آفرین بلند تھی شقلیں لیے بہادرین فوج ملکہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا فوج خواجہ کو یقین ہوگیا کہ اب کسی طرح
فتح میسر نہو گی لیکن خواجہ برابر غیرت دلا رہے ہین برابر آوازین دے رہے ہین کہ ای بہادرو جی نہارو عنقریب فتح
مظفر و منصور ہوا چاہتی ہے مگر قدم فوج کے نہین تھمتے اور ہمراہیان ملکہ کو یقین ہوگیا کہ اب فتح ہوئی اور اب فوج خواجہ مفرور ہوئی
ملکہ بھی اس جوش مسرت مین آگے بڑھکر سیر دیکھنے لگین اور فوج کو تحسین و آفرین کرنے لگین مگر دیکھیے بنکر بگڑنا اسے کہتے ہین
اور چون قضا آید طبیب ابلہ شود کا مصداق یہان پر صادق آتا ہے کہ کوئی تدبیر کارگر نہوئی جنگ مغلوبہ تو تھی ہی اس ہنگامہ
عظیم مین ایک زخم ملکہ کی پیشانی پر لگا ملکہ نے یہ خیال کر کے کہ مبادا فوج بددل ہوجائے تخت کو پیچھے ہٹایا کہ دفعتہً آثار
ہزیمت پیدا ہوگئے اور سارا کیا دھرا خاک مین ملگیا فتح ہوکر شکست ہونا اسی کو کہتے ہین جسکو خدا بناتا ہے تو یون بناتا ہے

اور جسکی بگاڑتا ہی تو یون بگاڑتا ہی عبد الرحمن جنی نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ بڑا غضب ہو گیا ابتک کل ساعات اور سیارات موافق تھے مگر اب آپکے سیارات سب مخالف ہو گئے ہین اب قیام کرنا کسی طرح مناسب نہین ہی اور در صورت قیام جانبری ممکن نہین ہی اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی اگر جان بچانا منظور ہی اور اتنے بندگان خدا کی جان کی حفاظت چاہیے ہی تو یہان سے بھاگ چلیے اور اپنے تئین طلسم خارستان سلیمانی مین گرا دیجیے جب تو جان بچتی ہی ورنہ ہلاکت کا سامنا ہی یہ سنکر ملکہ نے لشکر کو آواز دی کہ بھائیو اب ساعات اور سیارات ہمارے بگڑ گئے اور اب ٹھہرنا مناسب ہی لہذا ای دیوان تہمتن وای یاران وطن جسکا جدھر جی چاہے اُس طرف چلا جاے جسکا جدھر سینگ سماے منھ اٹھا کے چلا جاے اب بضرورت مصلحت ہم طلسم خارستان سلیمانی کو جاتے ہین جسوقت ہمکو ضرورت ہوگی فوراً طلب کر لینگے یہ سننا تھا کہ فوج ملکہ کی متفرق ہونے لگی دو دو چار چار دس دس بیس بیس جانا شروع ہو گئے جسکا جدھر سینگ سمایا ہوا اُدھر چلا گیا اور اُدھر سلمہ اور عبد الرحمن جنی اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشیہ نے اپنے کو طلسم خارستان سلیمانی مین پہونچایا اور درہ کوہ پر عبد الرحمن نے ایک میل نصب کر کے بخط جلی لکھدیا کہ جو کوئی یگانہ و دوست امیر حمزہ صاحبقران کا اس طرف سے گذرے اُسے لازم ہی کہ ہمارے حال پُر اختلال سے مطلع ہو کر ہماری رہائی کی فکر کرے کہ ہم بسبب گردش فلکی کے تباہ و برباد ہو کر عمرو نامنجار کے ہاتھ سے اپنے وطن و سلطنت سے چھوٹ کر طلسم خارستان سلیمانی مین بھاگ کر آے ہین عبد الرحمن نے ادھر تو یہ میل نصب کیا اور اُدھر سے بچ کر چارون کو اُٹھا لے گئے اب یہانکا حال سنیے کہ جب خواجہ نے دیکھا کہ میدان فوج مخالف سے خالی ہوا اور اپنی فتح ہوئی تو فوراً اسنے اپنی جانب سے دیو سر نگال کو پردہ قاف کا حاکم کیا اور دیوان تہمتن اور ساحران زبردست کی بیشمار فوج کہ جسکی تعداد قریب بارہ لاکھ کے ہوئی ہی اپنے ہمراہ لیکر واسطے مقابلہ امیر حمزہ صاحبقران کے روانہ ہوا اور دیو سر نگال کے پاس بھی ستر ہزار فوج معین کی کہ وقت ضرورت کے کام آسکے

اب ہوتے گلہے داستان نقابدار یاقوت پوش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب نقابدار یاقوت پوش نے خبر محاصرہ پردہ قاف کی سنی تھی کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے پردہ قاف کا محاصرہ کیا ہی اور عنقریب ملکہ آسمان پری اور خواجہ سے جنگ ہوا چاہتی ہی تو فوراً نقابدار مع فوج بیشمار کے کہ جسکی تعداد قریب بائیس ہزار کے تھی کمک ملکہ کے لیے روانہ ہوے تھے اب جو پردہ قاف کے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ آسمان پری اور عبد الرحمن جنی اور سلمہ بنت عمرو قلعہ گلستان ارم مین بھاگ کر گئے اور ملکہ قریشیہ مقید بہ قید شدید ہوئین تمام پردہ قاف بدست عمرو و تاج و تخت ہو گیا اس سار بان نژاد نے ہزار ہا پریزادون کو قتل بتیغ کر ڈالا آخر کار بعد چندے بعیاری سلمہ بنت عمرو ملکہ قریشیہ رہا ہوئین اور بعد رہائی کے ملکہ قریشیہ اور خواجہ مین فوج کشی ہوئی ملکہ قریشیہ بڑی دلاوری سے لڑین مگر بمشورہ عبد الرحمن جنی طلسم خارستان سلیمانی مین بھاگ کر چلی گئین اور عبد الرحمن جنی نے درہ کوہ پر ایک کتبہ بخط جلی لکھکر نصب کیا ہی کہ جو دوست و یگانہ امیر کا اس طرف آجاے لازم ہی کہ ہمکو اس طلسم سے نجات دے اور خواجہ بعد اس جنگ کے دیو سر نگال کو پردہ قاف کا حاکم کر کے امیر کے مقابلہ کو روانہ ہوا یہ خبر وحشت اثر سنکر نقابدار یاقوت پوش کو انتہا کا قلق و اضطرار ہوا دست تاسف زانو سے غم پر مارا اور کہنے لگے کہ افسوس دلکی آرزو دل ہی مین رہ گئی اور علاوہ برین ملکہ آسمان پری اس بلا مین مبتلا ہو گئین بعد اُسکے اپنے ارکین فوج سے نقابدار نے کہا کہ اب تو جس قصد سے گھر سے چلے بغیر اُسے پورا کیے واپس جانا خلاف ہمت مردانہ ہی اگر ملکہ مبتلاے بلا ہو گئی تو ہو گئی شاہ و شہریار اکثر بلاؤن مین مبتلا ہوتے رہے ہین اگر مدد خدا شامل حال ہو جاے تو پہلے اس دیو سر نگال کو مار کر پردہ قاف سے ہٹا دیجیے بعد اُسکے ملکہ کی رہائی کی فکر کیجیے خدا وند کریم قادر و حاکم ہی سمجھا جائیگا اب تو دل افگندیم

بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا ہر چہ بادا باد اللہ مالک ہی اگر ہم حق پر ہین تو البتہ فتح دیگا یہ کہکر دیو سر نگال کے پاس کہلا بھیجا کہ او مردود اگر تجھے اپنی جان بچانا ہو تو فوراً حکم کے سنتے ہی پردہ قاف کو خالی کردے اور مقارہ بال سے ہاتھ باندھکر چلا آ ہماری اطاعت اختیار کر اور اگر کچھ دم داعیہ ہو تو ہمارے مقابلے کو نکل آ لیکن اتنا سمجھ لے کہ تیرے ولی کہ منگر خواجہ عمرو کی بھی یہ حقیقت اور مجال نہین ہی کہ ہمارے مقابلے کو نکلے جسوقت یہ پیام غیظ التیام نقابدار یاقوت پوش کا دیو سر نگال کو پہونچا نہایت طیش مین آیا اور کہلا بھیجا کہ میان صاحب تم تو تم تمھارے صاحبقران کی بھی یہ مجال ہی کہ ان دیوان زبردست کے مقابلے کو آسکینگے یہ تو صرف تمھاری لاف وگزاف ہی لیکن مین نے سنا ہی کہ تم ملکہ آسمان پری کی کمک کے لیے بمقابلہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے تھے تو تمھاری آرزو دل مین کیون رہے اگر موت ہی تمھاری یہان لائی ہی تو تمکو بھی کوئی عذر نہونا چاہیے اگر دعوی ہو تو کل صبح کو میدان مین نکل آئیے سمجھ لیا جائیگا جسوقت یہ جواب دیو سر نگال کا نقابدار کو پہونچا نقابدار یہ سمجھے کہ اللہ اکبر بڑا کبر آمیز پیام بھیجا ہی معلوم ہوتا ہی کہ نہایت متکبر شخص ہی خیر اب زبان تیغ سے اسکا جواب دیا جائیگا یہ کہکر شب بھر تیاری سپاہ مین بسر کی صبح کو طبل جنگ بجوا دیا اشعار

جنگ پر ہر جوان چسپت ہوا
جو کہ نزدیک ہوا اسے مارین
تھے جو نامی جوان ہراول تھے
اسقدر تھا عروج تیغ زنی
شیر کی طرح سب وہ تھے آگے
ایک حملے مین کیجیے صف شکنی
میمنہ میسرہ درست ہوا
تو لیے تیغ زن نے تلوارین
جب میدان درست ہو چکا

نقیبون نے نہیب دی اور یہ خبر دیو سر نگال کو پہونچی کہ لشکر نقابدار کا درست ہو چکا بس فوراً اس خبر کے سنتے ہی دیو سر نگال بدین خیال کہ نقابدار کی فوج کی کیا حقیقت ہی فقط سپاہ دکھا دینے مین بھاگ نکلیگی ایک بارہ ہزار فوج لیکر یکبارگی لشکر نقابدار پر خلاف قواعد جنگ آکر گر پڑا ایک شور وغوغا محشر انگیز برپا ہوا اور شمشاد چوب چماق اور دشت بہنگ چلنے لگے نظم

ہر طرف دار وگیر کا غل تھا
سر پہ تلوار جبکہ چلتی تھی
برق انداز کی چلی گولی
ایک خنجر اٹھا کے بیٹھا تھا
کوئی نیزہ دکھا کے جاتا تھا
ساحرون کی نفیر کا غل تھا
تنگ کے نیچے سے نکلتی تھی
تھی عجب طرح کی وہان ہولی
ایک شمشیر کھا کے بیٹھا تھا
کوئی لڑنے سے جی چراتا تھا
دے رہے تھے صدا شور وفغان
تیر جسکا چلا وہ سار ہوا
کسی جا نیزہ تھا کہین تھے تیر
کوئی زخمون سے تھک آرہی تھا
سارے جانباز خون مین سرشار
جس سے ہلتا تھا گنبد دوران
زخمی مرکب فنا سوار ہوا
ہوتا تھی ہر جگہ گریبان گیر
کسیکو وقت دم شماری تھا
بھیمان زخمون کی گلے کا ہار

بڑی گھمسان سے جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے برابر فوج دیو سر نگال کی ہزیمت کھانے لگی دیوون کی بستی اجڑنے لگی فوراً دیو سر نگال نے سحر کا ابر بنا کر آسمان پر اڑایا کہ اس سے شعلے آگ کے گرنے لگے فوج نقابدار کی جلنے لگی اور آثار ہزیمت پیدا ہوے فتح کے بدلے شکست ہونے لگی یہ رنگ جو نقابدار نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت ہوئی فوراً ناد علی پڑھکر علم سعادت شیم کے پھریرے پر دم کری ناد علی کا علم کے پھریرے پر دم کرنا تھا کہ فوراً فوج سر نگال مین کھلبلی پڑگئی وہ ابر بھی غائب ہوگیا اور ساحران فوج بھی بھاگنے لگی یہ رنگ جو دیکھا نقابدار نے پکار کر کہا اشعار

لڑنے پہ چست اب کمر رکھو
اپنے اللہ پر نظر رکھو
مرد مردانہ وہ دلیر ہوے
فوج روباہ پر وہ شیر ہوے

پھر لڑنا شروع کیا جو ساحر سحر کرتا تھا فوراً رد ہو جاتا تھا سحر پھر وہان ایک شور برپا تھا بلکہ شور نشور کو با تھا یہ دیکھا کہ فوج دیوان کو ہزیمت ہوا چاہتی ہی گھوڑا بڑھا کے آگے آئے اور باواز بلند پکار کر کہا کہ او سر نگال ہوکہ غفلت مین سرشار ہی موت تیرے سر پر آ برابر ہوئی یہ کہکر تیغہ سلیمانی پکڑ کر آگے بڑھے نقابدار کا آگے سر نگال زمین پر گر کے بشکل فیل متشکل ہو کے چیختا چنگھاڑتا شعلے آگ کے منہ سے نکلتے ہوے نقابدار نے وہ اسماء الہی جو حضرت سلیمان نے عالم رویا مین تعلیم کیے تھے تیغ پر دم کر کے د

خوب مضبوط پکڑ کے جو اُسپر ایک وار کیا تو برابر دو حصے کردیے لشکر سرنگال مین آواز الامان الامان بلند ہوئی نقابدار نے آواز دی امان بشرط ایمان سبھون نے ایمان قبول کیا نقابدار نے سبکو امان دی نذرین فتح کی گذرنے لگین نقابدار بھی نہایت خوش ہوا اہتمام ارکان سلطنت اور اعوان مملکت اور افسران شاہی مین تہنیت فتح کی چلنے لگین جب نقابدار نے دیکھا کہ اب سب طرح کا اطمینان ہوا اور کوئی خرخشہ باقی نہین رہا تو اب طرف تختگاہ و بارگاہ ملکہ آسمان پری کے بدین قصد روانہ ہوے کہ آج شب بھر وہان قیام کرینگے صبح کو روانہ طلسم ہونگے یہ خیال کرکے طرف بارگاہ ملکہ کے روانہ ہوے اب وہان جاکر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک باغ لگا ہی باغ مین ہر وقت گل و بلبل کے ترانے اور عیش و عشرت کے افسانے گرم رہتے تھے اب وہان کیا حال ہی کہ زاغ و بوم کے آشیانے ہین جس جگہ ہر وقت صدا سے نغمۂ ساز آیا کرتی تھی اب وہان ہو مار رہا ہی کہ کھڑے ہونے کو جی نہین چاہتا جس باغ مین کہ ہر وقت خوشبوے گلہاے رنگارنگ آیا کرتی تھی اب وہان بعوض اُس بہار کے صحرائی پھول لگے ہوے ہین ڈھیرون گھاس لگی ہوئی ہی جن درختون پر کہ زربفت کے تھان چڑھے تھے اب اُن درختون پر وہ جانور بیٹھے ہین کہ جنکی صورت سے تنفر معلوم ہوتا ہی غرض عجب حالت ہی جو اوس چمن پر نئی مصیبت ہی اشعار عبرت آثار

تحل پت جھڑ ہوسے اور ٹوٹی ہری ہین شیر
نشہت سقری کے اسیجا نظر آسے دو چار
چشم نرگس تھی کرشمے ہین جہان باصد ناز
زلف سنبل سے کلتی تھی جہان بیسے تار
بصد آہ و بدم سرد بصد سوز جگر
دے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

خاک اڑتی ہی ہر اک سمت سے ہین خس خارو
مسکراتا تھا جہان غنچہ و گل ہنستا تھا
وان تو اب خاک نہین بہار چمن ہی ہمسا
دیکھتے کیا ہین کہ سوکھی ہی اک شاخ اوپر
دیکھکر سوے چمن کہتی ہی با نالہ و زار

جس جگہ جلوہ نما رہتے تھے سرو شمشاد
اشک شبنم کہ تھی قطرے کے روان تھے اتنا
وہ مکان جاے تعفن ہی سبحان اللہ
عندلیب ایک ہی بے بال و پر و دل افگار
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

غرض عجیب ایک عشرتکدہ معلوم ہوتا ہی صاف یہ ثابت ہوتا ہی کہ کسیوقت اس باغ مین ایسی بہار تھی کہ اصل علی محمد و آل محمد نقابدار نے فاعتبروا یا اُولی الابصار اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے ہوے آگے بڑھے ایک تھوڑی دور کے بعد کیا جاکر دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری معلوم ہوئی مگر حال یہ ہی کہ جو دروازون پر پچی کاری اور میناکاری کی ہوئی تھی اُسپر ستون گرد اڑ اڑکر پڑی ہوئی ہی کہ سب نقش و نگار اُسکے مٹ گئے ہین درون مین جو زربفت کے پردے پڑے ہوے ہین اُسپر بھی ڈھیرون خاک پڑی ہوئی ہی اور ہوا سے اُڑ اُڑکر ادھر ادھر پردے گر رہے ہین گویا اُس چوکھٹ پر سر ٹپک رہے ہین غرض ایک عجب عبرتناک مقام معلوم ہوتا ہی نقابدار پردہ اُٹھاکر اندر بارہ دری کے گئے لیکن باغ سے بھی بدتر حالت پائی جہان جہان فرش زری بچھا ہوا تھا اُسپر وہ تنق خاک کے تودے جمع تھے وہ دالان صحرا سے ہولناک معلوم ہوتا ہی جابجا کبوتران صحرائی اور جانوران وحشی نے اپنے آشیانے بنالیے ہین تنکون کے ڈھیر جابجا پڑے ہین جنگلی جانورون کی آوازین آرہی ہین جن درون پر منقش پردے پڑے ہوے ہین اُنکے بیل بوٹون پر جانورون کی بیٹ اسقدر پڑی ہی کہ بالکل نقش و نگار جاتے رہے ہین کہین جام و سبو اور صراحی اوندھے پڑے ہوے ہین غرض جملہ اسباب عیش جمع ہین کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ اس مقام پر سلیمان جہان کا ایک بڑا مجمع رہتا تھا اور یہ دربار کسی شہنشاہ اولوالعزم شوقین و حسین کا ہی گردش فلکی سے تباہ ہوگیا ہی غرض یہ حالت دیکھکر نقابدار کو اسقدر عبرت ہوئی کہ قدرت خدا اور خوف الٰہی کے خیال مین اسقدر روے کہ روتے روتے بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش آیا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے عرض کرنے لگے کہ بار الٰہا شکر ہی تیرا کہ تونے اس ہنگامے کو فتح کیا اور ہر جنگ زبردست پر مجھکو ظفر دی میرا منھ اس لائق نہ تھا اور میرے اعمال ہرگز اس لائق نہ تھے کہ جیسی تونے فتحین لاکھ لاکھ اور کرور کرور تیرا شکر ہی خدایا یہ بندۂ عاجز بدین الکن زبانی کب تیرا شکریہ ادا کرسکتا ہی مصرع جو کچھ

ہوا فقط تیری امداد سے ہوا اب بار خدایا اسقدر اور امیدوار ہون کہ تو اس طلسم کو بھی میرے ہاتھ سے فتح کردے ابھی
نقابدار یہ دعا کر رہے تھے کہ مرغ سحر نے اذان دی سفیدۂ سحری نمودار ہوا اُٹھکر نماز ادا کی شہریار روز دیگر کاین یہان پُرغرور
یافت از سر چشمۂ خورشید نور + ترک روز آخر بایں رین سپہر + ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر دیگر شب گئی نور کا ہوا تڑکا
پتا پتا نسیم سے کھڑکا ۔ صبح سے فارغ ہوکر حکم دیا کہ سب لشکر و کل افسر اسی باغ مین قیام کرین اس بارہ دری
و باغ کو قابل بود و باش بنالیا جائے ہم طلسم خارستان سلیمانی کی طرف جاتے ہین اگر خدا نے مدد کی تو اس طلسم
کو فتح کرکے پھر آملینگے یہ کہکر سبھون سے رخصت ہوکر چند آدمی رفیق با تحقیق اور شفیق بالتصدیق جنسے پورا پورا اعتماد
اور یک روح و دو قالب کا معاملہ تھا انکو اپنے ہمراہ لیکر طرف طلسم خارستان سلیمانی کے روانہ ہوے اب اسوقت کا سمان قابل
دید تھا وہ صبح دم ہواے پُرفزا کا چلنا اور ہر چہار طرف گلہاے رنگا رنگ کا کھلنا جا بجا بلبلون کا چہکنا اور جانورون کا بولنا
فاختہ کی کوکو قمریون کی حق سرہ کہین پہاڑی چشمے جاری کسی جا پھولون کی گلکاری کہین شاخہاے سبز کے سرون پر پھولون
کی ٹوپیان کسی جا نازنینان چمن پر باد صبا کے جھوکون سے پھولون کی چھپیان گیاہ سبز کا فرش گویا مخمل کاشانی اور اسمین گلہاے
رنگا رنگ کوئی سرخ کوئی زرد کوئی آسمانی کسی جا درختان سبز کا فرحا مسرت اور انتہاے عشرت اور نزول رحمت کے مستانہ وار
یہ باد ایزد غفار گویا ایک عالم وجد مین جھومتا اور کہین باد صبا کا مثل معشوق چلنا کہ گویا عالم بے اختیاری مین آکر غنچہ ہاے
نورسیدہ کا منھ چومنا غرض ایک عجیب عالم وجد تھا اور قدرت خدا کا ایک ادنی نمونہ تھا نقابدار مع رفقاے جان نثار یاد
خدا کرتے اور اس معبود حقیقی کا دم بھرتے ہوے شوق فتح طلسم مین چلے جاتے تھے کہ یکایک بعد طے مراحل اور قطع منازل
کے منزل مقصد پر پہنچے اور سامنے سے وہ پہاڑ دکھائی دیا جسپر عبد الرحمن جنی نے وہ میل نصب کرکے کتبہ لکھا تھا اسکا
دکھائی دینا تھا کہ نقابدار بے اختیار ہوگئے اور جلد جلد گھوڑا [illegible] کرکے مع رفقا متصل اس پہاڑ کے پہونچے اس کتبہ کو
پڑھکر ایک صدمۂ عظیم نقابدار نامدار کے دل پر گذر گیا چاہا کہ فورًا اپنے تئین اس طلسم مین گرادین کہ رفقا نے بڑھکر ہاتھ پکڑلیا
اور عرض کی کہ حضور کیا غضب کرتے ہین اے نقابدار یہ دستور صاحبقران کا ہرگز نہین ہے جو حضور عمل مین لاتے ہین کہ بے
سمجھے بوجھے اپنے تئین کسی مقام مخوف مین گرادیجیے تحمل اور اسقدر بیتاب نہ ہوجیے دیکھیے کیا کرتے ہین اے نقابدار
نامدار سنیے معمول صاحبقران کا یہ ہے کہ جب انکو اس قسم کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو وہ رجوع الی اللہ کرتے ہین
اور اسی قادر مطلق سے اعانت چاہتے ہین ایک ماتمی برپا کرکے شب بھر یاد خدا اور عبادت پروردگار مین بسر کرتے
ہین بقدرت خدا سب اسرار اور نکات ظاہر ہوجاتے ہین مطابق اسکے عمل کرتے ہین آپ کو بھی مناسب ہے کہ آپ بھی
ایسا ہی کرین ایک ماتمی برپا کیجیے شب کی شب یہان قیام کیجیے عبادت الٰہی اور یاد پروردگار کیجیے اور تماشا قدرت خدا
کا دیکھیے اگر فتح اس طلسم کی آپ کے ہاتھون مقدر مین ہے تو فضل خدا شامل حال ہوگا اور اس طلسم کے متعلق جو اسرار
اور نکات ہین وہ سب ظاہر و باہر ہوجاینگے جلدی نہ کیجیے عجلت مین ہمیشہ کام بگڑجاتا ہے جلدی مین کوئی کام بنتے نہین دیکھا
مثل مشہور ہے کہ جلد کام شیطان کا اور دیر کا کام رحمن کا یہ سارا [illegible] اور تجویز ان رفیقان جانباز کی نقابدار نامدار کو نہایت
مرغوب ہوئی اور فرمایا کہ شاباش وہ مرحبا نمک حلالی و خیر خواہی اسی کا نام ہے کہ ان مواقع خوفناک مین افعال و کردار ہاے
مخوف سے روکے اور اپنے مالک و آقا کی جان بچاے حق تعالی تمکو جزاے خیر دے ان رفیقون نے عرض کی کہ خدا حضور
کو سلامت رکھے مصرع کرمہاے تو مارا کرد گستاخ حضور کے اکرام و اعزاز اور قدر شناسی نے اسقدر جرأت بڑھا رکھی ہے جو سچ ہے
ایک ایک روپیہ مین ہزار ہزار جانین عنایت کرے الغرض نقابدار نے ان سب کو بنظر انعام و اکرام کرکے حکم دیا کہ
نہایت مناسب ہے آج شب کو ہم یہین قیام کرینگے خیمہ استادہ کیا جاے فورًا بصدور حکم خیمہ برپا کیا گیا نقابدار نامدار

اُس خیمے میں اُترے شب بھر اُس مار کی میں قیام کیا دعا و عبادت و یادِ الٰہی میں بسر کی ہر مرتبہ یہی دعا تھی رباعی شاہا ز کرم بر من
درویش نگر بہ حالِ من خستہ و دل ریش نگر ہر چند نیم لائقِ بخشایش تو بر من منگر بر کرم خویش نگر خداوندا اگرچہ میں ایک بندہ گنہگار
ہوں لیکن تیری رحمت و کرم کا امیدوار ہوں ع تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار خداوندا جو عنایت و الطاف تیرے اس
ذلیل بندہ کے حال پر مبذول رہے اُسکا شکریہ میں کہاں تک ادا کروں شعر اگر ہر موے من گردد زبانے بہ بنیاد حرفے از
شکرش بیانے خداوندا اگر تو فضل کرے اور تیری نصرت شامل حال ہو جاوے تو یہ فقیر اس طلسم کو بھی فتح کر لے خداوندا تیرے
آگے تو ہر ایک مشکل آسان ہے اتنی سی مشکل کی کون حقیقت ہے ع تو مددگاری کرے تو پل میں بیڑا پار ہے بارِ الٰہا تیرے آگے
تو کوئی مشکل نہیں ہے مگر مجھکو تیری کرامت و رحمت پر ایسا بھروسا ہے کہ کبھی کسی مشکل کو لاینحل نہیں سمجھا خداوندا میں صرف
تیرے افضال کے بھروسے پر اتنا بڑا دعویٰ کر کے چلا ہوں تیرے ہاتھ اس عبدِ ذلیل کی سرخروئی ہے اور وہ فقط اس طلسم کی
فتاحی پر منحصر ہے خداوندا رحم کر یہ دعا کرتے کرتے قریب صبح آنکھ لگ گئی کہ عالمِ رویا میں حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ
و علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف لاے ہیں فرماتے ہیں کہ اے نقابدار یاقوت پوش اُٹھ گریہ و زاری تیری بارگاہ
قاضی الحاجات و بارگاہ مجیب الدعوات موجب رحمت ہوئی اور دعا تیری قبول ہوئی اب تو ہراسان ہو فتاحی اس طلسم کی
تیرے ہی ہاتھ مقدر ہوئی ہے تیرے ہی حصے میں یہ نام آوری بدی ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں کلیدِ طلسم تجھے تعلیم کروں یہ آواز جو
نقابدار کے کان میں پہونچی اُسی عالمِ رویا میں آنکھ کھولکر مصافحہ کیا اور عرض کی کیا حضرت ارشاد ہو کہ کلید اس طلسم کی کہاں
ہے فرمایا کہ یہ پرچہ میں تیرے سرہانے رکھے دیتا ہوں تجھکو اس پرچہ کو دیکھنا جو کچھ اسمیں لکھا ہو اُسپر عمل کرنا بعد اُسکے وہ تو غائب
ہو گئے نقابدار کی آنکھ کھل گئی غور سے دیکھا تو وقت نمازِ صبح تھا اُٹھکر وضو کیا نماز پڑھی شکر الٰہی بجا لاے کہ بارِ الٰہا شکر ہے تیرا کہ
تو نے دعا میری مستجاب کی اور کلیدِ طلسم مجھے مرحمت فرمائی بعد فراغت دعا جو اُس پرچے کو سرہانے سے نکالکر دیکھا تو لکھا تھا کہ
اے فتاحِ طلسم اس پرچے کو لیکر داہنی جانب جا بعد تھوڑی دور کے تجھکو ایک تکیہ ملیگا پہر رات گئے تک اُسی تکیہ پر بیٹھا رہنا پہر
رات گئے ایک شخص کہ تمام اُسکا دربان جادو ہے ایک قبر سے نکلیگا تمام صحرا میں سیر کریگا ہر چہار جانب پھریگا جب تجھسے
دور ہو جاے اور اپنی قبر سے فاصلے پر چلا جاے تو تو فوراً اُس قبر میں پھاند پڑنا ہر چند کہ وہ تجھے انتہا کی ممانعت کرے ڈراے
دھمکاے سمجھاے مگر تو کسی بات پر عمل نہ کرنا اور فوراً قبر میں کود پڑنا کسی طرح کا خوف نہ کرنا اور یہ اسما پڑھکر کہنا کہ اے قبر بند ہو جا
فوراً وہ قبر بند ہو جائیگی یہ حال دیکھکر نقابدار نامدار اُس پرچہ کو ہاتھ میں لیکر حسب تحریر اُس پرچہ کے داہنی طرف کو روانہ ہو
جاتے جاتے بعد تھوڑی دور کے ایک صحراے لق و دق میں ایک تکیہ ملا کہ اُسمیں چند قبریں بنی ہوئی تھیں نقابدار نامدار
موافق تحریر اُس پرچہ کے وہاں ٹھہر گئے نماز مغرب کا وقت آگیا نماز پڑھی پہر رات تک وہاں ٹھہرے رہے جب پہر رات
گئی تو ایک مرتبہ سائیں سائیں ہوا چلنا شروع ہوئی اور ایک عجیب قسم کا خوف پیدا ہوا اور وہ تکیہ نہایت بھیانک ہو گیا
اب نقابدار نامدار ایک درخت کے نیچے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ دفعتاً ایک قبر شق ہوئی اور ایک شخص نہایت کریہ منظر بدشکل
شعلہ ہاے آتشیں منہ سے نکلتے ہوے تمام جسم پر بڑے بڑے بال ننگا مادر زاد مثل شتر بے مہار کے اُس قبر سے نکلا اُس صحرا میں
پھرنے لگا چہار طرف کی سیر کرنے لگا جس درخت کے قریب جاتا ہے وہ اُسکے منہ کے شعلوں سے جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہے جب
دور سے وہ شعلہ ہاے آتشیں منہ سے نکالتا ہے جانوران صحرائی کباب ہو کر گر پڑتے ہیں یہ تو تاک لگاے کھڑے ہی تھے
جیسے ہی کہ وہ شخص ایک میل کے فاصلے پر اُس قبر سے ہٹا نقابدار نامدار اُس قبر کی طرف بڑھے اُنکا بڑھنا تھا کہ اُسنے بھی دیکھ پایا
فوراً وہیں سے ڈراتا دھمکاتا آگے بڑھا کہ او جوان کہاں جاتا ہے خبردار اپنے ارادے سے باز آ کدھر کا قصد ہے اگر اُس قبر کی طرف
۱۰ نظر بھر کے دیکھیگا تو فوراً ہلاک ہوگا مگر کسکی سنتے ہیں اُس قبر کی طرف لپکتے چلے جاتے ہیں اور وہ بھی بڑھتا ہوا چلا آتا ہے اب

اُسنے دیکھا کہ ڈر اناد ھمکانا کارگر نہین ہوتا تو دھمکی کے طرز مین سمجھاتا ہی کہ بھائی تجھکو اپنی جان کا خوف نہین ہی ارے کوئی مرے بعد قبر کا منھ دیکھتا ہی اور مجبوری سے قبر مین جاتا ہی تو دیدہ و دانستہ جیتے جی قبر مین جاتا ہی اور زندہ درگور ہوا جاتا ہی مگر یہ کب سنتے ہین فوراً قدم بڑھاتے ہوے چلے جاتے ہین جلد جلد جاکر اُس قبر مین کود پڑے اور وہ شخص بھی بالکل قریب آگیا جلد جلد اسماے الٰہی پڑھکر کہنے لگے کہ ان اسما کی برکت سے اے قبر بند ہو جا وہ قبر فوراً بند ہوگئی اور دربان جادو اسی قبر پر سر ٹکرا کر مرگیا اب یہان سے حال فتاح طلسم کا بیان کیا جاتا ہی جب وہ قبر بند ہوگئی تو لقا بدار نامدار کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک صحراے لق و دق صحراے محشر سے کچھ زیادہ ہولناک نظر آتا ہی

اشعار

بجز روباه و گرگ و شیر بدنے	نبودی آب او جز اشک نومید	بیابانے درو جز دام و دد نے
ندروید بستری جز بستر خار	نبودی نان او جز قرص خورشید	ندروید سایه جز در سایه تار

عجیب وحشت انگیز و قیامت خیز صحرا نظر آیا کہ زہرہ آب ہوگیا کوسون تک سواے میدان لق و دق کے اور جانوران صحرائی کے کچھ نظر نہین آتا تھا بدار نامدار متوحش ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی فوراً خیال آگیا کہ اس صحرا کو دیکھنا چاہیے جب اُس کاغذ کو دیکھا تو لکھا پایا کہ جب تو صحرا مین پہونچے تو قریب صحرا کے تجھکو ایک باغ ملیگا دروازۂ باغ پر دو درخت نہایت گھنے اور خوبصورت ملینگے مگر حال اُن درختون کا یہ ہوگا کہ باہم مثل عاشق و معشوق کے متصل ہونگے اور خود بخود آب اشک کی طرح پانی اُن درختون سے روان ہوگا تو تجھے لازم ہی کہ تمام دن اُس باغ مین سیر کرے اور شب کو اُن درختون کے نیچے جاکر قدرت خدا کا تماشا دیکھ الغرض یہ حال اُس کاغذ مین دیکھکر لقا بدار آگے بڑھے جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پر کیا دیکھتے ہین کہ ایک باغ نہایت ہی پُرفضا اور طرب خیز نظر آتا ہی جب قریب اُسکے پہونچے تو دیکھا کہ دروازۂ باغ پر دو درخت نہایت باردار اور گھنے لگے ہوے ہین مگر حالت اُن درختون کی یہ ہی کہ ایک درخت کی ڈالیان دوسرے درخت کی ڈالیون مین چسپیدہ ہین گویا عاشق و معشوق بغلگیر ہین یہ دیکھکر لقا بدار حیران و پریشان اُس باغ کے اندر گئے باغ کے اندر جاکر کیا حالت دیکھتے ہین کہ باغ اُجڑا پُجڑا پڑا ہوا ہی اشجار تمام سوکھکر کھوکھ ہوگئے ہین ڈالیون مین سوکھے پتے دو چار لگ رہے ہین کسی درخت کے پھل گر رہے ہین اور اثمار کہین کہین سڑکر رہ گئے ہین کیاریون مین خاک اُڑ رہی ہی بعوض سبزہ کے نو دمیدہ کے گھمو اور پتا در لگی ہوئی ہی مگر قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ باغ کسی حسین شوقین کا ہی اور وہ جس زمانے مین یہان رہتا ہوگا یہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ مالک اس باغ کا کسی بلا مین مبتلا ہوگیا ہی مگر وہ بلاے عشق معلوم ہوتی ہی جب تو اس باغ کی یہ حالت ہی کہ دیکھکر خود بخود عبرت ہوتی ہی ہر مرتبہ بے اختیار فاعتبروا یا اولی الابصار زبان سے نکل جاتا ہی جس طرف جاکر دیکھیے ایک عبرتکدہ معلوم ہوتا ہی اشجار کا یہ حال اثمار کی یہ کیفیت کیاریان لوٹی پڑی ہین نہر کا یہ حال ہی کہ پانی سب خشک ہوگیا ہی ایک تھوڑا پانی باقی ہی لیکن خراب فوارہ بھی موجود ہی لیکن ایک عالم حسرت و یاس مین اُس باغ کی طرف گویا نگران ہی حباب اُٹھ اُٹھکر اُس فوارے سے کہ وہ سنگ مرمر کا ہی سر ٹکرا لیتے ہین گرد اُس نہر کے جام و سبو و ساغر و صراحی جو چند رکھے ہوے ہین وہ بھی اُلٹے ہوے ہین گرداگرد اُس نہر کے جو درختان پُربہار لگے ہوے ہین جنپر قرینہ شاہد ہی کہ بلبلین نغمہ سرا ہونگی فاختہ نعرہ زن ہونگی اُنکا یہ حال ہی کہ جانوران صحرائی بیٹھے ہوے ہین اور وہ آواز دے رہے ہین کہ کانون کو بری معلوم ہوتی ہین کھڑے ہونے کو جی نہین چاہتا غرض وہ حالت ہی کہ دیکھ دیکھکر کلیجا منھ کو آتا ہی اور ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہی کہ ع دنیا بھی عجب گھر ہی کہ راحت نہین جسمین انسان کو چاہیے کہ اس سے دور ہی بھاگتا رہے اللہ اکبر اس فلک تفرقہ ساز نے کہان کہان نہین تفرقہ برپا کیا افسوس صد افسوس الغرض اسی حالت مین دن تو لقا بدار نے اُس باغ مین بسر کیا جب شب ہوئی تو یہ اُس باغ سے نکلکر باہر آے اور اُن درختون کے نیچے آکر کھڑے ہوے عجب حالت اُن درختون کی دیکھی کہ خود بخود آنسو اُن درختون سے بشکل شبنم جاری ہین صداے آہ آہ اُن درختون سے آرہی ہی اور گویا بزبان حال کوئی کہ رہا ہی کہ کیون اے فلک تفرقہ ساز ہم نے تیری کیا خطا کی تھی جو تو نے اس بلا مین ہمین مبتلا کیا افسوس کہانتک تیری

شکایت کریں اور اپنے حال زار پر نوحہ و بکا کریں ہائے ہم نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تجھکو بھلائی ہماری ناگوار ہوئی ہائے ای سپہر
فلک اسقدر تو ہم پر ظلم روا نہ تھے تو نے کیونکر جائز کر لیے ہائے تو نے ہمارا وہ حال کر دیا کہ مرغان ہوا اور جانوران صحرا تک
نالان و گریان ہیں اور ہماری چشم پر نم تو گویا رونے ہی کو خلق ہوئی تھی غرض کہ اس درد و حسرت کی آوازیں آرہی ہیں کہ
خود بخود کلیجا منھ کو چلا آتا ہے اور جی پسا جاتا ہے آنسو نکلے آتے ہیں اور ایک عجیب عالم بیقراری و یاس کا سامنا ہے اب نقابدار
نامدار یہ خیال کرتے ہیں کہ بار الہا یہ معرکہ کیا ہے جب سے یہاں آیا ہوں میرے آنسو نکلے آتے ہیں اور خود بخود گریہ گلوگیر ہوتا ہے
خداوندا جلد اس راز کو مجھپر افشا کر دے کہ اب مجھسے یہ عالم بیقراری و یاس دیکھا نہیں جاتا خداوندا یہ ماجرا جب تک مجھپر منکشف
نہوگا میری یہی حالت بیقراری کم نہوگی اور کیونکر کم ہو کہ اس جگہ عجب ایک تاثیر تو نے ودیعت فرمائی ہے اس مقام کی حسرت
انگیزی نے میرے قلب پر پورا پورا اثر کر لیا ابھی نقابدار یہ تخیلات کر رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ ناگاہ ایک کیا دیکھتے
ہیں کہ ایک طوطی نہایت خوشرنگ و خوبصورت اس درخت کی ایک شاخ پر آکر بیٹھی اور بیٹھنے کے ساتھ ہی اس بے اختیاری
اور بیقراری سے اس طوطی نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہ جسکو سنکر نقابدار کا کلیجا پھٹنے لگا اور دل لوٹنے لگا اب
جو نقابدار سر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ طوطی نہایت بیقراری سے زار زار مثل ابر نوبہار رو رہی ہے اور کہتی ہے کہ ہائے ای
بیٹی ای ماہ رخ پری اب تجھسے حشر میں ملاقات ہوگی کیونکہ قتلی طلسم اب تک نہ آیا اور ہائے ای ماہ رخ تیرے فراق
میں میرے کیا کیا حال ہو گئے اور تجھکو خبر بھی نہوئی ہوگی ای ماہ رخ پری تجھے کس ویرانہ میں ڈھونڈھتی پھروں اور کہاں
سے لاؤں دل تڑپتا ہے اور کچھ قابو نہیں چلتا ہائے کیا کروں کیا تدبیر کروں ہائے تیری وہ صورت نظر آئے ہائے [illegible] سے تو
آنکھوں سے پوشیدہ ہوئی تیری صورت کبھی کسی نظر سے نہیں گذرتی غرض اس شدت سے [illegible] کہ وہ طوطی روئی
کہ نقابدار کا بھی کلیجا منھ کو آ گیا اور وہ طوطی بھی روتے روتے غش کھا کر زمین پر گری نقابدار کو بھی [illegible]
اس طوطی کو اٹھا لیا اور اسکو ہوش میں لانے لگے جب ہوش و حواس اس طوطی کے درست ہوئے تو وہ طوطی حیران ہو [illegible]
کی طرف دیکھنے لگی نقابدار نے اس طوطی سے کہا کہ ای طوطی تو خوف نہ کر اور کل ماجرا اپنا بیان کر کہ تو کس لیے بیقرار ہے اور
سبب تیرے اسقدر گریہ و بکا کا کیا ہے اس طوطی نے کہا کہ تم کون شخص ہو اور نام تمہارا کیا ہے اس صحرا میں [illegible]
ونی جان کا نام بھی نہیں آیا نقابدار نے کہا کہ ای طوطی تو پہلے اپنی حقیقت بیان کر کہ تیری بیقراری [illegible]
باغضہ کر دیتی تو اپنی کیفیت مشرح بیان کر دے تو میں اپنا حال بیان کر دوں اس طوطی نے کہا کہ ای شخص [illegible]
اور میری کیفیت تو کیا پوچھتا ہے ای شخص یہ عجیب سانحہ و طرفہ ماجرا ہے [illegible] ای شخص [illegible]
مبادا ملکا ہے کسی میں [illegible] لیکن تجھکو جو استفسار حال ہے اصرار ہے تو سن کہ میری ایک دختر تھی ماہ پیکر ماہ رخ پری نام تھا
اور اسکے حسن خداداد کی تعریف و توصیف کس سے بیان ہو سکے کہ ماہ تاباں اور بدر کامل دیکھ کر اس سے شرماتا تھا [illegible]
جب وہ بناؤ سنگار کر کے جلوہ گر ہوتی تھی تو مہر شرم سے چھپتا تھا اگر ای شخص دل پر کسی کا اختیار ہوتا نہیں ایسی حسین و محبوب
پری ایک آدمزاد پر عاشق ہو گئی اور جا کر اسے اٹھا لائی اور اسپر شب و روز پروانہ وار تصدق ہونے لگی ای شخص [illegible] عشق
بلائے بد ہے اس کمبخت کا ستیاناس جائے یہ حضرت جس دل میں گھر کرتے ہیں اسکی بنیاد اس ہی اٹھا کر چھوڑتے ہیں اور انسان
سے جب حیوان کر لیتے ہیں تب اس سے منہ موڑتے ہیں ہائے اب میں آگے کی داستان حیرت و عبرت نشان کیا بیان کروں
کہ شب و روز ماہ رخ پری اس سے اپنا دل بہلایا کرتی تھی کہ دفعتہً اس چرخ بے مدار اور فلک جفا کار کو عاشق و معشوق
کا بیٹھنا ایک جگہ ناگوار ہوا اور یہ کمبخت دیو آرا ہوا اپنے بیٹے کا پاس اسکے باپ کو یہ حال مفصل معلوم ہو گیا تو اس کمبخت نے
اس آدمزاد کے قتل کا ارادہ مصمم کر لیا کہ میں اس کمبخت کو قتل کیوں نہ کر ڈالوں جو اس تمام عمر کی بدنامی سے چھوٹوں اور یہ

کلنگ کا ٹیکا ماتھے سے چھوٹے یہ قصہ کر کے مع محشر جادو کے جو ایک طلسم ہی طلسم سے باہر آیا اب اُس روز کی عجیب کیفیت
کیا بیان کروں کہ ایک انبوہ کثیر اور ایک جم غفیر اُس روز جمع تھا گویا تمام خلقت خدا اُمنڈ آئی تھی ایک غلغلہ تھا اور ایک
شور محشر انگیز برپا تھا کہ آج ایک نیا تماشا اور ایک نیا سانحہ ہونے والا ہے یہ فلک تفرقہ ساز نیا انقلاب دکھایا چاہتا ہے کہ
عاشق کے سامنے معشوق مارا جاتا ہے سلف سے آجتک یہ رنگ نہ کسی نے دیکھا نہ سنا آج یہ انقلاب تازہ دکھلائی دیگا
گویا نقارہ قدرت سے تمام خلق خدا میں یہ آواز پہونچ گئی تھی کہ آج ایک نیا رنگ یہ فلک دکھائیگا تماشا دیکھنا ہو چلا آئے تمام
خلق خدا جمع ہوئی جب تمام خلقت جمع ہو چکی تو اُسوقت حکم ہوا جلادوں کو کہ آکر کام اس جوان کا تمام کرے جب اُس عاشق
جانباز نے یہ دیکھا کہ اب کام اسکا تمام ہوا چاہتا ہے تو کہنے لگی کہ اب تو ہمیں مارا جاتا ہے تمام زندگی سوائے روز قیامت
کے ملاقات ہوگی اگر اجازت ہو تو میں اس جوان سے ایک مرتبہ اور بغلگیر ہو لوں الغرض بعد حجت بسیار ماہ رخ پری
کو اجازت حاصل ہوئی اور ایک کٹار اپنی بغل میں سے لی اور جاکے بغلگیر ہوئی ایک کٹار ماہ رخ پری نے اپنے ماری
اور وہی کٹار اُس جوان نے اپنے ماری اور دونوں آتش عشق سے جلکر خاک ہوگئے ای شخص اُس روز سے یہ دونوں
درخت پیدا ہوگئے ہیں اور مثل عاشق و معشوق کے گویا قبل عاشق و معشوق کا نشان دیتے ہیں ای شخص ان درختوں
اور باغ کی ویرانی اور حسرت پر جو یہاں آتا ہے بغیر روئے نہیں جاتا ہے ای شخص مجھے ایک طوطی بناکر چھوڑ دیا ہے کہ میں شب و روز
اسیر رویا کرتی ہوں جب فتاح طلسم آئیگا تو ان دونوں کو زندہ کریگا اور مجھے ہیئت اصلی ملیگی باپ ماہ رخ پری کا ارباب
پر ہیزاد ہے اور اب وہ بیرون طلسم رہتا ہے نقابدار بھی یہ حال زار سنکر بہت شدت سے روئے اور کہنے لگے کہ ای طوطی
تو گھبراتا نہیں کہ میں ہی فتاح طلسم ہوں بقدرت خدا اس طلسم کو فتح کرونگا لوح طلسم کا پتا مجھے بتا دے اُس طوطی نے
کہا کہ لوح طلسم کا حال مجھے معلوم نہیں ہے لیکن وقتاً فوقتاً کام آتی رہونگی نقابدار نے قصد آگے جانے کا کیا ایک تھوڑی دور
نہ چلے تھے کہ زمین موم ہو کر دھنسنے لگی اور نقابدار کے قدم رکھتے ہی وہ سب زمین پانی پانی ہوگئی تا اینکہ وہ ایک عظیم الشان
دریا ہوگیا جہانتک نظر کام کرتی ہے بجز سطح آب کے تختہ زمین نظر نہیں آتا نقابدار ناچار مجبور ہوکر پھر اُسی باغ میں واپس
آئے اور اُس شب کو بتضرع و زاری بدرگاہ جناب باری دعا کیے قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا کہ حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ
و علیہ السلام تشریف لائے ہیں نقابدار اُٹھے اور مصافحہ کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ ای نقابدار ہراسان نہو اور کسی طرح
کا خوف نہ کر یہ دریا جو تجھے نظر آتا ہے قریب اُس دریا کے جا اور یہ اسما اپنی سپر پر دم کر کے دریا میں ڈالدینا سپر تیری مثل
کشتی کے ہو جائیگی اُس کشتی پر بیٹھ جانا وہ کشتی جاتے جاتے ایک مقام پر غرق ہو جائیگی تو خوف نہ کرنا جب وہ کشتی تہ پر
پہونچ جائیگی تو تجھکو سامنے ایک دروازہ دکھائی دیگا مگر مقفل تو اُس دروازہ کو توڑ کر یہ اسما پڑھتا ہوا اور بے خوف و خطر
چلے جانا جب تو اندر اُس مکان کے جائیگا تو ایک گبر ناہنجار بکمال غرور و تجبر ایک تخت پر بیٹھا معلوم ہوگا اور جب وہ تجھے
دیکھیگا تو پاش پاش کہکر تیغ آبدار ہاتھ میں لیکر تجھپر حملہ آور ہوگا تو فوراً اُس وار کو خالی دے کر اُسکی تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لینا
اور وہی تلوار اُسکے بیچ بیچ چوڑے پر مارنا وہ برابر دو حصے ہو جائیگا خبردار نہایت چالاکی اور عجلت سے کام کرنا اگر ذرا
بھی خطا ہوگئی اور اُسکی تلوار تیرے پر لگی تو پانی پانی ہو کر بہ جائیگا یہ خواب دیکھکر نقابدار ناچار اُٹھے دیکھا تو وقت نماز صبح
ہے اُٹھکر نماز صبح ادا کی بعد ادائے فریضہ نقابدار نامدار شکر خدا کرتے ہوئے قریب اُس دریا کے پہونچے اور جو اسما کہ
حضرت نے تعلیم کیے تھے وہ پڑھکر سپر پر دم کیے اور اُس سپر کو دریا میں ڈالدیا بقدرت خدا وہ سپر کشتی ہوگئی اور نقابدار
اللہ پر بھروسہ کہتے ہوئے اُس کشتی پر بیٹھ گئے اور وہ کشتی اُس پانی میں بہی نقابدار نامدار بے خوف و ہراس اُس
میں چلے جاتے ہیں کہ جاتے جاتے وہ کشتی ایک مقام پر پہونچکر ڈگمگائی اور ڈگمگا کر غرق ہوگئی اور ایک تھوڑی

دیر مین تہ پر پہونچی اب جو نقابدار دیکھتے ہین تو انکو سامنے سے ایک دروازہ معلوم ہوا جاکر قریب دروازے کے دیکھا
تو موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت کے وہ دروازہ مقفل تھا قریب اُس دروازہ کے جاکر اُس قفل کو توڑا اور قفل توڑ کے
وہی اسما پڑھتے ہوئے دروازہ بیخوف وہراس اُس مکان کے اندر چلے گئے جاکر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک گبر نا ہنجار
بدکردار بیٹھا ہے بیہودہ ورکا [illegible] لٹین چہوٹی ہوئی جوڑا بیچ مین بندھا ہوا ننگا دھڑنگا صرف ایک لنگوٹہ باندھے ہوئے
مگر بڑے کبر و تجبر سے ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور دست بستہ ملازمین بھی اُسکے آسکے مثل سامنے کھڑے ہوئے ہین
اور کچھ اسباب سحر و ساحری بھی سامنے رکھے ہوئے ہین نقابدار کو دیکھتے ہی بڑے غیظ و غضب سے باش باش کہتا ہوا
تلوار پکڑے ہوئے نقابدار کی طرف لپکا کہنے لگا او مردود ظالم تو رہ کہان جاتا ہے باندی تا بدور قیامت اینجا باندی اور قید
آکے نقابدار پر بڑے غیظ و غضب سے حملہ آور ہوا اور چاہا کہ ایک ہاتھ جھنڈارے کا نقابدار پر چہوڑے فوراً
نقابدار بدن کو بچا کر چوٹ اُسکی خالی دے کر اپنے تیغ کو اُٹھا کر یا علیؑ کہکے اُسکی طرف لپکے اُسنے جو دیکھا کہ اب اس جوان
نے بھی تلوار اُٹھائی ہے فوراً ڈھال اپنی اُٹھائی کہ مین ڈھال پر وار اسکا روک لون جیسے ہی سپر اُسنے منھ پر روکی
کہ نقابدار نے آگے بڑھکر ہشیار باش کہکے ہاتھ اپنا اُسکی کلائی پر ڈالدیا اور یا علی مدد کہکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین کر
وہی تلوار کھینچ جوڑے پر جو اُسکے ماری تو برابر سر سے لیکر ناخن پا تک دو حصے کر دیے بس اُسکا دو حصے ہونا تھا کہ
ایک شعلہ آتش ایسا بلند ہوا کہ تمام مکان اور سب اُسکے ملازم جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور اُسکے پیر ساری تدبیر بھولکر
برابر یہ شور مچا رہے تھے کہ مارا جوان کشتی نام من آہر بزجادو بود جس وقت آہر بز جادو اور اُسکے ملازم اور وہ مکان بالکل
جلکر خاک سیاہ ہو گیا تو اب کیا دیکھتے ہین کہ نہ وہ صحرا ہے نہ دریا ہے نہ وہ مکان ہے بلکہ ایک میدان لق و دق صحرا سے ہولناک
ہے بالکل سنسان صحرائی اور [illegible] چہار طرف پھر رہے ہین ہوا کے جھکڑ سائین سائین چل رہے ہین خاک اُڑ رہی ہے گو
خاک کے اُڑتے بگولے چار ہے ہین کہ جسے دیکھ دیکھکر ایک عجیب قسم کی دہشت پیدا ہوتی ہے الغرض دور سے جو دیکھا تو معلوم
ہوا کہ سامنے ایک سہ دری بڑی ہوئی ہے جب نقابدار اُس سہ دری کے اندر گئے تو کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک
طاق ہے اور اُس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوا ہے اب نقابدار نامدار حیران ہوئے کہ اس مقام پر کیا کرنا چاہیے فوراً
اُس پرچہ کو نکالا دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم جب آہرب مرجا نیگے اور اُس مکان کے جلنے کے بعد ایک سہ دری
معلوم ہوگی جب تو اُس سہ دری میں جاویگا تو ایک طاق ملیگا اُس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوگا پشت گلدستہ پر لوح طلسم
ہے بیخوف وہراس پشت گلدستہ سے اُس لوح کو اُٹھا لینا اور جو کچھ اُسمین لکھا ہوگا اُسپر عمل کرنا خبردار خلاف اُسکے نکرنا
اور اگر اُسکے خلاف کروگے اور خیال نہ رکھوگے تو پھر اسیر طلسم ہوجاؤگے بہت پچھتاؤگے اور دیدہ و دانستہ پھنس جاؤگے
یہ حال اُس کاغذ مین دیکھکر بیخوف وہراس قریب اُس طاق کے گئے اور اُس گلدستے کو اُٹھا کر اُس لوح کو اُٹھا لیا
اور شکر الہی بجا لائے اور اُس لوح پر ایک سو دس مرتبہ درود شریف پڑھکے دم کیا اور دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے فتاح
طلسم اس لوح کو اپنے پاس بحفاظت تمام رکھنا خبردار اس سے غافل نہ ہونا اور لوح کو لیے ہوئے بے کھٹکے
چلا جا سامنے ہی چلا جانا چلتے چلتے تھوڑی دور پر ایک صحرا ے لق و دق صحرا ے محشر سے زیادہ ہولناک تجھکو
ملیگا جب تو حد صحرا پر پہونچیگا تو تجھے ہزار ہا بگولے گھیر لینگے اور گویا ہزاروں پہاڑ خاک کے تجھپر گرینگے اور غبار
[illegible] کی بارش ہوگی لیکن تو ذرا نہ ڈرنا اور خبردار یہ اسم ورد زبان رکھنا بفضل الہی تجھپر کوئی اثر نہوگا اور بعد
دو [illegible] سے ایک ساحر پیدا ہوگا اور کہیگا کہ او بدبخت [illegible] تو نے اس صحرا مین آکر اپنی جان
[illegible] ہوگا جب [illegible] قریب آجائیگا [illegible]

تو تو یہ اسم پڑھکے اپنے تیغے پر دم کرکے اُسکے بیچوں بیچ جوڑ سے مین تیغہ مارنا کہ وہ برابر دو حصے ہوجائیگا جب وہ
مرجائیگا تو بیابان صاف ہوجائیگا صحرا سے سبزہ زار ملیگا بعد تھوڑی دیر کے ایک مکان شاہانہ ملیگا تو تجھے
لازم ہی کہ نہایت ہوشیاری سے کام کرنا اور لوح سے غفلت نہ کرنا الغرض نقابدار نامدار عبارت لوح کو پڑھکر
سامنے چلے جاتے جاتے ایک مقام سے صحرائیت شروع ہوئی اور بعد چند منٹ کے ایک صحراے لق ودق
شروع ہوا کہ جسکی ہیبت نقابدار پر فی الجملہ طاری ہوگئی مگر دل مضبوط کرکے نقابدار نامدار آگے بڑھے بعد پہر بھر کے
حد صحرا پر پہونچے حد صحرا پر پہونچنا تھا کہ خاک کے بگولے اٹھنا شروع ہوے اور تھوڑی ہی دیر مین ہزارہا بگولون
نے نقابدار نامدار کو آکر گھیر لیا ابھی نقابدار اُن بگولون ہی سے گھبرا رہے تھے کہ دفعتہً کانٹون کی بارش
ہونا شروع ہوگئی کہ نقابدار کا جی الٹ پلٹ ہوگیا کہ اب کیا کرون کیا نہ کرون کہ فوراً وہ اسما یاد آگئے بس نقابدار
نامدار نے جیسے ہی وہ اسما شروع کیے ویسے ہی وہ اُلجھن اور گھبراہٹ بھی قلب نقابدار سے کم ہوئی اور وہ بگولے
اور کانٹے بھی فی الجملہ کم ہوے کہ دفعتہً انھین بگولون سے ایک ساحر زبردست نہایت کریہ منظر اور بدشکل پیدا ہوا
قشقہ سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا جوڑا بیچوں بیچ سر مین باندھے ہوے کچھ چلیتی چلتی لٹین ادھر اُدھر گردن پر لٹکتی ہوئی
زرد زرد آنکھین بڑے بڑے دانت تمام جسم سیاہ پنڈلی ننگا دھڑنگا فقط ایک لنگوٹہ باندھے ہوے تن تنہا
ہاتھ مین اسباب ساحری تن پر آراستہ کیے ہوے چیختا چنگھاڑتا ڈکارتا نقابدار کی طرف لپکا اور کہنے لگا
کہ باش باش کہان جاتا ہی منم خار خار بن خاکسار جادو قضا تیری یہان لائی ہی او بدبخت تو کیون یہان
آیا اور کیون اپنی جان دینے کا قصد کیا ہی جیسے ہی وہ ساحر چیختا پکارتا لفظ دو زبان نقابدار نامدار کے قریب آیا بس
فوراً نہایت پھرتی سے نقابدار نامدار نے وہ اسما تیغہ پر دم کرکے تیغہ کو دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑکے یا علی کہکر
لپک کے بیچوں بیچ جوڑ سے مین تیغہ مارا تو برابر سر سے پانون تک دو حصے کر دیے بس اُسکا مارا جانا کہ ایک غل وشور
قیامت نزا برپا ہوا کہ کشتی مار انجوانکی نام من خار خار بن خاکسار جادو بود بعد اُسکے مرنے کے اب جو نقابدار دیکھتے
ہین تو نہ وہ گرد ہی نہ غبار نہ کانٹے ہین نہ صحرا بلکہ ایک طرب خیز اور انتہا کا پُر فضا صحرا ہی گیاہ نودمیدہ ہر ایک جا پر جمی ہوئی
ہی اور اُس گھانس مین قدرتی پھول سرخ زرد سبز لگے ہوے ہین صحرائی میوون کی بیلین لگی ہوئی ہین جا بجا درختون پر بلبلین
اور قمریان نغمہ سرا ہین غرض عجیب قسم کا طرب خیز صحرا ہی کہ جسے دیکھا انہوتے آدمی کا جی لگے خلاصہ اینکہ ابھی نصف صحرا طی
کیا تھا کہ سامنے سے ایک مکان نہایت جلیل القدر عظیم الشان قابل بود وباش شاہان والاشان نظر آیا اُس مکان کو
دیکھکر نقابدار نامدار آگے بڑھے آگے بڑھکر کیا دیکھتے ہین کہ سونے کا دروازہ ہی ہیرے کی پچین اُسپر لگی ہوئی ہین اور
اور اس طرح کا مینا کیا ہوا ہی کہ مینائے فلک اُس سے شرمار ہی چہار دیواری اُسکی نقرہ مصقول کی ہی اور چند غلامان
زرین کمر ہاتھون مین سونے کے عصے لیے ہوے وردیان زربفت وکمخواب کی پہنے ہوے ہین اور اُس دروازے پر کھڑے پہرا
دے رہے ہین غرض کچھ اس وضع کا مکان ہی کہ نقابدار نامدار کو ایک حیرت وسکتہ ہوگیا کھڑے ہوکر دیکھنے لگے کہ یکایک
دروازہ مکان کا کھلا اور جلوس شاہانہ اُس مکان سے نکلنا شروع ہوا اول امیر وارجمند باادب ہاتھون مین پنکھے لیے ہو
دھکا ہوتا ہوا نقیب پکارتے ہوے اور اس سب جلوس کے پیچھے ایک تخت جواہر نگار کچھ مہرویان نہایت با آب وتاب ہیرے
اور زمرد کی مچھلیان اُسپر لگی ہوئی اور تمام لباس زرتار پہنے ہوے اُس تخت کو اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوے چلی آتی
ہین نقابدار نامدار یہ ماجرا دیکھکر اور بھی متعجب ہوے کہ یا الٰہی آخر یہ ماجرا کیا ہی اور یہ کس طلسمات کا کارخانہ ہی کس بادشاہ
اولوالعزم کا مکان ہی کہ کبھی خواب مین بھی نہین نظر آیا اسی حیرت مین کھڑے ہوے نقابدار یہ سوچ رہے تھے کہ ایک چہ بدا

سے آکر نقابدار کو نہایت ادب سے سلام کیا نقابدار نامدار نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ جلوس شاہی اور یہ مکان بادشاہی کس اولوالعزم شہریار کا ہے اور تمہارے میرے پاس آنے کی کیا جہت ہے یہ سنکر اُس چوبدار نے عرض کی کہ اے شہزادہ عالیمقدار سامی نقابدار نامدار یہ مکان تو اصل مین جادوگار ساحر خاکسار جادوگر کا ہے اُس کمبخت نے ملکہ نسیم سمن تن کو اس مکان مین قید کیا تھا آج وہ ملعون بقدرت خدا آپکے ہاتھ سے مارا گیا اور ملکہ نسیم سمن تن کو آج بعد ایک مدت مدید و عرصہ بعید کے اُس کمبخت ساحر بدکار کی قید سے رہائی ہوئی ہے اور آپ کے طفیل سے یہ روز سعید حاصل ہوا ہے پس ملکہ نسیم سمن تن نے ارشاد کیا کہ اُس شاہزادہ عالیقدر کو بہ تجمل وجاہ شاہانہ لے آؤ کہ آج ہم اُسکی دعوت کرینگے کل وہ اپنے گھر چلے جائینگے ہم اپنے گھر چلے جائینگے اگر شہزادہ عالیقدر سے عرض کرو کہ ملکہ نسیم نے بندگان عالی کی دعوت کی ہے اور عرض کی ہے کہ قبول افرمائیے تو عزت و شرف ہے آج شب کو یہین قیام کیجیے یہ سُنکر نقابدار نے ارشاد کیا کہ اگرچہ قصد ہمارا ٹھہرنے کا نہ تھا لیکن ہماری ملت و مشرب مین چونکہ ردّ دعوت ممنوع ہے لہذا ہم نے دعوت ملکہ کو قبول کیا یہ سُنکر نقابدار سے چوبدار نے التماس کیا کہ خداوند عالم حضور کو سلامت باکرامت رکھے اور اقبال و حشم اور جاہ و جلال کو مضاعف کرے یہ تخت شاہی حاضر ہے اسپر بیٹھیے نقابدار نامدار اُس تخت پہ جلوہ افروز ہوے اور مہریان وہ تخت اُٹھا کر چلین اب جو دروازے کے اندر جاکر دیکھا تو عجب قدرت صانع برحق اور قادر مطلق نظر آئی کہ ایک باغ نہایت پُر آب و تاب کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا نظر پڑا کہ جس باغ کی تعریف اور توصیف مین زبان خامہ عاجز اور زبان انسانی معترف لکنت ہے کہ

نظم

اور کسی کی تھی اسمین کہان سمائی
سرو بھی اُن لگے ہوے تھے کہ نشست
تھی ہر اک طرح کی ہر اک جا بہار
ہے کہان ہے کہان سنائی تھی
باغ مین اسکا تھا عجب آئین
ہر چمن معدن تجلی تھا

لگی تھی قسم کے گرد مین تھا وہ باغ
زردون کی جا یہ ہیرے سی تھی
موتیا موگرا گل شبو
لاجوردی تھا کیا گل خیرو
سیوتی کی بہار ایک طرف
تاک انگورون کی تھی ایسی خوب

دیکھی جدھر دان تو کھائے سینہ پہ داغ
کہ تھی جنکی جان و دل مین جیسے
دہ ہا ہین جو کھل کے اُنکو
سرو سپھری کرتی تھی کو کو
کیتکی کی قطار ایک طرف
جنکے سایے مین پیشتر میوہ خوش

مشک خالص کی تھی زمین ساری
اسمین سب قسم کے لگے تھے درخت
اشرفی جا بجا جو تھی بار سنگار
بار کو اپنے وہ بلاتی تھی
نسترن سانی بیل اور نسرین
باغ وہ گلشن تجلی تھا

کہ جسے دیکھکر ہوش و حواس نقابدار نامدار کے پراگندہ ہوے اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ سبحان اللہ ایسا جس باغ حسین کے لیے باغ اس قسم کا لگا ہے وہ خود حسین و خوبصورت کیسا ہوگا الغرض کوئی چیز بھی اس باغ مین ایسی نہ تھی کہ جو بانہ ہو اور سجا ہو شہر کیا درخت بار سے لد کر کیا میوہ دار اپنے اپنے موقع پر لگے ہین بیشمار ہے اور ہر چمن کے درمیان مین ایک عجب بہار تازہ نظر آتی تھی کہ شہر حوض ہین لبریز نہرین ہین رواں ہے چھڑکا ہے کھین چادرین لاکھون وہان ہے اور علاوہ اُس چمن بندی کے ہزار دن اور حوضون کے گردا گرد بھی اس قرینے اور اسی انداز سے پھولون کے درخت اور اُنمین پھول لگے ہوے تھے کہ جسے دیکھکر آنکھون مین تراوٹ اور قلب کو سکون حاصل ہوتا تھا اشعار

کیوڑا چنپا گل یاسمین گڑہل
مہندی و رعنا و نرگس جعفری

لالہ و صد برگ و نافرمان کنول
کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری

سیوتی داؤدی با بونہ کنار
تھا وہ فرحت بخش دل ایسا کہ تھا

گرد نہرون کے لگے تھے بیشمار
جسکا کہیے ثانی باغ جنان

اور ان چھوٹے چھوٹے حوضون مین شعر لون بھی اس بار سے چھوٹے تھے بار بار جس طرح ساون کی مین جھڑی کی ہے بہار ہے اور درختان باردار پہ بلبلین اس طرح نغمہ سرا ہین اور قمریان اس طرح سے چہک رہی ہین کہ بے اختیار ہر بار یہی جی چاہتا ہے کہ ہرون کھڑے ہوے سنا کیجیے اشعار پھر فاختہ نعرہ زن پھرے ہے وہ صحن چمن مین کہ آئینہ چو پا دیدہ ناز از چہکار سے ہے طوطی خوش آواز غرض کچھ اس رنگ و ڈھنگ کا باغ ہے کہ نقابدار کو خوب تماشا ہو گیا ہے اور وہ مہریان

تخت لیے ہوئے ہر ہر چمن اور ہر ہر روش پر پھری پھر گھوم رہی ہین جون جون وہ پریان تخت لیکر بڑھتی ہین نقابدار کی حیرت اور زیادہ ہوتی جاتی ہی اور ہوا سے سرو اور خوشگوار جو آتی ہی تو نقابدار عالیوقار کو ایک قسم کی نیند سی آئی جاتی ہی اور چونکہ اتنی بڑی مسافت کھینچ چکے ہین اور اسقدر آلام اٹھا چکے ہین اور اب فی الجملہ راحت ملی ہی تو سوے جاتے ہین مگر آوازہ طائران خوش نوا کی ہر مرتبہ ہشیار کر دیتی ہی اور نقابدار عالیوقار چونک پڑتے ہین اور باغ کی طرف بدیدہ حیرت و تعجب دیکھنے لگتے ہین باد صبا برابر گلہاے رنگارنگ اور غنچہ ہاے نودمیدہ کے کھلنے سے گلبار ہی ہی نقابدار نامدار کے قلب باصفا مین ایک عجیب قسم کی فرحت آ رہی ہی خود بخود غنچہ دل کھلا جاتا ہی اور جون جون وہ تخت آگے بڑھتا جاتا ہی اور بہار تازہ ہر مقام پر نظر آتی جاتی ہی ایک عجیب قسم کا آرام آتا ہی جب کسی فوارہ سے پانی نقابدار نامدار پر پڑ جاتا ہی تو ایک اس قسم کی کیفیت دل و دماغ و قلب کو حاصل ہوتی ہی کہ گویا سوکھے دھانون پانی پڑ گیا یا پھر دوبارہ آشیان بس گیا خلاصہ اینکہ یہ حال ہی ابیات زمین گل آسمان گل بحر و بر گل ٭ نماندہ در عدم گوے مگر گل ٭ اگر فردوس بر روے زمین است ٭ ہمین است و ہمین است و ہمین است سیر کرتے ہوئے نقابدار نامدار باصد حشمت و اقتدار چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے کیا دیکھا کہ سامنے ایک بہت بڑی نہر نہایت پرضیا اور پر آب و تاب نظر پڑی کہ شہر نگین کی طرف اس کا آب سے وہ نہر پر جوش سے پانی مارتا تھا لہرہ گرد اگرد اس نہر کے ایک چمن نہایت پرصفا لگا ہوا ہی کہ جسکی ہر روش پر بادلہ کترا ہوا بچھا ہی نخلان نقرہ صیقل کے رکھے ہوئے ہین اور طرح طرح کے درخت ان نخلستانون مین لگے ہوئے ہین انگور کی بیلین چھائی ہوئی ہین خوشہ ہاے انگور ہر جا کی ٹہنیان جھکی ہوئی ہین بیچ مین نہر کے فوارہ سنگ مرمر کا چھوٹتا جاتا ہی اور اس فوارے کا پانی جو اس چمن پر گرتا ہی تو ایک عجیب تازگی اس چمن مین پیدا ہی کہ دیکھنے سے آنکھین خیرہ ہوئی جاتی ہین اور مشرقی مغربی پہلو مین اس نہر کے ایک ایک سرو کیا خوش قطع اور خوشنما لگا ہوا ہی کہ سبحان اللہ و بحمدہ صل علی محمد و آلہ محمد اور ہر سرو کے درخت پر قمریان بول رہی ہین کہ جنکی آواز کانون کو بھلی معلوم ہوتی کیسا گوشہ دل مین کھنچی جاتی ہی اور وہ سب کی سب گویا بزبان فصیح یہ شعر پڑھ رہی ہین اشعار

اگر دیکھے یہ چمن اک بار	از خضر کہاے شہداؤ کبھی نہ بہا	اگر دیکھے رضوان عالیوقار	تو وہ بھی ہو سو جان سے اسپر نثار
اگر ہی زمین پر بہشت برین	تو بہشت کیا یہین ہی کیا نہین	یہ اشعار طرب انگیز و فرحت خیز پڑھ رہی ہین	اُدھر اس طرح وجد مین

آکر جھوم رہی ہین کہ انکے وجد کو دیکھ دیکھ کر انسان کو بھی وجد آ جاتا ہی اور نقابدار نامدار کو بھی ایک حالت وجد پیدا ہو گئی مگر نظر اٹھا کر جو دیکھتے ہین تو سامنے ایک قصر عالیشان جواہر نگار مرصع کار نظر آتا ہی کہ شہر طاق کسریٰ سے حسن مین وہ دو چند قصر قیصر سے بھی زیادہ بلند تمام قصر نقرہ مصقل کا ریچی کاری ہیرے اور زمرد کی ٹہنیان بنی ہوئی کہ بنا سے فلک کو دیکھ کر شرم آے تمام پردے زربفت و کمخواب کے پڑے اور جھلملاتو ر ان پردون پر بنے ہوئے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب بولے اور اب بولے غرض تخت نقابدار کا سامنے اس بارہ دری کے پہونچا چوبدار نے جاکر ملکہ سے عرض کیا کہ حضور شاہزادہ عالیوقار تشریف لاے ہین ادھر تو چوبدار بارہ دری سے پھرا اور ادھر ایک حسینہ نوسو خواصون کے ساتھ نہایت حشم و خدم کے ساتھ استقبال نقابدار نامدار کے لیے باہر آئی بس نقابدار کا سامنا ہونا تھا کہ تیر عشق جگر کے پار ہو گیا نقابدار اسکے حسن خداداد کو دیکھکر سہو و محو ہو گئے کہ ایسا حسین آجتک نہ دیکھا تھا شہزادہ حسن خداداد ہی کہ ایسا ہے

جسکا دیکھا نہ آجتک ہمسر	لب ہی اس رخ پہ زلف کا سایا	نور و ظلمت کا ہی یہ ہمسایا	کیا ہی طاقت کہین جو وصف دہن
خضر دیکھی جادہ ظلمات	ابرو دون کی صفت مین لکھون کیا	ایک جادو ہلال ہین گویا	مانگ ہی یہ شکر کی ...
لیس ... ہی عنبر کیان	مردم چشم سامری سے سوا	نام ... سحر کا لکھا	ہین وہ ...
پھول شبو کا ہی سیان چمن	کیا بنا گوش گوش کا ہو بیان	پردہ کا دہن ہی یہ پریان	فرد آئینہ ہی صفا رخسار

دل عارف کی طرح غیر غبار — معجزہ ہی بیان مسیحا لب — کرتے ہین مردہ دلکو زندہ لب — رنگ مسی کا لب پہ یون آیا
ابر جیسے شفق پہ ہی چھایا — ہی وہ ہین اسکا غنچہ برگ زبان — کیون نہ اسپر فدا ہو بلبل جان — دانت ہین مثل پارۂ الماس
ٹکڑے کرتے ہین دلکو بیوسواس — نخل قامت کا پھل ہی سیب ذقن — جس سے خوشنما ہی چمن گلشن — ہی قیامت کی پیچ وہ گردن
یا کہین نور وادی ایمن — واہ کیا خوشنما ہی وہ شانہ — کہیے شانے کو دل کا کاشانہ — اسکے بازو کا نور کیا ہو بیان
لعل ہین جسپہ ہو قربان — ہاتھ پر دیکھے گر نکل آسے — پنجۂ مہر اس سے شرماسے — ایک سے ایک انگلی بہتر ہی
جو ہی ناخون وہ رشک اختر ہی — وہ کیا نور کا بنا سینہ — لوح سیمین سے ہی صفا سینہ — چھاتیان آئین شاہ حسن نظر
ایک دارا ہی ایک اسکندر — شرک ہندوستان ہین وہ پستان — سامنا کرتے ہین سر میدان — بحر کی طرح سے شکم ہی صاف
مرج سنبل بحضور ہی اسمین ناف — لکھ صفت پشت کی تو خاطر خواہ — حسن کی ہی وہ گویا پشت پناہ — ہی گمان وہ کمر کہ ہی عنقا
جو دکھائی نہ دے تو کہین ہم کیا — شاخ بلور ساق کو پایا — نقش پا چاند سا نظر آیا — قہر کے کولے ہین ستم کی ران
دیکھکر جسکو خود ہو وہ حیران

خلاصہ یہ کہ ہر انداز و ناز اس قسم کا ہی کہ جسے دیکھکر جان عشاق فدا ہی اشعار

منسے رعد پر قہقہے کا خروش — تبسم سے اڑتا ہی بجلی کے ہوش — زبس آئینہ سان ہی تن کی صفا — پہ سینے پہ پڑتا ہی عکس انکھ کا

وہ تڑپ اور وہ دھڑک ہر ہر عضو مین ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہر ہر عضو مین بجلی بھر دی ہی یا تمام جسم برق کے سانچے مین ڈھالا ہی نظم

گرمی ہر عضو مین ایسی شب و روز — یاد کرتی تھی جسے وہ مہر گانی چمک — سر سے لے غرق جواہر تھی قدم تا پاؤن تک — ایک ایک عضو تھا گویا کہ نور کا سانچہ ایک

یہ مہ جبین خرامان خرامان با صد ناز و انداز قریب لقا بدار نابکار کے چلی آتی ہی اب لقا بدار نے پوچھا کہ یہ جمیلہ کون ہی ملکہ صبا نے بڑھکر عرض کیا کہ حضور ملکہ نسیم تحسین یہی ہین بس یہ سننا تھا کہ لقا بدار فوراً تخت سے کود پڑے اور ادھر ملکہ نسیم تحسین آگے بڑھی صاحب سلامت ہوئی مزاج پرسی ہوئی ملکہ نے کہا کہ حضور چلیے بارہ دری مین استراحت کیجیے لقا بدار نے کہا کہ بہتر دونون کے دونون ہاتھ پکڑے ہوے بارہ دری کی طرف چلے اب جو لقا بدار نے قریب سے اس بارہ دری کو دیکھا تو دیکھکر ایک متحیر ہو گیا کہ اسکے در و دیوار پر مینا اور پچیکاری کیسے ہاتھ سے ہوئی ہی اور کن کاریگرون نے اسے بنایا ہی اندر کا عکس جو اس نہر کے آب پر صفا مین پڑتا ہی تو ایک عجیب تازہ بہار معلوم ہوتی ہی الغرض لقا بدار اس قصر مین داخل ہوے نظم

عجب بارگاہ معلی اساس — نہ قالین و جاجم نہ بوری قیاس — نہ قالین و جاجم دران بارگاہ — زمین طلعۂ مہر و خورشید و ماہ

ایسی ہی اعلیٰ بارہ دری اور یہ قصر معلی کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ہر ہر درجہ مین تمام اسباب عیش و عشرت کے مہیا ہر ہر مقام پر شیشہ آلات لگا ہوا ساری بارہ دری مین آئینہ بندی کی ہوئی اسطرح کہ جیسے دیوارین حلبی شیشون کی بنائی ہین یا شیشا

آئینے تھے کہ باغ جوہر تھا — سب سکلات دل سکندر تھا — جو لگے تھے سنگ کوہ طور کے تھے — جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
اور وہ دیوار گیرین پہ بہار — آئینے پیشانی شاہد دیوار — اس طرح سے جڑے ہوے تھے گلاس — جس سے شرمائے ساغر الماس
فلک انجمن کے تارے تھے — یا کلس عرش کے آثار سے تھے

غرض اس قسم کی سجاوٹ اور بناوٹ تھی کہ بے اختیار قدرت صانع حقیقی یاد آتی تھی ہر ہر در و دیوار پر اس طرح کے نقش و نگار بنے ہوے تھے کہ اگر نقاش چین اسے ایکبار دیکھ لین تو اپنی ساری صنعت بھول کر معترف عجز ہون سبحان اللہ و بحمدہ صل علی محمد و آل محمد ہر جگہ فرش سفید چاندنی کا کیا ہوا اور اسپر بادلے کا کیسا عمدہ کام کیا ہوا زربفت اور کمخواب کے حاشیے اسپر لگے ہوے اور ہر ہر درجے مین مسند سفید بچھی ہوئی اور اسپر موتیون کی جھالر لگی ہوئی کہ جیسے آفتاب ماہ آسمان پر غرض کس سے طرح ثنا اس قصر کی بیان ہو سکے اور کون مصور اس بارہ دری کی تصویر کھینچے کہ جسے دیکھکر مانی و بہزاد سر بہ گریبان حیرت ہو جائین جل جلالہ و جل شانہ خلاصہ اسکا ملکہ نسیم تحسین نے لقا بدار و عالم قار کو ایک خاص درجے مین مسند شاہانہ پر لا کے بٹھایا اور خود سامنے لقا بدار کے آکے بیٹھی اب

نقابدار کی یہ کیفیت ہی کہ ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہین کہ خدا کی خدائی مین ایسے حسین بھی پڑے ہوے ہین کہ جنھین دیکھ دیکھکر بھوک پیاس جاتی ہی گویا حق سبحانہ وتعالی نے اپنی دست قدرت خاص سے بنایا ہی وہ حسن اور وہ چمک دمک کہ مثل شپرہ آنکھ بند ہوئی جاتی ہی اور وہ حسینہ نہایت شرم وحجاب اور ناز وانداز سے باصد کرشمہ وناز سر جھکائے ہوے بیٹھی ہی اور کبھی نیچی نظرون سے نقابدار کی جانب دیکھتی ہی اور کبھی چھپی چھپی نظرون سے سر اُٹھاکر نقابدار سے کہتی ہی کہ مہربان اچھی طرح بیٹھیے ایک تو نقابدار نامدار اُسکے تیر حسن سے گھائل ہو ہی چکے تھے دوسرے اُن ناز وانداز کی باتون نے اور بھی دلکو لبھالیا اور اُسکے حسن ملیح کا گرویدہ بنایا نقابدار نے ارشاد کیا کہ ای نگار اگرچہ تمنے مہمان اپنا کیا ہی تو چار آنکھ کرکے باتین کرو کچھ اپنی کہو کچھ ہماری سنو کیونکہ ہم اسی شب کی شب یہان قیام کرینگے پھر معلوم نہین کب ملاقات میسر ہوگی معلوم نہین کیا کیا آلام اُٹھاکر یہانتک آئے ہین ایک ذرا دل بہلے اور کچھ تو رنج دنگلے یہ کہکر کم ہاتھ پکڑکے اپنے برابر بٹھالیا اب تو ملکہ کا بھی مقصد دل گویا حاصل ہوگیا نہایت ہی ناز سے اٹھکر نقابدار کے برابر آکے بیٹھی اور حکم دیا کہ طائفے اور گاسنین آکر حاضر ہون اور مجرا کرین بمجرد حکم کے گاسنین اور طائفے آنا شروع ہوگئے ملکہ نے کہا ای نقابدار نامدار جس وقت سے مین اس باغ مین آئی ہون اس حرامزادے خار خار بن خاکسار جادو کی قید مین پھنسی ہون اُسدن سے آج آپکے تصدق مین خوش ومسرور ہوکر بیٹھی ہون اور خوشی سے آج ناچ دیکھونگی الغرض سب گاسنین آکر حاضر ہوئین وہ بھی ایسی گرما گرم اور حسینان ملیح کہ جنکی مدحت مین زبان قاصر ہی اشعار

وہ ترنگین بلا جوانی کی	ایک ایک اُنمین شوخ دیدہ تھی	پردہ نامُس کا دریدہ تھی	وہ اُمنگین بلا جوانی کی
رشک ناہید و غیرت بلقیس	ایسی بچپن ایسی گرما گرم	برق و سیماب کو بھی آئے شرم	نور کی صورتین مزاج نفیس
حور تھی کوئی تو پری کوئی	چور ہر ماہ پارہ مستی مین	محو و بیہوش خود پرستی مین	کوئی گوری تو سانولی کوئی
بھولی بھولی وہ لاڈلی باتین	ایک ایک اُنمین قاتل عالم	اور وہ اُٹھتی جوانی کا عالم	دل لبھانے کی یاد سب گھاتین
سُرخ ہوبات کوئی ڈراتے ہوے	وہ چھلاوے کی طرح سے چنچل	ترچھا انداز چال مین چھل بل	پٹیان ٹھیکری نکالے ہوے
جسپہ بنگالا بنا تھا چسکی کا	گلچری پہنے تھی کوئی محرم	ہاتھ جس سے کبھی نہو محرم	کوئی لاہی کی پہنے تھی انگیا
کھیلتی تھی شکار ٹٹی کی آڑ	سب کی سب مست بادہ سر جوش	کوئی گلپیرہن کوئی گلپوش	ایک ایک اُنمین تھی غضب کی کھلاڑ

نقابدار نامدار اور ملکہ تسیم سمنبر کو نہایت ناز وانداز سے سلام کیا ملکہ نے اشارہ کیا کہ ناچ شروع ہو سازندون نے ساز ملا سے کہ پائین کی گمک آسمان کو جانے لگی رودبا سارنگی کا کھینچنے لگا ہر قسم کا راگ ملا بجنے لگا ایک پریزاد گاسن اُسمین سے اُٹھی اور گھنگرو باندھکر پیشواز پہنکر ناچنا شروع کیا اور گت ناچنے لگی ابیات

ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا	وجد کرنے لگا در و ا ا	پھیرنے ہاتھ وہ نکالتی تھی	دلکو ہر بار جیسے ٹالتی تھی
کبھی سارا بدن وہ مٹکانا	کبھی دامن سنبھالتے جانا	کبھی غمزے سے مسکرا دینا	کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک	اُبھرے سینے کی بھی وہ تھرتھرک	مثل طاؤس ایسی مست بنی	چوٹی ایڑی سے لگ گئی اُسکی
حلقۂ دست جب ہوا بالا	بندھ گیا گرد ماہ کے ہالا	سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل	ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
ناز سے سر پہ جبکہ رکھا ہاتھ	اہل محفل کو تھا سر ہی کا ہاتھ	جسکو تیوری بدل کے بتلایا	وہین تیور اسکے اسکو غش آیا
جسکی جانب بتا کے دسکی لی	جان اُسنے سپرد کر دی	تیر مارا جدھر نظر پلٹی	مسکرائی تو گر پڑی بجلی

اسطرح ناچی کہ ملکہ اور نقابدار دونون محو نظارہ ہوگئے اور ہوش وحواس بجا نہ رہے تھوڑی دیر کے بعد نقابدار نے ارشاد کیا کہ اب بیٹھ جاؤ تو وہ تسلیم کرکے بیٹھ گئی سازندون نے پھر ساز ملا سے اور اُسنے گانا شروع کیا نظم

راگ کو شل صوفی کیا مال	بار بد شرم سے چھپا تہ خاک	کیا ناہید نے کفن کو چاک	لگائی اس ٹھاٹھ سے وہ جو ... لحن ہر قدمین تانسین کی روح

تڑپی مانند طائر بے روح | ایسا باندھا تھا اُسنے سُر اونچا
پر کہیں اُسکے کمال کو پہونچے | زیر تک گیا پر راگ رنگ ہوا
جھاڑ صندوقچہ تھا ارگن کا | کس غضب کی سُریلی تھی آواز
لحن داؤد اُسکا تھا دمساز | ہوگئی چشم ساز کو ہر بار
ڈبڈبا آئی چشم ساغر کی | لب تصویر پر بھی شورش آہ
بول اُٹھے طائران نقش و نگار | جب لیتی تھی نور کی کوئی تان

داد دیتی تھی چرخ پر زہرہ | لوٹی چرخ لاکھ دون کی لے
دف لیے مہ فلک پہ دنگ ہوا | کیا ہی اُسکا گلا تھا جوبن کا
ساز در پردہ اس سے کرتا تھا ساز | ہی بجا گر کہوں اُسے اعجاز
بن گئے تار آنسوؤں کے تار | شیشۂ مے کو لگ گئی ہچکی
شعلۂ شمع کی زبان پر واہ | ہوگئے مست سب در و دیوار
ڈھاری کہتے تھے ای علی کی ما | ایسا گائی کہ نقابدار اور ملکہ

دونون بیخود ہوگئے بعد اُسکے اور گائنین اپنی اپنی باری اپنے اپنے موقع پر نہایت ناز و انداز سے گائین کہ نقابدار نے اس قسم کا رقص کم دیکھا تھا جب صحبت برخاست ہوئی تخلیہ ہوا ملکہ نے نقابدار کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ دری کے باہر آئی اور بیچ کے درمین دو کرسیاں بچھوائین ملازمین کو حکم دیا کہ آپ سب اپنے اپنے مقام پر جائین اور ایک تھوڑی دیر آرام کرین ملازم سب اپنی اپنی طرف چلے گئے کنارے نہر کے سب اسباب مینوشی تو پہلے ہی سے مہیا تھا ملکہ نسیم ستمتن نے ایک جام نقابدار کو بھر کے دیا اور ایک جام خود پیا اور اُٹھکر نقابدار کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے نقابدار تو پہلے ہی اسکے دلدادہ ہوچکے تھے نقابدار نے بھی اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دست درازی ہونے لگی لیکن نقابدار نے وہ جام ملکہ کے ہاتھ سے تو لے لیا مگر ایک میز جو برابر رکھی ہوئی تھی اُسپر رکھ دیا اور کہنے لگے کہ ای ملکہ مین نے بھی جب سے تمھین دیکھا ہی مجھکو بھی ایک قسم کا تعشق ہوگیا ہی اور مین خود تمھارے وصل کا مشتاق ہون لیکن یہ امر قبول ایمان پر منحصر ہی جبتک تم ایمان نہ لاؤگی یہ امر ہرگز وقوع پذیر نہوگا مگر خیر اسوقت تو ہنگام مینوشی ہی پھر دوسرے وقت ہمارے تمھارے یہ امور حل ہونگے یہ باتین سُنکر اب جو ملکہ نے دیکھا تو وہ جام شراب گلرنگ اُسی طرح رکھا ہوا ہی ملکہ نے اُٹھکر وہ جام اپنے ہاتھ مین اُٹھا لیا اور کہنے لگی کہ واہ ای نقابدار یہ طرز محبت نہین ہی ہمین کو پیٹے اگر یہ جام ہمارے ہاتھ سے نہ پیا اسکی ان باتون پر نقابدار بھی کچھ پگھل گئے اور چاہتے تھے کہ وہ جام اُسکے ہاتھ سے پی لین کہ دفعتہً نظر جو نقابدار کی اُٹھی تو دیکھتے کیا ہین کہ وہی طوطی ایک درخت پر بیٹھی ہوئی ہی جیسے ہی اُس طوطی کی نظر نقابدار سے دوچار ہوئی کہ اُس طوطی نے وہین سے نقابدار نامدار کو آواز دی کہ ہشیار و خبردار ای نقابدار عالیوقار ہرگز یہ جام نہ پینا کہ یہ جام طلسم ہی اور یہ سارا مکان و باغ سحر کا ہی خبردار ہو جیسے ای نقابدار یہ عورت اُسی ساحر کی بیٹی ہی کہ جسکو آپ ابھی قتل کرچکے ہین دیکھیے لوح سے ہشیار ہو جیسے ایسا نہو کہ لوح ہاتھ سے جاتی رہے تو پھر ساری کی کرائی محنت و جانفشانی خاک مین مل جاے اگر لوح آپکے ہاتھ سے چھن گئی تو پھر کچھ بناے نہ بن پڑیگی اور ہاتھ ملتے رہ جایئے گا دیکھیے سنبھلیے اس جام کو ہاتھ سے پھینکیے اور اپنے سامان کو درست کرکے راہ لیجیے اللہ اکبر آپ لوح سے بھی غافل ہوگئے یہ سننا تھا کہ نقابدار نامدار نے وہ جام ہاتھ سے پھینک دیا اور فوراً اُٹھ کھڑے ہوے کہنے لگے کہ او بدبخت تو مجھکو دام تزویر مین پھنسانا چاہتی تھی ارے تیرے دام مین اور ہی کوئی پھنسیگا نقابدار کا اُٹھنا تھا اور لوح کو دیکھنا تھا کہ فوراً اوہ ملکہ دھڑ سے کرسی پر گری اور گرتے ہی فوراً ایک بھری کی قطع پر متشکل ہوکے اُس طوطی کے پیچھے لپکی اُسکا لپکنا تھا کہ وہ طوطی بھی اُس درخت پر سے اُڑی اور اُڑکے دوسرے درخت پر جا بیٹھی یہ بھری بھی وہان پہونچی یہ طوطی اُڑکے قصر کے اندر چلی گئی وہ بھری بھی اُس بارہ دری کے اندر چلی گئی غرض جہان جہان وہ طوطی جاتی تھی وہان وہان یہ بھری بھی اسطرح لپکتی ہوئی جاتی تھی کہ اگر پا جاے تو اُس طوطی کا ایک ہی لقمہ کرجاے وہ طوطی کہنے لگی کہ ای نقابدار یہ طوطی تمپر اپنی جان فدا کرتی ہی مگر یاد رکھنا کہ تمھاری محبت اور الفت مین میری جان پر بنتی ہی اگر مین تمھین اس راز سے آگاہ نہ کرتی اور پھنس جانے کا خیال نہ کرتی تو آج ہمکو گرفتار بلا ہوتی اور ساتھ آنکھون سے طوطی کی آنسو ٹپکے نقابدار پر گرے اُسکے آنسو گرنے پر نقابدار بھی آبدیدہ ہوگئے

اور وہ طوطی نقابدار نامدار کی پشت پر آ گری نقابدار نے اُس طوطی کو اُٹھا کر اپنے دامن میں چھپا لیا اور لوح اُس نہر کی طرف اُٹھائی کہ اُس لوح کے سامنا ہوتے ہی بھری گری اور شکل اژدر مشکل ہو کے نقابدار کی طرف لپکی اور چاہا کہ نقابدار پر حملہ کرے اب جو نقابدار لوح کو دیکھتے ہین تو دیکھا کہ صاف لکھا ہوا ہی کہ ای نقابدار نامدار جب تجکو یہ واقعہ پیش آسے اور وہ بھری شکل اژدر مشکل ہو جاسے تو ہرگز ہرگز خوف و ہراس نہ کرنا اور مطلق نہ ڈرنا بلکہ ان اسماے معظم کو پڑھنا شروع کرنا اور اپنے تیغے پر دم کرکے دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے یا علیؑ ولی کہکے مارنا وہ اژدر فوراً ہلاک ہو جائیگا بس یہ دیکھکر نقابدار عالیوقار نے وہ اسما پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو اُس تیغہ پر دم کرکے تیغے کا جو ایک ہاتھ یا علیؑ ولی کہکر اُس اژدر کے مارا تو برابر دو حصے کر دیئے اُسکا مرنا تھا کہ ایک شعلہ آگ کا بلند ہوا کہ اُسنے اُس قصر اور باغ کو بالکل سوختہ کر دیا اور بگولے اور تتق خاک کے اُڑنا شروع ہوے اور ایک آواز ہولناک بڑے زور و شور سے پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام مین ساحرہ شہرنگ شرارہ بنت خار خار بن خاکسار جادو اور بعد اُسکے جب بگولے اور تتق خاک کے اپنی جگہ بیٹھ گئے تو اب جو دیکھتے ہین تو وہ طوطی اور وہ لوح اور وہ تیغہ سب انکے پاس حاضر و موجود ہی نہ وہ باغ ہی نہ قصر نہ وہ درخت ہین نہ نہر نہ وہ چوبدار نہ وہ خاصبردار نہ مہربان نہ تخت کسی چیز کا پتا نہین ہی سب غائب ہو گئے اب فقط نقابدار نامدار ہین اور وہ طوطی و تیغہ اور لوح انکے پاس ہی لیکیلے کھڑے ہوے ہین اور ایک صحراے وسیع ہی کہ جہانتک نظر کرتے ہین سواے میدان کے کچھ نظر نہین آتا معلوم ہوتا کہ یہ سارا سامان سحر کا تھا اور وہ گاتی نین سحر کی پتلیان تھین اور وہ سب بلا زہم سحر کے پتلے تھے اب نقابدار نامدار نے جو لوح کو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم بعد اس واقعے کے تو اُس صحرا کی داہنی جانب جانا جاتے جاتے تجکو ایک میدان وسیع پُر فضا سبزہ زار ملیگا تو سیدھا منھ اُٹھاے ہوے چلا جانا جاتے جاتے تجکو ایک کوہ زمردین ملیگا تو یہ اسماے الٰہی پڑھکر ایک ڈھاک کا پتا توڑکر اُسپر دونون پاؤن جماکر کھڑا ہونا بقدرت خدا وہ پتا تجکو اُڑا کر اُس پہاڑ پر پہونچادیگا اور جب تو اُس پہاڑ پر پہونچیگا تو ایک پندرہ سولہ لڑکے ایک تخت پُر تکلف پر بیٹھے ہونگے اور بیچ مین اُنکے ایک لڑکا نہایت حسین و خوبصورت جلوہ گر ہوگا پیشانی پر اُسکی ایک خال سیاہ ہوگا اور ایک زمرد کے پیالے مین صابون کا پانی بھرا ہوگا اور ایک نے بلورین منھ مین لیے ہوے بلبلہ چھوڑتا ہوگا اور جب وہ حباب بہت سے ہو جائینگے تو بالاے ہوا باہم لڑکر ٹوٹ جائینگے اور اُن حبابون مین سے نہایت حسین و خوبصورت پریان پیدا ہونگی اور بالاے ہوا باہم لڑینگی اور وہ لڑکا یہ تماشا دیکھ دیکھکر قہقہہ ماریگا اور خوش ہوگا اور جو لڑکے اور ہونگے وہ بھی ہنسینگے جب وہ لڑکے تجکو دیکھینگے تو نہایت مہیب آواز سے صدا باش باش کی بلند کرینگے مگر تو ہراسان نہونا اُس طفل حسین کے آگے بڑھتا چلا جانا جب وہ لڑکا تجکو اپنی جانب آتے دیکھیگا تو تیغہ پکڑکے تیری جانب دوڑیگا تو بخوف و خطر تیر چلہ کمان مین جوڑکر اُسکی پیشانی کا خال تاک کے مارنا اگر تیر اُسکے بیچوں بیچ خال پر پڑ گیا تو تو اچھا ہی اور اگر نشانہ تیر اخطا کر گیا تو نقصان دھرا ہوا ہی بیشک خطا پائیگا دیکھ خبردار بہت ہوشیاری سے کام کرنا چوکنا نہین الغرض نقابدار یہ حال دیکھکر اُس صحرا سے آگے بڑھے اُس صحرا کی داہنی جانب جاتے جاتے تھوڑی دور کے بعد ایک پُر فضا اور طرب خیز نہایت وسیع صحراے سبزہ زار ملا کہ جسے دیکھکر نقابدار کی آنکھون مین تراوٹ اور قلب مین سکون پیدا ہوا کیسی ہری ہری گھانس جمی ہوئی ہی اور قریب چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کے سلسلے اور چشمون کا پانی روان ہی ایک عجیب بہار اور سرور کی جگہ ہی کہ سبحان اللہ وبحمدہ اور سامنے ایک نہایت بلند کوہ زمردین ہی کہ جسکی چمک سے آنکھون مین چکا چوند آئی جاتی ہی غرض نقابدار نامدار نے موافق تحریر لوح ایک بڑا سا پتا ڈھاک کا توڑ کر اُسپر دونون پاؤن جماکر وہ اسماے الٰہی پڑھنا شروع کیے جب نقابدار نامدار اُن اسما کو پڑھ چکے تو خود بخود وہ پتا بقدرت خدا حرکت مین آیا اُس پتے کا حرکت کرنا تھا کہ بڑے زور و شور سے ہوا چلی اور وہ پتا اُڑا نقابدار بھی اُس پتے پر دونون پاؤن

جاتے اڑتے ہوئے چلے جاتے ہین اور وہ بلند ہوتا جاتا ہی تا اینکہ نقابدار عالیوقار اس پہاڑ پر پہنچے جاکر کیا دیکھتے ہین کہ اس پہاڑ پر عجیب بہار طرب خیز ہی میوہ دار درخت بار دار کھڑے ہوئے ہین نہر مصفا جاری ہی کرسیان بچھی ہوئی ہین گرداگرد اس نہر کے صحرائی پھول نہایت ہی خوش وضع لگے ہوئے ہین اور سامنے اس نہر کے ایک تخت نہایت ہی پرتکلف بچھا ہوا ہی اور ایک لڑکا حسین و خوبصورت کہ سکہ درست

نظم

تھی جبین اسکی غیرت خورشید ۔ جس سے روشن تھا خانہ امید
زلف تھی اسکی مثل مار سیاہ ۔ جسکو کاٹا ہوا وہ جی سے تباہ
اسکے دندان تھے گوہر نایاب ۔ روبرو اسکے ہی گہر بے آب
کف دست اسکے مثل بدر منیر ۔ بلکہ بدر اسکے آگے عشر عشیر
ہنسنا اسکا غضب خرام بلا ۔ شوخی و دلبری تمام بلا
دیکھکر اسکے سرو قد کی پھبن ۔ پا بگل سرو ہو گیا بہ چمن
اسکے ابرو کمان تھے مژگان تیر ۔ دل عشاق تھے جہان نخچیر
کیا منور تھے اسکے رخسارے ۔ مطلع نور کے تھے مہ پارے
چاہ غبغب کا تھا دہان پیدا ۔ ڈوبتا اسمین تھا دل شیدا
تھی کمر اسکی وہم بلکہ گمان ۔ ہو جو بن دیکھا اسکا وصف کہان
جمالے داشت از حد بشر دور ۔ ندیدہ از پری نشنیدہ از حور

ایک مسند زرتار پر نہایت ہی ناز و انداز سے بیٹھا ہوا ہی اور ایک خال سیاہ اسکی پیشانی پر ایسا حسن دے رہا ہی کہ واہ واہ معلوم ہوتا ہی کہ دو حصہ دل عشاق سمٹ کر ایک جا جمع ہو گیا ہی اور ایک پندرہ سولہ لڑکے چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کے گورے گورے گرداگرد اس طفل حسین کے بیٹھے ہوئے ہین باتین طرح طرح کی ہو رہی ہین وہ طفل حسین بھی ہنس رہا ہی وہ لڑکے بھی قہقہے مار رہے ہین کچھ راگ باجے رکھے ہوئے ہین چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہی ایک عجیب طرح کی صحبت ہی عجیب قسم کا سمان ہی کہ نقابدار کے بھی دل مین یہ بات متحرک ہونے لگی کہ کیونکر اس صحبت عشرت مین جاکر شریک ہو جاؤن اور اپنا دل بہلاؤن پھر خیال آگیا کہ ای نقابدار یہ خیال بدکردار کس قسم کا ہی اس خیال خام سے باز آ دیکھ کیا کرتا ہی اور یہ کہکے سامنے اس تخت کے بڑھے اب جاکر کیا تماشا دیکھتے ہین کہ زمرد کے پیالے مین صابون کا پانی بھرا ہوا ہی بلور کی نی ہاتھ مین ہی بلبلہ چھوڑ رہا ہی اور وہ حباب بالا ہوا جب بہت سے جمع ہو جاتے ہین تو باہم ٹکرا کر ٹوٹ جاتے ہین اور انھین سے نہایت حسین و خوبصورت پریان پیدا ہوتی ہین اور باہم بالا ہوا اڑتی ہین یہ طفل حسین اور وہ سب لڑکے ہنستے ہین اور قہقہے مارتے ہین نقابدار نامدار یہ تماشا کھڑے دیکھ رہے تھے کہ دفعتہ ان لڑکون کی نظر جو اس طفل حسین کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے نقابدار نامدار پر پڑ گئی ایک مرتبہ وہ سب کے سب آواز باش باش بلند کرکے اٹھ کھڑے ہوئے کہ کہان جاتا ہی ٹھہر ارے اب اس طلسم ہو گیا قضا تیری یہان لائی ہی لیکن نقابدار بخوف اس طفل حسین کی طرف چلے کہ وہ لڑکا بھی نقابدار نامدار کی طرف چلا اور چاہا کہ تیغہ پکڑ کے نقابدار پر حملہ کرے اور تیغے پر ہاتھ رکھکے نقابدار کی طرف لپکا کہ فوراً نقابدار نامدار نے تیر چلہ کمان مین رکھکر اسکی پیشانی کے خال کو تاک کر اس زور سے مارا کہ عین پیشانی کے خال پر پڑا تیر کے پڑتے ہی وہ لڑکا تخت کے نیچے گرا اسکا تخت سے گرنا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ای کمبخت کہان جاتا ہی ٹھہر تو جا اور وہ تمام پریان شعلہ ہای آتشین منھ سے چھوڑتی ہوئی نقابدار کی طرف لپکین اور ایک تاریکی پیدا ہونی شروع ہوئی اب نقابدار حیران ہوکے کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین فوراً لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ جب تو اس لڑکے کو مار چکے اور پریان تیری طرف شعلہ ہای آتشین چھوڑتی ہوئی دوڑین اور ظلمت پیدا ہو تو یہ اسما پڑھکر اس تاریکی کی طرف پھونک دینا وہ ظلمت رفع ہو جائیگی اور بلا دفع ہو جائیگی پس فوراً وہ اسما پڑھکر نقابدار نے اس ظلمت کی طرف پھونک دیا ان اسما کا دم کرنا تھا کہ وہ ظلمت رفع ہونا شروع ہوئی اور اسکے بیر ساری تدبیر بھول کر یہ آواز دینے لگے مار احیان کشتی نام من حباب جادو بود رفتہ رفتہ وہ ظلمت سب رفع ہوئی جب وہ تاریکی رفع ہوئی تو اب نقابدار کیا دیکھتے ہین کہ نہ وہ پہاڑ ہی نہ صحرا ہی نہ وہ تخت ہی نہ مجمع طفلان بلکہ ایک میدان وسیع ہی اور ایک بڑا عظیم الشان قلعہ نہایت مستحکم اور زبردست سامنے معلوم ہوتا ہی

اور اُس قلعے سے ایسی جلالت اور رعب ساطع ہی کہ نقابدار سے بہادر وجرار کے حواس باختہ ہوگئے لوح کو جو اُٹھا کر دیکھتے ہین تو اُسمین لکھا تھا کہ ای نقابدار نامدار ہوشیار ہو کہ یہ حباب جادو تھا جو بقدرت خدا تیرے ہاتھ سے مارا گیا اور یہ قلعہ طلسمی محشر جادو کا ہی حباب جادو کے مارے جانے کی خبر محشر جادو کے بیرون نے اُسے پہونچادی ہوا وہ تیرے مقابلے کو ہزار ساحرون سے نکلیگا خبر دار گھبرانا نہین اور ہراسان نہونا جو ایک ساحر تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو اُسکے خون سے دس دس ساحر پیدا ہونگے تو کسی طرح کا خوف نکرنا اور لڑتا بھڑتا مارتا پیٹتا محشر جادو کے قریب پہونچ جانا اور جاکر قریب محشر جادو کے کھڑا ہونا اور یہ لوح طلسم جو تیرے پاس ہی وہ اُسکے سامنے ڈالدینا اور کہنا کہ ای محشر جادو اگر تم مجھسے صرف اس لوح کے لیے اسقدر جنگ وجدل کرتے ہو تو لوح حاضر ہی بسم اللہ لو مجھے اس سے کوئی کام نہین ہی بلکہ اگر تمھاری مرضی اس امر مین ہو کہ مین تمھارے ساتھ رہون تو مین اسمین بھی موجود ہون تمھارے ہمراہ چلون ای نقابدار جب تم لوح اُسکے سامنے ڈالدوگے تو وہ علامتین جتنی ہونگی سب برطرف ہوجائینگی اور پھر سحر اُسکا تمپر کارگر نہوگا جب سب علامات سحر کے برطرف ہوجائین تو تیغہ اپنا دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑکے بیچون بیچ چوڑے پر مارنا کہ وہ برابر دو حصے ہوجائیگا اور اگر تمھارے تیغے نے خطا کی اور بیچون بیچ چوڑے پر نہ پڑا تو یاد رکھنا کہ معرکہ قیامت خیز برپا ہوجائیگا اور تم اسیر طلسم ہوجاؤ گے یہ حال نقابدار نے اُس لوح مین ملاحظہ کرکے اُسے اپنے پاس رکھا اور نظر اونچی کرکے جو دیکھتے ہین تو دیکھا کہ ایک نہایت پرہیبت اور مہیب لشکر ساحرون کا چلا آتا ہی شعلے آگ کے مُنہ سے نکل رہے ہین آتشین گرز ہاتھون مین لیے ہوئے اژدہا سے پشت نہنگ کاندھون پر رکھے ہوئے سیندور کے قشقے پیشانیون پر لگے ہوئے لوہے کے کپڑے پہنے ہوئے مُنہ پٹی ملے ہوئے زرد زرد آنکھین کھینچتے ڈکارتے آواز باش باش مانند تُند ورعد قیامت انجام مانند ی بلند کرتے ہوئے قریب آ پہنچے نقابدار نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار ساحر سے کچھ زیادہ ہی ساحر ہین اور سب کے آگے آگے محشر جادو بڑے کبر وتجبر سے چلا آتا ہی اور قریب نقابدار کے آکر ایک نعرہ مارا کہ بگیرید نقابدار را بگیرید اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ دفعتہً وہ ہزار ساحر نقابدار پر گرے اور حملہا سے ترسول وپنسول کرنا شروع کیے مگر بہ برکت اُس لوح کے کوئی حملہ اُنپر متاثر نہوا اور نقابدار نے جو تیغہ پکڑکے وار کرنا شروع کیا تو ایک ایک ہاتھ مین دس دس گرنا شروع ہوئے مگر جو ساحر زمین پر گرتا ہی اُس ساحر کے خون سے دس دس ساحر اور پیدا ہوجاتے ہین خلاصہ اینکہ جیسا اُس لوح مین لکھا تھا کہ تو اسپر ظفر یاب نہوسکیگا ویسا ہی نظر آیا کہ نقابدار نامدار اُس فوج ساحران کو چیرتے پھاڑتے ہوئے اُس ساحر نابکار محشر جادو کی طرف چلے ہرچند وہ ساحر وار کرتے تھے لیکن بہ برکت لوح اُنپر کوئی حربہ اثر نہ کرتا تھا اور بہ برکت لوح صحیح وسالم اُن ساحرون کو چیرتے پھاڑتے محشر جادو کے قریب چلے جاتے ہین کہ بعد چند منٹ کے قریب محشر جادو کے پہونچے جیسے ہی متصل اُسکے پہونچے کہ محشر جادو نے ایک وار گرز آتشین کا اُنپر کیا اُس وار کو نقابدار نامدار نے بفن سپاہگری خالی دے کر محشر جادو سے کہا کہ ای محشر جادو پہلے تم میری دو باتین سن لو بعد اُسکے جو تمھارا جی چاہیگا میرا حال کرنا مین تو خود تمھارے پاس چلا آتا ہون یہ کہکر لوح اُسکے سامنے پھینک دی اور کہنے لگے کہ سنو ای محشر جادو اگر تم مجھسے اس لوح کے لیے لڑتے ہو تو مین نے یہ لوح حاضر کردی بسم اللہ اُٹھا لو اور اگر تمھاری یہ مرضی ہو کہ مین تمھارے ساتھ ہو کر رہون تو اسمین بھی مجھے عذر نہین ہی مین تمھارے ساتھ ہون تم کیون اسقدر بیخود ہوگئے اور مجھ ایک متنفس کے لیے اسقدر فوج زبردست لیکر نکل آئے مین ہرگز تمھارا مقابلہ نہین کرسکتا کچھ اس قسم کی باتین نقابدار نے کین کہ محشر جادو بھی سننے لگا یہ باتین سنتے سنتے محشر جادو کی نظر جو اُس لوح پر پڑگئی تو ساری شیخی بچا جی بھول گئے اور وہ سب سحر وساحر منتشر ہوگیا ہوگئی ساری حقیقت ساحری دماغ سے رفوچکر ہوگئی اب جو نقابدار پر سحر کرتے ہین تو وہ الٹا پلٹ کر میان

مخنشر ہی کے سر پر جاتا ہی نقابدار پر کوئی چیز اثر نہین کرتی بس یہ حالت جو مخنشر جادو نے دیکھی اپنے ساحرون کے تئین آواز دی کہ لینا اس جوان کو یہ تو کچھ مجھسے بھی زیادہ تر لانبا چوڑا ساحر معلوم ہوتا ہی بس یہ آواز سنتے ہی تمام ساحر نقابدار پر ٹوٹ پڑے یہ رنگ جو نقابدار نے دیکھا تو فوراً اُس لوح کو ہاتھ مین اٹھالیا اور چارطرف اسکو پھرانا شروع کیا جسکی آنکھ اُس لوح پر پڑ گئی سارا سحر بھول گیا غرض جتنے ساحر تھے اُن سب کے سحر بیکار ہوگئے اور کوئی بات کارگر نہوئی بس جیسے ہی یہ حال نقابدار نے دیکھا فوراً تیغہ سلیمانی کو ہاتھی دلی کھکر کھینچ جوڑے پر جو بھرپور تاک کر ہاتھ مارا تو از سر تا ناخن پا برابر دو حصے کردیے بس اُسکا مارا جانا تھا کہ ایک شور وغل برپا ہوا اور اُسکے پیر ساری تدبیر بھولکر چلانے لگے کہ مارا جوان کشتی نام مین مخنشر جادو بود اور ایک ہنگامہ قیامت انگیز برپا ہوا تمام ساحر جلنے لگے یہانتک کہ جلتے جلتے سواے خاک سیاہ کے ڈھیر کے اور کوئی شی نہ معلوم ہوتی تھی گرد و غبار انتہا سے زیادہ اٹھا گھوسے اور تیز گرد کے بے انتہا اٹھے جب وہ بہ برکت اُس لوح اور ورد اسماے الہی کے برطرف ہوے تو میدان صاف ہوا نقابدار نے جو اُس لوح کو دیکھا تو اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای نقابدار بڑا معرکہ تو نے سر کیا سارے بدن کی سوئیان نکل گئی ہین فقط آنکھون کی سوئیان باقی ہین ای نقابدار نامدار اس قلعے کے اندر چلا جا اور جس جگہ مخنشر جادو کا تخت شاہی رکھا ہوا ہی اُسکے نیچے ایک تہ خانہ ہی اُس تہ خانے کے اندر چلا جانا ایک جوگی تجھکو ملیگا کہ نہایت کبر و تجبر سے ایک پتھر کی چوکی پر بیٹھا ہوا اور سامنے اُسکے چھت مین اُس تہ خانے کی ایک دو پنجرے لٹکے ہونگے ای نقابدار نامدار وہ دونون جانور خوش رنگ جو اُن پنجرون مین بند ہونگے وہ وہی عاشق و معشوق ہین کہ باہم گلے ملکر آتش عشق سے جلکر خاک ہوگئے تھے اور اُنکے نشان دہندہ وہ دونون درخت پیدا ہوے ہین جو تجھکو باہم چسپیدہ ملے تھے پس جب تو اُس جوگی کو ماریگا تو وہ جانور بشکل اصلی متشکل ہوجاینگے کہ ایک کا نام ماہ رخ پری ہی اور وہ معشوق دلفریب جسپر ماہ رخ پری عاشق ہوئی تھی سلطان غیاث الدین ہی اُن دونون کو باہر نکال لینا الغرض نقابدار نامدار یہ حال فرحت اشتمال لوح مین دیکھکر آگے بڑھے ہین تو دیکھتے کیا ہین کہ وہ طوطی بھی بہیئت اصلی متشکل ہوکے اُنکے ساتھ ہولی نقابدار نے اُس سے استفسار حال کیا اُسنے بیان کیا کہ ای نقابدار اُسی مخنشر جادو نے مجھے اس حالت پر کیا تھا جب وہ مرا تو اُسکا سحر بھی برطرف ہوا مجھے ہیئت اصلی عنایت ہوئی اب مین آپ کے ساتھ ہون جہان چاہے چلیے نقابدار نے کہا کہ اب اُن دونون عاشق و معشوق مبتلاے بلاے اسیری کی رہائی کو چلتے ہین وہ بھی اُنکے ہمراہ ہوئی یہ اندر قلعے کے داخل ہوے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ باہر سے اس قلعے کے کیا ہیئت تھی جو اندر ہی مخنشر جادو کے مرنے کے بعد بھی یہ کیفیت ہی کہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ ہزارہا ساحر پیچھے دوڑے چلے آتے ہین غرض نقابدار نے اُس تخت کو ڈھونڈھا اور قریب اُس تخت کے گئے وہان جاکر جو دیکھا تو ایک چار جوگی لٹین چھوٹے ہوے لوہے کے بڑے بڑے دست پنے ہاتھون مین لیے ہو تنبیان آگے دھرے ہوے زرد زرد آنکھین ملتانی مٹی بدن پر ملے ہوے چارون کونون پر تخت کے بیٹھے ہوے ہین نقابدار کو دیکھتے ہی سب کے سب نقابدار کی طرف دوڑے نقابدار نے فوراً لوح کو نکال کر دیکھا لکھا تھا کہ ای نقابدار جب جوگی تیرے پیچھے دست پنے لیکر دوڑین تو تو خوف نہ کرنا اپنے تیغے کو پکڑ لے اور یہ اسما دم کرکے لپک کے ایک جوگی پر جو مشرق رو کھڑا ہو مارنا جب وہ مرجائیگا تو اثر سحر اُن تینون کا بھی باطل ہوجائیگا اُنکو بھی مار ڈالنا ویسا ہی کیا نقابدار نامدار نے کہ وہ اسما پڑھکر اُس جوگی کے جو مشرق رو تھا ایک مرتبہ تیغہ دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے مارا تو اُسکے دو حصے ہوے اُسکا مارا جانا تھا کہ اُن تینون جوگیون کا بھی سحر باطل ہوگیا بس لپکے تیغہ اُن تینون کو بھی واصل جہنم کیا جب وہ مرچکے تو نقابدار نامدار اُس تخت کو ہٹا کر اُس نقب مین اُتر گئے جب اندر گئے تو کیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا تہ خانہ ہی کہ جسکا اور چھور نہین معلوم ہوتا ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی تہ خانہ ہی تہ خانہ معلوم ہوتا ہی اور ایک سنگ مرمر کی چوکی پر ایک گبر نا ہنجار بڑے کبر و تجبر سے بیٹھا ہوا ہی آگے اُسکے کچھ اسباب

سحر و ساحری کبھی رکھے ہوئے ہین ایک مالا ہاتھ مین لیکر بیٹھا پڑھ رہا ہی نقابدار کا دیکھنا تھا کہ گویا اُسکے مرچین لگا دین بگڑ کر ایک گرز آتشین نقابدار کی طرف جھپٹا اور کہنے لگا کہ ای گرفتار اجل تو یہان کہان آیا ہی تیری قضا تجکو گھیر لائی ہی خیر آ تو سہی دیکھ کیا سزا پاتا ہی نقابدار نے یہ سنکر جواب دیا کہ تو کیا مسخرہ ہی مین تو ابھی تیرے ساتھیون کو جو محافظ تخت محتشر جادو تھے مار کر آیا ہون اور سارے قلعے کو بھی ستیاناس کر چکا محتشر جادو کے تئین مع اُسکی فوج کے واصل جہنم کر چکا تو تیری کیا ہستی ہی جو میرے مقابلے کو اُٹھا ہی تو جانتا بھی ہی کہ یہ میرے ہاتھ مین کونسا تیغہ ہی اور مین کون ہون آگاہ ہو کہ یہ تیغہ سلیمانی ہی ایک وار مین تیرا کام بھی تمام ہی اور مین فتاح طلسم نقابدار نامدار ہون بس یہ سننا تھا کہ اس جوگی کے چھکے چھوٹ گئے اور سحر سارا بھول گیا مگر چونکہ دعوی بہت بڑا کر چکا تھا نقابدار نامدار کی طرف جھپٹا بس نقابدار نامدار نے یا علی کہکے جو ایک وار کیا تو اُس جوگی کو سر سے ناخن پا تک برابر دو حصے کر دیا بس اُسکا مارا جانا تھا کہ ایک غل و شور برپا ہوا اور آگ نکلنے لگی کہ وہ سارا جنگل جلکر خاک سیاہ ہو گیا مگر نقابدار پر بفضلہ تعالے آنچ بھی نہ آنے پائی جب وہ سب سامان جل چکا تو وہ پنجرے خود ٹوٹ گئے اور وہ دونون جانوران خوش رنگ اُن پنجرون سے گر کر بشکل اصلی متشکل ہوے اور نقابدار کے پانوٴن پر گر پڑے کہ ای نقابدار نامدار خداوند عالم آپ کو آپکے مقاصد دلی پر فائز فرماے کہ ہم نے آپ کے صدقے سے اس قید ستم سے نجات پائی نقابدار نے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت تو بیان کرو اُن دونون نے عرض کی کہ جب ہم دونون گلے ملے ہین تو ایک دھوان بلند ہوا تھا ظاہر مین سب لوگ یہ سمجھے کہ ہم دونون جل گئے ہین مگر اصل مین اس محتشر جادو کمبخت نے ہمکو اس جگہ جانورون کی شکل متشکل کر کے اور ان پنجرون مین بند کر کے اس جوگی کی حفاظت مین دیدیا تھا اور یہ مان میری ہی اسکو ایک طوطی کی شکل بنا دیا تھا حق سبحانہ تعالے آپ کو زندہ و سالم مقاصد دلی پر فائز فرماے کہ آپکی بدولت ہم نے بھی اس قید سے نجات پائی اور یہ مان بھی میری اس ہیئت سے ہیئت اصلی پر آئی اب جو نظر اُٹھا کر نقابدار نامدار دیکھتے ہین تو نہ وہ تہ خانہ ہی نہ قلعہ نہ جوگی ہی نہ سحر بلکہ ایک میدان پر فزا اور صحراے وسیع السیر مین کھڑے ہوے ہین یہ سب کے سب ابھی کھڑے ہوے تھے کہ باپ ماہ رخ پری کا ارماس پیر بیڑا حاضر ہوا اور نہایت ادب سے مجرا کیا نقابدار نے نام پوچھا اُسنے عرض کیا کہ ای فتاح طلسم حق سبحانہ تعالے جاہ و عمر و حشمت و سطوت مین ترقی عنایت کرے نام میرا ارماس پیر بیڑا ہی ماہ رخ کا باپ ہون نقابدار نے ارشاد کیا کہ اچھا کچھ اپنی حقیقت بیان کر اُسنے عرض کی کہ خداوند نعمت یہ تابعدار بھی اس محتشر جادو کمبخت کے پھندے مین تھا جو وہ کہتا تھا اُسپر عمل کرتا تھا اگر اُسکے حکم کی تعمیل نہ کرتا تو معلوم نہین میرا بھی کیا حال کرتا ای فتاح طلسم اُسی کمبخت کے کہنے سے مین اس آدم زاد کے قتل پر بھی راضی ہو گیا تھا ورنہ خدا جانے میرا بھی کیا حال کرتا الغرض بعد اُسکے محتشر جادو کے ہاتھ سے یہ سارا ہنگامہ جو آپ نے غالبا اس ماہ رخ پری کی زبانی اور اس کنیز کی زبانی سنا ہوگا برپا ہوا اور اس کمبخت محتشر جادو نے بعد اُس واقعہ کے مجکو اسیر طلسم کر دیا تھا اب جو وہ آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو ہم سب کو رہائی ہوئی یہ سُنکر نقابدار نے کہا کہ اچھا ہم نے تمھین اپنی جانب سے اس سرزمین کا بادشاہ معین کیا اور جشن شادی ان دونون کی جلد کر دینا اب ہم آگے جاتے ہین کہ ابھی بڑا مرحلہ طے کرنا ہی یہ کہکر انھون نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ ایک تھوڑی دور کے بعد ایک گنبد تجھے معلوم ہوگا کہ اُسی گنبد مین ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشیہ اور مہرسلہ اور عبد الرحمن جنی قید ہونگے تو بے تامل چلا جانا اور جا کر قفل اُسکا توڑ کر اُن سب سے مل جانا کہ یہی طلسم خارستان سلیمانی ہی یہ حال دیکھکر نقابدار آگے بڑھے موافق تحریر لوح کے وہ گنبد ملا نقابدار اُس گنبد کے قفل کو توڑ کر اندر گئے دیکھا کہ مہرسلہ اور عبد الرحمن اور ملکہ قریشیہ اور ملکہ آسمان پری مقید بقید شدید ہین اُن سب کے ہاتھ پانوٴن سے بیڑیان ہتھکڑیان کاٹ کر اُن کو رہا کیا ملکہ آسمان پری نے اُٹھکر گلے سے لگایا ادھر مہرسلہ اور عبد الرحمن نے آکر قدم بوسی کی اُدھر ملکہ قریشیہ بغلگیر ہوئین ملکہ آسمان پری نے ارشاد کیا

کہ شاباش اے مرحبا مردان دلاور ایسے ہی کام کرتے ہین اور بفضل خدا اپنے ارادون مین کامیاب ہوتے ہین سارا قصہ ملکہ آسمان پری نے اپنا اور قمر تیشہ کی اسیری اور مہر سلیم کی عیاری اور قمر تیشہ کی رہائی اور خواجہ سے جنگ کا بیان کیا اور نقابدار نے اپنی روئداد بیان کی جب سب باتین ہو چکین تو ملکہ آسمان پری نے امیر حمزہ صاحبقران کو ایک نامہ بدین مضمون تحریر کیا کہ ای امیر نقابدار نامدار کی بدولت ہم رہا ہوے اور اُسنے طلسم کو فتح کیا اب ہم کل نو لاکھ دیو دیونکا لشکر لیکر تمھاری کمک کو آتے ہین تا

دو کلمے داستان طہماس بن عقنوپیل دیو پرور کے غول کے پیچھے آوارہ ہونا اور پھر اُسکے قتل کرنا بیان کیے جاتے ہین

کہان ہی تو ای ساقی لالہ فام / دے سامنے جلد لا ای کا جام
پلادے مجھے ارغوانی مجھے / رہے نشۂ جاودانی مجھے
لگا دے وہ منھ سے جام شراب / کہ اٹھ جائین سب سامنے سے حجاب
نظر آئے حسن عروس بہار / کرون دخت رز سے مین بوس و کنار
رہین گلعذار چمن ہم بغل / نہ آئے مرے عیش مین کچھ خلل
دکھادون مین اپنی طبیعت کا رنگ / جدا سب سے ہی میرا رنگ و ڈھنگ
ازل سے ہی یان مے پرستی کا شوق / ہمیشہ ہی اشعار رنگین کا ذوق
عروس مضامین کو کرون جلوہ گر / رہے نشۂ بادہ آٹھون پہر
اب اس دور مین تو چھکا دے مجھے / کرم اپنا ساقی دکھا دے مجھے
چمن مین بہار آئی ہی اب ہی / بھلا اب کہان طاقت صبر ہی
پیا سا ہوا جام عشرت بہار / نویسم یکے داستان پر بہار

کہ گشتگان وادی حیرت و آوارگان دشت مصیبت یون بادیہ پیمائی کرتے ہین کہ جب طہماس رات کے وقت ایک غول کے تعاقب مین روانہ ہوا تھا رات بھر اُسکے تعاقب مین ہزار با منزل طی کرتا چلا جاتا تھا جو ہین آثار صبح نمودار ہوے وہ غول ایک سمت کو جنگل کی غائب ہو گیا اُسوقت طہماس صحرا مین حیران و پریشان و سرگردان پھرتا تھا اور راستہ نہ پاتا تھا کمال صدمہ تھا دل سے کہتا تھا کہ ای طہماس بڑا افسوس ہی کہ تو شہزادہ نور الدہر سے جدا ہوا اور وہ حرامزادہ غول بھی ہاتھ سے نکل گیا خدا جانے کہان غائب ہو گیا اُسکو کہان ڈھونڈھون اور کیا کرون غرض دور روز حیران و سرگردان پھرتا رہا تیسرے روز ایک غار پر پہونچا اور اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ یقین ہی وہ غول اسی غار مین ہوگا یہ سمجھکر نعرہ کیا کہ او غول بیا باہر نکل غار مین سے ایک آواز مہیب آئی کہ او اجل رسیدہ تو یہان بھی آیا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اتنے مین ایک غول غار سے باہر آیا کہ تمام جسم پر اُسکے بال تھے اور آنکھین مانند شعلۂ آتش کے سرخ تھین اور قد دوسو گز کا تھا اور ایک چوبدست گران سنگ ہاتھ مین لیے تھا نکلتے ہی غار سے وہ چوبدست طہماس پر ماری طہماس نے دستۂ ساطور پر روکی مگر ضرب شدید پہونچی اُس صدمے مین آہ کا نعرہ طہماس کے منھ سے نکلا بعد ازان وہی ساطور جو سارے پانسو من کا تھا اور ہر وقت اُسکے پاس رہتا تھا کھینچکر اُس غول پر مارا کہ کمر پر اُسکی پڑا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اور غول زمین پر گرکر تڑپنے لگا اور کہنے لگا کہ ای بنی آدم ایک ہاتھ اور لگا کہ کام میرا تمام ہو جاے طہماس نے پوچھا کہ عمر تیری کتنی تھی اُسنے کہا کہ ہزار سال کی طہماس نے ایک ہاتھ اور لگایا کہ وہ غول واصل جہنم ہوا طہماس غار کے اندر آیا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوے ہین درخت میوہ دار لگے ہین نہرین جاری ہین ہواے خوش چلی آتی ہی مکان پر تکلف بنا ہوا ہی تمام اسباب عیش اُسمین رکھا ہی کوٹھے بند ہین قفل پڑے ہین قفلون کو جو کھولا تو دیکھا کہ اُسمین بہت لوگ قید ہین کئی کوٹھون مین مال و اسباب و جواہر بے بہا رکھا ہی کئی کوٹھون مین گھوڑے تھے طہماس نے ہر ایک کو گھوڑا دیا اور مال و اسباب دیکر رخصت کیا اور کہا جہان چاہو جاؤ خدا نے فضل کیا کہ مین نے اُس غول کو مارا لیکن اُن قیدیون مین ایک جوان تھا نہایت حسین تاج شاہی سر پر رکھے کھڑا تھا طہماس نے اُس سے کہا کہ تو کون ہی اور کس شہر کا باشندہ ہی وہ بولا کہ ای شہریار مین شہر نیل رود کا شاہزادہ ہون فرامرز نیل رودی میرا نام ہی اور فرہاد شاہ نیل رودی کا بیٹا ہون یہ غول میرے درپی آزار تھا اور چاہتا تھا کہ مجکو ہلاک کرے چند عرصہ سے مین اسکی قید مین گرفتار تھا القصہ خدا اے با خبر کہ قید سے اس حرامزادے کی مجکو نجات دی

ہرکاروں نے فرہاد شاہ کو خبر پہونچائی کہ اے شہریار کئی برس کے بعد شاہزادہ ذوہوش اطوار داخل شہر ہوا چاہتا ہے تا کے
پر شہر کے خیمہ زن ہو پہونچتے ہی فرہاد شاہ محبت پدری سے بیتاب ہوا اور جوش مسرت و سرور سے پھولا نہ سماتا تھا اسیوقت
اسپ تیز رفتار پر سوار ہوا اور خوشی کے مارے تنہا بے سوار و پیادہ کچھ تھوڑا سا جلوس سواری ہمراہ لیکر شہر سے
باہر چلا جب قریب اُس مقام کے پہونچا کہ جہاں فرامرز خیمہ زن تھا اُدھر فرامرز نے سنا کہ باپ اُس شخص کا آتا ہے پیدل
ہوکر ہمراہ طہماس کے پیادہ تھوڑی سی راہ قطع کی تھی کہ فرہاد شاہ نے دیکھا کہ فرامرز ایک جوان خورشید طلعت و مہر صورت
کے ساتھ چلا آتا ہے قریب آتا تھا کہ فرہاد شاہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور فرط محبت سے دوڑ کر بیٹے کو سینہ سے لپٹا لیا
اور سر و چشم کے بار بار بوسے لیتا تھا فرامرز بھی آداب تسلیمات بجا لا کر باپ کے قدم پر گرا قدم اپنے باپ کے آنکھوں
سے ملتا تھا اور کہتا تھا کہ اے پدر بزرگوار اُس شہریار کا بھلا ہو کہ جس بہادر نے آپ کی زیارت سے مجھکو سرفراز کروایا
جناب تعالی غلام کو ایک غول صحرائی پکڑ کے لیگیا تھا اور ایسی ایسی ایذا رسانی کرتا تھا کہ غلام کو اپنی زندگانی سے یاس کلی
خدا اس شہریار کا بھلا کرے کہ اُس دشمن سخت کو مارا اور غلام کو اُسکی قید سے چھڑایا آپ بھی اس شہریار کے ممنون
ہو ویسے دیر لگا ورلائق تحمل کرین یہ سنکے فرہاد شاہ فوراً قریب طہماس کے آیا قدموں کو آنکھوں سے لگایا اور بسا بار گرد
پھرا اور بہت رکاب داری کر کے طہماس کو مرکب پر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوکر شہر میں آیا اور ایک بارہ دری جو خاص
اپنے رہنے کی تھی اُسمین لا کے اُتارا اور نہایت اُس کوٹھی کو زینت تازہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور فرش پوشیدہ آلا سے
سے عرش مثل عروس شبکہ کیا طہماس تو آکے یہاں آرام سے بیٹھے فرہاد شاہ نے اُدھر آکے دعوت و ضیافت کا سامان
کیا اور بڑی دھوم دھام سے مہمانداری میں مصروف ہوا ایک روز طہماس نے آکے عرض کیا کہ اے شہریار اب غلام
کو دولت اسلام سے مشرف فرمایئے حضور کا احسان تادم مرگ یاد رہیگا کہ غلام زادے کو اُس بلا سے بچایا اور جان بخشی
فرمائی یہ سنکے طہماس نے اُسکو بھی کلمہ طیبہ پڑھایا یہ بھی صدق دل سے مسلمان ہوا اور تمام شہر اسلام آباد ہوا راقم
پھر نقش دیکھا ایک جب پہر رات باقی رہی چھپر کھٹ پر آکے آرام کیا اور چونکہ بہت سفر اُٹھائے ہوئے تھے پہر دن
چڑھے تک سوتے رہے جب بیدار ہوئے ضروریات سے فراغت کی اور مسند پر گاؤ تکیہ سے لگ کے بیٹھے ہیں اور منتظر
ہیں شاہزادہ نورالدہر کی رخصت ہوکر ارادہ جانے کا ہو کہ یکایک ایک جوڑی ہرکارے کی گرد مین آکر وہ آکے خبر لگا
پر کھڑی ہوئی اور راہ صلح و دعا دینے لگی قسمت الٰہی بخت تو ہمیشہ رہا دار اختر او دولت ہمیشہ یار بادا اور گل اقبال
تو دایم شگفتہ بچشم دشمنان خار بادا کہ اے شاہزادہ والا تبار فرامرز نامدار خبر ہے کہ بادشاہ بدطالق یعنی سکندر بحالہ
مین عادان تبہ کر دیار ادہم جنگ ادھر کی طرف لشکر لیے ہوئے یلغار کیے چلا آتا ہے باقی خبر نہیں ہوئی مین یہ خبر وحشت اثر زبان
سے ہرکاروں کی فرہاد شاہ و فرامرز نے سنی دونوں کے رنگ مثل زعفران کے خوف سے اُڑ گئے اور کہنے لگے
کہ ایسا کون ہے جو اُس بہادر سے مقابلہ کرے عادین عادان ایک ہی زبردست روزگار ہے ہم تو کیا ہیں بڑے
بڑے بہادر اُسکے سامنے ایک مور ضعیف سے کم ہیں بھلا ایسے کا مقابلہ کرنا اپنا ہاتھ خون میں رنگین کرنا ہے طہماس نے جو قت
ان دونون کو ایسا خوفزدہ اور پریشان دیکھا کہا کہ [illegible] پاس نورالدہر کے جانے کا ارادہ ہے اگر وقوع
مین آتا نہیں ہو سکتا کہ اس لڑائی کو بے فتح کیے چلا جاؤں [illegible] پریشان ہوتے ہو خدا چاہتا ہے تو میں اس جنگ
کو بہت جلد فتح کرتا ہوں تم بھی اپنی فوج کو آراستہ کرو [illegible] فرہاد شاہ نے حکم آراستہ ہونے فوج ظفر موج کا
دیا تمام لشکر سوار و پیادہ اپنے ہتھیار و آلات جنگ [illegible] اور آراستگی میں مصروف ہوئے اُس طرف سے
پانچ یا چھ کوس کے فاصلے پر آکے سکندر عادین [illegible] ڈیرا اُتارا اور پڑاؤ کیا اور آپ بھی اپنے خیمے میں جا کے

مسند پر بیٹھا اور سب سرداران فوج بھی دولت پر حاضر ہوئے سکندر عاد بن عادان نے سرداروں کی طرف دیکھکر کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ کل صبح کو جنگ کروں سب نے دست بستہ عرض کیا کہ جو رائے حضور کی ہے بہت مناسب ہم سب تابع حکم ہیں اُسوقت سکندر عاد بن عادان نے حکم بجانے طبل جنگ کا دیا اُسکے لشکر میں طبل جنگ بجنے لگا تمام فوج آراستگی اسلحہ میں مصروف تھی یہ خبر لیکر ہرکارے آئے اور بجرا گاہ پر کھڑے ہو کے دعا دی اور کہا کہ اے شہریار لشکر حریف میں طبل جنگ بجا صبح کو فوج میدان میں آئیگی اور لڑائی ہوگی فرہاد شاہ نے سنتے ہی اِس خبر کے اپنے لشکر میں بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بتائید پروردگار بجے طبل جنگ چنانچہ لشکر فرہاد شاہ میں بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونون لشکرون میں طبل جنگ بجا کیا ہر ایک اس امید و بیم میں ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے کس کو خدا شکست دیتا ہے اور کون فتحیاب ہوتا ہے ہر چند نوکر سپاہیون میں نا ایسی جمعیت چھائی ہوئی ہے اپسمین کہتے ہیں کہ ارے بھئی سنا دمنو خان و شہباز خان ہم تو جسوقت لشکر میدان میں جائیگا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کی جھاڑیون میں جا کے چھپ رہینگے اگر ہماری طرف والون کی فتح ہوئی لشکر کا داؤ دشمن پر پڑا اور حریف بھاگا فوراً آ کے فتح میں شریک ہو جائینگے اور اگر خدانخواستہ ہماری طرف شکست ہوئی تو اُدھر سے اُدھر جنگل جنگل ہو کر چلے جائینگے بھیا ابھی ہمنے دنیا کا کیا دیکھا اور جو بہادر دلیر تھے جوش شجاعت سے جھوم کے ایک دوسرے سے کہتا تھا ہان بھیا صبح کو لڑائی ہوگی اور شعلۂ جنگ و حرب مشتعل ہوگا دیکھیں کون کون اپنے اپنے باپ دادا کے نام کو زندہ کرتا ہے اور پہلے دشمن سے مقابلہ کرتا ہے ایک بولا کہ اوچھے یاران دیکھ لینا کیا کیا بڑھ بڑھ کے تلوارین ماریں ہونگی کہ حشر برپا کر دیا ہوگا ایک بولا کہ ہان جی سچ کہتے ہو جب پڑا سے پوت سے سامنا ہوگا تو سب کا حال کھل جائیگا جسکو خدا دے وہ لے فتح و شکست خدا کے اختیار ہے غرض چار پہر رات دونون لشکرون میں طبل جنگ گرگرایا کیا لطف نظم

پیدا سکھے مردے زیر تربت | رہتا ہے کہاں عدو کا انبوہ | آواز شفق ہو جب دل کوہ | ہر برق کی تھی صدا قیامت
جوڑا کا تھا دل دو نیم اُس شب | دیکھو دم تیغ اور جوہر | تھا ایک تو شعلہ سو سمت | تھا اثر کہ فلک کو بیم اُس شب
رعدون کا گذر تھا آئینہ بالکل | شہرہ تھا یہ چار حد میں ہر سو | تیغ ایسی ہوا ادا سیہ بازو | تلوارین کھینچیں یا کہ آہنی پل
تھا گوش فلک میں پنبۂ ماہ | | | کیا شور تھا الحمد للہ

ایسی تردد و تیاری سے سپاہ میں سر سنگ مہ جان پر کھیل کر دن گذرا فلک میں آیا اور روزگار غدار نے مثل شہباز زرہ طلائی ضیائے خورشید کی پہنی نظم ہوئی پیدا سحر استین میں ناگاہ + ستارون نے بھی لی سوئے عدم راہ + ہوئی جب صبح روشن آشکارا + فلک پر صبح کا چمکا ستارا + اُسوقت دونون طرف کا لشکر آراستہ ہو کر جوق جوق غٹ کے غٹ گروہ گروہ میدان میں آیا اور تمام صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین نظم زلیس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ + تو گفتی ہوا شد الماس بارد ز میغ نظم ہمین گفت لشکر گروہا گروہ + ز افواج شد دشت و ہامون چو کوہ + انسدم نقیب انقابت کرکے چلے گئے کڑکیت نے کڑکا کہنا شروع کیا کہ اے بہادران بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید اُسوقت سکندر عاد بن عادان جلد سے مرکب کو جولان کر کے میدان میں آیا اور سب ہنر سپاہ گری ظاہر کر کے مبارز طلب کیا اس طرف سے طہماس بن عقفو ببل دیو پرور اپنے فرس تیز رفتار پر چست و چالاک سوار ہو کر بمقابلہ سکندر عاد بن عادان کے آیا سکندر عاد بن عادان نے پوچھا کہ اے شخص کیا حسب نسب رکھتا ہے اور نام تیرا کیا ہے طہماس نے کہا کہ مجھے پیر بلیشہ کلنگان صاحب ساطور گران طہماس بن عقفو ببل دیو پرور کہتے ہیں آگے میں لقا پرست تھا اب خدا پرست ہون جو خالق و مالک ہے کل کائنات کا یہ سنتے ہی وہ گبر ناہنجار مثل مار زہر دم بریدہ کے پیچ و تاب کھا کے کہنے لگا اے طہماس اب تیرے حق میں بہتر یہی ہے کہ اپنے دین قدیم پر قائم ہو ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور وہ حال کرونگا کہ بیابان و دریا و جانوران ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے اور مجکو اُسوقت ذرا رحم نہ آئیگا اُسوقت طہماس نے کہا کہ اے

کافر نابہنجار اے گبر بدکار کیا بکتا ہے مثل جو گرجے سو برسے نہیں اور جو کہتے ہیں کرتے نہیں اسکے بعد میں نے تمام
ادیان باطلہ پر لعنت کی ہے سوا اسکے خدا اسے یکتا کہ جو وحدہ لاشریک ہے اور کسی کو نہیں مانتا ہوں اُسدم وہ کافر بہت غصہ
مین آیا اور کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا جبتک تجکو سرنگون نہ کروں سمجھاؤں گا معقول نہ سمجھیگا تو کسی طرح سے نہ مانیگا خیر لاچہ کچھ حرج نہیں رکھتا
ہو طہماس نے جواب دیا کہ او بدکردار ہم اہل اسلام ہین جنگ میں سبقت نہیں کرتے جب حریف اپنا حربہ کر لیتا ہے اور
خداوند عالم اُسکے حربہ سے بچا تا ہے اُسوقت ہم اپنا حربہ کرتے ہین یہ سنکے سکندر عاد نے کہا کہ لے خبردار ہو یہ کہنا کہ خبردار نہین
کیا یہ کہکر نیزہ سینہ پے کینہ طہماس پر تاک کے مارا شاہزادے نے نیزہ کوستان نیزہ پر روکا اور آپس مین نیزہ بازی ہونے
لگی ابھی بیس یا تیس طعنے نیزے کی رد و بدل ہوئین تھین کہ طہماس نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور یہ کافر نیزہ چھوڑ
آپ خجالت میں غرق ہوا اور کہنے لگا کہ نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راست بازی ہے یہ کہکر تلوار میان سے لیکر طہماس
پر برس پڑا ضرب پر ضرب لگانے لگا اسی اثنا مین ایک ضرب سپر پر طہماس کے ایسی پڑی کہ دو پرکالے ہوئے طہماس
نے سر و گردن پشت کی طرف کھینچی طہماس تو بچا مگر تلوار گردن پر گینڈے کی اس زور سے پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوئی
طہماس گینڈے کو چھوڑ کر کود پڑا اُسوقت گینڈا ابھی چکر کھا کے گرا طہماس کا پانوں گینڈے کے نیچے دب کر اکھڑ گیا
سکندر عاد بن عادان نے اپنے مرکب سے اُتر کر طہماس کی مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا وہ عیار طہماس کو
اپنے لشکر مین لیگیا یہان سکندر عاد بن عادان مبارز طلب ہوا فرامرز عاد شکیل رودی اپنے گھوڑے کو جولان کرکے
میدان مین آیا اور مقابلہ کیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون کے نیزون کی ڈانڈین ٹوٹ گئین نیزے ہاتھ سے پھینکدیے اور تلوار
پکڑ کر مقابلہ کیا فرامرز نے تلوار ماری سکندر عاد بن عادان کے جب قریب سر کے تلوار پہونچی چپکی دے کے تلوار فرامرز کے
ہاتھ سے چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور مشکین باندھ کے عیار کو حوالے کیا پھر مبارز طلب کیا فرہاد شکیل رودی
نے مقابلہ کیا وہ بھی بعد کوشش بسیار کے ہاتھ سے سکندر عاد بن عادان بدکردار کے زخمی ہوا اب پرا بندہ ہوگیا کوئی بہادر مقابلہ
سکندر عاد کے نہین آتا یہ سبب پر نہیب دے رہا ہے مگر کوئی مقابلے کو نہین آتا سکندر عاد بن عادان نے ارادہ کیا ہے کہ لشکر فرہاد
پر جا پڑے اور تمام لشکر کو درہم برہم کر دے ناگاہ ایک گرد سامنے سے اُٹھی تیرہ و تیرہ خیرہ جب دامن گرد کا چاک ہوا
طرماسپ آکے پہونچا اور حال طرفین کا دریافت کرکے آکر مقابلہ کیا سکندر عاد بن عادان نے چاہا ہاتھ اُٹھا کر تلوار طرماسپ
کو مارے اسی اثنا مین یہ بہادر ہوشیار ہو گیا تھا تلوار کو اُسکی رد کیا اور ایک تلوار ایسی سکندر عاد بن عادان کے ماری کہ دو ٹکڑے
ہو کے زمین پر گرا عادان نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ سے طرماسپ کے واصل جہنم ہوا یہ دیکھکر فوج نے اُسکی طرماسپ پر حملہ کیا اب
تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے اور سوار و پیدل کی لاشون کے انبار میدان کارزار مین دکھائی دینے لگے عجوبہ رستاخیز
ظاہر ہوا اُس بہادر کارزار نے جس سوار کے سر پر تلوار کا وار کیا مع راکب و مرکب کے صاف دو ٹکڑے کیے اور جس
پیدل کے بڑھکر ہاتھ مارا برابر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شور و ارو گیر برپا ہوا یہ حال دیکھکر لشکر سکندر عاد بن عادان کے قدم
اُٹھ گئے اور لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی سب سوار و پیدل بھاگ گئے اب میدان جنگ مین سوا لاشون کے ڈھیر کے اور کچھ نظر
نہین آتا ہے مال و اسباب اور بہت سی غنیمت ہاتھ آئی طرماسپ ساتھ فتح و فیروزی کے پھرا اور فرہاد شاہ شکیل رودی و
فرامرز شاہ شکیل رودی ساتھ اسکے مکان پر اسکے آئے تمام باجے خوشی کے بجتے ہوئے اور طرماسپ پر سے روپیہ
لٹاتے ہوئے لا کے بارگاہ مین دنگل سلطانی پر بٹھایا ناچ رنگ ہونے لگا دور عیش و نشاط و سامان فرحت و انبساط
کا مہیا کیا طرماسپ کے سامنے جوان جواہر نگار لگایا گیا ہے اور خاصدان گلوریون سے مملو سامنے موجود کیا طرماسپ کھانا
سا ہے پیر و ایران فرہاد شاہ سب اپنی جگہ بیٹھے ہین وکر شکست و جدال کا بیان ہوتا ہے ایک عالم طرماسپ کی جرأت و بہادری کی

مدح و ثنا کرنے لگا اور طرماسپ ابھی بہت خوش ہو فرمایا دشاہ نقل رودی و قراعمر نقیل رودی بھی سامنے
کرسیوں پر بیٹھے ہیں اور سامان دعوت وضیافت کا تیار ہو رہا ہے اسوقت طرماسپ نے فرمایا شاہ نقل رودی
اور قراعمر نقل رودی سے کہا کہ میں جو دین رکھتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں بھی قبول و اختیار کرو اگر
میرے حکم سے سرتابی یا انکار کروگے تو تم دونوں کو بھی قتل کرونگا اور تمام شہر کو تمہارے تاراج و برباد کردونگا بلکہ
ایک کو بھی زندہ و سلامت نہ چھوڑونگا دونوں نے عرض کی اے شاہزادہ عالیمقدار ہمکو کیا عذر ہے جس طرح حضور ارشاد
کرینگے وہی عمل میں آئیگا اسوقت ان دونوں کو طرماسپ نے آفتاب پرستی تعلیم کیا اور ان دونوں نے دین آفتاب پرستی
قبول کیا بعد ازاں حکم کیا کہ طہماس کو بلاؤ چونکہ طہماس زخمی تھا جسوقت آیا بطریق اسلام سلام کیا طرماسپ یہ دیکھکر
نہایت آزردہ دل ہوا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار کیا یہ کلمہ و کلام ہیں آپ نے عشق میں عمرو حمزہ کے دین و مذہب و
ملت اپنا اسپر برباد و ضائع کردیا اور نام شجاعت کا ڈبو دیا اب آپ کے حق میں بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دین آفتاب پرستی
قبول فرمائیے میں آپکو خدمت نیر آفتاب پرستان سے عہدہ سپہ سالاری دلوادونگا جس میں دونوں جہان کا فائدہ
متصور ہو اور ایرج نوجوان کے پاس بیچارگی کا نکلیگا زیادہ وہ آپ کی عزت و حرمت کریگا طہماس نے کہا کہ او بیعقل
تو کیا بکتا ہے اس بوالعجبی پر دعوی پہلوانی کرتا ہے میں غلامی گل بوستان بدیع الزمان چراغ دودمان حمزہ صاحبقران
نورالدہر عالیشان کی چھوڑ کر ایک سگ پاس فروش بچہ بازاری کی اطاعت اختیار کروں یہ ہرگز ہرگز مجھسے نہوگا اگر تو بہتر
خلائق سے ہو تو دین اسلام قبول کر اور میرے ساتھ نورالدہر کی خدمت میں چلا چل وہ تجھکو بہت آبرو سے رکھیگا اور دونو
دین دنیا کی تجھے حاصل ہوگی یہ کلمات طہماس کے سنکر طرماسپ نہایت درہم برہم ہوکر کہنے لگا کہ اب معلوم ہوا کہ تو راہ
راست پر نہ آئیگا اب مجھکو تیرے واسطے تدارک سخت کرنا پڑا اسی واسطے تو ملکزادہ ایرج کو تاجر زادہ کہتا ہے اور نورالدہر
کی جسکی تو خدمت میں ہے اسکی تعریف و توصیف اسقدر زیادہ اور فضول میرے سامنے کرتا ہے میں تجھکو قتل کرونگا جب طہماس
نے یہ کلام طرماسپ کا سنا اسوقت نہایت غیظ و طیش میں کہا کہ اے طرماسپ میرا مارڈالنا تو اسوقت میں کوئی بڑی
بہادری اور دلاوری کا کام نہیں کیونکہ اول تو میں زخمی ہوں اور شدت درد سے نہایت بیتاب ہو رہا ہوں دوسرے
پیکر از دریا اجرائے خون سے ضعف اور کم طاقتی بدن میں اسقدر ہے کہ اگر ایک پیرزال یا کوئی بچہ چند سال بھی اگر میرے
قتل کرنے کو مستعد و آمادہ ہو تو بخوشی تن زدہ ہوں بے جہد و بے سلاح اور زور و قوت کے اگر اشارہ ایک انگشت کا
بھی کریگا تو قتل ہو سکے میرے جسم سے بالکل جان نکلیگی اور میں مرجاؤنگا ہاں اگر میں صحیح و سالم اور تندرست ہوتا اور
قوت و حالت صحت نفس کی کچھ بھی میرے جسم میں ہوتی تو البتہ تجھکو میرے قتل کرنے کا اور اس طرح سے روبرو سخت کلامی
کرنے کا لطف میں تجھکو دکھاتا اگر یا قتل تو مجبور ہوں یہ کلام اسکا طرماسپ نے سنکے طہماس زخمی شدہ یعنی اپنے
والد بزرگوار سے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے چونکہ تجھکو اندمال زخموں سے صحت کلی حاصل ہو اور طاقت بدستور تیرے جسم
میں آجاوے تو اسوقت میں تجھکو سزا اس کلام زشت اور سخت و سست کی قرار واقعی دونگا اور بیک ضرب شمشیر تجھکو
جہنم واصل کرونگا اور تیری حالت و قوت اور شجاعت و لافزنی دیکھ لونگا یہ کہکے طہماس کو زندانخانے میں
بھیج دیا اور بعد اسکے تمام شہر نقل رودی کے باشندوں کو آفتاب پرست کرکے وہاں سے کوچ کا قصد کیا
اب دو کلمے داستان عشرت بیان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان صاحبقران و
شہر میں علیقو اسکے امیر و لقا و نورالدہر و ایرج و داراب کشور کشا کا طلسم آذر سلیمانی میں اسیر ہو جانا
اور تقاضا پا قوت پوشش کا آنا اور طلسم کو توڑنا اور ان سب کو غیب سے چھڑانا

کہ امیر حمزہ صاحبقران دوران اپنی بارگاہ عرش اشتباہ میں بیٹھے مصروف عیش و طرب تھے کہ ناگاہ ایک ہرکارے
نے آکر پایہ تخت سلطانی کو بوسہ دے کر بعد دعا و ثنا سے شاہنشاہی کے عرض کی کہ سلطان عالم کی عمر دراز لشکر
حریف میں طبل جنگ بجا صبح کو فوج حریف بعزم رزم و جنگ میدان ستیز میں آئیگی یہ خبر حمزہ صاحبقران نے سماعت
فرما کے جملہ سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی اور بتائید ربانی طبل جنگ بجے
چنانچہ حسب الحکم صاحبقران دوران لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ سید رنگ بجا القصہ رات کو تو سب
مستعد جنگ ہو کر سو رہے وقت علی الصباح جب خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ تمام سرداران بشمول حمزہ
صاحبقران اور لقا اور نور الدہر و ایرج و داراب کشورکشا سب کے سب غل و زنجیر میں مقید و گرفتار
ہیں اور ایک زندانخانے میں اسیر ہیں یہ حال دیکھکر امیر با توقیر نے پوچھا کہ اے ایرج تم یہاں کیونکر مقید ہوئے ایرج
نے جواب دیا کہ یہ کیا آپ مجھسے پوچھتے ہیں آپ ہی نے تو مجھے پکڑوا بلوایا ہے یہ سنکے امیر با توقیر نے فرمایا کہ بڑے
تعجب کا مقام ہے کہ میں تو خود مقید بغل و زنجیر ہوں تجکو میں نے کس طرح سے قید کروایا تو محض بیہودہ لغو بکتا ہے
ایرج نے نور الدہر سے استفسار کیا کہ کیوں صاحب آپ کس طرح سے اسیر ہوئے نور الدہر نے داراب سے
پوچھا داراب نے لقا سے کیفیت پوچھی لقا نے کہا کہ سب یہ میری قدرت ہے کہ تم سب کو گرفتار کروا کے ہزاروں
صدمہ گونہ آفات کیا ہے مگر تقدیر پر حجت کیا ہے کہ خود بھی قید میں گرفتار ہوں یہ بات سنکے امیر با توقیر نہایت غیظ و غضب میں
آئے اور حالت غیظ و غضب میں کہا کہ اے گیدی خر تو کیا بکتا ہے اور جھک مارتا ہے ایسی باتیں بیہودہ ہیں کہ در زندان
زندانخانہ کا کھلا اور اسباب عیش و نشاط کا لاکر لوگوں کے سامنے چنا اور کہا کہ آپ سب صاحب اپنے دل میں
کسی طرح کا فکر و اندیشہ نہ کریں آپ سب صاحبوں کو کسی نے از راہ عداوت کے نہیں بلوایا ہے یہ کہکے صاحبقران
کو مع ایرج و نور الدہر و داراب و لقا وغیرہ کے حمام کروایا اور خلعت فاخرہ پہنایا بعد اسکے بارگاہ شاہی
میں لائے انھوں نے بارگاہ میں تین بادشاہوں کو تخت پر بیٹھے دیکھا ہر ایک نے موافق اپنے دین و مذہب
کے سلام کیا اور لقا پکارا کہ سلام ہے ان صاحبوں کو جو کہ مجھے خدا برحق جانتے ہوں یہ بات سنکے کسی نے
اسکے سلام کا جواب نہ دیا مگر تینوں بادشاہ با ادب تعظیم کیواسطے اپنی اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے
برابر ان سب کو بٹھلایا اور عطردان پاندان چنگیر حقہ گلاب شراب و کباب اور جو جو سامان تکلفات کے تھے مہیا
کیے اور سامان رقص و سرود کا کر کے مصروف تماشا رقص و سرود ہوئے بعد اسکے امیر نے
پوچھا کہ تم نے ہمیں یہاں کیوں بلوایا ہے اور یہ شہر کونسا ہے اور اسکا نام کیا ہے انھوں نے کہا کہ اے شہریار
نام اس شہر کا سپیقولہ ہے اور نام ہم لوگوں کا سپیقول شاہ سپیقول شاہ سپیقول شاہ ہے اور ہم سب
لوگ ماہ پرست ہیں اور یہاں ایک بہادر بڑا دلاور ہے کہ نام اسکا قوریج ماہ پرست ہے وہ دعوی صاحبقرانی
رکھتا ہے اسنے اپنے عیاروں کو بھیجکر آپ سب کو بلوایا ہے کہ قریب ہمارے شہر کے ایک باغ ہے اور اس باغ
میں ایک درخت چنار کا لگا ہے اسکے تنے میں ایک خط سفید کھنچا ہے اور ایک دیو اکف نامی دیو وہاں رہتا
ہے اسکے پاس ایک نازنین جبین پری تمثال سراپا حسن و جمال برس بارہ ایک کا سن و سال کہ جسکی تعریف
میں زبان سخنوران جہان کی لال ہے قطعہ از زمین تا بہ فلک عابد فریبے + بالا بصورت طاؤس زیبے + کہ لیلی
دید نقش صورت از بیند + وجود پارسایان را شکیبے + اسکے ہاتھ سے دور جام شراب پیا کرتا ہے اور ایک
دیوار آہنی بہت بلند اس سرے سے اس سرے تک باغ کے کھچی ہے اس طرف دیوار کے آتش سوزان

شعلہ سپہر فلک رسان روشن ہو اور چہار اطراف مین اُس باغ کے گلہاے رنگارنگ اس کثرت سے پھولے ہوے ہین گردہ تختۂ لالہ زار تجلیات وہ گلزار ارم معلوم ہوتا ہو اور نام اُسکا طلسم آذر سلیمانی ہو اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ جو صاحبقران وقت ہوگا وہی اس طلسم کو فتح کریگا یہ مقرر ہو کہ خط سفید جو اُس درخت چنار مین ہو اسپر تلوار مارے اگر چنار قلم ہوا تو طلسم فتح ہو اور جو قلم نہوا تو ایک دیو اُسمین سے نکلکر اُسکو پکڑ کے دیوار آہنی پر بٹھلا دیتا ہو اگر آپکو دعوی صاحبقرانی ہو تو آپ جا کر اُس درخت پر تیغ آزمائی کیجیے یہ بات سنکے امیر نے فرمایا کہ مجھے اُس باغ مین لیچلو دیکھون تو کیا ہوتا ہو سیفقول شاہ اُسی وقت سوار ہوکے اپنے ساتھ اُن سب کو اُس باغ مین لایا امیر نے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہو گلہاے رنگارنگ بوقلمون کھلے ہین نہرین سنگ مرمر کی بہت صفا و شفاف اور ہر چہار طرف نہرون کے فوارے مثل ابر بہاری روان طائران نغمہ سنج رنگارنگ اشجار پر مرغولہ سنج ہین میوہ سبز ڈالیون مین لگا ہو اور میوہ خشک زمین مین پڑا ہو بٹیان مہندی کی روشون پر رنگت مینا سے سبز دکھلا رہی ہین کہین گل مہندی اور لالہ پھولا ہو قدرت کا نمونہ عیان ہو گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت ایک لخت بار کے بار سے سرنگون اور درخت سر کشیدہ بکمال لطیفت اور خوشگوار پھول نازک و طرحدار اور ایک طرف انگور کے خوشے مثل دل آبلہ دار لٹکے ہوے ہین اُنپر زر بفت کی تھیلیان چڑھی ہوئی اور ایک طرف درخت گل عنبر و معطر بیلا چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا نسرین و نسترن کی نرالی آن بان اور ایک طرف لالہ خوف خزان سے باول داغدار کھلا ہو اور کہین سرو و شمشاد لب جو فاختہ و قمری کی اُسپر کو کو اور شور حق سرہ اور شاخہا سے گل پر بلبل شور مچا رہی ہو اور کہین مور ناچ رہے ہین اور ایک سمت سیب و بہی و ناشپاتی سے عجب کیفیت نظر آتی تھی القصہ خراماں خراماں سیر کرتے ہوے درخت چنار کے پاس آے دیکھا کہ درحقیقت ایک خط سفید مانند برق کے چمک رہا ہو اتنے مین لقا نے پکار کے کہا کہ ایہا الناس مین نے اس درخت کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہو اور پہلے تلوار مین اسپر مارونگا امیر نے فرمایا کہ او ملعون بد ذات کیا واہیات مزخرفات بکتا ہو اگر تجھکو تلوار لگانا ہو تو کون مانع ہوتا ہو یہ سنکے لقا نے تلوار کمر سے کھینچکر کہا کہ دیکھو کس جوانمردی و مردانگی سے ایک ہی ضرب مین اس درخت کو جو کہ قدرت کاملہ سے اپنی مین نے پیدا کیا ہو دو پر کالے کرکے منہدم زمین کیے دیتا ہون اور طلسم کو شکست کیے دیتا ہون لیکن دیتا ہون کہکے ایک ضرب تیغ سید ریغ اپنے ہاتھ سے درخت چنار پر ماری اُس خط سے اُسکی تلوار اسطرح اُچٹ گئی جسطرح سے گھڑیال پر سے موگری اُچٹ جاتی ہو تلوار علحدہ جا پڑی اُسیوقت ایک دیو پیدا ہوا اور لقا کو اٹھا لیجا کے دیوار آہنی پر بٹھلا دیا بعد اُسکے ایرج حملہ ور ہوا مگر اُس درخت کو مطلق جنبش نہوئی اور تلوار اُس خط سے اُچھل گئی اور وہ وار خالی گیا بس وہی دیو پھر نکلا اور ایرج کو بھی گرفتار کرکے دیوار پر قریب لقا کے بٹھلا دیا شب داراب کشور کشا نے بکمال جرأت اُٹھکر کے قبضۂ شمشیر کو ہاتھ مین لیا اور کہا کہ دیکھو مین خط سفید پر اس درخت کے نشانہ کرتا ہون اور کس صفائی سے دو ٹکڑے کرکے اس طلسم کو فتح کرتا ہون بس یہ کہکے ایک ضرب اُس خط سفید پر اس زور سے لگائی کہ اگر کوہ روئین بھی ہوتا تو اسکو بھی وہ تلوار دو ٹکڑے کرکے اُس پار نکل جاتی مگر اُس خط سے نشانہ اُسکا بھی خطا کر گیا اور فی الفور وہی دیو پھر نکلا اور اسکو بھی اسیر کرکے لیگیا اور اُسی دیوار آہنی پر برابر لقا کے بٹھلا دیا جبکہ داراب کشور کشا بھی اسیر ہوگیا تو نور الدہر نے یہ خیال کیا کہ تین شخصون نے تیغ آزمائی کی مگر کوئی کامیاب نہوا چونکہ یہ بھی فن سپہ گری و تیغ بازی مین نہایت تیز اور مشاق تھا جھٹ پٹ تلوار کو لیکر سمت اُس درخت کے روان ہوا اور خوب سا دیکھکر اُس خط سفید پر ایک وار کیا قضا سے کار اُسکی بھی تلوار خط پر نہ لگی

بس وہین وہ دیو آیا اُسکو بھی لیجا کے اُن سب کے برابر بٹھلا دیا اور غائب ہو گیا تب تو امیر کو نہایت تعجب ہوا
اور سوچے کہ چار شخصون کے وار ہوئے مگر سب کے خالی گئے نشان پر ضرب کسی کی نہ پڑی اور نہ یہ معلوم ہوا
کہ یہ دیو کہان سے آتا ہے اور گرفتار کر کے ان سب کو لیجاتا ہے کہ کسی کا مقدور نہین پڑتا ہے جو اُسکا مقابلہ کرے اور آپکو
اُسکے ہاتھ سے بچاسکے غرض کہ امیر یاقوت قبر بھی شمشیر عریان بکف اُس درخت کی جانب چلے اور جبکہ اُس درخت
کے پاس پہونچے اُس خط کو دیکھکر ایک تلوار امیر نے بھی حتی المقدور نشان دیکھکر لگائی مگر ضرب اُنکی بھی خط پر نہ پڑی
اور بدستور سابق اُس دیو نے آکر اُنکو پکڑ لیجا کے اُسی آہنی دیوار پر سب کے برابر بٹھلا دیا اور کہا کہ بعد چالیس
دن کے اسی آتش سوزان مین تم سب جلا دیے جاؤ گے یہ حال زبانی دیو کے سنکے سب کے سب بخوف
جان ترسان و ہراسان ہو کے رونے لگے اور دست بدعا ہوکے اُسی نہایت عجز و انکسار بارگاہ جناب باری
مین کرکے ملتجی ہوئے کہ یا رب تو کریم و رحیم ہے اور ہم اسوقت ناچار و مجبور رہوان بجز تیرے اور کسی کا بھروسا نہین
شعر چو عاجز در ماندہ دانم ترا × درین عاجزی چون نخوانم ترا × بس یہ دعا کر رہے تھے چون شاہد روز اسی طرح
بیچور و خواب یہ اُسی دیوار پر گذرے تھے کہ دن کی دھوپ اور رات کی اوس اُنپر پڑتی تھی اور ایک وقت
کھانا کھانے کو وہی دیو مہیب صورت دوپہر کے وقت دے جاتا تھا روز چہارم لقا سے تا سکا شیطان طلسمات
نے کہا کہ تم سب لوگ اب بھی اگر بصدق دل و پاک طینت مجکو سجدہ کرو تو مین تم سب کو ابھی نجات دون امیر نے
نہایت غیظ و غضب مین آکر کہا کہ او دروغگو ملعون نابکار تجھے خدا کی مار یہ کیا کلمات کفر آمیز بکتا ہے ارے او خرس پیکر
خرس یاد یہ ضلالت تیری کیا اصل و حقیقت ہے جو مین تجکو سجدہ کرون تیری تو وہی کیفیت ہے کہ جو مثل کہتے ہین مثل
پیر خود در ماندہ شفاعت کسکی کرین یعنے جبکہ تو خود بحال خستہ خراب و رنجور سفید یہان بیٹھا ہوا ہے تو تو پہلے
آپکو قید سے نجات دے پھر ہم سب کو سجدہ کرا کے نجات دلوانا لقا یہ گفتگو سنکے نہایت پیچ و تاب کھا کے
خاموش ہو رہا الغرض امیر یاقوت قبر جناب باری مین ملتجی ہوئے کہ اے خالق حقیقی و اے مالک تحقیقی واسطہ اپنے
بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے خلاصی کر دے ہنوز امیر یاقوت قبر دست بدعا تھے کہ سلطان ماران تاج
الماس برق سر پر رکھے ہوئے علم گردباد پیلان کوہ پیکر سحاب پر آراستہ کیے ہوئے قطرہ زنان سامنے سے نمایان
ہوا اور ستر بیس ساٹھ ہزار پرندون کے پرے جمائے ہوئے اپنے ہمراہ لیے تخت پر بیٹھا ہوا اور گرد
اُسکے ہزارون لاکھون دیو ہمراہ اور چالیس ہزار سوار یاقوت پوش علاوہ اسکے بہت سا جلوس شاہی
ہو رہا تھا اور لعبتا بدار یاقوت پوش شتر پرند پر سوار آتا نظر آیا جب سب لشکر قریب اُس باغ کے جہان وہ
درخت چنار سفید خط کا لگا تھا پہونچے اُسوقت سب نے سجدہ باداب شاہنشاہی بجا لا کر امیر یاقوت قبر کو سلام
کیا اور کہا کہ حضور گھبرائین نہین انشاءاللہ تعالی مین اس طلسم کو ایک دم مین فتح کرتا ہون اور تم سب کو جو یہان مقید
ہو رہا کر اے دیتا ہون امیر نے جو اُس لعبتا بدار کو دیکھا تو خون عزیزی نے رگون مین جوش مارا اور ایک محبت سی
اُسکی دل مین پیدا ہو گئی اور سب نے پکار کر کہا کہ اے لعبتا بدار خدا تجھے فتحیاب کرے غرض لعبتا بدار نے ایک
لوح اپنی بغل سے نکالی اُسوقت امیر کے دل کو یقین کامل ہوا کہ لاشک و لاریب یہ طلسم کو فتح کریگا پھر لعبتا بدار نے
لوح کو دیکھکر تلوار اپنی بغل سے نکالکر ایک اسم اُس لوح سے پڑھکر تلوار پر دم کیا اور اُس درخت کے پاس
جا کے بہ دولت تمام نشان خط سفید کا تاک کر [illegible] ایک وار تلوار کا کیا کہ وہ درخت خط سے دو ٹکڑے ہو کر گرا
اور وہ دیو نہایت مضطر اور پریشان گھبرایا ہوا اور چلاتا دوڑا کہ یا ششِ ! وغیرہ روزگار اب میرے ہاتھ سے

بچکر کہاں جاسکتا ہے کہکر وار شمشاد نقابدار پر ماری نقابدار نے حربہ اُس دیو کا خالی دیا اور وار شمشاد زمین پر گری وہ
دیو خود بھی گرا ... کر چار رون شانے چت گرا اُسوقت نقابدار بچپیٹی و چالاکی تمام دوڑ کر اُس دیو سے لپٹا
گیا باہم زور کشتی ہونے لگا دو گھڑی تک خوب زور کشمکش کا رہا آخر بعد دو گھڑی کے نقابدار نے لنگر اُسکا توڑ کر
اُٹھا لیا اور بالا سے سر خوب سا چرخ دے کر دے مارا وہ دیو ہر چند چاہتا تھا کہ کوئی موقع ایسا ہاتھ آئے کہ بھاگ
جاؤں مگر نقابدار سرخ پوش نے خنجر آبدار میان سے نکالکر اُسکی چھاتی پر چڑھ کے بیٹھ گیا اور سینہ اُس دیو
سیاہ دل کا چاک کیا تو ایک مہرہ سیاہ اندرون سینہ سے اُس ناپاک کے نکالا اُسوقت ایک شور یوم النشور برپا ہوا
اور چار طرف تاریکی چھا گئی اور ایک آواز مہیب گوش زد ہوئی کہ کُشتی مرا نام سن بلاق جادو دیو بعد اسکے وہ نازنین
سہ لقا جو اُس دیو کے پاس تھی نعرہ کر کے کہنے لگی کہ باش او کشندہ بلاق اب تو میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جاسکتا ہے
او ... تو نے کیا کہ میرے معشوق کو قتل کیا یہ کہکے کچھ دانے ماش و سرسون کے اُسپر ایک اسم سحر دم کر کے نقابدار
پر پھینکے اور خود زمین پر لوٹ پوٹ کے ایک صورت اژدہے کی بنکے نقابدار کی طرف دوڑی نقابدار نے
اُس لوح کو دیکھکر مطابق اُسکے عمل اُس لوح کا اُسکے منہ کے مقابل جو کیا تو صورت اُسکی تبدیل ہوگئی اور ایک
زن پیر وہ ساحرہ کریہ منظر زشت رو سیہ فام قد اُسکا مثل درخت تاڑ یا کھجور کے بلند بنکے اُسکی طرف دوڑی نقابدار
نے پکار کے کہا کہ او علامہ ... نابکار ذرا اپنی شکل بد کو دیکھ تو سہی کہ تیری ہی صورت کیا ہے اور کس طرح تو قتال و
حیران چلی آتی ہے اُسنے جو اپنی صورت کو دیکھا تو نہایت نادم اور شرمندہ ہوئی اور ایک اسم دوسرا سحر کا پڑھ کے اپنے
اوپر دم کیا اور کبوتر کی صورت بنکے پرواز کر گئی نقابدار نے ایک تیر اپنی کمان میں پیوستہ کیا اور زہ سے زہ کو
ملا کے پرتاب کیا وہ تیر اُسکے سینہ پر پڑا اور پیٹ کو توڑ کر اُس پار نکل گیا وہ کبوتر یعنے ساحرہ چیخ مار کر زمین پر گری
اور ایک شور مثل چار طرف سے بلند ہوا کہ لینا لینا جانے نہ دینا خبردار اور تاریکی سی چھا گئی بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی
جب دفع ہوئی اور روشنی نمایاں ہوئی تو ایک آواز آئی کہ کُشتی مرا نام سن پری دین جادو دیو دلقا بیٹھا ہوا سب
تماشا دیو اور اُسکی پر دیکھ رہا تھا بیساختہ اُن ہر دو بیدان طلسم کی جانب مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ ... گان ... دیکھا
کہ ... نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسے بندے پر زور و قوی بازو دشمن اسفندیار توان روئے زمین پر
خلق کیے ہیں اور اس بندے نے پہلے اپنے دل میں بعد ہزار عجز و انکسار مجھے دعا کی تھی اور جب دریا
رحمت کا میری جوش میں آیا تب اُسنے دیو اور ساحر کو مارا اور درخت کو سفید خطے سے دو ٹکڑے کیا ہے ... لقا
کی زبان ... سنکر نہایت غضبناک ہوا اور لقا کو للکار کر آواز بلند کہا کہ او نامعقول ولدالزنا ... تو کیا واہیات
خرافات بکتا ہے ... بس لقا سکتے کے عالم میں محو حیرت ہو کر چپ ہو رہا لیکن نقابدار نے جو بموجب لوح کو ملاحظہ
کیا تو یہ مرقوم تھا کہ اس درخت کو جڑ سے اکھاڑیگا تو نیچے اُس درخت کی جڑ کے ایک چٹان سنگ مرمر کی
قریب دو گز کے لمبی چوڑی نہایت صاف و شفاف رکھی ملیگی اُسکو اُٹھانا تو اُسکے نیچے ایک نقب ہوگا اُسکے اندر
تو بیخوف و خطر چلے جانا تھوڑی دور آگے جب تو جائیگا تو داہنی اور بائیں طرف دو راستے تجکو ملینگے
داہنی طرف کے راستے میں قدم زن ہونا جبکہ تو وہاں تک دو ایک قدم جائیگا اُسوقت ایک اژدہا
خونخوار ملیگا اور اُسکے منہ سے شعلے آگ کے سر بفلک رسان نکلتے ہونگے تو بیخوف و خطر اُسکے تیغ آزمائی
پھر آگے جو لوح میں لکھا ہو مطابق اُسکے عمل کرنا بس نقابدار نے جو اُس درخت کو جڑ سے ... اُس
سفید سنگ مرمر کی جو وہاں رکھی تھی اُٹھائی تو وہاں وہ اژدہائے آتش فشاں ملا نقابدار اُسکے ... خطا ... لگی

آواز عجیب پیدا ہوئی اور بہت زور کی آندھی چلی اور مثل ابر باران آسمان سے آگ برسنے لگی لقا نے پکارا کہ یہ
سیر اژدہا تھا جو لقا بیدار کو نگل گیا امیر نے اُلٹا ہاتھ لقا کے منہ پر اس زور سے مارا کہ ہونٹ اُس کا پھٹ گیا اور کہا کہ او
ملعون خبردار اب کبھی ایسے کلمات کفر و کافری کے زبان پر نہ لانا لقا نے ڈر کے کہا کہ میں نے یہ بڑی تقصیر کی اب
مجھ سے کبھی ایسی تقصیر نہ ہوگی اور تماشا دیکھ رہا اور وہ دیوار آہنی جس پر امیر و لقا بیٹھے تھے اور شعلہ ہائے
آتش اور باغ سبزہ زار وغیرہ مفقود ہو گئے تیسرے دن ایک گنبد سبز دکھائی دیا اور لقا بیدار نے آگے دروازہ گنبد
کا کھولا اور مال و خزانہ و زر و جواہر بیشمار اُس میں بھرا تھا اور ایک خیمہ زرنگاری ایک طرف رکھا تھا وہ سب مال و اسباب
و خیمہ زرنگار کو ہمراہ لیکے اُس طلسم سے باہر نکلا اور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوا اور بہت عزت
سے بٹھلا کے الائچی پان وغیرہ پیشکش کیے اور عطریات نفیس نفیس اور خوشبودار قبا سے امیر با توقیر پہ ملکے با ادب
سامنے بیٹھا اور حکم تیاری دعوت اور سامان رقص و سرود کا اپنے سرداروں سے کیا بعد اسکے نور الدہر و ایرج
اور داراب اور لقا کو طلب کیا وہ سب آ کے حاضر ہوئے پہلے نور الدہر نے سلام برسم اسلام کیا لقا بیدار
نے جواب سلام کا دیا بعد ازان ایرج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا لقا بیدار نے کسی کے سلام کا جواب نہ دیا مگر
ہر ایک کو نہایت عزت و توقیر سے بٹھایا اور سامان عیش و طرب مہیا کیا جام شراب کا گردش میں آیا اُسوقت لقا بیدار
نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے طلسم آذر سلیمانی کو فتح کیا ہے صاحبقران میں ہوں آپ
ناحق صاحبقرانی مجھے دیجیے امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے لقا بیدار تو نے تو صرف اتنا ہی کام کیا ہے کہ ایک طلسم کو فتح
کیا ہے جس پر تو اتنا مغرور رہتا ہے اور لاف زنی کرتا ہے کہ گویا تو نے جھنڈا فتحیابی کا عرش پر گاڑ دیا میری اولاد نے
تو ایسے ایسے کام بہادری کے کیے ہیں اور ایسے ایسے طلسمات زبردست اور دشوار اور مشکل فتح کیے ہیں کہ تو نے
کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے ہونگے اور نہ سنے ہونگے اگر تو اس ایک طلسم کشائی پر اتنا نازاں ہوتا ہے اور دعوی
صاحبقرانی کرتا ہے تو اچھا ایک کام کر کہ مجھ سے تو فنون سپہگری رزم و پیکار گرز و نیزہ و کشتی کر اگر جو تو مجھکو زیر کرے
اور آپ غالب ہو تو البتہ وہ اسباب صاحبقرانی کا آج سے میں نے تجکو دیا امیر لقا بیدار نے جواب دیا کہ اچھا
ایسا ہی ہوگا بعد ازان لقا بیدار سرخ پوش نے ایک تخت پر ایرج کو سوار کرا کے رخصت کیا اب ایرج تو شہر
سیقو (?) میں آیا اور وہاں سے اپنے لشکر کو ہمراہ لیکے شہر اختم کو روانہ ہوا اسی طرح امیر با توقیر اور نور الدہر
سوار ہو کے اپنے لشکر میں داخل ہوئے ایرج اپنے خیمہ میں آیا لقا اپنے لشکر میں گیا داراب اپنی فوج میں داخل
ہوا نور الدہر اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ چالاک بن عمرو آیا بعد سلام کے یہ دعائیہ قطعہ پڑھا الٰہی بخت تو بیدار باد
ترا دولت ہمیشہ یار باد گل اقبال تو دائم شگفتہ چشم دشمنانت خار باد یہ عرض کی کہ شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو
غلام واسطے [illegible] کے گیا تھا ایک لشکر دیکھا تحقیق ہو گیا تو معلوم ہوا کہ طہماسپ تھا کہ پیچھے طہماس کے گیا تھا اور
طہماس تعاقب میں ایک ساحر کے گیا تھا وہ ساحر مغول کی تھی طہماس نے مغول کو مارا اور اُس مغول کے یہاں
بہت سے لوگ قید تھے اُس میں شاہزادہ شبل رود بھی تھا وہ طہماس کو اپنے شہر میں لیگیا شہر شبل رود میں
اسکی [illegible] بادشاہ چڑھ آیا اور آمادہ جنگ ہوا آخر کو طہماس اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا دوسرے دن طہماسپ وہاں پہونچا اُسکے
لوح اپنی لیکر [illegible] جنگ ہوئی اور بعد جنگ و جدل بسیار کے طہماسپ نے بادشاہ کو مارا اور شبل رود کی
لوح کو دیکھکر ملوا [illegible] سلطنت دیا اور طہماس کو زخمی تھا قید کر کے ساتھ لایا ہے اب ایرج کے پاس لیے جاتا ہے نور الدہر نے
جاسکے بسہولت تمام چالاک بن عمرو سے سنا نہایت غیظ و طیش میں آیا اور مثل شعلہ آتش بھڑک اٹھا اور کہنے لگا دیکھو تو سہی
اور وہ دیو نہایت [illegible]

میں کیا زندہ چھوڑتا ہوں وہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہاں جاتا ہے پس اُسی وقت نقاب سفید منہ پر ڈال کے مع بارہ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے اور کچھ جلوس اور سرداران نامی کے گھوڑوں پر سوار ہوکر جانب شنبل رود روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل جب قریب اُس شہر کے پہونچا حسب اتفاق طرماسپ اُس روز بطریق سیر و شکار کے کسی طرف گیا تھا اثنا ے راہ میں دور سے اُسنے دیکھا کہ کچھ گرد و غبار سر بفلک رسان ہے رفتہ رفتہ جب کہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے اور سرداروں وغیرہ کے اس طرف کو چلا آتا ہے جب نقابدار قریب پہونچا آواز بلند پکار کر کہا کہ او ناش اد طرماسپ میں کب تجھکو زندہ چھوڑتا ہوں اور کیا تاب و طاقت ہے تیری جو طہماس کو گرفتار کر کے لیے جاتا ہے ادھر طرماسپ نے بھی نعرہ کر کے کہا او نقابدار مغالطہ روزگار تو کیا اپنے دل میں سمجھا ہے تو جیسے لڑنے کو آیا ہے شاید تو مجھے نہیں پہچانتا ہے کہ طرماسپ ہوں نقابدار نے کہا کہ تو طہماس کو میرے حوالے کر اور تو جدھر چاہے چلا جا مجھکو تجھسے غرض نہیں ہے طرماسپ نے کہا کہ یہ تو میرا باپ ہے اور عشق میں کسی چھوکرے کے سودائی ہوگیا ہے اسواسطے میں نے اسکو قید کیا ہے اور جبکہ جنون اسکا کم ہو جائیگا تو میں اسکو چھوڑ دونگا نقابدار نے کہا کہ او بدکردار نابکار کیا بکتا ہے اپنے باپ پر یہ اتہام معلوم ہوا کہ تو نطفہ ناتحقیق ہے اولاد صحیح النسب سے یہ افعال و کردار ممکن الوقوع نہیں ہیں دیکھ میرا کہنا مان اور طہماس کو چھوڑ دے ورنہ وہ سزاے معقول تجھے دونگا کہ تمام عمر یاد رکھیگا الغرض بعد گفتگوے بسیار طرماسپ نے آمادہ جنگ ہوکر ایک نیزہ نقابدار کے سینہ پر مارا نقابدار نے سنان نیزہ کو خیال کر کے سنان نیزہ پر گانٹھ لیا نیزہ بازی ہونے لگی صداے چقاچاق بلند تھی شرارے مثل پٹاخوں کے چھوٹ رہے تھے عجب تکلف سے نیزہ بازی کر رہے تھے شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی ... دو شیر ببر الغرض ستائیسویں طعن میں نقابدار نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال لیا طرماسپ مثل شعلہ جوالہ کے افروختہ ہوا اور جہان اُسکی نظروں میں تیرہ و تار ہوگیا پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے چھین لیا لیکن خبردار ہو کہ گرز گران از دست من جدا کردی یہ کہکے ساطور مارا نقابدار نے اُسکی ضرب کو بچا کر دست ساطور پر ہاتھ ڈالکر ایسا جھٹکا دیا کہ وہ چند قدم طرماسپ دوڑ آیا نقابدار نے وہی ساطور ہے اُسکے سر پر مارا طرماسپ نے سپر چہرے کی پناہ کیا اور سپر کو پٹا ہٹا لیا ساطور گردن مرکب پر پڑا گردن مرکب قلم کر کے زمین پر اترا طرماسپ مرکب سے گر کر اسپر ... نقابدار نے دوڑ کر طرماسپ کو اٹھا لیا اور میدان سے لیکر چلے گئے طہماس نے جو کیفیت دیکھی تو ایکبارگی نشۂ بشاشت اُسکی آنکھوں میں چڑھا اور ایک ہی زور میں تمام قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا اور ... مثل ... میدان آکے شریک نقابدار ہوا یہ کیفیت جو اُسکے لشکریوں نے دیکھی تو سب کے سب آگیا ہے کچھ تلوار سے بعضے نیزہ و گرز لیکر نقابدار سفید پوش سے لڑنے لگے اور طرماسپ بھی دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر لڑنے لگا ادھر صرف نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سواروں کے آمادہ کارزار تھا آخر کار لڑتے لڑتے جب وقت شام کا قریب ہوا تاریکی شب کی پردہ پوش عالم ہوئی دونوں نے طبل بازگشت بجواے اور اپنے اپنے لشکروں میں آکے تا آسائش تمام شب ڈیروں میں پہونچے ہتھیار کھول کھول کر رکھے باطمینان تمام بیٹھے نقابدار سفید پوش بھی اپنی بارگاہ میں متمکن ہوا اور سامنے سب سردار و مصاحبین و ہمنشین اپنے اپنے ٹھکانوں کرسیوں پر بیٹھے تھے قریب پہر رات کے گذری تھی کہ ایک خبردار نے عرض کی کہ لشکر حریف میں طبل جنگ بجا نقابدار نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی کہدو کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ حسب الحکم لشکر اسلام میں بھی اُسی وقت طبل جنگ بجا تمام شب لشکروں میں طرفین کے چہل پہل رہی طلایہ لشکروں میں پھرتے رہے آواز

بیدار باش ہوشیار باش کی بلند تھی لوگ اپنے ہتھیاروں کو نکال کر صاف کرتے تھے کچھ لوگ آپس میں باتیں
کر رہے تھے کہ کل صبح کو کون ہراول لشکر ہوتا ہے کوئی کہتا تھا کہ دیکھیے کل میدان کارزار میں کسکا پلہ وار ہوتا ہے اور
کون ہمدوش فتح وظفر ہوتا ہے اور کس کو شکست ہوتی ہے غرض اسی طرح سے تمام شب گذر گئی جب کہ وقت صبح کا ہوا
طرماسپ اپنی فوج سے نکل کر مرکب پر سوار ہوا اور زنانہ میدان میں آکر پکارا کہ ای لشکر اسلامیان از شما ہر کرا آرزوی
مرگ باشد بیاید بمیدان جنگ کہ ارادہ دست یا آوری داریم اس آواز کے سنتے ہی طہماس چاہتا تھا کہ مقابلے
کو نکلے مگر نقابدار مانع ہوا اور اپنے مرکب کو گرم تاز کر کے میدان جنگ میں آیا اور پکارا کہ ای طرماسپ
تیرہ روزگار کو گذارم کہ از دست من زندہ بسلامت بدر روی یہ سنکر طرماسپ نے ایک وار نیزہ کا سینہ نقابدار
پر کیا نقابدار نے سنان نیزہ سے نیزہ اسکا ہوائی کر دیا طرماسپ نے دوڑ کر تیغہ آبدار کا وار کیا نقابدار نے اسکے
وار کو رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو تادو ابرو اتر آیا طرماسپ نے دستانہ را تیغہ جھٹکا کر نکل گیا پھر دوسرا وار
تلوار کا نقابدار پر کیا نقابدار نے پھر وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ مارا تو زخم سر طرماسپ کا چار پارہ ہو گیا ہمراہیان
طرماسپ نے گھوڑوں کو دوڑا کر نقابدار کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی اب نعرہ طہماس بلند ہوا نعرہ منم طہماس
شیر بیشہ زار گلستانی + پدر من عنقولی نبیرہ رستم ثانی + غلام حمزہ ام شاہم منم طہماس عالی شان + عدو دیدہ کا فر اثم
کرد عاشق دین مسلمانی + تلوار چلنے لگی اسی ہنگامے جنگ میں گھوڑا طرماسپ کو لیکر نکل گیا فرا ذلیل ہو دی
شکست کھا کے بھاگا یہ حال دیکھکر طہماس دوڑتا ہوا نقابدار کے پاس آیا قدموں کو بوسہ دیا عرض کی تابعدار امیدوار
ہے کہ حضور اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں کیونکہ آپ میرے بڑے محسن ہیں کہ ایسے ظالم خونخوار کے
پنجۂ قہر سے نجات دی اور رہا جبری کی بس نقابدار نے اتنا سنکے نقاب اپنے چہرے سے اٹھا دی تب طہماس
نے پہچانا کہ یہ سرمایۂ زندگانی نور چشم ہوشتان نور دیدۂ مسلمانان یعنے شاہزادۂ نور الدہر عالی شان ہیں بس
دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا سر و چشم دیکھکر کہنے لگا الحمد للہ والمنتہ شعر بود دیدہ ام گر دیدہ از نور سراپا یست +
گر فتم قوت جان از حقہ لعل شکر خا یست + ای شہریار لاکھ لاکھ جان میری آپ پر سے نثار شعر ہزار بار بشویم
دہن زمشک وگلاب + ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست + قربانت شوم حضور کو میرے حال پر ملال سے کیونکر آگاہی
ہوئی جو اسقدر تکلیف اٹھا کر راہ دور و دراز کو طے کر کے اس خانہ زاد کے حال پر عنایت فرما کے سرفراز کیا نور الدہر
نے کہا کہ چالاک بن عمرو نے مجکو خبر دی کہ طہماس کو طرماسپ گرفتار کر کے بہزار ذلت و خواری سمت ایرج
لیے جاتا ہے مجکو یہ حال سنکر نہایت غصہ آیا اور میں نقابدار سفید پوش بنکے مع بارہ ہزار سوار اور سرداروں کے
ہمراہیوں کے یہاں پہونچا اور تجکو رہا کیا طہماس نے کہا ای شہریار یہ تنہا ہمجا میرے تعاقب آیا اور مجکو اسنے
نامردی سے گرفتار کیا تھا مگر خیر صد ہزار شکر اس رب کا اور ہزار ہزار احسان حضور کا کہ اسقدر سفر دور و دراز
سے تکلیف کر کے آپ میری رہائی کو تشریف لائے اور اس عذاب الیم سے مجکو نجات دی اور آپ میری امداد
نہ کرتے تو رہائی میری غیر ممکن تھی نہیں معلوم وہ مجکو ایرج کے پاس لیجا کے کس کس مصیبت میں مبتلا کرتا یہ آپ
کی عنایت سے میری جان بچی گویا از سر نو زندگی ہوئی اور ای شہریار مجکو لازم ہے کہ میں بھی اسکا تعاقب کروں اور
اور اسکو جہاں ملے گرفتار کر کے لاؤں اسنے جو مجکو قید کیا تھا اور ایرج کے پاس لیے جاتا تھا تو اسکے عوض
میں اسکو گرفتار کر کے بند سے قید رکھوں بعد ازاں اسکو قتل کر کے جہنم واصل کروں نور الدہر نے کہا ای طہماس
طرماسپ جب پھر ادھر آئیگا تب سمجھ لینا طہماس نے کہا جو مرضی شہریار کی بہت خوب یہ نہ جاؤنگا یہ کہکے خاموش ہو رہا

جب کہ قریب نصف شب کے گذر گئی تو طہماس بے اطلاع نور الدہر کے پوشیدہ طرماسپ کی تلاش مین روانہ ہوا صبح
کو شاہزادہ نور الدہر جب خواب راحت سے بیدار ہوا اور طہماس کو نہ دیکھا تو نہایت بیتاب ہو کر لوگون سے
پوچھا کہ طہماس کہان ہے جلد بلاؤ ملازمون نے عرض کی خداوند نعمت آج نصف شب سے اسکا کچھ حال نہین معلوم
کہ کہان چلا گیا ہے تب نور الدہر نے سوارون کو حکم دیا کہ دس دس سوار ہر چہار طرف جا کر تلاش کرین جہان اسکا
پتا اور نشان ملے وہان سے اسکو مع الخیر میرے پاس حاضر کرین دس دس سوار ہر سمت کو روانہ ہوے اور تمام
دن سرگردان حیران و پریشان اسکی تلاش مین رہے جب اسکا کچھ پتا نہ لگا تو مجبور ہو کر واپس آے عرض کی اے
شہریار ہم لوگون نے تمام دن اسکو تلاش کیا اور بہت لوگون سے اسکا پتا بھی پوچھا مگر نہ وہی ملتا ہے اور نہ کسی
سے اسکا کچھ پتا نشان معلوم ہوتا ہے نور الدہر نہایت متردد اور متفکر ہو کر اس شب بھر منتظر طہماس کا رہا کہ شاید
جو کہین چلا گیا ہے تو کوئی ضرورت ہوگی مگر شب کو کسی وقت ضرور آئیگا مگر جب وہ نہ آیا اور صبح ہوئی جانا کہ طہماس
ضرور بتلاش طرماسپ گیا ہوگا اور کہین گیا ہوتا یا کسی کام مین مشغول ہوتا تو اب تک آجاتا کیونکہ آج تیسرا
دن ہے ضرور آتا یا کچھ حال معلوم ہوتا کہ فلان جگہ ہے القصہ لشکر طرماسپ کا جو شکست کھا کر شہر نیل رود سے بھاگا
تھا تو وہ لشکر پاس ایرج کے گیا اور سارا حال اسنے طرماسپ کے شکست کھانے کا روبروے ایرج کے بیان کیا
اور فرہاد نیل رودی نے بھی تمام حال کہا ایرج نہایت آزردہ ہوا علوشل دریا باری سے کہا کہ یہ خدا پرست
عجب طرح کے لوگ ہین کہ مدت ہو چکی نہین گئی ہے ان سے ہر چند مروت کرتا ہون وہ اپنے طریقے سے باز
نہین آتے ہیں میرے ساتھ اس طرح پیش آتے ہین اگر طرماسپ میرے پاس طہماس کو لے آتا اور نور الدہر کے پاس
کو بھیجتا تو کیا ہین طہماس کو بھیج دیتا کیا فائدہ ہوا کہ نور الدہر نے جا کر طرماسپ سے جنگ و پیکار کر کے اسکو زخمی کیا
مین جبتک اسکو سزاے معقول نہ دونگا اور تدارک سخت نہ کرونگا تب تک وہ لوگ اپنے فعل بیجا سے باز نہ آئینگے یہ
باتین ہو رہی تھین کہ آواز طبل جنگ کی لشکر اعدا مین بلند ہوئی ایرج نے شاپور کو حکم دیا کہ تم جا کر دیکھو کہان پر یہ
صداے طبل جنگ بلند ہے حسب الحکم اسکے شاپور نے حال دریافت کیا پھر بعد چار گھڑی کے طرماسپ آیا اور بارگاہ
مین حاضر ہو کر بعد دعا و ثناے شاہی کے یون کہنے لگا کہ تابعدار حسب الحکم حضور کے لشکر مین جہان صداے
طبل جنگ بلند تھی گیا دیکھا کہ آسن بن الوس آگے تخت لقا کے دست بستہ کھڑا ہوا عرض کر رہا ہے کہ غلام کی تقصیر معاف
ہو جاتی تو بعد اسکے یہ ناک کا انتقام لیگا جبتک دشمنان حضور کو غارت نہ کر لیگا جسوقت فوج دشمن کو شکست فاش دے کر
پھرونگا اسوقت میری ناک درست کر دیجیے گا لقا نے اقرار کیا اور کہا کہ اچھا جا جسوقت تو لشکر حریف کو شکست و
ہزیمت دے کر آئیگا اسوقت تیری ناک بدستور سابق درست کر دونگا یہ صداے طبل جنگ جو بلند تھی آسن بن الوس
کے لشکر مین تھی اور ادھر لشکر داراب کا ایک سمت میدان مین فروکش تھا ان سے بھی آواز طبل جنگ کی آنے
لگی تب تو امیر باتوقیر نے بھی حکم دیا کہ اچھا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اور حسب الحکم امیر باتوقیر کے طبل جنگ
بجنے لگا طرفین مین درستی آلات ہوا کی تاگاہ روز روشن ہوا اور ہنوز لشکریان مین سے کوئی میدان وغا مین بھی نہ
آیا تھا کہ ناگاہ کچھ گرد و غبار ایک سمت سے اٹھتا ہوا نظر پڑا کہ جسکی بلندی سے قرص خورشید تیرہ و تار نظر آتا تھا امیر
باتوقیر نے چند ہرکارون کو طلب کر کے حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ یہ گرد سر بفلک رسان کیسی ہے کہ جسکی تاریکی سے
آسمان تک چھپا ہے حسب الحکم امیر باتوقیر کے ہرکارے دوان دوان وہان پہونچے تو دیکھا کہ تخمیناً چار سو
علم نشان چار لاکھ سوار کا اور علم کے پھریرے پر ایک ایک تصویر ماہتاب کی منقش علمدار اور دربان

زرق و طلائی پہنے ہوئے فیلان کوہ پیکر پر سوار چلے آتے ہین اور تین بادشاہ ہمجاہ پر از شوکت و شان تاج شاہی بر سر
چار قب شاہنشاہی در بر اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار نمودار ہوئے اور پشت پر تخت کی چار لاکھ سواران جرار مسلح و مکمل
چلے آتے ہین ہرکارون نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر تورج ماہ پرست صاحبقران ماہ پرستان
کا ہی شہر سیقولیہ سے آیا ہی اور یہ جو دو تخت ہمراہ ہین یہ دونون بادشاہ اسکے ہمراہ آئے ہین ایک کا نام داراب
اور ایک کا نام ایرج ہی ہرکارون نے بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہو کر سب کیفیت بحضور سلطان والاشان
عرض کی غرض وہ لشکر اسی میدان مین اترا خیمے ڈیرے استادہ ہوگئے اور اپنے اپنے خیمے ڈیرون مین بیٹھے اور تینون
بادشاہ اپنے ہمنشینون اور سردارون سے صلاح رزم و جنگ کر رہے تھے کہ ناگاہ تین پنجے نمودار ہوئے تورج
صاحبقران ماہ پرستان اور ایرج و داراب ماہ پرست کو اٹھا لیگئے اب عادل قاف شہر اختم میں آیا اور
دیوون کو لشکر اسلام سے لڑوا دیا اب جسوقت ایرج و تورج و داراب ہوش مین آئے انھون نے آنکھین کھولکر
دیکھا تو ایک بارگاہ عالیشان نظر پڑی اور تخت پر ایک مرد پیر باریش سفید بیٹھا ہوا ہی چتر جواہر نگار سر پر رکھے
ہی ہزار ہا دیو اور پریان دست بستہ کھڑی ہوئین دعائین مانگ رہی ہین گھنٹ گھڑیال و ناقوس بج رہا ہی ایک طرف
صدائے ناقوس بلند ہی نعرہ یا عادل قاف یا عادل قاف کا شور ہی ناگاہ اس پیر نے ایرج و داراب کی
طرف دیکھ کر کہا تمنے قطب دوران اور پیر زال کی قدر نہ کی اپنے سے بیزار کیا آخر اس نوبت کو پہونچے تمنے مجھکو نہین
پہچانا کہ مین کون ہون وہ دونون میرے نائب تھے ایرج و داراب نے کہا کہ ہمنے آپ کو کچھ تو پہچانا مگر بخوبی نہین اسوقت
عمرو نے کہا کہ اب یہ بتاؤ کہ تم دونون میری اطاعت قبول کروگے یا نہین دونون نے کہا کہ آپ پہلے حمزۂ صاحبقران سے
فیصلہ کر لیجیے پھر ہم دونون آپ کی اطاعت کرینگے پھر تورج سے خطاب کیا تورج نے بھی یہی جواب دیا اسپر عمرو نہایت درہم برہم ہوا
اور کہا ان تینون کو لیجا کے زندانخانے مین قید کرو داراب و ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس ایسے شخص عاقل کو
صفت اپنے سے کھویا یہ کیا کیا عمرو نے ان تینون شخصون کو غل و زنجیر مین گرفتار کر کے تخت پر ڈال دیا اور آپ جانب اختم
روانہ ہوا یہان آس بن الوس طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا ہی اور مبارز طلب کر رہا ہی ناگاہ ابر تیرہ و تار آسمان
پر چھایا اور چار ہزار قرنا برابر پھونکین اور ایک سو چار نقارے اور بیس ہزار کوس حربی بجے اور بیچ مین تخت
عادل قاف سوار گرد تخت پر پریزادون کی قطار رقص ہوتا ہوا مشک عنبر اڑتا ہوا بکمال شان و شوکت سے
تخت عادل قاف کا دکھائی دیا لشکر دیوون کا ایک طرف استادہ ہوا عمرو نے آس بن الوس کو جو میدان
مین کھڑے ہوئے دیکھا آگ ہوگیا شقشیرا سے کہا کہ تو جب گرج گینڈے کے اسکو کھالے شقشیرا دوڑا اور قریب
آس کے آیا امیر نے دیکھا کہ یہ دیو اسقدر بڑا ہی کہ عفریت اسکے مقابل مین مثل ایک پیرزال کے تھا لیکن جیسے
شقشیرا آس بن الوس کے پاس پہونچا آس کو اپنی زندگی سے یاس ہوگئی چاہا کہ میدان سے بھاگ جائے مگر شقشیرا
نے گینڈے کو اٹھا لیا آس بن الوس گینڈے سے کود کر بھاگا شقشیرا نے جیسے چڑیا پکڑ لیتے ہین اس طرح
اسے اٹھا کر مع گرگدن منھ مین ڈال لیا اور نگلکر پھر اپنے لشکر کی طرف رخ کیا تمام کفار کانپنے لگے یقین تھا کہ زہرے
سبھون کے آب ہو جائین الغرض طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنے اپنے خیمون مین گئے عمرو اپنی بارگاہ مین آیا تخت پر
جلوس فرمایا ناچ شروع ہوا دبیر کو بلوایا پانچ نامے لکھوائے تین نامے لشکر داراب و ایرج و تورج کے پاس
بھیجے مضمون اسکا یہ تھا کہ ایرج میرے پاس قید ہی تم اگر اطاعت کرو تو خیر اور نہین تو تمہارے سردار میرے
پاس قید ہین کل والی لازم ہی کہ آکر میرے شریک ہو الغرض وہ تینون لشکر آکر شریک عادل قاف ہوئے

بعد اُسکے شقیرا سے برہمن کو نامہ دے کر لشکر لقا مین بھیجا شقیرا نے وہ نامہ سر سے لپیٹا اور سمت بارگاہ لقا روانہ ہوا
القصہ بعد قطع راہ بارگاہ لقا مین پہونچا اگرچہ لقا نے کبھی اس قد و قامت کا دیو نہ دیکھا تھا دیکھکر ڈر گیا اور
کانپنے لگا تمام اہل دربار بھی کانپنے اور تھرانے لگے اور بختیارک بھی خوف سے بیہوش ہوکر گر پڑا تب شقیرا
نے کہا کہ تم لوگ کچھ خوف و دہشت نہ کرو مین تمکو کسی طرح کی تکلیف دینے کو نہین آیا ہون مین نامہ عادل قاف
کا لیکر آیا ہون بس یہ کہکر نامہ سر سے کھولکر لقا کی حضور مین پیش کیا لقا نے نامے کو دونون ہاتھ سے اُٹھایا اور
سر نامے کو بوسہ دے کر دبیر کو دیا اور حکم کیا کہ لفافے کو کھولکر پڑھے جب دبیر نے نامہ لیکر کھولا اُسمین یہ مضمون
مرقوم تھا کہ ای لقا اگر تو بہتری اپنی چاہتا ہی تو آکر میری خدمت مین حاضر ہو مین تجھکو بڑی عزت سے رکھونگا اور
اختیارات سابقہ سے دوچند اختیارات تجھکو دونگا اور جو انکار کریگا تو دیوان لشکر کو حکم دونگا وہ وہان آکر تجھکو معہ زن
و بچہ و قوم سپاہ سب کو کھا جائینگے لقا نے بمشورہ بختیارک جواب نامہ یون تحریر کیا کہ ای بادشاہ دیوان قاف آپ
چلیے مین بھی حاضر ہوتا ہون شقیرا نے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ چلیگا تو خیر ورنہ مین خود ہی سبھون کو کھا جاؤنگا لقا یہ
کلمہ سنکر اپنے دل مین کچھ دیر تک سوچا کیا مارے خوف جان کے کانپنے لگا اور کہا ای شقیرا سے برہمن مین نے
تین ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی کہ مین ابھی تیرے ساتھ چلونگا جسکا جی چاہیگا وہ میرے ساتھ چلیگا بس اتنا کہکر اُسی وقت
لقا اُٹھ کھڑا ہوا اور ارادہ چلنے کا کیا کر ساتھ ہی اُسکے یاقوت شاہ ملک بختیارک اور ضیغم خون آشام زہرین ملک جیسا
دریا باری مالک زر لقا جمشید و خورشید ختنی یہ سب ہمراہ لقا کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور چلنے کو آمادہ ہوئے شقیرا سے برہمن ان
سبھون کو اپنے ہمراہ لیکر سمت عادل قاف روانہ ہوا جب قریب لشکر عادل قاف کے پہونچا تو عادل قاف نے لقا کی آمد کی
خبر سنکر کشور شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ اور جملہ سردارون کو حکم کیا کہ تم سب صاحب جاکر استقبال کرکے لقا کو باعزاز و احترام میری
بارگاہ مین لے آؤ الغرض بڑی تعظیم و تکریم سے لقا کو بلوایا اور بڑی عزت و حرمت کی کمال عظم و شان سے دعوت کی بعد اسکے
دیو جہارہ کے ہاتھ نامہ امیر کو بھیجا دیو اُس نامے کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر نے بتوقیر تمام اُسے بٹھایا نامے پر سے زر
نثار کرکے ہاتھ مین لیا خط عمرو کا پہچانا لکھا ہوا تھا کہ ای عرب بیوفا باوجود برائیون کے جو تو نے میرے ساتھ کین مین سب درگذرا
نامے کو دیکھتے ہی میری خدمت مین جلد آ تیرے گناہ معاف کردونگا مع معطیہ تیری بسر اوقات کے لیے بھی دیدونگا اور اگر اسکے
خلاف کیا تو یہ دیو کہ جنکے باپ دادا تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہین وہ سب میرے پاس جمع ہوکر آئے ہین اگر ایک ادنے
اشارہ بھی کردونگا تو تیری کل فوج کو کھا جائینگے بس یہ مضمون پڑھکر امیر با توقیر نہایت آزردہ ہوئے اور نامے کو چیر کر پھینکدیا
یہ حال دیکھکر دیو جہارہ بہت برہم ہوا اور کہنے لگا ای حمزہ تو نے غضب کیا کہ نامہ عادل قاف کا چیر کر پھینکدیا ای حمزہ بغیر
مارے تجھے نہ چھوڑونگا یہ کہکر امیر کی طرف جھپٹا نور الدہر نے جو یہ دیکھا کہ دیو گستاخی کرتا ہی فوراً اپنے دنگل پر سے کود کر للکارا
کہ او نابکار ناہنجار خبردار جہارہ نے کہا آو تجھین پر ہاتھ صاف کرون بعد اُسکے حمزہ سے سمجھونگا یہ کہکر چاہا کہ نور الدہر سے
دست و گریبان ہو فوراً نور الدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑلیا آگے کھینچکر ایک طمانچہ جو اُسکے مُنھ پر مارا تو دیو زمین پر لوٹنے لگا نور الدہر
نے چاہا کہ سر اُسکا جدا کرکے پھینکدے کہ امیر نے مخالفت کی کہ ہان ہان خبردار نور الدہر یہ فعل بہادرون کی شان سے خلاف ہی
ایلچی کو مارنا نہ چاہیے نور الدہر نے یہ سنکر عرض کیا کہ اگرچہ یہ مردود رہائی کے قابل نہین ہی مگر الامر فوق الادب حکم
جناب سے چارہ کیا ہی یہ کہکر دیو جہارہ کو بارگاہ سے نکلوا دیا دیو جہارہ وہ نامہ پارہ پارہ لیے ہوئے عمرو
کے پاس آیا اور کہا کیسے مین امیر حمزہ کے پاس ہو آیا آپ کے نامے کی تو یہ توقیر کی کہ پھاڑ کے پھینکدیا لیجیے
یہ پرچے اُس خط کے مین سمیٹ لایا ہون اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ بذلت تمام بارگاہ سے نکلوا دیا

یہ سنکر عادل قاف بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اب تادیب و تنبیہ حمزہ کی ضرور ہے بغیر سزاے معقول کے یہ ہرگز
نہ مانیگا طبل جنگ بجوا دیا جاے بموجب حکم اُسی وقت طبل جنگ بجایا گیا ہرکارون نے یہ خبر امیر کو پہونچائی امیر نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجایا جاے امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا شب بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر معرکہ آراے میدان نبرد ہوے دیو مہارہ عادل قاف سے رخصت ہوکر
میدان مین آیا مبارز طلب کیا نورالدہر امیر سے رخصت لیکر مہارہ کے مقابلے کو نکلا مہارہ نے کہا ای نورالدہر
کل تو نے مجھے ذلیل کیا تھا آج مین تجھکو دیکھ تو کیسی سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر بڑے زور مین آکر نورالدہر پر دار شمشاد کا
وار کیا نورالدہر نے وار خالی دیا دار شمشاد زمین پر پڑی کہ تہ آب تک پہونچگئی خاک اُڑی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا دیو یہ سمجھا کہ نورالدہر کا
کام تمام ہوا پکار اُٹھا کہ وہ مارا نورالدہر نے آواز دی کہ او کافر خاسر کسکو مارا مین حریف تیرا تو زندہ و سلامت ہون اور نہایت
پھرتی سے دیو مہارہ کے لپٹ گیا اور دار شمشاد اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور وہی دار شمشاد جو اُسکے ماری تو برابر دو
کے دو ٹکڑے کردیے یہ کیفیت دیکھکر عمرو بہت آزردہ ہوا عفیف بن خفیف بن عفوان راہدار نے عمرو سے کہا کہ ای
عادل قاف آپ آزردہ نہ ہوجیے مین ابھی اس آدمزاد کو گرفتار کیے لاتا ہون عادل قاف نے کہا کہ اچھا جا ابلیس تیرا
نگہبان ہو عفیف میدان مین آیا اور کہا کہ او آدمزاد مین تیرا کام تمام کرونگا نورالدہر نے کہا کہ جیتے ہوسکے قصور نہ کرنا
پس عفیف نے چماق چار نورالدہر پر ماری نورالدہر نے اُسے رد کرکے بقوت تمام جو ایک تلوار کمر عفیف پر ماری تو مثل
خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگئے غل ہوا کہ وہ دیو عفیف مارا گیا عمرو نہایت پریشان ہوا طبل بازگشت بجا لشکر پھر گیا اُدھر امیر نورالدہر پر سے زر
نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اور یہان رات کو عمرو نے دیو تندک سے کہا کہ مجھکو نورالدہر کے خیمے مین پہونچا تندک نے کہا بہت
مناسب اور دو پہر رات گئی تھی کہ تندک نے عمرو کو نورالدہر کے خیمے مین پہونچا دیا عمرو نے وہان پہونچکر ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑانا
شروع کی تو سب پاسبان بیہوش ہوگئے عمرو قنات کاٹ کے داخل خیمہ ہوا اور نورالدہر کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور ایک لقا پرست
کو جسے بصورت نورالدہر بشکل کرکے اپنے ساتھ لیگیا تھا قتل کرکے نورالدہر کے پلنگ پر لٹایا اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ
حمزہ آگاہ ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری نے نورالدہر کو قتل کیا لکھکر نورالدہر کے پلنگ پر ڈال کے روانہ ہوا اور نورالدہر کو اپنے
لشکر مین لاکر قید کیا صبح کو لشکر امیر مین ایک غل و شور برپا ہوا کہ کوئی شخص رات کو آکر نورالدہر کو قتل کر گیا یہ سنکر اُدھر تو لشکر مین
بدیع الزمان نے نعرہ آہ کیا ادھر امیر نے اپنا حال تباہ کیا تمام لشکر مین ایک کہرام پڑ گیا ہر شخص قصد خود کشی کا کر رہا تھا ایک عجب
طرح کا تلاطم برپا تھا الغرض پسران بزرجمہر نے یہ کیفیت دیکھکر حساب رمل زائچہ کھینچکر عرض کیا کہ ای امیر آپ گھبرائیے نہین نورالدہر
قتل نہین ہوا بلکہ زندہ ہے مگر قید ہے یہ سنکر امیر نے کہا کہ اچھا اس لاش کو تو نہلاؤ عیارون نے جو اُس لاش کو نہلایا تو رنگ و
روغن عیاری برطرف ہوا اور شکل زشت اُس لقا پرست کی نمودار ہوئی تب یقین ہوا کہ بیشک نورالدہر زندہ ہے ہر ایک کے
جسم مین اس خبر کے استماع سے جان تازہ عود کر آئی یہان کی تو یہ کیفیت اور وہان لشکر عادل قاف مین طبل جنگ بجا ہرکارون
نے آکر امیر کو خبر پہونچائی کہ لشکر عادل قاف مین طبل جنگ بجا یہ سنکر امیر نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا دونون لشکرون
مین تیاری جنگ ہونے لگی شب بھر تیاری جنگ رہی جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آے لشکر عادل قاف سے
دیو نفرہیت بن عفریت میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا خسرو بلاد ہند اپنے ہاتھی کو ہولکر سامنے تخت بادشاہی کے
آیا اور نہایت ادب سے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا بادشاہ نے پوچھا کیا ارادہ ہے لندھور نے عرض کیا کہ حضور کے اقبال
سے ارادہ ہے کہ اس کمبخت نابکار کو جاکر پکڑ لاؤن یا سر میدان کام اسکا تمام کر آؤن یہ سنکر بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ جاؤ
اے لندھور تمکو خدا کے سپرد کیا لندھور سلام کرکے میدان کو روانہ ہوا نفرہیت بن عفریت کے مقابل ہوا

نفریت نے لندھور کو دیکھکر نعرہ کیا کہ او آدمزاد سر سیاہ دندان سفید تو میرے مقابلے کو آیا ہی لندھور نے کہا ہاں میں
تیری جان کا ملک الموت ہوں یہ سُنکر نفریت بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ خیر لندھور ہوشیار ہو یہ کہکر ایک وار
دار شمشاد کا لندھور پر کیا لندھور نے وار اُسکا خالی دیا دار شمشاد زمین پر پڑی زمین سے تتق گرد بلند ہوا دیو
یہ سمجھکر کہ لندھور مارا گیا پکار اُٹھا افسوس ای آدمزاد گوشت بھی میرا خاک آلود ہوگیا لیکن گرد واپس چھٹی میں کھڑا کہہ رہا ہی
کہ لندھور تو بلا سے بیدرمان ہی نفریت بھلا اسکے ہاتھ سے کیا بچیگا کہ دفعۃً نعرہ لندھور کا بلند ہوا کہ او تیرہ روزگار
کیا بکتا ہی کسکو تو نے مارا اور کسکا گوشت قابل کھانے کے نہ رہا میں تو ابھی زندہ و سالم موجود ہوں یہ کہکر دو دستی گرز نفریت
کے سر پر مارا کہ ایک سینگ اُسکا ٹوٹ گیا اور خون اُسکے سر سے جاری ہوا نفریت نے ایک نعرہ کیا اور اپنی ٹوٹی ہوئی شاخ
اُٹھا کر لندھور کے سامنے سے بھاگا خون سر سے بہتا جاتا تھا اُسے پونچھ پونچھ کے چاٹتا جاتا تھا تا اینکہ سامنے عادل قاف
کے پہونچا اور کہا کہ میں اس آدمزاد کا مقابلہ نہیں کر سکتا عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ ای شاہ جوانان قاف وای بر
روز مصاف میں راضی ہی نہ تھا کہ تو میدان میں جاوے تو کیوں گیا اُسنے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا آپ نائب خداوند ابلیس
میں میری شاخ شکستہ کو بنوا دیجیے عادل قاف نے کہا کہ ای فرزند ارجمند تو خاطر جمع رکھ میں تیری شاخ اصلاح درست کروا دونگا
کہ کسی کی ایسی نہ ہوگی یہ کہکر حکم طبل بازگشت دے کر واپس گیا اپنے خیمے میں متمکن ہوا اور ایک شاخ طلائی بنوا کر یاقوت و مروارید سے
نصب کروا کے نفریت کے سر پر جڑوا دی اس احمق نے جو اُس شاخ کو آئینے میں دیکھا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یا عادل قاف
میری دوسری شاخ بھی ایسی ہی بنوا دیجیے عادل قاف نے کہا اچھا خدا پرستوں سے فیصلہ ہولے تو میں تیری دوسری شاخ
بھی ایسی ہی بنوا دونگا بعد اسکے دربار برخاست ہوا لوگ اپنی اپنی خوابگاہ کو گئے عمرو نے دیو شندرک سے کہا کہ تو مجھکو لشکر اسلام میں پہنچا کہ
اس عیاری نے میرے فرزند کی شاخ کو توڑ ڈالا ہی میں اُسکو دغا ہی سے ماروںگا اور ایک تھا یہ عیار بصورت لندھور شکل کر کے ہمراہ لیا اور
لندھور کے خیمے میں آکر اُسے تو بیہوش کر کے زنبیل میں ڈالا اور اُس لقا پرست کا سر کاٹ کر لندھور کے پلنگ پر ڈال دیا اور لندھور کو لا کر
ابوالمعمر کے پاس قید کیا یہاں لشکر اسلام میں ایک غل پڑ گیا کہ رات کو کوئی لندھور کو قتل کر گیا امیر نے یہ غل سُنکر ارشاد فرمایا کہ سوا
اُس دزد مکار کے اور کسی کا یہ کام نہیں ہی اور فرمایا کیا تدبیر اسکی کی جاوے اور ہر ایک سردار سے فرمایا کہ ہر ایک اپنے اپنے خیمے میں
جاگتا رہے سرداروں نے عرض کیا کہ بہت مناسب آیندہ ایسا ہی کیا جائیگا اُدھر شقیر اسے برہمن نے حکم کیا کہ طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارۂ
رزمی پر چوب پڑی ہرکاروں نے آکر امیر کو خبر پہونچائی کہ عادل قاف کے لشکر میں طبل جنگ بجا دیا گیا امیر نے بھی یہ سُنکر
حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ رزمی نوازش میں آوے بموجب حکم اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا رات بھر
سامان حرب میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان نبرد میں معرکہ آرا ہوئے شقیر اسے برہمن کہ قد اُسکا
چہار سی گز کا ہو سامنے تخت عادل قاف کے آیا اجازت میدان چاہی عادل قاف نے کہا کہ اچھا جا
خداوند ابلیس پر تلبیس تیرا حافظ ہی شقیر اسلام کر کے میدان کی طرف چلا اس جوش و خروش سے راستہ چلتا تھا
کہ زمین ہل رہی تھی میدان میں پہونچکر لشکر اسلام کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار پہلوان عادی کا
تخت شداد ہم پکڑے ہوئے صف آرائی کر رہا تھا جیسے ہی شقیر اسے پہلوان عادی کو دیکھا جست کر کے قریب آیا
اور عادی کو بغل میں دبا کر میدان سے لے بھاگا اور عادل قاف کے سامنے چلا پہلوان عادی ہر چند چلاتا رہا کہ
ارے کمبخت مجھکو کہاں لیے جاتا ہی مگر شقیر اسے ایک نہ سُنی اور عادل قاف کے پاس پہونچکر ملتمس ہوا کہ حضور یہ لقمہ چرب
میرے ہاتھ لگا ہی اگر عادل قاف اس آدمزاد کو مجھے عنایت کریں تو میں اپنا ناشتہ اس سے کروں خداوند میں نے آج تک آپ سے
کوئی چیز نہیں طلب کی آج آپ سے اس آدمزاد کو مانگتا ہوں اگر سرکار کی اجازت ہو تو میں اسے کھا کر اپنا شکم سیر کروں عادل قاف نے

کہا ای شہنشاہ قاف یہ مال میرا ہی ہے سواے تیرے اور کسیکو دونگا تو خاطر جمع رکھ مین اسکو گلاب و زعفران و مشک مین پرورده کرتا ہون صبح و
شام بجاے گزک کے تجھے کھلاونگا اب اگر کھا لیگا تو تو بیمار ہو جائیگا اسلیے کہ یہ ڈنگیا ہی گوشت اسکا تلخ ہو گیا ہوگا شہپر اسنے کہا کہ بہت مناسب
ہے حضور کے نزدیک مناسب عادل قاف نے شنگرف سے کہا کہ ای شنگرف اسے لیجاؤ اور مشک و گلاب مین پرورده کرو شنگرف
[…] ان عادی کو لیکر چلا گیا شہپر اسے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے کہ کل صبح کو لڑائی ہوگی اسی وقت لشکر عادل قاف مین طبل جنگ
بجا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی بجایا گیا شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے میدان
نبرد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوکے جب نقیب ہٹ […] کر چلے گئے تو شہپر امیدان مین آیا مبارز طلبی کی ہاشم […] مقابلے
کو نکلا شہپر اسے برہمن نے ہاتھ دوڑایا کہ اسے اٹھالے ہاشم نے تلوار ماری شہپر نے چھین لی اور ہاشم کو پکڑ کے میدان سے لیجاکا اور
عادل قاف کے حوالے کیا پھر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی مقابل ہوا اسکو بھی شہپر پکڑ لیگیا تا بینگہ
شہپر اسے برہمن اس روز سات آدمیون کو پکڑ لیگیا یہ کیفیت دیکھکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ شہپر ابڑا زبردست معلوم ہوتا ہے کوئی
اس سے عہده برا ہوتا نہین معلوم ہوتا کل مین خود اس سے مقابلہ کرونگا نجومیون نے عرض کیا کہ ای صاحبقران طالع آپکا بھی
نحس ہے آپ بھی شہپر پر غالب آتے مشکل سے معلوم ہوتے ہین بہتر یہ ہے کہ آپ چند روز کے واسطے شکار کھیلنے کو چلے جائین کہ یہ قران
نحس دفع ہو جاے امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے مگر مین اس طرح سے مہلت طلب کرنا ننگ و عار جانتا ہون بادشاہ اسلام نے
کہا کہ اچھا مین طلب کرلونگا اور خواجہ بزرگ امید کو طلب کرکے عمرو سے کہلا بھیجا کہ ای عادل قاف ہمین ایک ہفتے کی مہلت
دی ایک ہفتے کے بعد مقابلہ کرینگے پیغام بادشاہ اسلام کا خواجہ بزرگ امید نے عمرو کو پہونچایا اسنے جواب دیا کہ اچھا کیا مضائقہ
ہو جاؤ ہفتے مہلت دی خواجہ پھر کر آے تمام حال بیان کیا امیر شکار کے واسطے روانہ ہوے خوب شکار کھیلا ساتوین روز داخل
لشکر ہوے جیسے ہی خبر آمد آمد صاحبقران عادل قاف کو پہونچی اسی وقت نقارہ رزمی بجوا دیا یہ خبر امیر کو پہونچی ارشاد ہوا
کہ لاحول ولا قوة الا باللہ ہم ہون آتش درگاہ سے ناحق اس پاجی کا احسان لیا غرض امیر نے بھی نقارہ رزمی بجوایا شب بھر تیاری جنگ
رہی علی الصباح دونون لشکر میدان مین آے ہنوز دونون لشکرون مین سے کوئی نہ نکلا تھا کہ آسمان پر سے ایک پری زاد پیدا ہوا اور
امیر کے سامنے آکر […] سلام کیا اور کہا کہ ای امیر تو تجھے مبارک ہو کہ آسمان پری جو عمرو طلسم خارستان مین مبتلا
ہو گئی تھین وہ بھی […] نقاب اسد یاقوت پوش طلسم سے رہا ہو کر مثل سابق پردۂ قاف کی حکمران ہوئین اور آپکی اعانت کے لیے
لاکھ دیو و پری کی جمعیت سے تشریف لاتی ہین […] امیر یہ خبر سنکر بہت شاد و مسرور ہوے اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجایا جاے […]
[…] طبل بشارت کی عادل قاف نے سنی پوچھا کہ حمزه نے یہ طبل بشارت کیسا بجایا ہے بعد دریافت حال لوگون نے آکر بیان کیا کہ
آسمان پری جو آپکی طرف سے کل دیوون کو مارکر […] کر دیا اور لشکر لیکے مدد کو قاف کو آتی ہے عمرو یہ سنکر
بہت ہی آزرده ہوا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا اور امیر کشورگیر نے استقبال کے واسطے سردارون کو روانہ کیا لیکن […]
[…] بختیارک سے کہا کہ عمرو میری بہت عزت کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند آپکی بھی کیا باتین ہین اپنا عمرو کے سامنے ہم
لوگون کی کیا وقعت ہے ہم سب عمرو کے سامنے مثل گوسفند […] ہین جس طرح گوسفند […] قصاب سے ڈرتی ہے […]
[…] رہے ہین آخر ایک روز ذبح کریگا […] یہ سنکر جھنجھلا گیا اور کانپنے لگا کہنے لگا کہ پھر کیا تدبیر کرون بختیارک نے کہا […]
[…] وقت یہ ہے کہ قہقہہ […] حبشی جو قید مین عمرو کی گرفتار ہے اسے چھوڑ لیجے اور ان سب سے […]
[…] لڑیگا اور ان سب کو مارڈالیگا زمرد شاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا اور وقت شب […]
قہقہہ گیا اور سب پاسبانون کو بیہوش کرکے اندرون زندان خانہ آیا اور […]
[…] دون قہقہہ نے کہا کہ ای زمرد شاه اگر تم مجھکو چھڑادو تو مین ان دونون […] دونون اور ایک کو زندہ نہ […]

مجھکو تو عادل قاف نے فریب سے گرفتار کرلیا ورنہ کون مجھے لے سکتا یہ سنکر زہردشاہ نے قہقہہ کو اُسکے بیٹوں اور سرداروں سمیت
قید سے رہا کرکے اپنے لشکر میں لے آیا اور علیحدہ سب سے جہاں اُسکا لشکر پہلے تھا وہاں خیمہ برپا کیا قہقہہ نے ایک دیو کو بھیجکر اپنا لشکر
طلب کیا صبح کو یہ خبر عادل قاف کو ہوئی کہ لقا شب کو آکر قہقہہ کو چھڑا لے گیا عمرو یہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوا شفقیر اسکے برہمن نے
کہا کہ اے عادل قاف آپ آزردہ نہ ہوں میں سب کو ماروں گا عادل قاف نے کہا اے شفقیر دیکھو تو کیا ہوتا ہے لیکن جسوقت قہقہہ
کا لشکر مجتمع ہوا تو تین لاکھ کی جمعیت ہوئی زہردشاہ سے کہا کہ اے زہردشاہ لشکر عادل قاف میں بڑا زبردست ایک شفقیر برہمن
ہے تو اُسکی کیا حقیقت ہے مجھے ان برہمنوں سے کچھ اندیشہ نہیں ہے میں ان سب کو ماروں گا اے لقا تم طبل جنگ بجواؤ دیکھو تو کل ہوتا کیا ہے آخر
لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاوے فوراً نقارہ رزمی نوازش میں آیا چار پہر رات جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینوں لشکر میدان
میں آئے ہنوز کوئی شخص کسی طرف سے نہ نکلا تھا کہ ایک لکہ ابر آسمان پر نمایاں ہوا اور اُسمیں سے کچھ دیو پیدا ہوئے اور بیچ میں اُنکے ایک
آدم زاد دیو کی گردن پر سوار تمام جسم پر اُسکے بال کہ وہ بال ہوا سے اُڑتے ہوئے چہرہ اُسکا مثل آفتاب کے چمکتا ہوا خال و رگ ہاشمی
چہرے پر نمایاں تمام تھا یعنی اولاد صاحبقرانی کی چہرے پر عیاں مصرع برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ٭ کیسا جوانی میں خوبصورت
چلا آتا ہے جسوقت کہ زمین پر پہونچا ایک جانب کو آکر کھڑا ہو رہا گر حمزہ صاحبقران کو دیکھتے ہی ایک انس اُسکے ساتھ پیدا ہو گیا ہزار
جان و دل سے والا و شیدا ہو گیا کہ اتنے میں اور تخت پریزادوں کے نمایاں ہونے لگے تا انکہ آسمان پری نے مع قریشیہ سلطان
نو لاکھ دیو و پری سے آکر حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی کل کیفیت عمرو کی زیادتیوں کے بیان کیے امیر نے ارشاد کیا کہ اے آسمان پری
کیا کہوں کہ کیا کیا داغ اس نمک حرام نے مجھکو دیے ہیں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اور لکہ ہاے ابر نمایاں ہوئے اور دیوزاد اور پریزاد
نمایاں ہونا شروع ہوے اور ایک نقابدار سرخ پوش آکر ایک جانب استادہ ہوا بعد اُسکے اور لکہ ہاے ابر نمایاں ہوئے اور قمرزاد
لشکر دیوان و پریزادان لیے ہوئے آیا گر امیر نے اُسے نہ پہچانا آسمان پری نے کہا کہ اے امیر یہ قمرزاد ہے قمر چہر پری سے پیدا ہوا ہے
امیر بہت خوش ہوئے بیٹے کو گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا جب یہ سب لشکر قائم ہو چکے تو قہقہہ سہ چشمی نے نعرہ کیا کہ جسے آرزوے
مرگ ہو میرے مقابلے کو آوے وہ آدم زاد کہ جو روئین تن تھا اور نام اُسکا قہور دیو پرور تھا اُسنے قصد کیا کہ میدان میں جاکر مقابل ہو
لا اُسکے باپ دیوا درنگ نے کہا کہ ہاں فرزند جگر بند مردانہ باش یہی وقت نام آوری ہے کہ تمام سرگردان قاف اس مقام پر مجتمع
ہیں جنا قہقہہ کا مقابلہ کر اور اُسکو حلقہ بگوش کر لا قہور دیو پرور نے کہا کہ آپ مطمئن رہیں ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جانب میدان قلقاریاں
مارتا ہوا چلا جسوقت کہ سامنے قہقہہ کے آیا نعرہ کیا کہ او سہ چشمی تو یہ نہ سمجھا کہ میں کھڑا ہوا ہوں میرے سامنے تو نے مبارز طلبی کی قہقہہ
نے کہا کہ میں نے تجھکو اپنے مقابلے کے واسطے نہیں طلب کیا تھا مجھکو تو غرض لشکر عمرو سے ہے قہور نے کہا کہ او مردک تو نے میرے سامنے
مبارز طلبی کی میں کیونکر تیرے مقابلے کو نہ نکلتا دیکھ تو اب تجھے کیسی سزا کو پہونچاتا ہوں مگر جو باتیں سواے دیووں کے یا امیر کے کہ وہ
بھی زبان جن سے آگاہ تھے اور کوئی نہ سمجھتا تھا الغرض بعد از گفتگو بسیار قہقہہ سہ چشمی نے قہور پر چماق ماری قہور دوڑ کر اسکی
ٹانگوں میں گھس گیا اور چماق زمین پر گری کہ خاک میں دب گئی اور تتق خاک کا بلند ہوا دیو قہقہہ نے نعرہ کیا کہ نہ دم دست کردم
قہور نے ساتھ ہی اسکے نعرہ شیرانہ کیا کہ او بدخصال کرا زوری و کرا پست کر دی شیر احرلیں و جانستان موجود ہے یہ کہکر اُسکے ساتھ
لپٹ گیا قہقہہ بھی چماق چھوڑ کر دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی قہور نے لنگر قہقہہ کا توڑ کر بالاے سر بلند کیا اور چرخ دیکے
قہقہہ کو زمین پر دے مارا قہقہہ کو غش آگیا قہور اُسے دیکھنے لگا ساعت بھر کے بعد قہقہہ کی آنکھ کھلی اُسی آدم زاد کو سرہانے
کھڑا دیکھا جلدی سے آنکھ بند کر لی اپنے دل میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو ابکی مرتبہ یہ مار ہی ڈالے اسی طرح بار بار آنکھیں کھولتا تھا اور بند
کر لیتا تھا قہور یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور قہقہہ بار بار کروٹ بدلتا تھا آخر قہور نے کہا کہ جا مردود چلا جا میرے سامنے سے اور ایک روایت
ہے کہ قہقہہ قہور سے زخمی ہو کر بھاگ گیا اور قہور تخت پر سوار ہو کے اپنے دیوون کے جھنڈ چلا گیا اب دیکھیے پھر کہاں پیدا ہوتا ہے

بہر طور بعد اُسکے جانے کے طبل بازگشت بجا تینوں لشکر اپنے اپنے خیموں کو پھر گئے عادل قاف اپنے خیمہ میں داخل ہوا نفریت بن عفریت نے عادل قاف سے کہا کہ کل صبح کو خدا پرستوں سے میں سامنا کرونگا شب بھر [illegible] صبح کو تینوں لشکر معرکہ آرا ہوئے میدان نبرد ہو سے نفریت بن عفریت عادل قاف سے اجازت لیکر میدان [illegible] اسلام کو دیکھکر نعرہ کیا کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای خیرہ سران زبردستان جسکو تم میں سے تمنا ے مرگ ہو میرے [illegible] ابھی پوری بات نفریت کے منہ سے نکلی تھی کہ قہرزاد بن حمزہ صاحبقران امیر کے سامنے آیا اور اجازت [illegible] اُسکو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا کے سپرد کیا قہرزاد آتے ہی مقابل نفریت ہوا نفریت نے نعرہ کیا کہ او [illegible] مقابلہ کریگا کیوں قضا تیری دامنگیر ہوئی ہے قہرزاد نے کہا کہ او تیرہ روزگار میں پسر زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہوں [illegible] ہزاروں دیو واصل جہنم کیے اور میں تجھکو مارونگا یہ سنکر نفریت غصے میں آیا اور وار شمشاد اُٹھا کر قہرزاد پر [illegible] قہرزاد نے وار اُسکا خالی دیا مگر ایک چھینٹا سی جو لگ گئی تھی قہرزاد کو غش سا آگیا نفریت نے لاف و گزاف بکنا شروع کیا کہ اس [illegible] قہرزاد کی کھل گئی جلدی سے اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ او بیہودہ کیا بکتا ہے یہ کہکر دوڑ کر نفریت سے لپٹ گیا اور کشتی ہونے [illegible] قہرزاد نے جوڑ لگا مارا تو چاروں شانے چت زمین پر گرا قہرزاد اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکیں اُسکی باندھ [illegible] نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ سب کے سب ننگی تلواریں کرکے اس نمکحرام کے لشکر کی طرف جاؤ اور نعرہ کرو کہ نمک [illegible] میں روسیاہ ہو سپاہیوں نے ایسا ہی کیا عمرو یہ نعرہ سنکر نہایت آزردہ ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور [illegible] نفریت کو باندھ کر زنجیر میں گرفتار کیا لیکن آسمان پری نے دیوونکے گرفتار کرنے کے لیے کچھ دیووں کو مقرر [illegible] معاش ہاتھ لگے پکڑ لاؤ دیو اُسکی فکر میں لگے رہتے ہیں ایک دن کا ذکر ہے کہ تندک نے شب بھر [illegible] صبح کو دریاے اختم میں آکر نہا رہا ہے اور چاہتا ہے کہ لشکر عمرو کی طرف روانہ ہو دیو تو اُسکی تاک میں لگے ہوئے [illegible] سے دوڑ پڑے اور تندک کو گرفتار کیکے سامنے آسمان پری کے لا سے آسمان پری تو تندک کے [illegible] پیشانی میں پڑی تھی اُسے دیکھکر نہایت آزردہ ہوئی کہنے لگی کیوں مردک تونے عمرو کے ہاتھوں تمام قاف کو خراب [illegible] یاد نہ تھا دیکھ تو اب تجھکو اس طرح اردن کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ و بکا کریں اور مجھکو [illegible] نے کہا کہ ای ملکہ آسمان پری میں تو آپکا ہمیشہ سے مطیع تھا اور بہار پری پر عاشق تھا معلوم نہیں حضور کو [illegible] بہار پری کو مجھے نہ دیا اور ہمیشہ میری ذلت کی درپے ہیں اور میں اُسکا عاشق زار اور شیدا تھا اُسکے فراق سے [illegible] الغرض مجنون ہوتا ہے جو کچھ میں نے کیا وہ اُسکے عشق میں کیا اب تھا [illegible] میں گرفتار ہوں جو کچھ جی چاہے سو [illegible] پری نے کہا کہ اب تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرونگی یہ سنکر تندک نے کہا کہ ای ملکہ آسمان پری جبتک عمرو زندہ [illegible] ہوا اور نگنا بھی میرے بدن سے کم نہیں کر سکتا اور اگر تم مجھے قتل کر دو گی تو دیکھ لینا کہ عمرو تمسے کسطرح پیش آ [illegible] مرگ ہے میرا ویسے تو مجھے دھمکاتا ہے ارے بادو تو بلاؤ دونکو کہ اسے قتل کرین اور دار پر کھینچ کے اسے تیر باران [illegible] ہوا [illegible] گذشتہ ہے اور وہاں کا حال سنیے کہ یہ سرگذشت پوری پوری مشرح و مکمل خواجہ عمرو کو پہونچی کہ تندک [illegible] قتل کی ٹہری ہے یہ سنکر عمرو قہقہہ مارکر ہنسا اور کہنے لگا کہ بھلا آسمان پری کی تو مجال ہے جو تندک کی طرف آنکھ بھی [illegible] سعد اور نور الدہر اور دیگر سرداران حمزہ کو اسی وقت طلب کیا اور کہنے لگا کہ دیکھو میں ابھی تو قتل کرو [illegible] تیغ بنالو مگر چونکہ خواجہ عمرو کو یہ امر مد نظر تھا کہ سرداران لشکر اسلام مارے جائیں لہذا ایک دیو کو بلا کر کہا کہ جا کر [illegible] سے کہو کہ او عرب بچہ فاکیوں شامت آئی ہے اگر تو لندھور اور نور الدہر کو قتل کرتا ہوں نہیں تو تندک کو ابھی [illegible] نے یہ پیغام امیر کو پہونچایا تو ارشاد فرمایا کہ جا کر عادل قاف سے کہو کہ اگر تو میرے سرداروں کو چھوڑ دے [illegible] دار ہیں تو میں تندک اور نفریت کو چھوڑ دوں تب عمرو نے یہ جواب امیر کا سنا تو اس معاو [illegible]

قبول کیا اور اسی وقت نورالدہر اور لندھور کو بھیکہ تنتر کے اور نقر مینہ کو بلوالیا مگر سرداران دست حبیب یہ حال سنکر طعنہ زن ہوئے کہ واہ واہ نورالدہر بہادر اور تنتر کے صدمے میں رہائی پاوے اور یہ دونوں نورالدہر کی اتفاقا خانے میں پہنچ چکی تھی بدیع الزمان اسد ہین کر لندھور اس بھی ساتھ ساتھ تھے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب دیکھئے تمام سرداران دست حبیب طعنہ زن ہیں اور انگشت نما ہین کہ نورالدہر نے تنتر کے صدمے سے میں رہائی پائی نہیں تو مارا جاتا نورالدہر یہ سنکر آگ ہو گیا اور برہم ہو کر کہنے لگا کہ خیر ابھی جا کر شقیرا کو مارتا ہون اور عادل قاف کو پکڑے لاتا ہون اور اس ذلت کی تلافی کرتا ہون مگر بدیع الزمان نورالدہر سے لپٹ گیا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ خبردار میری جان ایسی حرکت نہ کرنا یہ لشکر دیوون کا ہے مارا جانا اچھا نہیں ہے نورالدہر چونکہ نہایت سعادتمند ہے باپ کا پاس و لحاظ سے خاموش ہو رہا کہنے لگا کہ بہت اچھا نہ جاؤنگا آپ خاطر جمع رکھئے لیکن دو چار روز بارگاہ میں بھی نہ آؤنگا اسلیئے کہ مجھے ان لوگون کے طعنے نہ سننے جائینگے یہ بہانہ کر کے اپنے خیمے میں گیا اور سب رفیقون کو رخصت کیا تنہا سوار ہو کر لشکر عادل قاف کا راستہ لیا اسپ ساتھ ساتھ تھا دیکھا کہ یہ اکیلا لشکر عادل قاف کو جاتا ہے اپنے دل میں سوچا کہ تو رفیق قدیم ہے بدیع الزمان کا اگر نورالدہر ضایع ہو گیا تو بدیع الزمان کو کیا جواب دیگا بہتر یہ ہے کہ چلکر اسے آگاہ کر دیجیے یہ خیال اپنے دل میں کر کے نورالدہر سے چھپ کر روانہ ہوا اور یہان بدیع الزمان بارگاہ میں بیٹھا ہوا امیر سے یہ باتین کر رہا تھا کہ لوگ نورالدہر پر طعنہ زنی کرتے ہین کہ نورالدہر تنتر کے باعث سے رہا ہوا اور علمشاہ سے کہا کہ قبلہ و کعبہ نورالدہر تو آپکا غلام ہے حضور سے تو بہت بعید ہے کہ آپ اس طرح کے کلمات سرداران دست حبیب سے کہوائین یہ کہکر قاسم کو یاد کر کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ افسوس صد افسوس ہزار جان میری قاسم کے نام پر فدا ہو اگرچہ ظاہر میں وہ مجھسے عداوت رکھتا تھا مگر باطن مجھپر جان بھی فدا کرتا تھا اگر وہ موجود ہوتا تو وہ کبھی ایسے کلمات نہ کہتا اور علمشاہ بدیع الزمان سے کہہ رہا ہے کہ اے بدیع الزمان نورالدہر جیسے تمہارا فرزند ہے ویسے میرا فرزند ہے بھلا ایسا کیا طعنہ زنی کرتا بھائی میں نے تو کوئی بات زبان سے نہیں نکالی یہ باتین ہو رہی تھین کہ اسپ پہونچا اور حال نورالدہر کا بیان کیا بدیع الزمان سنکر بیتاب ہو گیا اور امیر سے عرض کیا کہ خداوندا اب مجھ میں تاب نہیں ہے یہ اسی طعنے سے سرگرم ہے کہ نورالدہر اکیلا لشکر عادل قاف کو چلا جاتا ہے اور میں یہان بیٹھا رہوں میں بھی جاتا ہون یہ کہکر بدیع الزمان نے لشکر عادل قاف کا راستہ لیا پیچھے اسکے علمشاہ اور سرداران دست حبیب بھی چلے اور آسمان پری بھی تمام دیوون کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی اور ادھر نورالدہر تنہا بارگاہ عادل قاف میں ہو گیا اور نعرہ کیا کہ او نقر مینہ تو میرے ہاتھ سے کہان جاویگا نقر مینہ تو یہ نعرہ سنکر تخت کے پیچھے چھپ رہا مگر شقیرا شاہزادے پر دوڑ پڑا اور کہا کہ او آدم زاد نکارہ تو میرے ہاتھ سے کہان جاویگا اور یہ کہتا نورالدہر کی طرف دوڑا یا نورالدہر نے اس زور سے جھٹکا دیا کہ شقیرا منہ کے بل گر رہا شقیرا نے چاہا کہ سنبھلے مگر نورالدہر نے جو گھس کے ایک گھونسا دیا تو کنپٹی تک سر میں ہاتھ اتر گیا اور مغز سر پاش پاش ہو گیا عادل قاف یہ دیکھ کر نہایت دل بریختہ ہوا اور دیوون کو حکم دیا کہ اس آدم زاد کو مار لو دیو لوگ یہ سنکر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی اسی اثنا میں بدیع الزمان اور علمشاہ بھی پہونچ گئے بعد اسکے امیر کا نقرہ بلند ہوا پھر تو ہر ایک سردار جیسے شیر پر قہر سے ہین سوار ہوئے دیوون پر گرنے لگا تلوار چلنے لگی آسمان پری بھی اپنے دیوون سمیت شریک لشکر اسلام ہوئی دیو سے دیو لڑ رہا تھا پر بیٹھا ہوا تھا ایک طرف سے سرداران اسلام دیوون سے جنگ کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے دروازے دیوون کی ٹانگون پر بیٹھ رہے تھے اس در مین سے نکل گئے اس دروازے میں سے چلے گئے عین گرما گرمی جنگ میں بدیع الزمان پر دیو شکال نے دار لٹھ کا کیا بدیع الزمان نے خالی دیکر جب دیو شکال جھکا پس اسکا جھکنا تھا کہ بدیع الزمان نے ایک تلوار رسید کی کہ کمر پر پڑی زانو تک جیسے خیار تر دو ٹکڑے ہو گئے دیو جھپال دور ماتلک سے یہ دیکھتا ہوا شہپال نے نیزہ اٹھاکر مارا ملک نے اسکے وار کو خالی دیا اور اپنا نیزہ جو سینے پر اس کافر کے مارا تو سینے کے پار ہو گیا بارے کا نعرہ کر کے جھپال زمین پر گرا دیو عفریت بن عفریت سے اور لندھور سے مقابلہ ہوا اسنے چماق مارا لندھور اسکی ٹانگون میں گھس گیا مگر چماق کی چاروں طرف سے دیوانہ بیل گیا تو گرد بلند ہوا لندھور نے دونون ٹانگین دیو کی پکڑ

زمین پر گرا دیا اور تیغ ہندی سے سر اُسکا جدا کر دیا اُدھر نفر بیت بن عفریت سے اور امیر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ ہوا آسیب بھی
آسیا تنگ امیر پر بارا امیر نے تیغ عقرب سلیمانی سے اُسے دو کر دیا اور دوسرا ایک ٹکڑا جو بارا تو شانے پر پڑا زیر بغل اُتر گیا وہ بھی تمام ہوا وہ گھمسان
کی لڑائی ہو رہی تھی کہ چہرہ فلک کے رعشہ پڑ گیا اور دیدہ ہفت سر آسمان کا زہرہ آب ہو گیا لاشوں کے انبار اور کشتوں کے پشتے لگ گئے
تھے دریا سے خون جاری تھا ملک الموت ایک کی قبض روح نہ کر سکتے تھے کہ ہزار اور گر پڑتے تھے ہنگامہ محشر انگیز برپا تھا صدا سے دار و گیر
بلند تھی اور نقیب پکار رہے تھے کہ اے مردان کوشید تا جامہ زنان نپوشید شہرہ در جنگ سست جنگ باید کرد + کو شغل نام و ننگ باید کرد
اور کسی طرف سے آواز آ رہی تھی کہ ہان غازیو آج نام کرنا تم سے نہ ہو وہ کام کہ نا شنو کسی باپ کے بیٹے ہو دلیرو + کرو نہ شیرون کے
شمشیر تم ہو شیرو + نام اپنے بزرگون کا نہ کھونا چار روزہ آبرو ڈبونا + رستم رہا نہ سام باقی + مردون کا رہا ہے نام باقی + ہر شخص
بیکر کا شکار کرکے لڑ رہا تھا الغرض دو شبانہ روز لڑائی رہی کل دیوان ہمراہی عادل قاف مارے گئے لشکر عادل قاف نے شکست
کھائی عادل قاف نے جو یہ رنگ دیکھا تاج سر سے اُتار کر بغل میں ڈال لیا اور دیو پر نشد کے پر سوار ہو کے بھاگا کہ ہر تو بہت سے دیو مارے گئے
لاکھون اسیر ہوئے لاکھون بھاگ گئے مال و اسباب لشکر آسمان پری کے دیوون نے لوٹ لیا طبل شادیانی بجنے لگا امیر نے داراب و
قورج اور ایرج کو قید سے نجات دی اور اپنی فرودگاہ میں واپس آئے صحبت عیش برپا ہوئی امیر نے ایرج سے کہا کہ تم میں سے کوئی
آفتاب اور کوئی ماہتاب کو مانتا ہے اور کوئی آپ کو خدا جانتا ہے یہ سب ادیان باطلہ ہیں خدا سے برحق پروردگار عالم ہے نہیں دیکھو لیتا
کو آفتاب نکلتا ہے رات کو ماہتاب فروزان ہوتا ہے مگر سب بے استقلال اور معرض زوال ہیں تابع فرمان ایزد متعال ہیں اسی معبود برحق
کے حکم سے ہر چیز متحرک ہے پانی اسی کے حکم سے جاری ہے ابر کو دیکھو کہ ایستادہ ہے برستا نہیں بغیر حکم خالق ایک قطرہ نہیں برستا ان سب کا خالق
مالک وہی رزاق مطلق ہے تمہیں چاہیے کہ اپنے خالق کو پہچانو اور مخلوق کو خالق نہ جانو ایرج وغیرہ نے تقریر امیر کی سُنکر کہا کہ کلام آپ کا
برحق دلا جواب ہے اور ہمارا صواب ہے ہم آپ کے کلام کی تردید نہیں کر سکتے ہم سب کو تو عمرو نے دیوون سے باندھ کر گرفتار کروا لیا تھا آپ نے
ہمکو نہیں گرفتار کیا اگر آپ ہم پر غالب آئیں تو جو کچھ آپ فرمائیں وہ ہم بجا لائیں امیر نے فرمایا کہ اچھا تم اپنے لشکر میں جاؤ طبل جنگ
بجوا کر میدان میں آؤ القصہ یہ سب کے سب اپنی فرودگاہ میں آئے اُدھر امیر نے آسمان پری کو رخصت کیا اُدھر قہقہہ سے جو پیشتر ہی
لقا کے لشکر سے جا چکا تھا نام و نشان کسی دیو کا باقی نہ تھا مگر ایرج نے طبل جنگ بجوایا لشکر صاحبقران میں بھی طبل جنگی نوازش میں آیا
رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو ادھر سے امیر با توقیر با سپاہ ظفر پناہ تشریف لائے اُدھر سے ایرج و قورج اور داراب مع لشکر و فوج
نظر آئے سب اپنے اپنے مقام پر قائم ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں جس وقت نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج اپنے مرکب
کو اڑا کر سامنے مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اور اجازت خواہ ہوا اقبال شاہ نے کہا کہ جاؤ پیغمبر اعظم تمہارا نگہبان ہو جلد اس غدار بد نہاد
کو سزا دو ایرج جگہ پر نیان کرتا ہوا ران باگ کی پشت دکھاتا ہوا عرصہ کارزار میں پہنچا اور خوب مرکب کو گرمایا پھر اُسنے مبارز طلبی کی کہ
جسکو تم میں سے آرزوے مرگ ہو میرے مقابلے کو آوے ابھی پوری بات ایرج کی تمام نہ ہونے پائی تھی کہ لشکر اسلام میں علم ہاے شیر پیکر
جلوہ گری پر آئے اور نور چشم ہوشیاران و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران یعنی
نور الدہر عالیشان نے مرکب کی باگ لی مرکب کو چمکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا بادشاہ نے کہا کیا ارادہ ہے عرض کیا کہ با اقبال [illegible]
یہ قصد ہے کہ جا کر اس آفتاب پرست کا کام تمام کرون یا مشکیں باندھ کر حضور والا میں حاضر کرون بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بسم اللہ
بخدا سپردیم اور جام گلگون عفریت نور الدہر کو عنایت کیا شاہزادہ نے اُس جام کو پی کر میدان کا راستہ لیا جب نور الدہر میدان میں آیا
اور ایرج کے مقابل ہوا تو ایرج تلاوہ زن ہوا دونون مرکب برابر ہو گئے مشغول کارزار ہوئے دونون میں ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا
ایرج نے کہا کہ اے نور الدہر مدت سے یہ آرزو تھی کہ مجھ سے آپ کے مقابلہ ہو پیغمبر اعظم نے میری آرزو کو پورا کیا اب میرے آپ کے آج فیصلہ ہے
یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ جانب صحرا سے ایک بگولہ خاک کا اُٹھا جب وہ قریب آ کر شق ہوا تو عیار دیوچہر نمودار ہوا اور آتے ہی

مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور ایک نامہ ہاتھ مین دیا اُسنے وہ نامہ پڑھکر ایرج کو بھجوا دیا عیار نے وہ نامہ ایرج کو لاکر دیا ایرج
نے اُس نامہ کو پڑھا فرخ تاجر نے لکھا تھا کہ اے فرزند جگربند اور اے راحت جان دل دردمند شہر فرنگوشیہ پر ملکوت شاہ اور
ارسلان شاہ چڑھ آئے ہین اور ہم قلعہ بند ہو گئے ہین اگر تمھین ہماری خبر جلد ملی تو خیر ورنہ ہمین جیتا نہ پاؤگے اور لاشہ بھی ہمارا خراب ہوگا
جس طرح ہوسکے جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان دھوؤ ایرج نے اُس نامہ کو پڑھتے ہی نور الدہر سے کہا کہ خط پدر بزرگوار
کا آیا ہے مین تو جاتا ہون کہ نہایت مجبوری ہے خیر ہمارے آپکے پھر سامنا ہو رہیگا اب مین ایک دم نہین ٹھہر سکتا شاہزادے نے کہا اچھا
جاؤ ایرج اُسی وقت روانہ ملک فرنگوشیہ ہوا پیچھے پیچھے اقبال شاہ بھی مع لشکر روانہ ہوا بعد چند روز کے ایرج داخل شہر فرنگوشیہ ہوا مگر
اُسوقت پہونچا کہ ملکوت شاہ نے قلعہ پر یورش کی تھی قریب تھا کہ قلعہ کو لے لے اور فرخ تاجر دعا مانگ رہا تھا کہ صحرا سے گرد نمودار ہوئی اور
ایرج نوجوان دکھائی دیا نعرہ کیا کہ او نامردو کہان جاؤگے میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار کھینچ کے گرا اور تلوارین مارنے لگا ملکوت شاہ کے
ہمراہی ایرج پر آگرے فرخ تاجر بھی یہ موقع غنیمت جانکر قلعہ کھلوا کر مع فوج شریک ایرج ہوا خوب ہی تلوار چلی ایرج لڑتا ہوا ملکوت شاہ کے
قریب پہونچا اور نعرہ کیا کہ کدھر ارادہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے ملکوت شاہ نے کہا او بزدل بچہ مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر تلوار ماری
ایرج نے ضرب اُسکی روکی اور اپنا وار جو کیا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر سر پہ پڑی اور خود اور رومال اور عرقچین اور زرہ ٹوپ کو کاٹ کر اسپر
صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب کے گذر گئی اور تمام جسم کو کاٹ کر ہاتھی کی پشت پہ پڑی کہ اُسے بھی قلم کر کے زمین کو بوسہ دیا ایک غل پڑ گیا کہ
ملکوت شاہ مارا گیا یہ غل سنکر ارسلان شاہ آگے بڑھا اور ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھا لیا اور بجائے سپر کے بالائے سر بلند کر کے آواز دی کہ ایہا الناس کیون اپنی جانون کو تباہ کرتے ہو آگاہ ہو کہ ملکوت شاہ مارا گیا اور
ارسلان شاہ گرفتار ہوا آؤ سب کے سب میری اطاعت کرو ورنہ تم مین سے ایک کو بھی ہرگز نہ قتل کر ڈالونگا یہ سنکر سب یکزبان کہکے
ہو سب افسران فوج ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے اور اطاعت ایرج کی قبول کی اسی اثنا مین مالک بن ملکوت شاہ بھی حاضر ہوا طبل شادیانی
بجنے لگا فرخ تاجر مالک سے بغلگیر ہوا ایرج نے ارسلان کو مالک کے حوالہ کیا ارسلان شاہ باپ کے قدمون پہ گر پڑا اور عرض کیا کہ خطا
میری معاف کیجیے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی مالک بن ملکوت چاہتا تھا کہ کچھ کہے کہ اقبال شاہ نے بھائی کے ہاتھ کھولدیے خلعت منگوا کر
دیا ایرج اب میدان سے واپس چلا ہی تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور ایرج کو اُٹھا لیگیا مالک بن ملکوت شاہ نے سانڈنی سوار روانہ کیے
کہ خبر لاؤ ایرج کو کون اُٹھا لیگیا ہے مگر ایرج کا حال سنیے کہ آنکھ جو کھلتی ہے تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین پایا حیران ہوا کہ کون مجھے
یہان لے آیا یہ کیا معرکہ ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا حیرت مین کھڑے کھڑے چل نکلا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ آواز دف و دائرے کی کان مین آئی
باجون کی گمک آسمان کو جا رہی ہے زہرہ تک ساز کی کانپ رہی ہے ایرج اُسی ساز کی آواز پہ چلا جاتے جاتے ایک بارہ دری کے قریب پہونچا جب
وہ بارہ دری مین اندر گیا دیکھا تو فرش تکلف کا بچھا ہوا ہے نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان فلک تمکین مجتمع ہین ایرج یہ رنگ دیکھکر رک رہا کہ انہین سے ایک نازنین
نے آواز دی کہ ارے یہ نامحرم کہان سے گھس آیا ہے مگر صاحب خانہ اپنی مسند سے اٹھی اور ایرج کو دیکھکر کہنے لگی یہ تو کوئی شہریار زادہ معلوم ہوتا ہے
اسے بعزت تمام لے آؤ کہ یہ ہمارا مہمان ہے اور آواز دی کہ آئیے آئیے خانہ خانۂ شماست اور تا لب فرش اُٹھکر آئی اور ہاتھ ایرج کا پکڑکر مسند پر لا کے بٹھا لیا
گانے والیان نے نغمے طبلے پر تھاپ پڑنے لگی قانون بین باجے بجنے لگے صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ساقیان سیمین ساق جام شراب
ہاتھون مین لیکر موجود ہوئین وہ نازنین مہ تمکین اپنی جگہ سے اُٹھی گلابی شراب کی ہاتھ مین لیکر جام بھر کے ایرج کو دیا ایرج نے وہ جام اُسکے ہاتھ سے لیکر بے اندیشہ
انجام پی لیا اور خود گلابی ہاتھ مین لیکر پیمانہ بھر کر اُس نازنین کو دیا وہ بھی بخوشی تمام پی گئی پھر تو دو دو تین تین جام خوب آپس مین چلے
نشے مین سرشار ہو کے اختلاط ہونے لگا ایرج نے گلے مین ہاتھ ڈالکر منھ سے منھ ملا کر چاہا کہ بوسہ لے وہ بدبو اُسکے منھ کی آئی کہ
دماغ ایرج کا پراگندہ ہو گیا اور اُسکو دھکا دیکر دور جا بیٹھا وہ نازنین بولی کہ اے عزیز یا آن شورا شوری یا باین بے نمکی دور کیون جا بیٹھا
ایرج نے کہا کہ او لکاتہ و مردار تیرے منھ سے وہ بدبو آتی ہے کہ دماغ میرا پراگندہ ہو گیا معلوم ہوا کہ تو کوئی ساحرہ ہے اُسنے جواب دیا

کہ سن نام میرا مرجانہ جادو ہی اور حسب توخیر دس سال تھا میں جب ہی سے عاشق تھی اب جو تیرا عالم شباب دیکھا تو میں تجھے اٹھا لائی بہتر یہی کہ
کہ تو مجھسے انکار نہ کر کہ میں تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کر دونگی ایرج نے کہا کہ اے مرجانہ مجھے مرنا گوارا ہی مگر تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی مرجانہ جادو
نے کہا کہ دیکھ پچھتائیگا اور یہ کہکر ایرج کی طرف دوڑ کر کہنے لگی کہ آ ذرا مجھے گلے سے لگا لے ایرج للکارا کہ او مردار خبردار اگر میرے پاس
آئی تو ایک ایسی تلوار مارونگا کہ دو ہی ٹکڑے ہو جائینگے اور یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالکر تلوار کھینچی فوراً اسنے چند دانہ ہائے ماش پر اسم سحر پڑھکر
جو ایرج پر مارے تو ہاتھ ایرج کا خشک ہو گیا یہ ساحرہ ایرج کا ہاتھ پکڑ کر کشاں کشاں لائی جیسے کوئی بچہ کو اٹھا لیتا ہی اور لاکر اپنے سامنے
ڈالدیا اور الحاح وزاری کرنے لگی کہ اے نوجوان مجھے قبول کر مگر ایرج یہی کہے جاتا ہی کہ او مردار جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول مگر
تیرے پہلو میں بیٹھنا گوارا نہیں ہی جب اسنے دیکھا کہ یہ کسی طرح راضی نہیں ہوتا تو ایک حبشن سے کہا کہ اسے فلاں فلاں کوٹھری میں لیجا کر
بند کر آ حبشن ایرج کو کھینچتی ہوئی لیگئی اور جاکر بند کر دیا اور آب و دانہ بھی بند کیا دو شبانہ روز اسی طرح گذر گئے تیسرے روز مرجانہ جادو
نے ایرج کو پھر اپنے سامنے بلوایا دیکھا کہ چہرہ اتر گیا ہی رخسار سے کملا گئے ہیں پیٹ پیٹھ سے لگ گیا ہی اور کہنے لگی کہ او آفتاب پرست
اب تو اپنی سزا کو پہونچا دیکھ اب بھی کچھ نہیں گیا ہی ابھی خیر ہی میرا کہنا مان لے اور کھانا منگوا کر ایرج کو کھلوایا شراب پلوائی ناچ دکھایا اور کہنے لگی
کہ اے ایرج تو مجھے اپنی لونڈی سمجھکر سرفراز کر دے ایرج نے کہا کہ اے مرجانہ تو اپنے دل کی آرزو دل میں لے جائیگی مجھسے ہرگز تیرا مطلب نہ
حاصل ہوگا یہ سنکر مرجانہ جادو اپنی ساتھ والیوں سے کہنے لگی کہ صاحبو دیکھتی ہو میں تو اسپر دلدادہ و فریفتہ ہوں اور یہ مجھسے انکار کرتا ہی انھوں نے
جواب دیا کہ حضور یہ مثل بس دیکھنے ہی کا ہی اندرائن کا پھل دیکھنے ہی کا ہوتا ہی کھانے کا نہیں ہوتا دور ہی کیجیے ہم آپ کے واسطے اور کوئی جوان
خوشرو ڈھونڈھ لائینگے جو اس سے لاکھ درجہ بہتر ہوگا مرجانہ نے کہا کہ او حرامزادیو مردار دمیں تو اسپر عاشق ہوں اور تم کہتی ہو کہ ہم اور ڈھونڈھ
لا دینگے یہ سنکر ایک انمیں سے بول اٹھی کہ وہ تو آپ کی طرف ہرگز نہ دیکھیگا آپ چاہے مر ہی جائیے جیسی یہ سنکر مرجانہ بہت برہم ہوئی اور
اسے ایسا مارا کہ وہ بیدم ہو گئی اور غصہ میں آکر ایرج کے پاس بیٹھکر کہنے لگی کہ دیکھ مجھے زیادہ نہ بہ تنگ کر میں اپنی جان سے عاجز ہو رہی ہوں
اب جو انکار کریگا تو میرے ہاتھ سے تجھے مضرت پہونچیگی ایرج نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے تو کر میں ہرگز نہ مانونگا بس یہ سننا تھا کہ آگ بگولا
ہو گئی اور حکم دیا کہ اسکو چومیخا باندھ دو میں اسکے گوشت کے کباب کھاؤنگی یہ سنکر کچھ کنیزوں نے اٹھکر اسے چومیخا باندھ دیا اور کوئلے لاکر دہکائے
گرمی آتش جو ایرج کو پہونچی تڑپنے لگا اس عرصہ میں تیغچہ کاٹنے نمک مرچ آکر موجود ہوا مرجانہ جادو چھری لیکر اٹھی اور ایرج کے پاس
آکر بیٹھی چاہا کہ گوشت کاٹکر کباب کرے اسوقت ایرج نے بلبلا کر دعا مانگی کہ یا شہر اعظم آفتاب تاباں فروغ بخش جہاں یہ وقت درد ہی
اس لکاتہ کے ہاتھ سے نجات دے پروردگار عالم سب کی دعا قبول کرتا ہی اتفاقات روزگار قضا سے کار ایک دیو آفتاب پرست
عادل قاف کے لشکر سے بھاگا تھا اسکا گذر جو اس طرف ہوا اور اسنے سنا کہ ایک شخص شہر اعظم آفتاب تاباں کو پکارتا ہی مثل
بلائے مبرم کے آسمان سے اترا آیا اور آتے ہی اس بلا کا ٹینٹوا ایسا لیا دبانے کی مہلت نہ دی اور ایک ہاتھ نیچے اور ایک ہاتھ اوپر رکھکر
جو مسلا تو وہ لکاتہ ایک گولی سی بنکر رہ گئی جھپٹ منہ میں ڈال لیا خون بھی نہ بہنے دیا وہ بھی چاٹ گیا صدائے دار و گیر بلند ہوئی بیر اسکے جتنے
چلاتے رہے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تمام مکان کو چیاں ہو ہو کر اڑ رہے تھے در و دیوار سے قلعہ ہائے آتشیں نکل رہے تھے باغ آتشکدہ ہو گیا تھا
آخر کار تمام زمین و آسمان ایک دھواں دھار ہو گیا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ ہائے صد حیف کشتہ ہوا نام میرا مرجانہ جادو جب روشنی
ہوئی تو دیکھا نہ وہ باغ ہی نہ قصر نہ وہ عمارت ہی نہ ویسا مکان ایک مکان کہنہ نظر آتا ہی عمارت بہت پرانی دکھائی دیتی ہی دیواروں پر گھاس
قد آدم جمی ہوئی ہی اور پردے جو لگے ہوئے ہیں تو انکا یہ عالم ہی گھرپوں نے آدھے آدھے اڑا دیے ہیں سوکھے ہوئے درخت کھڑے ہیں
پتوں کے ڈھیر جابجا لگے ہوئے ہیں ایک عجب ویرانہ برس رہا ہی غرض اس دیو نے ایرج کو کھولا اور کہا میں بھی آفتاب پرست ہوں
ایرج نے کہا کہ اے دیو میں تیرا نہایت ممنون منت اور مرہون احسان ہوا عجب وقت میں تو نے میری مدد کی ہی لیکن اب تیرے سے ساتھ
ایک احسان اور کر کہ مجھکو شہر فرنگ شیشہ میں پہونچا دے اس دیو نے کہا کہ بہت اچھا وہ وہیں ہے جو مرجانہ جادو کے پاس تھیں

کوئی زمیندار کی بیٹی کوئی سوداگر بچی کوئی وزیرزادی تھی اُن سب سے کہا کہ تمھارا جس طرح جی چاہے چلی جاؤ مال و اسباب ہمراہ جادوگا بیشمار
تھا گھوڑے بھی سواری کے بیشمار تھے کہ اُنکی بھی کچھ پروا نہ کی اور اُنکو بھی چھوڑ دیا اور آپ دیو کی گردن پر سوار ہو کر شہر فرنگوشیہ میں آیا مالک
بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ سے ملاقات کی ان سب کو اسکے آنے کی عید ہوگئی تصدق اُترنے لگے جب اطمینان سے ایرج بیٹھا تو کل
سرگذشت اپنی بیان کی بعد اُسکے لشکر حمزہ صاحبقران کی طرف چلنے کا اہل لشکر کو حکم دیا ایسا کہ یہیں چھوڑیے اور احوال حمزہ صاحبقران
کا سنیے کہ بعد روانگی ایرج داراب کشورکشا شہر کشوریہ کو چلا گیا توریچ ماہ پرست شہر سنقولیہ کو چلا گیا جمشید اختمی اور خورشید اختمی
نے آپس میں صلاح کی کہ لقا کاذب دروغگو ہے قابل خدائی کے نہیں ہے اسکو باندھکر امیر حمزہ صاحبقران کے پاس لے چلو اور خود دین
اسلام قبول کرو بختیارک نے یہ تیور اُنکے بد پائے لقا سے کہا کہ بھاگ ورنہ گرفتار ہوگا غرض شب کو زمرد شاہ بھاگ کر جزیرہ نارون کی
طرف روانہ ہوا صبح کو یہ دونوں جمشید اختمی اور خورشید اختمی یہ خبر سنکر بہت پریشان ہوئے کہ افسوس لقا نکل گیا القصہ مختصر شہر اختم
سکہ اپنے ساتھ لیکر خدمت امیر کشورگیر میں حاضر ہوگئے اور دین اسلام قبول کیا صاحبقران نے انکو خلعت دیے یہ دونوں باصرار
حمزہ صاحبقران کو شہر اختم میں لائے دعوت ضیافت کی صاحبقران نے حکم دیا کہ بتخانے توڑے جائیں اور مساجد کی بنا کی جائے سکہ
قباد شہریار کے نام پر جاری ہو بعد اُسکے حمزہ صاحبقران نے جشن کیا بعد جشن کے چالاک بن عمرو سے پوچھا کہ یہ بد اقبال راندۂ درگاہ
ذوالجلال لقا کس طرف بھاگا ہے چالاک نے کہا کہ حضور وہ تو جزیرہ نارون کو چلا گیا ہے اُسی وقت امیر با توقیر نے پہلوان بجادی
کو بلا کر کہا کہ ہمارا پیش خیمہ لیکر جزیرہ نارون کی طرف روانہ ہو پہلوان بجادی پیش خیمہ لیکر طرف جزیرہ نارون کے روانہ ہوگئے اور امیر
نے بھی شہر اختم سے کوچ فرمایا لیکن اب بیان کرنا احوال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا بھی لاحاصل فرمائیے کہ شتدرک جو عمرو کو لیکر بھاگا تو دامن
کوہستان میں جاکر اُتار دیا عمرو نے کہا کیوں دیو شتدرک دیکھا تو نے کہ اس فلک کج رفتار او مرگردون غدار نے ہمارے ساتھ کیا کج روی
کی اقبال امیر عرب کا یاور ہے طالع اُسکے زور پر ہیں افسوس ہے میں اُسکا کچھ نہ بنا سکا خیر اب تو چلا جا مگر خوب ہوشیار رہنا اور مجھ سے غافل نہ ہونا
شتدرک تو اپنی طرف چلا گیا اور عمرو اُس مقام سے اُٹھکر ایک جانب کو روانہ ہوا بعد چند روز کے عمرو ایک شہر پر فضا میں پہونچا دیکھا
کہ شہر بہت آراستہ و پیراستہ ہے اور خوب آباد ہے مگر باشندے وہاں کے سیاہ فام ہیں اور بہت قوی ہیکل اور زبردست ہیں دریافت کیا کہ اس
شہر کا کیا نام ہے اور حاکم یہاں کا کون ہے معلوم ہوا کہ نام اس شہر کا جزیرہ نارون ہے حاکم یہاں کا لکھمنت زنگی ہے اتفاقاً
لکھمنت نے فوج اپنی آراستہ کی تھی اور ایک بلندی سے بیٹھا ہوا تماشا فوج کا دیکھ رہا تھا عمرو نے جو لکھمنت کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان
نہایت ہی حسین ہے اور مثل ہیر تاب زنگی اسکی بھی شان و شوکت ہے اور ایک جانب کو دیکھا کہ دریائے مواج بحر زخار لطمہ سینہ آفت زا کہ
ایک ایک موج اُسکی مثل کوہ کے اُٹھ رہی ہے اور آسمان اُس دریا کا ایک حباب معلوم ہوتا ہے شعر ہوا منہ دبی سر حباب آسمان ٭ خط ہر موج
او چون کہکشاں ٭ چو جنبیدی بہنگام تلاطم ٭ بگردیدی سر افلاک انجم ٭ شہر یہاں محیط فلک آکے پانی بھرتے ہیں حباب اسکے ستارون
سے باتیں کرتے ہیں اور ایک دو ہزار کشتیاں دریا میں کھڑی ہوئی ہیں اور ایک بارہ ہزار غوطہ زن موجود ہیں کہ ایک ایک اُن میں کوئی
چار گھڑی کا غوطہ لگاتا ہے کوئی پہر پہر کی خبر لاتا ہے بس فوراً ہی دل میں خیال گذرا کہ اے عمرو یہ لوگ اگر تیرے شریک ہوجائیں تو ضرور
حمزہ سے عہدہ برآئی ہوجائے یہ سوچ کر ایک زنگی کی صورت بنکر لکھمنت زنگی کی ملازمت اختیار کی اور اُسکے ساتھ رہکر اُسکی کل حقیقت
سے آگاہ ہوا ایک رات کا ذکر ہے کہ آپ اُسکے پلنگ کے قریب بیٹھے جب وہ سو گیا تو اُسے بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور خود اُسکی صورت
بنکر پلنگ پر سو رہا صبح کو اُٹھکر تخت پر بیٹھا تمام زنگیوں پر حکم اپنا جاری کیا سب زنگی اُسکے مطیع ہوگئے مال خزانہ سب قبضے میں کیا آپ
رہنے لگا اور فکر کرنے لگا کہ حمزہ سے کیونکر مقابلہ ہو ایک روز یہ بیٹھا ہوا تھا کہ سردار غوطہ خوران تہمتن آسیہ باز نے آکر سلام کیا اور عرض کیا
کہ غوطہ زن خوب تیار ہوچکے ہیں خوب مشقیں بہم پہونچائی ہیں بعض پہر بعض دو پہر بعض دن بھر پانی سے باہر نہیں نکلتے اب حمزہ سے
مقابلہ کیجیے گا تو البتہ سر ہو جیئے گا عمرو یہ سنکر متحیر ہوا کہ کیا مضمون ہے اور لکھمنت نے اپنے دل میں کیا منصوبہ کیا تھا افسوس تو نے لکھمنت ہے

پوچھ نہ لیا مگر اپنے دل مین کہا خیر رحمٰن آب باز سے معلوم کرینگے اور رحمٰن سے کہنے لگا کہ بیان کرو کس طرح لڑائی ہوگی رحمٰن نے عرض کیا کہ
جس طرح حضور نے ارشاد فرمایا ہی اور جو طریقہ آپ نے تعلیم کر دیا ہی اُسی طرح لڑینگے اسنے کہا کہ اچھا بیان تو کرو مین بھی تو لون کہ تقریر
یاد بھی ہی یا نہین رحمٰن نے عرض کیا کہ حضور نے یہ تدبیر ٹھہرائی ہی کہ حمزہ کو بلوا لیجیے اور کشتیون پر سوار ہو کے حمزہ سے لڑیے اور غوطہ زن
تیار ہوئے ہین کہ دن دن بھر پانی مین غائب رہتے ہین اثنائے جنگ مین غوطے لگا کر نیچے سے کشتیون مین سوراخ کر دین پانی کشتیون مین بھر جائیگا
کشتیان ڈوبنے جائینگی اُسی وقت اندرون دریا حمزہ کو گرفتار کرلین اور لا کر قید کرین اسی طرح تمام خداپرستون کو گرفتار کرین اور حمزہ کو بھی
مقید کرین اسنے یہ سنکر جواب دیا کہ رحمٰن مرحبا صد مرحبا خوب سمجھے یاد ہی اب مین نامہ لکھکر حمزہ کو بلواتا ہون یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آ
کر خبر پہونچائی کہ زہر دشاہ باختری خداوند ہیزدہ ہزار ملک باختر فرقہ خداپرستان کے ہاتھ سے ہزیمت اُٹھا کر یہان آیا ہی بس یہ سنکر
سرداران لشکر کو لیکر استقبال کے لیے اپنے مقام سے چلا اثنائے راہ مین ملاقات ہوئی ساتھ لیکر داخل شہر ہوا دعوت کی اور رکھا اسنے ہین
بیہوشی کو کر لقا کو اُسکے سردارون سمیت گرفتار کر کے لشکر پر اُسکے شبخون مار کر بھگا دیا لوگ لقا کے دامن کوہ مین چھپے بعد اُسکے حمزہ
صاحبقران کو نامہ لکھا کہ دین لات پرستی اختیار کر ورنہ مجھسے آکر لڑو کہ مین دریا مین لڑتا ہون جب نامہ امیر کے پاس پہونچا امیر
نے چیر کر پھینکدیا اور کہا کہ مین آتا ہون جہان وہ لڑیگا مین اُس سے لڑونگا ایلچی جواب لیکر یہان آیا اور کہا کہ حمزہ آتا ہی مگر نامہ کو تمھارے
چیر کر پھینکدیا اسنے کہا خیر سمجھا جائیگا تیسرے دن لشکر حمزہ صاحبقران کا جزیرہ تاردن مین پہونچا بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی لشکر اُترا
خیمہ خرگاہ راوٹی اسپک چھپر قلندریان ہر ایک برپا ہو … دریا حائل تھا اُس پار لشکر اسلام اس پار لشکر لکشت زنگی اُدھر کشتیان
لکشت زنگی کی اس طرف کشتیان حمزہ صاحبقران کی القصہ لکشت زنگی نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ
پر چوب پڑی یہ خبر امیر کو بھی پہونچی لشکر امیر مین بھی طبل حربی نوازش مین آیا صبح کو ادھر لشکر اسلام پشت دریا صف باندھ کر کھڑا ہوا اُدھر سے
لکشت زنگی کا لشکر آ پہونچا دونون صفین آراستہ ہوئین لکشت زنگی بہت بڑا گرز سو من کا ہاتھ مین لیکر بیچ دریا مین آکر کھڑا ہوا اور نعرہ کیا
کہ ای خداپرستو آؤ میرے مقابلے کو بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر کشتی پر سوار ہو کر مقابل لکشت ہوا بعدہٗ
گفتگو کے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی لکشت نے نیزہ بہرام کا ہوائی کیا بہرام نے چاہا کہ تلوار مارے غوطہ خورون نے نیچے جا کر بہرام کی
کشتی مین سوراخ کر دیا پانی کشتی مین بھر آیا ڈوبنے لگی اوپر سے لکشت نے وہ گرز مارا کشتی بہرام کی ڈوب گئی دریا کے اندر آب بازون نے بہرام
کی مشکین باندھ لین اور زندانخانے مین لیجا کر قید کیا یہان اہل چین بہرام کے واسطے رونے لگے اور اپنی حالت تباہ کی لکشت زنگی نے
پھر مبارز طلب کیا بہرام شتر خوار نے مقابلہ کیا اُسکو بھی مثل بہرام کے گرفتار کیا اسی طرح بہرام صحرانشین اسد اژدہادم وغیرہ شام تک
سترہ جوان اسیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے مگر حمزہ صاحبقران نہایت ہی اداس کمال پریشان بارگاہ مین پھر آئے
فرمایا کہ بہت برا رنگ ہی لڑائی کا اور گرز بھی بہت زبردست معلوم ہوتا ہی مسلمانون کو انکی شر سے پروردگار عالم محفوظ رکھے مگر لکشت زنگی جو پھر کر
اپنی بارگاہ مین آیا نہایت خوش ہو کر حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام کو قیدخانے سے ہمارے سامنے لاؤ حسب الحکم وہ سب حاضر
کیے گئے بارگاہ مین پہونچکر بطریق اہل اسلام سلام کیا سب کو بیٹھنے کا حکم ملا حال لشکر حمزہ کا پوچھا اور کہا کہ کیون صاحبو تمھارا لشکر حمزہ مین کون
شخص تھا اور کیسا آدمی تھا جسنے تعریفین کی اُس سے بہت ہی خوش ہوا اور جسنے مذمت کی اُسکو خوب ہی مار دلوائی اور پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے اور مقابل یکدیگر ہوئے لکشت کشتی پر سوار ہو کے نصف دریا مین آکر قائم ہوا اور مبارز طلب کیا ادھر سے
مالا گرد فرنگی کشتی پر سوار ہو کر مقابل لکشت ہوا لکشت نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کیا نام رکھتا ہی مالا گرد نے نام و نسب … کیا اور گفتگو
بسیار گرز لکشت زنگی نے مالا گرد فرنگی پر مارا اور ادھر سے تو اسنے گرز مارا اُدھر سے آب بازون نے نیچے جا کر کشتی مین سوراخ کر دیا پانی بھر گیا
کشتی ڈوب گئی آب بازون نے اندرون دریا مشکین باندھ لین اور دریا سے باہر لا کر زندانخانے مین اسیر کیا اُسی طرح … کے مقابلے مین
… سردار فرنگستان پھر اسیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی خوردگاہ کو واپس گئے … سرداران اہل اسلام

کو اپنے سامنے بلوایا اور مالاگرد فرنگی سے پوچھا کہ ای مالاگرد فرنگی حمزہ سے اور عمرو سے جس وقت بگاڑ ہوا تھا تو تقصیر کسکی تھی مالاگرد نے کہا کہ
سراسر تقصیر حمزہ کی تھی اگر عمرو لشکر حمزہ مین موجود نہوتا تو تجھ الیسا زنگی روسیاہ مجھکو گرفتار کر سکتا تھا ہزارون ہی بلائین تو عمرو کے باعث سے
رفع دفع ہوتی تھین حمزہ کو حمزہ صاحبقران دراصل خواجہ عمرو نے بنا دیا اگر عمرو لشکر حمزہ مین موجود نہ ہوتا تو سوہی جگہ لشکر حمزہ
غارت ہو چکا تھا عمرو ہی ایسا شخص تھا کہ ہر واقعہ مین ہر جنگ مین سینہ سپر رہا اور سبھون کو بچایا عمرو نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا ای فرنگی
جو امر انصاف اور حق تھا وہ تو نے بیان کیا اور اُسی وقت خلعت منگوا کر دیا اور حکم دیا کہ خبردار اس فرنگی کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے
اور پھر طبل جنگ بجوا کر دوسرے روز میدان مین آیا اور اُسی طرح کشتی پر سوار ہوکے دریا مین گیا اور مبارز طلب کیا علم شاہ مقابلے کو
گئے مثل سابقین وہ بھی گرفتار ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی جگہ واپس گئے جب شام ہوئی تو علم شاہ کو دربار مین طلب کیا
علم شاہ جو دربار مین آتے ہین تو کیا دیکھا کہ مالاگرد فرنگی بعزت تمام کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا ہی علم شاہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اس
زنگی نے جب مالاگرد کی اس درجہ توقیر کی کہ اپنے سامنے ایک قیدی کو کرسی جواہر نگار دی اگرچہ وہ سردار فوج تھا مگر اب تو قیدی ہی ہوا
اُسکی سرداری کا پاس و لحاظ کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ زنگی نہایت معقول ہی میری عزت اس سے زیادہ عمل مین لائیگا کیونکہ تو تو مالاگرد کا بھی ملک
ہی الغرض جب علم شاہ سامنے آئے تو عمرو نے پوچھا کہ کیون علم شاہ حمزہ اور عمرو کے فساد مین خطاوار کون تھا اور کسکی زیادتی تھی علم شاہ نے
جواب دیا کہ ای لکنت زنگی تیری بھی کیا باتین ہین چہ نسبت خاک را با عالم پاک بھلا حمزہ سے اور عمرو سے کیا نسبت عمرو ایک ادنیٰ سا نفرہ
حمزہ صاحبقران زمانہ اُس سے حرکات ناشائستہ وقوع مین آئے نکالدیا گیا حاکم و مالک کی تقصیر کیسی اگر حاکم کی زیادتی بھی ہو تو اُسے زیادتی
نہین کہہ سکتے اصل یہ ہی کہ صاحبقران نے اُسے عزت و توقیر دے رکھی تھی اسلیے وہ انتہا کا گستاخ ہو گیا تھا اپنے کو فلک ہفتم پر پہونچا تا تھا واقعی
یہ ہی کہ پاجی کو کبھی سر نہ چڑھائے اور کبھی اُسپر بھروسا نہ کرے صاحبقران کے کل احسانات کو بھولکر وہ کمبخت بڑی بڑی لڑائیان صاحبقران
سے لڑا اور کوئی لحاظ خداوندی نہ کیا بس یہ تقریر علم شاہ کی سُنکر لکنت نہایت برہم ہوا پہلے کہ چھفا سے باصفا مین بند ہوا تا کہ قید کو توڑ نہ سکے
بعد اُسکے خوب ہی مار دلوائی مالاگرد کو کمال درجہ رنج ہوا اور انتہا کا غصہ آیا مگر کرے کیا مجبور و بے بس القصہ جب مالاگرد اور علم شاہ
دونون زندان خانے مین آئے تو علم شاہ نے پوچھا کہ ای مالاگرد تو نے آتے ہی بیان کیا کارستانی کی تھی جو اُسنے تیری یہ عزت و توقیر کی کہ
اپنے سامنے جواہر نگار کرسی پر جگہ دی مالاگرد نے کہا کہ ای شہریار آپ کو معلوم بھی ہی کہ یہ لکنت زنگی ہی کون علم شاہ نے کہا کہ ای مالاگرد یہ تو
تو ہی جان مین اب تک نہین سمجھا کہ یہ کون ہی مالاگرد نے کہا کہ آپ نے اُسکی طرز کلام سے بھی نہ جانا کہ یہ لکنت زنگی نہین ہی ای شہریار یہ
ضرور کوئی طرفدار عمرو معلوم ہوتا ہی اگر لکنت زنگی ہوتا تو اُسکو عمرو اور صاحبقران کے جھگڑون سے کیا بحث تھی کہ وہ جھگڑا عمرو کا
پوچھتا ای شہریار مین بھی جس روز اسیر ہوکر آیا تھا تو مجھسے پوچھا تھا کہ ای مالاگرد امیر اور عمرو کے بگاڑ مین تقصیر کسکی تھی میرے مُنہ سے بیساختہ
نکل گیا کہ عمرو بے تقصیر تھا اگر وہ لشکر امیر مین ہوتا تو تجھ ایسا روسیاہ زنگی مجھے اسیر کر سکتا تھا یہی کلمات میرے واسطے بہتری کا باعث ہو گئے اور
میری عزت کا سبب ہوئے اور آپ نے تو صریحاً اُسے پاجی بنایا اور نالائق کہا آپ کی کیونکر حرمت کیجاتی علم شاہ نے کہا کہ ای مالاگرد معلوم ہوتا ہی
کہ یہ وہی پاجی ہی خیر جائیگا کہان لیکن لکنت زنگی نے پھر طبل جنگ بجوایا اور صبح کو پھر کشتی مین سوار ہو کر آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے نورالدہر
عالی شان مقابل لکنت زنگی ہوا بعد از گفتگو لکنت زنگی سے اور نورالدہر سے نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ بازی مین دونون برابر رہے لکنت
زنگی نے گرز مارا اور اندرون دریا سے غوطہ خورون نے بچون سے سوراخ کرکے کشتی کو ڈبو دیا اور شاہزادہ نورالدہر کو گرفتار کر لیا اسد بن
کرب غازی بھی دریا مین گر پڑا وہ بھی گرفتار ہوا اب ایک حشر کنارے دریا کے بلند ہو گیا یہ معرکہ دیکھکر امیر نے بھی چاہا کہ اپنے کو دریا مین
گرا دین لندھور اور مالک امیر سے لپٹ گئے اور دریا کنارے سے گھسیٹکر لے آئے ادھر خواتین معظمہ مین ہائے نورالدہر اور روا ے
نورالدہر کا غل برپا تھا لشکر اسلام مین ایک ہنگامہ محشر انگیز اور غلغلہ قیامت خیز برپا تھا غرض چند سپہ انداریون مین بہت سے سردار
لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے اور لکنت زنگی سر روز کہتا ہوا پھرتا تھا کہ ہرچند یہ خداپرست بہت زبردست ہین مگر میرے گرز کی تاب نہین لا سکتے

ہمراہی اُسکے آمنا اور صدقنا کہتے تھے القصہ پھر کشتی مین سوار ہوکر آیا اور مبارز طلب کیا اُس روز دارا سے سہند ستمگر زمان لندھور بن سعدان کشتی پر سوار ہوکر مقابل لکنت زنگی آیا اور بعد از گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہونے لگی اور کشتی اُسکی ڈوبنے لگی بس فوراً لندھور خبردار ہوگیا بس جیسے ہی کشتی اندر دریا کے بیٹھی ادعوطہ خور اشد لندھور کے لپٹے لندھور نے پانی کے اندر لڑنا شروع کیا اور رفقاے لندھور یعنے اگرمہ ہندی گوچر ملک دکنی آریا شاہ ایاس قنوجی سکندر دہلوی اودھر کار خان ہندی اورنگ شاہ گورنگ شاہ گورکھپوری عادل شیر دل فاضل شیر دل کہ یہ سب کے سب شناور بحر پا کتھے دریا مین کود پڑے آب باز تو صرف بارہ ہی ہزار تھے اور یہ سب ہندی پچاس چالیس ہزار ایکلا کیا مقابلہ کرتے بہت سے آب باز دن کو مارا بہتون کو گرفتار کیا اب باقی رہے ملاح اور مانجھی وہ بدبخت لڑنا کیا جانین اور پھر ان سپاہیان بے بدل سے غرض لندھور لڑ کٹر کر مع ہمراہیون کے دریا سے نکل آیا تمام حال امیر سے بیان کیا کہ خداوند تمام سردار جو میری مدد کو گئے تھے زندہ ہین کوئی مارا نہین گیا امیر نے خوش ہوکر کہا لندھور سچ کہو لندھور نے کہا کہ حضور ایک سر مو فرق نہین ہے بھلا مین آپ سے خلاف عرض کرونگا غرض خوشی خوشی پھر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے اور ادھر لکنت زنگی نے دیکھا کہ افشاے راز اس ہندی نے کردیا اپنے دل مین کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے رات کو سمجھ لونگا غرض چار گھڑی رات گئے گلیم عیاری اوڑھکر لشکر حمزہ صاحبقران مین داخل ہوا اور ایک مقام پر بیٹھکر خنجر ہاتھ مین لیکر نقب کنی کرنا شروع کی دو پہر رات گئے مہرہ نقب کا لندھور کے خیمہ مین نکالا خاصبرداروں کو دیکھا کہ پہرے پر کھڑے ہین اور خدمتگار چپی کر رہے ہین اپنے پروانے بیہوشی کے نکالکر شمع کی لو پر جلا اور دود بیہوشی اُڑا خاصبردار تو اُسکی بو سونگھکر چرخ کھاکر گرے اور بیہوش ہوگئے عمرو نقب سے باہر آیا اور ہیلا عیاری کا ہاتھ مین پکڑ ہاتھ کو چرب کیا اور پلنگ کے برابر آکر چادر عیاری نکالی ایک کونا انگوٹھے کے نیچے دبایا اور تین کونون سے جھٹک جھٹک کر جتنی شمعین تھین سب کو بجھا دیا اور ایک آدھ شمع کو رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہو جاے اور کفچہ عیاری پہ دارو سے بیہوشی لگا کر دماغ سے لندھور کے لگادی جیسے ہی اوپر کا دم لندھور نے لیا بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی لندھور کو چھینک آگئی اور آنکھ کھلا ہی عمرو تو پلنگ کے نیچے چھپ گیا لندھور نے ادھر اُدھر دیکھا جب کسی کو نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھکر سو گیا اور بیہوش ہوگیا عمرو نے حلقہ ہاے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن و کمر ساتون حلقے سے گولا اٹھی کرکے چادر عیاری مین لپیٹ کر زنبیل مین ڈال لیا اور اُسی نقب مین بیٹھکر خیمۂ امیر کی سیدھ باندھکر نقب کنی شروع کی ایک دو گھڑی مین نقب کا مہرہ امیر کے خیمے مین نکالا اور خدمتگار اور خاصبرداروں کو دارو سے بیہوشی اُڑا کر بیہوش کیا اور امیر کے پاس آکر بیٹھا کہ بیہوش کرے مگر دھڑا جاکو رائگہ سائیان بارہ ساکے کو کیے بال نہ بیکا کر سکے چودہ جگہ بیری ہوئے صاحبقران نے خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ حملہ آور ہے گھبراکر آنکھ کھولدی ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ پلنگ کے برابر کھڑا ہے یقین ہوا کہ وہی دزد باریک گردن لک لک پاپار بان زادہ ہے میری خبر پاکر کسی نہ کسی طرح یہان پہنچ گیا ہے نہایت خوش ہوئے کہ اسکو اسوقت پکڑنا چاہیے بس آنکھین تو بند کرلین اور ہاتھ کو تیار کیا عمرو دارو سے بیہوشی نکالنے مین مصروف تھا امیر کو آنکھ کھولتے نہ دیکھا تھا ہاتھ بڑھاکر چاہا کہ کفچہ عیاری دماغ سے لگائے کہ صاحبقران نے ہاتھ بڑھاکر پہونچے کے برابر سے ہاتھ پکڑکر ایک جھٹکا دیا اور نعرہ کیا کہ باش اے ناکام کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مدت کے بعد میرے ہاتھ لگا ہے بس عمرو منہ کے بل زمین پر گرا مگر ہاتھ اُسکا جو بسبب روغن کے چرب ہورہا تھا اور اُسپر ہیلا عیاری کا پہنے ہوئے تھا ہاتھ کھینچا جو ہے تو ہیلا عیاری کا امیر کے ہاتھ مین تھا اور ہاتھ اُسکا سٹر سے نکل گیا وہ جست کرکے بھاگا اور پکارا کہ او عرب اسوقت تو تو میرے ہاتھ سے بچ گیا مگر تو جائیگا کہان جہان ہوگا تیری خدمتگذاری کو موجود ہون امیر دوڑے مگر وہ بھلا کب ہاتھ لگتا ہے سراپردے کو قطع کر باہر نکل گیا امیر کی آواز سنکر لوگ دوڑے مقبل نے عرض کیا کہ حضور یہ غل کیسا تھا امیر نے مسکراکر کہا کہ وہی ناکام دزد باریک گردن مجھے پکڑنے آیا تھا ہر چند کہ مین نے اسکا ہاتھ بہت مضبوط پکڑ لیا تھا لیکن وہ کمبخت پھر بھی نکل گیا لوگون نے کہا کہ پیر و مرشد شکر ہے خدا کا مصرع رسید دلو بلاے ولے بخیر گذشت + خیر دور کیجیے جو کچھ ہوا سو ہوا اب کوئی سوا پہر رات باقی تھی سوتا کون ہے یارے دہشت کے صاحبقران کو نیند نہ آئی اور عمرو بھی

ایک گوشے میں لپٹا کھڑا ہی رہا مگر تدبیر نہ پڑی یہاں تک کہ نماز صبح کا وقت آگیا امیر مسجد کے پاس سلیمانی کی طرف چلے عمرو نے کیا کام کیا
کہ ایک فراش کی صورت بنکر جلدی سے شمع روشن کر کے مسجد میں لگا دی امیر نے مسجد میں آکر نماز پڑھنے لگے مگر حالت یہ ہے کہ بہت شدت سے
دوران سر ہو رہا ہے خیال ہوا کہ شاید جاگنے کے باعث سے یہ کیفیت ہے الغرض اتنی دیر میں دوسرا فراش جو روشنی لیکر آیا تو اُس سے اسنے کہا کہ
میں تو روشنی کر آیا پھر لیجا تو وہ فراش روشنی لیکر چلا گیا اور سیاہ اس فکر میں کھڑا ہوا کہ کسی طرح امیر کو گرفتار کریں خیر جوں توں امیر نے دونوں
رکعتیں تو ادا کیں مگر سجدۂ اخیر میں بیہوش ہو گئے بس جھٹ عمرو نے حلقہ ہاے کمند سے باندھکر گٹھارے کی گرہ دیکر زنبیل میں ڈال لیا اور
راہی ہوا یہاں صبح کو ادھر تو لندھور کے خیمے میں غل ہوا کہ دارا سے ہند خیمے سے غائب ہے اور اُدھر شہرہ ہوا کہ صاحبقران کو بھی کوئی پکڑ لیگیا
بادشاہ اسلام نے کہا کہ سواے عمرو کے یہ کام کسی اور کا نہیں ہے اور سرکاروں کو خبر کے واسطے روانہ کیا اب احوال عمرو کا سُنیے کہ لندھور اور
صاحبقران کو لاکر غل و زنجیر میں گرفتار کر کے زندانخانے میں بھیجدیا امیر جب زندان خانے میں پہونچے اپنے کل سرداروں کو زندہ پاکر سجدۂ شکر
کیا اور فرمایا کہ خیر بلا سے مرگ انبوہ جشنے دارد اور یہ بدبخت بارگاہ میں آکر لباس سُرخ پہنکر بیٹھا اور کہا کہ لاؤ سب خدا پرستوں کو داروغہ زندانخانے
سلاز نجیر کا پکڑ کر صاحبقران اور کل سرداران اسلام کو سامنے لایا امیر نے جب بارگاہ میں قدم رکھا تو لکشن زنگی کو تخت زرنگار پر بیٹھے دیکھا
آواز دی کہ اُس شخص پر میرا سلام ہو جو خداے واحد کو پہچانتا ہو اور دین پیغمبر آخر الزمان کو برحق جانتا ہو اور سگ حرام پر میرا سلام نہیں ہے یہ
سُنکر عمرو نے آواز دی کہ او عرب کشانیہ نوش پشمینہ پوش سوسمار خوار ریگ بیابان شمار جلد میرے قدموں کو آکر بوسہ دے کہ ابھی میں تیری
لیے بہتری ہے نہیں تو بہت بری طرح تجھے مارونگا امیر نے جواب دیا کہ او سگ حرام کیا بکتا ہے میں نے جو تجھے منھ لگایا تو آپ کو بھول گیا عمرو نے
یہ سُنکر جواب دیا کہ او حمزہ زادہ مکہ تیری حقیقت ہی کیا ہے جمعرات کے دن جو ریوڑیاں اور کوڑیاں خانہ کعبہ میں چڑھتی تھیں اسی پر تیری اور
تیرے بزرگوں کی اوقات بسری ہوئی تھی عمرو ہی کے صدقے میں تو اس رتبے کو پہنچا ورنہ تو کہاں اور صاحبقرانی کہاں یہ سب شان و شوکت
تیری عمرو کے باعث سے ہوئی ہزار مقام پر تیرا لشکر مٹ گیا ہوتا عمرو ہی کی پاپوش کے صدقے سے بچگیا اب تو میری اطاعت کرتے ہوے
انکار کرتا ہے صاحبقران نے برہم ہوکر کہا کہ او نابکار سگ حرام کیا جھک مارتا ہے عمرو نے برہم ہوکر ایک دوات جو سامنے رکھی ہوئی تھی امیر
پر کھینچ ماری کہ امیر کے سینے پر پڑ کے ٹوٹ گئی بس جہاں [illegible] صاحبقران کی آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا اور ایک جھٹکا جو دیتے ہیں تو داروغہ
زندانخانہ منھ کے بل زمین پر گرا اور امیر نے سمٹ کر ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پاؤں کی بیڑی گلے کا طوق کچے کی مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اور اُس
زنگی یعنی داروغہ زندانخانہ پر وہ سب بار آہنی پھینکا کہ وہ [illegible] اُسکی چھاتی پر چڑھ کے اُسی کی تلوار لیکر پہلے اُسے
واصل جہنم کیا [illegible] عمرو پر دوڑے کہ او سگ حرام کہاں جاتا ہے [illegible] امیر کی یہ حالت دیکھکر سرداران اسلام کو بھی جوش شجاعت
آیا اور ہر ایک [illegible] داروغہ زندانخانہ [illegible] ستون [illegible] طوق و سلاسل کو اپنے بدن سے علحدہ
کیا [illegible] عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا تاج و خلعت کو اُتار کر زنبیل
میں رکھا اور جست کر کے [illegible] خدا پرستوں کو [illegible] آتا ہوں زنگیوں سے تلوار چلنے لگی اور عمرو جست کر کے
بارگاہ سے باہر آیا [illegible] زنبیل [illegible] کر کے ہوش میں لایا اور خود ایک خدمتگار کی صورت بنکر
سننے لگا [illegible] لشکر [illegible] بارگاہ میں [illegible] ہزار [illegible] آواز سُنکر مسلح و مکمل ہوکر چار طرف سے دوڑے اور یہاں
امیر با توفیر تلوار [illegible] ایوان شاہی سے باہر [illegible] قضاے کار اتفاقات روزگار امیر کے نعرہ کی آواز
لشکر امیر میں پہونچ گئی اور بادشاہ اسلام نے یہ آواز سُنکر ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے صاحبقران چھوٹ گئے کل لشکر تیار ہوکر
چلے تمام غازیان دیندار اور بہادران بتور شعار پہلوانان عالی وقار مرکبوں پر سوار ہو ہوکر مسلح و مکمل ہوکر دوڑ پڑے اور زیر بند کاٹ
کاٹ کر گھوڑے دریا میں ڈال دیے اُدھر لکشن زنگی کو بھی خبر پہونچ گئی کہ لشکر امیر کا اعانت امیر کے لیے دریا میں پھیر کر آتا ہے زنگیوں
کو حکم دیا کہ جاکر خدا پرستوں کو دریا ہی میں روک لو ادھر سے زنگی چلے اُدھر سے لشکر اسلام چلا بیچوں بیچ دریا میں مقابلہ ہوا بہت سے

زنگی لشکر اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اب زنگی تھوڑے بہت جو باقی رہگیے تھے اُنکو ہٹا کر لشکر اسلام امیر کے پاس پہونچ گیا اب سُنیے
کہ ادھر تو دریا مین اسقدر تلوار چلی تھی کہ تمام دریا سُرخ ہوگیا تھا اور کالے کالے سر زنگیون کے جو اُس پانی مین تیر رہے تھے تو یہ معلوم
ہوتا تھا کہ قصد کھولکر خون مین کوے ڈالدیے ہین یا تختہ لالہ زار مین بھونرے بیٹھے ہین اور اُدھر یہ عالم تھا کہ لاش پر لاش سر پر سر دھڑ پر
دھڑ گر رہا تھا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگ گئے تھے عین گرمی جنگ مین لکنت زنگی اور حمزہ سے مقابلہ ہوا لکنت نے حمزہ
صاحبقران پر تلوار ماری جب تلوار اُسکی نزدیک پہونچی امیر نے ایک چھپکی دی کہ تلوار اُسکی ہٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالکے اُسکی تلوار اپنے
قبضے مین کی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے زمین سے اُٹھا لیا اور بالاے سر چرخ دینے لگے وہ زنگی مثل طاؤس آتشبازی
کے چرخ کھانے لگا صاحبقران نے آواز دی کہ اے شہریار تجھے اس زور سے زمین پر دے مارون کہ قیمہ و دم نکلجاے نہین یہ ہو کہ لقا پر لعنت کر
اور دین اسلام کو اختیار کر لکنت نے عرض کیا کہ اے شہریار مجھے معلوم ہوا کہ دین آپ کا برحق ہے جبتک زندہ ہون آپکی غلامی سے باہر
نہ ہونگا صاحبقران نے لکنت کو زمین پر رکھدیا لکنت صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کیا کہ مجھے تلقین اسلام فرمایے
امیر با توقیر نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا اور لکنت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور اپنے افسران فوج اور سرداران لشکر کو بھی مسلمان کیا وہ بھی از صدق
مسلمان ہوے کے بعد اُسکے لقا کو بلوایا لقا نے آکر اپنے سردارون کو دیکھا سلام کیا اور پکار کر کہا کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر کہ جو مجھکو خدا برحق
جانتا ہو صاحبقران نے کہا او نابکار کیا واہیات بکتا ہے بس خاموش رہ اس خیال خام اور تصور ناتمام سے باز آ جلد توبہ کر اور پروردگار عالم
کو سجدہ کر مین نے جتنے ملک تیرے لے لیے ہین سب دیدونگا اور نہین تو آج تجھے ضرور مار ڈالونگا لقا کو تو بختیارک پہلے ہی سکھا چکا تھا حسب
تعلیم بختیارک لقا نے جواب دیا کہ اے حمزہ تمنے مجھے گرفتار نہین کیا مجھکو تو بدنما بازی گھر والے نے گرفتار کیا تھا اب تم مجھے چھوڑ دو بعد
اُسکے اگر مجھپر غلبہ حاصل کروگے تو جو کچھ تم مجھسے کہوگے اُسے قبول کرونگا صاحبقران نے کہا کہ چھوڑ دو اس نابکار کو کہ یہ ایک حجت درمیان مین
لایا ہے اُسی وقت بیڑیان پاؤن کی کٹوا دی گئین اور گھوڑے سواری کو دیے اور کہا کہ چلا جا وہ لشکر سے باہر نکلا اور اپنے لوگون سے کہا
کہ دیکھا تمنے مین نے کیا تدبیر کی اور اپنی قدرت کاملہ سے کسطرح چھوٹ آیا جو صلیبہ اور نادان اسکے ساتھی تھے وہ سب کہنے لگے کہ یا
خداوند جو کچھ آپ فرماتے ہین سب بجا اور درست ہے آمنا وصدقنا الغرض یہ کہتے ہوے کہ ہم اپنے چلے اور دامن کوہ مین جہان اُسکی فوج
پڑی ہوئی تھی پہونچے اہل فوج نے جو اپنے مالک کو آتے دیکھا دوڑ کر قدمبوس ہوے اور سجدہ کیا لقا نے سب کو تشفی اور دلاسا دیا اور
کہا تم سبھون نے دیکھا کہ اس ملک پاسبان زادہ دزد بارگیر گردن شکستہ نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا اور مین نے اُسکا کسطرح غارت
کردیا اور حمزہ کے ہاتھ سے چھٹکا سبھون نے کہا کہ یا خداوند گو تو ویسا ہی سخت گیر ہے بختیارک نے کہا کہ واقعی آپ بہت سخت گیر ہین کوئی
شک و شبہ نہین ہے قصہ مختصر لقا نے سرکاروان کو روانہ کیا کہ جان جہان ہماری فوج بیٹھی ہوئی ہو اُسے بلالاؤ بعد اُسکے بختیارک سے
عالم تنہائی مین مشورہ کیا کہ اے بختیارک تو خوب جانتا ہے کہ مجھسے کچھ نہین ہو سکتا اور مجھسے کچھ نہین بن پڑتی اب تو بتا کہ مین کیا تدبیر
کرون مین تو حمزہ کے سرداروں سے ہرگز مقابلہ نہین کر سکتا بختیارک نے کہا کہ اے خداے باخبر آپ کیا فرماتے ہو دنیا مین کون ایسا شخص
ہے کہ جو حمزہ سے عہدہ برآ ہو سکے زرینہ آفتاب پرستان نظر کردہ قطب دوران صاحبقران زمان ایرج نوجوان بیٹا
حمزہ سے لڑ سکتا ہے اگر آپ میری راے پر ہون تو آپ جنگ بجوا دیجیے اور کوئی دو پہر رات گئے لشکر حمزہ پر شبخون مارتے ہوے شہر قسطنطنیہ
کو روانہ ہوجیے اور جاکر ایرج سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ اے زرینہ آفتاب پرستان اب میرا ہاتھ ہو اور آپ کا دامن ہے مجھکو حمزہ کے
ہاتھ سے بچائیے اگر اسکے جواب مین ایرج آپسے دین آفتاب پرستی کے قبول کرنے کی شرط پیش کرے اور کہے کہ اگر تم آفتاب پرستی اختیار کرو
تو البتہ مین تمھاری اعانت کو مستعد ہون تو آپ اُسکا جواب دیجیے گا کہ جب تو لشکر اسلام کا استیصال کریگا تو مین فوراً آفتاب پرستی قبول کر لونگا
بس اسوقت آپ یہ کہینگے تو ایرج بہت خوش ہوگا اور آپکو پناہ دیگا مگر اتنا خیال رکھیے گا کہ اپنی خدائی جاکر نہ گیا رہوگا اور یہ نہ فرمایے گا
کہ مین نے فلان تدبیر کی یا فلان کام کیا اور نہین تو پھر مین نہین جانتا اُلٹی ٹھکریان گلے مین پڑ جاوینگی اور اگر حمزہ پر ایرج غالب آگیا

اور اُسکو ایرج نے مار لیا تو پھر ایرج کا مار لینا کیا بات ہے ایک ذراسی بات ہے تو میں ایرج کو مٹا دونگا اور اگر ایرج کو حمزہ نے قتل کیا تو بھی اچھا ہے دو دشمنوں سے ایک ہی رہ جائیگا لقا اسکی تقریر سے بہت ہی خوش ہوا اور کہا ای بختیارک کیا خوب تدبیر تونے بتائی ہے اور یہ تدبیر تو شیطان کو بھی نہ سوجھتی جو تجھے سوجھی ہے ارے میں نے بھی ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی بختیارک نے کہا کہ پھر تونے واہیات بکنا شروع کیا ارے ایسے تیرے تقدیر کرنے نے تو ایسی تیری تقدیر کردی کہ ملک اور مال سب چھوٹا بھاگتے بھاگتے یہاں تک آیا غیر شخص پاس پناہ لینے جاتا ہے کہ وہ تیرا پرستار بھی نہیں ہے لقا نے کہا کہ ای شیطان درگاہ مجھکو تو عادت پڑ گئی ہے یہ عادت یکایک تو جائیگی نہیں رفتہ رفتہ چھوٹیگی بختیارک چپ ہو رہا الغرض لقا نے طبل جنگ بجوایا اب ادھر یہاں کا حال سنئے کہ امیر نے تمام جزیرۂ نارون کو مسلمان کیا بتخانے توڑ ڈالے مسجدوں کی بنا ڈالی بانگ صلوٰۃ چار طرف بلند ہوئی امیر اپنی بارگاہ میں دنگل شوکت پر بیٹھے ہوئے ہیں سرداروں کا دورہ بندھا ہوا ہے لکھمتن زنگی سے باتیں ہو رہی ہیں لکھمتن زنگی کہہ رہا ہے کہ ای شہریار میں آپکے لشکر سے نہیں لڑا جھگڑا و لڑائی کی خبر بھی نہیں ہوئی اگرچہ میرا قصد آپ سے مقابلے کا ضرور تھا مگر الحمد للہ کہ میں اس سے محفوظ رہا امیر فرما رہے ہیں کہ ہاں جو کچھ کیا وہ اس دزد باریک گردن نے کیا یہی باتیں ہین کہ یکایک ہرکاروں نے آکر خبر پہونچائی کہ لقا کے لشکر میں طبل جنگ بجا امیر نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجایا جاے اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تیاری جنگ لشکر اسلام میں شروع ہوئی اور ادھر یہ سیاہ روسیاہ قلب زہر دشاہ پہر رات گئے لشکر اسلام پر شبخون کرا اور جو سامنے آگیا اس سے لڑتا بھڑتا ہوا شہر فرنگو شیم کو چلا گیا اور یہاں دھوکے میں رات بھر تلوار چلا کی کچھ ادھر سے کچھ ادھر سے کچھ اس خیمے سے کچھ لوگ اس خیمے میں سے نکل آئے یہ انہیں حریف سمجھے وہ انہیں حریف سمجھے خوب تلوار چلی ایک عجیب غلغلۂ محشر انگیز شب بھر برپا رہا صبح کے قریب کوئی چار گھڑی رات رہے حمزہ صاحبقران کو خبر ہوئی بادشاہ اسلام و سرداران ذوی الاحترام سوار ہوئے پہنچتے ساتھ ساتھ روشن چوب رہتا میں جھلکتی ہوئیں جدھر جدھر سے ہوکر نکلے ادھر کی لڑائی موقوف ہوگئی روشنی میں ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑ دوڑ کر گلے سے لپٹ گئے کہ بھائی ہماری خطا معاف کرو لاعلمی اور نادانستگی میں تیغ تلوار ماری تھی الحاصل امیر نے تمام لشکر میں گردش کی کسی طرف حریف کا پتا نہ لگا سب طرف کی لڑائیاں موقوف ہوئیں مگر اس دھوکے میں ہزاروں آدمی کے وارے نیارے ہوگئے امیر نے چاہا کہ میدان لقا کی طرف روانہ ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آے اور عرض کیا کہ حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں لقا تو رات کو بھاگ گیا صاحبقران نے کہا کہ ہاں سچ کہو ہرکاروں نے عرض کیا کہ کیا مجال ہماری جو خلاف کہیں ارشاد ہوا کہ واللہ ثم باللہ تو تو پھر وہی کافر شبخون کرکے سیاہ فوج کا دکھلا کر چلا گیا یہ کہکر پھر بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے اور وہ لوگ جو رات کو شبخون مارے گئے تھے انکے وارثوں کو بلا کر زر نقد دیا اور درماہے انکے مقرر کردیے پسر عمرو جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا امیر نے اس سے فرمایا کہ ای چالاک ہرکاروں کو روانہ کرو کہ یہ راندۂ درگاہ ذو الجلال خسران آل لقا بوم خصال کس طرف گیا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اس گبر نابہنجار کو کشندۂ ناتراش کو دائرۂ اسلام میں نہیں لاتا ہوں یا تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہیں کھینچتا ہوں مجھکو چین اور آرام نہیں ہے چالاک نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ بہت خوب اور چالیس جوڑیاں ہرکاروں کی کہ افسر انکے لونہال خیبری سرہنگ کی ابوطاہر خونریز تھے خبر کو روانہ کیں لیکن اب یہاں سے احوال اتفاقات بے لقا کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بھاگتا ہوا قریب شہر فرنگو شیم کے پہونچا قضائے کار اتفاقات روزگار ایرج نوجوان اس روز شکار کے لیے نکلا ہے پہلے قراول امیر شکار یوز باشی جانوران صید گیر لیے ہوئے ہمراہ ہیں اور بحری کو ایک قاز کے پیچھے چھوڑا ہے وہ پیچھے چلی جاتی ہے پہلے تو آسمان میں ڈوبی پھر دھنسنے طمانچے مار مار کر قاز کو نیچے لانا شروع کیا اور ایرج اسکا تماشا دیکھتا ہوا گھوڑا اڑاتے ہوئے چلا آتا ہے کہ ایک مقام پر بحری قاز کو دبوچ کر بیٹھ گئی ایرج نے اسے اٹھا لیا اور گوشت شکاری سے سیراب کیا کہ فوراً لقا سامنے ایرج کے آیا اور بموجب تعلیم بختیارک آتے ہی ایرج کے پانوں پر گر پڑا کہا ای زبدۂ آفتاب میں دہشت تیغ حمزہ سے بھاگ کر تیرے دامن پناہ میں پوشیدہ ہونے آیا ہوں اب میرا ہاتھ ہے اور تیرا دامن ہے تو ہی خدا پرستوں سے مجھے بچائیگا تو بچونگا یہ کلمے زبان لقا سے سنکر ایرج نے اسے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر حمزہ آپکے پیچھے آئیگا تو معقول

سزا پائیگا یہانسے ایک بھی زندہ نہ جائیگا مگر شرط یہ ہی کہ دین آفتاب پرستی قبول کرو لقا نے کہا کہ جب تم آئین خدا پرستی کو مٹا دوگے تو مجھے اس امر کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا ایرج نے کہا کہ مجھے قبول ہی اور ساتھ ہی اسکے بختیارک بھی سامنے آیا اور قدمون کو بوسہ دیکر دعا دی اور فریاد کرنے لگا کہ ای ایرج نوجوان میں تو اس دزد باریک گردن لک لک پاسار بان زادے کا مارا ہون بس یہ سننا تھا کہ ایرج کو غصہ آگیا اور کانپنے لگا مگر یہ خیال کہ یہ پناہ میں آیا ہی غصے کو ضبط کرکے کہنے لگا کہ ای بختیارک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو برا نہ کہو ارسے بھائی وہ تو میرا ولی نعمت ہی میں انہی کا ساختہ و پرداختہ ہون اگر وہ مجھے صاحبقران نہ بناتا تو میں پھر وہی بزاز بچہ کا بزاز بچہ ہی رہتا انہی ارسطو فطرت لقمان حکمت کے حسن تدبیر سے یہ عزت و توقیر مجھے حاصل ہوئی اور میں اس رتبہ کو پہونچا ہون اسنے قدر نہ کی اور اپنی نادانی سے اُسے کھو دیا بختیارک نے جو دیکھا کہ یہ مرشد کی تعریفین کر رہا ہی اپنے دل میں کہا کہ مرشد کا سکہ ہر جگہ بیٹھا ہوا ہی کہنے لگا کہ ای ایرج نوجوان فی الواقع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایسا ہی شخص ہی اول تو وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران دوسرے جو کرامتین کہ خواجہ میں جمع ہوئی ہین وہ آج تک کسی عیار و نامین نہین دیکھی گئین مشرق میں مغرب میں جنوب میں شمال میں ہر جگہ اور جس وقت خواجہ کا نام لیا ادب موجود تھے اور حمزہ کو حمزہ صاحبقران کسنے بنایا خواجہ ہی نے یا کسی اور نے ایرج نے کہا کہ ای بختیارک تو بھی دو رنگا آدمی ہی ابھی تو مذمت کر رہا تھا اور ابھی تعریفین کرنے لگا بختیارک نے جو یہ کلمہ سنا اور ایرج کو برہم پایا جھپ سے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ معاف فرمائیے اب تو مجھسے ایک خطا ہو گئی اُنکے پیر و مرشد ہونے میں تو کون شک لا سکتا ہی مگر میں پریشان خاطر تھا اور خواجہ کی نظر میری جانب سے کج ہو گئی تھی اس لحاظ سے یہ کلمات میرے منہ سے نکل گئے اب ایسی خطا کبھی نہ ہوگی غرض ایرج نوجوان لقا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر میں داخل ہوا لقا کی دعوت کی بعد دو روز کے ایرج نے کہا کہ ای لقا مین نے ایک باغ نہایت پر تکلف تیار کروایا ہی ایک ذرا چلکر سیر کر آئیے لقا نے کہا کہ اچھا مین نے بھی اقرار کی یہ جواب لقا کا سنکر ایرج بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کیا واہیات کلمہ تمنے منہ سے نکالا ابھی وہی مرغے کی ایک ٹانگ چلی جاتی ہی اس حالت کو پہونچکے اور وہی دعوی خدائی بختیارک نے دیکھا کہ اب معاملہ خراب ہوتا ہی کہنے لگا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اسکو عادت پڑ گئی ہی چھوٹتے ہی چھوٹتے چھوٹیگی اور لقا نے بھی عذر خواہی کی کہ ایرج اب کبھی ایسی خطا مجھسے سرزد نہ ہوگی اس عذر خواہی سے لقا کی ایرج نے سکوت کیا اور اپنے ہمراہ لیکر باغ میں آیا دیکھا تو باغ نہایت سرسبز و شاداب بہشت برین کا جواب معلوم ہوتا ہی عجیب و غریب درخت لگے ہوئے ہین انواع انواع طرح کے پھول کھلے ہوئے ہین ہٹریون پر داغ بیل لگا ہوا روشون پر سرخی کٹی ہوئی وسط باغ مین ایک بارہ دری عالی شان بنی ہوئی ہی اُسکے درجہ ثانی مین ایرج آکر بیٹھا بزم عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا اور ایک نازنین حور تمثال نے بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی غزل

اگر جذب دل عاشق یہان تک اسکو لے آئے
کھلے کچھ حال تو آخر ہین اُنکی نہین ہان کا
جواب آئے وہاں سے ای قضا اتنا تو وقفہ کر
مرا افسانہ شہرت دم ہی اُس آفت جان کا
وہی ہی عاشق صادق وہی ہی ضبط مین کامل
لگایا خوب سا لب تنے جگر کوئی جانان کا

گذر شاید ہوا ہی اسطرف اُس آفت جان کا
تو منت کش ہون کسواسطے پھر اُسکے دربان کا
نہ کہنا اور کچھ قاصد سمجھ جائیگا وہ خود ہی
مین سنلون حال تو قاصد سے کچھ انکی نہین ہان کا
گرا ہمراہ غیرون کے جلانے کو مرے ظالم
نہین کرتا کسی سے تذکرہ جو درد پنہان کا

تنزل میں ہی تختہ آج کچھ گور غریبان کا
وہ آئینگے نہ آئینگے ہوا کیا جیب ہی کیون کا
فقط تو پوچھ آجا کر مزاج اُس آفت جان کا
ہوئے معشوق عالم وہ مرے معشوق ہونے سے
اور اُسپر یہ ستم میری گلی مین آکے منہ ڈھانکا
چلو اعلال کہیے کر کرو یا وفد اکیہ دل

الغرض بڑی دیر تک صحبت عیش برپا رہی اتفاقات روزگار قضا سے کار سالک مین ملکوت شاہ کا ایک ہاتھی نہایت مست اپنے فیلبان کو مار کر زنجیرین توڑ کر چھوٹ گیا ہی اور شہر کے اندر گھسا ہی بازار بند ہو گیا لوگ بھاگ گئے جسپر ہاتھی کے ہاتھ لگا کسی کو چیر کر پھینکا یا کسی پر دانتون کو تیز کیا کسی کو پاؤن سے مسل ڈالا ایک زمانہ تہ و بالا کر دیا درخت پہاڑ پھاڑ کر ڈال دیئے تمام دیوارین گرا دی ہین پختہ عمارتون پر اسقدر ٹکرین لگائی ہین کہ دیوارین ہل گئی ہین اور شکستہ ہو گئی ہین شہر مین تلاطم مچا ہوا ہی کہ بھالے ہوا دیکھیے بھالے ہوئے دور دور چلے آتے ہین نزدیک کوئی نہین جاتا اور اُس ہاتھی کی تو عجب صورت بنی ہوئی ہی کہ دانتون مین تو خون بھرا ہوا

سونڈ سے مین خاک جمی ہوئی ہو مستک پر مٹی کو ڑا پڑا ہوا ہی اور لوگ پیچھے پیچھے ہٹے رہو بچو رہو کا غل مچاتے ہوئے چلے آتے ہین جب وہ ہاتھی پیچھے
پھر کر دیکھتا ہی تو لوگ پھر ادبار کر تتر بتر ہو جاتے ہین الغرض یا ہین صورت گذا لی وہ ہاتھی دروازہ باغ پر پہونچ گیا اور لوگون کو دیکھکر جھپٹا کچھ لوگ
بھاگ گئے کچھ باغ کے اندر گھس آئے ہاتھی بھی دروازہ باغ کا چیر کر باغ کے اندر گھس آیا اور جسوقت سامنے بارہ دری کے آیا مالک بن
ملکوت شاہ بھی اُس صحبت مین موجود تھا اُسکا تو زہرہ آب ہو گیا لقا کا پتا پانی ہو گیا بختیار کے کا بھی عجب حال ہوا کانپنے لگا غرض تمام حاضرین
محفل کا عجب حال ہوا یہ حالت دیکھکر ایرج اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین ابھی تو اس ہاتھی کو مار ڈالونگا اقبال شاہ لپٹ گیا اور کہا کہ آپ کہان جائینگے
ایرج نے کہا کہ آپ کی یہ خواہش ہی کہ بندگان حضرت عظیم اسکے ہاتھ سے مارے جائین اور ہاتھ چھڑا کر اُس فیل مست کی طرف دوڑا جب قریب اُس
ہاتھی کے پہونچا اُسنے چاہا کہ ایرج کو سونڈ مین لپیٹ کر دے مارے فوراً ایرج نے اُسکی سونڈ کو دونون ہاتھون مین مضبوط
پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ بیخ سے سونڈ اُکھڑ کر ہاتھ مین آگئی ہاتھی چرخ کھا کر گرا غل ہو گیا کہ ابر دیدہ آفتاب پرستان نے ہاتھی کو مار ڈالا لقا
تماشا دیکھنے کو جھکا تھا کہ کٹہرا ٹوٹ گیا اور لقا نیچے چلا لوگ چلائے کہ ارے لینا لقا کو اگر نیچے گر یگا تو ہاتھ پانون اُسکے
ٹوٹ جائینگے بختیار کہتا ہی اے ایرج ارے لینا لقا کو ایرج نے چونک کر دیکھا تو دیکھا کہ لقا غلطان اور پیچان چلا آتا ہی
ایرج نے ہاتھ بڑھا کر لقا کو روک لیا اور زمین پر رکھدیا لقا بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا تو لوگون نے بیان کیا کہ ای خداوند ایرج نوجوان
نے آپ کو برو ہوا روک لیا اور چوٹ نہ لگنے دی لقا نے اپنی انگوٹھی کہ جسمین کئی سال کا خراج ملک باختر کا صرف ہوا تھا اُتار کر ایرج
کے ہاتھ مین پہنا دی اور کہا کہ ای ایرج مین نے تمام ملک باختر تجھے دیدیا اور لو خالص جلیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز کو مین نے تیرے
ساتھ ... ایرج نے کہا کہ کیا خوب ملک باختر حمزہ کے قبضے مین ہی وہ عنایت ہوتا ہی اور گیتی افروز قاسم کی زوجیت مین ہی
وہ ... قبضہ غیر مین ہین وہ آپ عنایت کرتے ہین مولی بیچا ہرن کے نام لقا یہ سنکر آبدیدہ ہو گیا اور کہا کہ
... اور کیا چیز اب میرے پاس رہ گئی ہی جو تجھے دون ایرج نے کہا کہ ای لقا رنجیدہ نہ ہو مجھے دیا مین نے پایا مین حمزہ سے
... باختر تو لے لونگا مگر گیتی افروز سے مجھے سروکار نہین ہی الغرض ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ ای شاپور حمزہ کی خبر
منگواؤ کہ حمزہ آجکل کہان ہی شاپور نے اُسی وقت بموجب حکم ایرج نوجوان بہت تیز رو اور چالاک ہرکارے روانہ کیے

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان روانگی امیر حمزہ صاحبقران بسمت شہر فرنگو شیہ بیان کیے جاتے ہین

کہ جب ہرکارے حسب الحکم امیر دریافت حال لقا کے لیے روانہ ہو چلے تو امیر یا توقیر نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور جشن عشرت
برپا کیا عین جشن مین آکر ہرکارون نے خبر دی کہ لقا یہان سے بھاگ کر شہر فرنگو شیہ کو چلا گیا اور دامن ایرج مین پناہ لی ہی صاحبقران
نے بمجرد استماع اس خبر کے پہلوان عادی کو طلب کیا اور ارشاد ہوا کہ پیش خیمہ ہمارا جانب ملک فرنگو شیہ روانہ ہو اُسی روز
پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر جانب ملک فرنگو شیہ روانہ ہوا اور دوسرے روز حمزہ صاحبقران نے بھی کوچ فرمایا بعد طی مراحل و قطع
منازل قریب شہر فرنگو شیہ کے پہونچے بارگاہ سلیمانی بپا ہوئی امیر با توقیر داخل بارگاہ ہوئے اور دنگل صاحبقرانی پر جلوہ
فرمایا اور ہر ایک سے استفسار کیا کہ ایرج سے کس مقام پر لڑائی ہونا مناسب ہی ہر ایک بہادر نے عرض کیا کہ ای امیر سامنے شہر
فرنگو شیہ کے زیادہ مناسب ہی یہ سنکر بادشاہ اسلام نے کہا کہ نجومیون سے بھی پوچھ لیجیے امیر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی اُسی وقت
بسمل خواجہ بزرجمہر طلب ہوئے اُنھون نے آکر عرض کیا کہ بہتر تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ پل کھنبل سے اُس پار اُتر کر مقابلہ کیجیے اور اگر حریف
اس پار اُتر آیا تو پھر اُسی کی فتح ہی امیر نے چار خلعت اور چار توڑے اشرفیون کے منگا کر چارون بھائیون کو دیے اور رخصت کیا
ادھر تو وہ رخصت ہوئے اور اُدھر صاحبقران نے پہلوان عادی سے کہا کہ بہت جلد بارگاہ سلیمانی پل کھنبل کے اُس پار
... کرائی جائے پہلوان عادی اُسی وقت ... لیکر ... اگر اب امیر ... کی ... ہو کہ یہ دونون بارگاہ مین پہنچے
... صاحبقران اور اُنکی فوج

سرداروں کا تذکرہ ہو رہا ہے اور بختیارک ایک ایک کی تعریف کر رہا ہے علی الخصوص شاہزادہ خاور سیاہ کی بہادری کا کہ وہ ترک تو سن طلائی کا اٹھارہ روز تعاقب کرکے بارگاہ کیخسروی میں گھس گیا اور کل بارگاہ کو قلم کر ڈالا اور ایرج بھی کہ رہا ہے کہ واقعی وہ ایسا ہی جری ہے اور آنکھوں میں آنسو بھر بھر آتے ہیں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ حمزہ صاحبقران آ پہونچا اور پل کفیل سے خیمہ حمزہ کا اس طرف آتا ہے یہ سنکر ایرج کا تو یہ حال ہوا کہ کانپنے لگا اور جام شراب ہاتھ سے چھوٹ پڑا رنگت زرد ہو گئی ایرج نے دلاسا دیا اور بختیارک نے ایرج سے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان میں نے کتاب نجومی میں دیکھا ہے کہ جسکا خیمہ پل کفیل سے اُتر جائیگا اُسی کی فتح ہوگی اور اگر آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو نجومیوں کو بلوا کر پوچھ لیجیے ملکوت شاہ نے کہا کہ ہاں میں نے بھی نجومیوں سے یہی سنا ہے کہ جسکا خیمہ پل کفیل سے پار اُتر جائیگا وہی فتحیاب ہوگا یہ سنکر ایرج نے عوجان دریا باری سے کہا کہ تم بہت جلد ہمارا پیش خیمہ لیکر پل کفیل سے اُس پار اُتر جاؤ عوجان دریا باری اُسی وقت روانہ ہوا جب پل کفیل پر پہونچا تو اُدھر سے پہلوان عادی آرہا تھا دونوں سے اثنائے راہ میں ملاقات ہوئی عوجان نے آواز دی کہ اسی طرف پھر جاؤ کہ خیمہ ایرج نوجوان کا اُس پار استادہ ہوگا پہلوان عادی نے جواب دیا کہ یہ خیمہ امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا ہے تو اپنا خیمہ اُس طرف پھیر لے جا کہ میں اُس پار جا کر بارگاہ سلیمانی قایم کرونگا عوجان نے آواز دی کہ اے پہلوان عادی اگر تو یوں نہ ہٹیگا تو میں بزور تیغ تجھکو یہاں سے پھیر دونگا عادی نے جواب دیا کہ کیا مجال ہے تیری عوجان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور بڑھکے ایک تلوار پہلوان عادی پر ماری پہلوان عادی نے سپر پر روکی تلوار عوجان کی سپر کو کاٹ کر عادی کے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی زخم بہت کاری لگا استادانہ مارا تلوار تو اُسکی جھنا کر نکل گئی سر سے چادر خون کی جاری ہوئی ذوالخمار عادی نے سامنا کیا وہ بھی زخمی ہوا آخرکار عوجان نے لشکر عادی کو شکست دی اور بارگاہ سلیمانی چھین لی ابھی پہلوان عادی کے ہمراہیوں سے مقابلہ ہو ہی رہا تھا کہ ایک ستون گرد و غبار کا بلند ہوا جب گردش ہوئی تو دیکھا کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشۂ وغا انجم سپہر شجاعت در دریائے قوت اسد بن کرب دلاور بارہ ہزار قزاق اور چالیس امرا ذی‌شان سے پہونچ گیا اسد نے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عوجان نے بارگاہ چھین لی یہ سنتے ہی آگ ہو گیا اور عوجان کا تعاقب کیا اور عوجان بارگاہ سلیمانی کو اپنے ہمراہ لیکر ایرج کے پاس روانہ ہوا تھا آواز نعرہ اسد کی سنائی دی کہ او کافر بے دین کہاں جاتا ہے ٹھہر ارے میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا عوجان اسد کے نعرہ کی آواز سنکر پھرا اور پکارا کہ او دیوانے بھول کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے ٹھہر ارے میں آ پہونچا اور سامنے آکر اسد کے تلوار لگائی اسد بھلا اسکی چوٹ کب کھاتا ہے تلوار عوجان کی رد کرکے ایک تلوار عوجان کے پہلو پر ماری کہ بہت کاری زخم آیا دوسری تلوار سر پر لگائی کہ سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر گئی تیسری تلوار شانے پر ماری عوجان پکارا کہ ارے یارو مجھے بچاؤ کہ میری جان گئی ہزار ہا آدمی ٹوٹ پڑے اور عوجان کو اُٹھا کر لے بھاگے پھر تو کوئی آفتاب پرست سامنے اسد کے نہ ٹھہرا جتنے تھے سب کے سب بھاگ گئے اسد کے قبضے میں بارگاہ سلیمانی آگئی اسد بارگاہ کو لیکر فوراً آفتاب پرستوں کے تعاقب میں روانہ ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار عوجان کے پیچھے مرجان دریا باری کو روانہ کیا تھا کہ تم بھی اپنے بابا کی کمک کے لیے ہمراہ رہو مرجان دریا باری ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے ہوئے چلا آتا تھا اور اُدھر سے عوجان کے لوگ شکست کھائے ہوئے چلے آتے تھے مرجان نے جو ان لوگوں کو حیران و پریشان گھبراے ہوے دیکھا تب دریافت حال بہت سی لعنت ملامت کی کہا کہ اُس دیوانے کی بھی یہ حقیقت تھی کہ جس سے تم بھاگے اے دیکھو میں جاکر ابھی تو اُسکو مارتا ہوں اُسکی حقیقت کیا ہے یہ کہکر عوجان کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لیا اور اسد کی طرف روانہ ہوا تا اینکہ اسد سے اور لشکر مرجان سے مقابلہ ہوا اسد تلوار کھینچ کے مرجان کے لشکر پر گرا تلوار چلنے لگی تا اینکہ اسد سے اور مرجان سے سامنا ہوا اسد سامنے جاتے ہی برس پڑا کہ مرجان چور چور ہو گیا اور بھاگ نکلا بارہ ہزار سے دو لاکھ بھاگ گئے اور ایک کے بھی قدم نہ ٹکے اسد ان سب کو بھگاتا ہوا ایرج کے لشکر پر گرا اور لوٹنا شروع کیا خیموں میں آگ لگا دی ایک تہلکہ برپا کر دیا جب کہ خیمے پاس پہونچا اُسکی طنابیں کاٹ کر گرا دیا اور آگ دیدی گھوڑوں کی منجنیں اُکھڑ اُکھڑ کے سارے لشکر کے گھوڑے چھوٹ گئے اور برابر بے تامل قتل و قمع کرتا ہوا چلا آتا ہے کہ دفعتاً یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ اسد لشکر پر آگرا یہ خبر سنکر

باہر آیا اور سوار ہوکر اسد کو ڈھونڈھتا ہوا چلا ادھر سے تو یہ چلا اُدھر سے اسد تلوارین مارتا ہوا چلا آتا تھا اسد نے ایرج کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ اِتش اوکر پاس فروش بچہ بازاری کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کٹارہ کہ مین آپہونچا ایرج نے آواز دی کہ او دیوانے مجہول برگشتہ بخت نامعقول تو نے جگر خون کر دیا ہے آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر اسد کے سامنے آیا اور اسد نے بھی ایرج کے سامنے جاکر اسطرح تلوارین برسانا شروع کر دین کہ ایرج کو روکنا مشکل پڑگیا انجام کار جب اسد کا ہاتھ سست ہوا تو ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالکے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور مشکین باندھکر قلعہ آفتاب نما مین بھیجدیا فوج اسد تباہ حال زخمی ہوکر شکست کھا کر بھاگی ایرج اُنکے تعاقب مین پل کفیل کی طرف چلا اب سُنیئے کہ ادھر سے تو فوج اسد بھاگی ہوئی چلی جاتی تھی اور اُدھر سے نظر کردۂ شاہ ولایت اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام یعنے مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر ساتھ سو عربون سے شکار کھیلتا ہوا چلا آتا تھا لشکر اسد کو جو دیکھا اور یہ حال سُنا کہ ایرج کے ہاتھ سے شکست کھائے ہوئے چلے آتے ہین نہایت غضبناک ہوا اور اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا ادھر سے تو یہ سب پل کفیل پر پہونچے اور اُدھر سے ایرج آرہا تھا مالک نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست یہ کیا نامعقول حرکت تو نے کی کہ بارگاہ سلیمانی اپنے قبضے مین کی ایرج نے جواب دیا کہ ای مالک میری کچھ خطا نہین ہی مین نے اپنے لازمون کو بھیجا تھا کہ تم جاکر پل کفیل کو روکو اور کسی کو پل سے ادھر نہ آنے دینا پہلوان عادی آکر عوجان درباری سے اُلجھ پڑا اور لڑکر زخمی ہوا پھر اسید نے آکر عوجان اور مرجان کو زخمی کرکے سب کو شکست دی مگر اُسپر صبر نہ کرکے میرے لشکر پر آگرا بہت سے لوگ قتل کیے اُس وقت مین نے اُس دیوانے کو تنبیہ کر دی مالک نے کہا تو اپنی اصل کو بالکل بھول گیا دیکھ تو کیا سزاے معقول تجھے دی جائیگی یہ کہکر نیزہ مارا ایرج نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا مانند خلال فرشان کے نیزون کے پرخچے اُڑگئے مالک نے تلوار ماری ایرج نے اُسکی تلوار رد کرکے جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اُترگئی مالک نے سر کھینچ لیا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی مالک مع مرکب تہ و بالا ہوا ایرج گھوڑے سے کود کر مالک کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور زنجیر فولادی کا توڑا کاٹ کر مشکین مالک کی باندھ لین مالک جو ہوش مین آیا ایرج کو چھاتی پر چڑھے دیکھا کہا کہ او آفتاب پرست یہ کیا حرکت نامردانہ ہی بہادرون کو یہ نہین چاہئے ایرج نے کہا کہ ای مالک حمزہ کے ہزارون ہی سردار ہین اور مین تنہا کس کس سے سامنا کرونگا خیر جب حمزہ سے فیصلہ ہو جائیگا تو مین تجھے چھوڑ دونگا مالک نے کہا خیر جب چھوڑونگا تب سمجھونگا ایرج نے کہا خیر تو مجھے سمجھ لینا یہ کہکر مالک کو بھی اسد کے پاس قلعہ آفتاب نما مین بھیجدیا اور فوج کو مالک کی شکست دی کہ وہ سب گریزان ہوئے قضاے کار اتفاقات روزگار شاہزادہ عالم و عالمیان نورالدہر بن بدیع الزمان شکار مین مصروف تھا کہ پہلوان عادی کی زخمداری اور اسد و مالک کی گرفتاری کی خبر سُنی آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی فرمایا کہ یہ آفتاب پرست جاتا کہان ہی میرے ہاتھ سے اور اُسی طرف سے پل کفیل کا راستہ لیا امیر بن عمرو نے جو یہ حال دیکھا بالعجلت تمام خدمت حمزۂ صاحبقران مین پہونچکر تمام حال بیان کیا امیر نے بدیع الزمان سے کہا کہ ای فرزند تم جلد جاؤ اور اسلحہ نورالدہر کو پہونچاؤ کہ وہ بغیر اسلحہ لگائے ہوئے ایرج سے نہ لڑے کہ وہ بلاے بے درمان آفت جان اُسی کام کا سکھایا ہوا ہی بدیع الزمان اُسوقت اسلحہ لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے صاحبقران بھی سوار ہوئے اور کل سردارون کو ہمراہ لیکر پل کفیل کا راستہ لیا اُدھر بدیع الزمان سے اور نورالدہر سے ملاقات ہوئی نورالدہر نے مجرا کیا کہ ای پدر بزرگوار آپ کہان جاتے ہین بدیع الزمان نے کہا کہ ای فرزند خبر تمھارے صاحبقران کو پہونچی تھی کہ تم ایرج پر بغیر سلاح جنگ کے روانہ ہوئے ہو فرمایا کہ جلد نورالدہر کو اسلحہ پہونچاؤ تو مین اسلحہ لایا ہون اسے لگا لو عرض کیا کہ ای شہریار وہ کرپاس فروش بچہ بازاری کیا وجود رکھتا ہی کہ مین اُسکے واسطے اسلحہ جنگ لگاؤن یہی باتین کرتا ہوا پل کفیل پر پہونچا ایرج چاہتا تھا کہ پل کفیل سے اُتر آئے کہ نورالدہر کا نعرہ بلند ہوا کہ ای آفتاب پرست خبردار ادھر نہ آنا رجعت قہقری کرکے مین تجھسے اُس پار چلکر لڑونگا ایرج نے جو دیکھا کہ نورالدہر آپہونچا بس وسط پل مین ٹھہر گیا اور کہنے لگا کہ ای نورالدہر مین یہ چاہتا تھا کہ تجھسے اُس پار چلکر لڑون نورالدہر نے کہا کہ یہ تو نہ ہوگا ایرج نے کہا کہ خیر نہ سہی مگر آج ہمارے تمھارے فیصلا ہی

اگر مین تم پر غالب آیا اور تمھین زیر کر دیا تو لیجا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا اور اگر تم مجھ پر غالب آئے تو مین تمھاری غلامی کا حلقہ کان مین پہنونگا نورالدہر
نے کہا کہ ای ایرج مین تجھے اتنا بزدل اور نامرد نہ جانتا تھا کہ تو اسطرح مالک کو بنامردی گرفتار کریگا ایرج نے کہا کہ خیر اس بحث سے کیا ملا
ہی حریفون کو جس طرح چاہا گرفتار کر لیا یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک شہر قیرنگوشیہ کی جانب سے تتق گرد کا بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ لقا
اور ملکوت شاہ لشکر بے پایان لیکر چلے آتے ہین جب قریب پل کفیل کے پہونچے تو دیکھا کہ نورالدہر اور ایرج مقابل یکدیگر ہین ایرج نے جب
اپنے لشکر کو دیکھا تو نورالدہر سے کہا کہ ای نورالدہر اگر ہم تم پل پر لڑینگے تو پل ٹوٹ جانے کا خوف ہی اور اگر مین اپنی طرف چلکر لڑتا ہون تو خلقت
یہی کہیگی کہ نورالدہر تنہا چلا گیا ایرج نے بمدد اپنی فوج کے گرفتار کر لیا اس سے بہتر یہ ہی کہ اسی طرف چلکر لڑو نورالدہر نے کہا بہادرون کا قدم
پیچھے نہین ہٹتا اگر تمھین یہ گمان ہی کہ پل ٹوٹ جائیگا تو تمھین اپنی طرف پھر چلو ایرج نے کہا علی ہذا القیاس مین بھی آپ سے کچھ کم نہین ہون یہان بھی
قطب از جا نمی جنبد کا معاملہ سمجھنا چاہیے ابھی ایرج اور نورالدہر سے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک تتق گرد بلند ہوا اور آواز طبل سکندری
کی سنائی دی اور علم اژدہا پیکر دکھائی دیے لشکر اسلام نمایان ہوا امیر با توقیر مع سرداران نامور پہونچے نورالدہر پکارا کہ ای ایرج میرا لشکر بھی
آپہونچا اب بتاؤ کہان لڑوگے ایرج نے کہا کہ ای نورالدہر یہ تو سب پر ظاہر و آشکار ہی کہ جسکا لشکر پل کفیل سے گذر جائیگا اسی کی فتح ہوگی اور
نہ آپ یہانسے ہٹینگے نہ مین ہٹونگا یہین لڑائی ہوگی نورالدہر نے یہ سنتے ہی بسم اللہ کہکر نیزہ اٹھایا پہلے ایرج نے نورالدہر پر نیزہ مارا نورالدہر
نے نیزہ کو نیزہ سے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے تا اینکہ نیزے مانند خلال ذرا شان سکے پرچے اڑ گئے نیزون کو ہاتھون سے پٹک دیا ایرج نے گرز
گران سنگ آسمان رنگ پرچہ کوہ ہاتھ مین لیا نورالدہر نے لندھور سے گرز طلب کیا لندھور نے ہاتھی پر سے گرز پھینکا نورالدہر نے ہاتھ پر رو کا
اور ایرج پر چلا حمزہ صاحبقران جو یہ رنگ دیکھا امیہ سے کہا کہ جاکر کہو کہ پل سے اتر کر لڑین اسلیے کہ پل سکندر ذوالقرنین کے وقت کا بنا ہوا ہی
گرز جو اسپر چلینگے تو پل ٹوٹ جائیگا تم دریا مین گر پڑوگے اور سابق ازین یہ معرکہ ہو بھی چکا ہی کہ پل جیحون پر ترک طہماس تہمتن ہندی و فرامرز عادمغربی
سے گرز چلا تھا تو پل ٹوٹ گیا تھا اور دونون دریا مین گر پڑے تھے یہین یہان بھی وہی معرکہ در پیش ہوا اس سے بہتر یہ ہی کہ اس پار یا اس پار آکر لڑو
امیہ گیا اور ہر چند چلاتا رہا مگر کون سنتا ہی ایرج نے گرز مارا نورالدہر نے گرز پر رو کا پل مین زلزلہ پڑ گیا اور نورالدہر کا بھی بند بند ہل گیا مگر
نورالدہر نے جواب دیا ایکی مرتبہ ایرج نے نورالدہر کا گرز اپنے گرز پر رو کا مگر تمام پل جنبش میں آگیا اور ایرج کا بھی یہ حال ہوا کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا
مگر ایرج نے پھر جرأت کرکے دوسرا گرز نورالدہر پر مارا نورالدہر نے پھر گرز پر رو کا ایکی مرتبہ یہ عالم ہوا کہ بہت سی اینٹ پل کی دریا مین گری اور خاک
اڑی نورالدہر نے پھر ایرج پر گرز مارا کہ چشمے پل کے نکل گئے مگر ایرج نے پھر گرز کو گرز پر روک کے جو حملہ کیا تو کچھ اینٹھ ادھر ادھر پہلو کے دریا مین گر گئے
اور نورالدہر نے پھر ایرج پر جو حملہ کیا تو خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پل بالکل ٹوٹ گیا دونون کے دونون غرق ہو گئے مرکب تو پیر کر نکل آئے
راکبون کا پتا بھی نہ لگا کہ کدھر غائب ہو گئے حمزہ صاحبقران نے گریبان چاک کیا تمام رفقا نورالدہر کے پیٹنے لگے بدیع الزمان نے حال اپنا
تباہ کیا ایک ماتم عظیم لشکر اسلام مین برپا ہو گیا جال ڈلوائے غوطہ خوردن نے غوطے لگائے اگرچہ تفحص کیا مگر کہین پتا بھی نہ لگا حمزہ صاحبقران
اور بدیع الزمان کے لوگ لپٹے گرے تھے ہتھیار لیے لیتے تھے کہ کہین خودکشی نہ کرین ہائے نورالدہر کی صدا بلند تھی بدیع الزمان پکار رہا تھا کہ
ای ظالم یہ کیسا ستم کر گئے خود غریق لجۂ فنا ہو کر ہمکو آشنائے گرداب رنج و الم کر گئے حمزہ صاحبقران کا یہ حال تھا کہ ایک تو غم نورالدہر کا
یا جاتا ہی دوسرے بدیع الزمان کی یہ حالت دیکھکر اور بھی کلیجا منھ کو چلا آتا تھا آخرکار بادشاہ اسلام نے صاحبقران اور بدیع الزمان
سے کہا کہ آپ کیون اسقدر بیقرار ہو رہے ہین اور اپنی حالت تباہ کر رہے ہین اسی طرح ترک طہماس تہمتن ہندی اور فرامرز عادمغربی دریا مین گرے تھے
اور پھر دونون صحیح و سلامت نکلے تھے نورالدہر تو اولاد صاحبقران سے ہی خدا چاہیگا تو زندہ و سلامت پیدا ہوگا اور حکم دیا کہ پسران خواجہ
بزرجمہر کو طلب کرو کہ وہ احکام نکالین حال شاہزادے کا بتلائین اسی وقت خواجہ زادے حاضر ہوئے اور رمال و منجم عرض کیا کہ ای
شہریار نورالدہر اور ایرج دونون سلامت ہین ایرج تو سترہ برس شمشیرزنی کرکے تمام ملک باختر کو مسخر کریگا اور نورالدہر ... سال دریا
نکلکر ... مبتلا ہے ... موجب عشق رہیگا اور بالفعل یہ دونون ہفت منظر سلیمانی مین آئینگے صاحبقران اور بدیع الزمان کو نہایت ...

فی الجملہ سکون ہوا بعد اُسکے امیر باتوقیر دہاںسے پھر کر بارگاہ میں آئے اور حکم دیا کہ پل آراستہ ہو بموجب حکم اُسی وقت سے پل بننے لگا مگر ایرج کے غائب ہونے سے مالک بن ملکوت شاہ نہایت مضطر ہوا اور شہر کی طرف چلا لقا بھی ساتھ ساتھ ہے مگر کمال اُداس اور نہایت پریشان القصہ جب داخل شہر ہوا اور بارگاہ میں بیٹھا تو بختیارک سے لقا نے کہا کہ ای بختیارک حالا چہ تقدیر کنیم بختیارک نے کہا کہ میں نے جاماسپ نامہ میں دیکھا ہے کہ ایرج ہفت منظر سلیمانی پر نکلیگا اور خدا پرست بھی وہیں جمع ہونگے ہفت منظر پر قران صعب ہے اب بہتر یہ ہے کہ ہفت منظر کی طرف روانہ ہو جیے القصہ یہ مشورہ بختیارک کا لقا کو پسند آیا اور یہ تو رات کو بھاگ کر ہفت منظر سلیمانی کی طرف چلا اور یہاں چندروز میں پل تیار ہوا امیر اُس پار اُترے اور یہ خیال کیا کہ اب شہر فرنگو شیہ لے لیجیے تو مناسب ہے مگر اب امیر باتوقیر کو تو اسی حال میں چھوڑیے اور کچھ حال پر اختلال نورالدہر والا قدر کا ملاحظہ فرمایئے کہ جیسے ہی نورالدہر دریا میں گرا پہلے تو تہ آب پر پہونچا اور پانی نے جو اُبھارا تو نورالدہر نے سر پانی سے نکالکر جو دیکھا نہ لشکر کو پایا اور نہ ایرج کا پتا لگا یہ دیکھکر نورالدہر شناوری کرتا ہوا چلا جب پیرتے پیرتے تھک گیا تو اپنی نجات اور حفظ جان کے لیے درگاہ قاضی الحاجات میں دعا مانگنے لگا ابھی دعا ختم ہوئی تھی کہ یکایک ایک درخت بہتا ہوا اسکے پاس آیا نورالدہر شکر خدا بجالا کر اُس درخت پر سوار ہوا دوسرے روز وہ درخت ایک کنارے پر پہونچا شاہزادہ اُترا اور کپڑے خشک کر کے ایک جانب کو روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک قافلے کو اُترے ہوئے دیکھا جب قریب اُس قافلے کے گیا تو دیکھا کہ اُس قافلے کا قافلہ باشی کہ نام اُسکا خواجہ سہراب ہے باہر بیٹھا ہوا ہے خواجہ سہراب کی نظر جو نورالدہر پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و خوبصورت مسلح و مکمل آثار سرداری چہرے سے ظاہر نور شہریاری جبین سے ساطع و لامع چلا آتا ہے اپنے دل میں کہا کہ معلوم نہیں یہ جوان کون ہے اور اسکا کیا نام ہے اور کہاں سے آتا ہے یہ سوچکر اپنے مصاحب سے خطاب کیا کہ جلد اس جوان کو بلاؤ یہ سنتے ہی لوگ دوڑ پڑے اور نورالدہر سے آکر کہا کہ آپ کو ہمارا سردار بلا رہا ہے ایک دم بھر کے لیے چلے چلیے نورالدہر نے کہا کیا مضائقہ ہے اور اُن لوگوں کے ساتھ خواجہ سہراب کے پاس آیا سلام کیا خواجہ سہراب تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر ایک نہایت پر تکلف کرسی پر بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیا نام ہے شاہزادے نے کہا کہ میں ایک سوداگر ہوں مال لیکر وطن سے نکلا تھا دریا میں طوفان آیا جہاز پاش پاش ہو گیا میں ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پہونچا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ آپ کا قافلہ ملا خواجہ سہراب نے کہا کہ آپ کا اسم اقدس شاہزادے نے کہا کہ اس حقیر کو خواجہ نور کہتے ہیں اتفاقاً خواجہ سہراب کی کوئی اولاد نہ تھی اُنکو انکی شیریں کلامی اور حسن و جمال بہت پسند آیا بظاہر اسباب اور آدمی نہایت شجاع و غیور پایا شاہزادے سے کہا کہ اگر آپ میرے پاس رہنا منظور فرمائیں تو میری عین سعادت ہے میں آپ کی خدمتگذاری کرونگا اور آپ کو بجائے فرزند کے سمجھونگا شاہزادے نے کہا کہ بہت مناسب ہے مضائقہ کیا ہے میں تو آپ ایسے شفیق اور مہربان کی جستجو میں تھا کہ اب میں بہت تباہ ہو گیا ہوں اور خدا سے دعا کرتا تھا کہ کوئی شفیق تو ایسا دلوا دے کہ جو میری سرپرستی کرے جب آپ سا شخص مجھپر یوں شفقت اور عنایت کرے اور اپنا فرزند قرار دے تو پھر مجھے کیا عذر ہے میں بھی بشوق تمام آپ کی خدمت میں رہونگا اور جب آپ اپنا فرزند مجھے قرار دیتے ہیں تو میں بھی آپ کو مثل پدر مہربان کے تصور کرونگا اور کسی وقت آپ کی اطاعت سے باہر نہ ہونگا یہ کلام سنکر خواجہ سہراب بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ مطمئن رہیے مال دنیا بھی بہت کچھ ہو جائیگا کارخانہ بھی تمہارا درست ہو جائیگا جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب تمہارا ہی ہے یہ باتیں کرتا ہوا خیمے میں آیا اپنے برابر بٹھایا کھانا کھلایا اور رات کو ایک خیمہ نہایت پر تکلف اُنکے لیے خالی کرا دیا نورالدہر اُس خیمے میں جا کر سویا غافل پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یکایک کسی نے آکر نورالدہر کے پاؤں دبانا شروع کیے گھبرا کر آنکھ کھل گئی غور سے جو دیکھتا ہے تو ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین لباس سُرخ نہایت ہی پر تکلف پہنے ہوئے سبزہ رنگ بڑی بڑی آنکھیں جنچی بھویں عمر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتیں مرادوں کے دن + نہایت ہی خوش قطع اور خوش وضع کہ سبزہ رنگ عورت اِس سج دھج کی نورالدہر کی نظر سے بھی نہ گذری ہوگی بلکہ کبھی عالم خواب میں نہ دیکھی ہوگی پائنتی بیٹھی ہوئی پاؤں داب رہی ہے یہ رنگ دیکھکر شاہزادہ جلدی سے پاؤں سمیٹ کر اُٹھ بیٹھا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام ہے میرے پاس کیوں آئی اور میرے پاؤں دابنے کی تجھے کیا وجہ ہے یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای باعث زندگانی عاشقاں ای شاہزادۂ عالیشان آپ کو میرے نام و نسب اور یہاں آنے کے باعث اور پاؤں دابنے کے سبب سے کیا مطلب ہے میں جو کوئی ہوں اور

جیسی ہون آپکی خادمہ ہون یہ سنکر نور الدہر اور بھی متوحش ہوا اور کہنے لگا کہ آخر کچھ مفصل حال تو بیان کر کہ اطمینان ہو اُس نازنین نے کہا کہ جب آپ کو اس خادمہ کے استفسار حال پر کمال اصرار ہی تو مین بھی صاف ہی صاف کہے دیتی ہون کہ مین زوجہ ہون خواجہ سہراب کی مین نے جب سے تجھے دیکھا ہی عاشق و دلدادہ ہو گئی ہون پس اگر تو مجھسے موافق ہو جائیگا اور میرا کام دل بر لائیگا تو مین خواجہ سہراب کو زہر دلوا کر مار ڈالونگی اور جتنا مال و اسباب خواجہ سہراب کا ہی اُس سب کا تجھکو مالک کر دونگی نور الدہر نے جو یہ کلمہ سنا آگ بگولا ہو گیا کہا کہ او مردار کیا واہیات اور لاطائل و مزخرفات بکتی ہی دور ہو سامنے سے ورنہ ایک ایسی لات ارونگا کہ دم تیرا نکل جائیگا او لکاتہ مین نمک حرامی کرون جو شخص میرے ساتھ ایسی عنایت کرے مین اُسکے ساتھ ایسی نالائق حرکت کرون اور یہ برتاؤ کرون اُسنے تو مجھکو اپنا فرزند کیا ہی اور مین اُسے اپنا باپ کہ چکا ہون اور تو مجھسے یہ سوال کرتی ہی دور ہو میرے سامنے سے مجھسے تیرا کام دل ہرگز پورا نہ ہوگا وہ نازنین نور الدہر کے قدمون پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ از برائے خدا مجھپر رحم کر کہ میری جان ہی نکلی جاتی ہی اگر تو میری جانب نہ متوجہ ہوگا اور میرا کام دل نہ بر لائیگا تو مین ضرور ہلاک ہو جاؤنگی یہ سنکر نور الدہر نے جھنجلا کر جو ایک اُلٹا ہاتھ اُسکے مُنہ پر مارا تو اُسکے ہونٹھ پھٹ کر خون نکل آیا اور دانت حلق مین جا پڑے اور مُنہ سے خون تھوکنے لگی اور روتی ہوئی اور نالہ و بُکا کرتی ہوئی نور الدہر کے سامنے سے بھاگی جب وہ چلی گئی تو یہ غافل شعبدہ بازی فلک کج رفتار و گنبد دوار بیہوش و غافل ہو کر سو رہا اور یہ مکارہ جو نور الدہر کے پاس سے آئی تو اپنے دل مین سوچنے لگی کہ ای بیشرمین خواجہ سہراب جو تجھکو اس حال تباہ و پریشان سے دیکھیگا اور تیرا احال پوچھیگا تو کیا جواب دیگی اور کیا بتائیگی اور وہ جوان خواجہ سہراب سے ضرور اس حال کو بیان کریگا پس اگر تونے کوئی بات بنا کر کہدی تو اُس سے کیا فائدہ ہوگا جو اُسکی بات کا یقین آئیگا وہ ہرگز تیری بات کا اعتماد نہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ تو پہلے ہی سے اُسکو رسوا کردے اور اپنی جان بچا ورنہ یہ بیل منڈھے چڑھتے معلوم نہین ہوتی اور اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین نظر آتی اور نہین تو اُسکی محبت و الفت مین تڑپیگی اور اپنی جان زار کو ہلاک کریگی اور وہ تجھے مرکر بھی نہ دیکھیگا ہی تیرا تو یہ حال ہوگا اور وہ عیش و آرام کریگا یہ خیال بد مآل اپنے دل مین ٹھہرا کر اُسی وقت بال اپنے سر کے نوچ ڈالے سارے کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور خواجہ کی خوابگاہ مین آئی اور آتے ہی بعجلت تمام خواجہ کو بیدار کیا اور اپنا حال زار دکھایا خواجہ نے گھبرا کر پوچھا کہ ارے کمبخت جلد بیان کر یہ کیا حال ہی تیرا ارے جلد بیان کر کہ یہ کیا سانحہ ہوا یہ سنکر وہ پھوٹ پھوٹ کے رو کر کہنے لگی کہ واہ واہ تیرا ہی تو یہ سب کرشمہ ہی خوب موٹا تازہ مسٹنڈا فرزند پیدا کیا ہی کہ اُسنے پہلے بھی یہ متھا پھیری کی دو پہر رات گئے میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ مین تیرے اوپر عاشق ہوا ہون مجھسے برا کام کروا ورنہ مین ابھی جان دیدونگا ای خواجہ سہراب مین اپنی عزت بچا کر بھاگی اور راہ مین گر پڑی یہ سنکر خواجہ سہراب آگ ہو گیا اور فوراً خیال کیا کہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو پھر سوچا کہ جانے بھی دو اسکو خدا ہی پر چھوڑ دو وہی اس سے سمجھ لیگا یہ سوچ کر خواجہ مع لشکر وہاں سے کوچ کرکے چلا گیا اور نور الدہر کو وہین سوتا چھوڑا صبح کو جو نور الدہر کی آنکھ کھلی تو وہان کسی کو نہ پایا صحرائے لق و دق اور وادی بے کنار کے سوا کچھ نہ نظر آیا نہ کوئی مونس نہ یار نہ ہمدم نہ غمگسار بہت حیران ہوا کہ کیا سانحہ تھا ساتھ ہی اسکے یہ خیال گذرا کہ یہ اُسی مکارہ کا کام ہی وہی خواجہ کو ورغلا کر لیگئی ای نور الدہر یہ تو عورت ایسی معلوم ہوتی ہی کہ اُس مرد سادہ دل کو قتل کروائیگی خیر تجھے اس سے کیا بحث ہی جیسا تیرے ساتھ کیا خدا اُسے پائیگی یہ کہکر وہانسے اُٹھا اور ایک طرف کو روانہ ہوا اگر سُم مرکب کا نشان دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا مقام بہت دل آویز تھا ٹھہر گیا کہ آواز گریہ و بُکا کی کان مین آئی حیران ہوا کہ اس صحرا مین یہ کسکی صدا آرہی ہی چند قدم آگے بڑھا پھر ویسی ہی آواز آئی اپنے دل مین کہنے لگا کہ پروردگار تونے مجھکو کس عذاب مین گرفتار کردیا جلد کوئی مددگار بھیج کہ مجھکو نجات دے نور الدہر اور قریب آیا دیکھا کہ خواجہ سہراب درخت سے بندھا ہوا ہی اور لوگ اُسکے کچھ تڑپ رہے ہین اور کچھ لوگ مردہ پڑے ہین نور الدہر نے سلام کیا اور ہنسکر کہا کہ ای خواجہ تمنے بدی کا عوض دیکھا اُس فاحشہ کے کہنے پر عمل کیا اور اس گت کو پہونچے خواجہ سہراب نے کہا کہ بیشک کہ تم بدنگاہ ہو تمنے میری ناموس پر بدنگاہ ڈالی نور الدہر بولا کہ ہم اُن لوگون مین نہین ہین کہ جو بدنگاہی کرین وہ مکارہ خود میرے پاس آئی تھی اور کہتی تھی کہ تجھپر عاشق ہون خواجہ کو زہر دیکر مار ڈالونگی تجھے مالک و مختار کرونگی

ہین نے یہ سنکر اُسے جھڑکا بلکہ اُلٹا ہاتھ مارا کہ ہونٹھ اُسکا پھٹ گیا اُسنے ہنستے جاکر اور طرح سے لگایا ہم اولاد صاحبقران ہین ہمسے خیانت پر آ
ناموس ہین نہین ہوتی خواجہ نے کہا کہ سچ ہی مین اُس مردار کے کہنے سے آپ کو وہان چھوڑ آیا تھا نور الدہر نے کہا خیر اب یہ بتاؤ کہ جنھون نے تمھین لوٹا
وہ لوگ کدھر گئے خواجہ نے کہا کہ آپ کیون پوچھتے ہین نور الدہر نے کہا کہ مین اُنسے تمھارا مال و اسباب دلوا دونگا اور اُنکو سزا دونگا خواجہ نے
کہا کہ ہم اپنے اسباب سے در گذرے ہمارے آدمیون کو ڈھونڈھکر ہمکو یہانسے چھڑا دیجیے نور الدہر نے کہا کہ تم اُنکا پتا دو کس طرف سے آئے تھے
خواجہ نے کہا کہ آپ کیا کہتے ہین مین آپ کو نہین سمجھونگا نور الدہر نے کہا سہراب مجھکو تو جانتا نہین ہے کہ مین کون ہون نبیرۂ حمزۂ صاحبقران
نور الدہر بن بدیع الزمان ہون مجھے اور ایرج سے پل کفیل پر گزر چلے تھے پل ٹوٹ کر ہم دونون گرے مین ادھر نکل آیا ایرج کا حال
معلوم نہین کہ کہان نکلا مین اُن قزاقون کو مار کر تمھین رہا کر دونگا خواجہ جب تک جواب دیوے ہی دیوے کہ ایک شخص بول اُٹھا کہ مجھسے سنیے یہان سے
نزدیک ایک قلعہ ہے کیوانیہ اور دو بھائی اُسمین رہتے ہین ایک کا نام ہراکون دزد اور دوسرے کا نام کیوان دزد بارہ ہزار قزاق انکے
ساتھ ہین قافلے کے قافلے لوٹ لیتے ہین کوئی اُنپر غالب نہین ہوا آپ ایسے ہی بہادر ہین تو جاکر لڑیے نور الدہر نے یہ سنکر خواجہ کو تو اُسکے
ہمراہیون سمیت درخت سے کھولدیا اور آپ قلعہ کی طرف روانہ ہوا یہان اکوان و کیوان مال و اسباب خواجہ کا لیکر آئے ہین کرسیون
پر بیٹھے ہوئے مال و اسباب کی تقسیم مین مصروف ہین کہ نور الدہر سامنے سے دکھائی دیا ایک قزاق نے جو دیکھا کہ ایک نوجوان نہایت حسین
ہزارون روپیہ کا اسباب لاکھون روپیہ کا جواہر پہنے چلا آتا ہے پکارے میان آج اچھے شخص کا مُنھ دیکھا تھا کہ صبح کو قافلہ سوداگر کا
لوٹا اسوقت سونے کی چڑیا نظر آئی ہے اور اِسکا گھوڑا بھی کیا گھوڑا ہے اکوان و کیوان نے نظر کر دیکھا اور کہا کہ ہان اسے مارو نہین گھوڑا اور اسباب
اس سے لیلو اور اسے چھوڑ دو کہ چلا جاوے ایک دو حرامی گھوڑون پر چڑھکر چلے اور آواز دی کہ ای عزیز ٹھہرا رہ نور الدہر بولا کہ کیا
کہتے ہو مین کہین بھاگا نہین جاتا ہون وہ دونون قزاق قریب شاہزادے کے آئے اور کہا کہ ہمارے مالک نے تمپر رحم کھا کر کہا ہے کہ جاؤ اُس
جوان کا گھوڑا اور اسباب لے آؤ اور اُسے زندہ چھوڑ دو تو بہتر ہے بس تم جو زندگی اپنی چاہتے ہو تو ہمین گھوڑا ہتھیار دیدو اور جدھر جی چاہے
چلے جاؤ نور الدہر نے کہا کہ تمھارے مالک نے بہت جھک مارا ہے سپاہی کے سر کے ساتھ گھوڑا اور ہتھیار ہین کسکی طاقت ہے کہ مجھسے لے سکے
اور مین تو تمھارے افسرون کو مارنے آیا ہون یہ سنکر وہ آگ بگولا ہوگئے اور پکار کر کہا کہ ای اکوان یہ سہل مین نہین دیتا معلوم ہوتا ہے
وہانسے اور قزاقون نے کہا کہ تامل کا ہے کا ہے اسے قتل کرو اور گھوڑا اسباب لے آؤ وہ دونون برچھے ترچھے کرکے ہانپا اُس طرف سے دوڑے
اور نور الدہر پر مارے شاہزادے نے نیزے دونون کے چھین لیے اُن دونون نے تلوارین اُرین نور الدہر نے تلوارین اُنکی چھینکر
پیر ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور دونون کو ٹکرایا کہ بھیجے شق ہوگئے ہاتھ سے پھینک دیا وہ دونون مردۂ صد سالہ تھے اکوان اور کیوان دزد
نے دیکھا کہ دو رفیق مارے گئے ایکی مرتبہ سو حرامیون کو بھیجا کہ جاکے اسکو پکڑ لاؤ یا سر کاٹ لاؤ یہانسے یہ سب قزاق دوڑے اور آکر
نور الدہر کو گھیرا اور کہا کہ او اجل رسیدہ تو نے غضب کیا کہ ہمارے دونون بھائیون کو مار لیا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب بھی گھوڑا اور ہتھیار دیدے
اور جدھر تیرا جی چاہے اُدھر چلا جا نور الدہر نے کہا او تیرہ روزگارو مین تم سب کو مار ڈالونگا اور تلوار کھینچکر اُنپر گرا ایکی جو تلوار چلی تو ایک
طرفۃ العین مین دس بیس کو زخمی کیا باقی بدحواس ہوکے بھاگ گئے اکوان اور کیوان نے جو یہ حال دیکھا خود سوار ہوئے بارہ ہزار قزاقون
کو ساتھ لیکر نور الدہر پر آگرے نور الدہر لڑتے لڑتے برابر اکوان و کیوان کے پہونچا اور للکارا کہ او نامردو تم کہان جاتے ہو میرے
ہاتھ سے اکوان و کیوان نے جب نور الدہر کو آتے دیکھا دونون کے ہاتھ مین تلوارین کھنچی ہوئی تھین شاہزادہ نور الدہر پر مارین لیکن نور الدہر
نے ایک کی تلوار داہنے ہاتھ سے چھین لی اور دوسرے کی بائین ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر دونون کو دونون ہاتھون سے
اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا وہ بیہوش و مدہوش ہوگئے اور پھر تلوار کھینچکر قزاقون پر گرا لاشون پر لاشین گرادی قزاق سامنے سے بھاگے
اور اکوان اور کیوان بیہوش پڑے ہوئے تھے اتفاقات روزگار وہ سوداگر کہ جن کو اُنھون نے لوٹا تھا وہ بھی پیچھے پیچھے تماشا دیکھنے کو
آئے تھے قزاقون کو جو دیکھا کہ شاہزادے سے مغلوب ہوئے یہ بھی قزاقون پر آگرے اور پتھر مارنا شروع کیے اور پکارے کہ او نالائق

تمنے ہمارا مال واسباب لوٹا ہی اب ہم تمکو کب زندہ چھوڑتے ہین اُدھر شاہزادہ نورالدہر اکوان وکیوان کو ہوش مین لایا اور صورت اپنی دکھا دی
تم دین اسلام مین آؤ ورنہ تمکو زندہ نہ چھوڑونگا ان دونون نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای شہریار جب تک جیتے ہین کبھی غلامی سے آپنے ہمکو جلا لیا
نہ موڑینگے ہمنے لعنت کی لقا پر اور لقا کے پرستارون پر جو کوئی آپکے دین مین آے کیا کہے شاہزادے نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا دونون کلمہ پڑھا اللہ
از سر صدق مسلمان ہوئے اور اپنے ساتھ والون کو بھی مسلمان کیا اب نورالدہر نے سوداگرون کو منع کیا کہ نہ لڑو اور کہا کہ اگر ایسے ہی مرد تھے
تو پہلے قزاقون سے نہ لڑے سوداگرون نے جواب دیا ای شہریار آپکی پشت و پناہی سے مضبوط ہوئے اور نہین تو ہمسے کیا ہو سکتا تھا آپنے
ہمکو دلاور کیا غرض اکوان وکیوان اپنے قلعہ مین شاہزادے کو لیکر آئے دعوت کی شاہزادہ نورالدہر نے سب مال خواجہ سہراب کا
اکوان وکیوان سے خواجہ سہراب کو دلوایا اور کہا کہ اب تم جاؤ خواجہ سہراب نے کہا کہ اب مین اُس لکاتہ کو قتل کرونگا یہ کہکر اُسے
وہین بلا کر قتل کیا بعد اُسکے خواجہ سہراب نورالدہر سے رخصت ہوکر چلا گیا بعد اُسکے نورالدہر رخصت ہوا اکوان وکیوان نے کہا شہریار
ہم آپکے ہمراہ رکاب ہین آپ جہان چلیے وہان ہمین بھی لیچلیے نورالدہر بولا کہ اب تم قزاقی سے توبہ کرو اور یہین رہو مین تنہا یہان سے
جاؤنگا یہ کہکر یکہ و تنہا ایک سمت کو روانہ ہوا جاتے جاتے ایک درخت چنار پاس پہونچا ایک شخص کو دیکھا کہ اُس درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہی
اور کبھی روتا ہی کبھی ہنستا ہی کبھی اُٹھکر ناچنے لگتا ہی نورالدہر حیران ہوا کہ کیا اس شخص کو سودا ہوا ہی نزدیک اُسکے جاکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور
کہا کہ ای عزیز تجھے کیا ہوا ہی کہ کبھی روتا ہی اور کبھی ہنستا ہی اُسنے ایک آہ سرد کھینچی اور روکر کہا کہ شہریار اس قصہ مین کیا بتاؤن تجھے کون
خستہ تن ہون مین + غریب و بیکس و بے یار و بے وطن ہون مین + گرفتہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + اس موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون +
آپ میرا حال کیا پوچھتے ہین مصیبت زدہ بیچارہ خراب حال خانمان آوارہ شاہزادے نے کہا کہ جو کچھ ہو بیان کرو وہ بولا مین سوداگر بچہ
ہون قلعہ قمر بخش ایک مقام ہی وہانکے بادشاہ کا کیوان فلک رفعت نام ہی اُسکی بیٹی ہی کہ جسے ملکہ قمر چہر کہتے ہین اسپر عاشق ہون لیکن
اُسے ایک دیو اُٹھا لیگیا ہی اور ہفت منظر سلیمانی پر لیجا کے رکھا ہی اور وہ قصر عین دریا مین ہی وہ دیو سیکڑون شاہزادیون اور
وزیر زادیون کو اُٹھا لایا ہی وہ بھی ہر وقت ملکہ کی خدمت مین حاضر رہتی ہین اور ملکہ اُس قصر پر بیٹھی رہتی ہی اور ہزارہا عاشق اسیر دام
گیسوے پرشکن دریا کنارے جمع رہتے ہین جب دیو ہر شکار چلا جاتا ہی تو ملکہ سامنے آکر عشاق کو صورت دکھاتی ہی عاشقون مین جان
تازہ آتی ہی ملکہ قمر چہر کے باپ نے مصورون کو بلاکر تصویرین ملکہ کی کھنچوا کر شہرون شہرون بھجوادی ہین کہ شاید کوئی عاشق ہوکر آے اور
دیو کو مار کر ملکہ کو اُسکے پنجے سے چھڑاے چنانچہ اُسی تصویرون مین سے ایک تصویر میرے بھی ہاتھ لگی ہی کہ مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوا اور
ہفت منظر سلیمانی پر گیا ملکہ سامنے بیٹھی ہی ایک نظر اُسے دیکھ تو لیا مگر دیو کو جو دیکھا میری جان نکل گئی کہ ایسا نہ ہو یہ دیو کسی دن کھا جاے
بس دیو کے ڈر سے دیو عشق اُتر گیا وہانسے بھاگا مال و اسباب سب برباد ہوا اب فقیر بنا ہوا ہون اور ملکہ کی تصویر پاس ہی اُسے دیکھ لیتا ہون
دل کو اپنے تسکین دیتا ہون اور روتا ہون اور ہنستا ہون اپنی حالت پر کہ یا تو مین سوداگر تھا اور ہر چیز میرے واسطے مہیا تھی یا اب یہ حالت
ہی کہ فقیر ہون کوئی چیز پاس نہین اور اُسپر بھی جسکے واسطے فقیر ہوا ہون اُس سے جدا ہون شعر گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر
کے رہے نہ اُدھر کے رہے + نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + ای شہریار کہین ٹھکانا میرا نہین ہی کدھر جاؤن
نورالدہر نے نام جو ملکہ قمر چہر کا سنا محبت پیدا ہوئی کہ شعر تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + اور کہا ای عزیز
وہ تصویر ذرا مین بھی دیکھون مجھے تو دے اُسنے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ بھی عاشق ہو جائین اور میرے رقیب بنین نورالدہر بولا کہ ای عزیز عجیب
سمجھ ہی تیری تو آپ ہی اپنے منھ سے کہتا ہی کہ ہزارون آدمی اُسے دیکھنے آتے ہین اور تصویر اُسکی شہر بشہر پھر رہی ہی پھر اب مین بھی دیکھ لونگا تو کیا
ہوگا ایک نگاہ تو مجھے دکھا دے اُسنے کہا کہ خیر آپ کے ہاتھ مین تصویر نہ دونگا دور سے ملاحظہ فرمالیجیے نورالدہر نے کہا اچھا اُسنے
تصویر بغل سے نکالی اور شاہزادے کو دکھائی نورالدہر کی نگاہ جو اُس تصویر پر پڑی خود مثل تصویر ہو گیا اور کانپ کر گر پڑا اشعار

ادھر پڑ گئی آنکھ اُسپر ذرا	اِدھر کھا کے غش شاہزادہ گرا	ہوا صدمہ ایسا دل چاک پر	پڑا دیر تک غش رہا خاک پر

ہمین سنے یہ سنکر [illegible] سا اثر ہو گیا
کہ تصویر کا دل مین گھر ہو گیا

بس شاہزادے کا گرنا تھا کہ فقیر دوڑا اور نور الدہر کو لا کر اپنے بستر پر ناموس مین [illegible] لٹایا پانی کے چھینٹے دینے لگا ساعت بھر کے بعد آنکھ کھلی کہا کہ ای عزیز پھر وہ تصویر مجھے دکھا دے مین تجھے دعا دونگا اُسنے پھر وہ تصویر دکھائی شاہزادہ آہ کرکے گرا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا تو عجب عالم تھا کہ آنکھون سے آنسو جاری دم بدم ولولۂ عشق طاری لب پر آہ حالِ دل تباہ اشعار

یکایک چڑھی دل پہ فوج جنون
علم عقل کے سب ہوئے سرنگون
سرکنے لگا پاس ناموس و ننگ
لگی عشق اور عقل مین ہونے جنگ
تخلخل حواسون نے پیدا کیا
جنون کا علم دل نے برپا کیا

اُس سے کہا ای عزیز یہ تصویر تو مجھے دیدے اُسنے کہا کہ مین اسکے پیچھے فقیر ہو گیا ہون مال و اسباب سب برباد کر چکا ہون نور الدہر نے کہا کہ مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تو دیو کے پنجے سے اُسے چھڑا ئیگا اُسنے کہا کہ دیو کے ڈر سے تو بھاگ آیا ہون نور الدہر نے کہا کہ اگر مال چاہیے ہی تو تجھے اسقدر دونگا کہ پھر تو سوداگر ہو جائیگا اگر عشق سے ایسکے تو دستبردار ہو اور مجھکو اس نازنین کو بخش دے اُسنے کہا کہ آپ ہین کون اپنے حسب و نسب سے تو آگاہ کیجیے شاہزادہ پکارا کہ ای عزیز مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران فرزند شاہزادۂ بدیع الزمان ہون نور الدہر میرا نام ہی اور تمام اپنا حال بیان کیا اُسنے کہا کہ مین غلام ہون خواجہ منصور میرا نام ہی آپ ضرور اُس دیو کو مارینگے یہ تصویر حاضر ہی لیجیے نور الدہر نے تصویر مع [illegible] اور خنجر مرصع [illegible] کمر سے نکال کر دیا کہ اسے لیجا لشکر اسلام مین وہان میرا رفیق ہی طہماس بن عنقوئیل دیو پرور اُسکو دینا اور کہنا کہ آقا تمہارا نور الدہر بن بدیع الزمان ملکہ قمر چہرہ پر عاشق ہو کر ہفت منظر سلیمانی کو گیا طہماس اسقدر مال و اسباب دیگا کہ تو محتاج نہ رہیگا اور لشکر اسلام اقبال شہر فرنگو شیہ [illegible] ہی وہ فقیر خواجہ منصور تو خنجر لیکر روانہ ہوا اور نور الدہر اُس تصویر کو سینے سے لگائے ہوئے راستہ ہفت منظر سلیمانی کا پوچھتا ہوا چلا جاتا ہی عجب عالم ہی کہ جگر مین درد لبون پر آہ سرد شکل صرصر حال ابتر شکل گرد باد خاک بستر جنون کا جوش پاؤن کی خبر نہ سر کا ہوش وہ صحرای لق و دق وادی بیکنار کہ جہان بوئے عمرانات کوسون نہین انسان کیسا تصور انسان بھی میسر نہین ہم تباہی خضر رہنمای گمراہی اب کس سے راہ پوچھے اور کون بتائے کسی جانور سے خطاب کرتا تھا کہ اگر تو ہفت منظر کا راستہ جانتا ہو تو بتا دے اشعار

کوئی جانور جو اُسے ملگیا
قریب اُسکے وہ ماہ کامل گیا
کیا بیخودی مین یہ اُس سے خطاب
مجھے راہ تو ہند بتلا شتاب
بہت مبتلائے مصیبت ہون مین
کہ آوارۂ دشت الفت ہون مین

جب اُس وحشی بے زبان سے کچھ جواب نہ پایا تو ناچار ہو کر درختون سے مخاطب ہو کے یہ زبان پر لایا کہتین کچھ خبر ہی کہ میرا سرو ناز کدھر ہی اشعار

درختون سے کہتا بعجز و نیاز
بتاؤ کہان ہی مرا سرو ناز
کہان ہی وہ قامت برافراختہ
کہان ہی وہ جسکا مین ہون فاختہ
نہ پاتا تھا اُنسے وہ جب کچھ جواب
بہاتا تھا آنسو برنگ سحاب

کبھی یہ عالم تھا کہ اگر کوئی ہرن سامنے سے جاتا ہوا دکھائی دیتا تھا تو یہ اُسکی طرف دوڑتا تھا کہ ذرا ٹھہر جا تیری آنکھین میرے معشوق کی آنکھون سے مشابہ ہین تجھسے پتا اُس آہو چشم کا معلوم ہوگا اشعار کسی جا جو آہو کوئی ملگیا + تو اُس سے کہا تو ٹھہر اک ذرا + ملیگا پتا تجھسے مطلوب کا + کہ نقشا ہی تو چشم محبوب کا + کبھی کوئی پتھر پڑا ہوا دیکھتا تھا تو اُس سے یہ پوچھتا کہ بتا تو سخت زیادہ ہی یا دل میرے معشوق کا اشعار

نظر آگیا کوئی پتھر اگر
تو کہنے لگا اُس سے سر پھوڑ کر
سوال اتنا کرتا ہون مین تیرہ بخت
کہ تو سخت ہی یا دل یار سخت
اگر تو کہے مین کڑا ہون کمال
تو ہرگز نہ مانونگا مین خستہ حال
ابھی مین جو تجھسے محبت کرون
ابھی جو تری سمت رغبت کرون
ترا سب کڑا پن دکھا دون تجھے
جو اک نالہ کھینچون بہا دون تجھے
کڑا اُسکا دل تجھسے کیونکر نہین
مرادہیان اُسے خاک تیرا نہین

کبھی یہ کہتا تھا میرا پیام پہونچا دے اشعار
لگا ہے سر راہ باد رورو
دیتا تھا پیام یہ صبا کو
کہ ای باد صبا سوئے دلارام
پہونچا دے یہ غمزدے کا پیغام
ای چشم و چراغ جان عاشق
دی تو گل بوستان عاشق
جس دم سے ہوئی تری جدائی
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
کھویا سا گیا ہون جستجو مین
آوارہ ہون تیری آرزو مین
گھر بار تمام مجھسے چھوٹا
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
بے گھر مین ہوا ہون اپنے گھر سے
بیزار ہون مادر و پدر سے
ہر چند کہ قابل جفا ئیم
رحم آر کہ بندۂ خستہ ایم

کبھی گھبراتا تھا اور کہتا تھا شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے + کسے زبیکسی ما نمیبرد خبرے +

کبھی تصور محبوب میں آہ جگر سوز بھرتا تھا اور پکارتا تھا کہ ای یار جانی و ای مایہ زندگانی اب تو دیدۂ دیدار طلب کو صورت اپنی دکھا دے اور گوش مشتاق کو آواز سنا دے کبھی یہ خیال آجاتا تھا کہ معشوق چلا آتا ہے آنکھین فرش راہ کرنے لگتا تھا اور کہتا تھا کہ آئیے آپ نے مجھکو جلا لیا مین فقط صورت دیکھنے کا عاشق ہون ایک مرتبہ آپ روز صورت دکھا جایا کیجیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ❊ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ❊ جب وہ تصویر خیالی سامنے سے غائب ہوجاتی تھی تو نعرہ کرکے شکایت کرتا تھا کہ ہاے وہ آیا تھا خفا ہو کر چلا گیا القصہ دیوانہ وار وحشی مثال سر پٹکتا ہوا جو دل مین آتا تھا بکتا ہوا مرحلہ پیمائی مین مصروف تھا تلووں سے خون کے فوارے جاری نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کا خیال ہے دیدار یار کا بھوکا تشنۂ شربت وصال سے مست جب زیادہ گرسنگی بیقرار کرتی تھی تو کچھ پھل جنگلی کھا لیتا تھا اور پانی کسی چشمہ مین سے پی لیتا تھا جاتے جاتے قریب شہر تحت الشعاع کے پہونچا ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور یاد معشوق مین یہ شعر عاشقانہ پڑھنے لگا شعر یا منم ناصبور را پیش خود از وفا طلب ❊ یا تو کہ پاک دامنی صبر من از خدا طلب ❊ قضاے کار اتفاقات روزگار بادشاہ شہر تحت الشعاع کا خسرو زرین ترکش نے رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک تخت نورانی آسمان سے اترا اسپر ایک مرد پیر باریش سفید نمایان ہوا اور سرہانے آکر اترا خسرو نے سلام کیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اُس مرد پیر نے فرمایا کہ ای خسرو زندگی مین تجھکو اختیار ہے بعد مرگ کچھ نہ ہوسکیگا جہنم مین جائیگا اور جو مسلمان ہوگا تو بہشت مین جگہ ملیگی اُسنے کہا کہ آپ کون ہین نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ کیجیے فرمایا مجھکو ابراہیم خلیل اللہ کہتے ہین خسرو نے کہا کہ یا حضرت دوزخ و بہشت دکھا دیجیے حضرت نے بایان ہاتھ اُٹھایا کہ دیکھ خسرو کو شعلہ ہاے آتش سر بفلک کشیدہ معلوم ہوئے اور دیکھا کہ سیاہ فام کریہ منظر آدمی گرز گران سنگ کاندھون پر رکھے ہوئے چمڑے کے لباس پہنے ہوئے آنکھین انکی لال لال لوگون پر گرز مارتے ہین اور عذاب کر رہے ہین آواز توبہ اور استغفار کی بلند ہے خسرو یہ دیکھکر کانپنے لگا پسینا آگیا اور حضرت سے عرض کیا کہ بہشت بھی مجھے دکھا دیجیے حضرت نے دہنا ہاتھ اُٹھایا اور فرمایا دیکھ خسرو کو ایک باغ سرسبز و شاداب نظر آیا اور [illegible] دکھلائی دیے ہواے خوش چلی آتی ہے درخت میوہ دار لگے ہوئے ہین جو میوہ کھانے کا ارادہ کرتا ہے شاخ درخت جھک جاتی ہے اور میوہ منھ سے لگ جاتا ہے وہ توڑ کے کھا لیتا ہے بس یہ دیکھکر خوش ہوا عرض کیا کہ یا حضرت مین نے لعنت کی لقا پر اور تمام ادیان باطلہ پر حضرت نے کلمہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اگرچہ حضرت ... القدس ... ہو اسے حضرت نے فرمایا ای خسرو ہمارا فرزند نبیرۂ حمزہ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان ملکہ مہر چہر پر عاشق ہوکر لباس فقیرانہ پہنے ہوئے تیرے شہر کے آیا ہے تو اُسے جاکر دیکھ اپنا آقا جان خدمت اسکی کر اپنے شہر مین اُسے لا طریقۂ اسلام وہ سب تجھے بتلائیگا اور اُسکی خدمت سے نور شہر اعلی کو پہونچیگا صبح کو تو جا تجھسے ملاقات ہوگی بس یہ خواب دیکھکر اُٹھا پسینے سے بستر تر ہو رہا تھا جلدی سے اُٹھا منھ دھویا اور بنا نوران صید گیر ساتھ لیکر سوار ہوا صحرا کو چلا صید و شکار مین مصروف ہوا تلاش نور الدہر کو ڈھونڈھنے لگا جب قریب پہونچا کہ جہان نور الدہر تھا آواز آئی کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہے کہ مین معشوق کو اپنے ڈھونڈھتا ہوا اور وہ مجھکو نہین ملتا اور ہاے موت بھی نہین آتی کہ اس عذاب الیم سے نجات پاؤن شعر موت کو موت آگئی اسکو بھلا مین کیا کرون زندگی اب گلے پڑی اسکی دوا مین کیا کرون خسرو اُسی آواز پر آیا دیکھا کہ جوان باطلعت مہر صورت کہ چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہے آثار سروری جبین سے ہویدا ہین ساطع و لامع ہین فقیر بنا بیٹھا ہوا ہے دونون آنکھون سے آنسو جاری ہین رنگت زرد لب پر آہ سرد خسرو سمجھا کہ یہی نور الدہر ہے قریب جاکر سلام کیا اور کہا کہ حال اپنا بیان کیجیے کہ آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے سرو کس بوستان کے ہین شاہزادہ نے کہا کہ کیا میرا حال تو پوچھتا ہے مین ایک غریب کی نگاہ مین حقیر عشق نے مجھکو تباہ کیا نہین تو ایک ایک ملازم میرا بادشاہ ذیجاہ ہوا اسنے کہا کہ مین آپکو جانتا ہون نام آپکا نور الدہر بن بدیع الزمان ہے مین آپ کی تلاش مین نکلا تھا مجھکو حضرت ابراہیم نے خواب مین آگاہ کیا ہے مین اسلام لایا ہون مجھکو طریقہ دین اسلام کا تعلیم فرمایئے شہر کو چلکر اسلام آباد کیجیے نور الدہر نے کہا کہ ای عزیز مین حقیقت مین نور الدہر ہون مگر تیرہ بخت عاشق نے ہوش و حواس میرے بجا نہین رکھے اگر تجھکو مجھسے محبت ہے تو تیرا ایسا سلوک یہ ہے کہ کوے یار کا پتا بتادے کہ منزل مقصود مین پہونچا دے خسرو نے عرض کیا کہ شہر یار جسپر آپ عاشق ہین باپ اُسکا کیوان فلک رفعت میرا خراج گذار ہے مین آپکو وہان لیجاونگا

اور بہت آبرو سے آپکو کیوان سے ملاؤنگا نور الدہر یہ کلمہ سنکر خوش ہوا اور کہا اچھا چلو مجھے ہفت منظر سلیمانی پر پہونچاؤ خسرو نے کہا کہ آپ سوار ہوکر چلیے نور الدہر بولا کہ فقیر کو سواری سے کیا غرض خسرو نے کہا کہ مین اس ذلت سے آپکو ہفت منظر پر نہ لیچلونگا آپ اپنے ہوش و حواس بجا کرین سوار ہون تو مین آپکو ہفت منظر مین پہونچاؤن نور الدہر ناچار ہوکر مرکب پر سوار ہوکر خسرو کے ساتھ روانہ ہوا خسرو شاہزادے کو شہر مین لایا حمام کروایا لباس پہنایا دعوت و ضیافت کی نور الدہر نے پوچھا کہ اے خسرو ہفت منظر یہان سے کتنی دور ہے اُسنے کہا کہ سات فرسنگ ہے اور بعضے دس فرسنگ کہتے ہین شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے جلد وہان پہونچا خسرو نے کہا کہ مین غلام ہون دو ایک روز ٹھہریے مین آپکو لیے چلتا ہون نور الدہر بولا کہ تم ایک راہبر میرے ساتھ کردو خود ساتھ نہ چلو مجھکو کچھ شان و شوکت سے جانا منظور نہین ہے خسرو نے عرض کیا کہ مین تنہا آپ کے ساتھ چلونگا شاہزادے نے فرمایا مین تمھین ساتھ نہ لیجاؤنگا مین اکیلا جاؤنگا خسرو نے کہا کہ جس طرح مرضی آپکی غرض ایک نامہ کیوان فلک رفعت کو لکھا کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے کیوان فلک رفعت آگاہ ہو کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران جوان وجیہ و شکیل فہمیدہ و سنجیدہ عاقل و دانا بہادر بے نظیر یگانہ آفاق تمھاری بیٹی کے عشق مین دیوانہ ہوکر نکلا ہے اور تمھارے پاس آتا ہے تم اپنی سعادت و افتخار سمجھ کر لازم ہے اُسکی کرنا بڑا الغیب تمھارا تھا کہ ایسے عالی نسب کے ساتھ تمھاری دختر منسوب ہوا اور وہ ایسے ہی شہریار کے قابل و لازم ہے جسوقت شاہزادہ وہان پہونچے بیٹی کو اپنی شاہزادے کے ساتھ منسوب کرنا اور جہیز ہم اُسکو دینگے یہ نامہ ایلچی کو دیکر روانہ کیا بعد اُسکے نور الدہر کو خلعت فاخرہ پہنا کر مرکب پر سوار کرکے روانہ کیا اور بارہ ہزار سوار شاہزادے کے پیچھے روانہ کیے اُنسے کہدیا کہ تم دور دور شاہزادے کے تعاقب مین چلے جانا اپنی صورت نہ دکھانا اس طرح سے شاہزادہ چلا لیکن ایلچی نے نامہ جاکر کیوان فلک رفعت کو دیا وہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ایلچی کو خلعت دیکر رخصت کیا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ شاہزادہ نور الدہر آپہونچا کیوان فلک رفعت سامنے آیا گھوڑے سے اُترکر سلام کیا کیوان بھی پیادہ ہوکر دوڑکر شاہزادے سے بغلگیر ہوا اور شاہزادے کو اپنے ساتھ لیکر داخل شہر ہوا در شہر سے ایوان بادشاہی تک پا انداز ڈلوایا کشتیان جواہر کی نثار ہونے لگین شاہزادے نے دیکھا شہر آباد ہے ہر طرف خلقت کی آمد و رفت ہے عجیب رونق ہے دوکان اور کوچے بنے ہوئے ہین اور ہر کان اور ہر کوچے مین تصویر ملکہ قمر چہر کی لگی ہوئی ہے نور الدہر ہر جگہ کھڑا ہوجاتا تھا گھڑیون تصویر کو دیکھا کرتا تھا اور وہ تصویر جو اُس فقیر یعنی خواجہ منظور سے لی تھی وہ ہر وقت سینے پر تھی شعر سینے پہ ہر وقت تھی تصویر یار۔ دل سے جب جاتا اُٹھائی دیکھ لی وہ تصویر کو دیکھتا تھا اور روتا تھا لوگ شاہزادے کے حُسن و جمال کی تعریفین کرتے تھے بلکہ جہان نور الدہر کھڑا ہوجاتا تھا آدمیون کا ہجوم ہوجاتا تھا کہ دیوانے دیکھکر اُسے ہوشیار و دانشمند ہوجاتے تھے جدھر ہوکر نکلتا تھا وہ رستے بند ہوجاتے تھے چہار طرف کو غلغلہ تھا کہ یہی نبیرہ صاحبقران یہی نور الدہر ہے عاشق ملکہ قمر چہر کا ہے ہر طرف سے اُنگلی اُٹھ رہی تھی مثل ہلال انگشت نما تھا القصہ شاہزادہ تمام شہر کو دیکھتا ہوا ایوان بادشاہی مین پہونچا کیوان تخت پر بیٹھا نور الدہر ذیل پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی حال اپنا نور الدہر نے تمام و کمال بیان کیا اور کہا کہ اے کیوان اب مجھے تم ہفت منظر پر لیچلو اُسنے کہا کہ کل مین لیچلونگا اور اُسی وقت وزیر کیوان کا کشتیان اسباب کی لیکر آیا تبخ خوشبو شاہزادے کی چھاتی پر مارا سب مین مشہور ہوا کہ کیوان فلک رفعت نے ملکہ قمر چہر کو نور الدہر کے ساتھ منسوب کیا مبارک و سلامت کی آواز چہار طرف سے بلند تھی تین دن وہ صحبت رہی چوتھے دن نور الدہر کو سوار کرکے ہفت منظر سلیمانی پر لایا شاہزادے نے دیکھا کہ دریا سوج زن خارا سنج آفت خیز ہے بار ایک ایک موج اُسکی مثل کوہ اُٹھ رہی ہے درمیان مین ایک عمارت فلک اقتدار جواہر نگار بنی ہوئی ہے سات درجے کی پہلا درجہ الماس کا دوسرا درجہ زبرجد کا تیسرا نیلم کا چوتھا پکھراج زمرد کا پانچوان درجہ یاقوت سرخ کا چھٹا درجہ صندلی رنگ کا ساتوان درجہ حدید کا اور ہر درجہ مرصع کار الواع طرح کا جواہر جڑا ہوا کبھی ایسا قصر چشم فلک نے بھی دیکھا تھا اشعار

تھا بلند ایک قصر نادر کار
سقف نقاش چین اگر دیکھیں

لگے جواہر کے سب در و دیوار
دنگ ہوں آنکھیں چھت کو لگ جائیں

طاق کسریٰ سے اوج مین وہ چند
مشرق آفتاب تھا وہ مکان

قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند
پھیری تھی صبح کی سفیدی وہان

کنارے دریا کے دیکھا کہ صدہا آدمی باحال پریشان مثل ابر گریان مانند برق تپان بیٹھے قصر کی طرف دیکھ رہے ہین آہ سرد کھینچتے ہین شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہین کوئی کہہ رہا ہی شعر حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے + جب نظر تجھ پہ نہ دیکھا کبھی ڈرتے ڈرتے + کوئی پکار رہا ہی شعر نگہ بجانب من ہرگزا حیا نہ کنی + حیا کنی ز من و شرم از خدا نہ کنی + اور بعضے چھتری کے سایے تلے بیٹھے ہین بعضون نے کمل تان لیا ہی بعضون نے زمین کو کھود کر اُس مین مسکن اختیار کیا ہی گویا زندہ درگور ہین کوئی شاخ درخت ہاتھ مین لیے ہوئے اُس سرو قد کی الفت مین فاختہ وار نعرہ زن تھا اشعار پڑھ رہا تھا شاخ درخت کے اوپر + پاؤن پر پاؤن سوے چرخ نظر + لو اُسی کی طرف لگائے ہوئے + تیر الفت جگر پہ کھائے ہوئے + کسی کا یہ عالم تھا کہ مٹی بدن پر جمی ہوئی طیور سر پر بیٹھے ہوئے کاندھون پہ جانور بیٹھے ہوئے تھے کوئی کہہ رہا ہی کہ اب معشوق کے آنے کا وقت قریب ہی دیو قلیاس شکار کو جائیگا تو وہ ادھر آئیگا یہ جو کیفیت نور الدہر نے دیکھی اپنے دل مین کہا کہ جو عاشق ہی وہ فقیر بنا بیٹھا ہی تجھے کیا آرام ہی کہ لباس شاہانہ پہن کر بیٹھے اُسی وقت گھوڑے کو چھوڑ دیا ایک فقیر کو دیکھا کہ خرقہ پہنے ہوئے کلاہ نمد سر پر تسمہ باندھے ہوئے چلا آتا ہی اُس سے کہا کہ یہ اپنا لباس مجھے دے اور میرا لباس تو لے اُس فقیر نے عرض کیا کہ جامہ حاضر ہی آپ پہنیے نور الدہر نے دلق فقیری پہنا لوگون نے جلدی سے ایک تکیہ بنایا اُسپر آ کر بیٹھا لیکن مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار جزیرہ نارون سے جو بھاگ کر نکلا آتے آتے ایک دامن کوہ مین قریب ہفت منظر کے آ کر اپنے حال زار پر نالان و بیقرار افتان و خیزان و بیاضطرار آ کر بیٹھا اور سر جھکائے ہوئے انتہاے فکر و تردد مین بیٹھا ہوا تھا کہ اب مین کدھر جاؤن اور کیا تدبیر کرون اگرچہ لاکھ لاکھ تدبیرین کین مگر کوئی فکر نہ چلی دیکھیے اب قسمت کیا دکھاتی ہی فکر کرتے کرتے ایک حالت طاری ہو گئی اور جی اُلٹنے لگا بے اختیار بانسری اُٹھا کر بجانے لگا ایک تو عمرو کی بانسری دوسرے وہ صبح کا سہانا وقت اور دامن کوہ کا سبزہ بلبلون کا چہکنا اور غنچہ ہاے نو دمیدہ کا کھلنا ایک عجب کیفیت دے رہا ہی اتفاقاً دیو قلیاس اُسوقت شکار کو نکلا تھا عمرو کی آواز سنکر مست ہو گیا بے اختیار چارون طرف دیکھنے لگا کہ یہ کہان خوش آواز جانور چہک رہا ہی کہ ایک جانب کیا دیکھتا ہی کہ ایک پتھر کی چٹان پر میان عمرو منھ سے بانسری لگائے گا رہے ہین دل مین کہنے لگا کہ واہ واہ یہ تو عجیب الخلقت آغا بلبل ہی کہ کبھی اتنی بڑی منقار کسی آغا بلبل کی نہ دیکھی نہ سنی اور جیسا یہ گاتا ہی اور خوش آواز ہی ایسا خوش آواز بلبل نہین دیکھا بس جھپٹ کے عمرو کی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُسے اُٹھا لیا اور ایک پنجرا تھا پر لگا ہوا قفس مین بند کر کے ملکہ قمر چہر کے پاس لایا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ ذرا دیکھو تو مین تمھارے لیے ایسا آغا بلبل پکڑ کے لایا ہون کہ مین نے بھی ایسا بلبل کبھی نہین دیکھا دیکھو تو کہ اسکی کتنی بڑی چونچ ہی اور اعضا اسکے کس قطع کے واقع ہوئے ہین اور گاتا اس خوش آوازی سے ہی کہ سنکر جی اتنا مست ہو جاتا ہی اور ان بول اُٹھتا ہی اے ملکہ تم سنو گی تو جانو گی ملکہ عمرو کو دیکھ کر کہنے لگی کہ اے کمبخت یہ کس انسان کو تو پکڑ لایا ہی دیو نے کہا کہ ملکہ سنو تو پھر انسان کہنا اور عمرو سے کہا کہ آغا بلبل گاؤ مگر عمرو اپنے سر جوڑ مین چپکا بیٹھا تھا کہ ایک تو ارے کو سٹے کہا لینے کہان آئے اور دوسرے یہان آ کر پنجرے مین بند ہوئے چپ رہے دیو نے دیکھا کہ کسی طرح نہین گاتا اور چپکا بیٹھا ہوا ہی تو سیخ اُٹھا کر کہنے لگا کہ گاتا نہین نہ گائیگا تو اس سیخ سے چھید ڈالونگا عمرو نے دیکھا کہ اب نہ گاے تو بچے مجبور ہو کر گانے لگا اس طرح گایا کہ ملکہ اور اُسکی خواصین اور دیو سب کے سب مست ہو گئے دیو نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ تم نے سنا کہ یہ آغا بلبل کیسا گاتا ہی ملکہ نے کہا کہ واقعی ہمنے ایسا خوش آواز بلبل آجتک نہین دیکھا مگر عمرو نے جو ملکہ قمر چہر کو دیکھا بہت ہی خوش ہوا کہ کیا نازنین مہ جبین ہی قابل خاندان حمزہ صاحبقران کے معلوم ہوتی ہی الغرض عمرو گاتا تھا دیو ناچتا تھا اور کودتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہتا تھا کیون ملکہ کیا جانور ہی ملکہ بھی کہتی تھی کہ ہان واقعی عجیب خوش الحان بلبل ہی ارے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا الغرض دیو تو تھوڑی دیر کے بعد شکار کو چلا گیا ملکہ اپنے پلنگ پر چپکی ہو کر پڑ رہی جب زیادہ جی گھبرایا تو ایک خواص سے کہنے لگی کہ ارے ذرا آغا بلبل کا پنجرا تو اُٹھا لا وہ خواص جا کر پنجرا اُٹھا لائی اور ملکہ کے پلنگ کے پاس رکھ دیا عمرو نے دیکھا کہ اب دیو تو چلا گیا ملکہ سے کہنے لگا کہ اے ملکہ مین جانور نہین ہون بلکہ آدمی ہون یہ سنکر ملکہ بہت حیران ہوئی کہ واہ وا یہ تو زبان گویا رکھتا ہی اور خوب باتین کرتا ہی ایک نے کہا کہ حضور یہ جل مانس ہی ایک نے کہا کہ یہ بن مانس ہی عمرو نے کہا کہ نہ مین جل مانس ہون نہ بن مانس ہون خیر جو کچھ ہون اپنا حال تم سے بیان کیے دیتا ہون اور چپکے سے کہنے لگا کہ اے ملکہ مین اس دیو کی قید مین تھوڑی ہی ہونگا

جب تک جی چاہیگا رہونگا اور جب چاہیگا اس دیو کو مار کر چلا جاؤنگا اور تم بھی مطمئن رہو تمہین بھی چھڑا لونگا القصہ عمرو کو آئے ہوئے کوئی
ہفتہ عشرہ ہی گذرا ہوگا کہ نور الدہر بھی وہان پہونچا اور فقیر بنکر بیٹھا جہان اور عشاق کے جھونپڑے پڑے ہوئے تھے وہین اسنے بھی ایک منڈھیا
ڈال لی اور کیوان فلک رفعت سے کہا کہ اب تم یہانسے جاؤ مین یہین رہونگا شعر کراد ملغ کہ از کوئی یار برخیزد + نشستہ ایم کہ از ما غبار
برخیزد دیگر بس اب اُٹھیگا یہ ناتوان یہین کا ہوا + مثال اشک جہان گر پڑا وہین کا ہوا + کیوان نے ہر چند اصرار کیا اور عرض کیا ای
شہریار بلند اقتدار مین تو کسی طرح حضور سے جدا نہ ہونگا نور الدہر نے نہ مانا اور کہا کہ نہین بھائی اب تم جاؤ ہمارے ساتھ تکلیف اُٹھاؤ
کیوان نے عرض کیا کہ پھر جسقدر لوگ فرماییے حضور کی خدمتگذاری کے لیے معین کردون نور الدہر نے اس سے بھی انکار کیا اور کہا
کہ بھائی اب مجھے کسی کی حاجت نہین ہی کیوان مجبور ہوگیا مگر چاہا کہ اور عشاق جو نور الدہر کی منڈھی کے برابر جھونپڑے ڈالے ہوئے ہین
انکو اُٹھادے نور الدہر اس امر مین بھی مانع ہوا اور کہا کہ ای کیوان ان لوگون کو یہانسے ہٹا دکہ یہ سب میرے ہم درد اور ہم داستان ہین
جب زیادہ دم گھبرائیگا تو انسے بات کرکے جی تو اپنا بہلا لونگا یہ سُنکر کیوان چُپ ہو رہا اور شاہزادہ سے رخصت ہوکر چلا گیا لیکن نور الدہر
سے خفیہ کچھ لوگ خدمتگذاری کے لیے مقرر کردیے اور اُنسے تاکید کردی کہ خبردار کوئی لحظہ شاہزادہ سے غفلت نہ کرنا اگر اب سُنیے
کہ حالت نور الدہر کی یہ ہی کہ صبح سے ہفت منظر کے سامنے آبیٹھا اور قصر کی طرف ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی اور بھی جو عاشق تن وہان بیٹھے ہین
وہ دریچہ ہائے قصر کی طرف بہ نگاہ حسرت و یاس نگران ہین اسواسطے کہ جب ملکہ شکار کے لیے جاتا ہی تو وہ دریچہ وا ہوتے ہین لیکن ملکہ قمر چہر
نقر سچا اُن دریچون مین آکر بیٹھتی ہی سیر دریا کرتی ہی اور یہ سب مشتاق دیدار محو نظارۂ جمال باکمال اور حسن جانفزا ہے یار ہوتے ہین القصہ
روزگار اُس روز تین پہر دن گذر گیا اور دیو قلبیاس اس لحاظ سے کہ عمرو کے گانا سُننے مین مصروف تھا شکار کو نہ گیا یہ منتظر دیدار یار نور الدہر
عالی وقار صبح سے اسوقت تک برابر دھوپ مین کھڑا رہا اور بسبب اثر سردمہری محبوب کے آفتاب کی تمازت اور گرمی مطلق محسوس نہ ہوئی
تین پہر دن یونہین گذر گیا نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ وہانسے ایک دم کے لیے ہلا ہر چند لوگون نے اصرار کیا کہ ای شہریار دھوپ مین
کھڑے کھڑے جان دیجیے گا صبح سے یہ وقت آگیا ہی نہ کچھ کھایا ہی نہ پیا ہی ای شاہزادے سر گھوم جائیگا اور گر پڑیگا از براے خدا دم بھر
کے لیے سایہ مین چلے چلیے ایسا ہی ہو تو پھر چلے آییے گا مگر نور الدہر کسیکی سُنتا ہی مبہوت عشق ساکت و ساکت کھڑا ہوا ہی اور تمازت آفتاب
کو خیال مین بھی نہین لاتا حتے کہ پہر دن رہے دیو قلبیاس شکار کے لیے چلا گیا اور ملکہ کے دل مین خود بخود ایک تڑپ اور بیقراری پیدا ہوئی
دل بیتاب مثل ماہی بے آب پھڑکنے لگا ہر چند چاہا کہ دم بھر لیٹ رہے مگر دل نے نہ مانا اور اس طرح دل اُلٹنے لگا اور جی گھبرایا کہ کسی طرح ضبط
نہ ہوسکا خواصون سے کہا کہ ارے جلد دریچے کھولو کہ اب تو وہ مردود چلا گیا اور یہان سے دفع ہوا جلدی سے کرسی بچھا دو کہ ذرا مین چلکر
سیر دریا کرون کہ دل گھبرانے سے ہوا اور جان مین جان آئے یہ سُنتے ہی خواصین دوڑین اور جلد جلد دروازے کھولے گردشہائے جوہر فرش
بچھایا کرسی جواہر نگار رلاکر بچھائی عشاق مین یہ دیکھتے ہی ایک غل پڑ گیا کہ ابھی جان جہان آتی ہی زمانہ رنگ بدلتا ہی آفتاب عالمتاب طلوع
ہوتا ہی سب مکے سب اپنی جگہ سے دوڑکر قصر کے سامنے آسے اور نور الدہر عالی قدر تو صبح سے وہین کھڑا ہی تھا نگاہ اسی طرف لڑی ہوئی ہی
کہ ایکایک دریچۂ الماس نگار پر جو کارچوبی کی چلمین زمردین پڑی ہوئی تھی ایک نور ایسا ساطع ہوا کہ یہ معلوم ہوا کہ آفتاب عالمتاب قصر
ہفت منظر سے طلوع ہوتا ہی شعر وہ جو تھی زمرد کی چلمن پڑی + ایکایک ہوئی اُسمین اک روشنی + ہوا سب کو معلوم بے اشتباہ + ہر ے
دھانون مین کھیت کرتا ہی ماہ + کہ ایکایک وہ چلمن اُٹھی اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کہ جسکے حسن خداداد کے آگے طلعت مہر ہیچ و پوچ
معلوم ہوتی تھی اور ماہتاب عالمتاب بے نور محسوس ہوتا تھا اُسی دریچے مین آکر بیٹھی اور وہ چلمن جسکی اشعار پڑی تھی جو چلمن لگا یک بند بھی نہ کسیکے تاب
تھی پھر جو دیکھے کوئی + جگر شق ہوئے دل دھڑکنے لگے وہ سب مردم آنکھین جھپکنے لگے + ہر ایک کی یہ کیفیت ہوئی کہ اُس حسن خداداد کے
نظارہ سے آنکھین خیرگی کرنے لگین اور غش کھا کھا کر منہ کے بل گر گر پڑے اور نور الدہر کا بھی یہ حال ہوا کہ جیسے ہی جمال عدیم المثال ملکہ پر
نگاہ پڑی تو نگاہ خیرگی کرنے لگی اور ہاتھ پاؤن کانپنے لگے بے اختیار یہ مصرع زبان پہ لایا مصرع فریاد ہی ای جوش جنون ہاتھ پکڑنا

بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک نمونہ قدرت خدا کا نظر آیا اور وہ تصویر جسے دیکھ کر یہ عاشق ہوا تھا صاحب تصویر پر سے نثار کر کے پھینک دی اور بے اختیار ہو کر پکار اٹھا کہ اے ملکہ اقلیم حسن و جمال میں تیری تصویر پہ تو یہ دیکھ کر عاشق ہوا ہوں اور نالہ و زاری اور نوحہ و بیقراری کرتا ہوا یہاں تک آیا ہوں لیکن ذرا اس کشتہ چشم جادو و بسمل خنجر ابرو خانمان برباد ناشاد نامراد ہدف تیر نگاہ وہ سودا زدہ زلف سیاہ یعنی پختہ و مہجور محبت ساختہ و پرداختہ عشق و الفت کی طرف بھی نظر ترحم فرما اور ایک نظر بھر کر ادھر بھی دیکھ لے بس جیسے ہی نور الدہر عالی قدر نے یہ آواز دی ویسے ہی ملکہ قمر چہرہ نے نور الدہر کی طرف مڑ کر دیکھا کہ ایک جوان حسین و خوبصورت ماہ طلعت و مہر صورت بھرے بھرے ڈنڑ بھری بھری مچھلیاں چوڑا چکلا چھاتی پتلی کمر تمام بدن سانچے میں نور کے ڈھلا ہوا اور لو نور کی جسم نورانی سے اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے گویا خدا نے اپنے دست قدرت خاص سے اسے بنایا ہے اشعار دیکھتے ہی اسے نہ ضبط نہ رہا + بے تکلف درود پڑھ کے کہا + لو شرف اس زمین نے پایا + بام گردون سے مہر اتر آیا + القصہ جو نہیں آنکھ سے آنکھ ملی اور نگاہ سے نگاہ لڑی یہ حال ہوا کہ گویا خرمن دل پر دونوں کے ایک بجلی گری تیر عشق دونوں کے جگر سے پار ہو گیا ادھر اسے دیکھتے ہی غش آگیا اور ادھر یہ بے ہوش ہو کر گرا ادھر تو یہ مدہوش اور ادھر وہ بے ہوش یہ اسکی تیغ ابرو سے گھائل اور وہ اسکے تیر نگاہ سے بسمل ادھر وہ مبتلائے بلائے الفت ہوئی اور ادھر تو یہ دام محبت میں اسیر ہوا ادھر اسپر کوہ محبت گرا اور ادھر اسکو برق عشق نے سوختہ کر دیا گویا مقام ارنی و لن ترانی پیش نظر ہو گیا ملکہ قمر چہرہ کو تو اسکی انیسیں اور جلیسیں اٹھا کر لے گئیں اور اندرون قصر لے جا کر ایک پلنگ پر لٹا دیا پنکھے جھلنا شروع کیے لخلخے سنگھانے کوئی ناد علی پڑھنے لگی اور کسی نے سورۂ نور کی تلاوت شروع کر دی کسی نے مٹی کے ڈھیلے پر پانی چھڑک کے ناک کے برابر رکھا یا کوئی کیوڑہ اور گلاب چھڑکنے لگی کسی نے حضرت جعفر طیار کا پیسہ دھو کر باندھا کسی نے امام ضامن کی اشرفی باندھی کسی نے پیر الیکایک کا ملیدا مانا کوئی کہتی تھی کہ اے لوگو ابھی تو ملکہ صحیح و سالم بیٹھی ہوئی تھی یہ کیا حال ہوا اور کیا گذری کوئی کہتی تھی کہ ہاں ہاں میں بیٹھے بیٹھے یکایک ابھی ابھی غش آگیا ہماری بھی سمجھ میں کوئی وجہ نہیں آتی ایک کہتی تھی یا علی تمھیں بچاؤ گے اور تمھیں نگہبان ہو اے مولا سوائے تمہارے کسکو پکاریں کوئی کہتی تھی ارے لوگو گھبراؤ نہیں غل نہ مچاؤ کیوں ہنگامہ کرتے ہو آخر اس بک بک سے کیا فائدہ ہے اور اس گھبراہٹ سے کیا نتیجہ ہے اللہ فضل کریگا اس شور و غل کرنے سے تو یہی بہتر ہے کہ دعا ہی کرو اور الی اللہ رجوع کرو معلوم یہ ہوتا ہے کہ آج صبح سے اس وقت تک یکساں ایک مقام پر بیٹھی رہیں دل پر گرمی چھا گئی دم گھبرا اٹھا اور اس گرمی سے جو یکایک ہوا میں جا کر بیٹھیں اور دفعتہً پانی کی خشکی دل و دماغ کو پہونچی غش آگیا اسمیں تردد ہی کس امر کا ہے اور گھبراہٹ کس امر کی ہے ایک ذرا سب کے سب چپ رہو پنکھا جھلاو لخلخہ سنگھاؤ ہوش آیا جاتا ہے ادھر ملکہ کا یہ حال ہوا اور ادھر نور الدہر کو بھی اُسکے خدمتگار اٹھا کر لے گئے اور لا کر لٹا لیا پانی کے چھینٹے دیے پھول لا کے سنگھائے پنکھا جھلا چھوئی مٹی لا کر سنگھائی ناد علی پانی پہ دم کر کے پلایا ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے ادھر تو نور الدہر کو ہوش آیا اور ادھر ملکہ قمر چہرہ کو ہوش آیا یہاں نور الدہر کا یہ حال ہوا کہ ہوش آتے ہی گھبرا گھبرا کر کہنے لگا کہ ارے مجھے وہاں سے یہاں کون لے آیا اور کیسا یہ غضب کر دیا کہ مجھے دیدار محبوبہ سے محروم رکھا ارے یہ کیا ستم کر دیا کہ نظر بھر کر دیکھنے بھی نہ دیا اور دیوانہ وار وحشی مثال اٹھکر دوڑا اور وہیں جا کر کھڑا ہوا اور اُسی طرف دیکھنے لگا اور ہر بار کہتا تھا کہ خداوندا اب پھر بھی اسے دیکھونگا یہ کہتا تھا اور روتا تھا اور وہاں ملکہ قمر چہرہ کا یہ حال ہوا کہ جیسے ہی ہوش آیا اور آنکھ کھلی گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی اور ایک ایک سے کہنے لگی کہ ارے صاحبو مجھے کیوں یہاں اٹھا لائے اور کون یہاں لے آیا ارے دم بھر تو بیٹھنے دیا ہوتا اور دل ٹھہرنے دیا ہوتا ارے لوگو تین پہر دن تو وہیں بیٹھی رہی ابھی تو جا کر بیٹھی تھی دم بھر تو دل بہلنے دو کچھ تو جی ٹھہرنے کو ہوا تھا اور یہ الجھن اور گھبراہٹ کم ہو چلی تھی یہ سنکر ہر ایک انیس و جلیس اور خواص کہنے لگی کہ بسم اللہ بسم اللہ اٹھیے اٹھیے چلیے پاک پروردگار آپکو صحیح و سلامت رکھے الغرض ملکہ وہاں سے اٹھی اور آکر اسی دریچے میں کرسی جواہر نگار پہ بیٹھی اور پھر دیکھنے لگی نور الدہر تو سامنے کھڑا ہی تھا جیسے ہی نور الدہر پہ نگاہ پڑی ملکہ ہزار جان سے اسپر تصدق ہونے لگی اور بلائیں لینے لگی دل میں کہتی تھی کیوں خداوندا تو نے اسکی صورت دکھا کر بیتاب و بیقرار تو کر دیا اسکے وصل سے بھی کبھی شاد و مسرور کریگا اے اللہ وہ کون سی شب اور وہ کونسا دن ہوگا کہ جب یہ ماہ لقا میرے پہلو میں ہوگا اور ادھر نور الدہر نے جو دیکھا یہ بھی ہزار جان سے والہ و فریفتہ ہو گیا

اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے لگا کہ خداوندا اتنے دن انتظار دیدار میں خوب تڑپ چکا اور خوب صدمہ اُٹھا چکا بار آلہا اب تو نے صورت تو دکھادی
کہاں تک تیرا شکر ادا کروں اور کونسی زبان لاؤں اگر ہر تن مو میرا ایک ایک زبان ہو جائے تب بھی میں تیرا شکر نہیں کر سکتا مگر بار آلہا
اب اسکے فراق میں ایسا نہ تڑپانا اسلیے کہ اب میں صدمہ فراق نہ اُٹھا سکونگا اور جان بچنا دشوار ہو جائیگی غرض ملکہ پوچھنے لگی کہ ای ماہ سپہر
محبوبی و ای سرو بوستان حسن و خوبی آپ اپنا نام نامی اور اسم گرامی ارشاد فرمایئے اور اپنے حسب و نسب سے مطلع کیجیے کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے
آئے ہیں اور یہاں تشریف لانے کی کیا وجہ ہوئی مگر اتنی دور سے آواز نور الدہر تک کب پہونچتی ہی مگر جو کچھ جنبش لبہاے نازک سے ثابت ہوتا ہی
اور جو بات سمجھ میں آجاتی ہی تو اُسکا جواب دیدیتا ہی مگر اب جو نور الدہر سے اور ملکہ سے یہ اشارے بازی اور رمز و کنایہ میں باتیں ہونے لگیں
تو اور جو عشاق وہاں جا کر بیٹھے تھے اور جمال عدیم المثال کا نظارہ کر رہے تھے وہ تو آتش رشک سے جل بھن کر سوختہ پلینہ ہو گئے کہ اللہ اکبر یہ
شخص آج ہی آیا اور آج ہی اسکی یہ کیفیت ہوئی کہ ملکہ سے اور اس سے اشارہ بازی بھی ہونے لگی اور ملکہ کو اسکی طرف یہ التفات ہو گیا ہم
سب اتنے اتنے دنوں سے فقیر بنے ہوئے بیٹھے ہیں اور اسکے عشق میں سارا تمندرا چھوڑ بیٹھے مگر کبھی ملکہ نے کسی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا
کہ یہ کون لوگ ہر روز آ کر کھڑے ہوتے ہیں ہم تو اسی کے منتظر رہے کہ ملکہ نظر بھر کے دیکھ ہی لے مگر کچھ خاک بھی توجہ و ساعت نہ ہوئی
معلوم نہیں اس شخص نے آتے ہی کیا طلسمات کر دیا کہ آج ہی آیا اور آج ہی باتیں بھی ہونے لگیں کچھ یہ سحر کہ سمجھ میں نہیں آتا ایک آدمی بول اُٹھا
کہ بھئی اس امر میں رشک و حسد بیکار ہی یہ اپنا اپنا نصیب اسمیں کسی کا کیا اجارہ ہی ایک آدمی نے کہا کہ صاحب اپنا اپنا جذب دل اگر تمہارے
بھی محبت اس درجہ ہوتی اور جذب دل کامل ہوتا تو تمہاری بھی طرف ایسی ہی توجہ ہوتی تاثیر عشق اور جذب مقناطیس کی ایک کیفیت ہی
کسی نے کہا کہ تمہاری بھی عجب عقلیں ہیں کہاں تم اور کہاں یہ ارے یہ بڑا شاہزادہ جلیل القدر و والا منزلت ہی یہ نبیرہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران
ہی نام نامی اور اسم گرامی اسکا نور الدہر عالیشان ہی بدیع الزمان نامور کا خلف ارشد ہی تمہاری اسکی کیا برابری اور کیا مقابلہ ارے
یار دکھل کے ناخن لو اور قطع نظر اسکے کہ یہ بہت بڑا حسیب و نسیب ہی شکل و صورت کیسی پائی ہی اُسکے حسن و جمال کو دیکھو کہ باوجود اسکے
کہ کسقدر صعوبات و تکالیف اُٹھا کر آیا ہی گرد و غبار تک چہرے پر بھرا ہوا ہی مگر اس گرد و غبار میں بھی اسکا چہرہ بدلی کا چاند معلوم ہوتا ہی
واقعی امر یہ ہی کہ ملکہ قمر چہر کا حسن و جمال اسکے حسن خداداد کے آگے ماند ہی اور کوئی حقیقت نہیں رکھتا ہی پھر کیونکر ملکہ اسپر مائل نہ ہو اور کیونکر
اسکی جانب توجہ نہ کرے کہ یہ کہاں سے تصویر پر عاشق ہو کے آیا ہی کسی نے جواب دیا کہ صاحب یہ سب کچھ سہی کہ یہ اُسپر مرتا ہی اور وہ اسکا
دم بھرنے لگی ہی مگر جو دیو نے سن لیا تو پھر کیسی ٹھہریگی یہاں تو یہ باتیں تھیں اور نور الدہر ساکت و صامت کھڑا تھا مگر وہاں ملکہ قمر چہر کو یہ
خیال پیدا ہوا کہ ای ملکہ قمر چہر اگر دیو کو کسی طرح معلوم ہو جائیگا کہ تو اسپر عاشق ہی اور یہ جوان تیرا دم بھرتا ہی تو ضرور اسکو مار ڈالیگا اور تیری
زندگی اسکی زندگی سے وابستہ ہی یہ کیسی ہوئی یہ خیال کر کے بے اختیار ہو کر رونے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ ملکہ رونے لگی کلیجے پر گھونسا پڑا
اور یہ بھی زار و قطار رونے لگا ملکہ کو تو اسکی انیسوں اور جلیسوں نے سمجھانا شروع کیا کہ ای ملکہ قمر چہر آپ کیوں اسقدر نوحہ و زاری اور گریہ و بیقراری
کرتی ہیں اور دشمنوں کی جان کو ہلاک کیے ڈالتی ہیں حضور ایک ذرا جی کو بہلایے دل کو ٹھہرایے اللہ کو یاد کیجیے وہ بڑا مسبب الاسباب ہی
کوئی سبب تو ایسا پیدا کر دیگا کہ آپ سے اور اُس جوان سے ملاقات ہو جائیگی اور وہ حضور کی قدمبوسی سے کامیاب ہوگا یہ سنکر ملکہ بظاہر
تو بہت برہم ہوئی اور کہنے لگی کہ کون جوان تم کہتی کیا ہو تمہارا خیال کس طرف ہی صاحبو مجھے تو کسی سے سروکار نہیں ہی تو قیدی بندہ ہوں
کیسا عشق اور کیسی عاشقی خبردار اب ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالنا ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگی تم لوگ ناحق مجھے رسوا اور بدنام کرتی ہو میری
جان کے پیچھے کیوں پڑی ہو کیوں مجھے ہلاک کیا چاہتی ہو ایک تو میں اپنے صدمہ و رنج میں خود ہی مبتلا ہوں دوسرے تم لوگوں کی ان
باتوں سے اور بھی کلیجا پکا جاتا ہی سبھوں نے عرض کیا کہ حضور آپ خفا نہ ہوں اب کبھی ایسی بات منھ سے نہ نکالینگے خطا ہوئی معاف فرمایے مگر
خداوندا اب یہاں سے اُٹھ چلیے تو بہتر ہی اسلیے کہ اب دیو کے آنے کا وقت قریب ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کو یہاں بیٹھا ہوا دیکھ کر کوئی گستاخی
کرے ملکہ نے کہا کہ اچھا آئیگا تو آئے یہی نا کہ وہ ایسا ہی ہی تو مجھے مار ڈالیگا مار ڈالے مصرع اک جان ہی میری اسے وہ لے کہ خدا اسے

کسے میری جان کی اللہ آمین ہوا سے میری تو ہر وقت یہی دعا ہے کہ جلد میری قبض روح ہو کہ اس عذاب سے نجات پاؤں اگر مصرع موت کو موت آ گئی اسکو بھلا مین کیا کرون + کسی طرح جان نہین نکل چکتی خواصون نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بھی عجب باتین ہین آپ کا تو کچھ نہ جائیگا اور دشمنون کا رویان بھی وہ میلا نہ کرسکیگا مگر ان بیچارون کی شامت آ جائیگی معلوم نہین ان سب کا وہ کیا حال کریگا تو اتنے بندگان خدا کی جان اپنا گیا ضرور ہے یہ کہنا اُنکا ملکہ کو بھی پسند آیا اور کہنی لگی کہ تم سچ کہتی ہو اچھا چلتی ہون یہ کہکر اُٹھی اور بنگاہ حسرت شاہزادے کی طرف دیکھکر اشارے سے کہا کہ جاتے ہے صاحب اب کنارے بیٹھ رہیے وہ مردہ بدذات آتا ہوگا اور وہ ہانپتی اُٹھی کہ ایکایک آندھی چلنا شروع ہوئی ملکہ سمجھ گئی کہ دیو آ گیا بے تحاشا دوڑنے بھاگی نورالدہر کا تو اُسکے جاتے ہی یہ عالم ہوا کہ غش کھا کر گر پڑا اشعار

خاک مین ملگئی وہ رعنائی
اور رہی دل کا ہوگیا انداز
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز
وہ گئی اسکے سر بلا آئی

چاک کے پاؤن چھپلے دامان تک
طبیعت نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا
ہاتھ جانے لگا گریبان تک

داغ غم نے جگر کو چاک کیا
بستر خاک پر گرا وہ زار
درد کا گھر ہوا دل بیمار
سوزش دل نے تن کو خاک کیا

لوگ اُٹھا کر لیگئے پلنگ پر لٹایا

منھ ہاتھ دھلایا پنکھا جھلا جب حواس فی الجملہ درست ہوئے اور ہوش آیا تو بے ہوشیون سے بدتر تھا بے اختیار دھاڑین مار کر رونے لگا اس عرصے مین رات تو ہو ہی چکی تھی روتا اور بیقراری کرتا ہوا چہر ہفت منظر کے سامنے آیا قصر کے دروازے سب کے سب بند ہو چکے تھے سامنے کھڑا ہو کر رونے لگا اور یہ خمسہ عاشقانہ پڑھنے لگا خمسہ شعلہ رویون کا [illegible] سوز غم نے کبھی جون شمع جلایا مجھکو + آٹھ آٹھ آنسو ہرا لحظہ رلایا مجھکو + دوستی دوستی مین اسنے گھلایا مجھکو + دل مراد شمن جان [illegible] آخر کار لوگون نے سمجھایا کہ اے شہریار والا تبار آپ نے عشق و محبت مین عقل کو بالکل تج دیا آپ کو یہ بھی خیال نہین [illegible] زاری اور نالہ و بیقراری سے دیو فلپاس آگاہ ہو گیا کہ یہ ملکہ پر عاشق ہے اور ملکہ اسپر جان دیتی ہے تو فرمایئے کہ [illegible] آپکا اور ملکہ کو کیسی ایذا پہونچائیگا یہ جو لوگون نے سمجھایا تو نورالدہر کو بھی کچھ تنبیہ ہوئی اور اپنے بستر پر چپکا ہو رہا [illegible] جو وہ ہانپتی اُٹھی تو چپ اور ساکت و صامت آ کر پلنگ پر گری گر وہ پلنگ نہ تھا پلنگ درندہ تھا کہ پھاڑے کھاتا [illegible] خاموش تھی اور منھ سے کچھ نہ کہتی تھی مگر دل کا مالک اللہ ہی تھا القصہ دیو جو شکار سے آیا تو پہلے جو شکاری جانور لایا تھا [illegible] لگا کر کھائے بعد اُسکے ملکہ کے پاس آیا دیکھا کہ ملکہ چپ سناٹے مین پڑی ہوئی ہے پکارا اے لڑکی مزاج کیسا ہے آج چپ چپ کیون [illegible] ملکہ نے کہا اچھی ہون مگر طبیعت سست ہے یہ سنکر مسخری کرنے لگا تصدق ہونے لگا کہنے لگا ملکہ ابھی کہو تو کیا مزاج نادرست [illegible] کیا معلوم ہوا کہ تمنے کوئی بات خلاف مرضی کے ہے اُسی کا رنج ہے ملکہ نے کہا کہ نہین اسوقت میرے دل مین کچھ میٹھا میٹھا درد [illegible] کہ پھر ملکہ ہمہ شے موجود ہو سکتی ہے جو دوا کہو آ جائے جو حکم کرو بجا لاؤن جب یہ طبیب کو کہو اُسے اُٹھا لاؤن ملکہ نے کہا کہ نہین اب مین اچھی [illegible] کہا کہ پھر ملکہ آغا بلبل کا گانا سنو گی کچھ دل بہل جائیگا ملکہ کو اگرچہ اور ہی خیال بندھا ہوا تھا مگر مجبوری [illegible] لایا تمام ہفت منظر مین روشنی کی گئی اور عمرو یہ اشعار پر اثر اپنی بانسری مین گانے لگا اشعار

[illegible] کسی کو خبر ہی نہین
ڈرا ہجر مین جسکے یہ حال ہے اُسے حال پہ میرے نظر ہی نہین

نہ لوا آئی ہے [illegible] ہے کوئی کہ بات کرون
شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہے کہ جسکی سحر ہی نہین

الغرض خوب خوبان [illegible] تو عمرو کی آواز ہی بہت پیاری ہے دوسرے اشعار جو اس طرح کی گائے تو ملکہ کے بے اختیار آنسو نکل آئے پلنگ پر اُٹھ بیٹھی دیو سمجھا کہ [illegible] دی دیو نے عمرو کو خوب پیار کیا اور خوب میوہ کھلایا کہنے لگا کہ مرحبا آغا بلبل مرحبا کیا خوب گایا ہے مگر عمرو نے جو ملکہ کو دیکھا تو [illegible] سے پر شایان تھے روتی بھی ہے اور آہ سرد بھی کھینچتی ہے تاڑ گیا کہ مقرر یہ کسی پر عاشق و دل دادہ ہے دل مین کہا کہ خیر معلوم ہی ہو جائیگا [illegible] ملکہ کو کھانا کھلوایا باتین کیا کیا سو رہا عمرو کا قفس لٹکوا دیا مگر ملکہ قمر چہر کی یہ حالت ہے کہ معاذ اللہ رو رہی ہے اور تڑپ [illegible] تھا کہ جیسے مچھلی خشکی مین تڑپتی ہے اور ہر دم و ہر لحظہ زبان پر یہی جاری ہے کہ اے خدا مین کب اس قید سے نجات پا کر اپنے محبوب [illegible] اے اللہ سوائے تیرے اپنا درد دل کس سے بیان کرون وہ ٹھہرا کا کمرانگا سے کہون اور کہون کہ پتیا +

گونگی کا سپنا ہی جو سمجھ سکتا ہے + غرض یہ حال ہے کہ کبھی روتی ہے کبھی خدا سے دعا ے وصال محبوب کرتی ہے انیسین سمجھا رہی ہین کہ حضور خدا کیلئے
صبر و ضبط کیجیے ایسا نہو کہ دیو اس راز سے آگاہ ہو جائے تو پھر غضب ڈھائے ای ملکہ آپ اپنی عزت کا خیال کیجیے اسقدر بیقراری نہ کیجیے
اور حضور ابھی تو آپ نے دیکھا ہی ہے آپکے پاس بھی نہین آیا آپ اسکے عادات و خصائل اور حقیقت حال سے بھی واقف نہین کہ کون شخص ہے کہان سے
آیا ہے اور اچھا اس سب کو بھی جانے دیجیے آپکو اس سے الفت و محبت اور عشق و مودت سہی لیکن شعر عشق یون کیجیے دریان کہ کوئی جان نہ جائے
جان جائے تو بلا سے پہ کوئی جان نہ جائے + بھلا اسقدر گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے کیا حاصل اور اپنے راز کو افشا کرنے سے کیا نتیجہ ہے
اپنے دل کو سمجھائیے اور اس غم کو ہٹائیے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اشعار دل کی تقصیر نہین آنکھون کا سب ہی یہ قصور + لائین آفت یہی ہی زار
یہ انکھین کا ہی تو ستمگر از گرفتاری تا ہم ست گرفتاری دل + سبب چشم بود موجب ناچاری دل + دوہرا مین کہان جہان نین لگو اور نیم کہان
جہان پریم اروہی + سدھ کہان جہان بدھ نہین اور سکھ کہان جہان دہیر دھر رہی + دھیر کہان جہان پیم مبارک نیہ کہان جہان لاج
کر رہی بچھو پلنگ بتا ہی تو جانینگے اب تو من ہاتھ پرائے پڑ رہی + جگ مریادت چھوٹ کل کان مینڈ چھوٹ لاج کی لکھ جھوٹو روپ مالو دھری
سدھ گئی دیہہ کی بسر گئی گریہ کی مٹ نا نیند کی بھوک کی دھری + اور دھلک کی لاگے ہین لکلی لاگی کب کیہہ ان راگی سا گری پری
آلی میری ہی نین پھر میرے ہی کھو نہین میری ہی چتون ناپھر میری گلے پری + مین مجبور ہون کرون کیا میری قسمت ہین تو یونہین جل جل کر مرنا
اور شمع سان گل گل کر دنیا سے جانا لکھا ہے دوہرا سوجت جات سبھی و نرات کچھو لشہات کہا کری بیاکل نین پہ دونین چین یہ ان نین دھیر و کہان
دھریے + چیت چاہت لالن کو ملیو اون لاج مہا جگ کی کر لیے + جو نے مرلئے نابر لگے رہی انکھی بدھ یو نہین لکھی تو کہا کر لیے + ارے
صاحبو مین کیا کرون انکھون پہ بس ہے تو رعلتی ہون سوائے اسکے کیا چارہ ہی لیں یہ بیشک قصور ہوا کہ آج مین سیر کو کیون گئی اور گئی تھی تو انکو
کیون دیکھا دیکھا تھا تو اس دل کا جو اول سے پہ کہا ہوتا + یا اسکا کہ مین کو میرا لکھا ہوتا + اس خانہ خراب اپنی آنکھون سے اے + ای کاش
نہ مین نے اسکو دیکھا ہوتا + ارے لوگو جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر اس دل کم بخت کو کیا کرون کہ کسی طرح ضبط نہین ہو سکتا اور ایک لحظہ قرار نہین آتا
اٹھو ہر دم یہی خیال ہے کہ وہ ماہ لقا مجھ تک کیونکر آئیگا یا مین اس تک کیونکر پہنچونگی ارے لوگو میرا تو جی ہی الٹ پلٹ ہوا جاتا ہے رہ رہ کے
دل مین ایک درد سا اٹھتا ہے ہر چند دل کو سمجھاتی ہون مگر جی امڈا آتا ہے اور بے اختیار گریہ گلوگیر ہوتا ہے یہ کہتی تھی اور روتی تھی کبھی ایک آہ سرد بھر کر
کہتی تھی کہ ای اللہ کیونکر اس عذاب الیم سے جان چھوٹیگی ای اللہ میری نہین سنتا تو اپنی جان ہی کو دے لے اب تو دل بیتاب ہوا جاتا ہے اور
عنان صبر ہاتھ سے جاتی ہے مصاحبین کہ رہی ہین کہ حضور کسی طرح تو ضبط کیجیے اور دل ٹھہرائیے ایسا نہو کہ دیو کی آنکھ کھل جائے ای ملکہ صبح تو
ہونے دو جب دیو شکار کو جائیگا تو پھر چلکر دیکھ لیجیے گا اتنی رات ہی تو درمیان ہین ہے کل شب تک پھر دیدار یار سے شاد کام ہو جائیگا ملکہ نے کہا
ارے لوگو آدھی سے زیادہ رات کیونکر بسر ہوگی اور دیکھیے سحر کب ہوگی نظم

دفعتاً دیکھ کر رخ شب غم	ڈر گئی وہ سپہر ستم	شب غم کی تو شکل سے بھی وہ ماہ	خواب مین بھی کبھی نہ تھی آگاہ
شب فرقت اسی کو کہتے ہین	لوگ آفت اسی کو کہتے ہین	گاہ پیچھے یون سے گھبرا کر	پوچھتی تھی گھڑی گھڑی وہ قسم
جسمین سمجھے نہین یہی ہے وہ شب	شب بیمار ہے اسی کا لقب	جان لیتا ہے کام اسی شب کا	شام بلبل ہے نام اسی شب کا
یہی نالہ ہی بس نہین ہوتی	اسی شب کی سحر نہین ہوتی	ہے بلا سے فراق یار رہی	آج شب اول مزا رہی

ہائے شب تاریک فراق کیونکر بسر ہوگی اور کس طرح اتنی رات کٹیگی یہ کہکر رونے لگی
زار زار صبر ہاتھون سے کرنے لگی تصویر شاہزادے کی آنکھون کے سامنے پھرنے لگی تھوڑی دیر آہستہ صاحب اس سے ہم کا + لگا ٹپکا ٹپکنے چشم نم کا +
بار بار یہ کہنے لگی کہ ارے یہ خواب ہے یا بیداری مصاحبین عرض کرنے لگین کہ حضور آپ کا مزاج کیسا بدل گیا ہے اور طبیعت کا یہ کیا رنگ
ہو گیا ہے کہ کسی کا سمجھانا اثر ہی نہین کرتا کسی کے کہنے پر عمل ہی نہین کرتین خدا و ند دل کو ٹھہرائیے حواس درست کیجیے اپنی جان کو جان سمجھیے ہم لوگ
عرض کر رہے ہین کہ اب خاموش ہو رہیے اور اتنی رات کٹجانے دیجیے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ سنکر اب دیکھیے کا کر
آپ کچھ سماعت نہین فرماتین اب آپکو اختیار ہے ہم تو یہی جانتے ہین کہ رات تھوڑی رہ گئی ہے چپکی ہو کے سو رہیے صبح کو سمجھا جائیگا

سُنکر ملکہ کو کچھ تنبہ ہوا اور دم بخود ہو کر پڑ رہی پھر تو جس طرح جون توں اتنی رات کٹی صبح ہوئی ملکہ اُٹھی ہاتھ منھ دھویا دیو کو بیدار کیا دیو تکیہ پر سے
سر اُٹھاتے ہی ملکہ قمر چہرہ کی صورت دیکھکر بہت خوش ہوا گرد ملکہ کے پھرا اور کہنے لگا کہ ملکہ سچ کہو تم آغا بلبل سے خوش ہوئین اور کچھ جی
بہلتا ہی یا نہین ملکہ نے کہا کہ ہان دیو قلباس نے کہا کہ ہان ملکہ یہ آغا بلبل بہت ہی پرانا معلوم ہوتا ہی اور خوب باتین کرتا ہی تم جب جی گھبرایا
کرو تو اس سے باتین کیا کرو یا اپنا جی بہلایا کرو ملکہ نے کہا کہ ہان قلباس ایسا ہی ہوگا القصہ دیو اُٹھا ہاتھ منھ دھویا کچھ میوہ خود بھی کھایا ملکہ
کو بھی کھلایا آغا بلبل کا کچھ ریگانا سنا کیا ملکہ سے سخن سازی کیا کیا بعد اُسکے شکار کھیلنے چلا گیا جب دیو چلا گیا تو ملکہ نے خواصون سے کہا کہ ارے
لوگو اب تو وہ موذی کاٹا گیا بر آمدے پہ کرسی بچھاؤ کہ مین چلکر تھوڑی دیر سیر دریا کرون کہ دل بہلے اُسی وقت خواصین اُٹھین گرد و غبار
جھاڑ کر فرش کیا کرسی بچھائی ملکہ سے آکر عرض کیا کہ خداوند کرسی بچھا دی دریچے کھول دیے حضور اب چلین یہ سُنکر ملکہ اُٹھی اور چاہا تھا کہ
جا کر بیٹھے عمرو نے جو دیکھا کہنے لگا کہ اے ملکہ آج مجھے اپنے ساتھ لے چلو مین بھی تو دیکھون کہ وہ کون شخص ہی جس پر تم عاشق ہوئی ہو اور جسکے
فراق مین تمھارا یہ حال ہی ملکہ مسکرا کر کہنے لگی کہ مین تو کسی پر عاشق نہین ہون اے آغا بلبل تمھین کچھ خبر ہی یہ تم کہتے کیا ہو عمرو نے کہا کہ اے
ملکہ تم مجھسے نہ چھپاؤ مین خوب جانتا ہون ساری عمر میری اسی کارستانی مین گذری ہی یا کچھ اور بھلا مین اور یہ کرشمہ نہ پہچانون تو بہی بھلی
اے ملکہ اگر تمھین یہ خیال ہی کہ مین تمھارا راز افشا کر دونگا اور ساری حقیقت تمھاری دیو سے کہہ دونگا تو اس سے تم خاطر جمع رکھو مجھسے
یہ امر ہرگز نہ ہوگا اور دوسرے وہ نالائق ہی کب اُسکی ہستی کیا ہی مین تو فقط تمھارے سبب سے یہان رہ گیا ورنہ مجھکو کوئی مجھکو اپنے پاس
قید کر سکتا ہی اگر تمھاری محبت میرے دل مین جاگزین نہ ہو جاتی تو مین کب کا راہی ہو چکا ہوتا اگر مین چاہون تو ابھی چھوٹ کر چلا جاؤن اور
یہ دیو منھ دیکھکر رہ جاے اے ملکہ اُسنے مجھے کیا راحت دی ہی اور کیا اچھا برتاؤ میرے ساتھ کیا ہی جو اُسکا دوست ہو جاؤنگا اور اُسکی بیخ کن کرکے
تمکو ایذا دلواؤنگا اور اے ملکہ میری دعا تو یہ ہی کہ وہ شخص اولاد صاحبقران سے ہو کہ تمھارا حسن و جمال لائق خاندان حمزہ صاحبقران
ہی ایک مصاحب بول اُٹھی کہ ہان آغا بلبل یہ شخص حسین تو بہت ہی کہ ہمنے ایسا حسین و خوبصورت آج تک نہین دیکھا فی الواقع کیا
شکل و صورت پائی ہی کہ ماہ دو ہفتہ جسکے آگے گرد آفتاب نیمروز جسکے سامنے ماند ہی اور جو شان و شوکت اور جلالت و صولت رعب و تہور
دبدبہ و شجاعت اُسکے چہرے سے آشکار ہی اور جو سطوت شاہی اُسکی جبین سے ظاہر ہی آج تک بڑے بڑے شاہان والا قدر اور
سلاطین اولو العزم مین نہین دیکھی گئی واقعی اُسکا حسن و جمال قدرت خالق کا ایک نمونہ معلوم ہوتا ہی اب ملکہ نے دیکھا کہ اس سے
اخفاے راز ممکن نہین خواصون سے کہا کہ اچھا اسکو بھی ساتھ لے لو غرض ملکہ قمر چہرہ اُس دریچے کی طرف آئی اور عمرو کو بھی ساتھ لیا
اور ادھر نور الدہر کا حال سُنیے کہ اُسکی بھی شب بھر عجب کیفیت رہی مثل ماہی بے آب تڑپا کیا شب بھر اختر شماری اور یاد محبوب مین کٹی
گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے زمین و آسمان کو ہلا دیا ہر دم زبان پر یہی کلمات تھے کہ کیون اللہ وہ بھی کوئی دن آئیگا کہ یہ
بیقراری میری کم ہوگی اور شربت وصال یار سے محظوظ ہونگا اے خدا اب تو جلد مدد کر لے کہ اب تاب صدمہ رنج کی باقی نہین
ہی اور صبر و ضبط دل بیقرار سے اب نہین ہو سکتا خداوندا یا تو اس صدمے سے نجات دے اور محبوب تک پہونچا دے اور یا ملک الموت
کو حکم فرما کہ قبض روح اس فقیر کی ہو جاے اور اس عذاب سے چھٹکارا ہو یہ کہکر اس بیقراری سے ڈاڑھین مار مار کر روتا ہی کہ سننے
سے کلیجے شق ہوے جاتے ہین اور دیکھنے والون کے دل اُلٹے جاتے ہین ہر ایک شخص سمجھاتا ہی کہ اے شہریار اب براے خدا اس نالہ و
بکا کو موقوف کیجیے اور اس بیقراری کو کم کیجیے حق سبحانہ تعالی مقلب الاحوال ہی کبھی آپکی بھی پھیر دیگا اور آپکے مقصد دل پر فائز کریگا
آخر رحمت خدا سے مایوس ہو کر یہ بیقراری کیونکر آپنے جائز کر لی لاتیئسوا من رحمۃ اللہ رحمت خدا سے مایوسی نا زیبا ہی اور آپکو
تو نالش کی کوئی حاجت نہین ہی آپ خود ایک عالی فہم ہین اور ذکی الطبع ہین مگر معلوم نہین کہ اس وقت آپکی عقل کو کیا ہو گیا ہی
ارے صاحب خداوند عالم سے اتنی دیر دعا ہی کیجیے اس گریہ و زاری سے سواے اسکے کہ دشمن آپکے بدنام ہون اور اعدا
حضور کے خوش ہون اور کیا متصور ہی اور معلوم نہین آپکو یہ کیا سوجھی ہی کہ آپ اسقدر شور و غل کرتے ہین کیا محبت اسکی نام

گونگے کا سپنا ہے جو سمجھ سکتا ہے + غرض یہ حال ہے کہ کبھی روتی ہے کبھی خدا سے دعا ے وصال محبوب کرتی ہے انہیں سمجھا رہی ہیں کہ حضور خاموش
ہو رہیے ضبط کیجیے ایسا نہ ہو کہ دیو اس راز سے آگاہ ہو جاے تو پھر غضب ڈھاے او ملکہ آپ اپنی عزت کا خیال کیجیے اسقدر بیقراری نہ کیجیے
اور حضور ابھی تو آپنے دیکھا ہی ہے آپکے پاس بھی نہیں آیا آپ اسکی عادات و خصائل او حقیقت حال سے بھی واقف نہیں کہ کون شخص ہے کہاں سے
آیا ہے اور اچھا اس سب کو بھی جانے دیجیے آپکو اس سے الفت و محبت اور عشق و مودت سہی لیکن شعر عشق یون کیجیے دریان کہ کوئی جان نہ جاے
جان جاے تو بلا سے پہ کوئی جان نہ جاے + بھلا اسقدر گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے کیا حاصل اور اپنے راز کو افشا کرنے سے کیا نتیجہ ہے
اپنے دل کو سمجھائیے اور اس غم کو ہٹائیے یہ سنکر ماہ لقا نے کہا کہ اشعار دل کی تقصیر نہیں آنکھون کا سب ہے یہ قصور + لائین آفت یہی کرکے
یہ انھین کا ہی فتور سیکھا از گرفتاری چشم سست گرفتاری دل + سبب چشم بود موجب ناچاری دل + د دوہرا چین کہان جہان نین لگو اور نیم کہان
جہان پریم ار وہی + سدھ کہان جہان بدھ نہین اور سکھ کہان جہان دھیر دھر وہی + دھیر کہان جہان پریم بیپارک نیم کہان جہان لاج
کر وہی بیچوبلکیے تب ہی تو جاینگے اب تو من ہاتھ پراے پر وہی + جگ مرجات چھوڑ کل کان منیڈ چھوڑ لاج کی گٹھڑ تو ڑروپ ساگر دہری
سدھ گئی دھیر کی سلجھ گئی گرہ کی ہٹ ناینہہ کی پیوکی دھری + ادھکی لاگے ہین لگی لاگی کب کیہم ان راگی ساگر پری
آلی میری ہی ہین پھر میرے ہی کھو چین میری ہی چتون پھر میری گلے پری + مین مجبور ہون کرون کیا میری قسمت مین تو یون ہی جل جل کر مرنا
اور شمع ساں گھل گھل کر دنیا سے جانا بدا ہی دوہرا سوجت ہاٹ سبھی دیرات کچھو نسہات کہا کرئی ہیا کل عین پر و نہین جہان ان نین دھیر و کہان
دھرینے + جیت چاہت لالن کو ملیو اون لاج مہا جگ کی کریے + جیتے مرئے نہ پھرے ری سکھی بدھ ہو نہین لکھی تو کہا کرئیے + ارے
صاحبو مین کیا کرون آنکھون پر بس ہے تو روتی ہون سواے اسکے کیا چارہ ہی لیں یہ بیشک قصور ہوا کہ آج مین سیر کو کیون گئی اور گئی تھی تو اسکو
کیون دیکھا ریائی اس دل کا جو اول سے پر کیا ہوتا + یا نمک کا ہے کو میرا لگا ہوتا + اس خانہ خراب اپنی آنکھون سے اسے + او کاش
نہ مین نے اسکو دیکھا ہوتا + ارے لوگو جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر اس دل کم بخت کو کیا کرون کہ کسی طرح ضبط نہین ہو سکتا اور ایک لحظہ قرار نہین آتا
اٹھو پہر دم یہی خیال ہے کہ وہ ماہ لقا مجھ تک کیونکر آئیگا یا مین اس تک کیونکر پہونچونگی ارے لوگو میرا تو جی ہی الٹ پلٹ ہوا جاتا ہے رہ رہ کے
دل مین ایک درد سا اٹھتا ہے ہر چند دل کو سمجھاتی ہون مگر جی اندا آتا ہی اور بے اختیار گریہ گلوگیر ہوتا ہے یہ کہتی تھی اور روتی تھی کبھی ایک آہ سرد بھر کر
کہتی تھی کہ اے اللہ کیونکر اس عذاب الیم سے جان چھوٹیگی اے اللہ میری نہین سنتا تو اپنی جان ہی کو لے لے اب تو دل بیٹھا ہوا جاتا ہی اور
عنان صبر ہاتھ سے جاتی ہی مصاحبین کہ رہی ہین کہ حضور کسی طرح تو ضبط کیجیے اور دل ٹھہرائیے ایسا نہ ہو کہ دیو کی آنکھ کھل جاے اے ملکہ صبح تو
ہونے دو جب دیو شکار کو جائیگا تو پھر چلکر دیکھ لیجیے گا اتنی رات ہی تو درمیان ہے کل شب کو پھر دیدار یار سے شاد کام ہو جائیگا ملکہ نے کہا
کہ ارے لوگو تو سب ہی کہ یہ رات کیونکر بسر ہوگی اور دیکھیے سحر کب ہوگی نظم

دفعۃً دیکھکر رخ شب غم
ڈر گئی وہ مہ سپہر چشم
شب فرقت اسی کو کہتے ہین
لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
جسمین پیچھے نہین ہی وہ شب
شب بیمار ہی اسی کا لقب
یہی ظالم بسر نہین ہوتی
اسی شب کی سحر نہین ہوتی
شب غم کی تو شکل سے بھی وہ ماہ
خواب مین بھی کبھی نہ تھی آگاہ
آگاہ ہیچ لیون سے گھبرا کر
پوچھتی تھی گھڑی گھڑی وہ قسم
جان لیتا ہی کام اسی شب کا
شام بابل ہی نام اسی شب کا
ہی بلاے فراق یا رہی
آج شب اول مزا رہی

ہاے شب تاریک فراق کیونکر بسر ہوگی اور کس طرح اتنی رات کٹیگی یہ کہکر رونے لگی
تمام شب ہاتھون سے گرنے لگی تصویر شاہزادے کی آنکھون کے پیچھے پھرنے لگی ٹھہر تو در آئینہ عجب اثر تھا ہم کا + لگا ٹپکانے چشم نم کا +
بار بار یہ کہنے لگی کہ ارے یہ خواب ہی یا بیداری مصاحبین عرض کرنے لگین کہ حضور آپکا مزاج کیسا بدل گیا ہی اور طبیعت کا یہ کیا رنگ
ہو گیا ہے کہ کسی کا سمجھانا اثر ہی نہین کرتا کسی کے کہنے پر عمل ہی نہین کرتین خدا و ند دل کو ٹھہرائیے ہوش درست کیجیے اپنی جان کو جان کیجیے ہم سب
عرض کر رہے ہین کہ اب خاموش ہو رہیے اور اتنی رات کٹجانے دیجیے اگر دیو چونک اٹھا تو فرمائیے کہ کیسی مشکل ہوگی جو اب دیجیے گا مگر
آپ کچھ سماعت نہین فرماتین اب آپ کو اختیار ہی ہم تو یہی جانتے ہین کہ رات تھوڑی سی رہ گئی ہی جب پہر ہوگی سو رہیے صبح کو سمجھا جائیگا

سنکر ملکہ کو کچھ تنبہ ہوا اور دم بخود ہو کر پڑ رہی بہر نوع جوں توں اُتنی رات کٹی صبح ہوئی ملکہ اُٹھی ہاتھ منہ دھویا دیو کو بیدار کیا دیو تکیہ پر سے سر اُٹھاتے ہی ملکہ قمر چہر کی صورت دیکھکر بہت خوش ہوا اور ملکہ کے پھیرا اور کہنے لگا کہ ملکہ سچ کہو تم آغابلبل سے خوش ہوئیں اور کچھ جی بہلتا ہی یا نہیں ملکہ نے کہا کہ ہاں دیو قلباس نے کہا کہ ہاں ملکہ یہ آغابلبل بہت ہی پرانا معلوم ہوتا ہی اور خوب باتیں کرتا ہی تم جب گھبرایا کرو تو اس سے باتیں کیا کرو اپنا جی بہلایا کرو ملکہ نے کہا کہ ہاں قلباس ایسا ہی ہوگا القصہ دیو اُٹھا ہاتھ منہ دھویا کچھ میوہ خود بھی کھایا ملکہ کو بھی کھلایا آغابلبل کا کچھ ذکر گانا سُنا کیا ملکہ سے مزاح کیا بعد اُسکے شکار کھیلنے چلا گیا جب دیو چلا گیا تو ملکہ نے خواصوں سے کہا کہ ار لوگو اب تو وہ موذی کالا گیا برآمدے پر کرسی بچھاؤ کہ میں چلکر تھوڑی دیر سیر دریا کروں کہ دل بہلے اُسی وقت خواصیں اُٹھیں گرد و غبار جھاڑ کر فرش کیا کرسی بچھائی ملکہ سے آکر عرض کیا اے خداوند کرسی بچھا دی دریچے کھول دیے حضور اب چلیں یہ سنکر ملکہ اُٹھی اور چاہا تھا کہ جا کر بیٹھے عمرو نے جو دیکھا کہنے لگا کہ ای ملکہ آج مجھے اپنے ساتھ لے چلو میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کون شخص ہی جس پر تم عاشق ہوئی ہو اور جسکے فراق میں تمہارا یہ حال ہی ملکہ مسکرا کر کہنے لگی کہ میں تو کسی پر عاشق نہیں ہوں ای آغابلبل تمھیں کچھ خبر ہی یہ تم کہتے کیا ہو عمرو نے کہا کہ ای ملکہ تم مجھسے نہ چھپاؤ میں خوب جانتا ہوں ساری عمر میری اسی کارستانی میں گذری ہی یا کچھ اور بھلا میں اور یہ کرشمہ نہ پہچانوں تو پہر کیا ہی ای ملکہ اگر تمھیں یہ خیال ہی کہ میں تمہارا راز افشا کردونگا اور ساری حقیقت تمہاری دیو سے کہدونگا تو اس سے تم خاطر جمع رکھو مجھسے یہ امر ہرگز نہ ہوگا اور دوسرے وہ نالائق ہی کب اُسکی ہستی کیا ہی میں تو فقط تمہارے سبب سے یہاں رہ گیا ورنہ مجھکو کوئی مجھکو اپنے پاس قید کر سکتا ہی اگر تمہاری محبت میرے دل میں جاگزین نہ ہوجاتی تو میں کب کا اڑ ہی چکا ہوتا اگر میں چاہوں تو ابھی چھوٹ کر چلا جاؤں اور یہ دیو منہ دیکھکر رہ جاے ای ملکہ اُسنے مجھے کیا رکھی کیا ہی اور کیا اچھا برتاؤ میرے ساتھ کیا ہی جو اُسکا دوست ہوجاؤنگا اور اُسکی پیچ کر تمکو ایذا دلواؤنگا اور ای ملکہ میری دعا تو یہ ہی کہ وہ شخص اولاد صاحبقران سے ہو کہ تمہارا حسن و جمال لائق خاندان حمزہ صاحبقران ہی ایک مصاحب بول اُٹھی کہ ہاں آغابلبل یہ شخص حسین تو بہت ہی کہ ہمنے ایسا حسین و خوبصورت آج تک نہیں دیکھا فی الواقع کیا شکل و صورت پائی ہی کہ ماہ دو ہفتہ جسکے آگے گرد آفتاب نیمروز جسکے سامنے ماند ہی اور جو شان و شوکت اور جلالت و صولت رعب و داب و دبدبہ و شجاعت اُسکے چہرے سے آشکار ہی اور جو سطوت شاہی اُسکی جبین سے ظاہر ہی آج تک بڑے بڑے شاہان والا قدر اور سلاطین اولوالعزم میں نہیں دیکھی گئی واقعی اُسکا حسن و جمال قدرت خالق کا ایک نمونہ معلوم ہوتا ہی اب ملکہ نے دیکھا کہ اس سے اخفاے راز ممکن نہیں خواصوں سے کہا کہ اچھا اسکو بھی ساتھ لے لو غرض ملکہ قمر چہر اُس دریچے کی طرف آئی اور عمرو کو بھی ساتھ لیا

اور ادھر نورالدہر کا حال سُنیے کہ اُسکی بھی شب نہایت عجیب کیفیت سے گذری مثل ماہی بے آب تڑپا کیا شب بھر اختر شماری اور یاد محبوب میں گریہ گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے زمین و آسمان کو ہلا دیا ہر دم زبان پر یہی کلمات تھے کہ کیوں اللہ وہ بھی کوئی دن آئیگا کہ یہ بیقراری میری کم ہوگی اور شربت وصال یار سے محظوظ ہونگا ای خدا اب تو جلد مدد کر کہ اب تاب صبر و رنج کی باقی نہیں ہی اور صبر و ضبط دل بیقرار سے اب نہیں ہوسکتا خداوندا یا تو اس صدمے سے نجات دے اور حبیب تک پہونچا دے اور یا ملک الموت کو حکم فرما کہ قبض روح اس فقیر کی ہوجاے اور اس عذاب سے چھٹکارا ہو یہ کہکر اس بیقراری سے ڈاڑھیں مار مار کر روتا ہی کہ سننے والوں کے کلیجے شق ہوئے جاتے ہیں اور دیکھنے والوں کے دل اُلٹے جاتے ہیں ہر ایک شخص سمجھاتا ہی کہ ای شہریار از براے خدا اس نالہ و بُکا کو موقوف کیجیے اور اس بیقراری کو کم کیجیے حق سبحانہ تعالی مقلب الاحوال ہی کبھی آپ کی بھی پھیر دیگا اور آپ کے مقصد دل پر فائز ہونگے آخر رحمت خدا سے مایوس ہو کر یہ بیقراری کیونکر آپ نے جائز کر لی لا تیئسوا من رحمۃ اللہ رحمت خدا سے مایوسی نازیبا ہی اور آپ کو تو ہدایت کی کوئی حاجت نہیں ہی آپ خود ایک عالی فہم ہیں اور ذکی الطبع ہیں مگر معلوم نہیں کہ اس وقت آپ کی عقل کو کیا ہوگیا ہی ارے صاحب خداوند عالم سے اتنی دیر دعا کیجیے اس گریہ و زاری سے سواے اسکے کہ دشمن آپ کے بدنام ہوں اور اعدا حضور کے خوش ہوں اور کیا متصور ہی اور معلوم نہیں آپکو یہ کیا سوجھی ہی کہ آپ اسقدر شور و غل کرتے ہیں کیا محبت اسی کا نام ہی

کہ اپنے ساتھ محبوب کو بھی رسوا اور بدنام کیجیے بھلا خیال تو فرمائیے کہ اگر دیو قلیاس کو یہ خبر معلوم ہو گئی تو بھلا آپکے ساتھ تو جس طرح پیش آئیگا آپ کو کوئی پروا نہ ہوگی مگر جو بدی ملکہ قمر چہر کے ساتھ کریگا اُسکا موجب کون ہوا کیا آپ کو یہ گوارا ہی کہ دیو قلیاس ملکہ سے یہ بدی پیش آسے ای شاہزادہ والا قدر ذرا تو عقل کو دخل دیجیے اور انجام کار کو ملاحظہ فرمائیے آپ آدھر نے کہا کہ اچھا صاحب اس سب کو جانے دیجیے اور کسی بات کا خیال نہ کیجیے مگر یہ شب بھر تو خاموشی سے گذار دیجیے جب صبح ہوگی اور دیو قلیاس شکار کو جائیگا تو پھر نظارہ محبوب ہی یہ اتنی رات ہی درمیان میں ہی مگر بھلا نور الدہر کو کب ساعت ہوتی ہی اور کب قرار پڑتا ہی لوگ سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے اور عاجز ہو کر خاموش ہو رہے اور نور الدہر کی وہی بیقراری اور گریہ وزاری اور بار بار لبون پر یہ کلمہ جاری کہ یارا الہا اتنی رات کیونکر بسر ہوگی اور کیونکر سحر ہوگی رات بھر پلک سے پلک نہ لگی کہیں نام کو بھی نیند نہیں آئی اور جو روتے روتے ایک آدھ منٹ کو کچھ غفلت سی آگئی تو یہی دیکھا کہ ملکہ قمر چہر کھڑی ہوئی پکار رہی ہی کہ ای شاہزادہ عالی قدر ہم تو یہاں اس دیو قلیاس بے اساس کی قید میں مبتلا ہیں اور تمہیں ہماری خبر نہیں یہ جلدی سے گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور یہ کہتا ہوا مفت منظر کی طرف دوڑا کہ ملکہ تمنے یہ کیا کلمہ کہا ارے میری تو جان تک مختار ہے لیجیے حاضر ہی تھوڑی دور جا کر یہ خیال آگیا کہ ای نور الدہر کہاں جاتا ہی وہاں تو در بھی بند ہو گیا ہوگا طائر خیال کا بھی گذر ممکن نہ ہوگا اور یہ سوچکر پھر اپنے بستر پر آگر پڑ رہا اور یہ غزل حالت بیقراری میں پڑھنے لگا غزل

اتنا ملوک تجھسے بھی ای روزگار کر
ای چرخ جسطرح ہی عدو اُسے ہم ا قبل
وہ مر گیا اُٹھاتا تھا نالون سے جو فلک
بھلا ہی اب سپتا ہی ای دل قرار کے

لے آمد دسکے پاس سے اُسکو ابھار کر
اُسکے گلے کا ہار ہے شیشے بھی توبار کر
کہہ دینا تھا یہ اُسکی گلی میں پکار کر
پہونچینگے اُس تک اتنی ہی شب کو گذار کر

ستشاہ میری نگاہ سے پھر اُسکو دیکھ لو
اُن شوق کی بلائیں تو ای دل نہ لیا گیا
کہتا ہی جو شخص کہ دل ہو ال کیا

ای موت اتنی دیر تو اور انتظار کر
کچھ اور گل کھلانا ہیں اب اُبھار کر
سو دل جو پاس ہی تو سمجھون کو نثار کر

القصہ اسی کیفیت میں وہ رات بسر ہوئی جس وقت کہ فوج سیاہ رات کا کوچ قریب ہوا اور آفتاب نے سمت مغرب جانے کا قصد مصمم کیا تو نور الدہر اُٹھکر اُس حجرا میں ٹہلنے لگا اور یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار شب کو نیند آئی نہ مجھے دن کو یہ دھڑکا رہا * بیکلی سے صبح تک میں کروٹیں لیتا رہا اور کروٹیں لیتے ہی لیتے آہ اُڑ جاتی ہی نیند * جسکا دل دلبر میں ہو وے اُسکو کب آتی ہی نیند * خدا خدا کر کے جس وقت کہ سفیدہ سحری نمودار ہوا اور مرغ سحر نے اذان دی وقت نماز صبح کا آگیا نور الدہر نے وضو کر کے فریضہ سحری ادا کیا درگاہ قاضی الحاجات میں بصد عجز و نیاز وصال یار کی دعا کی اور یہ شعر پڑھتا ہوا اُسی جانب روانہ ہوا کہ جہاں سے قمر چہر کو دیکھا تھا شعر علی الصباح جو مردم بکار و بار روند * بلاکشان محبت بہ کوچہ یار روند * جب سامنے مفت منظر کے آیا دیکھا کہ دروازے قصر کے مسدود ہیں ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر فرش خاک پر بیٹھ گیا پھر بیقرار اُٹھ کھڑا ہوا اور قصد کیا کہ ملکہ کو پکارے فوراً خادم سمجھ گئے اور منع کیا کہ حضور ذرا برائے خدا نہ پکاریے گا یہ مفت منظر میں ابھی موجود ہی اگر آپ نے پکارا اور وہ اس امر سے مطلع ہو گیا تو معلوم نہیں ملکہ سے کس طرح پیش آئیگا اور کس قسم کی ایذا پہونچائیگا خدا کے لیے تھوڑی دیر اور خاموش رہیے اور ایک ذرا کی ذرا اور صبر کیجیے جب دیو شکار کو چلا جائیگا تو ملکہ خود ہی برآمد ہوگی جہاں اتنا صبر کیا ہی تھوڑا صبر اور کیجیے شاہزادے نے کہا کہ خیر صاحب ہم بالاسے الحوس اور جب تک کوئی کہ خاموش رہینگے یہ کہکر چپکا ہو رہا اور جو عاشق تن وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ اپنے اپنے مقام پر ساکن رہے اسلیے کہ اُنکو تو وقت دیو کے جانے اور ملکہ کے برآمد ہونے کا معلوم ہی تھا کہ جس وقت دیو جاتا ہی اُس وقت ملکہ برآمد ہوتی ہی وہ سب کوئی چار گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ یکایک چلمن جواہر نگار بلند ہوئی اور جتنے عشاق بیٹھے ہوئے تھے سب کے سب اپنی اپنی جگہ سے دوڑے اور ملکہ قمر چہر آکر دریچہ جواہر نگار میں کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئی ادھر سے نور الدہر کی نگاہ بلند ہوئی اور اُدھر سے ملکہ قمر چہر نے نور الدہر کو دیکھا نظر سے نظر ملی اور نگاہ سے نگاہ لڑی دونون کے دونون مسکرائے اور اپنی اپنی بیقراری اور بالیوزاری کا حال لب اشارت پر لائے اور ساتھ ہی اسکے بمصداق السرور والحزن توامان کے آنسو بھی نکل آئے اور ادھر عمر وکی نگاہ شاہزادہ نور الدہر والا قدر پر پڑی دیکھا کہ ایک نوجوان ماہ طلعت مہر صورت چہرے پر بھبوت ملے ہوئے سر پر جوڑا بندھا ہوا کفنی لباس

زیب بدن کیے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وقت سحر یا غروب آفتاب شفق میں نمایاں ہے جب عمرو نے اُسے دیکھا بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اچھا وسیلہ قسمت سے ہاتھ لگ گیا اگر فضل خدا شامل حال ہوا تو اس ذریعہ سے بوجہ احسن امیر سے صفائی ہو جائیگی اور ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ قہر چہر شکر صد شکر کہ تمھارے اوپر وہ شخص عاشق ہوا اور تمھارے حُسن و جمال پر وہ شخص دل دادہ ہوا کہ اے ملکہ یہ شخص شاہزادہ عالی قدر رفیع المنزلت بلند مرتبت شجاع و دلیر حسیب و نسیب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر عالیشان بن شاہزادہ بدیع الزمان اور نبیرہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران ہے اے ملکہ یہ شخص حسباً و نسباً بھی تمسے بہت اچھا ہے اے ملکہ نصیبا تمھارا جاگ اُٹھا کہ تم ایسے شخص پر دل دادہ ہوئیں تم ہر طرح خاطر جمع رکھو میں اپنا ذمہ کرتا ہوں کہ تمکو اسکے ساتھ منسوب کر دونگا اے ملکہ قہر چہر گو یہ اسوقت اس حالت فقیری میں ہے مگر بہت بڑا لشکر اسکے زیر حکم ہے باپ اسکا سرفتنہ ملک باختر ہے جسوقت امیر حمزہ صاحبقران کو یہ خبر پہونچیگی کہ نور الدہر والا قدر ہفت منظر میں ہے اور ملکہ قہر چہر پر عاشق ہوا ہے تو پھر سبھی تو آ پہنچینگے اُسوقت کی شان و شوکت و صولت و سطوت اسکے لشکر کی دیکھنا کیسے کیسے شجاع و دلیر اسکے لشکر کے سالار ہیں کہ جنکے نام سے روح رستم قبر میں لرزاں ہے ملکہ نے کہا کہ بھلا تم اتنا میں کیا جانو اور اسقدر واقفیت کی کیا وجہ ہے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ میں نہیں خواجہ عمرو ہوں امیر حمزہ کی عیار طرار ہوں ایک مدت سے اس بلند قدر کے دادا یعنے امیر حمزہ صاحبقران کا ملازم رہا اور نمک کھایا کیا جسپے او حمزہ سے بگڑ گئی میں نے اسکی ملازمت ترک کر دی اور اُسکے لشکر سے نکل آیا ملکہ نے پوچھا کہ اچھا بیان کرو تمسے اور امیر سے کیا قصہ ہوا عمرو نے کل حقیقت من و عن ملکہ سے بیان کی جب ملکہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص خواجہ عمرو عیار ہے اور یہ بلند قدر شاہزادہ نور الدہر ہے تو بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ اچھا خواجہ یہ بتاؤ کہ اس دیو موذی کے ہاتھ سے کیونکر نجات ہوگی عمرو نے کہا کہ ملکہ اس کا مار ڈالنا کتنی بڑی بات ہے امیر کو آ لینے دو یہ سنکر ملکہ اور بھی خوش ہوئی مگر نور الدہر نے جو عمرو کو پہچانا مصلحتاً سلام کیا عمرو نے اشارے سے کہا کہ کچھ اور نہیں خدا مالک ہے الغرض دونوں عاشق و معشوق بڑی دیر تک مصروف نظارہ بازی رہے جب دیو کی آمد قریب ہوئی ملکہ اُٹھکر چلی گئی دروازے بند ہو گئے نور الدہر نڈھال بیٹھا ہوا پھر وہیں آ بیٹھا اتنے میں کیوان فلک رفعت بھی آ گیا شاہزادے نے کہا کہ اسوقت آپ کہاں آ گئے عرض کیا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ لباس قلندری جسم سے اتار ڈالیے میں آپ کے واسطے خیمہ استادہ کرا دوں اُسمیں آرام سے بیٹھیے نور الدہر نے کہا کہ میں خاک نشین ہوں خیمہ کیسا مکان کیسا سایہ آسمان کچھ مدار مجھکو کافی ہے اور علاوہ اسکے اگر کچھ سایہ ہوگا تو قصر یار نظروں سے اوجھل ہو جائیگا اگر میں معشوق کو نہیں دیکھتا ہوں تو تشنگاہ تو اُسکی پیش نظر ہے معشوق کو شان و شوکت کیا دکھانا ہے گو وہ بادشاہ اقلیم حسن ہے اور ہم گدا عشق میں ہمارا ساز و سامان اور ہی کچھ ہے فرش خاک اپنا بستر ہے صحرا پُر خار اپنا گھر ہے کیوان فلک رفعت نے جب یہ کلمہ کلام سُنا ناچار کہ بہت معقول ہے چاروں طرف ہری ہری دوب جموائی چمن بندی کروا لی بیچ میں بنگلہ خس کا بنوایا اُسمیں شاہزادے کو بٹھایا کیوان فلک رفعت دونوں وقت آتا ہے کھانا شاہزادے کو کھلاتا ہے تمام خدمت بجا لاتا ہے اور چلا جاتا ہے اور ملکہ کا یہ حال ہے ہر روز شاہزادے کے دیکھنے کو اور اُسے دکھلانے کو چار گھڑی آ بیٹھتی ہے اور نور الدہر حسب دستور مقام معینہ پر آ کھڑا ہوتا ہے اور ملکہ کا نظارہ کیا کرتا ہے جب دیو کی آمد قریب ہوتی تھی ملکہ اُٹھکے اُدھر چلی جاتی تھی نور الدہر ادھر چلا آتا تھا اور دیو قلعہ پاس سوتے وقت عمرو کو گوا تا تھا اور عمرو ناچار ہو کر گاتا تھا جس وقت دیو شکار کو چلا جاتا تھا تو ملکہ عمرو کو قفس سے نکالتی تھی اور اپنے ساتھ لیکر ہفت منظر کی سیر کرواتی تھی اور کہتی تھی کہ خواجہ جس طرح ہو سکے اس دیو کو مار ڈالو عمرو کہتا تھا حمزہ کو آ لینے دو میں اسکو مار ڈالونگا اور تمھارا نور الدہر کے ساتھ عقد کر دونگا یہی باتیں رات کرتی تھیں جب ملکہ بہت بیقرار ہوتی تھی تو عمرو تسلی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ میں تمہیں ابھی شاہزادے سے ملا سکتا ہوں مگر کام میرا ابتر ہو جائیگا میں نے حمزہ کو صاحبقران بنایا ہے وہ مجھسے بگڑا ہوا ہے خیر دیکھا جائیگا اور ادھر نور الدہر اپنے دل میں کہتا تھا کہ ملکہ خواجہ کے دام میں ہے

انجام کار کیا ہوتا ہے ملکہ کو مجھے کیون دیگا اگر ای نور الدہر جو ملکہ ہاتھ نہ لگی تو جان دے دونگا یہان تو انکو اسی حال مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت پل کفیل ٹوٹا اور ایرج دریاے سرخاب مین گرا ایک تختا پل کا ایرج کے ہاتھ آیا اوسپر سوار ہوا وہ تختا بہتا ہوا کنارے آلگا کئی روز جو دریا مین گذرے تھے تو بھوکھا بہت تھا نہایت ناتوان تھا ہزار دقت سے اوٹھا بیابان کو چلا ہوا ٹھنڈی چلتی تھی درخت میوہ دار لگے تھے میوہ توڑ کر کھایا کچھ سیری حاصل ہوئی پانی پیا لیٹ رہا بعد دو چار گھڑی کے پھر روانہ ہوا چلا آتا تھا کہ کچھ زنگی آدم خوار دکھائی دیے نہایت سیہ فام اور ایرج کو دیکھکر نہایت شاد و خرم ہوئے دوڑے کہ خداوند ابلیس نے لقمہ چرب پہونچایا ہے ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ عجب ہوئی یہ جزیرہ آدم خوارون کا ہے تو سنا اگر وہی عمرو کا تو عیاری کر کہ بہت تیری اوس جا ـــ سے یہ خیال اپنے دل مین کر کے نعرہ کیا کہ بڑی دیر سے ڈھونڈھتا تھا اب شکار دکھائی دیا یہ کہکر زنگیون پر دوڑا زنگی ایرج پر حملہ آور ہوئے ایرج نے ایک زنگی کا حربہ چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور پھر چرخ دے کر دوسرے زنگی پر مارا کہ دونون تلے اوپر گرے ایرج سینے پر چڑھ بیٹھا ایک خنجر سے ذبح کیا دوسرے کو ٹانگ پکڑ کر چیر ڈالا پھر ایرج نوجوان نے چقماق پتھری مین سے آگ نکالی اور گوشت اونکا کاٹ کر بھونا اور اونکے دکھانے کو منھ لگایا زنگی جو یہ دیکھ رہے تھے بھاگے کہ یہ تو آدمی زنگیون کو کھاتا ہے اور اپنے بادشاہ کے پاس گئے جا کر سلام کیا کہا کہ اس بیشے مین ایک آدمی زنگی خوار آیا ہے ہم دس زنگی شکار کھیلنے کو بیشے مین گئے تھے وہ ہم پر دوڑا اور دو بھائیون کو پکڑ کر مار ڈالا اب اونکا گوشت بھون کر کھاتا کیا عجب ہے کہ شہر مین گھس آوے اور سب زنگیون کو کھا جاوے بادشاہ اس جزیرے کے دو بھائی ہین ایک کا نام سفیل سپہر گردان دوسرے کا نام ہے سپہر سپہر گردان دونون نے جو سنا کہ انسان زنگی خوار اس بیشے مین آیا ہے آپسمین صلاح کی کہ اوسکو جا کر مار سکیں یا ہو سکے زندہ پکڑ لیجیے اسی وقت بارہ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوئے جہان ایرج تھا وہان آئے ایرج نے دیکھا کہ دو شخص ہین سفیل و سپہر نے زنگیون سے کہا کہ چہار طرف سے اسے گھیر لو زنگیون نے دور دور حلقے باندھے ایرج کو گھیر لیا کوئی نزدیک نہین آتا اور زنگیون نے کہا کہ ای شخص ہمارے جزیرے مین سے چلا جا نہین ہم تجھے مار ڈالینگے ایرج نے نعرہ کیا کہ اگر دین آفتاب پرستی قبول کرو تو مین تمھین کچھ نہ کہونگا غل ہوا کہ ارے یہ تو آفتاب پرست ہے دشمن دین لقا ہے ارے اسے زندہ نہ چھوڑو چہار طرف سے تبر ایرج پر پڑنے لگے ایرج نے تلوار ماری اور زنگیون پر کر شمشیر زنی کرنے لگا بہت سے زنگیون کو مار کر سفیل اور سپہر سپہر گردان کے پاس پہونچا دونون نے تلوارین ماریں ایرج نوجوان نے تلوارین چھین لین اور کمر مین ہاتھ ڈالکر داہنے ہاتھ سے سفیل کو اور بائین ہاتھ سے سپہر کو اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر کہا کہ ہے شرط مارون زمین پر تم دونون کہ بھیجا نکل جائین اور سب زنگیون مین غل ہوا کہ ارے پکڑ لیا ہمارے بادشاہون کو ایک نے کہا کہ اب انھین کھا جائیگا اسے کیا اگر بعضے مستعد ہوئے کہ یہ نہین کھاتے بادشاہ تو چھوٹ جائیگا او بیٹھ کر چلے غل کرتے ہوئے کہ ارے چھوڑ دے ہمارے بادشاہون کو مگر ایرج نے سفیل و سپہر سے کہا کہ مین تمھین مار ڈالونگا نہین دین آفتاب پرستی اختیار کرو ان دونون نے عرض کیا کہ ہمنے لعنت کی لقا پر آپ ہمین چھوڑ دیں ایرج نے انکو ہاتھ سے رکھ دیا دونون پاؤن پر گرے اور زنگیون سے کہا کہ حکم ہے اسکی اطاعت کرو سب زنگی ہاتھ باندھ کر حاضر ہوئے سفیل و سپہر ایرج کو شہر مین لا کے دعوت کی عین گرمی صحبت مین سفیل نے عرض کیا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے ہمین آگاہ کیجیے ایرج بولا کہ مجھے زبدہ آفتاب پرستان نذر کردہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان کہتے ہین مجھے اور نبیرۂ حمزۂ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان سے پل کفیل پر گذر چلے تھے پل ٹوٹا ہم دونون دریاے سرخاب مین گرے مین اس جزیرے مین نکلا نور الدہر کا حال نہین معلوم کدھر گیا یا غرق ہو گیا سفیل نے جو سنا کہ یہ ایرج ہے نہایت خوش ہوا عرض کیا کہ شہریار ایک میرا دشمن ہے کہ نام اوسکا دیلم شاطر زنگی ہے اور بہانہ اوسکا کلپید جزیرہ ہے مگر دیلم نہایت زبردست ہے اور بہت سا ملک میرا زبردستی اپنے قبضے مین کر لیا ہے مین اوس سے مقابلہ نہین کر سکتا میں اوسکے ہاتھ سے ناک مین دم ہے یہ خوف ہے کہ وہ میرا شہر چھین لے رات دن اسی اندیشے مین گذرتی ہے ایرج نے فرمایا ای

سفیل تمھارے ساتھ کتنی فوج ہی اُسنے کہا کہ چالیس ہزار اور دیلم شباط کے ساتھ قریب لاکھ زنگی کے ہین ایرج نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہی تم فوج اپنی تیار کرو ہم حملہ کر دیلم کو گرفتار کر لینگے اور سزاے معقول اُسکو دینگے سفیل نے کہا کہ ای شہریار یہ تو ارشاد کیجیے کہ آپ ہمیشہ سے زنگی کا گوشت کھایا کرتے ہین ایرج نے کہا کہ ای سفیل ہم اپنا دبدبہ تمھین دکھاتے تھے اور اپنا رعب ڈالتے تھے کہ تم ہمسے ڈرو اور ہمیر ملوا نہ کرو ورنہ ہم آدم خوار تھوڑی ہین اور ای سفیل تم بھی آدم خواری ترک کرو خبردار اب کبھی آدمی کا گوشت نہ کھانا اُسنے عرض کیا کہ بہت خوب القصہ ایرج نوجوان لشکر فراوان ساتھ لیکر دیلم شباط زنگی کے ملک پر چلا جب قریب ملک دیلم کے پہونچے اور اُسکو یہ خبر ہوئی کہ سفیل اور سپہر ایک آدم زاد ساتھ لیکر میرے مقابلے کو آتے ہین تو بہت برہم ہوا اور اپنا لشکر درست کیا اور ایرج نے دیلم کو لکھ بھیجا کہ آگاہ ہو ای دیلم شباط کہ مین صاحبقران آفتاب پرستان ہون اس نامے کو دیکھتے ہی سر اطاعت خم کرکے میری حضور مین چلا آ ورنہ بہت بری طرح میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دیلم شباط اس نامے کو پڑھکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ اسکا جواب اس نامے کا زبان تیغ سے دیا جائیگا ایلچی تو ایرج کا اُدھر گیا اور ادھر دیلم شباط زنگی نے طبل جنگ بجوا دیا اور یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی ایرج نے بھی حکم دیا کہ ہماری فوج مین بھی نقارۂ رزمی بجا دیا جاے جب حکم اس طرف بھی طبل جنگ بجا تمام رات دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح دونون لشکر میدان مین آے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا دیلم شباط مقابلے کو نکلا لمبا تڑنگا و زنی کے دیلم نے پوچھا کہ تو ہی ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان ہی ایرج نے کہا کہ ہان مین ہی ہون دیلم نے کہا کہ واہ اسی قد و قامت پر لڑنے آیا ہی بہتر یہ ہی کہ تو جدھر سے آیا ہی اُس طرف چلا جا ایرج نے کہا کہ خوب اگر جانا ہی جانا ہوتا تو یہان تک آتا ہی کیون اب بغیر تیری مشکین باندھے چلا جاونگا دیلم شباط یہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ خیر اب معلوم ہو جائیگا لا اپنا حربہ ایرج نے کہا کہ پہلے تو اپنے دل کا حوصلہ نکال لے پھر مین بھی حربہ کرونگا یہ سنکر دیلم شباط نے ایرج پر نیزہ مارا اُسنے نیزے پر روکا اگلی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین دیلم شباط کا نیزہ ایرج نے ہوائی کیا دیلم نے غصے مین آکر آرہ پشت شہنگ مارا ایرج نے تھپکی دی کہ آرہ پٹ پڑا الیس ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے ہاتھ مروڑ کر آرہ کو چھین لیا اور کمر مین دیلم کی ہاتھ ڈال دیا دیلم بھی ایرج سے لپٹ گیا زور ہونے لگے مرکب دونون کے بیٹھ گئے بھل بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کود پڑے اور دامن گردان کا آستینین چڑھا کر دوڑ سے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی ہوا کی شام ہو گئی مگر شام کو بھی علیحدہ نہ ہو اُسی طرح کشتی ہوا کی چاہتین سے روشنی آئی میوے کے خوان و دودھ کے کاسے آکر موجود ہوئے دیلم شباط نے کہا کہ کچھ کھا لین تو پھر لڑین ایرج نے کہا کہ تو کھا لے مین تو بغیر تیری مشکین باندھے ہوئے کچھ نہ کھاونگا غرض دیلم نے میوہ کھایا دودھ پیا اور ایرج نے کچھ نہ کھایا کہ یہ تو آقا کرک سست قلاق کا شاگرد ہی جانتا ہی کہ کھانے سے بوجھل ہو جاتا ہی الغرض جب دیلم خوب طرح کھا چکا تو پھر دونون کشتی لڑنے لگے تا اینکہ دو شبانہ روز زور رہا کیا تیسرے روز ایرج نے لنگر دیلم کا توڑ ڈالا اور ہاتھون پر اُٹھا کے بالاے سر مثل طاؤس آتشباز کے چرخ دینے لگا بعد اُسکے ایرج نے چاہا کہ زمین پر دے مارے کہ دیلم نے آواز دی الامان یا صاحبقران آفتاب پر

نے جواب دیا کہ اگر تو آفتاب پرستی قبول کرے تو مین تجھے چھوڑ دون دیلم نے کہا کہ اچھا ایک شرط میری ہی اگر آ

بصدق دل آفتاب پرست ہوتا ہون ایرج نے اُسے زمین پر رکھدیا وہ قدمون پر گر پڑا اور عرض کی

میری یہ ہی کہ حامد بن حمید زنگی کہ پانچ لاکھ زنگیون کا افسر ہی اُسکی بہن پر مین عاشق ہون مگر

پیغام بھی بھیجا تھا تو اُسنے مطلق لحاظ نہ کیا بلکہ میرے ایلچی کو بھی مار ڈالا اور جو لوگ اُسکے ساتھ گئے

یہ خبر پہنچی ہی کہ اب حامد بن حمید آیا اور اب آیا ہر روز اُسی کا خوف لگا رہتا ہی جب اُسکے

اسلیے کہ اُسکے ساتھ پانچ لاکھ سوار ہین مین اُسکا کیا بنا سکونگا میرے ساتھ تو لاکھ سوا

نہین ہین اُسے زیر کرونگا خاطر جمع رکھو سفیل اور سپہر سے لایا دونون لشکر ایک ہو

دو لاکھ زنگی ساتھ لیکر قلعہ برقان کوہ کی طرف جمید اور حامد بن جمید کے مقابلے کو روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا اور یہ خبر حامد بن جمید کو پہونچی تو بہت برہم ہوا اور کہا کہ خیر آتا ہے تو آنے دو دیکھو تو کیا سزا اسے معقول دیتا ہوں اور اس علیم کو نوجوان ہی سے دو ڈالا نکالا اور یہ کہکر حکم دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے بموجب حکم فوج قلعہ سے باہر نکلی اور طبل جنگ بجا اور ادھر ایرج کو خبر ہوئی کہ طبل جنگ حامد بن جمید نے بجوا دیا ہے تو ایرج نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے نقیبوں نے نقابت کی بعد اسکے حامد بن جمید زنگی میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی اس طرف ایرج نوجوان مرکب کو جمکا کر مقابل حامد کے آیا نکا وروں لی جو ری ایرج کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور حامد کا گھوڑا چھ قدم پسپا ہوا دونوں نے مرکبوں کو رانوں میں دبا کر مقابلہ کیا حامد کی نگاہ جو چہرۂ ایرج پر پڑی ایک آفتاب جلوہ گر دیکھا آنکھیں خیرہ کرنے لگیں حامد نے حیران ہوکر پوچھا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہے ایرج نے کہا مجھکو ایرج نوجوان کہتے ہیں حامد نے کہا کہ خیر میں نے تو تیرا بڑا نام سنا تھا سمجھا تھا کہ ایرج کوئی بڑا پہلوان زبردست اور قد آور ہوگا مگر واہ واہ اسی قد و قامت پر یہ دعوی ہو اور اطفیں ہاتھ پاؤں پر اپنے کو صاحبقران کہلاتا ہے ایرج نے کہا کہ خیر اس بک بک سے کیا حاصل ہے جب ہاتھ اٹھیگا تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ کون قوی ہے اور کون ضعیف حامد نے کہا کہ اچھا لا حربہ اپنا ایرج نے کہا کہ پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال پھر میں بھی وار کرونگا یہ سنکر حامد نے ایرج پر نیزہ ایرا ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کر دیا حامد نے تلوار ماری ایرج نے تلوار اسکی پکڑ لی کمر میں ہاتھ پڑ گئے زور ہونے لگے مرکب دونوں کے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں کے دونوں گھوڑوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی چار شبانہ روز کشتی ہوئی پانچویں روز ایرج نے اسکو زیر کیا اور کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر اسنے کہا کہ ایک شرط سے ایرج نے کہا کہ وہ شرط بیان کر حامد نے کہا کہ میں دختر کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر پر عاشق ہوں اسے دلوا دیجیے تو میں اپنے لشکر سمیت آفتاب پرست ہوتا ہوں ایرج نے کہا کہ میں تیری محبوبہ تجھے دلوا دونگا مگر اپنی بہن کو دیلم کے ساتھ منسوب کر دے اسنے کہا کہ بہت بہتر کیا مضائقہ ہے غرض ایرج نوجوان نے تمام قلعہ اور شہر برقان کوہ کو آفتاب پرست کیا اور شادی دیلم کی زنگلہ بانو کے ساتھ کر دی بعد اسکے دو لاکھ زنگیوں کی جمعیت فراہم کرکے حامد بن جمید کو بادشاہ کیا تخت زرنگار پر بٹھایا اور فوج کثیر نو لاکھ زنگیوں کی اپنے ہمراہ لیکر بعد کوہ جانب ہفت منظر سلیمانی کے روانہ ہوا

اب یہاں سے چند کلمے داستان طہماسپ کے بیان کیے جاتے ہیں

ادھر طہماسپ جو نور الدہر کے ہاتھ سے گھائل ہوکر بھاگا تو گھوڑا اسکو لیکر علی الصباح ایک صحرا پر فضا میں پہونچا اور گھاس چرنے لگا ... ایک گھوڑے پر جو لیٹا ہے تو طہماسپ زمین پر گر پڑا گرتے ہی بیہوش ہوگیا ہوش جو آیا تو اپنے کو ایک صحرا میں پایا کہ ... ہوا ہے صحرا کے اور کچھ نظر نہیں آتا گرز زخم سے خون جو علی الاتصال جاری تھا وہ بند ہوچکا ہے طہماسپ ... سے چند قدم چلے جاتے ہیں اور سامنے ایک چشمہ بہ رہا ہے لب پر زخم اپنا دھویا بعد اسکے چیونٹے لگا ... بعد اسکے گھوڑے کو پکڑا زین اسکا درست کرکے اسپ سوار ہوا اور ایک گاؤں میں پہونچا وہاں کے ... ات کی پوچھا کہ کوئی شہر بھی یہاں سے قریب ہے اسنے کہا کہ ہاں شہر اشرافیہ یہاں سے دس بارہ ... م کا ... جب زخم کچھ اچھا ہو لیا تو جانب شہر اشرافیہ روانہ ہوا جب داخل شہر ہوا تو شہر ... اور دربار گاہ پر آیا گھوڑے سے اتر کے بارگاہ کے اندر جانے کا قصد کیا دربان نے روکا کیا طہماسپ بے تحاشا ایوان شاہی کے اندر چلا گیا دیکھا کہ شرق شاہ ... تمکین ہے طہماسپ نے پکارا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر کہ جو ... کہ پہلے دروازۂ بارگاہ پر غل و شور ہوا کہ ایسے دربان کو مار کے لا ہو ...

طرماسپ کو دیکھا کہ اندر آیا اور بطریق آفتاب پرستان سلام کیا پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے کہ بارگاہ میں بے اطلاع چلا آیا دربان کو مار ڈالا اور دین آفتاب پرستی کا نام لیتا ہے تو ایسا کہاں کا زبردست ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے اگر تو سودائی ہوا ہے تو اپنا علاج کر ورنہ یہ حرکات تیرے تجھکو خرابی میں ڈالینگے طرماسپ نے کہا کہ سن اے بادشاہ نام میرا طرماسپ بن طہماس بن عنقویل دیو پرور ہے رفیق بالتخصیص ہوں زبدۂ آفتاب پرستان ناصر دین قطب دوران صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا آیا ہوں کہ تمکو آفتاب پرستی کی جانب ہدایت کروں اور میں ہاتھ سے نیزہ تمرہ کے زخمی ہوا تھا کینہ اپنا یہان لیکر نکل آیا یہ تقریر سنکر شرق شاہ اور بھی برہم ہوا اور پکارا کہ ارے جلد اسے گرفتار کرو سودائی ہو گیا ہے ہمکو آفتاب پرست کرنے آیا ہے یہ حکم سنکر بہت سے لوگ دوڑے طرماسپ انکی جانب حملہ آور ہوا بہت سے لوگوں کو قتل کیا لاش پر لاش گرادی جسپر ساطور مارا اُسکے دو ٹکڑے تھے ایک تہلکہ مچا دیا شرق شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا بارگاہ سے باہر نکل آیا تخت پر سوار ہوا چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ ہین سب نے ایکبارگی اسکو گھیر لیا چار طرف غلغلہ ہے کہ لینا اس مردود کو طرماسپ بھی خوب ہی لڑ رہا ہے تا اینکہ بہت سے لوگ طرماسپ کے ہاتھ سے مارے گئے اب عجب تماشہ ہو رہا ہے کہ بازار میں لڑائی ہو رہی ہے دکاندار دکانوں میں الگ شور کر رہے ہیں راہگیر الگ چلا رہے ہیں قد جو طرماسپ کا پچھتر گز کا ہے تو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کوئی دیوزادہ ہے بعضے کہتے ہیں کوئی راکشس ہے بعضے جوتش پرست ہیں وہ چلا رہے ہیں کہ دیوتا ہمپر مہربانی کیجیے ہم تو آپ ہی کے ہیں واسطے بھگوان کا ہمکو قتل نہ کیجیے اور طرماسپ برابر ساطور مار رہا ہے جسپر پڑ گیا اُسکے دو ہی ٹکڑے تھے جسپر دستہ پڑ گیا اُسکا بھیجا پاش پاش ہو گیا کسی محلے سے کوئی باہر نہیں نکلتا کہ بالکل گھبرا کر کہاں جائیں کسی محلے میں کل اہل محلہ ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں کہ وہ بلا ادھر آئے تو اسکو مارینگے ایک ہلڑ تمام شہر میں مچا ہوا ہے جس طرح مست ہاتھی سے لوگ بھاگتے ہیں اس طرح طرماسپ سے لوگ گریزان ہیں جس طرف طرماسپ نکل جاتا ہے لاش پر لاش گرا دیتا ہے اور ایک غل ہو جاتا ہے کہ میان وہ طرماسپ آپہنچا بھاگو بھاگو لوگ بھراتا مار کر تتر بتر ہو گئے ایک عالم تہ و بالا ہو گیا آدمی پر آدمی گرنے لگا لیکن طرماسپ نے جو بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور ایک آن آٹھ پہر تک لڑا کیا تو اُسکے زخم کے ٹانکے ٹوٹ گئے خون بہت جاری ہوا اور غش طاری ہو گیا عیاروں نے کمندیں مار کر پکڑ لیا طرماسپ تو بیہوش تھا ہی اسی حالت میں طوق و زنجیر میں گرفتار کر لیا شرق شاہ نے حکم دیا کہ اسے زندان خانے میں لیجاؤ اور سب لاشیں اٹھوا کر دفن کرا دو یہ حکم دیکر چلا گیا دوسرے روز پھر بارگاہ میں آ کر بیٹھا تھا اور حکم دیا کہ جلد اُس قیدی کو لاؤ میں اُسے قتل کرونگا وزیر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ حضور اسے رہنے دیجیے اور اسکے زخم کا علاج کرائیے شاید کسی وقت میں اس سے کوئی کام نکلے کہا کہ اُسکے لیے مقرر کیجیے اور تاکید فرمائیے کہ کسی طرح کی تکلیف اسے نہ پہنچنے پائے کہ خداوند ایسے پہلوان دنیا میں کم ملتے ہیں وزیر کے کہنے سے بادشاہ خاموش ہو رہا اور اُسکے زخم کا علاج شروع کیا جب زخم اُسکا اچھا ہو گیا تو شرق شاہ نے اُسے بلوایا اور کہا کہ اے طرماسپ دین لقاپرستی اختیار کر طرماسپ [illegible] میں اپنے یزدان کو چھوڑ کر اس بے [illegible] لقا کو سجدہ کروں مجھسے یہ امر ہرگز نہ ہو سکیگا تم دنگی کرو [illegible] لقاپرستی منظور نہیں شرق شاہ نے کہا کہ خیر اسے قید خانے میں رکھو سمجھا جائیگا طرماسپ کو پھر حسب الحکم بادشاہ [illegible] پالی شراب و کباب وغیرہ سب اچھی طرح پہنچتا رہا چند ہی روز گذرے تھے کہ ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ اے شہ[illegible] شاہ نو لاق سکندری سکندر شاہ جادو اور سعادت شاہ بیٹا سکندر فوج کثیر لیے ہوئے چلا آتا ہے یہ خبر سنکر شرق [illegible] سن ہو گیا اور اپنے وزیروں سے مشورہ کرنے لگا کہ میں تو سکندر سے ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا اب تمہاری کیا را[illegible] ہوں یا قلعہ بند ہو جاؤں اکثر لوگوں نے جنگ و قلعہ بند ہونے سے بھاگ چلنے کو پسند کیا اور کہا کہ خداوند اُسکی فوج کو [illegible] جانتی ہے دم بھر میں قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا بعضوں نے قلعہ بند ہی ہونے کو پسند کیا اور کہا کہ خداوند یہی کہ مار[illegible] دل کا حوصلہ تو نکل جائیگا بھاگ جانا تو مردی و مردانگی کا نام ڈبونا ہے مگر ایک وزیر جو نہایت ہوشیار اور

ذیشعور تھا عرض کرنے لگا کہ طرماسپ کو زندانخانے سے طلب کیجیے اور اُس سے کہیے کہ وہ سکندر کا مقابلہ کرے اگر وہ مقابلے
کا اقرار کرے تو اُسے چھوڑ دیجیے اور اگر وہ حریف کو مار لے تو اُسکا دین بھی قبول کیجیے شرق شاہ نے کہا کہ اچھا بلاؤ طرماسپ کو
القصہ طرماسپ کو زندانخانے سے طلب کیا جب وہ آیا تو اُس سے کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اگر تو سکندر پر غالب آئیگا تو میں
دین آفتاب پرستی قبول کرونگا طرماسپ نے کہا کہ ہاں میں سکندر عاد سے لڑونگا آپ نہ گھبرائیے اور نہ کوئی تشویش کیجیے
شرق شاہ نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلوا کر قید اسکی کٹوا دو طرماسپ نے کہا کہ ای بادشاہ کچھ آہنگرون کی حاجت نہیں ہے
یہ کہکر کل قید اپنی مثل ریسمان کے توڑ ڈالی شرق شاہ بہت خوش ہوا طرماسپ کو حمام کروایا لباس فاخرہ پہنایا دوسرے ہی روز
خبر آئی کہ لشکر سکندر عاد کا آپہونچا طرماسپ نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہے تم بھی لشکر اپنا باہر نکالو شرق شاہ کا بھی لشکر باہر آیا
اُدھر لشکر سکندر شاہ کے لشکر میں طبل جنگ بجا ادھر شرق شاہ کے لشکر میں نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر دونون
لشکرون میں تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے میدان نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیبون نے
نقابت کی اُدھر سے سعادت شاہ اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے طرماسپ شرق شاہ
سے اجازت لیکر میدان میں آیا سعادت شاہ کے سامنے آکے نگاورزن ہوا بعد نگاورزنی کے سعادت شاہ نے
پوچھا کہ تو کون ہے نام و نسب اپنا بیان کر اُسنے کہا کہ مجھے طرماسپ بن طہماس بن عمقوئیل دیوپیکر کہتے ہیں میں صاحبقران
آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہون اُسنے کہا کہ ای طرماسپ دین لقا پرستی اختیار کر میں تجھکو اپنے لشکر کا
مختار کرونگا طرماسپ نے کہا کہ ای سعادت شاہ پہلے میں بھی لقا پرست ہی تھا جب میں نے دیکھا کہ وہ لائق خدائی
اور قابل پرستش نہیں ہے تو میں نے اُسپر لعنت کی اور دین آفتاب پرستی قبول کیا یہ سُنکر سعادت شاہ نے کہا کہ ہاں یہ کہہ
کہ تو لقا کو بُرا جانتا ہے خیر معلوم ہو جائیگا اور جو حربہ تیرے پاس ہو لا طرماسپ نے کہا کہ تو پہلے وار کر لے تو میں حربہ کرونگا
یہ سُنکر سعادت شاہ نے نیزہ مارا طرماسپ نے نیزہ اول ہی میں ہوا لی کر دیا سعادت شاہ نے تلوار ماری طرماسپ نے
وار بچا کر تلوار اُسکی پکڑ لی زور ہونے لگے قریب تھا کہ پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونون گھوڑون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی طرماسپ
نے قریب شام اُسے زیر کرکے مقید کر لیا دوسرے روز سکندر خود میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا طرماسپ نے اسکا بھی
مقابلہ کیا شام تک مقابلہ رہا آخرکار طرماسپ نے اُسے بھی زیر کرکے مقید کیا صبح کو دونون کو اپنے سامنے طلب کیا انھون نے
سامنے آتے ہی بطریق آفتاب پرستان سلام کیا طرماسپ نے انھیں بٹھایا اور مذمت لقا اور مدحت آفتاب پرستی بیان کرنی
شروع کی اور کہا کہ اگر تمنے آفتاب پرستی اختیار کی تو خیر ورنہ میں تمھیں زندہ نہ چھوڑونگا یہ سُنکر وہ دونون بھی آفتاب پرست
ہوگئے اور شرق شاہ بھی آفتاب پرست ہوا سکندر عاد نے جا کر اپنے تمام لشکر کو آفتاب پرست کیا ادھر طرماسپ کو
شہر طاق سکندری میں لیگیا دعوت و ضیافت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا غرض طرماسپ تین لاکھ سوار
اور پیادے اپنے ہمراہ لیکر خدمت ایرج نوجوان میں روانہ ہوا

اب یہان سے چند کلمے داستان اُس درویش کے حال میں بیان کیے جاتے ہیں کہ جسنے ملکہ قمر چہرہ کی
تصویر نورالدہر کو دی تھی اور نورالدہر نے اُسے اپنا خنجر دیا تھا کہ تو لشکر اسلام میں اُسے لیجا

کاتبان حکایات عبرت آیات و مجریان مضامین حیرت نشان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہیں کہ جب وہ
فقیر اُس خنجر کو لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا تو بہت جلد جلد طی مراحل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سامنے چور لباس فقیرانہ
پہنے ہوئے ایک جانب سے پیدا ہوئے اور خواجہ منصور اُس خنجر کو کپڑے میں لپیٹے ہوئے اپنے کلیجے سے لگائے ہوئے
چلا جاتا ہے اُن چورون نے یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس کوئی نایاب چیز ہے جسے چھپائے ہوئے چلا جاتا ہے

آپسمین صلاح کی کہ کسی طرح اسے دیکھا چاہیے کہ یہ کیا چیز ہے تا اینکہ وہ سب ایک فقیر کے تکیے پر اُترے وہ ساتون تو گدائی کو چلے گئے اور یہ فقیر یعنے خواجہ منصور وہین بیٹھا رہا جب ساتون پھر کر آئے تو شیرینی مین بیہوشی آلودہ کر کے اس درویش کے آگے بھی رکھدی خواجہ منصور نے کہا کہ بابا یہ شیرینی کیسی ہے اُنھون نے کہا کہ داتا مانگ کر لائے تھے تو تم بھی کھاؤ کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو خواجہ منصور نے کہا نہین بابا اندیشہ کاہے کا اور تردد کس امر کا معبود مالک ہے شعر درویش بلانوش بلاچشت ہین میان ہم پینک مین جو آئین افعی کو مسلک کرین افیون کا گولا ہین ایسے ہم آفت + اور ہمنے تو اُسی پر سر منڈایا ہے وہی ہمارا مالک ہے یہ کہکر افیون نکالی گھولکر پی لی بعد اُسکے وہ شیرینی کھالی بس کھاتے ہی بیہوش تھا دو پہر رات گئے جب ان سب نے دیکھا کہ خوب مدہوش ہوگیا تو وہ خنجر چرا لیا اور یہ صلاح کر کے کہ اسے بیچکر حصہ بانٹ کر لینگے زمین مین گاڑ دیا جب صبح کو بیدار ہوئے تو لگے نشہ جمانے حقون کے دم اُڑانے اور کمرین چُست کرنے کہ اتنے مین خواجہ منصور کی بھی آنکھ کھلی دیکھے خنجر کا غائب تھا جان نکلگئی یقین ہوگیا کہ انھین سب نے چرایا ہے جان پر تو صدمہ تھا ہی پکار کر کہا کہ مین تمھین ہرگز جانے نہ دونگا تمنے میرا خنجر چرایا ہے وہ ساتون تو ایک دل تھی ہی کہنے لگے کہ ارے داتا کچھ تجھے خبر ہے ارے تو کسکا مونڈا ہوا ہے فقیرون پر تہمت لگاتا ہے ہم لوگ چوری کیا جانین جو مانگنا وہی کھانا شعر لنگلے زیر و لنگلے بالا + نہ غم دزد نہ غم کالا ارے میان ہمارا اسباب دیکھ لے یہ کہکر کمرین کھول ڈالین سب اسباب کھولکر سامنے رکھدیا کہا بابا دیکھ لے یہ سب اسباب موجود ہے اب ہمنے کچھ پیٹ مین تو رکھ نہین لیا اور جب اسباب دکھا چکے تو سونٹے پکڑ پکڑ کر دوڑے فقیر جو تکیہ دار تھا مانع ہوا کہنے لگا کہ خوب بات ہے اُسی کا اسباب گم ہوا اُسی کو مارتے ہو یہ کہکر اپنے فقیرون سمیت اُٹھ کھڑا ہوا بابا دہائی یا مرشد یا داتا کا غل ہوا اور ہر ایک کہنے لگا کہ عجب لنگار ہے حرام خوار آتے ہین مال بھی چراتے ہین مار پیٹ بھی کرتے ہین قضا سے کار شہر سبز نگار کی کوتوالی کے لوگ کہ اُسی شہر کی عملداری مین یہ مقام تھا موجود تھے غل اور ہنگامہ جو ہوا تو اُن سب نے آکر فقیرون کو گھیر لیا پوچھا ارے یہ کیا شور و غل ہے اُن ساتون نے کہا کہ ہے کیا یہ فقیر ہمین ناحق چوری لگاتا ہے اور ہم اُسکے اسباب سے واقف نہین ہرچند کہتے ہین کہ ہمارا سب اسباب ڈھونڈھ لے مگر کسی طرح نہین مانتا اور وہ فقیر زار زار رو رہا ہے کہتا ہے کہ جہان میرا خنجر گیا وہان مجھے بھی مار ڈالو وہی تو وسیلہ تھا میری روٹیون کا مین اب ایسی شی کہان سے پاؤنگا اب وہ سپاہی تکیہ دار کی جانب متوجہ ہوئے کہ شاہ صاحب تم کیا کہتے ہو اُس تکیہ دار نے کہا کہ بابا مین تو اتنا جانتا ہون کہ یہ آٹھون فقیر کل شام کو یہان آئے تھے یہ ساتون تو گانون مین گدائی کو چلے گئے اور یہ آٹھوان فقیر جسکا خنجر جاتا رہا ہے یہین رہ گیا تھا یہ نہین گیا صبح کو مین نے اسے روتے دیکھا کہ ہائے میرا بقچہ جاتا رہا اب اُن سپاہیون نے اس فقیر سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے خواجہ منصور نے کہا کہ صاحب یہ ساتون راستے سے میرے ساتھ ہو لیے تھے اور آپسمین سرگوشی کرتے جاتے تھے کہ جو کچھ اس فقیر کے پاس ہے یا چھین لیجیے یا چرا لیجیے مگر مجھکو غافل نہ پاتے تھے اور مین بہت ہوشیار رہتا تھا جب یہان اس تکیہ پر آیا تو زبردستی مجھکو شیرینی بیہوشی آلود کھلا کر بیہوش کیا جب مین بیہوش ہوگیا تو رات کو ان لوگون نے میرا بقچہ چرا لیا وہ ساتون لگار ہے کہ حاشا ہمکو خبر بھی نہین کہ اسکے پاس کیا تھا سپاہیون نے دیکھا کہ یہ ساتون تو ایک طرف ہین اور وہ اکیلا بلبلایا جاتا ہے کہا کہ ان سبکو کوتوال کے پاس لیچلو وہ جو چاہینگے سو کرینگے اور ان آٹھون فقیرون کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لائے اور تمام حال بیان کیا کوتوال نے کہا کہ اچھا ہم دم بھر مین قبلوا لیتے ہین ابھی تو یہ پتا دینگے مار کے آگے تو بھوت بھاگتا ہے اور ان ساتون کو بندھوا کر تازیانے مارنا شروع کیے ایک فقیر اُنمین سے تاب مار کھانے کی نہ لاسکا پکارا کہ مین بتائے دیتا ہون مجھے چھوڑ دو اُسکو مارنا موقوف کر دیا جب مار کم ہوگئی تو کہنے لگا کہ تکیہ کی پشت پر اُس خنجر کو گاڑ دیا ہے کوتوال نے کہا کہ یہ جاوے اسکے ساتھ جائین اور بقچہ لے آئین جب وہ بقچہ آیا تو اُسے کھول کر دیکھا کہ ایک خنجر غلاف جواہر نگار مین ہے کہ قبضہ اُسکا الماس کا ہے خنجر کو کھینچکر دیکھا تو ایک پرچہ الماس تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ برق چمک گئی کوتوال اُس خنجر کو دیکھکر لوٹ ہوگیا پہلے تو خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو دفع کر یہ خنجر لے لے پھر سوچا کہ اگر یہ راضی نہ ہوا اور بادشاہ تک یہ خبر پہونچ گئی تو مفت مین ذلیل ہونگا اس سے حاصل کیا بہتر یہ ہے کہ یہ خنجر

بادشاہ کو چلکر دے القصہ فقیرون کو تو وہین چھوڑا اور خود جاکر وہ خنجر بادشاہ کو دکھایا بادشاہ نے جو اُس خنجر کو دیکھا تو نام مبارک حضرت سلیمان پیغمبر اُس خنجر پر کندہ تھا اور فی الحقیقت ایسا خنجر کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا سو جان سے عاشق ہو گیا پوچھا کہ کیون کوتوال یہ خنجر کہان سے تیرے ہاتھ آیا کوتوال نے کل حال من وعن اُن فقیرون کا بیان کیا بادشاہ کو یہ خیال گذرا کہ اس خنجر کے ساتھ سپر تلوار بھی ہو گی کوتوال سے کہا کہ جلد اُن فقیرون کو بلواؤ کوتوال نے اُسی وقت اُن فقیرون کو طلب کیا جب وہ آئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ سپر تلوار اسکے ساتھ کی کہان ہی جلد بتاؤ ورنہ تم سب کو قتل کرونگا وہ ساتون فقیر تو کہنے لگے کہ حضور ہم نہین واقف خنجر اسی شخص کے پاس تھا یہی بتائیگا جب بادشاہ اس سے مخاطب ہوا تو اسنے عرض کیا کہ یہ خنجر مجھکو نور الدہر نے دیا تھا اور تمام سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی بادشاہ کو یقین نہ آیا سمجھا کہ یہ مکر ہی کہنے لگا کہ اگر تم نے سپر تلوار اسکے ساتھ کی دے دی تو تمکو بہت کچھ دونگا ورنہ تم مارے جاؤ گے فقیرون نے کہا کہ اگر معبود نے قضا اسی شہر مین لکھی ہی تو پھر مجبور ہین کیا بتا سکینگے یہ سنکر حکم دیا کہ اچھا ان سب کی گردن مارو کوتوال اُن سب کو شہر سے باہر لایا جلادون کو طلب کیا میدان خونی تیار ہوا اور دکش تسمہ کش قیچیان سولیان سب موجود ہوئین مقتول کوتوال نے کہا کہ انھین دار پر کھینچو نہین تو یہ سپر تلوار اسکے ساتھ کی بتائین اور سب فقیر لکارر ہے ہین کہ یا القادر دے یا القادر دے اور یالات اعلی و منات معلی الذیاث ہم سب بے گناہ تہ تیغ ہوتے ہین مگر خواجہ منصور تو مسلمان تھا یہ چلانے لگا کہ ای مالک حقیقی و خالق تحقیقی اس وقت بد مین میری مدد کر سواے تیرے کسکو پکارون ای مالک میرے مجھکو اس جان کنی سے نجات دے اشعار

ای کار کشاے بستہ کاران ہر کعبہ و دیر مین ترا شور	مقصود وہ امید واران مور ان ضعیف کو ترا زور	ہم منتہی سلسلۂ نکات تو ہی تو ہی ہی دواے دردمندان	ہم ناظم کائنات تو ہی تو ہی ہی امید مستمندان

مین بیگناہ مارا جاتا ہون مجھے اس ہلاکت سے جلد نجات دے بس اسکا یہ دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر جا گزین ہوا اور جانب صحرا سے ایک تیق گرد کا بلند ہوا جب دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ طہماس بن عنقویل دلو پر در گرگدن پر سوار سامنے سے نمودار ہوا ہجوم خلائق دیکھکر یہ بھی اُس مقام پر آیا دیکھا کہ آٹھ فقیر تہ تیغ بیٹھے ہوئے ہین اس جگہ پر تو پہنچا لکھدینا مناسب ہی کہ طہماس بن عنقویل دیو زر بار اسپ کے تعاقب مین نکلا تھا قضا سے کار اتفاقات روزگار عطر اسپ کو ڈھونڈھتا ہوا یہان بھی پہونچ گیا القصہ طہماس نے جلادون سے ڈانٹ کر کہا کہ خبردار انھین ابھی نہ مارنا اور کوتوال سے کہا کہ آخر انکا گناہ کیا ہی جو انکو قتل کرتے ہو اُسنے حال بیان کیا اور خواجہ منصور پکارا کہ تحفہ بھی میرے پاس سے چھین لیا اور ناحق مجھے قتل کرتے ہین مین اُسکے ساتھ کی سپر تلوار کہان سے لاؤن طہماس نے کہا کہ تو کون ہی اور تحفہ تیرے پاس کیا تھا اُسنے کہا کہ جان بچے تو بیان کرون طہماس نے کوتوال سے کہا کہ خبردار اسے نہ مارنا کوتوال نے کہا کہ حکم شاہی ہی کیونکر نہ مارین طہماس نے کہا کہ بادشاہ تیرا کیا حقیقت رکھتا ہی اور تو کیا فاسق ہی دور ہو سامنے سے اور جلادون سے کہا کہ تمھاری بھی قضا آئی ہی جاؤ چلے جاؤ جلاد تو دور ہٹکر کھڑے ہو گئے مگر کوتوال ذرا گرم ہوا کہ تو ہی کون جو انکا حمایتی بنا ہی کیا تیری شامت آئی ہی طہماس یہ سنکر برہم ہوا اور ایک ساطور جو اُسکے مارتا ہی تو برابر دو ٹکڑے ہو گئے یہ معرکہ دیکھکر کوتوال کے پیادے تلوارین سونت کر دوڑ پڑے طہماس نے ایک لمحہ بھر مین اُن سب کو مار کر ڈالدیا باقی پیادے اور تماشائین بھاگے طہماس نے فقیرون کو رہا کیا مگر ہرکارون نے جاکر بادشاہ کو خبر دی کہ ای ظل شاہ سبز پوش ایک ہادی یا دو تنہا آیا ہی اُسنے کوتوال کو مع پیادون کے مار ڈالا اور فقیرون کو رہا کر دیا بادشاہ نے یہ خبر سنکر حکم دیا کہ فوج تیار ہو اور خود ایک گینڈے پر سوار ہو کے تین ہزار سوار ہمراہ لیکر اُس طرف روانہ ہوا اور یہان طہماس اُن فقیرون سے حال پوچھ رہا ہی وہ کہ رہے ہین کہ یہان سے چلے تو چلیے ایسا نہ ہو کہ فوج شاہی آجاے اور طہماس کہ رہا ہی کہ مین جب تک اس شہر کو مسخر نہین کرتا اور بادشاہ کو یہان کے دائرۂ اسلام مین نہین لے آتا مجھے آرام نہ پڑیگا تم سب دور سے تماشا دیکھو کہ یکایک گرد لشکر نمودار ہوئی اور غل و شور ہوتا ہوا سنائی دیا کہ لینا اس مفسد کو جسنے کوتوال کو مارا ہی اور قیدیون کو چھڑایا ہی جانے نہ پاے یہ رنگ دیکھکر طہماس ساطور پکڑکر دوڑا اور اُس فوج پر حملہ آور ہوا سب کے

ساطور پڑگیا اُسکے دوہی ٹکڑے تھے ایک دم بھر مین ایک جماعت کثیر کو ہلاک کیا لاش پر لاش گرا دی اکیلے نے سیکڑون کے وارے
نیارے کر دیے وہ تلوار کی کہ ہر طرف سے صدا تحسین و آفرین کی بلند ہوئی علماے لشکر نے سر و قد تعظیم دی نیزے استقبال کے لیے
آگے بڑھے کمانین قربان ہونے لگین وہان تیر و کلہ عمود سے صداے آفرین و تحسین بلند ہوئی الہی الہٰ اکہ رستم و اسفندیار کو یاد دلا دیا
القصہ لوگون کو قتل کرتا ہوا محمل سبزپوش تک پہونچا اُسنے تلوار ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا کر اُٹھا لیا
چار طرف سے کفار کا نرغہ ہوا ہر طرف سے طہماس پر تلوارین پڑنے لگین مگر جو شخص طہماس پر تلوار مارتا ہی طہماس محمل شاہ
کو بجاے سپر سامنے کر دیتا ہی اور محمل سبزپوش چلا اُٹھتا ہی کہ ارے سنبھل کس پر تلوار مارتا ہی یہ آواز سنکر وہ تلوار کو روک لیتا ہی
اور طہماس جب ساطور مارتا ہی تو اُسکے دو ہی ٹکڑے ہو جاتے ہین القصہ محمل سبزپوش یہانتک تڑپا کہ کمربند اُسکا ٹوٹ گیا اور
ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا اور بھاگا محمل سبزپوش کے بھاگتے ہی تمام فوج بھاگ نکلی طہماس نے اُسکا تعاقب کیا محمل سبزپوش
آگر قلعہ بند ہوا اور گولہ اندازون سے کہا کہ مارو توپین بموجب حکم گولا برسنے لگا توپ پڑنے لگی اور جو لوگ محمل شاہ کے بیرون قلعہ
رہ گئے تھے ہر چند وہ چلایا کیے کہ ارے ہمین تو آنے دو مگر سنتا کون ہی آخر کار وہ سب بھاگ کر طہماس کے پاس آے اور ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ ہم آپ کے مطیع ہین طہماس نے کہا کہ اچھا تم یہین کھڑے رہو مین قلعہ کو لیتا ہون تم بھی میرے عقب مین چلے آنا
وہ سب تو وہین ٹھہرے رہے اور طہماس ساطور ہاتھ مین لیکر جانب قلعہ روانہ ہوا اور یہان دیدبان جو بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے
اُنھون نے بادشاہ سے جاکر عرض کیا کہ عادی آ پہونچا اُسنے کہا کچھ پروا نہین خوب زد پر آنے دو جب طہماس قریب زد کے پہونچا
محمل سبزپوش نے ہوائی داغی گولہ اندازون نے توپون کو جھکا کر سیدھا باندھکر گولے مارنا شروع کیے تو بجاے رعد شکوہ جوش و خروش
مین آیا گولہ برسنے لگا طہماس کا یہ عالم ہی کہ جو گولہ داہنی جانب آتا ہی اُسے بچاتا ہی نکل جانے دیتا ہی جو بائین طرف جاتا ہی اُسے
بائین طرف جانے دیتا ہی جو سامنے آتا ہی اُسے دستہ ساطور سے کہ وہ پورے پانچ من کا ہی توڑ ڈالتا ہی اور یا تھپکی دے کر اُسی
طرف پلٹا دیتا ہی کہ وہ قلعہ کے برج پر پڑتا ہی اُسی طرح گولونکا ستیاناس کرتا ہوا لب خندق پہونچا یہان گولہ اندازون نے عرض کیا
کہ خداوند ہفت قلعہ باڑھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہی کہا کہ ہاتھ کو روک لو دیکھو تو کہ ایک آدھ گولہ قضا کا لگا ہی ہوگا ہاتھ کا رُکنا
اور ہوا کا چلنا تھا کہ دھوان برطرف ہوا اور روشنی ہوئی دیکھا کہ طہماس لب خندق کھڑا ہی اور للکار رہا ہی کہ اب تم میرے ہاتھ سے
کہان جاؤ گے اوپر سے ماتا منو الاتیل کا کڑاہ کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیان منجنیق کے پتھر پڑنے لگے طہماس نے سب کو رد کیا ایک
کافر نے ایک تیر پیشانی پر مارا کہ خون جاری ہوا طہماس نے تیر تو نکالکر پھینک دیا مگر خون پیشانی سے جاری تھا خندق کو پھاندکر
پار آیا ساطور دروازے پر مارا کہ دروازہ قلعہ کا مع برج گرا طہماس اندرون قلعہ در آیا اور قتل کرنا شروع کیا محمل سبزپوش
نے دیکھا کہ یہ ظالم عجب بد بلا ہی لوگون کو آواز دی کہ ارے یہ کیا نامردی ہی کہ ایک تن تنہا کا کچھ نہین بنا سکتے تمام اہل قلعہ
طہماس پر ٹوٹ پڑے مگر ساطور کی دہشت سے کوئی طہماس کے پاس نہین آتا اور طہماس دو دستی ساطور مار رہا ہی کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار لگا دیے قتل کرتا ہوا قریب محمل سبزپوش کے پہونچا دو چار آدمی جو اُسکے رفیق خاص تھے وہ خوب لڑے
مگر آخر کار طہماس کے ہاتھ سے مارے گئے اور جو لوگ قریب تھے وہ سب بھاگ گئے جب محمل سبزپوش نے دیکھا کہ یہ عادی قریب آ
آگیا تو ہاتھ تلوار کا [illegible] نے تلوار اُسکی چھین کر ایک طمانچہ جو مارا تو محمل سبزپوش بیہوش ہو کر زمین پر گرا اب لوگ دور ہی
سے شور و غل کر رہے [illegible] مگر کوئی قریب نہین آتا اور طہماس کو رہا ہی کہ جو اُسکے قریب آیا مار ہی ڈالونگا کہ ایک ساعت کے
بعد محمل شاہ کی آنکھ کھلی طہماس نے ساطور کی نوک چھاتی پر رکھدی اور کہا کہ دین حنیف اسلام کو قبول کر ورنہ تجھے بغیر مارے کبھی
نہ چھوڑونگا محمل [illegible] نے کہا کہ بہت مناسب ہین نے لقاپر لعنت کی دین اسلام قبول کیا طہماس نے ساطور اُسکے سینے سے
ہٹا لیا وہ قدمون [illegible] عرض کیا کہ کلمہ طیبہ ارشاد فرمایئے طہماس نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا محمل سبزپوش کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوا ابر

افسران فوج بلاکر کہا کہ مین نے تو دین اسلام قبول کیا تمھین بھی اگر میرا ساتھ دینا منظور ہو تو زرد شاہ پر لعنت کرو سبھون نے کہا کہ ہمین زرد شاہ سے کیا غرض ہی ہمین تو آپ سے مطلب ہی الناس علی دین ملوکہم جو مشرب حضور کا وہی مذہب ہمارا اور سب کے سب کلمہ پڑھ پڑھکر مسلمان ہوئے محمل طہماس کو ایوان شاہی مین لایا عرض کیا کہ آپ تخت پر بیٹھیے مین آپ کی غلامی کرونگا طہماس نے کہا کہ ہمکو تخت نشینی سے کوئی مطلب نہین تمھارا تخت تمھین مبارک رہے ہم لوگ تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین خدا ہمارے شاہنشاہ کو سلامت رکھے ہم اُسکے ہوتے تخت پر نہین بیٹھ سکتے یہ کہکر محمل شاہ کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور خود کرسی جواہر نگار پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی طہماس نے اُن آٹھون فقیرون کو بلوایا اور محمل شاہ سے کہا کہ کیا چیز تو نے اُنسے لی ہی اُسنے عرض کیا کہ اُن فقیرون کو آنے دیجیے مین اُسے حاضر کرتا ہون الغرض لوگ جاکر اُن فقیرون کو بلالائے سبھون نے قدمبوسی طہماس کی حاصل کی گرد پھر سے تصدق ہوئے طہماس نے فقیرون سے پوچھا کہ وہ کیا شی تھی جو تمسے محمل شاہ نے چھین لی تھی خواجہ منصور نے عرض کیا کہ خنجر تھا یہ کہکر رونے لگا طہماس نے دلاسا دیا اور محمل شاہ سے کہا کہ وہ خنجر منگاؤ اُسنے خنجر منگاکر پیش کیا طہماس نے خنجر کو پہچانا کہ یہ خنجر تو نورالدہر کا ہی اور خیال گذرا کہ نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری اور بے اختیار ہوکر رونے لگا اور کہا کہ سچ بتا یہ خنجر کیونکر تیرے ہاتھ لگا یہ خنجر تو میرے آقا کا ہی خواجہ منصور نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپ کا کیا نام ہی طہماس کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ مجھے طہماس بن عنقویل دیو پر کہتے ہین بس اُسنے جو نام طہماس کا سُنا عرض کیا کہ آپ ہی طہماس ہین مین تو آپ ہی کی خدمت مین چلا تھا آقا آپ کا اچھی طرح ہی مگر تصویر ملکہ قمرچہر پر عاشق ہوکے فراق محبوب مین جانب ہفت منظر تشریف لیگئے ہین اور یہ خنجر مجھے دیکر آپ کی خدمت مین روانہ کیا تھا اور ابتدا سے انتہا تک کل حال بیان کیا طہماس نے اُس درویش کو بہت سا روپیہ اشرفی دیکر رخصت کیا اور کہا کہ تم جاکر سوداگری کرو خواجہ منصور تو مالامال ہوکر چلا گیا اور اُن ساتون فقیرون کو بھی کچھ کچھ روپیہ دیکر رخصت کیا اور تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور محمل شاہ سے کہا کہ مین اب ہفت منظر سلیمانی کی طرف اپنے آقا نورالدہر کی خدمت مین جاتا ہون اُسنے کہا کہ مین بھی ہمراہ رکاب ہون اور شاہزادے کے دیدار کا مشتاق ہون طہماس نے کہا کہ اچھا چلو کیا مضائقہ ہی محمل سبزپوش نے اپنے وزیر کو شہر مین چھوڑا اور بیس ہزار سوار ہمراہ لیکر طہماس کے ساتھ روانہ ہوا کوچ بکوچ چلے جاتے تھے تیسری ہی منزل تھی کہ ایک قافلہ سوداگرون کا ہفت منظر کی طرف سے آتا تھا اور قافلہ باشی اُسکا مسلمان تھا طہماس نے قافلہ باشی سے ملاقات کی اور پوچھا کہان سے آتے ہو اُسنے عرض کیا ہفت منظر سے طہماس نے کہا کہ اگر کچھ حال میرے آقا نورالدہر کا معلوم ہو تو بیان کرو اُس سوداگر نے کہا کہ اِس مین اتنا جانتا ہون کہ جب شاہزادہ نورالدہر وہان پہونچا تھا تو مین موجود تھا کیوان فلک رفعت نے شاہزادے سے ملاقات کی اور بہت خاطر کی ملکہ قمرچہر کو اُسکے ساتھ منسوب کیا اور کہا کہ وہ دیو کے قبضے مین ہی آپ دیو کے پنجے سے چھڑاکر ملکہ کو لیجیے شاہزادہ سامنے ہفت منظر کے گیا عاشق تنون کو دیکھا کہ وہان بیٹھے ہین آپ بھی فقیر بنکر وہان بیٹھا ہی ہرچند کیوان فلک رفعت نے منع کیا کہ یہ وضع اختیار نہ کیجیے آپ کی شان کے خلاف ہی لیکن کسی طرح نہ مانا اور فقیر بنکر دریا کنارے ہفت منظر کے سامنے بیٹھا ہی اور وہ ہفت منظر بیچون بیچ دریا مین سات درجے کی عمارت ہی دیوون کی بنائی ہوئی آدم زاد وہان جا نہین سکتا اور دیو قلیاس وہان کا مالک ہی ملکہ اُسی کے قبضے مین ہی طہماس نے جو یہ حال اپنے آقا کا سُنا سوداگر کو تو رخصت کیا اور شنجرفی لباس پہنکر فقیر بنا محمل سبزپوش بھی اپنے ہمراہیون سمیت گیروا بستہ ہوا القصہ طہماس بن عنقویل دیو بوضع فقیری طرف ہفت منظر روانہ ہوا

اب یہان سے پھر داستان عبرت نشان شاہزادہ نورالدہر کی بیان کیجاتی ہی

کہ وہ مشتاق دیدار یار فقیر بنا ہوا سامنے ہفت منظر کے بیٹھا رہتا ہی اور بھی جتنے فقیر وہان عاشق بنے ہوئے بیٹھے ہین وہ بھی سب خوش و محظوظ رہتے ہین اسلیے کہ شاہزادہ اُنکو کھانا کھلواتا ہی میوہ کھلاتا ہی اور ملکہ جس وقت آتی ہی جدھر نورالدہر کھڑا ہوتا ہی اُسی طرف آکر بیٹھتی ہی اور شاہزادے کی خوش ہوکر کبھی بلائین لیتی ہی اور کبھی ہزار جان سے صدقے ہوتی ہی اور اشارے سے کہتی ہی کہ ہاے

کیونکہ تجھ تک پہونچ جاؤن بے بس اور بیکس پڑی ہون کوئی قابو نہین چلتا ہاے کیا کرون کہ تجھ تک آؤن ہاے یونہین پر حسرت دار اس
جہان سے جائینگے اور تیرے وصل کی حسرت دل ہی مین لیجائینگے یہ اشارے کرکرکے روتی ہی آنسوون سے منھ دھوتی ہی اور کبھی عمرو سے
کہتی ہی کہ اے خواجہ آپ تو کہتے تھے کہ دیو کا مار ڈالنا کوئی بات نہین ہی جسوقت چاہونگا دیو کو مار ڈالونگا مگر اب تک تو آپ نے کوئی تدبیر
نہ کی اے خواجہ جب ہم غم فراق سے گھل گھل کر مرجائینگے تب آپ دیو کا کام تمام کرینگے عمرو جواب دیتا ہی کہ ملکہ مین سچ کہتا ہون اسکا
مارنا کچھ مشکل نہین ہی ایک چٹکی بجاتے مین مار ڈالونگا مگر بغیر حمزہ کے آئے ہوئے کچھ نہین ہوسکتا تم گھبراؤ نہین عنقریب حمزہ آیا ہی
چاہتے ہین یہ سنتے ہی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ افسوس معلوم ہوا کہ ہماری قسمت مین یونہین گھل گھل کر مرنا اور
بے نیل مقصود دنیا سے گذرنا ہی شعر قبر مین بھی یار کا غم ساتھ لے جائینگے ہم + جب وہان گھبرائینگے دل اس سے بہلائینگے ہم + انیسون
اور جلیسون نے کہا کہ حضور آپ کیون اسقدر غم و غصہ کھا کھا کر اپنی جان ہلاک کیے ڈالتی ہین حضور خواجہ عمرو تو کہتے ہین کہ
دو چار روز صبر کیجیے مین صورت وصل نکال دونگا خداوند خواجہ عمرو تو ایک بلا ہے درمان آفت جہان ہین انکے نزدیک
یہ کام کچھ مشکل نہین ہی انھون نے تو بڑے بڑے زبردست دیوون کو مار کر خاک سیاہ کر دیا ابھی آپ ذکر سن چکی ہین کہ پردۂ قاف
مین جاکر تمام دیوون کو اپنا مطیع کرکے حمزہ سے لڑوا دیا اور خواجہ نے تو تمھین اپنی بیٹی بنایا ہی آپکو شاہزادہ نور الدہر سے
ملا دینگے آپ گھبراتی ہین دل کو چین دیجیے خدا کو یاد کیجیے دیکھیے کیا ظاہر ہوتا ہی ملکہ نے کہا کہ او کمبختو کیا کہتی ہو عاشق کو کہین
چین آتا ہی دوہرہ چین کہان جہان نین لگو اور نیم کہان جہان پریم ادھر ہی + سُدھ کہان جہان بدھ نہین اد سچ کہان جہان دھیر
دھر وہی + دھیر کہان جہان نیر میاک نیند کہان جہان لاج کروہی + چھوٹینگے جب جائینگے اتھو مین ہاتھ پر اسے پڑھ ہی + ہم بھی
پہلے جب عاشقون کو دیکھتے تھے اور اپنے دیوانگان حسن کو بیقرار پاتے تھے تو کہتے تھے کہ ان موؤن کے دل مین کیا سمائی ہی مخبوط
ہوگئے ہین اپنے کو دیوانہ بنایا ہی مگر اب انھین بڑے بولون کا سامنا ہوا قطعہ ہم یہ کہتے تھے کہ نادان ہی جو دل کو دیوے +
دیکھیں تو چھین لے دل ہمسے وہ کون ایسا ہی + سو اب اک شخص یہ کہہ ہی زیر قدم سر اپنا + سچ کہا ہی کہ بڑے بول کا سر نیچا ہی + اور
ہم پر کیا منحصر ہی اس عشق خانہ خراب نے ہزارون کے گھر برباد کر دیئے بہتون کو انسان سے حیوان کر دیا اشعار تنہا نہین اک غم
دلدار نے مارا + بہتون کو اسی عشق کے آزار نے مارا + رہزن تھے ادا و نگہ و خال و خط یار + تنہا نہین پا کر انہین دو چار نے مارا +
یہ کہکر روتی جاتی تھی اور شاہزادے کو دیکھکر اپنا حال تباہ کرتی تھی ادھر نور الدہر زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا تھا مگر اب فلک کجرفتار
کے ظلم و ستم کا حال دیکھیے کہ اس ناہنجار کو اتنا دیکھنا بھی ناگوار ہوا اتفاق سے ایک روز دیو شکار کو گیا تو اُس روز شکار اسکے ہاتھ
کم لگا جھنجھلاتا ہوا سویرے پھرا اور ملکہ قمر چہر اس خیال سے کہ ابھی دیو کے آنے کا وقت نہین ہی نور الدہر کی بلائین لے رہی تھی
کہ دفعۃً آندھی چلی راحت بخش نے عرض کیا کہ حضور دیو آتا ہی اٹھ چلیے ملکہ نے کہا کہ ارے ابھی اُس مری کے آنے کا وقت
کہان ہی خدا جانے آندھی کیسی چل رہی ہی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیو آ ہی پہونچا عمرو تو پہلے ہی پنجرے مین جا بیٹھا اور دیو نے
ملکہ کو دیکھا کہ کسی کی بلائین لے رہی ہی بس یہ دیکھکر آگ ہوگیا کہنے لگا کہ اے نظر تو کس سے باتین کر رہی تھی کسکے صدقے ہو رہی تھی
ملکہ تھرانے لگی رنگت زرد ہوگئی مگر اپنی جان سے تو بیزار تھی ہی کہنے لگی کہ انھین ساتھ والیون سے باتین کر رہی تھی دیو نے کہا کہ ہرگز
نہین تو ان لوگون سے باتین کر رہی تھی جو کنارے دریا کے بیٹھے ہین دیکھ مین ان سب کو مارے ہی ڈالتا ہون پھر تو کس سے باتین کریگی
دیکھ ایک کو تو جیتا نہین چھوڑونگا ملکہ نے کہا کہ مین نے تجھ ایسا بدگمان نہین دیکھا کہان وہ کہان مین وہ زمین پہ مین آسمان پر تیری
عقل کیا گئی ہی اور ایسا ہی مار ڈالنا ہی تو رہی بات تو مجھی کو مار ڈال کہ جھگڑا ہی چکے جائے اور عذاب کٹے ارے ایک تو میرے ماں باپ
سے تو نے چھڑایا دوسرے اوپر سے یہ مہمل بات کرتا ہی ارے مردے مین کسی وقت ادھر اپنا جی بہلانے کو جا بیٹھتی ہون تجھکو وہ بھی
ناگوار ہی اور تیری مرضی یہ ہی کہ مین یہین گھٹ گھٹ کر مر جاؤن نہ کسی طرف جاؤن نہ اٹھون نہ بیٹھون تیری جگہ بیٹھی رہون یہین

بیٹھی رہون دیو کہنے لگا کہ ہان یہ کیون نہین کہتی کہ جب مین چلا جاتا ہون تو تو نظارہ بازی کرنے جاتی ہی خیر اُن سب کا تو مین کام ہی تمام
کرتا ہون سب کو کہائے جاتا ہون مگر اب تو تو یہان سے کہین ہلکر جا ملکہ نے کہا کہ ارے موے ناحق بھی تو اُن غریبون کا دشمن ہوا ہی ارے
غضب الٰہی تجھپر نازل ہوگا اور یہ کہکر اپنی بے بسی اور بیکسی پر اپنے کو کوسنے لگی کہ خداوندا اب جلد اس عذاب سے نجات دے اور
میری روح کو قبض کرلے اے اللہ میری موت کو بھی موت آگئی سیکڑون کوسنا اپنے کو دیتی تھی اور زار زار مثل ابر بہار روتی جاتی تھی
دیو تو اسکا عاشق ہی منتین کرنے لگا کہ لے اماں بس بس اب نہ رو چلو جانے دو مین سوتا ہون تم میرے سرہانے بیٹھو اب اُدھر
نہ جانا یہ کہکر جو شکار لایا تھا اُسے کھا کر سو رہا جب نفیر خواب بلند ہوئی تو ملکہ فرط بیقراری مین تڑپ کر نور الدہر کے دیکھنے کو چلی گئی
ہرچند ساتھ والیون نے منع کیا کہ حضور از برائے خدا نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ موا دیو چونک اُٹھے تو غضب ہو جائیگا ملکہ نے کہا
کہ مین ابھی تو چلی آتی ہون اور کہا کہ شعر مین تو بہتیرا ہی چاہون کہ نہ جاؤن وان پر + اشتیاق اُسکا کھینچے لیے جاتا ہی مجھے
ارے یہ دل کمبخت نہین مانتا اسکو بغیر معشوق کے دیکھے آرام نہین ہی ہاے یہ کیا بلا میرے پیچھے لگ گئی یہ کہتی ہوئی اُسی
دریچے مین آکر بیٹھی شاہزادہ تو سامنے کو بیٹھا ہوا اُسی دریچے کی جانب دیکھ ہی رہا تھا ملکہ کی صورت زیبا دیکھتے ہی
جان تازہ جسم ضعیف مین آگئی اشارے سے کہا کہ ای دلربا جب سے تم گئین ہم بیٹھے ہوئے ہین اور اس خیال سے کہین ہل کے
نہین گئے کہ شاید پھر تم یہان تک چلی آؤ الحمد للہ کہ آپ نے جان تازہ جسم مین ڈالی ملکہ نے کہا کہ ہان صاحب ہمپر تو تمھارے
کارن بڑی بڑی آفتین گذر گئین جب وہ مردہ بک بک کے سو رہا تو مین یہانتک آئی نور الدہر نے کہا کہ ہان ملکہ مصرع
یہ مرے دل کی کشش تھی کہ ہوئین تم بیچین + یہان ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیو نے کروٹ لی آنکھ کھولکر جو دیکھا تو ملکہ کو سرہانے
اپنے نہ پایا جھپٹ اُٹھ بیٹھا اور پلنگ سے اُٹھکر ملکہ کو چار طرف ڈھونڈھنے لگا ملکہ نے جو پاؤن کی چاپ سُنی جلدی سے دروازہ بند کرکے
مُنہ دھونے لگی دیو جو اُس طرف آیا کہا کہ ای نظرک تو کیا کر رہی تھی ملکہ نے کہا کہ کرتی کیا تھی بیٹھے بیٹھے نیند آنے لگی تھی اُٹھکر مُنہ دھونے
آئی تھی کہ آنکھون سے نیند کا خمار جاتا رہے دیو نے ہنسکر ملکہ کو گود مین اُٹھا لیا پیار کیا اور لاکر بٹھایا اور آپ سو رہا ملکہ کو خیال گذرا کہ
تیرے لیے شاہزادہ دھوپ مین کھڑا ہوگا اور یہ مردہ تو سو گیا ہی ایک ذرا چلکر تو پھر اُسے دیکھ آ اور بیقرار ہوکر دوڑی ہوئی اُسی
دریچے کی طرف آئی اور شاہزادے کو دیکھنے لگی اور نور الدہر کا تو یہ حال تھا ہی کہ جب ملکہ چلی جاتی ہی اُسی جگہ دل پکڑ کے بیٹھ جاتا ہی
جب ملکہ کو دیکھتا ہی قالب بیجان مین جان آجاتی ہی کھڑے ہوکر ملکہ کو دیکھنے لگتا ہی ملکہ نے اشارے سے کہا کہ ارے صاحب از
برائے خدا دھوپ سے چلے جاؤ کہان کھڑے رہوگے اور کب تک اس گرمی مین تپتی ہوا کروگے ہی ہی جی ماندہ ہو جائیگا دشمنون کو
بخار چڑھ آئیگا ارے مین تمھارے صدقے سایے مین جا کر بیٹھو مجھ نگوڑی کی صورت مین کیا لعل لگے ہین جو میرے لیے اپنے کو
ہلکان کیے ڈالتے ہو ارے مین کیا کہین چلی جاتی ہون پھر دیکھ لینا مگر نور الدہر کی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی جو اشارہ سمجھ مین آتا ہی اُسکا جواب
اشارے دیتا جاتا ہی کہ اس اثنا مین دیو پھر بیدار ہوا ملکہ کو جو نہ پایا چُپکے سے اُٹھا اور سب سے منع کیا کہ خبردار ملکہ سے کوئی خبر نہ کرے سب
چُپ چاپ رہین اور بہت آہستہ آہستہ آیا دیکھا کہ ملکہ دریچے مین تکیہ لگائے بیٹھی ہی اور دونون ہاتھون سے بلائین لے رہی ہی شعر
عاشقانہ پڑھ رہی ہی سمجھا کہ یہ کسی پر عاشق ہی کوئی خوبصورت فقیر ان فقیرون مین ہی اُسے دیکھ رہی ہی بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای
ملکہ تو کس پر عاشق ہوئی ہی کسکے صدقے قربان ہو رہی ہی ملکہ نے کہا کہ تجھے ہو کیا گیا ہی مین تو سوا تیرے کسی کو بھی نہین چاہتی
دیو پکارا کہ مین کبھی یقین نہ لاؤنگا تو جس شخص کو دیکھنے کو یہان آئی ہی اُسے مجھے بتا دے ملکہ نے کہا کہ ارے مین اپنا جی بہلانے کو
یہان آ بیٹھتی ہون تو مجھے ناحق ستاتا ہی اس دق کرنے سے کیا حاصل ہی اس سے تو ایک مرتبہ مجھے کھا ہی جا دیو نے کہا کہ خیر
تو مجھے نہ بتا مین خود دریافت کر لونگا اور ملکہ کے پاس مُنہ لاکر دیکھنے لگا سامنے ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا
اِدھر کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہی بس یقین ہوا کہ ملکہ اسی پر عاشق ہی اسی کو آ کر دیکھا کرتی ہی ملکہ سے کہنے لگا کہ مین سمجھا تو اسی پر عاشق ہی

اسی کو بار بار دیکھنے آتی ہے مین ابھی تو اُسے جا کر کھائے لیتا ہون ملکہ نے کہا کہ او بد ذات یہ گمان تیرا عبث ہے وہ بیچارے فقیر گوشہ نشین
ہین تو کیون اُنھین ایذا دیا چاہتا ہے دیو نہایت غضبناک ہو کر چلا اور یہان وہ وقت ہے کہ کیوان فلک رفعت شاہزادے کے
پاس آیا ہے شاہزادے کو دیکھ رہا ہے کہ دیو غیظ و غضب مین چنگھاڑتا ہوا پہونچا خیال ہوا کہ ای کیوان دیکھیے کیا ہوتا ہے اور اُدھر ملکہ کی
جان پر صدمہ ہے دعا کر رہی ہے کہ ای خداوند اس شہریار کو اسکے شر سے محفوظ رکھیو اور اگر کوئی امر نوعدگر ہونے والا ہو تو پہلے تو
میری جان نکال لے کہ مین اُسکا روز بد نہ دیکھون اور عمرو کہہ رہا ہے کہ ای ملکہ تم مضطر نہ ہو اس دیو کی کیا حقیقت ہے ابھی کل کا ذکر ہے
کہ جب مین دیوون کی فوج لیکر عادل قاف بنکے حمزہ سے لڑا تھا تو یہ جوان ہزار دیوان زبردست سے ایسا لڑا کہ انجام کار وہ
سب بھاگ نکلے یہ مرغا دیو قلیاس اُن دیوون کے سامنے کیا ہستی رکھتا ہے اور میرے کہنے پر کیا ہے تم خود دیکھ لینا ہر چند عمرو تسکین
و تشفی کے کلمات کہتا ہے مگر ملکہ کو بالکل اثر نہین ہوتا زار زار رو رہی ہے کہ دیکھون کیا ہوتا ہے اور یہان دیو قلیاس جوشان و خروشان
نور الدہر پر آیا شاہزادہ تو ساکت بیٹھا ہوا تھا اور اور لوگ دور دور تماشا دیکھ رہے تھے اور سہم رہے تھے کہ اگر اسکو کھا لیا تو ہم
ہم سبھون کا بھی لقمہ کریگا ساری عشق و عاشقی رفوچکر ہو گئی القصہ جب دیو نور الدہر کے پاس آیا تو شاہزادے نے ہاتھ پکڑ کر جو
جھٹکا دیا تو دیو منھ کے بھل سامنے آیا ہر چند چاہا کہ ہاتھ چھڑائے مگر کسی طرح نہ چھوٹا آخر کار کشتی ہونے لگی مگر حال دیو کا یہ ہے کہ ہر چند
بھاگنے کا قصد کرتا ہے مگر کسی طرح نجات نہین ہوتی چار گھڑی تک ایسی کشتی ہوئی کہ دیو ہلاک ہو گیا اور نور الدہر نے شاخ اُسکے
سر کی پکڑ کر کھینچی دیو نے جو سر پیچھے ہٹا کر زور کیا تو شاخ اُسکی جڑ سے اُکھڑ آئی اور دیو نور الدہر کے ہاتھ سے جھٹک کر بھاگا کیوان
پکارا کہ مرحبا صد مرحبا ای شہریار اس حالت مین یہ کار نمایان آپ ہی کا کام تھا نور الدہر نے کہا ای کیوان کیا خاک کار نمایان کیا
دیو تو ہاتھ سے چھوٹ گیا کیوان نے کہا کہ ای شہریار زندہ و صحبت باقی مگر دیو جو بھاگا تو ہفت منظر مین آیا پہلے تو ملکہ نے شکر
خدا کیا کہ بار الہا لاکھ لاکھ شکر ہے تیرا کہ تو نے اُس شہریار کو بچایا اور دیو سے پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا دیو نے کہا ای ملکہ ہوا کیا وہ آدم زاد
بہت بڑا زبردست ہے اُسنے میری ایک شاخ توڑ ڈالی اور اگر نہ بھاگتا تو مارا جاتا عمرو نے کہا کہ ای دیو قلیاس تم تو غصے مین آ کے
چلے گئے اگر مجھ سے پوچھتے تو مین ہرگز نہ جانے دیتا زلزلہ قاف کا نام تو سنا ہی ہوگا یہ شخص اُسی کا پوتا ہے بلاے بے درمان آفت
جان و جہان ہے تم ناحق اُسکے مقابلے کو گئے اور خیر گھبراؤ نہین شاخ جو تمھاری ٹوٹ گئی ہے اُسکا غم نہ کرو مین تمھاری شاخ طلائی
بنا دونگا دیو نے کہا کہ ای آغا ملبل تو میری شاخ درست کر دیگا عمرو نے کہا کہ ہان تم زرگرون کو اُٹھا لاؤ اور ایک تھوڑا سا سونا
منگاؤ مین شاخ تمھاری درست کر دونگا دیو گیا اور جو کچھ عمرو نے کہا تھا بہت جلد مہیا کر لایا عمرو نے سونے کا سینگ زرگرون
سے بنوا کر دیو کے جڑوا دیا اور سنارون کو بہت سا انعام و اکرام دلوا کر رخصت کروایا دیو بہت خوش ہوا مگر نور الدہر کے
نام سے روح کانپ رہی تھی دل مین عہد کیا کہ اب کبھی اس آدم زاد کے پاس نہ جاؤنگا بلکہ غافل پا کر اسے مارونگا ایک روز عمرو
ہفت منظر پر بیٹھا ہوا تھا کہ جانب صحرا سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا ملکہ قمر چہر بھی دیکھنے لگی فقیر بھی
گھبرا نک ہو کر دیکھنے لگے کہ دفعۃً دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ ایک جم غفیر اور فوج کثیر اس حیثیت سے چلی آتی ہے کہ آگے آگے سقے
زربفت کی مرزائیان پہنے ہوئے بادلے کی لنگیان بندھی ہوئین گلبدن کے پاجامے پہنے ہوئے کہ اُنھین بل دے کے گھٹنون تک
چڑھا لیا ہے کڑے ہاتھون مین پڑے ہوئے کاندھون پر مشکین رکھے ہوئے ہزارے داہنون مین لگے ہوئے پانی مین گلاب و کیوڑا
ملا ہوا چھڑکاؤ کرتے چلے آتے ہین جب وہ گذر گئے تو سات سو علم ساٹھ لاکھ فوج کے نشان سات سو ہاتھیون پر اس حیثیت سے
دکھائی دیے کہ ہاتھیون پر بہت پُر تکلف جھولین پڑی ہوئین علم کے پھریرون پر آفتاب کی تصویر بنی ہوئی علمدار سنہری پوشش
ہاتھیون کی مستکون پر آئینے لگے ہوئے سونے کی زنجیرین کھسونڈون مین لپٹی ہوئین اگر ایک جانب کھڑے بعد اُسکے آفتاب گیر
شتر نا میں فیجان بالون کی بید لون کے نقل ڈنکے نفیری کی آواز بلند تھیان بجتی ہوئین خاصبردارون کے غول کے

غول خاصبان کاندھون پر رکھے ہوئے مخمل سُرخ کے غلاف اُنپر چڑھے ہوئے زر دوزی کا کام اُسپر بنا ہوا سُرخ پگڑیان باندھے ہوئے
تخت الحنک چھوٹی ہوئی چلے آتے ہین بعد اُسکے سوارون کے پرے کے پرے ہر مرکب تازی ترکی عراقی نہایت عمدہ اور اصیل ایک
ایک گھوڑے پر دو دو سائیس چنوریان ہاتھون مین لیے ہوئے گذر گئے بعد اُسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار اور اُسکے
پیچھے ایک زنگی سیاہ روتیرہ درون تاج شہریاری بر سر چار قبۂ شاہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوئے اور خاص
خاص رفیق ساتھ چلے آتے ہین اس عظم و شان سے یہ فوج سامنے ہفت منظر کے پہونچی بارگاہ استادہ ہوئی ایرج داخل بارگاہ
ہوا اور حامد بن حمید تخت پر بیٹھا ایرج نوجوان نے دنگل شوکت کو مزین کیا صحبت عیش برپا ہوئی حامد نے ایرج سے پوچھا کہ ای
ایرج نوجوان یہانتک تو پہونچ گئے اب بتا دیئے کہ ملکہ کیونکر ہاتھ لگیگی وہ تو وسط دریا مین اندرون عمارت دیو کے قبضے مین ہی
ایرج نے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو مین کشتی پر سوار ہو کے ہفت منظر مین جاؤنگا حامد نے کہا کہ دیو کے ڈر سی کوئی کشتی دریا مین
جا نہین سکتی دیو پتھر مار کر ڈبو دیتا ہی ایرج نے کہا کہ اچھا خیر سمجھا جائیگا اب یہان تک تو پہونچ گئے حامد نے کہا کہ خیر اتنا تو کیجیے کہ
کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر کا باپ ہی اُسے بلا کر کہیے کہ ملکہ کو میرے ساتھ منسوب تو کر دے ایرج نے کہا کہ اچھا یہ بھی ہو جائیگا
اور منشی سے بلا کر کہا کہ کیوان فلک رفعت کو اس مضمون کا ایک نامہ لکھ کہ اس نامے کو دیکھتے ہی بہت جلد آستانہ فیض کاشانہ
پر حاضر ہو ورنہ بہت سزا پائیگا جب نامہ تیار ہوا تو دلیم شاطر زنگی اُس نامے کو لیکر روانہ ہوا اگر ملکہ قمر چہر نے جو لشکر ایرج کو
دیکھا خواجہ سے پوچھا کہ خواجہ یہ لشکر کسکا ہی عمرو نے کہا کہ یہ لشکر ایرج کا معلوم ہوتا ہی شاید اس لشکر کا بادشاہ تمپر عاشق ہو کر
آیا ہی یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ خواجہ تو ایسی باتین تو نہ کیا کر واسطے مرد کے کی صورت کو مرد سے شوہر جانتی ای خواجہ سوا اُس شاہزادہ
عالی قدر کے خدا کسی اور کی شکل نہ دکھائے ای خواجہ خدا اُس روز کے لیے مجھے نہ رکھے کہ مین کسی اور کا منہ دیکھون اور اُس
روز کو خدا زمین کا پیوند کردے کہ جس روز مین کسی اور کے پہلو مین بیٹھون عمرو نے کہا کہ ملکہ مین نے تو ایک بات کہہ دی کہ اگر
میری زندگی ہی تو تم سوائے نور الدہر کے اور کسی کا پہلو نہ دیکھوگی کیا مجال کسی کی جو تمھاری طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے ملکہ نے کہا
خواجہ خدا تمھین سلامت رکھے مجھے تمسے ایسی ہی امید ہی بلکہ اس سے زائد امید ہی یہان تو یہ گفتگو ہی اور وہان دلیم شاطر زنگی نامہ
ایرج کا لیکر قلعہ قمر بخش مین پہونچا اور ایوان شاہی مین جا کر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا کیوان نے کہا کہ آئیے اندر
دلیم کے لیے دنگل منگا کر بچھوایا مگر صورت دیکھکر سہما ہوا ہی پوچھا کہ آپ کدھر تشریف لائے دلیم نے کہا کہ مین صاحبقران آفتاب پرستان
ایرج نوجوان کا نامہ لیکر آیا ہون کیوان نے کہا کہ لائیے دلیم نے نامہ ہاتھ مین دیا کیوان نے دبیر کو بلوا کر نامہ پڑھوایا مضمون نامہ
سنکر کچھ چپ سا ہو گیا مگر نامے کو لیکر بوسہ دیا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور کہا کہ ای پہلوان دوران آپ چلیے مین کشتیان ہدایا کی تیار
کرکے حاضر ہونگا اور خلعت بیش بہا منگا کر دلیم کو دیا دلیم بہت ہی خوش و مسرور ایرج کے پاس آیا تمام حال بیان کیا اور
یہان کیوان نے اپنے وزیر سے مشورہ کیا کہ ای وزیر باتدبیر اب کیا تدبیر کرون ایک بیٹی تھی اُسے نور الدہر والا قدر کے
منسوب کر چکا اب دوسری بیٹی کہان سے لاؤن جو اس بچہ طوک کے ساتھ منسوب کرون اور شاہزادہ نور الدہر اپنے ہوش مین نہین
ہی اور مین تنہا اس بزرگ بچے سے مقابلہ نہین کر سکتا وزیر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد بہتر یہ ہی کہ قلعہ آپ کا بہت زبردست ہی آپ
قلعہ بند ہو جائیے اس قلعہ کا لے لینا کوئی ہنسی نہین ہی اور حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین عرضی لکھکر روانہ کیجیے وہ جس وقت
حال نور الدہر کا ملاحظہ فرمائینگے اُسی وقت یا خود تشریف لائینگے یا اور کسی زبردست سردار کو روانہ کرینگے کہ وہ آکر کلہ مہرہ اس
آفتاب پرست کا توڑیگا کیوان وزیر کی اس رائے صائب سے بہت خوش ہوا گلے سے لگایا خلعت دیا اور حکم دیا کہ دروازہ قلعہ
بند کر لو پل تختہ اُٹھا لو خندق پر آب کر دو توپین جہان نہ چڑھی ہون چڑھوا دو گولہ انداز مستعد ہوئے حکم ہوا خبردار اب کوئی پرندہ
پر نہ مارنے پائے ملازمون نے حسب الحکم کل سامان درست کیا اور کیوان نے خدمت حمزۂ صاحبقران مین عرضی لکھکر روانہ کی

ادھر تو قلعہ تیار ہوا اُدھر ایرج انتظار کر رہا ہے کہ کیوان اب آتا ہے اب آتا ہے تا اینکہ وہ دن تو گذر گیا اور دوسرا دن آیا جب پہر دن
چڑھ آیا اور کیوان نہ آیا تو ایرج مشوش ہوا ہرکاروں سے کہا خبر تو لاؤ کہ کیوان نے کیوں دیر کی اور اب تک نہ آنے کا کیا سبب
ہوا ہرکارے گئے اور شام کو آکر خبر دی کہ کیوان تو قلعہ بند ہوا ہے ارادہ جنگ رکھتا ہے یہ سنتے ہی ایرج کمال درجہ غضبناک ہوا
اُسی وقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار ہو اور بہت جلد جا کر قلعہ قہر بخش کو گھیر لے اُس قلعہ قہر بخش کی حقیقت کیا ہے میں ایک پہر بھر میں
توڑ لونگا لشکر اُسی وقت تیار ہونے لگا اور کل لشکر اپنے ہمراہ لیکر قلعہ پر آیا چہار طرف سے یوں قلعہ کو گھیر لیا کہ جیسے دانتوں
میں زبان جب فوج نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو ایرج نوجوان داخل خیمہ ہوا اور دنگل شوکت پر متمکن ہوا اور حکم دیا کہ طائفے آکر مجرا کریں
بمجرد حکم طائفے اُسی وقت حاضر ہوئے اور ناچ گانا شروع ہوا جام مے ارغوانی گردش میں آیا ہر ایک سردار ہر ایک زنگی چہار
طرف بیٹھا ہوا ہے ایرج نے اُنسے مخاطب ہوکر استفسار کیا کہ اے بہادرو میں تم سب سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم سب کے نزدیک قلعہ لینے کی کیا
تدبیر ہے اور اس مقدمے میں کونسی کوشش مناسب ہے یہ سنکر اُن سب نے عرض کیا کہ خداوندا آپ طبل جنگی بجوا دیں اور ہر طرح سے
مطمئن رہیے کسی قسم کا تردد نہ فرمایئے اگر تائید سپہر اعظم شامل حال رہی تو ہم سب یورش کر کے قلعہ کو لے لینگے اسمیں دقت اور مقام تردد
کا کیا ہے الغرض ایرج نے طبل جنگ بجوایا اور یہ خبر کیوان فلک رفعت کو بھی پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہے کیوان نے کہا
کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اور کوئی مقام فکر و تردد کا نہیں ہے رضینا بالقضا جو خواہش الٰہی ہمارے یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا دیا جاے
اس طرف بھی موجب حکم کیوان فلک رفعت کوس حربی نوازش میں آیا اور دونوں طرف جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں شب بھر دونوں
جانب سامان جنگ درست ہوا صبح کو کیوان فیلبند دروازے پر آکر بیٹھا اور اُس طرف سے ایرج نوجوان زنگیوں کی فوج لیے ہوئے
نمایاں ہوا قلعہ پر سے اِکّا دُکّا گولہ پڑنے لگا زنگیوں کی فوج گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑی ہوئی اور غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ
قلعہ اس طرح توپ و تفنگ اور جملہ سامان جنگ سے آراستہ ہے کہ جس طرح عروس نو اپنے زیور سے آراستہ ہوئی ہے گولہ انداز لیس
بیٹھے ہیں مہران داغ رہے ہیں اور کیوان فیل انداز کے گرد بھی کچھ لوگ مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے ہیں بس ایرج نے زنگیوں کی طرف
دیکھکر کہا کہ بتلاؤ بھائیو کیا ارادہ ہے سبھوں نے عرض کیا کہ خداوند آپ کے حکم کی دیر ہے ہم ہر طرح مستعد ہیں ایرج نے کہا پھر دیر
کاہے کی ہے تو جلدی سے یہ حکم سنکر دفعتہً سب کے سب یورش کر کے قلعہ کی جانب چلے دیدبان جو قلعہ پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے
اُنھوں نے کیوان فلک رفعت سے عرض کیا کہ حضور ہوشیار ہوں زنگی یورش کیے ہوئے قلعہ کی طرف آتے ہیں کیوان نے
کہا اچھا کیا مضائقہ ہے زد میں تو آنے دو جب زنگیوں نے کچھ میدان زد کا بھی طے کیا تو کیوان نے ہوائی داغی گویا یہ حکم تھا کہ اب اپنے
کام میں مشغول ہو بس گولہ اندازوں نے فوراً توپوں کو جھکا جھکا کر اور سیدھ باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کیے فوج ایرج میں
ایک تلاطم ہو گیا غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا فوج ایرج پر برابر گولہ پڑنے لگا جسپر چھینٹا بھی پڑ گئی مع راکب و مرکب بیکس ہو گیا جتنے
زنگی آگے بڑھ آئے تھے وہ آن واحد میں واصل جہنم ہوئے اور جو پیچھے کھڑے تھے یا بچ گئے تھے وہ بھاگ بھاگ کھڑے ہوئے
اور گولہ اندازوں نے کیوان فیل انداز سے کہا کہ ہفت فلیتہ باڑھ کی داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ یا بخیر روک لو دیکھو کہ
ایک آدھ گولہ قضا کا لگا ہوگا بس ہاتھ روک لینا تھا کہ ہوا چلی اور دھواں برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا ہزارہا زنگی
مرے پڑے ہوئے ہیں دست و پا اور سر دن کا میدان میں ڈھیر لگا ہوا ہے اور کچھ زنگی بھاگے ہوئے اور سہمے ہوئے دور کھڑے ہیں
یہ معرکہ دیکھکر کیوان فلک رفعت نے کہا کہ ہماری فتح ہوئی طبل شادمانی بجایا جاے بمجرد حکم قلعہ پر طبل شادمانی بجنے لگا
ایرج نے جھنجھلا کر چاہا کہ آپ اکیلا قلعہ پر جاے حامد بن حمید زنگی قدموں پر گر پڑا اور ایرج کو روک لیا اور قلعہ پر نہ جانے دیا
ایرج اُسکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کو واپس گیا الغرض اسی طرح سات دفعہ قلعہ پر حملہ آور ہوا مگر ازبسکہ قلعہ بہت بڑا
زبردست تھا کچھ نہ ہو سکا ناچار ہو ہو کر پھر پھر آے اور ان سات دفعہ کے حملوں میں قریب ایک لاکھ زنگی کے جان سے ہلاک ہوئے

زخمیوں کا حساب نہیں اور ایرج جب قصد جانے کا کرتا تھا حامد بن حمید زنگی مانع ہوتا تھا القصہ لاکھ لاکھ تدبیریں کیں مگر قلعہ کسی طرح ہاتھ نہ آیا ایرج کمال متردد ہوا اور کمال فکر و تشویش لاحق حال ہوئی شاپور شبیر دل سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے ایرج نے کہا کہ ای شاپور عمرو تو قلعہ گیر بیہ جنگ مشہور ہی اور اُسکی اولاد نے بھی بڑی بڑی لاجواب عیاریاں کیں ہیں تو بھی شاگرد ہی عمرو کا مگر اب تک کوئی عیاری نہ کی شاپور نے کہا کہ آپ نے کہا کب جو میں نہیں بجالایا جو ارشاد فرمایئے اور جو حکم دیجیے بجالاؤں ایرج نے کہا کہ ای شاپور اگر تو کیوان کو پکڑ لا تو میں بہت خوش ہوں شاپور نے کہا کہ یہی کیوان کو یہ کتنی بڑی بات ہی اگر کیوان کو نہ لاؤں تو آج سے عیاری کرنا چھوڑ دوں اور نام عیاری کا نہ لوں ای خداوند اپنا نام شاپور نہ رکھوں یہ کہکر ایرج سے رخصت ہوا رنگ و روغن عیاری اور کل سامان شب روی مہیا کرکے رات کو قلعہ کے سامنے آیا آکر کیا دیکھتا ہی کہ بہت بڑی بڑی مشعلیں جل رہی ہیں اور ہر فصیل اور ہر برج میں چراغ اور مہتابیں دھڑ دھڑ کر رہی ہیں چہار طرف بالاے قلعہ طلایہ پھر رہا ہی آواز بیدار باش ہشیار باش حاضر باش کی بلند ہی ہر طرف جاگ ہو رہی ہی اور سواران زرہ پوش چار طرف گرداگرد قلعہ توڑے بندوقوں کے سلگائے ہوئے بندوقیں کاندھوں پر رکھے ہوئے طلایہ پھر رہے ہیں غرض چہار طرف قلعہ کے پھرا کسی طرف سے راستہ نہ پایا کہ کمند مار کر اوپر جاے آخرکار لوٹتا ہوا کسی نہ کسی طرح لب خندق تک پہونچا اور مشک کو پھلا کر پیٹ تلے رکھکر شناوری کرکے پار گیا اور موری کے راستہ سے داخل خیمہ ہوا صورت کو بدل کر رات تو بسر کر دی صبح کو ایک فقیر کی شکل بنکر شہر میں پھرنا شروع کیا جاے نشست و برخاست اور خوابگاہ کیوان وغیرہ کو دریافت کیا شب کو جو کیوان اپنی بارگاہ میں جاکر سویا شاپور نے نگہبانوں کو بیہوش کرکے سرہانے کیوان کے آیا اور اُسے بھی بیہوش کرکے حلقہاے کمند میں گرفتار کرکے وہاں سے لے نکلا اور اُسی موری کے راستے سے نکلکر لشکر ایرج کا راستہ لیا جب بارگاہ ایرج میں داخل ہوا تو ایرج نے پوچھا کہ ای شاپور شیر یا روباہ اُسنے عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے شیر ہوں روباہ کیسا ایرج نے کہا کہ کیوان کو لایا اُسنے عرض کیا کہ لایا اور پشتارہ سامنے ایرج کے رکھدیا اور اُسی وقت گرہ پشتارے کی کھولکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا کیوان کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ مشکیں بندھی ہوئی ہیں سامنے ایرج کے بیٹھا ہی اور زنگیاں آدمخوار جمع ہیں خیال کیا کہ توبہ کیا بُرا خواب دیکھا ہی اور آنکھیں اپنی بند کرلیں شاپور نے کہا کہ ای کیوان تو خواب سمجھا ہی ارے یہ عین بیداری ہی میں تجھے قلعہ سے پکڑ لایا ہوں یہ بارگاہ ایرج ہی یہ آواز جو کان میں گئی جلدی سے اُٹھ بیٹھا ایرج کو سلام کیا ایرج نے کرسی جواہرنگار بیٹھنے کو دی اور حکم دیا کہ ای شاپور اُسے کھولدو شاپور نے حلقہاے کمند کھولدیے صحبت عیش برپا ہوئی شراب کا دورہ شروع ہوا ایرج نے ساقی سے کہا کہ کیوان کو بھی جام دے بعد اُسکے کیوان سے کہا کہ ای کیوان میں نے تجھے اس لیے طلب کیا ہی کہ تو اپنی بیٹی کو شاہزادۂ زنگبار حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کر دے کیوان نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان میری ایک ہی بیٹی تھی اُسے شاہزادۂ عالی قدر نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا اب دوسری بیٹی کہاں سے لاؤں جو شاہزادۂ زنگبار کے ساتھ منسوب کروں ایرج بہت غضبناک ہوا اور پکارا کہ ای دلیم شاطر جلد اسے پکڑ کر کھا لے دلیم شاطر دوڑا کیوان کی جان نکل گئی چاہا کہ ایرج کے قدموں پر گرے دلیم شاطر نے کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چاہا کہ اُسے چیر ڈالے کیوان پکارا کہ میں نے قمر چہر کو شاہزادۂ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا ایرج نے کہا کہ ای دلیم شاطر بس یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا دلیم شاطر نے اُسے زمین پر رکھدیا کیوان ایرج کے قدموں پر گر پڑا ایرج نے خطا کیوان کی معاف کی کیوان نے خوف جان سے نوشتہ لکھدیا کہ میں نے بخوشی ملکہ قمر چہر کو شاہزادۂ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا اور اگر کوئی دوسرا دعویٰ کرے تو باطل ہی اور مہر اپنی اُس نوشتہ پر ثبت کر دی ایرج نے کیوان کو رخصت کیا کیوان سینہ گریان با دل بریان قلعہ قمر بخش کو چلا اور یہاں کا حال سنیے کہ قلعہ میں کہرام ہی کہ ہر طرف غل شور ہو رہا ہی کہ کوئی کیوان کو پکڑ لیگیا اور سواے عیار ایرج کے یہ کام کسی کا نہیں ہی وزیر نے سبھوں کو تسلی دی اور کہا کہ میں ابھی خبر منگواتا ہوں اور اُسی وقت ہرکاروں کو روانہ

ہرکاروں نے صورت بدلکر لشکر ایرج میں آئے اسوقت پہونچے کہ کیوان پر سیاست ہو رہی تھی ناچار دیکھا کیے تا اینکہ نوشتہ دے کر چھوٹا اور بچشم پر آب قلعہ کو چلا اثنائے راہ میں ہرکاروں نے آکر سلام کیا عرض کیا کہ ہم تو آپ کی خبر کو آئے تھے آپ نے بہت خوب کیا جو نوشتہ دے کر جان بچائی غرض کیوان داخل قلعہ ہوا کل حال وزیروں سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ حضور یہ بڑا مکار ظالم ہے آپ صبر کیجیے اگر شاہزادہ ہوش میں ہوتا تو اس سے کچھ نہ بن پڑتا مگر افسوس کہ وہ بالکل بیہوش ہے اسے اپنے ہی تن کا ہوش نہیں ہے لیکن حمزۂ صاحبقران کو اب نامہ آپ کا پہونچا ہوگا وہ آتے ہی ہونگے کیوان تو صبر کرکے چپکا ہو رہا اور ایرج سامنے ہفت منظر کے چلا دیو قلیاس شکار کو گیا تھا ملکہ عمرو کو ساتھ لیے ہوئے نورالدہر کو بیٹھی دیکھ رہی تھی کہ گرد و غبار کا لتہ اٹھا اور علم آفتاب پیکر نمایاں ہوئے عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ایرج بہت ہی خوبصورت آدمی ہے ملکہ نے کہا کہ عمرو یہ سچ ہے مگر سوا اسے نورالدہر کے کل حسینان عالم میرے بھائی اور بابا ہیں عمرو نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا اور ملکہ نے بھی جو ایرج کو دیکھا تو بہت حسین پایا لیکن اپنے دل میں کہا کہ حسین تو ضرور ہے مگر نورالدہر کے حسن کو کہاں پا سکتا ہے القصہ جب تخت حامد بن حمید زنگی کا سامنے آیا تو ملکہ نے کہا کہ عجب بدشکل زنگی ہے سیاہ رو کج بینی احول چشم بڑا سا دہانہ موٹے موٹے ہونٹھ زرد زرد دانت لمبے بڑے بڑے بال اس طرح بل کھاتے ہوئے کہ جیسے پہاڑ پر سانپ ہاتھ بھر سینے کی ہڈی اٹھی ہوئی دست و پا جیسے بڑے بڑے چنار کے ڈالے بد ہیئت کریہ منظر ملکہ نے دیکھتے ہی ادھر کو منہ پھیر لیا اور کہا کہ خواجہ یہ ایسا بھتنا کون ہے عمرو نے کہا کہ ارے یہی تمہارا عاشق ہوا ہے ایرج اسی کو ساتھ لیکر آیا ہے ملکہ نے کہا کہ توبہ خدا اس موئے پر بجلی گرائے یہ کہکر اٹھ گئی اور خواجہ سے کہا کہ خواجہ سوائے نورالدہر کے مجھے اور کسی سے کچھ سروکار نہیں ہے یہ کہکر اس طرف آئی جدھر سے نورالدہر کا بالکل آمنا سامنا تھا نورالدہر نے جو دیکھا کہ ملکہ آئی اٹھکر تصدق ہونے لگا ادھر ملکہ دونوں ہاتھوں سے بلائیں لینے لگی دعائیں دینے لگی اشارے میں باتیں ہونے لگیں لیکن ایرج سے حامد بن حمید نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ملکہ ابھی تو ادھر بیٹھی تھی مجھے دیکھتے ہی اس طرف جا بیٹھی اسنتے ہیں ایرج سے ہرکاروں نے کہا کہ ادھر اور عشاق بیٹھے ہوئے ہیں اور نورالدہر بھی ہے ایرج یہ سنکر بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ ہنہ جہاں میرے لشکر کے بادشاہ کا گذر ہو وہاں کوئی دوسرا شخص آکر بیٹھے کیا مجال ہے میں ابھی سب کو جاکر ہٹائے دیتا ہوں یہ کہکر اسطرف چلا آکر دیکھا تو واقعی بہت سے عاشق تن مجتمع ہیں شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہیں نہایت غصہ آیا کہ یہ سب تیرے بادشاہ کے معشوق کو دیکھنے آئے ہیں بس کوڑا پکڑ کر دوڑا اور ایک ایک کو مار مار کر وہاں سے ہٹایا ایک غل پڑ گیا کہ یہ ظالم کہاں سے آیا ہے ایک ایک کو مارتا ہے خدا اسکو سزا دے مگر مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے سب کے سب اٹھکر بھاگے یہاں تک کہ ایک ایک کو کوڑے سے مارتا ہوا نورالدہر کے پاس آیا دیکھا کہ فقیر بنا ہوا بیٹھا ہے شجرفی تہمد بندھی ہوئی شجرفی پیراہن گلے میں پہنے ہوئے پیرا کے پاس رکھے ہوئے تکیہ شجرفی پیچھے لگا ہوا تسبیح ہاتھ میں آثار عشق چہرے سے عیاں اپنے تکیے سے باہر نکلا ہوا ایک پتھر کی چٹان کے سایے میں بیٹھا ہے اور ہفت منظر کی طرف دیکھ رہا ہے ایرج نے سلام کیا نورالدہر نے جواب دیا کہ بابا خدا بھلا کرے ایرج نے کہا کہ میری [illegible] کس کے نصیب سے یہ حال بنایا ہے تارک دنیا بنا ہے جا اٹھ یہاں سے کہ میرے ملازم کا ناموس یہاں ہے اور اگر نہ اٹھیگا تو سخت آزار پہونچاؤنگا مگر نورالدہر تو محو عشق ہے دنیا و ما فیہا کی خبر نہیں ہے بالکل خاموش ایرج کی لنترانیاں سن رہا ہے آخر سنتے سنتے اتنا کہا کہ ای ایرج تمنے ہماری دوستی اور آشنائی بالکل بھلا دی جو صحبتیں ہمارے تمہارے رہتی تھیں اسے بالکل نسیاً منسیا کردیا ایرج نے کہا کہ ای نورالدہر یہ سب سچ ہے مگر مقدمۂ ناموس سب سے زیادہ سخت ہے قمر چہر میرے ملازم کی معشوقہ ہے اس لحاظ سے مجھے گوارا نہیں ہے کہ کوئی اور شخص یہاں بیٹھے اور قمر چہر پر نظر ڈالے علی الخصوص تمہارا بیٹھنا تو اور بھی زیادہ ناگوار ہے اس وجہ سے کہ تمہارے باعث سے بدنامی متصور ہے لوگ یہی تو کہینگے کہ نورالدہر حامد بن حمید کی معشوقہ پر عاشق ہو کر بیٹھا ہے یہ ننگ مجھے کسی طرح گوارا نہیں بہتر یہ ہے کہ تم یہاں سے اٹھ جاؤ نہیں تو بہت ایذا پاؤگے یہ سنکر پہلے تو نورالدہر کو غصہ آیا مگر سوچکر غصہ کو

ضبط کیا کہ ای نورالدہر تو عاشق ہی در دلدار پر بیٹھا ہی تجھے غصہ بیکار آیا ہی ہرگز غصہ نہ چاہیے اور جو عاشق اُٹھ گئے تو وہ عاشق صادق نہ تھے عاشق فاسق تھے کہ ایذا کے متحمل نہ ہو سکے مگر تو تو یہان سے نہ جا اور جا تو مر کے جا جو ایذا ہو سو اُٹھا یہ سوچ کر ایرج سے اتنا کہا کہ ای ایرج مین تجھکو نہایت اچھا اور بامروت و باحمیت سمجھا تھا مگر گمان میرا غلط ٹھہرا اور افسوس ہی کہ کمال بے رحم پاجی اور نامرد و بے مروت نکلا کہ مطلق میرا پاس نہ کیا ارے زنگی کے لیے مجھے اُٹھاتا ہی اور ہم تو یہان سے نہ اُٹھینگے جو ستم سہینگے ثابت قدم کوئے محبت مین ہین رہینگے جان سے جائینگے یہان سے نہ جائینگے یہ کہکر رونے لگا اور دیوانہ وار ہفت منظر کی کی طرف دیکھنے لگا بس یہ سنکر ایرج نے دیدہ و دانستہ ایک کوڑا نورالدہر کے مارا اور ایک راوی کہتا ہی کہ ایک فقیر نورالدہر کے برابر بیٹھا تھا کوڑا اُسکے مارا تھا پھندنا اُسکا اُچٹ کر نورالدہر کے لگ گیا نورالدہر آنکھون مین آنسو بھر لایا غصے کو ضبط کرکے آسمان کی طرف بہ نگاہ یاس دیکھکر چپ ہو رہا ابکی ایرج نے پھر کوڑا اُٹھایا کہ نورالدہر کو مارے کہ دفعتًہ ایک نعرہ بلند ہوا کہ او آفتاب پرست خبردار کیا کرتا ہی اس طرح غفلت کا پردہ آنکھون پر ڈالا ہی کہ کچھ سوجھتا ہی نہین ارے کیا تو نہین پہچانتا کہ یہ جان حمزہ صاحبقران زینت لشکر اسلامیان فرزند شاہزادہ بدیع الزمان ہی قسم پروردگار کی ابھی تجھے مار ڈالونگا اب جو ایرج نے نظر کر دیکھا تو دیکھا کہ چالاک بن عمرو ہی کہنے لگا کہ ای چالاک مجھے ڈراتا ہی خیر اسوقت تو مین پھرا جاتا ہون اب یہان سے تو اُٹھا لے جا ورنہ بیشک میرے ہاتھ سے ایذا پہونچیگی یہ کہکر اپنے دل مین کچھ سوچ کر چلا گیا دوسری روایت یہ ہی کہ شبرنگ بن عمرو نورالدہر کو ڈھونڈھتا ہوا ہفت منظر پر آیا تھا شاہزادے کو فقیر دیکھکر رو رہا تھا اسباب تکیہ کا سنوار دیا کرتا تھا اُسنے ایرج کو منع کیا غرض ایرج تو چلا گیا اور یہ روتا ہوا خدمت صاحبقران مین روانہ ہوا لیکن وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق مورد بیداد سپہر بے مہر ملکہ قہر چہر ہفت منظر سے ایرج کی بدعت دیکھ رہی تھی کہ یہ کمبخت ایک ایک کو مار رہا ہی اور جو لوگ مدتون سے بیٹھے ہوئے تھے بھاگے چلے جاتے ہین مگر جب نورالدہر کے پاس پہونچا اور اُسپر کوڑا اُٹھایا تو ملکہ ایرج کو کوسنے لگی کہ ای اللہ اس مردے پر کڑکڑاتی بجلی ٹوٹے آسمان پھٹ پڑے اور یہ موا غارت ہو کیسا اس نگوڑے مارے نے زور اُٹھایا ہی خدا اسکے زور کو ڈھائے اور ہاتھ اسکے گل کر گر پڑین سہیلیون نے کہا کہ حضور وہ کیا ایسے کمزور ہین دیکھیے دیو سے کیسے لڑے کہ ایک شاخ نک اُسکی توڑ ڈالی کہ اُسنے پھر اُدھر کا رُخ نہین کیا ملکہ نے کہا کہ صاحبو تمھاری عجب باتین ہین ارے جب وہ ہوشیار بھی ہون اُنھین تو خدا جانے کیا ہو گیا ہی وہ تو اپنے ہوش ہی مین نہین ہین ہی ہی یہ موا ناحق ستاتا ہی اور میرا کچھ بس نہین چلتا دیکھیے کہ فلک کیا کیا دکھاتا ہی ارے وہ تو بڑے صاحب غیرت ہین ایسا نہ ہو کہ یہ موا اُنھین بھی کوڑا مار بیٹھے اور وہ غیرت مین آکر اپنی جان دیدین ارے انکا حمایتی کوئی نہین آتا کہ انھین بچائے ای پروردگار تو ہی انکی جان کا نگہبان ہی عمرو تسلی دے رہا ہی کہ ملکہ تم گھبراؤ نہین دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی اسی اثنا مین شبرنگ یا چالاک نے ایرج کو ڈانٹا اور ایرج چلا گیا اور ملکہ بھی اُٹھکر چلی گئی اسلیے کہ دیو کے آنے کا وقت قریب تھا اب سنیے کہ شبرنگ جو لشکر اسلام مین پہونچا حمزہ صاحبقران تو شکار کو چلے گئے تھے بدیع الزمان سے کل حال نورالدہر کا بیان کیا بدیع الزمان حال فرزند کا سنکر نہایت غمگین ہوا اور اُسی وقت اپنے رفقا اور فوج سمیت ہفت منظر کی طرف روانہ ہوا جب امیر پھر کر لشکر مین آئے بادشاہ اسلام نے کل کیفیت عرض کی صاحبقران نے فرمایا کہ غضب کیا اُسنے کہ بغیر میری اجازت کے چلا گیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای امیر بدیع الزمان کا حق بجانب ہی ایسا سخت حال فرزند کا سنکر کیونکر تاب رہتی اور فرزند بھی ایسا صاحب لیاقت جانا اُسکا بیجا نہ تھا امیر یہ سنکر خاموش ہو رہے بلکہ بدیع الزمان سے کہا کہ ای بھائی تم بھی فوج لیکر بدیع الزمان کی کمک کے لیے جاؤ اُسی وقت بدیع الزمان لشکر کثیر ساتھ لیکر روانہ ہفت منظر ہوا قضاے کار اتفاقات روزگار اسد بن کرب غازی بھی بارگاہ مین موجود تھا حال نورالدہر کا سنکر نہایت غیظ و غضب مین آکر بارگاہ سے باہر آیا تمام امیرزادے جو اسکے ساتھ تھے مثل ابراہیم بن مالک علقمہ بن جمہور رعد بن زنگ بن مرزبان قتیل

بن مقبل عمیل بن عادی قرنیل بن فرامرز الماس بن لندھور لندھور بن سعدان سب سے کہا کہ تمنے سنا جو سلوک اس حرامزادے نے بھائی صاحب کے ساتھ کیا آخر پاجی تھا نا مین اکثر کہتا تھا کہ دیکھیے اس پاجی کو سر نہ چڑھائیے مگر بھائی صاحب سنتے نہ تھے آخر اُسنے یہ سلوک کیا کہ بھائی صاحب پر کوڑا مارا قسم پروردگار کی اگر ایک کوڑے کے بدلے ہزار کوڑے نہ مارے ہون اور بند بند اُسکا نہ چھوڑا ہو تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر بارہ ہزار قزاقون سے فقیر بنکر گیروا لباس پہنکر جانب ہفت منظر روانہ ہوا اور اُدھر ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ کو نامہ لکھا کہ مین ہفت منظر سلیمانی پر ہون تم جلد مع لشکر یہان آؤ اور لقا کو بھی اپنے ساتھ لاؤ لقا اور مالک بن ملکوت نامہ پڑھکر بہت خوش ہوئے اور صلاح کی کہ کیونکر چلین حمزہ کاہے کو جانے دیگا بختیارک نے کہا کہ آپ دن سے تیاری فرمائیے رات کو شبخون مارتے ہوئے نکل چلیے ان کافرون نے وہی کیا کہ دن بھر تیاری کی اور رات کو شبخون مار کر ہفت منظر کو بھاگ گئے صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ وہ سب کافر خاسر شبخون مار کر ہفت منظر کو چلے گئے اور ہزار اہل اسلام بدرجہ شہادت فائز ہوئے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خیر یہ کافر جائینگے کہان مین بھی تو اُسی طرف چلتا ہون اسلیے کہ مجھکو بھی بغیر نورالدہر کے ایک دم قرار نہین ہے علی الخصوص اس حال و ہنگامے مین کہ وہ دیوانہ محبت اور مبتلائے بلائے الفت ہے کیونکر اُسکی خبر نہ لون یہ کہکے حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو فوج درست ہو اور لندھور کو حکم دیا کہ تم بھی ملک فرنگوشیہ کو مسخر کرکے جلد ہمارے پیچھے پیچھے آؤ لندھور نے عرض کیا کہ ای شہریار اشتیاق دیدار شاہزادۂ عالی وقار کا تو غلام کو بھی بہت ہے مگر ارشاد عالی سے مجبور ہون خیر اس شہر کو مسخر کرکے اسلام آباد کرکے حاضر ہونگا الغرض حمزہ صاحبقران نے جانب ہفت منظر سلیمانی کوچ فرمایا لندھور قلعہ فرنگوشیہ لینے مین مصروف ہوا اب لقا کا حال سُنیے کہ یہ جو بھاگا تو بھاگا بھاگ قریب قلعہ تخت الشعلہ کے پہونچا پیر روشن ضمیر یعنی خسرو زرین ترکش نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور لقا کی جانب ہرگز ملتفت نہ ہوا نہ استقبال کے واسطے نکلا اسلیے کہ سابقاً گذارش ہو چکا ہے کہ خسرو زرین ترکش مسلمان ہو گیا ہے اور نورالدہر کو کیوان پاس بھیج چکا ہے اسکو لقا سے بے بقا مسخرے سے کیا مطلب ہے مگر لقا نے جو سُنا کہ خسرو زرین ترکش نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا نہایت برہم ہوا ہرکارون کو خسرو کے پاس بھیجا کہ جاکر کہو خسرو سے کہ تو تو میرا بندۂ خاص الخاص ہے میرے پاس کیون نہ آیا اور دروازہ شہر کا کسواسطے بند کر لیا بہت جلد حاضر خدمت ہو ہرکارے قلعہ کے سامنے رومال ہلاتے ہوئے آئے لقا کا پیغام خسرو کو پہونچایا خسرو نے کہا کہ اس کاذب سے کہدینا کہ مین تو کب کا مسلمان ہو چکا مجھے تجھسے کیا علاقہ ہے مین نے تجھپر لعنت کی لقا یہ پیغام سُنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ قسم ہے مجھے اپنی خدائی کی کہ بغیر اس قلعہ کے لیے ہوئے ہرگز یہان سے نہ جاؤنگا بختیارک نے کہا کہ میان ان باتون کو دور کرو اس قلعہ کے لینے سے کیا حاصل ہے لقا غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ او شیطان درگاہ تجھے کارخانۂ خدائی مین کیا دخل ہے خبردار تو میری تقدیرون مین دخل نہ دے مین نے کئی ہزار برس پہلے یہی تقدیر کی تھی کہ قلعہ تخت الشعلہ کو توڑ کر لونگا اور حکم دیا کہ قلعہ کو گھیر لو مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ مین تو ایرج پاس جاتا ہون مین نہین ٹھہرونگا لقا نے کہا کہ اچھا تم چلو مین بھی اس قلعہ کو فتح کرکے آتا ہون غرض مالک بن ملکوت تو کوچ کرکے چلا گیا اور یہان لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے خسرو کو خبر پہونچائی اُسنے کہا کہ خیر یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آئے جو کچھ خدا میرے حق مین مناسب جانیگا سو کریگا کچھ اندیشہ نہین ہے چار پہر رات تیاری رہی صبح کو خسرو فیلبند دروازے پر بیٹھا رفقائے جانباز گرد مجتمع ہین گولہ انداز سب توپون پر مستعد بیٹھے ہین مہران دیکھنے لگے سرخ نشان کھلگئے مہتاب سلگنے لگی خسرو نے تمام گولہ اندازون کو یہ کہکر انعام دے رہا ہے کہ یارو یا تو اس کافر کو مار لو یا شکست دو سب نے عرض کی کہ ہم سمجھے ہین کہ حضور خاطر جمع رکھین ہم سب جانین لڑا دینگے مین حتی المقدور تو حریف کو قلعہ کے قریب پھٹکنے بھی نہ دینگے آگے خدا کو اختیار ہے یہان یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ لقا سے بے بقا فوج فراوان لیے ہوئے نمایان ہوا ادھر سے اکا دکا گولہ پڑنے لگا وہ کافر تو ہٹکر کھڑا ہوا افسران فوج

سے کہا کہ کیا ارادہ ہی سب نے عرض کیا کہ یا خداوند فوج آپ کی ہزیمت خوردہ دل شکستہ ہی اُنکا حربہ ہم تک آئیگا ہمارا حربہ
اُن تک نہ جائیگا اور یون آپ کو توپ دم کروا تا ہی تو ہم موجود ہین کوئی عذر بھی نہین ہی لقا یہ تقریر سنکر بہت برہم ہوا کہا خیر مجھے
تمھارے دلون کا حال معلوم ہوگیا مین تو تمھارا دل دیکھتا تھا مجھے کچھ تمھارا بھروسا نہین ہی مین اپنا کام آپ کرونگا شعر
کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من + کس نہ خارد پشت من جز ناخن وانگشت من + یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہاتھ مین
اُٹھا کر تنہا قلعہ کی طرف چلا اور کہا کہ ای اہل قلعہ دریاے غضب میرا موج زن ہوتا ہی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے قلعہ پر
جو دیدبان بیٹھے تھے اُنھون نے ایک دیو کو دیکھا کہ قلعہ کی طرف چلا آتا ہی کسواسطے کہ لقا کا قد ایک سو چالیس ایرج کا ہی دیو قالب
انسانی مین معلوم ہوتا ہی خسرو سے عرض کیا کہ لقا خود قلعہ پر آتا ہی اُسنے کہا کہ خوب باز دپر آئے دو بعد لمحہ بھر کے دیدبانون نے عرض کیا
کہ اب کچھ میدان زد کا بھی طی کر چکا ہی اب کیا حکم ہوتا ہی اُسوقت خسرو نے ہوائی داغی آواز سفر بلند ہوئی گولہ اندازون نے
توپین جھکا جھکا کر گولے مارنا شروع کیے ہر طرف مثل وسلہ کے گولا پڑنے لگا تمام میدان دھوان دھار ہوگیا مگر لقا گولے رد کرتا ہوا
چلا آتا ہی یہان تک کہ سب گولے رد کر کے لب خندق پہونچا یہان گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت قلینہ پارتھر کے داغ چکے
اب کیا حکم ہوتا ہی خسرو نے کہا کہ ہاتھ روک لو دیکھو تو سہی ایک دہ گولا قدنا کا اُس گمراہ کو خلق کے لگا ہی ہوگا بس جسوقت کہ ہاتھ روک لیا
اور تاریکی موقوف ہوئی تو لقا کو دیکھا لب خندق کھڑا ہوا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای بندگان مغضوب کہان جاؤگے دیکھو تو
کس طرح سب کو قتل کرتا ہون یہ سنکر قلعہ مین الجبل پڑگئی یقین ہوگیا کہ اب یہ کافر سب کو قتل کریگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا
خسرو نے کہا کہ بھائیو اب یہ وقت دعا کا ہی اور خود تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر درگاہ الٰہی مین دعا کرنے لگا کہ ای
کس بیکسان و ای داد رس مظلومان ہماری فریادرسی کر اور اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے اشعار موسے کا رہا تو حافظ جان
یوسف کا کنوین مین تھا نگہبان + امداد خلیل نار مین کی + یونس کو نجات حوت سے دی + مجھکو بھی اس ظالم کے ظلم سے نجات دے
یہ تو یہان دعا مانگ رہا ہی اور اُدھر کلکال خون آشام زنگار خون آشام ضیغم خون آشام سہراب اژدر گیر یاقوت شاہ
وغیرہ کہ رہے ہین کہ خداوند نے قلعہ لے لیا ہی اب دروازہ توڑا اور اندر گئے بختیارک نے کہا کچھ دیوانے ہوگئے ہو قلعہ مین
جانا نصیب ہی نہ ہوگا کوئی مارتے میان آتے ہونگے یہی باتین تھین کہ آسمان پر سے ابر نمایان ہوا اور وہ ابر پھٹا نقابدار یاقوت پوش
پہونچا نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی پھر اُدھر سے لقا نے جواب دیا کہ او بندۂ بے ادب تو مجھسے مقابلہ کرنے آیا ہی پہلے تجھے
مارونگا بعد اُسکے قلعہ والون سے سمجھونگا یہ کہکر مرکب کو پھیر کر برابر نقابدار کے آیا اور وہی گرز نقابدار کے سر پر مارا نقابدار
نے گرز اُسکے ہاتھ سے چھین لیا لقا نے تلوار ماری کہ او بندۂ بے ادب تو نے گرز چھین لیا تلوار سے تجھے مارونگا نقابدار نے
تلوار اُسکی رد کر کے تلوار اُسپر ماری کہ سپر قلم کر کے سر پر پڑی کہتا دوابرو اُتر گئی داستانہ مارا تلوار تو جھنا کر نکلگئی سر سے ایک
چادر خون جاری ہوئی سامنے سے نقابدار کے بھاگا پکارا کہ ای بندگان من مرا دریابید اس بندۂ گستاخ کے ہاتھ سے بچاؤ یہ دا
لقا کی سنکر اُدھر سے فوج لقا دوڑی اور ادھر سے فوج نقابدار دوڑی خسرو نے وقت فرصت غنیمت جان کر دروازہ
قلعہ کا کھولا اور آکر شریک فوج نقابدار ہوا خوب تلوار چلی ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے آخر کار لقا شکست کھا کر بھاگا خسرو
نے ملازمت نقابدار کی حاصل کی قلعہ مین لیگیا دعوت کی نقابدار نے حال نورالدہر کا پوچھا خسرو نے تمام احوال شاہزادے
کا بیان کیا غرض نقابدار ایک روز وہان رہا دوسرے روز وہان سے کوچ کر کے ہفت منظر کو روانہ ہوا اور بعد چند روز کے
امیر حمزۂ صاحبقران مع لشکر و فوج شہر تخت الشعاع پر پہونچے خسرو نے دعوت کی استقبال کیا نورالدہر کا حال گذارش کیا
امیر حمزۂ صاحبقران دو ایک روز یہان رہکر خسرو سے رخصت ہوئے اور بہ ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوئے
لو یہان شاہزادہ نورالدہر ایرج کی زیادتی کرنے سے نہایت آزردہ ہی اور دیو قلیاس جس دن سے کہ شاہزادہ

نور الدہر سے لپٹا ہوا ہی اور اُسکی شاخ ٹوٹی ہی اُسی دن سے اس فکر مین ہی کہ نور الدہر کو غافل پا کر اُٹھا لے جائے قضائے کار اتفاقات روزگار شاہزادہ ملکہ کو دیکھکر پھرا ہی اور اپنے چھپر کھٹ مین آکر سو گیا ہی خدمتگار بھی علحدہ ہو گئے ہین دیو تو تاک مین تھا ہی دونون کندھے دبا کر شاہزادے پر گرا اور اُٹھا کے آسمان کی طرف لیچلا خدمتگار جو آگاہ ہوئے غل کرنے لگے کہ دیو شاہزادے کو لے چلا اور دیو نے نور الدہر کو آسمان پر لیجا کر کہا کہ تو نے میری شاخ توڑ ڈالی ہی شرط کہ تجھے یہان سے پھینکدون کہ تیرا پتا بھی نہ لگے تو نے میری ملکہ کو دیوانہ بنا رکھا ہی تجھے زندہ نہ چھوڑونگا نور الدہر جو ہوشیار ہوا اپنے کو دیو کے پنجے مین گرفتار پایا ایک سناٹا سا گذر گیا دل مین کہا کہ افسوس صد افسوس معشوقہ کے وصل سے کبھی کامیاب نہ ہوئے بے نیل مقصود جہان سے چلے اور اُدھر حسرت دیدار جدہ و پدر باقی رہ گئی خیر جو مرضی خدا کی اور دیو بالائے ہوا لیے چلا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ اے آدم زاد تجھے کہان مارون کہ تو مر جائے اور زندہ نہ رہے نور الدہر نے اپنے دل مین کہا کہ اے نور الدہر دیو کی عقل اُلٹی تو ہوتی ہی اگر تو دریا مین پھینکے کو کہیگا تو یہ کمبخت پہاڑ پر پھینکیگا اور جو تو پہاڑ پر کہیگا تو دریا مین پھینکیگا تو پہاڑ کی استدعا کر کہ یہ دریا مین پھینکدے اسلیے کہ اگر دریا مین گریگا تو پانی مین چوٹ نہ لگیگی اور اگر پہاڑ پر گرا تو ہڈی پسلی سرمہ ہو جائیگی یہ سوچ کر دیو سے کہا کہ تو پہاڑ پر پھینکدے دیو نے کہا کہ ہان مین تجھے پہاڑ پر پھینکون کہ تو جھنڈی جھاڑی مین اُلجھ کر رہ جائے اور بچ جائے مین تجھے دریا مین پھینکونگا کہ دریائی جانور تجھے کھا جائین یہ کہکر ہنسا اور کہا کہ اے آدم زاد تو مجھے دم دیتا ہی مین تیرے دم مین نہ آؤنگا الغرض دیو نے شاہزادے کو دریا مین پھینکدیا اور پھر کر بصفت منظر سلیمانی مین آیا اور ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ تو جسے روز دیکھنے جایا کرتی تھی مین اُسے آج دریا مین پھینک آیا اب کیسے دیکھیگی ملکہ نے جو یہ کلمہ سُنا بے اختیار نعرہ کوہ شگاف کیا اور کہنے لگی کہ پھر تو نے مجھے کیون زندہ رکھا ہی مجھکو بھی کھا جا اور سر اپنا زمین پر دے مارا اور پچھاڑین کھانے لگی اور پکاری کہ اے شاہزادہ عالیوقار اگر تم صفحہ ہستی سے اُٹھ گئے تو مجھکو بھی اپنے پاس بلا لو کہ بعد تمھارے مجھے لمحہ بھر کی بھی زیست ناگوار ہی اے شہریار تم ثابت قدم کوے محبت تھے جو تمنے کہا تھا وہی کیا ہمارے لیے اپنی جان دیدی اور ہم ایسے سخت جان ہین کہ زندہ ہین ہماری جان نہین نکل سکتی اگر تمکو ہمسے محبت ہی تو جلد اپنے پاس بلا لو کہ بغیر تمھارے ہمکو زندگی بہت شاق ہی ہمکو تو یہ آرزو تھی کہ ہم تمھارے سامنے مرینگے تم مٹی ہماری عزیز کروگے مگر ہا کہ ہم سخت جان زندہ ہین اور تم ہمارے سامنے دنیا سے اُٹھ گئے اور ہم بے بس و بیکس ناچار و بے اختیار رہ گئے مگر اے شاہزادے ہم سخت مجبور ہین کیا کرین کسی طرح دم نہین نکلتا ہماری موت کو بھی موت آگئی مگر اے شاہزادے یہ امر تمھاری محبت و مروت سے بعید تھا کہ تم یون ہمسے کہے سنے ہوئے چلے جاؤ گے ساتھ لینا کیسا اپنے جانے کی خبر بھی نہ کر گئے یہ کہتی ہی اور زار زار قطار مثل ابر بہار روتی ہی سر اپنا دے دے مار رہی ہی کنیزین لپٹی ہوئی ہین مگر ملکہ کسی طرح نہین مانتی ہر مرتبہ دیو سے یہی کہتی ہی کہ تو مجھے بھی کھا لے ارے ظالم تجھے اُس غریب کے مارنے سے کیا ہاتھ لگا اور کیا حصول ہوا وہ بیچارہ وطن آوارہ ستم رسیدہ دل افگار بیکس و ناچار غریب الدیار مجروح و مغموم رنجور و مہموم چپکا ایک گوشے مین بیٹھا رہتا تھا نہ کسی سے غرض نہ مطلب تیرا کیا بگاڑتا تھا جو تو نے اُسے ہلاک کیا او موئے مردے مونڈی کاٹے جہان تو نے اُسے مار ڈالا مجھے بھی مار ڈال اور میری بھی جان لے لے جیسا تو نے مجھے تباہ و برباد کیا اور میرے دل کو بیکل کر دیا اور میری آس توڑی اور کہین کا نہ رکھا خدا تیرا بھی یونہین ستیاناس کرے اور یونہین تجھے بیکل کرے ہائے ہائے اللہ اب مین کیا کرون اور کدھر جاؤن جو اپنے محبوب کو پاؤن اور کبھی رو رو کر کہتی ہی کہ ہائے اے شہریار نامدار تم تو ہماری محبت مین جہان سے اُٹھ گئے اور جوانی تمھاری خاک مین ملگئی اور ہم ایسے عاجز و بیکس مجبور و بے بس ہین کہ تمھارے فاتحہ کو بھی نہ آسکے قبر بھی تمھاری نہ بنا سکے اور تمھاری تربت بنا کر دو آنسو بھی نہ بہا سکے ہائے اب مین کیا کرون دم بھی کمبخت نہین نکل سکتا اور اس موئے سے کچھ بس بھی نہین چل سکتا ہائے کیا کرون اور کیا نہ کرون عاشق بیکس و بے بس رنجور و مجبور ہو رہی ہین سخت اور آسمان دور ہی ہائے مجھپر وہ درد و مصیبت ہی کہ منھ سے نہین نکل سکتا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد

وگردم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + دو چہرہ کا کھون کاسے کہوں اور کہوں کس کو پتیاسے + گونگے کا سپنا بھیو سمجھ سمجھ پچھتائے + غرض
ملکہ اس درد سے روئی اور پیٹی کہ در و دیوار رونے لگے اور سننے والے بیخود ہو گئے اور کلیجے پھٹنے لگے اور جان گھٹنے لگے روتے روتے
اور پیٹتے پیٹتے گر پڑی اور بیہوش ہو گئی دیو حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور بیچارہ تھا اور دل مین کہتا تھا کہ ہائے افسوس تونے کیا کیا
کتنی بڑی نادانی اور حماقت کی اب یہ کاہے کو زندہ رہیگی اور کیونکر اسکی جان بچیگی ملکہ کے بیہوش ہوتے ہی اور بھی ہوش و حواس
اسکے باختہ ہو گئے اور عقل بالکل رفو چکر ہو گئی انتہا سے زیادہ حیران و مضطر اور سراسیمہ و نوحہ گر ہوا اور آغا بلبل سے مخاطب
ہو کر کہنے لگا کہ ای آغا بلبل ایک ذرا تو تو دیکھ کہ ملکہ زندہ ہی یا مر گئی کچھ بھی دم باقی ہی یا نہین یہ سنکر آغا بلبل نے کہا کہ ای شاہ دیوان
تمنے حد بھر برا کیا کہ تم اسے اٹھا کر بے سمجھے بوجھے پھینک آئے بالکل خلاف عقل و دانش کیا یہ بات تمکو کسی طرح زیبا نہ تھی مگر تم گھبراؤ
نہین اور پریشان خاطر نہ ہو کہ ملکہ ہوش مین آجائیگی اور اچھی ہو جائیگی کوئی بات گھبراہٹ کی نہین ہی اب تمہین مناسب و بہتر یہ ہی
کہ تم اسکی دلداری کرو اور ہاتھ باندھو اور خوب طرح اطمینان دلاؤ کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین اور مضطر و نوحہ گر نہ ہو اس درجہ بیقراری
نہ کرو جان کو جان سمجھو اور اس طرح بیخود ہو ہو کر نہ روؤ اور یون مفت جان نہ کھوؤ اب تو مجھسے ایک خطا ہو گئی مین اپنی تقصیر پر نادم
و شرمسار ہون ایک ذرا حواس درست کرو اور ایک تھوڑا سا صبر کرو دل کو ٹھہراؤ مین اپنے کیے کو بھر دونگا اور جس طرح ہوگا اسے
جا کر ڈھونڈھ لاؤنگا یہ کلام آغا بلبل کا سنکر دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل یہ تو سب کچھ ہوگا اور جو کچھ تمنے کہا ہی وہ کیا ہی
جائیگا مگر اسوقت جس طرح ہو سکے تم ملکہ کو زندہ کرو یہ سنکر آغا بلبل پنجرے سے نکلا اور ملکہ کے منہ پر پانی چھڑکوایا لخلخہ سنگھایا
ہوا دی اور تلوے سہلائے دونون بازو کسکر باندھ دیے بارے ایک تھوڑی دیر کے بعد ملکہ نے ایک انگڑائی لی اور ہوش مین
آئی اٹھکر بیٹھی ہوش مین آنا تھا کہ پھر وہی بیقراری تھی اور وہی گریہ و زاری اس طرح بلک بلک کر اور ڈاڑھین مار مار کر روتی تھی
کہ ہاتھ پانون پھولے جاتے تھے اور رونگٹین بدن کے کھڑے ہو جاتے تھے اور کسی مین ہوش و حواس باقی نہ تھے یہ دیکھکر قلیاس آگے
بڑھا اور ہاتھ باندھکر نہایت ادب سے سر جھکا کر کہا کہ ای ملکہ میری خطا معاف کرو اور جو چاہے تعزیر دو مین یہ نہ جانتا تھا کہ تم اسکے
واسطے ایسی بیقراری اور نوحہ و زاری کرو گی اور خدانخواستہ یون اپنے تئین ہلاک کر دوگی ایک ذرا صبر کرو دل کو ٹھہراؤ اس نالہ و
بیقراری کو کم کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ای دیو قلیاس تونے میرے ساتھ وہ سلوک کیا کہ میری جان ہی لینے کی فکر کی تھی اور یہی منظور تھا
کہ میری جان ہی جائے تو خیر مین بھی اب اپنی جان ہی دونگی نہ کھانا کھاؤنگی نہ پانی پیونگی اور یونہین روتے روتے اب اپنی جان دونگی
جب دیو قلیاس نے دیکھا کہ اب کسی طرح ملکہ میرے کہنے کو نہین سنتی اور اپنی جان ہی دینے پر آمادہ ہی تو اور بھی زیادہ متردد و مدہوش
ہوا اور آغا بلبل سے کہنے لگا کہ ای آغا بلبل میری فہمائش تو کچھ بھی اثر پذیر نہین ہوئی اب تم ملکہ کو سمجھاؤ کہ اپنے اس ارادے سے
باز رہین اور کسی طرح ملکہ کی جان بچے اب تو مجھسے خطا ہو گئی مین اپنی خطا پر نادم ہون اور حد سے زیادہ شرمسار ہون آغا بلبل نے
ملکہ سے دست بستہ عرض کیا کہ ای ملکہ اب شاہ دیوان عذر خواہی کرتے ہین اور عفو تقصیر چاہتے ہین ای ملکہ صبر کرو جی کو ٹھہراؤ دل کو
سمجھاؤ اسقدر بیتابی اور بیقراری سے کیا فائدہ ہی اور اپنی جان دینے اور اس حرام موت سے کیا حاصل ہی بھلا کوئی بھی ایسا
عاقل ہی کہ اپنی جان عزیز کو یون رائگان کرے کیا بعد موت کے بھی کوئی دنیا مین آسکتا ہی اور اگر تمنے اپنی جان تڑپ تڑپ کر دیدی
تو پھر سوا اسکے کہ تمہارے دشمنون کی تو مفت سی جان جاتی رہیگی اور ہنسنے والون کو ہنسی کا موقع ملیگا یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا
کہ ای آغا بلبل یہ تو تمنے سب بجا اور درست کہا اور جو تمنے کہا سب ٹھیک ہی مگر ای آغا بلبل دل کو کیونکر سمجھاؤن اور اپنی جان کو کیونکر
ٹھہراؤن ہر لحظہ اور ہر گھڑی بیقراری بڑھتی جاتی ہی اور کسی طرح جی نہین ٹھہرتا ہر مرتبہ یہی جی مین آتا ہی کہ اپنی جان دیدیجیے
اور نوحہ و بیقراری کیجیے ای آغا بلبل جب کچھ دیر روتی ہون تو دل کی بھڑاس نکلجاتی ہی ای آغا بلبل جب خیال کرتی ہون تو ایک
دھوان ایسا دل سے اٹھتا ہی کہ تن من کو جلا دیتا ہی اور ایک ایسی موگری سی پڑتی ہی کہ گویا کلیجا پاش پاش ہو جاتا ہی یہ تھی

آتا ہی کہ کسطرح دم کو نکال ڈالون مگر ای آغا بلبل دم تو وقت کا باندھا ہوا ہی کسطرح نہین نکل سکتا جب کسی کے سمجھانے بجھانے سے دل کو بہلانا

تو دل سے صاف یہ جواب ملتا ہی مخمس

کیا فائدہ اب ضبط سے دم لب پہ ہی پہونچا
ہین ابر بہاری سے سوا دیدۂ خونبار
جسپہ یاد کیا ہی اُسے ای غیرت گلزار
ٹپکتا ہی مرا داغ جنون سے بدن ایسا
تیز اب کا شیشہ ہی ہر اک آبلۂ پا
جو کوئی کہتا ہی مجھسے کہ آئیگا وہ پاس
ہوئی ہون ملنے سے اُسکے مین اسقدر بے آس
شرارے کوہ سے نکلین تو قیس ہو مجنون
یہ پیرہن مرا جب تک کہ تار تار نہ ہو

فریاد سے کرزلزلہ عالم ہین وہ برپا
اُس بت کو خبر ہو کہ نہ ہو اُس سے غرض کیا
مثل گل تر سبز ہوئے خشک تھے جو خار
بھر بھر دیے ہین آنسوون سے بانہ کے تھالے
جل جائے اگر تن سے لگے دامن صحرا
جنگل ہین لگے آگ جو پھوٹین مرے چھالے
تو اُس سے کہتی ہون ای ہمنشین بعالم یاس
کہ سامنے بھی وہ آئے تو اعتبار نہ ہو
ہی بار پیرہن زیست ہین وہ لاغر ہون

جو اہل زمین اور فلک ہون تہ و بالا
اب نالے سے تو عرش معلے کو ہلا دے
شبنم کی طرح اشک کے قطرے نہین بیکار
اور ای آغا بلبل تمام جسم مرا آتش فراق سے جلتا ہی
ہر گام پہ اب گرم روی سے ہی یہ نقشا
اور ای آغا بلبل اب تو میرا یہ حال ہی کہ مخمس
دوائے ہوش کرو جا کے گم ہوئے ہین حواس
تپ فراق کا اپنی اگر مین حال کہون
نہ ہاتھ اُٹھا ہو تجھکو قسم ہی جوشش جنون

یہ سنکر آغا بلبل نے کہا کہ ملکہ یہ سب سچ ہی اور صحیح ہی جیسے دل پہ گذرتی ہی وہی جانتا ہی دوسرے کو کیا خبر ملکہ الکہ تقدیر سے خدا رکھو کہ وہی ہر حال مین حامی و کفیل ہی ای ملکہ گھبراؤ نہین نور الدہر صاحبقران جہان ہی خداوند عالمیان اُسکا حافظ جان ہی کچھ گھبراہت کی بات نہین ہی فرزندان صاحبقران پر ایسے صعب حادثے بہت پڑے ہین مگر بفضل خدائے لم یزل پھر زندہ و سلامت با شوکت پیدا ہوئے ہین ای ملکہ ایک مرتبہ زمرد شاہ باختری لقا سے بے لقا نے جادوگرون کو عنطلی آباد سے بلوا کر لشکر اسلام پہ یہ وقت بر سوائی تھی کہ تمام سردار تباہ ہوگئے تھے اور سب لشکر قتل ہوگیا تھا لقا نے بہادران لشکر اسلام کے سر کٹوا کر چوبیس ہزار کا منار بنوائے تھے اور پھر بفضل خدا سے زندہ و سلامت رہے یہانتک کہ لقا کو ملک سبائل سے بھگایا اور شہر مشتری حصار مین شاہزادہ نور الدہر کا سر لعل جادو نے کاٹ ڈالا تھا جب لعل جادو مارا گیا تو شاہزادہ زندہ و سلامت پیدا ہوا اب اگر اس دیو نے دریا مین ڈالدیا ہی تو کیا مضائقہ ہی انشاء اللہ العزیز شاہزادہ باآبرو نکلیگا جان دینے سے کیا حاصل ہی تم ہرگز اندیشہ نہ کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ تمہارے منہ مین گھی شکر خدا ہمچنین کند مگر دیو سے خطاب کیا کہ ای دیو مجھے رخت سیاہ لادے کہ مین اُسکے لیے سیاہ پوش ہونگی اور جب تک مین اُس شہریار کو نہ دیکھونگی لباس سیاہ جسم سے نہ اُتارونگی آغا بلبل نے دیو سے کہا کہ ای دیو قلیاس جا جلد جا کر رخت سیاہ ملکہ کو لادے نہین تو ملکہ ہلاک ہو جائیگی یہ سنکر فورًا دیو قلیاس گیا اور ایک کٹھری شال سیاہ کی لا کر ملکہ کو دی کہ ای ملکہ یہ کٹھری شال سیاہ کی حاضر ہی زیب بدن کیجیے جو آپکی خوشنودی ملکہ خود بھی سیاہ پوش ہوئی اور تمام انیسون اور جلیسون کو حکم دیا کہ وہ بھی سیاہ پوش ہون وہ سب بھی سیاہ پوش ہوئین یہانتک کہ جس مکان مین تھین اُس مکان کے چھت اور پردہ اور در و دیوار تک سیاہ کر دیے مگر اس عالم رنج و غم اور ہم و ماتم مین اُس لباس سیاہ مین ملکہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے ابر تیرہ و تار مین چاند جھلک رہا ہی دیو قلیاس بہت خوش ہوا کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اور ملکہ سے کہنے لگا کہ ای ملکہ یہ لباس تمھین ایسا خوشنما معلوم ہوتا ہی کہ میرا جی یہ چاہتا ہی کہ تم یہی لباس پہنے رہا کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ دو مرکھی ہو منڈی کاٹے مجھے ستا کر خوش ہوتا ہی کیا

بچ پائیگا تو سہی جو مجھے کوس ہی کوس کے نہ کھا جاؤن یہان کی تو یہ صورت ہی

اب یہان سے دو کلمے داستان ایرج کے گوش دل سے سماعت ہون

کہ جب ایرج کو یہ خبر وحشت اثر معلوم ہوئی کہ دیو قلیاس نور الدہر کو اُٹھا کر دریا مین ڈال آیا ہفت منظر پر کہرام مچا ہوا ہی ہر صغیر و کبیر برنا و پیر کی چشم نم ہی اور ہر شخص کیا اپنا کیا بیگانہ نور الدہر کے لیے نالان و گریان ہی ایک تلاطم مچا ہوا ہی تمام لوگ سیاہ پوش ہوگئے ہین ہر لحظہ اور ہر گھڑی سوائے آہ و بیقراری کے اور کوئی کام نہین ہی تو ایرج کمال ناخوش ہوا اور انتہا سے ہر تبہ افسوس کیا کہ ہائے

افسوس صد افسوس نور الدہر کیا صاحب خلق و مروت اور با صولت و ہمت تھا اور کیا یار شاطر تھا کیسی کیسی صحبتیں ہمارے اسکے رہی تھیں واقعی امر یہ ہی کہ نور الدہر کے مرنے سے لطف صحبت ہی جاتا رہا افسوس یہ قضا کسی کو نہ چھوڑیگی انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شی کو بجز فنا کے بقا نہیں ہی مگر ہمامہ بن جمشید زنگی یہ حال سنکر نہایت خوش ہوا کہ خوب شد رقیب ہمارا مارا گیا اور دغدغہ و اندیشہ جو کچھ تھا وہ سب برطرف ہو گیا اب کوئی خوف باقی نہ رہا اور معشوق خوب بے کھٹکے ہاتھ لگیگا اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجایا جاے یہ سنکر ایرج نے منع کیا کہ ای ہمامہ دیکھو خبردار طبل شادمانی نہ بجوانا خیر جو کچھ ہونا تھا ہوا اگرچہ تمہارا رقیب بھی تھا مگر ای ہمامہ بن جمشید زنگی مرنے کی کسی کے خوشی نہ چاہیے اور اصل امر تو یہ ہی کہ مجھکو بہت بڑا صدمہ و رنج ہوا اور نہایت قلق ہوا واقعی امر یہ ہی کہ ایسا بہادر نہ پیدا ہوا ہی نہ ہوگا انتہا کا جری و دلاور اور بڑا صاحب حوصلہ تھا یہ سنکر ہمامہ بن جمشید خاموش ہو رہا

اب دو کلمے داستان شیرین بیان شاہزادہ بدیع الزمان اور چھیل ماہرو کے سنیے

کہ یہ دونوں جب روانہ ہوئے تو بعد طی مراحل و قطع منازل شہر کے قریب ہفت منظر کے پہونچے جب کیوان فلک رفعت آگاہ ہوا تو آکر استقبال کیا شرف ملازمت حاصل کیا ہمراہ رکاب ولایت انتساب ہوکر قلعہ قمر بخش مین آیا دعوت کا سامان کیا اور نہایت تکلف سے دعوت کی اور جو کچھ زیادتیان ایرج نے کین تھین وہ سب حرف بحرف بیان کین اب جو بدیع الزمان نے خیال کیا تو دیکھا کہ سب کے سب سیاہ پوش ہین صورت ماتمداران اور غمزدگان کی بنائے ہوئے ہین کوئی آنکھ ایسی نہین ہی کہ جسمین اشک حسرت نہ ڈبڈبا رہے ہون کوئی لب ایسا نہین ہی کہ جسپر آہ جگر خراش نہ ہو غرض ہر شخص ایک ہی حالت غم و ملال و رنج و تفکر مین مبتلا ہی اور صاف تصویر غم بنا ہوا ہی شعر تصویر غم و ملال ہین سب + غمگین و تباہ حال ہین سب + یہ حال دیکھکر بدیع الزمان نہایت متحیر اور کمال حیران و مضطر ہوئے کہ سب کو یہ کیا ہوگیا ہی اور کیا واقعہ ہی کہ ایک سرے سے سب کے سب سیاہ پوش اور غم نوش ہین کیوان سے پوچھا کہ ارے یہ تم سب کیا ماجرا ہی اور کیا سانحہ گذر گیا کس غم مین مبتلا ہو کس رنج مین گھرے ہو کونسی آفت آئی اور کیا مصیبت پڑی کہ تم سب نے یہ حال بنایا ہی ہر شخص نالان و گریان اور ہر لب پہ آہ و افغان ہی جسے نظر اٹھا کر دیکھتا ہون وہ سیاہ پوش ہی اور صورت ماتمدارون کی بنائے ہوئے ہی دل پھٹا جاتا ہی اور کلیجا شق ہوا جاتا ہی اور خود بخود جی الٹا آتا ہی اور آپ سے آپ گریہ گلوگیر ہوتا ہی از براے خدا بیان کرو کہ اب مجھے تحمل اور تاب ضبط باقی نہین ہی یہ سننا تھا کہ کیوان نے ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ حضور جو حال پر اختلال ہی اور جو صدمہ دل پر ہی اسکا اظہار غیر ممکن ہی اس فلک کج رفتار اور چرخ دوار ستم شعار نے وہ مصیبت ڈالی ہی اور وہ دل پر درد و غم والم کا پہاڑ توڑا ہی کہ دشمن نا ہنجار پر بھی ایسی مصیبت نہ پڑے بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا کچھ کہو تو سہی مین بھی تو سنون کیوان نے عرض کیا کہ ای شہریار آج کئی روز کا زمانہ ہوا کہ دیو قلماس شاہزادہ بلند قدر کو اٹھا کر لیگیا اور مردود دریا مین ڈال آیا بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مین تاب ضبط و تحمل باقی نہ رہی اور ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ہاے ای فرزند دلبند ای پسر سعادتمند جگر پیوند ہاے یہ باپ جیتا رہا اور تو دنیا سے اٹھ گیا ای بیٹا دیدار بھی تیرا نصیب نہ ہوا ہاے ہماری قسمت مین یہ داغ بد لکھا تھا اور تمھین اس سن مین دنیا سے سدھارنا مقدر ہوا تھا ہاے ای بیٹا مین اب کدھر جاؤن اور کہان سے تمھین ڈھونڈھ لاؤن ہاے ای بیٹا باپ کی آنکھون مین عالم سیاہ ہو گیا اور ای نور چشم مجھے کچھ نظر نہین آتا ای بیٹا ایک نظر اپنا دیدار مجھے دکھاؤ کہ دل کو چین آئے ای بیٹا تمہارے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی ہاے ای بیٹا یہ شرط محبت نہ تھی کہ تم ہمین تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور ہمین کو صحرا کی خاک چھاننے کو چھوڑ گئے اور بیلون اپنے بیگانے سے منہ موڑ گئے لازم تو یہ تھا کہ تم ہمین مٹی دیتے اور ہماری قبر بنا کر روتے کہ روح ہماری شاد ہوتی نہ کہ یہ انقلاب ہو کہ آج ہم تمھین روتے پیٹتے ہین اور تمہارا ماتم کر رہے ہین کیون ای فلک کج رفتار اور ای چرخ دوار تو نے یہ تفرقہ کیسا ڈالدیا کہ وہ ہمارے لیے ترس ترس کر مر گیا اور ہم اسکے لیے تڑپ تڑپ کر مر گئے

نہ وہ ہمین دیکھ سکا نہ ہم اُسے دیکھ سکے یہ کہتے تھے اور روتے تھے یہانتک کہ روتے روتے غش آجاتا تھا پھر وہی گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری جو کوئی سمجھاتا ہی کہ حضور اسقدر نالہ وزاری نہ فرمایئے صبر کیجیے مشیت ایزدی یونہین تھی کہ آپ کے سامنے وہ کڑیل جوان یون مرجاے اور آپ یہ خبر وحشت اثر سُنین تقدیر سے کیا چارہ ہی جو اُسکی مرضی مصلحت راضی ہین بیا ہم اُسی مین کہ جسمین تیری رضا + حضور کیا روتے روتے جان دیجیے گا حضور یون بیقراری نہ کیجیے کہ مرنے کی روح پر تکلیف گذرتی ہی حضور کے رونے سے اور اسقدر گریہ وزاری سے روح اُسکی بیچین ہوگی تو اُسکو بدیع الزمان یہی جواب دیتے ہین کہ ارے صاحبو یہ کیا غضب ہی کہ جوان فرزند اور فرزند بھی سعادتمند یون دنیا سے اٹھ جاے اور مین نہ روؤن اسوقت وہ آگ دل مین مشتعل ہی کہ کسیطرح نہین بجھتی ہاے افسوس ایسی قسمت ہماری پھوٹ گئی کہ ہم آنے بھی نہ پاے اور وہ دنیا سے سدھارے ہمارا ابھی انتظار نہ کیا ہاے مین اپنے سعادت نشان فرزند نوجوان کو کہان سے لے آؤن قطعہ مرا نخل نو خیز سرو روان + کہان ہی کہان ہی کہان ہی کہان + اندھیرا ہی آنکھون کے نیچے مرے + کہ ہی میری آنکھون سے اب وہ نہان + ہاے افسوس کمائی میری یون لٹ گئی اور اس قزاق فلک نے یون دولت میری لوٹ لی غرض اسی طرح روتا پیٹتا خاک بسر گریان مضطر گریبان چاک سر پر خاک سر و پا برہنہ سیاہ پوش با صد جوش و خروش مع فوج و لشکر سامنے ہوت منتظر کے آیا اور جس مقام پر نور الدہر بیٹھا تھا وہان پہونچا دیکھا کہ وہ مقام ویران و سنسان پڑا ہوا ہی اُس بستر پر خون خاک سا پڑی ہوئی ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی کڑیل جوان کا لاشہ ابھی ابھی یہان سے گیا ہی اور اس طرح کی اداسی چھائی ہوئی ہی کہ گویا کوئی لوٹ لیگیا ہی خاک وہان کی اُٹھا کر بدیع الزمان نے اپنے منہ پر ملی اور پھر ماتم کرنے لگا اور ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا اور پکارتا تھا کہ ای فرزند ارجمند ای میرے اقبالمند ہاے کس سن مین تمنے دنیا سے منہ موڑا کہ کوئی اس سن و سال کے درخت کو بھی نہ توڑے ای بیٹا ہم تو تمھارے مشتاق دیدار ہوکر آے تھے کہ جاکر تمکو دیکھینگے کلیجے کو ٹھنڈا کرینگے مگر ہاے ای بیٹا تمنے ہمارے آنے کا بھی انتظار نہ کیا اور ہمارے آنے سے پہلے ہی گذر گئے ہاے فرزند کسی طرح دل کو قرار نہین آتا ارے کوئی تمھارا لاشہ لیگیا ای بیٹا تم ایک نظر صورت اپنی دکھا جاؤ تو دل کو قرار آجاے ورنہ ہم بھی یونہین تڑپتے تڑپتے مرجائینگے اور پھر ای بیٹا نہین آسکتے تو بتاؤ کہ ہم خود ہی چند روز مین آکر وہین تمسے ملجائینگے اور ای فرزند یہ تو بتاؤ کہ مان جو تمھاری تمھے پوچھیگی کہ کہو بدیع الزمان صاحب فرزند کو میرے دیکھ آئے اچھا تو ہی تو بیٹا مین کیا جواب دونگا کیا یہ کہدون کہ وہ ہمین تنہا چھوڑ کر دنیا سے گذر گئے اور تمسے اور ہمسے منہ موڑ گئے ای بیٹا مان تمھاری کلمہ کو زندہ رہیگی یقین ہی کہ سنتے ہی ہلاک ہو جائیگی ای فرزند ہاے وقت آخر [illegible] وصیت بھی کسی سے نہ کر گئے ای بیٹا اب مین کس منہ سے وطن جاؤنگا بس اب یہ ارادہ ہی کہ جوگی بنکر راہ صحرا اختیار کرون [illegible] ڈاڑھین مار مار کر روتا تھا اور سر اور منہ مین پر پچھاڑین کھاتا تھا کہ لباس سب پارہ پارہ ہو گیا ہتھیار سب عجیبل یا ہروستہ نے اپنے خیال سے لیے تھے کہ مبادا خودکشی نہ کرلے تمام رفقاے بدیع الزمان رو رہے تھے ایک حشر برپا تھا اور وہ نعرہ اور وہ فریاد تھی کہ زمین و آسمان کانپ رہے تھے قمر چہر نے جو یہ معرکہ حشر انگیز اور قیامت خیز ملاحظہ کیا قصر سے دیکھا عمرو سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی کون ہی [illegible] نے جواب دیا کہ ای قمر چہر یہ تو پوچھا ہی اس شہریار کا یہ وہ شخص ہی کہ جسکے پاس سو ملک کو جاکر [illegible] جوان [illegible] اور بڑی بڑی افواج کو فاش زک دی ای قمر چہر اسی کا نام شاہزادہ بدیع الزمان ہی [illegible] علیہ الرحمن اس شاہزادے کو بہت دوست رکھتے ہین اور وہ دوسرا عجیبل یا ہروستہ بھائی [illegible] امیر حمزہ صاحبقران کا [illegible] خواجہ سے یہ سُنتا تھا کہ رنگ چہرہ قمر چہر کا متغیر ہو گیا شعر صد اول بیدل دی اشتیاق اشتیاق + [illegible] الفراق الفراق + اور رو رو یون پکاری کہ شعر من جدا از یار و یار از من جدا افتادہ است + این [illegible] مشکل کہ من [illegible] افتادہ است [illegible] از محنت فراق خدا + احمد [illegible] کجاست کہ مشتاق او بجان شدہ ام + ہاے ای فلک [illegible] الغرض عجیبل یا ہروستہ نے بدیع الزمان کو سمجھانا شروع کیا کہ ای بدیع الزمان اسقدر بیقراری نہ کرو اور یون اپنی جان عزیز [illegible]

نہ دو اور یقین کر لو اس بات کا کہ وہ مرا نہیں ہی بلکہ زندہ ہی اگرچہ دیو قلیاس بے اساس نے اُسے دریا میں ڈالدیا ہی مگر وہ زندہ ہی اور انشاء اللہ تمسے ملیگا تم ابھی سے یہ بدشگونی کیوں کرتے ہو ایک چند دن تو انتظار کرو دیکھو تو پروردگار کیا کرتا ہی ای بدیع الزمان تمنے سُنا ہوگا ایک مرتبہ تفصلت کار اتفاقات روزگار حضرت امیر حمزہ صاحبقران سلمہ اللہ سبحان پردہ قاف میں غرق دریاے شور ہو گئے تھے مگر بفضل الٰہی بعد چند روز کے زندہ و سلامت اُس دریاے بلا انگیز و قہر خیز سے نکلے تھے بلکہ تکلف یہ ہوا تھا کہ سلحہ خانہ سلیمانی پر سے تیغۂ عقرب سلیمانی بھی ہاتھ آگیا تھا کسی قسم کی کوئی گزند ذرا بھی امیر کو نہیں پہونچی تم ہر طرح اطمینان رکھو اور اپنے دل کو سمجھاؤ جی کو ٹھہراؤ اور اُسکو خدا نخواستہ مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہی ہوگا ای بدیع الزمان نور الدہر بھی تو صاحبقران ہی انشاء اللہ اُسے بھی کوئی آسیب نہ پہونچیگا اور کوئی مضرت و گزند نہ ہوگی اور بہ حمل و قوت ایزدی نور الدہر بھی با سامان و شوکت نمایاں ہوگا اور تمسے آکر ملیگا اور جی تمھارا خوش کریگا گھبراؤ نہیں پریشان خاطر نہ ہو ہمارے کہنے پر عمل کرو اور جتنا کہتے ہیں اُسکو یقین اور سچ ہی سمجھو خدا نے چاہا تو تم اس قول کو ہمارے یاد کرنا دیکھنا کہ ایک سر مو فرق نہ ہوگا اور جو کہتے ہیں وہی ہوگا یہ سُنکر شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ہاں عمو جان جب ایسا فرزند ارجمند اقبالمند و سعادتمند آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ جاے تو پھر بھلا آپ ہی انصاف کیجیے کہ دل کو کیونکر صبر آئے ای عمو جان میں لاکھ لاکھ دل کو سمجھاتا ہوں مگر کسیطرح قرار نہیں آتا میں کیا کروں اور پھر یہ یقین کیونکر ہو کہ جو دریا میں غرق ہو گیا وہ زندہ نکلیگا عجیبل باہرو نے کہا کہ تمھارے سامنے حضرت امیر حمزہ صاحبقران کے بارے میں حکایت بھی بیان کر دی اور تمھاری سمجھ میں ہمارا کہنا نہیں آتا بدیع الزمان نے کہا کہ ہاں قبلہ و کعبہ دیدہ باید ہم تو اس غم میں اب تمام ہیں یہ سُنکر عجیبل باہرو نے جواب دیا کہ میاں بدیع الزمان گو یہ سچ ہی کہ مفارقت فرزند گوارا نہیں ہوتی مگر بیٹا سواے صبر کے چارہ ہی کیا ہی اور تم کیا کر سکتے ہو یہ سُنکر بدیع الزمان نے جواب دیا کہ شعر
نالہ را ہر چند می خواہم کہ پنہان برکشم + دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن +
ای چچا جان میں مجبور ہوں کیا کروں یہ سُنکر عجیبل باہرو نے جواب دیا کہ میاں یہ سب سچ ہی مگر ہمارا بھی کہنا مانو چند دن تو صبر کرو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی بعد اُسکے پھر اگر شاہزادہ والاقدر نہ ملیگا اور نہ پیدا ہوگا تو پھر آپ کو اختیار ہی جسقدر چاہیے گا نالہ و زاری کیجیے گا جو چاہیے گا سو کیجیے گا مگر بھلا بدیع الزمان عالیشان کو کب صبر آتا ہی باپ کی محبت تھی سمجھانا کب اثر کرتا تھا اپنے رفقا ہمت گیر والباس زیب بدن فرماکے فقیر بنکر بیٹھا اور اُدھر ملکہ کو ٹھکو کی فہائش سے خاموشی ہوئی اور صبر کیا دل کو جس طرح ہو سکا تھم کیا لیکن جب یہ خبر ایرج کو معلوم ہوئی کہ لشکر ظفر پیکر بدیع الزمان کا آیا ہی اور ہمراہ اُسکے عجیبل باہرو امیر حمزہ صاحبقران کا بھائی بھی ہی فوراً یہ سُنتے ہی سفیل سپر گردان سے کہا کہ ای سفیل سپر گردان تم جاؤ اور جاکر بدیع الزمان سے پیام دو کہ ای بدیع الزمان بہت جلد ہفت منظر سلیمانی کے سامنے سے خیمہ اپنا ہٹا لو کہ ناموس حامد بن حمید زنگی کا ہفت منظر میں ہی میں خوف کرتا ہوں کہ اگر تم اسکی خلاف ورزی کروگے تو شاید مجھسے گزند پہونچیگی مجھے ہرگز گوارا نہیں ہی کہ حامد بن حمید کا ناموس نامحرموں کے سامنے رہے سفیل سپر گردان جلد یہ حکم سُنکر روانہ ہوا اور پیغام ایرج کا بدیع الزمان کو سُنایا بدیع الزمان اپنے رنج و صدمے میں بیٹھا ہوا تھا آنسو بہ رہے تھے یہ پیغام غیظ التیام جو ایرج کا سُنا مزاج زیادہ برہم ہو گیا اور مارے غصے کے ہاتھ پاؤں تھرتھر کانپنے لگے پکار کر کہا او نابکار نا ہنجار مجھے ملکہ کی کوئی پروا نہیں ہی ارے میں تو اپنے رنج و صدمے میں مبتلا بیٹھا ہوا ہوں اس کمبخت آفتاب پرست نے خواہ مخواہ کی چھیڑ نکالی ہی اگر وہ ارادہ جنگ و جدال کا رکھتا ہی تو پھر مجھے کس بات کا ڈر خوف ہی اور کس امر کا کھٹکا ہی ارے میں خود آمادۂ مرگ اور مہیاے اجل بیٹھا ہوا ہوں مجھے خود ہی مد نظر ہی کہ جلد میرا کہیں خاتمہ ہو جاے اور سب جھنجھٹ جھگڑا ایک ہو جاے جا اور کہدے جاکر ایرج سے کہ اے بے مروت و بے حمیت تجھے کچھ بھی مروت و حمیت اور پاس و لحاظ ہی ارے بدبخت شاہزادہ عالیقدر نور الدہر کا تو یوں خاتمہ ہو جاے اور ہم اُسکے غم میں یوں ملول و دل افگار بیٹھیں اور تو ہمیں یوں ستاے اور دق کرے

اور یہان سے اُٹھانے کا ارادہ کرے ہم تو یہان سے کبھی بھی نہ جائینگے اور تیری ایک بھی نہ سُنینگے اور ایک نہ مانینگے ہم تیری حقیقت و
ہستی کیا سمجھتے ہین تو ہی کیا سقیل سپر گردان یہ سُنکر اُٹھا اور ایرج سے جاکر ساری حقیقت بیان کی اور جو کچھ بدیع الزمان
نے کہا تھا وہ ایرج سے بیان کیا پیغام بدیع الزمان کا سُنکر ایرج بھی بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اچھا مین خود جاکر آپ سمجھا آؤنگا
یہ کہکر چپکا ہو رہا اور دوسرے دن اُٹھکر بدیع الزمان کی خدمت مین آیا اور سامنے آکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا کسی نے
جواب نہ دیا مگر بدیع الزمان اور عجیل نے ایرج کی تعظیم دی اور حکم کیا کہ ایرج کو جواہر نگار کرسی دی جاے الغرض کرسی انکا
حاضر کی گئی ایرج رسم آداب بجا لا کر کرسی پر بیٹھا بعد مزاج پرسی ایرج نے نورالدہر کا تذکرہ چھیڑا اور بہت افسوس کیا رسم تعزیت
ادا کی بدیع الزمان اور عجیل ماہرو تو خوب روئے ایرج بھی کچھ جھوٹ موٹ رو دیا بعد اُسکے ایرج نے کہا کہ اسوقت میرے
آنے کی یہ وجہ تھی کہ ایک تو نورالدہر کی تعزیت منظور تھی دوسرے بڑی وجہ یہ تھی اور زیادہ تر آنیکی یہ جہت تھی کہ اگر عجلت
تمام آج ہی آپ دونون صاحب مع اپنے لشکر کے یہان سے چلے جائین اور اس مقام کو چھوڑ دین تو نہایت بہتر ہی ورنہ مجھے
خوف ہی کہ اگر آپ یہان سے نہ چلے جائینگے تو فساد رکھا ہوا ہی کیا ضرورت ہی کہ خواہ مخواہ جھگڑا ہو اور مبادا رنج بڑھے یہ سُنکر
بدیع الزمان نے کہا کہ ای ایرج مجھے تمھاری عقل و دانش سے بہت بعید معلوم ہوتا ہی کہ تم ایک ذی فہم اور سمجھدار آدمی
ہوکر ایسی حماقت اور نادانی کی باتین کرتے ہو اور زیادہ تر استبعاد تو یہ ہی کہ تم اپنا حکم جنگل پر بٹھاتے ہو یہ تو ایک صحرا ہی کسی کے
ملک مین نہین ہی یہان کسی کا اجارہ نہین ہی اور نہ کسی کا عملہ دخل اس بیابان مین ہو سکتا ہی کیا ضرورت ہی کہ تم اس قسم کی فساد انگیز
باتین کرتے ہو اور رسم حمیت و مروت کے بھی یہ امر مخالف ہی ای ایرج تمکو یہ بھی خیال نہین آتا اور اسکا بھی لحاظ و پاس نہین ہی
کہ ہمارا تو کڑیل جوان فرزند یون اُٹھ جاے اور ہم اُسکے غم و الم مین نوحہ گر و مضطرب بیٹھے ہون اور تم یون چھیڑ چھاڑ کی باتین کرو تسلی
اور دلاسے سے گئے اُلٹی یہ باتین کرتے ہو ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دفعتہً ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ اسد بن کرب آپہونچا
اس خبر کے سُنتے ہی عجیل ماہرو نے ایرج سے کہا کہ ای ایرج اب تم جلد یہان سے اُٹھ جاؤ تو بہتر ہی وہ دیوانہ اسد بن کرب
آپہونچا ہی اسد تمھارا پاس و لحاظ بالکل نہ کریگا خدا جانے تمسے اور اُس سے کیا گفتگو ہو تم کیا کہو اور وہ کیا گفتگو کرے اور کیا ٹھہری
ترچھی بات چیت کرے اور کیسی ٹھہرے اُسوقت تمکو ملال گذریگا اور رنج ہوگا کہ ہم یہان آئے اور ایسی ٹھہری ترچھی بات چیت کی اور
ہمارے آنیکا بھی کچھ پاس و لحاظ نہ کیا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ ای عجیل ماہرو تم اُس دیوانے سے مجھکو ڈراتے ہو اُس دیوانے
کی حقیقت کیا ہی اور وہ دیوانہ کیا چیز ہی آتا ہی تو آنے دو بنائیگا کیا اور کریگا کیا اُسکی ہستی ہی کیا ہی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اسد
بن کرب بارہ ہزار قزاقون سے فقیر بنا ہوا زیر ہفت منظر پہونچا قمر چہر تو ہر وقت سامنے کھڑی ہی رہتی تھی کہ شاید کچھ خبر شاہزادے
کی معلوم ہو کہ دیکھا اسد بن کرب سامنے سے چلا آتا ہی عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ کون ہی جو سامنے چلا آتا ہی خواجہ نے جواب دیا
کہ ای ملکہ قمر چہر یہ پھوپھی زاد بھائی ہی شاہزادہ نورالدہر کا اور کرب غازی کا بیٹا ہی اسد بن کرب غازی اسکا نام نامی اور اسم
گرامی ہی اسکے باپ کرب غازی کو مین نے اپنا فرزند کیا ہی اور یہ نورالدہر کا عاشق صادق ہی ملکہ قمر چہر یہ سُنکر بہت خوش ہوئی
اور دعائین دینے لگی لیکن اب سُنیے کہ اسد بن کرب غازی جو وہان پہونچا حال نورالدہر کا وہین سے پوچھنے لگا معلوم ہوا کہ نورالدہر
کو دیو قلپاس اُٹھا کر یہین ڈال آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل ماہرو بھی یہان کل سے آئے ہوئے ہین اور نوحہ و غم و گریہ و
ماتم کر رہے ہین اور ایرج آیا ہی اور کہتا ہی کہ تم دونون اپنا لشکر یہان سے لیکر اُٹھ جاؤ اور اگر یہان سے نہ چلے جاؤگے اور اس
جگہ کو خالی نہ کر دوگے تو فساد رکھا ہوا ہی لڑائی ہوگی یہ سُنکر اسد کی آنکھون مین خون اُتر آیا نورالدہر کا صدمہ و رنج تو بھولگیا
شعلے کے مانند برافروختہ ہوگیا کہنے لگا خیر دیکھو تو سہی اس پاجی نابکار ناہنجار نالائق روزگار بدکردار آفتاب پرست کو کیسی تنبیہ
کرتا ہون کہ عمر بھر یاد کرے اور ساری شیخی بھول جاے اور غصے سے کانپتا ہوا بارگاہ بدیع الزمان کی طرف چلا اب وہ

وقت ہی کہ ایرج بیٹھا ہوا بدیع الزمان سے کہہ رہا ہے کہ اے بدیع الزمان اب چاہیے جو کچھ ہو تمکو یہان سے اُٹھنا ضرور ہوگا اور اس
جگہ کو خالی کر دینا ہوگا کوئی عذر تمھارا نہ چلیگا اور کوئی بات تمھاری پذیرا نہ ہوگی بہتری اسی مین ہے کہ تم ہمارے کہنے کو قبول کرو فساد
نہ بڑھاؤ کیا اس سے حاصل ہے اور بدیع الزمان کہہ رہے ہین کہ اے ایرج ارے ہم دل شکستہ ہو رہے ہین اپنے نوحہ و ماتم مین مبتلا ہین
کوہ مصیبت دل پر گر پڑا ہے فوج غم کی ہمپر چڑھائی ہے کڑیل جوان فرزند آنکھون سے پوشیدہ ہو گیا ہے اے ایرج وہ مصیبت ہمپر پڑی ہے
کہ جو دشمن ہو اُسپر بھی نہ پڑے ایک گوشہ صحرا مین خاموش بیٹھے ہوئے ہین کیون ہمین اسقدر ستاتا ہے اور رنج و آزار پہونچاتا ہے ہمپر رحم
کر کہ غم زدہ و دل دردمند ہین اے ایرج کیون ہمین اسقدر دق کرتا ہے اور ہماری بد دعا لیتا ہے کیون اسقدر رسم اتحاد و محبت اور
طریقہ ارتباط و مودت کو توڑ ڈالا اے ایرج ارے آنکھون کی سیل بھی جاتی رہی ہے کیا غضب ہے اور کیا ستم ہے اتنا حد سے زیادہ انسان
نہ بھول جائے اور یون نہ ابھرے تمھین اسوقت مین یہ باتین ہمسے زیبا نہین کچھ تو پاس و خیال چاہیے اگر خدانخواستہ تمھارے گھر پر
آتے تو معلوم نہین تم کیا حال کرتے جب اس گوشہ صحرا مین جو تمھاری ملک نہین یہ حال ہے کہ خواہ مخواہ کا قبضہ اور حکومت جتاتے ہو ایرج
نے کہا کہ ہم ایک نہ مانونگا تمکو یہان سے اُٹھنا ہی ہوگا اور دو چار کوس یہان سے ہٹ جانا ہوگا یہان سے دو چار دس پانچ کوس
ہٹکر نورالدہر کا ماتم کرو یہ سنکر عجیل یا مہر نے کہا ایرج دیکھو تجھ کو زیادہ بے مروتی اور تند اتندی اچھی نہین ہوتی نہ ہمکو کچھ ملک سے
مطلب ہے اور نہ قصر ہفت منظر ہی سے کچھ سروکار ہے ہم بھی کسی سے کوئی بات کچھ کام نہین رکھتے ہین دیکھو بہتر یہ ہے اور خیر اسی مین ہے کہ ہمکو
ہمارے حال پر چھوڑ دو ایسا نہ ہو کہ پھر ہم بھی اپنی جان پر کھیل جائین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پھر دوبارہ خبر آئی کہ اسد بن کرب یمانی
آ پہونچا یہ خبر سنکر عجیل نے ایرج سے کہا کہ اے ایرج دیکھو اسد آ پہونچا اور وہ نہایت شہدا ہے اور [illegible] کسی ہے اسکی آنکھون مین ذرا
سیل نہین ہے نہ وقت پر کسی کا لحاظ و پاس کرتا ہے اے ایرج تمھین واسطہ اپنے دین کا اور قسم اپنے مذہب کی اب تم یہان سے اٹھ جاؤ
اور چلے ہی جاؤ تو بہتر ہے دیکھو ہمارا کہنا مانو ورنہ پچھتاؤگے اور پشیمان ہوگے تمسے اس سے ہرگز نہ بنیگی معلوم نہین وہ تمسے کیا
بھڑی سیدھی گفتگو کرے پھر اسوقت تمھین رنج ہوگا اور آزردہ ہوگے اے ایرج وہ تو صاحبقران کا لحاظ نہین کرتا تو بھلا تمھاری کیا ہے
اور حقیقت وہ کیا سمجھیگا وہ ایک بلا ہے بے درمان اور شعلہ جوالہ ہے بھلا اُسے کیا سمجھ کہ تمھاری یہ بات بے جا ہے یہ گفتگو سنکر [illegible]
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اگر اُسکی یہ حالت ہے تو پھر مین اُسے کیا خیال [illegible] اور اُسکی کیا حقیقت سمجھونگا [illegible]
کہہ چکا کہ وہ ہے کیا چیز آتا ہے تو آئے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اے اثنا مین اسد جانثار بارگاہ بدیع الزمان کا اندر آیا اور
نہایت ادب سے سلام کیا اور رسم قدمبوسی بجا لایا بدیع الزمان اور عجیل یا مہر نے دعا دی اور بدیع الزمان نے اپنے
پہلو مین بلا کر جگہ دی نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آیا بدیع الزمان نے اسد سے ذکر کیا کہ اے اسد حال نورالدہر کا [illegible]
ہے اسد نورالدہر نے ساتھ ہمارا چھوڑ دیا اور ہم [illegible] یہ سنکر اسد بھی رونے لگا بدیع الزمان کی [illegible] کہ ایرج
نے پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ اے بدیع الزمان مین جب سے آیا ہون کئی مرتبہ آپسے کہہ چکا اور آپ نے کوئی [illegible]
[illegible] ادھر اُدھر کے عذر معذرت اور حیلہ و حوالے ہی [illegible] ٹالدیا [illegible] آپ سے کہہ رہا ہون کہ آپ یہان سے اُٹھکر چلے جائیے
اور دو چار کوس ہٹکر اپنا خیمہ آپ [illegible] ورنہ [illegible] آپکو آزار پہونچیگا اور فساد ہونا اچھا نہین ہے [illegible]
ابھی یہ کلام ایرج کا جو اسد نے سنا [illegible] آپ [illegible] اور ایرج
کی طرف نہایت غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھکر کہا کہ او کم اصل فروش بچہ بازاری تیری کیا مجال اور یہ حقیقت [illegible]
ہمارے سامنے اس قسم کے کلام کرے [illegible] تو پہلے اپنی ہستی پر تو لحاظ کر اور اپنی حقیقت [illegible]
کو تو دیکھ کہ تو کیا ہے اور کون ہے ارے او بدتمیز تجھکو ایسی باتین کرتے ہوئے شرم نہین آتی اور لحاظ و مروت کو تو نے [illegible]
بیحیائی اور نالائقی [illegible] آنکھون پر ڈال لیے ہین اسقدر [illegible] سے [illegible] اور اس درجہ [illegible]

المدد ہی اللہ توبہ بس زبان اپنی سنبھال اور اپنے حال پر رحم کر کیون قضا تیرے سر پر کھیل رہی ہے ارے نالائق دین و دنیا کا کچھ خیال تو کر جسپر
کہ شاہزادہ نور الدہر عاشق ہوا اسکی نسبت تو یہ کلمات کہے کہ میرے ملازم کا معشوق بیان ہے ارے لعنت ہے تیری حیا پر اور لعنت ہے
تیری حمیت پر ارے او بے مروت شاہزادے نے کیا کیا مراعات تیرے ساتھ کی اور تیرے ساتھ کس درجہ مروت کو صرف کیا
اور کیسے کیسے احسانات کیے اللہ غنی تو نے اُن سب احسانات اور مراعات کو بھلا دیا اور طرہ یہ ہے کہ او مردود تو شاہزادے کی
معشوقہ کو اپنے ملازم کے ساتھ نسبت دیتا ہے ارے یہ سب بے ادبی اور یہ گستاخیان او بدبخت یون ہیچ و پوچ نہین ہو جاتے اور اس طرح
آنکھون پر ہاتھ نہین رکھ لیتا ارے بدبخت محسن کش تجھسے ایسی بے ادبی اور بے مروتی کی ہرگز امید نہ تھی یا یہین اے کمبخت یہ طوطا چشمی
گویا کبھی کے آشنا ہی نہ تھے اور کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی ہم سمجھے ایسا احسان فراموش نہ سمجھے تھے اور ایسی امید نہ تھی جیسی کہ
تو نے کی ارے یہ تو بتا کہ وہ ملازم تیرا کون ہوتا ہے اور کون ایسا باکمال ہے وہ تو ستم ہے جو ملکہ قمر چہر کی آرزو اپنے دل مین کرتا ہو اسے
تیری بھی اتنی مجال ہے اور تیری کیا ہی قدرت ہے نہ کہ تیرا ایسی ایک ملازم ہیچ میرزی عقل و دانش نیاید گریست + ارے واہ رے بیوقوف
واہ رے نمک حلال ارے تو تو کیا اسے دیکھا تو سہی کہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کردون ایرج یہ کلام غیظ التیام سنکر نہایت
آزردہ ہوا اور غصے سے کہنے لگا کہ او دیوانے مجہول العقل کیا بکتا ہے یہ سنکر اسد نے کہا کہ بس آگے نہ بڑھنا خاموش ورنہ کہی سے
زبان کھینچ لی جائیگی ارے بہادر دن کے نام و نشان پر نگاہ بد کرتا ہے تجھکو یہ بھی معلوم ہے کہ کیوان فال سوار رفعت نے ملکہ قمر چہر کو
نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا ہے اور تو ایک رو سیاہ کے واسطے گر کرتا ہے بس معلوم ہوا کہ تیری شامت ہی آگئی ہے جا یہاں کہا
اور جب تیری قضا ہی آگئی ہے تو لے جاتا کہاں ہے ارے مین ابھی تو تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہون اور تلوار کھینچ کر ایرج پر دوڑا کہ کہا
او مردود کہاں جاتا ہے قضا تیری آپہونچی جبتک بدیع الزمان اور عجیل پاہر وا ٹھتے ہین اٹھین جبتک اسد نے ایک تلوار
ایرج کے چاہی دی ایرج نے جو ایک چھنکی دی تو تلوار اسد کی سپر پچھی اور ایرج نے ہاتھ اسد کا پکڑ لیا اسد نے اپنے
رفیقون کو آواز دی کہ ارے کمبختو کیا تم سب مر گئے ہو جانتے نہین ہو کہ یہ پاجی حرام کے نطفے کا کھا کر موٹا ہوا ہے ارے جلد
اٹھکر دوڑو اور مارو اس ہزار بچے کو بس یہ کلمہ سنکر ذو اررفیق اسد کے دوڑے اور قصد کیا کہ مارین بدیع الزمان و عجیل پاہر و
مانع ہوئے کہ خبردار بس تلوار ایرج پر نہ مارنا دیکھو خبردار ایرج پر آنچ نہ آنے پائے کہ نشانیان صاحبقرانی کی اسکے چہرے سے
ظاہر ہین مگر بھلا وہ کب سنتے ہین اور کب چپ ہوتے ہین سب کے سب ہو کے چاق پکڑ پکڑ کے حملہ آور ہوئے ایرج تو تن تنہا جو ایسا
شخص کہ اسد تو ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایرج اُن سب کے حلقے مین گھر گیا حیران و پریشان ہے کہ کیا کرے اور کیونکر ان لوگون سے
جان بچا سکے ایک کی دوا دو سہی نہ کہ اکیلے پر اتنے آدمی ٹوٹ پڑے وہ کیا بنا سکتا ہے مگر ایرج بھی جو کھالڑ رہا ہے اور یہ سب بھی خوب
زد و کوب کر رہے ہین اور خوب ہی جی توڑ توڑ کے مار رہے ہین اور اسد برابر کہہ رہا ہے کہ مارو اس پاجی مردود کو خبردار کوئی مروت
و پاس و لحاظ نہ کرے جہانتک ہو سکے خوب ہی کھول کھول کر مارو اب ایرج نہایت ہی مضطر ہے کہ اکیلا آدمی کس کس کی ضرب کو
روکے اور کسکا کسکا جواب دے کہ دفعۃً لندھا دابن لندھور نے ایرج کی پس پشت آکر بزور جو ایک چماق ایرج کے سر پر
لگائی تو بڑے ہی زور سے چوٹ لگی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اور چکر کھا کے بیہوش ہو کر زمین پر گرا اُسکا زمین پر گرنا کہ اسد نے
پکار کر کہا کہ جلد مشکین اس مردک کی باندھ لو چنانچہ حکم اسد فوراً مشکین ایرج کی باندھ لی گئین جب ایرج کو ہوش آیا تو دیکھا کہ
مشکین بندھی ہوئی گرفتار پڑا ہوا ہے آنکھ کھول کر جو دیکھا تو اسد بن کرب غازی کھڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کیون پاجی دیکھا تو نے
اس دہن دراز کی کیا سزا ملی اور ابھی کیا سزا دی ہے دیکھ تو کس طرح بہ عقاب شدید تجھکو مارتا ہون اور یہ کہکر آواز دی کہ ارے
جلد بلاؤ جلادون کو جلاد ہمارے لشکر کے کہاں ہین مارو گردن اس پاجی کی عجیل پاہر و اسد کے سامنے آکر کہا اے اسد بن کرب غازی
بس اب غصے کو تھامو زیادہ غصہ نہین کرتے غصہ حرام ہوتا ہے بس اے اسد بن کرب یہ اپنی سزا کو اچھی طرح پہونچ گیا اگر کچھ بھی

ایرج مین بوئے شرافت ہوگی تو کبھی ایسی دریدہ دہنی نہ کریگا اب اسے قتل نہ کرو ایرج کے قتل سے کیا فائدہ لیگا اگر کوئی شخص اپنے
برابر کا ہو تو خیر اگر تمنے اسے قتل کیا تو خلائق کیا کہیگی ای اسد از برائے خدا اب جانے دو اور تمکو خود بھی خیال کرنا چاہیے کہ ایک تو
ایرج اولاد صاحبقران سے ہی اور دوسرے یہ کہ اگر تمنے اسے قتل کر ڈالا تو یہی مشہور ہوگا اور خلایق بھی کہیگی کہ ایرج تو تن تنہا
بارگاہ بدیع الزمان مین گیا تھا اُسے بلوا کر کے سب نے پکڑ لیا اور مار ڈالا بالکل خلاف مروت اور محض مخالف مردی و مردانگی کیا
گیا یہ بات اچھی نہین ہی میان سنبھلو یہ سُنکر اسد بن کرب نے کہا کہ آپ نے دیکھا اس پاجی کی حرکات کو اور اسکی دریدہ دہنی کو اسنے
اپنی اصالت اور حقیقت کو خیال نہ کرکے ایسی گستاخیان کرنا شروع کین دیکھیے اگر اسوقت یہ چھوڑ دیا گیا تو یہ پھر اپنی اصالت کی لیگا
اور پھر فساد برپا کریگا اسکا چھوڑنا مصلحت نہین ہی نانا جان اگر چھوٹکر یہ مردود کہین مار ڈالے تو اچھا ہی ہم اسے قتل ہی نہ کر ڈالین
اور کہا کہ او بدذات دیکھ تو سہی تجھے کس طرح قتل کرتا ہون ارے مردک مین تیرا سر کاٹ کے فرخ تاجمگی جورو کے لیے بھیجونگا تاکہ
لوگون کو عبرت ہو کہ محسن کش اور دریدہ دہن کی ایسی ہی سزا ہوتی ہی یہ سُنکر ایرج نے پکار کر کہا کہ ارے دیوانے چھوٹ جاؤن تو
بتاؤن دیکھ تو کیا سزا دیتا ہون یہ سُنکر اسد غضبناک ہوا اور دانت کٹکٹا کر صراحی شراب کی اُٹھا کر ایرج پر دے ماری کہ وہ صراحی
ایرج کی چھاتی پر پڑی اور ٹوٹ گئی اور ساری شراب ایرج پر گر پڑی بس غصہ جو آتا ہی تو ایرج نے زور کر کے سب قید توڑ ڈالی
اور اُٹھکر اسد کی طرف دوڑا اور کہنے لگا کہ لو اسد دیکھو تو اب تمھارا مین کیا حال کرتا ہون اسد نے عجیل ماہر سے کہا کہ دیکھا
نانا جان آپ نے آپ کے روکنے سے مین خاموش ہوا اب اچھا ہوا کہ یہ چھوٹ گیا اور دیکھیے اب اسنے پھر وہی دریدہ دہنی شروع
کی ہی اور اپنی اصالت پر گیا کس شفقت و محنت سے تو مین نے اس مردک کو گرفتار کیا تھا اب کاہے کو ہاتھ آئیگا جو کچھ کیا آپنے کیا
اگر آپ مجھے نہ روکتے اور مانع نہ ہوتے تو مین کب کا قتل کر چکا تھا بھلا مین چھوڑتا بھی مگر خیر اب کیا ہو سکتا ہی کہ وقت رفتہ و تیر جستہ
بدست نمی آید اور اپنے رفیقون سے کہا کہ ارے کھڑے دیکھ ہی رہے ہو مارتے نہین اس پاجی کو جلد گرفتار کر لو انتظار کس بات
کا ہی منھ کیا دیکھتے ہو یہ حکم محکم سُنکر تمام رفقاے اسد دوڑے اور سب نے آکر ہجوم کر لیا لندھاد ابن لندھور پھر دوڑ پڑا اور کھینچ کر
چماق چاہتا تھا کہ ایرج کو مارے کہ لپک کر ایرج نے چماق اُسکی چھین کر اُسی پر ماری کہ سر لندھاد ابن لندھور کا دو ٹکڑے ہو گیا
اور لندھاد بیہوش ہو کر زمین پر گرا اور ایک روایت ہی کہ مر گیا اب اُسکے گرتے ہی چارطرف سے ایرج پر مار پڑنے لگی مگر ایرج
لڑتا بھڑتا مارتا مارکاٹتا ہوا بارگاہ سے باہر نکل آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا راستے مین دیلم شباط زنگی
سے ملاقات ہوئی ایرج نے بعد صاحب سلامت کے استفسار کیا کہ ای دیلم شباط زنگی کہان جاتا ہی دیلم نے کہا جاتا کہان ہون آپکے
گرفتار ہو جانے کی خبر سُنی تھی کہ آپ بارگاہ بدیع الزمان مین گرفتار ہو گئے ہین آپکے چھڑانے کے لیے چلا تھا ایرج نے جواب دیا کہ ہان
دیلم اس اسد بن کرب دیوانے نے سخت عاجز و پریشان کیا بند بند میرا چھوڑ ڈالا سر میرا شگافتہ ہو گیا مگر مین نے بھی لندھاد ابن
لندھور کا کام تمام ہی تو کر دیا خیر کل میدان مین سمجھ لونگا اور اس دیوانے مبہوت کا خوب طرح مزہ لے لونگا کہ یہ بھی کبھی کو یاد کرے
کہ ہان کسی سے مقابلہ ہوا تھا دیکھو تو دیلم مین اسکی کیسی گت بناتا ہون یہ جانتا ہی کہان ہی اپنے دیوانے پن پر بہت پھولا ہی اور
اپنی جرات و شجاعت پہ بہت دھمکاتا ہی اور نہایت متجبر اور متکبر ہی دماغ اُسکا چل گیا ہی کسی کی کوئی حقیقت ہی نہین سمجھتا جو ہو وہ
اُسکے آگے بالکل بے حقیقت اور بد اصالت اور کم ظرف ہی عجب ہوا ہے کبر اُسکے دماغ مین بھر گئی ہی کہ کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا
دیلم سے یہ باتین کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف راہی ہوا لیکن یہان کا حال سُنیے کہ اسد نے جو لندھاد کو دیکھا کہ کام اُسکا تمام ہی
یہ حال دیکھکر عجیل ماہر سے کہا کہ ملاحظہ فرمایئے نانا جان لندھاد کا کام تمام ہوا اب تو قبلہ و کعبہ آپکی خوشی ہوئی اور آپ مسرور
ہوئے کہ وہ پاجی مارپیٹ کر چلا گیا اور آپ یہ کیا بات بار بار فرمایا کرتے ہین کہ ایرج اولاد صاحبقران سے ہی یہ بدبخت مردک
اولاد صاحبقران سے کب ہی اگر صاحبقران کی اولاد ہوتا تو یہی حرکتین کرتا کیا صاحبقران کی اولاد دی اور ذریات کی ایسی ہی

حرکات ہوتے ہین مین تو ہرگز نہ مانونگا اورکبھی مجھے یقین نہین آتا کہ یہ نالائق صاحبقران کی اولاد سے ہی باپ تو اُسکا فرخ تاجر موجود ہی آپ صاحبقران کی اولاد بتاتے ہین سبحان اللہ بعد اُسکے لندھاوا کی لاش کو بڑی تیاری سے اُٹھایا تمام رفقاے اسد اور بدیع الزمان اور عجیل ماہرو ساتھون ساتھ تھے اور خود بدیع الزمان اور عجیل نے بھی اسد کی خاطر سے مشایعت جنازہ کی اور بڑا افسوس کیا اور بعد غسل و کفن پہاڑ کے پیچھے دفن کیا اور اسد بہت رویا خوب ماتم کیا قبر پر فاتحہ پڑھا اور رو رو کر کہا کہ خبر ای لندھاوا تم تو قبر مین سو رہے لیکن اگر میری زندگی نے وفا کی تو دیکھو تو کیسا تمھارے خون کا عوض لیتا ہون تمنے تو اپنی جان نثار کردی حق تعالیٰ جزاے خیر دے اور اپنے جوار رحمت مین جگہ دے بعد دفن قبر لندھاوا پر نمگیرہ استادہ کرایا صحیفہ خوان قبر پر معین کیے اور روتا ہوا لشکر بدیع الزمان مین پھر اور وہان ایرج اپنے لشکر مین داخل ہوا اور اپنے دنگل شوکت پر جلوہ افروز ہوا کہ حامد بن حمید نے پوچھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان زمان ای ایرج نامدار یہ کیا حال گذرا مین نے سُنا ہی کہ آپ پر اسد نے بلوا کیا تھا اور گرفتار کیا تھا کچھ کیسے تو سہی مین تو سنون ایرج نے کہا ای حامد بن حمید کیا تجھسے کہون جو کچھ کیا وہ اس دیوانے نے کیا مار مار کر مجھکو دیوانہ بنا دیا چالیس آدمیون نے ایک دم مجھپر بلوا کرلیا اور سب کے سب ٹوٹ پڑے لندھاوا نے چماق کا وار کیا کہ مین زمین پر بیہوش ہوکر گر پڑا اسد نے میری مشکین بندھوالین جب مجھے ہوش آیا تو مین نے اپنے تئین گرفتار پایا اسد نے سامان قتل کیا عجیل نے منع کیا مگر وہ کب سُنتا ہی جلادون کو طلب کیا مجھکو بھی غصہ آگیا اور جو میرے مُنہ مین آیا مین نے بھی کہا اُسنے غصے مین آکر شراب کی صراحی میرے سینے پر دے ماری کہ ساری شراب مجھپر گری بس مین نے بھی جو غصے مین آکر زور کیا تو قید سب ٹوٹ گئی اور اُٹھ کھڑا ہوا جسقدر بس چل سکا مین نے بھی خوب مارا یہانتک کہ لندھاوا اور لندھور کا تو خاتمہ ہی کردیا اور اسپر بھی زندگی تھی کہ بچ گیا جس طرح ہوا بارگاہ بدیع الزمان سے نکل آیا لیکن اب مین ان خدا پرستون کو زندہ نہ چھوڑونگا اور خوب شراب پی نشے مین بدمست ہوکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ کل مین ہون اور یہ خدا پرست دیکھو تو کیا حال کرتا ہون ان خدا پرستون کا بموجب حکم ایرج اسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے آکر بعجلت تمام بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگی بجوا دیا ہی اور کل اُسکا ارادہ مقابلے کا ہی فوج تیار کر رہا ہی لشکر درست ہو رہا ہی یہ سُنکر عجیل ماہرو نے کہا کہ ہم ہرچند چاہتے ہین کہ ابھی لڑائی نہ ہو اور فساد نہ بڑھے مگر یہ کمبخت ایرج آمادۂ فساد ہی کسیطرح نہین مانتا بدیع الزمان نے کہا کہ پھر کچھ اندیشہ نہین ہی خوف کیا ہی اگر وہ آمادۂ جنگ ہی اور فساد ہی پر آمادہ ہی تو خیر باشد ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے بموجب حکم بدیع الزمان نقارہ رزمی بجایا گیا اور ادھر بھی فوج درست ہونے لگی چار پہر رات تیاری رہی دونون جانب فوجون کی درستی ہوتی رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آئے

نظم

دو ابر از دو سو در خروش آمدند + دو دریاے لشکر بجوش آمدند + رسیدند این ہر دو لشکر بجاہ + ہمہ رزم جو و ہمہ کینہ خواہ + ہمہ مست لیک از شراب غرور + یہ پیکار نزدیک واز صلح دور + بر آمد شدے لشکر بیقیاس + زمین گرد از ان فلک در ہراس + حصین زمین چون فلک اوج بود + سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود + صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین

نقیب لقابت کرکے چلے گئے جب اچھی طرح لشکر آراستہ ہوچکے ایرج مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا کہ جسکو دعوی دلیری اور مردی و مردانگی ہو وہ میدان مین آئے اور اپنی شجاعت و جرأت دکھائے یہ سُنکر خود بدیع الزمان مرکب اُڑا کر مقابل ایرج ہوا ایرج نے جو دیکھا تو غیظ و غضب مین خود بدیع الزمان نکل آیا ہی کہنے لگا کہ ای بدیع الزمان تم تو غم مین نورالدہر کے گریان و نالان و حیران و پریشان ہو جاؤ میدان کارزار سے چلے جاؤ اور اپنی جان کی خیریت مناؤ مین نے تمھین عفو کیا بہتر یہی ہی کہ میدان سے ہٹ جاؤ یہ سُنکر بدیع الزمان نے کہا کہ او مغرور و متکبر بس خاموش زیادہ زبان درازی اور دریدہ دہنی اچھی نہین ہوتی اپنی زبان کو تھام جہانتک ہوسکے تو قصور و کوتاہی نہ کر اور جو تجھسے ہوسکیگا اُسمین ہم کمی نہ کرینگے شعر زبان برکش و تیغ برکش غلاف + کہ جاے سخن نیست دشت مصاف + یہ سُنکر ایرج نے نیزہ ہاتھ مین تولا اور پکار کر کہا کہ ای بدیع الزمان ہوشیار و خبردار اور یہ کہکر ایک وار نیزے کا بدیع الزمان

پر کیا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر روکا اور نیزہ بازی ہونے لگی سنانین برچھون کی ناکارہ ہو گئین چھڑ پر چھڑ لگی پڑنے مانند
خلال فراشان کے برچھے اُڑ گئے بدیع الزمان اور ایرج نے برچھے ہاتھون سے پھینک دیے جب نیزے بیکار ہو گئے تو ایرج نے
عمود بدیع الزمان کے مارا بدیع الزمان نے وار اُسکا کو رد کر کے عمود ایرج پر مارا ایرج نے بھی اُسے رد کیا جب گرز بازی بھی ہو چکی
تو تلوارین میان سے نکلین ایرج نے بدیع الزمان کے تلوار لگائی بدیع الزمان نے اُسکی تلوار رد کر کے ایرج پر تلوار ماری ایرج
نے بھی تلوار بدیع الزمان کی رد کی بدیع الزمان نے پھر وار کیا پھر ایرج نے رد کیا یہانتک کہ تا شام خوب تلوار چلی ایک مقام پر
بدیع الزمان نے چاہا کہ بند دست ایرج کا پکڑ کر تلوار چھین لے گھوڑے کو گرمایا وہان موش خانہ تھا پانون گھوڑے کا اُسمین جاتا رہا اور
تلوار ایرج کی پڑی تا دو ابرو اُتر گئی شاہزادہ بدیع الزمان نے دستانہ مارا تلوار چھنا کر نکل گئی اُسی حالت مین ایک تلوار بر سر ایرج
ماری ایرج نے خالی دی تلوار گھوڑے کے سر پر پڑی گھوڑا ایرج کا مارا گیا ایرج زمین پر گرا سنبھل کر اُٹھا ادھر چھیل پا ہرو وغیرہ دوڑ پڑے
شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکر داخل لشکر ہوئے ایرج بھی پھر گیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی جگہ پر واپس گئے لیکن اسد
لندھاوا کی قبر پر بیٹھا رو رہا تھا کہ یہ خبر وحشت اثر معلوم ہوئی کہ بدیع الزمان ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا بس یہ سُنکر نہایت درجہ
اسد ملول و آزردہ خاطر ہوا اور نہایت رنجیدہ ہوا اور اپنے دل سے یہ سوچا کہ اگر مین قبر پر لندھاوا کی بیٹھا رہا کرونگا اور قیامت
تک نہ ہٹونگا تب بھی لندھاوا زندہ نہ ہوگا پھر اس گریہ و بکا اور نوحہ و ماتم سے کیا حاصل ہے جو مرضی الٰہی تھی سو جاری ہوئی قضا سے کیا
چارا ہے بس اب یہان سے اُٹھو اور اس آفتاب پرست کو چلکر مارو یہ سوچ کر انا للہ وانا الیہ راجعون رضا بالقضائہ وتسلیما لامرہ کہتا
ہوا اُٹھا ابراہیم نے عرض کیا کہ کیون اسوقت کہان کا عزم ہے اسد نے کہا کہ قتل ایرج کا ارادہ اب تو مستحکم کر لیا ہے کہ اس پارس فروش
کو بے مارے نہ چھوڑونگا ابراہیم نے عرض کیا کہ بھلا کیونکر اُسے مارئیگا آپ نے اُسکے قتل کی کیا فکر کی ہے کچھ ارشاد تو کیجیے اسد نے
جواب دیا کہ بس یہان سے چلکر در بارگاہ پر پوشیدہ کھڑا ہو رہونگا جس وقت ایرج بارگاہ سے باہر آئیگا اُسی وقت مار لونگا یہ
سُنکر سب رفقا نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہے چلیے تدبیر بہت معقول ہے بس یہ تدبیر ٹھہرا کر اسد مع رفقا طرف بارگاہ ایرج کے روانہ
ہوا مگر قضاے کار اتفاقات روزگار شاپور شیر دل صورت بدلے ہوئے کھڑا تھا یہ صلاح سُنتے ہی وہان سے بھاگا اور طرف بارگاہ
ایرج کے روانہ ہوا جاکر ایرج سے بیان کیا کہ ہوشیار ہو جیے اسد آپ کی فکر قتل مین آتا ہے اور اپنی جگہ سے چل چکا ہے اور اپنے
رفقا سمیت آتا ہے یہ خبر سُنکر ایرج نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم سب ہوشیار ہو جاؤ جس وقت وہ دیوانہ آوے اُسی وقت
اُسے گرفتار کر لو اور مجھے خبر کرو مین بھی مستعد بیٹھا ہون غرض اسد اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے بارگاہ ایرج پر آیا کہ ویسے ہی
شاپور نے پکار کر کہا کہ وہ اسد آپہونچا ہشیار و خبردار باشید بس یہ سُنتے ہی ایک غل ہو گیا کہ لینا اس دیوانے کو جانے گرفتار کر لو
دیکھو خبردار جانے نہ پاوے لوگ اسد پر حربے لیکر دوڑ پڑے بس اسد نے جو یہ رنگ دیکھا تلوار میان سے لیکر اُن سب
پر گرا یہ غل و شور سُنکر ایرج بھی اپنی بارگاہ سے باہر نکل آیا تلوار چلنے لگی اسد ادھر سے مارتا ہوا اور ایرج اُدھر سے للکارتا ہوا
بڑھا جب دونون باہم دیگر مقابل ہوئے تو اسد نے پکار کر کہا کہ او پاجی کرپاس فروش بچہ بازاری کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
قضا تیری نیزے سر پر آپہونچی او یہ کہکر اسد نے تلوار کھینچی چاہا کہ مارے ایرج نے بڑھکر ایک تھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی ایرج
نے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور پنجہ اسد کا مروڑ کر تلوار اسد کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اسد کو اُٹھا لیا اور کہنے لگا
کہ کیون اسد ہے شرط کہ تجھے اس زور سے پٹکون کہ سر تیرا پاش پاش ہو جاے اسد نے آواز دی کہ یاران من بدوید یہ آواز
سُنکر کل رفقاے اسد تلوارین پکڑ پکڑ کے دوڑے مگر یہان ایرج بعجلت تمام اسد کو اُسی طرح ہاتھون پر اُٹھاے اپنی بارگاہ
مین لے آیا اور زمین پر پٹک دیا مشکین اسد کی بندھوا دین اور حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ جب آہنگر حاضر ہوئے تو
اُسنے کہا کہ اس دیوانے کو قید آہن مین گرفتار کر لو اسکے ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پانون مین بیڑیان اور گلے مین طوق گران

ڈالدو جب آہنگر دن بحسب الحکم ایرج اسد کو قید آہن مین گرفتار کر لیا تو اُسوقت ایرج نے اسد سے کہا کہ او دیوانے تو نے پہلون
سب مجھے کیا کیا کہا تھا اور کیا کیا باتین سنائین تھین اور اس دن کی خبر نہ تھی ارے دیکھ تو سہی جو تجھے اس طرح نہ مارون کہ جن و بشر تیرے
حال پر افسوس کرین اور ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و بکا کرین اور تجھے رحم نہ آسے یہ کلام سنکر اسد نے کہا کہ او
کرباس فروش بچہ بازاری تو تو حرام کے لقمے کھا کھا کر مسٹنڈا ہوا ہی مجھے مرنے سے ڈراتا ہی اور سب مجھے مرنے سے کوئی اندیشہ نہین ہی
تو شوق سے مجھے قتل کر اگر میرا خدا میرا حافظ ہی اور اُسکی طرف سے قضا نہین آئی ہی تو تو کیا مردک ہی اور تیری تو کیا حقیقت دہنی ہی
جو تو قتل کریگا اگر رستم بھی آجاے تو میرا بال بھی نہین بیکا کر سکتا یہ کلام سنکر ایرج کو غصہ آگیا اور اسد سے کہنے لگا کہ او بیہودہ بک
اور اس حالت قید مین بھی تیری یہ دریدہ دہنی ہی ارے کوئی ہی بلاؤ تو جلادون کو کہ اسکی گردن مارین جو نہی حکم اُسی وقت
جلاد آکر موجود ہوئے اور ایک چبوترہ ریت کا بنوا کر نطع اُسپر ڈالدیا اور اسد کو اُس نطع پر بٹھایا اور منتظر حکم کے تھے کہ ایرج حکم دے
تو گردن ماری جاے اب دیکھیے قدرت خدا کو جسے وہ رکھے اور وہ حفاظت کرے اُسے کون چکھے اتفاقات روزگار قضاے کار
عجیل یاہرو کو خبر ہوگئی کہ اسد کو ایرج نے گرفتار کر لیا ہی سمجھا کہ اب ایرج نہ چھوڑیگا ضرور اسد کو قتل کریگا اور ہرگز کوئی خیال
نہ کریگا چلون چلکر چھڑا لاؤن یہ سوچ کر مرکب پر سوار ہوا اور بارگاہ ایرج کی طرف روانہ ہوا اُسوقت ایرج کے پاس پہونچا کہ
اسد زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا اور جلاد منتظر حکم اخیر تھے جیسے ہی ایرج نے عجیل کو دیکھا فوراً تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور بعزت و
احترام تمام لاکر بٹھایا اور بہ تواضع تمام پیش آیا مزاج پرسی ہوئی بعد مزاج پرسی کے ایرج نے پوچھا کہ اسوقت آپ نے کہان
تکلیف کی اور میرے غریب خانے پر تشریف آوری کی کیا وجہ ہوئی عجیل نے کہا کہ مین اسوقت تمھارے ہی پاس آیا ہون اور وجہ
یہ ہی کہ مین نے سنا ہی کہ اسد کو تم نے گرفتار کر لیا ہی اور اُسکے قتل کا ارادہ ہی مین چاہتا ہون کہ تم میری خاطر سے اسد کو چھوڑ دو
کیونکہ جس وقت تمکو اسد نے گرفتار کر لیا تھا اور آمادہ قتل تھا تو اُسنے بھی میری خاطر سے تمھین رہا کر دیا تھا اب تمکو بھی لازم ہی کہ
میرا کہنا مانو اور اُسکے حق مین میری سفارش کو قبول کرو اور اُسے رہا کر دو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ سنو اے عجیل یہ تو سب کچھ صحیح ہی
مگر یہ دیوانہ نہ تمھین کو مانتا ہی اور نہ مجھی سے ڈرتا ہی نہ تمھارا ہی لحاظ ہی نہ اسے میرا ہی خوف ہی اور قطع نظر اسکے یہ دیوانہ روز اول
سے مجھسے عداوت رکھتا ہی مین اسکو ہرگز نہ چھوڑونگا تم اسکی سفارش نہ کرو یہ میرا دشمن جانی ہی اور قابل عفو ہرگز نہین ہی اسد
بھی یہ باتین سن رہا تھا جب ایرج نے یہ کہا کہ مین ہرگز نہ چھوڑونگا تم اسکی سفارش نہ کرو اور یہ میرا دشمن جانی ہی قابل عفو نہین
ہی تو یہ سنکر اسد نے کہا کہ چھوٹے نانا اب آپ میری سعی نہ فرمائین کہ آپ کی بات ضایع ہوتی ہی اسے قتل کرنے دیجیے اگر میری قضا
نہین ہی تو یہ میرا کیا بنا سکیگا ایرج نے کہا کہ اے عجیل ملاحظہ کرو گرفتار بیٹھا ہوا ہی اور اُسپر یہ دیوانے پن کی باتین کرتا ہی یہ
سنکر اسد نے کہا کہ او بیحیا تجھے انتظار کاہے کا ہی حکم قتل دے اور سر میرا کٹوا اور خوش ہو ایرج نے کہا کیا بکتا ہی چپ رہ اور
عجیل سے کہا کہ آپ اسکی گستاخیان دیکھ رہے ہین اور جلاد بے بنیاد نے ایک لات اسد کے ماری کہ ائین مردود تو صاحبقران
آفتاب پرستان کی جناب مین یہ گستاخیان کرتا ہی بس خاموش ہو ابھی اب کہان تاب اسد کو لات کا پڑنا کہ اسد کی آنکھون مین
تمام دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور اسی غصے مین زنجیر کپڑے کے جو زور کرتا ہی تو سب قید ٹوٹ گئی اور یا علی مدد کہکر اُٹھ کھڑا ہوا
اور اُٹھتے کے ساتھ ہی ایک ہاتھ جو جلاد کو مارتا ہی تو دھڑ سے سر اُڑ گیا اور اُسی کی تلوار اُٹھا کر چند آدمیون کو مار پیٹ کے باہر نکل آیا
اور ایرج ہی کے مرکب پر سوار ہو کر چلا گیا اور کوئی نہ روک سکا ایک غل ہو گیا کہ وہ اسد جاتا ہی ایک آدمی نے کہا کہ میان انگلی
بھی نہ اُٹھاؤ جانے بھی دو ہوگا کیا فائدہ کیا ایرج تعاقب مین چلا کہ لوگون نے روک لیا اور کہا کہ اب بیکار ہی جو ہونا تھا سو ہوا
بھلا اب کیا وہ ہاتھ لگیگا مگر ایرج کب سنتا ہی لپک کے دروازہ بارگاہ پر آیا دیکھا تو گھوڑا ابھی سواری کا ندارد لوگون نے کہا
کہ وہ آپ ہی کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا اب ایرج یہ سوچا کہ جب تک اور گھوڑا کسا جائیگا اور مین سوار ہونگا اُس وقت تک

وہ کمان کا کمان نکلجائیگا بیکار ہے یہ سوچ کر پھر بارگاہ مین واپس آیا اور اپنے دنگل پر بیٹھا مگر نہایت ہی ملول اور شرمندہ لیکن عجیل سے
کہا کہ ای عجیل آپ نے آکر اُسے چھڑوا دیا نہ آپ تشریف لاتے اور نہ اُسے قوت ہوتی عجیل یہ سُنکر ہنسنے لگا اور ایرج سے کہا سبحان اللہ
چہ خوش صفت کرم دشمن ہی کا نام ہو اگر تم میرے کہنے سے اسد کو چھوڑ دیتے تو البتہ مجھپر احسان ہوتا مگر تمنے تو میری ایک نہ سُنی جو اسد کو
تم اُسوقت میرے کہنے سے رہا کر دیتے تو اُسکا بھی سر جھکتا اور مجھپر تمھارا احسان ہوتا مین تمھارا رہون منت ہوتا اب وہ خود بخود فضل
الٰہی سے چھوٹ گیا اور مین اور وہ کسی کا احسانمند نہ ہوا خدا نے اسکی بات رکھلی تمنے کہنا نہ مانا تو کیا ہوا خدا نے تمھارے احسان سے
بچایا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بیرون بارگاہ آکر مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب اپنے خیمے مین آیا بدیع الزمان زخمی لیٹا ہوا تھا
پٹی مرہم کی زخمون پر چڑھی ہوئی تھی عجیل ماہرو کو جو سامنے سے آتے دیکھا تو وہین سے پوچھا کہ حال اسد کا بیان کرو عجیل نے کہا گھبراؤ
نہین وہ چھوٹ گیا یہ سُنکر بدیع الزمان اگرچہ اپنے زخمون سے بہت رنجور تھا لیکن ہنس دیا اور کہا کہ خدایا شکر ہی تیرا اب اتنی دیر
مین عجیل ماہرو نزدیک آکر بیٹھا بدیع الزمان نے کہا کہ کچھ کیفیت رہائی تو بیان کیجیے عجیل نے کُل کیفیت تمام و کمال بیان کی یہ حال
رہائی سُنکر بدیع الزمان اور بھی خوش ہوا اور سجدۂ شکر بدرگاہ رب العزت بجالایا اب ایرج کا حال سُنیے کہ یہ اسد کی رہائی سے کمال
دل ملول ہوا اور اُسوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی یہ سُنکر بدیع الزمان نے
بھی حکم دیا کہ یہان بھی نقارۂ رزمی بجایا جائے یہ جب حکم لشکر بدیع الزمان مین بھی طبل جنگ بجایا گیا رات بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی اشعار چون صبحدم شیر گردون مہر + برون آمد از دشت سبز سپہر + غریو از زمین بر فلک سرکشید + تزلزل بہ ارکان
عالم رسید + دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین ہر ایک بہادر مستعد جنگ ہوا جینے سے تنگ ہوا
پھر پھریرے نشانون کے کھلگئے نقیبون نے نقابت کی جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے اور دونون فوجین لیس ہوگئین تو ایرج بعد
کبر و تجبر و بعد کر و فر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اسد حاضر خدمت بدیع الزمان ہوا اور عرض کی کہ حضور اجازت دیجیے تو مین جاکر
اس سے مقابلہ کرون بدیع الزمان نے کہا کہ نہین میان تم نہ جاؤ اور کسی کو بھیجو اسد نے عرض کیا کہ نہین خداوند مین ہی جاؤنگا مجھی کو
جانے دیجیے ہر چند بدیع الزمان روکتے رہے مگر اسد کب مانتا ہی چون تون جس طرح ہوا اجازت لیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا
شعر اسد نامدارم کہ در روز جنگ + بیاید دل پہلوانان بتنگ + یہ نعرہ سُنکر ایرج اسد کے سامنے آیا اسد نے للکار کر کہا کہ او
کرباس فروش بچہ بازاری خبردار ہوشیار کہ مین تیری خدمت کرنے کو آیا اب تو کہان نکلکر جائیگا میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا
یہ سُنکر ایرج ہنسنے لگا اور کہا کہ او دیوانے تو کچھ حیا بھی رکھتا ہی یا نہین ارے تو شرمندہ نہین ہوتا کہ ہر بار تو مجھسے ذلیل ہوتا ہی
اور پھر مجھسے مقابلہ کرتا ہی اور کلمات لاطائل مُنہ سے نکالتا ہی ارے کچھ تو اپنے دل مین قائل ہو اور حیا کر اب پھر تو میرے سامنے آیا ہی معلوم ہوا
کہ ابھی تیری قضا ہی لائی ہو اگر اپنی خیر مناتا ہو اور جان تجھے پیاری ہی تو میرے سامنے سے چلا جا اور اپنی شامت نہ بلا لشکر بدیع الزمان
مین کیا کوئی اور بہادر نہین ہی کہ میدان مین آئے جو تجھسے بودے اور کچے کو بھیجا ہی اگرچہ نام تیرا اسد ہی مگر عجب روباہ دل ہی
جا سامنے سے ہٹ جا یہ سُنکر اسد نے کہا کہ او آفتاب پرست تو کیا بکتا کیا ہی اور کیا لاف و گزاف ہانکتا ہی کیا تو مجھکو مردہ
سمجھا ہی جو ایسے لغویات مُنہ سے نکالتا ہی کیا وجہ جو مین تیرا سامنا نہ کرون اور تو مجھکو یہ کیا طعنہ دیتا ہی کہ تو مجھسے ہر بار ذلیل
ہوتا ہی اور پھر مقابلہ کرتا ہی یہ عجب حماقت کی بات ہی ارے جب مین تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو جاتا ہون تو تو مجھے مار کیون نہین
ڈالتا ہم تو جب جانتے کہ کل ہی ہم پھنس گئے تھے اور تو نے قتل کا سامان بھی کیا تھا مگر جیسے شیر یون نکلجاتے ہین دیکھا تو نے جس طرح ہم
نکل آئے لیکن قسم بخدا ای ایرج اگر تو اب میرے ہاتھ لگ گیا تو مین اب تو ہرگز نہ چھوڑونگا اور ایک لمحہ مہلت نہ دونگا اور کسی کی
نہ سنونگا ضرور قتل کرونگا تو جائیگا کہان یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ بہت مناسب آپکا جو جی چاہے سو کیجیے کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیجیے اب تو مین آپ باہم مقابل یکدیگر ہین یہ سُنکر اسد نے تلوار میان سے لی اور ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا دو بجلیان تڑپین

کہ چمک گئین اور تلوار چلنے لگی مگر اسد نے اس طرح شپاشپ تلوارین مارنا شروع کردین اور اس طرح بے تحاشا ایرج پر گرا کہ ایرج
کو وار روکنا دشوار ہوگیا اور قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ قہر چہر اور عمرو دونون قصر پر کھڑے ہوئے تھے اور تماشا لڑائی کا دیکھ
رہے تھے کہ ملکہ قہر چہر نے عمرو سے پوچھا کہ کیون خواجہ تم تو کہتے تھے کہ یہ شاہزادہ نور الدہر کا بھائی ہی عمرو نے کہا کہ ہان ملکہ یہ
نور الدہر کا بھائی ہی مگر کمزور ایسا ہی کہ ہر مرتبہ گرفتار ہوجاتا ہی ملکہ نے رو کر کہا کہ خواجہ ایسا نہ ہو کہ ایرج اسکو مار ڈالے خواجہ نے
کہا کہ نہین ملکہ تم اسکا خوف نہ کرو وہان تو یہ باتین ہورہی تھین اور یہان ایرج نے اسد کی تلوار روک کر اسد پر جو تلوار ماری تو اسد
زخمی ہوگیا ابراہیم بن مالک یہ دیکھکر آگے بڑھا اور آکر اسد کو سامنے سے ہٹا دیا اور خود مقابل ایرج ہوا ملکہ قہر چہر نے پوچھا کیون
خواجہ یہ کون ہی خواجہ نے کہا یہ حمزہ صاحبقران کے سپہ سالار کا بیٹا ہی مالک اژدر اسکے باپ کا نام ہی اور اسکا نام ابراہیم بن
مالک ہی لیکن اگرچہ یہ بڑا بہادر ہی مگر ایرج سے یہ کیا لڑسکیگا اور اسکا کیا مقابلہ کریگا ایرج ان ایسے لوگون کو اب بھی بہت ہی یہ
سنکر ملکہ نے کہا کہ خیر صدمے ہی اٹھانے کو ہمین خدا نے پیدا کیا تھا خیر جو مالک کی مرضی بشر کا کیا اختیار ہی انسان مجبور ہی القصہ ابراہیم
مقابل ہوا کچھ تھوڑی دیر تک دو چار وار کی رد و بدل ہوئی آخر کار ابراہیم زخمی ہوا جیسے ہی ملکہ نے یہ نقشا دیکھا رو رو کر گاری کہ شعر
داغ پر داغ بنا عشق مین کھایا ہمنے + جب سے عاشق ہوئے آرام نہ پایا ہمنے + بعد اسکے علمقہ آیا اور وہ بھی زخمی ہوا القصہ اس
روز سب رفیق اسد کے زخمی ہوگئے اسد تو اپنے رفیقون کو ساتھ لیکر خیمے کو چلا گیا اور ادھر ایرج چاہتا تھا کہ اپنے خیمے کو واپس جاے
اور کوئی ایک ہی ساعت دن باقی تھا کہ یکایک گرد سامنے سے اٹھی جب گرد پھٹی تو معلوم ہوا کہ طہماس بن عنقول دیو پور مع
محمل سبز پوش فقیر بنا ہوا چلا آتا ہی جب قریب بارگاہ آیا تو حال نور الدہر کا استفسار کیا معلوم ہوا کہ دو قلیاس غفلت مین شاہزادہ
نور الدہر کو اٹھا کر دریا مین ڈال آیا اور بدیع الزمان اور عجیل اسد بھی آئے ہوئے ہین بدیع الزمان اور ایرج مین معرکہ آرائی
ہورہی ہی کل بدیع الزمان ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا آج اسد زخمی ہوا اور اسکے رفقا بھی سب زخمی ہوگئے یہ سنتا تھا
کہ ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور رو رو کر پکارا کہ ہاے ای آقا مین تو آپ کی زیارت کے لیے آیا تھا سو آپ کی خبر مرگ سنی قدمبوسی
بھی نہ حاصل ہوئی آپ نے تنہا مجھے چھوڑ دیا ای شہریار اتنا بھی انتظار نہ کیا کہ یہ غلام آپ تک آلیتا ای آقا یہ غلام تو آپ ہی کی آس کو
آیا تھا ہاے آج آس میری ٹوٹ گئی اور امید منقطع ہوگئی ہاے ای آقا اس غلام کو آپ نے آزاد کردیا خدمتگذاری کے لیے
ساتھ لے لیا ہوتا اس طرح ڈاڑھین مار مار کر رویا کہ بدیع الزمان نے بھی آواز سنی کہا دریافت کرو یہ کون ہی معلوم ہوا کہ طہماس
بن عنقول دیو پور مع محمل سبز پوش آیا ہی حال نور الدہر کا سنکر رو رہا ہی بدیع الزمان نے کہا کہ بلالو طہماس حاضر خدمت ہوا سلام
کیا اور ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ اب زندگی بیکار ہی یہ کہکر خنجر کھینچ کے چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے بدیع الزمان
نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای طہماس یہ کیا کرتا ہی گھبرا نہین بھائی کیا کرین مجبور ہین مگر نجومی کہتے ہین کہ شاہزادہ زندہ ملیگا اگر
خدانخواستہ چند روز مین خبر اسکی نہ ملی تو تم کیا ہم بھی جان دیدینگے کہ بے نور الدہر زندگانی عبث ہی اور ای طہماس اس فتنا پر
ایرج نابکار نے جو زیادتیان اور گستاخیان کین ہین وہ کوئی کاہے کو کریگا نور الدہر کے یہ احسانات اور اسکی یہ محسن کشی
ای طہماس مین نے سنا ہی کہ اس مردود نے اس شہریار پر کوڑا مارا ای طہماس وہ تو عشق ملکہ مین مبہوت تھا اسے کچھ خبر بھی
نہ ہوئی ارے ایک زنگی بچے کے واسطے ایرج نے یہ نالائق حرکات کیے اسے شرم بھی نہ آئی افسوس صد افسوس اور ای
طہماس ہم جو یہان اگر اترے تو بدبختی ہمین اٹھانے آیا تھا کہ یہان سے اٹھ جاؤ اور اس جگہ کو خالی کردو دو چار کوس ہٹکر اپنا
خیمہ برپا کرو کہ میرے ملازم کا ناموس یہان ہی طہماس نے کہا کہ خیر حضور اگر مین نے اس ایرج کو نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالیے گا
اور ملکہ قہر چہر نے جو طہماس کو دیکھا خواجہ سے پوچھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہی عمرو نے جواب دیا کہ ملکہ یہ رفیق خاص ہی شاہزادہ
نور الدہر کا نہایت بڑا بہادر بے نظیر اور نہایت وفا شعار ہی نام اسکا طہماس بن عنقول دیو پور ہی جملہ فنون سپاہگری

یکتا ہی یہ سُنکر ملکہ بہت خوش ہوئی الغرض یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ طہماس بن عفقویل دیو پرور آیا ہی اور نہایت غضبناک ہوا ہی کل ضرور میدان کارزار مین مقابلے کو نکلیگا یہ خبر سُنکر ایرج بہت متفکر ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہنے لگا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ طہماس بن عفقویل دیو پرور آگیا ہی اور یہ شخص لشکر نور الدہر کا بہت بڑا پہلوان ہی کل مقابلے کو نکلیگا اور یہ کہکر کہنے لگا کہ افسوس ہی میرا رفیق خاص طرماسپ یہان نہین ہی اگر وہ ہوتا تو پھر البتہ لطف تھا نہین معلوم کہ وہ کہان ہی اور اُسپر کیا گذری اور کسی طرف زخم کھا کر چلا گیا واقعی کس قیامت کا زخم تھا اور یہ کہکر طرماسپ کو یاد کرکے خوب رویا جب دلیم شباط زنگی نے دیکھا کہ ایرج بیقرار ہو کر رونے لگا تو کہنے لگا کہ اے ایرج آپ دلیم کو طرماسپ کی جگہ سمجھیے اگر وہ نہین ہی من تو ہون مین طہماس کا مقابلہ کرونگا اور اس معرکہ مین جو کار نمایان کرونگا اُسے آپ ملاحظہ فرمائیے گا اور تماشا دیکھیے گا یہ کلام دلیم شباط زنگی کا سُنکر ایرج کے کچھ آنسو تھمے کہنے لگا بہتر ہی اور یہ خبر ہرکارون نے طہماس کو بھی پہونچائی کہ کل میدان کارزار مین دلیم حبشی مقابلے کو نکلیگا طہماس نے کہا کہ آوے کیا مضائقہ اور کیا پروا ہی ہم بھی دیکھین کیسا بہادر ہی الغرض شب بھر تیاری رہی جب شاہ خاور نے اس جہان بے بنیان کو اپنے ظہور سے منور کیا تو دونون لشکر میدان مین آئے طبل جنگی بجا شعر ہوئین آراستہ صفوف جدال + ہوا ہر ایک مستعد بہ قتال + ادھر تو میدان قتال آراستہ ہوا اور اُدھر اسد بن کرب بھی جانب صحرا سے مع رفقا تماشا دیکھنے کو آیا اور ایک جانب استادہ ہوا القصہ دلیم شباط زنگی ایرج سے رخصت ہو کر میدان کارزار مین آیا اور مبارز طلبی کی اور اس طرف سے شیر بیشہ کلنگان طہماس بن عفقویل دیو پرور شاہزادہ بدیع الزمان سے اجازت حاصل کرکے میدان مین آیا ملکہ قمر چہر اور خواجہ عمرو بھی بالاے قصر سے تماشا دیکھ رہے تھے کہ ملکہ قمر چہر نے خواجہ سے پوچھا کہ کیون خواجہ یہ مرد سیاہ کون ہی [illegible] کہا کہ ملکہ یہ دلیم شباط زنگی ایرج کا رفیق خاص ہی اور یہ وہی طہماس بن عفقویل دیو پرور رفیق بالتصدیق شاہزادہ نور الدہر ہی جسکا کل حال مین نے عرض کیا تھا القصہ جب طہماس مقابل دلیم ہوا تو طہماس نے کہا کہ او زنگی کیون اپنی شامتین بلاتا ہی اپنے جان [illegible] میرے مقابلے کو کسکے کہنے سے نکل آیا کیا تیری جان فالتو ہی ارے تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ تو میرا مقابلہ کرے [illegible] جواب دیا کہ خیر اس سے کیا حاصل ہی جب مقابلہ ہوگا آپ ہی حال کھل جائیگا میدان کارزار باتین بنانے کی جگہ نہین ہی یہ سُنکر طہماس نے نیزہ ہاتھ مین لیا اور دلیم نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑی دیر تک تو دلیم طہماس کے وار رد کیا کیا بعد تھوڑی دیر کے طہماس نے دلیم کا نیزہ ہوائی کردیا روز روشن چشمہاے دلیم مین سیاہ ہوگیا اور اُسی حالت مین ارہ پشت نہنگ طہماس پر مارا طہماس نے اُس وار کو ساطور پر رد کیا اور وہی ساطور جو تاک کے دلیم کے مارا تو سپر کو کاٹ کر دلیم کے سر پر بیٹھا اور تا دوابرو اُتر گیا چادر خون کی جاری ہوئی اور دلیم بیہوش ہو کر زمین پر گرا طہماس نے پکار کر کہا کہ او ایرج ہو اس دلیم زنگی کو آکر اٹھا لیجاؤ کلام ابھی تمام ہی یہ سُنکر عیار دوڑ پڑے اور دلیم کو اٹھا لیگئے مگر یہ خبر سُنکر جنید زنگی اور جوش مین آئے اور یکے بعد دیگرے آکر طہماس سے مقابلہ کیا اور مارے گئے تا اینکہ بیس زنگی شام تک طہماس کے ہاتھ سے مارے گئے جب تو اسد نے پکار کر کہا کہ ارے ایرج کہ آج تیرا اقبال [illegible] آج تو تیرا ستارہ گردش مین ہی ارے بیٹا ابھی تو ہم لوگون کا مقابلہ کرسکتا ہی [illegible] شام تو ہو ہی چکی ہی [illegible] طبل بازگشت بجایا جاے بموجب حکم طبل بازگشت لشکر ایرج مین بجایا گیا اور ایرج [illegible] میدان سے پھر کر اپنے [illegible] ملکہ قمر چہر یہ دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور خوب قہقہہ مار کر ہنسی اور ادھر بدیع الزمان طہماس کو [illegible] میدان سے اپنے ہمراہ لیکر [illegible] ہوا اپنی بارگاہ کی طرف پھرا اور اسد مع رفقا کے صحرا کو چلا گیا اور ایرج نے اپنی بارگاہ [illegible] کر پوشاک رزمی جسم سے اتار کر لباس بزمی زیب بدن کیا اور مسند دولت شوکت پر بیٹھ کے جراحون کو طلب کرکے زخمیون کو [illegible] لگوائے بعد اُسکے [illegible] کہ آکر مجرا کرین طائفہ حاضر ہو ناچ ہونے لگا شراب اُڑنے لگی خوب نشے مین شراب سے [illegible] ہو کر حکم دیا کہ نقارہ رزمی [illegible] بموجب حکم لشکر ایرج مین نقارہ رزمی پر چوب پڑی ادھر ہرکارون نے بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ ایرج نے نقارہ رزمی بجوا دیا بدیع الزمان

نے بھی حکم دیا کہ کچھ پروا نہین ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاوے اس طرف بھی بموجب حکم طبل جنگ پر چوب پڑی شب بھر
دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان نبرد مین معرکہ آرا ہوئے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی بعد اُسکے ایرج میدان مین آیا مبارز طلبی کی اِدھر طہماس بدیع الزمان سے اجازت لیکر گردن اُڑا کر
مقابل ایرج ہوا تگاورزنی ہونے لگی بعد تگاورزنی کے نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک کامل نیزہ بازی ہوئی آخرکار ایرج
نے نیزہ طہماس کا نکالدیا طہماس نے ایرج پر ساطور مارا ایرج نے گرز پر روکا کہ پھل ساطور کا گرز سے گذر گیا اور دستہ گرز سے جڑا
شرارے آتش کے نکل گئے کہ جگر زمین کا ہول سے شق ہوگیا مرکب ایرج کا ٹخنے تک غرق ہوگیا ستون گرد کا اُٹھا ایرج اُس گرد
گرد مین غائب ہوگیا طہماس نے آواز دی کہ زدم وپشت کردم ایرج را ای یاران ایرج جد و ید یہ آواز سُنکر [illegible] دوڑ پڑا
گرد کے چرخ مار کر گرد کے اندر گھس گیا دیکھا کہ ہر سر مو اور ہر بن مو سے پسینا جاری پلک سے پلک بند بیہوش [illegible] ہوا ہے
پکار کر کہا کہ حریف زیادتی کرتا ہے یہ آواز سُنکر ایرج کو ہوش آیا مرکب کو جو گدگدایا تو مرکب طبقہ زمین کا ایک [illegible] اپنے منھ
کی گرد جھاڑتا ہوا اُس تتق سے باہر نکلا اور پکار کر کہا کہ او عادی خبردار رہنا اور تلوار کھینچکر طہماس کی طرف دوڑا طہماس نے سپر منھ
پر لی مگر ایرج نے جو پوری قوت سے ایک ہاتھ تلوار کا لگایا تو تلوار سپر کو کاٹ کر طہماس کے سر پر پڑی کہ [illegible] اُتر گئی چادر خون کی سر
طہماس سے جاری ہوئی اور غش آگیا لوگ طہماس کو اُٹھا لیگئے ایرج نے طبل بازگشت بجوایا اور اپنے خیمے کو واپس گیا شب بھر
جشن تہنیت برپا کیا ناچ ہوا کباب شراب اُڑا کی اور خوب خوش ہوا اندرین صبا [illegible] کی گذر [illegible] کہ لکھین کہ ایرج نے آج بڑے
دشمن پر فتح پائی طہماس سے پہلوان کو زخمی کیا ایرج بھی ایک ایک کی نذر [illegible] خوشی سے لے رہا ہے ایک ایک سے [illegible] آکر
اور کہتا ہے کہ بھائیو بڑی خوشی کا مقام ہے کہ شیر اعظم نے مجھکو بڑے پہلوان [illegible] پر کہ جو سرگردہ لشکر نورالدہر تھا فتحمند کیا اور
وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا واقعی امر تو یہ ہے کہ مجھکو طہماس کے مقابلہ [illegible] سنکر بالکل ہراس ہوگیا تھا کہ اس سے کون مقابلہ کریگا
اور جس روز دیلم شپاط زنگی مجروح ہوا اُس روز تو اور بھی زیادہ [illegible] گیا تھا کہ اب کوئی اسکے مقابل باقی نہ رہا کون اس سے
مقابلہ کریگا اور جب اپنی نسبت خیال کرتا تھا کہ مین خود مقابلہ کرونگا [illegible] چھکے چھوٹ جاتے تھے اور ہوش وحواس فوت ہوکر
ہو جاتے تھے کہ بھلا مین طہماس سے کیا مقابلہ کرسکونگا مگر شکر [illegible] اعظم کا کہ اُسنے مجھکو اس صورت پر فتحمند کیا اور تمام حاضرین
یہ باتین ایرج کی سُنسُنکر کہ رہے ہین کہ بہت بجا ہے اور بہت [illegible] حضور ارشاد فرماتے ہین سب بجا ہے شیر اعظم حضور کے
اقبال کو مضاعف کرے اور ہر معرکہ مین دشمن پر فتح دے حضور [illegible] کو بھی بعد مجروح ہونے دیلم کے یہ خیال ہوا تھا کہ اب بجز
دعا وا کر دینے کے کیا چارہ ہوگا یقین ہے کہ حضور صبح کو حکم [illegible] سب ایکدم سے دعا وا کر دین پھر دیدہ باید اس جنگ مغلوبہ کا
کیا انجام ہوا اور کیا نتیجہ ہوا الغرض شب تو اس جشن وعیش [illegible] جب صبح ہوئی تو ایرج نے عجیل ابا مرد سے کہلا بھیجا کہ اے عجیل
بہتر یہ ہے کہ اب یہان سے تم حمزۂ صاحبقران کے پاس [illegible] اور اگر نہ جاؤگے اور اب بھی میرا کہنا نہ سنوگے تو یاد رکھنا کہ
میرے ہاتھ سے بہت آزار اُٹھاؤگے جب ایلچی ایرج [illegible] پاس پہونچا اور پیام ایرج کا دیا تو عجیل نہایت برہم ہوا اور
اُس ایلچی سے کہا کہ جا کہدے ایرج سے کہ اب تو [illegible] اور تیری کیا حقیقت ہے جو ہمکو یہان سے اُٹھائیگا ہم ہرگز یہان سے
نہ جائینگے بلکہ تجھی کو بھگا دینگے اب جو تجھسے ہو سکے [illegible] بنائے بن پڑے وہ کر اور کسی طرح کا قصور نہ کر جب یہ پیام عجیل
کا ایلچی نے ایرج کو پہونچایا تو ایرج بھی بہت برہم [illegible] تھا کہ خیر سمجھا جائیگا اور حکم دیا کہ بجاؤ طبل جنگ کل ان خود پسندون
سے اچھی طرح سمجھ لینگے یہ جانتے کہان ہین اور [illegible] سمجھے کیا ہین ہرکارہ دن نے عجیل کو بھی یہ خبر پہونچائی کہ ایرج نے
طبل جنگ بجوا دیا ہے عجیل نے بھی حکم دیا کہ نقارہ [illegible] بھی بجا دیا جاوے بموجب حکم عجیل اس طرف بھی نقارۂ رزم پر چوب پڑی
شب بھر جنگ کی تیاری رہی دونون لشکر [illegible] سے ہشیار باش وبیدار باش بلند رہا ادھر لشکر بدیع الزمان [illegible]

پہ اور سامان جنگ مین مستعد تھا اور ایک ایک سے کہ رہا تھا کہ بھائی کئی معرکے ایرج کے ہاتھ ہو چکے ہین اور کئی پالے وہ جیت چکا ہی
کل اس طرح کارزار کرو اور اس طلسم جی توڑ توڑ کے لڑو کہ ایرج کے بھی چھکے چھوٹ جاوین بھائیو بڑی غیرت کا مقام ہی کہ ایک آفتاب پرست
ہم مسلمانون کو اس طرح ستاتا جاوے بڑے افسوس کی بات ہی کل سب ملکر دھاوا کر دو اور ایرج کو گرفتار ہی کر لو پھر سمجھا جائیگا اسلیے
کہ بظاہر اسباب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر فرداً فرداً مقابلہ کیا جائیگا تو ہرگز سر بہ نہ ہونگے یہ باتین ہو رہی ہین ہتھیار صاف ہو رہے ہین اور ادھر
ایرج کے لشکر مین بھی ہر ایک جوان و پہلوان اپنے اپنے اسلحہ صاف و درست کر رہا ہی اور ایک دوسرے سے کہ رہا ہی کہ کل یقین
ہی کہ عجیل یا ہر و مقابلہ کرے دعا کرو کہ کل کے معرکے مین بھی نیر اعظم فتحمند کرے الغرض جب سفیدۂ سحری نے آسمان دنیا پہ جلوہ افروزی
کی اور شاہ خاور نے اپنے نور سے اس دنیاے دنیہ کو نورانی کیا تو دونون لشکر میدان مین آئے اور صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو ایرج میدان مین آیا اور مبارزطلبی کی اور یہ نہایت کبر و تجبر لشکر
بدیع الزمان کی طرف للکار کر کہا کہ ای خدا پرستو مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ اب بھی تم یہان سے چلے جاؤ تو بہتر ہی ورنہ یہ یاد رکھنا
کہ عتاب نیر اعظم کا تم پر نازل ہوگا اور مین تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اگر یہ نہین منظور ہی اور جنگ ہی منظور نظر ہی
تو پھر عجیل میرے مقابلے کو نکلے اور اگر انمین کچھ دم و دعویٰ ہو تو مجھسے آکر لڑے کیا ادھر ادھر کے لوگ روز نکلا کرتے ہین مزا تو جنگ کا
یہ ہی کہ بدیع الزمان زخمی ہو چکے ہین اب عجیل ہی آوے تو اچھا ہی یہ سنکر عجیل کو غصہ آگیا اور سمت جنگ سے آگے بڑھنے کا قصد کیا
ہر چند لوگ مانع ہوئے لیکن عجیل کب کسی کی سنتا ہی غصہ آگیا اور کہا ٹھہرو دوستو یہ آفتاب پرست ہمکو اب دھمکاتے ہی جاتا ہی
آج ہم ہی اسکے مقابلے کو جاتے ہیں دیکھین تو یہ کیا بنا لیگا اب لوگ منع کر رہے ہین کہ حضور ایک تھوڑا توقف کرین ہم سب دھاوا کرکے
اسکو گرفتار کیے لیتے ہین مگر عجیل نے یہی جواب دیا کہ تم لوگ کیا کہ رہے ہو اس مردود نے اتنا بڑا طعنہ دیا ہی دیکھو تو مین آج جا کر کیا
کار نمایان کرتا ہون کیا اب ہم ایسے ضعیف ہو گئے ہین کہ اس مردود کی یہ زبان درازیان سنکر خاموش ہو رہین یہ کہکر مرکب چمکا کر
مقابل ایرج ہوا اور کہا کہ او بد ذات بچہ اب تو ایسا مغرور ہو گیا ہی کہ کسی کو اپنے سامنے موجود ہی نہین جانتا ہمکو اگرچہ پہلے گمان تھا
کہ تو اولاد صاحبقران سے ہی مگر نہین تیری ان حرکتون سے معلوم ہوا کہ تو بیشک اولاد صاحبقران سے نہین ہی آخر کیا اپنی
اصالت پر اپنے ظہور کے صدقے مین تیری یہ شان و شوکت ہوگئی ورنہ تو تھا ہی کیا مگر آدمی کو ایسا بیخود اور بد دماغ نہ ہونا چاہیے
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ بس عجیل بس زیادہ زبان درازیان اور ایسی باتین ہمین پسند نہین ہوتین بس عجیل آگے نہ بڑھنا خاموش
رہو اور یہ بتاؤ کہ حمزۂ صاحبقران ایسا کہان کا بادشاہ تھا ایک بہادر زادہ تھا صاحبقران ہو گیا ارے اسپر کیا منحصر ہی
جبکی تیغ اسی کی دیگ مصرع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند تجھکو بھی نیر اعظم نے صاحبقران کیا ہی ای عجیل میدان کارزار
جنگ و جدال کے لیے ہی تو کہ جنگ و قتال کے لیے ہے نہ کہ باتین کرنے کے اسمین کوتاہی نہ کرو اور اپنا کمال و ہنر دکھلاؤ عجیل نے کہا ای ایرج
پیشدستی ہمارا کام نہین ہی اور نہ ہمارا یہ دستور ہی کہ پہلے ہم ہاتھ اٹھائین ایرج نے کہا کہ خیر ہمارا تو دستور ہی اور یہ کہکر نیزہ
عجیل پر مارا عجیل نے نیزے پر روکا لگا نیزہ بازی ہونے لگی کئی گھنٹے تک نیزے نیزے کے نکالتے رہے حتے کہ سنانین اور بانین
ناکارہ ہوگئین چھڑ پر چھڑ لگی پڑنے مانند خلال فراشان کے بن گئے اور گرزگران اڑ گئے ایرج نے نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور گرزگران
آسمان رنگ ہشت پہلو جو کہ ہاتھ مین اٹھا لیا اور خبردار و ہوشیار کہکر عجیل پر مارا عجیل نے گرز کو گرز پر روکا گرز گرز پر پڑا تو
کی آواز گنبد گردان تک پہونچی ہزار سے آتش کے بلند ہوئے بگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا مرکب عجیل کا تنگ تک غرق ہو گیا
عجیل تو تنور گرد مین غائب ہو گیا اور ایرج نے کلاہ کج کر کے آواز دی کہ زدم و لیست کردم عجیل را یہ آواز سنکر عیار
عجیل کا دوڑ پڑا اندر گرد کے گھس گیا دیکھا کہ عجیل بیہوش کھڑا ہوا ہی ایک سکتہ ہو گئی ہی ہر سر مو اور ہر بن مو سے پسینہ
جاری ہی مگر شجاعت اسکا نام ہی کہ گرز گران سر تن ظرح مضبوط دونون ہاتھون مین تھا انمین فرق نہین آیا اور اسی طرح بہادرانہ

چست گھوڑے پر بیٹھا ہوا ہی یہ دیکھکر عجیل کو آواز دی عجیل نے کچھ جواب نہ دیا جب پانی کا چھینٹا دیا تو آنکھ عجیل کی کھلی جب عیار
نے دیکھا کہ اب کچھ ہوش آیا ہی تو کہا کہ ای عجیل حریف زیادتی کرتا ہی آپ کا کیا حال ہی عجیل نے جواب دیا کہ کچھ مقام تردد نہین فضل
کیا خدا نے اور بچا لیا یہ کہکر مرکب کو چمکا کر باہر نکلا اور آواز دی کہ او مردود کرا زدی و کرا بست کردی خبردار ہوشیار یہ کہکر جو ایک
وار گرز کا کیا تو ایرج نے اپنے گرز پر روکا گرز ایرج کا ٹوٹ گیا اور آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی شرارے آگ کے بلند ہوئے جگر
زمین کا ہول سے شق ہو گیا اور مرکب ایرج کا تنگ تک غرق ہو گیا ایرج تو تنورہ گرد مین غائب ہو گیا اور عجیل باہر عو نے
آواز دی کہ زدم وبست کردم ایرج را یہ آواز سنکر عیار ایرج کا دوڑ پڑا گرد کے چرخ مارکر اندر گرد کے گھس گیا تو دیکھا کہ
ایرج بیہوش کھڑا ہوا ہی پلک سے پلک بند ہی رنگ زرد ہو رہا ہی سر سے پسینا جاری ہی بیہوش آنکھیں بند کیے ہوئے گھوڑے پر بیٹھا ہی
عیار نے آواز دی کہ حریف زیادتی کرتا ہی یہ سنکر فی الجملہ ہوش آیا جب عیار نے پانی چھڑکا تو آنکھ کھلی بس جلدی سے گھوڑے کو
گدگدا کر باہر نکلا اور آواز دی کہ کرا زدی و کرا بست کردی خبردار ہوشیار باش یہ کہکر تلوار ہاتھ مین لی اور عجیل کی طرف گھوڑا
بڑھایا عجیل باہر وہ بھی تلوار ہاتھ مین لیکر ایرج کی طرف بڑھا تلوار چلنے لگی تا اینکہ کامل تین گھنٹے تک تلوار چلی قریب شام ایرج
کے ہاتھ سے عجیل باہر وہ زخمی ہوا لوگ عجیل کو آکر اٹھا لیگئے ایرج نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے
بدیع الزمان نے عجیل کے زخم مین ٹانکے لگوائے جب عجیل ہوش مین آیا کہا افسوس ای فلک کجرفتار وای گردون دوار
تو نے یہ کیا کجروی کی کہ اس پاجی کے ہاتھ سے زخمی کروا دیا ادھر ملکہ قمر چہرہ نے جو سنا کہ عجیل باہر وہ ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہو گیا
تو نہایت رنجیدہ ہوئی اور انتہا کا قلق ہوا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ کیون خواجہ یہ آفتاب پرست بڑے ہی قیامت کا بہادر
ہی جو سامنا کرتا ہی وہ زخمی ہوتا ہی اور اب کوئی اس سے عہدہ برآ ہوتا نہین معلوم ہوتا عجب طرح کی بات ہی کہ یہ کمبخت نہین
مرتا ہر مرتبہ اسی کی فتح ہوتی ہی اور یہ کمبخت بلند پروازیان کرتا ہی اور تکبر وہ دن کی لیتا ہی خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ قمر چہرہ اگر یہ حرامزادہ
دیو قلیاس شاہزادہ نور الدہر کو نہ لیجاتا اور وہ موجود ہوتا تو وہی اس آفتاب پرست کی خبر لیتا اور اسکو درست کرتا شاہزادہ
کا نام سنکر ملکہ رونے لگی اور خواجہ سے کہنے لگی کہ ہان خواجہ اگر وہی زندہ وموجود ہوتا تو پھر کیا تھا اور کا ہے کا رونا چھینکنا تھا سارا
رونا تو اسی کا ہی معلوم نہین اب آیندہ یہ حرامزادہ نور الدہر کے ساتھ اور احباب سے کیا کرتا ہی یہ کہکر قصر مین چلی گئی اور یہان
اہل اسلام کا حال یہ ہی کہ جب بدیع الزمان نے دیکھا کہ اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے مین بھی زخمی ہوا طہماس بھی زخمی ہوا
عجیل باہر وہ بھی زخمی ہوئے اسد بھی زخمی ہوا جو گیا زخمی ہو کر آیا اگر پھر ایرج نے طبل جنگ بجوایا تو اب کی مرتبہ کون مقابلے کو نکلیگا
اور کون جاکر سر کو سامنا کریگا اور یہ آفتاب پرست کمال بیمروت ہی مطلق پاس ولحاظ نہ کریگا ایک ایک کو ضرور ایذا دیگا
عجیل سے کہا کہ کیون ای چچا اب کیا فکر کرنا چاہیے عجیل بھی سوچ مین ہو گیا اور بدیع الزمان نے بھی سر جھکا کر غور کرنا شروع کیا بعد تھوڑی
دیر کے سر زانوے فکر سے اٹھا کر عجیل سے کہنے لگا کہ ای چچا جان میرے نزدیک تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہی کہ پہاڑ پر چڑھ چلیے کہ
وہ ایک مقام امن تو ہی اور وہان جاکر جو جو راستے آنے کے ہون اسے بند کر دیجیے عجیل باہر وہ نے بھی اس راے کو پسند کیا
اور آپس مین یہ صلاح ٹھہرا کر راتی رات پہاڑ پر چڑھ گئے اور ہر طرف سے جو حریف کے آنے کے راستون کو بند کر دیا اور مردان جنگی
اور آزمودہ کارون کو وہان بٹھلا دیا دوسرے روز ہرکارون نے ایرج کو بھی خبر پہونچائی کہ خدا پرست پہاڑ پر چڑھ گئے ہین
اور ہر طرف سے راستے مسدود کر لیے ہین پہرے بٹھا دیے ہین یہ سنکر ایرج نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہی میرے ہاتھ سے
جاینگے کہان اگر نیر اعظم نے مدد کی تو مین جاکر سبھون کو مار ڈالونگا اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اور مین جب مین کہا کیا کہ
یہان سے دو چار کوس ہٹکر چلے جاؤ تو نہ گئے اور میرے کہنے کو نہ سنا اب جو بزور ہوئے تو بچا گئے بھلا اب مین کب جینے
دیتا ہون اور یہ کہکر حکم دیا کہ کہدیا جاے ہمارے لشکر سے کہ سب کے سب جاکر ہر طرف سے پہاڑ کو گھیر لین اور کسی طرف

کوئی راستہ جانے کا خالی نہ چھوڑین بموجب حکم ایرج فوراً لشکر آفتاب پرستان نے اُسی وقت کوچ کیا اور گرد پہاڑ کے
اُترکر پہاڑ کو ہر طرف سے گھیر لیا اور کوئی چار گھڑی دن رہے ایرج بھی مع رفیقان خاص نہایت کبر و تجبّر سے پہاڑ کے سامنے
آیا اور نعرہ کیا کہ ای ہندا پرستو مین تمھین آگاہ کرتا ہون اور کہے دیتا ہون کہ اگر تم سب کو اپنی جان بچانا ہی اور اپنی زندگی چاہتے ہو
تو بہت جلد پہاڑ سے اُترکر چلے جاؤ مین تمھین راستہ دیے دیتا ہون اور اگر اب بھی نہ جاؤ گے اور میرا کہنا نہ سنو گے تو خوب اچھی طرح
یاد رکھو اور خوب خیال کرکے سنو کہ پھر تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور ایک ایک کو چن چن کے قتل کرونگا ارے مین بڑے
بڑے مستحکم قلعون کو تو خیال مین لاتا نہین اور انکی تو کوئی حقیقت سمجھتا نہین تو بھلا اس پہاڑ کی کیا حقیقت ہی اور کیا ہستی ہی اسے مین
ایک لمحہ بھر مین تولے لونگا یہ کلام ایرج کا سُنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ او کافر خاسر جو تجھسے ہو سکے اور جو تیرے بنائے
بن پڑے وہ کر اور کسی طرح کا قصور نہ کر خدا سے برحق ہمارا حامی و ناصر ہی اُسی پر ہمکو بھروسا ہی اور اُسی کا خوف ہی سوا اُسکے
ہمکو رستم کا بھی خوف نہین ہی تو بھلا تیری کیا ہستی ہی اور تو کیا بنا سکتا ہی بس خاموش کیا لاف و گزاف بک رہا ہی یہ کلام اہل اسلام
کا سنکر ایرج نہایت خشمناک ہوا اور کہنے لگا خیر دیکھو تو کیا سزا دیتا ہون یہ کہکر اپنے خیمے مین داخل ہوا خوب شراب خواری کی
جب خوب نشہ ہو لیا تو حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جاے کہ ہم کل علی الصباح پہاڑ پر چڑھکر ان مسلمانون کا مقابلہ کرینگے بموجب
حکم اُسی وقت طبل جنگ بجا بدیع الزمان کو بھی خبر پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی کل صبح کو پہاڑ پر چڑھنے کا قصد
ہی یہ سنکر بدیع الزمان نے ارشاد فرمایا کہ رضاً بقضائہ و تسلیماً لامرہ جو اُسکی مرضی یہ کہکر حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجوا دیا
بموجب حکم بدیع الزمان اس طرف بھی طبل جنگ بجا شب بھر ادھر اور اُدھر تیاری جنگ رہی صدا ے ہوشیار باش بلند رہی اُدھر
لشکر اسلام مین آپسمین یہ مشورہ ہوا کہ جس وقت ایرج کا لشکر پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کرے تو اس طرح سب کے سب ایکدم سے تیر باران
کرو کہ رخ سکے پھر جائین اور یہان سے ہٹ جائین کل صبح کا معرکہ اس قسم کا ہی کہ سب کے سب جان لڑا دو اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو
اور اگر تمنے کسی قسم کی کوتاہی کی اور خدانخواستہ بدیع الزمان یا تجبل پر کوئی آنچ آگئی تو بجز جان دیدینے کے کوئی چارہ نہ ہوگا یہ ایسے
بڑی غیرت و حمیت کا مقام ہی اور اُدھر لشکر ایرج مین یہ مشورہ ٹھہرا کہ کل اس طرح ایکدم سے سب ملکر دھاوا کرکے پہاڑ پر چڑھ جاؤ کہ
اہل اسلام کے چھکے چھوٹ جائین اگرچہ وہ تیر باران کرینگے لیکن مطلق ہراسان نہ ہونا اگرچہ دس بیس آدمی زخمی ہو جائینگے ہو جائین
مگر جہانتک ہو لڑا دو اور ان اہل اسلام کو گرفتار ہی کرلو الغرض اسی طرح صلاح و مشورے مین دونون لشکرون نے رات کاٹی
جب شاہ خاور نے مع فوج شعاعی فلک دنیا پر جلوس فرماکر اس جہان بے بنیان کو منور فرمایا تو ایرج مع اپنے لشکر کے قریب
پہاڑ کے آیا اور سپر سر پر رکھ کے قصد کیا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ اُدھر سے تیر چلنے لگے مگر ملکہ قمر چہرے نے جو یہ حال معائنہ کیا گھبرا گئی اور
اور نہایت قلق گزرا دیو قلیاس سے کہا کہ او مردے خدا تیرا ستیاناس کرے ارے تو اُس بیچارے فقیر کو دریا مین پھینک آیا
اور اب یہ رقیب سیاہ کو مارے ڈالتا ہی اور حامد بن حمید زنگی جو مجھپر عاشق ہی اُسکا کچھ نہین بنا سکتا مین تو جب جانتی کہ جب تو اسکا
بھی کوئی بال ہی توڑ ڈالتا او موے اُسی غریب کو ستانا تھا اور اُسی کی جان لینا تھا او بڈھے دیکھ وہ حریف سامنے ہی اور ایرج کو
سامنے سے بھجوا دیا ایرج کو دیکھتے ہی دیو قلیاس جوشان و خروشان ایرج کو للکارتا ہوا دوڑا کہ او آدمزاد او ایرج بدنہاد
کہان جائیگا ایک ملکے سے ملتا تجھے مین تو تیرا فیصلہ ہی کئے ڈالتا ہون آ پہونچا ارے بولے تجھے مار لون تو اُس زنگی بچے سے
سمجھونگا یہ غل و شور مچاتا ہوا چلا لشکریان ایرج نے جو دیو قلیاس کو آتے دیکھا روح سب کی نکل گئی ایک پکار پڑگئی کہ بھاگو بھاگو
دیو قلیاس آپہونچا ہی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا جسکا جس طرف سینگ سماے چلا جاے بعض لوگون نے ایرج سے پکار کر
کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ہوشیار و خبردار ہو جیسے کہ دیو قلیاس آپہونچا ایرج تو پہاڑ پر چڑھ رہا تھا جو لوگ اسکے
پیچھے آرہے تھے وہ بھی بھاگے ایرج جو مڑکے دیکھتا ہی تو ایک بھاگڑ سی پڑی ہوئی ہی سبھون کے قدم ایکدم سے اُکھڑ گئے ہین لوگ

پہاڑ سے اُتر آیا اب جو دیکھا تو دیو قریب آگیا اور آگے بڑھ کر ایرج پر ہاتھ لپکایا جب تک دیو سے اور ایرج سے فاصلہ رہا جب تک تو خیر ایرج خاموش رہا جیسے ہی دیو ایرج کے مقابل ہوا بس جھٹ ایرج نے دیو کا ہاتھ پکڑ کے جو پوری قوت سے جھٹکا دیا تو دیو قلیاس منہ کے بھل سامنے آیا بس دیو کا گرنا کہ ایرج اُسکے اوپر چڑھا پیچ گتھ گئے کشتی ہونے لگی کبھی دیو اوپر تھا اور ایرج نیچے اور کبھی دیو نیچے اور ایرج اوپر تا اینکہ تین پہر کامل کشتی رہی اب جو دور سے اہل لشکر نے یہ معرکہ دیکھا سب کے سب سمٹ کر قریب آگئے الغرض ایرج کے ہاتھ سے بائیں شاخ دیو کی ٹوٹی ایک شاخ داہنی تو نور الدہر پہلے ہی توڑ چکا تھا اب دونوں شاخیں ٹوٹ گئیں بائیں شاخ کے ٹوٹتے ہی دیو قلیاس تڑپ کر نکل گیا اور روتا چیختا چلاتا ہوا بھاگا اور گھبرایا ہوا ملکہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ملکہ رقیب چار نرہ ہیں تو اب کبھی نہ جاؤنگا ایک شاخ تو نور الدہر توڑ چکا تھا ایک شاخ اُسنے توڑ ڈالی معلوم ہوا آدم زاد بہت زبردست ہوتے ہیں اور خواجہ عمرو سے پوچھا کہ آغا بلبل جب نور الدہر نے میری داہنی شاخ توڑ ڈالی تھی تو تمنے درست کر دی تھی اب میری بائیں شاخ ایرج نے توڑ ڈالی ہے وہ بھی درست کر دوگے خواجہ نے کہا کہ ہاں دیو قلیاس درست کر دینگے اب ایرج کا حال ملاحظہ فرمایئے کہ اس کشتی میں شام تو ہو ہی گئی تھی ایرج نے دیکھا کہ اب تو شام ہو گئی اب رات کو کہاں پہاڑ پر چڑھیں صبح کو سمجھا جائیگا یہ سوچ کر اہل اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ای پہاڑ یو آج تو تم دیو قلیاس کی بدولت بچ گئے کل بھلا میرے ہاتھ سے چھوٹ کر کہاں جا سکتے ہو بعد شیر اعظم کل صبح کو تم سب کا خاتمہ ہی کر دونگا یہ کہکر بلبل بازگشت بجا کر افسوس کرتا ہوا واپس پھرا کہ ہائے افسوس آج دیو مفت ہاتھ سے نکل گیا اگر اسکو گرفتار کر لیتا تو پھر کیا تھا قہرچہر ضرور ہی ہاتھ لگ جاتی یہ سنکر عامل بن حمید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان شیر اعظم نے تمہاری جان بچائی وہ حرامزادہ نہ ہاتھ آیا تو نہیں سہی ہمکو تمہاری جان کے لالے پڑ گئے تھے شیر اعظم نے تمکو فتحمند کیا اور وہ مردود تمسے مفرور ہوا ورنہ کہاں دیو اور کہاں آدم زاد بھلا تمہارا اُسکا کیا مقابلہ تھا آخر بڑے شکر کا مقام ہے یہ باتیں کرتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے صحبت عیش میں جلوہ افروز ہوئے شراب اُڑنے لگی ناچ ہونے لگا خوشی کی نذریں سرداران لشکر دینے لگے کہ آج ایرج نے دیو سے مقابلہ کیا اور شیر اعظم نے فتحمند کیا ایرج بھی ہنس ہنس کر نذریں لے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہاں آج شیر اعظم ہی نے جان بچائی ورنہ بچنے کی کون صورت تھی مگر بھائیو کل کا معرکہ بہت بڑھ کر ہے اسلیے کہ کل میرا قصد یہ ہے کہ جس طرح ہو اس پہاڑ پر قابض ہو جیئے اور ان اہل اسلام کو گرفتار کیجیے الغرض ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جائے بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی جب صبح طالع ہوئی تو اُدھر شاہزادہ بدیع الزمان اور عقیل ماہر واور طہماس مع جملہ رفیقان خاص قلعہ کوہ پر متمکن ہوئے اور افسران و سرداران فوج مردان آزمودہ کار گھاٹیوں پر مستعد ہو کے بیٹھے اور ادھر سے ایرج بھی مع فوج زیر کوہ آیا اور اُس طرف ملکہ قہرچہر سامنے آکر بیٹھی اور ان آفتاب پرستوں کی پرستش خدا پرستوں پر دیکھکر کمال قلق و ملال ہوا آنکھوں میں آنسو بھر کے خواجہ سے کہنے لگی کہ کیوں خواجہ تم تو کہتے تھے کہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران آئینگے مگر نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ اب تک تو نہ تشریف لائے اور آج یہ بیچارے پہاڑ والے اس کمبخت مسٹنڈے کے ہاتھ سے کاہے کو بچینگے افسوس صد افسوس خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم کوئی خوف نہ کرو ای ملکہ حق سبحانہ تعالے ان سب کا حافظ و معین ہے اکثر اہل اسلام پر ایسی پریشانیاں گذری ہیں اور اس سے زیادہ زیادہ مصائب میں مبتلا ہوئے ہیں مگر پھر بفضل ایزدی بلا دفع ہوئی ہے اور صحیح وسلامت رہے ہیں ای ملکہ تم قدرت خدا کا تماشا دیکھو اور کسی طرح کا غم و ملال نہ کرو ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ ہماری قسمت میں تو غم و رنج کھانا اور قلق و ملال اُٹھانا ابتدا سن سے مقدر ہوا ہے ہم اسکو کیا کریں جب سے ہوش آیا اس حرامزادے دیو کی قید میں مبتلا رہے اور طرہ برین یہ کہ اُس شہریار پر عاشق ہوئے اگرچہ یکجائی نہ تھی مگر دیکھ تو لیتے تھے دل کو تسکین ہو جاتی تھی ای خواجہ دیکھیے سفلہ گری اس چرخ بیدار کی یہ بھی اسے منظور نہ ہوا اُس شہریار کو ہمسے جدا کر دیا اور اُسکے عوض دل پر یہ بلا نازل ہوئی جسے دیکھ دیکھکر کلیجا پھٹتا ہے ای خواجہ یہ لوگ کیونکر اسکے

موںڈی کاٹنے کے ہاتھ سے بچینگے خواجہ نے کہا کہ ملکہ اطمینان رکھو رنج نہ کرو خدا حامی و ناصر ہی یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا
خواجہ رنج تو ہمارا جبھی دور ہوگا کہ جب ہم مرجاینگے یہ سنکر عمرو سمجھانے لگا کہ اچھا دیکھو تو حق سبحانہ تعالے کیونکر انکی نصرت کرتا ہی
کس طرح انکو بچاتا ہی الغرض ایرج نے دامن گردانے آستینین چڑھائین تیغ و سپر ہاتھ میں لیکر پہاڑ پر چلا اور پکار کر کہا کہ ای
خدا پرستو آج میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے مین آیا یہ کہکر چلا اور اُدھر سے تیر چلنے لگے ایرج تیرون کو خنجر سے کاٹتا ہوا آگے
بڑھا اور دو تین گھاٹیان لے لین اب ایک غل ہو گیا کہ آج ایرج آپہونچا اور ایرج برابر پہاڑ پر چڑھتا چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے
ایرج کے دیلم شاطر زنگی اور کلید جہنم وغیرہ بھی پہاڑ پر چلے آتے ہین اور ادھر ملکہ قمر چہر ہفت منظر ہم سے دعائین مانگ
رہی تھی کہ پروردگار تو ہی ان بیکسون کا حامی و کفیل ہی اور تو ہی بچانے والا ہی ای مالک میرے تیرا ہی سہارا ہی ای خدا یہ
خاص تیری پرستش کرنے والے تیرے ہی حوالے ہین اس وقت بیکسی مین تو ہی انکا حافظ ہی پروردگار ان سب کے حال
پر خلال پر ترحم فرما اور اس بلا سے بد سے انکو نجات عطا فرما اور اُدھر شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل باہرو اور طہماس اور جملہ
اہل اسلام دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی تیرے سوا اس وقت بیکسی مین کسکو پکارین اور کسکا سہارا
تکین ای مالک ہمارے تو ہی ہمارا حامی و کفیل ہی اور تو ہی ناصر و معین ہی تو ہی خالق ہی اور تو ہی حافظ ہی بار الٰہا اب اس وقت
بیکسی مین نہ کوئی حامی اور نہ کوئی ناصر اس پہاڑ پر بیکس و بے پر پڑے ہوئے ہین اور چار طرف سے گھرے ہوئے ہین خداوندا
واسطہ اپنی کبریائی کا اور واسطہ اپنی خدائی کا ہم سب کو اس بلا سے نجات دے خداوندا واسطہ اپنے بندگان خاص کا اور
واسطہ اپنے پیغمبران اولو العزم کا تو ہم سب کو اپنے دامن رحمت مین امان دے کہ اس وقت ہم کسی طرف جا نہین سکتے تیری
جانب امید ہی اور تیری ہی طرف رجوع ہین اشعار خداوندا بشم راروز گردان + چو روز اندر جہان فیروز گردان + شبے دارم
سیہ چون بخت نومید + درین شب رو سفیدم کن چو خورشید + یہ دعا کر رہے تھے اور برابر گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری
کر رہے تھے کہ یکایک کیا دیکھتے ہین کہ جانب صحرا سے تتق گرد کا اٹھا کہ سپہر دوار اور چرخ ہیدار کو تاریک کر دیا شعر گرد دامن
دشت تا کوہ داد رنگ + گرد سے بہ تماست طوطیا رنگ + القصہ جس وقت چادر گرد کی پھٹی اور میدان صاف ہوا تو کیا دیکھتے ہین
کہ شاہزادہ چین و ماچین خاقان ابن الخاقان بہرام بن خاقان چین رفیق قدیم حضرت امیر حمزہ صاحبقران اسی ہزار جنود ین
سے پہونچا اور قریب دامن کوہ آکر نعرہ کیا کہ باش او آفتاب پرست باش او عدو سے خدا پرست ایرج بد نہاد نامرد و
بے بنیاد ارسے جلد پھر وہان سے اور جلد قدم ہٹا وہان سے ورنہ تیرے کل لشکر کو تباہ و برباد کر دونگا اور ایرج اس وقت
تین مورچے لے چکا تھا کہ بہرام قریب آپہونچا ایرج نے جو مڑکے دیکھا کہ بہرام بالکل قریب آگیا بس یہ دیکھا ایرج نے
پشت دست دانتون سے کاٹا کہ افسوس صد افسوس بہرام کس وقت پہونچا ہی کہ جب مین پہاڑ لے چکا تھا اے دل کی
آرزو دل ہی مین رہ گئی مصرع قسم را کہ نشان داد دلارا کہ خبر کرد + یہ کہتا ہوا پہاڑ سے اترا اور طبل بازگشت بجواکر وہان سے اپنے آیا
اور اپنے خیمے مین داخل ہوا بہرام نے پہلے کچھ آذوقہ پہاڑ پر بھیجا اور بعد اسکے خود پہاڑ پر گیا بدیع الزمان کا سامنا ہوا
دونون رسم مودت و محبت بجا لائے باہم بغلگیر ہوئے مزاج پرسی کے بعد کرسیون پر بیٹھے نور الدہر کا حال پوچھا بدیع الزمان
نے کل حال نور الدہر کا بیان کیا بہرام سنکر نہایت متاسف و متالم ہوا بعد اسکے بدیع الزمان نے کل حالات ایرج کی
بے مروتیون اور گستاخیون کے بیان کیے یہ سنکر بہرام نے کہا کہ خیر یہ آفتاب پرست بڑا بیمروت نکلا جائیگا کہان دیکھو تو
کیسی سزا دیتا ہون کہ یہ آفتاب پرست تمام عمر یاد کرے اور بطور کافی تسلی و دلاسا دے کر پہاڑ پر سے اتر کر اپنے خیمے مین
داخل ہوا یہ حال دیکھکر عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ای قمر چہر دیکھا تمنے قدرت خدا کو وہ بچاتا ہی تو یون بچاتا ہی دیکھو اسنے
بدیع الزمان وغیرہ کو بچا لیا اور دفعتہ کیسا مین بہادر کر دیا کہ جسکی صورت دیکھکر ان آفتاب پرستون کے قدم اٹھ گئے ای

ملکہ قمر چہر نے ایسے کارنامے بہت دیکھے ہین کہ اکثر اہل اسلام اس سے سخت تر ین مصائب مین مبتلا ہو ہو گئے مگر حق سبحانہ تعالی نے ہونہین ان سب کو بچا بچا لیا اور کسی طرح کی کوئی گزند نہین پہونچی ملکہ قمر چہر نے پوچھا کہ ای خواجہ آخر یہ ہی کون شخص مجھے کچھ بتلاؤ عمرو نے کہا کہ ای ملکہ یہ بادشاہزادہ چین ہی بہرام اسکا نام ہی حمزہ صاحبقران کا رفیق بالتخصیص ہی مگر اتنا زور آور نہین ہی کہ ایرج پر غالب آسے اور اسپر فتح حاصل کرے یہ سنکر ملکہ قمر چہر کو انتہا کا رنج گذرا اور کمال قلق ہوا ادھر ایرج جو پھر کر خیمہ مین آیا پوشاک رزمی اُتار کر لباس بزمی زیب بدن کیا اور صحبت مین بیٹھا حامد بن حمید سے کہا کہ ای حامد مین ہر روز جاتا ہون اور ہر چند کوشش کرتا ہون کہ ان خدا پرستون کو قتل کر دون مگر عجب طرح کی بات ہی کہ ایک نہ ایک رخنہ اس قسم کا ہو جاتا ہی کہ مین بیبس ہو جاتا ہون اور مجبوری ہو جاتی ہی اور یہ بچ جاتے ہین مگر خیر کہان تک بچینگے اور کہان تک چھپینگے ایک نہ ایک روز ان سب کو قتل کر دونگا چھوڑونگا نہین یہ سنکر حامد بن حمید نے کہا کہ ای ایرج پھر ان خدا پرستون کے قتل کی کیا جلدی ہی اور اُنسے متعرض ہونے کی کیا وجہ ہی اور کیا حاصل ہی مطلب تو دیو قلیاس سے ہی اگر وہ ہاتھ لگ جاے تو ملکہ قمر چہر ابھی دستیاب ہو جاے اور پھر کوئی دقت نہین ہی اُسی کی فکر کیون نہ کیجاے اور ان ساری کوششون کا اثر دیو قلیاس ہی پر کیون نہ ڈالا جاے جو صرف ایک ذراسی بات کی بات کے لیے پہلے انکا مقابلہ کر کے قوت کو کم کیا جاے اور بعد اُسکے دیو قلیاس سے بکمزوری مقابلہ کیا جا کیونکہ جب پہلے ان خدا پرستون سے مقابلہ ہوگا تو ضرور فوجی قوت کم ہو جائیگی پھر باین کم قوتی دیو قلیاس کا مقابلہ کیونکر ممکن ہی بہتر یہ ہی کہ پہلے دیو قلیاس ہی کی خبر لیجاے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ہان تمنے خود دیکھ لیا کہ وہ بھی میرے ہاتھ سے نکلگیا اور بھید مین اگر چھوٹ گیا مگر خیر سمجھ لیا جائیگا اگر یہ زاغظم نے اعانت کی تو اُسکو بھی گرفتار کرتے ہین اور جب وہ ہاتھ آگیا تو پھر ملکہ قمر چہر کا ملنا کتنی بڑی بات ہی مگر جب تک ان خدا پرستون کو قتل نہ کرلونگا مجھے چین نہ پڑیگا مین بغیر مارے ان سب کو نہ چھوڑونگا یہ کہکر خوب نشہ شراب مین چور ہو کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا ہرکارون نے یہ خبر بہرام کو بھی پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی یہ سنکر بہرام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا دیا جاے بموجب حکم اُسی وقت طبل جنگ لشکر بہرام مین بھی بجایا گیا شب بھر دونون لشکر دین مین غلغلہ رہا جب صبح ہوئی تو دونون لشکر معرکہ آراے میدان نبرد ہوے ایرج خود میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی اس طرف خود بہرام مرکب خوشخرام پر سوار ہو کر مقابل ایرج ہوا ایرج تگاور زن ہوا اور چھٹر سپر کی سپر پر تیغ پڑی مرکب برابر سے پیچھے ہٹے رانون مین مسلکر مرکبون کو ایک دوسرے سے مقابل کیا بہرام نے کہا کہ ای ایرج خیالی تو کر تجھے اور شاہزادہ نورالدہر سے کیا رشتہ اور نسبت اور کیسی ملاقات ہی [illegible] ایک دم سے ایسے پھر وتی سے کے پردے آنکھون پر ڈال لیے کہ بالکل خیال و پاس نہین رہا گویا نورالدہر سے واقفیت ہی نہ تھی ایرج نے کہا کہ ای بہرام تجھے خود خیال نہین کیا یہ مقدمہ ناموس کا ہی میرے ملازم کا ناموس خیمہ بدیع الزمان کے سامنے تھا مین نے بدیع الزمان سے ہر چند کہا اور سمجھایا کہ تم یہان سے چلے جاؤ یا دو چار کوس ہٹکر اپنا خیمہ برپا کرو بدیع الزمان نے ایک نہ مانا اور تعجیل با پرو نے ساعت کی اُسوقت مین مجبور ہو گیا اور تاب تحمل ہاتھ سے جاتا رہا اور سنو ای بہرام کسی کو اپنا ناموس دکھانا گوارا ہوگا اور حامد بن حمید ملازم کیسا میرے لشکر کا بادشاہ ہی اُسکا ناموس گویا مجھے کیونکر گوارا ہوتا یہ سنکر بہرام نے کہا کہ ای ایرج کچھ خیال کر اور دماغ کو درست کر جبکہ نورالدہر عاشق ہی اسکی نسبت تو یہ کہ میرے ملازم کا ناموس ہی ارے کمبخت تجھے خود تو اسطرف نگاہ اُٹھا کر دیکھنا سخت نازیبا ہی نہ کہ تیرا ابھی ایک ملازم یہ کلام بہرام کا سنکر ایرج برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای بہرام کیا مین کوئی نورالدہر کا دلیل تھا جو اُس سے دبا جاتا اور اول تو مجھے خبر ہی کب تھی کہ نورالدہر یہان عاشق بنا ہوا بیٹھا ہی حامد بن حمید زنگی ملکہ قمر چہر کی تصویر پر مدت سے عاشق تھا جب مین نے حامد کو زیر کیا تو حامد نے یہ شرط کی تھی کہ ای ایرج اگر تو میری معشوقہ کو مجھے دلوا دے تو البتہ مین آفتاب پرست ہوتا ہون مین نے اس شرط کو منظور کر لیا تھا اور اسی

وعدہ پر مین اُسکو یہان لایا اب مین دیو کو مار کر ملکہ قمر چہر کو دلوا دونگا خیر اب بہتر یہ ہی کہ تو ان سبھون کو پہاڑ سے اُتار کے جہان
چاہے لیجا مین معترض اور مزاحم نہ ہونگا اور نہین تو ای بہرام یہ یاد ہی رکھنا کہ پھر اگر امیر حمزہ صاحبقران بھی آ پہنچینگے
تو اُنکو بھی نہ ٹھہرنے دونگا بہرام یہ سُنکر نہایت خشمناک ہوا اور نہایت غصے سے کہنے لگا کہ ای آفتاب پرست تجھے ابھی
خبر معلوم ہو جائیگا ایرج نے کہا کہ بہرام سنبھل تو بھی ان سب کے ساتھ جا ملنا ہی چاہے جا کنارے بیٹھ رہ اور اپنی خیر منا
کیون شامت آئی ہین اور اگر کچھ دم داعیہ ہو تو آگے بڑھ اور جو حربہ تیرے پاس ہو بلند کر بہرام نے کہا کہ یہ ہمارا معمول نہین
ہی اگر تیرا جی چاہے تو تو پہلے وار کر اگر تیرے حملے سے خدا نے بچا لیا تو پھر مین بھی حربہ کرونگا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ خیر بہتر ہی خبردار
وہوشیار یہ کہکر ایرج نے بہرام کے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر روکا کئی گھنٹے تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار
ایرج نے نیزہ بہرام کا نکالدیا گرز بازی ہونے لگی کئی گھنٹے تک عمود بازی ہوا کی کہ اُسی عمود بازی مین گھوڑا بہرام کا
مارا گیا آخر کار نوبت بہ تیغ زنی رسید شام تک تیغ زنی ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ بہرام ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر اُسی غصے مین جو
بہرام نے پوری قوت سے تلوار ایرج کے ماری تو سپر کو کاٹ کر ایرج کے سر پر پڑی کوئی دو اُنگل کا زخم آیا ایرج نے
جھنجلا کر دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی طبل بازگشت بجا دیا گیا
دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین واپس آئے بہرام تو بیہوش تھا لوگ اُسے لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے لیکن ایرج تو میدان کارزار
سے نہایت ہی خوش خوش اپنی بارگاہ مین آیا جلدی جلدی زخم مین ٹانکے لگوائے اور پھر حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے
بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا ہرکارون نے بدیع الزمان کو یہ خبر پہونچائی بدیع الزمان نے بھی حکم دیا کہ اس طرف بھی نقارہ
رزمی بجایا جائے بموجب حکم اس طرف بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو ایرج پہاڑ کے نیچے آیا کہا
کہ ای خدا پرستو آج میرے ہاتھ سے چھوٹکر کہان جاؤگے روز بچ بچ چلے آتے ہو اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ اگر زندگی ہی تو آج بھی
اسی طرح بچینگے اگر قضا آئی ہوگی تو تو کیا مردود ہی رستم تو کچھ بنا نہین سکتا تو ہی کس بھلاوے مین اور ادھر ملکہ قمر چہر ہفت منظر
سے بیٹھی دیکھ رہی تھی خواجہ سے کہنے لگی کہ اس موئے کا سر کوئی نہین کچلتا اور کوئی اسے سزا نہین دیتا یہ موا ان بیچارون پر ظلم کر رہا ہے
ای خداوند واسطہ اپنی خدائی کا جلد اس موئے کے زور کو ڈھا دے تیری لاٹھی بے آواز ہی خداوندا اس مردے موئے کی ڈاڑھی کاٹنے
کیسا سر اُٹھایا ہوا رہے ایک تو وہ سب اس شہریار کے غم مین مبتلا ہین دوسرے وہ سب زخمی ہین اور اُسپر اس کمبخت کو
کسی طرح کا رحم نہین آتا ہے کمبخت خدا ہی تجھے سمجھے اور تیرا ستیاناس جائے خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم خاطر جمع رکھو یہ سب
زندہ و سلامت رہینگے کوئی بال بھی انکا نہ بیکا کر سکیگا تم ناحق رنج و ملال کرتی ہو القصہ ادھر تو ایرج نے جانب کوہ رخ کیا
دامن گردانے چڑھا کر سپر تلوار ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چلا اور اُدھر اہل اسلام دعائین مانگنے لگے کہ خداوندا اپنا رحم ہم مسلمانون
کے حال پر شامل فرما ہمکو اس بلائے بد سے نجات دے اسوقت بیکسی ہین سوائے تیرے کسکو پکارین اور کسکی حمایت اور
دامن رحمت مین چھپین فانت حسبنا و نعم الوکیل ابھی پوری دعا اہل اسلام کی تمام نہ ہوئی تھی کہ یکایک ایک گرد جانب صحرا سے
نمودار ہوئی بدیع الزمان نے چند ہرکارون کو استفسار و استخبار کے لیے روانہ کیا کہ دیکھو جا کر یہ گرد کیسی ہی اور کون
آتا ہی اور ایرج بھی مڑ مڑ کے دیکھنے لگا کہ خداوندا یہ گرد کیسی ہی اور کیا معرکہ ہی کہ یکایک دامن گرد کا شق ہوا دیکھا
کہ چھ سو علمدار با علمہائے زرفشان چلے آتے ہین پھریرے اُنکے آبی رنگ کے ہین مچھلیان رُپہلی اور سنہری پھریرون پر
بنی ہوئی ہین علمدار بھی آبی لباس پہنے ہوئے ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے ہین اور جھولین ہاتھیون کی بھی آبی رنگ کی زردوزی کام
اُنپر بنا ہوا مستکون پر آئینے حلبی بندھے ہوئے عجب شان دکھلا رہے ہین زنجیرین بندھی ہوئی ہین خرامان خرامان جھولتے ہوئے آتے ہین
اور پیچھے اُنکے ہتھنالین شترنالین فیلبانان باانون کی ہول خاصبردارون کے ہمراہ تزک و احتشام سے چلے آتے ہین اور آگے

فوج کے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے فوجی لگل ہوتا ہوا چلے آتے ہین اور آگے آگے داراب کشورکشا پیچھے پیچھے تخت پر کشور شاہ
غل و زنجیر مین گرفتار چلا آتا ہی جو ہرکارے بدیع الزمان نے بھیجے تھے اُنھون نے فوج سے استفسار کیا کہ یہ کون بزرگ ہی
جو پابزنجیر کروفر تخت شاہی پر چلا آتا ہی اور اسکے مسلسل ہونیکی کیا وجہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ داراب کشورکشا ہی جو آگے
آگے چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے کشورکشا ہی ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر دیوانہ ہوگیا ہی اور جوش عشق مین آپ سے بے آپ ہوگیا ہی
اس واسطے اسکو مسلسل کر لیا ہی داراب شاہ اُسکو لیکر اسلیے آیا ہی کہ ملکہ قمر چہر کو اس سے ملادے کہ یہ جنون اسکا جاے
الغرض جب داراب قریب کوہ آیا تو آواز گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری کی سُنی دریافت کیا کہ اس پہاڑ پر کون ہی اور اسقدر
بیقراری کی کیا وجہ ہی معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل نامور اس پہاڑ پر ہین نہایت درجہ زخمی ہو رہے ہین اور
ایرج نے اُنپر چڑھائی کی ہی وہ بیچارے انتہاے اضطرار مین بدرگاہ جناب باری بصد بیقراری مناجات کر رہے ہین اب
جو غور سے دیکھتا ہی تو کیا دیکھتا ہی کہ فی الواقع ایرج مع فوج زیر کوہ کھڑا ہوا ہی اور چین جبین سے آشکارا ہی کہ اسکا قصد
یہ ہی کہ پہاڑ پر چڑھ کے مقیمان کوہ کو قتل کرے بس یہ حالت ملاحظہ فرماکے مرکب کو چمکاکر آگے بڑھا اور پکارا کہ او ایرج
بدنہاد ہٹ اُس طرف سے اور جلد پھر وہانسے ہرگز یہ طریقہ بہادرون کا نہین ہی کہ زخمیون پر چڑھائی کرین اور حالت
بےبسی مین کسی سے مقابلہ کرین اسکے تئین کچھ بھی اوسے غیرت وحمیت ہی یا نہین یہ کلام داراب کا سُنکر ایرج اُدھر سے
پھرا اور کہنے لگا کہ اے داراب تجھے کشتنی تعجب ہی کہ تم کب سے انکے دوست بن بیٹھے اے داراب خیال تو کرو کہ یہ کون لوگ
ہین ارے یہ وہی تو ہین کہ جنھون نے تمکو ولیسے محسن کو ہمارے تمھارے پاس سے نکلوا دیا ارے انکو تو وہان مارے جہان
پانی بھی دستیاب نہ ہو اور تم انکے ساتھ یہ دوستی کا برتاؤ کرتے ہو تمھاری دانش و فراست سے بہت بعید ہی داراب نے کہا
کہ مین تو انکی طرفداری ہرگز نہین کرتا اور نہ انکے میرے دوستی ہی نہ کوئی غرض مطلب ہی مگر یہ نہ ہوگا کہ ایسی حالت مین جبکہ
وہ بےبس اور مجروح ہین تو انکو ایذا پہونچاے کیونکہ یہ آداب سپاہیانہ کے بالکل مخالف ہی اور کوئی جوانمرد اور سپاہی ایسی
حرکت نکریگا کہ کسی سپاہی کو حالت مجبوری مین قتل کرے یا گرفتار کرے اسلیے کہ اگر حالت مجبوری مین کسی سپاہی کو قتل کیا یا
گرفتار کیا تو سواے اسکے کہ لوگ نامرد اور بودا کہینگے اے ایرج اس ارادے سے باز آؤ جس وقت وہ اچھے ہو لینگے اور یہ
حالت بیکسی اُنپر سے رفع ہو جائیگی اُس وقت تمھین اختیار ہی پھر ہم مانع نہ ہونگے مگر اسوقت ہم تمھین پہاڑ پر نہ جانے دینگے
اور اگر تم انصاف سے خیال کرو تو مین تمھاری ہی دوستی کرتا ہون اس واسطے کہ تمکو اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہون
کہ جسکو خلقت بد کہتی ہی اور اسکی اگر خیال کرو تو وہ بھی بڑے بہادر لوگ ہین تم سے کوئی پایہ کمی کا نہین رکھتے ہین اتفاقات روزگار
اسوقت وہ ناچار ہو گئے ہین بس تمکو بھی ایسے وقت مین مزاحمت کرنا خلاف ہمت وجرأت ہی اسوقت اُنکے قتل سے باز آؤ یہ
کلام داراب کا سُنکر ایرج نے کہا کہ سُنو اے داراب مین نے ہرچند انکو منع کیا اور سمجھایا کہ دیکھو تم یہان سے چلے جاؤ
دو چار کوس ہٹکر خیمہ استادہ کرو کہ میرے ملازم کا نام یہان سے قریب ہی اُنھون نے مطلق خیال نہ کیا اور ایک دل لگی
سمجھکر ٹال دیا یہ سُنکر داراب بول اُٹھا کہ کیا خوب یہ تو بات ہی اور نئی اُپج ہی آپ جنگل پر اپنی حکومت بٹھاتے ہین اور صحرا پر
نگاہ وخفا کرتے ہین جیسے اب ایک مین ہی آیا ہون میرے اُٹھانے کی بھی تمکو ناگوار ہوگا اور تمکو بھی یہان نہ اُترنے دوگے اے ایرج
یہ تمھین کیا سوجھی ہی ایک ذرا ہوش مین آؤ حواس درست کرو عقل سے کام لو یہ کیا سوجھی ہی مین تو صاف بات خوب جانتا ہون
اور کسی کی لگی لپٹی نہین رکھتا اور صاف ہی صاف کہونگا تم چاہے خوش ہو اور چاہے ناراض ہو میان تمکو تو اپنے کینہ و بیر ہی
اچھا اگر یہی تو ہے اسوقت تو ہین تمکو پھر گرو اُنپر نہ جانے دونگا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تم بھی بر سر فساد آئے ہو
مین تو یہ چاہتا تھا کہ میرے تمھارے دوستی ہی قائم رہے اور نہ بگڑے مگر تمکو خود نہین منظور اور تمھاری بھی خواہش ہی کہ جیسے

تمہیں برے اور رنج و ملال ہو تو خیر میں مجبور ہوں کیا کروں میں تو پھر کہہ گیا تمہارے کہنے کو نہ مانونگا اور ایک نہ سنونگا یہ سنکر داراب
نے کہا کہ سنو اے ایرج اول امر تو یہ ہے کہ کوئی بہادر اور کوئی دلاور یہ نہ دیکھ سکیگا کہ کسی غریب و بے بس پہ کوئی ظلم کرے دوسرے
یہ کہ میرا بادشاہ بھی تو ملکہ قمر چہرہ پر عاشق ہے تو کب گوارا ہوگا کہ رقیب یہاں رہے پھر بے تمہارے تو فساد اور رنج ہر نوع
رکھا ہوا ہے کہیں لینے تھوڑی جاتا ہے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اگر یہی بات ہے تو میں بھی کوئی پروا کسی کی نہیں رکھتا اور کسی قسم کا خوف نہیں
رکھتا واقعی میں کسی کو یہاں نہ آنے دونگا نہ ٹھہرنے دونگا اسکا کہنا کیا ہے اب ایک بات ظاہر ہی ہے یہ سنکر داراب نے کہا کہ
خیر بہتر ہے جو تجھسے ہو سکے تو قصور نہ کر اور جو بنا سکے بن سکے ہمیں کوتاہی نہ کر پہلے میرے تیرے ہی فیصلہ ہو جاوے تو اچھا ہے اور
بہت انسب ہے ایرج نے کہا کہ ہم تو ہر حیثیت چاہتے ہیں اور یہ بہتر اعظم یہی خواہش ہے کہ تمسے تمسے نہ بگڑے اور لڑائی نہ ہو مگر جب
تمہارے یہ ارادے ہیں تو خیر کیا مضائقہ ہے یہیں کو دیکھیں میدان بڑھو آگے یہ سنکر داراب نے برچھا اپنا اٹھایا لیکن اس طرف
عمرو اور ملکہ قمر چہرہ بھی سامنے سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ملکہ قمر چہرہ نے پوچھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہے جو ایرج سے یوں گفتگو کر رہا ہے
خدا ایسا کرے کہ اس مردے کا بھی سر بکلی تحت الثریٰ کو پہونچا دے خواجہ نے کہا کہ ملکہ یہ داراب ہے اور دوسرا شخص
داراب شمشیر کشا ہے جبکہ میں ایرج کے پاس سے نکلا ہوں تو میں اسی کو صاحبقران بناکر حمزہ سے لڑوانے لایا تھا بڑا بہادر
اور صاحب ہمت و حوصلہ ہے اور نہایت ہی حسین و خوبصورت ہے ایسا بہادر کم دیکھا گیا ہے تمہاری طبیعت تو اسپر ضرور ہی
آئی ہوگی ملکہ نے کہا کہ بس خواجہ بس ایسی باتیں مجھسے نہ بنایا کرو یہ باتیں کسی اور ہی سے کیا کرو واہ خواجہ تمہاری بھی جو
حرکتیں ہیں وہ فضل خدا سے ایسی ہی ہیں واہ واہ وارے خواجہ میں تو ایسے ایسے ہزار حسین و خوبصورت شاہزادہ نور الدہر
کے ناخن پا پر سے صدقہ کرتی ہوں خدا اُسکو پھر زندہ و سلامت جیتی زندگی میں دکھا دے تو جانوں یہ کہکر ملکہ قمر چہرہ آنکھوں میں
آنسو بھر لائی اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہنے لگی کہ اے خدا مجھے جیتی زندگی شاہزادے کے دیدار سے مشرف کر دے
تو میں جانوں ادھر تو یہ گفتگو ہے ادھر داراب اور ایرج سے خوب نیزہ بازی ہوئی دونوں برابر رہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہی
استاد کے سکھائے ہوئے ہیں یعنے ان دونوں کو فنون سپاہگری میں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے تلمذ ہے الغرض بعد گرز بازی
کے تیغ زنی ہونے لگی تا اینکہ ایرج نے خوب بھلا دا دے کر خوب پوری چوٹ تاک کر ایک تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر داراب
کے سر پر آ پڑی اور تا دو ابرو کاٹ گئی زخم بہت کاری لگا داراب نے دستانہ مارا تلوار تو چھنا کر نکل گئی مگر خون کی چادر
سر سے جاری ہوئی داراب نے نہایت پھرتی سے بعجلت تمام اپنے زخم کو باندھ کر جو ایرج پر تلوار لگائی تو سپر کو
کاٹ کر سر پر آئی تھی کہ ایرج نے خالی دی اور سر اپنا ہٹا لیا تلوار گردن مرکب پر آئی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی ایرج گھوڑے
پر سے کود پڑا اور داراب بیہوش ہو گیا ایرج نے آواز دی کہ زدم ولیت کردم جلد داراب کو اٹھا لے جاؤ یہ آواز
سنکر لوگ داراب کو پالکی پر ڈالکے لیگئے یہ حال دیکھکر ملکہ قمر چہرہ بہت اداس ہوئی اور ایرج کو کوسنے لگی کہ خداوندا
اس موذی کالے کا جلد ستیاناس کر یہ موا مسٹنڈا کسی طرح نہیں مارا جاتا اور کوئی اسکا سر نہیں کچل سکتا جو اسکے مقابلہ
ہوتا ہے مجروح ہوتا ہے خداوندا یہ کیا سحر ہے اور کیا ساحرہ ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ تم ہراساں نہ ہو اور گھبراؤ نہیں انشاء اللہ العزیز
شاہزادہ نور الدہر ہی آکر اسکی درستی کریگا اور وہی اسکا سر کچلیگا اور حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی اب آتے ہی
ہونگے لیکن ایرج بزیر کوہ آکر اہل اسلام کو پکارا کہ اے خدا پرستو آج بھی تم داراب کے سبب سے بچ گئے خیر کل کہاں
میرے ہاتھ سے جاؤ گے یہ سنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ جا دور بھی ہو ارے خدائے ما بزرگ است وہی بچانے والا ہے
اگر ہماری زیست ہے تو وہ ہر نوع ہمیں بچائیگا اور تو ہر روز واپس جائیگا یہ سنکر ایرج نہایت ہی غیظ و غضب میں
بیچ و تاب کھاتا ہوا پھرا اور اپنے خیمے میں بیٹھتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا رات تو جوانوں

گذر گئی صبح کو ایرج نے پہاڑ پر پرسش کی اور لڑ بھڑ کر گھاٹیاں لے لیں یہ حال دیکھکر اہل اسلام میں ایک تہلکہ مچ گیا اور ایک
تلاطم پڑ گیا کہ اب یہ آفتاب پرست آیا اور اب آیا بدیع الزمان اور عمل پور طہماس کے زخموں پر مرہم کی پٹیاں چڑھی ہوئی
تھیں مگر نام خدا لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور تلواریں ہاتھوں میں لیکر کہنے لگے کہ آتا ہے تو آنے دو ہم لڑینگے اس بدبخت سے اور ہم سمجھ
لینگے اس آفتاب پرست کا خداوند اور مالک و حامی ہے مگر غصے میں جو اُٹھے ٹانکے زخموں کے ٹوٹ گئے اور بیہوش ہو کر گر پڑے
اور ایرج اب قریب پہونچکر لڑنے لگا لیکن اُدھر ملکہ مہر چہر دست بدعا ہے کہ خداوندا تو ان بیکسوں پر رحم و کرم فرما اور ان بیچاروں
کی جانوں کو بچالے اور ادھر اہل اسلام دعا و پکار رہے ہیں کہ ای ناصر و معین مدد کر اور اسوقت ہماری خبر لے سوائے تیرے
کسکو پکاریں اور کسکے پاس فریاد لیکر جائیں کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد نمودار ہوئی جب گرد پھٹی تو معلوم ہوا کہ اسد بن
کرب غازی بارہ ہزار سواران جرار سے آتا ہے اور چالیسوں رفیق اسد کے ہمراہ رکاب ہیں القصہ اسد بن کرب قریب آکر
اپنے رفیقوں سمیت تلوار کھینچکر لشکر ایرج پر گرا بہت سے لوگوں کو قتل کیا بہت سے خیمے لشکر ایرج کے گرادیے اور جلادیے
یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ اسد بن کرب بارہ ہزار سواروں سے آپہونچا اور بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کیا کئی ایک خیمے جلادیے
کمال درجہ آزردہ خاطر ہو نصر طرادول سے کہا کہ ای نصر طرادول جلد جاکر اس دیوانے کو باندھ لا اور دیر نہ کر میں خود جاتا مگر مجبور
ہوں کہ یہ معرکہ عنقریب فتح ہوا چاہتا ہے اگر میں چلا گیا تو پھر یہ معرکہ رہ جائیگا یہ سنکر نصر طرادول اسی وقت روانہ ہوا بعد روانگی
نصر طرادول کے ابن صبا کو بھی روانہ کیا کہ تو بھی جلد جا اور اس دیوانے کو جلد پکڑ لا یہ سنکر ابن صبا بھی عقب میں نصر طرادول کے
اسد کو للکارتا ہوا چلا آتا ہے کہ او دیوانے کہاں جاتا ہے ٹھہر کہ میں آپہونچا او اسد کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ میں آپہونچا
القصہ قریب آکر اسد پر ایک تلوار ماری اسد نے پشت تیغ پر روک کے جو ایک ہاتھ نصر طرادول کے جمایا تو سپر کو کاٹ کر سر پر
بیٹھا کہ تا دو ابرو اُتر گیا نصر طرادول جھٹ پٹ زخم کو باندھ کر بھاگا اسد نے ایک کر اور ایک ہاتھ رسید کیا کہ پہلو بھی
نصر طرادول کا مجروح ہوا اور ہائے کہکر پڑا لوگ بیچ میں آگئے کہ اتنے میں ابن صبا بھی پہونچگیا اور للکارا کہ او دیوانے یہ کونسی
بہادری ہے کہ تو بھاگ بھاگ کر لڑتا ہے تجھے کچھ بھی حیا آتی ہے یا نہیں یہ سنکر اسد نے آواز دی کہ او مردود کیا بکتا ہے کھڑا رہ تیری بھی
قضا آئی ہے تو بھی لیتا جا کہاں جائیگا یہ کہکر قریب ابن صبا کے آکر جو ایک تلوار پوری قوت سے ماری تو اسکا بھی سر کھلگیا جان لیکر
بھاگا اسد نے دوسری تلوار اور ماری کہ اسکا بھی پہلو شگافتہ ہو گیا یہ بھی دو تلواریں کھا کر چلتا ہوا یہ خبر ایرج کو بھی معلوم ہوئی
کہ دونوں اسکے دونوں اسد کے ہاتھ سے زخمی ہوئے سر اپنا پیٹ لیا دیلم شاطر زنگی سے کہا کہ ای دیلم اب تو جا وہ دونوں تو
زخمی ہوگئے تو ہی اسکو گرفتار کر لے دیلم یہ حکم سنکر جھپٹا اور اسد کو للکارتا ہوا بڑھا قریب آکر از پشت نہنگ اسد پر مارا
اسد نے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیے اور دیلم کی کمر پر مارا کہ جیغہ ترکش اور چہار قب کو کاٹ کر کمر پر پڑا کہ خوب کاری زخم
آیا دیلم ہائے کہکے اس پہاڑ کی طرف جھک گیا اسکے اچھے ہی اسد نے ایک تلوار سر پر ماری کہ سپر کو کاٹ کر چار انگل میں
دیلم کے اُتر گئی دیلم تلوار کھا کر پھر اڑی بیٹھا کہ اسد نے ایک تلوار شانے پر ... کی خود میں زخم آیا دیلم نے آواز دی کہ یارو
دوڑو بچاؤ تو اسد نے بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اُسکے آواز دیتے ہی اسد نے اور ایک ہاتھ جمایا کہ گردن دیلم کی قلم ہو گیا
اور دیلم دھڑ سے منہ کے بل زمین پر آیا اسد نے چاہا کہ دیلم کا کام تمام کردوں کہ سونگی بیچ میں آگئے اور دیلم کو بچا لیگئے
لیکن جب یہ خبر ایرج کو معلوم ہوئی کہ اسد نے دیلم کا بھی خاتمہ کیا جہان آنکھوں میں ایرج کی تیرہ و تاریک ہو گیا کہا ہا
افسوس دیلم بھی سخت زخمی ہوا مجبور و ناچار ہو کر اہل اسلام سے یہ کہکر پھر آیا کہ ای خدا پرستو خیر اس دیوانے کا پہلے کام تمام
کرلوں تو پھر سمجھونگا جو دیر کی زندگی ہے وہ ہے پہاڑ کے نیچے اُترا یہ سنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ او کافر خدا ہمیں بچائیگا
کہ ہم اُسی کی ذات پر تکیہ کیے ہوئے بیٹھے ہیں وہی ہمارا معین و حافظ ہے الغرض ایرج پہاڑ سے اُتر کر اسد کی طرف للکارتا ہوا

چلا کہ او دلوا نے کٹہرارہ مین آ پہونچا میرے ہاتھ سے بچکر کدھر جائیگا اسد نے جو ایرج کو آتے دیکھا تو نہایت ہراسان ہوا اور اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ ای یاران من امروز روز فنا من ہست اسلیے کہ اگر آج یہ بزار بچہ میرے ہاتھ سے نہ مارا گیا تو آج مین اپنی جان ضرور دیدونگا یہ سنکر سبھون نے عرض کیا کہ حضور مضطر و پریشان و ہراسان نہ ہون ابھی تو وہ آفتاب پرست دور ہی چلے چلیے اسد نے جواب دیا کہ مین اُس سے خائف تھوڑی ہون اور یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کے دوڑا اور للکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری ہوشیار باش کہان جائیگا میرے ہاتھ سے آج تو مین بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا دیکھ خبردار ہو کہ آج تیری قضا آپہونچی او نامرد کٹہرارہ یہ کہتا ہوا ایرج کے برابر مثل شیر غضبناک کے آیا اور آتے کے ساتھ ہی نہایت پھرتی سے ایک تلوار ایرج پر ماری کہ ایرج کو سنبھلنا دشوار ہوگیا مگر جون تون سپر پہ دار اسد کا روکا سپر تو دو ٹکڑے ہوئی ایرج نے سر اپنا گھوڑے کے پٹھے پر رکھ دیا تلوار اسد نوجوان کی گردن مرکب پر اتری کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی اور ایرج پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ گھوڑے سے کودنا مشکل پڑگیا مع مرکب دھڑ سے زمین پر گرا اسد نے اُسی حالت مین ایک تلوار شانے پر ماری کہ شانہ ایرج کا لشانہ ہوگیا اب نیچے ایرج اور اوپر گھوڑا اسد نے گھوڑے کی پشت پر جو ایک ہاتھ مارا تو ایک گھوڑے کے دو کر دیے اور تمام ادھیڑ اُسکا ایرج پر گرا کہ دم اُسکا گھٹنے لگا اسد نے چاہا کہ ایک ہاتھ اور رسید کرکے خاتمہ ہی کر دون کہ حامد بن حمید زنگی نے پکارکر کہا کہ یاران من بدوید ایرج کو اسد مارے ڈالتا ہی ارے بچاؤ ایرج کو یہ آواز حامد کی سنکر ہزار ہا زنگی دوڑ پڑے اسد نے دیکھا کہ اب اگر ایرج نکل آیا تو بچنا دشوار ہوجائیگا اور ایرج کو مارا بھی ایسا ہی کہ بھلا کچھ دنون تو یاد کریگا بس یہ سوچ کر گھوڑا اُٹھا کر روانہ ہوا اور بوق بجادی کہ ای یاران من بدر روید جتنے لوگ ہمراہیان اسد تھے سب ہٹکر اسد کے ساتھ ہوے اور اسد صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہان ایرج کو لوگون نے نہلا دہلا زخمون مین ٹانکے لگوائے جب ایرج کو ہوش آیا تو اپنی حالت دیکھکر نہایت رنج کیا اور کہنے لگا کہ یارو کچھ نہین بن پڑتا کہ اس دلوا نے کی کیا فکر کرون اس کمبخت نے تو ناک مین میرا دم کردیا ہی بھاگ بھاگ کے پھر آتا ہی اور ادھر نکلکر غائب ہوجاتا ہی اور پھر آتا ہی اور دق کرتا ہی کیا کیا رنج اور صدمے اسکے ہاتھ سے مین نے اُٹھائے اور کیسے کیسے افکار و تدابیر کیے مگر یہ کمبخت کسی طرح ہاتھ نہین آتا اور ہر مرتبہ نکلجاتا ہی اور اس طرح بلا کی شکل بنکر ایک آپڑتا ہی کہ مجھے اپنے کو بچانا دشوار ہوجاتا ہی مگر خیر بیر اعظم کی مدد چاہیے سو دن چور کی تو ایک دن شاہ کی بھی ہو ہی جائیگی کسی دن تو پھنسے گا کہ بچ جائیگا آج بھی بیر اعظم ہی نے مدد کی مین بچگیا ورنہ اُسنے تو کوئی دقیقہ میرے قتل مین فروگذاشت نہین کیا تھا اگر حامد بن حمید آواز دیکر ان زنگیون کو نہ بلاتا تو میرا کام ہی تمام تھا واقعی یہ اسد بن کرب عجب سخت بلا ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا بعد اُسکے دلیم شاطر زنگی اور نفیر طرار اول اور راشد صبا کے بھی زخمون مین ٹانکے لگوائے اور پھر حکم دیا کہ طبل جنگ بجادیا جاے بموجب حکم اُسی وقت طبل بجایا گیا اور ہرکارے خبر لیکر روانہ ہوئے کہ ایرج نے طبل جنگ بجوادیا ہی اور یہان کا حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان عجیل ہاہر و طہماس وغیرہ سب کے سب متعجب و متحیر ہین اور کہتے ہین کہ امیر حمزہ صاحبقران نے جو کام اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف مین کیا تھا اُس سے بہتر اسد نے کام کیا واقعی کیا بہادری کی ہی اور کیا دل و جگر اور کیا جیوٹ اور حوصلہ اسد کا ہی واہ واہ کیون نہ ہو آخر کسکا پوتا کسکا نواسا اور کسکا بیٹا ہی اگرچہ ہمنے بھی کیسے کیسے معرکے فتح کیے کیسے کیسے شبخون و روز خون فوج لقا اور کنجاب بن گنجوب پر مارے مگر اس وقت تو ہمسے بھی اسد گو سبقت لیگیا خدا اسکو نظر بد سے بچاے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوادیا بدیع الزمان نے یہ سنکر کہا کہ خیر خدا مالک ہی یہان بھی طبل جنگ بجایا جاے الغرض بموجب حکم بدیع الزمان اس طرف بھی طبل جنگ بجایا گیا شب بھر تیاری رہی صبح ہوتے ہی ایرج مانند شعلۂ جوالہ کے بزیر کوہ آیا دامن و آستینین چڑھاکر سپر تلوار ہاتھ مین لی اور پہاڑ پر چلنے کا قصد کیا ملکہ قمر چہر اور خواجہ ہفت منظر پر آبیٹھے اور تماشا دیکھنے لگے

ملکہ قہر چہرہ نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی مجھکو ہر مرتبہ یہی وسواس دامنگیر ہوتا ہی کہ کہین لشکر بدیع الزمان
پر کوئی آسیب نہ پہونچے خواجہ نے کہا کہ ملکہ مین تمسے سو بار کہہ چکا کہ تم اطمینان رکھو اپر کوئی آسیب نہ پہونچیگا آخر روز مرہ
دیکھا ہی کرتے ہو کہ خدا انکو کس دن سے کیونکر بچا رہا ہی اور کیونکر انکی محافظت کر رہا ہی برابر کئی روز سے ایرج کس کس زور مین
آتا ہی اور کیسی کیسی سخت کوششین کر رہا ہی کہ کسی طرح اپر فتح حاصل کرے مگر ایک نہ ایک ایسی تائید غیبی کہ جسکا سان گمان بھی
نہین ہوتا پیدا ہو جاتی ہی کہ ایرج اپنے ارادے مین کامیاب نہین ہو سکتا ای ملکہ جسنے ابتک بچایا وہی آج بھی بچائیگا بیشک
ملکہ نے کہا کہ خواجہ یہ تو سب سچ ہی مگر یہ تو بتاؤ کہ اسکا انجام کیا ہونا ہی یہ موا تو باوجود ان فاش زکون کے کسی طرح نہین چوکتا
اور کسی طرح اپنے ارادے سے باز نہین آتا خواجہ مجھکو تو جبھی اطمینان و تسلی ہوگی کہ جب یہ موا مسٹنڈا مارا جائیگا اور اسکا
کوئی سر کچلیگا اسکا ستیاناس کر دیگا خواجہ نے کہا کہ گھبراؤ نہین انشاء اللہ شاہزادہ نور الدہر ہی آکر اسے ٹھیک کریگا اور
تمسے ہنسی خوشی آکر ملیگا ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ دعا تو یہی ہی مگر خواجہ جو جیئے گا وہ دیکھیگا ہمکو تو اپنی زندگی سے مایوسی ہی
خواجہ نے کہا کہ ہان ہان ملکہ ایسی فال بد تو منہ سے نہ نکالو تمکو وہم بھی نہین آتا القصہ یہان تو یہ باتین تھین اور وہان
ایرج برابر لڑتا بھڑتا گھاٹیان فتح کرتا پہاڑ پر چلا جاتا ہی اور اہل اسلام بحالت بیکسی و بےبسی مین کس طرح تڑپ تڑپ کر
دعائین مانگ رہے ہین کہ خداوندا کہان تک تیرا شکریہ ادا کرین کہ آج تک تو نے کیونکر اس بلا سے نجات دی اور ہم سب کی
محافظت کی مگر ای خداوند کریم و کارساز ہماری بیکسی تو تجھپر ظاہر ہی کہ ہم کس حالت مین ہین خداوندا آج بھی ہمپر رحم فرما اور
اس بلا سے نجات دے کر زندگی رکھ لے کہ ہم اس وقت بالکل بے دست و پا ہین کدھر جائین اور کسکے دامن امن مین سوا
تیرے چھپین ابھی اہل اسلام یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ یکایک گرد جانب صحرا سے نمودار ہوئی کہ جسنے آسمان کو چھپا دیا خواجہ
نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ دیکھو گرد لشکر نمودار ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مددگار اہل اسلام آتا ہی انشاء اللہ العزیز سزا سے
مقتول ایرج کو دیگا ملکہ نے کہا کہ خدا آمین کند خواجہ تمہارے منہ مین گھی شکر ارے ہان کوئی آواز غیبی ایسا پیدا ہو کہ جو
اس مردود کا سر کچلے کہ یکایک چادر گرد شق ہوئی اور سامنے سے نقابدار یاقوت پوش چالیس ہزار سواران جرار سے پیدا ہوا
اور آتے ہی نعرہ کیا کہ او کرپاس فروش بچے بازاری او مردود جلد اتر پہاڑ پر سے اور جلدی پھر وہان سے ورنہ مین تیرے
کل لشکر کو تباہ و برباد اور قتل و قمع کر دونگا یہ آواز سنکر ایرج نے اپنا زانو پیٹ لیا اور پشت دست کو دانتون سے کاٹ لیا اور
کہا کہ ہاے افسوس آج بھی یہ خدا پرست بچے جاتے ہین اب کیا کرون اور کیا نہ کرون یہ کہکر پہاڑ سے نیچے اترا نقابدار سے
وعدہ ہوا کہ خیر اس وقت تو دن کم ہی کل لڑینگے غرض ایرج اپنے خیمے مین داخل ہوا اور نقابدار اپنے خیمے مین فروکش ہوا
دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا یا رہی ہونے لگی مگر اب یہان سے دو کلمے عیاری شمائل نقط انداز عیار نقابدار
یاقوت پوش کے بیان کیے جاتے ہین اسے بھی بگوش دل سماعت کیجیے کہ ادھر تو دونون لشکرون مین تیاری
ہونے لگی اور ادھر شمائل نقط انداز کے دل مین یہ خیال گذرا کہ ای شمائل نقط انداز اگرچہ نقابدار یاقوت پوش
بڑا بہادر و ذی حوصلہ ہی مگر ایرج بھی کسی طرح پایہ بھی کا نہین رکھتا وہ بھی نہایت زبردست اور باقوت ہی خدا جانے
کیسی گذرے جنگ دو سردار برابر کی ہی ای شمائل اگر تو راتون رات ایرج کو کسی طرح گرفتار کر لاے تو کیا اچھی بات
ہو یہ خیال اپنے دل مین مستحکم کرکے لشکر نقابدار سے نکلکر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا تو اسنے
اپنی صورت تبدیل کرکے ایک سپاہی کی شکل پر شکل ہوا ایک ٹپی سر پر لپٹی مٹی کا رنگا انگرکھا گلے مین پہنا ڈھیلا پائجامہ پاؤن
مین ساز سینگ کا لٹکا ہوا تلوار پرتلے مین چمڑے کی ڈھلکی پڑی ہوئی کہ جسکی نوک ٹوٹ گئی بیدلا نکلا ہوا بندوق کاندھے پر پشت پر
سپر کہ تین پھول اسکے گر گئے ہین ایک پھول باقی ہی ٹوٹا سا جوتا پاؤن مین اس صورت سے داخل لشکر ایرج ہوا

تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ ایرج پر آیا معلوم ہوا کہ ایرج بیٹھا ہوا ہے داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ایرج زیب دہ
مسند شوکت پر بیٹھا ہے گرد ایرج کے تمام سردار اور افسران فوج رفقائے خاص بیٹھے ہوئے ہیں ناچ ہو رہا ہے شراب
اُڑ رہی ہے ایک جشن تہنیت و عیش برپا ہے اور ایرج جاماسپ بن جمشید سے کہہ رہا ہے کہ اے جاماسپ میں ہر روز چاہتا ہوں کہ ان
خدا پرستوں کو قتل کروں اور کسی طرح اپنے فتحیاب ہوں مگر کچھ عجب طرح کی بات ہے سمجھ میں نہیں آتی کہ ہر روز ایک نہ ایک
رخنہ ایسا پیدا ہو جاتا ہے اور ایک نہ ایک بنا و کار انکا ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ جسکے باعث سے یہ خدا پرست ہر مرتبہ بچ جاتے ہیں
اور میرا کچھ قابو نہیں چلتا اب دیکھیے نقابدار یاقوت پوش آگیا ہے اور وہ سد راہ ہوا ہے دیکھیے اس سے اور تمہے کیسی
بنتی ہے اور کیا نتیجہ ہوتا ہے جاماسپ بن جمشید نے کہا کہ کچھ مقام تردد نہیں ہے اگر وزیر اعظم شامل حال رہی تو نتیجہ کچھ اچھا ہی ہوگا
مشغل اور دل کے آپ نقابدار سے بھی فتحمند ہونگے گھبرایئے نہیں ایرج نے کہا کہ ہاں جانتے کہاں غرض شمائل بزمرۂ سپاہیان
کھڑا ہوا یہ باتیں سنا کیا تا اینکہ دربار برخاست ہوا سب اہل دربار اُٹھ اُٹھ کر اپنی جگہ پر گئے اور ایرج نے کھانا طلب کیا بس
فوراً شمائل وہاں سے ہٹ کر ایک چوبدار کی قطع ہوکر چوبدار کھانا لینے چلا تھا اُسکے ساتھ ہو لیا باورچی خانے میں آیا جلد
جلد کھانا نکلوایا خوانوں میں لگوایا اور کل کھانے کو آغشتہ بدارو سے بیہوشی کرکے خوان کسا کر داروغہ باورچی خانہ کی مہر کروائی
اور کہاروں کے سر پر رکھوا کر ایرج کے سامنے لایا اور مہر توڑ کر دسترخوان چنا ایرج نے ہاتھ دھو لیے اور کھانا کھایا
دو چار جام شراب کے پی کر پلنگ پر لیٹ رہا ایک نوکر دا کرایا دو سر چڑھا یعنی ایک تو کھانا بیہوشی آلود تھا دوسرے
دو چار جام اوپر سے اور نوشی جان کیے تھے پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا اور جو کھانا بچا تھا وہ شمائل نے اور خدمتگاروں
اور خاصبرداروں کو تقسیم کر دیا اور آپ کچھ نہیں کھایا جسنے کھانا کھایا بیہوش ہوا سب کے سب خاصبردار چوبدار خدمتگار
سپاہی بیہوش ہو گئے اب جب یہ نقشا شمائل نے دیکھا کہ سب کے سب بیہوش ہو گئے اور کسی میں حواس باقی نہیں ہیں
بس فوراً شمائل نے حلقہائے کمند نکالکر دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے
گردن و کمر باندھ کر گولا لاٹھی کرکے گلیم عیاری میں باندھ پشتارہ بدوش ہو کر اوپر سے دوہرا اوڑھ لی اور صحیح و سلامت بارگاہ
سے نکلا دروازے پر بھی سب کو بیہوش پایا صاف نکلا ہوا چلا گیا اور لشکر کو طے کرتا ہوا چلا طلایہ کی گشت سے بچتا ہوا جہاں
بیٹھ جانے کا مقام تھا وہاں بیٹھ جاتا تھا جہاں دوڑنے کی جگہ پاتا تھا وہاں دوڑ کر نکلتا تھا جہاں چھپ جانے کا مقام تھا
وہاں چھپ جاتا تھا الغرض اسی طرح تمام لشکر کو طے کرتا ہوا اپنے لشکر کا راستہ لیا بارگاہ میں اُس وقت پہونچا کہ نقابدار
سوار ہو کر میدان کو جایا چاہتا تھا سامنے سے دیکھا کہ شمائل نقطہ انداز پشتارہ بدوش چلا آتا ہے پوچھا شمائل کہاں سے
آتے ہو اور یہ پشتارہ تمہارے کاندھے پر کیسا ہے شمائل نے عرض کیا کہ خداوند ایرج کو پکڑ لایا ہوں نقابدار کو یہ سنکر کچھ ہنسی
سی آگئی اور دانتوں کے نیچے انگلی دبا کر کہنے لگا کہ ارے تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو ایرج کو گرفتار کر لا شمائل نے کہا حضور آپ نے
تو نہیں ارشاد فرمایا تھا غلام اپنی طبیعت سے گرفتار کر لایا ہے اب آپکو اختیار ہے جو چاہیے سو اسکے حق میں کیجیے نقابدار نے ذرا
مسکرا کر کہنے لگا کہ ارے کمبخت تو نے مجھے سخت بدنام کیا اور بہت مطعون کرایا اے شمائل زمانہ یہی تو کہیگا کہ نقابدار کیسا بزدلا
اور بودا تھا کہ سر کم ہو کر میدان میں تو نہ لڑ سکا عیار سے چرا منگایا شمائل نے عرض کیا کہ حضور اب تو خطا ہو گئی اور قصور ہو گیا
غلام نے تو اچھا ہی سمجھ کر یہ امر کیا تھا اگر حضور کے خلاف ہو تو عفو فرمایئے یہ سنکر نقابدار نے کہا خیر اور ایرج کا پشتارہ ساتھ لیکر
بارگاہ کو پھرا اور یہاں صبح کو ایرج کے خیمے میں ایک غل ہو گیا کہ ایرج غائب ہو گیا یہ غل اور شور شاپور نے بھی سنا
بارگاہ ایرج میں آیا اور سپہ اچھا نا کہنے لگا کہ عیار نقابدار چرا لیگیا اور یہ کہکر جانب بارگاہ نقابدار چلا اور اتفاقاً وزیر
اسد بن کرب غازی کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ نقابدار یاقوت پوش کا عیار شمائل نقطہ انداز ایرج کو پکڑ لایا ہے

اُسی وقت اسد سوار ہوکر لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوا اور اُس وقت داخل بارگاہ ہوا نقابدار یاقوت پوش شمائل لفظ انداز
پر خفا ہو رہا ہی کہ تو میرے بے حکم ایرج کو کیوں پکڑ لایا مجھکو تو نے سخت بدنام کیا یہ امر تو نے بالکل خلاف کیا اور مجھے سخت ناراض کیا
جلد ایرج کو ہوش میں لا اور شمائل اُسی وقت فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ایرج کو ہوش میں لایا ہی الغرض اتنے میں اسد پہونچا اور
نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا تعظیم کو اُٹھا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا اور کہنے لگا کہ بیا برادر بیا خوش آمدی
وصفا آوردی اسد بیٹھتے ہی للکارا کہ او آفتاب پرست خیرہ سر او مردود پاجی دیکھ اب تجھے کیونکر سزا دیتا ہوں اور کس طرح
پرزے تیرے اُڑاتا ہوں ارے تو سمجھا تھا بیابان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر زور دہیں ارے او بزاز بچے تو نے تو
کلیجا لگا دیا ہی جو جو کیتیں تو نے کی ہیں وہ کوئی نہ کریگا اور جو کردار نامردانہ تجھسے سرزد ہوئے ہیں وہ کسی سے کاہیکو سرزد ہونگے
آخر ہی نہ کم اصالت و کمینہ یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول ارے کمزور بار کھانیکی نشانی
کیوں تیری شامت آئی ہی کیوں اسقدر کلمات لاطائل و فضول جہالت و لغویات بک رہا ہی بس سنبھل زیادہ مہملات نہ بک ارے
تو نقابدار کی عطوفت و رافت اپنے حال پر مبذول پا کے پھول گیا ہی ایک نہ ایک دن تجھکو ایسی سزا دونگا کہ تمام دیوانگی تجھے
بھول جائیگی یہ سنکر اسد جھلا گیا اور للکارا کہ او مردود تو اس آرزو ہی میں رہیگا مگر وہ تو بیا میں تجھے ابھی قتل کرتا ہوں اور یہ کہکر اٹھا
اور تلوار سونت کے ایرج کی طرف لپکا نقابدار نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہاں ہاں اسد غصے کو تھامو بہت غصہ نہیں کرتے ہیں
جو کام کرو سمجھ بوجھکر اگر تم ایرج کو قتل کر ڈالا تو میں بدنام ہو جاؤنگا اس واسطے کہ اسے میرا عیار چرا لایا ہی اور یہ امر بالکل خلاف
مردانگی ہی جس وقت میں اس سے سرمیدان لڑکر فتحیاب ہونگا اور گرفتار کراؤنگا اُس وقت تمہیں اختیار ہی سپاہیوں کی یہ طرز
نہیں ہی کہ کسی کو بفریب قتل کریں خبردار ایسی حرکت نہ کرنا یہ سنکر اسد نے کہا کہ ای نقابدار نامدار یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں
زہ رای توان زدای نقابدار اسے جس طرح چاہو قتل کرو کس واسطے کہ یہ رسم و راہ بہادری کو کیا جانے اور طریقہ دلاوری
سے کیا واقف یہ مردک دلیری اور بہادری کا فقط نام ہی نام سنتا ہو تو سنتا ہو ورنہ یہ کیا جانے کہ بہادری کسے کہتے ہیں
بدیع الزمان نامور اور عجیل ماہرو وغیرہ نے زخمی ہو کر دامن کوہ میں پناہ لی ہی اور پہاڑ کو گوشہ عافیت سمجھکر چھپے ہیں
اور یہ مردود اتنی مہلت نہیں دیتا کہ وہ سب اپنے زخموں کو اچھا کریں روز پہاڑ پر چڑھائی کرتا ہی اور اُن سب کے قتل کا ارادہ
کرتا ہی ای نقابدار نامدار ایرج دغا دے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو کہ جسنے کہ پاس فروشی سے باز رکھا اور اس مرتبے
کو پہونچا دیا اب یہ ارادہ ملک گیری کا کرتا ہی اور قانون سپاہ گری سے مطلق واقف نہیں ہی یہ نامرد کجا اور پہلوانی و دلاوری کجا
یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ ای اسد دلاور یہ کلام تمہارا بہت سچ ہی اور ذرا بھی خلاف نہیں ہی لیکن یہ بھی تو سمجھو کہ اگر میں اسے مار ڈالوں
یا اپنے سامنے تجھسے قتل کرا دوں تو میں بھی اسکے ساتھ نامردوں میں گنا جاؤں اور بودا کہلاؤں اپنی عزت کو ہاتھ سے دیدوں ایسا
امر ہرگز مجھسے ممکن الوقوع نہیں ہی اور حکم دیا کہ جلد ایرج کو کھولدو بموجب حکم اُسی وقت ایرج کھولدیا گیا اور ایرج اپنے لشکر
کو راہی ہوا اسد نے یہ دیکھکر آواز دی کہ او آفتاب پرست تو جاتا کہاں ہی ارے میں ہر جگہ تیری خدمتگزاری کو حاضر ہوں
اور نہایت برہم ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا نقابدار یاقوت پوش جلدی سے دوڑکر اسد سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ہاں ہاں ای بہادر
تو مجھسے کیوں خفا ہو گیا مجھسے کیوں ناراض ہو گیا میں تو تیرا بدل و جان خادم ہوں آج ہی رہ جا کل انشاء اللہ صبح کو باندھکر
ایرج کو تیرے حوالے کر دونگا پھر تجھے اختیار ہی جس طرح چاہنا قتل کرنا اور ای اسد خفا نہ ہو ناراض ہونے کی کوئی بات
نہیں ہی ایک ذرا تم غور تو کرو ای اسد اسمیں میرے لیے کمال بدنامی تھی اسلیے کہ عیار میرا پکڑ لایا تھا اگر میں اُسے ذلیل کرتا تو
خلقت کیا کہتی ای اسد یہ امر آئین بہادری سے بہت مستبعد تھا ای اسد آج طبل جنگ بجتا ہی کل میرے اسکے مقابلہ ہی
انشاء اللہ اُسے باندھکر تمہارے حوالہ کر دونگا اسد کہنے لگا کہ نہیں نقابدار اب تو جانے ہی دو اب میں تمہارے یہاں

ہرگز نہیں ٹھہرونگا تمہنے ہاتھ آیا ہوا شکار میرے ہاتھ سے نکالدیا نقابدار نے ہنسکر کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا اب معاف کیجیے میں کل آپ کو آپ کا شکار پھر دلوا دونگا خفا نہو جیسے بیٹھیے بیٹھیے غرض جس طرح سے ہوسکا اسعد کو روک لیا اور نہ جانے دیا اسعد ناچار مجبور ہو کر نقابدار کے خیمے میں رہ گیا مگر ایرج نہایت ہی پژمردہ و آزردہ ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا حامد بن حمید بہت خوش ہوا کہ خدا نے ایرج کو نجات دی ایرج نے تمام سرگزشت بیان کی اور کہنے لگا کہ ہائے افسوس ہمارے عیار ایسے غافل و سرشار ہوگئے کہ نقابدار کا عیار ہمیں پکڑ لے گیا اور افسوس کسی کو خبر نہ ہوئی کیوں حامد بن حمید زنگی اگر شاہپور اسوقت یہاں موجود ہوتا تو کا ہے کو کوئی عیار ہمیں پکڑ سکتا اور کیوں ہمیں یہ ذلت ہوتی کہ تمام سب میں یہ مشہور ہوگیا کہ نقابدار یاقوت پوش نے ایرج کو گرفتار کروا کے ایک بزدلا سمجھا چھوڑ دیا خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا سو ہوا مگر خیر اگر پیر اعظم کی نصرت و اعانت ہمارے شامل حال ہے اور اسنے فضل و کرم کیا تو کل کا دن بھی کچھ دور نہیں ہے فقط شب ہی درمیان میں ہے ہم بھی نقابدار یاقوت پوش کو سر میدان گرفتار کر کے چھوڑ دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجوا دیا جاے بموجب حکم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکاروں نے جاکر نقابدار کو خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہے یہ سنکر نقابدار نے بھی حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے یہاں بھی طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم لشکر نقابدار میں بھی کوس حربی بجایا گیا مگر ان سب کو تو اس حال میں چھوڑیے اور حال شاہزادہ نور الدہر کا ملاحظہ فرمایے

داستان عبرت نشان و حیرت بیان حالات شاہزادہ نور الدہر پسر شاہزادہ بدیع الزمان بن امیر حمزہ صاحبقران زمان سنیے

پلا ساقیا وہ مئے لالہ فام
کہ زاہد کو بھی ہو نہ جس میں کلام

کہ جب بھر کے تو دے سبو پر سبو
کہ شیخ بھی قاشر ہوا شہر ہوا

یہ داستان ہے عجیب و غریب
کہ خوش ہونگے پڑھکر امیر و غریب

وہ مے دے کہ جو مجھ کو مرغوب ہے
جو آغاز و انجام میں خوب ہے

پلا جلد عرصہ بہت ہی قلیل
کہ لکھنا ہے قصہ بھی طول طویل

محرران عبارات رنگین و نویسندگان اخبارات نو آئین معنی سنجان عبارات پر بہار رہواران میدان مرغزار رحرازندگان مضامین بیچ بہا مضمون نویسان قصہ ہاے پر ضیا و باصفا بہ تسطیر و تحریر این داستان عجیب و قصہ غریب عنان خامہ عنبرین شمامہ کو میدان قرطاس پر یوں منعطف کرتے ہیں کہ جب دیو قلیاس بے اساس نے شاہزادہ نور الدہر کو دریا میں پھینک دیا تو پہلے وہ شہریار با وقار پانی کی تہ پر پہونچا مگر جب پانی نے اچھالا تو وہ شاہ عالی جاہ اوپر آیا اور اس عالم آب میں شناوری کرنے لگا پیرتا ہوا چلا تو جاتا ہے مگر یقین کامل ہے کہ اب کوئی دم میں راہی ملک بقا ہیں اس واسطے کہ اس دریاے بے پایان سے یقین ہے نجات الغرض امور محالات سے خدا ہی ہے جو اس بحر شور انگیز اور تلاطم خیز سے برآمد ہو لیکن اپنے دل افگار سے سمجھ الله بھر بہادر بیمار رضا بقضاء الله و تسلیماً لامرہ ہو مالک کی خوشنودی بندے کا کیا اختیار اور سواے سر تسلیم خم کرنے کے کیا چارۂ کار ہے لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی اور سب امید آرزو خاک میں ملگئی وصل محبوب سے ناکام ہو کر طعمۂ نہنگان اور خوراک ماہیان ہوئے اور بار بار فلک کج رفتار اور زمانہ غدار سے مخاطب ہو ہو کر کہہ رہا ہے کہ کیوں اے فلک نیلگوں وا اے زمانہ دگرگوں دل لگانے میں یہی ہوتا ہے آدمی اپنی جان کو کھوتا ہے سمجھے میری کیا خطا کی ہے جسکی تو نے یہ سزا دی کہ اپنے محبوب کے دیکھنے کو بھی ترس گئے اگرچہ وصل نصیب نہ تھا لیکن دور ہی سے نظارۂ حسن محبوب کر کے اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیتے تھے تجھکو یہ بھی ناگوار ہوا اور تیری یہی خواہش ہوئی کہ ہم اس بلا میں پھنس جائیں اور تو تماشا دیکھے ہائے افسوس ساری تمنائیں درجۂ شہادت پر فائز ہو کر خاک میں ملگئیں الغرض یہ ہنوز گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور قبلہ حاجات سے دعا کر رہا ہے کہ بار الٰہا تو نے مرنے سے تو نجات دی اور تہ آب سے اس تختۂ آب پر پہونچا دیا مگر ابھی امید اور ہے کہ اس دریاے تلاطم خیز سے نجات دے کر ساحل مراد پر پہونچا دے اور اس ورطۂ ہلاکت سے بچا کر مجھے محبوب دکھا دے کہ

یکایک اور ایک غوطہ کھایا اور پھر بقدرت خدا اُبھر کر دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار عالم جلد اس بلا سے نجات دے کہ میرے مر جانے سے دشمن خوش ہونگے اور دوست رنجیدہ ہونگے علی الخصوص یہ آفتاب پرست بہت ہی شاد و مسرور ہونگا اے مالک حقیقی تو اسکی آرزو پوری نہ کر اسی حالت خوف و رجا مین ہاتھ پاؤن مارتا ہوا چلا جاتا ہے کہ ایک تختہ بہتا ہوا بقدرت خدا اسکے قریب آیا نورالدہر شکر خدا بجالایا اور اُس تختے کو کشتی نجات سمجھکر سوار ہوا اور وہ تختہ سطح آب پر بہتا ہوا چلا جہان تک نظر کام کرتی ہے بجز عالم آب کے اور کوئی شے معلوم نہین ہوتی ادنے حباب اُس دریاے ناپیدا کنار کا آسمان ہفت رنگ اور کف مین سورج اُسکی کہکشان معلوم ہوتی ہے اشعار نمودی ہر حبابش آسمانے + خط ہر موج او چون کہکشانے + چو جنبیدی بہ ہنگام تلاطم نگردیدی سر افلاک انجم + اب جی مین اپنے سوچتا ہے کہ اے نورالدہر یہ تو محض عالم آب ہے غذا یہان نایاب ہے اور بے کچھ کھائے زندگی مثل حباب ہے مگر یہ سوچ کر پھر خیال کرتا ہے کہ جس خدا نے ڈوبنے سے بچایا اور اس تختے کو تیری سواری کے لیے بھیجا وہ غذا بھی پہونچا دیگا کوئی مقام تردد نہین ہے کس واسطے کہ وہ الیسار رازق العباد ہے کہ تین روز قبل ولادت مولود و پستان مادر مین دودھ اُتار دیتا ہے اور پتھر کے بھی کیڑے کو غذا پہونچاتا ہے اگر حیات مستعار بھی باقی ہے تو مجھکو بھی غذا سے سیراب کر ہی دیگا الغرض تین شبانہ روز اسی حالت مین گذرے کہ اب بسبب شدت گرسنگی کے غش پر غش آتے ہین اور ایک عجیب حالت منتظرہ ہے کہ اب جو ایک مرتبہ بیہوش ہوکر ہوش آیا تو ایک جزیرے کے کنارے پر اُس تختے کو پایا شکر خداوند جل و علیٰ بعد عجز و انکسار بجالایا اور اُس جزیرے کو غنیمت جانکر اُس تختے پر سے اُترا اور اُس جزیرے مین گیا کیا دیکھتا ہے کہ وہ جزیرہ نہایت شادان و خرم ہے جا بجا درختان میوہ دار لگے ہوئے ہین ایک عجیب پر فضا اور طرب خیز مقام ہے کہ جسکے ہوا لگتے ہی اسقدر تقویت ہوئی کہ ساری بھوک پیاس جاتی رہی چہار جانب سیر کرنے لگا میوہ توڑ توڑ کر کھانے لگا جان تازہ جسم نحیف مین عود کر آئی اور پانی پی کر شکر خدا بجالا کر ایک درخت سایہ دار کے نیچے سو رہا جب بیدار ہوا تو وہان سے چلا جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پر پہونچکر عجیب طرح کی بو سے بد دماغ مین آئی نہایت متحیر ہوا کہ اس جگہ یہ بو سے بد کیسی ہے آگے بڑھا تو ایک گنبد سبز رنگ دکھائی دیا اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ آگے اُس گنبد کے چودہ زنگی بیٹھے ہوئے ہین اور آدمی کے گوشت کے کباب لگا رہے ہین اور خوب خوش ہوکر کھا رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر نورالدہر کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اے نورالدہر یہ زنگی آدمخوار معلوم ہوتے ہین کسی طرح انکو مارا چاہیے اسلیے کہ یہ سب واجب القتل ہین نہین معلوم کہ کسقدر آدمیون کو مار کر کھا چکے ہین اگر یہ کسی طرح مارے جائین تو بڑا ہی ثواب ہاتھ آئے مگر اُن زنگیون نے جو نورالدہر کو دیکھا تو نہایت خوش ہوے کہ ابلیس پُر تلبیس نے خوب چرب لقمہ ہمارے لیے بھیجا ہے اور پیچھے نورالدہر کے سب کے سب دوڑے اور پکارے کہ لینا اس آدمزاد کو جانے نہ پاوے ایک نے پکار کر کہا کہ اے آدمزاد تو میرے پاس چلا آ کہ مین تجھے ابھی نہ کھاؤنگا تجھکو شہد مصفا مین پروردہ کرکے لقمہ کرونگا دوسرا بولا کہ اے آدمزاد تو میری طرف آ کہ مین تجھکو چند دن خوب کھلا کر موٹا تازہ کر لونگا تب کھاؤنگا یہ آوازین سنکر نورالدہر نے آواز دی کہ اے آدمخوارو جب مین تمھین زندہ بھی چھوڑون ارے تمنے تو ایک زمانے کو ایذا پہونچائی ہے کہان جاتے ہو کھڑے رہو کہ مین آتا ہون یہ کہکر ایک چنار کا درخت قریب تھا اُس سے لپٹ گیا اور یا علی مدد کہکر جو زور کرتا ہے تو جڑ سمیت وہ درخت اُکھڑ آیا یہ معرکہ دیکھکر اُن زنگیون مین ایک غل پڑ گیا کہ ارے یہ تو بڑا زبردست ہے جلد اسے گرفتار کر لو لیکن شاہزادے نے دوڑ کر جو وہی درخت اُن زنگیون پر مارا تو چھ زنگی ہلاک ہو گئے اب پھر دوسری دفعہ جو نام مبارک علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا لیکر اُن زنگیون پر وہ درخت کھینچ مارا تو وہ باقیماندہ زنگی بھی ہلاک ہوے شکر خدا بجا لا کر گنبد کے اندر آیا دیکھا تو مکان نہایت پاکیزہ اور مصفا پایا اور قریب دو اڑھائی سو آدمیون کے غل و زنجیر مین گرفتار نظر آئے مگر اُن سب مین ایک جوان نہایت حسین و خوبصورت نظر پڑا کہ آنکھین نورالدہر کی نظارہ جمال باکمال سے اُس شاہ حسن کے خیرگی کرنے لگین تاج

شہریار ہی بر سر چار قب شاہنشاہی در بر گرفتار غل و زنجیر اسیر پنجہ تقدیر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں اور لبہائے خشکیدہ پر آہ و نالہ ہی سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا ہی اور زار و قطار رو رہا ہی کہ آنکھیں شدت بکا سے ورم کر آئی ہیں اور ایک دریا آنسوؤں کا قریب اُسکے موج زن ہی مگر جیسے ہی دروازہ نورالدہر نے کھولا تھا تو اُسکو یقین ہو گیا تھا کہ کوئی زنگی کھانے کو آتا ہی تو اور بھی زیادہ تر ہوائیاں چہرے پر اڑنے لگی تھیں مگر جب نظر اُسکی شاہزادہ نورالدہر پر پڑی دل میں اپنے یہ خیال کیا کہ یہ بھی تو مثل تیرے آدم زاد ہی معلوم ہوا کہ یہ بھی مثل تیرے گرفتار رنج و آزار ہوا ہی مگر سخت متحیر ہی کہ ایسا حسین و خوبصورت کہاں سے ان زنگیوں کے ہاتھ لگ گیا اور یا یہ کہ زنگی کسی طرف کو چلے گئے ہیں اور یہ بسبب ناواقفی کے یہاں چلا آیا ہی بے اختیار ہو کر پکارا کہ ای عزیز جلد بتلا تو ان زنگیوں سے بچ کر یہاں کیونکر آیا اور انھوں نے تجھے کیونکر چھوڑا ارے وہ تو آدم خوار ہیں یہ سنکر نورالدہر نے آواز دی کہ آگاہ ہو ای بھائی کہ میں نے اُن سب کو مار ڈالا اگر یقین نہ ہو تو باہر نکلکر دیکھ کہ لاشیں اُنکی پڑی ہوئی ہیں اُس جوان نے کہا کہ ای شخص بہاگ یہاں سے ارے یہ سب جزیرہ زنگیوں کا ہی جلد نکل جا یہاں سے ورنہ ضائع ہو گا یہ سنکر شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ ای شخص میں تو جاؤنگا یا نہ جاؤنگا مگر تم تو اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کس قبیلے سے ہو کیا نام و نسب رکھتے ہو کہاں کے رہنے والے ہو اور ان زنگیوں کے ہاتھ کیونکر لگ گئے یہ سنکر وہ شخص ایک چیخ مار کر رو یا اور کہنے لگا کہ ای شخص شعر من ملک بودم و فردوس برین جایم بود * آدم آورد درین دیر خرابات مرا * یہاں سے نزدیک ایک شہر ہی کہ نام اُسکا شہر انوریہ ہی میں وہاں کا بادشاہ ہوں اور میرا نام انورشاہ ہی اور ایک جزیرہ درون زنگی ہی کہ نام اُسکا شباط بن دیلمان زنگی ہی وہ بڑا بد ذات اور نہایت حرامزادہ ہی میں اُسکا خراج گذار تھا ایک روز اُسنے مجھسے کہلا بھیجا کہ ای انورشاہ ایک آدمی ہر روز میرے کھانے کے واسطے بھیجا کر یہ سنکر مجھکو نہایت غصہ آیا اور اُسکے پیغامبر کو نکلوا دیا جب پیغامبر نے جا کر کل روداد بیان کی تو شباط بن دیلمان زنگی نہایت آزردہ اور کمال دل ملول ہوا سامان جنگ کیا مگر فوج و سپاہ بیشمار میرے پاس تھی وہ مجھپر کسی طرح فتحیاب نہ ہو سکا مگر اب میری گرفتاری کی فکر میں رہنے لگا اتفاقات روزگار ایک روز میں تھوڑے سے آدمیوں سے شکار کھیلتا ہوا صحرا میں نکل گیا شباط زنگی وہاں پہونچ گیا اور مجھے شکارگاہ سے پکڑ لایا اور اب یہاں قید کیا ہی اس حالت میں مبتلا ہوں کہ ہر زمان ہوا میرے حال زار پر گریاں ہیں ای شہریار یہاں تو میرا یہ حال ہی اور معلوم نہیں کہ ان شہر انوریہ میں میرے فرزند منصور شاہ پر کیا گذری ہوگی اور وہ زنگی کس طرح پیش آیا ہوگا نورالدہر نے یہ سنکر کہا کہ تو لقا پرست ہی یا خدا پرست انورشاہ نے کہا کہ لقا پرست نورالدہر نے کہا کہ اگر تو لقا پر لعنت کرے اور مسلمان ہو جاوے تو میں شباط زنگی کو تیرے ساتھ چلکر ابھی قتل کرتا ہوں اور تجھے اس قید سے رہا کرتا ہوں انورشاہ نے کہا کہ میں نے لعنت کی لقا پر اور بصدق دل مسلمان ہوتا ہوں آپ مجھے رہا کیجیے فوراً نورالدہر نے قید اُسکی توڑ ڈالی اور انورشاہ کو رہا کیا اور بعد اُسکے اُسکے کل ہمراہیوں کو بھی قید سے رہائی دی انورشاہ نورالدہر کے قدموں پر گر پڑا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا شاہزادہ اُسکو ساتھ لیکر شہر انوریہ کو روانہ ہوا اور یہاں شہر انوریہ کا حال سنیے کہ منصور شاہ بن انورشاہ خود بھی شباط زنگی سے قلعہ بند ہو گیا اور شباط بن دیلمانی نے قلعہ پر حملہ کیا اور خندق پر پہونچ گیا نعرہ کیا کہ تم میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اس قلعہ کی کیا حقیقت ہستی ہی جسمیں تم چھپ کر بیٹھے ہو ابھی شباط زنگی یہ نعرہ کر رہا تھا کہ ناگہاں یک نعرہ شاہزادہ نورالدہر کا بلند ہوا کہ باش او کبر ناہنجار باش ای کندہ ناتراش کہاں جاتا ہی پھر اُدھر سے کہ میں تیری خدمتگذاری کو آ پہونچا یہ نعرہ سنکر کچھ زنگی شباط بن دیلمان کے پاس آئے اور کہا کہ اُس جوان نے انورشاہ کو تمھاری قید سے چھڑا لیا ہی اور اُسے اپنے ہمراہ لیکر بارادہ جنگ آیا ہی اب جو شباط بن دیلمان نے پھر کر دیکھا کہ نورالدہر للکارتا ہوا چلا آتا ہی بہ غیظ و غضب میں آکر قلعہ کی طرف سے پھرا اور شاہزادہ کی طرف دوڑا اور للکارا کہ او آدمزاد کدھر آورہ

تو نے میرے قیدی کو رہا کیا ہے اور ان قلعہ والون کا حمایتی بنکر آیا ہے کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب نور الدہر
آکر ارہ پشت نہنگ کا وار کیا نور الدہر نے ارہ کو خیال مین کرکے ایک جھٹکی دی کہ ارہ چھٹ پڑا اور سے کا پٹہ پڑنا کہ
نور الدہر نے پیچھے پر ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ مروڑ کر ارہ کو چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر زمین سے اٹھالیا اور بالا سے سر
چرخ دیکے زمین پر دے مارا زنگی نے چاہا کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے مگر نور الدہر بھلا کب سنبھلنے دیتا تھا گرتے ہی ایک ٹھوکر
جو ماری تو وہ چت ہو گیا بس جھٹ نور الدہر چھاتی پر تھا اور تلوار کھینچکر کہنے لگا کہ او مردود لعنت کر ابلیس پر تلبیس پر اور
لمست بیضاے اسلامیہ کو بصدق دل اختیار کر شباط بن دیلمان زنگی نے اس حالت خوف مین ڈرتے ڈرتے استفسار کیا
کہ آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی پہلے یہ تو بتلایے کہ آپ کون بزرگ ہین نور الدہر نے اپنا حسب و نسب بالتفصیل جلد
جلد بیان کیا شباط بن دیلمان نے کہا کہ مجھے تو مدت سے آرزو تھی کہ کوئی آقا اور مالک آپ ایسا مجھکو ملجاے شکر صد شکر کہ
خدا نے آپ کو بھیجا اور آپ یہان تک آگئے اب مین نے بصدق دل ادیان باطلہ پر لعنت کی اور مین آپ کے ساتھ ہون
نور الدہر نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا شباط زنگی نے از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھکر مذہب اسلام اختیار کیا نور الدہر اسکی
چھاتی پر سے اترا اور شباط بن دیلمان کو شاباش و مرحبا کہا ادھر انور شاہ قلعے مین گیا اور بیٹے سے جاکر کل حالات بالتفصیل
بیان کیے اور اسے اپنے ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آیا اور شاہزادہ نور الدہر کے قدمون پر گرادیا نور الدہر نے سر اسکا قدمون
سے اٹھاکر اپنی چھاتی سے لگایا اور بہ نہایت خندہ پیشانی کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوا اور ان دونون
کے اسلام لاتے ہی تمام فوج اور کل اہل قلعہ بھی مسلمان ہوگئے بعد اسکے انور شاہ نور الدہر کو تمام شہر مین لیگیا نور الدہر
نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی سکہ بنام قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اسکے انور شاہ
نور الدہر کو دار الامارہ مین لایا جشن تخت نشینی برپا کیا تمام ارکین سلطنت اعوان مملکت مجتمع ہوئے جس وقت تمام دربار
مملو ہوچکا تو اسوقت انور شاہ دست بستہ شاہزادہ نور الدہر کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کیا اے سلطان اقلیم شجاعت
بادشاہ ملک جرأت شہریار جہان پناہ شاہنشاہ تاج بخش ظل اللہ مناسب یہ ہے کہ اب حضور اس تخت سلطنت کو اپنے
قدوم میمنت لزوم سے جلوہ افروز فرمائین مین ہر طرح آپکا تابع فرمان ہون آپ حکومت فرمائین اور مجھے جس خدمت کو
حکم ہوگا اسے بدل و جان بجالاؤنگا کہ لائق تخت و تاج آپ ہی کی ذات فیض آیات ہے یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر نے انور شاہ
کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ نہین صاحب تخت تمھارا تمھین مبارک ہم لوگ تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین یہ کہکر ہاتھ انور شاہ
کا پکڑکے تخت پر بٹھادیا اور فرمایا کہ ہمنے انور شاہ کو تخت انور شاہ کا بخشا تمام حاضرین مجلس نے نور الدہر کو نذرین دینا
بموجب حکم صدا سے تہنیت و مبارکباد دربار مین بلند ہوئی نذرین گذرنے لگین اور در و دیوار سے آواز آنے لگی اشعار الٰہی
در جہان باشی با قبال + جوان بخت و جوان دولت جوان سال + گل اقبال تو دائم شگفتہ + بچشم دشمنانت خار بادا + بعد اسکے
نوبتین چلنا شروع ہوئین جب تمام شہر مین اچھی طرح امن و امان ہوچکی اور کل قلمرو انور شاہ مین یہ خبر فرحت اثر شایع ہوچکی تو
انور شاہ نے سامان دعوت و اسباب ضیافت مہیا کیا گئی روز تک صحبت جشن برپا رہی تمام عمال و افسران ملک کو خلعت
و انعام تقسیم ہوا ہر ایک شاد و خرم اور مسرور و محظوظ ہوا بعد اس جشن کے انور شاہ نے ایک نہایت پاکیزہ اور نفیس قصر
شاہزادہ نور الدہر کے لیے مہیا کیا اسمین نور الدہر قیام پذیر ہوا ایک روز بیٹھے بیٹھے خیال ملکہ قمر چہر کا آگیا تصویر یار آنکھون
کے سامنے پھر گئی بے اختیار ہو ہوکر ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ ای مالک و پروردگار اب تو یا اس عبد عاصی کی قبض
روح کے لیے حکم فرما اور یا اب بہت جلد دیدار محبوب سے خوش و مسرور فرما کہ اب نور الدہر سے صدمہ مفارقت اس محبوبہ
دلفریب کا اٹھ نہین سکتا کلیجا شق ہوا جاتا ہے اور دل بیقرار کو کسی طرح صبر و قرار نہین آتا خداوندا تو عالم الغیب ہے تجھسے زیادہ

عرض کرنے کی کیا حاجت ہی تو خود خوب واقف ہی کہ جو میرے قلب کا حال ہی خداوند اب رحم فرما الغرض یہ خبر انور شاہ کو
بھی پہونچی کہ آج شہریار عالم پناہ شاہزادہ نورالدہر بہت نالان و گریان اور عادت سے زیادہ بیقرار و مضطر ہین لیکن
کوئی سبب نہین معلوم ہوا کہ کیا باعث ہی یہ سنکر انور شاہ کو بھی استعجاب ہوا کہ معلوم نہین کیا امر ایسا وقوع مین آیا ہی جسکے
باعث سے شاہزادہ نورالدہر سا بہادر بیقرار ہو گیا یہ سنکر انور شاہ اور شباطر بن دیلمان زنگی نہایت حیران و پریشان اور
بیقرار حاضر خدمت نورالدہر ہوئے دیکھا کہ شاہزادہ زار و قطار رو رہا ہی دست بستہ عرض کیا کہ ای آقاے نامدار خیر باشد
اس وقت آپکی اس بیقراری کی کیا جہت ہی اور اس نوحہ و زاری کا کیا باعث ہی کچھ ارشاد تو فرمائیے ادہر انور شاہ
اور شباطر زنگی دونون دست بستہ عرض کر رہے ہین مگر نورالدہر کی بیقراری کسی طرح کم نہین ہوتی اور کچھ جواب نہین دیتا جب
بہت اصرار کیا تو ارشاد کیا کہ مین اپنی حقیقت کیا بیان کرون ای انور شاہ وہ مرض لاعلاج رکھتا ہون کہ خدا ہی اسکا
علاج کرے تو اچھا ہو انور شاہ نے عرض کیا اچھا حضور ارشاد تو فرمائین یہ سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر ارشاد کیا
شعر کہ جسے ہمرا فتادہ بہ دل بہر داستانش بس است سخن مشکل + مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ ایک محبوبہ دلفریب اور مہوش
پری پیکر پر عاشق ہون اسی کے عشق نے میرے دل کو چھید ڈالا ہی مین کیا بیان کرون کہ جو رنج و صدمات اسکے
عشق مین اٹھاے ہین اور جو حالات گذر گئے ہین اور تمام حال اپنے تعشق کا اور دیو کا حالت غفلت مین دریا مین ڈال آنیکا
مفصل بیان کیا اور کہا کہ ای بھائی قیامت اور آفت تو یہ ہی کہ بمصداق دل را بدل رہیست وہ بھی مجھپر عاشق ہی
ای شباطر بن دیلمان بھائی بڑا رنج تو اسی کا ہی کہ معلوم نہین اسکا میری جدائی مین کیا حال ہوا ہوگا اور کیا رنج و ملال
گذرا ہوگا اگرچہ بسبب ناچاری و مجبوری کے بجز اسکے کہ صرف دور ہی سے دیکھ لیتے تھے اور کچھ علاقہ نہ تھا وہ مجھے دیکھکر
شاد و مسرور ہوتی تھی مین اسے دیکھکر زندگانی بسر کرتا تھا اور شاد و بشاش ہوتا تھا مگر فلک تفرقہ انداز اور حیلہ باز کو
یہ بھی ناگوار ہوا اور اس بخت کو اتنی ملاقات بھی کھلگئی اور وہ تفرقہ ڈالدیا ہی کہ دیکھیے زندگی مین ملاقات ہوتی بھی ہی یا نہین
اور بڑا خیال تو یہ ہی کہ جب دیو قلیاس نے جاکر ملکہ سے بیان کیا ہوگا کہ مین نورالدہر کو جاکر دریا مین ڈال آیا
تو اسکا کیا حال ہوا ہوگا معلوم نہین کہ زندہ بھی ہوگی یا دشمن اسکے ہلاک ہو گئے ہونگے اسلیے کہ وہ دن بھر مجھے کھڑی دیکھا
کرتی تھی اور مین بھی دن دن بھر دھوپ مین اسکے لیے کھڑا رہتا تھا اور ای انور شاہ اور ای دیلمان مین اسکے حسن کی تعریف
تمھارے سامنے کیا بیان کرون سراپا اسکا قدرت حق تعالے پر دال تھا گویا صانع قدرت نے برق کے خمیر کو سانچے مین
حل کرکے اسکے بدن کو ڈھالا تھا ایک صفحہ حسن سے اس ماہ طلعت کی ایسی ہویدا ہوتی تھی کہ تمام در و دیوار روشن ہو جاتے تھے
مین نے اسے اتنی دور سے دیکھا ہی کہ میری آواز اس تک پہونچنا دشوار تھی بیچ بیچ دریا مین حضرت سلیمان بن داؤد علے نبینا
علیہ السلام نے ایک قصر بنوایا تھا اسمین اس دیو قلیاس حرامزادے نے ملکہ مہر چہر کو رکھا ہی اس وقت اسکا خیال
کمال بندھا ہوا ہی ان دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یاد کیا ہی پہلے ہفت منظر سلیمانی کی جانب نورالدہر
نے کہا کہ مین چلنے کو تو چلا چلون مگر انتظار اسکا ہی کہ کوئی شخص اس طرف کا اس طرف آئے کچھ احوال وہان کا سن لون تو پھر قصد
کرون ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ کچھ سوداگر ہفت منظر کی طرف سے آکر اس شہر مین
اترے ہین انور شاہ نے کہا کہ جلد ان سب کو بلا لاؤ بموجب حکم ہرکارے اسی وقت گئے اور جاکر ان سوداگرون کو بلالائے
جب سوداگر سامنے آئے تو ان سب نے نہایت ادب سے مجرا کیا نذرین گذرانین انور شاہ نے نذرین انکی قبول کرکے خلعت
و انعام سے سرفراز و ممتاز کیا اور بیٹھنے کا حکم دیا جب وہ سوداگر بیٹھے تو شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ کچھ حال ہفت منظر
کا بیان کرو ان سوداگرون نے عرض کیا کہ حسب الحکم عالی شاہزادہ والاقدر نورالدہر کو سلامت و باکرامت رکھے وہان تو کسی کو

توقع آپکی زندگانی ہی کی نہ تھی ہر ایک کو یہ یقین تھا کہ حضور کے دشمن ہلاک ہوگئے ہونگے مگر شکر ہے خدا کا کہ اُسنے حضور کو زندہ و سلامت دکھلایا اب حضور ارشاد تو فرمائیں کہ حضور پر کیا واقعہ گذرا نورالدہر نے کل اپنا حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور پوچھا کہ تمنے میرا حال تو سُنا اب کچھ حال میری معشوقہ جانستان ملکہ قمر چہر کا تو بیان کرو کہ وہ بھی بقید حیات ہے اُن سب نے عرض کیا کہ ہاں حضور زندہ تو ہے مگر گویا زندہ درگور ہے اگر خواجہ عمرو اُسکے پاس نہ ہوتا تو کبھی کے دشمن اُسکے ہلاک ہوگئے ہوتے مگر حضور وہ حال بنا رکھا ہے کہ دیکھا اور سُنا نہیں جاتا ادنے امر یہ ہے کہ لباس سیاہ آپکے ماتم میں جو اُسنے پہنا تھا اب تک جسم سے نہیں اُتارا اور ای شہریار جب حضور کے والد ماجد مدظلہ العالی اور عجیل ماہرو اور اسد بن کرب غازی اور طہماس بن عنقویل دیوپور سامنے ہفت منظر کے آئے ہیں تو ایک عجب طرح کا ماتم برپا ہوا تھا مگر اس ایرج بدنہاد نے اُن سب کو قصر ہفت منظر کے سامنے سے ہٹانے کا قصد کیا تھا اُسپر بڑی لڑائی ہوئی سب کے سب ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور اب بسبب رنجور ہو جانے کے ایک پہاڑ پر جا چھپے ہیں لیکن ایرج ہر روز چاہتا ہے کہ پہاڑ پر چڑھ کے اہل اسلام کو قتل کرے مگر بقدرت خدا ہر روز ایک نہ ایک مددگار اُن سب کا ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ہر روز بچ جاتے ہیں اور رہ آتا ہے اُس سے ایرج سے لڑائی ہوتی ہے لیکن ایرج پر کوئی غالب نہیں آتا اور ای شہریار قابل صد ہزار آفرین و تحسین اسد دلاور ہے کہ وہ اپنی جان لڑائے ہوئے ہے اور سینہ سپر کئے ہوئے ہے بس یہ حال سُنتے ہی نورالدہر آگ ہو گیا سوداگروں کو رخصت کیا اور انور شاہ اور منصور شاہ کو دو لاکھ سواران جرار سے اور دلیان زنگی کو ساٹھ ہزار سوار سے ہمراہ لیکر جہازوں پر سوار ہو کے ہفت منظر کو روانہ ہوا کوئی تیسری منزل تھی کہ یکایک ایک غل و شور برپا ہوا نورالدہر نے پوچھا کہ ارے کیا غل ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ای شہریار ایک نہنگ نے دریا سے سر بدر کیا ہے اور جہازوں کی طرف آتا ہے ای شہریار معاذ اللہ اگر نزدیک آپہونچا اور ان جہازوں پر ایک دُم مار دی تو خدا نخواستہ یہ سب جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے اور ایک تو زندہ نہ رہیگا مگر ابھی تو وہ نہنگ بہت دور ہے نورالدہر نے کہا کہ اچھا پھر اسمیں خوف کا ہے کا جہازوں کا رخ دوسری طرف پھیر دو اس جانب سے چلنا کیا ضرور ہے حکم سُنکر ملاحوں نے چاہا کہ رخ جہازوں کا اُدھر طرف سے پھیریں مگر ہوا اتنی تیز تھی کہ جہاز اُس طرف سے نہ پھر سکے بس ایک چار گھڑی نہ گذری تھی کہ ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا کہ ارے نہنگ آپہونچا سب کے سب آمادہ مرگ ہو جاؤ یہ آواز سُنکر ہر ایک رونے لگا اور ایک نے دوسرے کو اپنے کیے کا شاہد کیا کفن سروں پر باندھ لیے صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی ادھر ملاحوں نے سر کھولکر دعا کرنا شروع کی کہ اے خداوند بحر و بر وای مالک خشک و تر تو ہی اس نہنگ بلا سے بچانے والا ہے اور تو ہی ہر بلا اور ہر آفت سے محافظت کرنیوالا ہے بارخدایا واسطہ اپنے انبیاء کرام اور اپنے بندگان خاص ذوالاحترام کا کہ ہماری جان کو اس بلا سے بچا کر ساحل مراد تک پہونچا دے تا اینکہ وہ نہنگ سامنے دکھائی دیا سب کے چہروں پر مردنی سی چھا گئی اور مصداق مثل مشہور و معروف کہ زیادہ ڈر میں تو بھول جاتی ہے آنسو بھی سب کے خشک ہوگئے اب سب کے سب ایک عالم سکتہ میں ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ اب زندگی کسی طرح ممکن نہیں ہے مگر شاہزادہ نورالدہر نے یہ تماشا جو ملاحظہ فرمایا تو ملاحوں سے حکم کیا کہ ایک کشتی چھوٹی سی ہمارے جہاز کے برابر لگا دیجائے حسب الحکم ایک چھوٹی سی کشتی شاہزادہ نورالدہر کے جہاز کے پاس لگا دی گئی نورالدہر اُس کشتی پر سوار ہوا اور ملاحوں کہا کہ یہ کشتی اُسی نہنگ کی طرف لیچلو مرتے تو ہیں دل کی آرزو دل میں کیوں رہ جائے اور ملاحوں نے بموجب حکم کشتی کا رخ اُس طرف پھیرا اور لیکر چلے ہرچند شاہ و دلیان نے منع کیا انور شاہ منصور شاہ سمجھاتے رہے مگر شاہزادہ کسکی سنتا ہے کشتی کو برابر دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہے اور وہ نہنگ بھی برابر دوڑتا ہوا قریب چلا آتا ہے جیسے ہی وہ نزدیک آیا [illegible] ایک تیر تاک کر مارا تو دہنی آنکھ میں اُس نہنگ کی مع سوفار در آیا اور ساتھ ہی اُسکے دوسرا تیر جو بائیں آنکھ میں

تاک کر مارا تو وہ بھی دُسار ہو گیا دونوں آنکھیں اُسکی ہدف تیر قضا ہو گئیں اب نہنگ نے گھبرا کر جلدی سے دم اپنی اُٹھائی کہ جہازوں پر مارے بس جیسے ہی دم اُسکی اونچی ہوئی نورالدہر نے بہت ہی پھرتی سے ایک تلوار آبدار دونوں ہاتھوں میں جو مضبوط پکڑے کیے یا علی مدد کہکر اُسکی دم پر ماری تو صاف دم دو ٹکڑے ہو گئی اور وہ نہنگ اُس دریا میں گرا ایک تلاطم پیدا ہوا دریا میں برپا ہوا تمام پانی خون سے اُسکے رنگین ہو گیا چار طرف سے صداے آفرین و تحسین کا ایک شور ہوا ہر ایک شخص کی زبان پر صداے تحسین جاری تھی الغرض شاہزادہ پھر جہاز پر آیا انور شاہ تو دوڑ کر گلے لپٹ گیا شتباط بن دیلمان نے دست بوسی کی ادھر منصور شاہ نے شاہزادے کے قدم لیے اور انور شاہ نے عرض کیا کہ حضور آپ بیشبہ مؤید من اللہ ہیں اور بیشک آپ حق جل و علی کے خاص بندے اور اُسکے پیارے ہیں سواے حضور کے اس نہنگ کا مارنا کسی دوسرے کا کام نہ تھا اور اصل تو یہ ہے کہ ایسے وقت اضطرار میں ہوش و حواس کب بجا رہتے ہیں جو کوئی بات سوجھے مرحبا صد مرحبا آپ کی حدت ذہن اور استقلال و اطمینان طبع کو نورالدہر نے کہا کہ ہاں ہیں تو اُسکا ایک عبد ناچیز ہوں جو اُسکے الطاف و اعطاف اور رحمت و مکرمت میرے شامل حال رہی اور ہے میں کہاں تک اُسکا شکریہ ادا کروں بعد اُسکے ہر ایک نے آکر دست بوسی اور قدمبوسی کی تصدق اُترنے لگے الغرض کئی پہر تک اُس دریا میں لنگر پڑا رہا بعد اُسکے نورالدہر نے حکم دیا کہ لنگر اُٹھایا جاے اور جہاز یہاں سے روانہ ہوں بموجب حکم لنگر اُٹھا دیا گیا اور جہاز وہاں سے روانہ ہوئے مقامات معینہ پر لنگر کرتے ہوئے اور ضروریات بہم پہونچاتے ہوئے بعد چند روز کے کنارے پر پہونچے ملاحوں نے جہازوں کے لنگر ڈالدیے ناخدا نے جواہر تھال میں رکھکر نذر گذرانا اور عرض کیا کہ حضور سفر دریا تمام ہوا شاہزادے نے اُنہیں خلعت دیا مبارکباد سلامت کی دھوم دھام ہوئی اور دن خوشی کی گذرنے لگیں الغرض اسباب اُتارا گیا خیمے ڈیرے استادہ ہوئے سب کے سب خیموں میں قیام پذیر ہوئے اور ہاتھ منھ دھویا نہائے دھوئے کپڑے بدلے تین دن تک آرام کیا چوتھے روز شاہزادہ واسطے شکار کے سوار ہوا شکار کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک بیابان ہولخیز اور صحراے وحشت انگیز میں گذر ہوا دیکھا کہ ایک گنبد سامنے نمودار ہے شاہزادہ اُس گنبد کے قریب آیا دروازہ بند پایا اور دیکھا ایک پتھر کی چٹان بہت بڑی دروازے پر رکھی ہوئی ہے اور اُس گنبد میں سے ایک آواز دردناک نحیف و ضعیف سنائی دیتی ہے کہ کوئی شخص نہایت دلخراش آواز سے کہہ رہا ہے کہ ہاے افسوس اور واے بیکسی و بیبسی کہ مفت جان گئی اور اب تک کوئی فریاد رس نہ آیا کہ ہماری فریاد سُنکر کچھ توجہ کرتا اب یا تو جان نکلجاے یا اس عذاب سے نجات ملے اس طرح بلک بلک کر کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ شاہزادہ بیچین ہو گیا اور چاہا کہ اُس گنبد کو کھولکر دیکھے کہ یہ گنبد کس قسم کا ہے اور یہ کون شخص ہے جو اس طرح فریاد کر رہا ہے اور کس بلا میں مبتلا ہے شتباط بن دیلمان زنگی انور شاہ اور منصور شاہ نے ہرچند منع کیا کہ اے شہریار آپکو کیا غرض ہے اور کیا مطلب ہے جو حضور اس گنبد میں تشریف لیے جاتے ہیں اس ارادے سے باز رہیے اور اپنے کو معرض ہلاکت سے بچائیے معلوم نہیں اسمیں کیا بھید ہے اور کیا امر ہے اور یہ صدا کس قماش کی ہے اگر کوئی بات متحقق ہوتی تو یہ بھی سہی ورنہ کیا ضرورت ہے آپ اس گنبد میں ہرگز نہ جائیے مگر شاہزادہ کب سُنتا ہے ایک کی بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ معلوم نہیں تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو اور تمہارا خیال کس طرف ہے ہمارے صاحب ہمکو جو پروردگار عالم نے حلال مشکلات پیدا کیا ہے تو ہمکو یہ کب زیبا ہے کہ ہم سُنیں کہ کوئی شخص مصیبت میں ہے اور کسی آفت میں مبتلا ہے اور ہمارے کان تک فریاد پہونچے اور ہم نہ سماعت کریں نہ دیکھیں نہ بوجھیں یہ ہمسے ہرگز ممکن الوقوع نہیں ہے خدا جانے تم لوگ کیسی باتیں کر رہے ہو یہ کہکر بہت جلد دروازے کے پاس آیا اور اُس سنگ گران کو جس سے دروازہ بند تھا ہٹایا اور دروازے کو کھولکر اندر گیا جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک جوان حسین و خوبصورت کہ آثار شجاعت و دلیری اور مردی و مردانگی اُسکے چہرے سے ظاہر و آشکارا ہیں غل و زنجیر میں

گرفتار چت لیٹا ہوا ہی اور فریاد و زاری اور نوحہ و بیقراری کر رہا ہی اور ایک سنگ گران اُسکے سینے پر رکھا ہوا ہی اور قریب مرگ پہونچ گیا ہی کہ سانس لینے کی بھی قوت باقی نہین رہی اور بدقت دم کی آمد و شد ہو رہی ہی اور یہ حال ہی کہ پاؤن مین مہندی سی لگی ہوئی ہی سہرا سر پر بندھا ہوا ہی ایک انگلی مین چاندی کا چھلا اور ایک سونے کی انگشتری یاقوت سرخ کا نگ اُسپر جڑا ہوا پہنے ہوئے ہی ہاتھون مین بھی مہندی لگی ہوئی ہی داہنے ہاتھ مین کنگنا بندھا ہوا گلے مین ہیکل پڑی ہوئی دولھا بنا ہوا ہی نورالدہر نے پہلے تو لپک کر پتھر اُسکی چھاتی سے اُتار العبد اُسکے قید اُسکے بدن سے جدا کی جب تو وہ جوان اُٹھکر قدمون پر نورالدہر کے گر پڑا نورالدہر نے قدمون سے اُٹھاکر اُسکو چھاتی سے لگا لیا اور پوچھا کہ یہ بتلا کہ تو کون شخص ہی اور کسنے تجھے یہان قید کیا تھا اُسنے عرض کیا کہ ایک ساحرہ مکارہ مجھپر عاشق ہی اور مجھکو اُس سے کمال درجہ تنفر ہی جس روز کہ میری بیاہ تھا ہوئی اُسی شب کو وہ کمبخت مجھے یہان اُٹھا لائی اور مجھسے کہا کہ اگر تجھے اپنی زندگی منظور ہو تو مجھے اپنی زوجیت مین قبول کر اور اس زوجہ سے اپنی دست بردار ہو ورنہ تجھے بعذاب شدید مبتلا کرونگی کہ زندگی تیری دشوار ہو جائیگی ای شہریار اس طرح کی بو بد اُسکے منھ سے آتی تھی اور اس درجہ کریہ منظر اور بدشکل تھی کہ مجھے اپنی جان عزیز کا دینا اور لقمہ ملک الموت ہونا گوارا اور منظور ہوا مگر کسی طرح اُس سے مواصلت تو درکنار پاس بیٹھا بھی نہ گیا جب مین کسی طرح راضی نہ ہوا تو اُس لکاٹہ نے مجھے قید کر دیا اور اس عذاب شدید مین مبتلا کیا ای شہریار وہ لکاٹہ عجیب طرح کی بلا ہی جیسے دربان اور آفت جہان ہی کہ اُس سے مفر ملنا دشوار ہی حضور نے کیلیے اسقدر تکلیف گوارا فرمائی اور اپنے کو زحمت مین ڈالا نورالدہر نے کہا کہ بھائی ہمکو تو حق تعالے نے خلق ہی اسی واسطے کیا ہی کہ درد رسیدون اور مظلومون کی فریادرسی کرین اور انکو بلاؤن سے نجات دین یہ سنکر اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار حق سبحانہ تعالے آپکے ارادون مین برکت دے اگر آپنے اسقدر زحمت گوارا کی ہی اور اتنی تکلیف مالایطاق اُٹھاکر مجھے اس مصیبت عظیم سے چھڑایا ہی تو پھر کسی طرح اگر کسی طرف یہان سے لیکر نکلیے تو بہتر انسب ہی نورالدہر نے کہا کہ گھبراؤ نہین ایسا ہی ہوگا ابھی نورالدہر اور اُس مظلوم مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک مرتبہ سیاہ آندھی چلی اور گرد و غبار اُٹھنا شروع ہوا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور ہاتھ کو ہاتھ نہین ملتا تھا شاہ طرنگی الور شاہ منصور شاہ سب کے سب بھاگے اور شاہزادہ نورالدہر بھی ایک درخت کی آڑ مین خاموش کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ ایک شیر ببر سامنے سے چلا آتا ہی اور ایک عورت زشت رو تیرہ رنگ کریہ منظر اُسپر سوار چلی آتی ہی جب قریب گنبد کے آئی دیکھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہی نہایت متعجب ہوئی کہ یہ دروازہ کسنے کھولا اور اسقدر سنگ گران کسکے ہٹائے یہان سے ہٹا الغرض متحیر و متفکر اندر گنبد کے آئی دیکھا کہ معشوق ندارد ہی بس آگ بگولا ہو گئی کہ یہ کون شخص یہان آیا ہی کہ جسنے دروازہ بھی کھولا اور میرے معشوق کو چھڑا لیگیا اور چہار طرف ڈھونڈھتی ہوئی اُس طرف پہونچی کہ جہان شاہزادہ نورالدہر کھڑا ہوا تھا شاہزادے کو دیکھکر پکاری کہ ہان مین سمجھی تو ہی نے میرے محبوب کو رہا کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ ہان مین ہی نے رہا کیا ہی اور یہ کہکر ایک تیر چلہ کمان مین جوڑکر اُسپر بہت تاک کے مارا مگر اُسکے بدن پر سے اُچٹ گیا کئی تیر اُسپر متواتر مارے مگر کسی نے اثر نہ کیا اور وہ ساحرہ قریب نورالدہر کے آئی اور شاہزادے کو دیکھکر ایک جان سے ہزار جان عاشق و فریفتہ ہو گئی کہ ایسا جوان حسین کاہیکو دیکھا تھا کہنے لگی کہ ای عزیز تو نے جو اسکو رہا کیا برا کیا مگر خیر اب تو جو ہوا سو ہوا جو تو نے کیا خیر خوب کیا مگر اب مین تجھپر عاشق و فریفتہ ہوئی ہون تو اپنے وصل سے مجھے محظوظ کر اور اپنی زوجیت مین قبول کر کے شاد کام و مسرور کر یہ سنکر نورالدہر نے کہا کہ چپ رہ او مردار کیا واہیات اور ہذیانات لاطائل و لاحاصل فضول اور بیہودہ بک رہی ہی بس چپ رہ او مردار کیا کلمہ بد زبان سے نکالتی ہی دیکھ ایسا نہ ہو کہ زبان تیری عقب گردن سے کھینچ لیجائے اور یہ کہکر ایک

تلوار اُسپر ماری وہ بھی اُسکے بدن سے اُچٹ گئی شاہزادے نے جھنجلا کر ایک خنجر بہت زور سے مارا وہ بھی اُچٹ گیا اب
وہ ساحرہ بالکل قریب شاہزادے کے آکر کہنے لگی کہ اے شہریار بس کیون اپنے ہاتھ کو تکلیف دیتا ہے اور اپنے نفس کو ایذا
پہونچاتا ہے اور اپنے کو مشقت و محنت مین ڈالتا ہے اور فوراً اسم سحر کا پڑھکر جو شاہزادے پر دم کرتی ہے تو معاً شاہزادہ بے حس و
حرکت ہو گیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پھر اسم سحر پڑھکر پھرا ہیان نور الدہر پر جو دم کیا وہ سب حصار آہنی ٹوٹ گئے
اور وہ ساحرہ لکاقہ نور الدہر کو لیکر بالاے ہوا جانب آسمان روانہ ہوئی اور بہت بلندی سے جاکر نور الدہر کو زمین
پر پھینک دیا نور الدہر بہت زور سے زمین پر گرا یقین تھا کہ استخوان سرمہ ہو جائینگے مگر بقدرت خدا چوٹ تک نہ لگی
اور آنکھ جو کھلی تو شاہزادہ بالکل صحیح و سالم ذرا ابھی کہین چوٹ کا نام و نشان نہین ہے شکر خدا بجا لایا اور اپنے تئین ایک
دشت سبز و شاداب مین پاکر سجدہ کیا اور حمد جناب باری زبان پر لایا اور سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ
لگے ہوئے ہین سبزہ لہک رہا ہے چشمے جابجا جاری ہین جہان تک نظر کام کرتی ہے سواے سرسبزی اور شادابی
کے کوئی زمین ایسی نہین معلوم ہوتی کہ جو سبزے سے خالی ہو ایک عجب طرح کی فرحت اور سرور حاصل ہوا گویا جسم بیجان
مین جان آگئی شاہزادہ نور الدہر نے یہ خیال کیا کہ تو مسلمان تھا بعد مرنے کے تجھے بہشت عنبر سرشت ملا ہے سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا
کہ جاتے جاتے ایک باغ عجیب کے متصل پہونچا کہ عقل حیران ہو گئی چار دیواری اُسکی گنگاجمنی یعنی ایک خشت سونے کی
اور ایک چاندی کی پر چین کاری جواہر کی ہوئی جھلک جھلک کر رہی ہے کہ نظر خیرگی کرتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دیوارون
مین ہزارون آفتاب نصب کر دیے ہین نور الدہر کو نہایت تعجب و تحیر ہوا کہ یہ عمارت کسکی بنوائی ہوئی ہے اور اسکا مکین
کون ہے الغرض آگے بڑھکر جانب شرق جو ملاحظہ کرتے ہین تو دروازہ اُس باغ کا کھلا ہوا ہے اندر باغ کے گیا جاکر عجیب
قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ وہ باغ لگا ہوا ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا نمونۂ باغ بہشت معلوم ہوتا ہے شاہزادہ
سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک طرف جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک قصر نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہے کل چار دیواری اُسکی نقرۂ
مصقول کی ہے زمرد کی پر چین کاری کی ہوئی ہے سامنے اُس قصر کے ایک نہر نہایت مصفا سنگ مرمر کے دو فوارے لگے ہوے ہین
گرداگرد اُسکے درختان سرو لگے ہوئے ہین اور بلبلین ہر درخت پہ چہچہے کر رہی ہین نیچے اُن درختون کے [illegible] دلہ کترا ہوا
بچھا ہے ایک عجیب و غریب کیفیت نظر آرہی ہے غرض شاہزادہ پردے کو اُٹھا کر اُس قصر کے اندر گیا جاکر کیا دیکھتا ہے کہ
نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین جمع ہین ناچ ہو رہا ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے تمام نازنینین لباس پر تکلف
پہنے ہوئے جلوہ گر ہین ایک عجب لطف رنگا رنگ بندھا ہوا ہے اور تخت جواہر نگار پر ایک معشوقہ ہوشربا اور محبوبۂ جانستان
بیٹھی ہوئی ہے شعر دیکھے جو ملک نہ تاب لاسکے + زاہد کی بھی توبہ ٹوٹ جاے + دھانی لباس زیب بدن ہے سر پر تاج
پہنے ہوئے ہے قریب جاکر جو دیکھا تو قریب چار سو حسینان مہر [illegible] کے گرد اُس ماہ سپہر حسن کے مثل پروانہ جمع ہین اور
بیچ مین وہ شمع انجمن حسن تخت پر اس طرح جلوہ گر ہے کہ جسطرح ستارون کے بیچ مین ماہ شب چار دہ جلوہ گر ہوتا ہے ایک
ضو اُسکے حسن خداداد کی اس طرح بلند ہے کہ جسنے در و دیوار کو روشن کر دیا ہے اُسکو دیکھتے ہی نور الدہر کے دل سے
خیال ملکہ قمر چہر سہو و محو ہو گیا اور اُس ماہ تابان پر بدل و جان عاشق و شیدا ہو گیا لیکن ضبط سے کام لیا اُسی جگہ ٹھہر گیا
اور دل مین یہ خیال کیا کہ اے نور الدہر خدا جانے یہ کسکا ناموس ہے [illegible] دیکھو خدا کیا کرتا ہے لیکن ناچ دیکھتے
دیکھتے جب اُس نازنین مہ جبین کی نظر نور الدہر پر پڑی تو [illegible] پکار اُٹھی کہ اے شہریار حسن و خوبی و اے
بادشاہ جمال باکمال محبوبی بیا بیا خانہ خانۂ شما است اور یہ کہکر تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئی اور تخت سے اُٹھکر
شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب لا کر بٹھا لیا مزاج پرسی کی نہایت [illegible] آئی جام شراب گلرنگ

بھر کر اپنے ہاتھ سے نورالدہر کو دیا اور کہا کہ ای شہریار نوش فرمائیے شاہزادے نے ہرچند انکار کیا مگر جب اُسنے اصرار کیا
اور گلے میں ہاتھ ڈالکر قسمیں دین کہ ای شہریار آپکو قسم ہی ہمارے سر کی ہمیں کو پیٹے اگر نہ پیجیے تو شاہزادے نے
وہ جام نوش فرمایا بعد اُسکے اُسنے خود بھی شراب پی گائنیں پھر گانے لگیں طبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ ہونے لگا اور رفتہ
شراب میں دست درازی شروع ہو گئی نوبت بوس وکنار کی پہونچی یہ رنگ دیکھکر کل حاضرین محفل رفتہ رفتہ سرک گئے
اور اپنی اپنی جگہ چلے گئے جب بالا خالی پایا تو شاہزادے نے بھی گلے میں ہاتھ ڈالدیے اور چاہا کہ بوسہ لے مگر ایک ایسی
بوے بد اُسکے منھ سے نکلی کہ دماغ شاہزادے کا پریشان ہو گیا اور جلدی سے دور ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ ارے سچ کہہ تو ہی
کون اور نام تیرا کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ای شاہزادۂ بلند قدر یہ کنیز وہی ساحرہ ہی کہ جسنے آپکو اُٹھا کر آسمان پر سے
پھینکدیا تھا ای شاہزادے واسطہ اپنے دین ومذہب کا کہ تو مجھکو اپنے وصل سے مسرور کر اور اپنی زوجیت میں قبول کر
نورالدہر نے کہا کہ سُن ای ساحرہ تو ناحق میرے پیچھے پڑتی ہی اور بیکار اس ہوس میں مرتی ہی ارے کمبخت ہمارے
خاندان میں تو جادوگر سے اختلاط تک نہیں پیدا کرتے مواصلت تو درکنار ہی تو بیکار اسقدر جد وجہد کرتی ہی تجھسے ہرگز
تیرا مطلب کبھی نہ حاصل ہوگا یہ سُنکر اُس ساحرہ نے کہا کہ دیکھو شاہزادے میرا کہنا مانو اور مجھکو نہ جلاؤ ورنہ بہت پچھتاؤگے
شاہزادے نے کہا ہرچہ بادا باد یہ سُنکر اُس ساحرہ نے شاہزادے کو گرفتار کیا دو روز تک آب وطعام بند رکھا اور
تیسرے روز پھر سامنے بلایا بہت خاطر سے پیش آئی ہاتھ منھ دُھلا کر کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دی اور بعد اُسکے ہاتھ
جوڑکر قدموں پر گر پڑی اور کہا کہ ای شاہزادے واسطہ اپنے دین ومذہب کا کہ مجھے اپنے وصل سے شاد وخرم کر دو اور
اس آتش عشق کو بجھا دو شاہزادے نے سر اُسکا اپنے قدموں سے جھٹک دیا اور کہا کہ او لکاتہ اگر تو مجھے ہلاک بھی کر دیگی
تو بھی میں تجھسے ہم صحبت نہ ہونگا اور مواصلت کیسی تیری جانب رخ نہ کرونگا یہ کلام نورالدہر کا سُنکر وہ لکاتہ جلکر
کباب ہو گئی اور اُسی طرح پھر نورالدہر کو قید کیا ہر روز اپنے سامنے بُلاتی تھی اور الحاح وزاری اور [illegible] وعاجزی
کرتی تھی مگر نورالدہر کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا اینکہ شاہزادہ تنگ آگیا اور دعا کرنے لگا کہ پروردگار اب تو یہ
صدمات نہیں اُٹھائے جاتے یا اُٹھا لے یا اس عذاب سخت سے نجات دے اتفاق سے ایک روز ادلوس جنی
اُس ساحرہ کے پاس آیا اور سلام کیا دیکھا کہ وہ لکاتہ نورالدہر کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے بیٹھی ہی اور منت وسماجت
کر رہی ہی مگر شاہزادہ کسی طرح راضی نہیں ہوتا یہ دیکھکر ادلوس جنی نے کہا کہ ای ملکہ تم کس واسطے اسقدر رنج کرتی ہو
اور کیوں اپنی جان ہلاک کرتی ہو میں اسے راضی کر دونگا اُس ساحرہ نے جواب دیا کہ ای ادلوس جنی تمہارا بڑا احسان ہوگا
اگر تمنے اسے راضی کر دیا تو گویا میری جان بچالی ادلوس جنی نے کہا کہ بات ہی کیا ہی آپ ایک ذرا ہٹ جائیے میں ابھی
تو راضی کیے دیتا ہوں ای ملکہ یہ تو از خود راضی ہو جائیگا تمنے بیکار اسے گرفتار بھی کیا اور اس گل رعنا کو صدمہ بھی پہونچایا
اور آپ بھی رنجیدہ ہوئیں یہ سُنکر وہ ساحرہ تو ہٹ گئی ادلوس نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار آپ تو محض نادانی
کرتے ہیں جادوگر سے کوئی بھی بغیر فریب کیے ہوئے عہدہ برآ ہوا ہی آپ اس سے ہنسیے بولیے اختلاط کیجیے میں ابھی تو
اسے مارے ڈالتا ہوں کہ اس ساحرہ نے ہمارا ایک کا تو نہیں دم بہ تنگ کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ ای ادلوس میں
کیا کروں ہرچند میں چاہتا ہوں کہ اسکے پاس بیٹھوں اختلاط کروں اور کوئی نہ کوئی فریب کرکے اس سے مخلصی حاصل کروں
لیکن اسکے منھ سے تو ایسی بوے بد آتی ہی کہ پاس ٹھہرا نہیں جاتا جان دینا گوارا ہی مگر یہ امر گوارا نہیں ہی ادلوس
نے کہا کہ ای شہریار ناچاری کو گوارا کیجیے نورالدہر نے کہا کہ خیر اچھا یہ بھی سہی لیکن باتوں کے ادلوس جنی نے اس
ساحرہ کو بلا لیا اور نورالدہر کو پاس بٹھایا [illegible] محفل عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا شاہزادہ ہنسنے لگا اُس ساحرہ

جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر شاہزادے کو دیا شاہزادے نے اُس ساحرہ کو پلایا الفت و محبت کی باتیں ہونے لگیں ساحرہ یہ رنگت
مزاج شاہزادے کا دیکھ کر بہت مسرور ہوئی اور دل میں خیال کرنے لگی کہ اتنی دیر میں اولوس جنی نے اسکو کیا پٹی
پڑھا دی جو شاہزادہ یوں رام ہو گیا متحیر ہو کر اولوس کی طرف دیکھنے لگی اولوس بھی ہنس دیا اُس ساحرہ نے اولوس
کی بڑی خاطر و مدارات کی اور پھر دورہ شراب کا رنگ شروع ہوا اولوس نے آنکھ بچا کر اُس ساحرہ کے جام شراب
میں دارو بیہوشی ڈالدی اور وہ پیتے ہی بیہوش ہو گئی اولوس جنی نے خنجر کھینچکر اُسکی گردن پر پھیرا مگر گردن اُسکی نہ کٹی
نور الدہر نے کہا کہ ای اولوس یہ لکا تا روئیں تن اور آہنی بدن ہی اثر حربے کا اسپر کبھی نہ ہوگا لاکھ لاکھ تدبیریں کروگے
اور کچھ نہ ہوگا اولوس جنی نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کیسی باتیں کرتے ہیں میں تو شاگرد ہوں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا
بھلا میرے ہاتھ سے بچ کے بھی سکتی ہی اگر خنجر نے کام نہیں کیا نہ کیا میں اور تدبیر اسکی موت کی کرتا ہوں اور یہ کہکر ایک
دو پتھر بڑے بڑے بھاری اُٹھا لایا ایک پتھر اُسکے سر کے نیچے رکھا دوسرا پتھر جو پھر اُٹھا کر اُسکے سر پر مارتا ہی تو سر اُسکا
پھٹ گیا اور بھیجا نکل آیا اُسکے مرتے ہی نہ وہ عمارت تھی نہ باغ تھا نہ نہر تھی نہ قصر سب فنا اور نابود ہو گیا سحر کے تو سارے
کارخانے تھے ہی نور الدہر نے اُس بلا سے نجات پائی اور جتنی عورتیں تھیں وہ بھی رہا ہوئیں اور بھی قیدی کل رہا ہوئے
آنکھ اُٹھا کر جو دیکھا تو سامنے سے انور شاہ اور منصور شاہ اور شاطر بن دیلمان بھی چلے آتے ہیں شاہزادے نے کہا
ہائیں تم کہاں تھے اُنھوں نے عرض کیا حضور ہم لوگ بھی سب یہیں مقید تھے یہ کہکر شاہزادے کے قدموں سے لپٹ گئے
نور الدہر نے گلے سے لگایا دلاسا دیا بعد اُسکے دیکھا کہ وہ شاہزادہ جسکو نور الدہر نے رہا کیا تھا وہ بھی چلا آتا ہی اور
دوڑکر قدموں پر نور الدہر کے گر پڑا اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہم وہاں سے بھی رہا ہوئے تھے اور پھر یہاں سے
بھی حضور ہی کی بدولت چھوٹے نور الدہر نے اُسکو بھی گلے سے لگایا تشفی دی پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے عرض کیا
کہ حضور نام میرا ملک زادہ ہی سعادت شاہ کا بیٹا ہوں شہر میرا یہاں سے قریب ہی حضور میرے جان بخش اور
آقا و مالک ہیں امیدوار ہوں کہ تشریف لیچلیے اور اُس شہر کو اپنے قدم میمنت لزوم سے مشرف فرمایے غلام
شرط خدمت بجا لائیگا اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب خدمت کرتا ہوا چلیگا شاطر بن دیلمان نے عرض کیا کہ
حضور اسکی خاطر بھی لازم ہی اور اُسکے ملک میں بھی چلنا ضرور ہی نور الدہر نے پوچھا کہ کیوں شاطر بن دیلمان تو
اسکے باپ کو جانتا ہی شاطر نے عرض کیا کہ حضور ہاں میں خوب واقف ہوں مجھسے اور سعادت شاہ سے ہمیشہ لڑائی
رہا کی کبھی میں اُسکے ملک پر قبضہ کر لیتا تھا اور کبھی سعادت شاہ میرے ملک پر قبضہ کر لیتا تھا ایک مدت تک یہی
کیفیت رہی شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ خوب پھر اب تو میں ضرور ہی چلونگا اور تمھارے اور سعادت شاہ کے
صفائی کروا دونگا سامان سفر درست کرو یہ سنکر وہ سب عورتیں جو اُس ساحرہ بد بال جادو کی قید میں تھیں آکر
شاہزادہ نور الدہر کے قدموں سے لپٹ گئیں کہ حق تعالے حضور کو سلامت باکرامت رکھے ہم سب نے آپ کی بدولت
رہائی پائی اب ہماری نسبت کیا حکم ہوتا ہی نور الدہر نے کہا کہ جس طرف تمھارا جی چاہے چلی جاؤ مجھے تم سے کوئی غرض
نہیں اور اُس ساحرہ کے اسباب میں سے چیزیں بہ چیزیں اُن سب کو دیکر رخصت کیا اور باقی مال و اسباب اپنے
قبضے میں کیا اور ملک زادے سے کہا کہ ای ملک زادے پہلے تم اپنے ملک میں چلے جاؤ اپنے باپ سے ملو اور
اُسکے دل کو مطمئن کرو معلوم نہیں تمھاری جدائی میں اُسکا کیا حال ہوا ہوگا اور ہمارے آنے کی اُسے خبر دو کہ اُسکی
پریشانی دفع ہو اور اگر ہم یکایک وہاں مع فوج چلے چلینگے تو باپ تمھارا پریشان ہوگا رعایا گھبرا جائیگی خیال ہوگا کہ
کوئی حریف آگیا یہ صلاح دیکر ملک زادے کو روانہ کیا اور پیچھے پیچھے آپ بھی روانہ ہوا ملک زادہ بہت جلد جلد

گھوڑا اُٹھائے ہوے چلا جاتا تھا جب قریب شہر کے پہونچا تو ہرکارون نے جا کر سعادت شاہ کو خبر دی کہ حضور مبارک
ہو شاہزادہ عالی جاہ آ گیا سعادت شاہ پاتو بیٹے کے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا پہرون ملک زادے کو یاد کر کے
رویا کرتا تھا اور جان کھویا کرتا تھا یا اب دفعۃً جو خبر بیٹے کے آنے کی سُنی یقین نہ آیا ہرکارون سے خفا ہو کر کہنے لگا کہ تم مجھسے
مزاح کرتے ہو یا میری تسلی کے لیے کہتے ہو تو مین ایسا کوئی نادان نہین ہون مجھکو تو اپنے بخت برگشتہ سے یہ امید ہرگز
نہین ہی کہ مین جیتی زندگی بیٹے سے ملونگا اور اُسکو پھر دیکھونگا ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور بھلا اتنی مجال ہی ہماری
کہ ہم حضور سے خلاف واقعہ عرض کرینگے خداوند ہم اپنی آنکھون سے شاہزادے کو دیکھ آے ہین کہ وہ حضوری مین حاضر
ہوتے ہین جب ہرکارون نے یقین دلایا تو سعادت شاہ بے تحاشا اپنی جگہ سے اُٹھ کر ناکے کی طرف دوڑا اسپ تیغے
کہ ادھر سے سعادت شاہ چلا اور اُدھر سے ملک زادہ چلا آتا تھا کہ ملک زادے کی نظر باپ پر پڑ گئی بہت جلد
گھوڑے سے اُتر کر دوڑا اور آکر باپ کے قدمون سے لپٹ گیا سعادت شاہ نے سر بیٹے کا قدمون سے اُٹھا کر چھاتی سے
لگا لیا اور گلے ملکر خوب رویا اور خوش و خرم بیٹے کو ساتھ لیکر داخل شہر ہوا اور زر و جواہر بیٹے پر سے نثار کرتا ہوا چلا آتا ہی
اہل شہر ابھی جہان تک نثار کرنے کو موجود تھے ہر ایک شاہزادے کے قدمون سے لپٹا جاتا تھا ہر گلی کوچے مین ایک
شور و غل تھا کہ شاہزادہ آ گیا غرض سعادت شاہ بیٹے کو لیکر محل مین آیا ماں سے اور بیٹے سے ملاقات ہوئی بیٹا
دوڑ کر ماں کے قدم سے لپٹ گیا ماں نے سر بیٹے کا چھاتی سے لگایا پانی بیٹے پر سے وار کے پیا سات بار گرد بیٹے کے
پھری احوال پوچھا ملک زادے نے کُل حال اپنا مفصل بیان کیا شاہزادہ بھی خوش ماں باپ بھی خوش ہوئے
سعادت شاہ نے کہا کہ بے شبہہ یہ کام خدا پرستون کا ہی کہ وہ ہر ایک کی مشکل مین کام آتے ہین اور ہر مظلوم کی
فریاد رسی کرتے ہین سواے اُنکے یہ کام کسی کا نہین ہی اے فرزند وہ شہریار کہان ہی مجھے بھی اُس تک لیچلو کہ مین بھی شرف
قدمبوسی حاصل کرون ملک زادے نے عرض کیا کہ حضور وہ شہریار بھی مع شباط بن دیلمان زنگی کے آتا ہی آپ
دعوت کی تیاری کرین شہر کو آراستہ کرین سعادت شاہ نے کہا کہ کیا شباط بن دیلمان زنگی بھی اُسکا تابع ہوا ہی
ملک زادے نے کہا کہ حضور ہان وہ بھی اُس شہریار کا تابع فرمان ہوا ہی یہ سُنکر سعادت شاہ نے سامان دعوت مہیا کیا
تمام شہر مین آراستگی کی آئینہ بندی کرائی روشنی کے لیے ٹھاٹھر بندی کا حکم دیا آتشبازی اور ناچ رنگ ہر چیز کا
سامان درست کرا کے استقبال نورالدہر کے واسطے ناکے کی طرف روانہ ہوا اُسطرف سے نورالدہر بھی آ ہی رہا تھا
سعادت شاہ کی نظر جو نورالدہر پر پڑی دوڑ کر نورالدہر کے قدمون پر گر پڑا اور گرد نورالدہر کے پھرا نورالدہر
نے گلے سے لگا لیا بعد اُسکے سعادت شاہ نورالدہر کو اپنے ساتھ لیکر قلعہ شاہی مین لایا فوج کو اُتروایا تمام سامان و
اسباب بہت احتیاط سے اُتروا کر رکھا اپنے ہاتھ سے نورالدہر کے ہاتھ پاؤن دُھلاے نورالدہر نے دن بھر آرام کیا
شب کو تمام شہر مین روشنی ہوئی قلعہ مین جگہ جگہ آئینہ بندی ہوئی روشنی کی گئی بعد فراغت اکل و شرب آتشبازی چھوڑی
نورالدہر بعد تماشاے آتشبازی مسند پر آ کے بیٹھا اور سعادت شاہ و ملک زادہ سامنے نورالدہر کے حاضر ہوئے
شباط بن دیلمان اور انور شاہ و منصور شاہ کو پہلو مین نورالدہر کے جگہ ملی نورالدہر نے شباط بن دیلمان زنگی اور
سعادت شاہ سے کہا کہ تم دونون مین ایک مدت سے رنجش چلی آتی ہی آج تم دونون ہماری خاطر سے ملجاؤ اور
باہم گلے ملکر غبار فساد و رنج کو دلون سے دھو ڈالو بموجب حکم شباط بن دیلمان اور سعادت شاہ اُٹھے باہم بغلگیر ہوے
دل دونون کے صاف ہو گئے بعد اُسکے صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ناچ گانا شروع ہوا جام شراب گلرنگ
گردش مین آیا الغرض اسی طرح تین روز تک دعوت و ضیافت رہی بعد اُسکے نورالدہر نے سعادت شاہ سے

ارشاد کیا کہ ای سعادت شاہ چونکہ نام تمھارا سعادت شاہ ہی مین چاہتا ہون کہ اب تم سعادت اسلام پر بھی فائز و مشرف ہوا اور ادیان باطلہ اور مذہب لاطائلہ پر لعنت کرو سعادت شاہ نے عرض کیا کہ حضور مین تو آپ کا ایک ادنے غلام و تابع فرمان ہون مجھے آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہی ای نور الدہر والا قدر غلام کو بھی عذر ہی مگر مجھے عذر نہین ہی حضور موفور السرور نے تو اس غلام کی زندگی کر لی ورنہ مین غم فرزند مین گھل گھل کر تمام ہوجاتا مین نے بصدق دل لقاے بے بقا پر لعنت کی آپ تلقین اسلام فرمائین مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر نور الدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا سعادت شاہ کلمہ پڑھکر بصدق دل اسلام لایا بعد اسکے تمام شہر کو باسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی بنا ڈلوائی سکہ بنام سعد بن قباد جاری کیا بعد اسکے کوچ کرکے ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوا تیسری ہی منزل تھی کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ و تار اٹھی جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ جم غفیر اور فوج کثیر مع چارسو علمہاے زرفشان و چار لاکھ سواران جرار کے چلی آتی ہی آگے آگے سقے چھڑکاو کرتے چلے آتے ہین اور ایک بادشاہ ذیجاہ تھا کر و فر سے تخت پر سوار اور ایک دیوانہ چوبدست گران ہاتھ مین لیے ہوئے زنجیرین کمر مین بندھی ہوئین سب کے آگے آگے نور الدہر اس لشکر کو دیکھکر بہت متحیر ہوا ہرکارون سے پوچھا کہ یہ کون ہی اور کسکا لشکر ہی دریافت کرو ہرکارون نے بعد دریافت حال عرض کیا کہ حضور یہ ایرج تاج بخش ہی اور چارسو بادشاہون کو اسنے زیر کرکے تاج بخشی کی ہی اور اپنے کو صاحبقران زمانہ جانتا ہی یہان سے کئی منزل پر ایک پہاڑ ہی قاقم کوہ اور ایک شہر ہی مرصع حصار کہ بادشاہ وہان کا فریدون شاہ ہی یہ ایرج تاج بخش اسی کا فرزند ہی ایک مدت قبل اسکی ولادت کے نجومیون نے خبر دی تھی کہ اس شہر مرصع حصار مین ایرج نام ایک جوان زبردست پیدا ہوگا کہ وہ صاحبقران زمان ہوگا زمانے مین بہت بڑا نام پیدا کریگا بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کو زیر کرکے انکے ممالک پر قبضہ کریگا اور بڑے بڑے زبردست پہلوان اسکے نام سے لرزہ براندام ہونگے جب ایرج تاج بخش فریدون شاہ کے یہان متولد ہوا اور ذی ہوش و صاحب عقل ہوا اور یہ اخبار ان نجومیون کا سنا تو اسنے دعوی کیا کہ وہ ایرج جسکی نجومیون نے خبر دی تھی وہ مین ہی ہون اور جب یہ جوان ہوا چارسو ملک اسنے بزور شمشیر اپنے تابع کرکے وہان کے بادشاہون کو تاج بخشی کی ایرج تاج بخش نام پایا بعد اسکے اسنے چاہا امیر حمزہ صاحبقران پر خروج کرے اور انسے جاکر مقابلہ کرے تو فریدون شاہ مانع ہوا اور کہنے لگا کہ ای فرزند تو اپنے ارادے سے باز آ اور مقابلہ امیر نہ جا اور ای بیٹا وہ ایرج جسکی نجومیون نے خبر دی تھی وہ کوئی دوسرا ایرج ہوگا جب اسنے کسی طرح نہ مانا تو فریدون شاہ نے کہا کہ اچھا اگر تجھے دعوے صاحبقرانی کا ہی تو ایک دیوانہ عفریت سیہ پوش خون آشام صحرا مین رہتا ہی اگر تو جاکر اسکا مقابلہ کرے اور اسکو زیر کرے تو البتہ مین جانون کہ تو صاحبقران ہی یہ سنکر ایرج تاج بخش نے جاکر عفریت سیہ پوش خون آشام سے مقابلہ کیا اور اسکو اپنا حلقہ بگوش کر لیا اس وقت فریدون شاہ نے اظہار مسرت کیا اور کہا کہ ہان بیشبہ اب مجھکو یقین کامل ہوا کہ تو صاحبقران ہی اب شوق سے جاکر امیر کا مقابلہ کر تو اب یہ ملک گیری کرنے چلا ہی اور آپ کے آنے کی خبر سنکر بہت خوش ہوا ہی اور اپنے مقام پر کہہ رہا ہی کہ پہلے اس بہیر کا حمزہ کو زیر کر لون تو آگے بڑھنے کا قصد کرون اور صاحبقرانی کا ڈنکا بجاؤن اور حضور چار لاکھ پیدل و سوار اور ساٹھ ہزار دیو اسکے ہمراہ رکاب ہین بڑے کر و فر سے چلا آتا ہی نور الدہر یہ سنکر بہت ہی خوش ہوا اور شباط بن دیلمان زنگی سے کہا کہ کیون شباط اگر یہ زیر ہوگیا اور میرے قبضے میں آکر مسلمان ہوگیا تو البتہ قوت بازو ہوگا شباط بن دیلمان نے عرض کیا کہ خدا ہمچنین کند ہمت مردان مدد خدا اور ادھر ایرج تاج بخش سے جاکر ہرکارون نے خبر دی کہ نور الدہر اس طرح اپنی جگہ پہنچا کہہ رہا ہی ایرج تھا

خیر پہلے اسی سے سمجھونگا بعد اُسکے حمزہ کے مقابلے کو جاؤنگا اور شراب کے نشے مین حکم دے دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاے
اور لشکر ہمارا یہین اُتر پڑے کہ نبیرہ صاحبقران سے مقابلہ ہے ادھر نورالدہر کو خبر ہوئی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا
نورالدہر نے حکم کیا کہ ہنوز ہمارا لشکر بھی یہین اُتر پڑے اور طبل جنگ بجا دیا جاے الغرض اسی جگہ دونون لشکر فروکش
ہوے نورالدہر کے لشکر مین نقارہ رزمی بجایا گیا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی نورالدہر
تمام رات مناجات کیا کیا ہر بار یہی عرض کرتا تھا کہ خداوندا مین کہان تک تیرا شکر بجا لاؤن کہ تو نے کن کن اہم
مقامات پر اس عاصی کو فتحیاب کیا خداوندا واسطہ اپنی کبریائی کا کہ تو اسی معرکے مین بھی مجھکو مظفر و منصور فرما اور
ملت حقہ کو ترقی دے الغرض اسی دعا و مناجات و تیاری جنگ مین صبح ہو گئی دونون لشکر صف آراے میدان نبرد
ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین ایرج تاج بخش کے لشکر سے عفریت دیوانہ میدان مین آیا اور مبارز طلبی
کی شاہزادہ نورالدہر بصد کر و فر اپنے لشکر سے باہر آیا اور عفریت دیوانہ کے مقابل ہوا پہلے تو نیزہ بازی ہوئی
جب بعد تھوڑی دیر کے نورالدہر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر عفریت دیوانہ نے تلوار ہاتھ مین لیکر نورالدہر پر بڑے
زور مین ایک وار کیا نورالدہر نے دعا سے تلوار کی بچکر تلوار پر قبضہ کیا عفریت دیوانہ نے نورالدہر کی کمر مین
ہاتھ ڈالدیا اور اپنی طرف کھینچا نورالدہر نے اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچا غرض زور ہونے لگے اور کشمکش
شروع ہوئی دونون گھوڑون سے اُتر پڑے اور کشتی ہونے لگی اُس وقت سے لیکر شام تک کشتی ہوا کی قریب شام
نورالدہر نے عفریت دیوانہ کو زیر کیا اور طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کو واپس گیا اور خیمے مین جاکر شکر باری تعالے
بجا لایا اور پھر حکم دیا کہ نقارہ رزمی بجایا جاے بموجب حکم نورالدہر نقارہ رزمی بجایا گیا ہرکارون نے جاکر ایرج تاج بخش
کو خبر دی کہ نورالدہر نے طبل جنگ بجوا دیا ہے یہ سنکر طبل جنگ ایرج تاج بخش نے بھی بجوایا دونون لشکرون مین
رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آے نورالدہر اپنے لشکر سے باہر آیا اور ایرج تاج بخش
اپنے لشکر سے باہر آیا نورالدہر اُسکی صولت و حشمت دیکھکر لوٹ ہو گیا اور خداوند کریم سے دعا کرنے لگا الٰہی پروردگار
واسطہ اپنے بندگان خاص انبیاے ذوالاحترام کا مجھکو اس گبر پر فتحمند فرما اور اسکو توفیق نیک عطا فرما کہ یہ مسلمان ہو
اور اس دین حقہ اور ملت بیضا کے شرف سے مشرف ہو الغرض دونون صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے
اب سب کے سب نگران ہین کہ دیکھین لشکر ایرج تاج بخش سے کون مقابلے کو نکلتا ہے کہ دفعتاً ایرج تاج بخش نے مرکب
کی باگ لی چار سو نامدار ہمراہ رکاب ہوے ایرج نے سبھون کو رخصت کیا کہ تم سب پھر جاؤ مین تنہا اس سے مقابلہ کرونگا
بلکہ تم سب یہین ٹھہرے رہو اور دعا کرو کہ ایرج نبیرہ حمزہ پر فتحیاب ہو سبھون نے عرض کیا کہ حضور ہمارے دل دعا کیا
کرتے ہین یہ کہکر وہ سب تو وہین ٹھہر گئے ایرج تاج بخش مرکب کو جھپکا کر میدان مین آیا خوب مرکب کو جولان کیا برچھے کے
ہاتھ نکالے بعد اُسکے مبارز طلبی کی شاہزادہ نورالدہر مرکب کو جھپکا کر مقابل ایرج ہوا اور تلوار زنی ہوئی کوئی
چار قدم مرکب نورالدہر کا پیچھے ہٹا اور کوئی سات قدم مرکب ایرج کا پسپا ہوا مرکبون کو دوالون مین سنبھالکر ایک
دوسرے کا سامنا کیا جب غور سے ایرج نے نورالدہر کو دیکھا تو دیکھتے ہی دنگ ہو گیا کہ ایسا جوان حسین اور پہلوان
خوبصورت و زبردست تمام عمر کا ہے کو دیکھا تھا اور پکارا شعر بگو نام خود را درین انجمن ٭ کہ بسیار شد آدمی سوے من
یہ سنکر شاہزادہ نورالدہر نے آواز دی شعر منم ماہ رخشان صاحبقران ٭ بن شاہ گیتی بدیع الزمان ٭ آگاہ ہو
اے ایرج تاج بخش کہ مین نورالدہر ابن شاہزادہ بدیع الزمان نبیرہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران مدظلہ الرحمن
ہون دیکھ ہوشیار خبردار ہو اور اپنی جان کو جان سمجھ اور شرف اسلام سے مشرف ہو ورنہ سمجھ وہ سزا دونگا کہ مقتول دیکھا

کہ تو تمام عمر کو یاد کرے ایرج تاج بخش نے کہا کہ خیر یہ تو سب کچھ مین نے سُنا مگر یہ کہو کہ تجھے صرف باتین ہی بنانا آتی ہین یا میدان جنگ مین آکر بہادرون کا مقابلہ بھی کرسکتا ہی اگر صرف چرب زبانی اور باتین ہی بنانا یاد ہین تو جا دبکے گھر بیٹھ اور اگر تاب مقاومت ہی تو لا اپنے حربے کو مگر قبل اسکے اتنا اقرار کرلے کہ اگر مین نے تجھکو زیر کرلیا تو دین لقا پرستی اختیار کریگا نورالدہر نے کہا کیا مضائقہ یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ پھر کیا ہی اُٹھا حربہ نورالدہر نے کہا کہ یہ طریقہ اہل اسلام کا نہین ہی کہ حریف پر پیش دستی کرین پہلے تو اپنا حربہ کرلے پھر مین بھی ہاتھ اُٹھاؤنگا یہ سُنکر ایرج نے نیزہ ہاتھ مین پکڑکے ایک تیر کے فاصلے پر اپنے مرکب کو ہٹاکر سینہ بے کینہ نورالدہر کو تاک کر چاہا کہ لپک کر نیزہ لگاے نورالدہر نے آگے بڑھکر اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا سنانون سے چنگاریان آگ کی جھڑنے لگین نیزہ بازی ہونے لگی کوئی چار گھنٹے کامل نیزہ بازی ہوائی آخرکار نورالدہر نے نیزہ ایرج تاج بخش کا ہوائی کیا بس ایرج تاج بخش نے نہایت غیظ وغضب مین آکر نوسو من کا گرز اُٹھاکر نورالدہر پر مارا نورالدہر نے گرز اُسکا گرز پر روکا آواز تراقے کی پیدا ہوئی کہ جگر زمین کا ہول سے شق ہوگیا اور تتق گرد کا بلند ہوا نورالدہر تو تنورہ گرد مین غائب ہوگیا اور ایرج نے آواز دی کہ جلد نورالدہر کی خبر لو کہ بزدم دبپست کردم نورالدہر را یہ آواز سُنکر عیار نورالدہر کا دوڑ پڑا اور گرد کے گرد چرخ مار کر آواز دی کہ ای شہریار حریف زیادتی کرتا ہی ہوشیار ہوجیے نورالدہر نے جو یہ آواز سنی ہوشیار ہوکر مرکب کو چھیڑا مرکب نورالدہر طبقہ زمین کا لیکر نکلا اور گرد مُنہ کی جھاڑتا ہوا نورالدہر باہر آیا اور آواز دی کہ کرا زدی و کرا پست کردی ہوشیار باش یہ کہکر چاہا کہ گرز ایرج پر مارے کہ ساتھ ہی اسکے یہ خیال آگیا کہ ایسا نہوا ایرج تیرے گرز کی تاب نہ لا سکے اور مرجاے تو پھر پچھتاوا بڑا رنج ہوگا یہ سوچ کر چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھکر دوسرا وار کرے کہ ایرج تاج بخش نے آواز دی ای نبرد جو تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ تو شوق سے وار گرز کا مجھپر کر اور میری جراءت کو دیکھ کہ مین بھی کیا کرتا ہون اگر تیرا گرز کا صدمہ نہ اُٹھا سکا تو مین صاحبقران کا بیٹا کاہے کا ہون تو اپنے خیال سے درگذر کر اور ضرور گرز کا وار اپنی پوری قوت سے مجھپر کر بس یہ سُنکر نورالدہر مجبور ہوگیا اور وار گرز کا کیا گو یکدستی لیکن ایرج کے اس یکدستی گرز سے بھی یہ کیفیت ہوئی کہ گو گرز کو روکا مگر دودھ چھٹی کا یاد آگیا بہ ہر بن مو اور ہر سر مو سے پسینا جاری ہوا دریاے عرق مین غرق ہوگیا اور ایک تتق گرد اس طرح کا بلند ہوا کہ ایرج تاج بخش اُس تتق مین غائب ہوگیا عیار دوڑ پڑے چھاگل سے پانی نکالکر مُنہ پر چھینٹے دیے جب گرد بیٹھی تو دیکھا ایرج بیہوش پڑا ہوا ہی پھر پانی ایرج کے مُنہ پر چھڑکا ایرج کی آنکھ کھلی ہوش مین آکر کہنے لگا کہ مین نے کبھی ایسی ضرب نہ اُٹھائی تھی اگرچہ نورالدہر نے وار یکدستی کیا مگر میری یہ حالت ہوگئی اور گھوڑے کو جو دیکھتا ہی تو گھوڑا ابھی قریب مرگ ہی تنگ تلے ہاتھ دے کر اُسے اُٹھایا مگر بسبب عرصہ زندگی تنگ ہوگیا تھا تنگ ہوکر اُسے وہین چھوڑا اور پیدل ہو ادہر کھینچکر دوڑا کہ مرکب شاہزادہ نورالدہر کو بھی پامال کردے یہ عزم اُسکا دیکھکر فوراً نورالدہر گھوڑے سے کود پڑا ایرج نے کہا ای نورالدہر خوب مرکب اپنا بچایا لیکن اب میری تمھاری کشتی ہو تو خوب ہی نورالدہر نے کہا ای ایرج بہت ہی مناسب ہی مین کسی لڑائی مین بند نہین ہون جس طرح تیرا جی چاہے اپنا حوصلہ نکال بس یہ سُنکر ایرج نے سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور نورالدہر کی طرف چلا ادہر سے نورالدہر بھی آلات حرب اپنے جسم سے دور کرکے بڑھا اور کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی جب شام ہوئی تو ایرج تاج بخش نے چاہا کہ پھر جاے نورالدہر مانع ہوا اور تمام میدان مین روشنی کرادی ایرج نے میوہ کھایا و دودھ پیا دونون لشکرون کے افسر کمرین کھول کھول کر بیٹھے مشعلچی پھر گرم بازاری رہی الغرض تین شبانہ روز برابر کشتی ہوا کی چوتھے روز سہ پہر دن باقی تھا کہ ایرج تاج بخش نے نورالدہر سے کہا کہ ای نورالدہر آج چوتھا دن ہی کہ دونون لشکر

بے دانہ و آب اور بے خور د خواب ہین بس اب ایک زور اور ہی مگر آخری زور ہی خبردار و ہوشیار رہنا اور یہ کہکر دونون ہاتھ
شاہزادے کے پکڑ کے لیے دوڑا شاہزادے نے دم کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر پیچھے ہٹنا شروع کیا کوئی چھ یا
سات قدم تک ریلکر لیگیا اور ایک جھٹکا دیا کہ داہنا زانو شاہزادے کا زمین سے لگ گیا مگر تڑپ کر لنگر جو مارا سپٹ پانک
غرق ہو گیا ایرج تاج بخش نے ہرچند چاہا کہ نور الدہر کو ہٹا دے اور اٹھا کا زور کیا مگر اُس کوہ وقار نے جنبش بھی
نہ کھائی بس ایرج نے ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا کہ اب جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرو بس اُس وقت شاہزادہ اُٹھا اور ایرج کے
دونون بازو پکڑ کے لے کر دوڑا مگر اب ایرج ہرچند چاہتا ہی کہ رُکے مگر کسی طرح نہین رُک سکتا مثل پر کاہ کے اُڑا جاتا ہی
کوئی گیارہ بارہ قدم تک شاہزادہ ریل لے گیا یہ دیکھکر لشکریان ایرج نے آواز دی کہ ای ایرج ہوشیار ہوا ی
ایرج خبردار ہو حریف زیادتی کرتا ہی ایرج تاج بخش نے جواب دیا کہ مین مجبور ہون میرا کیا اختیار ہی حریف
زبردست ہی بس اتنی باتون مین ایرج کا سنبھال جو اُدھر ہٹتا ہی فوراً نور الدہر نے غنیمت جان کر جو ایک جھٹکا دیا
تو دونون گھٹنے ایرج کے زمین سے جا لگے ہرچند ایرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نور الدہر کب سنبھلنے دیتا ہی اور زنجیر گردن
جو ہاتھ ڈالکر زور کرتا ہی تو لنگر ایرج تاج بخش کا ٹوٹتا ہی پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا کمر تیسرے زور مین
تا بہ سینہ لاکر یکہ بازو کا دے کر ایرج کو سر سے بلند کیا ایرج نے چاہا کہ بغلون مین پاؤن اڑا کر داؤن پیچ کرے بس ساتھ ہی
نور الدہر نے بالائے سر اس طرح چرخ دیا کہ ہاتھ کے دستانے پاؤن کے موزے اُڑ اُڑ کر اِدھر اُدھر گرے اور ایرج مثل
طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا نور الدہر نے ایرج سے کہا کیون ای ایرج تجھے صاحبقرانی معلوم ہوئی ہوگی اور
تاج بخشی کا حال اس وقت خوب منکشف ہوا ہوگا ای ایرج دیکھ میرے کہنے کو سُن لقا سے بے لقا پر لعنت کر اور لات
بیجا دین اسلام کو اختیار کر حلقہ میری غلامی کا اپنے کان مین پہن ورنہ بہت پچھتائیگا یہ کلام نور الدہر کا سُنکر ایرج نے
کہا کہ ای شہریار عالم پناہ تا زندہ ایم بندہ ایم حقا کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین صاحبقرانی آپ ہی کے لیئے مخصوص
ہی اور آپ ہی کے گھرانے پر ختم ہی بس یہ سُنکر نور الدہر نے ایرج کو زمین پر رکھ دیا ایرج نور الدہر کے قدمون پر گر پڑا
شاہزادہ نور الدہر نے اُسے گلے سے لگایا ایرج نے حلقہ بگوش ہو کر لقا سے بے لقا پر لعنت کی نور الدہر نے کلمۂ طیبہ
تعلیم کیا ایرج کلمۂ طیبہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد اُسکے عرض کیا کہ اگر اجازت پاؤن تو اپنے لشکر مین جاؤن
اور کل فوج کو تلقین اسلام کرون اور سمجھا بجھا کر مسلمان کراؤن نور الدہر نے ارشاد کیا کہ بہت مناسب ہی جاؤ ایرج تاج بخش
اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ نور الدہر شکر خدا کرتا ہوا نہایت مسرور اور بکمال درجہ خوش اور بشاش
اپنے لشکر ظفر پیکر مین داخل ہوا اپنے خیمے مین آرام بیٹھا اندرین خوشی کی افسران فوج دینے لگے صحبت نائش بر پا ہی
بعد برخاست دربار نور الدہر نے کچھ غذا نوش فرمائی اور آرام کیا اُدھر ایرج بھی اپنے خیمے مین گیا کھانا کھا کر سو رہا صبح کو جو
بیدار ہوا تو پہلے عفر بیہوش دیوانہ کو بلایا اور اُس سے کہا کہ ای عفر بیہوش مین نے تو غلامی نور الدہر کی اختیار کی
اور مذہب اسلام کو قبول کر لیا تم کیا کہتے ہو عفر بیہوش دیوانہ نے کہا کہ حضور مجھکو تو پہلے ہی وہ پکڑ لیگیا تھا آپ مجھکو اپنے ساتھ لیتے
آئے جب آپ نے اسلام اختیار کیا تو مجھے کیا عذر ہی مین پہلے ہی مسلمان ہوا بعد اُسکے ایرج نے کل افسران فوج کو طلب کیا
اور تلقین دین اسلام فرمائی وہ سب بھی بمصداق الناس علی دین ملوکہم کلمہ پڑھ پڑھ کر مسلمان ہو گئے ایرج تاج بخش
سبھون کو لیکر خدمت فیضدرجت شاہزادہ نور الدہر مین حاضر ہوا سبھون کو اُس سر تاج عالم کے قدمون پر گرایا اُس
شاہزادے نے سبھون کو گلے سے لگایا خلعت و انعام عنایت کیا بعد اُسکے ایرج تاج بخش شاہزادہ نور الدہر
کو اپنے شہر مین لیگیا باپ بھی ایرج کا مشرف بہ شرف اسلام ہوا اور تمام شہر کو باسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے اور

مسجدون کی بنا ڈالی سکہ بنام بادشاہ اسلام جاری ہوا فریدون شاہ نے بڑے تزک و احتشام سے شاہزادہ نورالدہر
کی دعوت کی بعدہ وزیر کے شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اب ہم یہان سے ہفت منظر سلیمانی کی طرف جانے کا عزم بالجزم
رکھتے ہین اسباب سفر درست کرو غرض تیسرے روز شاہزادہ نورالدہر فریدون شاہ سے رخصت ہوکر سات لاکھ سوار
اور پیدل کی جمعیت کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کو روانہ ہوا اشتیاق محبوب مین جلد جلد طی منازل اور قطع مراحل
کرتا ہوا برابر قدم بڑھاے اور گھوڑا اٹھاے ہوے چلا جاتا ہی اور ہر مرتبہ یہی دعا ہی کہ خداوندا اب جلد منزل مقصود پر
پہونچادے اب نورالدہر کو یونہین اثناے راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان روانگی امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کے سمت ہفت منظر سلیمانی بیان کیے جاتے ہین

مخبران اخبار صداقت طرز و راویان روایات صحیح اس داستان صحت بیان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین کہ جب امیر با توقیر نے ناہ تخت الشعاع سے کوچ کرکے عنان عزیمت کو طرف ہفت منظر سلیمانی کے منعطف فرمایا تو انتہاے اشتیاق مین دو دو منزلہ اور سہ منزلہ کرتے ہوے خبر نورالدہر اور بدیع الزمان اور عجیل ماہر دکی پوچھتے ہوے چلے جاتے ہین کہ ایک شخص معتبر سے اثناے راہ مین دریافت ہوا کہ نورالدہر کو تو دیو قلیاس اٹھاکر دریا مین پھینک آیا اور بدیع الزمان اور عجیل ماہر دایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوکر ایک پہاڑ پر چھپے ہین مگر ایرج انکو سخت آزار پہونچارہا ہی ہر بار بارادہ قتل اس پہاڑ کی جانب جاتا ہی مگر بفضل خدا ایک نہ ایک مددگار ان بیچارون کا ہر روز ایسا پیدا ہوجاتا ہی کہ ایرج بے نیل مقصود پھر آتا ہی امیر با توقیر یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت دل ملول اور آزردہ خاطر ہوئے اور بہت تیز چلنا شروع کیا چار چار منزلون کو ایک ایک دن مین طی کرتے ہوئے ایک پہاڑ کے قریب پہونچے اس پہاڑ کو دیکھا تو نہایت سرسبز و شاداب پایا اور ایک جانب کو ایک گنبد عالیشان نہایت پر تکلف دکھائی دیا امیر با توقیر جب اس گنبد کے دیکھنے کو قریب اس گنبد کے آے تو دیکھا کہ ایک مرد پیر نہایت درجہ نورانی شکل ہزار دانے کی تسبیح ہاتھ مین لیے ہوے سجادے پر بیٹھا پڑھ رہا ہی جیسے ہی امیر با توقیر اس مرد پیر کے سامنے آے اور نگاہ چار ہوئی وہ مرد پیر تعظیماً اٹھ کھڑا ہوا اور کہا السلام علیکم یا حمزہ صاحبقران آپ خانہ ما خانہ شما یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھا لیا امیر اسکے برابر بیٹھ گئے وہ مرد پیر مستفسر حال ہوا امیر نے کل کیفیت اپنی بیان کی اور کہا کہ اب مین چاہتا ہون کہ بہت جلد ہفت منظر سلیمانی پر پہونچ جاؤن یہ سنکر اس مرد پیر نے کہا کہ یہان سے ہفت منظر سلیمانی کے دو مشہور راستے ہین ایک راستہ بہت ہی قریب ہی مگر بالکل بے آب و دانہ دوسری راہ بہت دور ہی مگر نہایت آرام کی مگر ای امیر مین آپ کو ایک تیسری راہ سے بھیجونگا کہ آپ بہت جلد اور بہت آرام سے پہونچ جائیے گا امیر نے کہا کہ اگر آپ ایسا کرینگے تو مین آپکا بہت ہی ممنون ہونگا اس مرد پیر نے کہا کہ یا احسان کا ہے کا آخر ہم ہین کس واسطے ای امیر ہم اسی لیے یہان جاگزین ہین کہ بھولے کو راہ بتائین بھوکون کو روٹی کھلائین مسافرون کو ہر طرح کا آرام پہونچائین ای امیر با توقیر آپ پریشان نہ ہوجیے آج یہین شب باش ہوجیے آرام کیجیے کل صبح کو مین آپکو آسایش تمام پہونچادونگا اس پیر مرد کے کہنے سے اس روز و شب امیر نے وہین قیام کیا صبح کو اس پیر مرد کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوے الغرض جب صاحبقران اس کوہ سے آگے بڑھے ایک بیابان ہول خیز وحشت و دہشت انگیز نظر آیا کہ اگر رستم بھی دیکھ لیتا تو اسکا بھی زہرہ آب ہوجاتا آب و دانہ نایاب چشمہ بجز چشمۂ آفتاب کے معدوم اور اگر کوئی چشمہ نظر بھی آیا تو مثل چشم کور کے پانی کا نام و نشان نہین اور اگر کسی چشمے مین پانی ہی بھی تو اسمین اژدہے لوٹ رہے ہین کہ اپنا ڈال رہے ہین کہ پانی بالکل زہر ہوگیا ہی چنگاریان اڑ رہی ہین منہ جلا جاتا ہی برابر چھوٹے چھوٹے پہاڑون کے سلسلے تمازت آفتاب سے تپ رہے ہین جب کسی پہاڑی کی طرف سے گذر ہوگیا تو یہ معلوم ہوا کہ قعر دوزخ سے گذر گئے اس طرح کی زمین جل رہی تھی کہ جسکے تصور سے

پانو مین چھالے پڑے جاتے ہین کسی درخت سایہ دار کا نشان اور کوسون پتا نہ ملتا تھا اور اگر اتفاق سے کوئی شجر مل بھی جاتا تھا
تو بالکل ٹنڈ منڈ تھے کہ کہین نشان نہین زاغ پر پھیلائے اُس درخت پر بیٹھا لغ لغ کر رہا ہے اگر کوئی چیل بھولی بھٹکی اُس طرف نکل آئی تو
وہان پہونچ کر گر پڑی ہے پر و بال مار رہی ہے ہوا کی یہ شدت ہے کہ ادھر کا تل ریت کا اُڑ کر اُس طرف جا رہا ہے اور ادھر کا تل ریت کا
اُڑ کر اس طرف آ رہا ہے کبھی ادھر نشیب اُدھر فراز ہو جاتا ہے اور کبھی اُدھر فراز اُدھر نشیب معلوم ہوتا ہے اگر وہ ریت اُڑ کر منھ
پر پڑ جاتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھڑبھونجے کے بھاڑ کی بالو منھ پر پڑ گئی اور کوئی سنگریزہ اُڑ کر منھ پر آ گیا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا کسی
بندوق مین چھرا بھر کر مارا مغز بھیجنے لگا اسلحہ جل اُٹھے کہ اگر بھولے سے قبضہ تلوار کا ہاتھ کو لگ گیا تو چھالا پڑ گیا پاؤن اُٹھانا مشکل تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آگ کے صحرا مین چل رہے ہین اگر بات کی تو زبان بمشکل تالو سے چھوٹی تمام فوج کی یہ کیفیت مرکبون کی یہ حالت
تھی کہ گرے پڑتے تھے پیاس کی شدت سے زبانین نکلے ہوئے تھے اگر خواہش کیا وہین اتفاق سے منھ جھکا گیا تو اس طرح کا
شعلۂ آتش بلند ہوا کہ منھ کباب ہو گیا سمون سے پھٹ پھٹ کر خون جاری ہو گیا تھا الغرض ہر ایک انسان و حیوان کی وہ کیفیت
ہوئی کہ العطش العطش ہر شخص کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا الغیاث باللہ ہر ایک کی زبان پر جاری تھا ہر نفس قریب مرگ تھا جب بہت
صعوبت و تکلیف نفس امیر کشور گیر پر ہوئی تو بہت ہی رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ ذرا اس مرد پیر خبیث بادیہ ضلالت کو تو
بلاؤ اب جو دیکھتے ہین تو اُس مرد پیر کا کہین پتا نہین ہر چہار طرف ڈھونڈھتے پڑے پھرے جب کہین پتا نہ لگا تو آ کر خدمت امیر مین
عرض رسا ہوئے کہ خداوند اُس مرد پیر کا تو کسی طرف پتا نہین چلتا معلوم نہین کس طرف غائب ہو گیا یہ خبر سنکر امیر با توقیر نہایت
دل ملول اور آزردہ ہوئے فرمایا کہ افسوس صد افسوس ہم اس مردود ازلی و ابدی کے دام فریب مین آگئے اس بلا مین مبتلا ہوئے
اس ملعون نے عمداً ہمین اس بلا مین پھنسایا معلوم ہوا کہ یہ پیر مرد ضرور بالضرور کوئی غول نجس تھا الغرض بڑی دیر تک
اُسی بیابان رنج نشان مین مبتلا رہے کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایک بیابان سبز و شاداب اور صحرائے پر آب و گیاہ مین
گذر ہوا وہ صحرائے پر فرح طرب خیز و مسرت انگیز اس طرح کا شاداب تھا کہ اگر مجنون بھی دیکھ لیتا تو اپنی دیوانگی بھول کر عشق
الٰہی کا دم بھرتا نہرین جابجا جاری پانی صاف و شفاف روان پہاڑون سے فوارے چھوٹ رہے ہین اور اُن پہاڑی
چشمون مین لطیف لہرین بہہ رہی ہین طرح طرح کے گلہائے رنگین گرداگرد اُس نہر کے لگے ہین اس طرح کی خوشبو آ رہی ہے اور
ایسی طراوت دماغ مین پہونچ رہی ہے کہ دماغ جان معطر اور روح مسرور و محظوظ ہو رہی ہے جب کسی شہر کی طرف سے
گذر ہو گیا تو یہ معلوم ہوا کہ نہر سلسبیل کی طرف سے گذر گئی اس طرح کا سبزہ ہر سمت اُگا ہوا ہے کہ باغ شداد کی سرسبزی
کی کوئی حقیقت نہین ہے ہر مقام پر درختان میوہ دار لگے ہوئے ہین بلبلین چہک رہی ہین قدرت خدا کا دم بھر رہی ہین
فاختہ کی صدائے کوکو قمریون کی صدائے حق سرہ دماغ کو مست کیے دیتی ہے اور ایک حوض پر صفا بیچون بیچ مین تیس گز
تیس گز در بنا ہوا ہے گرداگرد اُسکے درختان سرو و شمشاد لگے ہوئے ہین اور ہوا وہ پر فضا چل رہی ہے کہ دل باغ باغ ہوا جاتا ہے
ہر جھونکا نسیم کا ایک گلاب کا چھینٹا معلوم ہوتا ہے ہر ایک کے دل کا کنول کھلا جاتا تھا ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ کیون
بھائی شکر ہے خدا کا کہ اُسنے اُس صحرائے ہول خیز سے نجات دے کر اس صحرائے طرب خیز مین پہونچا دیا کیا سرسبز و شاداب
صحرا ہے کہ سبحان اللہ و بحمدہ مرکبون کی کیفیت یہ ہے کہ ہر بار گھانس کی طرف منھ جھکا دیتے تھے اور اوس جو اُس
گھانس پر پڑی تھی اور وہ اُنکے منھ مین لگجاتی تھی تو خوش ہو ہو کر ہنہنانے لگتے تھے غرض ایک عجب سرور و خوشی اُس صحرا مین پہونچ کر
ہر ایک کو حاصل ہوئی کہ جو حیطۂ تقریر اور میدان تحریر سے باہر ہے امیر با توقیر اُس صحرائے سرسبز کو غنیمت جان کر شکر خداوند
جل و علی بجا لائے اور حکم دیا کہ آج لشکر ظفر پیکر صاحبقرانی یہین قیام پذیر ہو القصہ اُس شب کو امیر با توقیر نے اُسی صحرا
مین قیام فرمایا صبح کو وہان سے کوچ کر کے راہی ہوئے جب شام ہوئی تو پھر اُسی صحرا مین تھے وہی سرسبزی اور شادابی اور وہی

کیفیت وہی حالت یہ دیکھکر امیر پاتوقیر نے ارشاد کیا کہ سبحان اللہ یہ سنرگین معلوم نہین کسنے بنوائین ہین کہ سب ایک
صورت کی معلوم ہوتی ہین جو کیفیت وہان تھی اُس سے یہان کچھ کم نہین ہی سبھون نے عرض کیا کہ حضور کیا ارشاد ہوتا ہی
عرض شب کو پھر قیام کیا جب صبح کو وہان سے کوچ کیا تو فرمایا کہ آج کوئی نشان یہان دے دو کہ دیکھین جس مقام سے
چلتے ہین شام کو وہین پہونچتے ہین یا نہین اگر یہ کوئی طلسم ہی تو معلوم ہو جائیگا اور اگر منزلین ایک ہی صورت کی ہین تو
وقوع مین آجائیگا غرض چلتے وقت ایک درخت مین ایک تیر مار دیا اور چل کھڑے ہوئے دن بھر چلا کیے شام کو پھر اُسی صحرا مین
وہی حوض تیس گز سی تیس گز تک کا مدور وہی سبزہ وہی درختان میوہ دار کل وہی کیفیت امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا تم سبنے
مجھکو تو وہی صحرا معلوم ہوتا ہی ذرا دیکھو تو کہ وہ تیر بھی کسی درخت مین لگا ہی یا نہین ہی اب جو دیکھتے ہین تو وہ تیر جس طرح
درخت پہ لگا دیا تھا اُسی طرح درخت پہ لگا ہوا ہی یہ دیکھکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا تمنے جو ہم سمجھتے تھے وہی امر ہوا تو یہ
کوئی طلسم ہی اور یا وہ مرد پیر کوئی جادوگر تھا کہ سد باندھ کر چلا گیا اور ہمکو حیران و پریشان کر گیا سبھون نے عرض کیا کہ پھر حضور
شرود کس امر کا ہی کل صبح کو اسم اعظم پڑھ کر چلیے گا امیر نے ویسا ہی کیا اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے جب شام ہوئی تو جہان سے
چلے تھے پھر اُسی جگہ پہ تھے امیر یہ ماجرا ملاحظہ کر کے نہایت پریشان ہوئے اور مجبور ہو کر ارشاد کیا کہ ہمارا خیمہ عبادت برپا کرو کہ
اب عقل اس جگہ پہ پریشان ہی درگاہ ایزدی مین التجا اور رجوع کرنا چاہیے القصہ خیمہ عبادت برپا ہوا امیر اُس خیمے مین تشریف لیگئے
نماز مغرب مین سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دعا کرنا شروع کی تمام شب گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری اور
دعا و مناجات مین بسر ہوئی قریب صبح امیر پاتوقیر کی آنکھ لگگئی صداے سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح بلند ہوئی
اور بعد اس ندا کے حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام دفعتہً نمایان ہوئے امیر اُسی عالم خواب مین تعظیم کو کھڑے ہوگئے تسلیم
عرض کی حضرت نے جواب سلام ارشاد فرمایا اور کہا کہ ای حمزہ صاحبقران افسوس کہ تم اُس خرس بادیہ ضلالت غول
بجس کے بہکانے مین آگئے اور اس بلا مین مبتلا ہوئے ای حمزہ تم طلسم مین گرفتار ہوگئے یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ پھر آپ
تو واقف ہین کہ مین صاف دل ہون اُسکے فریب مین آگیا حضرت نے ارشاد کیا کہ ای حمزہ تم جانتے بھی ہو کہ یہ کون سی
جگہ اور کونسا بیابان ہی ای حمزہ یہ وہ جگہ ہی اور وہ بیابان ہی کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے یہان طلسم
بنوایا تھا کہ تمام غول اس طلسم مین رہین خلق اللہ کو ایذا نہ پہونچائین نام اس طلسم کا موسوم سلیمانی ہی اور یہ حوض وہ حوض ہی
کہ اگر تمام عمر رہوگے تو یہین رہوگے یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ پھر یا حضرت کچھ تو ایسی ہدایت فرمائیے کہ یہ خادم اس طلسم کو توڑ
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای حمزہ فاتح اس طلسم کے تم نہین ہو بلکہ اس طلسم کا فتاح ایک شخص تمہاری ہی اولاد سے بدیع الملک
نام نورالدہر کا بیٹا ہی بعد تمہاری صاحبقرانی کے ایک شخص تمہاری نسل سے بڑا کافر خاسر پیدا ہوگا کہ اُسکے ہاتھ سے
بہت اہل اسلام قتل ہونگے بلکہ اولاد تک تمہاری قتل ہوگی اور تمام اہل اسلام کو اُسکے ہاتھ سے بہت ایذا پہونچیگی جب
وہ لڑکا شیر خصلت رستم ہیبت شجاع و دلاور پیدا ہوگا تو نہیب سے اُسکی شمشیر کے وہ کافر خاسر مفرور ہو کر طلسمون مین پناہ
لیگا اور وہ بہادر اُن سب طلسمون کو فتح کریگا منجملہ اُسکے وہ کافر اس طلسم مین بھی پناہ لیگا اور وہ فرزند تمہارا اس طلسم کو
بھی بقدرت خدا توڑیگا یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ یا حضرت مین بھی اُسے دیکھونگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسکا عالم
علام الغیوب ہی امیر نے عرض کیا کہ کیا مین اُسکے خروج تک اس طلسم مین مبتلا رہونگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہین مین
تمھین یہ دعا سکھائے دیتا ہون تم صبح کو اسے پڑھنا ایک طاؤس سبز رنگ پیدا ہوگا اور ایک درخت پہ آکے بیٹھیگا تم اُس
طاؤس سے کہنا کہ ای طاؤس زرین بال مجھکو حضرت کا حکم ہی کہ طاؤس کے ساتھ اس طلسم سے نکلیو ای طاؤس تو
میرا رہبر ہو اور مجھے اس طلسم سے نکال دے یہ کلام تمہارا سنکر وہ طائر زرین بال ایک طرف کو پرواز کریگا تم

مع لشکر یہی اسم پڑھتے ہوئے پیچھے اُسکے چلے جانا انشاء اللہ تعالےٰ طلسم سے باہر نکل جاؤ گے یہ کہکر وہ دعا امیر حمزہ صاحبقران
کو دے کر غائب ہو گئے اور امیر کی آنکھ کھلی شکر خدا بجا لاے اور اُس خیمے سے باہر آے اور حسب ہدایت و ارشاد فیض بنیاد
حضرت خضر علیہ السلام عمل کیا اور بقدرت خدا اُس طلسم سے باہر آے شکر خداوند کریم بجا لاکر ہفت منظر سلیمانی کی راہ لی
جلد جلد راہ کوہ و دشت جبل منزل بمنزل طے کرتے ہوئے اور شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دفعتًہ ایک ہرن نہایت
خوبصورت اور خوش قطع سامنے سے دکھائی دیا امیر باتوقیر نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈال دیا اور یہان تک اُسکے پیچھے دوڑے
کہ اپنے لشکر ظفر پیکر سے بہت دور نکلگئے اور وہ ہرن چوکڑیان بھرتا ہوا چوگا مین لگاتا ہوا چلا جاتا ہی جاتے جاتے ایک جھاڑی
مین چھپ کر غائب ہو گیا اب امیر کشور گیر اُسی جگہ سکوت مین حیران و پریشان کھڑے ہو رہے اور اپنے دل مین خیال
کرنے لگے کہ اے حمزہ تو نے یہ کیا نادانی و سفاہت کی کہ ایک ہرن کے پیچھے ایسا بیخود ہو گیا کہ اپنے لشکر سے اسقدر دور نکل آیا
معلوم نہین اب یہان سے لشکر میرا کسقدر فاصلے پر ہی اور وہ کس راہ سے آتا ہی مین نہین معلوم کدھر سے نکل آیا
اسی تردد و تفکر مین حیران و پریشان کھڑے ہوے تھے کہ دیکھا ایک درویش عبادت کیش اُسی ہرن کو پکڑے ہوے لیے
چلا آتا ہی اور لاکر سامنے امیر کے حاضر کیا اور عرض کی بابا یہ ہرن حاضر ہی امیر نے سلام کیا اور فرمایا کہ شاہ صاحب
آپ نے بڑی زحمت فرمائی اور انتہا کی تکلیف اُٹھائی مین آپ کا بہت ممنون ہوا یہ سنکر اُس فقیر نے کہا بابا یہ کیا
ارشاد ہوتا ہی معبود نے تمکو صاحبقران زمان راہ نماے گمراہان بنایا ہی تمھاری خدمتگذاری باعث سعادت کونین
اور سبب افتخار دارین ہی یہ سنکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب آپ تو مجھکو بڑے صاحب کمال معلوم ہوتے ہین فقیر
نے کہا کہ نہین بابا یہ سب تمھاری خوبیان ہین مین تو ایک عبد ذلیل و عاجز ہون بابا اگر صاحب کمال ہوتے تو کیا گوشہ عزلت
مین کیون نہ بیٹھے ارے بابا یہ سب دلق مکاری اور حیلہ دغا ہی جو صاحب کشف و کمال ہوتے ہین کیا وہ یونہی مارے مارے
پھرتے ہین ارے بابا صاحبان کمال ہاتھ کو کھینچ لیتے ہین پانون کو پھیلا دیتے ہین کسی کی کچھ پروا نہین کرتے دنیا کو نابود
اور بادشاہ ہفت کشور کو گداے دریوزہ گر سے بدتر سمجھتے ہین اور بابا ہم ایسے ٹکڑ گدا ایک ایک پیسے پر جان دیتے
ہر ایک سے لپٹتے ہین ہم ہین کس کھیت کی مولی امیر نے کہا کہ پھر شاہ صاحب آپ نے کیونکر جانا کہ مین صاحبقران
ہون فقیر نے کہا کہ بابا میرا تکیہ ان درختون کے اُس طرف ہی مین نے سُنا تھا کہ صاحبقران ہفت منظر کو جاتے ہین
جس دن سے سُنا تھا کمال درجہ منتظر تھا اور اشتیاق زیارت مین ہر وقت چشم براہ بیٹھا رہتا تھا کہ اس وقت اس ہرن
کو دیکھا کہ بھاگا ہوا چلا آتا ہی اور یہ تیر اُسکے پٹھے پر لگا ہوا ہی صاف یقین ہو گیا کہ کوئی شخص اُسکے تعاقب مین
آتا ہی بس جھپٹ کر اسکو پکڑ لیا اور یہ خیال کیا کہ چلکر اُسکے ذریعہ سے کچھ حاصل دنیا کیجیے اب جب مین یہان تک آیا اور
حضور کے چہرۂ انور پر نظر پڑی تو مجھکو یقین ہو گیا کہ بیشک آپ ہی صاحبقران ہین اسلیے کہ جو شان و شوکت آپکے
چہرے سے آشکار ہی وہ صولت و دبدبہ مین نے آج تک کسی مین نہین پایا ارے بابا گمان فقیر کا صحیح ہوا امیر نے
اُس فقیر سے اُس ہرن کو لیکر ذبح کیا اُس فقیر نے جنگل سے لکڑیان توڑ مین آگ سلگائی جب دھوان نکلگیا انگارے
رہ گئے تو امیر نے کباب سیخون پر لگاے جب بھن گئے تو آپ بھی کھاے اور فقیر کو بھی کھلاے جب کباب کھاچکے تو امیر
نے فقیر سے کہا کہ شاہ صاحب پانی بھی پلوائیے یہ حرامزادہ تو آبرو لینے کی فکر مین تھا ہی جلدی سے جا کر آب [illegible]
بیہوشی ملا کر لے آیا اور امیر کو دیا حمزہ صاحبقران نے اُس پانی کو پیا پانی بہت ہی سرد و خوشگوار تھا امیر [illegible]
پی کر بہت ہی مسرور ہوئے اب جو فی الجملہ راحت ملی تو سستی چڑھی زین پوش بچھا کر لیٹ رہے اور [illegible]
امیر کے بیہوش ہوتے ہی اُس مکار نے چاہا کہ امیر کو باندھ لے کہ اشقر یعنی گھوڑا امیر کا دیکھ رہا تھا اُس [illegible] نے دیکھا

کہ پکارا میرے آقا کے ہاتھ پاؤن باندھنے کا قصد کرتا ہی بس دُم کو کھڑا کرکے دانتون کو چمکا کر آنکھون کو نکال کر ہنہناتا ہوا اُس عیار مکار کی طرف دوڑا اس طرح سے کہ اُسے کھا ہی جائیگا عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ گھوڑا آدمخوار ہی امیر کے پاس سے بھاگا اور دور جاکر کھڑا ہوا اشقر بھی چرنے لگا مگر چرتا جاتا تھا اور گوشۂ چشم سے دیکھتا جاتا تھا کہ پھر وہ عیار مکار بارادۂ فاسد امیر کے پاس آیا اشقر بھی امیر دوڑا پھر وہ مردود بھاگا کئی مرتبہ ایسا ہی واقعہ ہوا آخرکار مجبور ہوکر دور جاکے کھڑا ہوا حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے اسی اثنا مین شاگرد اُس عیار کے پہونچ گئے اُس عیار نے اپنے شاگردون سے کہا کہ مین تو اس گھوڑے کا سامنا کرتا ہون تم اس شخص کا پشتارہ باندھ کر لیجاؤ شاگرد تو امیر کو پشتارے مین باندھ کر لے گئے بعد اُسکے وہ مکار بھی جست و خیز کرکے چلا گیا اشقر ناچار ہوکر رہ گیا اور وہ عیار مع شاگردون کے نکلا ہوا چلا گیا لیکن اس جگہ پر ایسے آگاہی ناظرین و نزہت طبع سامعین اتنا لکھ دینا بھی ضرور ہی کہ ایک بادشاہ ہی شہنشاہ مرصع پوش بادشاہ ہی اس قلعہ مرصع حصار کا جب اُسنے سُنا کہ حمزہ صاحبقران اس نواح مین آئے ہین تو اپنے مشیران کار کو جمع کرکے یہ بیان کیا کہ اگر کسی طرح یہ عرب ہاتھ آجاے تو اسے خوب سزا دون اور اتفاق کار یہ عیار بھی کہ نام اسکا طرار تیز رفتار ہی وہان موجود تھا اس سے کہا کہ اگر تو حمزہ کو گرفتار کر لاے تو قسم ہی زہرہ و شاہ باختری کی مین اُسکے برابر اشرفیان تول کر تجکو دونگا یہ سُنکر یہ مکار وہان سے چلا اور امیر کو اسیر کرکے اب وہین لیے جاتا ہی الغرض بہت جلد پشتارہ لے کر داخل دربار شہنشاہ مرصع پوش ہوا پشتارے کو دیکھکر شہنشاہ مرصع پوش نے پوچھا کہ لایا حمزہ کو اسنے عرض کیا کہ حضور ہان بافضل خداوند اسیر کر لایا اور پشتارہ سامنے بادشاہ کے رکھ دیا گرہ پشتارے کی کھولی امیر تو بیہوش تھے بادشاہ نے کہا کہ کیون ای طرار یہ زندہ ہی یا مردہ طرار نے کہا کہ حضور زندہ ہی مین نے بیہوشی دے دی ہی اس وجہ سے یہ مدہوش ہو گیا ہی شہنشاہ نے کہا پھر اسے ہوش مین لا عیار نے عرض کیا کہ حضور یہ قید آہنی کو تو خیال مین لاتا نہین ان حلقہاے کمند کی کیا حقیقت ہی ایک ادنی سے زور مین ٹوٹ جائینگے تو پھر کون اسکا سامنا کر سکیگا بہتر یہ ہی کہ پہلے اسے قید شدید آہنی مین گرفتار کروا لیجیے پھر ہوش مین لائیے تو مضائقہ نہین ہی یہ سُنکر شہنشاہ نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوے صاحبقران کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا بعد اُسکے عیار نے فتیلۂ رفع بیہوشی دیا امیر کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو کافران بیمون خصلت حبش سیاہ سے بادیہ ضلالت مین گرفتار غل و زنجیر پایا اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ وہی فقیر عیار ہی کہ جسکے پیچھے پکڑا آیا ہی مگر مجبور و ناچار کرین کیا لیکن ایک ایسی اکڑ اور مروڑ سے اُٹھے کہ خانۂ زنجیر مین فغان ہوئی قریب تھا کہ زنجیر کی صدا سُنکر اہل دربار دیوانے ہو جائین بلکہ ہر شخص کو یہ گمان پیدا ہوا صاحبقران نے قید توڑ ڈالی مگر قید کا ٹوٹنا وقت اور ساعت معینہ پر موقوف ہی اور انتظار کیا رہے کہ سلام ہو میری جانب سے اُس شخص پر جو خدا کو واحد و لاشریک جانتا ہو اور اُسکے نبی مرسل جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبی برحق اور رسول آخرالزمان جانتا ہو بس یہ سلام کیا تھا کہ ایک تیر دلدوز اور جگر سوز تھا کہ اُنکے دل و جگر مین پیوست ہو گیا اور کل حاضرین بارگاہ لیے مثل مار سر و دم کوفتہ کے پیچ و تاب کھا کر آواز دی کہ آہا او ای خداپرست اگرچہ تو اس وقت گرفتار قید شدید ہی مگر کلمہ کلام سے ہی شاعرانگیز اور غضب آمیز و غیظ خیز ہی ارے رسی جل گئی مگر بل ابھی باقی ہی یہ سُنکر امیر نے آواز دی او تیرہ روزگار اور بدبخت کس کی رسی جلی اور کسکا بل گیا ارے ایک مکار کیمیر لیجیے بھیجا تھا وہ مجھے مکر و فریب گرفتار کر لایا اپنے بودے پن پر یہ مباہات ہی ارے اگر کسی بہادر کو بھیجا ہوتا اور وہ مجھے لڑبھڑ کر شان جرأت دکھا کر گرفتار کر لاتا تو البتہ مقام تفاخر تھا اور اس قسم کے کلمات زیبا تھے اور اب تم سب اپنے گریبان مین منہ ڈالو کہ تمنے وہ حرکت کی کہ جو کوئی بہادر و دلیر شجاع و دلاور نکے ساتھ نہ کرتا اور اب بھی مین یہ کہتا ہون کہ تم سب مین اب بھی کوئی اتنا ہی جو میرے ہاتھ سے ہتھکڑی

ہتھکڑی

نکالکر پھر پہنادے اگر کوئی شخص تیرے یہان ایسا ہو تو جو کچھ شرط وہ کریگا اُسے مین قبول کرونگا یہ سنکر شہنشاہ نے
کہا کہ ای حمزہ بھلا اتنی بھی کسی کی مجال ہی کہ آج تجھسے لڑکر عہدہ برا ہوا ای حمزہ حق تو یہ ہی کہ جسنے تجھے گرفتار کیا مارستین
اور گرگ بغل بنکر کوئی شخص سر بکف ہوکر آج تک نہین گرفتار کر سکا مگر ای حمزہ اب تمھارے لیے مناسب و بہتر یہی ہی
کہ لقا کو سجدہ کرو ورنہ مارے جاؤگے جان تمھاری مفت جائیگی یہ سنکر امیر کو غیظ آگیا اور فرمایا کہ ارے لاکھ لاکھ لعنت لقا
پر اور کرور کرور لعنت اُسکے پرستارون پر او مردود لقا پرست جو تجھسے ہو سکے اور جو تیرے بنائے بن پڑے
اُسمین ایک شمہ بھی قصور و کوتاہی نہ کر خداے ما بزرگ ست اگر قضا میری آ پہونچی ہی تو کوئی روک نہ سکیگا اور اگر
قضا نہین ہی تو تجھ خرس بادیہ ضلالت کی تو کیا ہستی ہی جو مجھے قتل کر سکیگا یہ سنکر شہنشاہ کو غیظ آگیا حکم دیا کہ اس
وقت اسے زندانخانے مین مقید رکھو اور صبح کو اسکی گردن زدنی کی جائے حسب الحکم امیر با توقیر زندانخانے مین
بھیجے گئے لیکن جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے جسکی طرف اُسکی نظر رحمت ہو اُسے کون آزار پہونچا سکتا ہی اتفاقات روزگار
قضائے کار جس وقت امیر داخل بارگاہ ہوئے تھے اُس وقت شہنشاہ مرصع پوش کی بیٹی دریچے سے امیر کو دیکھ رہی تھی
دیکھتے ہی ایک جان سے ہزار جان عاشق ہو گئی اور تیر عشق جگر کے پار ہو گیا بیتابی و بیقراری تو جہ دل افگار ہی
مین دن تو جون تون بسر ہو گیا جب رات ہوئی تو لباس عیاری زیب بدن کرکے دار و بیہوشی لیکر در زندانخانہ
پر آئی ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑانا شروع کی جب سب پاسبان اور محافظان زندانخانہ بیہوش ہو گئے تو دروازہ
زندان کا کھولکر اندر آئی دیکھا کہ امیر با توقیر سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین جیسے ہی پاؤن کی چاپ کان مین آئی اور
روشنی آنکھون کے سامنے آئی سر زانوے فکر سے اُٹھاکر جو ملاحظہ فرماتے ہین تو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نمکین
لبھنا ناز و انداز و کرشمہ و ساز چلی آتی ہی امیر دیکھتے ہی دل و دل فریفتہ ہو گئے شعر جونہین اُس سے نظر دو چار ہوئی ایک
برچھی جگر کے پار ہوئی + لیکن متحیر ہوکر اُس سے مستفسر ہوئے کہ ای جان جہان و ہوش ربائے عالم و عالمیان تو کون ہی اور
یہان کیون آئی ہی حال اپنا بیان کر یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ مین کوئی ہون آپ کو اس سے کیا مطلب ہی مگر آپ کی
ہر طرح کنیز اور تابع فرمان ہون جب امیر بہت مصر ہوئے تو اُسنے کل کیفیت اپنی بیان کی اور کہا مین آپ کے
چھڑانے کے لیے آئی ہون لائیے قید آپکی کاٹ دون یہ سنکر امیر نے کہا کہ کوئی ضرورت قید کاٹنے کی نہین ہی قید کا ٹوٹنا
وقت پر مقرر ہی جب وقت آئیگا آپ ہی ٹوٹ جائیگی یہ کہکر یا علی مدد کہکر جو ایک زور کرتے ہین تو کل قید کو مثل تار
عنکبوت توڑ ڈالا ملکہ لپٹ گئی کہ شہریار کہین زخم تو نہین آیا امیر نے فرمایا کہ ملکہ گھبراؤ نہین ایسی قیدین بہت سی الحمد للہ برکت خدا
یونہین توڑ ڈالی ہین کچھ وسوسے کا مقام نہین ہی تم کسی طرح کا سوء ظن نہ کرو الغرض ملکہ امیر کو لیکر داخل محل ہوئی اور یہ
بند و بست حکم کیا کہ کوئی شخص خبردار نہ آنے پائے غرض رات بھر کی تو جاگی ہوئی تھی ہی جاتے کے ساتھ ہی سو رہی
تیسرے پہر کو بیدار ہوئی امیر کو تو وہین چھوڑا آپ قصر سے باہر آئی تمام مصاحبون کو طلب کیا اور بہت عمدہ عمدہ
زیور اور پوشاک اور بہت کچھ خلعت و انعام دیکر چپکے چپکے یہ سب ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مین نے تم سے [illegible]
یہ ماجرا اسلیے بیان کر دیا ہی کہ تم سب میرے راز کی امین ہو میری آبرو تمھارے ہاتھ ہی خبردار اس راز [illegible] کو
خبر نہ ہونے پائے اُن سب نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ کیا ارشاد فرماتی ہین ہم سب آپکے دوست اور [illegible] آپکا
پسینا جس جگہ گرے وہان ہم اپنا خون گرا دین حضور ہماری جانب سے خاطر جمع رکھین ہماری ذات سے [illegible]
نہین ہی اور یہین تو حضور کے اس خیال ہی سے استبعاد ہوتا ہی کہ حضور کو ہم کنیزون سے ایسا خیال [illegible] ہوا الغرض
حال یہ چھوڑئیے اور اب وہان کا حال ملاحظہ کیجیے کہ صبح ہوتے ہی ایک غوغا ہو گیا کہ کوئی حمزہ [illegible] مقراض کر

چھڑا لیگیا اور شہنشاہ مرصع پوش جو محل سے برآمد ہوا تو میدان خونی تیار کرایا اور آکر بیٹھا چوبدار کو حکم دیا کہ جاکر حمزہ کو قیدخانے سے لے آ چوبدار گیا تو وہاں سے خالی پھرا اور آکر عرض کیا کہ حضور وہ تو قیدخانے سے غائب ہی بس یہ سنتے ہی شہنشاہ مرصع پوش بہت برہم ہوا اور حکم دیا کہ لاؤ تو طرار تیزرفتار کو جب وہ حاضر ہوا شہنشاہ مرصع پوش برہم ہوکر کہنے لگا کہ کیوں ولدالزنا نمک حرام بدکردار و ناہنجار تجھسے ایک رات کی نگہداشت نہ ہوسکی اور حکم دیا کہ جلد اس مردود کو قتل کرو یہ حکم سنکر طرار تیزرفتار عرض رسا ہوا کہ حضور مجھے چند روز کی مہلت دیں اگر میں اُسے نہ ڈھونڈھ لاؤں تو پھر حضور کو اختیار ہی شہنشاہ نے کہا کہ اگر تو بھاگ جاے اُسنے عرض کیا کہ ای شاہ عالم پناہ میں بھاگ کر کدھر جاؤنگا گھربار میرا سب یہاں موجود ہی میں کہاں جاسکتا ہوں بادشاہ کو یہ سنکر تامل ہوا افسران فوج اور سرداران لشکر اور وزیران ملک جو وہاں حاضر تھے اُن سب نے بھی سعی کی کہ پیر و مرشد اسکے قتل سے کیا فائدہ ملیگا غرض ضمانت لیکر اُسے چھوڑ دیا وہ دربار سے نکلکر تفحص و تجسس میں صاحبقران کی مصروف ہوا اور شاگردوں کو بلاکر کہا کہ یارو میری تو جان پر آبنی ہی اور تم سب کے سب مزے اُڑا رہے ہو بھائیو جلدی حمزہ صاحبقران کا تجسس و تفحص کرو ورنہ ہم تمسے رخصت ہیں یہ سنکر ہر ایک نے مانند مہرۂ شطرنج کے خانہ بخانہ پہونچنا شروع کیا اور ہر ایک مثل اوراق گنجفے کے صرف تلاش ہوا مگر کام ابتر ہی بازی ہاتھ سے گئی ہوئی ہی رنگ سفید ہی غلاموں کی طرح بیکار جا جاکر اپنے تاجدار سے عرض کرتے ہیں کہ حضور حمزہ کا کہیں پتا نہیں لگتا جب بادشاہ یہ سنتا ہی تو غصے سے رنگ سرخ ہوجاتا ہی اور نہایت درجہ غیظ و غضب میں آکر کہتا ہی کہ ای بدقماشو تم سب کو زیر تیغ کرونگا اور ادھر کا حال سنیے کہ ملکہ اور امیر رات دن عیش و عشرت میں مصروف ہیں ایک روز ملکہ نے ایک کنیز سے کہا کہ تو آج کباب مرغ کے تیار کرکے جلد لا حسب الحکم وہ کنیز گئی اور وہ کباب بھون کر لائی مگر وہ کباب کچے رہ گئے اُس کنیز کو ملکہ نے خوب مارا اور قید کیا اور طرار تیزرفتار نے تمام شہر چھان مارا کسی طرف پتا امیر کا نہ لگا بادشاہ نے طرار تیزرفتار کو بلاکر کہا کہ او طرار تیزرفتار تو اب تک حمزہ کو تلاش کرکے نہ لایا دیکھ اب میں تین روز کی مہلت اور دیتا ہوں اگر تونے اس تین روز میں سُراغ لگا دیا تو خیر ورنہ چوتھے روز تجھے ضرور قتل کرونگا طرار یہ حکم سنکر وہاں سے آیا اور سر جھکا کر فکر میں بیٹھا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے جو حمزہ ہاتھ لگے اور جان بچے مگر معلوم نہیں کون ایسا زبردست ہی جو اس قید شدید سے چھڑا لیگیا اس واسطے کہ یہ کام کسی زبردست اور بڑے ہی نڈر کا معلوم ہوتا ہی سوچتے سوچتے یہ خیال گذرا کہ ای طرار تو آج ملکہ روح پرور مرصع پوش کے یہاں تو جاکر دیکھ عجب نہیں ہی کہ وہی چھڑا لیگئی ہو اسلیے کہ حمزہ بھی بہت خوبصورت ہی اور اُسکی بھی اُٹھتی جوانی ہی اگر اُسنے دیکھ پایا ہوگا تو ضرور حمزہ کو لیگئی ہوگی یہ خیال کرکے شب کو ملکہ کے باغ کی طرف روانہ ہوا اور برابر دیوار باغ ملکہ کے پہونچ کر کمند پھینک کر باغ کے اندر گیا اُس وقت پہونچا کہ ملکہ نہایت ناز و انداز سے امیر کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے بیٹھی ہی ناچ گانا ہورہا ہی صحبت عیش برپا ہی بس یہ کرشمہ دیکھکر آگ بگولہ ہوگیا اور کمند کے ذریعے سے باغ کے باہر آکر شہنشاہ مرصع پوش کے دربار میں آیا مگر اُس وقت پہونچا کہ دربار برخاست ہوچکا تھا اور شہنشاہ محل میں جاچکا تھا طرار تیزرفتار نے خبر کرائی کہ حضور اس خادم نے اُس خداپرست کا پتا لگا پایا ہی ایک تھوڑی دیر کے لیے حضور باہر تشریف لائیں یہ خبر سنکر شہنشاہ مرصع پوش باہر آیا طرار نے سلام کیا اور عرض کیا کہ خداوندا خادم امیر حمزہ صاحبقران کو دیکھ تو آیا ہی مگر عرض حقیقت حال میں خوف شاہی اور آداب بادشاہی مانع ہی شہنشاہ نے کہا ارے کہہ تو سہی طرار تیزرفتار نے عرض کیا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں شہنشاہ مرصع پوش نے کہا کہ تیری جان تجھکو بخشی جلد بیان کر طرار تیزرفتار نے عرض کیا کہ حضور تخلیے میں التماس کرنا مناسب ہوگا اسی وقت تخلیہ ہوگیا طرار نے عرض کیا کہ خداوندا یہ خادم حمزہ کو شاہزادی کے باغ میں

اس طرح دیکھ آیا ہوں کہ دونوں کے دونوں بیٹھے ہوئے شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہے ہیں اور شاہزادی حمزہ کے گلے میں ہاتھ ڈالے بیٹھی ہوئی ہے ناچ گانا ہو رہا ہے اگر حضور کو یقین نہ ہو تو خانہ زاد چلکر حضور کو دکھا دے یہ حال سُنکر شہنشاہ مرصع پوش آگ ہو گیا اور کہنے لگا طرار تو سچ کہتا ہے طرار نے عرض کیا کہ خداوندا اگر اسمیں ایک سر مو فرق ہو تو خانہ زاد کو اُسی وقت قتل کیجیے گا بس یہ سُنکر شہنشاہ اُسی وقت طرار کے ساتھ روانہ ہوا اور دیوار باغ کے برابر آکر کمند پھینک کر داخل باغ ہوا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران ملکہ کے ساتھ مصروف بوس وکنار ہیں صحبت رقص وسرود برپا ہے بس یہ کیفیت دیکھکر شہنشاہ مرصع پوش مثل شعلۂ آتش کے برافروختہ ہوا اور کہا کہ باش ای حمزہ صاحبقران کہ گذارم ترا کہ از دست من بدر روی غضب کیا کہ میرے ناموس میں تو خلل انداز ہوا کہ گذاریم کہ از دست من زندہ وسلامت روی اور تلوار کھینچکر دوڑا ملکہ نے جو باپ کے نعرہ کی آواز سنی حالت تباہ ہو گئی تمام جلسہ پریشان ہو گیا کوئی کسی طرف بھاگا کوئی کہیں چھپا کسی کا پیشاب خطا ہو گیا کوئی کانپنے لگا مگر صاحبقران جس طرح بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے اور شہنشاہ نے قریب پہونچ کر تلوار ماری صاحبقران نے ملکہ کو تو پیچھے کیا اور دونوں گھٹنوں کو ٹیک کر بسم اللہ کہہ کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک پھبکی جو دیتے ہیں تو تلوار اُسکی ہٹ پڑی اور صاحبقران نے قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈال دیا اور تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ او مردود دین حقہ اسلام کو اختیار کر ورنہ اس قدر سے پٹکونگا کہ سر تیرا پاش پاش ہو جائیگا اور ابھی تو واصل جہنم ہوگا اُسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران میں نے ادیان باطلہ پر لعنت کی آپ کلمہ تعلیم کیجیے میں مسلمان ہوتا ہوں امیر نے اُسے زمین پر رکھدیا وہ امیر کے قدموں پر گر پڑا پس صاحبقران نے اُسے کلمہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا بعد اُسکے اُسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران ملکہ کو تو میں نے آپ کی کنیزی میں دیا اب آپ بارگاہ میں تشریف لیچلیے کہ اور لوگ بھی شرف اسلام سے مشرف ہوں اور میں حضور کی دعوت کروں امیر با توقیر نے فرمایا کہ اچھا میں صبح کو آؤنگا یہ سُنکر شہنشاہ تو چلا گیا ملکہ نے امیر سے کہا ای شہریار دیکھیے میں آپ کو مطلع کیے دیتی ہوں مجھے پھر الزام نہ دیجیے گا ای شہریار باپ میرا بڑا مکار اور انتہا کا فریبی ہے آپ ہرگز اُسکے فریب اور مکر میں نہ آئیگا مجھے تو اُسکے اسلام لانے کا بالکل یقین نہیں ہے میری دانست میں تو آپکے خوف سے حفاظت جان کے لیے بظاہر ایمان لے آیا ہے اور دل میں اُسکے وہی مکر اور ادیان باطلہ کی پیروی راسخ ومضبوط ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ کچھ مقام خوف وتردد نہیں ہے خدائے ما بزرگ است حق تعالےٰ میرا حافظ ومعین ہے اگر یوں بھی ہے تو وہ میرا کیا بنا سکتا ہے اور میرا کیا کر سکتا ہے جو امر پروردگار عالم میرے حق میں بہتر ومناسب جانیگا وہ کریگا مجھے اُسکے مکر وزور سے کچھ اندیشہ نہیں ہے القصہ رات تو یونہیں گذری اور انھیں باتوں میں کٹ گئی جب صبح ہوئی تو صاحبقران عالیشان بارگاہ شہنشاہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں شہنشاہ امیر کا انتظار کر رہا تھا بارگاہ کو آراستہ کیا ہے سب انتظام کر رہا ہے کہ اس اثنا میں صاحبقران بھی پہونچے سب کے سب تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے شہنشاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور تخت شاہنشاہی کو جلوہ افروز فرمائیں کہ آپ ہی لائق تخت وتاج ہیں یہ سُنکر امیر نے ارشاد کیا کہ ای شہنشاہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تمہارا تخت وتاج تمکو مبارک رہے ہمیں تمہارے تخت وتاج سے کچھ غرض نہیں یہ کہکر شہنشاہ کو تخت پر بٹھایا اور خود دنگل پر بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی شراب وکباب چلنے لگے اس کمبخت نے اُن سب چیزوں کو پہلے سے آغشتہ بدارو ے بیہوشی کر رکھا تھا امیر کہانا کھاتے اور پیتے ہی بیہوش ہو گئے چار سو زرہ پوش چھپے ہوئے بیٹھے تھے وہ صاحبقران کے بیہوش ہوتے ہی نکل آئے اور امیر کو غل وزنجیر میں مقید کر لیا اور جلاد کو بلا کر چاہا کہ امیر کو تہ تیغ کرے کہ قضائے کار

اتفاقات روزگار نظر کردۂ علی عمران صاحب بندہ گران مہتر قران حبشی امیر کو ڈھونڈھتا ہوا ایکایک وہان پہونچ گیا
سنا کہ امیر کو تہ تیغ بٹھایا ہی اور ارادہ قتل کا کیا ہی یہ سنتے ہی مہتر قران حبشی بندہ کھینچ دروازہ بارگاہ پر پہونچا
اور جو دربان دروازے پر تھے پہر انکو مار کر بارگاہ کے اندر آیا اور قریب سو آدمیون کے جو اسکے سامنے آگئے انکو قتل کر کے
شہنشاہ کے سامنے آگرکہا کہ او نامعقول خبردار اگر ایک رونگٹا بھی امیر کا تو فقیر کا میلا ہوا تو یہ یاد ہی رکھنا کہ تو بھی
مارا جائیگا یہ کہکے جست کر کے بارگاہ سے نکلا اور صورت اپنی تبدیل کر کے غائب ہو گیا شہنشاہ نے قران کے
تعاقب مین کچھ لوگ روانہ کیے مگر سب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر تھک گئے اور آکر شہنشاہ سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ
وہ تو مثل باد صرصر کے نکل گیا ہر چند اسکا تفحص کیا مگر کہین پتا نہ لگا ہم مارے گئے اور پکڑے گئے یہ سنکر شہنشاہ
کانپنے لگا اور بطرار سے کہا کہ دیکھا تو نے عیار ایسے ہوتے ہین اُسنے کہا کہ شہنشاہ یہ عیار کا ہے کو ہی بلاے بے درمان
آفت جہان ہی مگر حضور کے اقبال سے مین ضرور پکڑ لاؤنگا مگر شہنشاہ کا خوف کسی طرح کم نہین ہوتا اور مارے
وہشت کے کانپے جاتا ہی اور کہا کہ جب تک یہ بلا گرفتار نہ ہوے حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہین ہی اسے زندانخانے
مین بھجواؤ اور مقید بہ قید شدید کر دو ادھر تو صاحبقران کو قید کیا اور اُدھر بلکہ کو نظر بند کیا مگر قران حبشی نے دو تین روز
تامل کر کے جب خبر اسیری حمزہ کی سن لی تو قصد کیا کہ جا کر امیر کو رہا کرے یہ قصد کر کے جا شب زندانخانہ روانہ ہوا
در زندانخانہ پر پہونچ کے وہ پاسبانی اور حفاظت دیکھی کہ عیاذاً باللہ جو شخص غیر اُدھر سے نکلتا تھا اسے رفع شک
کے لیے ستاتے تھے اور اگر کوئی عیار اُن عیارون مین سے جو زندانخانے پر معین تھے کسی ضرورت کے لیے ادھر اُدھر
نکل جاتا تھا تو اُسکا بھی خوب امتحان کر لیتے تھے جب اپنے جرگے مین شریک کرتے تھے اور بطرار سنبر رفتار بھی ہر وقت
وہین ہشیار رہتا تھا اور اندرون زندانخانہ چار عیار باشمشیرہاے برہنہ امیر کے سر پر کھڑے رہتے تھے قران نے جب یہ
نقشا دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہان کچھ نہ ہو سکیگا اور ایک مرتبہ خوانچے والے کی صورت بنکر آیا بھی تو پہچان لیا گیا
تلوار چلی چند عیارون کو قتل کر کے نکل گیا اور اپنے دل مین کہا کہ اے قران لشکر اسلام مین جا کر خبر کر دیکھ تو کیا ہوتا ہی یہ
بات اپنے دل مین ٹھہرا کر روانہ ہوا قضاے کار اتفاقات روزگار اسفندیار گیلانی اور فرخ بخت قلندر شکار
کھیلنے کو آے ہوے تھے کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی مہتر قران نے حال صاحبقران کا من وعن بیان کیا یہ
حال پر اختلال سنکر دونون شاہزادے کمال دل ملول ہوئے اور وہان سے پھر کر لشکر اسلام مین آے تمام حال
صاحبقران کا من وعن بادشاہ سے گذارش کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم عالی شرف اصدار پاوے تو ہم جا کر پدر بزرگوار
کو چھڑا لائین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اچھا جاؤ کیا مضائقہ ہی حق سبحانہ تعالے تمھارا حافظ و نگہبان ہی القصہ پھر یہ دونون
لشکر و فوج بیکران ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور سامنے شہر مرصع حصار کے پہونچ کر خیمے اپنے برپا کیے جب یہ خبر
شہنشاہ کو پہونچی کہ فرزندان صاحبقران عالیشان بارادۂ پیکار و رہائی امیر باوقار شہر مرصع حصار کے
سامنے آے ہین اور خیمے اپنے برپا کیے ہین تو اُسنے بھی لشکر اپنا باہر نکالا اور نقارۂ رزمی بجوا دیا یہ خبر سنکر شاہزادون
کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاری جنگ رہی آواز بیدار باش ہشیار باش بلند رہی علی الصباح
دونون لشکر میدان نبرد مین معرکہ آرا ہوئے صفوف وجدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے
شہنشاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا شاہزادۂ اسفندیار گیلانی مقابل ہوا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی
ہونے لگی پہلے ہی وار مین اسفندیار نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا شہنشاہ نے تلوار ماری اسفندیار نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار نزدیک پہونچی سپر کو اشارہ کیا کہ تالی بند سپر کا

پشت پر جا جھولا بجلی کو دراز کر کے جھکی دی کہ تلوار چھٹ پڑی بس اسفندیار نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر دے مارا اور جھپٹ چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ جلد لقا سے بے بقا پر لعنت کر اور ملت بیضا ے اسلامیہ کو اختیار کر ورنہ ابھی واصل جہنم کر دونگا شہنشاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار میں نے بصدق دل لقا پر لعنت کی آپ کلمۂ طیبہ ارشاد فرمائیں میں بصدق دل مسلمان ہوتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں کہ دین آپ کا دین حق ہے اور لقا کاذب و مکار ہے ہرگز لائق خدائی اور پرستش کے نہیں ہے یہ سنکر شاہزادہ اسکی چھاتی سے اُترا وہ قدموں پر گر پڑا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا اور کلمۂ طیبہ تعلیم کیا شہنشاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور دونوں شاہزادگان عالیوقار گلہاے سر سبد بوستان امیر باوقار کو شہر میں لایا امیر حمزہ صاحبقران کو قید سے نجات دی عفو تقصیر کرائی حمام کروایا لاکر بارگاہ میں بٹھایا دونوں شاہزادوں نے قدم میمنت لزوم امیر کشور گیر کو بوسہ دیا امیر نے شاہزادوں کو گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا شہنشاہ نے امیر باتوقیر اور دونوں شاہزادوں کی بڑے تزک و احتشام سے دعوت کی تمام شہر کو اسلام آباد کیا تمام فوج و لشکر مسلمان ہوا بتخانے تڑوا ڈالے مسجدوں کی بنا ڈالی سکہ بنام سعد بن قباد کے جاری ہوا اور اذان چار طرف سے بلند ہوئی بعد اُسکے شہنشاہ نے ملکہ کو امیر باتوقیر کے ساتھ منسوب کیا صحبت عیش برپا ہوئی بعد تین روز کے امیر کشور گیر شہنشاہ کو ساتھ لے کر لشکر اسلام میں رونق افروز ہوئے بادشاہ اسلام کی ملاقات ہوئی کل حال اپنا بیان کیا بعد اُسکے شہنشاہ کو بادشاہ اسلام سے قدمبوس کروایا بادشاہ اسلام نے شہنشاہ کو خلعت سے سرفراز و ممتاز کیا بعد چند روز کے امیر باتوقیر بہ فتح منظر سلیمانی کی جانب روانہ ہوئے اب امیر کو تو تنہا سے راہ میں چھوڑئیے

دوسری داستان صداقت بیان لندھور بن سعدان کے ملا[illegible]

کہ جب ارشاد امیر حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قلعۂ فرنگو شہر پر نرغہ کیا اور عوجان دریا باری سے کہلا بھیجا کہ ای عوجان دریا باری تجکو چاہیے کہ اپنے باطل مذہب کو ترک کر اور ملت حقہ اسلام کو اختیار کر ورنہ سزا معقول دی جائیگی یہ سنکر عوجان نے اُسکے جواب میں کہلا بھیجا کہ ای ہندی تو سمجھا کیا ہے زہرہ و آفتاب پیشان ایرج نوجوان جو یہاں موجود نہیں ہیں تو تو پھیر دباؤ ڈالتا ہے ہم کوئی بات تیری نہ مانینگے جو تجھسے ہو سکے دہم کر اور ذرا بھی قصور نہ کر ہم بھی کسی طرح تجھسے کم نہیں ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ اب تو تو یہاں سے چلا جا جس وقت ایرج نوجوان یہاں آجائیگا اُس وقت سمجھ لینا جب یہ پیغام لندھور کو پہونچا تو لندھور نے پھر کہلا بھیجا کہ ہم تیرے ان عذرات بارد کو نہیں سنتے بہتر یہ ہے کہ تو قلعہ کو خالی کر دے ورنہ بہت نا پچھتائیگا جب یہ پیغام عوجان نے سنا تو کہلا بھیجا کہ ای لندھور اگر تیرے یہ ارادے ہیں تو ہم بھی آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ہیں یہ نہیں کہ میرا آقا تو تجکو قلعہ سپرد کر جا اور میں تجکو دے دوں جب یہ پیغام عوجان کا لندھور نے سنا تو نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجا دیا جاے کل ہم قلعہ کو لے لینگے فوراً لشکر لندھور میں طبل جنگ نوازش میں آیا ہرکارون نے یہ خبر لشکر عوجان میں پہونچائی اُدھر بھی نقارہ کرزمی پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی آواز ہیا باش ہوشیار باش کی بلند رہی جب صبح طالع ہوئی عوجان فیلبند دروازہ پر آ بیٹھا اور ادھر سے لندھور رستم فوج ظفر موج لیے ہوئے سامنے آیا قلعہ سے اکا دکا گولہ پڑنے لگا تمام ہندی تو گولے کی زد سے ہٹ کر [illegible] گرزگران سنگ آسمان رنگ ہاتھ میں لے کر یکہ و تنہا قلعہ کی طرف چلا لندھور کا آگے بڑھنا کہ اُس طرف سے گولا برسنے لگا گر لندھور بے کھٹکے یا علی یا علی کرتے ہوئے گولوں کو رد کرتے ہوئے لب خندق پہونچ رہا [illegible]

تو ہاتھ کو رکھ لیا دھوان ہر طرف ہوا روشنی ہوئی دیکھا کہ لندھور لب خندق کھڑا ہوا ہے یہ دیکھتے ہی قلعہ پر سے مار تا نہ والا
پڑنے لگا مگر لندھور اُن سب بلاؤن کو رد کرتا ہوا خندق کے پار پہونچ گیا گرز سے دروازہ شہر کا توڑ ڈالا اور داخل
شہر ہوا دروازے کے ٹوٹتے ہی فوج لندھور بھی پہونچ گئی اور لندھور کے پیچھے پیچھے چلی عوجان دریا باری سے اور لندھور
سے لڑائی ہوئی آخر کار عوجان دریا باری لندھور کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا لندھور نے حکم دیا کہ تین پہر تک قتل عام ہو
جو سامنے آجائے بے تحاشا کو سے مار دو جب تین پہر تک خوب شہر قتل ہو چکا تو دہائی امیر حمزہ صاحبقران کی بلند ہوئی
اور شور الامان الامان کا آسمان تک جانے لگا لندھور نے سب کو امان دی اور ارشیون پرزاد کو مالک شہر کر کے
روانگی خدمت حمزہ صاحبقران کا تہیہ کیا دیو چہر عیار جرار نے جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو اپنے ذہن میں یہ خیال
کیا کہ ایرج کو بھی اس واقعہ سے اطلاع کرنا ضرور ہے پھر یہ خیال کیا کہ نہیں پہلے اس ہندی کو گرفتار کر لینا چاہیے
بعد اُسکے ایرج کو خبر کرنا چاہیے اس واسطے کہ اگر ایرج یہ خبر سنکر آگیا تو پھر اس ہندی سے معرکہ درپیش ہو جائیگا
یہ خیال اپنے دل میں مضبوط کر کے لندھور کے خیمے کی جانب روانہ ہوا اور یہان کا حال سنیے کہ لندھور آ کر اپنے
خیمے مین بیٹھا ہے اور سامان کوچ کا تیار کر رہا ہے کہ کل حمزہ صاحبقران کی خدمت مین روانہ ہونگے الغرض جب شب ہوئی
تو لندھور اپنے خیمہ خاص مین جا کر سو رہا اور یہ حرامزادہ دیو چہر صورت اپنی تبدیل کر کے بالنے عیاری کے ہمراہ لیکر
خیمے کے پیچھے لگا اور لندھور پر آیا چار طرف خیمے کے گردش کی کسی طرف سے راستہ جانے کا نہ پایا دیکھتا بھالتا ہوا پشت خیمہ
پر آیا وہان پہونچ کر دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوئے آپس مین چھپی کھیل رہے ہین اور چار تین پچیس تین کا غل ہو رہا ہے
بالکل غافل بیٹھے ہوئے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین بس دیو چہر بھی جھٹ فراش کی صورت بن کر انہین مین مل بیٹھا
ہوا کا رخ دیکھ کر چپکے سے بیہوشی اُڑا دی بوئے تازہ و عجیب جو ان سب کے دماغ مین پہونچی خوب ناک پھیلا
پھیلا کر سونگھی ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی دیکھنا کیا بوئے عجیب آرہی ہے جسنے سونگھی اُسنے کہا کہ بھائی ہان کچھ عجیب
طرح کی بو آرہی ہے معلوم نہین کس طرف سے آتی ہے غرض خوب طرح سب نے سونگھی اور باتین کرتے کرتے سب کے سب
بیہوش ہو گئے لگی آپس مین تال و پھینکنے ایک کہتا تھا کہ چار چیت پڑی نہین پانچ چار کو دکھا کر اُٹھایا ہے اور تم کہتے ہو
پچیس پڑے ہین کوئی ایسی جھینپی کرتا ہے واہ بھائی یار سے جو بہت سا ہو تو اب بے ایمانی پر کمر باندھی ہے اس سے ہوگا کیا
پھر ہم ایسے کمزور نہین ہین کہ تم جیسے داؤن لے لو گے اُدھر دوسرے نے کہا کہ ہم تو اپنے پچیس لینگے دیکھیں تو کیونکر نہین
دیتے تم ہمیشہ یونہین کوڑیان جیت لیجایا کرتے ہو اور ہم غم کھا کے رہ جاتے ہین مگر آج ہم نہین چھوڑینگے اپنا داؤن لے لینگے
دیکھین تو تم کیونکر نہین دیتے ہم تو رستم سے لینے والے ہین یہان تک کہ آستینین چڑھ گئین اور کشتم کشتا ہونے لگی
اور لڑتے لڑتے بیہوش ہو کر سب کے سب گر گئے یہ رنگ دیکھ کر مہتر جی اُٹھے کہ یہ لوگ عجب طرح کے پاجی ہین اور انتہا کے
بیہودہ ہین کہ جوا کھیلتے ہین اور دھینگا مشتی کرتے ہین ارے جلد انکو الگ کر دو یہ کہکر اُٹھے ہی تھے کہ بیہوش ہو کر وہ بھی دھڑ سے
گرے اور جو فراش کہ مہتر جی کو اُٹھانے آئے تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہو ہو کر گرے کوئی ذی ہوش باقی نہ رہا بس اس
حرامزادے نے جھٹ خنجر نکالکر سبھون کو ذبح کیا اور قنات خیمہ کو چاک کر کے اندر خیمے کے جا کر جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ
نگہ تمامی کا استادہ ہے چاندی کا پلنگ بچھا ہوا ہے اور فرش برق مثال پڑا ہوا ہے گرداگرد پلنگ کے کافوری شمعین جل رہی ہین
شیشہ ہائے عطر کے منہ کھلے ہوئے ہین دو خاصبردار سونے کی خاصیان ہاتھون مین لیے ہوئے کپڑے نہایت نفیس زریں
پہنے پر تکلف بیٹھے ہوئے ہین دو خدمتگار سیپی پر بیٹھے ہوئے ہین بس اس حرامزادے نے تفنگ مین پر دانے بیہوشی کی جو پھونکو
تو وہ شمع کی لو پر گرے اور چلے دھوان اُنکا جو خاصبردارون اور خدمتگارون کے دماغ مین گیا سب بیہوش ہو کر گرے اب

جو اس بد ذات نے سب کو بیہوش پایا تو پلنگ کے قریب آیا دو شالہ کانٹے سے اُٹھا کر بیہوشی کی تھیلی پر رکھ کے کچھ سنگھا کر ناک کے
برابر لگا دیا جب لندھور نے اوپر کا دم لیا تو بیہوشی دماغ میں چڑھ گئی لندھور کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی دیو چہر تہ پلنگ کے
نیچے ہو گیا لندھور ادھر اُدھر دیکھ کر پھر تکیے پر سر رکھ کے سو رہا اور بیہوش ہو گیا دیو چہر نے فوراً حلقہائے کمند نکال کر دو حلقوں
دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے گردن و کمر ساقوں میں جکڑنے سے گولا لاٹھی کی کے پشتارہ باندھ کر
صحیح و سلامت خیمے سے نکل آیا اور جانب ہفت منظر روانہ ہوا جلد جلد طی مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا کوئی ایک منزل پہنچا
آیا ہوگا کہ ایک جانب سے تتق گرد کا بلند ہوا اب یہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ گرد کیسی اُٹھی ہے چنانچہ دیکھئے کیا ہوتا ہے کہ یکا یک
دامن گرد شق ہوا اور سو علم نشان لاکھ سواروں نے دکھائی دیا اور پیچھے ان علمہائے زر نشان کے لاکھ سواران جرار نبرد آزما
نظر آئے اور پیچھے ان سواروں کے ایک جوان شیر اندام گردن پر سوار اور اسکے برابر اسی کا ہم پایہ ایک دوسرا جوان
چلا آتا ہے دیو چہر نے پہچانا کہ یہ طرماسپ ہے سامنے جا کر دعا دینے لگا اور کہا کہ اے پہلوان دوران رستم زمان زبدہ آفتاب
ایرج نوجوان تمھاری جدائی میں روز و شب رویا کرتا ہے اور انتہا کا رنج و صدمہ ہے کسی وقت آنسو نہیں تھمتا
ہر وقت تمھاری ہی یاد رہتی ہے کسی وقت تمھارا دھیان نہیں بھولتا طرماسپ نے کہا کہ ان کی ہم پر کمال عنایات و مراحم
حال پر ایسے ہی ہیں اور اس سے زیادہ مبذول رہتے ہیں مگر یہ تو بتلا کہ تیری پشت پر یہ کس کا پشتارہ لگا ہوا ہے دیو چہر
نے کہا کہ اے طرماسپ یہ پشتارہ لندھور کا ہے میں اسکے خیمے سے گرفتار کر لایا ہوں اس ہندی نے قیامت ہی
کر دی تمام شہر فرنگوشیہ کو تاراج و برباد کر دیا اور ابتدائے محاصرہ قلعہ سے انتہا تک کل حال من وعن بیان کیا طرماسپ نے بھی
کل حال اپنا بیان کیا اور حکم دیا کہ خیمہ ہمارا یہیں برپا ہو اور ہندی کو غل و زنجیر میں گرفتار کرو فوراً حسب الحکم طرماسپ کے
ڈیرے سراچے برپا ہوئے کل لشکر اُترا ہر ایک افسر اپنے اپنے خیمے میں اُترا لندھور کو آہنگروں نے آکر قید آہن میں مقید کیا
طرماسپ اپنے خیمے میں داخل ہوا بعد تھوڑی دیر کے جو لندھور کو ہوش آتا ہے تو اپنے کو مقید بہ قید شدید پایا موکلان
زندان سے گھبرا کر کہنے لگا کہ ارے میں تو اپنے خیمہ خاص میں سویا ہوا سو رہا تھا یہ کیا حال ہے کون مجھے پکڑ لایا اور یہاں
قید کیا موکلان زندان نے بیان کیا کہ اے لندھور یہ لشکر طرماسپ ہے دیو چہر عیار طرار تمھارے خیمے سے بیہوش کر کے
گرفتار کر لایا ہے اور طرماسپ کے حوالے کر دیا ہے طرماسپ نے تمہیں قید کیا ہے لندھور یہ سنکر چپ ہو رہا مگر عجب طرح کا عالم
سکوت تھا اپنے دل میں کہتا تھا کہ خداوندا میں کس بلا میں مبتلا ہو گیا اور یہ کیسی آفت مجھ پر آگئی خدایا میں کیونکر اس بلا سے
نجات پاؤنگا لندھور اپنے دل میں یہی باتیں کر رہا تھا کہ طرماسپ نے لندھور کو اپنے سامنے طلب کیا داروغہ
زندان زنجیر پکڑے ہوئے لندھور کو طرماسپ کے سامنے لایا جب لندھور کی نظر طرماسپ پر پڑی تو بطریق اہل اسلام
سلام کیا طرماسپ نے برہم ہو کر کہا کہ کیوں اے ہندی اب اس حالت قید میں تو اپنے کو کیونکر پاتا ہے لندھور نے جواب دیا
کہ میں اپنے کو اس طرح پاتا ہوں کہ جس طرح شیر زیان روباہ حیلہ گر کے حیلہ و فریب میں آکر گرفتار بلا ہو جاتا ہے مجھکو ایک عیار
مکار جالاک میرے خیمے سے عالم خواب میں گرفتار کر لایا اور تو اسپر اس طرح کے کلمہ و کلام کرتا ہے ایسا بزدلا پن شان جبارانِ دوراں
بہادران سے بہت بعید ہے اور جو عالی ہمت لوگ ہیں وہ ایسے حرکات ناشائستہ و بیہودہ کو نامردی اور بزدلی سمجھتے ہیں
مگر شاید تو اسی کو جرأت و بہادری سمجھے ہوئے ہے اور اس بزدلی سے کسی بہادر کے گرفتار کرنے کو مقام فخر و مباہات جانتا ہے
اے طرماسپ تیرے ہوش و حواس کدھر ہیں ایک ذرا سنبھلکر بات کر اے عادی اگر تو خود بھی مجھکو گرفتار کرتا تو ایسی گفتگو سزاوار تھی
مجھکو سزاوار تھی اے عادی اب تو ایسی حالت میں یہ گفتگو سخت ناسزا ہے طرماسپ نے کہا کہ اے لندھور میں نے تجھکو نہیں
گرفتار کروایا یہ عیار طرار دیو چہر تیرا پشتارہ باندھے ہوئے ایرج نوجوان کے پاس لیے جاتا تھا کہ میں نے اسکو پکڑ لیا

اور اب اسی طرح مقید بہ قید شدید بھجوا ایرج کے پاس بھجاؤنگا یہ کہکر لندھور کو تو زندانخانے مین بھجوا دیا اور آپ
وہان سے کوچ کرکے شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہوا دوسرے دن شہر فرنگوشیہ پہونچا مگر جس وقت کہ فرہاد خان ملکفری اور
رفقاے لندھور لندھور کے غائب ہونے سے مطلع ہوئے تو نہایت متردد ہوئے اور انتہا کا قلق ہوا لیکن جرار بکلیری
نے دلوچہر کا پیترا پہچان لیا اور سب سے کہا کہ یہ کام کسی کا نہین ہے دلوچہر عیار لندھور کو پکڑ لیگیا ہے یہ باتین ہو رہی تھین
کہ یکایک گرد لشکر نمودار ہوئی اور طرماسپ مع فوج و سپاہ آپہونچا اور لشکر اپنا مقابل لشکر لندھور کے اُتارا اور آتے ہی
حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جائے اُس وقت لشکر طرماسپ مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا جب یہ خبر ہرکارون نے
فرہاد خان کو پہونچائی تو اُسنے بھی اپنے لشکر مین طبل حربی بجوا دیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی اور آواز بیدار
باش ہوشیار باش کی بلند رہی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے جس وقت کہ صفوف جدال و قتال
آراستہ ہوچکین اور نقیب نقابت کرکے نکلگئے تو طرماسپ میدان مین آیا مبارز طلبی کی فرہاد ملکفری طرماسپ کے مقابلے کو
نکلا بعد از گفتگوے بسیار طرماسپ نے فرہاد خان پر نیزہ مارا فرہاد خان نے نیزہ نیزے پر رد کیا کئی نیزہ بازی ہوتے
کامل دو گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی سنانین بنا مین نیزون کی ناکارہ ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگے [illegible] مانند خلال فراشان کے
پرخچے پرخچے اُڑ گئے برچھے ہاتھون سے پھینک دیے طرماسپ نے فرہاد خان کے ساطور مارا ہر چند کہ فرہاد نے سپر پر وار
اُسکا روکا مگر ساطور طرماسپ کا سپر کو کاٹتا دوہرا اُتر گیا فرہاد خان نے دستانہ مارا ساطور تو چھنا کر نکل گیا اور سر سے
خون کی جاری ہوئی فرہاد خان نے بڑی پھرتی سے زخم سر کو باندھ کر طرماسپ پر تلوار ماری طرماسپ نے وار
فرہاد کا سپر پر رد کیا سپر دو ٹکڑے ہوگئی طرماسپ نے سر اپنا پیچھے ہٹا لیا تلوار گینڈی کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی
قلم ہوگئی طرماسپ گینڈے پر سے کود پڑا یہ رنگ دیکھتے ہی ہمراہیان طرماسپ دوڑ پڑے اس طرف سے ہندی بھی
ریلا کرکے دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی آخرکار قریب شام لشکر فرہاد کا بھاگا طرماسپ
نے طبل شادمانی بجوایا اپنے خیمے مین گیا صحبت عیش برپا ہوئی افسران فوج نے نذرین خوشی کی دین جام شراب گلرنگ گردش
مین آیا ناچ گانا شروع ہوا شب بھر صحبت عیش و عشرت برپا رہی علی الصباح طرماسپ نے قلعہ فرنگوشیہ کا قصد کیا جب یہ
خبر وحشت اثر ارشیون پیرزاد کو پہونچی کہ لندھور طرماسپ کے پاس قید ہے اور فرہاد خان نے فوج طرماسپ کی شکست
کھا کر فرار اختیار کیا اور طرماسپ اب قلعہ فرنگوشیہ پر آتا ہے تو نہایت متفکر اور متردد ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے رفقاے ارشیون
نے یہ راے دی کہ آپ بیکار تردد کرتے ہین طرماسپ سے قلعہ بند ہوکر لڑیے قلعہ کا لے لینا کوئی دل لگی بازی نہین ہے یہ
سنکر ارشیون نے جواب دیا کہ ہان یہ سب تو سچ ہے لیکن مین اگر حصاری ہوکر لڑتا ہون تو مجھے یہان کی رعایا پر اعتماد
نہین اور انکے اسلام پر وثوق نہین ہے یہ تمام شہر آفتاب پرستون کا ہے اُدھر سے طرماسپ یورش کریگا اور اُدھر سے اہل
بلد آکر مجکو یون بالضرور قید مین کرکر گرفتار ہو جاؤنگا ایک خوف تو یہ ہے دوسرا خرخشا یہ ہے کہ لوگ طعن کرینگے کہ ارشیون
طرماسپ سے خائف و ترسان ہوکر قلعہ بند ہوگیا اور دو دن بھی لڑ نہ سکا تاب مقاومت نہ لا سکا مین تو ہرگز قلعہ بند ہونا
پسند نہین کرتا بہتر یہی ہے کہ مین قلعے سے باہر نکلکر مقابلہ کرون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر ہمارا قلعے سے باہر نکلے اُسی وقت
لشکر ارشیون کا قلعے سے باہر نکلا جب یہ خبر طرماسپ کو پہونچی تو اُسنے اُسی وقت نقارہ رزمی بجوا دیا ہرکارون نے یہ
خبر لشکر ارشیون مین پہونچائی اس طرف بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح
دونون لشکر صف آراے میدان کارزار ہوئے جب صفوف جدال و قتال ہوچکین نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو طرماسپ
میدان مین آیا مبارز طلبی کی اُس طرف سے ارشیون پیرزاد مقابل ہوا طرماسپ نے کہا کہ اے ارشیون مجھے اپنی خیریت منظور ہو

اور اپنی جان عزیز لیکر تو میرے سامنے سے چلا جا اور قلعہ میرے حوالے کردے ورنہ بہت ہی سخت سزا پائیگا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے ارشیون نے کہا کہ اگر مجھکو اپنی جان ہی کا خیال ہوتا تو مین تیرے مقابلے کو کیون نکلتا مین ہرگز تجھسے خائف نہین ہون جو تیرے بنائے بن پڑے انہین قصور و کوتاہی نہ کر میدان جنگ مقام گفتگو اور فہمائش نہین ہے یہ کہکر طراسپ نے نیزہ اٹھا کر ارشیون کے مارا ارشیون نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے کا ل ہین گھنٹے تک نیزہ بازی ہوا کی تا اینکہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہوگئین دونون نے نیزے ہاتھ سے پھینک دیے اور گرز بازی ہونے لگی جب گرز بازی مین بھی دونون برابر رہے تو شمشیر زنی ہونے لگی خوب ہی تلوار چلی مگر اسمین بھی دونون برابر رہے آخر کار طراسپ نے ساطور اٹھا کر دو دستی ضرب لگائی تو سپر کو کاٹ کر ساطور تا دو ابرو اتر گیا ارشیون کے زخمی ہوتے ہی اہل میدان ارشیون دوڑ پڑے اس طرف سے طراسپ کے ساتھی دوڑ آئے جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی خوب ہی کھیت پڑا آخر کار لشکر ارشیون کا شکست کھا کر مفرور ہوا طراسپ وہان سے مراجعت کرکے قلعہ فرنگوشیہ پر آیا اغناسپ پرستون نے دروازہ قلعہ کا طراسپ کے آتے ہی کھولدیا اور سب نے سب طراسپ کے قدمون پر گر پڑے طراسپ نے سبھون کو گلے سے لگایا تسلی اور دلاسا دیا اور عوجان دریاباری کو راستے سے اپنے ہمراہ لے لیا تھا اسی کو قلعہ فرنگوشیہ کا مالک کرکے کل اہل قلعہ کو امر بہ اطاعت عوجان دریاباری کیا اور خود وقت ایرج نوجوان مین روانہ ہوا

دو کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت ایرج نوجوان نقابدار کے خیمے سے نکلکر اپنے لشکر مین صحیح و سلامت پہونچا تو سرداران لشکر نہایت مسرور ہوئے اور حال استفسار کیا ایرج نے تمام سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان کی کہ اس دیو اسٹے ناسعقول نے تو میرے قتل کرنے مین کسی طرح کی کوتاہی نہ کی تھی مگر نقابدار یاقوت پوش نے انتہا سے زیادہ سلوک کو صرف کیا اور داد جرأت دیکر رہائی دے دی اور مجھکو چھوڑ دیا کسی قسم کا تعرض مجھسے نہ کیا مگر مجھسے اور اس سے لڑائی کا وعدہ ہوا ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اسی وقت ہمارے لشکر مین نقارۂ رزمی بجا دیا جاوے اسی وقت حسب الارشاد نقارۂ حربی نوازش مین آیا ہر کارون نے یہ خبر لشکر نقابدار مین پہونچائی نقابدار نے بھی فوراً حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑے اس طرف بھی اسی وقت نقارۂ جنگ نوازش مین آیا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی آدا اسپاہ باش ہوشیار باش کی صدا بلند رہی تو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہوگئین نقیب نقابدار کی جانب سے ایرج نوجوان معرکہ آرائے میدان نبرد ہوا مبارز طلب کیا نقابدار یاقوت پوش اپنے لشکر سے نکلکر مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا کہ اے نقابدار یاقوت پوش مین حسب وعدہ میدان کارزار مین نکل آیا ہون لیکن خدمت سامی مین التماس ہے کہ اے نقابدار مناسب یہ ہے کہ آپ مجھسے نہ لڑین اور میری دلی خواہش ہے کہ آپ سے ہرگز نہ لڑون اور آپ کا مقابلہ کرون آپ مجھسے درگذر فرمائین تو آپکا ہر طرح ممنون منت ہون اور آپ کے احسان اور عنایت سے کسی طرح سر نہین اٹھا سکتا کہ آپ نے طلسم آذر سلیمانی سے میری جان بچائی اور اس طلسم کو فتح کرکے مجھے چھڑایا اگر آپ میرے حال پر عنایت نہ کرتے اور طلسم آذر سلیمانی کو فتح نہ کرتے اسمین میری رہائی ممکن نہ تھی اگر آپ مجھسے نہ لڑینگے اور مجھسے درگذر کرینگے اور ان خدا پرستون کے درمیان مین دخل نہ دینگے تو مین اس سے بہت زیادہ آپ کا احسانمند ہونگا یہ تقریر ایرج کی سنکر نقابدار نے جواب دیا کہ یہ ہرگز ممکن نہین ہے کہ مین خدا پرستون کو تمہارے ہاتھ سے ایذا اٹھاتے دیکھون اور کسی بات مین دخل نہ دون تم انکو قتل کرو اور مین اپنی آنکھون سے دیکھا کرون ہان یہ ممکن ہے اور اسی شرط پر مین تم سے دست بردار ہو سکتا ہون کہ تا دم زیست ان سب سے ... مجھسے نہ ہو لیکن ... سلطنت ہو کر ... پہ نہ آئین اس وقت تک تم اپنے لشکر ... اور ... سب ...

پہاڑ سے اُتر جینگے تو پھر ہم متعرض و مزاحم نہ ہونگا تم اُنسے سمجھ لینا وہ تمسے سمجھ لینگے مجھے کوئی دخل نہ ہوگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تمنے
اے نقابدار یاقوت پوش ہم نے کوئی دقیقہ لجاجت اور منت کا فروگذاشت نہین کیا مگر ان لوگون نے میری کوئی بات
نہ مانی ہم نے نہایت لجاجت سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ تم لوگ دو چار کوس یہان سے ہٹکر اپنا خیمہ برپا کرو کہ میرے ملازم کا ناموس
سامنے ہے اور یہ مجھکو گوارا نہین ہے کہ میرے ملازم کا ناموس تمہارے سامنے رہے مگر ان سب نے ہرگز نہ سُنا اب اگر آپ ان سب کو
یہان سے ہٹادین تو اب بھی مجھے اُنسے کوئی تعرض و مزاحمت نہین ہے وہ دو چار کوس پر ہٹکر اپنا خیمہ برپا کرین یہ سنکر نقابدار نے
کہا کہ اے ایرج انصاف بھی کوئی چیز ہے یا نہین اس طرح غیظ و غضب مین آکر غفلت کے پردے آنکھون پر نہین ڈال لینے ذرا
تو غور و تامل کرنا چاہیے کہ ایک تو وہ لوگ مجروح اور مقروح دوسرے لوازم سر کے ماتم دار پھر کس طرح یہان سے سردست
جا سکتے ہین وہ لوگ سب کے سب اپنے قول کے پابند اور دلاور در استقبال ہین جان دیدینگے مگر یہان سے ہٹینگے نہین یہ خیال تمہارا
بالکل فضول ہے اس خیال سے درگذرو یہ خیال بدمآل ہے ایرج نے جواب دیا کہ پھر اے نقابدار اب اسمین جو کچھ ہو جاے مگر
مین بغیر ہٹاے ہوئے چین نہ لونگا اور جب تک یہان سے ان خدا پرستون کو اُٹھا نہ لونگا کھانا اور پانی حرام ہے یہ سنکر نقابدار
کو غصہ آگیا اور برہم ہوکر جواب دیا کہ او آفتاب پرست پست تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہے تیری منت و سماجت پر جو مجھے معاملے
کی بات کی اور مجھسے دست بردار ہونے کا قصد کیا تو تو اور سر چڑھنے لگا ذرا تو اپنی حقیقت پر تو خیال کر کہ تیری اصلیت کیا ہے
دیکھ اپنی زبان سنبھال اور اگر اپنی خیریت کا خواہان ہے تو سیدھا ان سے بیاورنہ وہ سزا سے معقول پائیگا کہ تمام عمر یاد رہیگا ایرج
نے کہا کہ اگر آپ مجھے ایسا یاد باور ڈالتے ہین تو مین بھی کسی طرح آپ سے کچھ کم نہین ہون لایے جو کچھ حربہ آپکے پاس ہو نقابدار
نے کہا کہ تو ہی ابتدا کر کہ ابتدا کرنا ہمارے ضوابط کے خلاف ہے یہ سنکر ایرج نے نقابدار پر نیزہ مارا نقابدار نے وار نیزے کا
بچایا کالی نیزہ بازی ہونے نیزے سے نیزے کے نکلنے لگے گویا دو بلبلین تھین کہ باہم باغ مین گتھ گئین کامل تین گھنٹے تک اس طرح
نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین ہتھیار بالکل ناکارہ ہوگئین نیزے مانند خلال فرشان کے پرچھے پرچھے اُڑ گئے دونو نے نیزے ہاتھ
سے پھینک کر گرز اٹھا لیے خوب ہی گرز چلے کہ گرزون کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی عین حالت شمشیر زنی مین
جانب صحرا سے ایک گرد اٹھی اور دفعتہً اسد غازی اپنے رفیقون سمیت آپہونچا اور ایک جانب کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگا اب
ایرج اور نقابدار مین خوب ہی تلوار چل رہی تھی تا اینکہ دن بھر تلوار چلی قریب شام ایرج نوجوان کے ہاتھ سے نقابدار زخمی ہوا
یہ رنگ دیکھکر اسد غازی تلوار کھینچکر لشکر ایرج پر گرا ہیبت سے آدمیون کو قتل کرکے نکل گیا اس طرف سے ایرج نے اسد کا
تعاقب کیا اور للکارا کہ او دیوانے مجہول برگشتہ بخت و نامعقول آوارہ کہان جاتا ہے مین آپہونچا ایرج کی آواز سنکر اسد بھی
پھرا اور للکارا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری کہان جاتا ہے دیکھ مین آپہونچا یہ کہکر مثل باد تند یا طوفان و زلزلے کے لشکر ایرج
پر گرا اور دو چار سو آدمیون کو مار پیٹ کے مثل باد صرصر صاف صحیح و سلامت نکلا ہوا چلا گیا اور پکار کر کہتا گیا کہ دیکھو او بزاز بچہ یون
عوض لیتے ہین اسد تو ادھر نکلا ہوا چلا گیا اور ایرج اس طرف پھرا اور زیر کوہ آکر نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو آج بدولت نقابدار
اور اسد غازی کے بچ گئے مگر کہان جاوگے ارے تم مین سے ایک کو تو زندہ چھوڑونگا نہین یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی
اور خیمے مین داخل ہوا اور دنگل شوکت پر پہنچکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جاے اور اسد بن کرب غازی پھر دامن کوہ مین آیا
سب کے سب شکوہ سنج از جور فلک ہوگئے اور آپس مین باتین ہونے لگین کہ افسوس صد افسوس یہ فلک کج رفتار اور
گردون دوار کیا کیا گردشین دکھاتا ہے کہ ایک بزاز بچے سے ذلیل کروا دیا ہاے افسوس اس فلک تفرقہ پرداز کی کج روی سے
یہ دن دیکھنا پڑا اور وہ سب ایک بہادر یون بے دست و پا ہوگئے ہین یہ باتین کرکے اسد رونے لگا ابھی
کہ رہی رہا تھا کہ ایک ایک گرد اٹھی اور جوالسوز ایک فقیر کی صورت بنا ہوا آیا اور اسد غازی

اہل اسلام سلام کیا اسد نے تعظیم کی اور اٹھکر جانسوز کے گلے سے لپٹ گیا اور اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا کہ ای جانسوز تمہین بمنزلہ
قران کے برابر جانتا ہون ای بھائی تمھارے آنے سے اس وقت میرا دل قوی ہو گیا بازو مضبوط ہو گیا تم کیا آگئے گویا مسیح آگئے
ہین جان تازہ عود کر آئی یا سوکھے دھانون مین پانی پڑ گیا یا باغ خزان رسیدہ مین بہار آگئی دل باغ باغ ہو گیا غرض انتہا کی خوشی
اور مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی مگر اسد یہ اس طرح کا گذرا ہے کہ ہر مرتبہ آنسو ٹپک پڑتے ہین بات کرتا جاتا ہے اور آہ سرد
کھینچتا جاتا ہے جانسوز نے عرض کیا کہ ای شہریار مین جب سے حاضر ہوا ہون دیکھتا ہون کہ آپ نے بہت خوشی اور مسرت ظاہر کی مگر ایسا
آہ سرد کھینچتے ہوئے اور آنسو ٹپکتے ہوئے دیکھ رہا ہون دل بیقرار ہوا جاتا ہے آخر سبب کیا ہے تو اس گریہ وزاری اور قلق و اضطراب کا
بیان کیجیے کچھ بیان تو کیجیے کہ آخر وجہ کیا ہے اگر کوئی کام مجھ سے ہو سکنے کا ہے تو مین بجا لاؤن اور فی الجملہ آپ کے حق سے
ادا ہون یہ سنکر اسد نے کہا کہ ای دلاور کیا بیان کرون کہ اسکی کیا وجہ ہے اور زمانے نے کسقدر اور کس طرح پیسا ہے ستم
کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا ہے بن کہے بھی رہا نہین جاتا ای بھائی کیا بیان کرون کہ اس فلک کج رفتار نے اس پاجی ناراجیدہ
کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین دلوائی ہین اور کیا کیا رنج و صدمے اسکے باعث سے اٹھائے ہین کہ کلیجا پک گیا اور دل پاش
پاش ہو گیا لاکھ لاکھ تدبیرین اور کوششین کین مگر کوئی فکر پیش نہین جاتی کوئی تدبیر بن نہین پڑتی دم گھٹ گھٹ کے منھ کو
آتا ہے اور ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہے کہ کونسی فکر کرون اور کیا کرون اور کیا نہ کرون ای جانسوز تمھین کوئی تدبیر سوجھے جانسوز
نے کہا کہ ای شہریار باوقار مجھکو اتنی طاقت اور قدرت اور یہ اوقات کہان کہ مین قران کی برابری کرسکون یا لشکر اسلام مین اپنے کو
بھی شامل کرون مگر جو کام کہ آپ ارشاد فرمائین اور جو ضرورت آپ کو درپیش ہو اُسے شوق سے ارشاد فرمایئے مین بدل و جان
وشوق تمام اُسکی تعمیل مین مصروف ہونگا اور سعی وافر کرونگا امکان بھر کوتاہی اور تعویق نہ کرونگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ
ای جانسوز اب اس سے زیادہ مجھے کوئی دقت اور مشکل نہین ہے جسکے باعث سے میرا یہ حال اور اس درجہ ملال ہے
جانسوز نے کہا کہ آپ بیان تو کیجیے مین سنون بھی تو اسد نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ ای جانسوز اب
مجھکو ضرورت اور بڑا کام یہ ہے کہ تو جا کر کسی طرح ایرج کے لشکر سے ایرج کو چرا لا تو مجھے اطمینان اور تسلی ہو جانسوز
نے کہا کہ بہت اچھا یہ کونسا بڑا کام ہے اور کونسی مشکل بات ہے جسکے واسطے آپ اس درجہ متفکر و متردد ہین مین ایرج کو
جا کر چرا لاؤنگا آپ مجھے ایرج کو بیچیے یہ کہکر اُسی وقت اٹھا وصورت اپنی تبدیل کرکے لباس عیاری سے بدن کو آراستہ
کرکے لشکر ایرج کی جانب روانہ ہوا اب وہ وقت ہے کہ ایرج طبل جنگ بجوا چکا ہے تیاری جنگ کی لشکر ایرج مین ہو رہی ہے
اور ایرج نوجوان اپنے خیمۂ خاص مین بیٹھا ہوا ہے رفقائے خاص ایرج کے پاس بیٹھے ہوئے ہین افسران فوج گرداگرد جمع
ہین لڑائی ہونے کی بابت مشورہ ہو رہا ہے ایرج کہ رہا ہے کہ یہ معاملہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ جب مین ان خداپرستون کے قتل کا
ارادہ کرتا ہون ایک نہ ایک حمایتی انکا ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ ہر روز بچ جاتے ہین اور مین ہر روز بے نیل مقصود رہ جاتا
آتا ہون رفقا کہ رہے ہین کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان نیر اعظم کی اعانت درکار ہے آخر ان خداپرستون کے حمایتی کب تک
آئینگے اور کہان تک لڑینگے اگر نیر اعظم کی مدد شامل حال رہی تو جو آئیگا اُسے مار لینگے مگر اب تو کوئی شخص آتا جاتا معلوم نہین ہوتا لیکن
شب بخیر آپ ان خداپرستون پر فتحیاب ہونگے القصہ جانسوز یہ رنگ دیکھکر ایک گوشے مین چھپ رہا تا اینکہ دربار برخاست ہوا
سب اپنے اپنے ٹھکانے پر لیٹ رہے ایرج نے کھانا کھایا اپنی خوابگاہ مین جاکر آرام کیا پس فوراً جانسوز شاطر کی صورت بنکر
پہلے تو جو لوگ دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے انکے پاس جاکر بیٹھا خود بھی شراب پی اور اُن سب کو بھی خوب شراب پلا کر بیہوشی ملاکر
پلائی وہ سب جب خوب سا بیہوش ہو گئے تو یہ بارگاہ کے اندر آیا ناصر داروں اور خدمتگارون کو کشتی پیش وغیرہ کھلا کر
بیہوش کیا تمام روشنی بجھادی مگر ایک آدھ شمع جو قریب الاختتام ختم کرنے ہی تھی اُسے رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہ ہو جائے

پلنگ کے آکر کاسئہ ٹے سے دستالہ ایرج کے منھ سے اُٹھایا اور دارو سے بیہوشی نکالکر کفچۂ عیاری مین رکھکر ایرج کے دماغ کے برابر
لگا دی جب ایرج نے اوپر کی سانس لی اور بیہوشی دماغ مین چڑھی تو ایرج کو چھینک آگئی آنکھ کھلگئی جالسوز پلنگ کے نیچے
چھپ رہا ایرج نے ادھر اُدھر دیکھا جب کسی کو اپنے قریب نہ پایا تو پھر تکیے پر سر رکھ کے سو رہا اور بیہوش ہوگیا بس فوراً جالسوز
نے حلقہاے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر ساتوین
حلقے سے گولا اٹھی کرکے پشتارے مین رکھکر گرہ پشتارے کی باندھکر پشتارہ پیٹھ پر رکھکے صحیح و سلامت راہی ہوا اب ہر ایک
کی نگاہ سے بچتا ہوا جلد جلد راستہ طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہان تک کہ لشکر ایرج مین پہونچا طلایہ پھر رہا تھا آواز بیدار باش
ہوشیار باش اور حاضر باش کی بلند تھی سیقل سپہر گردان بھی طلایہ کی گشت پر تھا اور ہر چہار طرف دوربین لگائے ہوئے دیکھ رہا تھا
جب جالسوز اُس طرف سے گذرا اور سیقل نے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش چلا جاتا ہے سیقل نے یہ دیکھکر نعرہ کیا کہ ارے کون جاتا ہے
اور کیا لیے جاتا ہے کھڑا رہ جانے نہ دیا جائیگا یہ آواز سنکر جالسوز نے للکار کر کہا کہ ارے تو مجھے نہین پہچانتا کہ مین کون ہون مین جالسوز
ہون قزاق اور اس پشتارے مین ایرج نوجوان ہے اسد غازی کے حکم سے گرفتار کرکے لیے جاتا ہون اور جا کر اسد کے حوالے کرتا ہون
یہ کلام سیقل نے سنا پکارا کہ او جالسوز کھڑا رہ تو وہ مین آن پہونچا تو میرے آقا کو لیے جاتا ہے دیکھ تو کس طرح قتل کرتا ہون یہ کہکے جھپٹا
دوڑا مگر جالسوز نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر مین نہین پھرا تو ابھی لشکر ایرج سے لوگ نکل آئینگے فرار واقعی لڑائی ہوگی
ایرج ہاتھ سے مفت مین نکلجائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ بہلا پھسلا کے اسے نکال لیجاؤ اور دو چار کوس یہان سے ہٹکر اس مردود کا مزہ
اچھی طرح لو یہ سوچ کر سیقل کے سامنے سے بھاگا سیقل نے اُسکا تعاقب کیا آگے آگے جالسوز پشتارہ بدوش پیچھے پیچھے سیقل تعاقب مین
جالسوز کے چلا جاتا ہے جب دو تین کوس لشکر سے نکل آیا تو اُس وقت جالسوز پھرا اور کہنے لگا کہ ادھر آ مزا دے تو اپنے دل مین یہ سمجھتا
کہ جالسوز تجھسے ڈر گیا اور ڈر کے بھاگا ہرگز نہین بلکہ مین اس واسطے تیرے لشکر سے تجاوز کر آیا کہ وہان تیرے حمایتی بہت
تھے اور مین تنہا تھا ایک دو کی دوا ہو سکتی ہے نہ یہ کہ ایک تن تنہا پر اسقدر لوگ ٹوٹ پڑتے مگر اب تو بھی اکیلا ہے اور مین بھی تنہا ہون جس طرح
تیرا جی چاہے مجھسے سمجھ لے دیکھ تو مین بھی تیری کیا حالت کرتا ہون اور کیا گت بناتا ہون دوسرے یہ کہ مین گران بار بھی تھا اگر وہان مین
پھر بیٹھتا تو اکیلا آدمی لڑتا بھی اور بوجھ کی حفاظت بھی کرتا یہ کیونکر ممکن تھا مین لڑنے مین مصروف ہوتا اور کوئی صاحب اس بار گران
کو میری پیٹھ پر سے اُٹھا لیجاتے اب یہان تو مین ہون اور تو ہے جو تجھسے ہوسکے تو کر اور جو مجھسے بن پڑیگا وہ مین کر دکھاؤنگا تو جاتا
کہان ہے اگر خدا نے فضل کیا تو آج خوب ہی دل کا حوصلہ نکالتا ہون اور تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہون سیقل یہ سنکر ہنسا اور کہنے لگا کہ
اچھا صاحب تو میرے ہاتھ سے بچا تو سب کچھ کر لینا یہ کہکر ایک ہاتھ تلوار کا اپنے زعم مین اس زور سے مارا کہ اسی ہاتھ مین فیصلہ ہوجائے جالسوز
نے نہایت پھرتی سے پشت شمشیر پر روک کے ایک ہاتھ جو سیقل کے رسید کیا تو تلوار اُسکی سپر کو کاٹ کر چار انگل سر مین سیقل کے در آئی
دوسری تلوار اور ماری کہ شانہ بھی سیقل کا زخمی ہوا سیقل نے باگ پھیری کہ جالسوز کے سامنے سے بھاگ جائے کہ جالسوز نے
پاؤن گھوڑے کا لیکر اس زور سے کھینچا کہ سینہ گھوڑے کا زمین سے لگ گیا سیقل جھپٹ کو دکر اپنے لشکر کی جانب
بھاگا ہی تھا کہ اسی اثنا مین پھرا یہان سیقل دوڑ آئے اور سیقل اُنکی آڑ مین ہوکر بھاگ گیا جالسوز نے گھوڑے کو بالا سے سر
چرخ دے کر جو پھرا یہان سیقل پر کھینچ مارا تو کوئی دس بارہ آدمی کچلگئے اس عرصے مین صبح تو طالع ہوئی تھی جسکی
جالسوز جانب کوہستان اسد بن کرب غازی کی خدمت مین روانہ ہوا جلد جلد راستہ طے کرتا ہوا چلا جاتا کہ دفعتہً جانب
صحرا سے ایک تتق گرد کا بلند ہوا اور سات سو علم ستارہ پیکر نشان سات لاکھ سواران جرار کا ہویدا ہوئے جب علم
گذر گئے اور نصف لشکر بھی تجاوز ہوگیا تو بیچون بیچ فوج مین ایک شخص کو تخت پر دیکھا کہ ہاتھون مین ہتھکڑی پاؤن مین
۱۸۰ بیڑی گلے مین طوق کمر مین زنجیر مقید بہ قید سخت بند بیٹھا ہے اور ایک علم ستارہ پیکر کے سایے مین ایک جوان نہایت خوبصورت

شتر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن جوانی کی راتیں مرادوں کے دن خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا زلف ہائے عنبرین چہرے
پر چھوٹی ہوئیں آثار سطوت و صولت رعب و جودت تہور و شجاعت چین جبین سے آشکار چلا آتا ہے اُس جوان کی نظر جو جالنسوز
پر پڑی دیکھا کہ ایک پیادہ ایک پشتارہ پشت پر لیے چلا جاتا ہے اور کسی جگہ قدم نہیں ٹھہراتا بھاگا بھاگ دوڑتا ہوا منہ اٹھائے
روانہ ہے تو اپنے لوگوں سے کہا کہ اس پیادے کو میرے پاس لے آؤ یہ حکم سنتے ہی کچھ لوگ جالنسوز کے تعاقب میں دوڑے مگر
جالنسوز کب ٹھہرتا ہے اور کب کسی کی سنتا ہے بھاگا ہوا چلا جاتا ہے کہ اتفاقات روزگار قضائے کار جاتے جاتے ایک پتھر کی جو
ٹھوکر لگی جالنسوز اوندھے منہ گر پڑا اور ناخن جالنسوز کا ٹوٹ گیا خون بکثرت جاری ہوا جالنسوز کو غش آگیا ایک لمحہ ٹھہر کے
جو ہوش آیا تو پھر پشتارے کو اُٹھا کر چلا مگر دو ہی قدم کے بعد پھر آگے نہ چل سکا اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر اس پشتارے کی وجہ سے
آہستہ آہستہ چلتا ہوں کیونکہ یہ بوجھ لیکر جلدی جلدی نہ چل سکونگا تو ضرور ہی گرفتار ہو جاؤنگا اور اگر جان بچا کر نکل جاؤنگا تو یار
زندہ صحبت باقی کا معاملہ ہے ہم زندہ رہینگے تو کبھی نہ کبھی داؤں پڑ ہی جائیگا پھر گرفتار کر لینگے القصہ سوچ بچار کرکے اسی امر کو ترجیح دی
کہ اس وقت اپنی جان ہی بچا کر نکلنا بہتر ہے یہ خیال اپنے دل میں مستحکم کرکے پشتارہ تو کھولکر راستے میں پھینک دیا اور آپ اسد کی
خدمت میں روانہ ہوا اسد جالنسوز کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے رفقا سے کہ رہا تھا کہ دیکھیے جالنسوز کیا کارستانی کرکے آتا ہے
ایرج کو لاتا ہے یا نہیں رفقا عرض کر رہے ہیں کہ حضور جالنسوز اپنے قول کا سچا ہے اور پابند ہے جہاں تک اُسکا زور اور قابو
چلیگا وہاں تک کوتاہی نہ کریگا اور ضرور بالضرور لائیگا آپ کے انتظار کو دیکھکر بہت تیزی سے گیا ہے اسد نے کہا کہ ہاں
یہ تو سب سچ ہے اور اسمیں کوئی ریب و شک نہیں ہے کہ جالنسوز نہایت صادق الوعد اور بڑا وفادار دوست ہے میرے
انتظار نے اُسکے دل محبت منزل پر کامل اثر کیا اور وہ بہت ہی بیقرار ہو کر نہایت تیزی سے گیا ہے مگر میرے دل کو ہرگز ہرگز
یقین نہیں ہے کہ جالنسوز ایرج کو لا سکیگا کیونکہ لشکر ایرج ایسا ویسا لشکر نہیں ہے ہر طرح کا بندوبست بطرز خوب بحسن عنوان
مرغوب ہوگا پھر جالنسوز کس طرح جا سکیگا میرے خیال میں تو طائر خیال کے بھی پر جلتے ہیں بہ سبب کثرت پہرہ چار جانب
طلایہ کی گشت میری تو عقل ہرگز قبول نہیں کرتی کہ جالنسوز اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا اور صحیح و سلامت ایرج کو یہاں
لے آئیگا ایرج کا لانا کیسا اگر خود بھی صحیح و سلامت نکل آئے تو بڑی بات ہے اور لو فرضنا بالفرض محال اگر جالنسوز ایرج کو اُسکے
خیمے سے نکال بھی لایا تو راستے سے صحیح و سلامت بچکر آنا دشوار ہے کہ لشکر ایرج کا تین چار کوس کی حد میں ہر رات کو
طلایہ کی گشت کے افسر دورے میں لگائے چار طرف دیکھا کرتے ہیں دیکھیے خدا ہی خیر کرے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ جالنسوز
لنگڑاتا ہوا آیا اسد بن کرب غازی کو سلام کیا اسد نے جو خالی ہاتھ دیکھا کہا کہ کیوں جالنسوز بس اسی برتے پر شیخی
مار کے گئے تھے کہ ہم ایرج کو لائینگے بس لا چکے اپنا سا منہ لیکر چلے آئے اسی منہ مصالحہ پر اتنا بڑا دعوے کیا تھا واہ واہ
بھائی چھوٹا منہ بڑی بات کا یہی انجام ہوتا ہے کہ انسان منہ کی کھاتا ہے یہ سنکر جالنسوز نے کہا کہ اے شہریار باوقار
پہلے آپ سن لیجیے پھر برہم ہوجیے گا کہ خطا میری تھی یا قصور تقدیر کا میں نے تو تا امکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا
اسد بن کرب غازی نے کہا کہ بہت اچھا فرمایئے میں بھی تو سنوں کہ کیا حادثہ گذر گیا جالنسوز بن قران نے ابتدا سے
انتہا تک کل کیفیت من وعن بیان کی اور پاؤں کا انگوٹھا دکھایا کہ ملاحظہ فرمایئے جب یہ صورت میری ہوگئی ہے تب
میں نے پشتارہ ہاتھ سے چھوڑا ہے اور اپنی جان بچا کر بھاگا ہوں ورنہ اتنی کوشش کرکے چھوڑ دینا اور آئی ہوئی چیز
پھینک دینا کوئی عقلمند کیوں پسند کریگا یہ حال سنکر اسد بہت آزردہ ہوا اور کہا کہ بس رہنے دو بس زیادہ باتیں نہ کیجیے
اور ناحق کی بہانہ بازی نہ کیجیے گئے تو تھے آپ اتنا بڑا دعوے کرکے جب وہاں جا کر آپ سے کچھ نہ ہو سکا اور
بے نیل مرام وہاں سے پھرے تو راستے میں آپ نے پتھر سے انگوٹھا توڑ لیا کہ اب جا کر بہانہ بازی کیجیے اور اپنی

دلاوری جتائیگا جالنسوز یہ باتین سنکر جھنجھلایا اور بہت برہم ہوکر کہنے لگا کہ اجی واہ حضرت آپ کی بھی کیا باتین ہین کیا کوئی ایسا مجنون
و مخبوط ہی کہ ناحق بھی اپنا انگوٹھا توڑ لیگا خون بہائیگا اور اپنی ہتک خواہ مخواہ بنائیگا آج اتفاق سے یہ سانحہ ہوگیا اب
کیا روز روز ایسی ہی آفتون کا سامنا ہوگا خدا چاہیگا تو کل ہی بالضرور پکڑ لاؤنگا جو کچھ کہا ہی اُسے پورا کرونگا آپ طعن و
تشنیع بیکار ہی کو کرتے ہین اتفاقات روزگار اور قضائے کار کو کیا کیجیے یہ باتین سبھی کے ساتھ ہر وقت لگی ہوئی ہین مجھہ
کیا منحصر ہی یہ سنکر اسد بن کرب غازی نے کہا کہ خیر یہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب یہ کہو کہ وہ لشکر کس مقام پر ملا تھا
جالنسوز نے کہا کہ دامن کوہ مین اسد اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور یہان کا حال سُنیے کہ اُس جوان حسین
نے جو لوگ جالنسوز کے تعاقب مین روانہ کیے تھے وہ اُس پشتارے کو لیکر اُس جوان کے پاس آے اور کہا کہ وہ پیادہ
تو ٹھوکر کھا کر گرا تھا غش آگیا جب ہوش آیا تو پشتارہ چھوڑ کر بھاگا یہ پشتارہ ہم اُٹھا لاے ہین بس اُسی وقت اُس جوان
نے حکم دیا کہ خیمہ ہمارا یہان نصب کیا جاے لشکر ہمارا یہان اُترے ہم دو ایک روز یہین قیام کرینگے اُسی وقت حسب الحکم
خیمے استادہ ہوے وہ جوان اپنے خیمے مین اُترا پشتارہ ایرج کا سامنے رکھوایا اور سوچ رہا ہی کہ معلوم نہین اس پشتارے
مین کیا ہی کھولون یا نہ کھولون اور اپنے رفقا سے کہہ رہا ہی کہ بھائی یہ عیار واقعی بہادر تھا اور بڑا صاحب حوصلہ اگر انگوٹھا
اُسکا نہ ٹوٹ جاتا تو کیا ممکن تھا کہ یہ پشتارہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ جاتا اور معلوم نہین کہ اس پشتارے مین کیا ہی کہ اسی اثنا
مین اسد پہونچ گیا دیکھا کہ ایک خیمہ زرین نہایت پر تکلف با ساز و سامان بیچ مین نہایت بلند استادہ ہی اور گرداگرد خیمے
کے فوج و لشکر بیکران اُترا ہوا ہی اسد بن کرب غازی نے چاہا کہ اندر بارگاہ کے جاے دربانون نے روکا اور کہا کہ ہم
بلا اجازت اپنے مالک کے اندر بارگاہ کے آپکو نہ جانے دینگے آپ اتنا صبر کرین کہ ہم جاکر عرض کرلین اور اجازت لے آئین
تو آپ تشریف لے جائیگا یہ سنکر اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تم مجھے پہچانتے بھی ہو کہ مین کون ہون مین حضرت امیر حمزہ
صاحبقران کا نواسا ہون بھلا تمہارے روکنے سے رکونگا تمہارا روکنا بھی فضول ہی یہ کہکر بے تامل بارگاہ کے اندر داخل ہوا
اور اُس جوان کو سلام کیا وہ جوان جو مسند پر تھا اسد بن کرب غازی کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر
بٹھا لیا اور پوچھا کہ آپکا اسم اقدس اور نام مقدس کیا ہی ارشاد فرمایئے اسد نے کہا کہ مجھے اسد بن کرب دلاور کہتے ہین
اور مین نواسا ہون حضرت امیر حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان کا اُس جوان نے کہا کہ ای اسد دلاور اس حقیر کو
سرفراز کرنے سے آپکا کیا منشا ہی اور کیا باعث ہی اسد نے کہا کہ باعث یہان آنے کا یہ ہوا کہ ایرج کے پاس فردش
کو عیار میرا لیے چلا آتا تھا کہ تمہارے لشکر سے سامنا ہوا نقش پشتارہ اُسکا چھوٹ گیا اُس جوان نے کہا کہ ای اسد مجھکو
معلوم بھی نہین کہ اس پشتارے مین کیا ہی آپکے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ پشتارہ ایرج کا ہی دیکھیے وہ آپکے سامنے اسی طرح
رکھا ہی مین نے اُسکی گرہ بھی نہین کھولی مگر یہ تو بتلایئے کہ ایرج کی خوبیان اور عادات حمیدہ تو تمام زمانے مین مشہور ہین آپکو ایرج
سے ناراضی ہونے کی کیا وجہ ہی اسد نے کہا کہ ع عجیب سانحہ طرفہ ماجراے ہست مگر اب سننا چاہا ہی تو سنو حال اس قصہ کا یہ ہی کہ
حضرت امیر حمزہ صاحبقران سے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے ایسا بگاڑ ہوا کہ امیر کشور گیر خواجہ عمرو کے دشمن
جان ہوگئے اور خواجہ امیر کا تشنہ خون ہوگیا اُسی حالت نفاق مین عمرو شہر فرنگوشیہ کو چلا گیا اور ایرج آفتاب پرست
کو خاک سے پاک کرکے اس مرتبہ کو پہونچایا کہ امیر بالتوقیر سے لڑوا دیا اور صاحبقران آفتاب پرستان
کے لقب سے مشہور کرایا اور شاہزادہ نورالدہر بن شاہزادہ بدیع الزمان نامور امیر حمزہ صاحبقران
کا پوتا کہ آج لشکر امیر گیتی ستان مین اُس سے زیادہ بلند حوصلہ اور باجرأت اور بہادر اور صاحب شجاعت کوئی
دوسرا شخص نہین ہی اُس سے ایرج سے کمال درجہ محبت ہوگئی اور وہ اس ہزار بیچے سے نہایت مروت اور

محبت سے پیش آیا اور کمال درجہ اس بزرگ سے محبت کی کہ اس زمانے میں شاہزادہ نور الدہر عالی وقار کیوان رفعت
کی بیٹی ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو گیا اور ایسا بیخود ہو گیا کہ سامنے قصر ہفت منظر کے کہ جسمیں ملکہ سکونت پذیر تھی فقیر بنکر بیٹھ رہا
اور ایرج نے شاہزادہ زنگبار حامد بن جمشید زنگی پر فتحیابی حاصل کی اور اُسکو دین آفتاب پرستی قبول کرنے کی ہدایت کی
اُسنے یہ شرط پیش کی کہ میں ملکہ قمر چہر پر عاشق ہوں اگر آپ اُسے مجھے دلوا دیں تو میں آفتاب پرست ہوتا ہوں ایرج اُسے
لیکر قصر ہفت منظر پر آیا یا ناصح چہ کہ اُسنے وہاں آتے ہی تمام مجھنین اور دستیاں بکھیر دیں پر کمر باندھی اور شاہزادہ
نور الدہر سے کہا کہ اے نور الدہر میرے ملازم حامد بن جمشید کا یہاں ناموس مقیم ہے تم یہاں سے اُٹھ جاؤ اس شہر یار
نے عالم بیخودی میں کچھ جواب نہ دیا اُس پاجی نے جھنجلا کر اُس شاہزادے کے کوڑا مارا القصہ بعد چند روز کے دیو قلیاس
جسکے قبضے میں ملکہ قمر چہر ہفت منظر سلیمانی میں نظر بند ہے وہ نور الدہر کو اُٹھا کر دریا میں پھینک آیا بدیع الزمان اور
بہبیل بہمن و شاہزادہ نور الدہر کو ڈھونڈھتے ہوئے ہفت منظر پر آئے وہاں آکر یہ خبر بدبختی سنی تاب ضبط باقی
نہیں رہی اُسی جگہ خیمہ برپا کر کے شاہزادہ نور الدہر کا ماتم کرنے لگے اس پاجی نے اُنسے بھی یہی کہا کہ آپ یہاں سے ہٹ جائیے
تا اینکہ نوبت جنگ و جدل پہونچی وہ سب زخمی ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور دامن کوہ میں پناہ لی ہے اب یہ چاہتا ہے کہ اُن
سب کو پہاڑ پر جا کے قتل کرے خلاصہ سارے قصے کا یہ ہے اب یہ مردود آفتاب پرست واجب القتل ہے یا نہیں یہ
سنکر اُس جوان نے کہا کہ آپ مجھسے بھی آگاہ ہوئے کہ میں کون ہوں اسنے کہا کہ میں آپ سے واقف نہیں ہوں آپ
بیان کیجیے اُسنے کہا کہ سنیے ایک ہے شہر اختر جو وہاں کا بادشاہ ہے جمشید اختری سب لوگ وہاں کے ستارہ پرست
ہیں اور نام خورشید ستارہ پرست ہے اور یہ جوان رعنا جو غل و زنجیر میں گرفتار تخت پر بیٹھا ہوا ہے یہ بیٹا ہے
جمشید اختری کا نام سپید اختری اسکا نام ہے یہ بھی ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر عاشق ہو گیا ہے اور اپنے آپ سے گذر گیا ہے
میں اسے اپنے ہمراہ اسلیے لایا ہوں کہ اسکے معشوق کو اس سے ملا دوں اور میں اختر اختران کا بیٹا خورشید صاحبقران
ستارہ پرستان ہوں تو مجھکو بھی یہ حال سنکر ایرج سے ایک قسم کی خصومت پیدا ہوئی ہے مگر جو میں اسے اسی وقت مار ڈالونگا
تو باعث میری بدنامی کا ہوگا اسلیے کہ یہ اسوقت میرے قبضے میں ہے آپ بھی میری خاطر سے اسکے قتل سے باز رہیے میں ویسا
اسے پکڑ کر آپ کے حوالے کر دونگا پھر آپکا جو جی چاہیگا اسے سزا دیجیگا اسنے یہ سنکر کہا کہ اے خورشید مجھے
تجسے ایک محبت ہو گئی ہے اور تمہاری محبت اور شیرین زبانی نے میرے دل پر ایک اثر پیدا کیا ہے اس لحاظ سے جو تم کہوگے
سو مجھکو قبول ہوگا لیکن اتنی بات میری بھی قبول کرو کہ اگر تم اسے قتل نہیں کرنے دیتے تو ناک اور کان تو اسکے کاٹ لینے دو
خورشید نے کہا کہ اے اسد ایک ذرا تم خیال تو کرو مثل مشہور ہے کہ نکٹا جیا برے احوال اگر قتل نہیں کرتے تو اس سے کیا
حاصل ہے کہ ناک کاٹ کر چھوڑ دیا جائے یہ تو قتل کرنے سے بھی بدتر ہے میری رائے تو یہ ہے کہ اگر آپ اسے صحیح و سلامت
چھوڑ دیں تو بہتر ہوگا اسد بن کرب غازی نے کہا کہ خیر اے خورشید تمہاری خاطر ہے یہ بھی سہی اسے ہوش میں تو لاؤ
خورشید نے کہا کہ بہت بہتر اور یہ کہکر حکم دیا کہ ارے کوئی حاضر ہے ذرا کوکب عیار کو تو بلاؤ حسب الحکم اُسی وقت
کوکب حاضر خدمت ہوا خورشید نے کہا کہ اے کوکب یہ پشتارہ ایرج کا ہے اسکی گرہ کھول کر جلد اسے ہوش میں لاؤ اسنے
فوراً گرہ پشتارے کی کھولی اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ایرج کو ہوش میں لایا جب آنکھ ایرج کی کھلی تو اپنے کو بندھا ہوا
پایا اور سامنے ایک جوان ماہ طلعت صورت شجاعت آثار کو بیٹھے ہوئے دیکھا سلام کیا اور کہا کہ اے جوان تو کون ہے
اور کیا نام تیرا ہے اور یہاں کیوں آیا ہے خورشید نے نام و نسب اپنا بیان کیا اور کہا کہ میں یہاں اسلیے آیا ہوں کہ ایک شہزادہ
کی بیٹی ملکہ قمر چہر کو اپنے بادشاہ کو دلوا دوں اور سن اے ایرج میں صاحبقران ستارہ پرستان ہوں میں نے سنا کہ

تو بھی صاحبقرانی کا دعوی کرتا ہی اور بھی بہت سے صاحبقران زمانے میں مشہور ہیں میں سب کا امتحان کرنے آیا ہوں
یہ سنکر ایرج نے کہا واہ واہ ای جرأت و دلاوری پر آپکو صاحبقرانی کا دعویٰ ہے کیا دلاوروں کو یوں نہیں چھوڑ دالتے ہیں
اور پھر اس بزدلے پن پر صاحبقران بھی بن بیٹھے ہیں خورشید نے کہا کہ ای ایرج تو بیکار مجھپر طعن کرتا ہی میں نے تجھے
نہیں چھوڑ دیا بلکہ تجھکو میرا ممنون ہونا چاہیے کہ میں نے تیری جان بخشی کی اور تجھکو بچا لیا اسد بن کرب دلاور کا عیار جانسوز
اسد کے حکم سے تجھے پکڑے لیے جاتا تھا میں نے اُس سے تجھے چھین لیا ورنہ اگر تو اسد غازی کے پاس پہونچ جاتا تو وہ ہرگز
تجھے زندہ نہ چھوڑتا اب تک تو کب کا لقمۂ اجل ہو چکا ہوتا اور اب بھی تو اسد غازی تجھے قتل کیے ڈالتا تھا میں ہی نے
بہزار دشواری اسد کے پنجے سے تجھے چھڑایا اور ذرا ہوشیار ہو آنکھ کھولکر تو دیکھ اسد غازی بھی تو بیٹھے ہوئے ہیں یہ
سنکر ایرج نے آنکھ اُٹھا کر جو دیکھا تو اسد غازی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ایرج کی جان نکلگئی سہم کر کانپ گیا اور اسد غازی
نے پکار کر کہا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تو بھی اس قابل ہوا کہ اپنے کو پانچویں سواروں میں گنتا ہی ارے او مردک
تو اپنی حقیقت کو تو دیکھ ارے بیوقوف تو اتنا جلد اپنی اصلیت کو بھول گیا ارے او پاجی تجھکو صاحبقرانی اور ملک گیری
سے کیا واسطہ اور جنگ و جدل سے کیا غرض شعر اخضر ترا بگوش فرمان دہی چہ کار + جیب سے بکن کہ شیوۂ جدو بدرگئی
ارے نامعقول تو اپنے باپ دادا کا پیشہ اختیار کر تجھے ان امور سے کیا بحث ہی ایرج یہ کلمہ و کلام اسد غازی کا سنکر
نہایت آزردہ ہوا اور رونے لگا کہ او دیوانے نامعقول برگشتہ بخت و تقدیر مجہول تو یہاں کیونکر آیا اسد نے کہا کہ او پاجی
چپ رہ نہیں تو ابھی گردن سے زبان تیری کھینچ لی جائیگی او نالائق تو اپنی قینچی اور کپڑے اور گز کو بھول گیا و کان پر بیٹھا ہوا
کپڑا بیچا کرتا تھا اور اب تو ایسی دون کی لیتا ہی ارے مردک شکر کو دعا دے کہ جسکی بادشاہی کے صدقے میں تو اس رتبہ کو
پہونچ گیا اور جانور سے آدمی ہو گیا مگر تیرا سر غرور نے بلند کر دیا ہی ایسا نہو کہ یہ نخوت اور سر بلندی کی امنگ تجھکو پست کر دے
او کمبخت تو اس وضع کو چھوڑ دے حلال زادگی یہ ہی کہ اگر آدمی مرتبۂ اعلی کو پہونچ جاوے تو اپنی حقیقت کو نہ بھولے اور
اس طرح نہ پھولے تجھکو تو جانسوز میرے واسطے پکڑے لیے جاتا تھا اقبال نے تیرے یاوری کی اور اصل
یہ ہی کہ زندگی تیری باقی تھی جو خورشید نے جانسوز سے لے لیا نہیں تو میں اس طرح تیرے ٹکڑے کرتا کہ ماہیان دریا
اور مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ کنان ہوتے ایرج نے کہا کہ بجا ہی آپ درست فرماتے ہیں کوئی حاجت بیان کی
نہیں ہی ارے دیوانے میں تجھے روز اول سے جیسا تو ہی ویسا خوب جانتا ہوں اسقدر بڑھ بڑھ کے نہ فرمایے اسد
نے کہا کہ او پاجی کیا میں بھی تیری طرح سے کوئی بزاز بچہ ہوں او مکار زیادہ یاوہ گوئی نہ کر خاموش رہ خورشید
کے صدقے میں تو اس وقت میرے ہاتھ سے بچا جاتا ہی اپنی حقیقت کو دیکھ کسی طرح تجھکو تنبیہ نہیں ہوتی ہی اب کیے جاتا ہی
یہ کہکر تلوار سونت کر اٹھا اور کہا کہ ٹھہر تو جا تو نہ مانیگا میں تیرا کام ہی تمام کیے دیتا ہوں تو ہی کس خیال اور کس بھلاوے
میں بس جیسے ہی اسد ایرج کے برابر پہونچا ایرج کو بھی غصہ آگیا جھنجھلا کر جو زور کرتا ہی تو تمام طلسمات کے بند ٹوٹ گئے
اور اسد غازی کی طرف لپکا اور للکارا کہ او دیوانے او نالائق کون تیری شامتیں آئی ہیں مرحبہ تو مجھے کیا گمان
اور پھر میرا مقابلہ کرتا ہی ارے تجھے کچا کچا مار ڈالونگا تو ہی کس زعم میں خورشید نے جو یہ تماشا دیکھا کہ اب ایرج سے
اور اسد سے چلا ہی چاہتی ہی جس واسطے میں نے اسے قتل ہونے نہ دیا وہی ہی نہ ہو پھر میرے نام ہوتی ہی ایرج
اگر لکل ہتا ہی اسد ایک تو دراصل شجاع ہی دوسرے اس وقت صاحب اسلحہ ہی اگر ہاتھ میں ایرج کا کام
تمام ہو جائیگا یہ سوچ کر بالان کر کے بیچ میں آگیا اسد غازی سے کہا واہ بھائی واہ پھر تم وہی جہالت کیے
جاتے ہو یہاں اس سے لڑنا مناسب نہیں لوگ کہینگے کہ خورشید نے اپنے خیمے میں ایرج کو ذلیل کروا دیا اور

ایرج نے کہا کہ کیوں صاحب میں نے تمکو اسی واسطے قید آہنی میں گرفتار نہیں کیا تھا اسی واسطے تمکو اسد کے پنجہ
سے چھڑایا اب تم اپنے لشکر میں جاؤ یہاں ٹھیرنا تمہارا مناسب نہیں ہی اسد سے اور مجھ سے ہرگز نہ بنیگی اور ایرج کو
مرکب دے کر رخصت کیا ایرج گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا بعد روانگی ایرج کے اسد غازی نے بھی خورشید
کے خیمے سے جانے کا قصد کیا خورشید ستارہ پرست مانع ہوا اور کہا کہ ای اسد غازی میں ابھی تو تمہیں نہ جانے دونگا
اس واسطے کہ میں نے تو ایرج کو تمہارے عیاروں سے چھین کر چھوڑ دیا اب میں جب تک اسکو پکڑ کر تمہارے حوالے نہ کرونگا اس وقت تک
تمہیں نہ جانے دونگا یہ کہکر اسد سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی خانۂ ما خانۂ شما است آج رات کی رات یہیں قیام کرو کل کی لڑائی
تو میری اور اس آفتاب پرست کی دیکھو تو کس طرح ہوتی ہی اسد غازی کو بھی خورشید کے ساتھ محبت ہوگئی تھی
اس واسطے کہ خورشید کی بول چال نور الدہر کی گفتگو سے بہت مشابہ تھی اور صورت و شکل بھی نور الدہر سے اشبہ تھی اور
دوسرے خورشید کی شیریں کلامی نے اسد کے دل میں گھر کر لیا تھا کہنے لگا کہ اچھا ای خورشید یہی سہی میں آج نہ جاؤنگا تمنے
اتنے عرصے میں میرے ساتھ وہ برتاؤ اور وہ محبت کی کہ مجھکو تمہارے کہنے سے انکار کرتے ہوئے حجاب آتا ہی ہر طرح تمہاری
خاطر مجھکو مد نظر ہی کل تمہاری اور ایرج کی لڑائی کا بھی تماشا دیکھ لیں یہاں تو یہ باتیں تھیں اب وہاں ایرج کا حال سنیے کہ یہ جو اسکے
خیمے میں آیا تو اسکے لشکر میں شادمانی کے طبل بجنے لگے ہر طرف خوشی کی دھوم ہوگئی ہر ایک آکر قدمبوس ہوا استفسار حال کیا
ایرج نے تمام حال شروع سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ہم بھی بہت متردد تھے کہ ایسا کون
بہادر و دلاور تھا جو اس چوکی پہرے اور اس طلایہ کی گشت سے آپ کو چھڑا لیگیا اگر خیر شکر صد شکر شیر اعظم کا کہ اُسنے بڑی بلا آپکی
سے روکی اور بہت بڑے مخمصے سے نجات دی شیر اعظم نے بار دگر زندگی عطا فرمائی ایرج نے کہا کہ واقعی یہ ہو کہ شیر اعظم
کا افضال تھا ورنہ ایسی بلاے بے درمان کے پنجے سے چھوٹ جانا کوئی آسان امر نہ تھا یہ کہکر حکم دیا کہ اچھا اب طبل جنگ
بجایا جاوے حسب الحکم اسی وقت نقارۂ رزمی نوازش میں آیا ہرکاروں نے یہ خبر لشکر خورشید میں پہونچائی خورشید
نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے خورشید کے لشکر میں بھی کوس حربی نوازش میں آیا یہ خبر جب دارا سپ کے
لشکر میں پہونچی اُسنے بھی کوس حربی بجوایا شب بھر تینوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی اور احتیاطاً پاسبان ہوشیار
باش کی ملندی رہی علی الصباح تینوں لشکر میدان نبرد میں صف آرا ہوے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہوگئیں نقیب قراول
کرکے چلے گئے تو اس وقت خورشید اپنا مرکب جھکاکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ایرج نے چاہا کہ خورشید کے
مقابلے کو جاوے مگر دیلم شاطر زنگی اچھلکر گردن بڑھا کے آگے آیا اور ایرج سے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان جہان
ای ایرج نوجوان آپ کیوں اسکے مقابلے کو نکلتے ہیں جب مجھ ایسا ملازم آپکا حاضر ہی تو اسوقت یہ آپکی
بلاکو کیا ضرور ہی اور آپکو کیا ضرورت ہو کہ ہر کس و ناکس سے مقابلہ کریں آپ ایک دم ٹھیر تو فقط کہ میں ابھی تو
جاکر اس ستارہ پرست کو گرفتار کیے لاتا ہوں آپ کھڑے تماشا دیکھا کیجیے کہ شیر اعظم کیا کرتا ہی ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ
شیر اعظم تیرا حافظ و معین ہی دیلم شاطر زنگی سلام کرکے مرکب اڑا کر سامنے خورشید کے آکر کھڑا ہوا دیلم نے ایک
گینڈا اس طرح سے کئی قدم پیچھے ہٹا کر دیلم پیچھے پر جا پڑا اور خورشید کا بھی مرکب دو ایک قدم پیچھے ہٹ گیا القصہ دونوں
کے دونوں سنبھلکر ایک دوسرے کے مقابل ہوے خورشید نے کہا کہ ارے او شب دیجور سیاہ بخت و سیاہ رو کیا تیری قضا
آئی ہی اور موت دامنگیر ہوئی ہی جو شیر کے مقابلے کو نکلا ہی اگر اپنی جان بچانا اور اپنی خیریت منظور ہی تو جا میدان
سے پھر جا اور اسی آفتاب پرست کو بھیج کہ وہ کیوں جی چرا کے بیٹھ رہا اور سر میدان مقابلے کو نہ نکلا دیلم نے کہا کہ ای
ستارہ پرست تو اپنے زعم میں ایرج کو سمجھا کیا ہی ارے وہ صاحبقران زمانہ ہی جب اسکے غلام مجھ ایسے موجود ہیں

تو پھر ایرج کو کیا غرض ہے اور کیا فرض مارا جاتا ہے کہ وہ ہر کس و ناکس کے مقابلے کو نکلے مین ہی تیرے واسطے کافی و وافی ہون
پہلے تو مجھسے تو حوصلہ نکال لے پھر ایرج سے لڑنے کا دم باندھنا خورشید یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا کہنے لگا کہ بس زیادہ نہ بڑبڑ لگا
شیر کا کام یہ ہے کہ جو اُسکا سامنا کرے وہ اُسکا کام تمام کرے اگر تجھے حوصلہ ہے تو پھر لا جو حربہ رکھتا ہو اور اپنے پاؤن سے اجل
کی خدمت مین جا یہ کلمہ سنکر دیلم نے دو مرتبہ خبردار خبردار کہکر خورشید کے نیزہ مارا خورشید نے وار اُسکا نیزے پر روک کے چوبین
نیزے کی لگانا شروع کین تو ایک آن واحد مین نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا دیلم نے جھنجلا کر ارادہ پشت نہنگ مارا خورشید نے آتے ہوئے
اُسکو خیال مین لا کے تھپکی دی کہ ادھر جا پڑا اُسکا پیٹ پڑا تھا کہ خورشید نے جھپٹ سینے پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے
کشمکش شروع ہو گئی مرکب کھینچ کر نکلے اور پیٹ کے بل ٹھہر گئے دونون کے دونون مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی قریب
شام خورشید نے دیلم کو پچھاڑ کر مشکین اُسکی باندھ لین اور اپنے لشکر مین لا کر دیلم کو زندانخانے مین بھیجا یا تینون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ کو واپس آئے خورشید اپنے خیمے مین آکر بیٹھا اسد نے کہا کیون خورشید دیکھا تمنے کہ اسیا آفتاب پرست نے کیسا اپنا
کیا ہے اور کیا چوٹ بچائی ہے خود تو نہ نکلا دیلم شاطر زنگی کو پستے لڑوا دیا یہ سنکر خورشید نے کہا کہ خیر بھائی یون بھی سہی ارے
آج نہین کل نہین پرسون یہ آفتاب پرست جائیگا کہان ایک نہ ایک دن تو میرے ہتھے چڑھ ہی جائیگا جس دن میرے
مقابلے کو نکل آیا اُسی دن تو مین نے باندھکر تمھارے حوالے کر دیا اُسکی اصلیت اور حقیقت ہی کیا ہے مین نے اسی لحاظ سے
کہ اگر ایک کٹنے کو چپ کر مارا تو کیا مارا میدان نہ مارے کہ اورون کو بھی عبرت کا موقع ملے اور ذری سے رسوخ مین
اپنی حقیقت کو نہ بھول جائین تمھارے پیچھے سے چھڑوا دیا تم گھبراتے کیون ہو یہ سنکر اسد غازی نے جام لبریز کر کے
اپنے ہاتھ سے خورشید کو دیا خورشید نے ہنسکر جام تو ہاتھ سے لے لیا مگر کہنے لگا کہ ارے اسد اس جام پلانے سے کیا
منشا ہے اور کیا مقصد ہے اسد نے مسکرا کر کہا کہ اے خورشید کیا تمھین یہ گمان ہے کہ تم ایرج کو پکڑ لاؤ گے ارے بھائی تم
اُس سے واقف نہین ہو کہ وہ کیسا بدمعاش اور پاجی ہے اے بھائی وہ حرام کے نطفے کا لکھا کرسنٹا ہوا ہے اُسکو روشیان
لگی ہین بلا سے بلے درمان آفت جان ہے بھائی اُسکا گرفتار کر لینا یا قتل کرنا کوئی ہنسی ٹھٹھا نہین ہے بہت امر دشوار ہے
بلکہ قریب قریب نا ممکن ہے تم اپنے زعم مین سمجھے کیا ہو بھائی یہ امر کوئی آسان امر نہین ہے تم اپنے ہاتھ سے بھی لکھوا یا اور
میرے ہاتھ سے بھی لکھوا یا مگر تیر اتنی جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم میری خاطر سے اپنے عیار کو بلا کر کہو کہ وہ اُسے پکڑ لاوے
سر میدان اُس سے کوئی سر نہ ہوگا میری رائے مین تو یہی امر مناسب و بہتر معلوم ہوتا ہے آیندہ تمکو اختیار ہے یہ سنکر
خورشید نے کہا کہ ارے بھائی صبر کرو تامل کرو گھبراؤ نہین تردد و اضطرار کاہے کا ہے آج کی رات اور تامل کرو دیکھو تو
کیا ہوتا ہے کل صبح کو مین سر میدان اُسے گرفتار کر کے تمھین دے دونگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ بھائی جنگ دو بدو اور دانشمند
لڑکر گرفتار کر لینا کوئی امر آسان نہین ہے اس سے یہی انسب ہے کہ تم اُسے اپنے عیار سے گرفتار کرا لو اگر تمھین یہ گمان ہے
کہ ایرج کو مین مار ڈالونگا تو اس سے تم خاطر جمع رکھو یہ امر ہرگز نہ ہوگا مین اُسے صرف اُس وقت تک قید رکھونگا کہ جب تک
ناموجان کا زخم اچھا ہو اور انھین صحت کلی ہو جاوے اور جب وہ اچھے ہو جائینگے اور اُنکے ہمراہیون کے بھی زخم اچھے
ہو جائینگے تو مین فوراً اُسے چھوڑ دونگا سارا خرخشہ اور سب بندش تو اسی کا ہے کہ وہ ناموجان کو اس حالت مجہولیت
اور معذوریت مین ایذا نہ دے اور بر سر جنگ نہ ہو یہ کہکر خورشید کے گلے سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی مین تمھارے
عذر اسے نہ سنونگا اور نہ مانونگا تم جس طرح ہو ایرج کو منگوا دو آخر کار خورشید اس اصرار سے اسد غازی کے
مجبور ہو گیا اور کوکب عیار کو بلا کر کہا کہ اے کوکب جس طرح ہو سکے ایرج کو پکڑ لا اور کسی طرح کی کوتاہی نہ کرنا اگر تو
ایرج کو پکڑ لائیگا تو باعث میری خوشنودی اور تیری بہبودی کا ہوگا یہ سنکر کوکب نے کہا کہ بہت اچھا حضور کی

مین ابھی جاتا ہون اور ایرج کو لاتا ہون اُسکی حقیقت کیا ہی یہ کہکر بارگاہ خورشید سے نکلکر بانے عیاری کے اپنے بدن پر آراستہ کرکے لشکر ایرج کا راستہ لیا قضا سے کار اتفاقات روزگار شاپور شیر دل اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے دریافت حالات کے لیے بارگاہ خورشید مین موجود تھا کل گفتگو اسد اور خورشید کی سُن رہا تھا جب اُسنے دیکھا کہ کوکب ایرج نوجوان کے گرفتار کرنے کو چلا تو اُسنے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ ای شاپور اگر کوکب ایرج کو گرفتار کر لایا تو یہ دیوانہ ایرج کو فوراً مار ہی ڈالیگا ہرگز تو چھوڑیگا نہین اس سے بہتر یہ ہے کہ تو راستے ہی مین چلکر کوکب ہی کو پکڑ لے یہ خیال اپنے دل مین مستقل کرکے کوکب کے تعاقب مین چلا اور آگے بڑھکر مقام بگیا ست کا تجویز کرکے دام حلقہاے کمند زمین مین بچھا کر خود ایک جھنڈی کی آڑ مین چھپکر بیٹھا جب کوکب وہان پہونچا اور پاؤن کوکب کے حلقہاے کمند مین اُلجھے بس فوراً شاپور شیر کی بولی بولا کوکب گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ یہ شیر کی آواز کس طرف سے آرہی ہی اور یہ پاؤن کاہے مین اُلجھا ہی بس کوکب کا ٹھہرنا تھا کہ شاپور نے ایک جھٹکا اس زور سے مارا کہ کوکب اوندھے منھ گر پڑا بس اُسکا گرنا کہ شاپور اُس جھاڑی سے نکلا اور جھپٹ کوکب کی مشکین باندھلین اور اسی طرح ایرج کے پاس لے آیا اور تمام حال ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا کہ ای شاپور تمنے خوب کیا کہ اسے پکڑ لاے اگرچہ یہان آتا بھی تو کیا بنا سکتا تھا مگر خیر اب اسے سرزنش کامل ہوگئی کہ راستے ہی سے پکڑ لیا گیا اور ارادہ اسکا پست ہوگیا اب کبھی ایسی جرأت نہ کریگا مگر ای شاپور اب اسے چھوڑ دینا چاہیے کہ کل مجھکو بھی خورشید نے چھوڑ دیا تھا اب مین اُسکے عیار کو کیا گرفتار رکھون یہ کہکر کوکب کی مشکین کھلوا دین اور کہا کہ ای کوکب جا تو بھی کیا یاد کریگا تو اپنے سردار کے پاس جا مین بھی آتا ہون جس طرح وہ چاہے مجھسے پیش آئے یہ کہکر کوکب کو تو رخصت کیا وہ سلام کرکے روانہ ہوا اُسکے تعاقب مین ایرج بھی بارگاہ خورشید کی طرف چلا جب کوکب بارگاہ خورشید مین آیا تو اسد نے پوچھا کیون کوکب ایرج کو لایا کوکب نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ ایرج بھی آتا ہی کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج آپہونچا اسد نے کہا کہ اچھا جب وہ آئے تو دروازے پر ٹھہرا لینا ہم اُسکا استقبال کرکے لائینگے القصہ جب ایرج دروازہ بارگاہ پر پہونچا تو دربانون نے روکا کہ آپ دم بھر توقف کرین لوگ آپکے استقبال کے واسطے آتے ہین یہ سُنکر ایرج ٹھہر گیا کوئی آدھ گھڑی گذر گئی تو ایرج نے پکار پکار کر باتین کرنا شروع کین جب اسپر بھی کوئی خبر نہ ہوا تو ایرج اپنے دل مین سمجھا کہ اسد نے میری باتین ضرور سُنی ہونگی مگر یہ دیوانہ سُنتا ہی اور غفلت کرتا ہی اور کسی کو برا استقبال نہین آنے دیتا اب تو وہی چلنا چاہیے یہ سُنکر بارگاہ کے اندر قدم رکھا صاحب سلامت کی خورشید ایرج کی صورت دیکھتے ہی جلدی سے تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جلد ایرج کے واسطے کرسی لاؤ اسد نے کہا کہ ای خورشید سمجھ بوجھکے کیا بات کیا کرو یہ کرسی کس کے واسطے منگواتے ہو ایرج بھی اس لائق ہی کہ اسے کرسی دیجائے یہ ہرگز کرسی کے قابل نہین ہی کہین ادھر اُدھر پائین فرش جوتیون کے برابر بیٹھ جائیگا جیسی اسکی حقیقت ہو ویسا ہی اسکے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیے یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ ای اسد مین تجھسے بہت عاجز آیا ہون تو اپنی آن بان سے کہین نہین چوکتا نور الدہر کی ملاقات تمنا بھی ابتک پوری نہین ہوئی انسان ہی کی تھی اور یہان بھی تو ایسی حرکتین کرتا ہی ای اسد مصرع ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مقامے دارد یہ باتین تجھے زیبا نہین ہین یہ سُنکر اسد کہنے لگا کہ ای ایرج اب تو نے لجاجت و منت کی اس لحاظ سے مین نے تجھے عفو کیا اور تیری خطا بخش دی خیر تو بھی کیا یاد کریگا آ بیٹھ جا خورشید نے اُسی وقت کرسی جواہر نگار منگوا دی ایرج کو کرسی پر بٹھا دیا خورشید نے حکم دیا کہ صحبت عیش بپا کیا جائے اُسی وقت ناچ گانا ہونے لگا جام شراب گلنار گردش مین آیا جب گرمی صحبت مین ایرج نے کہا کہ ای اسد تو نے اپنے عیار کوکب کو بھیجا تھا کہ مجھے پکڑ لائے اُسکو تو بیچ مین گرفتار کرکے چھوڑ دیا اور مین خود ہی چلا آیا مین موجود ہون جو آزار تیرا جی چاہے مجھے پہونچا مین کچھ نہ کہونگا اسد نے غازی سے کہا کہ ای

ایرج آج تو تیری منت وسماجت پر مجھے رحم آگیا خطا تیری بخش دی اب ایسی بدذاتیان کبھی نہ کرنا اور اگر تو نے پھر ایسی
مبادرت کی تو سمجھا جائیگا یہ باتین سُنکر خورشید نے کہا کہ اے اسد اب ان باتون کو موقوف کرو آخر اس وقت ان باتون سے
کیا حاصل ہوا ارے بھائی روز جنگ روز آشتی آشتی یہ کہکر اپنے ہاتھ سے جام شراب بھر کر ایرج کو دیا کہ لو میان پیو
اسوقت ایسی باتین نہ چاہئین ایرج نے سلام کرکے جام شراب ہاتھ سے لیکر پی لیا اور کہا کہ اے خورشید مجھے تم سے کچھ اسوقت
التماس کرنا ہے اگر قبول کرو خورشید نے کہا کہ کہو ایرج نے کہا کہ اے خورشید کل کی مہمانداری مین تم دلیم شاطر زنگی کو گرفتار
کرلائے ہو اگر تم اُسے چھوڑ دو تو مین تمھارا بہت ممنون ہونگا اسلیے کہ اُسکے قید رکھنے سے تصفیہ ہو جائیگا خورشید نے کہا
کہ ابھی ابھی اور دلیم شاطر کو بلوا کر ایرج کے حوالے کر دیا ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے خورشید کل کے میدان مین
اب ہمارے تمھارے مقابلہ ہونا چاہیے خورشید نے کہا کہ ہان ایرج مین بھی یہی چاہتا ہون کہ ہمارے تمھارے مقابلہ ہو
تو البتہ لطف ہے ایرج نے کہا بہتر ہے اب مین رخصت ہوتا ہون اجازت ہے اسد نے کہا کہ بس بیٹھیے ملاقات ہو چکی مطلب
تمھارا نکلگیا ہم گھات تمھاری پہلے ہی سمجھگئے تھے کہ تمھارا آنا خالی از علت تھوڑی ہے دلیم کو چھڑانے آئے تھے بہت اچھا
تشریف لیجایئے ایرج نے کہا کہ جی نہین اگر آپکی مرضی نہ ہو تو مین اور تھوڑی دیر ٹھہرا رہون جو آپ کے مزاج مبارک
مین آئے اور سنا کیجیے اسد نے کہا کہ جی نہین اب آپ کو تکلیف ہوگی تشریف لیجایئے یہ سُنکر ایرج اُٹھ کھڑا ہوا خورشید
دروازے تک پہونچانے آیا القصہ ایرج دلیم کو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی
جام شراب گلرنگ گردش مین آیا نشے مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے
یہ خبر خورشید کو پہونچائی وہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
جب صفوف جدال وقتال آراستہ ہو چکین نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو ایرج میدان مین آیا مبارز طلب کیا خورشید
ستارہ پرست مقابلے کو نکلا تگادوزنی کے بعد نیزہ بازی ہونے لگی اسد بھی ایک طرف کو کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا
القصہ بعد چند طعنون کے ایرج نے سنان نیزہ خورشید کی نکالدی ڈانڈ پر ڈانڈ پڑنے لگی جب سنانین بنانین ناکارہ
ہوگئین تو نیزون کو ہاتھ سے پھینک دیا دونون نے گرز اُٹھا لیے خورشید نے گرز ایرج پر مارا ایرج نے خورشید کا
وار رد کرکے اپنا وار کیا خورشید نے بھی وار اُسکا رد کرکے اپنا وار کیا ایرج نے پھر رد کیا اور نہایت پھرتی سے
گرز پھینک کر تلوار خورشید پر ماری کہ سپر کو کاٹ کے سر پر پڑی اور تا دو ابرو اُتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار تو
جھٹکا کر نکالی مگر سر سے چادر خون کی جاری ہوئی خورشید نے جیب سے سر تحت الحنک کا ٹکڑا لیکر زخم سر کو باندھا اور اُسی
حالت زخمداری مین ایک وار تلوار کا پوری قوت سے ایرج پر مارا ہر چند ایرج نے سپر کو پناہ کیا مگر تلوار خورشید
کی سپر کو کاٹ کر خود و دولبہ عرق چین وزرہ ٹوپ کو کاٹ کر سر مین در آئی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ایرج نے سر اپنا کھینچ لیا
تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی ایرج مع مرکب زمین پر آیا آفتاب پرست ایرج کے گرتے ہی یہ سمجھے
کہ ایرج مارا گیا تلوارین کھینچکر دوڑ پڑے آفتاب پرستون کو دیکھکر خورشید ستارہ پرست کی فوج بھی ٹوٹ پڑی باہم ہتھیار
چلنے لگا جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی ایرج کو لوگ آکر اُٹھا لیگئے اور مرکب پر سوار کرکے لشکر مین سے نکلگئے [illegible] رج نوجوان
پھر سنبھل سنبھلا کر خورشید ستارہ پرست کے لشکر مین در آیا اور تیغ زنی کرنے لگا خورشید یہ رنگ [illegible] کے
لشکر مین گھس پڑا اور شمشیر آزمائی کرنے لگا خوب ہی تلوار دونون جانب چلی اسد بن کرب [illegible] جو یہ
نقشا دیکھا بس ایک جانب سے آکر ایرج کے لشکر پر گرا اور تلوار لیکر برابر قتل وقمع کرنا شر [illegible] پر لاش
گرانا شروع کی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ایک تلاطم پڑگیا دہائی پڑ گئی آفتا [illegible] نکلے

اسد آفتاب پرستون کو دور تک بھگا آیا گر خورشید وایرج کے لڑتے لڑتے خون بہت سا جاری ہوا تو دونون کو غش طاری ہوگیا ستارہ پرست خورشید کو اُٹھا لیگئے آفتاب پرست ایرج کو لیگئے طبل بازگشت دونون لشکرون مین بجگیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ مین آئے خورشید کو خیمے مین لاکر زخمون مین ٹانکے لگوائے جب خورشید کو ہوش آیا تو اسد نے اُٹھکر سلام کیا کہا کہ ای خورشید دیکھا تمنے کہ مین نے ان آفتاب پرستون کو کیسا مارا ہی اور کیسا بھگایا ہی اورای خورشید تمنے بھی کیا دل میرا خوش کیا ہو کیا ہی اس بڑا بیچے نامعقول کو زخمی کیا ہو قسم بخدا ے لایزال اسقدر میرا جی خوش ہوا کہ جسکا اظہار میرے بیان سے خارج ہو واہ واہ واہ مگر ای خورشید اب میرا جی یہ چاہتا ہو کہ تمھاری ضیافت کرون اور جو کچھ ہوسکے تمھاری خدمتگذاری کرون یہ سنکر خورشید نے کہا کہ بھائی اسد مجھے تمسے کچھ انکار ہو یہان بھی تمھارا ہی ہو وہان کسکا ہو اسد نے کہا کہ دیکھو بھائی پھر تم دہی تغایر آمیز باتین کرنے لگے یہ باتین تمھاری ہمین پسند نہ آئین التد اکبر تمھین ہمسے اس درجہ انکار ہو اور ہمکو دیکھیو کہ ہم کس طرح بے تکلف آشنے دلون تمھارے یہان رہے خورشید نے کہا کہ اچھا بھائی خفا کیون ہوتے ہو مجھے اچھا تو ہو لینے دو اسد نے کہا کہ نہین بھائی اب تم کچھ عذر نہ کرو کیا وہان علاج ممکن نہین ہو زخم تمھارا اچھا ہو جائیگا مین تو تمھین ضرور لیچلونگا خورشید نے کہا کہ بہت بہتر رنجیدہ نہو چلیے چلیے اور پالکی پر سوار ہوکے اسد کے ساتھ چلا اسد خورشید کو اپنے خیمے مین لایا پلنگ پر لٹایا ہر قسم کا سامان راحت مہیا کیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی دور جام شراب گلرنگ گردش مین آیا دیرتک ہنگامہ صحبت گرم رہا جب صحبت برخاست ہوئی تو اسد نے خورشید کے زخمون کا تدارک شروع کیا ایک دوہی روز مین زخم پھر بھرے ہوگئے اب دونون کے دونون مشغول عیش و عشرت ہوئے باہم خوش بیٹھے ہین ہنسی دل لگی ہو رہی ہو دو تین روز پہ نہین گذرے ایک روز اسد نے خورشید کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور کہا کہ بھائی خدا ے لایزال شاہد عادل ہو کہ مجھکو تمسے حقیقی بھائی سے زیادہ تر الفت ہو خورشید نے کہا کہ بھائی میری بھی یہی حالت ہو دل کو دل سے راہ ہوتی ہو جیسے تم ہمسے ویسے ہم تمسے بیان کرنا اور خواہ مخواہ کی لتو پتو تو احمقون کا کام ہو مگر مجھکو جو الفت تمھارے ساتھ ہو میرا دل ہی خوب جانتا ہو اور غالبًا چونکہ دل مین ایک قوت مقناطیسی ودیعت کیگئی ہو تمھارے دل پر بھی میری الفت کا اثر ہوگا اور تم خود دیکھ گئے ہو کہ مجھکو تمسے کسقدر الفت ہو یہ سنکر اسد نے کہا کہ ہان بھائی بہت سچ ہو اب میرا جی یہ چاہتا ہو کہ تمسے دستار بدلون کہ رابطۂ اتحاد کو اور بھی قوت ہو خورشید نے کہا کہ بھائی اسکی کیا ضرورت ہو میری راے مین تو یہ سب باتین ظاہرداری سے تعلق رکھتی ہین اسد نے کہا کہ نہین بھائی اسمین مضائقہ کیا ہو میری خوشی اسی مین ہو اور یہ کہکر پگڑی خورشید کے سر پر رکھدی اور خورشید کی پگڑی اُتار کر اپنے سر پر رکھلی اور حکم دیا کہ طبل شادیانی بجے اور جشن کی تیاری کیجاے

| اب یہان سے چند کلیے داستان جشن بہار افروز کے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ |

پلا ساقیا اب وہ جام شراب
وہ مے جو کہ ہو صاف با آب و تاب
بر آئین جسے دل کے مقصد تمام

کہ زاہد کو بھی دیکھکر ہو شتاب
وہ مے جسمین ہووے برابر گلاب
کرون نشے مین جشن کا اہتمام

مئے بیخودی مین پلا ساقیا
لگادے مرے منہ سے اب شیشہ

فکر دیر اب تو ذرا ساقیا
کہ ہو مین لبریز محبت کی جو

راویان اخبار صحت آثار مضمون نگاران حکایات پر بہار

اس داستان طرب نشان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ حسب الحکم اسد طبل شادیانی نوازش مین آیا اور اسی وقت سے تیاری جشن کی شروع ہوئی تین چار کوس کے گرد سے مین سب کو اخس و خاشاک سے صاف و پاک کیا گیا لشکر بندی شروع ہوئی تمام ملازمین کی وردیان نئی تبدیل کیگئین تغیر نمایان ہوا گرد سے لیاہ مین اندر شمع قائم کی گئی

سرخی کے عوض سرخ کرن کنتر کے بچھائی گئی ہوئی بیچ میں ایک خیمہ رشک بیضۂ فلک نیلگون بجائے بارگاہ کے قایم کیا گرداگرد اُس خیمے کے نقرئی ٹٹیاں روشنی کے لیے باندھی گئیں اور خیمے کے مخمل کا شالی کا فرش کر کے موقع موقع سے فانوسیں اور مردنگیں رکھی گئیں سقف خیمہ میں جھاڑ اور قمقمے لگائے گئے بیچوں بیچ میں ایک تخت جواہر نگار بچھا دو کرسیاں طلائی خورشید و اسد کے بیٹھنے کے لیے نصب ہوئیں تخت کے گرداگرد مخمل زربفت رفقائے اسد و خورشید اور افسران فوج کے لیے بچھائے گئے غرض ہر طرح کا سامان جشن و عیش مہیا ہوا دن بھر تو یہ سامان ہوا کیا سر شام سے روشنی ہونے لگی جب روشنی ہو چکی اور بارگاہ درست ہو چکی تو چوبداروں نے اسد غازی کو اطلاع کی کہ حضور آپ تشریف لے چلیں باقبال حضور معہ نور السرور تمام سامان درست ہو گیا ہے شہزادہ اسد خورشید کو ہمراہ لیکر مع چند رفقائے خاص کے بارگاہ کی طرف چلا آکر کیا دیکھتا ہے کہ تین چار کوس کے گرد میں تمام صحرا صاف و شفاف کیا ہوا ہے روش بنی ہوئی ہے اس طرح قایم ہوئی ہے کہ جسے دیکھ کر صانع یکتا کی قدرت یاد آتی ہے بادلہ بچھایا ہے تمام سرخ سرخ کرن کنتر کے بچھائی ہے روشنی کے لیے جو ٹٹیاں لگائی تھیں انھیں نقرئی چراغ روشن ہیں تمام صحرا جگمگا رہا ہے فلک زبرجدی باوجود فانوس ہائے سیارات کے بے روپ معلوم ہوتا ہے جو صحرائی درخت انار و انگور کے بیچ میں لگے ہوئے ہیں انھیں دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں ہر خوشے پر شاہی کی قندیلیاں سونے جڑی دی ہیں مخملی ان نقرۂ مصقول کے رکھے ہوئے ہیں جا بجا پھولوں کے انبار لگے ہوئے ہیں کہ دماغ جان معطر ہوا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ اس طرح کا ساز و سامان اُس صحرا میں فراہم کیا ہے کہ وہ صحرا باغ شداد بلکہ بہشت عنبر سرشت کا نمونہ معلوم ہوتا ہے اسد دلاور اور خورشید ستارہ پرست اس سامان کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے خورشید نے اسد سے کہا کہ بھائی واقعی عجب سامان تمھارے ملازمین نے اس جنگل میں فراہم کیا ہے کہ جسے دیکھ دیکھ کر ایک عجب طرح کا استعجاب دامنگیر ہوتا ہے اسد نے کہا کہ بھائی یہ سب تمھاری عنایت و کرم ہے ورنہ یہ سامان کیا چیز ہے اگر یہ جشن کسی شہر میں قایم ہوتا تو پھر البتہ تم دیکھتے کہ ان ملازمین نے کیا کام کیا اور اس جنگل بیابان لق و دق میدان میں کیا سامان ہو سکتا ہے خیر جو کچھ ہو گیا ہو گیا رفقائے اسد نے عرض کیا کہ حضور واقعی یہ ہے کہ اس صحرا میں جو سامان اقبال حضور سے مہیا ہو گیا وہ بڑے بڑے شاہنشاہوں کو آگے پایہ تخت میں مہیا ہونا خالی از دشواری نہ تھا حق سبحانہ تعالیٰ حضور کے اقبال اور اجلال کو روز افزوں مضاعف فرمائے بمحمد و آلہ الامجاد شعر

الٰہی بخت تو بیدار بادا + حسیم دشمنانت خوار بادا +

حق جل شانہ حضور پر نور السرور کو سلامت و باکرامت رکھے دشمنوں کو پامال اور دوستوں کو بامسرت رکھے الغرض جب خوب سیر کر چکے تو خورشید نے کہا کہ بھائی اب یہاں کی تو سیر کر چکے اب بارگاہ کے اندر چلیں اسد نے کہا کہ بھائی آتشبازی کی تو سیر کر لو اُسی وقت آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی جب آتشبازی بھی چھوٹ چکی تو اسد خورشید کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر آیا دیکھا کہ عجب بارگاہ عرش اشتباہ نہایت عالیشان مرصع کار جواہر نگار قایم کی گئی ہے کہ شہر طاق کسریٰ سے حسن میں دو چند تا قصر قیصر سے مرتبے میں بلند + گرداگرد بارگاہ کے نقرئی ٹٹیاں لگی طلائی چراغ چڑھے ہوئے عطر انھیں بجائے تیل روشن ہیں خوشبو اس طرح کی آ رہی ہے کہ دماغ کو تقویت اور قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور اتفاقا وہ شب شب چاردہ تھی ماہ عالمتاب سر شام سے نکلا ہوا تھا آسمان کی چاندنی اور زمین کی یہ روشنی عجب طرفہ بہار دے رہی تھی اشعار

وہ صفائی وہ روشنی کا روپ + چاندنی پر گمان تھا کہ ہے دھوپ
وہ شب چاردہ وہ جلوۂ بدر + زیب ہر گوشہ کہوں شب قدر + صبح کے شبہ میں دہان شب بھر روز روشنی نہ ہو

باہر ماہ نے موتیوں کو پرا کھ کیا اور کیسو تفرا اسکی اپنے منھ پر ملا اشعار شرم سے صبح نور بخش جہان دبہ پر وہ شب میں ہو گئی تھی نہان رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا گمان موسیقار + کلس اُس بارگاہ پر اس طرح کا چڑھا ہوا کہ آفتاب بہیر و زر معلوم ہوتا تھا سیر کرتے کرتے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا کہ وہ پر تکلف بارگاہ بنی ہوئی ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی تمام قنا میں اس طرح منقش اور اس طرح کی مصوری کی ہوئی کہ مانی و بہزاد دیکھکر دنگ رہجائیں چھت اسکی ایسی کہ اگر نقاشان چین دیکھیں تو آنکھیں انکی چھت کو لگی رہیں چاروں طرف چبوترہ بلور کا بنا ہوا صاف و شفاف سائبان تمامی کے کھنچے ہوئے تمام بارگاہ میں شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ہوئی اشعار

چوکھٹے سنگ کوہ طور کے تھے
ایسی دیوار گیریوں پہ بہار
فلک انجمن کے تارے تھے

جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
کیسے پستان شاہد دیوار
ہاکلس عرش کے اتارے تھے

آئینے تھے کہ باغ جوہر تھے
طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
عطر سے یوں چڑھے ہوئے تھے گلاس

بے تکلف دل سکندر تھے
لزنا ایک جا پہ تھا روشن
جس سے شرماے ساغر الماس

بیچوں بیچ بارگاہ میں ایک تخت جواہر نگار پر دو کرسیان طلائی بچھی ہوئیں زری بوٹی کی اطلس کے گدے جھالریں موتی ٹنگے ہوئے اُن کرسیوں پر رکھے ہوئے گرداگرد تخت کے دنگلے سے زریں بچھے ہوئے تمامی کے گدے چڑھے ہوئے مخمل کا شالی کہ جسپر زردوزی کا کام نہایت پر تکلف کیا ہوا پا انداز بچھی ہوئی ہے الغرض اسد اور خورشید نہایت خوش و مسرور اُن کرسیوں پر آکے بیٹھے رفقا اور افسران فوج اُن دنگلوں پر متمکن ہوئے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو تمام ملازمین دنگلوں کی پشت پر نئی نئی وردیاں بدلے ہوئے دستبستہ سلام کیلیے کھڑے ہوئے ہیں جیسے ہی اسد نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا سب نے سلام کیا اسد نے جواب سلام دے کے سبھوں کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا بعد اسکے افسران فوج اور رفقاے خاص نے اُٹھ اُٹھکر خوشی کی نذریں دینا شروع کیں اسد نے نذریں اُن سب کی لیکر سبھوں کو خلعتہاے گران بہا اور خطابہاے لائقہ سے ممتاز کیا بعد اسکے طبل شادمانی بجنے لگا ساقیان مہ صورت جام و صراحی ہاتھ میں لیکر حاضر ہوئے مجرا گاہ پر مجرا کیا اجازت حضوری حاصل ہوئی بعد اسکے مطربان ماہ طلعت اپنے ساز و سامان لیکر شرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے بعد اسکے طائفے آنا شروع ہوئے گائنیں حاضر ہوئیں جام شراب گلرنگ گردش میں آیا اسد نے حکم دیا کہ زہرہ طلعت کو طلب کرو کہ وہ آکر مجرا کرے اسی وقت زہرہ طلعت نے پشواز پہنی گھنگھرو پاؤں میں باندھکر گت ناچنا شروع کی ایسی گت ناچی کہ تمام حاضرین محفل کو بے گت کر دیا اشعار

دل کو ہر بار چھینے ڈالتی تھی
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
چوٹی ایڑی سے لگتی اسکی
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
مسکرائی تو گر پڑی بجلی
جان انسے سسک سسک کر دی

ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا
کبھی سارا بدن وہ مٹکانا
وہ کلائی میں شاخ گل سی لچک
حلقۂ دست جیب ہوا بالا
ناز سے سر جھکا رکھا ہاتھ
سبکو تیوری بدل کے بتلایا

وہ جو کہنے لگا تدرو ادا
کبھی دامن سنبھالتے جانا
ابھرے سینے کی بھی وہ قہر سک
بن گیا گرداب سے الا
اہل محفل کو تھا سر ہی کا ہاتھ
دہ پہ تیر اسکے اسکو غش آیا

کیا ہی ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
مثل طاؤس مست ایسی تھی
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
تیر مارا جدھر نظر پھیری
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

تمام حاضرین محفل مست ہو گئے اسد اور خورشید بھی نہایت محظوظ ہوئے جب گت ناچ چکی تو اسد نے حکم دیا کہ بس اب قدم دیر تک گت نہ ناچیں اب بیٹھکر گاؤ زہرہ طلعت سلام کر کے بیٹھ گئی سازندوں نے پھر ساز ملا سے اور زہرہ طلعت نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

دوست کو جان کا دشمن ہیں بنانیوالے
سیکڑوں ... بنا جانیوالے

یا ہوں تیکھے ہیں ظالم جان سے جانیوالے
... میں یا اپنے والے

خیر ہو حضرت دل ... آنیوالے
خاک اڑا یا کریں یہ خاک اڑانیوالے
آپکا تنگ ہے کلیجہ جان سے جانیوالے

ہاتھ رو کینگے اگر دل کے بڑھانیوالے
بس چلے انکا تو پہلے سے اذان دین نکلکر
حشر مین آتے ہین اب حشر اٹھانیوالے
بیٹھجائین نہ کہین تھام کے دل ہاتھون سے
جی دکھانے کی چلین انکو سکھانیوالے
بات ضایع نہ کرین حضرت ناصح اپنی
اسکو بھی منہ سے جلاتے ہین جلانیوالے
دیدۂ تر ہین سلامت تو دکھائینگے ضرور
کیا اسے الٹی سمجھاتے ہین سمجھانیوالے
گرمیان بھی جو وہ کرتے ہین تو ٹھنڈی ہے
چھپ چلتے ہین جو سر بزم ستانیوالے
کوئی آفت زدہ اب آہ کہان جاتا ہے
آستین بھی ہوا داؤن سے چڑھانیوالے
ایک ہم ہین کہ چھپا ہون تیغ نہ بولین ناحق
جا ہوئین حضرت یوسف کے گرانیوالے
دیدۂ تر لب خشک آہ جگر سوز جلال

بیٹھ جایا کرے دل درد بھی اٹھے لیکن
سونیوالون کو شب وصل جگانیوالے
آہ کرتے ہوئے ڈرتا ہون کہ نازک ہین بہت
اٹھتے جوبن کی بندھی چوٹ لگانیوالے
چٹکیان لے دل ناشاد مین وہ بیٹھ کے آگ
اگلی نشتر کے نہین اسکے زمانیوالے
کیون نہ دل آنسوؤن کے ہین دوڑکے لیکر رومال
گئے جھکڑ ہین یہ طوفان اٹھانیوالے
جان سے روٹھین تو آئے نہ منانے کوئی
کیا بجھائینگے لگی دل کی بجھانیوالے
انقلاب اٹھتے ہوئے دل کے یہ ہاتھون کیا کیا
تھام لیتے دل کو ذرا اسکے دکھانیوالے
ہوش مین آنے بھی دو بیٹھ نہین کیا سمجھے ہو
ایک نالے ہین فلک سر پہ اٹھانیوالے
شمع کی طرح کیا کرتا ہون تو ہو تو ہو
رنگ عاشق کا بھی تو ہین جلانیوالے

خوش ہین محفل مین مرے رنج اٹھانیوالے
بیٹھ جاتے کہین دل تھام کے سورج اپنا
چوٹ کھا جاتے ہین یہ چوٹ لگانیوالے
اور سب ایک طرف حضرت دل کیا کم ہین
پڑا سہم نہین پہلو سے اٹھانیوالے
شمع دلسوز تھی جو سوختہ قسمت کی کبھی
پوچھتے جاتے ہین اشکون کو رلانیوالے
سب ہی نظرون مین رکھتا ہی کوئی جیو دم بھر
کس مصیبت مین پڑے دل کے لگانیوالے
جانتے ہین مجھے پکا ہوا پھوڑا شاید
کہ ہنسے ہین کہ رلاتے ہین رلانیوالے
تیغ سے سر کو اتارین تو سکون ہون ہم
عنبرین زلف کی بو جلکو سنگھانیوالے
کوئی ڈوبا ہوا دل بھی تو نکالین آکر
تو بہ تکرو والے آج جب جام پلانیوالے

اس پٹھا نظر سے اور اس شریلی آواز سے اس غزل کو گایا کہ بادۂ لفتہ نے سینہ اپنا مشبر باکرہ خاک چھپا لیا ناہید نے کفن کو چاک کیا تانسین کی روح کنج مرقد مین مثل طائر

تڑپ تڑپ کے لگی اشکبار
پر کب اسکے کمال کو پہونچے
ماہ منیر و تیجہ ارگن سکا
ڈبڈبا آئی چشم ساغر کی
اڑ لیا اشتہار نقش و نگار

الیبا بزم مینا کھلا اٹھتے شعر لوتجا
ہوسان بندھ گیا ہو رنگ نہ تھا
کس غضب کی شریلی تھی آواز
لب القدر پہ یہ تھی شورش آہ
جبکہ لیتی تھی کوئی لمبی تان

داد دیتی تھی چرخ پہ زہرہ
اہل محفل کو ہو گیا سکتا
ساز و پردہ اس سے کرتا تھا ساز
شعلۂ شمع کی زبان سے آہ
دھاڑین کہتے تھے سب بلبل کی ایک

تولی چرخ لاکھ دو لی کی لے
کیا ہی اسکا گلا تھا جوبن کا
شیشۂ مے کو لگ گئی ہچکی
ہوگئے مست سب در و دیوار
اس طرح گائی کہ سب

بیہوش ہوگئے کوئی ذی ہوش نظر آتا تھا سوا اسد وداؤ کے اور پھر منہ سے نہ نکلتا تھا آنکھون سے آنسو جاری لب پہ کلمات احسنت جاری مگر ایک اہل محفل مدہوش و بیہوش اسد اور خورشید کی یہ کیفیت تھی کہ کرسیون پہ بیٹھے ہوئے جھوم رہے تھے کبھی مثل تصویر خاموش ہوجاتے تھے کبھی واہ واہ کے نعرے منہ سے نکالتے تھے جب اسد اور خورشید وہین آکے بیٹھ گئے تو وہ سلام کرکے اس طرح گا کر گاتی تھی کہ دونون کے دونون اور زیادہ وجد مین آجاتے تھے اور کہتے تھے کہ لحن داؤدی کی تعریف سنتے تھے مگر آج اپنے کانون سے سن لیا واہ واہ جب وہ گا چکی تو اسد اور خورشید نے اسقدر انعام و اکرام دیا کہ اٹھانا مشکل ہوگیا دوپہر رات تک زہرہ طلعت گاتی رہی بعد اسکے جو بیدار دل تھے اٹھ کر گیا اور جو اونگھتے تھے وہ بھی حاضر ہین اسد نے خورشید سے کہا کہ کیون بھائی اور طائفے بھی حاضر ہین سنوگے خورشید نے کہا کہ نہین بھائی نصف شب گذر چکی ہے اب آرام فرمائیے تو بہتر ہو اور دوسرے میری راے مین کیا کوئی دوسرا طائفہ زہرہ طلعت سے اچھا گا سکتا ہے جس طرح سے کہ گائی ہوا اور سنا چاہو کوئی گا سکتا

سکتا ہی اسد نے کہا کہ بہتر یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا دربار برخاست ہوا سب رفقا اور افسران فوج اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے
اور اُسی بارگاہ مین ایک جانب ایک تکیہ علیحدہ استادہ تھا اسد اور خورشید اُس طرف آئے اندر گئے دیکھا کہ اُس تکیہ
مین کارچوبی کام نہایت پُر تکلف کیا ہوا ہی نیچے اُسکے کامدانی کا فرش کیا ہوا ہی دو پلنگ الماس کے پاؤن کے برابر بچھے
ہوئے پلنگ کے برابر ایک مسند سفید بادلے کا کام اُسپر کیا ہوا موتیون کی جھالر لگی ہوئی جیسے آفتاب بساط آسمان پر
بچھی ہوئی پلنگون پر اوچھے برق تاب پڑے ہوئے کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی پھولون کی ڈالیان گرد پلنگ کے رکھی ہوئین اور
پھول بھی پلنگون پر پڑے ہوئے ہین خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی القصہ اسد اور خورشید اُس مسند پر آکے بیٹھے
سامنے چوبدار کھڑے ہوئے تھے اسد نے اُنہین حکم دیا کہ جلد کھانا منگاؤ اُسی وقت چوبدار باورچی خانے مین گئے داروغہ
باورچی خانہ کھانے کے خوان لیکر حاضر ہوا بکاولون نے دسترخوان بچھا کر کھانا چُنا اسد اور خورشید نے باہم کھانا کھایا جب کھانا
کھا چکے تو دو ایک جام مئے گلگون کے پی کر پلنگون پر آکے آرام کیا خدمتگار چپی کرنے لگا کوئی پنکھا جھلنے لگا غرض دونون
سو گئے جب صبح کو اُٹھے تو پھر وہی سامان اور وہی تیاریان تھین غرض اسی طرح تین شبانہ روز انجمن جشن و عشرت
بہ پا رہی زمین و آسمان سے صدائے تہنیت و مبارکباد بلند رہی اب انکو تو اس حالت پر چھوڑئیے اور وہان ایرج
کا حال سُنئیے کہ اسکے ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ اسد نے خورشید ستارہ پرست سے دستار بدلی ہی اور بھائی
بنایا ہی یہ سُنکر ایرج نے اپنے رفقا سے کہا کہ دیکھا تمنے اس دیوانے نے کیا کیا تیاپن کیا ہی خود تو ہی کفر اور خورشید کو
زبردست دیکھکر دستار بدلی ہی اور بھائی بنایا ہی خیر سمجھا جائیگا دیکھو تو اس دیوانے کی کیا گت بناتا ہون لیکن خورشید
ستارہ پرست تین روز کے بعد اسد غازی کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے خیمے مین آیا دونون کے دونون باہم
بیٹھے ہوئے تھے کہ امیہ پیشخدمت نے آکر اسد غازی کو سلام کیا اور عرض کیا کہ آپکو بدیع الزمان ماموں نے بلایا ہی
اسد اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور خورشید سے کہا کہ بھائی مین ابھی آتا ہون خورشید نے کہا کہ بھائی مین بھی چلون اسد
نے کہا کہ نہین بھائی کوئی ضرورت نہین ہی مین ابھی تو آتا ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکلا اور امیہ کے ساتھ ہو لیا
پہ آیا بدیع الزمان کو سلام کیا کہا کہ ماموں جان کیون مزاج آپکا کیسا ہی فرمائیے کیا کام ہی مین آنکھون سے
بجا لاؤنگا بدیع الزمان نے آہ سرد کھینچکر کہا کہ کیون اسد بیٹے تم تو عیش کر رہے ہو جشن و تعیش مین مصروف ہو
اور یہان ہم سب فاقے سے ہین غلے کا نام و نشان نہین ہی آفتاب پرستون نے غلے کو بھی روکا ہی اناج نہین آنے دیتے ہم
سب بھوکون مر رہے ہین جلد کوئی تدبیر غلے کی کرو اسد غازی نے کہا بہت خوب ماموں جان آپ گھبراتے کیون ہین
تردد کا ہیکا ہی مین غلہ لایا دیکھون تو کون روکتا ہی یہ کہکر پہاڑ پر سے اُتر کر روانہ ہوا آفتاب پرستون نے اگرچہ
آتے بھی دیکھا اور جاتے بھی دیکھا مگر رعب اسد سے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اسد کو کوئی روکتا یا ٹوکتا یا کچھ کہتا بلکہ اسد
للکارتا ہوا آیا بھی اور گیا بھی کہ معلوم ہوا آفتاب پرستون کے سر پر قضا کھیل رہی ہی خود دلوا کھا کر مست ہوئے ہین
مزے اُڑاتے ہین اور ہمارے ماموں جان کے پاس غلہ تک نہین آنے دیتے اناج کی بھی بندش کی ہی دیکھونا مردود
ہم جاکر غلہ لاتے ہین دیکھین تو کون روکتا ہی اور ہمارا مزاحم کار ہوتا ہی ارے ذرا میرے سامنے تو کوئی آجاے اور مجھکو
روکے دیکھے تو کیا سزا ملتی ہی یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوئے چلا گیا ہرکارون نے یہ خبر ایرج کو پہونچائی کہ اسد
کو بدیع الزمان نے بلا کر کہا تھا کہ ہم بھوکون مر رہے ہین غلہ کی فکر کرنا چاہیے تو اسد غلے کی تلاش مین گیا ہی یہ سُنکر ایرج
نے کہا کہ ارے یارو اس دیوانے کے استیصال کی کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی ہی کیا کیا جاے بھائیو جب تک یہ دیوانہ
مارا نہ جائیگا یا گرفتار نہ ہوگا اُس وقت تک کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی اور مین ان اہل کوہ کا کچھ نہ بنا سکونگا یہ کہکر تھا اور

سے کہا کہ ارے شاپور خبر تو لاؤ کہ یہ دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول کہان رہتا ہی اگر ٹھیک ٹھیک مقام سکونت اسکا
معلوم ہو جاوے کہ یہ فلان مقام پر رہتا ہی تو جس طرح بنے مین جاکر اس مجہول العقل دیوانے کو پکڑ لاؤن شاپور نے کہا کہ اچھا
مین آپ کے ارشاد سے جاتا ہون مگر یہ باتین آپ کی سب بیکار سی معلوم ہوتی ہین آپ اُسکا بال بھی بیکا نہ کر سکینگے گرفتار کرنا
تو درکنار ہی ایرج نے کہا کہ اچھا تم جاؤ تو سہی شاپور نے کہا کہ بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون جاتے ہین مجھے کیا عذر ہی یہ کہکر
تلاش اسد مین روانہ ہوا جاتے جاتے تلاش کرتے کرتے اسد غازی کو ایک دامنہ کوہ مین پایا مگر اُس وقت پہونچا کہ
کہ اسد اپنے رفیقون اور یارون سمیت بیٹھا ہوا ہی دوپہر کا وقت ہی کپڑے اُتار کر پھیلا دیے ہین گھوڑون کے منہ پر
توبڑے چڑھے ہوئے ہین کوئی کھانا کھا رہا ہی کوئی پکا رہا ہی کوئی اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہی کوئی شعر پڑھ رہا ہی آپس مین باتین
ہو رہی ہین غرض ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر فراغت سے بیخوف اور بے کھٹکے بیٹھا ہوا ہی شاپور یہ رنگ دیکھکر پھرا اور جلدی
سے جاکر ایرج کو خبر کی کہ حضور چلنا ہو تو چلیے ایسا وقت فراغت پھر نہ ہاتھ آئیگا کہ وہ لوگ سب کے سب غافل بے کھٹکے
آرام سے بیٹھے ہوئے ہین جو تدبیر کرنا ہو جو فکر کرنا ہو وہ اسی وقت کیجیے اور اگر ذرا بھی آپ نے توقف کی تو بہت پچھتایئگا
سوا اسکے دست تاسف ملنے کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا یہ حال سُنکر ایرج اُسی وقت تھوڑا لشکر لیکر سوار ہوا اور درہ کوہ
کی جانب روانہ ہوا قضا سے کار اتفاقات روزگار جالشوز بن قران قلہ کوہ پر بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا اُسنے جو ایرج
کو اس طرف آتے دیکھا وہین سے پکار کر کہا کہ ای شہریار بلند اقتدار خبردار ہوشیار ایرج مع لشکر آپ پر آپہونچا اسد
اس آواز کے سنتے ہی اسپ تیز رفتار پر سوار ہوکر لشکر ایرج کی طرف چلا لیکن ایرج بہت آہستہ آہستہ چپکے چپکے
اس طرح دامن کوہ کی طرف چلا آتا ہی کہ کوئی کھڑکا تک نہین ہوتا گھوڑون کو بھی آہستہ قدم قدم لیے ہوئے جا رہے ہین کہ ہم
حرکت کی آواز نہ ہونے پاوے اسی طرح جب متصل دامنہ کوہ کے پہونچا تو نعرے لینا لینا پکڑنا مارنا یہ کہکر اندر درے
کے گھس پڑے دیکھا کہ وہان خیمے دونون طرف پڑے ہین بالکل سناٹا ہی ایک آدمی کا بھی پتا نشان نہین گھوڑون کی لید گھاس
میخین ٹوٹی ہوئین تسمے کچھ رسیان پڑی ہوئی ہین ایرج نے شاپور سے برہم ہوکر کہا کہ او کمبخت تو مجھکو فریب دے کر
یہان لے آیا ارے بدبخت وہ دیوانہ کہان ہی شاپور نے کہا کہ ای ایرج قسم شمشیر اعظم کی مین ابھی اسد کو اپنی آنکھ سے
یہان بیٹھا ہوا دیکھ گیا تھا اور تھوڑی دیر تک مین ہر طرف دیکھتا گیا تھا کہ وہ اُسی طرح فراغت سے بیٹھا ہوا تھا مگر اب
قرینے سے یہ معلوم ہوا ہی کہ وہ آپ کے آنے کی خبر سُنکر یہان سے چل نکلا اب جلد یہان سے چلیے ایسا نہ ہو وہ دیوانہ آپکے
لشکر پر جا گرے ایرج نے کہا کہ واقعی سچ ہی یہ بات میرے ذہن مین بھی آئی ہی عجب نہین کہ ایسا ہی ہو یہ کہکر اپنے لشکر کی
جانب پھرا اور جلد جلد گھوڑون کو کسے دوڑاتا ہوا اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہان اسد نے آکر لشکر ایرج پر دوڑ کر
آتے کے ساتھ ہی خیمون مین آگ لگانا شروع کر دی تلوار برسانا شروع کر دی تھی سیکڑون ہزارون آفتاب پرستون کا
وارا نیارا کر دیا ایک تلاطم مچ گیا آب تیغ سے لشکر ایرج مین ایک طوفان بلاخیز آگیا سب کے سب آفتاب پرست
اپنی جانین بچا بچا کر بھاگ نکلے اب اسد غازی نے وقت وحشت کو غنیمت جانکر جسقدر نقد اُٹھا یا گیا اور چھکڑون پہ
لدسکا لیکر بہ ربیع الزمان کی خدمت مین روانہ کیا اور ہرکارے لشکر ایرج کے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے ایرج
کے پاس روانہ ہوئے راستے مین ایرج سے ملاقات ہوئی ایرج نے جو اُنکو اس حال تباہ سے دیکھا پکار کر پوچھا کہ خیر باشد
جلد بیان کرو کیا سانحہ گذرا ہرکارون نے رو رو کر عرض کیا کہ خداوند ہم کیا عرض کرین آپ کے جاتے ہی وہ دیوانہ
آپ کے لشکر پر آگرا ہم سب تو بیخبر اور غافل بیٹھے ہوئے تھے آتے کے ساتھ ہی خیمے جلانا شروع کر دیے ہر طرف
سے لوٹنے لگا تلوار برسانا شروع کر دی ہم سب کو کچھ نہ بن پڑی غافل تو بیٹھے ہی تھے آخرکار مجبور ہو کر اپنی اپنی

جانیں بچاکر بھاگ نکلے اُس دیوانے سے جسقدر غلہ لادا گیا تھا کل دن پر لاد لادکے پہاڑ پہ پہونچادیا آپ تکا ادھر آنا کیا تھا
کہ ایک قیامت برپا ہوگئی حامد بن زنگی کا بھی کہیں پتا نہیں ملتا معلوم نہیں وہ کس طرف چھپ رہا مارا گیا یا زندہ ہے ایرج
نے یہ سنتے ہی کف افسوس ملکر پشت دست کو دانتوں سے کاٹ لیا اور پیٹنا شروع کیا اسد کے ہرکاروں نے
یہ خبر اسد کو پہونچائی کہ ای اسد غازی ہوشیار ہوجاے ایرج آپہونچا یہ سُنکر کہا کہ خیر آتا ہے تو آنے دو دیکھا جائیگا کیا جب
مجھکو یہان پاوے ہیگا نہیں تو کیا کریگا یہ کہکر باگ گھوڑوں کی اُٹھائی اور جو کچھ مال و اسباب اُٹھ سکا وہ لیکر صاف
نکلا ہوا چلا گیا اب جو ایرج آتا ہے تو عجب طرح کا تلاطم دیکھا خیمے جلے ہوئے غلہ اور اسباب بستر بستر بکھرا پڑا ہوا اسد غازی
کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہرکاروں کو چہار طرف دوڑایا کہ جلد تلاش کرو اور سُراغ لگاؤ ہرکارے چہار طرف ڈھونڈھ
ڈھونڈھکر تھکگئے مگر کسی طرف پتا نہ لگا ایرج سے آکر کہا کہ خداوند ہم چہار طرف ڈھونڈھ آئے کہیں پتا نہیں لگتا یہ سُنکر ایرج
نے سپر تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور کہا کہ افسوس صد افسوس آج کیا دھوکا اُٹھایا ای حامد بن حمید زنگی یا تنجا سے میں
چھپا ہوا بیٹھا تھا ایرج کی آواز سُنکر نکل آیا کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان میں بھی اس دیوانے کے
ہاتھ سے ایسا عاجز آیا ہوں کہ ناک میں دم آگیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ایک آدھ دن اس دیوانے کے ہاتھ سے
مجھے قتل کروا دو کیونکہ جب وہ آتا ہے میری ہی تلاش کرتا ہے آج بھی اگر میں نہ چھپ جاؤں تو مجھے وہ مار ہی ڈالے اور
تم ہر مرتبہ مجھے تنہا چھوڑکر چلے جاتے ہو میری جان پر بن جاتی ہے شہر اعظم کی مدد شامل حال ہے نہیں تو جو درجہ
نہ ہوجاتا تھوڑا تھا ای ایرج میں تو تیرے عشق سے باز آیا اب میں اس سے دست بردار ہوا مجھے اب رخصت
کرو کہ میں اپنے وطن کو چلا جاؤں مجھے اپنی جان دینا منظور نہیں ہے جان ہے تو جہان ہے آپ مردہ جہان مردہ
آپ زندہ جہان زندہ اگر میں ایک آدھ دن اُسکے ہاتھ لگ گیا تو وہ شرطیہ میرا کام تمام کردیگا پھر اگر میں ہی مرگیا
تو معشوق کو کون لیگا اور [illegible] سے کون محظوظ ہوگا اور اگر زندہ رہے تو کوئی صورت نکل ہی آئیگی شہر اعظم معشوق
کو دلوا ہی دیگا میں باز آیا اس عشق و عاشقی سے ہاتھ دھویا ایرج نے کہا کہ ای حامد بن حمید زنگی تم ناراض کیوں
ہوتے ہو رنجیدہ ہونے کا کوئی مقام نہیں ہے اب میں جہان جاؤنگا تو یا تمکو اپنے ساتھ لیجاؤنگا یا کسی کو تمھاری حفاظت
کے لیے مقرر کرجایا کرونگا آج تو میں شاہپور کے بیان پر یہ سمجھا تھا کہ وہ دیوانہ مجہول نجت برگشتہ و نامعقول غافل
بیٹھا ہوا کوہستان میں مزے اُڑا رہا ہے میں جاتے ہی گرفتار کرلاؤنگا یہ تھوڑی ہی جانتا تھا کہ یہ آفت آجائیگی
اور میرے جاتے ہی وہ دیوانہ اور راستے سے نکلکر یہ آفت برپا کردیگا حامد بن حمید زنگی نے کہا کہ ای ایرج تم
ہو کن خیالوں میں ارے وہ دیوانہ بڑا سیانا ہے بلا ہے پہ دربان آفت جہان ہے وہ کہیں بھی اپنی گھات سے غافل
نہیں بیٹھتا تم لاکھ لاکھ تدبیریں اور فکریں اور کر در گذر کیا تین کروگے وہ کبھی بھی تمھارے ہتھے نہ لگیگا ایرج نے
کہا کہ ہاں سچ ہے اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم کسی طرح نہ گھبراؤ میں کبھی اب تمھاری
حفاظت سے غافل نہ ہونگا اور بہت کچھ تشفی و دلاسا دیا لیکن داراب کشور کشا جو ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا
اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا علاج کررہا تھا پٹی مرہم کی داراب کے زخم پہ چڑھی ہوئی تھی کہ یکایک اسکے عیار فتاح آتشوری
نے آکر داراب کشور کشا سے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمایئے تو میں ابھی جاکر ایرج کو گرفتار کرلاؤں نہ ایسا وقت
پھر ہاتھ آئیگا اس وقت وہ اسد غازی کے ہاتھ سے بہت سخت پریشان ہوا ہے کوئی سامان اُسکے پاس
درست نہیں ہے داراب نے کہا کہ ای فتاح ایسی بات منھ سے نہ نکال یہ کام دلاوروں کا نہیں ہے جمعیت اور
مردانگی سے یہ امر بہت بعید ہے خبردار ای فتاح ہرگز ایسا قصد نہ کرنا جو شیر دل اور مرد میدان ہیں وہ کبھی ایسا

چوری چھپے کی کارروائی کو پسند نہیں کرتے یہ سنکر اس وقت فتاح چپ ہو رہا اور داراب کے سامنے سے ہٹ آیا مگر دل کو قرار نہ تھا آخر کار اپنی صورت بدل کر شب کو خوابگاہ ایرج پر آیا دیکھا کہ گرداگرد خیمہ کے عیار بیٹھے ہوئے ہیں طلایہ پھر رہا ہے آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہو رہی ہے شاپور شیردل بھی گرد خیمہ ایرج کے پھر رہا ہے فتاح نے جو یہ رنگ دیکھا دل میں اپنے سوچنے لگا کہ یہاں تو بے انتہا جاگ ہو رہی ہے چہار طرف چوکی پہرا ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ لوگ دام تزویر میں آکر غافل ہو جائیں یا کسی طرح یہاں سے ہٹ جائیں تو پھر تو اپنا کام آسانی سے انجام دے یہ خیال کرکے تھوڑی دیر تک سوچا کیا بعد تھوڑی دیر کے سر زانوے فکر سے اٹھا کر ایک پتلا ایک آدمی بہت قوی ہیکل بلند بالا سیاہ کاغذ کا بنا کر اسکے پاؤں میں پہیے لگا کر دور سے شاپور کو دکھایا اور آہستہ آہستہ تھوڑی دور تک اس پتلے کو بڑھایا شاپور نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آدمی آہستہ آہستہ چلا آتا ہے وہیں سے آواز دی کہ بھلا او نابکار میں نے تجھے دیکھ لیا کہاں جاتا ہے کھڑا رہ میں آ پہنچا یہ کہکر دوڑا فتاح نے ہوا کے رخ پر اس پتلے کو اڑا دیا ہوا پر پتلا اڑتا ہوا چلا جاتا ہے اور شاپور اسکے پیچھے دوڑا جاتا ہے جب شاپور اور شاگردان شاپور اس پتلے کے تعاقب میں گئے تو جھٹ فتاح شاپور شیردل کی صورت بنکر ایرج کے خیمے میں آیا پہلے تو خدمتگاروں اور خاصبرداروں کو کچھ میوہ آغشتہ بداروے بیہوشی کھلا کر بیہوش کیا بعد اسکے جتنی شمعیں جل رہی تھیں ان سب کو گل کیا ایک آدھ شمع جو قریب الاختتام تھی اسکو رہنے دیا کہ بالکل تاریکی نہ ہو جاوے اور قریب پلنگ کے جا کر منہ پر سے ایرج کے دوشالہ اٹھایا اور داروے بیہوشی نکالکر عیاری میں رکھکر دماغ کے پاس لگا دی جب ایرج نے ادھر کا دم لیا اور بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک آئی آنکھ کھول کر ادھر ادھر دیکھنے لگا فتاح تو چھپ پلنگ کے پیچھے چھپ رہا ایرج نے جب کسی کو نہ پایا تو پھر تکیہ پر سر رکھکے سو رہا جب فتاح پلنگ کے نیچے سے نکلا اور [illegible] گرفتار کرکے جامہ عیاری میں پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لادا اور خیمے سے صحیح و سلامت نکلکر روانہ ہوا اور ادھر شاپور اس پتلے کے پیچھے تلوار کھینچے ہوئے چلا جاتا تھا اور اپنے شاگردوں سے کہتا جاتا تھا کہ اے ہمراہیو تم سب اسے داہنی بائیں جانب سے گھیرو کہیں کسی اور طرف سے بھاگ نہ جاوے اتفاقاً وہ پتلا اڑتے اڑتے ایک درخت میں جا کر اٹک رہا شاپور نے لپککر تلوار ماری آواز کھڑاکے کی پیدا ہوئی شاپور متحیر ہوا کہ یہ کھڑکا کیسا ہوا اور یہ شخص کیسا تھا آیا تھا کہ میرا وار کھا کر چپ ہو رہا اور مجھ پر کوئی حربہ کیا یہ خیال کرکے اس پتلے کے قریب جا کر دیکھنے لگا کہ بلا کیا ہے کہ اس اثنا میں اسکے شاگرد بھی پہنچ گئے اور تلواریں مارنا شروع کیں جو تلوار پڑتی تھی آواز کھڑاکے کی پیدا ہوتی تھی وہ شاگرد بھی متحیر تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے آخر کار تلواریں پڑتے پڑتے وہ پتلا زمین پر گرا اور ایک شخص نے آگے ہو کر قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کاغذ کا پتلا تھا ہوا پر اڑتے اڑتے یہاں تک آگیا تھا مجبور ہو کر اپنی بیوقوفی پر افسوس کرتے ہوئے واپس آئے یہاں جو آکر خیمے کے اندر دیکھا تو کل خدمتگار اور خاصبردار بیہوش پڑے ہوئے ہیں اور ایرج کا پلنگ بھی خالی پڑا ہوا ہے چہار جانب دیکھا کہیں پتا نہ لگا مجبور ہو کر خیمے سے نکلا ایرج کی تلاش میں چلا مگر اب فتاح کشوری کا حال سنیے کہ وہ پشتارہ ایرج کا لیکر خیمے سے نکلا تو جلد جلد پاسے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے قریب اس پہاڑ کے پہنچا کہ جس پر اسد غازی اترا ہوا تھا اور چالشوز برق قران اپنے شاگردوں سمیت سامنے پہاڑ کے لڑائی کا [illegible] ہو پھر رہا تھا کہ سامنے سے ایک سیاہ پوش پشتارہ پیٹھ پر کسے جاتے دیکھا دوڑ کر آواز دی کہ تو کون ہے اور یہ پشتارہ کس کا لیے جاتا ہے ٹھہر ارے کہ ہم آتے ہیں یہ سنکر وہ ٹھہر گیا جب چالشوز اسکے قریب گیا تو اس نے کہا کہ اے چالشوز برق قران میں داراب کشورکشا کا عیار ہوں فتاح کشوری میرا نام ہے چالشوز نے پوچھا کہ اس پشتارے میں کیا ہے فتاح نے کہا کہ اس پشتارے میں ایرج ہے میں اسکے خیمے سے اسے بیہوش کرکے پکڑ لایا ہوں یہ سنکر چالشوز برق قران اپنے جی میں سوچا کہ اس وقت فتاح

اکیلا ہی اس سے یہ پشتارہ چھین بھی لو کہ اس وقت مفت مین یہ مردک ہاتھ لگ جائیگا یہ سوچ کر فتاح سے کہا کہ ای فتاح یہ پشتارہ مجھے دے دے کہ میرا آقا اسد غازی ہے کہ سب ولاور ایرج کا دشمن جان ہے ایک مرتبہ مین بھی اسے گرفتار کر لایا تھا تو راستے سے خورشید نے چھین لیا تھا اُسی دن سے مین اسد سے نہایت نادم ہون اور آنکھ میری اُس سے چار نہین ہوتی اگر تو مجھکو دے دیگا تو مین بہت ممنون ہونگا اور لیجا کر اپنے مالک کو دے کر سرخرو ہونگا فتاح نے کہا کہ ای جالسوز بھلا یہ کیا بات ہے کہ مین تو اتنی محنت سے اسے لایا ہون اور تجھین خواہ مخواہ دے دون مین تو ہرگز تجھین نہ دونگا جالسوز نے کہا کہ بھلا میان فتاح تم بیکڑی کر کے مجھسے نکل بھی جاؤ گے تم یہ نہین سمجھتے کہ مین اکیلا ہون اور میرے ساتھ اسقدر شاگرد ہین اور مین اکیلا بھی کسی سے کم نہین ہون تن تنہا دو چار پہ بھاری ہون اگر یونہین سہل دیا دے دوگے تو مین تمہارا ممنون ہونگا تمام عمر بھر احسانمند رہونگا اور نہین تو پھر جس طرح دوگے اس طرح لونگا چھوڑونگا نہین اور بے اس پشتارہ کے یہہ سے تجھین جانے نہین دونگا یہ سنکر فتاح نے خیال کیا کہ ای فتاح اگر تو نہین دیتا اور اس سے تکرار کرتا ہے تو اسکے ساتھ بہت سا مجمع ہے اول تو یہی تجھسے پٹ لینگے دوسرے اگر زیادہ عمل عیاری ہوا تو اسد غازی بھی دوڑ پڑیگا تو مفت مین مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا اس سے بہتر یہی ہے کہ پشتارہ اسکو دے ہی دے ورنہ انجام اسکا اچھا نہین معلوم ہوتا یہ سوچ کر پشتارہ جالسوز کے حوالے کر دیا اور خود داراب کی خدمت مین روانہ ہوا اب سنیے کہ جب فتاح پشتارہ دے کر چلا گیا تو جالسوز نے جلدی سے ایک گڑھا کھودا اور پشتارے کو اُس غار مین رکھکر گڑھے کا منھ ایک چٹان سے بند کر دیا اور اسد کی خدمت مین روانہ ہوا اور فتاح نے داراب کے پاس پہونچ کر سب حقیقت حال گذارش کی داراب یہ حقیقت سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ او کمبخت مین نے تو تجھے منع کیا تھا کہ خبردار تو ایرج کے گرفتار کرنے کا قصد تک نہ کرنا اور تو نے یہ طرہ کیا کہ جا کر اُسے گرفتار کر ہی لایا اور میرے کہنے پر عمل نہ کیا ارے بدبخت اگر تو نے اپنی سخن پہ درگذری کی تھی اور اُسے گرفتار کیا تھا تو کاش یہان اُسی طرح لیتا چلا آتا اگر وہ زندہ تو بچ جاتا ارے تو تو اُسے شیر کے منھ مین دے آیا اسد تو اُسکا دشمن جانی ہے وہ کب اُسکو زندہ چھوڑیگا جس وقت جالسوز ایرج کا پشتارہ اُسے جا کر دیگا وہ اُسی وقت تو ایرج کو تہ تیغ کریگا مین تمام زمانے مین بیغیرتی و بے حمیتی بدنام ہوا اور ناحق مطعون ہوا خیر اچھا تو نے جو کچھ کیا سو کیا اور جو ہوا وہ ہوا مگر اب تو یہ کر کہ اسی وقت چھپتا ہوا بدیع الزمان کے پاس چلا جا اور میری جانب سے بدیع الزمان کی خدمت مین بہت بہت سلام کہنا اور کہنا کہ ای بدیع الزمان مین ہرگز نہین چاہتا ہون کہ میری جانب سے کوئی فساد ہنگامہ اور اس دلوانے سے مگر یہ کمبخت گروہ ناحق مجھسے بر سر فساد ہے اور لڑائی چاہتا ہے میرا عیار آج ایرج کو اُسکے خیمے سے پکڑ لے گیا ہے پشتارے مین باندھے چلا آتا تھا کہ راستے مین عیار اسد سے ملاقات ہوئی اُسنے پشتارہ زبردستی چھین لیا بہتر ہے کہ پشتارہ ایرج کا بہت جلد اسد کے پاس پہونچا دیجیے ورنہ اسد سب آپکے نام رکھا ہوا ہی فتاح حسب الحکم اُسی دم چھپتا ہوا گیا اور پیغام داراب کا بدیع الزمان سے آکر بیان کیا بدیع الزمان یہ پیغام داراب کا سنکر بہت خوش ہوئے اور فتاح سے کہا کہ ٹھہرے رہو مین ابھی اسد کے پاس آدمی روانہ کرتا ہون اور اُسی وقت ایک آدمی اسد کے پاس روانہ کیا کہلا بھیجا کہ ای اسد یہ کیا حرکتین تمنے اختیار کین ہین ایرج کے ہاتھون سے آپ پریشان تھا ہی اب تمہاری مرضی یہ ہے کہ داراب سے بھی بگڑ جاے اور اس سے بھی بگاڑ ہو اور وہ بھی دشمن ہو داراب کا عیار ایرج کو گرفتار کیے چلا آتا تھا کہ تمہارے عیار نے اُسے تنہا پاکر پشتارہ ایرج کا چھین لیا بھلا یہ کہان کی مروت اور کہان کی شجاعت تھی

یہ باتین اچھی نہین ہین بہتر یہ ہے کہ تم اسی وقت پشتارہ ایرج کا داراب کے پاس بھیجدو امیہ اسی وقت اسد کے
پاس روانہ ہوا جلد جلد راہ طے کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ جالنوز بن قران سے ملاقات ہوئی جالنوز نے پوچھا کہ امیہ
اس وقت تم لپکے ہوئے کہاں جاتے ہو امیہ نے ساری حقیقت جالنوز سے بیان کی جالنوز نے کہا کہ تم اسد کے
پاس بیکار جاتے ہو اسد کے تو فرشتون کو بھی اس معرکے کی خبر نہین ایرج کا تو پشتارہ مین ہی نے چھینکر غار مین چھپا
دیا ہے تم میرے ساتھ چلو مین ابھی تمہین اٹھادون اسد سے اور اس معرکے سے کوئی غرض نہین ہے مین نے ابھی تک
اسد سے ذکر بھی نہین کیا امیہ جالنوز کے ساتھ ہوا جالنوز امیہ کو لیے ہوئے اس غار پر آیا دیکھا کہ غار کا منھ
کھلا ہوا ہے چٹان پتھر کی دور پڑی ہوئی ہے پشتارے کا نشان بھی نہین ہے یہ دیکھکر زانو پر ہاتھ دے مارا اور کہا کہ ہائے
افسوس یہ کیا سانحہ ہوا کہ پشتارہ ایرج کا غائب ہو گیا امیہ نے سمجھا کہ جالنوز نے مجھسے دل لگی کی کہا کہ واہ جالنوز
بھائی ایسی دل لگی ٹھیک نہین ہے جالنوز نے کہا کہ ای امیہ دوا مین دل لگی نہین کرتا سچ یہ ہے کہ مین نے پشتارہ ایرج
کا فتاح سے چھینکر اس غار مین رکھدیا تھا معلوم نہین یہان سے کون اڑا لیگیا اور مین نے اسی احتیاط کے لیے
اتنا بڑا بھاری پتھر اس غار کے منھ پر رکھدیا تھا لیکن معلوم نہین کہ کون شخص ایسا آیا کہ جسنے اتنا بھاری پتھر اٹھاکر
پھینکدیا اور پشتارہ لیے بھاگا اور بھائی امیہ مجھے جھوٹھ بولنے کی کوئی وجہ نہین ہے یہ سنکر امیہ وہانسے پھرا
بدیع الزمان کی خدمت مین آکر تمام حقیقت بیان کی بدیع الزمان نے فتاح سے کہا کہ ای فتاح سنا تمنے جو کچھ حال
تھا وہ امیہ نے بیان کیا اب مین مجبور ہون کیا کرون کہ پشتارہ وہی غائب ہو گیا فتاح بھی سنکر ساکت ہو گیا اور
داراب کے پاس آکر ساری حقیقت حال گذارش کی مگر بدیع الزمان کے اخلاق و مروت اور کرم و حمیت کی حد تھا
سو صفت بیان کی کہ حد نہ تھی تو مین آپ سے گذارش ہی کر دیا مگر واقعی یہ امر ہے کہ بدیع الزمان کیا صاحب عدل و انصاف ہے
اور کسقدر با مروت شخص ہے آپ کا پیام سنتے ہی امیہ کو اسی وقت اسد غازی کے پاس روانہ کیا اور بہت تاکید کر دی مگر
اس امر مین مجبور ہے کہ پشتارہ ہی غائب ہو گیا یہ حال سنکر داراب بھی چپ ہو رہا ادھر جالنوز بن قران نے
آکر ساری کیفیت اسد سے بیان کی اسد نے خوب ہی لعنت ملامت کی کہا ایک مرتبہ تو ایرج کو گرفتار کر کے لایا خورشید
کے لوگون سے چھڑوادیا اب دوسری مرتبہ جو بے مشقت و بے محنت وہ ہاتھ لگ گیا تو یون کھو دیا تجھکو اسی وقت
میرے پاس لے آنا تھا اُسے غار مین چھپانے کی کیا ضرورت تھی صحرا کا اعتبار کیا صید ہی لگے ہی ہوتے ہین کسی نے
تجھکو اس غار مین رکھتے دیکھ لیا ہو گا وہ تیرے آنے کے بعد نکال لیگیا جالنوز اپنی خطا پر نادم ہو کر خاموش ہو رہا اسکی
خاموشی پر اسد کو خیال گذرا کہ اسنے مجھسے فقرہ کیا تھا اپنی رسوخیت جتانے کے لیے اسنے کہا تھا سبب کہ اگر پشتارہ
ایرج کا اسکے ہاتھ لگ جاتا تو اسکو غار مین رکھنے کی کوئی وجہ نہین تھی فوراً میرے پاس لے آتا یہ سوچ کر جالنوز سے
کہا کہ فقط یہ تیری باتین ہی باتین ہین تو نے مجھسے اپنی نجابت جتانے کے لیے فقرہ کیا اس امر کی کوئی اصلیت نہین ہے
محض کذب ہے اور بالکل جھوٹھ ہے یہ سنکر جالنوز نے قسم کھا کر بیان کیا کہ ای اسد مین سچ ہی بیان کرتا ہون اول تو
مین جھوٹھ نہین بولتا دوسرے اگر جھوٹھ بولتا بھی تو آپ سے یہ سنکر اسد نے کہا کہ اچھا اگر سچ ہے تو وہ مقام تو مجھے
چلکر دکھا دے کوئی نشان کسی قسم کا تو ہو گا جالنوز نے کہا کہ بہت اچھا چلیے اور اپنے ساتھ لیکر اس غار پر آیا کہ
جہان پشتارہ ایرج کا پوشیدہ کیا تھا اور اسد سے کہا کہ دیکھیے اسی غار مین چھپا دیا تھا اب جو وہان کھڑے ہو کر
اسد نے چہار جانب نظر دوڑائی تو ایک جانب خورشید کا لشکر تھا ایک طرف بدیع الزمان کا سامنے ایک جانب
کو داراب کی فوج جو تھی طرف ایرج کا لشکر تھا پس اسی طرف اسد نے گھوڑا اٹھایا جالنوز بن قران بھی

ساتھ ساتھ ہو کوئی دو ہی تین کوس آیا ہوگا کہ دور سے ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ بے تحاشا بھاگا ہوا چلا جاتا ہے بس جالسوز نے
نعرہ کیا کہ او مردود کہاں بھاگا جاتا ہے ٹھہر جا اور ساتھ ہی اسد غازی نے آواز دی کہ او نابکار کہاں جاتا ہے اگر زندگی اپنی
چاہتا ہے تو پشتارہ رکھدے ورنہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہیں پر لقمۂ اجل ہو جائیگا یہ پکارتا ہے اور اُس سیاہ پوش کے
پیچھے گھوڑا اٹھا کے چلا جاتا ہے جاتے جاتے جب اُسکے قریب پہونچا تو دیکھا کہ وہ چھپ عیار پشتارہ لیے چلا جاتا ہے
نعرہ کیا کہ بس ٹھہر جا میں آپہونچا اور تیر چلہ کمان میں جوڑ کر چاہتا تھا کہ وہ چھپ کے مارے کہ اُس نے پلٹ کر دیکھا کہ اسد
تیر مارا ہی چاہتا ہے بسبب خوف جان کے پشتارہ چھوڑ کر بھاگا اب اسکی حقیقت حال سنیے کہ اسکے ہاتھ پشتارہ کیونکر لگ گیا
کہ جب جالسوز پشتارے کو غار میں چھپا رہا تھا تو اتفاقات روزگار وہ چھپ ایرج کو ڈھونڈھتا ہوا شہر فرنگوش سے
نکلا تھا اس مقام پر اُسی وقت پہونچ گیا جالسوز کو چھپاتے ہوئے دیکھ لیا یہ دیکھکر ایک گوشے میں چھپ رہا جب جالسوز
چلا گیا تو یہ اُس گوشے سے نکلکر پشتارے کو لے بھاگا الغرض اسد نے اُس پشتارے کو کھولکر دیکھا تو ایرج بندھا ہوا
پڑا تھا بس جالسوز سے کہا کہ اٹھا لے اس پشتارے کو جالسوز نے اُس پشتارے کو اٹھا لیا اسد ساتھ لیکر اپنی
فرودگاہ میں آیا اور پشتارے سے نکالکر درخت سے خوب جکڑ کر بندھوایا اور جالسوز بن قران سے کہا کہ اسے
ہوش میں لا جالسوز فتیلہ رفع بیہوشی دے کر اُسے ہوش میں لایا اب جو ایرج کی آنکھ کھلتی ہے تو اپنے کو ایک درخت
سے جکڑا ہوا پایا اور اسد کو سامنے کھڑا ہوا دیکھا خیال کیا کہ شاید میں خواب دیکھ رہا تھا یہ سوچ کر آنکھیں بند کرلیں اسد
نے جو دیکھا کہ اُسنے آنکھ کھولکر بند کرلی سمجھا کہ یہ کمبخت اس حالت کو عالم خواب سمجھا ہے آواز دی کہ او بیخبر اٹھ یہ خواب
نہیں ہے بلکہ عین بیداری ہے اور امر واقعی کا سامنا ہے خواب خرگوش سے بیدار ہو دیکھ تو میں نے تیری کیا حالت کی ہے تجھکو
تیرے خیمے سے پکڑوا بلایا اور اس درخت سے جکڑ کر باندھ دیا ہے اب تو میرے ہاتھ سے نکلکر کہاں جائیگا دیکھ تو
کیسی سزا دیتا ہوں ارے کمبخت یہ وقت تجھکو یاد نہ تھا ذرا سے سوچ میں تونے یہ آفت بے باکی اور اس طرح
محسن کشی پر کمر باندھ لی شاہزادۂ نور الدہر کے احسانات اور مراحم و عنایات کو بھولکر عالم عشق اور حالت بیہوشی
میں تونے کوڑا مارا اور وہ قرۃ العین مومنان نور سعد سلطان آسمان کو دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر خاموش ہو رہا او
مردود تونے یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہم کسکے ساتھ یہ بدعنوانی کرتے ہیں اور کس محسن کے ساتھ یہ بدسلوکی کرتے ہیں ارے
بیحیا جسنے تجھکو خاک سے پاک کردیا اُسکے ساتھ تونے یہ بیوفائی کی آخر اپنی اصالت پر گیا نا مگر خیر دیکھ تو اب میں کیسے تجھے
کس گت کو پہونچاتا ہوں تو بھی جو اسنے تازیانے مارے ہوں کہ بند بند تیرا کھل ٹوٹ جاوے اور گوشت تیرا قیمہ
قیمہ ہو جاوے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ او دیوانے مجہول النسل جو تجھسے ہو سکے اور جو تیرے بنائے بن پڑے اسمین
قصور و کوتاہی نہ کر کہ اب تو میں تیرے قابو میں ہوں میرا بس ہی کیا ہے لیکن اگر نیر اعظم کی نظر میرے حال
پر بدل ہے تو تجھ ایسے دو کروڑ بھی میرا کچھ نہیں کرسکتے اور سر سوئے آسمان بلند کرکے کہنے لگا کہ اے نیر اعظم اے
آفتاب تابان تو ہی بچانے والا ہے اور اس دیوانے کے ہاتھ سے چھڑانے والا ہے یہ سنکر اسد غازی کوڑا ہاتھ میں
لیکر اٹھا اور کہا کہ دیکھتے ہی تو ہیں کہ نیر اعظم تجھکو کیونکر بچاتے ہیں بڑا آفتاب پرست بنا ہے یہ کہکر پہلے خوب زور
سے ہاتھوں پر کوڑے مارے اور کہا کہ کیوں مردود انہیں ہاتھوں سے شاہزادہ نور الدہر عالی قدر پر کوڑا مارا تھا
بچہ شرط کہ تیرے ہاتھ بند دست سے قلم کروں یہ کہکر برابر کوڑے برسانا شروع کیے وہ کوڑا دو کوڑا دہ کوڑا مارتے
مارتے بیحال کردیا تا اینکہ بند بند ایرج کا شق ہو گیا اور شگوفہ خون بہ گیا پھر تو بے اختیار ہو کر پکارنے لگا کہ اے
اسد تو ہے اے اسد تو یہ اے اسد از برائے خدا اور واسطے مجھکو اپنے دین و مذہب کا اب نہ میری خطا کو معاف کر

اب کبھی ایسی خطا اور گستاخی نہ ہوگی یہ سنکر اسد نے کہا کہ ہان اب توبہ سوجھتی ہی توبہ ہوئی توبہ ہوئی پہلے تجھے اسکا
خیال نہ تھا کہ ہم جو ایسی بیہودہ حرکت کرتے ہین تو اسکا انجام بھی بد ہی اور اسکی بادافراہ بہت سخت ہی مصرع چرا کارے
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + ارے مردود ابھی کیا ہی دیکھ تو تجھکو کیسی کیسی تکالیف اور کیسی کیسی ایذائین پہونچاتا ہون اور
کس طرح تجھکو مارتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ وزاری کرین اب اتنی باتون مین جو ذرا ہاتھ
اسد کا ٹھہر گیا اور جان مین جان آئی تو پھر وہی اپنی گانے لگا کہنے لگا کہ اب تو تو چاہے سو میرا حال کردے جسقدر
تیرا جی چاہے مجھے ایذا دے لے مگر قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی جس وقت چھوٹا اور تیرے پیچھے سے نجات ملی تجھے جان ہی
سے مار ڈالونگا یہ کلام ایرج کا سنکر اسد ہنسنے لگا اور کہا کہ او پاجی او بیزار تجھے اب تجھے چھوٹنے کی بھی امید ہی کہ میرے
ہاتھ سے صحیح وسلامت چلا بھی جائیگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ ارے کمبخت محسن کش مین ابھی تو تجھے تہ تیغ کرتا ہون تو جائیگا
کہان جب مین تجھے چھوڑ دونگا تو تو جو سلوک چاہیگا میرے ساتھ کر لینا اور جب مین تجھے ابھی مار ڈالونگا تو تو میرا کیا کریگا
مصرع از مرغ سر بریدہ صدا سے نمی شود + یہ کہکر تلوار کھینچکر ایرج پر ماری قضا سے کار اتفاقات روزگار ابھی زندگی ایرج
کی باقی تھی وہ تلوار اس رسی پر پڑی کہ جس سے ایرج کو درخت مین باندھا تھا اور وہ رسی کٹی ایرج کے ہاتھ پاؤن جو ڈھیلے
ہوئے زور کرکے قید آہنی بھی توڑ ڈالی اور مانند شیر کے اسد پر جھپٹا اسد نے جو دیکھا کہ یہ مردود چھوٹ گیا خود تو دور
بھاگ کر کھڑا ہوا اور اپنے رفیقون سے کہا کہ ارے جلد مارو اس پاجی کو یہ مردود تو چھوٹ گیا خبردار جانے نہ پاوے اسد
کی یہ آواز سنکر سب کے سب دوڑ پڑے قریب تو کوئی آتا نہین دور سے سنگ پتھر مارنا شروع کیے ایک تو بدن ایرج کا کوڑون
سے شق ہو ہی رہا تھا دوسرے خشت وسنگ کی جو بوچھار ہوئی تو اور زیادہ مجروح ہو گیا مجبور ہوکر سامنے سے بھاگ
کھڑا ہوا سامنے ایک جھیل تھی گھبرا کر اس جھیل مین کود پڑا مگر رفقائے اسد ہر چہار طرف سے پتھر برسا رہے ہین اسد
کہ رہا ہی کہ یارو یہ پاجی جانے نہ پاوے جس طرح ہوا سے مارو اب ہر طرف سے ایک غل ہو رہا ہی ہر ایک چلا رہا ہی کہ
او پاجی نکل پانی مین سے او پاجی نکل جھیل مین سے ورنہ جھیل ہی کے اندر بیڑا غارت ہی اور جب ایرج پانی سے
سر باہر نکالتا ہی تو ہر طرف سے پتھرون کا مینہ برسنے لگتا ہی پھر ایرج ڈبکیلا کر پانی کے اندر غوطہ مار لیتا ہی گھڑی
دو گھڑی کے بعد پھر جب دم گھٹنے لگتا ہی تو پھر پانی سے سر نکالتا ہی پھر وہی بلوا دیکھتا ہی آخرکار اس بلوا سے شدید سے
ایرج کو یقین ہو گیا کہ اب تو زندہ نہ بچیگا اس دیوانے کے ہاتھ سے آج نجات ملنا بہت ہی دشوار ہی یہ خیال
کرکے لگا بلبلا بلبلا کر دعائین مانگنے کہ اے نیر اعظم اے آفتاب تابان اس وقت بیکسی مین سوا تیرے مین کسکا نام لون
اور کسکو پکارون نہ یار ہے نہ مددگار ہے تو ہی اس دیوانے کے ہاتھ سے نجات دیگا تو نجات ملیگی یہ تو اس حالت مین
ہی ادھر اُدھر کا حال سنیئے کہ دیو چہرہ عیار جو پشتارہ ایرج کا پھینک کر بھاگا تو سیدھا مستقیم طرماسپ کے پاس گیا طرماسپ
نے پوچھا کہ دیو چہرہ خیر باشد اسقدر مضطرب اور پریشان کیون ہو دیو چہرہ نے ساری حقیقت ایرج کی بیان کی اور
کہا اے طرماسپ جلد چلو ورنہ وہ دیوانہ ضرور ایرج کو مار ڈالیگا یہ سنکر طرماسپ اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی فوج
کو ساتھ لیکر اسد غازی کی جانب چلا جلدی جلدی راہ طے کرکے اس وقت پہونچا کہ ایرج بیقرار ہو ہوکر دعائین مانگ رہا تھا
اور رفقائے اسد پتھرون کا مینہ برسا رہے تھے جاتے ہی نعرہ کیا کہ باش اے دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول
کی گذارم کہ از دستت من زندہ وسلامت روی پہلے تو اسد کو یہ خیال گذرا کہ یہ اکیلا تو ہی ہی اسکو بھی مار لونگا آنکھ اٹھا کر جو
دیکھتا ہی تو گرد وغبار کا ستون اٹھتا ہوا معلوم ہوا فوج کثیر کی علامت پیدا ہوئی اسد غازی نے یہ خیال کیا کہ یہ تنہا نہین
ہی فوج کثیر اسکے ساتھ ہی جب تک مین اس سے الجھونگا اس وقت تک فوج بھی اسکی آ پڑیگی یہ سوچ کر اپنے رفقا سمیت

یہ کہتا ہوا بھاگا کہ خیر او آفتاب پرست یار زندہ و صحبت باقی تو میرے ہاتھ سے جائیگا کہاں طرماسپ تیرا حمایتی آپہونچا
اس سے آج تو تو بچ گیا مگر خیر سمجھا جائیگا اگر مین زندہ ہون تو تیرا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا صاف نکلا ہوا چلا گیا اسی
عرصے مین طرماسپ بالکل نزدیک آگیا اور چاہا کہ اسد غازی کا تعاقب کرے مگر ایرج نے اس جھیل مین سے یہ رنگ
دیکھکر طرماسپ کو آواز دی کہ ای طرماسپ کہان جاتا ہی خراب ہوگا پہلے میری تو خبر لے کہ مین اس حالت زار مین
مبتلا ہون پھر اسد کا تعاقب کرنا یہ آواز ضعیف ایرج کی سنکر طرماسپ پھر پڑا اور ایرج کو جھیل مین سے نکالا
عجیب حالت دیکھی ایرج کی کہ سر سے پانک زخمون مین چور چور زخمون مین پانی بھرا ہوا اور پتھرون سے سب زخم
شگافتہ پوچھا کہ ای ایرج یہ کیا حالت ہی تیری ایرج نے کہا کہ اب یہان سے لے تو چلو جو اس ذرا میرے درست ہولین
تو پھر ساری حقیقت بیان کرون غرض طرماسپ ایرج کو پالکی پر سوار کرکے لشکر ایرج مین لایا اور یہان کا حال سنیے
کہ حامد بن حمید زنگی نہایت متفکر اور متردد اپنے خیمے کے آگے ٹہل رہا ہی شاپور شیر دل چہار جانب ڈھونڈھتا پھرتا
کہ طرماسپ ایرج کو لیے ہوئے پہونچا سب کے سب کمال درجہ خوش و مسرور ہوئے حامد بن حمید بھی دوڑا ہوا آیا
سلام کیا مزاج پرسی کی مگر حالت جو ایرج کی دیکھی زانو پہ ہاتھ مار لیا اور کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ای ایرج
نوجوان یہ کیا حادثہ سخت گذرا جو آپ کا یہ حال ہوا ایرج نے کہا کہ ای حامد کیا میرا حال زار پوچھتے ہو ارے بھائی
آج تو پیر اعظم نے دوبارہ عمر عطا کی ورنہ کیا بچنے کی امید تھی آفتاب تابان طرماسپ کا بھلا کرے اور اسکے مقاصد
پر اسکو کامیاب کرے کہ اسنے آج جان میری بچالی ورنہ وہ دیوانہ نامعقول آج مجھکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑتا وہ تو یہ
کہیے کہ طرماسپ پہونچگیا اسکے خوف سے وہ دیوانہ مجھے چھوڑکر بھاگ کھڑا ہوا اسنے تو میری ہلاکت مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین کیا مارے کوڑون کے تمام بدن میرا مجروح کر دیا اور اسپر سے پتھرون کی بوچھار پڑی کہ سب
زخم شگافتہ ہوگئے اور بھائی اس حالت زار مین اب بھی کوئی امید نہ رکھنا چاہیے اگر زخم میرے اچھے ہوگئے تو ہوگئے ورنہ
موت کا تو سامنا ہی ہی غرض ایرج کو خیمے مین لیجاکر پلنگ پر لٹایا زخمون مین ٹانکے لگوا کے علاج شروع ہوا جب ذرا افاقہ ہوا
تو ایرج نے شہر فرنگوشیہ کا حال استفسار کیا طرماسپ نے کل حال فرنگوشیہ کا بیان کیا کہ مین نے از سر نو فرنگوشیہ
کو سخر کیا اور لندھور کو گرفتار کیا آئین آفتاب پرستی کو رواج دیا یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی تمنے بڑا کام کیا
آفتاب تابان کا فضل و کرم تمہارے شامل حال رہے بعد اسکے شاپور سے کہا کہ ای شاپور اس دیوانے نے مجھے سخت
عاجز کیا اور انتہا کا ذلیل کیا اگر تو جاکر اسد کو گرفتار کر لاوے مین اسکے برابر تجھے جواہر تول دونگا اور اسقدر انعام دونگا
کہ تیرے اٹھائے نہ اٹھ سکیگا شاپور نے کہا کہ بہت اچھا مین آپکی کشش سے اسے گرفتار کیے لاتا ہون مگر آپسے
کبھی کچھ نہ ہو سکیگا اور آپ اسکا بال بھی نہ بیکا کر سکینگے پھر وہ صحیح و سلامت نکلا ہوا چلا جائیگا ایرج نے کہا کہ تمھین
اس طعنہ زنی سے کیا فائدہ ہی تمسے جتنا کہتے ہین اتنا کرلاؤ اس بحث سے تمھین کیا ہی شاپور نے کہا کہ بہت اچھا لیجیے تو آپکا
تعمیل ارشاد سے غرض ہی مین گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر شاپور تو فکر گرفتاری اسد مین روانہ ہوا اور یہان کا حال سنیے
کہ جس روز ایرج کوڑے کھاکر اسد غازی کے ہاتھ سے چھوٹا اسی روز بدیع الزمان نے غسل صحت کیا اور اسیوجہ
آکر اسد غازی کو لیگیا اسد غازی نے جمع کو جشن کیا اور خورشید ستارہ پرست اور داراب کشور کشا سے
کہلا بھیجا کہ ماموں جان نے غسل صحت کیا ہی اور مین نے اس خوشی مین جشن اور دعوت احباب کا سامان کیا ہی مجھے
امید ہی کہ آپ آکر مجھکو سرفراز فرمایئے اور شاہزادۂ بدیع الزمان نے بھی کہلا بھیجا کہ مین بھی تم دونون کا مشتاق
ملاقات ہون اور ممنون احسان ہون کہ تم دونون نے خوب خوب میری اعانتین کین اور خوب میری کمک کی

اب میری خواہش یہ ہے کہ آکر صحبت جشن و عیش میں شریک ہو جس وقت یہ پیغام اسد اور بدیع الزمان کا داراب و خورشید کے
پاس پہنچا پیامبر کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور کہلا بھیجا کہ ہمیں آپ کے ارشاد سے عذر نہیں ہے بسر و چشم حاضر ہونگے پیامبر
تو رخصت ہوا داراب و خورشید نے جانے کا سامان کیا الغرض بعد تھوڑی دیر کے داراب و خورشید دونوں حاضر خدمت
بدیع الزمان ہوئے صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گلرنگ گردش میں آیا اسد غازی نے
اپنے ہاتھ میں جام و صراحی لیکر شراب پلانا شروع کی تین شبانہ روز صحبت عیش برپا رہی بعد اسکے سب رخصت ہو کر
اپنے خیموں میں آئے خورشید و داراب اپنی اپنی فرودگاہ کو گئے اسد اپنے مقام پر آیا رات کو بیٹھا ہوا شب ماہ کی کیفیت
دیکھ رہا تھا کوئی دو پہر رات گذر گئی تھی کہ اسد نے جالسوز سے کہا کہ ای جالسوز اسوقت مرغ کے کباب کھانے کو
جی چاہتا ہے کہیں سے مرغ تلاش کر کے لاؤ جالسوز نے کہا کہ بہت اچھا آپ یہیں بیٹھیے میں ابھی آتا ہوں ملا جاتا ہے تو
ابھی لاتا ہوں یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہوا کوئی کوس بھر گیا ہوگا کہ ایک مرد کو زیر درخت بیٹھے دیکھا سلام کیا اور کہا کہ ای عزیز
یہاں کہیں مرغ بھی ملیگا اُسنے کہا کیا خوب آپ کے بھی پاؤں پوجیے دو پہر رات گئے مرغ تلاش کرتے ہو اور ایسا کون
عقلمند ہے کہ جسنے اتنی رات گئے مرغ منگایا ہے جالسوز نے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ میں اسد کا عیار ہوں جالسوز
میرا نام ہے اگر نہ لایا تو وہ خفا ہوتا اُس مرد پیر نے کہا کہ اچھا وہ جو درخت معلوم ہوتے ہیں اُس طرف ایک چھوٹا سا گاؤں
ہے وہاں مرغ ملے تو ملے یہ سنکر جالسوز تو اُس گاؤں کی طرف روانہ ہوا اور یہ مرد پیر دراصل شاپور شیر دل تھا اسد
کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے قریب شام یہاں پہونچا رات ہو جانے سے اسی مقام پر پڑ رہا یہ موقع غنیمت جانکر جالسوز
کو تو دھوکا دے کر اُس طرف روانہ کیا اور خود جالسوز کی صورت بنکر کچھ سموسے اور کچھ دال موٹھ وغیرہ دارو بیہوشی
میں آغشتہ کر کے اسد کے پاس آیا اور کہا کہ چاروں طرف ڈھونڈھا پھرا مرغ تو کہیں نہیں ملا مگر یہ سموسے اور دال موٹھ لایا ہے
اسے نوش فرمائیے جو ملگیا سو لے آیا اسد نے اُسے لیکر کھایا اور رفیق تو سب کے سب جا جا کر پہلے ہی سو رہے تھے اسد
تنہا تھا القصہ اُس دال موٹھ اور سموسوں کے کھاتے ہی سر پھرنے لگا اور آثار بیہوشی کے نمایاں ہونے لگے کہنے لگا کہ ای جالسوز
یہ دال موٹھ اور سموسے تو کہاں سے لایا تھا مجھے تو اس میں کچھ بیہوشی آمیز معلوم ہوتی ہے تو کیونکر کہوں کہ تو نے دغا کی مگر
کچھ فیہ ضرور ہے شاپور نے کہا کہ ای شہریار آپ کے بھی کیا کیا خیالات ہوتے ہیں کہ جسکا نہ سان گمان رات زیادہ جاچکی
ہے اور آپ نے اب تک دم بھر بھی آرام نہیں فرمایا اسی وجہ سے دوران سر ہونے لگا ہے اب جا کر آرام فرمائیے صبح کو
صحیح و سلامت اُٹھیے گا یہ سُنکر اسد اُٹھا کہ پلنگ پر آرام کرے کہ دفعتہً بیہوشی نے غلبہ کیا اور دھڑ سے زمین پر
گرا شاپور نے جھٹ حلقہ کمند نکالکر دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے
گردن دیگر ساتویں حلقے سے گولا لاٹھی کر کے چادر عیاری میں پشتارہ باندھکر روانہ ہوا اُدھر جالسوز جو مرغ لیکر پھرا تو اسد
کو وہاں نہ پایا پیر اشاپور کا پہچانا اور رفقائے اسد غازی کو بیدار کیا حال بیان کیا کہ غضب ہو گیا تم سب سوتے
کے سوتے رہے اور اسد غازی کو ایرج کا عیار شاپور چرا لیگیا مگر گھبراؤ نہیں تم سب تیار ہو کر پیچھے پیچھے آؤ اور
پوشیدہ ہو کر گوش بر آواز لگے رہو یہ کہکر سب قزاقوں سمیت مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوا ادھر یہاں صبح کو ایرج نوجوان کہ
بارگاہ میں بیٹھا جا سد میں حمید زرنگی تخت پر متمکن ہوا امرا اور ارکان دولت اور افسران فوج جمع ہوتے جاتے ہیں
ایرج طرح طرح سے بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہے کہ شاپور سے کبھی کچھ نہ ہوگا آج کئی روز ہو چکے ہیں کہ وہ اسد
کی تلاش میں گیا ہوا ہے اب تک تو نہ خود آیا نہ اسد غازی کو لایا وہاں اسد غازی اور بدیع الزمان نے
جشن کیا صحبت عیش برپا رہی جب اُس جشن میں شاپور کا قابو نہ چلا تو اب کیا ہوگا مجھے تو قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے

کہ شاپور یہی ہیں مگر صورت اپنی مجھے نہیں دکھاتا طرماسپ نے کہا کہ اے شہریار جشن میں تو اسد غازی نے وہ مضبوط
بند و بست کیا تھا کہ کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا ایسا خیال نہ فرمایئے شاپور شیر دل اس قسم کا آدمی نہیں ہے کہ وہ
بند دل پہنا کریگا یا آپ سے مکر کریگا اب وہ ضرور اسد غازی کی فکر میں ہوگا مجھے یقین ہے کہ شاپور خالی ہاتھ نہ آئیگا ابھی
یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ شاپور پشتارہ بدوش پہونچا اور طرماسپ نے دور سے پشتارہ بدوش دیکھا بیساختہ پکارا
کہ اے ایرج نوجوان وہ شاپور آیا اور بامقصد آیا کہ اتنے میں شاپور بھی جلدی سے نزدیک آگیا ایرج نے کہا کہ اے
شاپور لایا اس دیوانے کو کہا کہ خداوند حاضر ہے بس یہ سننا تھا کہ خوشی کے مارے اچھل پڑا شاپور کو گلے سے لگا لیا اور
کہا کہ اے شاپور واقعی تو صادق الوعدہ اور نمک حلال ہے اب لا ترازو کہ میں بھی اپنا وعدہ پورا کروں شاپور ترازو
اٹھا لایا ایرج نے ایک طرف اسد غازی کو بٹھایا اور دوسری طرف جواہر رکھکر اسد کے برابر تول دیا اور
آہنگروں کو بلا کر پہلے اسد غازی کو قید آہن میں مقید کرایا بعد اسکے شاپور سے کہا کہ جلد اسد کو ہوش میں لا مگر
خوشی کے مارے ایرج کا یہ حال ہے کہ پھولا نہیں سماتا بے اختیار اپنے دنگل سے اٹھ اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور سر شاپور
کو گلے سے لگا لیتا ہے اور بہ ہزار زبان شاپور کی تعریف کر رہا ہے کہ اے شاپور فی الحقیقت تمام عمر میں تو نے ایک ہی
کام کیا ہے اور ادھر دیلم شاطر زنگی اور طرماسپ سے کہ رہا ہے کہ اے طرماسپ مجھے ہرگز یقین نہ تھا کہ یہ دیوانہ میرے
ہاتھ لگیگا اور شاپور اسے گرفتار کر لائیگا کچھ پیر اعظم ہی کی مہربانی اور عنایت تھی کہ یہ دیوانہ میرے ہاتھ لگ گیا ابھی
کل ہی کا ذکر ہے کہ اس نامعقول نے مجھکو وہ تکلیف پہونچائی تھی کہ مجھے اپنی زیست کی امید منقطع ہو گئی تھی مگر خیر دیکھو تو
اب کس عذاب سے اسے قتل کرتا ہوں الغرض حسب الحکم ایرج شاپور نے اسد غازی کو فتیلہ رفع بیہوشی
دیا چند قطرات گندیدہ ناک سے اسد کی گرے فوراً ترشے چھینک آگئی اور آنکھ اسد غازی کی کھل گئی اپنے
کو بارگاہ ایرج میں مقید بقید آہن پایا اور شاپور شیر دل کو سر پہ کھڑے دیکھا یقین ہو گیا کہ یہی ملعون جالندہ [illegible] کی صورت
بنکر رات کو میرے پاس آیا تھا اور اسی نے بیہوشی آلود کھلا کر مجھے بیہوش کر کے گرفتار کر لایا یہ خیال کرکے رنگ زرد ہوا
اور یقین مرگ ہو گیا مگر مجبوراً کھڑے ہو کر بطریق اہل اسلام سلام کیا ایرج نے مسکرا کر کہا کہ او دیوانے کل تو نے
میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کچھ یاد ہے یا نہیں اسد غازی نے کہا کہ ہاں خوب یاد ہے کل مارتے مارتے تجھے اڑا دیا تھا
اگر طرماسپ نہ پہونچ جاتا تو کیا میں تجھے چھوڑتا بھی ارے اب بھی چھوٹ جاؤنگا تو تجھے خوب ہی درست کرونگا مدد آقا
بزرگ است اگر میری زندگی منجانب اللہ تعالے باقی ہے تو تجھ ایسے دو کرور بھی میرا کچھ نہیں بنا سکتے جو تیرے بنائے
بن پڑے اسمیں قصور نہ کر ایرج نے کہا او شہدے کیا بک رہا ہے خاموش رہ یہ کہکر حکم دیا کہ جلد جلادوں کو بلاؤ کہ
اس شہدے کو تہ تیغ کریں فوراً حسب الحکم ایرج نوجوان جلادان مریخ چشم زحل ہیئت ناک کان کٹے [illegible]
کاندھوں پہ پڑے ہوئے خون کی جھلک آنکھوں سے آتی ہوئی چوڑا سا تیغہ [illegible] بازو اسپر [illegible]
[illegible] لال لال آنکھیں حاضر ہوئے اور ایرج کو آکر سلام کیا اور پکارے کہ شہر سلطنت سلطان [illegible]
حاکم پر جلاد [illegible] مرغ زادہ نہ بلا شرط [illegible] ایرج نے کہا کہ جلد اس دیوانے کی گردن مارو [illegible]
جلاد نے ریگ کا چبوترا بنا کر نطع اسپر ڈالا اور اسد غازی کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور کہا کہ او دیوانے جو کچھ تجھے
کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے جسے یاد کرنا ہو یاد کرلے جو وصیت کرنا ہو وہ وصیت کرلے کہ اب موت تیری قریب
آگئی ہے وقت تیرا آخر ہے اسد غازی نے کہا کہ تو اپنے کام میں مصروف ہو نہ مجھے کچھ کھانا ہے نہ پینا ہے نہ وصیت
کرنا ہے لیکن ہاں اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کر رہا ہوں یہ کہکر سر سوے آسمان بلند کیا اور دو رکعت قاضی الحاجات

مین ابھی عجز و نیاز سے عرض کیا کہ اے رب العزت تو ہی اس وقت بیکسی مین میرا حامی و کفیل ہے خدایا تو خوب واقف ہے کہ اس مجمع مین سوا اسد کے میری دشمن جان اور تشنۂ خون کے اپنا طرفدار کوئی نہین ہے یہ دعا کر رہا ہے اور آنسو علی التسلسل آنکھون سے جاری ہین اور جلاد منتظر حکم اخیر کھڑا ہے کہ ایرج نے حکم دیا کہ جلد اس شہزادے کی گردن مار کیا دیر لگائی ہے یہ سنکر جلاد نے کونے کا خط گردن پر کھینچا اور تیغہ کھینچکر چاہا کہ اسد کو قتل کرے کہ دفعتاً ایک پتھر جلاد کے سر پر پڑا کہ سر جلاد کا پھٹ گیا اور زمین پر گر کے مر گیا غل ہو گیا کہ وہ مارا ایرج نے آواز دی کہ اسد مارا گیا شاپور نے کہا نہین اسد تو زندہ و سلامت ہے جلاد تیری سودائی ہو گیا تھا پھر ایسا اگر تلوار اپنے سر پر مارلی کہ سر اسکا شق ہو گیا اور مر گیا ایرج نے حکم دیا کہ خیر ایک سودائی ہو گیا ہو گیا دوسرے جلاد کو بلاؤ حسب الحکم دوسرا جلاد آیا وہ بھی اسی طرح ہلاک ہو گیا تیسرے جلاد کو بلایا وہ بھی اسی طرح مارا گیا اب جو ایرج نے یہ رنگ دیکھا کہ جو جلاد آتا ہے ہلاک ہوتا ہے جھنجھلا گیا اور کہنے لگا کہ یہ معرکہ کیا ہے جو جلاد آتا ہے وہ آپ ہی لقمۂ اجل ہو جاتا ہے ارے اب کسی ہوشیار شخص کو بلاؤ کہ جو بہت قوی دل اور آزمودہ کار ہو وہ آکر اسے قتل کرے اب جسے بلاتے ہین وہ شخص انکار کر دیتا ہے یا کوئی عذر بارد کرکے ٹال دیتا ہے کوئی کہتا ہے کہ صاحب مین جلادی کیا جانون مین ہمیشہ گھاس کھودا کیا مجھے اور جلادی سے کیا علاقہ کوئی کہتا ہے مین تو سائیسی کرتا ہون کوئی کہتا ہے کہ مین تو ہمیشہ لکڑیان کاٹتا ہون غرض جس شخص کو طلب کرتے ہین وہ یہ سوچ کر کہ کون جائے جو اس قصد سے جاتا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے انکار کر دیتا ہے نہین معلوم کیا بلا ہے مگر ایک شخص قوی ہیکل قوی بازو بلند بالا بھاری تیغہ ہاتھ مین لیے ہوئے اتفاق سے آ نکلا اس سے کہا کہ زیدۂ آفتاب پرستان نے اپنے ایک دشمن قوی ہیکل کو گرفتار کیا ہے کوئی شخص اسکے خوف سے اسکے قریب نہین جاتا اگر تو جاکر اسکو قتل کریگا تو سرکار ایرج لزجوان سے بہت کچھ انعام پائیگا یہ سنکر اسنے کہا کہ حضور ہان غلام اس کام کو انجام دیگا اور یہ لوگ جلادی کیا جانین ایک ہاتھ مین تو کام اس دریدہ زبان اور مغضوب زیدۂ آفتاب پرستان کا تمام کر دونگا القصہ اس شخص کو ایرج کے پاس لائے ایرج نے کہا کہ مین تجھے بہت کچھ انعام دونگا جلد اس بدمعاش کا کام تمام کر یہ حکم سنکر جلاد اسد غازی کے قریب آیا اور کہا کہ یاد کیجیے خدا کو بہت جلد اب تیرا خاتمہ ہوا جاتا ہے اور چپکے سے کہا کہ اے آقا مین جالینوز بن قران ہون آپ جلدی سے میری گردن پر اُچک کے بیٹھ جائیے اور خوب مضبوط مجھے پکڑ لیجیے مین آپ کو نکالے لیے چلتا ہون یہ کہکر تیغہ ہاتھ مین کھینچکر بارادۂ قتل مین جھکا بس اسد غازی سے جس طرح ہو سکا اچھلکر گردن جالینوز بن قران پر جا بیٹھا اور دونون ہاتھون سے خوب مضبوط سر جالینوز کو پکڑ لیا اور جالینوز لیکر بھاگا اور چلتے وقت ایرج سے پکار کر کہا کہ اے ایرج ہوشیار ہو جا کہ ہم جالینوز بن قران اپنے آقا کو لیے جاتا ہون ہے کوئی تیرے لشکر مین ایسا صاحب حوصلہ جو مجھ سے میرے آقا کو چھین لے بس یہ رنگ دیکھکر ایرج اسقدر گھبرایا کہ کانپ گیا اور پکارا کہ یہ کیا غضب ہو گیا آیا لقمہ ہاتھ سے نکلگیا ارے لینا اسے خبردار بارگاہ سے باہر نہ جائے ہر چند لوگ دوڑ پڑے مگر جالینوز کو کب پاتے ہین جالینوز جست اسقدر کو پھاڑ کر پار نکلگیا اور تھوڑی دور پر جاکر اسد غازی کو کاندھے سے اتارا اسد غازی نے قید آہنی کو توڑ ڈالا اور جالینوز نے کسی ترکی کا گھوڑا الٹے بچھین چہان کرلا دیا اسد غازی اس گھوڑے پر سوار ہوا اور جالینوز ساتھ ساتھ ہوا چند قدم پر جاکے زنبیل عیاری بجائی قزاق تو سب ہوا ہی جالینوز گرشن بر آواز کھڑے ہی ہوئے تھے جیسا کہ سابقاً گذارش ہو چکا ہے تو تین بجا کر دوڑ پڑے اور بہت سے آفتاب پرستون کو قتل کرکے صاف اسد غازی کو نکالے لیے چلے گئے اسد نے جاکر دامن کوہ مین پناہ لی اور سیاوش شاپور شیر دل نے ایرج سے کہا کہ آپ بہت سمجھے کیا کرتے تھے تم تجھسے کبھی کچھ نہین ہو سکتا میری تو تعمیل ارشاد کی اور اس دیوانے کو جاکر پکڑ لایا

مگر کیا مفت میں میری محنت رائگان ہوئی ہے افسوس صد افسوس کہ وہ دیوانہ صاف نکلا ہوا چلا گیا اور کوئی کچھ نہ بنا سکا ایرج
نے کہا کہ ارے تو ہی نے اُس عیار مکار کو پکڑ لیا ہوتا محنت تیری سوارت ہوجاتی شاہ پرست نے کہا کہ واہ وا داد آپ کی
بھی کیا باتیں ہیں میں تو کیا کسی کی بھی یہ قدرت ہے کہ اُس عیار کو پکڑ لاسکے ارے صاحب یہ جعفر قران حبشی کا فرزند ہے
اور جعفر قران حبشی وہ شخص تھا کہ جسنے بڑے بڑے پہلوانوں کو تہ تیغ کیا مگر کبھی پکڑا نہیں گیا ایرج نے کہا کہ واقعی یہ
بلا ہے یہ دربان ہے کہ صاف دن دہاڑے نکالے لیے چلا گیا اور جاتے وقت ہمیں کو آگاہ بھی کر دیا مصرع چہ دلاور است
دزدے کہ بکف چراغ دارد ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لقا سے بہار رانده درگاه اقدس
زمرد شاہ آپہنچا ایرج نے تمام سرداروں کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی سرحد لشکر تک گیا لقا کو
ساتھ لیکر آیا دعوت کی ایرج نے اپنا حال بیان کیا لقا نے اپنا احوال بیان کیا آخرکار یہ صلاح ہوئی کہ اب طبل جنگ
بجوا دینا چاہیے اسی وقت ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جائے فوراً لشکر ایرج کو جوانوں میں نقارہ رزمی پر چوب پڑی
جب یہ خبر لشکر بدیع الزمان اور داراب و خورشید میں پہونچی تو معًا اُن لشکروں میں بھی نقارہ رزمی گرنگرایا رات
بھر تیاری رہی صبح کو میدان کارزار میں صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف جدال و قتال جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے
تو ایرج مرکب کو چمکا کر میدان کارزار میں آیا اور پکارا کہ ایہا الناس کیا بہادری اسی کا نام ہے کہ عیاروں کے ہاتھ بہادروں
کو گرفتار کرا لیتے ہیں واہ واہ واہ شجاعت اسی کا نام ہے اور سپاہ گری اسی کو کہتے ہیں اگر تمہاری یہی ہمت ہے تو آج سے
شجاعت کا نام نہ لینا شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے ایرج ہمارا یہ طریقہ اور وتیرہ نہیں ہے ہم
عیار لوگ اور اسد جانتے ہمکو اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے ہم تو بہادروں پر زنگی چڑھے رہتے اور چہار طرف سے گھرے رہے
مگر کبھی ایسا قصد نہیں کیا بلکہ داراب نے جس وقت اپنے عیاروں سے کہلا بھیجا کہ اسد کے عیاروں نے میرے عیاروں سے
پتّارہ ایرج کا چھین لیا ہے آپ اسد غازی سے کہکر مجھے دلوا دیجیے تو اسی وقت میں نے امیر کو اسد غازی کے
پاس بھیجا معلوم ہوا کہ پتّارہ غائب ہو گیا یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ میں آپ کو نہیں کہتا جب داراب نے دیکھا کہ
ایرج کا روئے خطاب بدیع الزمان کی طرف نہیں ہے تو یہ خیال ہوا کہ یہ آوازہ مجھپر ہے تو چلکر اس آفتاب پرست سے
سمجھ لے یہ خیال کرکے مرکب اُڑا کر مقابل ایرج ہوا بعد تگاورزنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن ایک دوسرے پر
غالب نہ ہوا گرز بازی ہوئی اُسمیں بھی دونوں برابر رہے کہ دونوں ایک ہی اُستاد کے شاگرد تھے آخرکار نوبت شمشیرزنی
پہونچی شام تک تلوار چلا کی آخرکار ایرج داراب کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور طبل بازگشت بجا کر اپنی فرودگاہ کو واپس گیا
پھر سب لشکر اپنی فرودگاہ کو پھر آئے ایرج کے زخموں میں ٹانکے لگائے گئے ارتال خونخوار نے لقا سے کہا
کہ اے خداوند آپ متردد نہوں طبل جنگ بجوائیے میں ان سب کو مار ونگا اُنکی ہستی کیا ہے اُس وقت لشکر ایرج میں
نقارہ رزمی پر چوب پڑی یہ خبر ہرکاروں نے لشکر داراب و خورشید وغیرہ میں پہونچائی وہاں بھی کوس سماے حربی
پر چوب پڑی رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان نبرد میں صف آرا ہوئے بعد صف آرائی کے جب
نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو ارتال خونخوار لقا سے اجازت لیکر معرکہ آرا ہو کر مبارز طلبی کی داراب
نے چاہا کہ ارتال خونخوار کے مقابلے کو جائے لیکن خورشید ستارہ پرست مانع ہوا اور کہا کہ اے داراب تم کل
لڑ چکے ہو آج تمہارا جانا مناسب نہیں داراب خورشید کے کہنے سے سبب ہورہا خورشید مرکب کو اُڑا کر مقابل
ارتال خونخوار ہوا بعد تگاورزنی کے ارتال نے کہا کہ اے خورشید میں نے تو اُس آفتاب پرست کو طلب کیا تھا تو کیوں
آیا خورشید نے کہا ارے ارتال میرا اور داراب کا معاملہ واحد ہے تیرے مقابلے میں آیا تو گویا داراب آیا کل وہ ایرج

مقابلہ کر چکا تھا آج میں تیرے مقابلے کو آیا ہوں ارتال نے کہا کہ خیر تو ہی پہلے تیرا فیصلہ کر لوں پھر داراب سے سمجھ لونگا جو تیرے پاس ہو خورشید نے کہا کہ تو ہی پہلے وار کر کے اپنا حوصلہ نکال لے یہ سنکر ارتال نے خبردار اور ہوشیار کہہ کے نیزہ اپنا خورشید پر مارا خورشید نے نیزہ اسکا رد کیا بس پھر تو نیزہ بازی ہونے لگی خورشید نے چند طعنوں میں نیزہ اسکا نکال دیا ارتال نے تلوار اٹھائی خورشید نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا نگاہ خورشید کی تلوار کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جیسے ہی تلوار نزدیک پہونچی سپر کو تو ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا اور نہایت ہی پھرتی سے پنجے کو دراز کر کے تلوار کو جھٹکی دی کہ تلوار چھٹ پڑی قبضے پہ ہاتھ ڈالدیا زور اور کشمکش ہونے لگی خورشید نے چاہا کہ ہاتھ اسکا مروڑ کر تلوار چھین لے لیکن ممکن نہ ہوا غرضکہ یہی زور ہو رہے تھے کہ گھوڑے بیٹھنے کے قریب زمین پر بیٹھ گئے اور کھڑے ہانپنے لگے اکثر لوگ پکار اٹھے کہ صاحبو ان بے زبانوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے مرکبوں سے نیچے اتر پڑو کہ انکی تو جان بچ جائے یہ سنکر دونوں مرکبوں سے کود پڑے اور دامن گردان کر آستین چڑھا کر ایک دوسرے پر دوڑا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی ہوا کی کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ خورشید نے ارتال کو زیر کیا اور اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ او مردود دین ستارہ پرستی اختیار کر ورنہ تجھے مار ڈالونگا ارتال نے کہا کہ یہ تو نہ ہوگا الا کہ جان میری خداوند لقا پرستار ہوں تجھ لقا کے کبھی دوسرے کو لائق خدائی اور پرستش کے نہیں جانتا یہ سنکر خورشید آگ بگولا ہو گیا اور چھاتی پر سے اتر کے ایک پاؤں دونوں پاؤں سے دبا کر اور دوسرے پاؤں کو ہاتھ سے پکڑ کر پوری قوت سے جو ایک جھٹکا دیا تو سر میں سے تا ناف شق ہو گیا دوسرے جھٹکے میں تا سینہ اور تیسرے جھٹکے میں برابر دو حصہ کر دیے اور ایک ٹکڑا ایک طرف دوسرا ٹکڑا دوسری جانب پھینک دیا ایک شور و غل بلند ہوا کہ خورشید ستارہ پرست نے ارتال کو چیر ڈالا ایرج طبل بازگشت بجوا کر داخل خیمہ ہوا اور لقا بے لقا سے کہا کہ کچھ عجب طرح کا امر ہے عقل حیران ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں جب سے یہ ستارہ پرست آیا ہے ناک میں دم ہو گیا ہے اس طرح سے برباد ہوا ہے کہ میرا کچھ زور نہیں چل سکتا اور کسی طرح ان خدا پرستوں پر دسترس نہیں چلتا کہ انکا کام تمام کروں ہر چند ذہن لڑاتا ہوں اور عقل دوڑاتا ہوں مگر کوئی بات ذہن میں نہیں آتی اور کوئی تدبیر صائب نظر نہیں آتی دیو چہر عیار سامنے کھڑا ہوا تھا اسنے عرض کیا کہ اگر میں اجازت پاؤں تو جا کر ابھی اس ستارہ پرست کو باندھ لاؤں ایرج نے کہا کہ اگر تو اس کام کو انجام دے سکے تو کیا مضائقہ ہے جا تیرا اعظم تیرے ارادے میں برکت دے دیو چہر رخصت ہو کر لشکر خورشید ستارہ پرست میں آیا دن بھر تو اپنی صورت تبدیل کر کے لشکر میں پھرا کیا اور موقع عیاری کا سوچا کیا رات کے وقت جب کہ خورشید اپنے خیمے میں جا کر سو رہا تو یہ پشت خیمہ سے نقب زنی کر کے خورشید ستارہ پرست کے خیمے میں پہونچا دیکھا کہ خاصبردار اور خدمتگار وغیرہ گرد پلنگ کے پہرا دے رہے ہیں شمعدان سے موم کافوری روشن ہیں بس جیب پہ ہاتھ ڈال کے بیہوشی نکالکر لگن میں رکھکر شمعوں کی لو پر مارا کہ دھواں اور دھواں نکلا خاصبرداران اور خدمتگاروں کے دماغ میں جو دھواں گیا سب کے سب بیہوش ہو کر گرے دیو چہر نے جتنی شمعیں تھیں سب گل کر دیں اور ایک آدھ شمع جو قریب الاختتام تھی اسے رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا ہو جانے اور پلنگ کے برابر جا کر دارو بیہوشی کی چٹکی عیاری سے رکھ کے خورشید کی ناک سے نلکی عیاری کو لگا دیا جب خورشید نے ادھر کی سانس لی اور دارو بیہوشی دماغ کو چڑھی فوراً خورشید کو چھینک آ گئی اور آنکھ کھل گئی تکیہ سے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا دیو چہر تو چھینک کے آتے ہی پلنگ کے نیچے ہو رہا تھا جب خورشید نے کسی کو نہ پایا تو پھر تکیہ پر سر رکھ کے آنکھیں بند کر لیں اسی وقت بیہوش ہو گیا

پس جب دیو چہر حلقہ ہاے کمند مین کرکے پشتارہ باندھکر اُسی نقب کے راستے سے روانہ ہوا اور صبح ہوتے ہوتے
بارگاہ ایرج مین داخل ہوا وہان ایرج کو شب بھر نیند نہ آئی تھی انتظار دیو چہر مین بیٹھا ہوا تھا کہ دیو چہر سامنے سے
نمودار ہوا ایرج کو سلام کیا اور پشتارہ سامنے رکھدیا کہ خداوند یہ خورشید حاضر ہی یہ سنکر ایرج فرط مسرت سے
اُچھل پڑا اُسی وقت دیو چہر کو خلعت دیا اور حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوئے اور خورشید کو غل و
زنجیر مین گرفتار کیا بعد اُسکے ایرج نے حکم دیا کہ اس ستارہ پرست کو ہوش مین لاؤ کہ اپنے کردار کی سزاے بد پاے
دیو چہر نے بموجب حکم فتیلہ رفع بیہوشی دیا خورشید کی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ گرفتار غل و زنجیر بارگاہ ایرج مین کھڑا ہوا ہی نہایت
دل ملول اور آزردہ خاطر ہوکر ایرج سے کہا کہ ای ایرج کیا اسی طرح دلاور شجاع بہادرون سے سلوک کرتے ہین
جو تو نے کیا باوجود اسکے کہ مین نے تیرے ساتھ بہت بڑا احسان کیا تھا کہ عیار اسد غازی تجھے پکڑے لیے جاتا تھا
مین نے اُس سے چھین لیا اور پھر اسد کس کس طرح تجھے مانگا کیا مگر مین نے نہ دیا اور تجھے چھوڑ دیا مگر تو نے
اُسکے عوض مین میرے ساتھ یہ مکر کیا کہ مجھکو میری خوابگاہ سے چروا منگایا ایسے افعال قبیح بہادرون کی
شان سے بہت بعید ہین ایرج نے کہا کہ ای خورشید تو مانع قتل خداپرستان ہوتا ہی اس واسطے تجھے گرفتار کیا
تا استیصال اہل اسلام تجھے قید رکھونگا اور اس امر سے اطمینان رکھ کہ مین تجھے کسی طرح کی ایذا نہ پہونچاؤنگا
جس وقت کہ ان اہل اسلام کا کام تمام کرلونگا اُس وقت تجھے چھوڑ دونگا یہ سنکر خورشید ستارہ پرست نے
کہا کہ ای ایرج تو انتہا کا بزدلا اور بے غیرت ہی تو نے نام مردی و مردانگی کا خراب کیا کوئی حرکت تیری
قابل تحسین و آفرین نہین ہی جو حرکت تیری ہی وہ نامردون کی ہی تجھسا نامرد اور بے حمیت اور بزدلا شاید ہی دنیا
کے پردے پر کوئی ہوگا جسے زبردست پایا اور جس سے تاب مقاومت نہ لاسکا اُسے اسی طرح پکڑوا منگوایا
ارے او نامرد بے حمیت اول تو تو نے الدھرا ایسے شخص کے ساتھ وہ نالائق حرکت کی کہ ایک ادنے زنگی بچے
کے واسطے تو نے اُس شاہزادہ عالیقدر پر کوڑا مارا تو جبھی اُسکے عوض مین تو اسد غازی نے تجھپر دو کوڑے برسائے
کہ کھال تیری اُدھڑ گئی دوسری حرکت بیہودہ یہ ہوئی کہ بدیع الزمان او چیلپا ہرو کو حالت زنجیرداری مین
شکایت دہی کا قصد کیا اور اب بھی خواہ مخواہ تو اُن لوگون کے قتل کا درپی ہی مگر تائید غیبی اُن سب کے شامل
حال ملال ہی اس سے وہ سب بچ جاتے ہین اور تو اُنکا کچھ نہین بنا سکتا تیسری نالائق حرکت یہ کی کہ مجھے
چروا منگایا اب اس سے زیادہ کونسی نالائقی ہوگی اور تجھسے زیادہ کون نامرد ہوگا لعنت ہی تیری حمیت اور
دلاوری پر القصہ خورشید نے سب کچھ کہا مگر ایرج شربت کے ایسے گھونٹ پی پی کر خاموش ہو رہا بعد اُسکے
حکم دیا کہ اسے زندانخانے مین لیجا کر قید کرو مختیارک نے کہا کہ ای ایرج اسے قید رکھنا مناسب نہین ہی بلکہ
اسے قتل ہی کر ڈال تو اچھا ہی اس وقت اسنے وہ سخت کلمات کہے ہین کہ مین کانپ اُٹھا اگر تیرا لحاظ
مانع نہ ہوتا تو مین اثناے کلام ہی مین اس ستارہ پرست کو ایک ہاتھ ایسا مارتا کہ یہ ہلاک ہوجاتا ایرج
نے کہا کہ ملک جی مین بھی تو اسکا ممنون ہون تم اس امر مین دخل نہ دو یہ امر مجھسے ہرگز سرزد نہ ہوگا اور یہ نیکی
ہرگز مجھسے وقوع مین نہ آئیگی اور خورشید ستارہ پرست کو زندانخانے مین بھجوا کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
اُسی وقت بموجب حکم ایرج نوجوان نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور ایرج نے افسران فوج کو بلوا کر حکم دیا
کہ آج شب بھر بہت اچھی طرح کل فوج چست و چالاک کرلو اور اسباب جنگ خوب درست کرلو کہ کل صبح کو مین ان
خداپرستون کا کام ضرور تمام کردونگا جب یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی اور کل

ارادہ یورش کا ہی تو بدیع الزمان نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ افسوس زخم تو میرا اچھا ہو گیا ہی مگر ابھی اتنی طاقت مجھ مین
نہین آئی کہ اس آفتاب پرست سے اچھی طرح مقابلہ کر سکونگا اُدھر طہماس اور عجیل نے بھی یہی کلمہ کہا کہ ہم مین
بھی ابھی پوری طاقت نہین آئی مگر خیر نقارۂ رزمی بجوا دینا چاہیے اور رجوع الی اللہ کرنا چاہیے اس آفتاب پرست
سے عاجزی یا فرار کرنا ہمارے مرتبے اور عزت کے بہت خلاف ہی اُسی وقت بدیع الزمان نے طبل جنگ بجوا دیا
اور وضو کر کے سب نے نمازین پڑھین بعد فراغ نماز سب کے سب دعا و زاری مین بدرگاہ جناب باری مصروف ہوئے
چار پہر رات مناجات و دعا مین بسر ہوئی علی الصباح ایرج زیر کوہ آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستو آج تک
تو تم بچتے چلے آئے مگر آج تم سب کو ضرور قتل کر دونگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ملکہ قمر چہر بھی اپنے برآمدے
پر بیٹھی ہوئی یہ رنگ دیکھ رہی تھی اور کمال درجہ تڑپ تڑپ کر اور بلک بلک کر دعائین مانگ رہی تھی کہ ای پروردگار عالم
تو ہی ان اہل اسلام کا حافظ و نگہبان ہی اور تیری ہی جانب رجوع ہی خداوندا جلد امیر حمزۂ صاحبقران
کو روانہ کر کہ وہ ان دکھیارون کی کمک کرین ابھی یہ دعا ملکہ قمر چہر کی تمام نہ ہوئی تھی اور ایرج پہاڑ پر
جانے نہ پایا تھا قصد کرتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ یکایک تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز طبل سکندری کی زمین
و آسمان کو ہلانے لگی آواز طبل سکندری سنکر خواجہ عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ قمر چہر لاکھ لاکھ ادا کرو ہر
کرو شکر ہی خداوند عالم کا کہ امیر کشور گیر آپہونچے ای ملکہ تم ذرا کان لگا کر سنو تو دیکھو تو وہ آواز طبل سکندری
کی آرہی ہی اور وہ تتق گرد و غبار کا اٹھ رہا ہی یہ سنکر ملکہ قمر چہر فرط مسرت سے اُچھل پڑی اور کہا کہ ای خواجہ عمرو
تمھین میرے سر کی قسم سچ کہو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکہ تمھاری بھی عجب باتین ہین ارے عیان را چہ بیان تم ذرا
نظر دوڑا کر دیکھو تو اور کان لگا کر سنو تو وہ تتق گرد بلند ہوتا آتا ہی اور وہ آواز طبل سکندری کی آرہی ہی ابھی
یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر امیر حمزۂ صاحبقران قریب آپہونچا خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ دیکھو یہ لشکر ہی
امیر حمزۂ صاحبقران کا ملکہ نے کہا کہ کہان کہان ارے مجھے امیر حمزۂ صاحبقران کو تو دکھا دو خواجہ عمرو
نے کہا کہ گھبراؤ نہین دیکھو یہ صاحبقران ہین یہ فلان سردار ہی یہ فلان افسر ہی غرض کہ ہر ایک افسر و سردار
کو مع صاحبقران ملکہ قمر چہر دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اپنے دل مین کہا کہ خدا اُس شہریار کو بھی لاے تو مین
اس نازان عالیشان مین شریک ہوں اور آسمان کی طرف دیکھکر کہا کہ ای پروردگار عالم دو مہینے
ہو چکے ہین کہ اُس شہریار عالی وقار کی کچھ خبر نہین معلوم ہوئی تو چاہیے تو وہ یہان تک پہونچ جاے اور
آنکھون سے علی التسلسل اشک حسرت جاری تھے خواجہ عمرو نے تسلی و تشفی دی کہ ملکہ گھبراؤ نہین خدا
کو یاد کرو امیر حمزۂ صاحبقران کو تو خدا نے بھیجا یا نور الدہر بھی عنقریب آیا چاہتا ہی تم گھبراؤ نہین مضطر و پریشان
نہ ہو مگر ایرج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ صاحبقران آپہونچے تو گھبرا کر ادھر سے بھاگا اور ادھر سے اسد بن
کرب غازی نے جو سنا کہ ایرج پہاڑ پر گیا ہی تو اپنے قزاقون سمیت لشکر ایرج پر گرا قتل و غارت کرنا شروع کیا
خورشید ستارہ پرست کو زندانخانے سے رہا کیا ابھی اسد قتل و غارت مین مصروف تھا کہ عمرو خام نے آکر
خبر دی کہ ای اسد خبردار ہو جاؤ حضرت امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران عالیشان آپہونچے اور ایرج پہاڑ سے
پھرا ہوا آتا ہی بس یہ سنکر خورشید کو لشکر خورشید کی طرف روانہ کیا اور خود خیمہ ڈیرہ جلا کر اسباب لشکر لوٹ کر جانب
کوہستان روانہ ہوا اور دیوچہر نے آکر ایرج کو خبر دی کہ اسد خورشید کو آکر چھڑا لیگیا جلد چلیے ایرج یہ خبر سنکر
بہت آزردہ ہوا اپنے دل مین کہا کہ افسوس صد افسوس مفت مین خورشید سے بھی ندامت ہوئی اور وہ مطلب بھی

نہ حاصل ہوا مگر اب دور چلنا چاہیے شاید اسد لبجاسے یہ باتین اپنے دل سے کر کے جانب لشکر آیا دیکھا کہ خیمون مین
آگ لگی ہوئی ہی لاشون کے انبار لگے ہوئے ہین ہ روتا ہوا بارگاہ مین داخل ہوا اور وہان بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی
حضرت امیر کشورگیر داخل بارگاہ ہوئے بدیع الزمان و عجیل ماہرو و طہماسپ بہرام سب پہاڑ پر سے اُتر کے حاضر خدمت
صاحبقران ہوئے شرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے امیر نے حال شاہزادہ نور الدہر کا استفسار کیا بدیع الزمان
نے رو رو کر حال نور الدہر کا بیان کیا پھر از سر نو ماتم نور الدہر کا برپا ہوا سبھون نے گریبان چاک کیے گریہ و زاری
اور نوحہ و بیقراری شروع ہوئی ہاے نور الدہر اور ای نور الدہر کا غل بلند ہوا ملکہ قمر چہر نے عمرو سے پوچھا کہ
خواجہ یہ شور و غل کیسا بلند ہوا ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ بارگاہ صاحبقران مین نور الدہر کا ماتم ہو رہا ہی یہ سنکر
قمر چہر بھی رونے لگی حال اپنا بہت تباہ کیا عمرو نے سمجھایا اور تسلی دی کہ ای ملکہ گھبراؤ نہین ذرا دل کو ٹھہراؤ بیقراری کو
کم کرو خدا نے چاہا نور الدہر ایک ہی آدھ دن مین آیا چاہتا ہی اور اُن لوگون کے حال پر خیال نہ کرو اسلیے کہ اُنکی تو اولاد
ہی اولاد کا دم بھر آنکھ سے اوجھل ہونا قیامت برپا کر دیتا ہی نہ کہ اتنے دن ہو گئے اگرچہ وہ سب بھی ضرور واقف ہونگے
کہ نور الدہر سلامت ہی اسلیے کہ لشکر بدیع الزمان اور صاحبقران مین بڑے بڑے کامل اہل نجوم جمع ہین ضرور
انھون نے حالات نور الدہر بقاعدۂ رمل دیکھکر بیان کر دیے ہونگے مگر پھر بھی باپ اور دادا کی محبت ہی یہہ ان لوگون
باتین ہو رہی تھین اور وہان داراب کشورکشا گریبان چاک منہ پر خاک خدمت باسعادت امیر مین حاضر ہوا
داراب کے آنے سے اور بھی زیادہ ماتم برپا ہوا بعد اداے رسم تعزیت داراب نے کہا کہ حضور اطمینان رکھین
مین نے اہل نجوم سے حال شاہزادہ نور الدہر کا دریافت کیا تھا نور الدہر زندہ اور صحیح و سلامت ہی جو دن کی دیر
ہی وہ ہی امیر نے کہا کہ ای داراب اندھا جب پتیا ہے جب دو آنکھین پاے نور الدہر کو آنکھون سے دیکھ لون
تو قرار آوے داراب نے کہا کہ اچھا حضور کے لشکر ظفر پیکر مین بھی تو بڑے کامل نجومی خواجہ بزرگ امید موجود ہین
انسے بھی بلا کر پوچھیے اُسی وقت امیر با توقیر نے خواجہ بزرگ امید کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے تو اُنسے حکم کیا
کہ ایک ذرا نور الدہر کا حال تو ملاحظہ فرمایے اُسی وقت خواجہ بزرگ امید نے زائچہ کھینچکر حال نور الدہر معائنہ کیا
اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار آپ ہر طرح مطمئن رہیے نور الدہر زندہ و سلامت ہی اور عنقریب اُسکی خبر صحت
و سلامتی آیا چاہتی ہی ہنوز یہ باتین تمام نہ ہوئی تھین کہ عمرو معدیکرب صاحبقران کے سامنے دست ادب بستہ حاضر ہوا
اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار ایک سوار سر سے پانک گرد و غبار مین اٹا ہوا یہ معلوم ہوتا ہی کہ کہین دور سے چلا آتا ہی
مگر آثار سروری و سالاری چہرے سے ظاہر و باہر اپنی دروازۂ بارگاہ پر کھڑا ہوا اجازت حضوری کا امیدوار ہی اور
کہتا ہی کہ مجھے امیر کشورگیر شہریار عالیوقار سردار سلمانان حضرت امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان سے کچھ مطلب ضروری
عرض کرنا ہی امیر نے فرمایا کہ اچھا بلاؤ کیا مضائقہ ہی یہ سنکر پہلوان عادی باہر گیا اور اپنے ساتھ لیکر اُس جوان کو بارگاہ
کے اندر لایا اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا امیر با توقیر نے جو اُسکے چہرے پر نظر کی تو واقعی آثار سروری اُسکے چہرے سے
نمودار تھے اپنے قریب بلا کر پوچھا کہ ای بھائی تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور کیون آیا ہی اُس جوان نے عرض کیا کہ ای
شہریار عالیوقار مین شہر الثریہ کا شاہزادہ ہون منصور شاہ میرا نام ہی انور شاہ بادشاہ شہر الثریہ کا فرزند ہون
اور شاہزادہ عالم و عالمیان نور الدہر عالیشان کے پاس سے آتا ہون یہ سنتے ہی امیر فرط مسرت سے کھڑے ہو گئے
اور اُس جوان کو گلے سے لگا لیا کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا منصور شاہ سلام کر کے اُس کرسی پر بیٹھ گیا امیر نے فرمایا کہ
ای منصور شاہ جلد حال نور الدہر کا بیان کرو منصور شاہ نے کل کیفیت شاہزادہ والا قدر کی بیان کی اور نہایت

ای شہریار عالیوقار شاہزادہ عالیجاہ بہت قریب آگئے ہین مجھے حکم ہوا ہی کہ مین پہلے جاکر خبر نورالدہر والا قدر کے آنے کی
عرض کرون یہ سنتے ہی امیر باتوقیر نے دوبارہ اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای منصور شاہ حقتعالے جلشانہ تیری عمر دراز
مین برکت دے کیا مژدہ جان بخش اور روح افزا اس وقت تو نے سنایا ہی بعد اُسکے بدیع الزمان عالیشان اُٹھکر
بغلگیر ہوے بعد اُسکے اسد نے معانقہ کیا پھر تو ایک ایک سردار اپنی اپنی جگہ سے اُٹھتا تھا اور منصور شاہ سے معانقہ
کرتا تھا پیشانی کے بوسے لیتا تھا تا اینکہ منصور شاہ گھبرا گیا امیر نے فرمایا کہ بھائیو اب بیٹھنے بھی دو کہ یہ باتین یہ سنکر لوگ
ساکت ہوے امیر نے طبل شادیانی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت نقارہ شادمانی پر چوب پڑی داراب نے عرض کیا کہ ای
امیر کشورگیر آنا مبارک ہوا کہ خبر صحت نورالدہر عالیقدر کی پہونچ گئی اور آپ خوش و مسرور ہوے حقتعالی مبارک کرے
امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ہان داراب سچ ہی خدا تمھین بھی مبارک کرے لہذا اُسکے خواجہ زادون کو بہت کچھ انعام و اکرام
دیا منھ اُنکا موتیون سے بھر دیا سب کے سب کمال خوش و مسرور ہوے ملکہ قہرچہر تو دمبدم آکر دیکھتی ہی تھی اگلی مرتبہ
جو آکر دیکھتی ہی تو پایا تو ماتم ہو رہا تھا اب آوازہ خوشی بلند ہونے لگا طبل شادمانی کی آواز آنے لگی ہر چہار طرف ناچ اور راگ
رنگ نظر آیا حیران ہوکر خواجہ عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ معرکہ کیا ہی ابھی تو صداے ماتم بلند تھی ہر ایک رو رہا تھا
آنسوون سے منھ دھو رہا تھا دفعۃً آوازہ خوشنودی بلند ہونے لگا طبل شادمانی بجنے لگا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ خدا کا
شکر کرو معلوم ہوتا ہی کہ خبر نورالدہر کے آنے کی ملی ہی اس سبب سے شور تہنیت بلند ہی یقین ہی کہ کل تک وہ شہریار بھی
آجاے ملکہ قہرچہر نے کہا کہ خواجہ تمھارے منھ مین گھی شکر خدا ہمچنین کند ای خواجہ انشاءاللہ اُسے صحیح و سلامت دکھاے تو
دل کو چین آے خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ اب تم یقین ہی جانو کہ نورالدہر آہی پہونچا ہی اور صحیح و سلامت ہی مین تو
کہتا ہی تھا کہ یہ اولاد صاحبقران ہی کیسے ہی سخت مصائب مین مبتلا ہو مگر پھر صحیح و سلامت رہتی ہی کوئی گزند اُنکو نہین
پہونچتا فضل خدا ہر وقت شامل حال رہتا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور وہان اسد غازی بارگاہ سے نکلکر چپ
گھوڑے پر سوار ہوکے نورالدہر کی خدمت مین روانہ ہوا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی صورت دیکھتے ہی نورالدہر
اور اسد دونون مرکبون سے اُتر پڑے اور بغلگیر ہوے اسد قدمون سے نورالدہر کے لپٹ گیا نورالدہر نے سر
اُسکا قدمون سے اُٹھاکر چھاتی سے لگا لیا اور حکم دیا کہ آج خیمے ہمارے یہین نصب کرو بموجب حکم اُسی وقت خیمے نصب ہوے
لشکر اُتر پڑا نورالدہر اسد کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنے خیمۂ خاص مین داخل ہوا نورالدہر نے اپنی کیفیت مجملاً بیان کی
اسد نے اپنی کیفیت مختصراً گذارش کی ایرج کا حال عرض کیا کہ بھائی صاحب مین نے سنا تھا کہ اس بزاز بچے نے حضور کے
دشمنون پہ کوڑا مارا تھا تو اُسکے عوض مین نے اُس مردود کو گرفتار کروا کے اسقدر کوڑے لگاے کہ بند بند اُسکا شق ہو گیا
نورالدہر نے کہا کہ بھائی مجھے مطلق خبر بھی نہین ہوئی کہ کسنے کوڑا مارا ایرج نے کیا حرکات ناشائستہ کی مین تو ایسا بیخود
و مدہوش ہو گیا تھا کہ اپنے آپ کی خبر نہ تھی خیر جو کچھ تمنے کیا خوب کیا اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب مین نے تو کوئی
دقیقہ اُسکی ہلاکت کے لیے باقی نہین رکھا مگر یہ کہیے کہ زندگی تھی جو بچ گیا یہ باتین اسد اور نورالدہر مین ہو رہی تھین
کہ شاہزادہ بدیع الزمان بھی پہونچ گئے شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان کی صورت دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اُٹھکر دوڑا اور سلام کرکے
باپ کے قدمون پر سر رکھدیا بدیع الزمان نے سر اُسکا قدمون سے اُٹھاکر چھاتی سے لگا لیا اور دونون باپ بیٹے خوب گلے لگکر
روے بعد اُسکے نورالدہر نے عرض کیا کہ قبلۂ کعبہ مین تو خود ہی حاضر ہوتا تھا آپ نے کیون زحمت و تکلیف گوارا فرمائی
بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا محبت پدری نے جوش مارا صبر نہ ہو سکا دل نے نہ مانا ای بیٹا تمھین کہین کا نہ رکھا اگر دو چار روز
اور نہ آتے تو ہم بالکل تمام تھے اور ہمشیر تمھاری اس پاجی بزاز بچے محسن کش نے زیادتیان کین وہ تو کہین میرے ساتھ وہ سلوک کرتا

کہ خیر میرا ہی دل مزے اُٹھاتا ہے نور الدہر نے کہا کہ خیر حضور دیکھا جائیگا وہ مردود جاتا کہاں ہے دیکھیے تو کیسی سزا سے معقول
دیتا ہون کہ عمر بھر یاد کرے الغرض شب بھر تو وہین قیام کیا صبح کو کوچ کرکے خدمت امیر کشور گیر مین روانہ ہوئے ادہر پہلوان
ایرج بھی نور الدہر کی سواری دیکھنے کے لیے سر حد لشکر پر آکے کھڑا ہوا اب کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ یکایک ایک
شق گرد و غبار کا سامنے سے نمایان ہوا کہ جسنے سپہر دوار کو تیرہ و تاریک کر دیا جب وہ گرد شق ہوئی تو پہلے سات سو
علمہاے زرفشان کہ جنکے عکس سے آفتاب شرمندہ پھر رہے تمام مرصع کار علمداران مرصع پوش ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے
کہ جنپر جھولین مرصع کار پڑی ہوئی تھین پیدا ہوئے اور کمال زرق برق سے نکلگئے بعد اُسکے [illegible]
قیچیان بالون کی نقل کے ڈھولے نفیر کی آواز بلند ہوتی ہوئی سامنے سے گذر گئے بعد اُسکے سقے پا سر کی انگلیان
باندھے ہوئے گلاب اور کیوڑہ پانی مین ملا کر چھڑکتے ہوئے نمودار ہوئے اور پیچھے سواران زرین پوش زرین کمر
مرکبان تازی و ترکی پر سوار و دو سائیس طلائی باگ ڈورین اور چنوریان ہاتھون مین لیے ہوئے ہر ایک گھوڑے
کے ساتھ ساتھ خاصبردار خاصیان کاندھون پر رکھے ہوئے سرخ پگڑیان سرون پر بندھی ہوئین سر سے تحت الحنک
کے چھوٹے ہوئے نمودار ہوئے بعد اُسکے دیکھا کہ نور الدہر عالیقدر ایک مرکب صبا رفتار و شبدیز خرام زرین پوش
پر سوار سعادت شاہ اور انور شاہ آگے آگے سواری کا انتظام کرتے ہوئے اور ایرج تاج بخش داہنی جانب اور
عفریت دیوانہ بائین جانب جلوداری مین حاضر باشوکت تمام بعظمت و جبروت مالا کلام مع اسد غازی اور
بدیع الزمان دکھائی دیا ایرج یہ شوکت و عظمت و جلالت دیکھکر متحیر ہو گیا اپنے دل مین کہتا تھا کہ معلوم نہین نور الدہر
کو یہ عظمت و شوکت کہان سے میسر آئی اور اُدھر ملکہ قمر چہر نے جو یہ جلوس سواری کا دیکھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ دیکھو تو
یہ کسکی سواری آتی ہے خواجہ نے جھک کر یہ آمد سے جو دیکھا فرط مسرت سے اُچھل پڑا ملکہ قمر چہر سے کہا کہ اے ملکہ جلد سجدہ
شکر کرو نور الدہر آپہونچا ملکہ نے اُسی وقت سجدہ شکر کیا اور جلدی سے منہ دھو کر جہان سے نور الدہر کو دیکھا کرتی تھی آکر
بیٹھی کہ اس اثنا مین نور الدہر کی سواری بھی قریب آگئی جیسے ہی ملکہ کی آنکھ نور الدہر پر پڑی بے قابو ہو کر بلائین لینے لگی
اور نور الدہر بھی انکھیون سے دیکھکر مسکرا دیا اگرچہ نکہ باپ ساتھ ساتھ تھا اس سبب سے ادہر نہ دیکھ سکا مگر پانی کے بہانے
ٹھہر گیا اور اسد سے اشارہ کیا کہ تم طہماس اور بدیع الزمان کو لیکر آگے بڑھو مین آتا ہون اسد طہماس اور بدیع الزمان
کو لیکر آگے بڑھ گیا دونون عاشق و معشوق ایک دوسرے کو دیکھکر شاد ہوئے اشارون مین باتین ہونے لگین بڑی دیر
تک نور الدہر وہان کھڑا رہا آتش ہجر کو آنسوون سے بجھایا کیا دونون کا ایک حال تھا وہ دعا دیتی تھی یہ صدقے ہوتا تھا
وہ کہتی تھی کہ اے آرام جان حزین واے صبر و قرار دل اندوہگین تمہارے بغیر تو مین کہین کا نہ رکھا تھا اگر دو چار روز اور نہ آتے تو
ہمارا کام تمام تھا اے شاہزادے تمھاری آتش ہجر نے تو دل کو پھونک دیا جگر کو کباب کر دیا شاہزادہ کہتا تھا کہ اے ملکہ خدا
میری کچھ خطا نہ تھی امور تقدیری اور گردش زمانہ سے مجبور ہو گئے ہمپر بھی وہ وہ مصیبتین گذر گئین اور وہ وہ حالات
گذر گئے کہ اب جنکے بیان کرنے سے شعلے نکلتے ہین اور زبان جلتی ہے مگر ہزار شکر ہے خدا کا کہ پھر صحیح و سلامت تمکو آکر دیکھ لیا
اے ملکہ خدا تمکو صحیح و سلامت رکھے کہ تمھاری زندگی سے میری زندگی وابستہ ہے ہر وقت اور ہر لحظہ دل سے یہی کہتا تھا
کہ خداوندا یہ سب مصائب آسان ہین اگر انکا انجام ملکہ قمر چہر کا دیدار ہو خدایا اس سے [illegible] وہ سختی ہو تو وہ بھی سہل ہے
جو دیدار یار میسر ہو جائے غرض جب خوب اشارہ اشارا ہو چکا اور راز دل اشارون مین ادا ہو چکے تو نور الدہر خدمت
صاحبقران مین حاضر ہوئے اور سلام کرکے قدمون پر گر پڑے امیر نے سر نور الدہر کا قدمون سے اُٹھا کر چھاتی سے لگایا
پیشانی پر بوسہ دیا استفسار حال کیا نور الدہر نے کل حال ابتدا سے انتہا تک گذارش کیا بعد اُسکے سعادت شاہ و انور [illegible]

وایرج تاج بخش وغیرہ جو نورالدہر کے ساتھ تھے انکو قدمبوس کرایا امیر نے سبھون سے معانقہ کیا مزاج پرسی کی نہایت
عطوفت اور شفقت سے پیش آئے سبھون کا حال استفسار کیا نورالدہر نے سب کی حقیقت حال سے مطلع کیا ابھی یہان
یہ باتین ہو رہی تھین کہ اسی اثنا مین تورج ماہ پرست بمعیت چار لاکھ سوار کے صیقول اور عیقول کو لیے ہوئے آیا اور سامنے
ہشت منظر کے مقام کیا اور حقیقت اسکی یہ ہے کہ عیقول ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر دیوانہ ہو گیا تھا تورج ماہ پرست
اُسے غل و زنجیر مین گرفتار کر کے ملکہ قمر چہر کے لینے کے لیے آیا ہی عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایک اور دیوانہ موجود ہوا
سمجھا کہ یہ بھی ملکہ قمر چہر کے عشق مین مبہوت ہو گیا ہی اور کوئی شخص فوج لیکر اس دیوانے کو اسکی معشوقہ سے ملانے آیا ہی تو
یہ سوچ کر ملکہ سے کہا کہ لو ملکہ ایک اور چاہنے والے تمھارے پیدا ہوئے بفضل الٰہی اب آپ کے عشاق کی تعداد دن
بڑھتی ہو رہی ہی اب کیا ہی ملکہ نے کچھ تیوری چڑھا کر کہا کہ ناخواجہ تمھین تو ایسی دل لگی نہ چاہیے خواجہ نے کہا کہ نہین ملکہ
تمھارے سر کی قسم مین سچ ہی کہتا ہون دل لگی نہ سمجھو اور جو تمھین یقین نہ ہو تو تم خود ایک ذرا اُچک کر دیکھ لو یہ سنکر ملکہ برآمدے
پر آئی اور جھانک کر دیکھنے لگی جب نظر ملکہ کی عیقول پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص غل و زنجیر مین گرفتار مبہوت اور مخبوط
بیٹھا ہوا ہی ملکہ نے اُسے دیکھکر خواجہ سے کہا کہ واہ خواجہ واہ اسی کو تم کہتے تھے کہ اس بندی کا چاہنے والا پیدا ہوا ہی
ای خواجہ مین تو کبھی اس صورت کا جانور بھی نہ پالون اور علاوہ اسکے اس ایسے دو لاکھ اور دو کروڑ ہون تو نقش پاے
نورالدہر پر نثار کرتی ہون مین تو لاکھ جان سے نورالدہر کے قدم پر نثار ہونا فخر سمجھتی ہون خداوند عالم سوا
نورالدہر کے کسی اور کے پہلو مین بیٹھنا نصیب نہ کرے حق سبحانہ تعالیٰ ایک جان بت نورالدہر کی ہزار جانین
عنایت کرے مجھکو سوا اُس عالی خاندان کے اور کسی سے کام نہین ہی ای خواجہ خدا اُس دن کو پیچھے زمین کا پیوند کرے
جس دن اور کسی کا پہلو دیکھنا پڑا ہو خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ جب تک سلامت زندہ ہون مجال ہی کسی کی جو تمھاری طرف نظر
اُٹھا کر دیکھ بھی سکے حق سبحانہ تعالیٰ بہت بہار نورالدہر کے پہلو مین تمھین بیٹھنا نصیب کرے ملکہ نے کہا کہ خواجہ تمھارے
منھ مین گھی شکر ای خواجہ اب ہم مین تاب مفارقت باقی نہین ہی اور صدمہ ہجر اُٹھانے کی تاب نہین ہی اب کہین جلد اس
دیو حرامزادے کو مار کر مجھکو نورالدہر سے ملا دو عمرو نے کہا کہ ملکہ دو چار روز اور صبر کرو مین اس دیو کا کام تمام کیے
دیتا ہون اسکا مار ڈالنا کچھ بات نہین ہی مگر کل امر مرہون باوقاتہا یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور ادھر
کیوان فلک رفعت کو نورالدہر کے آنے کی خبر ہوئی اُسی وقت مع فوج و لشکر سوار ہو کر خدمت امیر گیتی گیر
مین روانہ ہوا امیر باتوقیر نے کیوان فلک رفعت کے آنے کی خبر سنکر سرداران لشکر کو استقبال کے واسطے روانہ کیا
وہ سب جا کر بعزت و حرمت تمام کیوان فلک رفعت کو خدمت امیر باتوقیر مین لائے کیوان نے نہایت ادب
سے سلام کر کے قدوم میمنت لزوم صاحبقران کو بوسہ دیا امیر باتوقیر نے معانقہ کر کے جواہر نگار کرسی بیٹھنے کو دی
اور پوچھا کہ ای کیوان یہ کیا غلغلہ ہی کیا ہنگامہ ہی کہ ہزاروں عشاق ملکہ قمر چہر جمع ہین آخر تم تو اپنے دل کی بات کہو
کہ آخر اپنی بیٹی کو کسکے ساتھ منسوب کیا ہی اور کسکی طرف نظر ہی کیوان نے کہا کہ حضور تمام زمانہ جمع رہے اور ساری خلقت
امنڈ آئے مگر مجھکو کیا مین تو قمر چہر کو شاہزادہ نورالدہر کی کنیزی مین کب کا دے چکا جس وقت ایرج یہان آیا تو
اُس وقت اُسنے مجھے گرفتار کر کے جبراً قہراً اقرارنامہ لکھا لیا مین نے بخوف جان اقرارنامہ لکھدیا اور اگر یہ امر بخوف
جان نہ ہوتا تو جب قبل میرے گرفتار کرانے کے ایرج نے میرے پاس پیام بھیجا تھا کہ ای کیوان ملکہ قمر چہر کو حامد بن
جمشید زنگی کے ساتھ منسوب کردے جبھی مین اقرار کر لیتا حضور مین اپنے کو ایک ادنیٰ غلام اور قمر چہر کو ادنیٰ کنیز
شاہزادۂ نورالدہر کی جانتا ہون مجھے اور کسی سے کیا غرض ہی یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ ای کیوان اب تم دین اسلام

قبول کرو کیوان نے کہا کہ حضور خادم تو مدت سے اسلام لا چکا ہے اور اسلام کا حلقہ بگوش ہو چکا ہے جس وقت قمر چہر کو شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ منسوب کیا تھا اُس وقت سے ایمان اطلاع ربعیت کر دی تھی یہ سُنکر امیر نے فرمایا کہ اے کیوان تیرے اعتقاد اور دانش پر لاکھ لاکھ آفرین ہے اور اُسی وقت شربت منگوا کر کیوان فلک رفعت کو پلوایا اور طبل شادمانی بجوایا بعد اُسکے فرمایا کہ سنو اے کیوان میں صاحب الضیافت ہوں ہرگز راہ عدالت سے کنارہ کشی نہ کرونگا تمھاری مرضی تو میں نے دریافت کر لی اب اصل میں صاحب معاملہ قمر چہر ہے اُسکی خوشنودی کا استفسار ضرور ہے اگر وہ بھی راضی ہے تو پھر سبحان اللہ یہ کہکر ہرکاروں سے حکم دیا کہ اسی وقت جا کر سب لشکروں میں خبر کر آؤ کہ جس کسی کو عشق ملکہ قمر چہر کا ادعا ہو وہ صبح کو سامنے قصر ہفت منظر سلیمانی کے آئے اور میں بھی نور الدہر کو لیکر آؤنگا دیکھوں کہ ملکہ کسکی طرف مائل ہے جسکی طرف ملکہ مائل ہو اُسی کا عشق سچا ہے اور وہی ملکہ کا دعویدار ہے اور باقی سب لا دعوی اور کاذب اور لاغی ہیں یہ حکم حکام قضا شیم سُنکر اُسی وقت ہرکارے روانہ ہوئے اور بہت جلد جلد جا کر فرمان اجابا اذعان امیر حمزہ صاحبقران ہر ایک لشکر میں پہونچا آئے یہ حکم سُنتے ہی ہر لشکر میں ایک کھلبلی سی پڑ گئی کہ دیکھیے اس امتحان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور دعوی العشق میں کون سچا نکلتا ہے غرض تمام شب اسی کشمکش و پیچ میں گذر گئی علی الصباح حامد بن حمید زنگی بجمعیت ایرج نوجوان اور ناہید اختری بجمعیت خورشید ستارہ پرست اور عیقول شاہ بجمعیت نورج ماہ پرست اور کشور شاہ بجمعیت داراب کشور کشا اور نور الدہر بلند قدر ہمراہ امیر گیتی ستان سامنے ہفت منظر کے مجتمع ہوئے اور اور جو عشاق فقیر بنے ہوئے مدتوں سے بیٹھے ہوئے تھے وہ تو موجود ہی تھے اُنکا کیا ذکر ہے لیکن سب سے زیادہ حامد بن حمید کی ہیئت قابل دید تھی وہ سیاہ سیاہ رنگت زرد زرد آنکھیں بھوؤں سے بھوئیں بالکل دو دانت مانند گراز کے مُنھ سے باہر نکلے ہوئے ہاتھ پیپل کے ڈالے ٹانگیں جیسے دو ستون چھاتی جیسے کچھ کا چبوترا ناک جیسے ورزنت کا تھنہ بال باہر نکلے ہوئے بو ایسی بد دہن سے آتی ہوئی غرض جس شخص کی آنکھ حامد بن حمید زنگی پر پڑتی تھی وہ ایک عجیب نگاہ حیرت سے دیکھکر ایرج کی حماقت پر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ ایرج کو کیا حماقت سوجھی ہے جو ایسے قطعہ دار کو لیکر ملکہ قمر چہر کے لیے آیا ہے غرض جب ملکہ قمر چہر صبح کو سو کر اُٹھی اور دلو قلیاس غمگسار کو چلا گیا تو عمرو نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ آج کے واقعے کی خبر بھی ہے ملکہ نے کہا کہ کیا کچھ بیان تو کرو عمرو نے کہا کہ ملکہ آج صاحبقران نے سب کو جمع کیا ہے اور تمھارا امتحان ہے کہ ملکہ کس سے مانوس ہے جسپر ملکہ مائل ہو وہی قمر چہر کا مالک ہو ملکہ نے کہا کہ خواجہ اچھی بات ہے یہ جھگڑا تو مٹ جائیگا اور ہم تو مُنھ سے کہہ چکے سو کہہ چکے ہیں سوائے شاہزادہ نور الدہر کے اور کسی سے کام نہیں ہے یہ کہکر اُٹھی اور نہا دھو کے ایک سادا سا جوڑا پہنکر انیسوں سے کہا کہ دیکھو تو کیا مجمع ہے انیسیں گئیں اور جا کر دیکھا تو ایک بڑا جماؤ تھا آکر ملکہ سے کہا کہ حضور ایک عالم جمع ہے تمام خلقت خدا امیدوار ہے ملکہ نے کہا کہ شاہزادہ نور الدہر کس طرف ہے انیسوں نے عرض کیا کہ حضور وہ شہریار جس طرف کھڑا ہوتا تھا اُسی طرف کھڑا ہے یہ سُنکر ملکہ قمر چہر اُٹھی اور جس طرف نور الدہر کھڑا تھا اُسی طرف کا دروازہ کھولکر کرسی بچھا کر آ بیٹھی شاہزادہ تو انتظار میں کھڑا ہی تھا دریچے کے وا ہوتے ہی ہزار جان سے تصدق ہونے لگا اشاروں میں باتیں ہونے لگیں نور الدہر نے کہا کہ ملکہ آج تمھارا امتحان ہے سارے عشاق مجتمع ہیں ملکہ نے کہا کہ ہونے دو مجھے سوائے تمھارے کسی سے سروکار نہیں ہے ان باتوں سے سب کو معلوم ہو گیا کہ ملکہ قمر چہر کو سوائے نور الدہر کے اور کسی طرف میلان نہیں ہے سب کے سب مایوس و ناامید ہو کر پھر گئے مگر ایرج ہنسنے پر مستعد ہوئے یہ کہتا ہوا پھرا کہ اگر میری جان میں جان ہے اور میں زندہ ہوں تو ملکہ کو حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کرونگا جب سب کے سب چلے گئے نور الدہر بھی پھر کر داخل لشکر صاحبقران ہوا اور ہرکاروں نے ایرج کو خبر دی کہ کیوان فلک رفعت بارگاہ حمزہ صاحبقران

موجود نہیں اور اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھے کسی سے کوئی مطلب نہیں ہے میں نے قمر چہر کو نور الدہر کے ساتھ منسوب کردیا
اور وہ کل شربت بھی پی چکا بس یہ خبر سُنتے ہی کہا کہ ہاں وہ مردود مجھسے اقرار کرکے اور اقرار نامہ لکھکر منکر ہو گیا دیکھو تو کیسی
سزا دیتا ہوں اسکے کیا معنی کہ قمر چہر کو اُس روز حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کر چکا ہے نوشتہ مہر بمہر میرے پاس موجود
ہے آج حمزہ کے یہاں شربت پیا اپنی بیٹی کو چار چار خصم کروائیگا یہ کہکر سوار ہوا اور مانند شعلہ جوالہ کے بارگاہ سلیمانی
میں پہونچا امیر نے تعظیم کرکے جواہر نگار کرسی پر بٹھایا جام شراب ساقی نے ایرج کو دیا دماغ اسکا بادۂ ناب سے
گرم ہوا اُس وقت ایرج نے کہا کہ میں آپ سے فقط پوچھنے آیا ہوں کہ کس ملت و مذہب میں یہ روا ہے کہ جس عورت
کو ایک شخص کے ساتھ منسوب کردیا ہو اور وہ شخص منسوب الیہ بقید حیات ہو تو اُس عورت کو دوسرے کے ساتھ منسوب
کریں یہ سُنکر امیر بالتوقیر نے فرمایا کہ ای ایرج مجھسے اس امر کا استفسار بیکار ہے کیوان فلک رفعت موجود ہے اُنہی
سے پوچھو کہ وہ مالک و مختار ہے جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے مجھے اس امر میں دخل نہیں ہے اور کیوان سے
کہا کہ ای کیوان خبردار ڈرنا نہیں جو کچھ راست راست ہو اور جو امر فی الواقع ہوا ہے بیان کرو ایرج کیوان کی
طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ای کیوان سچ سچ کہہ کہ تو نے ملکہ قمر چہر کو کسکے ساتھ منسوب کیا ہے کیوان نے کہا کہ تمہیں اس امر سے
خوب واقف ہو مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے یہ سُنکر ایرج بہت برہم ہوا اور آنکھیں نکالکر کہنے لگا کہ یہ کیسی پھیروان
بات کہتے ہو صاف صاف نہیں بیان کرتے یہ سُنکر اسد نے کیوان سے کہا کہ ای کیوان تم ڈرتے کیوں ہو یہ بارگاہ
صاحبقران ہے یہاں کوئی کسی پر زیادتی نہیں کرسکتا کیا مقدور ہے کسی کا کہ کوئی کسی کو آزار پہونچا سکے تم صاف صاف
کیوں نہیں کہتے اُس وقت کیوان نے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای ایرج سُنو حقیقت حال یہ ہے کہ میں نے پہلے ہی قمر چہر
کو برضا و رغبت شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان کے ساتھ منسوب کردیا تھا انہیں حجت و بحث کس
امر کی ہے جب تمنے مجھپر جبر کیا اور زیادتی کی تو میں نے بخوف جان یہ کہدیا تھا کہ بلکہ قمر چہر کو میں نے حامد بن حمید کے ساتھ
منسوب کیا اور اسی طرح بمجبوری نوشتے پر مہر بھی کردی تھی خوشی خاطر سے یہ امر نہیں کیا تھا اب میں صاف صاف
کہے دیتا ہوں کہ مجھے مطلق کسی سے سروکار نہیں ہے قمر چہر کو تو میں نور الدہر کی کنیزی میں دے چکا یہ سُنکر امیر نے فرمایا
کہ ای ایرج اب تمنے سُن لیا یہ عورت کا مقدمہ ہے کوئی کسی پر جبر نہیں کرسکتا جب وہ دل راضی تو کیا کریگا قاضی اور
اگر وہ دل نا رضامند ہیں تو بادشاہ ہفت کشور کیا کرسکتا ہے اسی لحاظ سے میں نے خود کوئی امر نہیں کہا کیوان کے منہ سے
خود سُنو اب بس ایرج یہ سُنتے ہی پیچ و تاب کھاکر اُٹھا اور کیوان سے کہا کہ خیر ای کیوان سمجھا جائیگا تو جاتا کہاں ہے اور
بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا جب داخل بارگاہ ہوا تمام حال حامد بن حمید زنگی سے بیان کیا حامد نے کہا کہ
ای ایرج نوجوان ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ اسقدر پیچ و تاب کیوں کھاتے ہیں اور اپنے دل کو اسقدر کاہش
میں کیوں ڈالتے ہیں قمر چہر کیوان کے اختیار میں نہیں ہے قمر چہر تو دیو قلیاس کے قبضے میں ہے جو دیو کو مار یگا یا گرفتار کریگا
وہی قمر چہر پر قابض ہوگا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ بیشک تم سچ کہتے ہو اب ہم اسی کی فکر کرینگے مگر شاپور شیر دل سامنے
کھڑا ہوا تھا اُس سے بلاکر کہا کہ ای شاپور کیوان فلک رفعت اپنی بیٹی کو حامد بن حمید زنگی کے ساتھ منسوب کرکے مکر گیا ہے
جس وقت شیر آفتاب چلے اور ... اُس وقت کیوان کو گرفتار کر لا شاپور نے کہا کہ بہت مناسب میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکر اُسی وقت
روانہ ہوا کہ اس اثنا میں ابر گندہ بہار آسمان پر چھایا ایرج بھی سیر و شکار کو روانہ ہوا اور اُدھر شاپور شیر دل عیار
نور الدہر کی صورت بنکر کیوان کے خیمے میں آیا اور کہا کہ ای کیوان میں نور الدہر کا عیار ہوں نور الدہر نے آپ کی
کھانا ... کے واسطے مجھے بھیجا ہے ... کیوان فلک رفعت بہت خاطر سے پیش آیا جب فلک رفعت سوار ہا تو پہلے اسنے

پاسبانون کو کچھ میوہ کھلا کر بیہوش کیا بعد اُسکے کیوان فلک رفعت کو دارو سے بیہوشی دیکر بیہوش کیا اور بیاد عیاری
مین پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر لادکے راہی ہوا صبح کو یہ خبر نورالدہر عالیقدر کو پہونچی کہ رات کو شاپور شیردل کیوان کو
چرا لیگیا نورالدہر یہ کلمہ سُنتے ہی آگ بھبوکا ہو گیا اور کہا کہ یہ کب ہو سکتا ہی کہ وہ آفتاب پرست ناحق کیوان فلک رفعت
کو ذلیل کرے اور ایک ادنیٰ عیار اُسے پکڑ لے جاے اور ہم چُپکے بیٹھے سُنا کرین ہم ابھی جا کر کیوان کو لیے آتے ہین اِس
آفتاب پرست نے اب بہت سر اُٹھایا ہی کیوان کو چھڑا لاؤن تو پھر اسکو سزا دونگا یہ کہکر مرکب صبا رفتار پر سوار ہو
اور لشکر ایرج کا راستہ لیا جب یہ خبر اسد کو پہونچی تو وہ بھی فوراً پیچھے پیچھے روانہ ہوا اسد کے جانے کے بعد خورشید
ستارہ پرست کو یہ حال معلوم ہوا وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف راہی ہوا بعد روانگی خورشید داراب کو یہ
خبر معلوم ہوئی کہ نورالدہر کے پیچھے پیچھے خورشید ستارہ پرست گیا ہی وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا
ایرج تو شکار پر چلا گیا ہی لقا اور مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ بیٹھے ہوے ہین کہ شاپور شیردل پشتارہ بدوش
پہونچا مالک بن ملکوت شاہ نے پوچھا کہ کیون شاپور کیوان کو لایا شاپور نے عرض کیا کہ حضور حاضر ہی لیجیے اور
یہ کہکر پشتارہ کیوان کا سامنے رکھدیا مالک بن ملکوت نے شاپور سے کہا کہ ای شاپور شیردل اس سرکار دوربین کو ہوش
مین لا اُسی وقت شاپور نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا کیوان ہوش مین آیا آنکھ کھولکر دیکھا کہ بارگاہ ایرج مین مجلس کفار
آراستہ ہی متحیر ہوا کہ خواب ہی یا بیداری دفعتہً شاپور شیردل پر نظر پڑ گئی دیکھا کہ وہ سامنے کھڑا ہوا ہی اُسے دیکھکر یہ خیال
گذرا کہ اِسی باعث ایرج بے ملعون گرفتار کرلایا ہی خیر چپکا ہو رہا اُٹھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا مالک بن ملکوت شاہ
نے کہا کہ ای کیوان تیری لیاقت اور حمیت سے یہ دورنگی بہت بعید تھی جو تو نے اختیار کی ہی ارے تیری حمیت کو کیا ہو گیا تھا
یہ کونسی غیرت اور حمیت تھی کہ تو نے اپنی بیٹی حامد بن حبیب کے ساتھ منسوب کرکے اور نوشتہ پر مہر کرکے حمزہ کے خوف
سے مُکر گیا اور کہدیا کہ مین نے نورالدہر کے ساتھ منسوب کردیا اگر اب تو آیا وہ مرگ اور مہیاے قضا ہو جا ایرج آ لے
تو تجھے قتل کرے یہ سُنکر کیوان نے کہا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ جب تک میری حیات مستعار بفضل اللہ باقی ہی اُس وقت
تک تو کیا ہی اور ایرج کیا ہی اُسکی کیا مجال ہی اور تیری کیا طاقت و قدرت ہی کہ ایک رُوان بھی میرا میلا کر سکے ارے
تو مجھے سمجھا کیا ہی تنہا سمجھکر مجھے دباتا ہی تو مین بفضل خدا تنہا نہین ہون ابھی میرے بڑے بڑے حامی اور معین موجود ہین کہ اگر
کوئی میری طرف آنکھ بھی ٹیڑھی کرے تو آنکھ نکال لی جاے تو ہی کیا مردود یہ سُنکر بختیارک نے کہا کہ ای کیوان بہت
سچ ہی اور ایک سر مو فرق نہین ہی بیشبہ تمہارا ابھی کوئی نہین بیکا کر سکتا واقعاً ان سب کی کوئی حقیقت نہین ہی
یہ سُنکر مالک بن ملکوت نے کہا کہ کیا خوب یہ کیا کہا مثل کہ ہم اسکا کچھ نہین کر سکتے بختیارک نے کہا کہ مین نے کچھ منہ دیکھی
لگی سے نہین کہا ہی واقعی تم اسکا کیا بنا سکتے ہو اور تم تو کیا بنیاد اور کیا حقیقت رکھتے ہو دیو و پری ہفت سر تو اسکا کچھ بنا
نہین سکتا زیادہ بکنا یان نہین اچھی ہوتی ہین یہ سُنکر مالک بن ملکوت نے کہا کہ ارے کوئی حاضر ہی مارو اِس پاگل کو
اسکی حقیقت کیا ہی لوگ دوڑے تھے کہ یکایک ایک شور اور ہنگامہ بلند ہوا کہ شاہزادہ نورالدہر بے تحاشہ گھوڑے
کی باگ اُٹھاے ہوے بارگاہ کی طرف چلا آتا ہی جسکو اپنی جان پیاری ہو ہٹ جاے کہ یکایک نعرہ شاہزادہ نورالدہر
کا بلند ہو کہ ای کافران دغا باز و ناحق کوشان حیلہ ساز جلد بیان کرو کہ کیوان فلک رفعت کو کون پکڑ لایا ہی اور
وہ کہان ہی جلد حاضر کرو اور ساتھ ہی اسکے اسد غازی کی آواز آئی کہ بھائی صاحب مین بھی آپہونچا چھوڑیے گا نہین
ان مکارون کو ان نعرہ ہاے کوہ شگاف کی آواز سُنکر شاپور اُسیوقت پوشیدہ ہو گیا اور کیوان کو چھپا دیا اتنے مین نورالدہر بارگاہ مین
مع مرکب داخل ہوا لقا کا تو گویا دم نکل گیا کانپ کانپ کر پکارا کہ ای شاہزادہ نورالدہر خوش آمدی وصفا آوردی یہ سُنکے

نورالدہر نے آواز دی کہ او خرس بادیۂ ضلالت چپ رہ کیا بکتا ہی تیری یہ خوشامدین مجھکو نہین بہکا سکتی ہین جلد
بتا کیوان فلک رفعت کو وہ کس طرف ہی اور نہین تو ابھی سمجھے تہ تیغ کرونگا لقا نے کہا کہ ای نورالدہر عالیقدر
تم مجھسے کیون برہم ہوتے ہو اور مجھپر کیون خفا ہوتے ہو میری کوئی خطا نہین ہی مجھے قسم ہی اپنی خدائی کی کہ مین نے کیوان کو
نہین منگوایا بلکہ مین اس مشورے مین بھی شریک نہ تھا شاپور شیردل حسب الحکم ایرج نوجوان اُسے گرفتار کرلایا ہی
اور وہ حاضر ہی آپ لیجائیے اس وقت نہ ایرج ہی نہ شاپور مجھے کیوان کے دیدینے مین کیا عذر ہی بختیارک نے کہا
کہ ای شہریار مین تو آپکا تابعدار ہون آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہو سکتا ہی مین کیوان کی مشکین کھولے دیتا ہون آپ
شوق سے لیجائیے اسد نے کہا کہ چپ رہ او خوشامد خورے زیادہ باتین نہ بنا جلد کیوان کو حاضر کر اور یہ کہکر تلوار کھینچکے
حامد بن حمید زنگی اور مالک بن ملکوت شاہ پر دوڑا اور نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کیوان کو لیکر چلیے
مین ان دونون کا کام تمام کرتا ہون یہ رنگ دیکھکر اُن دونون کے تو پیشاب خطا ہوگئے کیوان کو حاضر کیا مگر نورالدہر اسد کو
مانع ہوا کہ بھائی ہرگز ایسا قصد نہ کرنا صاحبقران سنینگے تو بہت خفا ہونگے بھائی ہر بات ہر موقع اور ہر وقت کے واسطے
مخصوص ہی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن + کہ جاہا سپر باید انداختن + اپنے کام سے کام ہی اسوقت کیوان
کو لیچلو آیندہ سمجھا جائیگا مگر کیوان کا یہ حال ہی کہ مارے خوشی کے رنگت سرخ ہوئی جاتی ہی پھولا نہین سماتا ہنسی
آئی جاتی ہی اور کہہ رہا ہی کہ ای شہریار یہی دونون حرامزادے مجھے دھمکاتے تھے اور ڈراتے تھے اگر انکو قتل نہ کیجیے تو
ناک اور کان تو انکے کاٹ ڈالیے کہ میرا دل ٹھنڈا ہوجاے اسد نے کہا کہ ہان بھائی صاحب مین بھی یہی چاہتا ہون
اگر مجھے حکم ہو تو مین انکے ناک اور کان کاٹ لون کہ ذرا تو دل ٹھنڈا ہو نورالدہر نے کہا کہ بھائی تمھاری بھی عجب باتین ہین
ہم منع کرتے ہین اور تمھین اثر نہین ہوتا اپنی ہی باجی بجاے جاتے ہو بہت دیوانہ پن اچھا نہین ہوتا چلو لیچلو اور کیوان کو
چھڑا کر اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ ایرج سے باہر آیا اور اُن کفار ستم شعار بدکرداران ناہنجار کے مرکب جو موجود تھے اُنھین
مین سے ایک مرکب پر کیوان کو سوار کرکے اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہوا قضا سے کار اتفاقات روزگار
زندانخانۂ لندھور کی طرف سے گذر ہوا اسد غازی نے آگے بڑھکر حال لندھور کا دریافت کرکے نورالدہر
سے کہا کہ بھائی صاحب چھوٹے نانا اسی مقام پر قید ہین اُنکو بھی چھڑا کر ہمراہ لیتے چلیے تو بہت مناسب ہی نورالدہر نے
کہا کہ بھائی اسد خوب یاد دلایا ازین چہ بہتر وہ شتر ضرور اُنھین چھڑا لینا چاہیے کیوان نے جو یہ کلمہ سُنا اُسکی تو جان
نکل گئی اور شاہزادہ نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار عالیوقار پہلے مجھے کسی مکان مین چھپا دیجیے مبادا کچھ پیچ پڑ
لڑائی جھگڑا ہو اور آپ عالم جنگ و جدال مین مجھے بھول جائین اور ایرج بدنہاد آ پہونچے تو مین تو کہین کا نہ
رہونگا وہ میرا دشمن جانی ہی کاہیکو زندہ چھوڑیگا یہ سُنکر شاہزادہ نورالدہر کو ہنسی آگئی اور کیوان فلک رفعت
سے مسکرا کر کہا کہ تم گھبراؤ نہین پریشان نہ ہو تم میرے ساتھ ہو کوئی تمھین اُنگلی نہ لگا سکیگا ایرج کے گھر سے تو
مین لے آیا اور یہان لاکر تمھین اُس پاجی کے سپرد کرونگا یہ کہکر در زندان پر جاکے زندانبانون سے کہا کہ تم سب
یہان سے ہٹ جاؤ کہ مین لندھور کو رہا کرکے لیجاؤنگا زندانبانون نے کہا کہ سُنیے تو سہی بھلا ہم اپنے آقا کو کیا
جواب دینگے آپ تو اس طرح حکومت سے کہتے ہین کہ گویا ہم آپ کے نوکر ہین یا آپ کے چچا کے لیاے ہے یہ لنگر اسی
یہان سے نہ ہٹینگے دیکھین تو کون ہٹا دیتا ہی بس یہ سُننا تھا کہ شاہزادہ نورالدہر کو غصہ آگیا تلوار دل عیار
گرا یہ دیکھکر اسد غازی نے بھی تلوار کھینچ لی اور تلوار برسانا شروع کی کچھ لوگ بھاگ گئے نورالدہر نے آپکی
شاہزادہ نورالدہر قفل زندان کو توڑکر اندر گیا لندھور فرط مسرت سے اچھل پڑا اور دیا ہا تو پہلے اپنے

قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر شاہزادہ نور الدہر کے لپٹ گیا شاہزادہ لندھور کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا اور گھوڑے
پر سوار کر کے اپنے ساتھ لیچلا شاپور شیر دل تو پہلے ہی کیوان فلک رفعت کے حال کا اظہار کرنے ایرج کے پاس
چلا گیا تھا اب دیو چہر عیار لندھور کا حال بیان کرنے ایرج کی خدمت میں روانہ ہوا اور یہاں ایرج مع دلیم شاطر گی
اور طراسپ مشغول صید افگنی تھا کہ اسی اثنا میں شاپور شیر دل پہونچ گیا تمام حال کیوان فلک رفعت کے گرفتار
کرلانے اور نور الدہر کے چھڑا لیجانے کا ایرج سے بیان کیا اور کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ہر مرتبہ میری محنت
یونہیں ضایع و برباد ہو جایا کرتی ہے میں ہر مرتبہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور آپ حکم دے کر غافل ہو جاتے ہیں
جب آپ نے مجھکو کیوان کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا آپ کو شکار کے لیے آنا کیا ضرورت تھا اور کیا فرض اڑا جاتا تھا
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای شاپور تمہاری شفقت اور محبت میں کوئی شک نہیں ہے مگر میں یہ تھوڑی ہی جانتا تھا کہ تم میرے
کہتے ہی چلے بھی جاؤگے اور آج ہی رات کو پکڑ بھی لاؤگے اگر میں یہ جانتا تو کاہے کو شکار کے لیے آتا اور علاوہ اسکے
یہ کارخانے قضا و قدر کے ہیں اسمیں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دیو چہر عیار بھی آپہونچا اور
اُسنے لندھور کے چھڑا لیجانے کا حال بیان کیا بس یہ سنکر ایرج بہت ہی برہم ہوا اور تاؤ پیچ کھا کر پشت دست
کو دانتوں سے کاٹ لیا اور باز شکاری جو ہاتھ میں تھا اُسے زمین پر دے مارا کہ وہ مر گیا اور کہا ارے یہ کیا قیامت
آگئی میرے آتے ہی یہ سب آفتیں برپا ہوگئیں کس گھڑی سے میں شکار کو نکلا تھا طراسپ نے کہا کہ ای شہریار
اگر میں بارگاہ میں موجود ہوتا تو نور الدہر یہ زیادتیاں نکرسکتا تھا کیوان فلک رفعت اور لندھور کو
لیجا سکتا تھا کیا مجال اور کیا طاقت یہ کہنا تھا ایرج نے کہا کہ ای طراسپ تم کہتے کیا ہو عقل تمہاری کس طرف ہے
تمہارا وجود ہی پیش نور الدہر کیا ہے وہ ایک بلا بے درمان آفت جہان و جہانیان ہے وہ کسی سے دبتا ہے اگر کچھ
دبتا ہے تو مجھسے شاپور نے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جلد چلیے اسلیے کہ وہ دیوانہ اسد بھی نور الدہر کے ساتھ
ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اور کچھ فساد برپا کرے حامد بن حمید اور مالک بن ملکوت شاہ کا تو وہ جانی دشمن ہے یہ سنکر ایرج
افسوس کنان اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب داخل بارگاہ ہوا تو مالک بن ملکوت اور حامد بن حمید نے کہا
کہ ای ایرج نوجوان تم اُس طرف چلے گئے اور یہاں پھر ایک آفت برپا ہو گئی اسد دیوانہ مارے ہی ڈالتا تھا
نور الدہر نے رحم کھا کر بچوا دیا نہیں تو لاش بھی ہماری تمہیں نہ ملتی ہر چند تمسے ہزاروں ہی مرتبہ کہا کہ تم اسطرح
ہنگام میں اول تو لشکر سے نکلکر کہیں جایا ہی نہ کرو اور اگر جایا بھی کرو تو کسی کو ہماری حفاظت کے واسطے چھوڑتے جایا کیجے
مگر تمکو کسی طرح خیال نہیں رہتا اور کبھی اس امر کی جانب تمکو توجہ نہیں ہوتی اب ایک روز دیکھ لینا کہ اس غفلت کا
انجام یہ ہوگا کہ ہم سب کا کہیں نشان بھی نہ پاؤگے معلوم نہیں کسکے ہاتھوں مارے جائینگے اور کیا انجام ہوگا اور
حامد بن حمید نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان مجھے تو اب آپ رخصت ہی کر دیجیے تو اچھا ہے ایک مرتبہ میں
گرفتار بلا ہو چکا تھا اور آپ سے کہدیا تھا کہ اب مجھے تنہا نہ چھوڑیے گا اسد میرا دشمن جانی ہوا اور آپ نے وعدہ کرکے
فراموش کر دیا آج تو میرا کام تمام ہی تھا وہ تو یہ کہیے کہ نور الدہر کو خود ہی کچھ رحم آگیا اس [illegible] بچگیا اب میں تو
عشق سے ہاتھ دھو یا عاشقی کو سلام کیا اب مجھے آزاد کیجیے ملکہ مہر چہر کا میرے ہاتھ آنا مشکل ہی کی بات [illegible]
جہان نور الدہر سا شخص عاشق ہو وہاں اور کسی کا گذر کجا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای حامد بن حمید زندگی باقی ہے تو تم
اور معاف کرو اب ایسی غفلت کبھی نہ سرزد ہوگی اول تو اب میں جاؤنگا نہیں اور جاؤنگا تو کافی بندوبست کرکے
جاؤنگا اور ای حامد بن حمید تم ہر طرح اطمینان رکھو اگر میری زندگی باقی ہے اور جان میں جان ہے تو میں مہر چہر کو تمہارے

پہلو میں بچھا دونگا یہ کہکر گیا کہتے ہوتا دم مرگ اس کوشش سے باز نہ آونگا اور اُسی آزردگی میں حکم دیا کہ طبل جنگ بجادو
بموجب حکم ایرج اُسی وقت نقارۂ رزمی پہ چوب پڑی ہرکاروں نے خبر اور لشکروں میں ابھی پہونچائی وہان بھی
نقارہ ہاے رزمی پہ چوبیں پڑیں رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی علی الصباح میدان داری ہوئی جس وقت
صفوف جدال وقتال آراستہ ہوچکیں اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو ایرج مرکب کو جھپکا کر عرصۂ کارزار میں آیا
مبارزطلبی کی عمرو بن رستم امیر باتوقیر سے رخصت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد تنگاورزی کے ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہے
اُسنے بیان کیا کہ ای ایرج آگاہ ہو میں چھوٹا بھائی ہون شاہزادہ خاورسپاہ کا عمرو بن رستم میرا نام ہے ایرج
نے کہا کہ ای خیرہ سر و بداندیش مجھکو شاہزادۂ خاورسپاہ سے کمال درجہ محبت ہے لیکن یہ نہیں چاہتا کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا جاے بہتر یہ ہے کہ تو میرے سامنے سے چلا جا کیون اپنے پاؤن سے تو لب اجل میں جاتا ہے اور لقمۂ موت ہوتا ہے
مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے عمرو بن رستم یہ سنکر کمال آزردہ ہوا اور کہا کہ او آفتاب پرست و ناحق کوش کیا
بکتا ہے بس زبان اپنی بند کر زیادہ دہن درازی اور یاوہ گوئی کا انجام بخیر نہیں ہوتا میدان جنگ باتین بنانے کا
مقام نہیں ہے صف کارزار میں آکر دوستی اور مروت کا کیا ذکر ہے اگر تجھے جنگ وجدل منظور ہے تو ہمین گرد ہمین میدان
اور اگر باتین بناتا ہے اور اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہے تو پھر جا اپنے خیمے کو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تجھکو
موت سے خطرہ نہیں ہے اور اپنے پاؤن سے جان دینے آیا ہے خیر تو جو مہر رکھتا ہو لا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہمارا یہ
دستور نہیں ہے کہ ہم تقدم کرین پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال ایرج نے کہا کہ خیر ہمارا تو دستور ہے یہ کہکر عمرو بن رستم
پر نیزہ مارا اُسنے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے سنان پر سنان اور بھالی پر بھالا پڑنے لگی طعنہ نشانات
شروع ہوئیں نیزے مانند بلبلون کے گتھ گئے چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوائی آخرکار ایرج نے نیزہ عمرو بن
رستم کا ہوائی کردیا عمرو بن رستم نے کھینچا کر تلوار ماری ایرج نے تلوار اُسکی رد کرکے جو اپنا وار کیا تو عمرو بن رستم
زخمی ہوا لوگ اُسے میدان سے اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارزطلبی کی علم شاہ چاہتا تھا کہ مقابلے کو نکلے کہ خورشید
ستارہ پرست مانع ہوا اور گھوڑے کو بڑھا کر مقابل ایرج ہوا ملکہ قمر چہر بھی منظر سے دیکھ رہی تھی عمرو سے
کہنے لگی کہ خواجہ اب کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ تم تماشا دیکھے جاؤ یہ سب آپس میں یونہیں لڑا کرتے ہیں ان سب میں
یہی طرح غضب ہوا کرتی ہے مگر شاہزادہ والا قدر والا تبار نور الدہر عالیوقار کو کچھ ضرر اور خوف نہیں ہے تم ہر طرح سے
اطمینان رکھو غرض جب خورشید ایرج کے سامنے آیا تو ایرج نے کہا کہ ای خورشید مجھے ان خداپرستون سے
سروکار ہے اور انھیں سے دراصل جنگ و پیکار ہے تو میرے مقابلے کو کیون نکلا میں تجھسے لڑنا پسند نہیں کرتا خورشید
نے کہا کہ اول تو میں خداپرستون کا طرفدار ہون دوسرے تجھسے تو نے کون سی بھلائی کی ہے میں نے تجھکو اسماء
کے پنجے سے چھڑا دیا مگر تو نے اُسکے بدلے اپنے عیار سے گرفتار کراکے مجھے قید رکھا اُسکا عوض لینا منظور ہے اگر
تجھکو خوف جان ہو اور ہیبت آگئی ہے تو اسلحہ اپنے مجھکو دیدے اور میدان سے پھرجا ورنہ میرا مقابلہ کر
یہ کلمہ سنکر ایرج آگ ہوگیا اور کہا کہ خیر ساری حقیقت تجھپر منکشف ہو جائیگی جو تجھسے ہوسکے تو قصور نہ کر یہ سنکر
خورشید نے نیزہ ہاتھ میں اُٹھایا اور خبردار کہکر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی
چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوائی آخرکار نیزۂ خورشید کی سنان ایرج نے نکال دی خورشید ستارہ پرست نے
بہم گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو چہرہ کو ایرج پر مارا ایرج نے خورشید ستارہ پرست کا
وار رد کرکے اپنا گرز خورشید پر مارا غرض گرز متواتر چلے مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخرکار دونوں نے

گرز ہاتھوں سے ٹپک دیے خورشید نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے وار اسکا روک کر اپنا وار کیا خورشید نے
وار اسکا پشت تیغ پر روکا غرض چار چھ گھڑی تک خوب ہی تلوار چلی اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے با
شیر اعظم مدد سے لیکر پوری قوت سے جو خورشید پر وار کیا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر خورشید کے سر پر چلی تھی کہ خورشید
نے بعجلت تمام سر اپنا سرکا لیا اور خود مرکب کے پیچھے پر جا رہا تلوار ایرج کی گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہوگئی
خورشید مع مرکب زمین پر آیا ہاتھ خورشید کا ایک پتھر پر اس زور سے پڑا کہ اکھڑ گیا ایرج نے جھپٹ کر دوسری تلوار
خورشید پر ماری خورشید نے دیکھا کہ ایرج نے نامردی اور بزدلاپن کر کے زخمی پر ہاتھ اٹھایا بس اپنی جان پر کھیل کے
بائیں ہاتھ سے گھوڑے کو اٹھا کر سپر کیا تلوار ایرج کی گھوڑے کے پیٹ پر پڑی کہ پیٹ اسکا کٹ گیا اور سب انتڑیں
اور دل و جگر اسکا نکلکر خورشید پر پڑا ایرج نے یہ سوچ کر کہ زدہ پہلوان زد اب اسے مار ہی لینا چاہیے دوسری
تلوار اور اٹھائی تھی کہ خورشید پر مارے اور کام اسکا تمام کرے مگر اسد غازی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور آگے بڑھکر
للکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری یہ کیا نامردی ہے اور کیا بزدلاپن ہے کہ تو زخمی کو مارے ڈالتا ہے خبردار او مردود
دنیا ہٹ ہٹ جا خورشید کے پاس سے اگر اب تو نے خورشید کی طرف نظر بھی اٹھا کر دیکھا تو آنکھ تیری نکال لیجائیگی
اور طہماس سے کہا کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ پاجی نامردی کر رہا ہے خورشید کو حالت زخمی میں ہلاک
کیے ڈالتا ہے مبادا جا کر سزا دو نور الدہر بھی یہ سمجھا کہ یہ دیوانہ ایرج سے کیا لڑ سکیگا مگر وہ ہار رکھا لینے کی نشانی
طہماس کو اشارہ کیا کہ جاؤ طہماس یہ للکارتا ہوا دوڑا کہ خبردار او آفتاب پرست [illegible]
اور جھپٹ اپنے گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ او بزدل پیچھے یہ کیا حرکت نامردانہ ہے اور کون
جوانمردی ہے اس جوان کا تو ہاتھ ٹوٹ گیا زخمی پڑا ہوا ہے اپنی حالت میں گرفتار ہے تجھے اسے آزار دیتے ہوئے شرم
نہیں آتی اگر تیری تلوار میان سے نکلی ہی پڑتی ہے تو آ مجھ سے مقابلہ کر دیکھ تو تجھے کیسی سزا دیتا ہوں طہماس اور ایرج
سے تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اسد غازی نے آکر خورشید کو پکارا کہ بھائی خورشید میری جان تجھ پر سے نثار کیا حال ہے کچھ
بیان تو کرو مگر خورشید تو بیہوش تھا کچھ جواب نہ دیا اسد غازی نے پالکی منگوائی اور خورشید کو سوار کر کے لیگیا اگر طرماسپ
نے جو دور سے یہ تماشا دیکھا کہ طہماس مع ایرج سے مقابل [illegible] ہے میں سوچا کہ طہماس نور الدہر کا رفیق ہے اور
تو ایرج کا مصاحب ہے مناسب یہ ہے کہ تو بھی چلکر طہماس سے [illegible] اور ایرج کو میدان سے ہٹا لا یہ سوچ کر اپنے
گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے برابر آیا اور کہا کہ آپ ہٹ جائیے میں ہی اس بدزبان کو سزا دونگا اسلیے کہ یہ
نور الدہر کا رفیق ہے اور میں آپ کا مصاحب ہوں مجھی کو لڑنے دیجیے ایرج طرماسپ کے آنے سے بہت
خوش ہوا اور اپنے لشکر کو پھر گیا اور طرماسپ نے طہماس سے کہا کہ اے بدنام بدزبان دنیا تو یہ اگر آج تو زندہ بچ جا
تو اپنا نام طرماسپ نہ رکھا تمام زمانے میں تو نے مجھے بدنام اور رسوا کر دیا سارے [illegible] کہ باپ کا بیٹا
کا شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہو کے مسلمان ہو گیا یہ کلام بد انجام طرماسپ کا سنکر طہماس نے کہا اور [illegible]
معلوم ہوا کہ تو میرے صلب سے نہیں ہے ارے بیٹا وہی ہے جو باپ کے طریقہ اور [illegible] پر ہو تو نے مجھے بدنام کر رکھا
ہے کہ طہماس کا بیٹا نالائق ہو گیا میں نے تجھے بدنام کیا میں آج بغیر تیرے قتل کیے ہوئے باز نہ رہونگا تو جاتا کہاں
ہے غرض بعد از گفتگوے بسیار طرماسپ نے ساطور اٹھایا کہ طہماس پر مارے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ ایک پنجہ آسمان کی طرف
سے پیدا ہوا اور بکڑ بیچ طرماسپ کو پکڑ کے آسمان کی طرف لے اڑا طہماس دیکھکر حیران رہ گیا اور ناچار [illegible] ہو کر
اپنے لشکر کی جانب پھر گیا ایرج نے طبل بازگشت بجوا دیا ایرج کا لشکر اپنے مقام پر پھر گیا اور [illegible]

اپنے اپنے مقام پر معاودت کی ایرج اپنی بارگاہ مین کمال آزردہ اور نہایت پژمردہ ہوکر بیٹھا اور مالک بن ملکوت سے کہا کہ ای مالک تم دیکھتے ہو کہ کیا کیا پیچ پڑ رہے ہین بن بن کے لڑائی بگڑ بگڑ جاتی ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اب ان خدا پرستون کی کیا فکر کرنا چاہیے اور کون سی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ خدا پرست مغلوب و مفتوح ہون مالک بن ملکوت نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ متردد نہ ہون یہ اتفاقات زمانہ ہین ایسا خوفناک ہونا چاہیے اور ایسے ایسے حوادث فلکی سے مایوس نہ ہونا چاہیے ہر حالت مین نیر اعظم سے مدد کے طلبگار اور فتح کے خواستگار رہیے اور پھر طبل جنگ بجوا دیجیے آفتاب تابان حامی و مددگار رہی یہ سنکر ایرج نے پھر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے یہ خبر اور لشکر وہان مین پہونچائی وہان بھی نقارہ ہاے رزمی گڑگڑائے رات بھر تیاری رہی صبح کو ایرج میدان مین آیا مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی مقابلہ کو نہ نکلا تھا کہ ایک جانب سے ایک گرد تیرہ و تار کا تتق اٹھا کہ جسنے آسمان تیرہ رنگ کا رنگ دگرگون کر دیا جب دامن گرد شق ہوا تو بارہ سو علم بنفشئی رنگ کے بارہ ہزار سوار کے نشان کہ ہر علم کے پھریرے پر حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی دکھائی دیے بعد اُنکے ہتھنالین شترنالین بالون کی تیپیان کچھ سواران زرہ پوش مرکبان زرین پوش پر سوار انتظام درست کرتے ہوئے خاصبردارون کے غول کے غول اُنکے ہمراہ آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اور ایک نقابدار بنفشہ پوش مرکب پری پیکر پر سوار زیر سایۂ علم شیر پیکر چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے اُسکے بارہ ہزار سواران بنفشہ لباس چلے آتے ہین القصہ جب یہ نقابدار قریب میدان کارزار کے پہونچا تو آکر ایک جانب کو کھڑا ہو رہا اور چہار طرف دیکھنے لگا جب نظر اُسکی ایرج پر پڑی تو سجدۂ شکر الٰہی گھوڑے سے اُتر کر بجالایا اور سجدے سے سر اُٹھاکر بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو مہمیز کرکے ایرج کے مقابل ہوا بعد نگاہ دوزی کے جب نظر ایرج نقابدار پر پڑی تو چہرۂ نقابدار سے عجب رعب و تہور اور جلالت و شوکت اور دبدبہ و عظمت ظاہر ہوئی کہ کسی پہلوان اور کسی سردار اور کسی بادشاہ مین نہ دیکھی تھی متحیر و متردد ہوکر نقابدار سے کہنے لگا کہ ای نقابدار مین تو ان خدا پرستون سے لڑ رہا تھا تو کون ہی جو بیچ مین آکر ہارج و حائل ہوا جدھر سے آیا ہی اُسی طرف چلا جا کیون اپنے پانون سے چل کے اجل مین جاتا ہی اور کیون بلا وجہ دریاے موت مین شناوری کرتا ہی واللہ تم تھا خلین اس بیدردی سے قتل ہوگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ و زاری کرینگے الا تجھے جانتا بھی ہی کہ مین کون ہون مین صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان ہون یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ الحمد للہ والمنہ ای خیرہ سر و بیداد گر آئین مردی و مردانگی سے بے خبر مین تجھے مدت سے ڈھونڈھ رہا تھا شکر ہی خداے لایزال کا کہ مین نے تجھے پایا تو سر میدان پایا دیکھ تو اب تجھے کیسے آئین شجاعت و دلاوری کے تعلیم کرتا ہون کہ تو بھی تمام عمر یاد رکھے انشاء اللہ العزیز الجبار یا تو آج مین تجھے تہ تیغ کرتا ہون یا اپنی غلامی کا حلقہ تیرے کان مین ڈالکر باندھے لیے جاتا ہون بس یہ کلمات سنکر ایرج آگ بگولا ہوگیا اور پکارا کہ او نقابدار مفلوک روزگار ناہنجار و بدکردار غدار و مکار تجھے اپنی شجاعت پر بڑا گھمنڈ ہی اپنے کو بہت بڑا بہادر و دلاور جانتا ہی تو مجھے آئین بہادری کیا تعلیم کریگا مجھے بھی کوئی کم نہ سمجھ تیرے ایسے ابھی مین بہت ہون تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہی خبر جو حربہ رکھتا ہو لا نقابدار نے کہا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہین کہ پہلے وہ پیشدستی کرین تو پہلے اپنا حربہ کرلے تو پھر مین بھی سمجھ لونگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اچھا خبردار خبردار کہکر نقابدار پر نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی سنانین بنانین ناکارہ ہوگئین برچھون کو ہاتھون سے ٹپک دیا ایرج نے نقابدار پر گرز مارا نقابدار نے

گرز اُسکا رد کیا اور اپنا گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی وار اُسکا رد کرکے اپنا وار کیا گرز بازی مین بھی دونون برابر رہے ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخرکار ایرج نے نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا رد کرکے کہا کہ دیکھ اے آفتاب پرست خبردار و ہوشیار باش یہ کہکر پوری قوت سے جو تلوار ایرج پر ماری تو ایرج نے سپر پر روکی تلوار جو سپر پر پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوگئے ایرج نے سر اپنا ہٹا لیا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی ایرج نے چاہا کہ مرکب پر سے کود پڑے پیر جو رکاب مین اُلجھا تھا مع مرکب دھڑ سے زمین پر گرا پانون ایرج کا گھوڑے کے نیچے دب گیا ہر چند ایرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نقابدار کب سنبھلنے دیتا ہے جھپٹ گھوڑے سے کود کر ایرج کی چھاتی پر سوار ہوا اور دونون کان پکڑ کر خوب گوشمالی دی اور کہا کہ اے ایرج تو خوف نہ کر ہم بہادر ہین شجاع ہین تیری طرح نامرد نہین ہین مگر یہ گوشمالی اس واسطے دی ہے کہ خبردار اب کسی زخمی کو نہ پکڑنا زخمی کا گرفتار کرنا عین نامردی ہے اور تو نے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون منم قبۂ دین ستون اسلام کرب پرحرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب یہ کہکر بند نقاب کا مُنھ پر سے ہٹا لیا ایرج نے دیکھا کہ فی الواقع کرب غازی ہے صورت دیکھکر کانپ گیا کرب نے کہا کہ اے ایرج تجھے یاد ہے کہ میدان اختم مین مجھسے اور تجھسے کشتی ہوئی تھی اور کولہ میرا اُکھڑ گیا تھا اور تو نے مجھے گرفتار کرلیا تھا اور مین نے کہا تھا کہ اسکا عوض تجھسے لونگا اے ایرج آج میرا موقع بنگیا اور بہ تائید ایزدی آج اُسکا عوض تجھسے لیا اب خبردار دیکھ آج کی سزا کو یاد رکھنا اور کبھی کسی زخمی کو نہ قتل کرنا نہ اُسپر کسی طرح کی زیادتی کرنا کہ اسی اثنا مین اسد غازی نے اپنے باپ کو دیکھا وہین سے یہ کہتا ہوا دوڑا کہ باوا جان مین آپہونچا اسے چھوڑ دیجئے گا نہین مگر ایرج بہت شرمندہ اور انتہا کا نادم ہوا اور کرب سے کہا کہ مجھسے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی اور واقعی یہ حرکت میری قابل ملامت ہے اور اب مین یہ عہد کرتا ہون کہ کبھی کسی زخمی پر زیادتی نہ کرونگا علی الخصوص جسکا کہ ہاتھ اُکھڑ جاوے یا پانون مین ضرب آجاوے یہ سُنکر کرب غازی نے ایرج کو چھوڑ دیا ہر چند اسد غازی کہتا رہا کہ باوا جان یہ پاجی ہے اُسکے اقرار پر عمل نہ کیجئے اور اس مردود کو گرفتار ہی کر لیجئے اس سے وفا کی امید رکھنا سخت غفلت ہے مگر کرب نے یہی جواب دیا کہ نہین بیٹا جو اپنے سے لجاجت کرے اور عہد کرے اُسکو ایذا دینا اور آزار پہونچانا نامردی و مردانگی کے بہت خلاف ہے القصہ ایرج تو اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور کرب پرحرب اسد غازی کو اپنے ہمراہ لیکر یہ باتین کرتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا کہ بیٹا تم گھبراتے کیون ہو یہ آفتاب پرست جاتا کہان ہے مین بغیر مارے اسے چھوڑتا تھوڑی ہون اس وقت اسے مارنا یا گرفتار کر لانا شان بہادری کے بہت خلاف تھا اسلیے کہ اُسنے لجاجت و منت کرکے شرط کی اور عہد کیا اسد غازی نے کہا کہ باوا جان یہ سب سچ ہے مگر اسکے قول کا اعتبار کیا ہے کرب نے کہا کہ بیٹا یہ مین بھی جانتا ہون مگر یار زندہ صحبت باقی اسوقت چھوڑ دیا پھر سہی جائیگا کہان اگر یہ کوئی ناشایستہ حرکت کرے تو پھر اسکو قرار واقعی سزا دینا چاہیے القصہ یہی باتین کرتے ہوئے داخل بارگاہ صاحبقران ہوئے امیر با توقیر کی قدمبوسی حاصل کی امیر کشورگیر بہت خوش و خرم ہوئے کرب سے معانقہ اور مصافحہ کیا کرسی زرنگار پر بٹھایا بعد اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان نامور اور نور الدہر والا قدر آکر بغلگیر ہوئے مزاج پرسی ہوئی کرب نے نور الدہر کا حال استفسار کیا نور الدہر نے کرب کا حال استفسار کیا اور بکمال خوشی حاصل ہوئی طبل شادمانی بجنے لگا مگر ایرج جو اپنی بارگاہ مین داخل ہوا بکمال دل ملول اور پژمردہ خاطر ہوکے اپنا مُنھ چھپا کر بیٹھ رہا ہر مرتبہ اپنے دل سے یہ کہتا تھا کہ افسوس ایسی ذلت و خواری آج نصیب ہوئی کہ ایسا کسی سے آگے مقابلہ کرنا نہ چاہیے اور ذلت بھی کیسی سر میدان کیا کرون کیا نہ کرون اسی سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ صدا جب آکر

پیچھے عرض کیا کہ خداوند کیوں سوچ کاہے کا ہی بادشاہوں کو ایسے اتفاقات اکثر ہوا کرتے ہیں نیر اعظم سے مدد کے
طالب رہیے تاج دیکھیے خوش و بشاش ہو جیسے کل پھر سمجھا جائیگا آپ کے لشکر میں بھی بڑے بڑے پہلوان ہیں کل خود
نہ جائیے گا کسی ملازم کو بھیج دیجیے گا کہ کب گرفتار ہو آئیگا یہ بھی اتفاقات زمانہ ہے کہ جیسے آپ گرفتار کر لائے تھے اُس سے
آپ پست ہو گئے یہ مقام تردد نہیں ہے غرض اس فہمائش سے ایرج کو بھی فی الجملہ تسکین ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب
گلرنگ گردش میں آیا جب ایرج کو خوب نشہ ہو لیا اور دماغ گرم ہوا تو اُسی حالت نشہ میں طبل جنگ بجوا دیا خبر
ہرکاروں نے لشکر امیر میں پہونچائی کہ وہاں بھی اُسی وقت کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی
علی الصباح دونوں لشکر معرکہ آرائے میدان نبرد ہوئے جب صف جدال و قتال آراستہ ہو چکیں نقیب نقابت کر کے
چلے گئے تو ایرج میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر صاحبقران سے رستم و چالین کشندۂ دقیل سہندی و قوپل شہدی
کلیپان فرنگی علمشاہ رومی امیر سے رخصت حاصل کر کے بادشاہ اسلام کو سلام کر کے مرکب اُڑا کر مقابل ایرج ہوئے
بعد تکاور زنی کے ایرج نے کہا کہ اے شہریار والا تبار آپ شاہزادہ خاور سیاہ شاہزادۂ قاسم کے پدر بزرگوار ہیں
اور مجھے شاہزادۂ موصوف کی خدمت میں کمال درجہ نیاز ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کروں اور شاہزادۂ
خاور سیاہ سے ندامت حاصل کروں آپ یہاں سے تشریف لیجائیے اور مجھ سے مقابلے کا قصد نہ کیجیے لشکر صاحبقران
میں کیا سوائے آپ کے اور کوئی نہیں ہے جو میرے مقابلے کو آئے علمشاہ نے یہ سُنکر کہا کہ اے ایرج اگر یہ بات
سچ ہے اور تجھکو قاسم کے ساتھ محبت ہے تو میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ تجھکو ذلیل کروں اور سر میدان گرفتار کر کے لیجاؤں
چل میرے ساتھ خدمت امیر میں تو فقیر حمزۂ صاحبقران ہیں اور قدمبوسی کا شرف حاصل کر کے کلمہ پڑھ اور از سر صدق
دائرۂ اسلام میں داخل ہو اور اگر یہ امر راست نہیں ہے اور صرف سخن سازی ہے تو آ میرا سامنا کر اور تلوار ہاتھ میں لے کہ
میں تجھکو باندھ کر لیجاؤں اور اپنا حلقہ بگوش کروں یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ کیا خوب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ سے
دبگیا اور دبکر یہ کلام کرتا ہوں تو یہ بجز بیجا ہے میں آپ سے دبا نہیں اور کچھ آپ سے کم نہیں ہوں آپ سے جو کچھ ہو سکے
قصور و کوتاہی نہ فرمائیے لائیے جو حربہ آپ رکھتے ہوں علمشاہ نے کہا کہ تقدم کرنا ہمارا دستور نہیں ہے تم اپنا حربہ پہلے
کر لو جب تمھارے حربے سے خدا بچائیگا تو پھر ہم بھی حملہ آور ہونگے یہ سُنکر ایرج نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے
پر روکا پھر تو طعن نیزہ کی نکلنے لگیں سنان سے سنان سنان سے سنان لڑنے لگی دونوں نیزے مثل ثعبانوں کے گتھ گئے
چار گھڑی تک خوب نیزہ بازی ہوئی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا اور کچھ مطلب نہ حاصل ہوا نیزے ہاتھوں سے
پھینک دیے گرز ہاتھوں میں اُٹھائے اُس میں بھی برابر رہے اور کوئی مطلب نہ حاصل ہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
تا شام تلوار چلا کی آخر کو علمشاہ زخمی ہوئے اور لوگ علمشاہ کو لیگئے ایرج طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا صاحبقران
علمشاہ کو بارگاہ میں لائے زخم میں ٹانکے لگوائے کہ دفعۃً ہرکاروں نے خبر پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگ
بجوا دیا یہ سُنکر صاحبقران نے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان
میں صف آرا ہوئے ایرج نے اپنے لشکر سے نکلکر مبارز طلبی کی لشکر صاحبقران سے مرزبان خراسانی مقابلے
کو نکلا تھوڑی دیر ہی میں مرزبان زخمی ہوا بعد اُسکے منصور بل اصفہانی وغیرہ کل اُنیس آدمی ایرج کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے شام تک لڑائی رہی شام کو ایرج طبل بازگشت بجا کر اپنے لشکر کی جانب پھر گیا اور اپنی بارگاہ
میں [illegible] شب گذاری اور صبح کو پھر ایرج میدان میں صف آرا ہوا اور نعرہ کیا کہ جسکا جی چاہے
[illegible] مقابلے کو [illegible] داراب کشور کشا اپنا مرکب چمکا کر ایرج کے مقابل ہوا شام تک خوب نیزہ بازی

اور گرز بازی ہوا کی آخرکار داراب ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا داراب کو تو لوگ اُٹھا لیگئے اور نورالدہر نے اپنا مرکب بڑھا کر کہا کہ ای ایرج آج تو شام ہو گئی تم بھی اپنے خیمے کو جاؤ اور ہم بھی جاتے ہین کل ہمارے اور تمھارے سامنا ہوگا ایرج نے کہا کہ مین بھی مدت سے اسی کا مشتاق ہون خیر ایک مرتبہ تو پل کفیل گرز بازی کے صدمے سے ٹوٹ گیا مگر اب تو کوئی پل اور دریا اس جگہ نہین ہی اور جبکی مرتبہ تو دل کی آرزو دل ہی مین رہ گئی تھی کل خوب آرزو سے دل نکلے گی یہ کہکر ایرج اپنے خیمے کو گیا اور نورالدہر پھر کر اپنے لشکر مین آئے اُدھر ایرج نے طبل جنگ بجوایا ادھر شاہزادہ نورالدہر نے نقارۂ رزمی پر چوب دلوائی رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا سے میدان نبرد ہوئے اور وہان قصر ہفت منظر مین بھی یہ خبر کسی طرح پہونچی کہ آج ایرج اور نورالدہر سے مقابلہ ہوگا دیو قلیاس نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ آج سنا ہی کہ نورالدہر اور ایرج سے مقابلہ ہوگا اگر یہ بات سچ ہی تو آج کی لڑائی قابل دید ہوگی مین بھی شکار کے لیے نہ جاؤنگا اور ان دونون کی لڑائی کا تماشا دیکھونگا دیکھیے کون غالب ہوتا ہی اور کون مغلوب یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ای دیو قلیاس ان آدمزادون کی بھی کوئی لڑائی ہی تم حسب معمول شکار کے لیے جاؤ وہ لڑائی ہی کیا ہی جسکا تم تماشا دیکھوگے مگر دیو قلیاس نے نہ مانا اور کہا کہ نہین آج شکار کو نہ جائینگے تو کیا ہرج متصور ہی ان دونون کی جنگ وجدل ضرور دید کے قابل ہی جب دیو قلیاس نے کسی طرح نہ مانا تو عمرو نے ملکہ سے کہا کہ اچھا ملکہ تم کیون مصر ہوتی ہو تم بھی آج کی لڑائی کا تماشا دیکھو اور ہمین بھی دکھاؤ یہ سنکر دیو قلیاس نے کہا کہ ہان ہان اچھی بات ہی یہ کہکر دیو سامنے جا بیٹھا اور ملکہ اُسکے پہلو مین جا کر کھڑی ہوئی عمرو کا قفس بھی اُسی جگہ رکھوا دیا گیا اور سب کے سب تماشا دیکھنے لگے کہ یکایک ایرج اور نورالدہر اپنے اپنے لشکر سے نکلکر تگاورزن ہوئے دونون کے مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد تگاورزنی کے دونون نے نیزے ہاتھون مین اُٹھائے دیر تک نیزہ بازی ہوا کی دونون کے نیزے مثل بلبلون کے گتھ گئے طعن پر طعن پڑنے لگی تا اینکہ نیزے دونون کے ناکارہ ہوگئے دونون نے برچھے ہاتھون سے پٹک کر گرز اُٹھا لیے بڑی دیر تک گرز بازی ہوا کی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا بلکہ اثنائے گرز بازی مین ایرج کا گھوڑا صدمۂ گرز نورالدہر سے ہلاک ہوگیا اور ایرج گھوڑے سے کود کر الگ ہوا گرز ہاتھ سے رکھکر تلوار لیکر نورالدہر کی طرف جھپٹا کہ نورالدہر کا مرکب پکڑ لے شاہزادے نے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایرج اس قصد سے آتا ہی جھپ گھوڑے سے کود پڑا اور پیادہ ہوکر ایرج کی جانب لپکا ایرج نے جب نورالدہر کو پیادہ آتے دیکھا تو تلوار ہاتھ سے رکھدی اور بعزم کشتی نورالدہر کی طرف بڑھا یہ دیکھکر نورالدہر نے بھی کشتی کا تہیہ کیا غرض جب دونون برابر آگئے تو خم ٹھونک کر کشتی لڑنے لگے دیو قلیاس نے جو یہ تماشا دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھا ملکہ نے پوچھا کہان جاتے ہو کہنے لگا کہ کہین نہین ابھی آتا ہون ملکہ نے کہا کہ آخر کچھ بتاؤ تو تب دیو نے کہا کہ جاتا کہان ہون یہ دونون کشتی لڑ رہے ہین میرا قصد یہ ہی کہ ان دونون کو اُٹھا کر دریا مین پھینک آؤن یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ارے او بدعقل کہان جاتا ہی تو بیٹھا ہوا تماشا دیکھے جا تجھے ان سے کیا مطلب غرض ہی ایک مرتبہ تو شاہزادہ نورالدہر کو دریا مین پھینک آیا تو کیا ہوا وہ پھر صحیح وسلامت نکل آیا اور اگر اب پھینک آئیگا تو کیا ہوگا خبردار نہ جانا مجھے خوف یہ ہی کہ تیرے دشمنون کو کوئی چشم زخم نہ پہونچے دیو یہ سنکر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ای ملکہ تمھاری بھی کیا باتین ہین یہ آدمزاد اس حالت مین میرا کیا بنا سکتے ہین القصہ ہرچند ملکہ منع کرتی رہی کہ تو نہ جا مگر اُسنے نہ مانا اور قصر ہفت منظر سے اُتر کر دوڑا ہوا اُن دونون کے قریب گیا چاہتا تھا کہ دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لے کہ ایرج نے دیکھ پایا اور نورالدہر کو آگاہ کیا کہ ای نورالدہر آگاہ ہو جیسے کہ دیو قلیاس آپہونچا ایسا نہ ہو کہ یہ کمبخت ہم آپ دونون کو

اٹھا لیجائے اور پھر دل کی آرزو دل ہی میں رہجائے پہلے اسکا کام تمام کر دیجیے یہ سنکر نورالدہر نے جو اپنا ہاتھ دوڑایا
تو ایک ہاتھ دیو کا نورالدہر کے ہاتھ میں آگیا ایک جھٹکا جو دیتے ہیں تو سر دیو کا جھک گیا ایک شاخ نورالدہر
نے پکڑ لی اور دوسری ایرج نے پکڑ لی اب ایرج تو اپنی طرف کھینچتا ہی اور نورالدہر اپنی جانب کھینچتے ہیں اب
اس کشاکش میں دیو کی جان پر آبنی اپنے دل میں خیال کرتا ہی کہ اب کیا کروں اور کیا نہ کروں اور ہزار ہزار لعنتیان
اپنے اوپر دیتا ہی کہ تو یہاں آیا ہی کیوں ایک شاخ تیری پہلے ہی ایرج کے ہاتھ سے ٹوٹ چکی تھی مگر جب بھی خیال
نہ رہا یہ تو اپنے دل میں یہ باتیں سوچ سوچ کر پچتا رہا ہی ایرج اور نورالدہر نے جو یہ دیکھا کہ نہ ہم کھینچ سکتے ہیں نہ یہ
کھینچ سکتا ہی اب کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ دیو کسی طرح ہلاک ہو جائے یہ خیال نورالدہر نے ایرج سے ظاہر کیا
اور ایرج نے بھی نورالدہر سے یہی کہا آخر کار یہ بات قرار پائی کہ اس کمبخت کو بیچ سے چیر ڈالو یہ مشورہ سنکر دیو
کی جان نکل گئی اور اپنے دل میں خیال کیا کہ افسوس تو مفت میں مارا گیا یہ کیا غضب ہوا مگر اپنا وار تو کر لے پھر جو ہے
ہو کچھ ہو جائے یہ سوچ کر دونوں ہاتھوں سے جو ایرج کے دونوں ہاتھ دبائے تو دونوں ہاتھ ایرج کے مڑ گئے اور
اُسکے صدمے سے شاخ دیو کی ہاتھ سے ایرج کے چھوٹ گئی بس ایرج کے ہاتھ سے شاخ کا چھوٹنا کہ فوراً اسنے منہ
بڑھا کر نورالدہر کے ہاتھ پر اس زور سے دانت مارے کہ ہاتھ نورالدہر کا زخمی ہو گیا اور شاخ دیو کی ہاتھ سے
چھوٹ گئی بس شاخوں کے چھوٹتے ہی وہاں سے ہانپتا ہوا بھاگا اور ہفت منظر سلیمانی میں آکر دم لیا اور ملکہ سے
کہا کہ ای ملکہ حقیقت یہ ہی کہ یہ لوگ آدمزاد کاہے کو ہیں اژدہے ہیں قریب تھا کہ مجھکو چیر ڈالیں مگر زندگی تھی جو بچ گیا ای
ای میں تمھارا کہنا نہ ماننے کے بہت پچتایا یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اد موے سزا ہی تیری منع کرتی تھی کہ نہ جا اگر تو نے نہ سنا
تو مارا جاتا تو میں خوش ہوتی ارے ادمونڈی کاٹے ایک دفعہ شاخ تڑوا چکا تھا اور پھر بھی خیال نہ آیا خوب راضی
ہو کے آیا جا اب پھر جا ارے سبلہ گمنے ابھی تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرے تو میرے دل میں ٹھنڈک پڑے ارے مردے
لاکھ لاکھ منع کرتے ہیں مگر تجھے سماعت ہی نہیں ہوتی اپنی دون ہی میں مرا جاتا ہی دیو قلیاس نے کہا ای ملکہ جو تم
کہتی ہو سب سچ ہی اب مجھے کبھی ایسی خطا سرزد نہ ہوگی ای ملکہ قسم ہی ابلیس پر تابیس راس الشیاطین کی جو اب
کبھی بھی ان آدمزادوں پر جاؤں ای ملکہ ان آدمزادوں کے مردے سے بھی حذر کرنا چاہیے معلوم نہیں یہ کون
بلائیں ہیں تو اب انکا مردہ بھی دیکھونگا تو دور بھاگونگا دیو قلیاس تو اس طرف بھاگا اور اُدھر نورالدہر اور ایرج
میں یہ وعدہ ہوا کہ اب جو ہم تم دونوں ایک بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے ہمارا ہاتھ زخمی ہو گیا تمھارے بھی ہاتھ مڑ گئے
اب کل لڑینگے نورالدہر اپنے خیمے کو گیا ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا امیر نے نورالدہر کے ہاتھ میں مرہم پٹی کرائی
ایرج نے اپنے ہاتھ میں مالش کرائی دوسرے دن ایرج نے حامد بن جمشید زنگی کو تخت پر بٹھانے کا سامان درست کیا
اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ برا نہ مانیے گا کہ میں حامد بن جمشید کو بادشاہ لشکر قرار دیتا ہوں میں
فقط ملکہ قہر مہر کے دکھانے کے لیے حامد بن جمشید کو تخت نشین کرتا ہوں مالک بن ملکوت نے کہا کہ مجھے اس امر
میں برا ماننے کا کوئی باعث نہیں ہی تمھیں اختیار ہی میں مانع نہیں ہوں غرض سارا دن تو درستی ساز و سامان میں بسر ہوا
وقت شب حامد بن جمشید زنگی کو سر سے پا تک جواہر اور لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرنگار پر بٹھایا اور پہلے
خود نذر دی بعد اُسکے اپنے رفقا اور افسران فوج سے نذریں دلوائیں طبل شادیانے بجنے کا حکم دیا کوسوں تک
اپنے لشکر کے گرداگرد روشنی کرائی مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ گرداگرد تخت کے متمکن ہوئے ایرج
خود دستگاہ شوکت پر متمکن ہوا طائفے آکر حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا دورہ شراب گلرنگ گردش میں آیا بجنیا رگ

رسم مسخرہ پن کرنے لگا اور ناچنے لگا کودنے لگا خواصون نے ملکہ سے آکر کہا کہ آج تو لشکر ایرج مین بڑی روشنی ہو رہی ہی کو سون تک یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب نکل آیا ہی دیو قلیاس نے عمرو اور ملکہ قمر چہر سامنے آکر بیٹھے اور تماشا دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے عمرو کی نگاہ بختیارک پر پڑ گئی دیکھا کہ ناچ رہا ہی کود رہا ہی مسخراپن کر رہا ہی بسمل ہو گیا اور اپنے دل مین کہا کہ افسوس یہ حرامزادہ تو اس طرح فرحان و شادان ہو اور تو اس طرح بلا مین گرفتار رہے ای عمرو اسی حرامزادے کی بدولت تجھسے اور اسیر سے جدائی ہوئی اور تو اس زندان مین مبتلا ہوا اسی طرح تو اس مردود کو بھی گرفتار بلا کر ابھی باتین دل مین کر رہا تھا کہ دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل کچھ گاؤ اس وقت جی گھبرا رہا ہی عمرو نے اس موقع کو غنیمت جان کر دیو سے کہا کہ ای شاہ دیوان گانے کو تو مین گاؤنگا اور جب آپ نے کہا مین نے گا یا مگر گانا میرا بغیر سازندے کے آدھا ہی اگر سازندہ کوئی ملجائے تو اور بھی لطف زیادہ ہو اور بھی گانا میرا رونق پکڑے اور آپ بھی بہت زیادہ محظوظ ہون دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل پھر سازندہ کہان سے ملے عمرو نے کہا کہ مین آپ کو بتلائے دیتا ہون اٹھالانا آپ کا کام ہی دیو نے کہا کہ بتلاؤ خواجہ نے دور سے بختیارک کو دکھایا اور کہا کہ دیکھو وہ سازندہ ہی جو اچھل کود رہا ہی نام اسکا حافظ بختیارک ہی سازندہ بے مثل و بے نظیر ہی تم اسے اٹھالاؤ تو پھر دیکھو کیسا گانے کا حظ ہی یہ سنکر دیو قلیاس نے کہا کہ مین جانے کو تو جاؤن مگر یہ بتلاؤ کہ وہ بھی مثل نورالدہر وا یرج کے زبردست تو نہین ہی کہ مجھکو ایذا پہونچائے عمرو نے کہا کہ نہین وہ ایک سازندہ ہی اسکی حقیقت کیا ہی جو تمھین آزار پہونچائے تم کچھ خوف نہ کرو دل کڑا کر کے اٹھا بھی لاؤ دیو نے کہا کہ اچھا تم مجھے اچھی طرح پہچنوا دو تو پھر مین جاؤن خواجہ عمرو نے بختیارک کو اچھی طرح پہچنوا دیا جب دیو خوب پہچان گیا تو قصر ہفت منظر سے اترکر جانب بارگاہ ایرج روانہ ہوا وہ اس طرف گیا اور یہان عمرو نے ملکہ قمر چہر سے کہا کہ ای ملکہ تم مجھسے اکثر کہا کرتی تھین کہ کسی طرح اس دیو کا کام تمام کر دو اب کیا کہتی ہو قمر چہر نے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ بہت جلد اس اژدرے کا کام تمام کرو کہ میرا پیچھا چھوٹے یہ کہکر خواجہ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ میرے خواجہ تم سلامت رہو جلد کسی طرح اسکا کام تمام کرو یہ سنکر خواجہ عمرو نے ایک پڑیا دارو بیہوشی کی نکالکر ملکہ قمر چہر کو دی اور کہا کہ ای ملکہ اس پڑیا کو تم اپنے پاس رکھو جب دیو شکار کو جائے تو تم یہ پڑیا شراب مین ملا رکھنا جب وہ شکار سے واپس آئے تو تم وہی شراب اسے پلادینا وہ پیتے ہی بیہوش ہو جائیگا پھر سمجھ لینگے یہ کہکر پڑیا ملکہ کو دے دی ملکہ نے اسے اپنے پاس بحفاظت تمام رکھا اور ادھر چھپٹا ہوا دیو قلیاس بارگاہ ایرج مین داخل ہوا اور بختیارک کو اٹھا کر لے چلا بختیارک چلایا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان جلد خبر لیجیے دیو مجھے لیے جاتا ہی ایرج جب تک اٹھے ہی اٹھے دیو قلیاس بختیارک کو لے بھاگا اور قصر ہفت منظر مین آکر اتارا ہر چند بختیارک چلاتا رہا کہ ای آقا دیو مین ملکہ قمر چہر کا عاشق نہین ہون مجھے چھوڑ دو مگر دیو قلیاس کب سنتا ہی القصہ جب نظر بختیارک کی ملکہ قمر چہر پر پڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک برق تجلی تھی جو دفعتہً چمک گئی قریب تھا کہ غش کھاکر گرے مگر ضبط کیا اور اپنے دل مین کہا کہ اگر یہ معشوقہ دلفریب حامد بن حمید زنگی کو ملجائے تو کیا ہی خوب ہو مگر یہ تو نورالدہر پر مائل ہی حامد بن حمید زنگی کے ہاتھ لگنا بہت مشکل ہی مگر خیر اگر زندہ رہا تو پھر کوئی تدبیر سوچونگا یہ باتین بختیارک اپنے دل مین کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکی اچھی طرح رہے بختیارک نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ انھین مرشد کی کارستانی ہی جلدی سے اٹھکر سلام کیا اور کہا کہ مین تو آپ کا غلام ہون خواجہ عمرو نے کہا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا دیو قلیاس نے کہا کہ ای آدمزاد تیرا کیا نام

بختیارک نے کہا کہ ای آقا دیو مجھے بختیارک کہتے ہین دیو قلپاس نے کہا کہ تو نے حافظ بختیارک کیون نہ کہا مین نے تیرا نام حافظ بختیارک رکھا ہی یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر بختیارک کو دیا اور کہا کہ لو حافظ بختیارک پیو آج تمھین سے صحبت گرم ہوئی بختیارک نے کہا کہ ای آقا دیو مین تو شراب نہین پیتا مجھے تو معاف رکھو دیو قلپاس نے برہم ہو کر کہا کہ پیتا ہی یا نہین نہ پیے گا تو کھا ہی جاؤنگا بختیارک نے چار ناچار ہاتھ سے لے لیا مگر وہ جام دھوبی کے ناند سے کم نہ تھا ایک مرتبہ مین تو پینا دشواری سے خالی نہ تھا دو تین مرتبہ مین کچھ پھینکی کچھ گرائی کچھ پی غرض بہزار خرابی وہ جام شراب خالی کر کے دیو کو دیا دیو نے بھی کئی قدح شراب زہر مار کیے جب خوب مست ہوا تو بختیارک سے کہا کہ ای حافظ بختیارک میرے سامنے آج تمھین گانا پڑیگا یہ سنکر بختیارک بہت ہی پریشان ہوا اور سمجھا کہ یہ خواجہ عمرو کی کارستانی ہی اسی کمبخت نے دیو سے کہکر اس تقریب سے اٹھوا منگوا لیا بے موت مجھے قتل کروایا کانپ کانپ کر کہنے لگا کہ ای شاہ دیوان مین تو گانا نہین جانتا دیو نے کہا او حرامزادے صبح سے ابتک تو گایا کیا اور ناچا کیا اچھلا کودا کیا اور مجھے کہتا ہی کہ مین گانا نہین جانتا یہ سنکر بختیارک نے کہا ای شاہ دیوان مین سچ ہی کہتا ہون کہ مجھے بالکل ناچنے گانے مین تمیز نہین ہی بارگاہ ایرج مین تخت نشینی حامد بن حمید کا جشن تھا ناچ ہو رہا تھا مین بھی بوجہ مسخرا پن اچھل کود رہا تھا دل لگی کر رہا تھا بس یہ سننا تھا کہ دیو آگ ہو گیا اور کہنے لگا او مردک کیون جھوٹھ اور مہملات و واہیات بکتا ہی گاتا ہی تو گا نہین تو ہمارے معقول پائیگا بختیارک نے کہا کہ ای شاہ دیوان مین کیا گاؤن مجھے فن موسیقی مین بالکل امتیاز نہین ہی ہان اگر کہیے تو کچھ اپنی مصیبت گانا شروع کرون یہ سنکر دیو قلپاس نے کچھ جواب نہ دیا اور اٹھنے کے ساتھ ہی بختیارک کو پکڑ کر الٹا لٹکا دیا اور ملکہ قہر چہرہ کی پاپوش اٹھا کر اسقدر بختیارک کے سر پر ماری کہ سر کے بال جھڑ گئے تب تو بختیارک بلبلا گیا اور خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا کہ ای خواجہ اب تمھین بچاؤ گے تو بچونگا اور تمھین جان بخشی کر دو گے تو جان بری ہوگی یہ حال بختیارک کا دیکھکر اور اسکی لجاجت و منت کرنے پر خواجہ کو رحم آگیا اور دیو سے کہا کہ آقا قلپاس معلوم ہوا کہ حافظ بختیارک گاتے گاتے تھک گیا ہی آواز اسکی پڑ گئی ہی اسوقت اسے معاف کر دو پھر کسی وقت گائیگا مگر تمھاری دل لگی اور اشتغال طبع کے لیے مین گاتا ہون اور حافظ بختیارک مسخرگی کریگا دیو نے کہا اچھا تمنے اسکو اپنا مسخرہ مقرر کیا اور اسی وقت حکم دیا کہ تمام قصر مین روشنی کرا دو جب روشنی ہو چکی تو خواجہ عمرو نے گانا شروع کیا اور بختیارک اچھلنے لگا عمرو کوئی دو پہر رات تک گاتا رہا اور اسکے ساتھ ہی ساتھ بختیارک اچھل کود مچایا کیا جب دو پہر رات گذر گئی تو صحبت برخاست ہوئی دیو قلپاس بھی سو رہا اور ملکہ نے بھی آرام کیا عمرو بھی سو رہا بختیارک کو بھی سونے کی اجازت ملی جب صبح کو دیو سو کر اٹھا تو عمرو کو پنجرے مین بند کیا اور بختیارک کو ستون سے باندھ کر سوا اسکی زبان مین چبھو دیا اور خود شکار کو چلا گیا جب شکار سے واپس آیا اور جانوران شکاری وغیرہ کھا پی چکا تو عمرو کو پنجرے مین سے نکالا بختیارک کو قید سے رہا کیا ملکہ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا جام و صراحی شراب گلرنگ کی خواصون نے سامنے لاکر رکھدی ملکہ نے پہلے ہی سے دارو بیہوشی شراب مین ملا رکھی تھی اور اس سبب سے اطمینان تھا کہ آج تو اسکا کام تمام ہی ہی لہذا برخلاف ایام گذشتہ ملکہ نے دیو سے خوب ہی اختلاط کرنا شروع کیا نہایت خوب ہی شادان و فرحان ہوئی خوب ہی بشاشی ظاہر کی کبھی تو مونچھ پکڑ کے ہلاتی ہی کبھی سر پر چڑھ بیٹھتی ہی کبھی نتھنے پکڑ کر ہلا کے دھولین مارتی ہی اور کہتی ہی کہ ارے مین تیرے سر کی خاک جھاڑتی ہون دیو قلپاس بھی یہ حرکتین دیکھکر بہت ہی خوش ہی اور اپنے دل مین کہتا ہی کہ خیر آج ملکہ خوش تو ہی کبھی اپنے ہاتھ سے شراب اسکو پلاتی ہی کبھی ملکہ

ادہر ملکہ پلاتی ہی غرض دیو قلیاس شراب پی کر خوب مست ہوا جب عمرو نے دیکھا کہ بیہوشی نے خوب اثر کر لیا تو دیو قلیاس سے کہا کہ ای آقا قلیاس آج مین دائرہ بجاتا ہون تم اُٹھکر ناچو اور حافظ بختیارک تمہارے ساتھ گاوے تو بڑا لطف ہو اور ملکہ بھی بہت ہی خوش ہو دیو نے کہا کہ ای آغا بلبل مین بھی یہی چاہتا ہون یہ سنکر خواجہ عمرو نے دائرہ بجانا شروع کیا دیو اُٹھکر ناچنے لگا بختیارک اُچکنے لگا جب خوب بیہوشی نے اثر کیا تو چکر کھا کر دھڑ سے گرا جب عمرو نے خنجر نکالکر اُسکے گلے پر پھیرا لیکن ایک رونگٹا بھی اُسکا نہ کٹا سمجھا کہ یہ کمبخت آہنین بدن اور روئین تن ہی خنجر سے اسکا کام تمام ہونا دشوار ہی بس یہ سوچ کر کمند آصفاے باصفا نکالکر پھندا اُسکا دیو کے حلق مین ڈالدیا اور دعا کرنے لگا کہ ای کمند تجھے قسم ہی بی.بی. آصفاے باصفا کی کہ تو ایسی تنگ ہو جا کہ اس مردود کا دم گھٹکر نکلجاے یہ کہکر کمند کو ستون سے باندھ دیا اور ایک جھٹکا دیا کہ آنکھین اُسکی نکل پڑین اور پھڑک پھڑک کر مر گیا عمرو نے اُسے کمند مین باندھکر قصر ہفت منظر کے نیچے لٹکوا دیا رات بھر لٹکا رہا صبح کو ہرکارون نے شاہزادہ نور الدہر اور ایرج سے خبر کی کہ آج دیو قلیاس ہفت منظر کے نیچے دریا کے کنارے کھڑا ہی یہ خبر سنکر دونون کے دونون مرکبان تیز رفتار پر سوار ہوکے ہفت منظر کی جانب آے اور داراب و خورشید و تورج بھی یہ خبر سنکر ہفت منظر کی جانب دوڑے آکر دیکھا کہ واقعی دیو قلیاس ہفت منظر کے سامنے کھڑا ہی نور الدہر اور ایرج تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے جب دیو کے نزدیک پہونچے تو عمرو نے آواز دی کہ سبحان اللہ مردے کو مارنے آے ہو واہ واہ کیا بہادری ہی اور کیا دلاوری ہی اسے تو مین نے مار ڈالا یہ مردہ ہی ناحق آپ تلوارین کھینچے ہو یہ کہکر کمند سے معجزہ طلب کیا کہ دیو کو کھینچ لا یہ کہنا تھا کہ دیو ہفت منظر پر آ گیا عمرو نے کمند اُسکے گلے سے کھولکر دریا مین پھینکدیا سب نے آواز تحسین و آفرین کی بلند کی اور ایک ایک پوچھنے لگا کہ خواجہ اب ملکہ کو کسے دیجیے گا عمرو نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کہ رہے ہو کہ ملکہ کو کسے دیجیے گا ارے صاحبو مین خود ملکہ پر عاشق ہون دونگا کسے مین تو کسی کو بھی نہ دونگا اور جو دونگا بھی تو ایسے شخص کو جو مجھے روپیہ بہت سا دے مین تو روپیہ کا میت ہون جو مجھے خوش کرے سو لے یہ سنکر داراب و خورشید و تورج نے یہ خیال کیا کہ اب ملکہ عمرو کے قبضے مین ہی اور نور الدہر پر عاشق ہی سواے شاہزادہ نور الدہر کے اور کون پا سکیگا یہ سوچ کر نور الدہر سے کہا کہ ای شہریار اب تو ملکہ عمرو کے قبضے مین آگئی اور عمرو کو آپ کے ساتھ جو خصوصیت ہی وہ ظاہر ہی سواے آپ کے اور کون ملکہ کو لے سکتا ہی ہمنے ملکہ سے ہاتھ اُٹھایا ملکہ آپ ہی کو مبارک رہے یہ کہکر داراب و خورشید و تورج تو پھر گئے مگر ایرج وہین کھڑا رہا جب یہ سب چلے گئے تو عمرو سے پکار کر کہا کہ یا آقا کرک مست فلاق یا پیر قطب دوران شاہنشاہ عیاران زمان مین آپ کا ایک ادنے تابعدار ہون میری بات آپ کے ہاتھ ہی حامد بن جمشید زنگی سے مین وعدہ کرکے لایا تھا کہ تمھین ملکہ قمر چہر کو دلوا دونگا آپ ہی نے مجھکو یہ عزت دی آپ ہی کی بدولت مین اس مرتبے صاحبقرانی کو پہونچا اگر نہ دیجیے گا تو ساری شیخی میری کرکری ہو جائیگی جس قدر روپیہ آپ کو مطلوب ہو وہ مجھسے لیجیے اور ملکہ کو میرے حوالے کر دیجیے یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا کہ اچھا پہلے تم روپیہ تو جمع کرو ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دفعتہ آسمان پر ایک ابر نمودار ہوا اور اُسمین سے ایک آواز نوبت و نقارے کی بلند ہوئی جب وہ ابر شق ہوا تو بہت سے دیوزاد اور پریزاد نمایان ہوئے اور کچھ آدمزاد دیوون کی گردنون پر سوار نمودار ہوے اور ایک نقابدار سرخ پوش تخت جواہر نگار پر بیٹھا دکھائی دیا جب وہ تخت قصر ہفت منظر پر پہونچا تو وہ نقابدار تخت سے اُترا اور عمرو سے پوچھا کہ ای خواجہ ملکہ قمر چہر

عمرو نے کہا کہ ای نقابدار ایرج تو کافر آفتاب پرست ہی اُسے تو نہ دونگا مگر شاہزادہ نورالدہر ملکہ پر عاشق
ہی اُسی کو دونگا نقابدار نے کہا کہ ای عمرو بن ملک قاسم لال خفتان خونریز کا طرفدار ہون اور ایرج سے
اور ملک قاسم سے کمال دوستی ہی اسواسطے میری خواہش یہ ہی کہ ملکہ قمر چہر کو ایرج کے حوالے کر دے یہ سُنکر عمرو
نے کہا کہ ای نقابدار یہ امر سخت ناانصافی پر مبنی ہی تم بیکار اس قسم کا کلام کرتے ہو مین کبھی ملکہ کو ایرج کے حوالے
نہ کرونگا تم جدھر سے آئے ہو اُسی طرف چلے جاؤ کہ یہی امر تمھارے حق مین بہتر و مناسب ہی ورنہ مین عمرو ہون
مجھے خوب پہچان رکھو اگر نہ جاؤ گے تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا سارا گھمنڈ تمھارا نکلجائیگا مین حمزہ سے تو کبھی دبا نہین
تو بھلا تجھسے کیا دبونگا بس یہ کلمہ سُننا تھا کہ نقابدار سُرخ پوش آگ ہوگیا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ پکڑو اس
ساربان زادے کو یہ سُنتے ہی بہت سے لوگ دوڑ پڑے اور عمرو کی مشکین باندھ لین ملکہ نے جو یہ حال مشاہدہ کیا
خوف کے مارے بھاگ کر گھر کے اندر چلی گئی اور دروازہ بند کر لیا عمارت بہت مستحکم و سنگین تھی دیوان زبردست
سے بھی اُس دروازے کا کھلنا دشوار تھا ہرچند لوگون نے کوشش کی مگر دروازہ نہ کھلا آخر نقابدار سرخ پوش نے
ایرج سے پکار کر کہا کہ ای ایرج تو ہر طرح خاطر جمع رکھ مین ملکہ کو تجھے دیتا ہون یہ کلام نقابدار کا سُنکر ایرج
بہت شادان ہوا اور نورالدہر کمال پریشان ہوا مگر اپنے دل مین کہا کہ ای نورالدہر اگر ملکہ ایرج کے پاس
آجاے تو تو اپنی جان دے دے یا ملکہ کو لا مجھکر چھین لے نورالدہر تو اس خیال مین تھا اور وہان نقابدار
اُس گھر کے قریب گیا اور پکارا کہ ای قمر چہر دروازہ کھولکر باہر چلی آ ورنہ دروازہ تڑوا کر تجھے نکلوا لونگا مگر
ملکہ کچھ جواب نہین دیتی اور چپکی حالت سکوت مین زار زار رو رہی ہی کہ ای پروردگار عالم یا تو مجھے اس عذاب
سے نجات دے یا میری جان لے لے دیو کی قید سے چھوٹی تو اس بلا مین مبتلا ہوئی اُدھر تو ملکہ یہ دعا کر رہی تھی
اور اِدھر عمرو بلک بلک کر دعا کر رہا تھا کہ خداوندا میری محنت رائگان نہ کر اور ملکہ کو اس عذاب سے نجات دے
اور مجھے بھی اس قید سے رہا کر اور بختیارک نقابدار سے کہہ رہا ہی کہ حضور انتظار کس امر کا ہی دروازہ تڑوا ڈالیے
یہ سُنکر نقابدار نے قصد کیا تھا کہ دیوون سے دروازہ تڑوا ڈالے کہ دفعتہً آسمان پر سے ایک نقابدار سبز پوش
نمودار ہوا اور یہ صورت منظر پر آ کے اُترا عمرو کو بندھے ہوئے دیکھا تمام حال استفسار کیا خواجہ عمرو نے
کل کیفیت بیان کی نقابدار سبز پوش نے نعرہ کیا کہ ای خواجہ عمرو تم اطمینان رکھو کیا مجال ہی کسی کی جو ملکہ
کو لے سکے یہ سُنکر نقابدار سُرخ پوش نے کہا کہ تو کہان سے آیا ہی دیکھین تو ملکہ کو کون لے سکتا ہی آخر کار نوبت
با پیکار رسید کہ تلوارین کھنچ گئین چار پانچ زخم سُرخ پوش نے کھائے چار پانچ زخم نقابدار سبز پوش کے لگے
دونون بیہوش ہوکر گر پڑے ہمراہ ایک نقابدار کے ہمراہی ہر ایک نقابدار کو اُٹھا لیگئے جب دونون
نقابدار دلکو دیو و پری اُٹھا لیگئے اور پالا صاف ہوا تو ملکہ قصر سے باہر آئی سجدۂ شکر بدرگاہ رب العزت
بجالائی بختیارک نے جو خواجہ عمرو کو بندھے ہوئے دیکھا ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ عمرو کو مار بھی ڈالو اور اس
ساربان زادے کے پنجے سے چھٹکارا پاکر حامد بن حمید زنگی کو قبول کرو دیکھو تو وہ کسقدر تمھاری خاطر کرتا ہی اور
ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان کسقدر تمکو مالا مال اور خوش و مسرور کرتا ہی یہ سُنکر ملکہ جھنجھلا گئی
اور برہم ہوکر کہنے لگی کہ او مردے موئے منڈی کاٹے خاموش رہ کیا بکتا ہی خدا تجھے غارت کرے کڑکڑا ای
بجلی تجھ پر گرے اور حامد بن حمید زنگی کی صورت بخش کو مردے شو لیجائین مجھے اُس مونڈی کاٹے سے کیا کام ہی
ہزار ہزار جان میری شاہزادہ عالیوقار نورالدہر عالی تبار پر نثار ہی سوا ایسے حامد بن حمید زنگی ہون تو

نور الدہر کے نقش ناخن پا پر نثار کرون او ایسے تیسے کچھ تیری شامتین آئی ہین یا اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی ہواس
بھی تیرے درست ہین یا کچھ تھوڑی سی بھنگ پیگیا ہی ارے مونڈی کاٹے کسکی نسبت تو نے یہ کلمہ کہا تو جانتا
بھی ہی کہ خواجہ عمرو کون شخص ہی اور مین اُسے کیا سمجھتی ہون ارے وہ میرا باپ ہی میرا محسن ہی اُسنے مجھے دیو کی قید
سے چھڑایا وہی میرا اسوقت ہمدم و ہمراز رہا اُسنے میری زندگی رکھ لی اگر خواجہ نہ ہوتے تو مین اسی قید سخت
مین مبتلا رہتی اور گھٹ گھٹ کر جان بحق تسلیم ہوتی او نگوڑے مارے عمرو کو تو مین مار ڈالون اور تجھے
زندہ رکھون او مرنے جوگے تجھے مین خاک مین ملاؤن تجھے عمرو کے نقش پا پر سے صدقہ کرون رہ تو جا ذرا
دیکھ تجھے کیا سزا دلوا دیتی ہون اور کیا تیری حالت بناتی ہون یہ کہکر حبشنون سے کہا کہ ارے مار دو تو اس
نالائق کو بس سنتے ہی حبشنین دوڑ پڑین اور بختیارک کو اسقدر جوتیان اور لاتین ماری ہین کہ توبہ توبہ پکارنے لگا
لیکن حبشنین کو بیکاری کر رہی ہین اور ملکہ نے خود اُٹھکر خواجہ عمرو کو گھونسا لا بختیارک کے پیٹنے اور توبہ کرنے پر
عمرو کو رحم آگیا اور ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ اب اسے چھوڑ دو ملکہ نے کہا کہ نہین خواجہ اسے اور پٹنے دو اسلیے کہ
اس مردے نے تمھاری شان مین بڑی گستاخی کی تھی خواجہ عمرو نے کہا کہ نہین ملکہ مین نے اسے معاف کیا
تم بھی معاف کرو میرے سر کی قسم اب اسے چھڑوا دو یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ اگرچہ یہ موا قابل عفو نہین ہی
مگر تمھارے سر کی قسم سے مجبور ہو گئی خیر چھڑوا دیتی ہون اور حبشنون سے کہا کہ خیر اب اسے چھوڑ دو حبشنون نے
بختیارک کو چھوڑ دیا مگر حالت بختیارک کی مار کھاتے کھاتے یہ ہوئی کہ مُنہ سوج گیا بال گر گئے جا بجا خون
چھلک آیا گھٹنے چھل گئے سرین گو ملے پڑ گئے سقر سقر لینے لگا کتے کی طرح ہانپنے لگا جب ذرا حواس درست ہوئے
ہنسنی موقوف ہوئی تو خواجہ نے کہا کہو ملک جی کیا نقشا ہی مزاج کیسا ہی بختیارک نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ ای خواجہ
خدا آپکو سلامت رکھے جو حالت ہی وہ ظاہر ہی اگر آپ اس وقت نہ بچاتے تو کام ہی تمام تھا عمرو نے ہنسکر
کہا کہ ملک جی خوشامد تو موقوف کیجیے آپ تو میرے دشمن جان ہین ابھی مجھے قتل کرواتے تھے اب فرمائیے کہ آپکے
ساتھ کیا سلوک کرون اور آپکی کیا حالت بناؤن بختیارک نے ہاتھ جوڑکے کہا کہ ای خواجہ غلام آپکے
قبضے مین ہی پیر و مرشد کو اختیار ہی جان میری آپکے قبضۂ قدرت مین ہی چاہیے مار ڈالیے چاہیے معاف کیجیے مین
اپنے کردار بد کی سزا کو پہنچگیا ایسی مار کھائی کہ تمام عمر یاد رہیگی فقط جان نکلنا باقی تھا وہ بھی ہوا تو ہو گیا عمرو نے
کہا کہ خیر گذشتہ را صلواۃ اب مین تجھسے کیا مواخذہ کرون مگر اس شرط پر تیری خطا معاف کرتا ہون کہ جو مین
کہون سو تو کر مگر اتنا سمجھ لے کہ اگر ایک سر مو تو نے فرق کیا تو پھر مین عمرو ہون خوب سمجھ لے کہ جان تو جائیگا بغیر
مارے نہ چھوڑونگا بختیارک نے کہا کہ مین حضور سے خوب واقف ہون کیا مجال جو آپکے ارشاد سے ایک
سر مو فرق کرون جو حکم دیجیے گا اُسے مو بمو بجا لاؤنگا جب عمرو نے اُسے خوب پکا کر لیا اور یہ سمجھ لیا کہ بختیارک
خطا نہ کریگا تو اُس سے کہا کہ ای بختیارک مین تجھے ملکہ قمر چہر کی صورت بنا کر حامد بن جمہور کے حوالے کرونگا
اور اُس سے یہ کہدونگا کہ ای حامد یہ ملکہ قمر چہر حاضر ہی مین نے بخاطر ایرج تیرے واسطے اسقدر مشقت
گوارا کر کے یہ کام کیا ہی اور شاہزادہ نور الدہر سے انحراف کیا ہی تو جلد اسے لیے ہوئے چلا جا اور ایک
دم بھی یہان توقف نہ کر ورنہ اگر نور الدہر اس حقیقت حال سے مطلع ہو گیا تو ملکہ قمر چہر تیرے ہاتھ سے چھین
جائیگی اور علاوہ اسکے میری اور تیری جان بھی مفت مین جاتی رہیگی دو منزل یہان سے بھاگ کر اسے ہاتھ لگانا کیونکہ
اگر یہان تو اس سے بولا اور ذرا بھی ہاتھ لگایا تو یہ چلا اُٹھیگی اور سارا کھیل بگڑ جائیگا الغرض جب حامد بن جمہور

تجھے یہاں سے لیکر نکلجائے تو تو اُسوقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور ہر طرح کہ جب تک وہ تجھسے مشغول اختلاط
نہ ہو اور جب تک وہ تیرے ازار بند پر ہاتھ نہ ڈالے اُس وقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور ہر طرح اطمینان رکھنا
تجھپر کوئی گزند نہ پہونچنے پائیگی یہ کہکر قصر ہفت منظر کے برآمدے پر آیا دیکھا کہ ایرج اور نورالدہر دونون
کھڑے ہوئے ہین ایرج سے پکار کر کہا کہ ای ایرج نوجوان مجھے تیری خاطر بہت عزیز ہی مین یہ نہین چاہتا کہ
تیری بات ضایع ہو اور تجھے رنج پہونچے مین ملکہ قہر چہر کو اس شرط پر تیرے حوالے کرتا ہون کہ تو مجھے چار لاکھ
روپیہ بہم پہونچادے یہ سُنکر ایرج کے دانت نکل آئے اور کہا کہ ای خواجہ خواجگان ای شاہ عیاران زمان
اس حقیر کو آپ کی ذات فیض آیات سے اس سے زیادہ توقع ہی آپ ہی نے مجھکو خاک سے پاک کردیا آپ کے باعث
سے مین اس اعزاز کو پہونچا آپ ہی کی بدولت مین اس مرتبۂ صاحبقرانی کو پہونچا ورنہ مین کہا اور صاحبقرانی کہا
مین تو ایک تاجر زادہ تھا یہ دولت اور حکومت یہ جاہ و مرتبت کہان سے پاتا سب آپ ہی کے تصدق مین حاصل ہوا
کہان تک آپ کا شکریہ ادا کرون شعر اگر ہر موے من گردد زبانے * بنا شد حرفی از شکرت بیانے * اور ای خواجہ
اس احسان سے تو آپ کے مین تمام زندگی سر نہ اُٹھا سکونگا اگر میری جان بھی آپ کے کام آئے تو حاضر ہی روپیہ
پیسہ کیا چیز ہی مین ابھی تو جاکر روپیہ لاتا ہون یہ کہکر ایرج تو چلا گیا اور خواجہ عمرو نے نورالدہر سے کہا کہ ای
شاہزادۂ عالیقدر تم اطمینان رکھو اس مردک سے صرف روپیہ مقصود تھا وہ لے لونگا مگر ملکہ کو تھوڑی اسکے
حوالے کرونگا ملکہ تمھاری ہی تم ملکہ کے ملکہ کو مین تمھاری ہی خدمت مین حاضر کرونگا اور اب تم جاؤ کیون زحمت
اُٹھا رہے ہو شب کو مین تمھارے پاس آؤنگا یہ سُنکر نورالدہر تو اپنے خیمے کو چلا گیا عمرو پھر کر قصر مین آیا ملکہ
کے پاس آکر بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی عمرو نے بختیارک کو بھی بلا کر بٹھایا ملکہ نے کہا کہ کہو خواجہ ہمارے
لیے تمنے کیا تدبیر سوچی ہی اب بھی ہم اُس شہر یار تک پہونچینگے یا اسی طرح گھُل گھُل کے مرینگے خواجہ عمرو نے کہا کہ ای
ملکہ گھبراؤ نہین مطمئن رہو بہت ایام کٹ گئے اب دو ہی ایک روز اور باقی ہین بعد دو ایک روز کے مین تمھین نورالدہر
کے پہلو مین بٹھا دونگا آج رات کو مین شاہزادہ نورالدہر کے پاس جاؤنگا اور تمھارے ہی ذریعہ سے حمزہ
سے صفائی کرونگا اور سوا اس ذریعہ کے اور کوئی ذریعہ نہین ممکن ہی مین آج ہی تمھین نورالدہر سے
ملا دون مگر میرا کام رہجائیگا مجھے اور امیر حمزۂ صاحبقران سے صفائی نہ ہوگی ملکہ قہر چہر نے کہا کہ خیر
خواجہ جو تمھاری مرضی مگر یہ سمجھ لو کہ اگر شاہزادۂ نورالدہر کے سوا تمنے اور کو مجھے دیا تو مین اپنی جان ہی پر دونگی
مین نے سُنا ہی کہ تمنے ایرج سے وعدہ حتمی کر لیا ہی کہ مین ملکہ کو تجھے دونگا عمرو نے یہ سُنکر کہا کہ ملکہ تمھین کچھ خبر
ہی اُس پاجی سے مین نے اخذ زر کے لیے یہ کہدیا ہی ورنہ مین اور تمھین ایرج کو دیدونگا تمھاری ہی کیا باتین
ہین بختیارک کو اسلیے مین نے زندہ رکھا ہی کہ اُس سے روپیہ لیکر اُسے تمھاری صورت بناکر حامد بن حمید کے
حوالے کردونگا اور اب تو مین شاہزادۂ نورالدہر کے پاس جاتا ہون ملکہ نے کہا کہ خواجہ بھلا کیونکر وہان تک
پہونچوگے خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم تماشا دیکھو یہ کہکر اُٹھا اور برآمدے پر آکے آسمان کی جانب جست کی جب
زمین کی طرف گرنے لگا تلوار سپاٹ کرکے پاؤن کے تلے رکھکے پھر زمین پھر اسی طرح اُڑتا ہوا دریا کے پار گیا
اور بصورت اصلی لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا نورالدہر اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا بتصور ملکہ قہر چہر مین
رورہا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ دیکھیے اب ملکہ کسکے ہاتھ لگتی ہی وہ تو عمرو کے قبضے مین ہی اور عمرو اور حمزہ
سے نا اتفاقی ہی وہ ملکہ کو مجھے کیون دینے لگا فقط اُسنے مجھے بہلادیا ہی اور کبھی دل مین یہ خیال کرتا تھا کہ ای نورالدہر

اگر خواجہ نے سچ کہا ہی اور حمزہ سے صفائی کی خواہش رکھتا ہی تو وہ میرے پاس ضرور التجا لائیگا اور اسی شہرہ کو پیش کریگا کہ حمزہ سے مجھے صفائی کرا دو تو میں ملکہ کو دیدونگی بس تو بھی جا کر صاحبقران کے قدموں پر گر پڑنا اور عمرو کی صفائی کرا دینا ای نور الدہر اگر آج وہ تیرے پاس چلا آئے تو سب کام بن جائیں ابھی نور الدہر اپنے دل سے یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ خواجہ سامنے سے دکھائی دیا نور الدہر عمرو کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے پاس مسند پر بٹھا لیا اور عرض کیا کہ ای دادا جان آپ فی الواقع بڑے صاحب حمیت اور صادق الاقرار ہیں میں تو واقعی آپ کے آنے سے نا امید تھا کہ آپ مجھ تک کیوں آئینگے عمرو نے کہا نہیں شاہزادے بھلا میں آپ سے وعدہ کر کے خلاف وعدہ کرتا ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اسد بھی آ گیا اور دادا دادا کہکر عمرو سے لپٹ گیا عمرو نے اُسے گلے سے لگا لیا نور الدہر نے سامان دعوت خواجہ مہیا کیا اور اور خوشامد کرنا شروع کی کہ خواجہ میری زندگی اور آبرو آپ ہی کے دم قدم سے وابستہ ہی آپ ہی چاہیے گا تو میری زندگی ہوگی ورنہ چند روز میں کام تمام ہی آپ واقف ہیں کہ میں ہمیشہ سے عشق عاشقی کو برا جانتا تھا اور اسپر لعنت کیا کرتا تھا مگر خدا جانے اسکے حسن خداداد نے میرے دل پر کیا تاثیر کی کہ میں ازخود رفتہ ہو گیا اور اب یہ حالت بہم پہونچی ہی کہ اگر دو چار دن اور وصل اُسکا حاصل نہ ہوا تو جان میری تمام ہی اور ای خواجہ آپ مجھسے ہر طرح اطمینان رکھیے گا آپ کے ارشاد سے میں کبھی باہر نہ ہونگا اور مال و اسباب جو کچھ میرے پاس ہی وہ تو آپ ہی کا ہی جو طلب کیجیے گا سو حاضر کرونگا از برای خدا اب آتش فراق سے نجات دیجیے اور صدمہ ہجر سے نجات دیکے وصل ملکہ قمر چہر سے شادان و فرحان کر دیجیے جو جو احسان آپ نے لشکر اسلام پر علی الخصوص مجھ پر کیے ہیں اُسکا اظہار میرے امکان سے تو باہر ہی کہاں تک آپ کا شکریہ ادا کیا جائے اکثر مقامات پر آپ ہی کی بدولت کئی بادشاہوں سے میری جان بخشی ہوئی ہی یہ سنکر عمرو نے کہا کہ ای نور الدہر میں ایک کوڑی کا آپ سے خواہاں نہیں ہوں ملکہ قمر چہر آپ کی خدمتگاری کے لیے حاضر ہی مگر ہاں اتنی شرط ہی کہ صاحبقران سے عفو جرائم میرے کرا دیجیے اور ملکہ قمر چہر کو لیجیے نور الدہر نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا کہ خواجہ آپ تو دادا جان کے مزاج سے بخوبی واقف ہیں روپیہ اشرفی جسقدر مطلوب ہو وہ لیجیے مگر اس امر میں مصر نہ ہوجیے ملک باختر کا خراج سالانہ تک آپ کو دے سکتا ہوں مگر اس امر کا اقرار نہیں کر سکتا یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا کہ میں ملکہ قمر چہر کو صاحبقران کی ملاقات کا وسیلہ سمجھے ہوئے ہوں بغیر اس امر کے ملکہ کو نہ دونگا یہ سنکر نور الدہر بہت رنجیدہ ہوا اور سر اپنا جھکا کر رونے لگا قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے مگر اسد غازی نے جو یہ حال دیکھا نور الدہر سے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ آزردہ نہ ہوں اور کسی طرح کا رنج و صدمہ نہ کریں میں اس امر میں سعی کرونگا اور دادا کی تقصیر معاف کرا دونگا اور عمرو سے کہا کہ دادا جان میں آپ کا ذکر خیر حضور صاحبقران ضرور کرونگا مگر اپنے حضور اور بادشاہ اسلام کی بھی شرکت ضرور منظور ہی اور نور الدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ بھی اتنا کیجیے گا کہ علی الصباح نانا جان کے سامنے بہت ہی غمگین ہو کے بیٹھیے گا آخر نانا جان آپ سے پوچھتے ہیں گے اُس وقت میں گفتگو کرونگا آپ خاموش رہیے گا میں سب باتیں طے کر لونگا اور اور سرداروں کو بھی میں کسی نہ کسی طرح شریک کر لونگا خاص طرح صفائی ہو جائیگی یہ سنکر عمرو بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای اسد میں بھی تخت بادشاہی کے تلے بیٹھونگا اور شاہزادہ نور الدہر سے کہا کہ ای نور الدہر میں تو بادشاہ کو جا کر راضی کیے لیتا ہوں اور تم یہ کرو کہ اور سرداروں کو اسی وقت اس مضمون کے رقعے لکھوا کر روانہ کرو کہ وصل

ملکہ قمر چہر کا مجھکو اس صورت سے ممکن ہو سکتا ہے کہ خواجہ عمرو سے اور حمزۂ صاحبقران سے صفائی ہو جاے
اسد اس ذکر کو صاحبقران کے سامنے چھیڑیگا تم اُسکے ہمزبان ہو کر اس مقدمے مین ساعی ہونا نور الدہر
نے اُسی وقت کل سردارون کو رقعہ لکھوا کر اپنی مہر و دستخط سے مزین کر کے روانہ کیے اور عمرو وہان سے اُٹھکر
بادشاہ اسلام کی خدمت مین گیا اور جاتے ہی جھپ سے بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا شہنشاہ گیتی پناہ نے فرمایا کہ ای
عمرو کیا ہے کچھ کہو تو سہی عمرو نے کہا کہ حضور مین ایک حاجت لیکر آیا ہون بادشاہ نے کہا کہ اچھا سر تو اُٹھاؤ عمرو نے
کہا کہ حضور آپ جب تک اقرار حاجت روائی نہ کر لینگے تابعدار قدمون سے آپ کے سر نہ اُٹھائیگا مجبورًا
بادشاہ نے کہا کہ اچھا جو کچھ تم کہو گے مجھے قبول ہو گا اور تمھاری حاجت برآری مین سعی کرونگا جب بادشاہ
اسلام نے اقرار کر لیا تو عمرو نے قدمون سے سر اُٹھا کر ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور تو حال شاہزادہ نور الدہر سے
خوب واقف ہین کہ وہ شاہزادہ ملکہ قمر چہر پر عاشق ہے اور اُس حالت عشق مین اُس والا قدر پر کیا کیا مصیبتین گذر گئین
بادشاہ نے کہا کہ ہان مین خوب جانتا ہون صاحبقران آخر یہان کسلیے ائے اسی لیے آے کہ نور الدہر کا تدارک
کرین یہ سُنکر عمرو نے کہا کہ اب مین نے اُس دیو کو مار ڈالا اور ملکہ میرے قبضے مین ہے مین نے اُسے صاحبقران
کی صفائی کا وسیلہ سمجھا ہے اور قصد مصمم ہے کہ بعد صفائی صاحبقران ملکہ کو نور الدہر کے حوالے کر دون کل اسد
حضور حمزۂ صاحبقران میرا ذکر چھیڑیگا تو حضور بھی اُسکے ہمزبان ہو کر میری سفارش فرما دیجیے گا اور صاحبقران
سے صفائی کرا دیجیے گا یہ سُنکر بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا تم خاطر جمع رکھو مین ضرور اس امر مین ساعی ہونگا بس
عمرو یہ سُنکر بادشاہ کو سلام کر کے بارگاہ ایرج مین آیا ایرج تعظیم عمرو کے لیے اُٹھکھڑا ہوا اور کمال عزت
و توقیر سے پیش آیا اور کہا کہ ای خواجہ مین آپ سے نہایت نادم و پشیمان ہون کہ مین نے حمزہ اور نور الدہر کے
کہنے سے آپکو اپنے پاس سے جدا کیا مگر ای خواجہ ویسا ہی پچھتاتا بھی ہون اور ہر دن آپکی جدائی مین رویا کرتا ہون
دیکھیے یہ مالک بن ملکوت شاہ بیٹھا ہے اس سے پوچھیے مالک نے کہا کہ واقعی خواجہ ایرج سچ کہتے ہین
عمرو نے کہا کہ ہان مین بھی خوب جانتا ہون کہ ایرج کو مجھسے کمال محبت ہے اور مجھکو بھی ایرج سے جیسی محبت ہے
خدا ہی خوب جانتا ہے ایرج نے کہا کہ ای خواجہ آپ کے احسانات بے پایان کا مین کہانتک شکریہ ادا کرون
مگر جو ان آپ کے وہ سب احسانات ہین وہان ایک احسان یہ بھی کیجیے کہ ملکہ قمر چہر کو جادو بن جمشید کے حوالے کر دو
خواجہ نے کہا کہ سُنو ایرج تمکو خوب معلوم ہے کہ مین ایک مدت سے ہفت منظر سلیمانی مین دیو قلماس کا
مقید رہا مجھے روپیہ پیسے کی صورت نہین دیکھی اور اسپر کیا منحصر ہے قید کو تو تھوڑا ہی زمانہ ہوا اصل مین جب سے کہ
حمزۂ صاحبقران سے مجھسے بگاڑ ہوا جب سے ایک کوڑی کہین سے ہاتھ نہین لگی اب دیو کو مار کر قید سے
رہا ہوا تو سواے ملکہ کے اور کوئی مایہ و بساط نہین رکھتا اگر تم مجھے سہ سالہ خراج شہر فرنگوشیہ کا ہبہ کر دو
تو مین ملکہ کو تمھارے سپرد کر دون ایرج نے یہ سُنکر تامل کیا اور مجبورانہ کہا کہ اچھا دونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ
دونگا کیا ابھی دو اور ملکہ کو لو غرض اُسی وقت ایرج نے عمرو کو زر ملاوہ دیا عمرو نے روپیہ گھر مین رکھا اور کہا کہ کل
کوئی دو گھڑی رات گئے تم آکر ملکہ کو لیجانا اور وہان سے اُسی وقت کوچ کر کے چلے جانا لیکن اتنا کہے دیتا ہون
کہ مین ملکہ سے تمھارا نام نہین لونگا اور تم بھی یہان سے دو تین منزل پر نکلکے ملکہ کو ہاتھ لگانا اور اگر یہین
ہاتھ لگاؤ گے تو وہ تمھین پہچان کر شور و غل کریگی تو نور الدہر اپنے خیمے سے نکلکر ملکہ کو لیجائیگا یہ کہکر ایرج کے پاس
سے اُٹھکر دارا سپ کے خیمے مین آیا دارا سپ عمرو کو دیکھکر بہت خوش ہوا نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے پاس بٹھایا

سامان عیش مہیا کیا کشور شاہ نے کہا کہ ای خواجہ میں ملکہ پہ بہت مائل ہوں کہاں سے کہاں تصویر دیکھکے عاشق
ہوکے آیا ہوں اب آپ کے ہاتھ میری زندگی ہی عمرو نے کہا کہ میاں زر کا م کریگا روپیہ مول چیز ہی کشور شاہ
نے کہا کہ کسقدر روپیہ درکار ہی عمرو نے کہا کہ شہر کشور یہ کا سالانہ خراج غرض بڑی چیز ہوتی ہی مجبور آ دیا عمرو
نے وہ بھی روپیہ کمر میں رکھا اور کہا کہ تم پھر رات گئے محافہ لیکر آنا میں ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دونگا مگر شرط یہ ہی
کہ اپنے شہر میں جاکر ملکہ کو دیکھنا اسلیے کہ میں ملکہ سے تمہارا نام تو لونگا نہیں ملکہ سے یہی کہونگا کہ یہ لشکر شاہزادہ
نورالدہر کا ہی اگر راہ میں بولوگے تو افشاے راز سے جو خرابی متصور ہی وہ ظاہر ہی یہ کہکر وہاں سے اُٹھ کے
خورشید و نورج کے پاس گیا اُنسے بھی زر خطیر لیکر بارگاہ سلیمانی میں آیا اور زیر تخت بادشاہ اسلام آکر چھپ رہا
جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام آکر تخت پر بیٹھے صاحبقران نے آکر مجرا کیا دنگل شوکت پر متمکن ہوئے بعد اُسکے
اور سرداران و افسران فوج حاضر دربار ہوئے سلام کر کرکے اپنے اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر متمکن ہوئے
دربار معمور ہوا ناچ ہونے لگا دورۂ جام شراب گلرنگ گردش میں آیا ہوشا ہوش نوشا نوش کی صدا بلند ہوئی
مگر امیر کی نگاہ نورالدہر پر پڑی دیکھا کہ چپکا بیٹھا ہوا رو رہا ہی بس دیکھنا تھا کہ امیر بیقرار ہوگئے اور
دوڑکر نورالدہر کو گلے سے لگا لیا اور پوچھا کہ کیوں بیٹا تم کیوں روتے ہو باعث ملال کیا ہی آزردگی کی وجہ تو
بیان کرو نورالدہر تو آہ سرد کھینچکر چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا مگر اسد غازی نے ہاتھ باندھکر عرض کیا
کہ نانا جان آپ سب حال تو نورالدہر عالیقدر کے عشق کا سُن چکے ہیں اُسکے بیان کرنیکی حاجت نہیں
ہی کہ بھائی صاحب کا ملکہ قمر چہرہ کے عشق میں کیا حال ہو گیا تھا بلکہ اُسی حالت مدہوشی میں اُس پاجی بزانے جیچہ
نے کوڑا بھی مارا کہ جسکے عوض میں میں نے اُس مردود کو کوڑوں کے مار سے اُدھیڑ دیا خیر وہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر
اب بھائی صاحب کی عجب حالت ہی جلد تدبیر کیجیے اور قمر چہرہ کے وصال کی کوئی فکر سوچیے ورنہ دشمنوں کی
ہلاکت کا خوف ہی امیر نے فرمایا کہ ای اسد بھیر میں کیا تدبیر کروں پہلے تو ملکہ دلو قلعہ اُس کے قبضہ میں تھی
اب سُنا ہی کہ عمرو نے اُسے مار ڈالا اور ملکہ عمرو کے قبضہ میں ہی وہ جسے چاہیگا اُسے دیگا اب رہا یہ کہ میں اُس
نمک حرام سے التجا کروں اور اُسکی خوشامد کرکے ملکہ کو لاؤں تو یہ مجھسے ناممکن ہی میں اُسکی لجاجت اور خوشامد ہرگز
نہ کرونگا اسد نے کہا کہ اچھا نانا جان اگر عمرو خود آکر آپ کے قدموں پر گر پڑے اور عفو چاہے تو آپ کو تو
کوئی عذر نہ ہوگا اور تقصیر اُسکی معاف کر دیجیے گا امیر یہ سُنکر خاموش ہو رہے اور سر زانوے فکر پر جھکا کر سوچنے لگے
کہ اس معاملے میں کیا کرنا چاہیے کہ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای صاحبقران اب آپ کچھ عذر نہ فرمایئے عمرو
آپ سے تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہی تقصیر اُسکی معاف کر دیجیے اور ملکہ قمر چہرہ کو بخاطر نورالدہر
عمرو سے لے لیجیے آپکی اور اُسکی نقیض کو ایک زمانہ ہوچکا اب آپ درگذر فرمایئے جب بادشاہ اسلام
چپ ہوئے تو لندھور نے کہا کہ ای شہریار عمرو کے بغیر تو بارگاہ میں بالکل سناٹا ہی ادھر تا کاسا اُدھر
پکارا کہ ای شہریار ہم سب تو عمرو کے احسانمند ہیں اور وہ ہمارا محسن ہی اب اُس سے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی یہ کہکر
تو تمام سردار عمرو کی سفارش کرنے لگے امیر تو دراصل عاشق عمرو ہیں ہی فرمایا کہ بھلا جو وہ کہاں ہی جسکی تم
سب کے سب سفارش کرتے ہو اُسے بلواؤ تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای صاحبقران آپ کے مزاج سے
ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ آپ اُسے دیکھکر غیظ و غضب میں آجایئے اور مزاج آپکا برہم ہو جائے امیر
نے فرمایا کہ نہیں میں برہم نہ ہونگا آپکے ارشاد سے اور ان سب کی سفارش سے میں نے تقصیر اُسکی بخشی

پڑا اب مجھ میں یہ ہمت نہ ہوگا اُسے بلواؤ یہ سنکر بادشاہ نے آواز دی کہ خواجہ آؤ اور اپنے عفو جرائم کراؤ یہ سنا فوراً نکل کر
تخت کے نیچے سے نکلکر امیر کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا امیر نے سر اُسکا قدموں سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا
اور فرمایا کہ خواجہ خطا تو تمہاری ہمنے معاف کر دی مگر یہ بتاؤ کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بیٹا ایک سو ایک پالش
عمرو پر نہ توڑ لونگا جب تک قرار نہ آئیگا اور اگر عمرو پر پالش نہ توڑے تو حمزہ نام نہ رکھا اور تمنے قسم کھائی تھی کہ میں بیٹیاں
چلو اہو پیونگا صفائی تو میرے تمہارے ہوگئی مگر یہ قسمیں کیونکر ادا ہونگی اب عمرو بھی متفکر ہے صاحبقران بادشاہ
اسلام تمام سردار بھی متحیر ہیں کہ یکایک آواز سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کی بلند ہوئی اور مع حضرت
خضر علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کا نمودار ہوا امیر اور جملہ سرداران اسلام مع بادشاہ تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے
اور دوڑ کر ہاتھ حضرت خضر کے چوم لیے قدموں کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ یا نبی اللہ ہم سب حیران ہیں کہ ان دونوں کی قسمیں
کیونکر ادا ہونگی حضرت نے جواب دیا کہ نزدیک اس امر کا ہوا ادا قسم بہت سہل در سہل ہے امیر سے فرمایا کہ تم سو پالش کے
عوض سو سرکنڈے منگا کر عمرو کے مارو اور عمرو سے کہا کہ تم حمزہ کی فصد کھلوا کر تین چلو لہو لیلو امیر اور عمرو نے قدم
حضرت خضر علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو بوسہ دیا حضرت خضر تو غائب ہوگئے امیر با توقیر اور عمرو نے حسب الارشاد فیض بنیاد
حضرت خضر قسمیں ادا کیں بعد اُسکے عمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ابھی اس امر کو مشہور نہ فرمائیے گا کہ میں نے خطا عمرو کی معاف
کر دی اور ممانعت فرما دیجیے کہ لشکر میں بھی ابھی کوئی منہ سے نہ نکالے میں دارا اور خورشید اور ایرج و تیمور کو
یہاں سے ٹالدوں تو پھر اختیار ہے فرمایا کہ بہت مناسب ہے یہ سنکر عمرو وہاں سے اُٹھا اور امیر حمزہ صاحبقران کو
سلام کرکے ہفت منظر سلیمانی کا راستہ لیا اور تمام کل حال ملکہ قمر چہرہ سے بیان کیا ملکہ کمال اسپر خوش ہوئی اور کہا
کہ اے خواجہ پھر اب کب مجھے بلاؤ گے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ میں ایرج وغیرہ کو یہاں سے ٹالدوں تو پھر تمہیں بلواؤں ملکہ نے
کہا کہ پھر کب تک ان سب کو نکالیے گا عمرو نے کہا کہ آج ہی شب کو یہ کہکر اُسی وقت بچہ پارک کی ڈاڑھی مونچھیں
مونڈکر رنگ روغن عیاری منہ پر ملکے آنکھوں میں سرمہ لگایا بالوں میں کنگھی کی لباس عروسانہ پہنایا ٹھیک ملکہ قمر چہرہ کی
صورت پر شکل کرکے ملکہ کو دکھایا ملکہ نے جو اُسے دیکھا تو اپنی صورت سے سر مو فرق نہ پایا ہو بہو اپنی صورت پائی
خواجہ سے کہا کہ واہ خواجہ سبحان اللہ کیا صورت بنائی ہے کہ سر مو میری صورت سے فرق نہیں ہے اے خواجہ واقعی تمہارا
مثل و نظیر نہیں ہے ان باتوں چیتوں میں کوئی دو گھڑی رات آئی ہوگی کہ ایرج مع لشکر محافہ لیکر دریا کنارے آکر کھڑا ہوا
عمرو نے جو ایرج کو دیکھا ملکہ مصنوعی کو زنبیل میں ڈالکر جست و خیز کرکے ایرج کے پاس آیا اور ملکہ کو دکھا کر محافہ میں
سوار کرکے ایرج سے کہا کہ جلد مع لشکر یہاں سے چلے جاؤ ایرج نے نہایت مسرور ہو کر محافہ اپنے ساتھ لیکر مع لشکر
کوچ کیا بعد اُسکے عمرو نے اور تین شخصوں کو ملکہ قمر چہرہ کی صورت مشکل کیا کہ کوئی دو پہر رات گئے دارا آیا ایک
کو اُسکے حوالے کیا پھر کوئی تین پہر رات گئے خورشید آیا ایک کو اُسکے سپرد کیا پھر کوئی پہر رات رہے تیمور آیا ایک
کو اُسکے حوالے کیا غرض ہر شخص کو باری باری ملکہ مصنوعی کو سپرد کرکے رخصت کیا اور ہر شخص سے کہہ دیا کہ خبردار
خبردار جلد اپنے اپنے شہروں میں داخل ہو کے ملکہ کو ہاتھ نہ لگانا جب یہ سب گئے سب خوش و مسرور ہو کے وہاں [illegible]
نے کل مال و اسباب اور کنیزوں اور خواصوں [illegible] ملکہ کو زنبیل میں ڈالا اور [illegible] کرکے
دریا پار آکر داخل لشکر اسلام ہوا اب اسکو تو لشکر اسلام میں چھوڑیے اور اب حال عبرت مآل ایرج [illegible]
چاہیے کہ ایرج ملکہ مصنوعی کو خوش و خرم اپنے ساتھ لیے ہوئے جلد جلد منزلیں طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا اور [illegible] جاتا تھا
کہ فی الحقیقت خواجہ نے مجھ پر وہ احسان کیا کہ تمام عمر اُسکے احسان سے سر نہ اُٹھا سکونگا القصہ ایرج [illegible]

تو ہرگز ملکہ ہاتھ نہ آتی القصہ جب جاتے جاتے دو منزل طے کر چکا تو تیسری منزل پر پہونچ کے حامد بن حمید نے ٹھانی کہ ملکہ
مصنوعی کے ساتھ منعقد کیا حامد بن حمید نے بڑی خوشی خوشی داخل حجلہ عروسی ہوا پہلے تو سجدے میں جا کر شہنشاہ اعظم کی
مدحت کی اور کہا کہ اے شہنشاہ اعظم آفتاب تاباں کروڑ کروڑ شکر ہے تیرا کہ تو نے مجھ ایسے روسیاہ نالائق روزگار کو ایسی
ماہ طلعت مہ صورت عنایت کی اے آفتاب تاباں شعر اگر بہر موے من گردد زبانے ؛ شاید حرفے از شکرت بیانم
بعد اسکے سر سجدے سے اٹھا کر ملکہ مصنوعی کے گرد پھر کے تصدق ہوا خوب سا اچھلا خوب کودا اب یہ تو خوشی میں اچھل کود
رہا ہے اور بختیارک اپنے دل میں کہہ رہا ہے کہ واہ اس صورت نحس پر ملکہ قمر چہر کے لیے یہ خوشی کر رہا ہے اب کوئی
دم میں روئیگا کہ حامد بن حمید نے اسکے گلے میں ہاتھ ڈال دیے رخ انور کے بوسے لینے لگا اور کہا کہ اے ملکہ منہ سے
تو بولو بات تو کرو اس قدر شرم و حجاب کیوں کرتی ہو آنکھ کھولکر دیکھو یہاں سوا میرے اور کوئی نہیں ہے ایک مدت
مدید سے تمہارے فراق میں رویا کرتا تھا اور جان اپنی کھویا کرتا تھا آج آفتاب پرستوں کے قبلہ یعنی شہنشاہ اعظم نے
یہ دن دکھایا کہ تمہارے وصل سے کامیاب اور شادکام ہونگا مگر بختیارک خوف عمرو سے خاموش بیٹھا ہوا ہے اسلیے
کہ مرشد نے کہدیا تھا کہ جب تک حامد بن حمید دست درازی نہ کرے اس وقت تک تو خاموش رہنا اور اپنے کو
ظاہر نہ کرنا الغرض حامد بن حمید نے بوسے لیکر اپنے ہاتھ سے قسمیں دے کر مٹھائی کھلائی عطر ملا ایک آدھ جام شراب
کا زہر مار کیا جب خوب مست ہو لیا اور خواہش نفسانی سے اندھا ہو گیا تو قصد شہوت رانی میں بختیارک کے قریب گیا
اب جو خیال کر کے دیکھا ہے تو بجاے علامت اناث کے علامت ذکور کی پائی متعجب ہو کر کہنے لگا کہ اے نازنین مہ جبین
یہ کیا امر ہے کہ تو بجاے علامت عورت کے علامت مرد کی رکھتی ہے تب بختیارک بول اٹھا اور کہا کہ او مادر بخطا نازنین
کون ہے اور تو نے سمجھا کیا ہے ارے احمق میں ہوں بختیارک پہلے اپنا منہ بنوا پھر ملکہ قمر چہر کی خواہش کرنا یہ امر
خدا پرستوں ہی کے لیے مخصوص ہے کہ تمام دنیا کے حسین انھیں کو ملتے ہیں اے حامد بن حمید ملکہ تو نور الدہر کے پاس گئی
ملکہ یہاں کہاں سے آتی بس یہ سننا تھا کہ ایک تیر حامد بن حمید کے جگر پر پڑا اور روتا پیٹتا ہوا ایرج کے پاس آیا ایرج
نے کہا کہ کیوں حامد کیوں روتے ہو کیا بات ہے معلوم ہوا کہ عروس زبردست ہے تیرا قابو نہیں چلتا حامد نے کہا کہ آپ
چلکر دیکھیے تو وہاں معرکہ ہی دگرگوں ہے کیسی عروس اور کیسی ملکہ ایرج نے کہا ارے کچھ کہہ تو سہی حامد نے کہا کہ اے
ایرج میں کیا کہوں خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے میرے واسطے بڑی کوشش کی اور حد کی جانفشانی کی مگر آپ کیا کریں
میری قسمت میں وصل ملکہ کا مقدر ہی نہیں ہوا محنت کی محنت ضائع ہوئی روپیہ کا روپیہ برباد ہوا ایرج حیران و
پریشان ہو کر حجلہ عروسی میں آیا دیکھا تو ملکہ بیٹھی ہوئی ہے ایرج کو جو آتے دیکھا اٹھکر سلام کیا ایرج نے کہا کہ اے
ملکہ یہ کیا امر ہے حامد بن حمید کیوں شکایت کرتا ہے کہ تو ملکہ قمر چہر ہی یا عمرو نے کسی اور کو بنا کر میرے حوالے
کر دیا ہے اس وقت بختیارک نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان اے ایرج نور الدہر ملکہ قمر چہر کا کیا ذکر
ہے وہ یہاں کجا وہ تو نور الدہر کے پہلو میں بیٹھی ہوگی میں تو بختیارک ہوں جب تو ایرج کو غصہ آ گیا اور کہا کہ
او نابکار تو نے پہلے کیوں نہ اپنے کو ظاہر کیا تو نے مجھے اسقدر زحمت بیکار ہی کو دلوائی اگر وہیں تو ظاہر کر دیتا تو میں
یہاں تک کیوں آتا اگر اب جیسا تو نے مجھے پریشان کیا ہے ویسا ہی میں تیری وہ حالت کر دونگا کہ تو بھی تمام عمر
کو یاد کرے بغیر مارے مجھے نہ چھوڑونگا [illegible] برباد کروا دیا یہ سنکر بختیارک ایرج کے قدموں
پر گر پڑا اور کہا کہ میری کوئی خطا نہیں [illegible] چاہیے قتل کرنا چاہیے عفو فرمائیے آپ کو
صاحب مروت جان کر اپنی جان [illegible] حرکت [illegible] کرتا تو [illegible]

مار ہی ڈالتا ای ایرج عمرو نے مجھسے کہدیا تھا کہ جب تک حامد بن جمہور قصد شہوت رانی نہ کرے اُسوقت تک تو اپنے کو ظاہر نہ کرنا ورنہ وہین آکر تجھے مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا ای ایرج مین عمرو سے اس طرح ڈرتا ہون کہ جس طرح گائے قصاب سے ای ایرج عمرو وہ بلا ہے وہ آفت روزگار ہے کہ میرے باپ کا حربہ مجھے بچا کر کھلا دیا مین نہ ڈرون تو کون ڈرے عمرو سے تو میری روح ہی نکلتی ہے اور آپ بھی تو اُس مرشد سے خوب واقف ہین کہ جیسے وہ ذات بابرکات ہین اور کیسے معقول آدمی ہین کیا آپ کو معلوم نہین کہ ایک مدت کے بعد حمزہ نے تقصیر عمرو کی معاف کردی اور حمزہ اور عمرو سے صفائی ہو گئی عمرو نے ملکہ قمر چہر کو نور الدہر کے حوالے کردیا اصل مین یہی تو باعث صفائی ہوا ای ایرج مین بھی بدولت عمرو ہی کے دیو قلیاس کی قید مین رہا اور جو میرا لکھا پورا ہوا کہا گذارش کرون آخر الامر وہ مرشد میرے قتل پر آمادہ ہوئے جب مجھسے یہ شرط پیش کی کہ مین تجھے ملکہ قمر چہر کی صورت بناکر ایرج کے حوالے کرونگا خبردار خبردار تو اُسوقت تک نہ بولنا اور اپنے کو اُس وقت تک ظاہر نہ کرنا جب تک حامد بن جمہور دست درازی نہ کرے اور کہا کہ اگر ایسا نہ کریگا تو مین عمرو ہون وہین پہونچ کر تجھے قتل کرونگا تو ای ایرج نوجوان مین نے مجبوراً اس شرط کو قبول کیا اور آپ کو صاحب کرم سمجھکر اور عفو قصور آپ کا معمول جانکر یہ حرکت کی اور عمرو نے تو ملکہ قمر چہر کو بیٹی کیا تھا اور قمر چہر نے اُس سے اقرار کرلیا تھا کہ آپ مجھے سواے نور الدہر کے اور کسی کو نہ دیجیگا ملکہ تو نور الدہر کے نام پر ہزار جان سے نثار ہے جب یہ ساری رام کہانی ایرج نے سُنی تو سر ہلاکر کہا کہ ہان معلوم ہوا کہ ان مرشد کامل نے مجھے دم دیا اور مجھسے مسخرہ پن کیا مگر خیر خواجہ عمرو سے تو کیا سمجھونگا کہ وہ میرے محسن ہین مگر نور الدہر کا عیش تلخ کرونگا ملکہ کو اُسکے پاس چین سے نہ بیٹھنے دونگا یہ کہکر وہان سے کوچ کرکے جلد جلد اتنی راہ طی کرکے اُسی مقام پر آیا کہ جہان پہلے اسکا لشکر اُترا تھا اور وہان پہونچکر خیمہ ڈیرے استادہ کراے اور شاپور شیر دل کو بلاکر چپکے سے کہا کہ ای شاپور شیر دل تجھسے جس طرح ہوسکے نور الدہر اور قمر چہر کو باندھ لا مین ممنون منت ہونگا شاپور نے کہا کہ خداوند مجھے تعمیل ارشاد مین تو عذر نہین ہے آنکھون سے بجا لاؤنگا مگر یہ تو سوچ لیجئے کہ آپ سے کچھ بنائے بن بھی پڑیگا مین تو یہ جانتا ہون کہ کبھی بھی آپ کے بناے کچھ نہ بن پڑیگا اور یہ تاملی وہ چھوٹ جاینگے ایرج نے کہا کہ تجھے ان فقرون سے کیا مطلب ہے تو کیون دخل در معقولات دیے جاتا ہے تجھے ہمارے حکم کی تعمیل سے غرض ہے یا دنیا بھر کے قضیون سے تو جاکر گرفتار کرلا تجھے لیا جائیگا یہ سُنکر اُسی وقت شاپور شیر دل صورت اپنی تبدیل کرکے روانہ ہوا جب داخل لشکر اسلام ہوا تو دیکھا کہ نور الدہر عالیقدر کے خیمے کے برابر ملکہ قمر چہر اور کیوان فلک رفعت کا خیمہ استادہ ہے اور وہ نگہبانی اور پاسبانی ہے کہ مجال کیا ہے جو پرندہ پر مار سکے اور درندہ دوندہ کی تو کیا تاب و طاقت اور مجال و قدرت ہے کہ وہان پہونچ سکے تین پہر رات گرد اگرد خیمون کے پھرا پھرا مگر کوئی تدبیر پیش نہ جاسکی مجبور ہوکر وہان سے پھرا راستے مین بدیع الزمان کا خیمہ ملا بس شاپور اُسی کو غنیمت جانکر ایک جگہ بیٹھ گیا اور خیمے کی سیدھ باندھ کر نقب کنی شروع کی اور ایک تھوڑی ہی دیر مین مہرہ نقب کا خیمہ بدیع الزمان مین پھوڑا خیمے کے اندر پہونچ کر پروانے بیہوشی کے شمعون کی لو پر مارے جب وہ جلی اور دھوان اُسکا خاصبردارون اور خدمتگارون کے دماغ مین گیا تو وہ سب بیہوش ہوکر گرے شاپور شیر دل بدیع الزمان کے پلنگ کے پاس گیا اور جھٹ پٹ بدیع الزمان کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر وہان سے چلتا ہوا اور قریب طلوع آفتاب ایرج کے پاس پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھدیا ایرج نے پوچھا کہ شاپور کسے لایا

شاپور نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور نور الدہر اور قمر چہر پر تو کسی طرح قابو نہ چل سکا وہ زبردست پہرا تھا کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا درندے کا تو کیا ذکر ہے تین پہر رات گرداگرد خیمے کے پڑا پھرا اور تدابیر سوچا کیا مگر کوئی فکر پیش نہ جا سکی مجبور ہو کر وہاں سے پھرا راستے میں بدیع الزمان کا خیمہ ملا غلام نے بمصداق مصرع گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت است + اسی کو غنیمت جانا اور اندرون خیمہ نقب زنی کر کے پہونچ گیا اور بدیع الزمان کو بیہوش کر کے باندھ لایا ایرج نے کہا خیر جو آیا وہی سہی جلد اسے لیجا کر قید کر دیا جائیگا شاپور نے اسی وقت آہنگروں کو طلب کر کے بدیع الزمان کو مسلسل و مطوق کر کے زندانخانے میں بھیجدیا جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام تخت پر رونق افزا ہوئے مقربان درگاہ سے دربار جاہ ہو چکا تو امیر نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سب ہیں مگر بدیع الزمان کا کسی طرف پتا نہیں بہت متحیر ہوئے پوچھا کہ آج بدیع الزمان نہیں آئے لوگوں نے عرض کیا کہ خداوند ہاں ابھی تک تو نہیں آئے یہ سنکر امیر بالتدبیر نے لندھور سے کہا کہ جاکر دیکھو تو لندھور خیمہ شاہزادہ بدیع الزمان میں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ خدمتگار اور خواصیں [illegible] بیہوش پڑے ہیں بدیع الزمان کا پلنگ خالی پڑا ہے نقب پڑی ہے شاپور کا معلوم ہوتا ہے سمجھا کہ وہی مردود اٹھا لیگیا ہے جاکر امیر سے عرض کیا کہ خداوند بدیع الزمان کو تو شاپور عیار ایرج کا چرا لیگیا امیر نے فرمایا کہ ایرج تو چلا گیا تھا پھر آگیا لندھور نے کہا کہ حضور ہاں اگر نہیں آیا تو پھر شاپور کو کیسے بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ آگیا امیر نے فرمایا کہ اس کمبخت آفتاب پرست نے سخت پریشان کیا ہے میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ نور الدہر کی شادی کر دیتا مگر اب جبتک کہ بدیع الزمان چھوٹ کر نہ آئے کیونکر شادی ہو سکتی ہے یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ حضور بغیر پدر بزرگوار کے کیونکر راضی ہونگے کیسی شادی اور کیا بیاہ وہ چھوٹ کر آئیں تو پھر سب کچھ ہوگا نہیں تو [illegible] اس گفتگو سے تمام حاضرین دربار میں ایک سکوت کا عالم ہو گیا مگر اسد غازی چپکے سے اٹھکر بارگاہ کے باہر آیا اور ضرغام [illegible] کہا کہ تم ایک نامہ اس مضمون کا ایرج کو لکھ بھیجو کہ او پاجی آفتاب پرست [illegible] بازار [illegible] اسقدر نامردی پر کمر باندھی ہے کہ جب تیرا کچھ بس نہیں چلتا تو سرداران لشکر اسلام کو چروا منگاتا ہے [illegible] قضا آئی ہے اور موت سر پر کھیل رہی ہے جلد [illegible] بدیع الزمان [illegible] تمام [illegible] ضرغام نامہ لیکر ایرج کے پاس پہونچا اور ایرج نے اس نامہ کو پڑھکر [illegible] کہ وہ [illegible] تو دم دیکر کہا کہ جا [illegible] مار ڈالونگا اور ضرغام سے کہا کہ جا کہدینا [illegible] بدیع الزمان [illegible] تیرے پاس آجائیگی یہ جواب ایرج کا سنکر ضرغام وہاں سے واپس آیا اور تمام [illegible] اسد سے گذارش کیا اسد نے کہا کہ خیر ای ضرغام سمجھا جائیگا ارے تو [illegible] ڈر [illegible] دو [illegible] کا فیصلہ کر دونگا [illegible] آواز [illegible] کہا کہ [illegible] اگر آپ جا کے مار ڈالینگے تو وہاں بھی تو بدیع الزمان مقید ہیں معلوم نہیں وہ [illegible] بدیع الزمان سے کیا سلوک کرے اسد نے کہا کہ صاحبو [illegible] وہ تنہا سر شام سے روانہ ہوا اور کسی کو ساتھ نہ لیا [illegible] آئے دیکھو ہم تنہا جاکر جو کچھ ہو سکے دکھا [illegible] دروازہ بارگاہ ایرج پر پہونچا تو [illegible] اپنا دوشالہ سے لپیٹ لیا لوگوں نے جانا کہ [illegible] یہ بھی ہوگا یہ سمجھکر کوئی اس سے متعرض نہ ہوا

جب دربار برخاست ہوا اور حامد بن حمید بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمے کو چلا تو اسد غازی نے جلدی سے آگے
بڑھکر کہا کہ او نابکار و بدکردار و سیاہ تو اور ملکہ قمر چہر کا عاشق ہو کھڑا تو رہ کہاں جائیگا ع ۔ نظم روز ہیجا شیر بیشۂ وغا ہمچو سپہر
شجاعت دُرِ دریاے فتوت شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی نعرہ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ + شہنشاہ نام آور و کامران + اسد شیر دل ابن صاحبقران + اور جو لوگ وہان
پھر رہے تھے وہ تو اسد کا نام سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک غلغلہ پڑ گیا کہ ارے بھاگو شیر آگیا حامد
جب تک بھاگے ہی بھاگے اسد غازی نے لپک کر جو ایک ہاتھ کھنڈارے کا رسید کیا تو مثل خیار تر دو ٹکڑے
تھے حامد دھڑ سے زمین پر گرا اور پرے سے اور دو تین تلواریں ماریں کہ بالکل قیمہ ہی ہو گیا جب حامد میں بالکل دم
نہ رہا تو اسد گھوڑا اڑاتا ہوا اور یہ کہتا ہوا راہی ہوا کہ زندگی میں تو ملکہ کی جدائی جلاتی تھی اب مرے پر دوزخ کی
آگ جلائیگی القصہ جب اسد چلا گیا اور حمید پدر حامد کو یہ حال معلوم ہوا تو گریبان چاک کرکے روتا پیٹتا ہائے
حامد وائے حامد کے نعرے مارتا ہوا ایرج کے پاس آیا اور تمام حال ایرج سے بیان کیا گویا جھڑی لگی ہوئی تھی آنسو
برابر آنکھوں سے جاری تھے اور کہتا تھا کہ ہائے افسوس اس بڑھاپے میں یہ داغ بدا تھا ہائے افسوس میں تو کہتا تھا
کہ ایک روز یہ دیوانہ اسے مار ڈالیگا اور ملکہ قمر چہر کا عشق اسکی جان لیگا ہائے اُسی کا سامنا ہوا ای زبدۂ آفتاب پرستان
اب کیا کروں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کمر میری ٹوٹ گئی یہ حال سنکر اور حمید کی بیقراری دیکھکر ایرج کے بھی آنسو نکل آئے
اور حمید کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای حمید اب صبر کرو حامد کا زندہ ہونا تو ممکن نہیں مگر اُسکا عوض لینے کو اب
بدیع الزمان موجود ہی ہیں اُسے حاضر کرتا ہوں تم اُسے قتل کرکے خون کے بدلے کا خون لیلو اور دل اپنا ٹھنڈا کرلو
یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ ای ایرج نوجوان یہ کیا ارشاد ہوتا ہے بدیع الزمان کا قتل کرنا امر سہل نہیں ہے نہایت
دشوار ہے جس وقت خدا پرستوں کو خبر ہوگی کہ بدیع الزمان قتل ہوتا ہے اُسی وقت تو سب کے سب بیتاب ہونگے لندھور
اور حمزہ قیامت ہی تو برپا کر دینگے مگر ایک تدبیر میرے ذہن میں ابھی آئی ہے کہ جس سے اسد بھی ہاتھ لگ جائیگا اور کوئی جھگڑا
اور فساد بھی نہ ہوگا ایرج نے کہا کہ ای بختیارک جلد بتاؤ وہ ترکیب کیا ہے بختیارک نے کہا ای زبدۂ آفتاب پرستان
آپ تابوت حامد کا حمزہ کے پاس بھیجدیجیے اور کہلا بھیجیے کہ ای حمزہ اس اسد مجہول العقل نے حامد کو دغابازی سے
مار ڈالا ہے اور مار کر بھاگ گیا ہے یا تو آپ اسد کو باندھکر میرے پاس بھیجدیجیے اور یا بدیع الزمان سے ہاتھ اٹھائیے
ایرج نے اس راے کو پسند کیا اور اُسی وقت تابوت حامد کا بنا کر صاحبقران کے پاس روانہ کیا اور شاپور
کے ہاتھ جو کچھ بختیارک نے کہا تھا حمزہ سے کہلا بھیجا شاپور اُسی تابوت کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف چلا جب
دروازۂ بارگاہ سلیمانی پہ پہونچا تو تابوت کو تو دروازے پر چھوڑا اور خود بارگاہ کے اندر جا کر صاحبقران کو سلام کیا
اور پیغام ایرج کا سنایا امیر یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے اور پہلوان عادی سے کہا جلد جاکر اسد کو لاؤ کہ اُسنے نہایت
بیجا حرکت کی ہے پہلوان عادی اُسی وقت اسد کے لینے کو روانہ ہوا جب اسد کے پاس پہونچا تو اسد تعظیم
کے لیے اٹھ کھڑا ہوا سلام کیا کہا کہ دادا جان اسوقت آپ کہاں آئے اور اس حقیر کو سرفراز کیا پہلوان عادی
نے کہا کہ میں تمہیں لینے کو آیا ہوں صاحبقران عالیشان نے تمہیں یاد کیا ہے اسد نادانستہ اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً
پہلوان عادی کے ساتھ روانہ ہوا اثناے راہ میں ضرغام شیر دل نے اسد کے کان میں کہا کہ آپ جاتے
کہاں ہیں آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ دادا جان آپ کے آپ کو کیوں لیے جاتے ہیں اسد نے کہا کہ مجھے تو کچھ نہیں معلوم
تم بتاؤ کہ کیا امر ہے ضرغام نے کہا کہ میں اتنا جانتا ہوں کہ آپ کا جانا صلاح نہیں ہے جائیگا تو

پہنچا ئیگا اسد نے کہا کہ آخر کہنا کیون نہین خوف کاہے کا ہی کہ صاف صاف جو تو نے دریافت کیا ہو جب تو شمر غلام صاف صاف کہنے لگا کہ ہو گیا آپ نے جو حامد بن جمشید کو مار ڈالا تو ایرج نے امیر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ اسد کو باندھ کر بھیجینگے تو خیر ورنہ مین بدیع الزمان کو مار ڈالونگا یہ سنکر صاحبقران بہت آزردہ ہوئے ہین اور اُسی خفگی مین آپ کو طلب کیا ہی آپ سامنے گئے اور صاحبقران نے ایرج کے پاس بھیجدیا دیکھیے ہرگز ہرگز نہ جائیگا ہان خوب یاد آیا کہ ایرج نے حامد کا تابوت تیار کیا ہی اور وہ بارگاہ کے دروازے پر رکھا ہوا ہی یہ سنکر اسد آگ بگولا ہو گیا اور پہلوان عادی سے کہا کہ واہ ای دادا واہ ای شکم بزرگ میرے قتل ہی کرا نیکی فکر کی تھی ارے لعنت ہی تیری بزرگی پر پہلوان عادی نے کہا کہ ارے بدیع الزمان جو تیرے بدلے مارا جاتا تو اُسکا کیا علاج تھا اسد نے برہم ہو کر ایک تلوار پہلوان عادی پر ماری کہ کوئی دو انگل کا زخم سر پر آیا اور اسد گھوڑے کو اڑا کر دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور لوگون سے کہا کہ تمکو قسم ہو صاحبقران کے نمک کی کہ میرے آنیکی خبر صاحبقران سے نہ کرنا اور وہ جو لوگ تابوت کے ساتھ تھے انکو مار کر بھگا دیا اور حامد بن جمشید کے تابوت پر روئی رکھوا کے آگ ڈلوا دی اور وہان سے چلتا ہوا اسد کے جانے کے بعد ایک غل ہو گیا کہ اسد نے حامد کا تابوت بھی جلا دیا جب امیر کو یہ خبر پہنچی تو بہت خفا ہوئے اور کرب سے کہا کہ جلد اسد کو جا کر پکڑ لاؤ اُسی وقت کرب اسد کے گرفتار کرنے کے لیے تنہا بارگاہ سلیمانی سے روانہ ہوا مگر اسد جب تابوت حامد کا جلا کر چلا تو دل مین خیال کیا کہ کسی طرف چلا جاؤن پھر سوچا کہ نہین جانا مناسب نہین ہی ایسا نہ ہو کہ یہ آفتاب پرست امیرزادہ کو مار ڈالے تو تو مفت مین رسوا ہو جائیگا ماموجان کو جا کر پھر الا پھر تجھے اختیار ہی جدھر چاہیے چلا جانا یہ سوچ کر لشکر ایرج کا راستہ لیا اور ادھر ایرج سے شاپور نے آکر حال تابوت جلانے کا بیان کیا یہ سنکر ایرج نہایت غضبناک ہوا اور اُسی وقت حکم کیا کہ جلد بدیع الزمان کو لاؤ مین اُسکو بعوض خون حامد بن جمشید زنگی قتل کرونگا یہ سنکر اُسی وقت لوگ دوڑ گئے اور بدیع الزمان کو غل و زنجیر مین گرفتار ایرج کے سامنے لائے جب بدیع الزمان اور اسد سے سامنا ہوا تو بدیع الزمان نے پکار کر کہا کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو بہادر ہو اور طرز شجاعت سے واقف ہو سپاہی ہو تو دانہ ہو یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ ہم بیشک شجاع ہین اور بہادر ہین اور نہین تو اسکا نام بہادری ہی کہ جس طرح اسد نے حامد بن جمشید کو قتل کیا یہ سنکر بدیع الزمان نے کہا کہ او بزار بچے آفتاب پرست تجھسے بھی جو کچھ ہو سکے تو کبھی قصور و کوتاہی نہ کر یہ سنکر ایرج نے بعوض خون حامد کے بدیع الزمان کو جمشید کے حوالے کر دیا اور کہا کہ ای جمشید اسے بعوض خون حامد کے بیرون بارگاہ لیجا کر قتل کر جمشید بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ کے باہر لایا اور میدان خونی تیار کر کے جلاد سے کہا کہ جلد اسکی گردن اڑا دے جلاد نے قصد ہی کیا تھا کہ بدیع الزمان کی گردن پر تیغ مارے کہ دفعۃً تو اسد بن کرب غازی کی آواز آئی کہ او نابکار ناہنجار دست خود را نگہدار خالا میرسم یہ آواز سنکر جلاد نے گردن اُٹھا کر دیکھا ہی تھا کہ اسد نے مثل برق کوند کر جو ایک ہاتھ مارا تو سر اُسکا قلم ہو کر دور سے زمین پر گرا جمشید نے جو اسد کو تنہا دیکھا تلوار کھینچکر دوڑا کہ او دیوانے تو ہی قاتل ہی میرے بیٹے کا لے حامد کا کھڑا تو رہ جاتا کہان جمشید کی آواز سنکر ہمراہیان جمشید بھی دوڑ پڑے اسد نے پکارا کہ اد سیاہ کھڑا رہ جا تجھے بھی تیرے بیٹے کے پہلو مین سلاتے دیتا ہون جا تو بھی اُسکی مصاحبت کر یہ سنکر جمشید نے اسد کے برابر آکر ایک تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روکا اور اُسکا رو کی سکے جو ایک ہاتھ بھنڈارے کا مارا تو جمشید کے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو گئے ادھر بدیع الزمان

جو پالا خالی دیکھا قید اپنی توڑ کر اسد کے شریک ہو کر لڑنے لگا اسد نے جو بدیع الزمان کو پیادہ دیکھا گھوڑے
سے کود پڑا اور کہا کہ ناموسخان آپ تو سوار ہو کر لشکر اسلام کا راستہ لیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا تم جو پیادہ
رہجاؤ گے اسد نے کہا کہ ناموسخان میں جو آپ سے کہتا ہوں آپ چلے جائیے اگر ایرج آجائیگا تو پھر آپ کا نکلنا
دشوار ہوجائیگا بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا دل نہیں مانتا تمھیں کیونکر اکیلا چھوڑ دوں اسد نے کہا کہ ناموسخان
بات کو تو سمجھا کیجیے یہ وقت اس قسم کا نہیں ہے تکرار نہ کیجیے چلے ہی جائیے اور میرا خیال نہ کیجیے میں عیار ہوں سو طرح
سے نکل جاؤنگا غرض بدیع الزمان چار ناچار لشکر اسلام کو راہی ہوا اور یہاں ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد آ پہونچا اور
بدیع الزمان کو چھڑا کر لشکر اسلام میں بھیجدیا اور خود زنگیوں سے لڑ رہا ہے جمشید کو بھی مار ڈالا یہ سنتے ہی ایرج مرکب پر
سوار ہو کر دوڑا اگر یہ دیوانہ جاتا کہاں ہے جب وہاں پہونچا تو دیکھا کہ اسد پیادہ لڑ رہا ہے اور زنگی بھاگتے پھرتے ہیں یہ
دیکھ کر ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے مجہول العقل کھڑا تو رہ میں بھی آپہونچا یہ کہتا ہوا تلوار کھینچے ہوئے اسد کے برابر
پہونچا اسد نے جو ایرج کو باشمشیر برہنہ مرکب تیز رفتار پر سوار دیکھا پکار کر کہا کہ ای ایرج تو اپنے کو شجاع اور بہادر
جانتا ہے اور سپاہیوں میں محسوب کرتا ہے میں پیدل اور تو سوار اگر تجھے بہادری کا دعوی ہے اور ارادہ جنگ ہے تو
تو بھی پیادہ ہوجا ایرج نے کہا کہ اس مضائقہ میں کیا عذر ہے میں ابھی پیدل ہوا جاتا ہوں یہ کہکر گھوڑے سے کود پڑا
اور سپاہیوں سے کہا کہ تم سب یا ہٹ ہٹ جاؤ میں تنہا کیا کم ہوں اس ایسے دس پر بھاری ہوں ابھی تو میں اسے باندھے
لیتا ہوں سب کے سب پیچھا ہٹ گئے اسد ایرج کی طرف لپکا ایرج اسد کی جانب بڑھا جب دونوں برابر
پہونچے تو اسد پینترا بدل کے ایرج کے گھوڑے کی جانب دوڑا اور گھوڑے کے قریب آکر یال فرس مضبوط پکڑ کے
جست پشت فرس پر تھا اور گھوڑے کو کوڑا کر کے ایرج کے سامنے سے بھاگا ایرج پکارا کہ یہ کیا بزدلا پن تھا
کہ تو فریب کر کے میرے ہی گھوڑے پر سوار ہو کے بھاگ نکلا اسد یہ کہتا ہوا چلتا ہوا کہ سپاہی کے چھتیس فنون میں
میں ایک فن یہ بھی ہے یہ سنکر جھلایا ہوا تمام ایرج دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے اسد کی طرف لپکا اور پکارا کہ کھڑا تو
رہ وہ گھوڑا نہایت تیز رفتار تھا آن واحد میں اسد غازی کے برابر پہونچ گیا اب جو اسد مڑ کر دیکھتا ہے تو ایرج
بالکل قریب آگیا مڑ کر ایک ہاتھ جو مارا تو ایک اوچھا سا زخم ایرج کے سر پر آیا اور پھر گھوڑے کو کوڑا کر کے لنبا ہوا
ایرج پھر اسی حالت میں اسکی طرف لپکا اور بہت تیزی سے اسد کے قریب آکر ایک تلوار ماری کہ اسد بھی
زخمی ہوا مگر سر جو کھینچ لیا تو تلوار ایرج کی گھوڑے کی گردن پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی اسد گھوڑے سے
کود پڑا اس عرصے میں تمام قزاق اور رفقا اسد غازی کے آ پڑے اور اسد کو بچا کر تلواریں مارتے ہوئے نکلے
چلے گئے ایرج نے ہر چند تعاقب کیا مگر اسد کی گرد قدم کو بھی نہ پا سکا مجبوراً ہاتھ ملکر رہ گیا اور اسد نے
دامن کوہ میں پہونچ کر زخم میں ٹانکے لگوا کے زخم پر پٹی باندھ ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ ایک یکہ سوار سامنے
سے دکھائی دیا اسد حیران ہوا کہ یہ کون سامنے سے گھوڑے کو بگٹٹ دوڑاتا چلا آتا ہے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے
دیکھنے لگا کہ آن واحد میں وہ سوار نزدیک آگیا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبۂ دین ستون اسلام
کرب پر حرب نظر کردۂ شاہ ولایت آب امیر مشرق و مغرب ہے نہایت غیظ و غضب میں تیر کمان میں پیوستہ
کیے ہوئے دوڑتا چلا آتا ہے دیکھتے ہی جان نکل گئی یہ معلوم ہوا کہ ملک الموت کا سامنا ہو گیا کانپتا تھرتھراتا اٹھا اور چاہا
کہ کسی گوشے میں چھپ جائے مگر کرب نے دیکھ پایا وہیں سے آواز دی کہ بھلا نا معقول میں نے دیکھ پایا بہ علی
ابن ابیطالب اگر تو سامنے سے بھاگا اور دست بستہ میرے سامنے نہ آیا تو ایک ہی تیر میں کام تمام کر دونگا اور

بالکل اس امر کا لحاظ نہ کرونگا کہ تو میرا بیٹا ہی ہیں حکم صاحبقران کو تجھسے زیادہ عزیز جانتا ہوں بہتر یہی ہی کہ ہاتھ باندھکر
چلا آ پس اسد کو کچھ نہیں بن پڑا دست بستہ ہوکر کھڑا ہوگیا کرب نے قریب پہونچ کر مشکیں اسد کی باندھ لیں اور اپنے
ہمراہ لیکر خدمت امیر میں راہی ہوا اب اتنی دیر میں بدیع الزمان بارگاہ سلیمانی میں پہونچے اور امیر با توقیر کو
آکر سلام کیا امیر نے گلے سے لگاکر بیٹھنے کا حکم دیا بدیع الزمان سلام کرکے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے امیر نے پوچھا کہ اے
فرزند سعادتمند تم ایرج کے پھندے سے کیونکر رہا ہوئے عرض کیا کہ خداوند با قبال حضور ورشیدہ فرزند اسد مرا سد میں
کرب غازی نے نہایت محنت اور جانفشانی سے مجھکو رہا کیا اگر اسد نہ پہونچ جاتا تو میں قتل ہو جاتا آج کی رات
قتل ہونے میں باقی نہ رہی تھی و فی الواقع آج اسد نے وہ کام کیا ہی کہ رستم و اسفندیار سے بھی ممکن الوقوع نہ تھا
اگر سام و نریمان موجود ہوتے تو وہ بھی غلامی اسد کا حلقہ کان میں پہنتے غرضکہ بیان کیا حقیقت کو کسی بہادری و دلیری کی
خلاصہ یہ کہ اسد لائق صد ہزار تحسین و آفرین ہی میری سمجھ میں اسد کی تعریف نہ کر نا کہ بدعالی اپنی سے خارج
ہی یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان تم چاہے جسکو اور چاہے جتنی تعریف کرو مگر یہ ممکن نہیں
کہ میں آج اسد کو زندہ چھوڑوں ضرور ہی قتل کرونگا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اسد غازی کو کرب پس پشت
مشکیں باندھے ہوئے امیر کے سامنے لائے اور عرض کیا کہ یہ اسد حاضر ہی امیر نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو
اسد نے کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو خداے برحق کو واحد جانتا ہو یہ سنکر سب نے جواب سلام دیا مگر
صاحبقران نے فرمایا کہ او دیوانے کیا تو اس صحبت کو مجمع کافران سمجھا ہی جو اس طرح سلام کیا یا مجھکو کافر سمجھا
اسد نے کہا کہ آپ کیسے مسلمان ہیں جو آپ نے مجھ بیچارے زخم خوردہ پریشان حال بے گناہ کو ایک گوسالہ پرست
کافر خاسر کے عوض خون میں گرفتار کروا منگایا اور اب آپ بے گناہ میرے خون کا ارادہ اپنے سر پر لیتے ہیں امیر
نے فرمایا کہ یہ سزا اس کافر کے خون کرنے کی نہیں ہی بلکہ سزا تیری نامردی کی ہی کہ تو نے اسے نامردی سے
قتل کیا اگر تجھے قتل کرنا تھا تو سرکھ ہوکر قتل کیا ہوتا اسد نے کہا کہ اے صاحبقران اور سرکھ ہوکر قتل کرنا کسکا
نام ہی جب وہ مردود بارگاہ ایرج سے باہر نکلا تو میں نے اسکے سامنے جاکر اسے خبردار و ہوشیار کر کے
ارادہ قتل کیا اور جب وہ امادہ پیکار ہوا تو میں نے اسے دین اسلام کی طرف ہدایت کی جب اسنے نخوت کلمات
زبان سے نکالے اور راہ پر نہ آیا تو میں اسے قتل کرکے چلا آیا اے صاحبقران انصاف فرمائیے اگر یہی نامردگی
ہی تو پھر بہادری کسکا نام ہی مجھے بتلائیے تو سہی صاحبقران نے فرمایا کہ بس خاموش ہو زبان اپنی بند کر یا
اسے مردی یہی ہی کہ کلمہ پڑھو اور مرنے سے نہ ڈرو اسد نے کہا کہ میں نے علماے اعلام سے سنا ہی کہ اگر ظالم کو ظالم
قتل کرے تو حاجت کلمہ پڑھنے کی نہیں ہی امیر یہ سنکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا میں ظالم ہوں اسد نے کہا کہ ابھی
آپکے کہنا ترک ادب ہی یہ سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیوں اے صاحبقران اگر کوئی شخص اسد کی سفارش کرے
تو اسوقت مقبول ہوگی یا نہیں امیر نے فرمایا کہ نہ بلکہ اسکو بھی اسی کے ساتھ قتل کروں گا اور دونکو باہر لٹکا
اور پھر کبھی کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے یہ سنکر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے اور اسد نے آواز دی کہ اے
ذوالفقار تو کدھر ہی جلد آ اور مجھکو قتل کر کہ نانا جان خوش ہوں میں مارا جاؤنگا تو اوروں کو ضرور عبرت ہوگی اور
جلد آ ایسا نہ ہو کہ کوئی سفارش میری کر دے اور وہ بھی میرے ساتھ مبتلاے عذاب ہو یہ کلمہ سنکر امیر با توقیر قہقہہ
مار کے ہنس پڑے بس امیر کا ہنسنا کہ نور الدہر اور لندھور اور علمشاہ وغیرہ سب کے سب امیر کے قدموں پر
گر پڑے اور کہنے لگے کہ یا امیر ابکی مرتبہ اسد کی تقصیر اور معاف کر دیجیے اب اس سے ایسی خطا نہ ہوگی اور اگر ہو تو پھر

آپ کو اختیار ہے مگر سب کی جان پر بنی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اور اپنے دل میں دعائیں کر رہا تھا کہ خداوند امیر
آپ ہی اسکے بچانیوالے ہیں آپ ہی بچائینگے تو اسد بچیگا اسوقت صاحبقران نے یہ رنگ دیکھا کہ اسد کی
سفارش کی آواز ہر طرف سے بلند ہے تو فرمایا کہ اچھا ایک شرط سے میں اسد کو چھوڑتا ہوں کہ اب کبھی ایسی حرکت
نہ کرے بغیر میری اجازت کے کسی کو نہ مارے اسد نے کہا کہ خداوند مجھسے اقرارنامہ لکھا لیجیے اب میں کبھی کسی کافر
کو قتل نہ کرونگا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا خوب یہ مطلب تھوڑی ہے کہ تو کسی کافر کو قتل نہ کر جسکو تو خدا نے قاتل
کفار کیا ہے ہم لوگ ہیں کیونکر کہیں مگر ہاں بغیر مجھسے پوچھے ہوئے کسی کو نہ مارنا اسد نے کہا کہ بہت بہتر یہ سنکر امیر نے
حکم دیا کہ اسد کو چھوڑ دو اسی وقت اسد کی مشکیں کھولدی گئیں سب نے سجدۂ شکر کیا اسد امیر کے قدموں پر
پھر گر پڑا امیر نے اسے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا اسد اپنے دنگل پر بیٹھا
صحبت عیش برپا ہوئی عین گرمی صحبت میں اسد اٹھا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اگر صاحبقران حکم دیں تو
غلام جاکر ایرج کو قتل کر آئے امیر نے فرمایا کہ بیٹھ اپنی جگہ پر بیٹھ دیوانگی سودا ہی اسد اپنے مقام پر بیٹھ گیا
امیر نے کیوان فلک رفعت سے کہا کہ اے کیوان میں چاہتا ہوں کہ نورالدہر اور قمر چہر کو اس
دھوم سے منعقد کروں اور اس دھوم سے شادی رچاؤں کہ کسی نے کبھی شادی نہ کی ہو یہ سنکر کیوان نے
عرض کیا کہ خداوند نعمت تابعدار تو واسطے لا زمان والا شان کی بھی برابری نہیں کر سکتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے
کیوان تم اطمینان رکھو تمھیں جسقدر روپیہ پیسہ درکار ہوگا وہ ہم دینگے تم بلکہ لو بار قلعہ قیروش میں جاؤ ہم بھی
رہینگے کیوان فلک رفعت نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مجھکو ایرج بدنہاد سے اندیشہ ہے ایسا نہ ہو
کہ وہ مردک خلل انداز ہو اور شادی کو برہم کر دے اگر چہ حضور کے مقابلے میں وہ کچھ بنا نہیں سکتا مگر خداوند شیطان کا
مارتا نہیں ہے ہلاک تو کرتا ہے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم اسکی بھی تدبیر کر دینگے کوئی اندیشے کی بات نہیں ہے پھر
مقبل کو طلب کیا اور فرمایا کہ جلد سنگ مرمر کی چوکی لا کر بچھاؤ اور جام و خلعت وغیرہ سب چوکی پر لا کے رکھو مقبل
نے اسی وقت سب سامان درست کیا جب حسب الحکم سامان مہیا ہوچکا تو امیر نے فرمایا کہ اے سرداران حق شناس
و اے پہلوانان گردون اساس آیا ہے تم میں کوئی ایسا کہ اس خلعت کو پہنے اور اس جام کو پیئے اور اس بیڑے کو کھائے
اور نورالدہر اور قمر چہر کی حفاظت کرے کہ شادی میں کوئی بھی نہ ہونے پاسے اور ایرج کسی طرح کی خلل اندازی
نہ کرنے پاسے اسے روکے رہے ابھی یہ سننا تھا کہ وہ شخص اپنے دنگل پر سے اٹھا کہ جسے رستم زبان لندھور بن سعدان
کہتے ہیں اور اٹھکر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ اے شہر یار بلند اقبال یہ غلام شاہزادہ
نورالدہر والا قدر پہ جان نثاری کریگا آپ شوق سے شادی رچائیے جب وہ مردود مجھے قتل کر لیگا تو پھر شادی
کو برہم کریگا میری زندگی میں تو وہ کچھ نہیں بنا سکتا یہ کہکر خلعت پہن لیا جام پی لیا بیڑا کھا لیا اور اسی وقت بارگاہ سے
باہر نکلکر نو لاکھ ہندی ساتھ لیکر مقابل لشکر ایرج اتر پڑا جب یہ خبر ایرج کو پہونچی کہ شاہزادہ نورالدہر کی شادی
کا سامان ہو رہا ہے تو کہنے لگا کہ اگر میں زندہ ہوں اور ہاتھ پاؤں میرے چلتے رہے تو اس شادی کو بدل بہ غم
کردونگا میں شب عروسی کو رنگ جماؤنگا سب رفقا نے کہا کہ خداوند ہم سب شریک ہیں کسی طرح کی کوتاہی
نہ ہوگی ہرکاروں نے یہ خبر لندھور کو پہونچائی کہ ایرج یہ کہتا ہے لندھور نے کہا کہ بکنے دو وہ مسخرہ کریگا کیا
ہوگا وہی جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا اس مردک کی کیا قدرت ہے اور کیا تاب و طاقت ہے خداوند جل علی مالک
و مختار اور قادر و توانا ہے یہاں تو یہ باتیں تھیں اور وہاں کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر کو محافے میں سوار کرکے

کمال شکوہ وشان سے قلعۂ قہر بخش مین لایا تمام شہر کو آئینہ بند کرایا قلعۂ قہر بخش سے تا بارگاہ سلیمانی چار فرسنگ کا فاصلہ
تھا دو طرفہ ٹھاٹھر بندی کرائی چاندی سونے کے گیلاس ہر جا دھروائے تیل کے بدلے عطر بھروا دیا پس پشت ٹھاٹھرون
کے خیمے ڈیرے استادہ کرائے ہر خیمے مین ہر قسم کا سامان عیش جمع کیا ہر خیمہ مین ناچ اور راگ رنگ کی تیاری ہوئی
فرش مکلف بچھوا دیا جھاڑ فانوس مردنگین شمعے اپنے اپنے موقع سے چڑھوائے غرض ہر ایک خیمہ ایک بارگاہ
شاہی معلوم ہوتی تھی تمام شہر مین حکم عام تھا کہ تا ختم شادی تمام شہر ہمارے یہان سے کھانا پائے اور عیش و عشرت
مین بسر کرے جس قدر روپیہ درکار ہو خزانۂ شاہی سے لے غرض ایک جشن عام تمام شہر مین برپا تھا کیوان
مانجھے کی تیاری مین مصروف ہوا تمام جوہری اور زردوز طلب ہوئے رکابدار اور زرگر بلائے گئے ایک طرف جوہری
بیٹھے ہوئے جواہر بیش بہا دولہا کے تصدق کے لئے فروخت کر رہے تھے داروغہ اور منتظم اسے کشتیون مین لگوا
رہے ہین ایک طرف زردوز بیٹھے ہوئے دولہا کے کپڑے سی رہے ہین تاج مرصع کار کیا جامہ نیمہ چپکن پائجامہ
وغیرہ جتنے ضروری کپڑے تھے سب تیار کر کے کشتیون مین چنوائے رکابدارون نے پنڈیان تیار کر کے چاندی
سونے کے ورق لگا رکھیں سنارون نے سونے کے خوان تیار کئے غرض ہر طرح کے سامان مانجھے کے درست ہوئے
جب سامان درست ہو گیا تو کیوان سے جا کر عرض کیا کہ خداوند سب سامان تیار ہے فرمایا کہ اچھا آج صرف پنڈیان چاندی
کی بہنگیون مین رکھوا کر دولہا کے گھر بھجوا دو اور کہلا بھیجو کہ کل مانجھا آئیگا اسی وقت داروغہ نے پنڈیان چاندی
کی بہنگیون مین کسوا کر چوبداران شاہی کو ساتھ کر کے بارگاہ سلیمانی کی طرف روانہ کین اور بعد اسکے دیوان خاص
نے ایک عرضی کیوان فلک رفعت کی جانب سے لکھکر مہر شاہی ثبت کر کے ایک خاصبردار خاص کے ہاتھ خدمت
امیر مین بدین مضمون ارسال کی کہ حضور یہ تحفۂ آتا ہے امید ہے کہ شرف اجابت سے مشرف ہو اور کل شب کو
مانجھا آئیگا خاصبردار یہ عرضی لیکر روانہ ہوا ادھر تو پنڈیان پہونچین اور ادھر سے یہ چوبدار پہونچا پہلے صاحبقران
نے عرضی کیوان فلک رفعت کی پڑھی نہایت خوش و مسرور ہوئے پنڈیان محل خاص مین بھجوا دین اور سامان
جشن و عیش مہیا کیا اور خلعت و انعام دے کر خاصبردارون اور چوبدارون کو رخصت کیا وہ سب خوش خوش واپس گئے
رات بھر تو سب سامان درست ہوا کیا ادھر ادھر دونون طرف تیاری رہی صبح کو کیوان فلک رفعت نے
اٹھتے کے ساتھ ہی حکم دیا کہ سب سامان ہمارے سامنے لا کر رکھو اسی وقت سب سامان کیوان فلک رفعت
کے سامنے رکھا گیا خاصبردار و چوبدار حاضر ہوئے کیوان نے حکم دیا کہ کپڑے نوشاہ کے کشتیون مین لگا کے جائین
اسی وقت سونے کی کشتیان حاضر ہوئین پہلے سب کشتیون مین تمامی کے تھان اور کمخواب کے تھان بچھائے گئے ایک کشتی
مین تاج جواہر نگار کہ جسکی چمک سے آنکھین خیرگی کرنے لگین لگایا گیا ایک کشتی مین کنگنا جسمین صدہا لعل ٹنکے ہوئے
کہ ابتدائے خلقت سے تا ایندم کسی صراف نے نہین دیکھے تھے ایک کشتی مین جامہ ایک مین نیمہ ایک مین چپکن ایک
مین زیر جامہ ایک مین پائجامہ ایک مین پٹکا ایک کشتی مین دوشالہ اور کمخواب کی لنگی رکھی گئی غرض ایک ایک کشتی
مین ایک ایک کپڑا لگایا گیا مگر ہر کپڑا اسقدر بیش بہا اور مکلف جواہر سے بھرا تھا کہ تمام کشتیون مین ایک لولو کی انگشتری بھی
معلوم ہوتی تھی غرض جب سب کپڑے چنے جا چکے تو کیوان فلک رفعت نے کہا مصری اور بتاشے ڈلوا کے
جواہر نگار کشتی پوش ڈلوا دیے بعد اسکے کٹورون کا کنگنا کشتیون مین لگایا گیا بعد اسکے ایک سونے کی چوکی کہ جو
بہا ہے سے موتی ٹکے ہوئے تھے جواہر بیش بہا کی جھالر لگی ہوئی تھی کمخواب کا تھان بچھا ہوا تھا لا کر رکھی گئی سر پر سونے کا
سونے کا کٹورا مہر رکھا گیا سونے کے تارون سے باندھا گیا اسمین عطر مین بگھو کر رکھا گیا ایک اشرفی اس کٹورے مین

رکھی گئی جب یہ سب سامان درست ہو چکا تو چاندی کے خوانوں میں کھیلیں بتاشے ڈالا کر سب کے تھالوں میں لپیٹ
درست کیے گئے جب یہ بھی درست ہو چکا تو کھانے جوڑے اور دودھ پینے کے لیے تین سال کا بداخل شہر قمر بخش کا
ہاتھیوں پر لدوا دیا بعد اُسکے محل میں کہلا بھیجا کہ دُلھن کو مانجھا پہنایا جاوے محلدار نے اندر جاکر یہ حکم سُنایا کہ حکم
بادشاہی یہ ہے کہ دُلھن کو مانجھا پہنا کر سواریاں سوار کرائی جائیں اُسی وقت دُلھن کو مانجھا پہنایا گیا شادیانہ بجا جب
مانجھا پہنا چکے تو محلدار نے آکر کہا کہ دُلھن مانجھا پہن چکی جلوس تیار ہو سواریاں ڈیوڑھی پر لگائی جائیں اُسی وقت
سواریاں ڈیوڑھی پر لگائی گئیں جلوس آراستہ ہوا جب سواریاں سوار ہو چکیں تو ہزاروں رسالے ہزاروں پلٹنیں
قریب قریب کل جلوس شاہی خاص کیوان کی ہمراہی کا اور کل رفقائے خاص کیوان فلک رفعت کے بڑی تزک
و حشم سے نقارہ بجاتے فوج پہنچاتے ہوئے مانجھا لیکر جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے اور
خبر مانجھے کی آمد آمد کی امیر کو پہنچی تو بعض خاص خاص رفقا کو استقبال کے واسطے روانہ کیا کل سواریاں اور رسالے
اندر محل کے پہنچا گیا جو لوگ ساتھ تھے وہ بارگاہ میں آکر اپنے اپنے مراتب سے بیٹھے سواریاں اندر اُتر گئیں دولہا
بلایا گیا جب دولہا مانجھا پہن چکا تو سہرا جو کو شہر پر بندھایا گیا شادیانہ بجایا گیا باہر امیر بانو قبیر نے کل ہمراہیوں کو
ضیافت و انعام دیا سب کے سب خوش و مسرور ہوئے جب سب امور ضروری سے فراغت ہو چکی تو سواریاں ڈیوڑھی
پر لگائی گئیں بیگمیں سوار ہو ہو کر خوش خوش قلعہ قمر بخش میں داخل ہو گئیں جاکر کیوان فلک رفعت کو مبارکباد دی
وہاں کیوان فلک رفعت نے اندر روشنی کا حکم دیا اور باہر ہر ایک جشن کی تیاری کی دولہا مانجھا پہن کر
باہر آیا سب بزرگوں کو سلام کیا امیر نے اُٹھکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا بدیع الزمان نے بھی گلے سے لگایا سب کے
سب خوش و مسرور ہوئے مجلس جشن بپا ہوئی ناچ ہونے لگا صدائے مبارک سلامت آسمان تک جانے لگی
رات بھر ناچ اور رنگ رہا صبح کو امیر نے اُٹھنے کے ساتھ ہی تمام لشکر کو زرد جوڑے تقسیم کیے کل بارگاہ
زرد کپڑے سے منڈھی گئی ہر سردار کے خیمے پر زرد جھنڈیاں لگائی گئیں افسروں کو لاکھ لاکھ روپیہ کے جوڑے
اور تمام فوج کو ہزار ہزار روپیہ کے جوڑے پہنائے گئے غرض مانجھے کے دن سے ساچق تک دن عید رات
شب برات سے زیادہ حکم عام تھا کہ تا ختم شادی تمام فوج کو کھانا سرکار سے تقسیم ہو ہر سردار کے خیمے میں ناچ رنگ ہو
جسکا جس قدر روپیہ کی ضرورت ہو خزانہ سرکاری سے لے غرض عجب دھوم دھام اور عجب مسرت کا سماں تھا تا آنکہ
ساچق کا دن قریب آیا ایک دن پیشتر ہاتھیوں پر کھانے نقل لدوا کے روانہ کیے اور کیوان فلک رفعت
نے کہلا بھیجا کہ کل ساچق آئیگی اور بعد اُسکے تمام لشکر کو گلابی جوڑے تقسیم ہوئے ساچق جانے کا سامان مہیا ہونا
شروع ہوا آرائش تیار ہونے لگی سُناروں نے سونے کے گھڑے جلد جلد تیار کیے اندر محل کے ربت کے کپڑے
درست ہونے لگے چڑھاوے کا سامان مہیا ہونے لگا جب سامان درست ہو چکا اور ساچق کا دن آیا تو کل فوج
میں تیاری ہوئی جلوس شاہی ساتھ جانے کے واسطے مرتب ہوا جو گھڑے سونے کے تیار ہوئے تھے وہ بھرے گئے جب
سب سامان درست ہو چکا اور سواریاں سوار ہو چکیں تو نہایت تزک و حشم سے ساچق دُلھن کے گھر پہونچی
آتشبازی جو ساتھ تھی پہلے وہ چھوٹی بعد اُسکے آرائش لٹوائی گئی کیوان نے سبھوں کو بارگاہ میں لاکر بٹھایا سواریاں
محل میں اُتریں دُلھن کو چڑھاوا چڑھا صدائے مبارکباد کی بلند ہوئی جب چڑھاوا چڑھ چکا شادیانہ بج چکا تو کیوان
سب کو جواہر کے ہار تقسیم کیے کشتیاں عطر اور پان و تنبول کی پیش کیں سب کے سب پھر کر بارگاہ سلیمانی میں
آئے امیر بانو قبیر کو مبارکباد دی دوسرے روز کیوان نے بڑے تزک سے مہندی بھیجی دولہا کے مہندی

لگائی گئی امیر باتوقیر نے سب کو سرخ جوڑے تقسیم کیے دوسرے روز برات کا سامان ہوا اہتمام اعلیٰ ادنیٰ وضع کر سب کے سب سرخ پوش ہوئے بارگاہ سلیمانی سجی گئی دولہا کے مکان سے لیکر دلہن کے گھر تک دورویہ چراغان چاندی سونے کے گلاسوں میں عطر بھر بھر کے روشنی ہوئی آتشبازی گاڑی گئی دعوت کا سامان مہیا ہوا سرشام سے کل سرداران وافسران لشکر کو کھانا کھلایا گیا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی بعد آتشبازی چھوٹنے کے سب لوگ آکر بارگاہ میں بیٹھے امیر نے سبھوں کو خلعت وانعام سے سرفراز کیا ہار جواہر کے تقسیم کیے بعد اسکے ناچ کو حکم دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش وعشرت برپا ہوئی ایک مسند جواہر نگار بیچوں بیچ بارگاہ میں بچھی ہوئی تھی اسپر نورالدہر آکر متمکن ہوا داہنی جانب بادشاہ اسلام بائیں جانب صاحبقران سامنے اسد اور کرب اور اور سرداران اسلام آکر بیٹھے پس پشت خاص بردار چنور ہاتھ میں لیے ہوئے مگس رانی کر رہے غرض اس قسم کی صحبت عیش وعشرت برپا تھی کہ مشتری فلک صدائے مبارکباد بلند کر رہی تھی کوئی دو پہر رات تک صحبت عیش برپا رہی بعد اسکے پچھلے پہر اندر سے طلب ہوئی کہ دولہا کو حمام کے لیے بھیجو نورالدہر دالان محل کے اندر گیا پہلے منڈھے کے نیچے چوک پورا گیا بعد اسکے گنگا جمنی چوکی مقیش کا کنگنا بندھا ہوا لاکر منڈھے کے نیچے بچھائی گئی دولہا نہانے کے لیے بیٹھا دولہا کی بہنوں نے روپے درسن سے دوب اور دودھ سر پر ڈالا نورالدہر کی والدہ نے نیگ میں نورالدہر کی بہنوں کو ایک ایک دوشالہ نہایت گران قیمت اور ایک ایک توڑا اشرفیوں کا دیا بعد اسکے باری داریں آکر حاضر ہوئیں دو توڑے اشرفیوں کے نیگ میں لیے دولہا کو نہلا دھلا کر بارگاہ میں بھیجا امیر باتوقیر نے آکر اپنے ہاتھ سے سہرا باندھا خلعت پہنایا بعد اسکے اپنے ساتھ لیکر صحبت رقص میں لائے ہر ایک نے مبارکباد دی دولہا نے سب بزرگوں کو سلام کیا مسند پر بٹھایا مبارکباد گائی جانے لگی کہ اس عرصہ میں صبح قریب ہوئی ناچ برخاست ہوا برات جانے کا سامان ہوا امیر نے پہلوان عادی کو بلا کہا کہ اے پہلوان عادی جلد برات سجاؤ کل فوج اور جلوس شاہی تیار کرواؤ پہلوان عادی سلام کرکے گیا اور نہایت جلد جلد سامان درست کرکے خدمت امیر میں آکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہو گیا جلوس وغیرہ درست ہو چکا دولہا کا ہاتھی حاضر ہے سوار کروا دیجیے یہ سنکر نورالدہر کو لیکر امیر اٹھے موتیوں کا سہرا اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے چلے غرض نورالدہر کو سوار کیا بائیں جانب نورالدہر کے خود بیٹھے داہنی جانب بادشاہ اسلام کو بٹھایا خواصی میں پہلوان عادی کو اشرفیوں کے توڑے دے کر بٹھایا بعد اسکے اور سرداران عالی مقام افسران ذوالاحترام ہاتھیوں پر سوار ہوئے آگے آگے دولہا کا ہاتھی پیچھے پیچھے ان سب کے ہاتھی دولہا پر سے زر وجواہر نثار ہوتا ہوا ہاتھی بھی سر سے پاؤں تک زیور جواہر میں غرق سونے کا ہودا رکھا ہوا چاندی مرصع کار جواہر آبدار کا سر پر لگا ہوا طلائی زنجیریں سونڈ میں لپٹی ہوئی دم میں موتیوں کے گچھے لگے ہوئے آتشبازی کے بان چھوٹتے ہوئے نقارے اور ڈفلی دمامے بجتے ہوئے روشنی کی اور انواع انواع طرح کے باجے بجتے ہوئے سب فوج صاحبقرانی ہمراہ کوئی سوار اور کوئی پیدل ایسا نہ تھا جو برات کے ساتھ نہ ہو سوا طلایہ کی گشت کے اور چوکی پہرے حفاظت بارگاہ کے لیے رہ گئے تھے روشنی اس طرح کی کہ رات کا دن معلوم ہوتا تھا اور تکلف یہ تھا کہ جہاں تک [illegible] کے مشعلچی عطر مشعلوں پر ٹپکاتے ہوئے جاتے تھے کہ وہ تمام اہتمام معطر ہو گیا تھا غرض بڑی شان وشوکت سے برات دلہن کے دروازے پر پہونچی کیوان فلک رفعت نے استقبال کیا کل براتیوں کو قلعہ میں لیگیا دولہا تل شکر چاٹنے اور بیڑے چکھنے کے لیے اندر بلایا گیا جب دولہا تل شکر چاٹ چکا تو باہر آیا اور صحبت رقص میں

مسند پر بیٹھا ناچ ہونے لگا تھوڑی دیر تک ناچ ہوا کیا بعد اُسکے خواجہ بزرگ امید اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
آئے خواجہ بزرگ امید دولہا کی طرف سے اور خواجہ عمرو دلہن کی طرف سے وکیل ہوئے عقد پڑھا گیا دو کرور سکے
خواجہ بزرگ امید کو دیے اور دو کرور روپیہ خواجہ عمرو کو دیے بعد عقد کے شربت پلائی ہوئی دولہن کا جھوٹا شربت
دولہا کے لیے بھیجا گیا مبارکباد گالی گئی بعد اُسکے دولہا کو اندر محل کے طلب کیا رسمین ادا ہونے لگین دلہن
کو دولہا کے برابر لاکے بٹھایا دلہن کی پیٹھ پر دولہا نے ہاتھ رکھا ڈومنیوں نے ٹونے گائے آرسی مصحف دکھایا گیا
لونا بین چنوائی گئین جب رسمون سے فراغت ہو چکی تو دلہن کو حجلہ عروسی میں لا کر بٹھایا سب عزیز و اقربا بیٹھنے کو
آئے ڈومنیوں نے بہنی گالی دولہا باہر آیا کیوان فلک رفعت کو سلام کیا کیوان نے سلامی میں قلعہ قمر بخش
دولہا کو دیا اور جس قدر سرمایہ و بساط کیوان کے پاس تھی سب جہیز میں دے دی دولہا پھر اندر بلا گیا دلہن کو گود
میں اُٹھا کر ہوادار میں بٹھایا برات رخصت ہوئی نورالدہر خوشی خوشی دلہن کو بیاہے ہوئے چلا جاتا تھا کہ ایرج
کو یہ خبر پہونچی ایرج نے کہا کہ اسی کا تو انتظار تھا اب دیکھتا ہوں کہ نورالدہر کیونکر بیاہ لے جاتا ہے اور ایک
روایت یہ ہے کہ بعد شادی نورالدہر کے ایرج بدیع الزمان کو پکڑوا منگاتا ہے اور اسد حامد بن حمید کو
مارتا ہے اور بوستان اُسکا جلاتا ہے بہرطور یہ کہکر ایرج سوار ہوا اور قصد کیا کہ برات کی طرف جائے لندھور
تو اسی واسطے قریب لشکر ایرج اُترا ہوا تھا للکارا کہ او آفتاب پرست کدھر جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ اپنے
ارادۂ فاسد سے باز آ میں جب تک زندہ ہوں تیری ہوا کو بھی اُدھر نہ جانے دونگا ایرج نے کہا خیر پہلے تجھکو
مار لوں تو آگے بڑھوں اور عروس کو لوں یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا کیسے لندھور کی طرف دوڑا اور ایک تلوار لندھور
کے سر پر لگائی کہ سپر کو قلم کرکے چار انگل سر میں در آئی لندھور نے دستانہ مارا تلوار تو چھینا کر نکل گئی چادر خون کی
سر سے جاری ہوئی مگر لندھور نے اُسی حالت زخمداری میں جو پوری قوت سے ایرج کے سر پر تلوار ماری تو
سپر کو کاٹ کر دو ابرو اُتر گئی ایرج نے دستانہ مارا تلوار تو چھینا کر نکل گئی مگر چادر خون کی جاری ہوئی اسی حالت
زخمداری میں ایرج نے پھر وار کیا کہ بایان شانہ لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پھر تلوار لگائی کہ داہنا ہاتھ
ایرج کا مجروح ہوا الغرض دونوں میں خوب لڑائی ہوئی قرار واقعی دونوں چور چور ہو گئے اور بیہوش ہو کر گرے
اودھر آفتاب پرست کھڑے ہوئے تھے اس طرف ہندی استادہ تھی وہ ایرج کو اٹھا لے گئے یہ لندھور کو اٹھا لے گئے
اور امیر با توقیر فرحان و شادان عروس کو لیے ہوئے لشکر اسلام میں داخل ہوئے خوشی خوشی دلہن کو اُتروا کر
حجلہ عروسی میں بھیجا پہلے چاندی کا ورق تلوے میں لگایا گیا دودھ سے پاؤں دھلوائے بعد اُسکے نورالدہر داخل
عروس پر نماز پڑھکر باہر آئے امیر کو سلام کیا امیر نے گلے سے لگا کر خلعت دیا لوگوں نے مبارکباد دی ناچ ہونے لگا
کہ اسی اثنا میں ہرکاروں نے آکر خبر پہونچائی کہ لندھور اور ایرج میں خوب تلوار چلی تا اینکہ دونوں بیہوش ہو کر
آفتاب پرست ایرج کو اُٹھا لے گئے ہندی لوگ لندھور کو اُٹھا لائے یہ سنتے ہی امیر اُسی وقت اُٹھکر ڈیرے
اور خیمۂ لندھور میں تشریف لائے لندھور کو ہوشیار کیا زخموں میں ٹانکے لگوائے فرمایا کہ مرحبا صد مرحبا اللہ ہو بھی
تمنے بڑا کام کیا مرد ایسا ہی کرتے ہیں ای لندھور تمنے رفاقت کا حق ادا کر دیا بڑی دیر تک بیٹھے رہے تشفی دیا سوار
فرمایا کیسے بعد اُسکے تشفی و دلاسا دے کر معالج مقرر کرکے بارگاہ میں واپس آئے اب اس عرصے میں رات
ہو گئی تھی نورالدہر حجلہ عروس میں داخل ہوئے نوشاہ نے آتے ہی ملکہ کو آغوش میں لیا اب یہاں
وہ دونوں جانب کی اشتیاق کی شرم آمیز اور انکار اقرار نیز ایک عجیب لطف دے رہے تھے کہ جنکا تحریر کرنا

قدرت قلم سے باہر ہے خلاصہ یہ کہ فرط مسرت سے دونون بیہوش ہوگئے لیکن وہان تھا کون جو خبر لیتا صرف ہوا نے پنکھا جھلا باد صبا نے لخلخہ سنگھایا تھوڑی دیر کے بعد اُن دونون شیدا ے یکدگر کو ہوش آیا باہم اختلاط شروع ہوے تا انیکہ گوہر وصال حاصل ہوا اپنے اپنے دلون مین دونون نے شکر خدا کیا کہ خداوندا لاکھ لاکھ اور کرور کرور شکر ہے تیرا کہ تو نے ایک مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد جبکہ بالکل یاس ہوچکی تھی شربت مواصلت سے محظوظ فرمایا بار الہا شکر ہے تیرا کہ تو نے دعا ہماری سنلی اور باہمدیگر ملادیا خداوندا کہان تک تیرا شکر ادا کرین ہم ہرگز تیرے شکر سے عہدہ بر آ نہین ہوسکتے اب اور سنا شگوفہ سنئیے کہ چونکہ دونون جوان اور ایک دوسرے کا مشتاق اور دونون صحیح المزاج تھے تو بفضلہ تعالے اُسی وقت نطفے کا استقرار ہوا اور ملکہ قمر چہر حاملہ ہوئی اب ملکہ قمر چہر کے بطن سے وہ شاہزادہ باہمت و باصولت وذی مرتبت بلند شوکت پیدا ہوگا کہ جسکا نام نامی اور اسم گرامی شاہزادہ بدیع الملک ہے اور جسکا ذکر صندلی نامہ مین بتفصیل آئیگا اور وہ شاہزادہ بلند قدر اور عالی حوصلہ وہ وہ کار نمایان کریگا اور وہ وہ شوکت نمایان کریگا کہ جسکے دیکھنے سے ناظرین بانمکین و دقیقہ سنجان معنی آفرین حظ کافی اور لطف وافی اٹھائینگے جب ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو وہ یقین کرینگے کہ یہ شاہزادہ اپنے اسلاف سے گوے سبقت لیگیا بلکہ اپنے اسلاف کا فخر ہوگیا القصہ اب ان دولہا دولہن کو تو اسی حال مین چھوڑیے

اب وہ کلمے داستان حیرت نشان سرکشنا ایرج کا اور عمرو کا اس علت مین مطعون ہو کر لشکر اسلام سے نکلنا اور لقا کا جانب طلسمات بھاگنا اور صاحبقران کا اُسکے تعاقب مین جانا تحریر ہوتے ہین ملاحظہ فرمائیے

راویان اخبار عبرت آثار و کاتبان مضامین حیرت زدہ ہشیار طراز نویسیان کل نفس ذائقۃ الموت مضمون نگاران ان الانسان قد خلق للموت معنی سنجان انا للہ وانا الیہ راجعون نکتہ رسان کل امر راجع للحضض مائلون اس داستان عبرت بیان کو صفحہ قرطاس پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ جب نور الدہر والا قدر وصل ملکہ قمر چہر سے شادکام ہوا اور ایرج نے دیکھا کہ مین ناکام ہوا حامد اور جمشید دونون مارے گئے میری کوئی تدبیر پیش نہ چل سکی ہر واقعہ مین مجھکو ذلت و پستی اور ہر ارادے مین ناکامی ہوئی تو اسنے خیال کیا کہ اب تو امیر یا نور الدہر سے مقابلہ کر اور اس قصہ کو یکسو کر یا مارا گیا یا فتح حاصل ہوگی اگر فتح حاصل ہوئی تو فبہا مقصود دل حاصل شد اور اگر مارا گیا تو مردون کا کام یہی ہے تا ابد الآباد نام رہجائیگا کہ ایرج صاحبقران کے سر جنگ کر مارا گیا یہ خیال کرکے خدمت صاحبقران مین کہلا بھیجا کہ اے حضرت صاحبقران مین آپکے کل لشکر سے لڑچکا لشکر اسلام کے بڑے بڑے سردارون سے مقابلہ کرچکا ہون آخر مین لندھور بن سعدان سے مقابلہ ہوچکا اور خوب دل کا حوصلہ نکالا مین بھی زخمی ہوا اور وہ بھی مجروح ہوا اب فقط آپ ہی سے مقابلہ باقی ہے اور یہی آرزو ہے کہ اب یا آپ میرے مقابلے کو نکلیے یا آپکو جسپر ایسا ہی اعتماد ہو کہ اپنے مثل سمجھتے ہون اُسے میرے مقابلہ کو بھیجیے جب ایلچی نے ایرج کا یہ پیغام صاحبقران کو دیا تو اُسوقت شاہزادہ نور الدہر بھی وہین موجود تھے یہ پیغام سُنکر جواب دیا کہ جبتک مین زندہ موجود ہون اُسوقت تک صاحبقران گیتی ستان کو میدان مین جانے کی کوئی وجہ نہین ہے مین ایرج سے مقابلہ کرونگا جب مجھسے ایرج عہدہ بر آ ہولیگا تب دادا جان مقابلے کو نکلینگے جا کہہ دے ایرج سے کہ ہم تیرا مقابلہ کرینگے یہ سُنکر صاحبقران نے ایلچی کو خلعت دے کر رخصت کیا ایلچی نے تمام حال ایرج سے آکر بیان کیا ایرج نے کہا کہ خیر وہی سہی نور الدہر ہی صاحبقران ہے اُسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا حسب حکم اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچائی اُسی وقت نقارہ رزمی یہان بھی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی علی الصباح امیر با توقیر بیدار ہوے وضو کرکے مشغول نماز ہوے اتفاقاً اُس روز ہوا اسی طرف کی تھی اثناے نماز مین لشکر ایرج سے آواز غل و شور کی سنی جلدی سے نماز کو تمام کیا چالاک بن عمرو سامنے

گھبرا ہوا تھا اُس سے کہا کہ جا کر خبر تو لا کہ لشکر ایرج میں یہ غل و شور کیسا بلند ہے کس سبب سے یہ آواز تھی ہر دل خود بخود گھبرایا جاتا
اور آپ سے آپ ایک وحشت سی پیدا ہوتی ہے چالاک تو اُسی وقت سلام کر کے لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اور امیر باتوقیر
داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر متمکن ہوئے سرداروں نے آ کر مجرا کیا اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے لیکن خواجہ
وہ بھی کہتا ہے کہ آج چار گھڑی رات سے لشکر ایرج میں ایک غل مچا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ ہاں میں نے نماز پڑھتے میں ایک
شور سا سنا تھا اُسی وقت چالاک بن عمرو کو روانہ کیا تھا اب وہ آتا ہی ہوگا حال معلوم ہو جائیگا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں
کہ چالاک آپہونچا امیر نے پوچھا کہو چالاک کیا خبر ہے چالاک نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور سانحہ عظیم ہو گیا امیر
نے فرمایا کہ کیا جلد بیان کر اُسنے کہا کہ کیا عرض کروں بڑا غضب ہو گیا ہے شہزادے رات کو کسی نے ایرج کا سر کاٹ ڈالا
لشکر آفتاب پرستاں میں ایک قیامت مچی ہوئی ہے یہ سننا تھا کہ امیر کو سناٹا سا آگیا اور ایک آہ سرد کھینچ کر فرمایا
کہ افسوس صد افسوس نوجوانی ایرج پر ہائے ایرج وائے ایرج یہ سنکر نورالدہر بھی آبدیدہ ہو گئے اور تمام سردار بھی
غمگین ہوئے امیر نے عمرو سے کہا کہ اے خواجہ بھلا بتاؤ تو کہ یہ کس کی حرکت ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ میں کیا بتاؤں جہاں آپ ہیں
وہیں میں بھی ہوں امیر نے فرمایا کہ بھلا کچھ اٹکل ہی سے کہو عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ حمزہ خدا ہی خوب جانتا ہے میں کیسے
کہوں کہ یہ حرکت کس نے کی امیر نے فرمایا کہ اچھا ایک بات تو سنو جب عمرو قریب آیا تو چپکے سے کہا کہ خواجہ یہ اسد کی تو
حرکت نہیں ہے عمرو نے کہا کہ جی نہیں اب وہ اتنا نڈر نہیں ہے ابھی وہ ایک حرکت کر کے آپ کی خفگی اٹھا چکا ہے اب وہ
کبھی ایسی حرکت کا مرتکب نہ ہوا ہوگا یہ سنکر امیر باتوقیر چپ ہو رہے مگر اب ایرج کا حال سنئے کہ علی الصباح مالک بن
ملکوت شاہ جو معمولاً خیمہ ایرج میں آیا تو دیکھا کہ ایرج کا سر کٹا ہوا سینہ پر رکھا ہے بس یہ دیکھتے ہی ایک نعرہ کوہ شگاف
کیا اور زمین پر گر کے پچھاڑیں کھانے لگا گریبان چاک کیا ڈاڑھی نوچ کر سر اپنا پیٹنے لگا نہایت حالت تباہ کی کہ اس
اثنا میں لقا اور بختیارک بھی پہونچ گئے ایرج کا لاشہ دیکھ کر بختیارک بھی سر پیٹنے لگا اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا
مگر بختیارک نے جو غور سے دیکھا تو عمرو کا خنجر پہچانا کہ خون بھرا ہوا پڑا ہے بس بختیارک نے مالک سے کہا کہ اے
مالک بن ملکوت شاہ ایرج تو اب زندہ نہیں ہو سکتا لیکن قاتل ایرج کا مل سکتا ہے مالک نے کہا کہ اے بختیارک
ایرج کا قاتل کون ہے اور تو نے کس نشان سے پہچانا بختیارک نے کہا کہ قاتل ایرج کا سوائے عمرو کے اور کوئی
نہیں ہے اسلئے کہ یہ خنجر اُسی کا ہے اگر تم یہ خنجر لیے ہوئے حمزہ کے پاس چلے جاؤ اور حمزہ سے کہو کہ سبحان اللہ دلاوری
اسی کو کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے عیار کو بھیجکر ایرج کو قتل کروا دیا دیکھیے تو یہ خنجر عمرو کا ہے یا نہیں پہچانیے تو بھی
جس وقت حمزہ اُس خنجر کو پہچانیگا تو اُسی وقت عمرو کو پکڑ کے تیرے حوالے کر دیگا تو اُسے لا کر بعوض ایرج کے قتل کرنا
مالک کو بھی یہ رائے پسند آئی اور اُسی وقت ایرج کی لاش مع خنجر خون آلود اپنے ہمراہ لیکر دروازہ بارگاہ پر آیا اطلاع
کرائی کہ مالک لاش ایرج کی لیکر آیا ہے امیر نے فرمایا کہ بلا لو ہائے افسوس صد افسوس ایرج کے مرنے سے کمر میری
ٹوٹ گئی ہائے ایسا جوان خوبصورت صاحب شجاعت زمانے سے اٹھ گیا اور سب سردار بھی افسوس کرنے لگے
کہ مالک بن ملکوت شاہ گریبان چاک سر پر خاک کپڑے پھٹے پہنے ہوئے ہائے ایرج نوجوان وائے ایرج
نوجوان کا نعرہ بلند کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے مالک کس نے ایرج کو مارا
کلیجہ پیٹنا بھی لگا اُسنے کہا کہ آپ یہاں پوچھکر پوچھتے ہیں آپ یہ سمجھے کہ میں ایرج سے عہدہ برآ نہ ہو سکا ہنوز
نے عمرو کو بھیجکر ایرج کو قتل کروا ڈالا اور پھر آپ پوچھتے ہیں کہ کیسے ایرج کو مارا آپ سے یہ اشارات
اگر اور کوئی ایسا کرتا تو مقام شکایت نہ تھا کہ حریف کا مطلب ہر طرح حریف کے قتل و غارت سے ہوتا ہے لیکن آپ یہاں

کا تحسیر کرو

شجاع وغیرہ کو یہ امر بالکل ناپسند تھا بس یہ سنتے ہی امیر غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ اے عمرو سُنا تو نے مالک بن ملکوت
کیا کہتا ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ تمھین کچھ خبر ہی نہین واقف بھی نہین جب سے مین تمھارے پاس آیا ہون بجز ضرورت کے نورالدہر
کے بارگاہ سلیمانی سے باہر بھی نہین نکلا مین کیا جانون کہ مالک کیا کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے بالکل دروغ ہے دوسرے یہ کہ مین نے ہی
تو ایرج کو ایرج بنایا اور اس رتبے کو پہونچایا اور مین ہی اُسے قتل کرتا تمھاری بھی کیا باتین ہین یہ سنکر امیر نے مالک
بن ملکوت سے کہ اے مالک کون ایسا بیرحم ہے جو اس ایسے نوجوان کو مارتا ارے دشمن بھی تو یہ نہ چاہیگا کہ ایسے جوان
رعنا کو قتل کرے اور بھی واللہ مین نے کسی کو اس ارادے سے نہین بھیجا ہان چالاک کو علی الصباح البتہ استفسار
حال کے لیے بھیجا تھا اُس بن الوس پہلوان نے عمرو کے بیٹے کو مار ڈالا تھا تو اُسکے عوض مین عمرو نے اُسکی ناک سوتے
مین کاٹ لی تھی اسپر مین ایسا برہم ہوا کہ عمرو کو لقا کے پاس باندھ کر بھیجدیا اور کچھ پاس و لحاظ نہ کیا اور پھر جب عمرو
وہان سے چھوٹ کر آیا تو ہرچند اُسنے خواہش کی مگر مین نے ایک مدت تک اُسے اپنے پاس نہین آنے دیا اب مدت مدید کے
بعد مین نے اُسکی تقصیر معاف کرکے اپنے پاس بلایا مجھے عمرو سے یہ امید نہین ہے کہ اب وہ ایسی حرکت کا مرتکب ہوگا تمھارا
یہ خیال محض فضول ہے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے خنجر خون آلود نکال کر سامنے رکھدیا اور کہا کہ دیکھیے تو یہ خنجر کسکا ہے
سر ایرج کا اُسکے سینے پر رکھا ہوا اور یہ خنجر اُسکے سرہانے پڑا تھا عمرو کی نگاہ جیسے ہی خنجر پر پڑی رنگ چہرے کا اُڑ گیا اور
امیر نے اُس خنجر کو دیکھا پہچانا فرمایا کہ او حرامزادے ساربان زادے تو مجھسے مکر کرتا ہے دیکھ تو سہی یہ خنجر کسکا ہے اگر تو نے
نہین قتل کیا تو یہ خنجر تیرا کہان سے وہان تک پہونچا یہ سنکر عمرو نے قسم کھائی کہ رب کعبہ میرا کام یہ نہین ہے یہ کہکر اس جگہ
سے اُٹھا کہ امیر کے سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھاے کہ صاحبقران مین بالکل بیگناہ ہون بس عمرو کا اُٹھنا کہ امیر نے
ہاتھ عمرو کا پکڑ کر مالک بن ملکوت کے حوالے کردیا اور کہا کہ اے مالک یہ عمرو موجود ہے جو چاہے سو اس سے برتاؤ کرو
مالک عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ سے باہر آیا اور عمرو سے کہا کہ اے عمرو تجھکو نوجوانی ایرج پر رحم نہ آیا تیرا ہاتھ قتل
ایرج کے لیے کیونکر اُٹھا یہ کہتا ہوا لشکر مین آیا لقا نے جو عمرو کو دیکھا بہت برہم ہوا اور کہا کہ او ساربان زادے
تو نے کہ ایرج نوجوان کو بے قصور تو نے مار ڈالا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا چپکا کھڑا رہا بختیارک نے عمرو کو ساکت دیکھکر
کہا کہ اے پیرو مرشد آپ ہراسان کیون ہین آپ کا تو کوئی رونگٹا بھی میلا نہین کرسکتا اب آپ ایک دم کے مہمان ہو
چاہتے ہین لقا نے کہا کہ اے بختیارک مین تو اسکی وجہ سے بالکل بے پروبال ہوگیا ابھی تو اسے دار پر کھینچتا
کہان ہے یہ کہکر حکم دیا کہ جلد اسے بالاے دار کھینچو کہ مین اسے تیر باران کرونگا یہ سنکر لوگون نے چاہا تھا کہ
یہ کھینچین کہ عمرو بلبلا کر دعا مانگنے لگا کہ اے خالق عالم تو نے تو مجھسے کوہ سرانديب پر وعدہ کیا تھا کہ جب تک مین
اُس سیڑھی جنبیر کو نہ مانگونگا ملک الموت میرے پاس نہ آئیگا اب یہ کیا امر ہے کہ قبض روح میری ہوا چاہتی ہے پروردگار
تو ہی بچانے والا ہے ابھی یہ دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ ایک نقابدار سبز پوش بیس ہزار سوار سے تلوارین کھینچے ہوے
لشکر لقا پر گرا اور نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا کہ کنار رسید کہ شما را زندہ و سالم
نہ چھوڑیم یہ کہکر قریب بیس ہزار کفار کے مع جلاد ایک ہی حملے مین قتل کرکے عمرو کو چھڑا کر اپنے گھوڑے پر ڈال کے لیے ہوے
چلا گیا مالک بن ملکوت شاہ اور لقا سب بیٹھے دونون کف افسوس ملتے رہ گئے لیکن بختیارک تو دشمن جان
خواجہ عمرو کا تھا ہی شیطان ہے مالک سے کہنے لگا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ تم اسی وقت خدمت حمزہ مین سے
جاؤ اور جاکر کہو کہ واہ اے حمزہ واہ تم نے اچھا کیا کہ عمرو کو باندھ کر میرے حوالے کردیا اور اُسکے عقب مین کسی سوار
زبردست کو تیار بناکر بھیجدیا کہ وہ بہت سے لوگون کو قتل کرکے عمرو کو چھڑا لیگیا بھلا اس سے کیا فائدہ ملا اس سے

کیا فقط

تو نہ دیتا چنانچہ یہ سنکر مالک بن ملکوت اُسی وقت خدمت صاحبقران مین گیا اور جو کچھ سخنیار کسنے نے تعلیم لیا تھا اُسیطرح
دُہرا دیا صاحبقران یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے اور فرمایا کہ ای مالک قسم ہی پروردگار عالم کی مین نے کسی کو نہین بھیجا یہ گمان
تمھارا بالکل فضول ہی اگر تم اُس نقابدار کا پتا بتا دو کہ وہ کدھر سے آیا تھا اور کدھر گیا تو مین ابھی جا کر عمرو کو اُسکے
پنجے سے چھڑا لاؤن اور تمھارے حوالے کر دون مالک بن ملکوت نے کہا بتا معلوم ہونا کیسا ہر ہرکارے تو اُسکا لشکر
تک دیکھ آئے امیر بالتوقیر نے فرمایا کہ اچھا کہیں تم اُن ہرکارون کو میرے ساتھ کر دو مین ابھی جاتا ہون یہ سنکر مالک نے
اُن ہرکارون کو بلا کر بحاضر خدمت امیر کیا امیر بالتوقیر اُسی وقت سوار ہو کر لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوئے اور ادھر نقابدار
نے عمرو کو اپنے لشکر مین لا کر استفسار کیا کہ ای خواجہ سچ کہو کہ تمنے ایرج کو قتل کیا ہر یا نہین عمرو نے کہا کہ ای نقابدار
قسم ہے وحدہ لاشریک لہ کی ہرگز مین اس امر کا مرتکب نہین ہوا مجھپر بالکل عبث اتہام لگایا گیا اور مجھے جو محبت ایرج
کے ساتھ تھی شاید ہی وہ محبت کسی کو ہوگی اسلیے کہ وہ تو میرا ہی ساختہ و پرداختہ تھا تم یہ نہین سمجھتے کہ میرا ہاتھ باوجودان
حالات کے ایرج پر کیونکر اُٹھتا خدا جانے یہ بیہودہ حرکت کس ظالم مکار کی تھی اور بڑی حیرت تو یہ ہے کہ میرا خنجر ایرج
کے سرہانے کسنے رکھدیا مین نے تو خود جب سے حال ایرج کا سُنا ہی بے اختیار ہو ہو کر رو رہا ہون اور خود بخود جی اُنڈا آتا ہے نقابدار
نے کہا کہ خواجہ مجھے تمھارے کہنے کا یقین تو آگیا مگر ابھی مین تمھین چھوڑ نہین سکتا اسلیے کہ کفار حمزہ کے پاس گئے ہین دیکھو
حمزہ میرے پاس آتے ہین یا نہین اور اگر آتے ہین تو تمکو طلب کرتے ہین یا نہین یہ کہکر عمرو کو پوشیدہ کر دیا کہ ایک تھوڑی
دیر کے بعد ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ صاحبقران آ پہونچے نقابدار اُسی وقت استقبال صاحبقران کے واسطے خیمہ
سے باہر آیا امیر کو سلام کیا اور ہاتھ پکڑ کے خیمے کے اندر لایا مسند پر بٹھایا خود دست ادب باندھ کے سامنے بیٹھا عطردان
پاندان چنگیر دان جو کچھ سب اسباب دعوت مہیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار خوب سنئے مجھے یہ سوال کیا عمرو
کہان ہے جلد اُسے بلاؤ مین بغیر قتل کیے اُسے چھوڑتا تھوڑی ہون ایک مدت کے بعد وہ تہمت میرے پاس آیا اور عفو تقصیر
کرائی اور پھر وہی حرکت کی بلا سبب سے بدتر حرکت کی جب تو فقط آس بن الوس کی ناک ہی کاٹ ڈالی تھی اب کی مرتبہ تو اس
نمک حرام نے ایرج سے نوجوان کو جان ہی سے مار ڈالا اور اسے اُسکی نوجوانی پر رحم نہ آیا جلد اسے بلاؤ نقابدار نے کہا کہ ای
صاحبقران عالیشان مین نے عمرو سے استفسار حال کیا تھا عمرو نے قسم کھائی کہ مین اس امر بیجا سے واقف بھی نہین
ای صاحبقران عمرو تو نوجوانی ایرج پر خود متالم اور متاسف ہے اور اپنی حیرت ظاہر کرتا ہی کہ مین خود اس امر سے متحیر ہون
کہ ایرج کو کسنے قتل کیا اور مزید بران میرا خنجر کسنے رکھدیا جب عمرو نے اپنی بیگناہی مجھکو متیقن کر دی تو مین نے اُسے بیگناہ
سمجھکر چھوڑ دیا یہ سنکر صاحبقران بہت غضبناک ہوئے اور نہایت برہم ہو کر نقابدار سے کہا کہ اگر تونے عمرو کا پتا لگایا
اور بستان دہی کی تو خیر ورنہ مین تجھکو عمرو کے عوض مین قتل کرونگا نقابدار نے کہا کہ سر میرا حاضر ہے کاٹ لیجیے اور عمرو کو
کچھ نہ کہیے کہ وہ آپ کا خادم قدیم اور میرا نانا ندیم ہے کیسی کیسی جانبازیان عمرو نے آپ کے ساتھ کین ہین ہمیشہ آپ کا سینہ سپر
رہا ہے کیا اور وہ محض بے تقصیر ہے امیر نے کہا کہ ای نقابدار تو عمرو کو بیگناہ جانتا ہے ارے اگر وہ بے قصور ہوتا اور ایرج کا قاتل
نہ ہوتا تو خنجر اُسکا ایرج کے سرہانے سے کیونکر نکلتا جلد عمرو کو بلاؤ مین ایک بات تو تمھاری مانونگا نہین یہ سب عذرات
بارد ہین تم کتنے کیا ہو نقابدار نے جو امیر کو غضبناک دیکھا سمجھا کہ اب کوئی عذر میرا پیش نہ جائیگا اور کوئی سفارش
میری قبول نہوگی اپنے عیار سے کہا کہ جلد جا کر عمرو کو لے آ عیار اُسی وقت آیا اور عمرو سے تمام حال بیان کیا اور کہا
کہ ای عمرو اب موت تمھاری آگئی ہر چند نقابدار نے تمھین چھپایا اور بچایا اور لاکھ لاکھ عذرات اور انتہا سے درجہ
کی سفارش کی مگر کوئی بات صاحبقران نے نہ مانی بلکہ اُلٹے نقابدار سے برہم ہوئے اور فرمایا کہ اگر عمرو نہ دو گے

تو اپنی جان سے ہاتھ دھوؤ میں عمرو کے عوض تمہیں قتل کرونگا یہ سنکر عمرو ساکت ہو گیا اور عیار کے ساتھ چلا عیار لقا بدار
کا عمرو کو ساتھ لیے ہوئے چلا آتا تھا اور عمرو اپنے حال زار پر روتا ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ او
نابکار و نامراد شاہ عیاران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو کہاں لیے جاتا ہے یہ آواز سنکر عیار نے جو مڑکر دیکھا تو دیکھا
کہ ایک شخص مثل برق کے چلا آتا ہے عیار کو تو مارے دہشت کے سوا بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا تو عمرو کو چھوڑ کر
بھاگ گیا اور عمرو کو وہ شخص اٹھا لیگیا عیار کانپتا تھرتھراتا لقا بدار کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ عمرو کو ایک شخص مجھ سے
چھین لیگیا لقا بدار تو یہ سمجھا کہ عیار شاید بہانہ کرتا ہے خاموش ہو رہا مگر امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای لقا بدار میں خوب
سمجھتا ہوں مجھ سے کوئی غرض نہیں ہے کہ عمرو کو کون لیگیا جہاں سے تو عمرو کو لا تو لقا بدار نے عیار سے کہا کہ ارے
صاحبقران نہ مانینگے اور کوئی بات نہ سنینگے تو بہانہ نہ کر عمرو کو جا کر لے آ اس نے کہا کہ میں بہانہ نہیں کرتا آپ سراپچہ کو گرد اگرد
خود دیکھ لیجیے جو سچ ہے سب کھل جائیگا یہ سنکر لقا بدار مع امیر خیمہ سے باہر آئے دیکھا کہ کوئی شخص عمرو کو پیٹھ پر لادے
ہوئے جاتا ہے لقا بدار نے کہا کہ ملاحظہ ہو وہ سامنے کوئی شخص عمرو کو لیے چلا جاتا ہے یہ ملاحظہ فرما کر امیر نے اسکا تعاقب کیا
اور نعرہ کیا کہ باش او نامعقول کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے یہ آواز سنکر اس شخص نے پلٹ کر جو دیکھا تو دیکھا کہ امیر شمشیر کھینچے
چلے آتے ہیں سامنے ایک پہاڑ تھا عمرو کو تو شاگردوں کے حوالے کر کے کہا کہ تم اسے لیکر پہاڑ پر چڑھ جاؤ میں پیچھے آتا ہوں
شاگرد تو عمرو کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور یہ وہیں کھڑا ہو رہا جب امیر قریب آئے تو دیکھا کہ نظر کردہ علی عمران صاحب گرز
گران عنبر قران حبشی کھڑا ہے کچھ کہا ہی چاہتے تھے کہ قران فوراً قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ یا صاحبقران میں حاضر ہوں
چاہے قتل کیجیے چاہے عفو فرمائیے میں بیشک عمرو کو عیار لقا بدار سے چھین لایا ہوں اور اس پہاڑ پر جو سامنے دکھائی دیتا ہے
اسنے چھپا رکھا ہے لیکن ای صاحبقران عمرو قسمیں کھاتا ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں میں نے ایرج کو نہیں مارا امیر نے فرمایا کہ
ای قران نظر کردہ شاہ ولایت امیر عرب ہی میں تیرا بہت لحاظ و پاس کرتا ہوں تجھے تو ایسا نہ کہنا چاہیے ای قران اگر
عمرو ایرج کو قتل نہ کرتا تو خنجر اسکا ایرج کے سرہانے سے کیوں نکلتا میں کیونکر یقین کروں کہ عمرو نے ایرج کو نہ
اسی امر سے صاف ظاہر ہے کہ عمرو نے ایرج کا سر ضرور کاٹا ہے مگر جسوقت یہ اپنا کام کر چکا تو شاید جاگ ہو گئی
مارے خنجر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا ای قران میں نہ مانونگا تو عمرو کو میرے حوالے کر دے قران نے عرض کیا کہ
حضور کا بہت بجا ہے لیکن میں عمرو کو جھوٹا نہیں کہہ سکتا اور جب وہ قسمیں کھاتا ہے تو میں اسکی تکذیب نہیں کر سکتا
خواہش ہے ایک شب کے واسطے عمرو کو میرے پاس امانۃً چھوڑ دیجیے اور آج شب کو بعد الفراغ نماز دعا سے اسکی
حقیقت کر کے سو رہیے جو کچھ سچ ہوگا آپ پر منکشف ہو جائیگا امیر نے فرمایا کہ امر معقول میں کوئی کلام نہیں ہم
اسے میں نے قبول کیا مگر پہاڑ کو میں گھیرے رہونگا قران نے کہا کہ بہت مبارک اسکا مضائقہ نہیں ہے امیر نے اسی وقت
اس مقام پر خیمہ استادہ کرا دیا اور مقبل و بہرام سے بلا کر کہا کہ تم اپنے لوگوں سمیت اس پہاڑ کو شب بھر گھیرے رہو کہ یہ
دزد باریک گردن لک لک یا بھاگ نہ جائے غلامان مقبل رفقائے بہرام سب کے سب گرد پہاڑ کے اتر پڑے القصہ دن
تو گذر گیا جب شام ہوئی تو امیر با توقیر نے وضو کر کے نماز مغرب میں ادا کی اور وظائف معمولی پڑھ کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کر کے کہنے لگے کہ بار الہا واسطے محمد کو اپنی کبریائی کا مجھ پر اس واقعہ کی حقیقت کو منکشف کر دے یہ دعا بکمال الحاح و زاری
جناب باری سے طلب کر کے سجادے سے اٹھے اور خاصہ نوش فرما کر بستر خواب پر تشریف لیگئے خدمتگار خاص سردار
و عشرو سب اپنے اپنے عہدہ پر کھڑے ہوئے صاحبقران نے آرام فرمایا قریب صبح حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کو خواب
میں دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای فرزند ارجمند آگاہ ہو کہ اس واقعہ میں عمرو بالکل بے قصور ہے

اے بارا دی گناہ نہین ہے وہ جھوٹی قسم ہرگز نہین کھاتا جو کچھ کہتا ہے وہ سب سچ ہے بیکار تو اسے ماخوذ کرتا ہے اے فرزند عمرو لنظر
کردہ کہ صفت پیغمبران ہے اسکو ایذا نہ دے اور اسے اس علت مین ماخوذ نہ کر اسے بلوا کر اس سے عذر خواہی کر بلکہ عفو تقصیرات
کر دینا کہ صاحبقران عالیشان نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ پھر اس امر کی حقیقت ارشاد فرمائیے کہ اسکی اصلیت کیا ہے ایرج
کو کسنے مارا ہے اور یہ خنجر کسکا ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند ایرج دراصل مارا نہین گیا بلکہ زندہ ہے ایک ساحرہ مدت
سے ایرج پر عاشق تھی اور وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح ایرج میرے پاس آجائے مگر کوئی تدبیر اسکے بنائے نہین بڑتی تھی
اب کی مرتبہ اسکا موقع بن گیا اسنے اور ایک شخص کو بصورت ایرج مشکل ایرج کے پلنگ پر لٹا کر سر اسکا کاٹ ڈالا اور
ایرج کو اٹھا لیگئی اور خنجر عمرو کا چرا کر اسکے سرہانے ڈالدیا اے فرزند ایرج بعد ایک مدت کے اس ساحرہ کو مار کر خروج
کریگا اور اپنے لوگون سے آکر ملیگا مدتون تک ممالک باختر مین لڑیگا یہ کہکر حضرت آنکھون سے پوشیدہ ہوگئے حمزہ
صاحبقران کی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ وقت نماز صبح کا ہے اٹھے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ وظائف کل سردارون کو بلا کر یہ خواب
ظاہر کیا سب نے عرض کیا کہ حضور ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھا ہے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین عمرو
کے لینے کو جاتا ہون یہ کہکر مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکے جانب کوہ روانہ ہوئے وہان عمرو کا حال سنئیے کہ شب کو جو عمرو
سویا تو اسنے بھی یہی خواب دیکھا کہ اے عمرو تو حمزہ سے آزردہ نہو وہ تیرا آقا اور خداوند ہے پہلے تیری بے گناہی اسپر
منکشف نہ تھی اب اسے تیری بیگناہی معلوم ہوگئی اور وہ علی الصباح تیرے لینے کو آئیگا خبردار اس سے انحراف
نہ کرنا جب عمرو خواب سے بیدار ہوئے تو وضو کرکے نماز پڑھی اور انتظار امیر حمزہ صاحبقران مین بالائے کوہ بیٹھے
کہ ناگاہ امیر حمزہ صاحبقران زیر کوہ آپہونچے عمرو صورت امیر کی دیکھکر پہاڑ سے نیچے اترا اور امیر کو بعد ادب
سلام کیا امیر جواب سلام دے کر گھوڑے سے کود پڑے اور دوڑکر خواجہ عمرو سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ خواجہ معاف
کرنا مین مجھکو لاعلمی تھا تمھاری بیگناہی مجھپر ثابت نہ تھی عمرو نے کہا کہ اے حمزہ مین خادم تم آقا خادم و آقا کا کیا اتفاق
آپ تشریف خیال کرو کہ مین نے تمھارے ساتھ کیا کیا جانبازیان کین کیا کیا مشقتین تمھاری بجا لایا کیسے کیسے مقام پر
سر ہتھیلی پر رکھکر تمپر نثار رہا اور تمھین ذرا بھی میرے مقابلہ مین چشم مروت نہوئی اور مجھکو کاذب
بابے کا فرکی شاہزادے کے حوالے کردیا کہ اسنے قتل کر ڈالو اگر لقا بدار مجھکو نہ بچاتا تو اب تک کفن و دفن
ہا ہوتا اے حمزہ اگر میرے کہنے پر تمھین اعتماد نہ تھا تب بھی تحقیق جرم تو ضرور تھی مگر الحمدللہ والمنہ کہ
بے گناہی میری ثابت ہوگئی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ حقیقت مین مین تم سے شرمندہ ہون مگر مجھے علم
غیب تو تھا ہی نہین تمھارا ہی خنجر اس امر کا اذعان ہوا تھا کہ تمسے یہ حرکت ہوئی ہوگی لیکن خواجہ اب مین عہد
کرتا ہون کہ اب بلا تحقیق کوئی بات منہ سے نہ نکالونگا اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا خطا میری معاف کرو خواجہ عمرو نے
کہا کہ اے امیر حمزہ صاحبقران تم آقا مین خادم تمھاری خطا کیسی یہ کیا فرماتے ہو امیر نے فرمایا کہ نہین خواجہ
عمرو اب خطا میری دل سے معاف کردو اور میرے ساتھ چلو خواجہ عمرو نے کہا کہ اے امیر حمزہ اصل یہ ہے کہ اب
دل میرا پھٹ گیا اور دنیا سے ہٹ گیا کہ جب تمسا مالک یون دشمن ہوجائے اور یہ خیال نہ کرے کہ ابھی تو
بمقدمہ الوس مین نے اسکی خطا معاف کی ہے اب یہ ایسی حرکت ناشائستہ کیا کریگا مگر اے امیر حمزہ صاحبقران
یہ تمھارا قصور نہین ہے میرے مقدر کا قصور ہے منظور خدا یہی یون تھا شعر از خدا دان خلاف دشمن و دوست
کہ دل ہر دو در تصرف اوست + اب مین تمھارے ساتھ چلکر کیا بناؤن اب تو دل مین یہ ٹھان لی ہے کہ یہ دنیا ہیچ
در پوچ ہے اور نہایت بیزار و بے ثبات ہے اب اس سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے فقیر بنکر زندگی بسر کرونگا اور گوشہ عافیت ا[illegible]

عزلت مین بیٹھ رہونگا بقیہ عمر کو یاد خدا مین بسر کرونگا اب ایسی باتون مین امیر کو بھی دیر ہوئی تو اور سردار بھی آگئے عمرو
کی یہ باتین سنکر سمجھانے لگے کہ ای خواجہ عمرو اب دل صاف کر ڈالو اور اس رنج و ملال کو دور کرو امیر حمزہ صاحبقران
کے کہنے پہ عمل کرو لشکر اسلام مین چلے چلو مگر عمرو کسی طرح نہین مانتا ہے ایک ہی جواب ہے کہ یہ شعر پڑھتا ہے • شعر • دل نیست
کبوتر کہ برو باز نشیند • از گوشۂ بامے کہ پریدیم پریدیم • صاحبو سب چیزین درست ہو سکتی ہین لیکن دل شکستہ نہین درست
ہوتا بھائیو سب باتین دل ہی سے تعلق رکھتی ہین اب میرا جی یہان کسی طرح نہین لگتا خود بخود اکتایا جاتا ہے اب مین
یہان کسی طرح نہین رہنے کا بیکار تم لوگ اصرار کرتے ہو یہ باتین سنکر امیر نے فرمایا کہ ای عمرو معلوم ہوا کہ اس وقت
فرط ملال سے تمھارا دل بیٹھا ہوا ہے اچھا جاکر آرام سے بیٹھو اور میرے کہنے کو اچھی طرح سوچو اب مین بھی جاتا ہون
پھر کسی وقت آؤنگا یہ کہکر امیر عمرو سے رخصت ہو کر لشکر اسلام مین آئے تمام حال بادشاہ اسلام سے بیان کیا
بادشاہ نے فرمایا کہ آپ تو نادانستہ کئے آپ کا کوئی قصور نہین ہے اور عمرو بھی حق پر ہے کہ وہ [illegible] اسکی
سچا ہے مگر خیر دو چار دن مین اسکا غصہ جاتا رہیگا سمجھ لیا جائیگا دو چار لاکھ روپیہ دیدینگے خوش ہو جائیگا
لالچی بندہ تو ہے سرداران لشکر جو اسوقت موجود تھے کہنے لگے کہ حضور سچ ہے دو چار دن مین اور ہی صورت نکل آئیگی
یہان تو یہ باتین تھین اور وہان عمرو نے وقت شب تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا کہ بھائیو اب ہم تم سے رخصت
ہوتے ہین اور اس دنیاے دنی کو ترک کر کے فقیری اختیار کرتے ہین جس طرف خدا لیجائیگا اسی طرف چلے جائینگے اور اب
دم بھر یہان قیام نہ کرینگے کیونکہ دنیا بالکل بے اعتبار اور زیست بالکل بے قرار ہے معلوم نہین کس وقت پیام موت آجائے
تو پھر بھی اسی طرح علائق دنیا سے ملوث جانا پڑیگا اس لحاظ سے اب ہم دنیا کو ترک کرتے ہین اور کنج عزلت اور گوشہ عافیت
مین جا بیٹھتے ہین تم سب سے یہ خواہش ہے کہ اتنے دنون جو ساتھ مین رہے ہو جو کچھ خطا و تقصیر ہماری ہوئی ہو اسے
بحل کر دو کہ پھر اب ملاقات ہونا ناممکن ہے اور منزل آخرت کی بہبودی ہے یہ سنکر عیار رونے لگے اور کہا کہ اے
استاد یہ کیا ارشاد آپ نے فرمادی کہ دل پاش پاش ہو گیا ہے ایک مدت کے بعد تو آپ کی زیارت نصیب ہوئی تھی
اچھی طرح جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پائے تھے کہ پھر سامان جدائی درپیش ہو گیا اور جدائی بھی ایسی جدائی کہ پھر جیتے جی ملاقات
کی امید نہین ہے اے استاد ہم کیسے زندگی بسر کرینگے جب آپ سے شفیق کا سایہ سر سے اٹھ جائیگا تو پھر زندگی
بیکار ہے ہمکو بھی آپ کے ساتھ مین [illegible] خواجہ عمرو نے کہا کہ نہین بھائیو ہمارا تمھارا اب کیا ساتھ دنیا دار اور فقیر کا کیا
مطلب ہماری زندگی تو اب ختم ہو گئی ابھی دنیا ترک کرتا ہون اور لباس عیاری جو ہے اسکو جسم سے اتارتا جاتا ہون
لباس فقیری زیب جسم کیا اور کہا کہ بھائیو خدا حافظ ہماری خطا و تقصیر معاف کرو اور خیمہ سے باہر جاؤ
یہ سنکر ہر ایک روتا ہوا اٹھا اور خواجہ عمرو کے گلے مل ملکر خوب رویا اور خیمہ سے باہر گیا جب یہ سب عیار رخصت
ہو گئے اور خیمہ سے باہر آئے تو عمرو نے خیمہ مین آگ لگادی اور ایک طرف کو نکلا ہوا چلا گیا ہر چند عیاران نے تعاقب کیا اور
استاد استاد پکارتے ہوئے چہار طرف دوڑے مگر کہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا پتا نہ لگا روتے پیٹتے [illegible] آکر امیر
حمزہ صاحبقران سے حال بیان کیا صاحبقران نے یہ سنتے ہی ایک آہ کا نعرہ مارا اور بے اختیار چیخ مار کر رونے لگے
اور فرمایا کہ افسوس صد افسوس ہاے میرا یار وفادار مجھسے چھٹ گیا اور مین یہان غافل بیٹھا رہا ہاے اگر مین جانتا
کہ جو اسنے کہا ہے وہی کریگا اور یون مجھسے خفا ہو کر چلا جائیگا تو مین اسکے قدمون پہ سر رکھدیتا ہاتھ جوڑتا اور تقصیر
اپنی عفو کراتا اور اسکو لے آتا ارے جلد شتر سوارون اور ہرکارون کو تلاش کے لیے روانہ کرو اسی وقت ہرکارے
اور شتر سوار تلاش عمرو کے لیے روانہ ہوئے چہار طرف تفحص کیا مگر کہین خواجہ کا پتا نشان نہ پایا امیر یا تو بیٹھے اکثر

عرض رسا ہوئے کہ خداوند ہر چند ہمنے تلاش کی مگر کہین پتا نہ لگا یہ سنکر امیر نہایت غمگین ہوئے اور انتہا سے مرتبہ آزردہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ ہاے خواجہ عمرو بڑی دغا دیگئے بعد اسکے حکم دیا کہ خزانہ عمرو کا قلعہ ارسنوس حصار مین روانہ کرو اسی وقت روپیہ پیسہ عمرو کا قلعہ ارسنوس حصار مین بھیجدیا گیا بعد اسکے خواجہ عمرو کے ناموس کو قلعہ ذوالامان مین روانہ کردیا اور فرمایا کہ تم مطمئن ہوکر بیٹھو مین جہان ہونگا تمہاری خبرگیری کرتا رہونگا الغرض ناموس خواجہ عمرو کا قلعہ ذوالامان مین جاکر مطمئن ہوکے بیٹھا مگر امیر نے اپنا حال بہت تباہ کیا کھانا پینا ترک کردیا ہر مرتبہ زبان پر یہی جاری تھا کہ خود کردہ را درمان نیست ہاے جو کچھ کیا مین نے اپنے ہاتھ سے کیا ہاے عمرو مین تجھے کہان سے ڈھونڈھ لاؤن ہاے عمرو تو مجھسے کیا چھوٹ گیا ہاے عمرو اب مین تجھے کہان سے پاؤنگا یہ عالم ہے کہ دیکھنے والون کا دم قلق کرتا ہے کھڑے ہین تو روتے ہین بیٹھے ہین تو روتے ہین ہر چند سردار اور بادشاہ اسلام سمجھا رہے ہین کہ حضور گھبرایئے نہین خواجہ عمرو سے ملاقات ہوہی جائیگی آپ کھانا تو کھالیجیے مگر امیر کو کسی طرح قرار نہین آتا فرماتے ہین کہ بھائیو کھانا پینا سب عمرو کے ساتھ رہا ہے جب ایسا یار وفادار چھوٹ جاے تو پھر زندگی فضول ہے تا اینکہ اسی طرح بے آب و دانہ متواتر سات فاقے ہوئے رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا آنکھون مین حلقے پڑگئے اب جو اٹھکر کھڑے ہوتے ہین تو پاؤن لڑکھڑا گیا دھڑ سے گرکر بیہوش ہوگئے سب سردار دوڑ پڑے صاحبقران کو اٹھایا گلاب کیوڑے کے منھ پر چھینٹے دیے جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بادشاہ اسلام نے کھانا منگوایا اور جبراً اپنے ہاتھ سے بیٹھکر کھلایا اور بہت تشفی اور دلاسا دیا فرمایا کہ حمزہ تم اتنے بڑے عقلمند ہوکر خلاف دانش باتین کرتے ہو اسوقت عمرو آزردہ ہوکر چلا گیا ہے جسوقت اسے روپے کی ضرورت ہوگی خود بخود چلا آئیگا صفائی ہو جائیگی لالچی بندہ تو ہے ہی غرض جب کھانا کھایا پانی پیا ہوش و حواس درست ہوئے تو فی الجملہ تسکین ہوئی گریہ وزاری کم ہوئی کاروبار ضروری مین مصروف ہوئے کھانے پینے لگے قصہ مختصر رفتہ رفتہ امیر حمزہ صاحبقران کو صبر آگیا اور خیال خواجہ عمرو کا دل سے گیا لیکن اب حال لقا سے بے لقا کا ملاحظہ فرمایئے کہ جب یہ راندۂ درگاہ اکہ ایرج کی جانب سے مایوس ہوا تو بختیارک سے کہا کہ اے بختیارک اب مین کیا تدبیر کرون باختر مین تو اب کوئی ملک میرے قبضے مین رہا نہین کہ جہان جاکر عزلت گزین ہون ایرج کا دامن تھا سنا تھا وہ بھی جدا ہوگیا اور حمزہ کے پاس جاکر اسکا دین قبول کرنا حمیت کے خلاف ہے کرون تو کیا کرون بختیارک نے کہا کہ یا خداوند پروردگارا سنتے ہین آپکا چھوٹا بھائی نہر جید شاہ موجود ہے اور ملکہ دریامہ جادو خداوند ساحران اسکی مددگار ہے وہین چلیے اگر خدا پرست وہان آئینگے بھی اور آپکا تعاقب کرینگے بھی تب بھی کچھ نہ بنا سکینگے اور مارے جائینگے کیونکہ وہان حمزہ صاحبقران پر قران صعب ہے یہ سنکر لقا نے کہا اے بختیارک تو بہت ٹھیک کہتا ہے مین نے بھی دو لاکھ برس قبل یہی تقدیر کی تھی غرض لقا تو راتون رات اپنا سامان درست کرکے جانب ظلمات روانہ ہوا اور علی الصباح جب مالک بن ملکوت شاہ نے یہ خبر سنی تو سبھون سے کہا کہ صاحبو مین کسی طرح حمزہ سے مقابلہ نہین کرسکتا یہ دم دعوی ایرج ہی کا تھا کہ وہ حمزہ سے مقابل ہوا سب نے کہا کہ سچ ہے تب مالک نے کہا کہ مین نے نجومیون سے دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا کہ ایرج زندہ ہے چند روز کے بعد خروج کریگا اب مین تو لشکر حمزہ صاحبقران مین چلا جاتا ہون کہ وہان سے ایرج کی خبر اچھی طرح معلوم ہوتی رہیگی اور تم لوگ جابجا چلے جاؤ جسوقت ایرج کے آنے کی خبر سننا فوراً چلے آنا سبھون نے کہا کہ بہت مناسب جو آپکی مرضی یہ سنکر مالک بن ملکوت نے اقبال شاہ کو تو طاق سکندری مین بھیجا ورشک درازگردن کے پاس روانہ کیا اور دیلم شاہ زنگی کو جزیرۂ کاکج کی جانب بھیجدیا غضبان اور عضبان کو شہر دریا بار کی جانب رخصت کیا ارسلان شاہ کو

ملک فرنگویشہ مین جانے کا حکم دیا جب یہ سب چلے چلے گئے تو خود خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا اور بظاہر اسلام
قبول کیا صاحبقران نے حال زمرد شاہ باختری کا استفسار کیا کہ یہ راندۂ درگاہ ذوالجلال لقا سے بد اقبال
خسران مآل کدہر بھاگ کر گیا ہی اُسنے عرض کیا کہ بختیارک کے ورغلانے سے جانب ظلمات گریزان ہوا ہی امیر
نے فرمایا کہ بتائید ایزدی مین جب تک اُسے تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہین کھینچتا یا دائرۂ اسلام مین نہین لاتا ہون
قرار نہ لونگا اس واسطے کہ اگر اُسے اُسکے حال پر چھوڑ دونگا تو وہ بادشاہ بزرگ ہی اور کفار ابھی بہت ہین اُسکے پاس پھر
جمع ہو جائینگے پھر خروج کریگا اور میرے مقابلہ کریگا تمام عالم مسخر کرنے کا قصد کریگا اور یہ محنتین میری ضایع و برباد ہو جائینگی
پھر از سر نو اُسکی شکست دینے کے لیے وہی محنت شاقہ اُٹھانی ہوگی اسوجہ سے مجھے اُسکا تعاقب کرنا ضرور ہی یہ فرما کر
حکم دیا کہ جہازون کی تیاری کیجاے بعد اُسکے ارشاد فرمایا کہ مین نے اپنے جدامجد سے سنا ہی کہ ایرج زندہ ہو دو بیشہ
خروج کریگا اور جہانگیر ہوگا تو ایک تو ایرج دوسرا نور ایرج تیسرا خورشید ستارہ پرست چوتہا داراب کشور کشا
یہ سب میرے حریف ہین اور ان سب سے بڑھکر داراب کشور کشا کا مجھے خیال ہی ای مقبل جلد سنگ مرمر کی چوکی
اور جام شربت اور خلعت لاکر رکھو مقبل نے اُسی وقت تعمیل ارشاد کی جب چوکی پر جام و خلعت رکھا گیا تو صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ آیا ہی کوئی ایسا بہادر کہ جاکر قریب ملک کشوریہ کے اُترے اور داراب کشور کشا کو ہر بلا سے
محفوظ رکھے اور جب تک مین ظلمات سے واپس آؤن اُس وقت تک داراب کی حفاظت کرے اور کوئی چشم زخم
نہ پہونچنے دے ہر آفت و ہر بلا سے محفوظ رکھے کس واسطے کہ داراب کشور کشا مین نشانیان اولاد ابراہیمی کی
ظاہر و نمودار ہین مجھے ثابت ہوتا ہی کہ داراب کشور کشا بیشک و بیشبہ میری اولاد مین سے ہی اس لحاظ سے یہ
امر حفاظت ضروری اور واجبی معلوم ہوتا ہی ابھی امیر حمزۂ صاحبقران کے منہ سے یہ کلام تمام نہ ہونے پایا تھا
کہ صاحب سنبرہ دوسر غلام بنی چاکر حیدر یعنے مالک اژدر اپنے دنگل سے اُٹھا اور امیر کشورگیر کے سامنے آکر دست
ادب بستہ عرض پرداز ہوا کہ ای امیر با توقیر اگر ارشاد فیض بنیاد شرف اصدار پاے تو یہ تابعدار احقر روزگار اس امر کو
انجام دے اور اس خدمت کو بجا لاکر عزت و افتخار حاصل کرے یہ سنکر صاحبقران نے ارشاد کیا کہ مین بھی یہی چاہتا تھا
کہ تو ہی جاے تو بہتر ہی تجھسے بڑھکر اس کام کے لیے کوئی لائق نہین ہی یہ فرما کر مالک اژدر کو خلعت دے کر جانب
شہر کشوریہ روانہ کیا بعد اُسکے فرمایا کہ اور کوئی بہادر ایسا ہی کہ درۂ اخضریہ اور سیقولیہ کو مسخر کرے عجیل باہرو
اُٹھا اور عرض کیا کہ اس خدمت کو کمترین بجا لائیگا صاحبقران نے عجیل باہرو کو خلعت دے کر جانب درۂ اخضریہ
و سیقولیہ روانہ کیا بعد اُسکے سلیمان شاہ فارسی کو بلاکر فرمایا کہ ای سلیمان تم میرے بزرگ ہو اور نہایت عاقل
ہین اور صاحب حوصلہ ہو مین تمام زمانے کے عقلا سے تمہاری راے کو پسند کرتا ہون اور ترجیح دیتا ہون تمہاری
راے بہت صائب ہوتی ہی لہذا مین نے تمکو ممالک باختر کا بادشاہ کیا تم جاکر سیاکل مین بادشاہی کرو اور اُسی کے
سامنے قلعۂ ذوالامان واقع ہی اُس قلعہ مین میرے نامور رہتے ہین اُن سب کو تمہارے سپرد کرتا ہون اور تمکو
خدا کی حفظ و امان مین دیتا ہون سلیمان نے کہا کہ تعمیل ارشاد مین تو مجھے عذر نہین ہی اور رہنے مین بھی کوئی عذر نہین ہی
لیکن اگر وہان کوئی فتور اُٹھا اور کوئی حریف زبردست آگرا تو اُس وقت مین کیا کرونگا امیر حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا کہ اُسکی تدبیر بھی تم سوچ لینا میری تعلیم کی کوئی حاجت نہین ہی تم خود عقیل آدمی ہو فوج تمہارے ساتھ
حسب ضرورت کے دیجائیگی یہ فرماکر لندھور بن سعدان کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ای برادر جان برابر تم یہین
رہو بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی سب تمہارے حوالے ہی اگر ایرج نوجوان ظاہر ہو تو اُسکی حفاظت

جان مین بہت کوشش کرنا کہ وہ میری اولاد مین سے ہی خبردار کوئی اُسے قتل نہ کرنے پاے جس طرح وہ خوش ہو اُسے
خوش رکھنا یہ سُنکر لندھور بن سعدان آبدیدہ ہوکر عرض رسا ہوا کہ ای شہریار مین قدوم میمنت لزوم سے آج تک
کبھی جدا نہین ہوا اب آپ مجھے اپنی خدمت سے علیحدہ کرتے ہین یہ سُنکر امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای رستم زمان
ہرچند کہ جدائی تمھاری مجھے کسی طرح گوارا نہین ہی مگر کیا کرون کہ سواے تمھارے اس امر کے لائق کسی اور کو مین نہین
پاتا سواے تمھارے کوئی ایسا نہین ہی جو ایرج سے تاب مقاومت لاسکیگا تمھارا رہنا مثل میرے قیام کے ہی مین تمھین
اپنا قوت بازو اور اپنا جانشین تصور کرتا ہون القصہ لندھور بن سعدان کسی طرح راضی نہین ہوتا تھا جون تون
صاحبقران نے اُسے راضی کیا اور دامنہ کوہ مشتری حصار مین قیام کا حکم دیا بعد اُسکے تمام رفقا شاہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے جو بیس سردار تھے اُنکا سردار قیاس خان خاوری کو
معین فرماکے ملک فرنگوشیہ کا مالک کیا اور کہا کہ تم جاکر ملک فرنگوشیہ مین قیام کرو غرض جب سب کے سب
امور مختلفہ پر مامور ہو چکے تو اسد غازی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا اور امیر حمزہ صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ کیا ارادہ ہی عرض کیا کہ ای شہریار میری خواہش یہ ہی کہ مین بھی داراے ہند رستم زمان کی خدمت مین
رہون آپ فرماتے ہین کہ ایرج ظاہر ہوگا تو مین بھی اُسکی خدمتگذاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای اسد
شاید تو یہ خیال کرتا ہی کہ مین ایرج کو قتل کرون بر سبب کہ جو شخص ایرج کو قتل کریگا مین اُسکو مع اُسکی ذریات کے
قتل کرونگا اسلیے کہ ایرج میری اولاد مین سے ہی یہ سُنکر اسد غازی نے کہا کہ نانا جان یہ خیال آپکا ناحق ہی مین
تو ایرج کا نام بھی نہین لیتا مجھے ایرج سے کیا مطلب ہی آپ بیکار خفا ہوتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا
کچھ ہی ہو مگر مین تمھین چھوڑونگا نہین یہ سُنکر اسد آبدیدہ ہوکر رہگیا مگر صاحبقران جو اُس شب کو سوے تو حضرت
ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ارشاد فرماتے ہین کہ ای فرزند ارجمند اسد غازی کا
قیام ملک باختر ہی مین خوب ہی اس واسطے کہ وہان ایرج کے ہاتھ سے تمھارے ناموس مین رخنہ پڑنے کا خوف ہی اگر
اسد وہان ہوگا تو حفاظت ناموس مین بہت کوشش کریگا جب صبح ہوئی اور صاحبقران بیدار ہوئے تو اسد کو
بُلاکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ای اسد مین تمھاری آزردگی گوارا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تم باختر ہی
مین رہو اسد یہ سُنکر بہت خوش ہوا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بھی اپنی خوشنودی کا اسد سے ظاہر کرکے
خلعت سے سرفراز کیا اسد وہان سے پھرکر رب کے پاس آیا تمام حال بیان کیا رب بھی بہت خوش ہوا اسد کو
گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فتاح پلنگینہ پوش کو بارہ ہزار قزاقون سمیت ساتھ کیا اور مرکب ابر شہو
گل اندام سکندری اسد کو عنایت کیا اور فتاح سے بہت تاکید کی کہ ای فتاح اسد سے بہت ہوشیار رہے مقابلہ
خبردار کسی وقت اسد سے غافل نہ ہونا فتاح نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیے جس طرح مین آپکا مطیع ہوا نے کہا کہ جیتے
اپنا پیر و مرشد جانتا ہون اُسی طرح مین انکو بھی اپنا پیر و مرشد جانتا ہون جو بات خیر خواہی کی ہوگا
مانا نہ ماننا انکے اختیار مین ہی غرض اسد بھی ملک سباکل کو روانہ ہوا اور صاحبقران بھی ساعت
پر سوار ہوے اور وقت روانگی کے ایک نامہ سر بمہر لندھور کے حوالے کیا اور فرمایا کہ ای لندھور
اور گردون غدار کوئی شعبدہ اُٹھاے اور تمکو احتیاج مرام مین دقت ہو اور کوئی تدبیر مناسب ظاہر
کاغذ کو کھول کر پڑھنا جو کچھ اسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا لندھور بن سعدان نے وہ نامہ اپنے بازو
سے رخصت ہوا صاحبقران مع سرداران عالیشان و لشکر فراوان تعاقب مین زمرد شاہ

مین تو لشکر حمزہ
لوگ جابجا چلے جاؤ
یہ سُنکر مالک مین
کیا اور دیلم شاہ زنگی
ت کیا ارسلان شاہ کو

جانب ظلمات روانہ ہوئے مگر لقا جو کوچ بکوچ جزیرۂ اخراسیہ مین پہونچا تو سامنے سے ایک پیر مرد آتا تھا اُسے
بلاکر پوچھا کہ اس جزیرے کے لوگ کسکی پرستش کرتے ہین اُسنے کہا یہان کے لوگ شجر پرست ہین لقانے پوچھا کہ شجر پرستی
کیسی آخر یہان کا بادشاہ کون ہی اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ بادشاہ یہان کا اخراس زحل پیشانی ہی اور اس جزیرے
مین ایک درخت ہی کہ اُسمین ایک ہزار ایک شاخ ہی اور ایک ہزار ایک آدمی اُسکے سایہ کے نیچے بیٹھ سکتے ہین تمام
جزیرے والے اُسی کی پرستش کرتے ہین اور اُسی کو خدا جانتے ہین لقا یہ سُنکر چپ ہو رہا اور اُسی جزیرے مین خیمہ استادہ کرا کے
اپنے لوگون سے کہا کہ ایک دو روز یہان قیام کرلو تو پھر آگے بڑھینگے الغرض لقا سے بے بقا نے وہان قیام کیا مگر جب اخراس
زحل پیشانی کو اسکے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو دوڑ کر اسکے پاس آیا اور اس خرس بادیۂ ضلالت کے قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ چومے
شرط خدمتگذاری کماینبغی بجالایا لقانے کہا کہ اے اخراس زحل پیشانی تیری فراست سے سخت تعجب ہی کہ میرا مخلوق ہوکر
شجر پرستی کرتا ہی او بد عقل العیاذ باللہ مین خالق جن و انس ہون تجھکو لازم ہی کہ تو مجھے سجدہ کرے اخراس زحل پیشانی نے
کہا کہ اچھا مین دو شرطون سے آپکو بخدائی سجدہ کرتا ہون ایک تو یہ کہ کشتی مین مجھکو زیر کیجیے دوسرے یہ کہ یہ درخت جو ایک ہزار
ایک شاخ رکھتا ہی اور ہر فصل مین سرسبز و شاداب رہتا ہی ایک ہزار ایک آدمی اسکے سایہ کے نیچے بیٹھ سکتے ہین کم و زیادہ
لوگ منکشف ہوجاتے ہین اسکے بھید سے مطلع کیجیے لقانے کہا کہ امر اول تو البتہ ممکن الوقوع ہی لیکن امر ثانی کی نسبت تا مصر
نہ ہو کہ یہ امر ہمارے اسرار قدرت سے ہی اس سے کسی کو مطلع نہ کرینگے اخراس نے کہا کہ اچھا یہی سہی کشتی ہی مین امتحان
ہوجاے غرض اسی وقت اکھاڑا کھودا گیا اخراس اور لقا مین کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو اخراس نے
لقا کو زیر کیا اور کہا کہ بس اسی منھ مصالحہ پر خدائی کا دعوی ہی بہتر یہ ہی کہ اب ٹھنڈے ٹھنڈے یہان سے ہوا کھائیے
اور چلتا دھندا کیجیے ورنہ میرے ہاتھ سے بہت کچھ ذلت اٹھا کر نکالا جائیگا لقا یہ سُنکر خائف و ترسان وہان سے کوچ کرکے
جانب ظلمات روانہ ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ صاحبقران جہازون پر سوار براہ دریا طی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ
ایک روز دریا متلاطم ہوا اور جہازون پر شور و غل بلند ہوا کہ دریا متلاطم ہو گیا امیر نے فرمایا کہ یہ غل کیسا ہی ناخداؤن
نے عرض کیا کہ حضور اب نہنگ نکلا چاہتا ہی دریا متلاطم ہو رہا ہی صاحبقران نے کہا کہ پھر خوف کاہے کا ہی ناخدا نے
عرض کیا کہ حضور جب وہ اپنی دُم کسی جہاز مین مارتا ہی تو جہاز پاش پاش ہوجاتا ہی یہ سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ
کچھ پروا نہین ہی یہ کہکر نور الدہر کو اپنے ہمراہ لیکر کشتی پر سوار ہوئے تھوڑی دور آگے بڑھے ہونگے کہ وہ نہنگ بلا
ظاہر ہوا اور کلہ اپنا پانی سے باہر نکالکر جہاز کی طرف چلا بس صاحبقران نے بہت پھرتی سے ایک تیر اُسکی داہنی آنکھ
پر اس زور سے مارا کہ وہ پیوست ہو گیا ساتھ ہی اُسکے نور الدہر نے بائین آنکھ پر تیر مارا کہ وہ بھی پیوست ہو گیا
دونون آنکھین اُسکی کور ہوئین اُس نہنگ نے دُم اٹھائی کہ جہاز پر مارے بس ساتھ ہی اسکے نور الدہر نے ایک
تلوار اُسکی دُم پر ماری کہ دُم اُسکی دو ٹکڑے ہوگئی اور ایک تلوار صاحبقران نے ماری کہ وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہوکر دریا
مین غرق ہو گیا نور الدہر اور امیر نے صداے تکبیر بلند کی اور جہاز پر آبیٹھے سب کے سب خوش ہوئے اور جہاز
سے قلعۂ ذوالا روانہ ہوکے جاتے جاتے بعد چند روز کے جزیرۂ اخراسیہ مین پہونچے جب اخراس زحل پیشانی کو خبر ہوئی
کہ حفظ و امان لیے آیا لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوا امیر کو نذر دی صاحبقران نے نذر اور تحفہ اُسکے قبول کرکے خلعت
گران کو دیا اور فرمایا کہ اے خرس لقا تو یہان نہین آیا تھا اُسنے عرض کیا کہ ہان حضور آیا تھا اور تمام سرگذشت اُسکی
فرمایا کہ اُسکی تب نے فرمایا کہ اس مردود پر لعنت کرو مگر دین اسلام اختیار کرو اخراس نے عرض کیا کہ مجھے تقبیل اسلام مین
بے ضرورت نہین ہی مگر وہی شروط جو مین نے لقا سے کئے تھے آپکے سامنے بھی پیش کرتا ہون اگر آپ مجھکو زیر کرین اور اس در
بارگاہ سلیما

بھید سے مطلع کیجیے تو مین ابھی اپنے لوگون سمیت دائرۂ اسلام مین داخل ہوتا ہون صاحبقران نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ کیا
ہم درگاہ باری تعالے مین عرض کرتے ہین جیسا حکم ہوگا ویسا کرینگے یہ فرماکر حکم دیا کہ خیمے ہمارے جہازون سے اُتار کر کنارے
دریا کے نصب کردیے جائین اور ہماری عبادت کے لیے ایک بارگاہ الگ برپا کیجائے اُسی وقت خیمے اُتارے گئے دریا کے
کنارے استادہ ہوئے اور صاحبقران کے واسطے ایک سفید کپڑے کی راوٹی علیحدہ استادہ کی گئی صاحبقران عالیشان
سرِ شام سے اُس بارگی مین داخل ہوئے بعد فراغ نماز مغرب مین وظائف معمولی سے دو رکعت نماز حاجت پڑھکے طلب
حاجت مین مصروف ہوئے اور درگاہ باری مین بصد خضوع و خشوع دعا کرنے لگے کہ ای پروردگار عالم اتنے لوگ اس جزیرے
کے مسلمان ہوتے ہین حال اس درخت کا مجھپر منکشف کردے یہ دعا مانگتے مانگتے کوئی چار گھڑی رات رہے دیدۂ ظاہر مین
بند ہوگئے اور دیدۂ باطنی وا ہوگئے عالم رویا مین حضرت سلیمان بن داؤد علے نبینا و آلہ علیہما السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف
لائے ہین ملائکہ کے گروہ ساتھ ہین تخت حضرت کا سرہانے آکر اترا صاحبقران نے اُٹھکر سلام کیا ہاتھ باندھکر
کھڑے ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند پریشان و ہراسان کیون ہو صاحبقران نے عرض کیا کہ اس
درخت کے انکشاف حقیقت کی خواہش ہی کہ آخر اس درخت پر کیون جانور سایہ فگن رہتے ہین اور بیٹھتے نہین بیٹ تک
نہین کرتے اور اسکی یہ عظمت و شان کس وجہ سے ہی حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند ایک انگوٹھی میری کہ جسپر نام نامی اور
اسم گرامی حضرت حبیب خدا ختم الانبیا احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مع اسم مقدس حضرت ولایت مآب
خلافت جناب امیر المشارق والمغارب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا کندہ ہی ایک صندوقچے مین مقفل کی ہوئی اس درخت
پر رکھی ہی یہی باعث اسکی عظمت و شان کا ہی صبح کو یہی باعث تم اخراس سے بیان کردینا اگر وہ تمھارے کہنے کا یقین لاسکے
تو تنہا بعدہ تم خود جاکر اس صندوقچے کو اُتار کر اپنے ہاتھ سے کھولکر وہ انگوٹھی نکالکر دکھلا دینا اور پھر اُس انگوٹھی کو کسی مقام
ظاہر پر پوشیدہ کرکے دفن کردینا اس طرح کہ اس حال سے کوئی دوسرا مطلع نہ ہو کیونکہ اسمین اسرار خداوندی محفوظ
ہین یہ بیان کرکے حضرت تشریف لیگئے صاحبقران کی آنکھ کھلگئی دیکھا تو اول وقت نماز صبح کا ہی اور ایک لمعہ نور
زمین سے چرخ برین تک بلند ہی خوشبو نہایت نفیس چلی آتی ہی ہوا نہایت خوش اسلوبی سے چل رہی ہی یقین ہوا کہ
خواب سچا ہی وضو کرکے نماز پڑھی اور اوراد معمولی سے فراغت کرکے بارگی سے باہر آئے اخراس زحل پیشانی کو طلب کیا
حقیقت حال سے مطلع کیا اُسنے عرض کیا کہا ہوا ممکن ہی کہ ایسا ہی ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ای اخراس اگر
تمکو یقین نہ ہو تو مین ابھی تمھین ساری حقیقت دکھائے دیتا ہون اور ان جانورون کو درخت سے اُڑائے دیتا ہون آؤ
کہکر اُس درخت کے قریب مع اخراس تشریف لیگئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر درخت پر چڑھ گئے اور اُس
صندوقچے کو اُتار لائے انگوٹھی اپنے ہاتھ مین لی جتنے جانور اُس درخت پر سایہ فگن تھے وہ سب درخت سے جدا ہوگئے
اور صاحبقران کے سر پر سایہ افگن ہوئے امیر نے اخراس سے کہا کہ ای اخراس دیکھا تو نے اخراس اُسی وقت
امیر حمزہ صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور پیشانی اپنی صاحبقران کے قدمون پر ملنے لگا اور عرض کیا کہ ای امیر
عالیشان اعتقادات اسلام تلقین فرمایئے مین از سر صدق مسلمان ہوتا ہون امیر با توقیر نے اعتقادات اسلام تلقین فرمائے
کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اخراس کلمۂ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور تمام اہالیان سلطنت رعایائے جزیرہ کو تلقین کی دن
اسی اہتمام مین گذرا کہ جوق جوق لوگ آتے تھے شرف قدمبوسی صاحبقران حاصل کرتے تھے صاحبقران اُنھین تلقین
اسلام فرماتے تھے جب رات ہوئی تو اُس صندوقچے اور انگوٹھی کو لیے ہوئے صاحبقران جانب صحرا روانہ ہوئے اور
ایک گوشے مین صندوقچے سمیت اُس انگوٹھی کو دفن کردیا اور بعد چندے روز کے ارادہ کوچ کا کیا حکم دیا کہ اسباب جہاز پر لادیا

لا دا جلسے کہ کسی نے آکر عرض کیا کہ حضور سامان سفر کرتے ہیں اور شاہزادہ عالیقدر نور الدہر عالیشان تپ شدید میں بیہوش پڑے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ہم اپنے ساتھ سے نور الدہر کو جدا نہ کرینگے گہرا سے اختر شناس نے عرض کیا کہ شہریار ہوا ظلمات کی نہایت خراب ہے شاہزادے کو ہرگز موافق نہ ہوگی میری راے تو یہ ہے کہ آپ کوچ فرمائے اور شاہزادے کو یہیں چھوڑ جائیے جب یہ اچھے ہو جائینگے تو آپ کے عقب میں چلے آئینگے صاحبقران نے فرمایا کہ اے گہرا پھر تم بھی شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ رہو گہرا نے عرض کیا کہ بہت مبارک مجھے کیا عذر ہے پھر چالاک بن عمرو سے فرمایا کہ بھئی تمہارا رہنا بھی یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے تم بھی یہیں رہو چالاک نے کہا کہ بہت خوب ارشاد حضور کی تعمیل میں کیا عذر ہے بعد اسکے نور الدہر کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تمکو خداوند عالم کے سپرد کیا جب تم اچھے ہو لینا تو ہمارے پاس چلے آنا گہرا سے اختر شناس اور چالاک بن عمرو کو تمہارے پاس چھوڑے جاتا ہوں اے نور الدہر میں مجبور ہوں کیا کروں بیٹا میں تمہیں تنہا چھوڑ کر نہ جاتا مگر جو ہوا اور جو اسباب سمجھ کر میں متحمل ہوں اس سے تم بھی واقف ہو نور الدہر نے عرض کیا کہ جو مرضی مبارک مجھے کیا عذر ہے صاحبقران نے نور الدہر کی پیٹھ پر ہاتھ ٹھونکا اور دعاے حفاظت بازو پر پڑھ کر کے سوار ہوئے مگر بدیع الزمان کو جو دیکھتے ہیں تو آنسو آنکھوں سے جاری ہیں ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں فرمایا کہ بھئی تم بہت پریشان ہو نہ جاؤ یہیں بیٹے کے پاس رہ جاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ حضور نہیں میں آپ کے ساتھ ہوں ساتھ رہونگا رکاب سعادت انتساب کو نہ چھوڑونگا لاکھ ایسے بیٹے ہوں تو حضور پر سے نثار کروں یہ فقط مقتضاے بشریت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تمہیں اختیار ہے الغرض نور الدہر کو اُنکے رفقا سمیت جزیرہ اخراسیہ میں چھوڑا اور خود اُس راندہ درگاہ آلہ زمرد شاہ کے تعاقب میں جہاز چھوڑ دیے اب صاحبقران عالیشان کو نور دہر ظلمات

چھوڑ دیے اور نور الدہر عالیقدر کو مبتلاے علالت و آلام جزیرہ اخراسیہ میں چھوڑ دیے

اب یہاں سے دو ایک داستان عبرت بیان اور حیرت نشان ایرج نوجوان بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ بیچارا اپنے بستر خواب پر سو رہا تھا دفعۃً آنکھ جو کھلتی ہے تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین میں پایا بہت حیران ہوا کہ میں اپنے بستر خواب پر سو رہا تھا یہاں مجھے کون لے آیا لشکر میرا کدھر گیا مالک بن ملکوت شاہ زمرد شاہ ارسلان شاہ وغیرہ کہاں گئے یہ معرکہ کیا ہے چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے مگر کچھ حال نہیں کھلتا مجبور و ناچار تھوڑی دیر تک تو حیرت زدہ کھڑا رہا بعد اسکے ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور پر جا کے آواز طبلے اور سارنگی کی سنائی دی ایرج اُسی آواز پر آگے بڑھا تھوڑی دور آگے بڑھکے ایک بارہ دری نہایت پر تکلف اور عالیشان نظر پڑی ایرج نوجوان بے تامل اُس بارہ دری کے اندر چلا گیا جا کر کیا دیکھتا ہے کہ اُس بارہ دری میں تمام سامان شاہانہ مہیا ہے نازنینان سرجبین اور مہ جبینان مہ لقا کا مجمع ہے انواع انواع طرح کے ساز بج رہے ہیں ناچ گانا ہو رہا ہے صحبت عیش و عشرت مہیا ہے ایرج یہ خیال کر کے کہ معلوم نہیں کسکا مکان ہے ٹھٹک رہا اور آگے نہ بڑھا مگر اُن عورتوں نے ایرج کو دیکھ پایا سب غل مچانے لگیں کہ ارے یہ مردوا نگوڑا مارا کہاں سے آیا ہے ارے جلد اسے نکالو لیکن وہ جو صاحب مسند اُن نازنینوں کے بیچ میں بیٹھی ہوئی تھی اُسنے برہم ہو کر کہا کہ ارے یہ کیا غل مچایا ہے کہ دماغ اُڑا جاتا ہے سبھوں نے عرض کیا کہ حضور ہے کیا ایک غیر مردوا سامنے آ کھڑا ہوا ہے خدا جانے کہاں سے آیا ہے یہ سنکر وہ نازنین اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہاں کہاں کہتی ہوئی آگے بڑھی اور آ کر ایرج کو بغور دیکھنے لگی ایرج کی نگاہ جو اُس حسینہ مہ جبینہ پر پڑتی ہے تو ایک جان سے ہزار جان عاشق ہو گیا اسلیے کہ مدت العمر میں ایسی حسینہ نگاہ سے نہیں گذری بے اختیار ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا اور اُس نازنین کا بھی یہ حال ہوا کہ بے اختیار ہو کر کہنے لگی کہ اے شہریار آپ نے تشریف لاکے خانہ ما خانہ شماست اور ساتھ والیوں سے کہا کہ تم کیا کہتی ہو تمہاری آرسی بھی ٹوٹ گئی کچھ بوجھ کر بات

کیا کہ وارے یہ کوئی سردار زادہ یا کوئی شہریار زادہ ہی راستہ بھولکر یہاں نکل آیا ہی میں اسکو اپنا مہمان کرونگی سامان دعوت
اور اسباب ضیافت مہیا کرو ایرج تو مائل ہو ہی چکا تھا اُسکے کہتے ہی ایرج میں جان آگئی مسکراتا ہوا اُس نازنین کے
قریب آیا اُس نازنین نے ایرج کا ہاتھ پکڑلیا اور لاکر مسند زرنگار پر بٹھایا اسباب عیش و راحت مہیا کیا ناچ گانا شروع ہوا
جام شراب گاگاہ گردش میں آیا اُس نازنین نے ایرج کو جام بھر کر دیا ایرج نے اُسے جام بھر کر دیا خوب شراب اُڑی
جب دونوں کے دونوں شراب پی کر خوب مست ہوگئے تو اب کچھ رمز و کنایہ کی باتیں ہونے لگیں وہ سب عورتیں تو کچھ
سمجھ بوجھ کر چلی گئیں ایرج نے اُسکے گلے میں ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ بوسہ رخ لے جیسے ہی مُنہ اُسکے مُنہ کے برابر لیگیا ایک
ایسی بو سے بد اُسکے مُنہ سے آئی کہ دماغ ایرج کا پریشان ہوگیا قریب تھا کہ استفراغ ہوجاے بس جلدی سے الگ ہٹ بیٹھا
اور کہا کہ ارے یہ بو تیرے دہن سے کیسی آئی کہ دماغ میرا پریشان ہوگیا اُس نازنین نے کہا کہ اے شہریار قسم ہے تیری جان عزیز
کی کہ سوا اسی بو کے اور کوئی عیب مجھ میں نہیں ہی ایرج نے کہا کہ جب تیرے منہ سے ایسی بو آتی ہی کہ بیٹھا نہیں جاتا
تو میری تیری کیونکر صحبت بر آر ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ ارے شاید تیرا خیال یہ ہی کہ تو میرے پنجے سے اب چھوٹ بھی
جائیگا ارے میں تو تجھپر بچپن سے عاشق ہوں مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا کہ تجھے اُٹھالاتی اب جو تجھے عالم شباب پر دیکھا تو ایک
شخص کو تیری صورت بناکر تیرے بستر پر سُلادیا اور سر اُسکا کاٹ کر تیرے پلنگ پر لٹادیا اور خنجر عمرو کا چرا کر تیرے سرہانے ڈالدیا
اور تجھے اُٹھالائی اب تو اُن سب سے دست بردار ہو اور میرا کام دل برلا اور مجھکو اپنے وصال سے محظوظ کر تیرے ساتھ والے
سب جان چکے کہ تجھکو عمرو نے مار ڈالا اب تو اُن سب کی ملاقات کی امید نہ رکھ اگر میرا کام دل ہنسی خوشی برلائیگا تو خیر ورنہ
میں بزور اپنی آگ کو بجھاؤنگی اور کام دل اپنا حاصل کرونگی اے ایرج جزیرہ دھنرہ ہے اور میرا نام الضرورت جادو ہی اے
ایرج میں اپنے نام کی ایک ہی ہوں ہرگز تجھے نہ چھوڑونگی اے ایرج بہتر یہ ہی کہ اب اُن خیالات سے درگذر کر اور میرے
ساتھ بعیش و عشرت تمام بسر کر ایرج نے یہ باتیں سُنکر کہا کہ او فاحشہ گندہ دہن غضب کیا تو نے کہ مجھکو یوں تباہ و پریشان کیا
اور میرے سرداروں کو یوں آوارہ و خراب کیا اور مجھسے پھر خواہش کرتی ہی کہ میں تیرا وصل حاصل کروں یہ ہرگز نہ ہوگا میں تو
کبھی تیری طرف نظر کرونگا بھی نہیں یہ سُنکر الضرورت جادو آگ ہوگئی اور کہا کہ او موے بزاز بچے دیکھ تو تجھے کس عذاب
سے مارتی ہوں یہ کہکر آواز دی کہ اے فولاد زنگی اور اے رستم زنگی جلد آکر اس مردے بزاز بچے کو پکڑ لیجاؤ یہ آواز
سُنتے ہی ایک جانب سے دو زنگی پیدا ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہے الضرورت جادو نے کہا کہ اس موے کو
پکڑ لیجاؤ یہ حکم سُنکر وہ زنگی ایرج کی جانب لپکے ایرج نے چاہا کہ اُن زنگیوں کا مقابلہ کرے اور یہ قصد کرکے اُٹھا ہی تھا
کہ اُس ساحرہ نے فوراً سحر کیا ہاتھ ایرج کے خشک ہوگئے اُن زنگیوں نے بڑھ کر ایرج کو پکڑ لیا اور مشکیں باندھ کر
لے گئے اور قیدخانے میں لیجا کر بند کر دیا اور تین دن تک بے آب و دانہ رکھا بعد تین دن کے الضرورت جادو نے
پھر ایرج کو طلب کیا جب ایرج اُس ساحرہ کے سامنے آیا تو وہ بہت شفقت سے پیش آئی اپنے پاس بٹھایا کھانا
کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ او کمبخت کیوں مجھے اسقدر جلاتا ہی اور ستاتا ہی اور اپنی شامتیں بلاتا ہی ارے کمبخت اب بھی
مجھے قبول کر اور مجھسے مواصل ہو ایرج نے کہا کہ او لکاتہ اگر تو مجھے مار بھی ڈالیگی تو میں تیرے پاس نہ بیٹھونگا اور تجھے
قبول نہ کرونگا کیوں اسقدر اصرار کرتی ہی یہ سُنکر وہ ساحرہ بہت برہم ہوئی اور پھر ایرج کو زنداںخانے میں بھیجدیا اسیطرح
سے چار مہینے ایرج پہ گذرے کہ ہر روز وہ لکاتہ ایرج کو بلاتی تھی اور منت و زاری کرکے طالب وصل ہوتی تھی اور
جب ایرج انکار کرتا تھا تو پھر زنداںخانے میں بھیجدیتی تھی القصہ ایک روز ایرج اپنے حال پر روتے روتے
جو سو گیا تو عالم رویا میں کیا دیکھتا ہی کہ ایک نازنین مہ جبین مہرتمکین سیاہ لباس پہنے ہوئے ایرج کے پاس آئی

اور کہا کہ ای فرزند تو غمگین کیون ہوتا ہی اپنا حال تو بیان کر جو کچھ چاہیے ہو مجھسے لے اُسی عالم مین ایرج نے جو نظر بھر کر
دیکھا تو ایک تیر حسن جگر کے پار ہو گیا کہنے لگا کہ ای محبوب جانی اور ای یار جادو دانی پہلے میرے گلے سے لگ جا اور ایک بوسہ
رخ انور کا دیدے تو پھر مین کچھ کہون یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ پہلے دودھ تو میرا پی لے کہ تجھ مین کچھ قوت آئے اور
ہوش و حواس تیرے درست ہون پھر مجھسے بات چیت کرنا تو جانتا نہین ہی کہ مین کون ہون ارے مین تیری مان ہون محبت
تیری بیقرار کر کے مجھے لے آئی ہی یہ سنکر ایرج چاہتا تھا کہ نام اُس نازنین کا پوچھے کہ آنکھ کھل گئی دیکھا تو پھر وہی زندان ہی
اور وہی زندان بان بیقرار ہو کر ڈاڑھین مار مار کے رونے لگا زندان بانون نے کہا کہ او نوجوان کیون اپنی جان کے
پیچھے پڑا ہی کیون اپنی حالت تباہ کرتا ہی اور وصل ملکہ الضرورت جادو کا قبول نہین کرتا مگر ایرج نے کچھ جواب نہ دیا اپنے
حال پر رویا کیا جب علی الصباح الضرورت جادو کو یہ خبر پہونچی تو اُسنے ایرج کو اپنے سامنے بلوایا دیکھا کہ آنکھین سوجی
ہوئی ہین اور بیر بہٹی ہو رہی ہین آنسوؤن کے نشان رخسارون پر بنے ہوئے ہین بیقرار ہو کر یہ بھی رو دی اپنے پاس
بٹھایا کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ ای ایرج تو کیون اپنے کو ہلاک کرتا ہی عبث تکلیفین اُٹھاتا ہی ارے تو
جسکے واسطے اسقدر نالان ہی اُسکا نام تو بتا مین ابھی اُسے بلوا دون ایرج نے کہا کہ ای الضرورت جادو مین نے
ایک نازنین کو عالم خواب مین دیکھا ہی اُسپر دلدادہ ہوا ہون اور اُسی کے واسطے بیقرار ہون اگر تو اُسے ڈھونڈھ لادے
تو یہ بیقراری میری ابھی کم ہو جاے بس یہ سنتے ہی الضرورت جادو آگ بگولا ہو گئی اور کہا کہ ہان موے ہم تجھ پر مرین
اور تو اور پر جان دے اچھا جا اپنی معمولی جگہ پر بیٹھ کے اُسکے فراق مین جان کھو اور اپنی امان کو یاد کر کے رو وہ
آکر تجھین خوب دودھ پلائیگی اور بالش اُٹھا کر کوئی دو سو بالش ایرج پر مارے کہ وہ بیہوش ہو گیا اور اُنھین زنگیون
سے کہا کہ اس موے کو اُٹھا لیجاؤ اور ڈالدو کوٹھری مین یہ سنتے ہی وہ زنگی ادھر تو ایرج کو اُٹھا کر لیگئے اور ادھر الضرورت
بھی تڑپ کے گر کر بیہوش ہو گئی ساتھ والیون نے نخلخے سنگھائے شیشے کیوڑے گلاب کے چھینٹے دیے جب تھوڑی دیر
کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی آہ و زاری اور نوحہ و بیقراری تھی نہ کھانا تھا نہ پانی ہر چند ساتھ والیون نے کہا کہ حضور
آپ کیون اس اندرائن کے پھل کے واسطے بیقرار ہوتی ہین یہ صرف دیکھنے ہی کا ہوتا ہی کھانے کا نہین ہوتا ہم آپکے
واسطے اور اور جوان خوبصورت تلاش کر لا دینگے دنیا مین ایک سے ایک حسین اور خوبصورت پڑا ہوا ہی اس موے کی
حقیقت کیا ہی وہ بھی کچھ الضرورت جادو نے کہا کہ او کمبختو کیا بکتی ہو چپ رہو مین تو اسپر جی جان سے عاشق ہون
اور دم دیتی ہون تمھین اسکی کیا قدر اور تم اس مزے کو کیا جانو جسپر بیتے سو جانے ہر چند کہ مین اسکو سحر سے راضی
کر سکتی ہون مگر اسمین کچھ لطف نہین ہی اور کچھ مزا نہین کیونکہ اگر مین نے اسپر سحر کر کے راضی کیا بھی تو یہ امر ایک زبردستی کا
سے ہو جائیگا خوشی کا سودا نہ رہیگا اور جو بات خوشی سے ہوتی ہی اُسکا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہی اُسکا کچھ ذائقہ و لذت ہی
اور ہی غرض یہی باتین کرتی تھی اور روتی تھی بڑی مشکل سے بہلا پھسلا کر ساتھ والیون نے کھانا کھلایا پانی پلایا اسکو تو کسیطرح
مگر اب حال ایرج کا سنیئے کہ اسکے جو قید خانے مین ہوش آیا تو اپنی ایذا کا تو مطلق دھیان نہ ہوا کہ مار کے سر پر بڑی کیسی
بالش ٹوٹے رو رو کے پکارنے لگا کہ ای محبوب جانی اور ای یار جادو دانی یہ کیسا غضب کر گئین کہ اپنی صورت دکھا کر
بیقرار کر گئین شعر یہ تو کیا غضب ہی کہ خواب مین ہمین شکل اپنی دکھا گئین + بھلے چنگے دل کو جلا گئین نئے سر سے آگ لگا گئین +
نہ کسی کی زلف سے کام تھا نہ کسی کی زلف کا دام تھا مجھے تو فراغ مدام تھا مگر آپکے بیچ مین آ گئے ای ملکہ صاحب حسن و جمال ہم تو
تمھے آگاہ بھی نہ تھے نہ واقف بھی نہ تھے تم آپ ہی خواب مین آ کر ہمکو اپنا عاشق بنا گئین اور دل کو جلا گئین اگر تمہین
ہم سے کچھ محبت ہی تو پھر ایکبار خواب مین آؤ اور اپنے نام و نشان سے آگاہ کر جاؤ اور اس رنج جدائی سے چھڑا دو

ہاے تمھاری محبت ظاہر کرنے مین ہمپر کسقدر بالش پڑے مگر ہمنے اُسے پھولون کی پدھیان سمجھا ای محبوبہ دلفریب تمکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ پھر ایکبار اپنی صورت دکھا جاؤ یہ کہتے کہتے اور روتے روتے سو گیا کوئی دو گھڑی کے بعد عالم خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین مہ جبین سامنے سے چلی آتی ہی اور آتے ہی ایرج سے لپٹ گئی اور خوب پیار کیا اور کہا کہ ہاے مین تیرے صدقے مین تیرے قربان ہاے تیرے بدن نازنین پر اُس لکاتہ نے اسقدر بالش مارے ہین کہ بدن تیرا افگار ہو گیا خدا اُس سے سمجھے اور خدا اُسے غارت کرے ایرج تو اُسکی محبت مین بیقرار تھا ہی بس یہ کلمات محبت اُس نازنین سے سُنکر باغ باغ ہو گیا اور کھلکھلا کر ہنس پڑا چاہا کہ رُخ انور کا بوسہ لے فوراً آنکھ کھل گئی اور چہار طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا جب کسی کو نہ پایا تو بے اختیار چیخین مار مار کر رونے لگا اس بیقراری اور اس شدت سے چیخین مار کر رویا کہ الضرورت جادو کو بھی خبر ہو گئی اُسی وقت ایرج کو طلب کیا اور اپنے کو خوب آراستہ و پیراستہ کر کے بیٹھی جب ایرج سامنے آیا تو اُسے اپنے پاس بُلا کر بٹھایا کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ ای ایرج نوجوان مین تیرے قربان تو کیون اسقدر بیقراری کرتا ہی اور اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی اور مجھکو جلاتا ہی ای ایرج میرے کہنے پر عمل کر اور اپنے وصل سے مجھے شاد و مسرور کر ای ایرج مین تیری عاشق زار ہون اور تیری فرقت سے بیقرار تھی اور ہون ای ایرج تو اتنا بڑا عقلمند ہو کر بے عقلی کی باتین کرتا ہی ای ایرج تو اتنا نہین سمجھتا کہ اپنا چاہنے والا کہین میسر ہوتا ہی ارے اس دن کی تو لوگ آرزو کرتے ہین کہ کوئی اپنا چاہنے والا پیدا ہو ای ایرج دیکھ اپنے ہاتھون اپنے پاؤن مین کلھاڑی نہ مار میرا مطلب دل پورا کر دے پھر جو تو کہیگا آنکھون سے بجا لاؤنگی جسے کہیگا اُسے تیرے پاس لا دونگی جو تیری آرزو ہوگی اُسے پورا کرونگی ایرج نے کہا کہ ای الضرورت جادو مین اول ہی روز تجھسے کہہ چکا ہون کہ جان دینا مجھے قبول ہی مگر تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی ای الضرورت جادو اب تو بیکار اصرار کرتی ہی جو مجھ سے کہا سو کہا اگر تو مجھے مار بھی ڈالیگی تب بھی نہ مانونگا بلکہ اور تیرا ممنون ہونگا کہ تیرے ہاتھون اس کشمکش دنیا سے نجات ملیگی یہ سُنکر الضرورت جادو آگ ہو گئی اور کہنے لگی کہ خیر ای ایرج قتل تو تجھے کیا کرونگی مگر ایسی قید شدید مین تجھے مبتلا کرونگی کہ تو خود ہی گھل گھل کر مر جاے یہ کہکر پھر ایرج کو زندان تنہا خانے مین بھیجدیا دن بھر تو ایرج یاد معشوق مین رویا کیا جب شام ہو گئی تو روتے روتے سو گیا عالم خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین سیاہ پوش عجب سج دھج سے ایرج کے قریب آئی اور کہا کہ کیون ایرج کیون کیا حال ہی اور کیا خیال ہی ایرج نے کہا کہ ای جان سواے تیرے خیال کے اور کوئی خیال نہین ہی ای نازنین مہ جبین تجھے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ تو اپنے نام نامی سے آگاہ کر شعر اگر یاری ترا آخر چہ نام است ٭ وگر شاہی ترا منزل کدام است ٭ یہ سُنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج تو مجھسے واقف نہین آگاہ ہو کہ نام میرا ملکہ گیتی افروز ہی مقام سکونت میرا قلعہ ذوالامان ہی یہ سُنکر اُسی عالم خواب مین ایرج اُٹھکر چلا اور کہا کہ ای ملکہ مجھے گلے سے لگا لو کہ ذرا دل کو تسکین ہو مین دن بھر تمھاری جدائی مین تڑپتا ہون یہ کہکر جیسے ہی اُسکے قریب آکر ہاتھ پھیلاے ویسے ہی آنکھ اسکی کھل گئی جب چہار طرف دیکھکر کسی کو نہ پایا تو ایک ہاے کا نعرہ مارکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی گریہ و زاری اور وہی نوحہ و بیقراری وہی رونا اور وہی چلانا کہ ہاے ای محبوب جانی اور ہاے ای یار روحانی مین تمکو کدھر ڈھونڈھون اور کہان سے اور کیونکر لے آؤن اس قید شدید سے نجات پاؤن تو جستجو سے منزل عالی مین نکلون اسی طرح چیخین مار مار کر رویا کہ پھر الضرورت جادو کو خبر ہو گئی فوراً زنگیون سے بُلا کر کہا کہ لاؤ تو اس موے نگوڑے مارے کو ارے ہم تو اسپر جان دین اور یہ کسی اور کا دلدادہ ہو اور پھر ایسا بیقرار ہو کہ میرا کچھ بھی لحاظ نہ کرے اور یون اپنے تعشق کا اظہار کرے اُسی وقت اُن زنگیون نے ایرج کو

زندان سے لاکر الفرو شا جادو کے سامنے کھڑا کیا الفرو شا جادو کی جو نگاہ ایرج پر پڑی تو دیکھا کہ رنگت زرد لب پر آہ سرد آنکھوں سے آنسو جاری چہرے پر ظہور قلق و بیقراری الفرو شا جادو نے پوچھا کہ ارے مجھے اُسکا نام و نشان تو بتاؤ کہ جس اماں پر عاشق ہوئے ہو ارے مجھے تو اُسکا حال بتاؤ میں بھی تو سنوں مگر ہائے افسوس کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہم تو تمہیں یونہی جان چکے ہیں اور اس طرح والہ و فریفتہ ہوں کہ ہماری جان پر بن جاتی ہے اور تم اوروں پر دم دیتے پھرو ارے یہ کیا ناانصافی ہے معمول عالم ہے کہ اگر اپنے عاشق سے نفرت بھی ہوتی ہے اور اُسکی جان پر بنی دیکھتے ہیں تو پھر اُسکے حال پر رحم کرتے ہیں اور جان بچانے کی فکر کرتے ہیں ایرج نے کہا کہ الفرو شا جادو تم لاکھ لاکھ سے بھی دو گی مگر میں ایک شو میرا بھی تو تمہارے پاس بیٹھنے کو بھی نہیں چاہتا یہ سنکر الفرو شا جادو آگ بگولا ہو گئی اور کہا کہ او موذی کالی بیٹا ناس گئے دیکھ تو تجھے کیا مزہ چکھاتی ہوں اور کیسا ہی تجھے درست کرتی ہوں کہ تو بھی تمام عمر یاد کرے کہ ہاں کسی ساحرہ سے سابقہ پڑا تھا ایرج نے کہا کہ خیر ہم تو تمہارے قبضے میں ہیں جو چاہو کر سکتی ہو الفرو شا جادو نے کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا اور یہ کہکر ایک کٹورا پانی کا منگوا کر اسم پڑھ کر دم کر کے جو ایرج کے منہ پر مارا تو فوراً ایرج نوجوان ایک سیاہ رو کریہ منظر زنگی کی قطع پر متشکل ہو گیا پس الفرو شا نے ایک سوداگر کے ہاتھ ایرج کو بیچ ڈالا اور کہا کہ پانسو سے [illegible] غلامی اس سوداگر کی کر وہ سوداگر ایرج کو لیکر راہی ہوا [illegible] اُس سوداگر کے ہمراہ رہا مگر حال ایرج کا یہ تھا کہ [illegible] مشغول ابر نوبہار رویا کرتا تھا اور [illegible] طاقت گھٹتی جاتی تھی چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا [illegible] لقاحت ہو گیا تھا ہر چند اُس سوداگر نے استفسار حال کیا لیکن ایرج نے مطلق نہ بتایا بعد چند روز کے الفرو شت جادو کو پھر ولولہ اُسکی محبت کا پیدا ہوا اور جا کر اُس سوداگر کے پاس سے ایرج کو اُٹھا لائی حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام جو شہر اخضر اور دریائے [illegible] اور دریائے عمان اور [illegible] کے درمیان میں ایک قصر بنام قصر مجمع الجزیرہ بنا تھا اُسکو دیووں سے تیار کرایا تھا اُس قصر میں لیجا کر ایرج کو بند کر دیا تین دن تک نہ کھانا دیا نہ پانی دیا اور نہ خود گئی پاس سے تنہائی کے ایرج کا عجب حال ہوا ساری عشق و عاشقی بھول گیا اور خیال کرنے لگا کہ ای ایرج اب کوئی تدبیر ایسی کر کہ اس لکاتہ کی قید سے نجات ملے سوچتے سوچتے خیال آیا کہ جہاں آقا کرست قلماق نے اور فنون سپاہگری تعلیم کیے تھے وہاں یہ بھی بتایا تھا کہ ایرج جب تو ساحرہ کے پھندے میں پھنس جائے اور کسی صورت سے رہائی نہ دکھائی دے تو تو اُس سے مکر و زور ملکر اپنا مطلب نکال لینا اور خبردار تیزی نہ کرنا یہ سوچ کر اپنے دل میں کہا کہ ای ایرج آج اگر وہ لکاتہ آجائے تو تو اُس سے خوب ہی اختلاط کرنا یہ بات اپنے دل میں ٹھہرا کر چپکا بیٹھا ہوا تھا کہ الفرو شت جادو سامنے سے نمودار ہوئی اور کہا کہ ای ایرج اب تیرا کیا حال ہے اور کیا خیال ہے ایرج نے کہا کہ حال کیا ہے اور خیال کیا ہے میں فقط تجھے آزماتا تھا کہ تو کسقدر مجھے چاہتی ہے خیر اب معلوم ہو گیا کہ تجھے محبت تو مجھسے ضرور ہے مگر اپنے مطلب کی کیونکہ اگر محبت صادق ہوتی تو تو مجھے اسقدر رنج و آزار نہ پہونچاتی اور یوں میری ہلاکت کی درپے نہ ہوتی بھلا عاشق بھی کہیں ایذا اپنے معشوق کی دیکھ سکتے ہیں ای ملکہ عاشق صادق تو تمہارے ہم ہیں کہ جو کچھ تمنے ایذا دی سہا گوارا کی اور [illegible] فاقے بھی کرائے سہا بھی مگر ہم ہر حال میں راضی برضا رہے اور [illegible] خیال کیا کہ یکہ مصرع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست + ای ملکہ ذرا اپنے دل پر ہاتھ تو رکھو بس یہ کہنا تھا الفرو شتا جادو نے تھا دوڑ کر ایرج سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ ارے میرے جانی میں ایذا دینے والی تھی صدقے گئی تھی میں یہ نہ جانتی تھی کہ تو مجھے اسقدر چاہتا ہے اور یہ کہکر زار زار رونے لگی ایرج نے اُسکے آنسو پونچھکر کہا کہ ای ملکہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب تم در گزر کرو میرا دل نہ دکھاؤ ای ملکہ تمہارے رونے سے میرے دل پر ایک موگری سی پڑتی ہے [illegible]

اُسے ساکت کیا مالک نے اُسی وقت تمام اسباب عیش و عشرت مہیا کیا پہلے کھانا کھلایا پھر شراب پلائی ایرج نے اُسے شراب پلائی
جب خوب دونوں مست ہو چکے تو ایرج نے اُسے اٹھا کر گود میں بٹھا لیا اور گلے سے لگایا وہ لکاتہ اسکی گود میں تڑپنے لگی
اور کہنے لگی کہ ہائیں ہائیں یہ کیا کرتا ہی لیکن بظاہر انکار اور بباطن غنچۂ دل مائل شگفتگی کہ اب مطلب دل حاصل ہوا القصہ وہ
تو بظاہر انکار کرتی رہی مگر ایرج نے اُسے چت اُلٹن کر کے پلنگ پر لٹایا اُسنے بھاگنے کا قصد کیا ایرج نے اُسے دونوں
پاؤن میں رکھ کے خوب دبوچا اور اس زور سے ایک جھٹکا دیا کہ کمر اُسکی ٹوٹ گئی جب وہ بھاگنے سے مجبور ہوئی تو
اُسنے چاہا کہ اسم حقر کا ایرج پر دم کرے پورا اسم نہ نکلنے پایا تھا کہ ایرج نے اُسکے دہن نجس پر اس زور سے ہاتھ رکھا
کہ روح نجس اُسکی قالب تن سے پرواز کر گئی اور ایک غل و شور بلند ہوا سارے بیر اُسکے اپنی ندا بیر چھوڑ کر خاک اُڑانے لگے
تمام مکان تیرہ و تار ہوگیا اور ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ ای نوجوان مارا جوان کشتی مارا جوان کشتی نام من القصہ و
چاہ و دیوار القصہ جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی بالکل رفع ہوئی تو ایرج نے کیا دیکھا کہ ایک پیرزال پشت خمیدہ
سر کے بال جیسے روئی کا گالا نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت کوئی تین سو برس کا سن سیاہ فام زشت رو کریہ منظر
کوئی سو گز کا قد مری ہوئی پڑی ہی پس ایرج نے ایک لات مار کر اُسے دریا میں پھینکدیا اب جو اُس قصر میں چارطرف
پھر کے دیکھا اور کسی کو نہ پایا سوا سے عالم آب کے اور کچھ نظر نہ آیا تو نہایت دم گھبرایا اور اپنے جی میں بہت نادم ہوا اور
کہتا تھا کہ ای ایرج غضب کیا تو نے کہ اس لکاتہ کو مار ڈالا اس ساحرہ کو یہاں ہرگز نہ مارنا تھا اسلیے کہ اب اس عالم آب
سے نجات کیونکر ہوگی اور کون یہاں سے نکالیگا القصہ تین روز تک اسی تشویش و پیچ میں بسر ہوئی تیسرے روز ایک
جانب سے اُس قصر کے کچھ لوگوں کے بولنے کی آواز اور پاؤن کی چاپ آئی چارطرف نظر پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا
جب کسی کو نہ پایا تو نہایت درجہ حیران ہوا کہ یہ کیا ہی یہ صدا لوگوں کے بولنے کی اور چلنے پھرنے کی کہان سے آتی ہی مجھ
اور کوئی دکھائی نہیں دیتا اسی حیرت میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک آواز سنائی دی کہ ارے اس جوان کا نام تو پوچھو کہ یہ کون ہی
اور یہاں کہان سے آیا ہی یہ سنکر ایک آواز اور پیدا ہوئی کہ ای جوان اپنا نام بتا اور یہ کہہ کہ تو کون ہی اور کہان سے
آیا ہی اور کون تجھے لایا ہی یہ آواز سنکر ایرج نے کہا کہ میں نہایت حیران ہوں کہ آوازیں تمہاری سنتا ہوں اور
صورتیں تمہاری نہیں دکھائی دیتیں تمہیں دیکھوں تو کچھ جواب دوں جب ایرج نے یہ جواب دیا تو ایک نازنین کی
آواز آئی کہ اچھا اسکی دونوں آنکھوں میں سرمہ سلیمانی لگا دو کہ یہ بھی ہمکو دیکھ سکے یہ کلمہ سنکر کسی نے ایرج کی آنکھوں
میں سرمہ لگا دیا کہ آنکھیں منور ہوگئیں اب جو آنکھ ملکر دیکھتا ہی تو پریزادوں کا ایک انبوہ مجمع ہی کہ جسمیں
ہر ایک پریزاد ایسی حسینہ ہی کہ آنکھیں اسکی خیرگی کرنے لگیں اور ایک نازنین مہ جبین سر سے پاؤن تک دریائے جواہر میں
غرق انداز جلوۂ برق طور سراپا سے ظاہر بیچ میں اُن پریزادوں کے نہایت ناز و انداز سے کھڑی ہی بس اُسے دیکھتے ہی
ایرج کا یہ عالم ہوا کہ ہوش و حواس بجا نہ رہے شعر صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق + کہا صبر نے الفراق الفراق
ایک گھڑی بھر تو سکتے کے عالم میں کھڑا رہا بعد اُسکے اُس مہر طلعت کے قریب جا کر دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای نازنین
مہ جبین آپکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے مطلع فرمایے اُس نازنین نے یہ سنکر
ایرج کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ارے صاحب تم تو پہلے اپنا نام و نسب بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ اس قصر میں تمہارے
آنے کا کیا باعث ہوا اور کون لایا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای نازنین ماہ طلعت و مہ جبین مہ صورت اس فقیر کو ایرج
نوجوان صاحبقران لشکر آشنا سپاہ پرستان کہتے ہیں اتفاقات روزگار سے المختصر بستۂ جادو کی قید میں مقید
ہوگیا تھا اور مدتوں عذاب الیم مبتلا رہا آخر کار اُس لکاتہ نے مجھے یہاں لا کے مقید کیا انجام کار میں نے بفریب

اُسے قتل کرکے اس دریا مین پھینکدیا مگر اپنی حرکت پر کمال نادم تھا اور اپنے جی مین کہ رہا تھا کہ اب یہان سے کیونکر نجات ہوگی اور کس طرح اس عالم آب سے رہائی پاؤنگا کہ پیر اعظم آفتاب تابان نے تمکو یہان بھیجا یا اب تم کہو کہ تمھارا کیا نام ہی اور کس آسمان کے ماہ اور کس گلستان کے سرو ہو اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج تم عجیل یا ہیرو سے واقف ہو ایرج نے کہا کہ ہان ہان مین خوب واقف ہون اور اچھی طرح سے آگاہ ہون وہ امیر حمزۂ صاحبقران کے چھوٹے بھائی ہین یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج مین اُنھین کی بیٹی ہون اکثر اس قصر کی سیر کو آیا کرتی ہون لعل فروز پری میری مان کا نام ہی عجیل یا ہیرو اُنپر عاشق ہوئے تھے مین اُنھین کے بطن سے پیدا ہوئی ہون نام میرا عالم آرا بانو ہی آج جو سیر قصر مجمع البحرین کو آئی تو تمھین دیکھکر دل پر قابو نہ رہا اگر ای ایرج اگر تو دین آفتاب پرستی ترک کرکے ملت بیضاے اسلامیہ کو اختیار کرے تو کیا مضائقہ ہی ایرج نے کہا کہ بھلا مین ایسے دین روشن کو کیونکر چھوڑ دون اور مذہب اسلام اختیار کرون یہ ہرگز نہ ہوگا یہ کلام بدانجام ایرج کا سنکر ملکہ عالم آرا بانو کو تنفر ہو گیا اور باہم ملنا بھی نہ چاہا مگر خلاف مروت جان کر صحبت شراب و کباب مہیا کرائی خود بھی شراب پی ایرج کو بھی پلوائی جب ایرج کو خوب نشہ ہو گیا تو اسنے قصد کیا کہ ملکہ سے مختلط ہو ملکہ کو اگرچہ اسکی طرف میلان طبع تھا مگر یہ خیال کیا کہ ای عالم آرا یہ مردود کافر ہی اور تو ایک مسلمان مسلمان کی بیٹی تجھپر حیف ہی کہ تو اس سے مختلط ہو یہ سوچ کر اُٹھکھڑی ہوئی اور کہا کہ ای ایرج تو بڑا بدنہاد اور نہایت نالائق معلوم ہوتا ہی مین تو جاتی ہون اسکی سزا یہی ہی تو یہین پڑا رہ یہ کہکر اپنے تخت پر سوار ہو گئی اپنی پریزادون سمیت پرواز کرکے چلی گئی ایرج ہر چند چلایا کیا کہ ای جان جہان وای راحت جان ایرج نوجوان ہمکو زخمی تیغ ابرو کرکے چھوڑے جاتی ہو ای ملکہ یہ کیا ستم کیے جاتی ہو شعر • گر اکشتی وتکبیر نگفتی • عجب سنگین دلی اللہ اکبر • ایضاً • پنہان ہون مین کوئی دار لگاتے جاؤ • بیکلی سے [illegible] جان چھڑاتے جاؤ • دیکھیے گئے تم اُدھر اور موے ہم یقین ہی • کوئی دم جیسے تو دم واپسین ہی مگر ملکہ نے کچھ نہ سنا تخت پر سوار ہوکے چلی گئی ایرج نہایت مضطر و پریشان ہوا چارون طرف اُس قصر مین دوڑتا پھرتا تھا اور ٹکرین لگاتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ شعر • بس اپنا کچھ نہین اب آہ چلتا • کہ دل کو لیگیا ایک راہ چلتا • ہاے ای ملکہ عالم آرا بانو تم مجھکو مجروح تیغ ابرو کرکے چلی گئین ای ملکہ ہم یونہین تڑپتے رہ گئے اگر تمکو یہ بیوفائی کرنا تھی تو پہلے ہی کیون صورت دکھائی ہوتی ہاے ای یار جانی و محبوب جاودانی شعر • سخت بے تیرے قلق دل کا ستاتا ہی مجھے • [illegible] • القصہ چار پہر تو اسی بیقراری اور آہ و زاری مین بسر ہوئی بعد اُسکے جو بھوکھ تشنگی نے غلبہ کیا تو سارے عشق و عاشقی بھول گئے اور اب بھوکھ سے بیمار ہوکے دم نکلنے لگا لیکن سواے غم و غصہ کھانے کے غذا وہان کیا دھرا تھا [illegible] فاقے سے [illegible] گئے غش پہ غش آنے لگے اُٹھنا بیٹھنا محال ہو گیا کہ یکایک اُس دریا مین چند جہاز اور کشتیان نمودار ہوئین اور [illegible] مین قصر کے قریب آگئین ہرچند ایرج چلایا لیکن کسی نے [illegible] آواز انکی [illegible] کہان تھی کہ اپنا ایسا جہاز کے کان تک پہونچ سکتی جیسا [illegible] قضاے کار اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد سوداگر کے تھے اور خواجہ فولاد خواجہ فرخ تاجر کا غلام ہی اُسکی نظر جو ایرج پر پڑی تو دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین و خوبصورت قصر مین کھڑا ہوا [illegible] حال ہو رہا ہی خواجہ فولاد یہ معرکہ دیکھکر متعجب ہوا کہ اس قصر مین یہ کون شخص کھڑا ہی اور کہان سے آیا ہی اپنے لوگون سے کہا کہ ذرا اس جوان کا حال تو دریافت کرو کہ یہ کون ہی یہ سنکر لوگ کشتی پر سوار ہوکے اُس قصر کے [illegible] آئے اور ایرج سے کہا کہ ای جوان تو کون ہی اور یہان کہان سے آیا ہی ایرج نے اپنا نام و نشان [illegible] بیان کیا اُن لوگون نے خواجہ فولاد

ایک شخص نہایت وجیہ بلند قامت جسکا چہرہ مثل آفتاب درخشان کے چمک رہا ہی اور پیشانی سے فر بادشاہی نمایان ہی بسبب ضعف و ناتوانی طالب امداد ہی تمام حال بیان کیا خواجہ فولاد ایرج کا نام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ صاحب مین اس جوان کے باپ کا غلام ہون اُسکی خدمتگذاری میرے فخر و افتخار کا باعث ہی اور کیونکر فخر و افتخار کا باعث نہ ہو کہ اسکے باپ نے مجھکو بہت سا مال و اسباب دیکر آزاد کیا ہی یہ کہکر جہاز اپنا آگے بڑھایا اور بہر نوع ایرج کو قصر سے اپنے جہاز پر اُتارا اور مستفسر احوال ہوا ایرج نے کل حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواجہ فولاد نے کہا کہ خیر ای شہریار جو تکلیف آپکو پہونچنا تھی وہ تو پہونچی مگر اب یہ غلام حاضر ہی جو ارشاد فرمائیے گا بجا لاؤنگا یہ کہکر ایرج کو کھانا کھلایا پانی پلایا شربت پلایا اور کہا کہ اب آپ دم بھر استراحت فرمائیے یہ سنکر ایرج لیٹ رہا دو آدمی چپی کرنے لگے ایک آدمی پنکھا جھلنے لگا تھا اینک ایرج سو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی تو حال اپنے لشکر کا استفسار کیا کہ ای خواجہ فولاد اگر تمہین میرے لشکر کا کچھ حال معلوم ہو تو بیان کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ ہان مجھکو معلوم ہی عرض کرتا ہون ایرج نے کہا کہ اچھا بیان کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہریار ملک بن ملکوت شاہ تو اب لشکر لندھور بن سعدان مین ہی اور حمزہ بتعاقب لقا ظلمات کو گئے ہین کہ وہ بعد اسکے جانے کے ظلمات کی طرف بھاگ گیا تھا اب آپ یہان سے میرے ہمراہ شہر فرنگو شہر کا راستہ لیجیے مین بآرام تمام آپکو فرنگو شہر مین پہونچا دونگا ایرج نوجوان نے کہا کہ اچھا یہ تو سب ہوا مگر پہلے یہ تو بتاؤ کہ انتظام باختر کے واسطے امیر حمزہ صاحبقران کسے چھوڑ گئے ہین خواجہ فولاد نے کہا کہ لندھور بن سعدان کو ایرج نوجوان نے کہا کہ اسوقت وہ کہان ہین امیر حمزہ کے ساتھ ہی یا باختر مین رکھا ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ وہ باختر ہی مین رکھا گیا ہی امیر حمزہ صاحبقران کے ساتھ نہین گیا یہ سنکر ایرج بہت دلملول ہوا اور کہا کہ ای خواجہ فولاد قسم ہی شہر اعظم کی کہ اگر حمزہ اپنے تمام لشکر کو چھوڑ جاتا تو مجھے اتنا تردد نہ ہوتا جتنا کہ اس دیو کے جانے کا باعث سے اندیشہ ہوا ہی ای خواجہ فولاد یہ دیو اسکے پیچھے رہا ہے وہان آفت جہان ہی مگر خیر اب جو کچھ ہو سو ہو سمجھ لیا جائیگا اچھا خواجہ اب تم بتاؤ کہ تمہارا کیا عزم ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ پہلے آپکو ملک فرنگو شہر مین پہونچاکر ملک سبائل کو جاؤنگا ایرج نوجوان نے جو نام ملک سبائل کا سنا نہایت خوش ہوا اور اپنے دل مین کہا کہ وہی تو مجھے پیارا اور کچھ لیا دیا نہین ہوتا کہتی ہی اور دیر ہو سو بھی کہ خواجہ فولاد سے کہا کہ ای خواجہ فولاد مین شہر فرنگو شہر کو نہ جاؤنگا مجھکو بھی ملک سبائل ہی مین پہونچا دو کہ مین بہت مشتاق ہون سیر سبائل کا مین نے ملک سبائل کی بڑی تعریف سنی ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہریار ملک سبائل مین آپکا جانا نہایت نامناسب معلوم ہوتا ہی اور مین آپکو ہرگز نہ لیجاؤنگا اسلیے کہ شاہ سبائل اگر آپکو پہچان لے تو قیامت ہی ہو جائیگی وہان آپ تنہا ہونگے نہ آپکا لشکر وہان موجود ہی نہ اور کوئی مددگار پھر سمجھیے کہ کیا صورت ہوگی ایرج نوجوان نے کہا کہ خواجہ فولاد اس امر سے تم مطمئن رہو کہ کوئی مجھکو پہچان نہ سکیگا مین اپنی شکل تبدیل کر ڈالونگا خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہریار مجھے اطمینان نہین ہی مین آپکو نہین لیجاؤنگا یہ سنکر ایرج نوجوان نے کہا کہ ای خواجہ فولاد اگر تم مجھے ملک سبائل نہ لیجاؤگے تو مین تمہین بھی مار ڈالونگا اور اپنے کو بھی ہلاک کر ڈالونگا مجبور ہوکر خواجہ فولاد نے کہا کہ بہت اچھا چلیے جو آپکی خوشی مگر یہ تو فرمائیے کہ آخر ملک سبائل مین کون ایسی ضرورت اور اصل مطلب کیا ہی ایرج نوجوان نے کہا کہ سوا سیر و تماشے کے اور کچھ مطلب نہین ہی خواجہ فولاد خاموش ہو رہا اور لنگر جہاز کا وہان سے اٹھوا کر ملک سبائل کا راستہ لیا ایک مدت ہی روز کے بعد ملک سبائل مین پہونچکر کاروانسرا کے صحن مین آن اشام مین مقام کیا اور اسباب اتار دیا اور دوسرے روز سلطان شاہ فارسی کے دربار مین جا کا

قصہ کیا ایرج نے کہا کہ اے خواجہ فولاد ہم بھی چلینگے خواجہ فولاد نے کہا کہ آپ کا جانا میرے ہمراہ مناسب نہین ہے
آپ اور ملازمین کو ساتھ لیکر تشریف لیجائیےگا ایرج نے کہا کہ اے خواجہ فولاد کیون تمہین اپنے ساتھ لیجانے مین کیا
اندیشہ ہے کیا یہ خیال ہے کہ مین وہان جاکر کوئی حرکت ناشائستہ کر بیٹھونگا تو اب ایسا بھی مین بیوقوف نہین ہون خواجہ
فولاد نے مجبور ہوکر ایرج کو اپنے ساتھ لیا ایرج اپنی وضع بشکل تجار تبدیل کرکے خواجہ فولاد کے ساتھ ہوا اور
یہان سلطان شاہ فارسی تازہ تازہ حاکم ہوکر آئے ہین ابھی کل ہم چار ہی پانچ مہینے گذرے ہین کل شاہان باختر
آئے ہوئے ہین سلطان شاہ ہر ایک سے بکمال خلق و مروت پیش آرہا ہے ہر ایک کو اپنے سے گرویدہ کر رہا ہے ہر ایک
کا دل ہاتھ مین لے رہا ہے سب کے سب سلطان شاہ سے بہت خوشنود و راضی ہین برابر خراج لالا کر دے رہے ہین
خلعت و انعام سے ممتاز و سرفراز ہو رہے ہین تمام رعایا و برایا آباد کل عملہ اور کارندے شاد و شاد ہین الغرض
خواجہ فولاد بارگاہ سلطان پر اسوقت پہونچا کہ جس وقت سلطان شاہ دربار کر رہے تھے سلطان شاہ ایک
تخت زرنگار پر متمکن دس بارہ ہزار شاہان باختر گرداگرد تخت سلطنت کے کرسیہاے جواہر نگار پر بیٹھے ہوئے ہین
خادم و خدمتگار دست ادب بستہ دور دور کھڑے ہوئے ہین منشی اور محرر سامنے استادہ ہین کاغذات ملکی ملاحظہ
ہو رہے ہین ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور خواجہ فولاد سوداگر نذر دینے در دولت پر حاضر ہوا ہے کیا حکم ہوتا ہے
فرمایا کہ بلالو ہرکارے گئے اور خواجہ فولاد کو مع ایرج نوجوان بارگاہ مین لائے مجراگاہ پر سے مجرا کرایا مگر جب سلطان
شاہ فارسی کی نظر ایرج پر پڑی بے اختیار ہوکر تعظیماً کھڑا ہو گیا اُٹھنا تھا کہ ایک جھینک آئی اور تاج سر سلطان شاہ
سے گر پڑا جو بادشاہ قریب بیٹھے ہوئے تھے انھون نے دوڑ کر تاج اُٹھا لیا اور سلطان شاہ فارسی کے سر پر رکھا لیکن
سلطان شاہ بہت نادم اور متحیر ہوا کہ یہ کیا ہوا یہ حرکت عجیب سرزد ہوئی کہ ایک ادنے سوداگر کی تعظیم کے واسطے
اُٹھ کھڑا ہوا اگرچہ اپنے دل مین خیال کیا کہ اے سلطان شاہ ضرور اس امر مین کوئی بھید ہے اور ادھر ایرج نے
جو سلطان شاہ کو اس رعب و دبدبے سے دیکھا ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑ گئی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا رعب شاہی نے
قلب ایرج پر پورا اثر کیا القصہ خواجہ فولاد نے وہ کشتیان جو نذر کے لیے لایا تھا پیشکش کین سلطان شاہ نے
نذر اسکی قبول کی اور خلعت و انعام سے ممتاز کیا اور بیٹھنے کا حکم دیا ایرج اور خواجہ فولاد دونون کرسیون پر بیٹھے لیکن
سلطان شاہ فارسی ایرج نوجوان کو خیرہ خیرہ نظرون سے دیکھ رہا ہے اور اپنے جی مین خیال کرتا ہے کہ اے سلطان
اسکو تو نے کہین دیکھا ہے اور سوچتا ہے کہ کہان دیکھا ہے آخرکار خواجہ فولاد سے پوچھا کہ کیون خواجہ فولاد
یہ جوان تمہارا کون ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ پیر و مرشد یہ میرا آقازادہ ہے مین اسکا مطیع و منقاد ہون جو کچھ مال و اسباب
میرے پاس ہے وہ سب اسی کا ہے سلطان شاہ نے پوچھا کہ اچھا اس جوان کا نام کیا ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ حضور
انکا نام خواجہ خورشید ہے فنون سپاہ گری مین انکو مہارت تامہ ہے یہ سنکر سلطان شاہ فارسی نے کہا کہ خیر یہ تو
معلوم ہوا اب یہ بتاؤ کہ تم کیا کیا چیزین لائے ہو اور کہان سے کہان پھرتے ہوئے یہان آئے ہو خواجہ فولاد نے
عرض کیا کہ خداوند ہر قسم کی چیز تابعدار کے پاس موجود ہے جو حکم ہوگا وہ حاضر کرونگا اور بالفعل تو مین ظلمات سے
آیا ہون سلطان شاہ نے کہا کہ حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان سے تو ملاقات نہین ہوئی خواجہ فولاد نے
کہا کہ پیر و مرشد وہ ہفت منظر سے گئے ہین اور مین دوسری جانب سے واپس آیا ہون سلطان نے کہا کہ آجکل
حاکم ظلمات کا کون ہے عرض کیا کہ زبرجد شاہ چھوٹا بھائی زمرد شاہ کا بادشاہ ہے اور خداوند بادشاہت کیسی
وہ ملعون تو خدائی کا دعوی کرتا ہے اور فی الحقیقت اسکا جاہ و جلال بھی بہت کچھ ہے اور اصل یہ ہے کہ مالک دام جادو

شاہنشاہ ساحران اُسکی مددگار ہو گئی ہی یہ سارہ جاہ و جلال اُسی کے بدولت ہوا ہی ایک تاج مرصع کار مکلل بجواہر آبدار زربرجد شاہ کو بناکر پہنا دیا ہی اور بیچوں بیچ تاج مین ایک لعل درخشندہ سحر سے ترتیب دے کر لگا دیا ہی کہ جب وہ ملعون دربار مین بیٹھتا ہی تو مثل آفتاب نیمروز کے اُسکی ضو پڑتی ہی جو شخص اُسے دیکھتا ہی وہ بے اختیار اُس کافر خاسر کو سجدۂ الوہیت کرتا ہی اور العیاذ باللہ وہ ملعون گویا خدائی کرتا ہی اور کل امور ملکہ دمامہ جادو کے مشورے سے سرانجام دیتا ہی لیکن اس راز سے کوئی مطلع نہین ہی سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ دیکھیے صاحبقران عالیشان کی آبرو خدا ہی رکھے خواجہ فولاد نے کہا کہ حضور وہ با اقبال ہین اُنکا خدا اُنکا حامی و مددگار ہی سلمان شاہ نے کہا کہ ہان خدا ہی مددگار ہی الغرض بڑی دیر تک باتین ہوا کین جب دربار برخاست ہوا تو خواجہ فولاد رخصت ہو کر کاروانسرا مین آیا جب خبر ورود تجار کی تمام ملک مین مشہور ہوئی اور رفتہ رفتہ ملکہ گیتی افروز کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ سوداگر بہت عمدہ عمدہ چیزین لیکر آئے ہین ملکہ نے کہا کہ مین کیا کرونگی جب میرا ارشاد ہی میرے پاس نہین ہی تو اب مجھے کسی شی سے سروکار نہین ہی نہ مجھے احتیاج لعل و گوہر نہ تمناے زر و زیور خورشید خاوری نے کہا کہ بیٹا مین صدقے تم کیون اسقدر رنج و الم کرتی ہو اور اپنے کو حیران و پریشان کرتی ہو ای گیتی افروز تو نے تو مجھے اور بھی ہلاک کر دیا ای بیٹی سوداگرون کو بلوا کر جو چیزین جی چاہے خرید و اپنا جی بہلاؤ شاہزادہ صحیح و سالم اور حی القایم ہی خواجہ زادہ دن کا کہنا جھوٹ نہین ہوتا چھ برس گذر چکے ہین چھ سال اور باقی ہین یہ بھی بات کہتے ہین گذر جاینگے تم اسقدر ہراسان کیون ہوتی ہو یہ سنکر ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ اچھا اماجان بلواؤ تمہین اختیار ہی خورشید خاوری نے اُسی وقت مظفر بن ضیغم خون آشام کہ سپہ سالار قاسم تمام قلعۂ ذوالامان کا مالک ہی اور قاسم کا مصاحب خاص ہی کہلا بھیجا کہ ای مظفر مین نے سنا ہی کہ کچھ سوداگر کاروانسراے ضیغم خون آشام مین آکر فروکش ہوئے ہین اور بہت عمدہ عمدہ اشیا لائے ہین انھین ہمارے پاس بھیجو مظفر بن ضیغم خون آشام نے اُسی وقت چوبدارون کو کاروانسرا کی طرف روانہ کیا جب قافلہ خواجہ فولاد مین پہونچے تو ایرج کو دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت باشوکت و شان بیٹھا ہوا ہی حیران ہو کر لوگون سے دریافت کیا کہ وہ سوداگر کہان ہی جو جواہر و اسباب بیش قیمت لایا ہی سب نے متفق اللفظ ایرج کی طرف اشارہ کیا کہ یہی ہی وہ چوبدار ایرج کے پاس آئے اور نہایت ادب سے جھککر ایرج کو سلام کیا ایرج نے جواب سلام کا دے کر استفسار کیا کہ تم لوگ کون ہو اور کہان سے آئے ہو اور کیا مطلب و مدعا رکھتے ہو چوبدارون نے عرض کیا کہ ہم مظفر بن ضیغم خون آشام کے جو قلعۂ ذوالامان کا مالک و حاکم ہی ملازم ہین امیر حمزہ صاحبقران کے حرم محترم نے سنا ہی کہ آپ جواہر بیش بہا لائے ہین اور اُسکا بیچنا آپ کو مقصود ہی لہذا مظفر بن ضیغم خون آشام کا حکم ہی کہ آپ اپنا مال و اسباب لیکر دولت صاحبقرانی پر تشریف لائیے یہ سنکر ایرج نوجوان اپنے دل مین بہت خوش ہوا اور کہا کہ خیر وہان تک رسائی کی صورت تو نکل آئی اور اُن چوبدارون سے جواب دیا کہ ہان ہمارے پاس بہت عمدہ عمدہ اشیا اور نہایت نایاب جواہر معرض بیع مین ہین چوبدارون نے کہا کہ پھر تشریف لے چلیے ایرج نے خواجہ فولاد سے کہا کہ ای خواجہ فولاد چلنے کی تیاری اور اسباب درست کرو مظفر بن ضیغم خون آشام کے یہان سے طلب آئی ہی خواجہ فولاد نے اُسی وقت جواہر و اشیاے نفیسہ شاہانہ صندوقچہاے زرنگار مین بھروا کر اپنے ہمراہ لیے اور اُن چوبدارون کے ساتھ مع ایرج نوجوان قلعۂ ذوالامان کا راستہ لیا جب متصل مکان مظفر بن ضیغم خون آشام کے پہونچے تو چوبدارون نے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر ایک لحظہ کے لیے یہان توقف فرمائیے ہم عرض کر لین تو پھر آپ کو لیچلین خواجہ فولاد نے کہا اچھا کیا مضایقہ ہی چوبدار گئے اور خواجہ فولاد کے

آنے کی اطلاع کر کے اجازت حضوری حاصل کر کے خواجہ فولاد کو مظفر کے سامنے لائے ایرج نوجوان نے جو مظفر
کو دیکھا پھڑک اٹھا کہ کیا جوان رعنا ہے القصہ ایرج و فولاد نے سلام کیا مظفر نے جواب سلام دے کر بیٹھنے کا حکم دیا
فولاد و ایرج سلام کر کے کرسیوں پر بیٹھ گئے بعد اسکے خواجہ فولاد نے ایک دانہ یاقوت بیش بہا مظفر کو نذر دیا
مظفر بہت خوش ہوا اور نہایت نوازش سے پیش آیا اور کہا کہ تم یہیں ٹھہرو اور اسباب اپنا ہمیں دے دو ہم جا کر
دکھا آئیں جو شے پسند آئیگی اسکی قیمت ملجائیگی اور جو ناپسند ہوگی واپس آئیگی یہ سنکر ایرج نوجوان نے اپنے دل میں کہا کہ
واہ واہ یہاں تو مطلب ہی فوت ہوا جاتا ہے سمجھے چاہا تھا کہ ہم ملکہ گیتی افروز کی صورت ہی دیکھکر دل کو تسکین دینگے
اور کم سے کم یہ ہے کہ آواز ہی سن لینگے سو یہاں تو وہ عنوان ہی تشریف لیے جاتا ہے یہ سوچ کر خواجہ فولاد سے کہا کہ اے خواجہ
تم کہدو کہ ہم یوں معاملہ نہ کرینگے بیچینگے تو دست بدست بیچینگے یہ سنکر خواجہ فولاد نے کہا کہ اے شہریار اس طرح تو معاملت
ہمیں منظور نہیں ہے کہ جواہر و اسباب تم آپ کے ساتھ کر دیں اور ہم نہ جائیں بیچینگے تو دست بدست بیچینگے ہمنے کئی مرتبہ
اس طرح دھوکا اٹھایا ہے آپ کا جہاں جی چاہے لیجائیے مگر ہم بھی ساتھ ساتھ رہینگے مظفر نے برہم ہو کر کہا کہ کیا تو ہمیں
بے ایمان سمجھا ہے کہ ہمارا اعتبار نہیں کرتا ہم مرد مسلمان ہیں ہزارہا اور لاکھوں اور کروڑہا روپیہ کی چیز پر خیال نہیں کرتے
وہ اور ہی لوگ ہونگے جہاں تو نے دھوکا اٹھایا ہے ہمارے یہاں بے ایمانی کا کیا دخل ہے خواجہ فولاد نے عرض کیا
کہ حضور یہ تو بجا ارشاد ہوتا ہے اور بہت صحیح و درست خداوند فقیر کی یہ مجال نہیں ہے کہ حضور کو معاذ اللہ ایسا کلمہ کہہ سکے
مگر خداوندا اگر دریائی لوگ تبدیل کریں تو اس وقت ہم کیا کرینگے مظفر نے کہا کہ او تاجر زبان اپنی سنبھال ہوش و حواس
درست کر ارے یہ محلات ناموس امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحبقران ہیں یہاں کیا مجال ہے کہ کوئی غیر
شخص آسکے یا جاسکے یہ سنکر خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ حضور اگر ہمسا بوڑھا چلیگا بھی تو کیا مضائقہ ہے میں ہوں اور
میرے ساتھ یہ لڑکا ہے یہاں تو باتیں ہو رہی ہیں اور وہاں سے چوبدار پر چوبدار خواجہ سرا پر خواجہ سرا چلا آتا ہے کہ
جلد سوداگروں کو لاؤ آخرکار مظفر ناچار ہو کر خواجہ فولاد و ایرج کو اپنے ہمراہ لیکر باغ یاقوت میں لایا یہ وہ باغ
ہے کہ شاہزادہ ملک قاسم نے تعمیر کرایا ہے اور سوداگروں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو ہم اطلاع کراتے ہیں اور یہ وہ
مقام ہے کہ سوائے شاہزادہ خاور سیاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان ناموروں کے اور کوئی نہیں آیا غرض خواجہ
فولاد اور ایرج نوجوان وہاں بیٹھے اور خواتین صاحبقرانی پس پردہ رونق افروز ہوئیں اور حکم ہوا کہ سوداگروں
کو لاؤ خواجہ فولاد اور ایرج کو پردے کے قریب لا کر بٹھایا ایرج جو غور سے دیکھتا ہے تو ایک لڑکی اٹھ
رہی ہے دل اسکا تڑپ گیا اور بیقرار ہو کر کانپنے لگا خواجہ سرا نے پوچھا کہ خواجہ فولاد یہ لڑکا کانپتا کیوں ہے خواجہ
فولاد نے کہا کہ یہ لڑکا مرتعش ہے لیکن ایرج نہایت دل ملول ہے اور دل میں کہتا ہے کہ اے ایرج افسوس معشوق پردہ
بیٹھا رہے اور تو اسے نہ دیکھ سکے حیف ہے تیری ہمت پر کہ تو قریب آکر خالی پھر جائے اے ایرج آج جو یا دانا و اپنے معشوق
کو دیکھے یہاں سے نہ جانا کہ اس عرصے میں خواصوں نے صندوقچہ جواہر بیش بہا کا خواجہ فولاد سے طلب کیا خواجہ
فولاد نے صندوقچہ انکے حوالے کیا وہ اندر لیگئیں ایک ساعت کے بعد پس پردہ سے آواز آئی کہ اے گوہر ملک تم
کیا لوگی کسی نے جواب دیا کہ یاقوت سرخ پھر آواز آئی کہ گیتی افروز تم کیا لوگی جواب دیا کہ زمرد چاہیے یہ سنکر ایرج
نے جو گیتی افروز کی آواز سنی قریب تھا کہ غش کھا کر گر پڑے مگر بہت ضبط کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اے ایرج تو گھبراتا
کیوں ہے جس بشیر اعظم نے آواز سنا دی ہے وہی وصل سے بھی کامیاب کر دیگا صبر کر جوں جوں دل کو سمجھاتا تھا
وہاں دل بیقراری اختیار کرتی جاتی ہے ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہے کہ پردے کے اندر گھس چلے اور معشوق کو نکال لا

اور پھر ضبط کرکے خاموش رہتا ہی لیکن حالت یہ ہی کہ ایک رنگ آتا ہی اور ایک جاتا ہی ولولہ محبت کا وفور اور جوش عشق کی شدت ہی یکایک خواجہ فولاد کی نظر جو ایرج کے چہرے پر پڑتی ہی تو دیکھا کہ آثار عشق کے ظاہر ہین رنگ زرد ہی لب پر آہ سرد ہی آنکھون مین اشک بھرے ہین مُنھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین ایرج سے کہا کہ شہریار خیر باشد مین آپ کے اور ہی رنگ پاتا ہون ای شہریار اتنا سمجھ لیجیے کہ حرم محترم صاحبقرانی ہی مظفر ایسا مقرب یہان نہین نے پاتا کہین ایسا غضب نہ کیجیے گا کہ کسی پر مبتلا ہو بیٹھیے نہ میرا ہی پتا لگیگا نہ آپ ہی کا نشان ملیگا کچھ تو کہیے آخر معرکہ کیا ہی اسوقت ایرج نوجوان نے تمام کیفیت اپنی چپکے چپکے بیان کی اور کہا کہ ای خواجہ فولاد مین تو فقط گیتی افروز کے لیے یہان آیا ہون ورنہ یہان میرا کیا کام تھا اور ای خواجہ فولاد جب شہر فرنگوشیہ مین مین نے لقا کو پناہ دی ہی تو اسنے اپنی انگشتری اور اپنی دختر ملکہ گیتی افروز مجھکو دے دی تھی تو انگشتری تو مین نے لے لی تھی اور کہا تھا کہ ای لقا ملکہ گیتی افروز تو قاف کے پاس ہی اسکے مین کیونکر لونگا تو اسنے کہا کہ مین نے تمھین دے دی تم جس طرح چاہو لیلو تو پہلے تو مجھے خیال نہ تھا مگر جب الکشر وست جادو کی قید مین مین نے ملکہ گیتی افروز کو خواب مین دیکھا تو اسپر ہزار جان سے عاشق ہوگیا اب بنیر اعظم کی اعانت سے یہانتک تو مین پہونچ گیا اب اس سے لو لگی ہوئی ہی وہی وصل سے کامیاب کردیگا ای خواجہ فولاد اب مین بغیر معشوق کے لیے ہوئے یہان سے تھوڑی جاؤنگا خواجہ فولاد نے جو یہ حال سُنا تو سر سے جان نکلگئی اور اپنے دل مین کہا کہ ای خواجہ فولاد تو بھی مارا گیا اور ایرج بھی قتل ہوا ای خواجہ فولاد مال بھی گیا جان بھی گئی اسے فلک تفرقہ پرداز نے یہ کیا حادثہ دکھایا ارے مین تو کہین کا نہین رہا کہ اس اثنا مین دواساز دوا کا پیالہ لیے ہوئے آیا ایرج نے خواجہ سرا سے کہا کہ ای نواب ناظر یہ دوا کسکے واسطے آئی ہی اسنے کہا کہ یہ دوا ملکہ گیتی افروز کے واسطے آئی ہی ایرج نے پوچھا کہ کیون نصیب دشمنان مزاج کیسا ہی خواجہ سرا نے کہا کہ جس روز سے شاہزادہ خاور سیاہ کو اژدہا نگل گیا ہی اُس روز سے ملکہ کسی روز اچھی نہین رہتی ہر روز دوا پیا کرتی ہی ایرج نے کہا کہ ہمین بھی تپ ہی تھوڑی ہمین بھی دینا خواجہ سرا نے کہا کہ اچھا ملکہ تو کہین ایک گھونٹ بھر پی لیتی ہی باقی دوا جو پھر آئیگی وہ تمھین دینگے یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا القصہ محلدار دوا اندر لیگئی ملکہ گیتی افروز نے کوئی گھونٹ دو گھونٹ بھر پی کر واپس کر دی خواجہ سرا نے وہ دوا لاکر ایرج کو دیدی ایرج نے وہ دوا پی لی اور پیالہ بغل مین دبا لیا غلامون نے کہا کہ دوا پی چکے پیالہ ہمارے حوالے کرو ایرج نے کہا کہ پیالہ تو مین نہ دونگا خواجہ سراؤن نے کہا کہ یہ کیا واہیات بات ہی کہ تو پیالہ نہین دیتا ایرج نے کہا کہ بھائی تم تو کچھ خلاف انصاف باتین کرتے ہو بھائی جو کوئی بزرگ کسی کو کچھ دیتا ہی تو مع ظرف دیتا ہی اور ظرف واپس نہین کرتا اب وہ غلام اور خواجہ سرا سختی کرنے لگے کہ جلد پیالہ حوالے کرو نہین تو بُری درگت بنائی جائیگی اور ایرج پیالے کو سینے سے لگائے ہوئے ہی اور جی مین کہتا ہی کہ ای ایرج یہ پیالہ معشوق کے مُنھ لگا ہوا ہی مین اسمین پانی پیا کرونگا اور اپنا دل بڑھاؤنگا مجھسے تو نہ دیا جائیگا ہر چند خواجہ فولاد ایرج سے کہتا ہی کہ ای شہریار پیالہ دیدو کیون اپنی اور میری شامتین بلواتے ہو مگر ایرج چپکا بیٹھا ہوا ہی پیالے کو دمبدم چومتا ہی سینے سے لگاتا ہی اور کسی طرح نہین دیتا اب خواجہ سراؤن نے قصد کیا کہ اس سے بجبر چھین لین اور ایرج نے قصد کیا کہ اگر جبر کیا جائے تو تو بھی لپٹ جاؤ جو ہو سو ہو خواجہ فولاد نے دیکھا کہ اب بڑی قباحت ہوا چاہتی ہی اور فساد عظیم ہوا چاہتا ہی جلدی سے کچھ لعل و گوہر خواجہ سراؤن کو دیا کہ بھائیو یہ تم لیلو اور پیالہ چھوڑ دو خواجہ سراؤن نے خوشی خوشی وہ لعل و گوہر لے لیے اور پیالہ چھوڑ دیا اور اپنے اپنے کام کو چلے گئے اب ایرج تو بیٹھا ہوا دعا بدرگاہ مانگ رہا ہی کہ ای بنیر اعظم ای آفتاب تابان دروازہ معشوق پر بیٹھا ہوا ہون

اور صورت دیکھنے کو ترستا ہون یہ کہتا ہی اور روتا ہی اور جب آتش عشق بھڑکتی ہی تو یہ ارادہ کرتا ہی کہ اندر محل کے
گھس چل خواجہ فولاد ہر چند روک رہا ہی اور ہاتھ جوڑ رہا ہی کہ ای شہریار کیون آپ میرے قتل کے درپے ہوئے ہین
مگر یہ کسی طرح نہین مانتا اور کہتا ہی کہ مین تو بغیر معشوق کے لیے ہوئے نہ جاؤنگا یہان تو یہ باتین ہین اور وہان جو اہم
پسند ہو رہا ہی کہ اسی اثنا مین ایک جھونکا ہوا سے تند کا جو آتا ہی تو جھپٹ سے پردہ اُڑ گیا اور ایرج نے بخوبی تمام
ہر ایک کو دیکھا اپنے جی مین کہا کہ واہ واہ کیا حرم سراے صاحبقرانی ہی کہ ایک سے بہتر ایک یہان موجود ہی اور
ایک نازنین سیاہ پوش بیچ مین اُن پری پیکرون کے جلوہ گر ہی اور ایک [illegible] کہ اُسکے چہرۂ نورانی سے اُٹھ رہی ہی
شعر جمالش دیدنی [illegible] از حور و غور سے جو دیکھا تو خیال آگیا کہ یہ وہی مہ جبین ہی
کہ جسے خواب مین دیکھا تھا [illegible] سے غش کھا کر زمین پر گر پڑا خواجہ سراؤن نے پوچھا کہ خواجہ اسے کیا ہوا خواجہ
فولاد نے کہا کہ کچھ [illegible] مرض صرع مین مبتلا ہی اور اس مرض کا خاصہ یہ ہی کہ آب جاری کے دیکھنے
سے تڑپ کر گر پڑتا ہی چونکہ یہان [illegible] نہر جاری ہی اس سبب سے اسکو دورہ ہو گیا یہ سنکر حکم ہوا کہ اسے یہان سے
لیجاؤ خواجہ فولاد [illegible] یہان لے آئی اور اسکا اُٹھا لیجانا بہت [illegible] سمجھا اور سوچا کہ اگر ذرا بھی تو نے تامل کیا
اور اسے ہوش آگیا تو [illegible] کیا حرکت بیہودہ کر بیٹھیگا سو یہ سوچ کر جو اہر بکا تھا اُسکی قیمت بھی نہ لی اور
بجلدی تمام ایرج نوجوان کو باغ سے باہر لایا اور سواری پر ڈال کے کاروانسرا مین لایا ایک تھوڑی دیر کے
جو ایرج کو ہوش [illegible] دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی نہ قصر نہ وہ حرم سرا خواجہ فولاد اور اُسکے گماشتے بیٹھے ہین بس
اسکا [illegible] رونے لگا اور کہنے لگا کہ ای فلک کج رفتار وای گردون غدار یہ کیا کج روی تو نے کی کہ معشوق کو
دکھا کر پوشیدہ کر دیا شعر [illegible] از یار دیار از من جدا افتادہ است + این چنین مشکل کہ من دارم کرا افتادہ است + اور ای
خواجہ فولاد یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ کی کہ مجھکو وہان سے اُٹھا لایا مین تو بغیر معشوق کے لیے ہوئے ہرگز وہان
سے نہ ہٹتا کیا کرون کہ تو میرے باپ کا غلام ہی ورنہ بے تامل تجھے مار ڈالتا کہ تو مجھکو در محبوب سے پھیر لایا خواجہ فولاد
نے کہا کہ نہین [illegible] سر میرا حاضر ہی شوق سے کاٹ لیجیے ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھے کیا مارون مگر سلطان شاہ
[illegible] سے سمجھ لونگا اگر انھون نے [illegible] مجھے دیدیا تو دیدیا ورنہ بزور شمشیر لونگا میرے پاس لقا کی سند موجود ہی کہ تخت
ملک گیتی افروز کو بخشا ہی یہ سنکر خواجہ فولاد اپنے جی مین ڈرا کہ ارے غضب ہی ہو گیا مفت مین یہ قتل ہوا
بہتر یہ ہی کہ تو اسے بیہوش کر کے یہان سے نکال لیجا اور ایرج نے خواجہ فولاد سے کہا کہ ای خواجہ فولاد اب
مین سلطان شاہ فارسی کو تنبیہ کرنے جاتا ہون کہ وہ مرد پیر ہی اور اُس سے کچھ اندیشہ نہین ہی خواجہ فولاد
نے کہا کہ ای شہریار جو چاہیے [illegible] مگر جو بات [illegible] وہ تو پیر اور [illegible] کے ساتھ [illegible] ایرج نے کہا کہ اچھا
ایسا ہی ہوگا غرض دو دن انھین باتون مین گذر گیا رات کو خواجہ فولاد نے ایرج کو بیہوش کر کے جہاز پر لا کے
روانہ کر دیا اور ایک [illegible] دارو بیہوشی کی دماغ پر ایرج کے چھڑکا دی کہ یہ ہوش مین نہ آنے پاے اور
جہازران سے کہا کہ جہاز کو [illegible] چلاتا ایک ہفتہ مین [illegible] یہان سے چل کھڑا ہونگا اور رستے مین آکر ملجاؤنگا
جب صبح ہوئی تو جواہر بکا [illegible] اُسکی قیمت حاصل کی اور جو نہین بکا تھا اُسے بیچ کر ایک ہفتہ بعد وہان سے
کوچ کیا اور جلد جلد جہاز [illegible] جس پر ایرج تھا اب دونون
جہاز ساتھ ساتھ روانہ ہوئے جب تمام [illegible] پر پہونچے تو جہازون کا لنگر کرا کے خواجہ فولاد اُس
جہاز پر آیا کہ جس پر ایرج تھا [illegible] تمام [illegible] ایرج کو ہوش مین لایا اب جو ایرج کو ہوش آتا ہی تو اپنے کو

جہازون پر دیکھا خواجہ فولاد سے کہا کہ کیا تو مجھے سبائل سے لے آیا اُسنے عرض کیا کہ جی ہان آپ تو مبہوت عشق ہورہے تھے جنون کا ولولہ تھا اور ہر مرتبہ یہ خیال تھا کہ سب کو مار کر معشوق کو لے لیجیے پیر و مرشد یہ امر بہت مشکل تھا آپ اکیلے کیا کر سکتے مفت میں مین رسوا ہوتا اور آپ مارے جاتے پھر مین فرخ تاجر کو کیا جواب دیتا اے شہریار اب آپ لشکر جمع کیجیے اور ملک سبائل پر چڑھائی کرکے بزور شمشیر معشوق کو لے آیئے اور اگر ایسی ہی خفگی ہے تو سر غلام کا حاضر ہے شوق سے کاٹ لیجیے یہ سنکر ایرج دم بخود ہو رہا اور اپنے جی مین سوچا کہ خواجہ فولاد سچ کہتا ہے کہا کہ خیر اے خواجہ فولاد جو کچھ تمنے کیا بہتر کیا لیکن اگر وہ پیالہ دوا کا جو پہلے لیا تھا اپنے ساتھ لیتے آئے ہو تو مجھے دے دو خواجہ فولاد نے کہا کہ حاضر ہے اور جلدی سے پیالہ نکالکر ایرج کو دے دیا ایرج نے اس پیالے کو لیکر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ خیر اگر سبز اعظم نے مدد کی تو معشوق کو بھی لیتے ہی ہین ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے کچھ جہاز نمایان ہوئے ایرج نے دریافت کرایا معلوم ہوا کہ یہ جہاز شہر فرنگوشیہ سے آتے ہین اور اُنھون نے دریافت کرایا کہ ان جہازون پر کون ہے تو اُنکو بھی معلوم ہوا کہ ان جہازون مین ایرج نوجوان ہے الغرض دونون باہم ملاقی ہوئے ایرج نے احوال اپنے لشکر کا دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ اے شہریار جب آپ پر یہ حادثہ گذرا ہے تو مالک بن ملکوت شاہ نے اقبال شاہ کو دشت کافور مین روانہ کیا اور دیلم کو جزیرہ کا رخ مین بھیجا اور خود لشکر امیر حمزہ صاحبقران مین چلا گیا اور لقا ظلمات کی جانب راہی ہوا اور حمزہ صاحبقران اُسکے تعاقب مین گئے ہین اور اب مالک بن ملکوت شاہ لشکر لندھور بن سعدان مین ہے ایرج یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا اور وہین جہاز سے اُترکر دشت کافور کا راستہ لیا دوسرے روز حوالی شہر اسکندریہ مین پہونچا باہر قلعہ کے ایک مینار بلند دکھائی دیا کہ طول اُسکا دوسو تیس گز کا تھا وہان کے لوگون سے مستفسر حال ہوا اُن سب نے بیان کیا کہ ہمکو اسکی کیفیت مفصلاً نہین معلوم مگر ایک پیرمرد اُس جگہ موجود تھا اُسنے بیان کیا کہ اس قلعہ کو سکندر ذوالقرنین نے تعمیر کرایا تھا اور گرداگرد اس قلعہ کے تیغہ دودمی اور خزانہ مدفون ہے اور مینار کی پیشانی پر لکھا ہے کہ جو شخص صاحبقران ہو وہ اس مینار پر جاے اور تیر و کمان بالاے مینار رکھا ہوا ہے اُسکو اُٹھا لے اور تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے مارے جس جگہ وہ تیر گریگا وہین خزانہ اور تیغہ دودمی ہے کھود کر نکال لے اور اگر سواے صاحبقران کے کوئی دوسرا شخص اس قصد سے بالاے مینار جائیگا تو ایک چمک بجلی کی سی پیدا ہوگی اور وہ شخص مرکر گر پڑیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ مین بھی اپنے کو آزماؤنگا اتفاقاً اُسی وقت کسی نے داراشاہ بادشاہ اسکندریہ سے جاکر بیان کیا کہ ابھی ایک شخص آیا ہے اور بالاے مینار جانے کا قصد کرتا ہے داراشاہ اُسی وقت سوار ہوکر آیا اور ایرج نوجوان سے ملاقات کرکے احوال پوچھا کہ آپ کون ہین تب ایرج نوجوان نے اپنا حال بیان کیا تو داراشاہ نے کہا کہ پہلے آپ شہر مین تشریف لے چلیے وزیر میرا علم نجوم مین دخل تام رکھتا ہے مین آپ کا حال اُس سے دریافت کرلون تو پھر آپ بالاے مینار جاکر تیر چلائیے گا ایرج نوجوان نے کہا کہ اگر تم آفتاب پرستی قبول کرو تو مین تمھارے ساتھ چلون داراشاہ نے کہا کہ مین آفتاب پرستی اُس وقت اختیار کرونگا کہ جب یہ خزانہ آپ کے ہاتھ لگیگا اور حال اس مینار کا معلوم ہو جائیگا ایرج نوجوان نے اُسے قبول کیا اور داراشاہ کے ساتھ ہوا داراشاہ بعزت تمام ایرج نوجوان کو شہر مین لایا بعد دعوت و ضیافت کے سلیم اختر شمار اپنے وزیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ اے سلیم تو علم نجوم مین دخل کامل رکھتا ہے اس شخص کا تو حال دیکھ کیا

صاحبقران ہی یا نہین اور اگر اُس مینار پر جا کے تیر پھینکیگا تو کامیاب ہوگا یا نہین اُسی وقت منجم اختر شمار نے
حال ایرج نوجوان کا بقاعدہ نجوم دیکھکر ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ بیشک تو صاحبقران ہی اور
کامیاب ہوگا مال تیرے ہاتھ لگیگا دوسرے روز دارا شاہ ایرج کو لیکر اُس مینار کے قریب آیا تمام خلائق
شہر تماشے کے لیے مجتمع ہوئی ایرج دامن گردان کے اور آستینین چڑھاکر کھنڈلون پر پانٔون رکھتا ہوا اور زنجیرین
جو اُسمین نصب تھین اُنھین پکڑتا ہوا بالاے مینار چڑھ گیا دیکھا کہ ایک کمان آہنی کئی سو من کی بھاری ہی اور ایک
تیر آہنی نیزے کے برابر رکھا ہوا ہی پس ایرج نوجوان نے تیر کمان اُٹھاکر تیر کو کمان مین جوڑا کر کے بقوت
تمام مارا وہ تیر پھر کر اُس مینار کی جڑ مین غرق ہوگیا اور ایرج اُس مینار سے اُترا بیلدارون کو بلوا کر کھدوانے
کا حکم دیا ہر چند بیلدار انکار کرتے رہے کہ ہم ہرگز نہ کھودینگے معلوم نہین کہ کس بلا مین گرفتار ہوجاوینگے مگر
ایرج نے نہ مانا اور خود بھی کُدال اُٹھاکر کھودنا شروع کیا اور بیلدارون سے بھی بہ جبر کھدوانا شروع کیا تا اینکہ
کھودتے کھودتے وہ مینار ہلکر گر پڑا اب جو دیکھتا ہی تو ایک تختہ سنگ گران نمودار ہی اور ایک قلابہ اُسمین لگا ہوا ہی
ایرج نے اُس قلابے کو پکڑکر خوب زور کیا کہ وہ تختہ سنگ اُکھڑ آیا اور ایک نقب کا دکھائی دیا اور ایک ہوا گرم
و تند اُس نقب سے ایسی نکلی کہ ایرج تاب نہ لا سکا اور ہٹ کر کھڑا ہوا جب وہ ہواے گرم موقوف ہوئی تو ایرج
روشنی کر کے اُس نقب کے اندر گیا بعد ایک سو ساٹھ زینے کے ایک برنجی دروازہ دکھائی دیا مگر مقفل ایرج
حیران ہوا کہ اس قفل کو کیونکر کھولے چار طرف دیکھنے لگا کہ ایک طاق پر کنجی سی دکھائی دی ایرج نوجوان نے
اُس کنجی سے قفل کھولکر دروازہ وا کیا اور اندر چلا گیا دیکھتا کیا ہی کہ چار طرف کوٹھڑیاں مقفل ہین اور
کنجیان اُنکی کنڈون مین لٹک رہی ہین ایرج نے کنجیان اُتار کر اُن سب کوٹھون کو کھولا اور اُن کوٹھون
کے اندر گیا جا کر کیا دیکھتا ہی کہ ایک مین روپیہ ایک مین اشرفیان ایک مین جواہر ایک مین تہ کے صندوقچے
مقفل رکھے ہوے ہین اور کنجیان اُنکے برابر رکھی ہوئی ہین اسنے ایک کنجی اُٹھاکر ایک صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ
اُس صندوقچے مین ایک مار سیاہ کنڈلی مارے ہوے بیٹھا ہوا ہی اُس مار سیاہ کو دیکھکر بہت خائف ہوا
کہ یہ بلا سے بد ہی مگر غور سے جو دیکھتا ہی تو اُسمین مطلق حس و حرکت نہین ہی اور بیچ مین اُس کنڈلے کے قبضہ شمشیر
آبدار کا معلوم ہوتا ہی ایرج یہ دیکھتے ہی خوش ہوگیا اور سمجھا کہ یہی تیغہ دو دمی ہی پس اُس تلوار کو نکالا کہ جو
قبضے پہ ہاتھ ڈالکے کھینچتا ہی تو وہ شمشیر آبدار نظر آئی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی کمر مین لگاکر باہر
آیا اور سب مال و خزانہ نکلوانا شروع کیا یہ دیکھتے ہی بادشاہ و وزیر مع رعایاے شہر ایرج نوجوان کے
قدمون پر گر پڑے اور دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے دارا شاہ سے کہا کہ اے دارا شاہ اب مین
ہوشست کا قصد کو جاتا ہون کہ اقبال شاہ میرا بادشاہ وہان موجود ہی دارا شاہ نے کہا کہ مین بھی آپکے
ساتھ ہون اور بارہ ہزار کی جمعیت لیکر ایرج کے ساتھ ہوا اور ایرج نوجوان نے وہان سے کوچ کیا
اور منزل بمنزل چلنا شروع کیا اب اسکو تو راستے ہی مین چھوڑیے اور کچھ حال اقبال شاہ کا سنیے کہ یہ جو
قلعہ طاق سکندریہ مین پہونچا تو میعاد رشک درازگردن نے بہت اچھی طرح اقبال شاہ
کو رکھا اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا احوال ایرج نوجوان کا استفسار کیا اقبال شاہ نے
کل کیفیت ایرج کی از ابتدا تا انتہا بیان کی اور کہا کہ اے میعاد رشک درازگردن نجومی یہ کہتے ہین
کہ ایرج زندہ و سلامت ہی با شوکت و صولت پیدا ہوگا میعاد نے بھی اپنے یہان کے اہل نجوم کو

جمع کرکے استفسار کیا اُن سب نے عرض کیا کہ حضور اسی مقام پر با شان و شوکت پیدا ہوگا اقبال شاہ نے
کہا کہ کتنی مدت مین اُنھون نے کہا کہ اسکا جواب کل دینگے میعاد رشک دراز گردن نے اُن سب کو
رخصت کیا علی الصباح وہ سب پھر حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ ای شہریار چار مہینے کے بعد ایرج یہان
آئیگا اور ایسے وقت مین آئیگا کہ آپ کمال مصیبت مین مبتلا ہونگے اقبال شاہ یہ سُنکر چُپ ہو رہا اور ایک
ایک دن اُسنے گننا شروع کیا تا اینکہ چند روز کے بعد میعاد رشک دراز گردن کے بھائی معاد رشک دراز
گردن نے کہ اُسکا ملک اُسکے ملک سے تین منزل تھا معلوم کیا کہ میعاد آفتاب پرست ہوگیا ہی ایرج
مارا گیا اور اقبال شاہ یہان آیا ہی اپنے مشورہ کارون سے کہا کہ ارے یہ تو بڑا غضب ہوگیا کہ میعاد
آفتاب پرست ہوگیا اور اپنا دین چھوڑ کر پرایا دین اختیار کیا اس ملعون کو سزا اسکی کافی اور تعزیر وافی
دینا ضرور معلوم ہوتی ہی مشورہ کارون نے عرض کیا کہ حضور اس ارادے سے باز آئیے اور ہرگز ایسی
جرأت نہ کیجیے مفت مین آپ کو ذلت حاصل ہوگی اور مآل کار کچھ بھی حاصل نہ ہوگا وہ آپ سے بہت زبردست
اور قوی ہی فوج اُسکی آپکی فوج سے کہین زیادہ ہی غالب آنا کیسا مساوات بھی تو دشوار ہوجائیگا یہ سُنکر
معاد نے کہا کہ پھر کیا کیا جاے کوئی تدبیر تو ایسی چاہیے کہ وہ ملعون پھندے مین پھنسے اور مین اُسے اچھی طرح
سزا پہونچاؤن یہ سُنکر سبھون نے اپنے اپنے سر زانوے فکر پر جھکا لیے اور غور کرنا شروع کیا بڑی دیر تک
سب غور و تامل کیا کیے مگر در مقصود ایک کے ہاتھ نہ آیا لیکن وزیر کی عقل لڑ گئی اور اُسنے دست بستہ عرض کیا
کہ خداوندا اس غلام کے ذہن مین ایک امر آیا ہی اُسے بہ توجہ سماعت فرما کر غور فرمایے اگر پسند خاطر فیض ماثر
ہو تو اُسپر کار بند ہوجیے معاد نے کہا کہ جلد بیان کرو کیا امر ہی شاید تیرا ہی تیر عقل ہدف مقصود پر جا بیٹھے
وزیر نے عرض کیا کہ حضور میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ آپ میعاد کو بہانۂ دعوت طلب فرمایے جب
وہ یہان آجاے تو کھانے پانی وغیرہ مین بیہوشی دے کر اُسے گرفتار کر لیجیے یہ تجویز اُس وزیر کی معاد کو بہت
پسند آئی اور بہت خوش ہوا اور اُسی وقت میعاد رشک دراز گردن کو پیام دعوت بھیج کر طلب کیا جب
وہ آیا تو اُسی ترکیب سے اُسے گرفتار کر لیا اور جو لوگ اُسکے ساتھ آے تھے اُنکو بھی مقید کر لیا اور حکم دیا کہ فوج
مین کمربندی ہو مین اقبال شاہ پر فوج کشی کرونگا اور میعاد کو غل و زنجیر مین گرفتار کر کے اپنے سامنے
طلب کیا اور کہا کہ او میعاد رشک دراز گردن یہ تجھے کیا خبط اور جنون ہوا تھا کہ اپنے دین آبائی کو ایک
اوسے شخص کی تعلیم سے چھوڑ کر دین باطلہ آفتاب پرستی کو اختیار کیا اور پرستش الٰہ اعلی اور صنعات معلیٰ
کی چھوڑ کر آفتاب کی پرستش اختیار کی جلد لعنت کر دین آفتاب پر اور بت پرستی کو حق جان ورنہ تجھے بعذاب الیم
مار ڈالونگا میعاد نے کہا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آئی کہ مجھکو بہ نامردی گرفتار کر کے یہ کلام بد انجام پیش کرتا ہی
مگر خیر اب تو مین تیرے قبضے مین ہون چاہے مار ڈال اور چاہے رہا کر لیکن مین دین آفتاب پرستی ہرگز ترک
نہ کرونگا یہ سُنکر معاد نے کہا کہ خیر اب تو مین اقبال شاہ کو تنبیہ کرنے جاتا ہون وہان سے آؤن تو پھر تجھے سمجھونگا
تو جاتا کہان اور یہ کہکر میعاد کو زندانخانے مین بھجوا دیا اور خود فوج و لشکر لیکر اقبال شاہ پر آیا ہرکارون نے
یہ خبر اقبال شاہ کو پہونچائی کہ میعاد کو تو معاد نے بدغابازی بحیلۂ دعوت بُلا کر گرفتار کر لیا اور اب بجمعیت فوج کثیر
لیکر آتا ہی یہ سُننا تھا کہ اقبال شاہ کے ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے اور ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا لیکن
بمجبوری بہ خیال ننگ لشکر اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا یہ خبر ہرکارون نے معاد کو پہونچائی کہ اقبال شاہ

لشکر لیکر آیا ہی یہ خبر سُنکر معاد نے طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوا دیا دوسرے دن دونون لشکر صف آراستہ
میدان نبرد ہوئے چھ مہینے اندر یون مین تمام سردار اقبال شاہ کے زخمی ہوئے اور بہت سی فوج کام آئی
اور اقبال شاہ خود بھی مجروح ہوا مجبور ہو کر قلعہ مین بھاگ آیا اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور خندق پر آب
کروا دی پل تختہ اُٹھوا لیا گولندازون کو توپون پر بٹھا دیا جب یہ خبر معاد کو ہوئی تو وہ اپنا لشکر لیکر قلعہ پر آیا چار طرف
سے قلعہ کو گھیر لیا کئی روز تک تو قلعہ کو گھیرے ہوئے کھڑا رہا کئی دن کے بعد طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر یورش کی اور گولون
کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچگیا اب اقبال شاہ گھبرا گیا اور اُسکو یقین ہو گیا کہ اب قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی اسلیے کہ
جب لب خندق معاد پہونچگیا اور پل تختہ لگا کر دروازے پر آجانا کیا بات ہی اُسی گھبراہٹ مین نجومیون سے بلا کر کہا کہ تمنے
جو حکم لگایا تھا کہ ایرج نوجوان چار مہینے کے بعد پیدا ہوگا تو وہ چار مہینے تو گذر گئے اور اس مصیبت سے بڑھکر کون
مصیبت ہوگی کہ ہماری جان ہی پر بنی ہوئی ہی نجومیون نے عرض کیا کہ حضور متردد نہ ہون دل کو ٹھہرایے ایرج نوجوان
آیا ہی چاہتا ہی اور شیر اعظم کی مدد ہوا ہی چاہتی ہی اقبال شاہ نجومیون سے یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ گولندازون
نے عرض کیا کہ حضور ہفت فلکیہ باڑھ کے داغنیکا اب کیا حکم ہوتا ہی حکم دیا کہ اچھا اب ہاتھ روک لو دیکھو کہ
اُنکے گولون مین کوئی گولہ قضا کا اُس حرامزادے کے لگا یا نہین یہ حکم سُنکر گولندازون نے ہاتھ کو روک لیا اور جب
دھوان برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ معاد مع فوج لب خندق کھڑا ہوا ہی تمام اہل قلعہ مین کھلبلی مچگئی
اور اقبال شاہ سے گولندازون نے عرض کیا کہ حضور دشمن تو سب گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچگیا
اقبال شاہ بھی مضطر و پریشان ہو کر دعائین مانگنے لگا کہ اے شیر اعظم اے آفتاب تابان اب وقت مدد ہی
ابھی اقبال شاہ یہ دعا مانگ ہی رہا تھا کہ گرد و غبار جانب صحرا سے بلند ہوا اور ایرج مع ذوالشاد نمایان ہوا
اہل قلعہ نے ایرج نوجوان کو دیکھکر طبل شادمانی بجانا شروع کیا اور ایرج نے بعد دریافت حال ایک نامہ
اُڑا کر نعرہ کیا کہ او عادی پھر قلعہ کی طرف سے ورنہ کل فوج تیری تباہ کیے دیتا ہون اور میٹ بن ملکوت شاہ
نے یہ نعرہ کیا اور اُدھر سے آواز طبل شادمانی کی سنائی دی معاد نے اُسوقت پکار کر کہا کہ آکاق سکندری سے
یہ شادی کرتے ہو اُنھون نے جواب دیا کہ نہین بلکہ تیرے مارے جانے کی ہو یادوا اسلیے کہ ابھی خداپرست
نعرہ کیا کہ او عادی پھر قلعہ کی جانب سے ورنہ لشکر تیرا تباہ کیے دیتا ہے ذرا بھی توقف کی اور خداپرست میرے
ایرج ایک بہت بڑے کرگدن پر سوار چلا آتا ہی بس یہ سمجھ ہو جائیگا بس بکتہ بہادر اُسی وقت اُس نامے کو
اہل قلعہ سے پکار کر کہا کہ بس اسی پاجی کے آنے پر اسقدر شہسوار کے پہونچکر قیام کیا کہ وہان سے لشکر لیکر حضور
کام تمام کرتا ہون اور اسے مار لون تو پھر قرار واقعی ہاتھ مین ایک پیرزال اور ایک پیرمرد اُسکا شوہر ایک
ایرج پکا دونون مقابل یکدگر ہوئے ایرج نے توقف کی اور کہا کہ اے پیرمرد جلد میرے واسطے بیضہ مرغ اور
کہا کہ او عادی حیف ہی تیری جرأت پر کہ تو اپنے دن کا نام بھی یہان نہین سُنا روٹی اور مٹھائی البتہ ممکن
باوجودیکہ ان لوگون نے تیرا مقابلہ کیا اور زخم اور نہ کئی دن سے کچھ نہ کھایا تھا جھلا اُٹھا اور ڈانٹ کر کہا کہ
مغرور کا تعاقب کرنا کون سی بہادری ہی اور اسلیے بھاگ رہا ہی بہت بری طرح تجھسے پیش آؤنگا اور تیرے
معاد تو میرا بھائی تھا اُسے مین نے گرفتار نہین کیا مجھے تو ایسا دیا سمجھتا ہون بہت بڑا آدمی ہون
تھی تو کون ہی کہ اُسکا حمایتی بنکر آیا ہی ایسا تو تجھے بہت کچھ انعام دونگا اور تجھے بہت خوش ہونگا یہ سنکر اُس
اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر معاد چھوڑ ایک کمزور اور بوڑھے آدمی ہون آپ کا کیا بنا سکتے ہین آپ زور آور آدمی ہین

ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالدیا سعاد بھی اُس سے لپٹ گیا اور زور
ہونے لگے مرکب تو اس کشمکش مین بیٹھ گئے اور یہ دونون کے دونون مرکبون سے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی سرشام
ایرج نے سعاد کو زیر کر کے مشکین اُسکی باندھ لین یہ معرکہ دیکھکر اقبال شاہ نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا
اور اپنے لوگون سمیت قلعہ سے باہر آکر ایرج سے ملاقات کی اور اُسے اندرون قلعہ لیگیا اور بہت تزک و
احتشام سے ایرج کی دعوت کی بعد فراغ طعام ایرج نے سعاد کو اپنے سامنے بلایا اور دین آفتاب پرستی کی
جانب دعوت کی سعاد دین بت پرستی کو ترک کر کے بصدق دل آفتاب پرست ہوا ایرج نے اُسے قید سے
رہا کیا اور حکم دیا کہ سعاد کو طلب کر سعاد نے سعاد کو طلب کیا وہ بھی آکر قدمبوس ہوا دو چار روز ایرج وہان
رہکر سبھون کو ساتھ لیکر جانب الکہ فرنگ متوجہ روانہ ہوا دوسری منزل پر ایک دیو پیدا ہوا اور اقبال شاہ کو
اُٹھا کر یہ آواز دیتا ہوا راہی ہوا کہ ای ایرج تم دیو قہار تو نے میری معشوقہ کو قتل کیا یعنے الفرد ستہ جادوگر
ٹکڑا گوشت کر دیا مین ڈالدیا اب مین تیرے بادشاہ کو اُٹھائے لیے جاتا ہون کہ تو بھی اُسکے فراق مین اسی طرح
روئے جس طرح مین الفرد ستہ جادو کے فراق مین تڑپ رہا ہون اور ای ایرج مین نہ طاق سکندری مین
رہتا ہون اگر تو یہ چاہتا ہی کہ اقبال شاہ کو میرے پنجے سے چھڑا دے تو نہ طاق سکندری مین آنا اور یہ
کہکر پرواز کیے ہوئے چلا گیا ایرج اس واقعہ سے بہت پریشان ہوا اور وہین سے عنان عزیمت کو طرف
نہ طاق سکندری کے منعطف کیا جب چند روز کے بعد وہان پہونچا خیمے اپنے استادہ کرا کے کل ہمراہی اپنے
خیمون مین گئے یہ اپنے خیمے مین داخل ہوا شب بھر استراحت کی علی الصباح نہ طاق سکندری کی دیکھنے
کو چلا جاکر کیا دیکھتا ہی کہ تلے اوپر نو رنگ کے نو طاق بنے ہوئے ہین اور ہر طاق ہزار ہزار گز کا رفیع و وسیع کہ
نہ طاق کے ایک عمارت عالیشان رفیع المکان نظر آتی ہی اور ایک جانب کو زینے لگے ہوئے مین
چڑھتا ہوا اُس عمارت پہ گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین بلکہ رشک فردوس برین بنا ہوا ہی
... ایرج چہار طرف سیر کرنے لگا چلتے چلتے ایک جانب کو کیا دیکھتا ہی کہ ایک
... اور قلا بہاسے آتشین مُنہ سے چھوڑ رہا ہی ایرج نے اُسکے قریب
... آنکھ اُسکی کور ہو گئی دوسرا تیر اور مارا کہ بائین آنکھ بھی اندھی
... تو ایرج زمین سے اُٹھکر اُسکے مُنہ کی طرف چلا
... دو دہ سکندری کمر سے لیکر اس ...
... اُسکا کٹ گیا پھر تو ایرج نے تلوار مین مار کر
... ایوان بہت بلند ایک جانب بنا ہوا ہی اور
... قریب الموت شدیم و مطلب خود نہ رسیدیم
... ستون سے بندھا ہوا غل و زنجیر مین گرفتار
... معرکہ دیکھکر ایرج آگے بڑھا اور
... مین اس دیو کو مار کر آپ کو کس طرح
... ہوا اور ایرج نوجوان سے کہا کہ ای
... ہمدمی و صفا آوردی آپ اچھے وقت

تشریف لائے کہ یہ بدبخت ناہنجار نالائق روزگار پڑا ہوا سو رہا ہے جلد اسے قتل کیجیے ورنہ اگر یہ جاگ اٹھا تو قیامت ہی
برپا کر دیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ اے اقبال شاہ سوتے مین کسی کو قتل کرنا تو عین نامردی ہے مین اسے
ہوشیار کر کے مارونگا یہ کہکر قریب دیو کے جاکر ایک ٹھوکر ماری اور کہا کہ اے خوابیدہ بخت اٹھ خواب خرگوش سے
جلد بیدار ہو کہ قضا تیری آن پہونچی یہ آواز سنکر دیو چونک اٹھا اور ایک چیخ ماری کہ ہان او آدمزاد تو آپہونچا
خیر تو جاتا کہان ہے دیکھ تو کس طرح تجھے قتل کرتا ہون کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال زار پر نوحہ
لگا کرین یہ کہکر اٹھا اور دار شمشاد اٹھا کر ایرج پر ماری ایرج نے وار اسکا رد کر کے یا شیر اعظم آفتاب تابان
مدد سے کہکر جو ایک وار تیغ دودمہ سکندری کا اسکی کمر پر مارا تو برابر اس دیو کے دو حصے کر دیئے اور اقبال شاہ
کو قید سے رہا کیا اسیجا ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھتا ہے تو دیکھا کہ ایک جانب کچھ کوٹھے برجی قفلون سے مقفل ہین
ایرج نے جو قفل انکے توڑ کر دیکھا تو خزانہ عظیم الشان نظر آیا بہت خوش ہوا اور ان کوٹھون سے وہ خزانہ
نکلوا کر چار ہزار شترون پر بار کر کے وہان سے کوچ کیا اور راستے مین اقبال شاہ سے مشورہ کیا کہ اے اقبال شاہ
میرے ذہن مین یہ بات آتی ہے کہ مین خفیہ خفیہ اپنے ظاہر ہونے کی خبر مالک بن ملکوت شاہ سے کرا دون اور
کہلا بھیجون کہ اے مالک بن ملکوت شاہ تم لندھور کو غافل کر کے وہان سے چلے آؤ اقبال شاہ نے کہا کہ ہان ہان
بہت اچھی بات ہے ضرور چاہیے جب اقبال شاہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا تو یکہ بہادر نام ایک شخص
اقبال شاہ کے ساتھ تھا اس سے کہا کہ اے یکہ بہادر تو جاکر مالک بن ملکوت شاہ کو خفیہ میرا نامہ پہونچا دے
اور اسکو جس طرح بن پڑے لے آ اسنے عرض کیا کہ بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون اور جس طرح بنتا ہے اسے
لیے آتا ہون آپ ہر طرح خاطر جمع رکھیئے کہ مین عیار پیشہ بھی ہون جس طرح بنیگا مین مالک بن ملکوت شاہ
کو لیکر پہونچونگا اور آپکا نامہ اس تک پہونچا دونگا یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا اور اسی وقت ایک نامہ
بنام مالک بن ملکوت شاہ بدین مضمون تحریر کر کے یکہ بہادر کے حوالے کیا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ
آگاہ ہو کہ مین الحمد ﷲ بہت بامراد دیو کی قید سے چھوٹ کر اور اس لکا نہ کو مار کر طاق سکندری سے
اقبال شاہ کو چھڑا لایا ہون تم میرا نامہ دیکھتے ہی جلد اپنے کو مجھ تک پہونچا دو اسلئے کہ ابھی خدا پرست
میرے آنے سے مطلع نہین ہین ابھی تمہارا نکل آنا سہل ہے اور اگر تمنے ذرا بھی تعویق کی اور خدا پرست میرے
ظاہر ہونے سے مطلع ہو گئے تو پھر نکلنا تمہارا بہت دشوار ہو جائیگا پس یکہ بہادر اسی وقت اس نامے کو
لیے ہوئے راہی ہوا الحاصل چند روز کے قریب شہر شہری حصار کے پہونچ کر قیام کیا کہ وہان سے لشکر لندھور بن
سعدان کا پانچ چار کوس پر تھا اور اس گاؤن مین ایک پیرزال اور ایک پیرمرد اسکا شوہر ایک مدت
سے قیام پذیر تھا یکہ بہادر نے اسنے جاکر ملاقات کی اور کہا کہ اے پیرمرد جلد میرے واسطے بعضے مرغ اور
شراب مہیا کر اسنے کہا کہ صاحب سنئیے تو ان چیزون کا نام بھی یہان نہین سنا ہے البتہ مٹھائی البتہ ممکن
ہوسکتی ہے کہیے تو جاکر مہیا کر لاؤن چونکہ یکہ بہادر نے کئی دن سے کچھ نہ کھایا تھا جھلا اٹھا اور ڈانٹ کر کہا کہ
نہین جس طرح ہوسکے انڈے اور شراب میرے واسطے مہیا کر ورنہ مین بہت بری طرح تجھسے پیش آؤنگا اور تیرے
ناموس مین خلل انداز ہونگا پھر تجھے پچھتانے سے کچھ نہ بن پڑیگا مجھے تو ایسا ویسا نہ سمجھنا مین بہت بڑا آدمی ہون
اور اگر تو انڈے اور شراب مہیا کر لائیگا تو تجھے بہت کچھ انعام دونگا اور تجھسے بہت خوش ہونگا یہ سنکر اس
پیرمرد نے کہا کہ اے صاحب ہم تو ایک کمزور اور بوڑھے آدمی ہین آپکا کیا بنا سکتے ہین آپ زور آور آدمی ہین

جو چاہے وہ ہمارا حال بنا دے لیکن جیسے یہ اشیا یہاں ممکن ہی نہیں اور ممکن ہونا کیسا سنتے کبھی نام بھی ان چیزوں کا سوائے آپ کے اور کسی کی زبان سے نہیں سنا تو ہم لائیں کہاں سے آپ کا غصہ بیجا ہے اب یہ سنتے ہی بکہ بہادر نے اس پیر مرد کے کئی کوڑے بہت زور زور سے مارے کہ وہ پیر مرد تڑپ گیا اور بلبلا کر دعا کرنے لگا کہ ای پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ ہم مظلوم ہیں اس ظالم کو ظلم کی تو ہی سزا دینے والا ہے کہ ہم بالکل بے قصور ہیں یہ سنکر بکہ بہادر نے کہا اب خدا تیرا ابتری فریاد کو پہونچتا ہے اور یہ کہکر بارادۂ فعل بد اس پیرزال کو اپنے آگے کھینچا یہ منظر دیکھکر وہ پیر مرد اور بھی ہائے ہائے کر رونے لگا اور دعا کرنے لگا اتفاقات روزگار قضا سے کاشف غم رد رنج شیر بیشۂ دغا نہنگ بحر شجاعت دردریائے قوت صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور شکار کھیلنے کو نکلا تھا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے چلا آتا تھا آتے آتے اس رباط کے پاس آگیا اس ہرن کو صید کیا گیا سبب تمازت آفتاب کے تشنگی نے غلبہ کیا ایک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو کر خیال کیا کہ اس رباط کے اندر میٹھا پانی پائیگا جاکر سیراب ہو جیسے یہ خیال کیکے آگے بڑھا اور یہاں اس وقت پہونچا کہ بکہ بہادر اس پیرزال کو عریان کر چکا تھا اور وہ عورت چلا رہی تھی اور بکہ بہادر سے منت کر رہی تھی کہ ای شخص از برائے خدا مجھے چھوڑ دے اور بے سبب مت کر ارے میں نے تو تیرا کوئی قصور نہیں کیا اور دوسرے مجھ بڑھیا سے تجھے کیا حظ ہوگا لیکن یہ کسی کی نہیں سنتا اور اپنے ارادے کو عمل میں لایا چاہتا ہے اور جب وہ پیر مرد تڑپ کر فریاد کرتا ہے تو یہ اسپر کوڑا اٹھاتا ہے اور اسے مارنے کا قصد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بس خاموش رہ نہیں تو مارے کوڑوں کے ادھیڑ دونگا کیوں تو نے میری نافرمانی کی اب تو نے میری عدول حکمی کی ہے تو اسکا خمیازہ بھگت غرض اسد غازی نے جو یہ انقشاد دیکھا اسکی تڑپ اور بیقراری پر رحم کھا کر اس پیرزال کو اس حرامزادے کے پنجہ سے چھڑا کر اسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ او مردود تو حکومت صاحبقرانی کے احاطہ میں ایسے مظالم سخت کا مرتکب ہوا اب تو بھی اسکی سزا کو پہونچ القصہ بکہ بہادر کو تو باندھ کر کھڑا کر دیا اور اس پیر مرد سے کہا کہ ای پیرمرد صاف صاف اور مفصلاً بیان کر کہ یہ کیا ماجرا تھا اس نے عرض کیا کہ ای شہریار اصل حقیقت یہ ہے کہ اس شخص نے آنے کے ساتھ ہی مرغ کے انڈے اور شراب مجھ سے طلب کی اور کہا کہ اگر نہ لائیگا تو میں بہت بری طرح پیش آؤنگا جب میں نے انکار کیا اور اس سے کہا کہ میں نے تو یہاں ان چیزوں کا نام بھی نہیں سنا اور آنکھ سے نہیں دیکھا میں لاؤں کہاں سے یہ سنکر اس شخص نے کئی تازیانے مارے کہ میں بلبلا گیا جب میں نے فریاد کی تو اسنے میری ناموس پر دست اندازی چاہی ای شہریار یہ تو بڑی قیامت کا مقام ہے کہ امیر حمزہ صاحبقران کی عملداری میں ایسے مظالم سخت پیر گذر جائیں یہ سنکر اسد غازی نے بکہ بہادر سے کہا کہ ای شخص تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں میں حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا نواسا ہوں اسد بن کرب مجھ سب میرا نام ہے اور حرامزادے حلالزادے کو خوب پہچانتا ہوں اگر تو نے اپنی کیفیت مشرح و مفصل بیان کر دی تو خیر تجھے چھوڑ دونگا اور کچھ نہ کہونگا اور اگر تو نے ایک حرف بھی جھوٹ کہا تو قسم ہے اسی پروردگار عالم کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا تو اپنا نام اسد غازی نہ رکھوں بکہ بہادر نے کہا کہ اچھا ای شہریار میں بھی صاف صاف بیان کیے دیتا ہوں ای شہریار میں ایرج اژدہا کا ملازم ہوں بکہ بہادر میرا نام ہے ایرج نے انا القہر و نت جادو کی قید میں تھا اب وہ اسے مار کر چھوٹا ہے اور طلاق سکندر ثانی سے خراج اگر نہ دے تو لگا ہے سبھی

نامہ دے کر مالک بن ملکوت شاہ پاس بھیجا ہی اسد غازی نے کہا نامہ میں دیکھوں یکہ بہادر نے نامہ دیا
اسد غازی نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی مشکیں یکہ بہادر کی کھلوادیں اور کہا کہ تو نے سچ سچ حال جو
بیان کیا اس سبب سے تجھے چھوڑ دیا اب جہاں تیرا جی چاہے وہاں چلا جا یکہ بہادر اسد کے پیروں پر گر پڑا
اور عرض کیا کہ اب غلام کہاں جائے میں حضور ہی کے پاس رہونگا اسد غازی نے کہا تو مسلمان ہو اور کلمہ طیبہ
تلقین کیا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اسد غازی نے کہا کہ ای یکہ بہادر مجھکو تو لشکر ایرج کی جانب
لیچل اُسنے کہا کہ بہت اچھا اسد مع رفقا روانہ ہوا بعد کئی روز کے جہاں لشکر ایرج نوجوان کا تھا وہاں
پہونچا دن کو تو دامان کوہستان میں رہا رات کو جہاں لشکر پڑا تھا شبخون مار کے روانہ ہوا اگر ایرج نوجوان کا
حال سنیے کہ جس وقت قلعہ قمر بخش کے قریب پہونچا ہرکاروں نے عرض کیا کہ ای شہریار قارن قمر بین نجومی
ہی آپ کی قدمبوسی کے واسطے آتا ہی ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار اُسے کوئی روکے نہیں جب قارن قمر بین
ایرج کی خدمت میں آیا نذر دی گرد پھرا تصدق ہوا ایرج نوجوان نے کہا ای قارن قمر بین ہمارے واسطے
احکام نکالو اُسنے کہا بہت اچھا غرض اُسی وقت قارن قمر بین نے قرعہ پھینکا حال دریافت کرکے عرض کیا
کہ آپ صاحبقران عالم ہونگے تمام ملک باختر میں آپ کا عمل ہوگا اور چپکے سے کان میں کہا کہ ایک معشوقہ
پر خواب میں عاشق ہوئے ہیں اور ظاہر میں بھی اُسے دیکھا ہو جلد اُسکے وصل سے آپ کامیاب ہوا چاہتے ہیں
ایرج یہ سنکر بہت خوش ہوا قارن قمر بین کو خلعت دیا دو پہر رات گئی تھی کہ پھر اسد بن کرب غازی
شبخون لشکر ایرج پر گرا اور بارہ ہزار بوق برابر سے بجنے لگی سوتے جاگتے کٹنے پٹنے کو قتل کرنا شروع کیا
خیموں میں آگ لگا دی طنابیں کاٹ دیں اور لشکر والوں کی یہ کیفیت کہ کچھ لوگ اس خیمے سے نکلے اور کچھ
اُس خیمے سے باہر آئے یہ اُنکو حریف سمجھے اور وہ اِنکو حریف سمجھے باہم لڑنا شروع کیا اسد غازی یہ تماشا
بھی دیکھتا جاتا تھا اور قتل میں بھی مصروف تھا یہاں تک کہ تمام لشکر کو یونہیں آپس میں لڑوا دیا اور کٹوا دیا
اور خود بھی خوب قتل کیا تلوار میں مارتا ہوا خزانے پر پہونچا جو نگہبان خزانے کے تھے اُنکو مار کر دو دو صندوق
ہر قزاق نے اُٹھا اُٹھا کر اپنے اپنے مرکب پر رکھ لیے اور صاف نکلے ہوئے چلے گئے صبح کو ایرج جو سوکر اُٹھا
غل سنا کہ کوئی شبخون آکر گرا اور خزانہ لوٹ لیگیا اور کئی ہزار آدمی مارے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ ارے
دریافت تو کرو کہ کوئی دشمن کا بھی مارا گیا یا پکڑا گیا دریافت جو کیا تو کسی حریف کا لاشہ نہ تھا سب آفتاب پرست
مارے گئے تھے ایرج حیران ہوا اور وہاں سے کوچ کیا جب منزل پر اُترا چوکیاں پہرے قائم کیے ادھر
اسد جو صندوق جواہر کے لوٹ لیگیا تھا جواہر تو صندوقوں سے نکال لیا اور ہڈیاں کنکر پتھر سرگین اسپ
و خر جوتیاں باندوں کے چیتھڑے اُن صندوقوں میں بھر کر آکر لشکر ایرج پر نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستان
ستم دار اے صاحب راے سواد اعظم ہندوستان جانشین امیر حمزہ صاحبقران رستم زمان لندھور بن
سعدان کہاں جاتے ہو میرے ہاتھ سے یہ کہکر شبخون مارتا ہوا آپس میں اہل لشکر کو لڑواتا ہوا خزانے پر آیا نگہبانوں
کو مار کر وہ صندوق جو لیگیا تھا رکھدیے اور صندوق جواہر لیکر لڑتا ہوا چلا گیا ایرج پچھلے پہر سوار ہوا
جدھر آتا تھا لڑائی موقوف ہوجاتی تھی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتا اور تمام صبح لڑائی موقوف ہوئی
ایرج نوجوان نے پوچھا کہ کوئی حریف بھی مارا گیا یا گرفتار ہوا دریافت کیا تو کوئی نہ تھا نہایت متحیر ہوا
خزانے پر آیا حال خزانے کا دریافت کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ جو کل صندوق غائب ہوگئے تھے وہی

گئے ہین اور نہین سکتے سب صندوق مقفل اُسی طرح ہین ایرج پھر بارگاہ مین آیا اور کہا کہ یہ کون شخص شبخون مارتا ہی لوگون نے بیان کیا کہ نعرہ تو لندھور بن سعدان کا تھا اقبال شاہ بولا کہ لندھور بن سعدان کا یہ کام نہین ہی ایرج بولا سچ ہی یہ کام اُسی دیوانے کا ہی ایک اور شخص نے عرض کیا کہ آواز بوق کی بھی تھی ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ چالاکی اُسی کی ہی آج رات کو مین خود طلایہ کا گشت پھرونگا اُسے گرفتار کرونگا میعاد رشک دراز گردن نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ تکلیف نہ اُٹھائین غلام یہ خدمت بجا لائیگا جب مجھسے کچھ نہ ہوسکیگا تو آپ سمجھ لیجیگا ایرج نوجوان نے منظور کیا اور کہا کہ ای میعاد رشک دراز گردن اُس سے خوف نہ کرنا وہ بہت کمزور ہی میعاد بولا اُسے مین زندہ گرفتار کر لاؤنگا اور سر شام سے اپنے لوگون کو ساتھ لیکر طلایہ کا گشت پھرنے لگا اور اُدھر اسد غازی کو ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر ایرج مین بڑی نگہبانی ہی اور میعاد رشک دراز گردن طلایہ کی گشت پر ہی اور ایرج نوجوان سے وعدہ کیا ہی کہ جو شخص شبخون کرتا ہی مین اُسے زندہ گرفتار کر لاؤنگا یا سر اُسکا کاٹ لاؤنگا فتاح پلنگینہ پوش اور اندلس تیز رفتار وغیرہ نے اسد غازی کو سمجھایا کہ ای شہریار آج نہ جائیے اسد غازی نے کہا کہ اگر آج نہ جاؤنگا تو وہ عادی کافر سمجھیگا کہ جو شخص شبخون مارتا تھا وہ مجھسے دب گیا آج جاکر اُس کافر کو سزا دے آؤن تو پھر نہ جاؤنگا اور میعاد کیا مرغا ہی کہ جس سے مین دبونگا فتاح پلنگینہ پوش نے کہا کہ صاحبزادے ہم تمھارے ساتھ ہین جو تمھارا جی چاہے وہ کرو غرض پہر رات گئے اسد غازی سوار ہوا اور دو پہر رات گئے لشکر ایرج پر نعرہ کرکے گرا اور قتل کرنے لگا خیمون کی طنابین کاٹ دین آگ لگا دی اور غلغلہ ہوا کہ وہ حریف آیا آپسمین ہر ایک نے کہا کہ میان شب تیرہ و تار ہی خیمے سے باہر نہ نکلو اپنا بیگانہ پہچان نہین پڑتا یہ کہہ رہے تھے کہ قزاقون نے بھی طنابین کاٹ دین کسی کا منہ ٹوٹا کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے پاؤن پر ضرب آئی بہت سے مر گئے ایک آدمی نے کہا کہ افسوس باہر نکلتے تو کچھ ہاتھ پاؤن ہلاتے یہان سکتے کی موت مرتے ہین جی کا ارمان جی ہی مین رہا بعضون کا یہ نقشا تھا کہ رنڈی کے ساتھ سوتے تھے کہ غلغلہ شبخون کا جو ہوا اُٹھے مسلح مکمل ہونے کو ڈرہ تو بھولے رنڈی کی چوٹی پکڑ کر کھینچی اُسنے کہا کہ میان ایسے بدحواس ہو تو حریف سے کیا لڑوگے تم تو آپ ناک چوٹی گرفتار ہو کہا کہ ہان بی بی بھول گیا چوٹی اُسکی چھوڑ دی باہر نکلے مارے گئے بعضے آپ بھی سپاہی تھے مسلح و مکمل ہوکر نکلے سائیس نے بھی گھوڑا تیار کیا تھا مگر اگاڑی کھولی پچھاڑی کھولنا بھول گیا تھا میان جو آکر سوار ہو گھوڑے کو ایڑ مارتے ہین گھوڑا چلتا نہین کوڑے بھی مارتے ہین جھنجلا بھی رہے ہین کہ چار سو کو لیا تھا وقت پر سقط ہوگیا ہی چلا نہین جاتا ایک کوڑا فوتے پر گھوڑے کے جو پڑا گھوڑے نے تلملا کر جھٹکا دیا میخ پچھاڑی کی اُکھڑ کر اُنکی پیٹھ پر پڑی سمجھے کہ حریف نے گرز مارا ہی ہاے کرکے گرے اور حریف نے پہونچ کر اُنکے ٹکڑے کیے بعضون کا یہ نقشا تھا کہ مثل جو ہوا لنگی باندھے سوتے تھے آنکھ کھلی خدمتگار سے کہا کپڑے لاؤ اُسنے کپڑے لا کر سامنے رکھدیے زیر جامے کو پائجامہ سمجھکر دونون آستینون کو پاؤن مین پہننے لگے وہ کب پاؤن مین آتی ہین درزی کو گالیان دے رہے ہین کہ کہا تھا حرامزادے سے کہ مُہریان تنگ رکھنا اُسنے تنگ کردی ہین خدمتگار نے کہا کہ پیر و مرشد یہ جامہ ہی زیر جامہ نہین ہی کہا میان سچ ہی بدحواسی مین کچھ معلوم نہین ہوتا بعضون نے زیر جامے کو جامہ سمجھکر دونون ہاتھ مُہریون مین ڈالکر اور میانی مین سر ڈالے ہوئے مثل شیخ سدو کے کھیل رہے ہین درزی کو گالیان دے رہے ہین کہ کہا تھا حرامزادے سے کہ گریبان تنگ نہ رکھیو نا نا طرہ بران یہ کہ گریبان رکھا ہی نہین خدمتگار نے کہا پیر و مرشد یہ جامہ نہین ہی زیر جامہ ہی کہا کہ بدحواسی مین کچھ معلوم نہ ہوا غرض عجب کیفیت ہی اور اسد قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی

میعاد کو خبر پہونچی کہ وہ حریف آ پہونچا میعاد اُسی طرف آ پہونچا جب اسد غازی کے قریب پہونچا للکار کر بولا ای
خیرہ سر تو نے تو غضب کیا کہ خزانہ لوٹ لیگیا بہت سے لوگون کو قتل کیا اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا اسد
نے کہا او حرامزادے وہ تیرا آقا جو ہی ہزار سجہ مین اُسکو کیا سمجھتا ہون تو کیا ہی میعاد درشک دراز گردن نے
کہا ارے تو ایرج نوجوان صاحبقران کو برا بھلا کہتا ہی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر ارہ پشت پر مارا
اسد غازی نے آتے ہی ارے پر تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہگیا
وہ بھی پھینک کر مارا اسد غازی نے خالی دیا بعد اُسکے اسد غازی نے تلوار ماری کہ میعاد کی کمر پہ پڑی کہ
تمام بند و ترکش کو کاٹ کر چار آئینہ پر آئی یاقوت درمیان چار آئینہ کے تھا اُسپر تلوار ٹھہری اگر وہ نہ ہوتا تو میعاد
کے دو ہی ٹکڑے ہوگئے ہوتے اسپر بھی پہلو کو کاٹا کہ آنتین نکل آئین میعاد پکارا کہ ہاے مجھے مارا اور پیٹ پکڑکر
جھکا جھکتے ہی سر پر اسد غازی نے دوسری تلوار ماری کہ پشت دشانہ نشانہ ہوا تیسری تلوار سر پر ماری کہ
زخم کاری لگا گرتے ہی اس زخم کے میعاد بھاگا بھاگتے مین جو تین دن پر تلوار پڑی لوگ میعاد کو لیکر بھاگ گئے
سامنے سے چلے گئے اسد غازی بھی لوگون کو قتل کرتا ہوا صاف نکلا ہوا چلا گیا جب صبح ہوئی میعاد کو
ایرج نوجوان کے سامنے لائے میعاد تو بیہوش تھا لوگون نے حال بیان کیا ایرج نوجوان نے اُسکے زخم
مین ٹانکے لگوائے جب میعاد کو ہوش آیا ایرج سے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ تو کہتے تھے کہ اسد
دیوانہ بہت کمزور ہی مین نے تو اُسکو اژدہا سے دمان پایا آپ سے مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائیگا ایرج نوجوان
سمجھا کہ یہ شاید اسد غازی نہین ہی کوئی اور ہی کہا خیر آج رات کو مین خود مستعد رہونگا یہی باتین ہوتی تھین کہ
یکہ بہادر نے جو نامہ ایرج نوجوان کا لیکر مالک بن ملکوت شاہ کو لینے گیا تھا سامنے سے آکر سلام کیا
ایرج نے یکہ بہادر سے کہا کہ کیون تو نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دے آیا بولا کہ نامہ کیسا جان میری بچگئی
اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور کہا کہ از روے ترس مین اسلام اختیار کرکے اسد غازی سے اپنی جان بچا رہا
مجھکو اپنے ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر پر آیا کئی شبخون مار چکا ہی اور اس وقت دامان کوہستان مین فلان مقام
پر گھوڑون کے نعل بندھوا رہا ہی مین فرصت پاکر نگاہ بچاکر یہان چلا آیا ایرج پکارا کہ او حرامزادے جب بہت
سے آدمیون کو قتل کرا چکا خزانہ میرا لٹوا چکا تب آکر مجھے خبر دی ہی یہ کہکے تلوار کھینچکر ماری کہ یکہ بہادر کے
دو ٹکڑے ہوگئے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جاکر اسد غازی کی خبر تو لاؤ کہ کسی مقام پر ہی یا نہین اُسی وقت ہرکارے
گئے اور خبر لائے کہ سچ ہی اسد نعلبندی کروا رہا ہی پس ایرج جلد ہی تمام سوار ہوکر بہ نیت قتل اسد غازی چلا
اسد یہان بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہی کہ گرد و غبار کا شق ہوا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ایرج کو میری
خبر کسی نے دیدی ایرج چڑھا آتا ہی اور کہا کہ دیکھو تو یکہ بہادر کہان ہی عرض کیا کہ وہ بڑی دیر سے یہان نہین ہی بولا
کہ معلوم ہوا یہ فساد اُسی نے برپا کیا ہی جلد سوار ہو یہ سوار نہ ہونے پائے تھے کہ ایرج نے نعرہ کیا کہ باغی او دیوانے
مجہول بخت برگشتہ و نامعقول کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے اور ادھر اسد للکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری جو
تجھسے ہوسکے قصور نہ کرنا خدا سے مابزرگ است اور بوق بجاکر گرا لشکر ایرج پر لگی تلوار چلنے غلغلہ و دار و گیر بلند ہوا
مگر اسد کا یہ عالم ہی کہ لڑتا جاتا ہی اور پسپا ہوتا جاتا ہی یہانتک کہ لڑتے لڑتے دامن کوہ مین پہونچا کہ وہ پہاڑ
بہت بلند تھا پس مع اپنے سمندیون کے اُس پہاڑ پر چڑھگیا اس امید پر کہ دن کو پہاڑ پر سے لڑینگے اور رات کو
اُدھر سے اُتر کر چلے جائینگے اب ادھر پر جو پہاڑ کے آیا اور دیکھا کہ وہ پہاڑ اسقدر بلند ہی کہ اگر کودے تو زمین تک

آتے آتے جان نکلجاے بلکہ زمین معلوم نہین ہوتی ایک تاریکی سی نظر آتی ہی بس اسد بہت پریشان ہوا کہ افسوس
مفت مارے گئے اب کسی طرح جان نہین بچتی آپ اپنے پیرون سے اجل کے منھ مین آے رفقانے کہا کہ بہر صورت
خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا آج کی شب تو جس طرح ہو بسر کیجیے صبح کو جیسا ہوگا سمجھا جائیگا اسد بولا کہ ہان بھائی
جو مرضی الٰہی لیکن ایرج جو زیر کوہ آیا چاہتا ہے اور پہاڑ کے جاے تمام رفیق فارغ ہوئے کہ شام قریب ہوا ایرج
نے کہا کہ یہ دیوانہ نکلجائیگا پھر میرے ہاتھ نہ لگیگا قارن قہر مین بولا کہ ای شہریار اس سے اطمینان رکھیے اور کسی طرف
راستہ نکلجانے کا نہین ہی مجھکو خوب معلوم ہی پہاڑ نہایت بلند ہی اگر اسد رات کو چلا جاے تو آپ مجھکو جھوٹھا
جانیے گا اس عرصے مین اور لشکر ایرج کا آگیا حکم کیا کہ گھیر گرد کوہ کو اترو کہ یہ دیوانہ نکلکر چلا نہ جاے تمام
لشکر ایرج اس پہاڑ کا محاصرہ کرکے اتر پڑا ایرج جاکر خیمے مین داخل ہوا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا مگر یہان
اسد کمال فکرمند ہی کہ افسوس ہاتھ سے اسما بچہ بازاری کے ہاتھ مارا گیا اور ان سبھون کو بھی قتل کرایا سکوت مین
بیٹھا ہوا ہی اور غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا ہی جملہ رفقا بھی حیران و پریشان بیٹھے ہین کبھی اسد کہتا
کہ چچا فتاح آپ تو باوا جان کے ساتھ رہے ہین بہت سے شبخون مارے ہین کوئی تدبیر تو بتائیے فتاح نے کہا
کہ میری جان مجھکو اگر کوئی تدبیر سوجھتی تو مین بیان نہ کرتا سواے مرجانے کے اور کوئی تدبیر نہین ہی سب سے پہلے ہم اپنی
جان نثار کرلین تب پھر آنچ آنے دینگے اسد نے سر جھکا لیا اور پھر باغبان فکر کو گلشن سینہ پر لاکے کار فرما کیا ہزار ہزار
طرح کے گلدستے تدبیر کے لا لا کر اسنے سامنے کیے کوئی رنگ پسند نہ ہوا پھر سر اٹھایا کہا کہ کیون چچا اندلس تم
کوئی تدبیر کروگے وہ بولا کہ صاحبزادے مین بھی متحیر ہون کیا کرون اگر فرمائیے تو ایرج کو باندھ لاؤن اسد
نے کہا کہ اس سے بہتر تو کوئی تدبیر نہین ہی مگر ایرج ہاتھ نہ لگیگا آج کی رات وہ جاگ کر بسر کریگا اور اگر سو بھی جائیگا
تو بڑی نگہبانی اور پاسبانی رہیگی اور قطع نظر اسکے قارن قہر مین سا ہوشیار و دانا وہان ہی تم جاؤگے تو زندہ نہ آؤگے
اگر ایسا نہ جانتا تو مین خود جاتا اور اس پاجی کو پکڑ لاتا یہ کہکر پھر سر جھکا لیا ابھی نقاش خیال نے کچھ نقشے پیش کیے ایک نقشہ
انمین سے پسند آیا اچھل پڑا اور پکارا کہ وہ مارا لنگا کودنے لگا ٹوپی اچھالنے اور کہا کہ میان تم سب خوب خوش ہو کہ اس
بلا سے خدا نے نجات دی سب رفیقون نے عرض کیا کہ فرمائیے تو کیونکر ہمکو نجات ہوگی بولا کہ دیکھو کسطرح تمھین لیے چلتا ہون
اور کہا کہ صاحبو تم سب بارہ ہزار ہو اور سب کے پاس کمندین ہین سب اپنی اپنی کمندین مجھے دو سب نے کمندین اپنی اپنی
دین اسد نے ایک کمند دوسری کمند مین باندھی اور دوسری تیسری مین اور تیسری چوتھی مین اسی طرح ہزار کمندین
بندھ گئین اب اسد نے پہلے ایک آدمی کو اتارا وہ نیچے اترا اور پھر چڑھ کر آیا کہا کہ شہریار نیچے زمین بہت صاف و شفاف
ہی شوق سے چلیے اسد نے کئی کمندین اسی طرح جوڑ کر پہلے سب مرکب اتارے بعد اسکے تمام رفقا اور قزاقون کو اتارا
اور آپ کمندین پکڑے رہا جب سب اتر چکے ایک قزاق کہ زجام اوتک اسکا نام تھا وہ رہگیا اسد نے کہا کہ مین کمند
پکڑے ہون تم بھی اتر جاؤ مین کہین چھپ کر بچ جاؤنگا اسنے عرض کیا کہ شہریار مجھکو اپنی جان سے آپ کی جان زیادہ عزیز
نہین ہی آپ اتر جائیے مین کمند پکڑے ہون شہریار اگر مین ایک آپ پر سے نثار ہو جاؤنگا تو مین تو بوڑھا ہون آپ کے
باپ کا رفیق ہون آپ میرے بال بچون کو بہت سا کچھ دینگے اور جو خدا نخواستہ آپ کے دشمن مارے گئے اور ہم
بچے تو کس کام کے ہم ایسے ہزارون نثار ہو جائینگے اور جو آپ نہ مانینگے تو مین اپنے تئین ابھی ہلاک کرونگا اسوقت
اسد نے کہا ای زجام مرحبا صد مرحبا رفیق جانثار ایسے ہی ہوتے ہین خیر اچھا تم یہان رہو کیا مجال ایرج کی جو
تمھین قتل کر سکے ای زجام صبح کو ایرج جو نیچے ڈھونڈھتا ہوا پہاڑ پر آے اور حال میرا پوچھے تو صاف صاف حال میرا

کہہ دیا اور یہ کہنا کہ اے ایرج اسد نے کہہ دیا ہے کہ اگر زرجام کو ایذا پہونچائی تو میں آکر تجھکو تیرے لشکر میں مار ڈالونگا
اور جو زرجام کو تک کو تو ایذا نہ دیگا تو میں تیرا احسان مانونگا یہ کہکر کمند کا سرا زرجام کے ہاتھ میں دیا اُسنے کمند پکڑی
اسد اُتر گیا اور گھوڑے پہ سوار ہوکر مع رفقا ایک جانب کو چلا گیا زرجام آکر ایک جا سو رہا جب چار پہر رات گذری
اور صبح کو ایرج بیدار ہوا خیمے سے باہر آیا خبر پوچھی افسران فوج نے عرض کیا کہ ہم چار پہر رات جاگا کیے چڑیا تک
نہیں اُڑ جانے پائی ایرج خوش ہوا اور مسلح و مکمل ہوا رفیق بھی سب سج سجا کے قارن قہرمین سے کہا کہ کہیں رات کو
دیوانہ پہاڑ سے ابھی تک تو نہیں گیا قارن نے کہا کہ پیر و مرشد اُدھر تو جانے کا راستہ نہیں ہے وہ جائیگا کیونکر یہی باتیں
کرتے ہوئے اوپر پہاڑ کے آکے دیکھا تو پہاڑ پر کوئی نہیں معلوم ہوتا ایرج نوجوان نے کہا اے قارن قہرمین معلوم ہوتا ہے
کہ یہ دیوانہ کسی تدبیر سے چلا گیا اور غضب کیا تو نے کل میں پہاڑ پر چڑھتا تھا تو مانع ہوا آخر دیکھا تو نے کہ وہ زندہ سلامت
چلا گیا قارن نے عرض کیا کہ اے شہریار آپ پہاڑ پر چڑھ کے دیکھیے تو سہی میں نے جو عرض کیا وہ سچ ہے یا جھوٹ ہے کہ
راستہ نکل جانے کا ہے یا نہیں اور جانا دیوانے کا بڑا عجب ہے ایرج پہاڑ پر چڑھ آیا ہر چند دیکھا کوئی آدمی نظر نہ آیا اور
کسی کو نہ پایا اور بلندی کوہ کی اسقدر دیکھی کہ زمین نظر نہیں آتی تھی حیران ہوکر بولا اے قارن تو سچ کہتا ہے یہاں سے
تو اُتر جانے کا راستہ نہیں ہے پھر یہ دیوانہ کیونکر چلا گیا اگر یہ کہیے کہ پر پرواز پیدا کرکے اُڑ گیا یا دیو پری آکر اُٹھا لیگئے یہ
بات قابل قیاس کرنے کے نہیں ہے یہی باتیں کرتا ہوا پہاڑ پر سے نیچے اُترنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا ایک شخص دیوانے کے
ساتھ کا کھڑا ہے ایرج نے اُسے اپنے پاس بلایا پوچھا کہ تو کون ہے وہ بولا کہ میں قوم سے باشی کرسب غازی ہوں نام میرا
زرجام ہے ایرج نے کہا اے زرجام سچ سچ کہنا کہ اسد کیونکر پہاڑ پر سے چلا گیا اور اگر سچ نہ کہیگا تو ابھی تجھے قتل کرونگا
اُسنے تمام سرگذشت از ابتدا تا انتہا بیان کی کہ کمندیں جوڑ کر اُتر گیا ایرج نے کہا کہ یار واسطے دیوانہ کون کہتا ہے لاکھ سیانوں
کا ایک سیانہ ہے ایسی راہ ہولناک سے کس طرح سہل میں چلا گیا ہے اُسی کا کام تھا کمال عاقل ہے دیوانہ بکار خود ہوشیار جو
سنا تھا وہ اسد ہی ہے پھر ایرج نے کہا کہ اے زرجام اب اسد کہاں گیا اُسنے کہا کہ مجھے کیا معلوم اور بالفرض اگر معلوم بھی
ہوتا تو میں کب بتاتا بس یہ کلمہ سنکر ایرج اسقدر برہم ہوا کہ مارے غصے کے بال تن پر کھڑے ہوگئے گویا کسی نے آتش غضب
قلب میں مشتعل کردی حکم کیا کہ جہانتک مارا جائے اس نامعقول کو مارو پس جب اُسپر کوڑے پڑنے لگے زرجام چلایا کہ اے
آفتاب پرست جسقدر تیرا جی چاہے تو مجھے ایذا دے اسد اسکا عوض تجھ سے لیگا تیرے بادشاہ کو اس سے زیادہ ماریگا
اور میں تو اپنے آقا پر اپنی جان نثار کرچکا ہوں غرض ایرج نے سو بانس زرجام پر پڑوائے جب وہ بیہوش ہوگیا کہا کہ قید کرو
اور پہاڑ سے نیچے چلا ادھر اسد لشکر ایرج پر آ کر شبخون کرا خیموں میں آگ لگادی مال و اسباب لوٹا خوب آفتاب پرستوں کو
قتل کیا اقبال شاہ پاخانے میں چھپا تھر تھر کانپا کیا اسد مار پیٹ کر چلا گیا ایرج کو ہرکاروں نے خبر دی کہ دیوانے نے لشکر پر
شبخون مارا ایرج یہاں سے دوڑا جب وہاں پہونچا اسد جا چکا تھا اقبال شاہ کمال رنج خائف و ترسان ایرج کے پاس آیا
کہا کہ آج جان ہماری بچ گئی بایکسے نہ ایکدن دیوانہ مار ڈالیگا آپ ہمکو اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں یہ تو بتلائیے آپ جاکر کیا
کر لیتے ہیں وہ آپ کے ہاتھ لگتا ہے ایرج نے کہا اے اقبال شاہ اس دیوانے کو ناحق کا مجھسے بغض ہے خیر کبھی تو میرے ہاتھ
لگیگا غرض رات کو تو آرام کیا صبح کو کوچ کرکے روانہ ہوا قریب قریہ قارن کے پہونچا قارن نے دست ادب باندھ کر عرض کیا
کہ حضور اس فدوی بیمقدار کو سرفراز فرمائیں اور جو کچھ ماحضر حاضر ہے اسے تناول کریں تاکہ عزت غلام کی زیادہ ہو جائے مشہور ہوگا کہ
صاحبقران آفتاب پرستان قارن کے گھر میں آیا تھا ایرج نے کہا اے قارن میں چلتا مگر مجھے دیوانے کا اندیشہ ہے
کہ میں تمھارے ساتھ گیا اور دیوانے نے آکر لشکر کو میرے تاراج کیا سوا اس امر کے اور کوئی اندیشہ بالفعل مجھکو جانے کا نہیں ہے

قارن نے کہا کہ ای شہریار مین نے پیشتر سے کل سامان دعوت مہیا کر رکھا ہی اگر حضور کے قدم مبارک نہ جائینگے تو سب خراب ہو جائیگا
اور محنت میری رائیگان ہوگی ایرج بولا کہ تمھاری خاطر عزیز ہی اقبال شاہ کو لیجاؤ قارن کمال عزت و حرمت سے اقبال شاہ
کو لیگیا اسد دامن کوہستان مین بیٹھا تھا کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ آج قارن نے دعوت کی ہی ایرج تو آپ کے خوف
سے نہین گیا اقبال شاہ کو بھیجا ہی اسد بھی اپنے رفیقون سے کہہ رہا تھا کہ اس بزاز بچے نے زجام کو کوڑے مارے ہین
اگر اسکے عوض مین اسکے بادشاہ کو نہ مارا تو اپنا نام اسد نہین یہ خبر جو سنی کہ اقبال شاہ قارن کے قریہ مین ہی شبرنگ
عیار سے کہا کہ ہماری امانت لاؤ وہ امانت کیا ہی اسباب عیاری کا دستبچہ شبرنگ نے سامنے لاکر رکھدیا اسد نے اُسے
کھولکر سیاہ بانڈی گلے مین پہنی بانے عیاری کے بدن پر آراستہ کیے سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مارا شبرنگ سے کہا کہ چلو عوض
زجام کا لین شبرنگ ساتھ ہولیا اسد وہان سے روانہ ہوا یہانتک کہ شہر قارن مین پہونچا ایک شخص سے مکان قارن کا پوچھا
اُسنے جو دو سیاہ پوش دیکھے کہا کہ آپ کیون مکان قارن کا پوچھتے ہین کیا کام ہی کہا کہ اقبال شاہ کی دعوت ہی ہم پیچھے رہ گئے تھے
اب آئے ہین اُسنے کہا کہ یہ راہ جو سامنے گئی ہی ادھر چلے جاؤ وہان داہنے ہاتھ کو راستہ پھرا ہی ادھر کہارون کا محلہ ہی جب وہ
کوچہ تمام ہوگا تو بائین ہاتھ کو مڑنا اور وہ بازار ہی جلاہون کا جب وہ تمام ہو تو پھر داہنے ہاتھ کو ایک گلی گئی ہی اُس طرف مکان
کچے ہین اور دکانین صرافون کی ہین جب اُس بازار مین نکلوگے تو سامنے مکان قارن کا ہی اسد نے کہا ای عزیز مجھکو یہ راستہ کبھی
نہ ملیگا تو مجھکو چلکر پہونچا آ مین ملازم ہون اقبال شاہ کا اپنے آقا کی خدمت مین جاتا ہون اور یہ پتا جو تو نے دیا اگر ہزار برس
ڈھونڈھونگا تو نہ ملیگا اٹھ میرے ساتھ چل رہبری کر مین تجھے روپیہ دونگا اُسنے کہا کہ مین فقیر ہون میرے مانگنے کھانے کا وقت ہی
تم لاکھ روپیے دوگے تو بھی نہ جاؤنگا مین نے پتا بتا دیا ہی چاہے تمھین راستہ ملے چاہے نہ ملے اسد یہ سنکر غضبناک ہوا بولا کہ تیری
لیے وحدت کی ایسی تیسی کی ہی لبے اوباد بختا نہ چلیگا تو جان سے مار ڈالونگا اور خنجر کھینچا اُسنے خنجر جو دیکھا کانپنے لگا کہا چلیے آپ کچھ نہ دیجیے گا
مین آپ کو پہونچائے آتا ہون آپ چلیے یہ کہکر ساتھ ہوا اور تا مکان قارن آیا اسد سے کہا کہ اب تو مین جاؤن اسد نے کہا ای فقیر
تو یہین بیٹھ مین تجھکو ایک صراحی مرصع لاکر دونگا کہ تجھے تمام عمر حاجت بھیک مانگنے کی نہ ہوگی وہ یہ سنکر خوب ہنسا کہا کہ آپ تشریف لیجائیے
مین کچھ آپ سے نہین مانگتا اسد نے برہم ہوکے کہا کہ تو مجھکو جھوٹا جانتا ہی خیر جھوٹ سچ پھر تجھے معلوم ہو جائیگا خبردار یہان سے
جانا نہین اور اگر تو چلا گیا تو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی مین ڈھونڈھکر تجھے مار ڈالونگا بلکہ تیری ذریات مین کسی کو زندہ نہ رکھونگا
اُسنے کہا آپ جائیے مین صبح تک تو یہان سے نہ ہلونگا اسد اُسے بٹھا کر روانہ ہوا آکر دیکھا کہ ٹھاٹھ بندھا ہی مشعل و چراغ روشن
ہین ہجوم خلائق ہی انبوہ عام ہی ناچ ہو رہا ہی قانون و بین و رباب و مرچنگ جلترنگ سارنگی بانسری الگوجہ بج رہا ہی ساقیان سیمین ساق
صراحیان مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوے پیالے بھر رہے ہین دورہ جام گردش مین ہی اقبال شاہ تخت زرنگار پر بیٹھا ہوا ہی
رفیق گرد و اطراف مین جواہر نگار کرسیون پر متمکن ہین قارن خدمتگذاری مین مصروف ہی اسد تماشائیون مین ملکر کھڑا ہو
لگا ناچ دیکھنے پہر رات گئے قارن نے کھانا اقبال شاہ کو کھلایا بعد اُسکے آتشبازی کا تماشا دکھلایا دو پہر رات گئے صحبت
برخاست ہوئی طائفے وغیرہ سب چلے گئے اقبال شاہ پلنگ پر جاکے لیٹا دروازے بند ہوگئے اسد مع شبرنگ ایک گوشے
مین پوشیدہ رہا جب دیکھا کہ اب کوئی ڈیڑھ پہر رات باقی رہی ہی اور سناٹا ہوا فقط پہرے والے اور خدمتگار رہ گئے اُسوقت اسد
نے ہوا کا رُخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی کہ نگہبان و پاسبان سب بیہوش ہوگئے اسد نے پکڑ کے خنجر سب کے سر کاٹے اور اقبال شاہ
کو بیدار کرکے کہا کہ دیکھ رنگ محفل کو اقبال شاہ نے دیکھا کہ ایک شخص خنجر خون آلودہ لیے سر پر کھڑا ہی اور تمام فرش پر لاشون کا
فرش ہی مسلخ قصابان معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر کانپ گیا کہا کہ آپ کون ہین اسد بولا کہ تو مجھے پہچانتا نہین ہی مین قابض ارواح
کافران ملک الموت آفتاب پرستان اسد نوجوان ہون ارے حرامزادے تو نے اُس بزاز بچے کو منع نہ کیا کہ زجام کو ذلیل کر

زجاجام کو ایرج نے کوڑے مارے دیکھ تو اسکے عوض مین تیرا کیا حال بناتا ہون اقبال شاہ نے رو دیا اور کہا ای شہسوار
میدان یکہ تازی وای اسد بن کرب غازی میری کیا خطا ہے مین پہاڑ پر کہان گیا تھا ایرج نے جو کچھ کیا زجاجام کیساتھ بہاڑ پر کیا
اور آپکو اختیار ہے مجھکو چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے مین بے تقصیر ہون اور اقبال شاہ کانپ رہا ہے دل مین کہتا ہے کہ
اب تو مارا گیا یہ دیوانہ کسی طرح جیتا نہ چھوڑیگا اسد نے جو یہ حال اقبال شاہ کا دیکھا کہا کہ تو ڈر نہین مین تجھے ابھی ڈالونگا
تجھکو اپنے غلام کے عوض مین پکڑے لیے جاتا ہون جب ایرج زجاجام اوتاک کو چھوڑ دیگا مین تجھے چھوڑ دونگا یہ کہکر
اقبال شاہ کو جبرا قہرا بیہوش کر کے دستار سے مین باندھا شبرنگ کے حوالے کیا اور تمام اسباب جواہر نگار اٹھا لیا کمند مار کر
باہر آیا جہان فقیر کو بٹھا گیا تھا وہان ہو پہنچا دیکھا کہ وہ فقیر بیٹھا ہوا ہے صراحی مرصع فقیر کو دی اور کہا کہ اب جہان تیرا جی چاہے وہان جا
فقیر تو خوشی خوشی چلا گیا اب آپ مع شبرنگ دروازہ شہر کی طرف روانہ ہوا کوتوال شہر قہر پیہ کا کہ شعلہ شب گرد اسکا نام تھا
وہ بیٹھا ہوا سر بازار شراب پی رہا تھا اتفاقات روزگار شراب اسکے پاس ہو چکی ہے کچھ پیادون سے کہا کہ تم جا کر شراب لاؤ دس بیس پیادے
پیادے روانہ ہوئے آپس مین باتین کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ یہ پہر رات شہر اعظم سے بخیر و خوبی بسر کی کوتوال کو کبھی ایسی مشقت
نہین پڑی تھی اور حکم ہے قارن کا کہ رات بھر گشت پھرنا ایک بولا ہم حیران ہین کہ اک ڈر سکا ہے جو یہ چوکی پہرا ہے ایک بولا کہ تینے
سنا ہے کہ کوئی اسد دیوانہ ہے کہ اسنے مارے شبخون کے آفتاب پرستون کو دیوانہ کر دیا ہے اسی کا اندیشہ ہے کہ اقبال شاہ یہان
آیا ہوا ہے ایسا نہ ہو اسنے آکر ایذا پہونچا سے ایک بولا کہ میان تمھین سودا ہے وہ یہان کہان آئیگا کوتوال صاحب شام سے گشت
پھر رہے ہین جب سے اقبال شاہ یہان آیا ہے انتہا کا بند و بست ہے یہی باتین کرتے چلے آتے تھے کہ دیکھا دو سیاہ پوش
چلے آتے ہین مگر پشتارہ بدوش ہین آپس مین کہا کہ میان یہ چور ہین کسی کا مال چرا کے لیے جاتے ہین انھین گھیر کر آدھا بانٹ کر لو
یہ صلاح کر کے آواز دی کہ ای رندو یہ مال کہان لیے جاتے ہو ہم بھی رند ہین آدھا ہمین دے دو نہین تو تم کو تمھین پکڑ کر کوتوال کے
پاس لیجائینگے پھر سب مال چھین جائیگا اور قید ہو گے بہتر ہے کہ نصف ہمین دے کے چلے جاؤ اسد نے کہا کہ آؤ تم سبھی مال لو
اور پشتارہ رکھکے تلوار کھینچ لیا اور شبرنگ نے خنجر نکالا ایک لمحہ بھر مین بارہ تیرہ کو مار لیا ایک بھاگ گیا ایک کو زندہ پکڑ لیا وہ
کانپ رہا ہے اسد نے کہا کہ کیون تو بھی مال لیگا اسنے کہا کہ پیر و مرشد میری جان بخشی کر دیجیے تو بڑی بات ہے اور غلام کی
دو جورو والی اور چار لڑکیان ہین انکا کوئی خبر لینے والا نہین ہے اسد پکارا کہ اچھا مین تجھے نہ مارونگا مگر اس شرط سے کہ تجھے
مین ستون سے باندھے جاتا ہون خبردار سوا ایرج کے اور کسی سے کلام نہ کیجو جب ایرج تجھے بلاے اور تجھسے پوچھے کہ
اب حال کہو تب ایرج سے کہیو کہ ای ایرج اقبال شاہ کو اسد بن کرب غازی پکڑ لیگیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ مین اقبال شاہ
کو عوض مین زجاجام اوتاک کے پکڑ لیگیا ہون جس طرح تو نے زجاجام کے کوڑے لگوائے ہین اسی طرح اقبال شاہ کو بید مارونگا
اور جو تو زجاجام کو چھوڑ دیگا تو مین اقبال شاہ کو چھوڑ دونگا اور مین فلان پہاڑ پر بیٹھا ہون اگر تو لشکر و فوج لیکر میرے
اوپر آیا تو اسی وقت اقبال شاہ کا سر کاٹ ڈالونگا اور چلا جاؤنگا اور جو تو زجاجام کو خلعت دیکر چھوڑ دیگا تو مین بھی
اقبال شاہ کو خلعت دیکر رخصت کرونگا القصہ جس طرح تو میرے غلام سے پیش آئیگا اسی طرح مین تیرے بادشاہ کے
ساتھ پیش آؤنگا نام اس پیادے کا فرفرک تھا اسنے عرض کیا کہ ای شہریار مین اس سے زیادہ کہونگا جیسا آپ فرمائینگے
مجھکو اپنی جان کا اندیشہ کیا نہین ہے آپ ایسے بہادر ہین کہ اس مردانگی سے جب تو اقبال شاہ کو پکڑ لیچلے تو مجھ غریب کا
مار ڈالنا کتنا بڑا کام ہے مین ہرگز عدول حکمی نہ کرونگا جیسا آپ نے فرمایا ہے ویسا ہی بجا لاؤنگا اسد نے فرفرک کو ستون
مین باندھ دیا اور دیوار قلعہ پر کمند مار کر صاف چلا گیا مگر وہ شخص جو بھاگ گیا تھا وہ سیدھا کوتوال کے پاس پہونچا اور تمام
حال شعلہ شب گرد سے بیان کیا شعلہ وہان آیا جہان لڑائی ہوئی تھی دیکھا کہ لاشین پڑی ہوئی ہین اور ایک پیادہ

ستون سے بندھا ہوا ہے آگے آیا فرفک کو پہچانا اُسے کھولا احوال پوچھا کہ کون تجھے باندھ گیا ہے اُسنے کہا کہ جسنے ان سب کو
قتل کیا کوتوال نے پوچھا ارے وہ کون ہے اُسنے کہا کہ مین ہرگز نہین کہنے کا کیونکہ اُسنے مجھسے قسم لے لی ہے کہ خبردار سوائے
ایرج کے کسی سے کچھ نہ کہنا نہین تو رات کو آکر مار ڈالونگا سو مجھکو جان اپنی دینا منظور نہین ہے کوتوال نے کہا مفصل حال کہ
نہین تو مین تجھے قتل کرتا ہون فرفک نے جو چپ اختیار کی پھر نہ بولا ہر چند ڈرایا دھمکایا کوڑا مارنے کو اُٹھایا مگر اُسنے
جواب نہ دیا اور صبح کو گھر مین قارن کے غلغلہ تھا کہ کوئی رات کو آکر بہت سے لوگون کو مار کر اقبال شاہ کو پکڑ لیگیا
اور اسباب بھی لوٹ لیگیا قارن قہر مین پیچ و تاب کھانے لگا کہ افسوس مین ایرج کے سامنے رو سیاہ ہوا شعلہ فرفک کو
لیے ہوئے پہونچا اور کہا کہ اسکا حال معلوم ہے یہ نہین کہتا قارن قدمون پر گرا کہا کہ کچھ تو حال بیان کر اُسنے کہا کہ مفصل
حال ایرج کے سامنے بیان کرونگا اور مجمل یہ ہے کہ اسد بن کرب غازی اقبال شاہ کو لیگیا ہے قارن نے کہا ارے
کیون لیگیا ہے فرفک اب جو چپ ہوا تو پھر کچھ نہ کہا آخرکار قارن اُسے لیے ہوئے ایرج کے پاس آیا ایرج اقبال شاہ
کا حال پہلے سن چکا تھا نہایت آزردہ خاطر بیٹھا تھا کہ قارن مع فرفک اور شعلہ شب گرد پہونچا اور کہا کہ یہ شخص حال
اقبال شاہ کا جانتا ہے ایرج نے اُس سے پوچھا اُسنے جو کچھ کہ اسد کہہ گیا تھا سب بیان کیا ایرج کو تسکین ہوئی اُسی وقت
زرجام کو زندانخانے سے بلایا قید اُسکے بدن پر سے دور کی سروقد تعظیم کرکے پاس بٹھایا اور کہا کہ ای زرجام تقصیر میری
معاف کر اور خلعت دیا زرجام نے کہا کہ اسد نے کچھ کاروائی کی جب تو یہ تیری تعظیم و توقیر کرتا ہے زرجام نے کہا ای ایرج مین نے
پہلے تجھسے کہا تھا کہ مجھکو اپنا دشمن نہ جاننا اور اپنے بادشاہ کو گرفتار کرایا ایرج نے کہا کہ جیسا کیا ویسا پایا اور قارن سے کہا کہ
ای قارن تم زرجام کو گھوڑے پر سوار کرکے اپنے ساتھ لیجاؤ اسد فلان پہاڑ پر بیٹھا ہے جا کر اُس سے میرا سلام کہو اور زرجام
کو اُسے دیکے اقبال شاہ کو لے آؤ قارن نے گھوڑے پر زرجام کو سوار کیا گھوڑا با ساز و یراق مرصع آراستہ تھا
اور خلعت بھاری زرجام کو دیا تھا قارن زرجام کو لیے ہوئے وہان آیا جہان اسد پہاڑ پر بیٹھا تھا قارن نے جھککر
باادب سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ جس طرح حضور نے فرفک سے فرمادیا تھا ویسا ہی ایرج نے کیا یہ زرجام حاضر ہے
پس اسد نے زرجام کو دیکھتے ہی کہا کہ اقبال شاہ کو بھی خلعت پہنا کر لاؤ اُسی طرح اقبال شاہ کو گھوڑے پر سوار کرکے
قارن کے سپرد کیا اور کہا کہ ہمکو گلہ ایرج سے یہ ہے کہ اُسنے مطلق سکندری ہمین سے چار ہزار صندوق جواہر
و اشرفی کے پائے اور ہمکو ایک صندوق بھی نہ بھیجا آخر کو برادر بچہ ہے اُسکا دل کیا ہے ایسی ہمت اُسنے کہان پائی کھانے کو
اچھا اُسے ملا کچھ لگیا اصل پر آ پہنچی گیا مگر خیر وہ پاجی ہے تو اپنے واسطے ہے یہ ایک صندوق ہماری طرف سے اُسے دینا
اور ملازمون سے کہلا بھیجا کہ لاؤ صندوق اُسی وقت صندوق اطلس سے منڈھا ہوا لاکر قارن کو دیا کہ یہ ایرج کو
ہماری طرف سے دینا اور ہماری دعا کہنا قارن اقبال شاہ کو اور اُس صندوق کو لیکر روانہ ہوا ہر قدم پر
تعریفین اسد غازی کی کرتا جاتا تھا مگر بعد قارن قہر مین کے رخصت کرنے کے اسد نے کہا کہ ای چچا قتلح و ای
چچا اندلس اب چلکر چھوٹے نانا الندھور بن سعدان کو دیکھیے اور مالک بن ملکوت شاہ کو چلکر یہ سزا
پہونچانا ہے اور جو مین نہ جاؤنگا تو مالک بن ملکوت شاہ صاف نکل جائیگا اُسکو زجر و توبیخ کرکے پھر اُس آفتاب پرست
کی خدمتگذاری مین آؤنگا یہ کہکر اپنے رفقا اور قزاقون سمیت ملک سائل کو روانہ ہوا ادھر قارن اقبال شاہ
کو ایرج نوجوان کے پاس لایا ایرج نے احوال پوچھا قارن قہر مین نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان جو اسد غازی
کو دیوانہ کہتا ہے وہ خود دیوانہ ہے اور جو اسد غازی کو نامرد کہتا ہے وہ خود نامرد ہے اسد مرد مردانہ اور شیر فرزانہ
ہے اور وہ دبدبہ اُسکے چہرہ سے برستا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیر بیٹھا ہے وہ باتین کرتا تھا میرا بند بند کانپتا تھا مین نے ایسا

بہادر نہیں دیکھا اور گمان کیا ہے کہ آپ نے خزانہ پایا اور مجھکو کچھ اُسمین سے نہ دیا اسد نے یہ صندوق آپکو بھیجا ہے
اور آپ مالک سبائل کو مالک بن ملکوت شاہ کی بیٹی کے واسطے کیا ہے ایرج نے کہا لاؤ کہاں ہے وہ صندوق
دیکھوں قارن قمر بین نے صندوق ایرج کے سامنے رکھا ایرج نے کہا کہ یہ صندوق تو میرے صندوقوں میں
کا ہے ارے کھولو تو اس صندوق کو جو کھولا جواہر بیش بہا اور اشرفیاں کہ جنپر سکہ سکندر ذوالقرنین کا تھا نکلیں ایرج نے
پکارا کہ یہ میرا صندوق ہے ارے بلاؤ خزانچی کو جب وہ آیا کہا کہ ہمارا خزانہ نہیں ہے اُسنے عرض کیا کہ آپکے صندوق
اُسی طرح مقفل ہیں ایرج بولا کہ ایک صندوق اُٹھا لاؤ میں دیکھوں تو خزانچی بموجب حکم کے صندوق اُٹھا لایا جونہیں
اُسے کھولا کیا دیکھتے ہیں کہ اندر اُسکے سرگین اور کنکر پتھر پڑے ہیں اور خاک بھری ہوئی ہے اور صندوق منگوا کر
کھلوا اُنمین سے بھی یہی بلا نکلی بس ایرج نے سر پیٹ لیا اور کہا افسوس یہ دیوانہ مجھے لوٹ لیگیا ارے یارو
اسے دیوانہ کون کہتا ہے یہ تو لاکھ سیانوں کا ایک سیانہ ہے اُسنے کلیجا میرا لٹکا دیا قسم ہے شیر اعظم کی کہ اگر ہمزہ سے
سامنا ہوتا تو مجھے اندیشہ نہ تھا مگر اس دیوانے نے مجھے دیوانہ کر دیا خیر جائیگا کہاں میرے ہاتھ سے جب ہاتھ لگیگا
سزا اسے معقول دونگا یہ کہکر کہا کہ صندوقوں کو صاف کر دیں اور ملک گیری کر کے خزانہ جمع کر دونگا اور حکم کیا کہ کوچ ہو طرف
ملک سبائل کے یہ تو تعاقب میں اسد غازی کے روانہ ہوا لیکن اسد خدمت لندھور بن سعدان میں آیا
سلام کیا پاس آکر بیٹھا لندھور بن سعدان نے پوچھا اے شہزادے اسد بن کرب غازی کہاں سے آتے ہو
اسد نے تمام حال ایرج کا بیان کیا اور کہا کہ نانا جان اُسنے جو خزانہ کہ طاق سکندری میں سے پایا تھا وہ
سب میں اڑا لایا چار ہزار صندوق طلائے خالص کے آپکے واسطے لایا ہوں یہ لیجیے اور اسکا سکہ بنوا کر سپاہ
لشکر میں بٹوا دیجیے لندھور بہت ہی خوش ہوا اور سکہ کر کے لشکر میں بٹوا دیا دوسرے دن اسد غازی نے لندھور
کو تنہا کر کے کان میں کہا کہ چھوٹے نانا مالک بن ملکوت شاہ کو قید کر لیجیے کس واسطے کہ یہ اندر سے ترسا ہے
مسلمان ہوا ہے مجھے موافق نہیں ہے جس وقت یہ سنیگا کہ ایرج پہنچا بھاگ کر چلا جائیگا لندھور بن سعدان
نے کہا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ مسلمان نہیں اور ایرج کے پاس کیونکر چلا جائیگا اسد غازی نے جو نامہ ایرج
کا بیچ راہ سے لیا تھا وہ لندھور بن سعدان کو دیا کہ ملاحظہ فرمائیے لندھور نے اُسے پڑھا تب بخوبی حال سے
آگاہ ہوا کہا کہ اگر مالک بن ملکوت شاہ اس نامے کو دیکھیگا کہیگا کہ میں نے تو ایرج کو کچھ نہیں لکھا ایرج نے
اگر مجھے لکھا ہے تو لکھا کرے مجھے اُس سے کچھ کام نہیں میں آپکے ساتھ ہوں تو پھر شرمانا پڑیگا اس نامے سے
مالک پر گرفت نہیں ہو سکتی اسد غازی نے کہا میں آپ پر اسکا کفر ظاہر کر دونگا اور نامہ لندھور سے
لے لیا اور ایک پیادے کو دیکر کہا کہ تو صورت آفتاب پرستوں کی بنا کر جا اور یہ نامہ مالک بن ملکوت شاہ
کو تنہائی میں دے اور یہ کہہ کہ یہ نامہ ایرج نے بھیجا ہے وہ بہت خوش ہوگا تجھے خلعت دیگا اور جو جواب اسکا
وہ لکھکر تجھکو دے تو اسکو میرے پاس لے آنا وہ پیادہ اُسی طرح مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا
وہ نامہ دیا وہ ایسا خوش ہوا کہ اچھلنے لگا اُس پیادے کو گلے سے لگا لیا اور ہر دم اُس سے پوچھتا تھا کہ
ایرج بہت اچھی طرح سے ہے وہ کہتا تھا کہ ایرج نوجوان بڑی شان و شوکت سے ہے طلسم توڑا ہے خزانہ نکالا ہے
اقبال شاہ ساتھ ہے جو جو یہ باتیں مالک بن ملکوت شاہ سنتا تھا خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا آخرکار اُس
پیادے کو جواب نامہ لکھکر دیا اور خلعت بخلعت کر کے روانہ کیا اور کہا کہ تو جلد یہاں سے چلا جا القصہ وہ پیادہ وہ جواب
لیے ہوئے اسد غازی کے پاس آیا اور سارا حال اسد سے بیان کیا اسد نے لندھور بن سعدان کو

اسکے پاس لایا اور جواب نامے کا دکھلایا لندھور بہت خوش ہوا اسد غازی کو گلے سے لگا لیا اور کہا مرحبا صد مرحبا آفرین صد آفرین صبح کو مالک بن ملکوت بہت خوش و خرم باین ارادہ آیا کہ آج شکار کی رخصت لیجیے اور ادھر سے اُدھر چلے جایے بارگاہ میں آیا اور سلام کرکے بیٹھا پہلو میں اسد کو بیٹھے دیکھا جی میں کہا کہ بلا تو گئی تھی پھر کہاں سے پیدا ہو گئی بس یا تو خوش تھا یا مرجھا گیا اسد نے پوچھا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ آج تم محظوظ نہیں کیا وجہ ہے کہ مجھے دیکھتے ہی پژمردہ ہو گئے میں نے تمھارا کیا بگاڑا ہے کیا ایذا پہونچائی ہے کچھ کہو تو مالک بن ملکوت نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ آج مجھ پر کیا اعتراض ہے کہ حضور یہ کلمہ فرماتے ہیں اسد غازی نے کہا کہ ای مالک تو جانتا ہے کہ میں بیخبر اُس رات کو نامہ ایرج کا تیرے پاس پہونچا اور جواب میں نامے کے تو نے ایسا کچھ لکھا میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی کہ تو نے لکھا کہ اسد کے ہاتھ سے جگر خون ہو گیا ہے آپ کے پاس پہونچونگا تو عرض کرونگا ظاہر میں اسلام لایا ہے اور باطن میں بھاگنے کی فکر میں ہے مالک بن ملکوت شاہ نے عرض کیا کہ میں ان باتوں سے آگاہ نہیں ہوں کسی دشمن نے ازراہ بغض مجھ پر بہتان کیا ہے اسد غازی نے کہا اگر یہ بات سچ ہو تو تیرا کیا حال مالک بن ملکوت نے کہا کہ جو چور کا حال وہ میرا حال اسد بولا ہے یہی بات مالک نے عرض کیا کہ ہاں اسد غازی نے کہا کہ سب شاہد ہیں بعد اُسکے حکم دیا کہ لاؤ اُس پیادے کو اُسی وقت وہی پیادہ جو رات کو مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا تھا آکر موجود ہوا اور اُسنے جواب نامے کا جو مالک بن ملکوت نے لکھا تھا وہ دیا پس مالک اُسکو دیکھتے ہی کانپ گیا اور ایسا خوف غالب ہوا کہ مارے ڈر کے پیشاب خطا ہو گیا رنگت زرد ہو گئی اسد غازی نے نعرہ کیا کہ باندھ لو اس حرامزادے کو پس لوگوں نے دوڑ کر مالک اور سنبلہ و قیلمہ زنگی اور انتر صبا اور لفرطرا اول کشتی گیر وغیرہ سب کی مشکیں باندھیں آہنگروں کو بلا کر غل و زنجیر میں گرفتار کروا یا زندانخانے میں بھیجدیا اور لشکر جو اسکے ساتھ تھا اُسکا محاصرہ کر لیا خزانہ سب لوٹ لیا لندھور بہت شاد ہوا کہا کہ ای شاہزادے اسد بن کرب غازی اب ایرج کے مقدمے میں کیا کہتے ہو اسد نے کہا کہ آپ بزرگ ہیں جو بہتر جانیے وہ کیجیے میں آپ کے سامنے کل کا بچہ ہوں آپ پیر جہان دیدہ و کار آزمودہ ہیں میں ناتجربہ کار ہوں البتہ آپ تو صاف آدمی ہیں میں عیار ہوں لندھور بن سعدان بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی شخص جا کر راستہ شہر فرنگوشیہ کے ایرج کو روکے جبتک میں لشکر تیار کرکے آؤں اور اُس آفتاب پرست سے مقابلہ کروں اسد غازی نے کہا کہ میں موجود ہوں جا کر اُسے روکونگا لندھور نے کہا کہ صاحبزادے میں کیونکر کہوں کہ جا کر اُس زبردست سے سامنا کرو ایرج بلائے بے درمان و آفت جان ہے خدانخواستہ تمکو اگر گزند پہونچی تو میں روسیاہ ہوا میں اپنے سرداروں میں سے کسی کو بھیجونگا اسد بولا چھوٹے نانا اُس کے پاس فروش بچہ بازاری کی کیا حقیقت ہے ایک گھڑی کے ساتھ باجی کا پیشاب خطا ہو جاتا ہے میں جا کر اُسے تنبیہ کرونگا جبتک آپ آئیں میں اُسے آگے نہ بڑھنے دونگا اور جو آپ مجھے نہ جانے دینگے تو میں رنجیدہ ہونگا اور ناچار [illegible] بغیر موت آئے کوئی کسی کو مار نہیں سکتا ہے [illegible] سُنا ہے آپ نے شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے + نبرد رگے تا نخواہد خدائے + لندھور بن سعدان نے کہا کہ صاحبزادے اچھا جاؤ خدا آپ کا نگہبان ہے اسد بن کرب غازی اُسی وقت اپنے رفیقوں سمیت [illegible] روانہ ہوا راستہ فرنگوشیہ کا لیا بعد اُسکے لندھور بن سعدان نے کہا کہ رہنا میرا اس مقام پر لاحاصل ہے لشکر تو عادل شیر دل کے حوالے کیا اور کہا کہ تم پیچھے پیچھے آؤ میں آگے چلتا ہوں کس واسطے کہ اسد غازی جا چکا ہے اور چالیس ہزار سوار لیکر

نقابدار سفید پوش بنکر روانہ ہوا لیکن ایرج نوجوان کا حال سُنیئے کہ بہ کوچ بہ کوچ چلا آتا ہی یکمرتبہ فرنگو شیہ سے
گرد وغبار کا تتق اُٹھا کہ سپہر دوار کو تاریک کردیا آواز بوق کے بجنے کی آئی ایرج نوجوان نے اپنے رفقا سے کہا
کہ یہ تو دیوانہ آتا ہی سبھوں نے عرض کیا کہ آمد تو اُسی کی ہی یہ کہتے تھے کہ گردش ہوئی اور اسد بن کرب غازی
چوبیس ہزار قزاقون سے پہونچا صف باندھی میدان مین آکر نعرہ کیا کہ او بزار بچہ کرپاس فروش آ میرے مقابلے
کو حال تجھے معلوم ہو جائیگا مالک بن ملکوت شاہ کو قید کرکے تیری گوشمالی کرنے آیا ہون ایرج نوجوان
نے اپنے دل مین کہا کہ یہ دیوانہ کیا بہادر وجری ہی از بسکہ مجھسے عہدہ برا نہیں ہوتا اور پھر مانند شیر کے تیرے
سامنے آتا ہی مجھسے ناحق کی عداوت وبغض رکھتا ہی اور اپنے سرداروں سے رخصت ہو کر فوراً مقابلے مین
اسد بن کرب غازی کے آیا بعد تکا ورزی کے ایرج نوجوان نے کہا کہ ای اسد غازی تو عبث مجھسے
عداوت رکھتا ہی اسکا کیا باعث ہی ارے یہ وضع چھوڑ دے کہ تو کسی طرح مجھسے عہدہ برا نہ ہو سکیگا
ناحق تو اپنے کو ہلاکت مین ڈالتا ہی اسد بن کرب غازی نے کہا او بزاز بچہ تو اپنے دل مین یہ گھمنڈ
رکھتا ہی کہ مین زبردست ہون ارے مین نے مارے تلواروں کے تجھے اُلو کردیا تو پھر کام نہ کیا اور
نام اسد غازی نہ رکھا دیکھون کیا بہادری اور کیا دلیری تو کرتا ہی قدرت خدا کی کل کپڑا بیچتا تھا آج
بہادر بنا ہی دیکھون تو کہ تو میرا کیا بناتا ہی لا حربہ اپنا ایرج نوجوان نے کہا او دیوانے بدبخت مجہول العقل
کیون شامت تیری آئی ہی قسم ہی پیر اعظم آفتاب تابان کی یہ سب زبان درازی تیری بُھلا دونگا
بہتر یہ ہی کہ اطاعت اور فرمانبرداری میری اختیار کر ورنہ بہت پچتائیگا اسد بن کرب غازی غیظ وغضب مین آیا
اور پکارا کہ او پاجی نالائق کیا بکتا ہی اُس وقت ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار رہ اور نیزہ اسد غازی
پر مارا اسد بن کرب غازی نے نیزے کو تلوار سے قلم کیا اور دو ہی تلوار ایرج نوجوان پر ماری ایرج
نوجوان نے تلوار سپر پر روکی اسد بن کرب غازی نے دوسری تلوار ماری وہ بھی روکی اب اسد بن
کرب غازی پر بس پڑا کہ ایرج نوجوان کو وار اُسکے روکنا مشکل ہو گئے اسد غازی نے سر سے پانون تک
تلوار کا جھاڑ باندھ دیا جھڑا جھڑ تلوارین مار رہا ہی اور ایرج نوجوان کا بھی یہ عالم ہی کہ ہمہ تن چشم بنا ہوا کہ
جہان تلوار ماری وہین نگاہ پہونچی اور فوراً اُسکے وار کو روکا دو گھڑی اسد بن کرب غازی نے تلوار
کا مینھ برسایا آخر کو ایک مقام پر اسد غازی کا ہاتھ سُست پڑا اب ایرج نوجوان نے تھپکی دی کہ تلوار
چوٹ پڑی ایرج نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکے
یا پیر اعظم کہکے اُٹھا لیا اور کہا کہ بتا پیارا اب کیا حال کرون اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تو مجھے قتل کر
مگر قزاقون نے ارادہ کیا کہ اسد غازی کی مدد کرین اسد غازی نے آواز دی کہ خبردار تم لوگ میری
مدد نہ کرو جاؤ اپنے مقامون پر اور پہلے بھی اسد بن کرب غازی نے ان سب سے کہدیا تھا کہ اگر
مین گرفتار ہو جاؤن تو تم سب چلے جانا اور میری مدد نہ کرنا پس قزاقون نے پکار کے کہا کہ ای آفتاب پرست
اگر تو نے ایک رونگٹے کو ہمارے آقا کے ایذا دی تو ہم تجھے بھی مار ڈالینگے یہ کہکر بوق بجا بجا کر
صحرا کا راستہ لیا یہان ایرج نوجوان نے اسد بن کرب غازی کو زمین پر پٹکا مشکین باندھیں اور اپنی
بارگاہ مین لایا کہا کہ ای دیوانے اگر تو دین آفتاب پرستی قبول کرکے میرے ساتھ رہ اور یا آمادہ مرگ
ہو دنیا سے قضا ہوا اسد بن کرب غازی نے کہا کہ او بیہودہ فلک سفلہ پرور یہ کہ تجھ نالائق سے ہار کر

مجھے گرفتار کرایا تو شوق سے میرا سر کٹوا کر فرخ تاجر کی جورو کے واسطے بھیجدے کہ وہ بہت خوش ہوگی اور اگر
تجھکو یہ خیال ہو کہ میں تیری اطاعت کرونگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مجھکو جان دینا قبول ہے اور تیری
اطاعت نہیں قبول ہے ایرج نوجوان نے کہا او دیوانے کل تجھے قتل کرونگا آج تو شام ہوگئی اور آہنگروں
کو بلا کر کہا کہ اسے غل و زنجیر میں مسلسل کرو اور بھیجو زندانخانے میں اقبال شاہ نے کہا کہ ای زبدہ
آفتاب نشان اسد غازی کو اسکے عیار چھڑا کر لیجائینگے اور پھر یہ دیوانہ کبھی نہ ہاتھ لگیگا ایرج نوجوان
نے کہا کہ میں اسکو بہت احتیاط سے رکھونگا کوئی اسکا سراغ بھی نہ پائیگا یہ کہکر اسد بن کرب غازی کو
صندوق میں بند کیا اور خزانچی کے حوالے کیا اور کہا کہ صندوقوں میں جواہر کے اسے بھی رکھو صبح کو میں
منگاؤنگا خزانچی صندوق اٹھوا لیگیا اور قفل دیکے جواہر خانے میں رکھدیا اور چوکی پہرے والوں
کو تاکید کی کہ خبردار آج غافل نہ ہونا آج بڑی رقم یہاں رکھی ہے انھوں نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے
ہم بہت ہوشیار رہینگے قضا سے کار و اتفاقات روزگار جہاں لشکر ایرج نوجوان کا اترا ہے سامنے
ایک پہاڑ ہے اس پہاڑ پر ایک شخص رہتا ہے نہایت بہادر و شجاع [illegible] ہے مکار زمانہ قطاع الطریق
دل مردم خوار نام اسکا خضر غلام شیر دل ہے ہمیشہ لوٹ مار پر اوقات بسری اسکی ہوتی ہے اور چالیس
چیلے اسکے ساتھ ہیں وہ بھی [illegible] اور آفت روزگار ہیں اور خضر غلام شیر دل لقا پرست ہے
سنا اسنے کہ لشکر ایرج نوجوان کا اترا ہے طلسم طاق سکندری توڑکر مال و خزانہ بہت سا لایا ہے خضر غلام
شیر دل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بادشاہ [illegible] آزاری کا ہم کرتے ہیں اور رہزنی لوٹ مار پر اوقات گذارتے ہیں
اس وقت معلوم ہوا ہے کہ ایرج نوجوان کے لشکر میں جواہر بہت ہے اور جواہر خانہ اسکا لوٹا تو ایک مدت تک کھائینگے سبھوں نے
عرض کیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ ہیں چلیے پھر خضر غلام شیر دل اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوا سر شام
سے لشکر ایرج میں داخل ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتا ہے یہانتک کہ قریب خزانے کے پہونچا چہار طرف سبھوں کو
پھیلا دیا جب رات زیادہ گئی تو ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اڑانا شروع کی کہ سب پہرے والے اور
خزانہ دار بیہوش ہوگئے پس خضر غلام شیر دل نے اسد بن کرب غازی کا صندوق کہ سب سے بڑا تھا
اسکو اٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا تمام طلایہ کی گشت سے بچتا ہوا اور راستہ کو کاٹتا ہوا صحیح و سلامت لشکر سے
نکلا اور پہاڑ پر پہونچ کر خضر غلام شیر دل اپنے مکان میں آیا پہلے ان چالیسوں نے صندوق اپنے اپنے
کھولنے شروع کیا اور جواہر نکالا خضر غلام شیر دل نے کہا کہ بھائیو میرے صندوق میں سب سے اچھا
جواہر ہے دیکھو میں ابھی کھولتا ہوں یہ کہکر صندوق جو کھولا تو دیکھا کہ ایک آدمی مانند شیر کے بیہوش پڑا ہے
نہایت آزردہ ہوا سبھوں سے کہا کہ بھائیو ہماری محنت رائیگاں ہوئی سبھوں نے عرض کیا کہ آپ ہمارے سر
مالک ہیں یہ مال آپ ہی کا ہے جو آپ دیجیے گا وہ ہم لینگے مگر اسے ہوش میں تو لائیے احوال تو پوچھیے کہ
یہ کون ہے کیا اس سے تقصیر ہوئی ہے کہ ایسے مقام پر اسے بند کیا تھا خضر غلام شیر دل نے اسد غازی کو صندوق
سے باہر نکالا لخلخہ رفع بیہوشی دیا اسد غازی کی ناک سے چند قطرے آب کثیف کے گرے چھینک آئی آنکھ اسد کی
کھلگئی اپنے کو ایک مکان میں دیکھا اور چند عیار و شجاع قطاع الطریق گرد و اطراف میں کھڑے ہوئے تھے ایک شخص
کو دیکھا بہت وجیہ لاکھ بہادر و شجاع کھڑا ہوا ہے مگر آزردہ ہے اسد نے کہا کہ تم لوگ کون ہو اور مجھے کون چھڑا لایا ہے
خضر غلام شیر دل نے کہا کہ میں بد قسمت ہوں کہ جواہر سمجھ کے لایا تھا جواہر تو نہ نکلا آپ نکلے اسد غازی ہنسا

اور کہا کہ اے عزیز تو ناحق رنجیدہ ہی تجھکو بڑا فائدہ ہوگا تو مجھسے واقف نہین کہ مین کون ہون قمر غلام نے کہا کہ کیا فائدہ مجھکو
ہوگا اور تو کون ہی یہ جانتا ہون کہ تو ایسا خطاوار ہی کہ تجھکو خزانہ مین چھپا کر رکھا تھا مقرر صبح کو تجھے قتل کرینگے افسوس کہ مال میرے
ہاتھ سے گیا اسد نے کہا کہ ایک صندوق کے عوض دس صندوق مین تجھے زر و جواہر کے دونگا کہ پشت تا پشت تک تیرے کھانے کو
کافی ہوگا اور کہنو گا ارے مین تو نواسہ حمزہ صاحبقران کا اسد دلاور ہون اور تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا بیان کیا اور
کہا کہ اے قمر غلام جو بیس ہزار قزاق میرے ساتھ ہین اور مین نے مال و خزانہ ایرج کا بہت سا لوٹا ہی تو جسقدر کہیگا مین
تجھے دونگا اب تو قزاقی سے توبہ کر میرے ساتھ رہ مسلمان ہو مین تیرا بڑا ممنون ہون قمر غلام نے جو سنا کہ یہ اسد ہین کہ سپہ
نثاری ہی اور وضع بھی اسد کی پسند آئی ایک محبت اسد سے ہوئی پس قمر غلام مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھا اسد نے کہا کہ کوئی
گھوڑا سواری کو لاو قمر غلام نے گھوڑا حاضر کیا اسد سوار ہوا وہان آیا جہان اسکے لوگ تھے سب رفیقون نے جو اپنے آقا کو دیکھا
نہایت خوش ہوے عرض کی کہ شہریار ہم سب اسی فکر مین تھے کہ اپنی جانین دین یا آپ کو چھڑا لائین اسد نے کہا کہ یارو ہنوز جبتک
میری قضا نہین ہی کوئی مجھے مار نہین سکتا اور تم سبھون سے مین کہے دیتا ہون کہ جب مین گرفتار ہوجایا کرون تو تم سب الٹے پھر کر
نکل جایا کرو اور جو ٹھہر دیگے تو گرفتار ہو کے مارے جاوگے تمہارا خون تمہاری گردنون پر ہوگا ابھی دیکھو کہ خدا نے مجھے کیونکر
چھڑا لیا اور چچا قتلاج چلو لشکر ایرج پر وہ پاجی تو میرے قتل کرنے کی فکر مین ہی آؤ چلکر قتل کرون قتلاج نے اتنا تو کہا
کہ صاحبزادے ابھی اسکی قید سے چھوٹ کر آئے ہو دو ایک روز تو صبر کرو اسد نے کہا کہ چچا کچھ نہین خیر ہی مین جا کر مارونگا
آپ جی چاہے چلیے اور جی چاہے نہ چلیے یہ کہکر لوٹ بچائی کہ قزاقان تیار شو یہ سنتے ہی تمام قزاق تیار ہوے اسد نے نقاب
بنفشہ رنگ منہ پر ڈالی اور بیابان کی طرف روانہ ہوا آکر لشکر پر ایرج کے گرا قتل کرنا شروع کیا غل ہوا کہ نقابدار نقابہ پوش
روز خون گرانا ہی سبکو مارے ڈالتا ہی ایرج صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی اقبال شاہ بھی تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور چاہتا ہی کہ
اسد کو خزانہ سے بلوائے اور قتل کرے کہ غلغلہ نقابدار کا سنا کہ لشکر پر گرا ہوا قتل کر رہا ہی بجلدی تمام سوار ہو کر آیا [illegible]
تمام لشکر ایرج کا تیار ہوگیا ہی اور کہہ رہا ہی کہ یہ غضب کہان سے آیا کہ جو آکر لشکر پر گرا ہی ایرج صفون کو چیرتا ہوا وہان
آیا جہان نقابدار لڑ رہا ہی نعرہ کیا کہ باش او نقابدار مفلک روزگار کہان جاتا ہے آیا مین نقابدار للکارا کہ او [illegible]
تو میرا کیا کریگا یہ کہکر مقابل ہوا اور لگا تلوارین مارنے دیکھنے والے کہتے تھے کہ کیا بہادر ہی کہ ایرج کو مہلت دم لینے کی
نہین دیتا تلوار پر تلوار اسطرح برسا رہا ہی گویا ساون بھادون کی جھڑی لگی ہی جب نعرہ کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ ابر نوبہار
گرج رہا ہی غرض ایسے تلوارین کھائین کہ ایرج کو روکنا مشکل ہوگیا لیکن ایرج اپنے دل مین کہتا ہی کہ یہ شمشیرزنی
تو اسی دیوانے کی معلوم ہوتی ہی مگر وہ کہان وہ تو میرے خزانہ مین قید زندانہ ہین مقفل ہی یہان تو [illegible]
ہی وہان اسد کی یہ کیفیت ہی کہ تلوار پر تلوار لگا رہا ہی کبھی ہاتھی مارتا ہی کبھی سر دکھلا کر [illegible] مارتا ہی کبھی [illegible]
مارتا ہی وہ تیاری باندھی ہی کہ کسیطرح رکتا ہی نہین تلوار ہی کرا کہ بجلی درمیان لشکر کے کوندتی ہی آخر [illegible]
[illegible] ہوا ایرج نے تلوار اسد کی چھین کر [illegible] الگ [illegible] لیا اور کہا کہ او دیوانے [illegible]
ارے تجھکو کون چھڑا لیگیا تھا اسد بولا کہ میرا [illegible] قزاقون کو آواز دی کہ تم سب چلے جاو [illegible]
گھوڑے سے اٹھا کر لیتے ہوے چلے گئے [illegible] اسد کو [illegible] اسیطرح ہاتھ پیر [illegible] بارگاہ مین لا کے [illegible]
باندھین حکم ہوا کہ جلاد کو بلاو اور جلدی اسکی گردن مارو [illegible] اور کہا کہ او دیوانہ [illegible] اب بھی میری اطاعت کر [illegible]
و شجاعت پر عاشق ہون [illegible]
دشمن نہین ہون اسد بولا [illegible] بازاری [illegible] عاشق [illegible]

جو ور و تجھے ضرور عاشق ہو تو میرا سر کٹوا کر اُسکے پاس بھجوا دے وہ تجھسے بہت خوش ہوگی اور تمام عمر تیری احسانمند رہیگی یہہ جو نہین
یہ کلمہ اسد کے منھہ سے ایرج نے سنا نہایت برہم ہوا اور بسبب غصہ کے قشعر یرہ ہو گیا اور کہا آہ دیکھو اُس سخن ناشایستہ کی سزا ابھی
تجھکو دیتا ہون یہ کہکر دریافت کیا کہ کوئی جلاد ہے اُسیوقت ایک جلاد لمبا تڑنگا قوی ہیکل قوی بازو قوی تن بیج تو یہہ ہو کہ اُسکے
قد ناموزون کا بیان مین زبان قاصر ہے شعر حال کیا قامت کا اُس جلاد کی ترقیم ہو ٭ تھا دو بالا کچھ قد موزون درخت تار سے
سامنے آیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور بولا شہ سلطنت سلطان مبارک حکم جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعمہ بر صیاد چیست
کسکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے کون اسیر دام بلا ہے تا کہانی ہے ایرج بولا
کہ اے جلاد یہہ سپاہ اسکے خون کے پیاسے ہین چاہتے ہین کہ قطرہ خون اسکا پئین عرض کی جلاد نے کہ اے شہریار آفتاب پرستان
اگر حکم ہو تو اُسے بارگاہ سے باہر لیجا کر قتل کرون ایرج نے کہا کہ نہین یہین میرے سامنے قتل کر اگر تو باہر جائیگا تو
کوئی اسکا دوست تجھسے اسکو چھڑا لیجائیگا اور مجھکو کمال رنج ہوگا جلاد نے عرض کیا بہت اچھا یہین گردن مارتا ہون غلام کو
کچھ جانے کا کام نہین ہے جو مرضی مولی ہمہ اولے اب مین منتظر ہین حکم کا ہون ایرج نے حکم دیا کہ اے جلاد جلد اسے قتل کر
جلاد نے فوراً جب حکم ایرج کے ایک چبوترہ رنگین کا بنا یا نطع آسپر ڈالا اب اسد کا ہاتھ پکڑ کر اسکے نطع پر بٹھایا اور کہا
کہ جو کچھ کھانا ہو کھا لے پینا ہو پی لے وصیت کرنا ہو کر لے جس عزیز کا دیدار دیکھنا ہو دیکھ لے جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے کہ وقت
تیرا آخر ہے اسد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بے اختیار دلکو رجوع طرف پروردگار عالم کے کیا اور دعا مانگنے لگا کہ اے خالق
عزت دینے والا بھی تو ہی ہے اور ذلت دینے والا بھی تو ہی ہے موت و زندگی لشکر کی تیرے ہی ہاتھ ہے تجھکو اختیار ہے جو تیری مرضی
مصلحت ہو وہ کر لیکن اسکے پیچھے فلک کج رفتار سے شکایت کرنے لگا کہ کیون فلک نا ہنجار رواہے گردش دن پر ورنہ پکار یہ کیا
یہ اشعار ہے کہ کسی سے تو موافقت نہین کرتا ہمیشہ تیری شکایت تجھسے کرتے ہین ہمیشہ تیرا یہی شیوہ رہا کہ تو نیکو کار لیسر نہ سعد
تا بہ دہ تخت ٭ بکے را بخاک اندر آرد ز تخت ٭ خیر تو بھی اپنا حوصلہ نکال لے کوئی حسرت تیری بھی دل مین باقی نہ رہ جاوے یہان تو
اسد بدرگاہ قاضی الحاجات دست مناجات بلند کیے یہ دعا کر رہا ہے اور شکایت فلک سفلہ پرور مفت کر رہا ہے وہان کا اب
حال سنیے کہ ایرج نے جلاد سے کہا کہ دیر کا ہیکو لگائی ہے اُسنے کہا کہ آنکھون مین اسکے پٹی باندھ لون تو ایک ہی ہاتھ مارتا ہون
یہ کہکر جلاد بیٹھا ایرج نے چاہا کہ یہ پٹی باندھتا ہے مگر جلاد نے اسد سے کہا کہ شہریار مین ایک غلام عمر خادم ہون حضور مین پھر
پاؤن کی رسی کاٹے دیتا ہون آپ میری گردن پر سوار ہو جیے مین لیے چلتا ہون یہ کہکر رسی کاٹ دی اسد اُچھل کر گردن پر سوار
ہو بیٹھا اور جلاد سیدھا ہوا غل ہوا کہ جلاد نے اسد کو اپنے اوپر سوار کر لیا ایرج نے نعرہ کیا کہ پکڑ لو اسے جلاد پکارا کہ او
آفتاب پرست منم عمر خادم شیر دل لیچلا اپنے آقا کو اب دیکھون تجھسے کون چھین لیتا ہے یہ کہکر اسد کو پیٹھ پر لیکر روانہ
ہوا اور خنجر برہنہ ہاتھ مین تھا جو سامنے آیا اُسے مارا اسیطرح تمام لشکر سے نکل کھڑا ہوا ایرج جب تک سوار ہو کر دوڑے
اور تعاقب کرے عمر خادم کا نام و نشان بھی نہ تھا ناچار ہاتھ ملکر رہگیا کہ ارے یہ دلاور کیا تھا دیکھو کس طرح میرے
ہاتھ سے بچا افسوس مگر اب جو ہاتھ لگیگا تو وہین مین سر اُسکا کاٹ ڈالونگا اور دوا ایک روز اسد کا انتظار کیا جب اسد شبخون
مارنے نہ آیا تو کوچ کرکے قلعہ گوشتیہ کو روانہ ہوا مگر عمر خادم نے اسد کو صحرا مین لاکر اتارا رسیان ہاتھون کی کاٹین مرکب پر سوار کیا
اسد اپنے قلعہ مین آیا سبھون کو عید ہوئی سب دوڑ دوڑ کر لپٹنے لگے لیکن اب اسد نے اپنے دل مین عہد کیا کہ ایرج سے اب
سر بکف ہوکر مقابلہ کرونگا اور وہان سے لندھور کے پاس روانہ ہوا لیکن اُدھر ایرج کوچ بکوچ چلا جاتا ہے قریب قلعہ گوشتیہ
پہونچا ہے کہ دیکھا ہے کہ گرد و غبار کا انتق اٹھا ہے کاروان کو خبر کیو اسیلئے بھیجا کہ گرد شتو ہوئی اور نقابدار چالیس ہزار
سوار سے نمودار ہوا اور مقابل مین لشکر ایرج کے صف باندھی اُدھر ایرج کے لشکر مین صف آرائی ہوئی نقابدار مرکب

چمکا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا ایرج مرکب کو بڑھا کر مقابل ہوا لگا ور رزنی ہونے لگی دونوں رکاب برابر سے مرکبوں کو
رانوں میں مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے لقا بدار نے کہا اے ایرج تو تو ملک باختر میں آیا ہے کیا باعث ہے یہ ملک لیا ہوا
حمزہ صاحبقران کا ہے ایرج نے کہا اے لقا بدار تو نہیں جانتا کہ لقا نے ملک باختر بخوشی مجھے بخشا ہے اور دختر بھی اپنی بخشی
دی ہے حمزہ نے تو جبر و تعدی لقا سے ملک چھینا ہے میں جسطرح ہوگا ملک باختر لونگا لقا بدار بولا کہ کیا مجال کسیکی کہ ملک
باختر کیطرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے ہم ملازم حمزہ کے ہیں ایرج بولا خیر حال معلوم ہو جائیگا حمزہ تو میری ہیبت سے شہر
بھاگ گیا اب تو اسکا ملازم پیدا ہوا ہے دیکھوں کیا کرتا ہے اے لقا بدار میری اطاعت کر نہیں تو ہاتھ سے میرے ذلیل ہوگا
لقا بدار بولا اے آفتاب پرست تجھے بڑا گھمنڈ ہے غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی برابر رہے ایرج نے گرز مارا لقا بدار نے
رد کیا اور اپنا گرز مارا کہ مرکب ایرج کا مارا گیا ایرج دوسرے مرکب پر سوار ہو کر تلوار کھینچکر دوڑا خوب تلوار چلی کہ تلوار دونوں
آریان چنگلوں ہاتھوں سے پھینک دیں اور مرکبوں سے اتر کر لگے کشتی ہونے تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز زور آزمائی
ہونے لگی کبھی ایرج لقا بدار کو ریل لیجاتا ہے اور کبھی لقا بدار ریلے دوڑتا ہے ایرج نے لقا بدار کو قدم لیا کہ … دیا کہ دہنا
گھٹنا اور بایاں ہاتھ زمین سے لگ گیا مگر لقا بدار نے گھٹنے کی کھا کر لنگر چہار اساق باندھ کے غرق ہو گیا ایرج نے خوب زور کیا
جب لنگر نے لقا بدار کے جنبش نہ کھائی ہاتھ اٹھا لیا اب لقا بدار ایرج کو لیکر دوڑا وہی آنکھ لو قدم بھی لیگیا اور جھٹکا دیا
کہ بایاں گھٹنا اور دہنا ہاتھ ایرج کا زمین پر جا لگا مگر لنگر چہار البیشت باندھ کے غرق ہو گیا لقا بدار نے ہر چند زور کیا کچھ
اسیطرح کئی مرتبہ زور ہوئے انجام کار ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کون ہے دیکھوں تو سہی اور ہاتھ بڑھا کر نقاب لقا بدار کا الٹ ڈالا
ریش سفید لندھور کی دیکھی ایرج نے لندھور کو جو دیکھا حیران ہوگیا اور کہا کہ قسم ہے نیر اعظم آفتاب تابان کی اگر میں جانتا
کہ آپ ہیں تو ہرگز نہ لڑتا اور اپنے دل میں کہا کہ اے ایرج اس پیرانہ سالی میں تو یہ قوت و طاقت ہے جوانی میں نہیں معلوم کیا عالم
ہوگا یہ حمزہ کا جو صاحب تھا اور قوت صاحبقرانی تھی کہ اسکو زیر کیا اور لندھور سے کہا کہ آپ کیوں منہ پوشیدہ ہو کر لڑے
لندھور بولا میں اسواسطے منہ پوشیدہ لڑا کہ تمپر ظاہر ہو جاوے کہ تم مجھپر غالب نہیں ہو سکتے اور میں تمپر کسطرح زیادتی نہ کر سکا
ایرج بولا کہ لندھور حمزہ نے تمہیں کسطرح زیر کیا تھا میں نے سنا ہے کہ حمزہ کی … تم مسلمان ہوئے حلقہ غلامی کا کان میں
پہنا لندھور نے کہا اے ایرج جو تم کہتے ہو سچ ہے پہلی مرتبہ ملک ہندوستان میں لیا ہے ہوا تھا مگر حمزہ قدرت رب جلیل سے …
پسندیدہ جبرئیل ہے کئی مرتبہ مجھکو زیر کیا ایرج نے کہا مرحبا جسکا ملک کھاوے اسکو ایسا ہی بڑھانا چاہیے لندھور بولا اے ایرج
ہم تجھکو نہیں لوینگے جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھر کر آئینگے اور تجسے مقابلہ ہوگا تو حال معلوم ہو جائیگا کہ میں کچھ بولوں
یا چپ رہوں ایرج نے کہا اے لندھور یہ تو ظاہر ہے کہ ہم تم دونوں برابر ہیں مگر میں ملک باختر کو لونگا لندھور بولا اے ایرج
اگر تو … ہے تو میں تیری بیعت کرنیکو موجود ہوں مگر چند شرائط مجھسے اور تجھسے ہو جاویں تم اسپر قائم رہو … کرو
جبتک حمزہ ظلمات سے پھرے ایرج نے کہا کہ مجھے سب قبول ہے لندھور نے کہا کہ ہم تم خیمہ میں چلکر بیٹھیں تو پھر گفتگو ہو ایرج
تو تم بھی تھکے ہو میں بھی ماندہ ہوں ایرج بولا کیا مضائقہ ہے دونوں اپنی اپنی طرف گئے کھانا کھایا آرام کیا صبح کو دونوں
لشکروں کے درمیان میں ایک خیمہ ایستادہ ہوا ادھر سے لندھور عادل شیر دل فاضل شیر دل کو اپنے ساتھ لیکر آیا ادھر
ایرج سیما ور شکست دراز گردن کو ہمراہ لایا دونوں نے سلام کیا لندھور بھی دست بسر ہوا خیمے میں آکر آپس میں دونوں
بیٹھے اور عیش و طرب کے ایرج نے کہا فرمائیے وہ شرطیں کیا ہیں لندھور نے کہا اے ایرج تمہارا ارادہ ملک گیری کا ہے یہ سب
ملک حمزہ کے لیے ہوئے ہیں سب مسلمان ہیں تم جس شہر کو چاہو پہلا الگ کو نامہ لکھو اگر میری بیعت کرا اور خراج تجھے دے تو
بہتر ہے دین و آئین سے متعرض نہ ہونگا اگر وہ مانے تو بہتر ورنہ تم آپ سے لڑو میں اسکی طرفداری نہ کرونگا دوسرے یہ کہ …

جہان سے لو نصف بانٹ لو ایرج نے کہا مجھے سب کہنا آپکا قبول مگر معاملہ اسد کا کیونکر ہوگا لندھور بولا اے ایرج وہ
نواسہ ہے حمزہ کا بیٹا اسکے مقدمہ میں کچھ دخل نہیں ہے پس لندھور نے ایرج کی بیعت کی خیموں سے اٹھکے لندھور اپنے خیمہ میں
آیا رفقاے لندھور بھی مع لشکر آپہنچے سب گرد و اطراف میں بیٹھے کہ اس اثنا میں اسد مع رفیقوں کے آیا اور سلام کیا لندھور
نے تعظیم کی اور برابر بٹھایا اسد نے کہا کہیے تنہائی میں کیا گفتگو ایرج سے ہوئی لندھور نے کہا کہ میں نے بموجب وصیت امیر کے
اسکی بیعت کی کیونکہ فرماتے تھے کہ اے لندھور اگر تو ایرج سے زور آزمائی میں برابر رہے تو تو اسکی بیعت کرنا جبتک میں ظلمات سے
پھروں لیکن میں اسیر تھا کبھی نہ آیا اور اکثر فرمایا کہ ایرج میری اولاد میں ہے جو کوئی اسے قتل کریگا میں اسکی ذریات تک زندہ
نہ چھوڑونگا اسد نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں آپنے تو اسکی بیعت کی ہے لندھور نے کہا میں عدول حکمی امیر کی کیونکر کرتا اسد نے
مونچھوں پر تاؤ دیکے کہا اے ہندی میں حیلہ سازیاں خوب جانتا ہوں نانا جان نے کبھی یہ حکم دیا ہوگا معلوم ہوا کہ آپ اسکے
ساتھ ہیں خیر ہمارا بھی خدا ہے اور نہایت آزردہ اٹھا اور کہا کہ ہم تو اس آفتاب پرست کو مارینگے اور ضامن کو بھی اسکے ساتھ
دیکھ لینگے یہ کہکر مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا چلا گیا اور ملکوت شاہ وغیرہ جو قید تھے انکو اپنے ساتھ لیتا گیا لندھور نے جو سنا کہ اسد
قیدیوں کو بھی لیگیا ہے بولا کہ مجھے اسمیں کیا دخل اسنے تو مالک بن ملکوت شاہ کو پکڑا تھا بعد اسکے لندھور نے قیماس خان
داماد حمزہ کو بلایا اور بہت اعزاز و اکرام کیا اور قاسم کو یاد کرکے رویا بعد اسکے لندھور نے کہا اے قیماس خان میں پہلے ایرج سے
پوشیدہ ہی کر لیتا ہوں جب اسیر تھا کبھی نہ آیا تو بسبب ارشاد امیر میں نے اسکی بیعت کی جب امیر ظلمات سے پھر کر آئینگے
اسوقت سمجھ لینا قیماس خان نے کہا اے [illegible] سند میں کیا تھا اسکے [illegible] سے باہر رہوں جو مرضی تمہاری مجھے تمہارے کہنے سے انکار نہیں
یہ کہکر اٹھا اور بارگاہ سے باہر نکلکر سوار ہوکر شہر قیرگوشیہ کو چلا قیماس خان کا راستہ تھا راہ میں خیمہ اسد کا تھا دروازہ پر خیمہ کے
جو پہونچا تو کیا دیکھا کہ آواز رونیکی خیمہ میں سے چلی آتی ہے قیماس خان نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہے کہا کہ اسد کا قیماس خان
خیمہ میں آیا دیکھا کہ اسد بیٹھا ہے اور رو رہا ہے رفیق گرد بیٹھے ہیں قیماس خان کو صدمہ ہوا پاس آکر سلام کیا اور کہا کہ صاحبزادے
آپ کیوں روتے ہیں اگر یہ وزارت کی کہتے ہیں اسد نے کہا اے قیماس خان کیا گردش فلکی کا گلہ کروں کہ صاحبقران تو اس ملک کو
ملک ظلمات میں چھوڑ گئے مجھے اور اپنا نائب کر گئے تھے کہ یہ میرے ملک کو آباد رکھیگا سو یہ ہندی نمک حرام اس پیرانہ سالی میں
ایرج پر عاشق ہوا ہے چاہتا ہے کہ ملک کا انتظام خلل انداز ہوا اور وہ آفتاب پرست حرام [illegible] کھا کہ [illegible] ہوا
عہدہ برا نہیں ہوسکتا کہ کوئی میرے شریک ہو میں شاد رہوں تو کیا کروں اگر کوئی میرے شریک ہو تو میں اس آفتاب پرست کو
جبرا [illegible] قیماس خان نے عرض کیا کہ میں تمہارے شریک ہوں تمسے بیعت کرتا ہوں مجھکو اس ہندی سے کچھ سروکار نہیں
شاہی قیرگوشیہ مجھکو صاحبقران نے دیا ہے میں اس آفتاب پرست سے لڑونگا اسد قیماس خان سے بہت خوش ہوا گلے سے
لپٹا لیا کہا کہ بہادر ایسے ہی ہوتے ہیں اے قیماس خان تم اس آفتاب پرست سے سمجھ ہو کہ [illegible] قلعہ کے اندر بیٹھے رہو
اگر [illegible] قلعہ پر پہونچے [illegible] مالک بن ملکوت شاہ کو تمہیں دیتا ہوں جب وہ قلعہ کے دروازے پر پہونچے تم مالک
کو سامنے بٹھانا وہ دیکھ جائیگا اور [illegible] نہ ہو سکیگا اور اندر قلعہ کے تم لڑ دیا ہے میں اسکی درگت بنا لونگا قیماس خان نے
کہا اے فرزند صاحبقران میں [illegible] ساتھ ہوں اور اسد سے بیعت کی [illegible] سب قیدیوں کو قیماس خان کے حوالہ کیا بلکہ آپ
ساتھ قیماس خان کے قلعہ میں پہونچا قیماس خان قلعہ کی آراستگی میں مصروف ہوا اور سب بھائیوں اور لڑکوں سے کہا کہ
صاحبزادہ [illegible] اس فرزند صاحبقران کی اطاعت کرنا [illegible] اور لندھور تو [illegible] عاشق ہو کر دیوانہ ہو گیا ہے سبھوں نے کہا کہ
ہم [illegible] آپکے ساتھ لڑینگے اور مرینگے [illegible] ہر گز نہیں ہے یہاں سب ترک سامان جنگ میں مصروف تھے مالک بن ملکوت
شاہ کو زندانخانہ میں بھیجا اسد [illegible] ادھر اسد بن کرب غازی نے تمام مال و خزانہ جو ایرج کا لوٹا تھا [illegible]

نکلوا کر جو بیس ہزار تو قین سونے کی منگوائین اور سب تیر اندازون کو بانٹ دین اور کہا کہ صاحبو جس وقت مین بوق بجاؤن تو پہلی آواز بوق کی سنکر
آراستہ کرنا اور دوسری آواز مین تم جوڈ سلح اور مکمل ہونا اور تیسری آواز کے ساتھ سب آکر موجود ہو جانا اور جب ہم حریف سے کام شکر
جائین شبخون یا روز خون ماریں اور جس وقت ہم بوق بجائین کہ ای قزاقان بدر رو اسی وقت تم سب چلے جانا تا مدد رہنے عرض کیا
بہت اچھا مگر یہ سب خبر لندھور کو پہونچی کہ اسد طرح سے قیماس خان کو باغی کیا ہے اور اب یہ تدبیر کی ہے لندھور بہت آزردہ ہوا اور
کہا کہ افسوس مفت مین یہ دیوانہ مارا جائیگا جبکہ مین ناچار ہون مگر اسد تو قین منگوا کر بانٹ چکا اور مال و جواہر لٹا کر جا کر صحرا مین کا راہ لیا
اور کمر قزاقی پر باندھ کر کوہستان کو نکل گیا لیکن ایرج نے لندھور سے کہلا بھیجا کہ ہمارا اور آپکا لشکر ایک جگہ ہو جائے اور بارگاہ سلیمانی
آپ مجھکو عنایت کرین لندھور نے یہ پیغام سنتے ہی لشکر اپنا شہر کی طرف کیا اور ایرج سے کہا کہ آپ بارگاہ لیجیے مگر اس شرط سے کہ
جب صاحبقران ظلمات سے مراجعت فرمائینگے مین بارگاہ لے لونگا اور بالفعل دنگل صاحبقران پر کسیکو بیٹھنے نہ دونگا اور تخت سلیمانی
اٹھوا لونگا اور دنگل و تخت بچھا کر آپ بیٹھیے ایرج نے جو لندھور سے کہا سب قبول کیا لندھور نے سب باتون کا عہد نامہ لکھکر
مہر اپنی کرا کے بارگاہ حوالے کی ایرج بہت خوش ہوا بارگاہ ایستادہ کروائی صاحبقران کے دنگل کی جگہ پر اپنا دنگل بچھوا کر
بیٹھا اور تخت سلیمانی اٹھوا کر اور تخت بچھوا کر اقبال شاہ کو بٹھایا دست راست مین جگہ لندھور بن سعدان کو دی دست چپ کو
اپنے سردارون کو بٹھایا جشن کیا اور بعضے راوی نے بیان کیا ہے کہ اپنے سردارون کو دست راست بٹھایا اور لندھور کو دست چپ بٹھایا
بعد اسکے لندھور سے کہا کہ آپ جانتے ہین کہ ملک فرنگوشیہ میرا مولد و مسکن ہے اسکا مقدمہ کیونکر ہوگا لندھور بولا اے ایرج
حمزہ صاحبقران نے شہر فرنگوشیہ ترکون کو دیا ہے قیماس خان اور ترک طہماس خجندی دونون ترکون کے افسر ہین لیکن قیماس خان
کو بلوا کر راضی کیا تھا وہ بیشتر تمہاری مدد کو موجود تھا مگر اسد نے اسے بہکا دیا اور مالک بن ملک شاہ جو قید تھا اسکو بھی ترکون کے
حوالے کیا وہ سب قلعہ کی آراستگی مین مصروف ہین لیکن ایک نامہ آپ لکھیے اور ایک مین لکھون اگر وہ براہ راست پر آئے تو فبہا نہین تو
پھر تدبیر کیجیے گا ایرج نے کہا اچھا یہ بات بہت خوب ہے لندھور نے تو نامہ لکھکر آکرمہ سندی کو دیا اور ایرج نے اپنا ایلچی سنجر آفتاب پرست
کو کیا دونون نامہ لیکر روانہ ہوئے یہ خبر اسد بن کرب غازی کو ہوئی پہلے سے آکر شہر فرنگوشیہ مین داخل ہوا قیماس خان خاوری
تمغاج خان ترک دونون استقبال کر کے لائے اسد کو مسند پر بٹھایا آپ پائین مسند بیٹھے اسد نے کہا ایلچی آتے ہین عرض کیا کہ ہم
سنا ہے کہا کہ خیر آنے دو دیکھو کیا مزخرفات ان دونون نے لکھا ہے اور حکم دیا کہ خبردار ایلچیون کو کوئی روکے نہین اور بعد دو گھڑی کے ایلچی
حاضر ہوئے حکم ہوا کہ بلاؤ جب ایلچی آ کر دستے دنگل پر بیٹھے دور جام آپ گردش مین آیا پہلے نامہ چاک کیا گیا اور دوسرے کا حکم ہوا
کہ نامہ پڑھو اسنے با آواز بلند پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف نیر اعظم آفتاب تاباں کی بعد تعریف قطب دوران کی لکھی تھی بعد اسکے لکھا تھا
اپنی لکھی تھی زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان صاحبقران بحر و بر ہو دانا کہ قیماس خان و تمغاج خان آگاہ ہو کہ اسد بن
جانشین حمزہ تھا اسنے رکاب کو میری بوسہ دیا ملازمت میری اختیار کی اور حمزہ تو بہت شمشیر جہان میری ظلمات کو بھاگ گیا اور
لندھور کے ساتھ مروت کی بہت عزت و حرمت سے اپنے پاس رکھا ہے اگر تم بھی اپنی جان کی سلامتی اور خیر منائی چاہتے ہو تو نامہ کو
دیکھتے ہی غاشیہ حکم دوش ہوش پر رکھکر خدمت مین میری حاضر ہو اور جو اس دیوانہ کے بہکانے سے گمراہ ہوگے تو اپنی سزا کو
پہونچوگے بس پھر نامہ سننے کے ساتھ ہی اسد نے نامہ دوسرے لیکر چیر کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ کم بخت بس فرعون بچہ یا مار ہی اپنے
صاحبقران جانشاہی لندھور نے عاشق ہوکر بارگاہ دیکر آسمان پر چڑھا دیا اور کہد یا اس سے کہ کیون شامت تیری دامنگیر
ہوئی ہے ایک آدھ دن ایسی تنبیہ کرونگا کہ کپڑا اپنا بھول جائیگا یہ کہکر نامہ پھینک دیا اور شکست دیا ایلچی نے سنکر کہا کہ آج دلگا
آج ایرج علم اژدہا پیکر سامنے مین بیٹھا ہے اور طبل سکندری اسکے نام پر مار دیتا ہے وہ صاحبقران زمانہ ہے آپکے نامہ کو
تو نے ذلیل کیا ایسی سزا کو تجھے پہونچائیگا کہ تو بھی یاد کریگا دیوانہ پن بھول جائیگا بس سنتے ہی اسد الگ ہو گیا کہا کہ اپنا اسلحہ لاؤ

سنجر چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے چہار طرف سے لوگوں نے پکڑ لیا حکم کیا کہ اسکے ناک اور کان کاٹ ڈالو اور سب اسکے ساتھ والوں کا بھی
حال کرو اسیوقت سبکو پکڑ کر ناک اور کان کاٹ ڈالے اور منہ کالا کر کے گدہے پر سوار کیا اسد نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ ان سبکو
لشکر ایرج مین جاکر چھوڑ آؤ بعد اسکے نامہ اکرمہ ہندی سے طلب کیا اُسنے بھی نامہ دیا اسد نے پڑھوایا لکھا تھا کہ ای قیماس خان
مین نے تمکو پہلے بھی سمجھایا تھا اور اب بھی اسیواسطے تمکو لکھا ہی کہ جہالت کو چھوڑو اگر ایرج کی بیعت کرو تمھارے آئین و دین مین
وہ خلل انداز نہوگا اور اگر میرے کہنے پر نہ آؤگے تو مین تمھاری طرف لڑائی کرونگا تمھارا خون تمھاری گردن پر ہوگا ہاتھ سے ایرج کے
مارے جاؤگے اور اسد تو صاحبزادہ ہی جو اُسکے دل مین آتا ہی وہ کرتا ہی اُسکے کہنے پر اپنی جان نہ دو وہ تو دیوانہ ہو کہ چھوٹ جائیگا تم
مفت خراب ہوگے یہ مضمون سنکے اسد آگ ہوگیا کہا کہ او اکرمہ یہ ہندی مجھکو دیوانہ سمجھتا ہی مین اور کو دیوانہ بنا دیتا ہون اور تم
اُس نمک حرام کا نامہ لیکر آئے ہو اور نامہ کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور پھینک دیا اکرمہ نے کہا کہ صاحبزادے یہ جہالت اچھی نہین ہی تم
آقازادے ہو اگر اور کوئی نامہ لندھور کا پھاڑتا تو مزہ دیکھا الیس یہ کہتا تھا کہ اسد للکارا کہ پکڑو اس نمک حرام کو لوگ دوڑے
اکرمہ نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ مجھکو سنجر آفتاب پرست نہ جاننا کہ اتنے مین لوگ تلوارین کھینچکر جا پڑے اکرمہ پر تلوارین پڑنے لگے
اکرمہ بھی لڑنے لگا تمام اسد کے رفیقون کو زخمی کیا اور آپ اسد سے زخمی ہوا مگر اسد پر تلوار نہ ماری یہی کہا کہ صاحبزادے
میرا ہاتھ تمپر نہ اٹھیگا مین تمھارے نانا کا نمکخوار ہون تم مجھے مار ڈالو مجھکو گوارا ہی یہانتک کہ اکرمہ زخمون سے چور ہو کر بیہوش
ہوگیا اسد نے حکم دیا کہ اس ہندی کو اور اسکے ساتھ والون کو جاکر لشکر لندھور مین پہونچا آؤ یہان ایرج بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ
ہرکارون نے خبر دی کہ ایلچی بڑی دھوم سے آتا ہی بہت لوگ اسکے ساتھ ہین ایرج سمجھا کہ شاید قیماس خان وغیرہ مرد فہمیدہ ہین یہ
سامان ایلچی کے میری بیعت کرنے کو آتے ہین کہ اس اثنا مین لوگ اسد کے اُن نکٹے بوچون روسیاہون کو گدھون پر سوار کیے ہوئے
سامنے سے لشکر مین داخل کر کے چلے گئے لڑکون نے اُن کلموہون کو گدہے پر سوار دیکھکر قہقہے مارے اور تالیان بجائین لکارے
کہ لوہی لو لوہی اور گدھون پر تھپڑ جو مارے گدہے بھاگ کر برابر خیمہ ایرج کے پہونچے ایرج نے مارے خوشی کے قنات اٹھوا دی
کہ دیکھون قیماس خان کو کسطرح ایلچی لیے آتا ہی کہ سامنے سے کلموہے دکھائی دیے اور لڑکون کا غل پیچھے ہوتا ہوا چلے آتے ہین
ایرج نے کہا یہ کیا ہی دریافت تو کرو کہ سنجر سامنے آیا کہ مین ہون آپکا غلام سنجر آفتاب پرست اسد دیوانے نے یہ حال کیا ایرج
کہا کہ سن او نمک حرام تو ناک کان کٹوا کر یہ صورت بنوا کر میرے سامنے آیا تجھے تو وہین مر جانا تھا زندہ صورت دکھانا تھا یہ کہکر تلوار
ماری کہ سنجر کے دو ٹکڑے ہوے اتنے مین خبر پہونچی کہ لندھور کا ایلچی بھی جو زخمی ہوا اُسے بھی اسد کے لوگ لا کر پہونچا گئے مگر اکرمہ
ہندی خوب لڑا ایرج نے کہا کہ بہادر ایسے ہی ہوتے ہین نہ کہ یہ نامرد سنجر کہ ناک کان کٹوا کر چلا آیا اُسکو تو نے یہان مارا اور اکرمہ
وارا سے ہند مین سمجھاتا کہ اُن ہوگا لیکن تم بھی جو سکے اب مین شہر فرنگوشیہ کو طرفۃ العین مین لے لونگا لندھور نے کہا تمھین اختیار ہی جو چاہیے
سو کرو ایرج اسیوقت کوچ کر کے سامنے فرنگوشیہ کے آیا خیمہ مین داخل ہوا لشکر اسکا تمام اُتر پڑا اسد حرکون نے قلعہ کو
آراستہ کیا ایرج نے طبل جنگ بجوایا صبحکو قلعہ پر یورش کی قلعہ پر سے توپ پڑنے لگی خوب لڑائی ہو رہی ہی کہ اسد لشکر پر ایرج کے
گرا اور قتل کرنے لگا خیمہ جلانے لگا لوٹنے لگا ایرج سے لوگون نے یہ حال آکر بیان کیا کہ ادھر آپکے لوگ توپ مارتے جاتے ہین
اُدھر اسد روز خون کرتا ہی لوگونکو ہلاک کر رہا ہی ایرج یہ خبر سنکر طبل بازگشت بجوا کر پھرا جبتک یہ آئے آئے اسد
جا چکا تھا ایرج کف افسوس ملکر رہگیا کہا کہ اس دیوانے کے ہاتھ سے ناک مین دم آیا ہی قارن نے کہا ای زبدۂ آفتاب پرستان
آپ جب قلعہ پر جاوینگے تو وہ دیوانہ لشکر کو برباد کر لٹکا ارد و بازارین لوٹیگا ایرج نے کہا سچ ہی اور آپ لندھور کو بھی اپنا
دوست نہ جانیے یہ گرگ باران دیدہ ہی آب زیرکاہ ہی ایرج نے کہا ای قارن لندھور نے حقین کچھ نہ کہا وہ بہت مجھسے محبت
رکھتا ہی اور سنیے آج تک کوئی بدی اسکی نہین دیکھی اقبال شاہ بولا ای ایرج قارن سچ کہتا ہی خدا پرست کبھی اپنے

دوست ہونگے قارن نے عرض کی کہ اب ہرکارون کو لگا رکھیے ابھی انکا حال جھوٹ سچ کا کھل جائیگا ایرج نے شاپور کو
بلا کر کہا کہ ای شاپور تو کسطرح سے دریافت کر کہ ہندی باطن مین مجھسے کسطرح ہی شاپور نے عرض کیا بہت خوب آسودہ رہین
شاپور آخر بصورت تبدیل کیے ہوے گرد خیمۂ لندھور کے رہتا ہی لیکن لندھور نے دیکھا کہ ایرج ایک شہر فرنگ وشیہ کی تسخیر
کرنے مین ایسا متردد ہی کہ اگر اور شہرون پر بھی ایسا ہی ہوا تو بہت کشت و خون ہوگا بہت سے بندگان خدا ضایع ہونگے اس سے
بہتر یہ ہی کہ مین پہلے انکو طلب کرون اور بیعت پر ایرج کی راضی کرون بس یہ خیال اپنے دل مین کرکے نامے چہار سو شاہان باختر
کو لکھے سبکا ایک مضمون تھا کہ مین تم سبکو آگاہ کرتا ہون کہ مجھکو صاحبقران کل باختر کا مالک کرگئے ہین اور یہی بموجب فرمانے
اپنے آقا کے ایرج کی بیعت کی ہی تم سبکو بھی لازم ہی کہ ہرگز سرکشی نہ کرو اگر ایرج کی بیعت کرو اور اگر حمزہ صاحبقران ظلمات سے
تشریف لائینگے اور تم سے بازپرس کرینگے تو اسکی جوابدہی میرے ذمہ ہی اور کہنا میرا نہ مانوگے تو مارے جاوگے تمھارا خون تمھاری
گردن پر ہی اور سب نامون پر مہر کرکے عیار شہاب ہندی کے ہاتھ مین دیے کہ لیجا اور جاکر سبھونکو پہونچا دے شہاب ہندی
نامے لیکر روانہ ہوا شاپور تو اسی فکر مین لگا تھا کہ دیکھون لندھور کس فکر مین ہی عیار جو نامے لیکر چلا شاپور سمجھا کہ لندھور نے
اپنی مدد کیواسطے ہر ایک کو طلب کیا ہی شاپور اس عیار کو پکڑ کر نامون سمیت ایرج کے پاس لیجا یہ خیال اپنے دل مین لاکر
اس عیار کے تعاقب مین روانہ ہوا اور اس سے آگے بڑھکر اثنائے راہ مین کمند کے حلقے زمین مین خسپوش کرکے بیٹھا جیسے شہاب
ہندی وہان پہونچا اور پانون حلقہاے کمند مین پڑے شاپور شیر کی بولی بولا شہاب ہندی ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیر کدھر ہی بس
ٹھہرنا تھا کہ شاپور نے جھٹکا دیا کہ شہاب حلقہ مین پھنسکر گرا شاپور نے اسکی چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھین اور لیے ہوے
سامنے ایرج کے آیا اور کہا کہ شہریار لندھور کے برابر آپکا دشمن نہین ہی قارن قمر بین اور اقبال شاہ سچ کہتے ہین ایرج نے
کہا کیا ہوا شاپور نے کہا کہ آج رات کو نامے لندھور نے لکھے ہین اور تمام شاہان باختر کو آپسے لڑوانے کو طلب کیا ہی یہ عیار نامے
جاتا تھا کہ مین اسے پکڑ لایا عیار اور نامے موجود ہین اقبال شاہ اور قارن قمر بین نے کہا کہ آپکو ہمارے کہنے کا یقین نہ تھا
اب تو حال کھلگیا بس ایرج کا یہ حال ہوا کہ غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور مارے غصے کے نامون کو بھی نہ دیکھا کہا کہ ای شاپور
نامون کو اپنے پاس رکھو اور عیار کو قید کرو خیر اس ہندی سے سمجھا جائیگا بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا اور دوسرے دن صبح کو آکر تخت پر
بیٹھا سردار آآکر مجرا کرتے تھے اور بیٹھتے جاتے تھے کہ اسمین لندھور بھی اپنے رفیقون سمیت آیا ایرج کو سلام کیا ایرج نے
منھ اپنا پھیر لیا اور جواب سلام نہ دیا لندھور نے ایرج سے سبب پوچھا کہ میری کیا خطا کیا ہی کہ جواب میرے سلام کا نہ دیا بس قریب
آتا تھا کہ ایرج نے سردارون کو کہا کہ پکڑو اس منافق دورنگے کو لوگ لندھور کی طرف مخاطب ہوے بس تمام ہندیون مین غل ہوا کہ
کہ مارو اس بزرگ سپہ کو یہ کیا اپنے دل مین سمجھا ہی لندھور نے ہندیون کو مانع ہوا کہ تم سب صاحب
مقدمہ مین دخل نہ دو تم سب صاحب بارگاہ سے باہر چلے جاو دیکھو خون اپنا ایرج پر حلال کیا کوئی قصاص میرے خون کا ایرج
سے نہ لے سب ہندی بارگاہ سے باہر گئے لندھور اپنے ہاتھ آپ رومال سے باندھکر ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ گنہگار حاضر ہی جو
چاہیے سو کیجیے مگر پہلے تقصیر میری ثابت کیجیے ایرج نے کہا کہ پہلے تجھکو گرفتار غل و زنجیر کرلون تو تقصیر تیری بتاؤن اور کہا کہ
بلاو آہنگرون کو اور لاو جلادونکو اسیوقت آہنگرون نے لندھور کو مطوق و مسلسل کیا اور جلاد آکر حاضر ہوے ایرج نے کہا
کہ جلد اسکی گردن مارو جلاد نے ریگ کا چبوترہ بنایا فلک تک کا بوریا بچھایا نطع اسپر ڈال تلوار برہنہ کرکے کھڑا ہوا اسیوقت
لندھور نے کہا کہ ای ایرج تم مجھے قتل کرو مین راضی ہون مگر تقصیر میری ثابت کردو ایرج بولا اس سے زیادہ کیا گناہ ہوگا کہ
ظاہر مین تو تونے میری بیعت کی اور یہ کہا کہ تیرے دوست کا دوست اور تیرے دشمن کا دشمن ہون اور باطن مین شاہان باختر کو نامے
لکھے ہین اور میرے مقابلہ مین بلوایا ہی اس سے معلوم ہوا کہ تیری گردن کو بھی … ناحق اسد کا نام … لیتا

لندھور نے کہا کہ آپکو کیونکر یہ پتہ ہوا ایرج نے کہا میرا عیار اُس عیار کو کہ جسکے ہاتھ تمنے نامے بھیجے تھے اُن ناموں سمیت پکڑ لایا
لندھور نے کہا کہ آپ اُن ناموں کو منگوا لیجیے اور اُس عیار کو بلوا لیجیے شاپور اُسوقت گیا اور شہاب ہندی کو ناموں سمیت
لایا ایرج نے کہا کہ یہ عیار تمھارا ہی یا نہیں اور ناموں پر کسکی مہر ہی لندھور بولا یہ عیار میرا ہی اور مہر بھی میری ہی مگر آپنے کوئی
نامہ بھی پڑھا ہی کہ اُسمیں کیا لکھا ہی پہلے نامہ پڑھ لیجیے بعد اُسکے میرے قتل کا حکم دیجیے ایرج نے کہا کہ میں نے مارے غصہ کے نامہ پڑھا
نہیں مارے اُسکے تو نامہ شاپور نے نامہ ہاتھ میں دیا ایرج نے نامہ کھولکر پڑھا یہی مضمون تھا کہ ای شہزادہ ان باتفاق جسطرح
ہمنے بیعت ایرج کی کی ہی اُسیطرح تم بھی آکر بیعت ایرج کی کرو نہیں تو تمھارا خون تمھاری گردن پر ہوگا بس ایرج یہ نامہ
پڑھکر شرمندہ ہوا اور آپ اُٹھکر قید لندھور کی توڑ ڈالی اور گلے میں لندھور کے ہاتھ ڈالکر لپٹ گیا کہا کہ ای برادر آپنے ناحق مجھے
معاف کیجیے میں نے آپکو ستایا ہی کہا لندھور نے کہا کہ ای ایرج تمھاری کچھ خطا نہیں وہ منافق حرامزادے نہیں چاہتے
کہ تجھسے اور مجھسے موافقت رہے ایسے لوگوں کو اپنی صحبت سے نکال دو ایرج نے اُسیوقت قارن قربین کو نکالدیا اور دارا بکو
کہا کہ خبردار میرے سامنے نہ آیو اور اقبال شاہ سے برہم ہوا شاپور سے کہا کہ تونے بغیر دریافت کیے عیار کو کیوں پکڑا پھر ایسا
نکرنا نہیں صورت میرے سامنے ہو جاؤ لگا تیری وہ حرکتیں ہیں کہ دوست کو دشمن بناتا ہی اور شہاب ہندی عیار کو زندان خانہ سے
بلواکر خلعت دیا اور لندھور کو اپنی داہنی طرف بٹھایا اور اپنے سرداروں کو بائیں طرف جگہ دی غرض لندھور اپنے خیمہ کی طرف
روانہ ہوا یہاں تمام ہندیوں میں کمر بندی ہی کہ اگر ایرج نے لندھور کو مار ڈالا تو ہم اپنی جانیں دینگے اور مع ایرج اپنے آقا
پرستار کو زندہ نچھوڑینگے اور سب مسلح اور مکمل ہو چکے ہیں قبضہ خنجر پر ہاتھ ڈالے کھڑے ہیں کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ ایرج آکر
لندھور کے قدموں پر گرا اور قید سے رہا کیا وہ دارا سے ہنستے آتے ہیں سب دوڑے اور آکر قدموں سے لپٹے مگر اگرمہ نے کہا کہ ای
شہنشہ زمان آپ ہم سبھوں کو ذلیل کراتے ہیں یا تو وہ آبرو تھیں ہماری کہ ہم سے کوئی آنکھ ملا سکتا تھا یا اب ایک ادنے سے
ادنے ہیں اور خود ہاتھ باندھکر ایرج کے سامنے چلے گئے یہ بھی مجال تھی کسیکی کہ آپکی طرف ٹیڑھی نظر کرکے دیکھ سکتا لندھور نے
کہا کہ سنو تمھا جو شخص اپنے آقا کے فرمان کی اطاعت کرنا اسمیں چاہیے ذلت ہو جا ہے خفت ہوا ور خدا جو تم میرے رفیق جانی
ہمدم روحانی ہو تمھاری بہادری میں کسیطرح فرق نہیں آیا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ادھر ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
کہ میں قلعہ پر حملہ کرونگا اگر چاہا میرا عظم نے تو قلعہ کو بغیر لیے نہ چھوڑونگا اُسیوقت طبل جنگ بجا اقبال شاہ نے کہا کہ آپ قلعہ پر جائینگے
دیوانہ لشکر پر آکر لگا سبکو قتل کریگا ایرج نے میعاد وعاد سے کہا کہ تم لشکر میں رہنا اگر دیوانہ آئے تو اُسکو گرفتار کر لینا
دیوانہ بہت کمزور ہی اُس سے کچھ اندیشہ نکرنا اُسنے عرض کیا بہت خوب اور قلعہ میں ترکوں کو خبر پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ
بجوایا ہی کل یورش کریگا خنیمنا یا لقضا ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے یہاں بھی نقارہ کوچ کا بجا اُدھر اسد کو ہرکاروں نے جاکر
خبر دی کہ آج لندھور کو ایرج مارے ڈالتا تھا مارے بچگیا اسد بولا کہ یہ ہندی جوتیاں کھائیگا وہ ہزار پچھ خوب رسوا کریگا
اور میں سنتا ہی کہ پھر گلے سے لپٹا لیا لذت حاصل ہوئی ہوگی اُس ہندی کو کہ معشوق گلے سے لپٹا گیا کہ اسی اثنا میں ہرکاروں نے
خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی کل قلعہ پر یورش کا ارادہ ہی اور اُردو بازار کی حفاظت کے واسطے میعاد وغازی کو
مقرر کیا ہی اسد بولا کہ غازی کی قضا آئی ہی کل اُسے مارونگا اور رفقا سے کہا کہ صبحکو تم سب تیار رہنا غرض رات بطرفین
بیداری رہی صبحکو قیماس شاہ اور مقتاج خان فیلبند دروازہ پر آکر بیٹھے رفقا گرد اطراف میں جمع ہوئے ادھر گرد غبار اُٹھا
اُٹھا اور آفتاب پرست نمودار ہوئے یہاں سے ایک آدھ گولہ چھوٹنے لگا کفار گولہ کی زد سے ہٹکر کھڑے ہوئے ایرج نے
کہا کہ تم لوگ کیا ارادہ رکھتے ہیں اُنہوں نے عرض کیا کہ ہم سب جانبازی کو موجود ہیں ایرج نے کہا کہ مجھے مفت تمھاری جان لینا
منظور نہیں ہی خواہ مخواہ مارے جاؤ گے بہتر ہی کہ جب میں قلعہ کو لیلوں تو اُسوقت تم آنا یہ کہکر گرزگران سنگ یہاں نکالا

ہشت تا پہلو پر چوٹ کھا کر گھوڑے پر جا بیٹھا اور قلعہ کی طرف روانہ ہوا اُدھر بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک یکہ سوار چلا آتا ہے غرض کہ ایک
یکہ سوار سامنے سے چلا آتا ہے یقین ہے کہ ایرج ہے قیماس خان نے کہا کہ خوب ہے زد پر آنے دو یہانتک کہ جب ایرج نے کچھ میدان
رد کیا ہی تھا کہ گھیر لیا تو اسوقت قیماس خان نے ہوائی داغی گولہ اندازوں نے گولے مارنا شروع کیے توپچی رعد شکوہ جوش میں
میں آیا بجلی کی طرح کی چمکنے لگی دھوئیں کا ابر چھا کر تیار ہوا گولے مثل اولے کے پڑنے لگے مگر ایرج کا یہ عالم ہے کہ گرتے پڑتے برابر
روکتا چلا آتا ہے لیکن اسد نے جو فرصت پائی اور ایرج کو جانب قلعہ متوجہ پایا تو تیس ہزار قزاقوں سے لشکر ایرج پر
روز خون کیا اور آفتاب پرستوں کو قتل کرنے لگا یہ رنگ دیکھ کر مہیا و عاد دوڑ پڑا اور للکارا کہ او دیوانے کدھر کہاں جاتا ہے
اسد نے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ ایرج تجھکو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ گیا ہے آگاہ ہو کہ وہ آفتاب پرست تجھکو حفاظت کے لیے نہیں
بلکہ ملک الموت کے لیے چھوڑ گیا تھا اب میں بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا مہیا و عاد نے یہ سنکر کہا کہ ابھی معلوم ہو جائیگا یہ کہہ کر
اژدہ پشت نہنگ اس قدر سے اٹھایا کہ اسد پر مارے لیکن اسکے ہاتھ کا اٹھانا کہ اسد نے نہایت پھرتی سے ایک ہاتھ تلوار کا اسکے پہلو پر مارا
کہ پہلو اسکا زخمی ہوا اور منھ اسکا پھر گیا اسد نے اسکے پیچھے سے ہی دوسرا وار کیا کہ سر بھی اس خود سر کا مجروح ہوا اور سامنے سے بھاگا
اسد نے لپک کر ایک ہاتھ تلوار اسکی پشت پر ماری کہ پشت بھی اسکی زخمی ہوئی کہ اس اثنا میں لوگ بیچ میں آ گئے اور اُسے اٹھا لے گئے اور
اسد لشکر کو پھر لوٹنے لگا اور خیموں میں آگ لگا دی لشکر آفتاب پرستاں میں ہلچل پڑ گئی قزاق قتل کر رہے تھے اور لوگ
بھاگ رہے تھے اور اُدھر ایرج گولوں کو روکتا ہوا لب خندق پہونچا تھا کہ مہیا و عاد کو لوگ لیکر ایرج کے سامنے آئے اور
کہا کہ آپ تو قلعہ ستانی کی فکر میں ہیں اور یہاں اُس دیوانے نے لشکر کو لوٹ لیا ہے اور مہیا کا یہ حال کر دیا ہے بس یہ سنتے ہی
ایرج نہایت مضطرب ہوا اور ہاتھ مار کے پشت دست کو دانتوں سے کاٹ لیا اور کہا کہ افسوس قلعہ لیا ہوا ہاتھ سے جاتا ہے یہ سنکر دیلم شاطر
نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں ابھی جا کر اس دیوانے کو گرفتار کر لاؤں آپ یہیں ٹھہریے یہاں سے پیچھے نہیں ایرج نے کہا کہ اچھا جلد جا
اُس دیوانے کو زندہ یا مردہ جس طرح سے ہاتھ آوے لے آ یہ سنکر دیلم شاطر یہاں سے روانہ ہوا لیکن اُسوقت پہونچا کہ جب اسد
مار کر سب کو تہ و بالا کر دیا تھا اور آفتاب پرست بھاگ گئے تھے قزاق خیمہ لوٹ رہے تھے اور اسباب بار کر رہے تھے کہ دیلم نے پہونچ کر
نعرہ کیا کہ باش او دیوانہ بھول میں آ پہونچا یہ سنکر اسد نے جواب دیا کہ آ تو بھی آ کہ تیری قضا بھی دامنگیر ہے یہ کہکر مثل شیر غضبناک کے
دیلم پر جھپٹا یہ پہونچا تھا کہ دیلم شاطر نے اژدہ پشت نہنگ کا وار اسد پر کیا اسد نے آتے ہوئے رد کیا تلوار ماری کہ آرہ
وہ ٹکڑے ہو گئے دیلم نے وہی ٹکڑا ہاتھ کا اٹھا کر اسد پر مارا اسد نے اُسے خالی دیکر دیلم پر تلوار ماری کہ سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی
اور تا کمر اتر گئی دوسری تلوار اور ماری کہ شانہ بھی قلم ہوا تیسری تلوار پہلو پر ماری کہ پہلو بھی زخمی ہوا غرض دس
پانچ زخم ایسے لگے کہ بیقرار ہو کے اپنے لوگوں کو پکارا کہ ارے جلدی مجھے بچاؤ کہ یہ دیوانہ مارے ڈالتا ہے یہ آواز سنکر جو بچے
تھے سب ٹوٹ پڑے اور دیلم کو لیکر بھاگے اور سامنے ایرج کے لاکر ڈالدیا کہ دیکھیے دیوانے نے دیلم کا یہ حال کیا ہے ایرج ناچار ہو کر
قلعہ سے پھر کر اپنے لشکر کی طرف راہی ہوا جب اسد کو یہ خبر پہونچی کہ ایرج آتا ہے تو جلد جلد اسباب لوٹ کا بار کر کے مع رفقا
مشہور کا راستہ لیا اب ایرج جو اپنے لشکر میں آتا ہے تو اسد کا کہیں پتا بھی نہیں مارے مارے کا غل چہار طرف گونج رہا ہے لوگ اپنے
عزیزوں کو رو رہے ہیں بیشمار ہیں لاش پر لاش گری پڑی ہے خون کی ندیاں بہی ہوئی ہیں ایرج جھنجھلاتا ہوا خیمہ کی طرف چلا دیکھا
کہ خیموں میں آگ لگی ہوئی ہے مال و اسباب کھلا پڑا ہوا ہے سب کو ایک جا جمع کرایا اور آگ بجھوائی ہر ایک کو تسلی اور تشفی دی راوی
کہتا ہے کہ ایرج نے نو دس حملے اسیطرح قلعہ پر کیے مگر کچھ نہ ہوا ہر مرتبہ یہی صورت ہوئی کہ ادھر ایرج قلعہ پر گیا اور اودھر
اسد لشکر پر آ گرا اور ایرج ہر مرتبہ پھر پھر آیا اور ہر چند اسد کو ڈھونڈھوایا لیکن کہیں پتا نہ لگا ایرج نہایت تنگ ہوا کہ
اب میں کیا کروں اور کیونکر قلعہ کو لوں قارن قسمت میں نے کہا کہ اے شہریار آپ مطلق نہ سمجھیے کہ میں نے علم نجوم میں دیکھا ہے

کہ آپ قلعہ بیشک لینگے اور ترک سب مارے جائینگے ایرج نے شاپور سے کہا کہ تو اسد کی خبر نہین لاتا کہ وہ کہان رہتا ہی اُسنے
عرض کیا کہ مین ہر چند ڈھونڈھتا ہون لیکن پتا نہ لگا ایرج نے برہم ہوکے کہا کہ یہ بات میری کچھ سمجھ مین نہین آتی کہ آخر وہ دیوانہ کہان
رہتا ہی ارے کیا آسمان پر رہتا ہی کہ جو تجھے نہین ملتا آخر نہ ملنے کی وجہ کیا ہی جا جلد تلاش کر کہین نہ کہین مل ہی جائیگا یہین کہین کسی
پہاڑ کے دامن مین رہتا ہوگا یہ سنکر شاپور پھر روانہ ہوا اور کوہ و صحرا مین تجسس کرنے لگا جاتے جاتے کیا دیکھتا ہی کہ اسد ایک
پہاڑ کے نیچے مع رفقا بیٹھا ہوا قہقہے مار رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ کیون فتاح سچ کہنا کہ اس آفتاب پرست کو کیا ہی ناک چنے چبوائے ہین
فتاح کہہ رہا ہی کہ ہان بھائی واقعی امر یہ ہی کہ یہ کام تمھارا ہی تھا لیکن خدا ہی اس آفتاب پرست کی شر سے تمھین بچائے بس
شاپور یہ دیکھکر ایرج کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ اسد فلان دامن کوہ مین بیٹھا ہوا ہی جلد لشکر لیکے چلیے ایرج یہ سنتے ہی
سوار ہوا اور اسد کی طرف چلا اتفاقاً یہان ضرغام موجود تھا اسنے جلد لپکے آکر اسد کو خبر دی کہ ہوشیار ہو جائے ایرج آ پہونچا
ایل اسد یہ سنتے ہی مع قزاقون کے بسمت دوسرے راستے سے نکل گیا لشکر ایرج پر آکر خوب لوٹا خوب قتل کیا اور وہان جب ایرج
دامن کوہ پر پہونچا اور گرد پہاڑ کے گھیر ڈالکر اندر درہ کوہ کے گیا دیکھا کہ وہان کھیرون ناچ رہا ہی کسی کا پتا بھی نہین برہم ہوکر شاپور سے
کہا کہ ارے اسد کہان ہی شاپور نے کہا کہ مین آپ سے خلاف نہین عرض کیا تھا معلوم ہوا کہ اسے آپکے آنیکی خبر ملگئی اور وہ
دوسرے راستے سے نکل گیا دیکھیے ایک علامت تو یہی ہی کہ گھوڑون کی لید اور ٹوٹی ہوئی رسیان پڑی ہین اور دوسری علامت
یہ ہی کہ انکا پانی چولھے سب معلوم ہوتے ہین اب جلد یہان سے اپنے لشکر کا راستہ لیجیے ایسا نہین کہ وہ آپکے لشکر پر جا گرے یہ سنکر
ایرج لشکر کی طرف چلا اور یہان اسد ایرج کے آنے کی خبر سنکر جو شاپور لشکر مار کر چلتا ہوا اب جو ایرج آکر دیکھتا ہی کہ اسباب
لٹا ہوا اور خیمے جلے ہوے پڑے ہین کمال غضبناک ہوا اور اپنا فقرا ذری بندوبست کرکے حکم دیا کہ نقیب طبل جنگ کل بغیر قلعہ لیے ہوے
نہ پھرونگا اقبال شاہ نے کہا کہ حضور تو خود جاتے ہینگے اور وہ دیوانہ پھر لشکر پر آ گریگا ایرج نے کہا کہ نہین تم گھبراؤ نہین مین
وبلم شاطر زنگی اور صعاد رشک و درازگردن کو یہین چھوڑ جاؤنگا اور وبلم و صعاد سے کہا کہ تم دونون کل یہین رہنا میرے
ساتھ نہ جانا جسوقت وہ دیوانہ آجائے اسیوقت بلا تامل اُسے قتل کر ڈالنا یا زندہ گرفتار کر لینا وبلم اور صعاد نے کہا کہ بہت اچھا
آپ گھبرائیے نہین لشکر سے مطمئن رہیے ہمکو آپ ہی اس امر کا خیال تھا کل ہم اپنی جانین لڑا دینگے مگر لشکر پر کوئی آسیب نہین
آنے دینگے القصہ شب بھر تو یہ سب بندوبست ہوا کیے جب صبح ہوئی تو ایرج نے کافور زنگی اور ماہور زنگی کو بھی یہین چھوڑا
اور ہدایت کی کہ تم دونون بھی بہت ہوشیار رہنا یہ کہکر جانب قلعہ متوجہ ہوا اب سنیے کہ ادھر ایرج قلعہ گیری کو مصروف ہوا
اور ادھر اسد عیار زادہ کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ایرج وبلم و صعاد اور کافور و ماہور زنگی کو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑکر
جانب قلعہ گیا ہی تو تھوڑی دیر تک تو متفکر رہا پھر اسنے زانوے فکر سے سر اٹھا کر فتاح کو بمعیت آٹھ ہزار قزاقون کے لشکر
ایرج پر جانے کا حکم دیا اور کہا کہ تم لشکر ایرج پر جا گرو اور جسطرح بنے صعاد کو نکال لیجاؤ اور آٹھ ہزار قزاق ابراہیم
ساتھ کرکے حکم دیا کہ تم وبلم شاطر کو جانب صحرا نکال لیجانا اور چار ہزار قزاق حلقہ کے زیر حکم دے کر ہدایت کی کہ تم کافور اور
ماہور کو جانب صحرا نکال لیجانا اور چار ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکر لشکر ایرج کا راستہ لیا وہان ایرج گرز گران سنگ
آسمان رنگ بہ ہفتہ دہلو پر جکے کوہ ہاتھ مین لیکر جانب قلعہ چلا اور قلعہ سے توپ چلنے لگی اور ادھر فتاح بوق بجا کر لشکر ایرج
پر گرا صعاد و رشک و درازگردن نے جو فتاح کو آٹھ ہزار قزاقون سے آمادہ پیکار خیال کیا تو اپنے لوگون کو لیکر فتاح کیطرف
جھپٹا فتاح اُسکے سامنے سے بھاگ کہ جنگل کو روانہ ہوا اور صعاد و رشک و درازگردن اُسکے تعاقب مین چلا جب دونون
صحرا مین پہنچ گئے تو فتاح نے گھوڑے کی باگ روک کر کہا کہ او حرامزادے کیا تو مجھکو ایسا بودا سمجھا تھا کہ میرا تعاقب کیا
اور سمجھا کہ اب یہ بھاگ نکلا لا حول ولا قوۃ الا باللہ تمھارے مین تو رستم سے بھی نہین خوف کرتا جب صعاد نے فتاح کی آواز سنی

تو سمجھا کہ یہ اسد نہیں ہے اور یہ کوئی شخص ہے پکارا آخر تو ہے کون فتاح نے جواب دیا کہ میں تیری جان کا ملک الموت ہوں
تو میرے پنجہ سے جاتا کہاں ہے بس یہ سننا تھا کہ میعاد آگ ہو گیا اور کہا کہ او قزاق بد اخلاق کیا تیری قضا آگئی ہے فتاح نے
کہا کہ او مردود تو بکتا کیا ہے اب میعاد کو کب تاب تھی لیکن کچھ کہا کہ سنا ارہ لیث زنگی اٹھا کر بڑے ہی زور میں فتاح پر
وار کیا لیکن جیسے ہی ارہ فتاح کے قریب آیا اٹھا کر جو ایک تلوار کا ہاتھ مارا ہے تو ارہ کے دو ٹکڑے تھے میعاد نے وہی ٹکڑا
ارہ کا پھر فتاح پر مارا فتاح نے اسے خالی دیکر جو ایک تلوار میعاد پر لگائی تو خود و سپر وغیرہ کو کاٹ کرتا دو ابرو تک گھسی
اور پھر دوسرا زور جو کیا ہے تو تا جگر اتر آئی میعاد تو وہیں تڑپ تڑپ کر مر گیا اور فتاح نے اپنی راہ لی اور ادھر ابراہیم
بن مالک ابرق بجا کر اور نام اسد لیکر لشکر ایرج پر گرا اور بادشاہ زنگی نے کہا کہ ارے لینا اسے یہ دوسرا دیوانہ پیدا ہوا
یہ کہکر ابراہیم کی طرف دوڑا ابراہیم بھی مقابلے کو بڑھا اور اسکا قصد کیا اور پکارتا ہوا چلا کہ او دیوانے کہاں جائیگا
میرے ہاتھ سے ٹھہر جا اور ذرا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہوں [illegible] کوس نکل آیا اسوقت ابراہیم بن مالک نے باگ
اپنے مرکب کی روک لی اور [illegible] تو میرے پیچھے خواہ مخواہ [illegible] آیا ہے کیا تو نے مجھے بھی کوئی جھگڑا
خیال کیا ہے بس یہ سنتے ہی ویلم نے تلوار کا ہاتھ بلند کیا ابراہیم نے [illegible] اگر اس زور سے تلوار لگتی
کہ زرہ چار آئینہ قلم ہو کر یا تھا ابراہیم [illegible] کا اور بہت کاری زخم آیا ویلم [illegible] تھا کہ ابراہیم نے دوسری تلوار
بھی تلوار رسید کی [illegible] ہو کر سامنے سے کہا کہ اور [illegible] سے بچا ہوا [illegible] زنگی ایرج میں آ پڑے
اور ویلم کے بھاگتے ہی ویلم زنگی [illegible] تو ابراہیم [illegible] طرف چلا گیا اور یہاں لشکر ایرج پر گرا اور مارا ہو
اور کافور زنگی کو اسیطرح لشکر میں [illegible] قتل کیا اور ادھر کی راہ لی [illegible] آیا ایرج [illegible] اور لاش پر لاش گراتا ہوا
وہاں پہونچا کہ جہاں اقبال شاہ مقیم تھا وہ [illegible] شروع کیا اور اس قدر
جو سامنے آیا اسے واصل جہنم کیا لاشوں کے انبار اور [illegible] لگا دیے [illegible] یہ حال دیکھا ایرج کے پاس دوڑ گئے
ایرج کو لوگوں کو رد کرتا ہوا اب تک پہونچ چکا تھا کہ ان لوگوں نے جا کر عرض حال کیا ایرج یہ حال سنکر بہت متردد ہوا اور کہا کہ اس
دیوانہ نے سخت عاجز کیا ہے کہ اس لشکر میں میعاد اور کافور اور [illegible] لوگ لیکر ہونچ گئے اور عرض کیا کہ حضور
ملاحظہ فرمائیے اس دیوانہ نے کیا حال کیا ہے خدا [illegible] آ رہا تھا کہ ایک دیوانہ کے سو دیوانے لشکر میں
ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ویلم بادشاہ زنگی زخم خوردہ بد حال [illegible] کرتا پڑتا ہوا پہونچا اور اپنا حال دکھا کر عرض کرنے لگا
کہ خداوند ملاحظہ فرمائیے کہ اس دیوانہ نے میرا کیا حال کر دیا ہے [illegible] کوشش کی مگر کچھ بس نہ چلا
ایرج نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک [illegible] دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ خداوند جلدی چلیے دیوانے نے
ستھراؤ کر دیا ہے لاش پر لاش گرا رہا ہے [illegible] اقبال شاہ چھپ رہا تھا اور اسد
وحشی [illegible] اب معلوم نہیں کہ اسکا کیا حال ہوا اگر اقبال شاہ [illegible] گیا تو بیشک وہ گردن مار دیگا
اور ہرگز نہ چھوڑیگا بس یہ سنتے ہی ایرج کا رنگ فق ہو گیا [illegible] قلعہ سے باہر ہوا اور جانب لشکر راہی
ہوا جب اپنے لشکر میں پہونچا تو اسد کا کہیں نام و نشان بھی نہ پایا [illegible] پایا خیمے اور اسباب سب
لٹا ہوا ایک عجیب ہی کیفیت پائی اور سامنے کافور و ماہور اور میعاد کی لاشیں دکھائی دیں بہت شدت سے رویا اور کہا کہ
افسوس صد افسوس اس دیوانے کے ہاتھ سے کیسے کیسے سردار [illegible] معلوم نہیں کہ اس دیوانہ مجہول العقل کو مجھ سے
کہاں کی عداوت آ پڑی ہے کہ خواہ مخواہ مجھی پر [illegible] ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے یہ کہکر داخل خیمہ
خاص ہوا دیکھا کہ اقبال شاہ ایک جانب کو بیٹھا ہوا [illegible] دیوانے [illegible] نہیں ہوئے ایرج نے

اسے بہت تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ ہاں اقبال شاہ حواس درست کرو تم سے یہ اضطراب و تردد سخت تعجب خیز ہے یہ سنکر اقبال شاہ
نے کہا کہ اے شہزادہ آفتاب پرستان اب مجھکو چراغ سحر سمجھیے وہ مثل مشہور ہے کہ کاغذ کی ہنڈیا کبھی آج نہ ڈوبی تو کل ڈوبی اے ایرج
نوجوان ایک نہ ایک دن یہ دیوانہ ضرور ہی مجھے مار ڈالیگا آپ تو یونہیں چھوڑ چھوڑ کر ہر روز چلے جاتے ہیں اور ہماری جان ہر وقت
سولی پر رہتی ہے آخر ایک نہ ایک دن سولی کا سامنا ہو ہی جائیگا ایرج نے کہا کہ اے اقبال شاہ اصل یہ ہے کہ آج میں خود حیران
ہوں کہ کیسے کیسے سردار زبردست کو تمہاری حفاظت کے لیے چھوڑ گیا تھا وہ سب مارے گئے اقبال شاہ نے کہا کہ اے ایرج نوجوان
آپ اسے کچھ کہا ہیں اسکا ایک ایک رفیق الیاس الیاس زبردست ہے کہ سو سو جوانوں پر بھاری ہے اے صاحبقران آفتاب پرستان
پہلے تو اسکے رفقا ہی نے ستم اٹھایا ہے اسی سے کے بعد آیا ہے میں یقین کر چکا تھا کہ آج کبھی نہ بچونگا اور ضرور مارا جاؤنگا یہ دیوانہ
آج نہ چھوڑیگا قضائی یہ کیسی زندگی تھی جو میں آج بچ گیا اے صاحبقران آفتاب پرستان اب قلعہ فتح کرو شہر سے ہاتھ دھو بیٹھو اور
اسکے لینے کی تدبیر سے باز آئیے چلے ہی چلیے یہ دیوانہ بہت پیچھے پڑا ہے جس روز اسکا دست ستم چل گیا وہ اس روز فیصلہ ہی کر دیگا
اے صاحبقران آفتاب پرستان وہ ایک ہی آفت کا بنا ہوا ہے اور بلاے بے درمان ہے بہت بڑا ظالم ہے اسکی شہرت سے پاس رکھے تو ہم بچیں
اے شہزادہ آفتاب پرستان بہتر یہی ہے کہ آپ میرا کہنا مانیے اور یہاں سے چلے چلیے کیوں خواہ مخواہ مفت میں آپ خود بھی پریشان
ہوتے ہیں اور ہم لوگوں کو بھی پریشان کرتے ہیں اس سے کیا حاصل یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اے اقبال شاہ یہ تو مجھسے ہرگز نہ ہوگا کہ بغیر
شہر فتح کیے ہوئے یہاں سے چلا جاؤں ایسا ہی جو کچھ ہونا ہو سو ہو مگر افسوس یہ ہے کہ ابتک کوئی مناسب تدبیر میں نہیں آئی
کہ اس شہر میں کیا کرنا چاہیے اور قلعہ کیونکر لیا جائیگا یہ سنکر اقبال شاہ تو خاموش ہو رہا مگر قارن قہرمن نے دست بستہ عرض کیا
کہ اے شہریار اس غلام کے ذہن میں ایک امر آتا ہے اگر حضور لحاظ فرمائیں تو میں عرض کروں یقین تو ہے کہ اگر حضور اس امر پر کاربند
ہونگے تو بہت سہل و آسان طور سے قلعہ ہاتھ آ جائیگا ایرج نے کہا کہ اے قارن قہرمن اچھا جلد بیان کرو کہ وہ کیا امر ہے
اسنے عرض کیا کہ اے شہریار جب سکندر سے یاجوج سے بچکر قلعہ فتح کرنا دشوار پڑا ہے اور اسنے اس قلعہ کے لینے کی تدبیر کی ہے تو وہ
انتہا کا عاجز و پریشان ہوا تھا اس وقت حکیم ارسطو جو اسکے ساتھ تھا اسنے جو اسکو تدبیر سے لیکر اس قلعہ کو لیا تھا میری راے
یہ ہے کہ آپ بھی یہی کیجیے اور جوالہ کے ذریعہ سے لیکر اس قلعہ کو اپنے قبضہ میں کیجیے ایرج نے کہا کہ اے قارن بیان کر جوالہ کسے
کہتے ہیں قارن نے کہا کہ خداوند ایک مکان بہت بڑا اگر ادن سے تین درجہ کا تیار کیا جاتا ہے اسے جوالہ کہتے ہیں پہلا طبقہ اسکا
اسقدر بلند ہوتا ہے کہ جتنے قلعہ کے کل برج شہر پناہ کے ہوتے ہیں اور گرد لندانہ اس درجہ میں بیٹھکر اہل قلعہ کا مقابلہ کرتے ہیں دوسرے
درجہ سے جھک کر دیکھنے سے قلعہ کی گلیاں اور اندرون قلعہ کا حال معلوم ہوتا ہے اور اسمیں گولہ بارود رکھا جاتا ہے اور تیسرا درجہ اسقدر
بلند ہوتا ہے کہ جسپر سے شہر کی گلیاں اور کوچے سب معلوم ہوتے ہیں ایرج اس تدبیر کو سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے قارن میں
ضرور جوالہ بنواؤنگا اور اسیوقت حکم دیا کہ تیار جا کر جلد جنگل سے لکڑیاں کاٹ لاؤ اور مزدور جلد جلد اکٹھا لائیں یہ حکم سنکر
اسیوقت سردار زرہ و جوشن پہنکر روانہ ہوے لیکن قضا کا الہی تھا کہ روزگار قہرمان شہر میں اپنی صورت تبدیل کیے ہوے
یہاں موجود تھا یہ باتیں سنکر دوڑا ہوا اسد کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا اسد یہ سنتے ہی اپنے رفقا کو ہمراہ لیکر جنگل کی طرف
روانہ ہوا جلد جلد راہ طے کرتا ہوا اس وقت پہونچا کہ جب سردار لکڑیاں کاٹ چکے تھے اور چاہتے تھے کہ چھکڑوں اور اونٹوں پر بار
کر کے لیجائیں کہ اسد نے پہونچتے ہی سرداروں پر شیرانہ کر کے ان سب پر حملہ کیا کچھ لوگوں کو جان سے مار دیا کچھ لوگوں کو تلوار سے قتل کیا جو کچھ
لوگ بچے تھے وہ اپنی جان بچا کر بھاگ نکلے اور جو چھکڑے اور اونٹ لکڑیاں بار کیے کھڑے تھے وہ سب اپنے قبضہ میں
کر کے چلتا ہوا اور جو لوگ بھاگ نکلے تھے وہ گرتے پڑتے ایرج کے پاس آئے اور تمام کیفیت بیان کی ایرج یہ حال سنکر بہت آزردہ
ہوا اور خود سوار ہو کر جنگل کی طرف روانہ ہوا جب جنگل میں پہونچا تو دیکھا کہ بہت سے لکڑ زمین کٹی ہوئی پڑے ہیں اور بہت سے لوگ

پھانسی دیئے ہوئے پڑے ہیں یہ دیکھکر کمال درجہ دل ملول ہوا اور لکڑیاں اپنے ہمراہ لدوا کر لشکر کا راستہ لیا ادہر تو ایرج نے اپنے لشکر کا راستہ لیا اور اُدہر اسد کو خبر لگی کہ ایرج لکڑیاں لادے لیے چلا جاتا ہے کہنے لگا کہ کہاں جائیگا یہ کہکر سوار ہوکر لشکر ایرج پر گرا اور قتل و قمع کرنے لگا آفتاب پرست بھاگنے لگے ایک قیامت سی برپا ہوگئی اور اسد مارتا پیٹتا ہوا اقبال شاہ کے خیمہ کے قریب پہونچا تو اپنے رفقا سے کہا کہ اسے اس حرامزادے قارن کو تلاش کرو کہ یہ مردود کہاں ہے قارن نے جو اسد کی آواز سنی بارے بیت الخلا کی قنات میں لپٹ کر کھڑا ہو رہا اور اقبال شاہ تخت کے نیچے چھپ رہا یہ حال دیکھکر شاپور ایرج کے پاس دوڑ گیا راہ میں ایرج سے ملاقات ہوئی شاپور نے کل حال بیان کیا اور کہا اے صاحبقران آفتاب پرستان جلد چلیے آپ تو ادہر آئے اور اُس دیوانے نے وہاں پہونچکر لشکر کا حال دگرگون کر دیا سیکڑوں ہی کو تہ تیغ کر ڈالا اور قارن کی تلاش میں ہے اگر وہ مل گیا تو دیوانہ ہرگز نہ چھوڑیگا یہ سنکر ایرج گھبرا گیا بار لکڑیوں کے ویلم شاطر زنگی کے سپرد کیے اور خود لشکر کیطرف روانہ ہوا جب لشکر میں پہونچا تو اسکا پتا بھی نہیں تھا لوگ رو پیٹ رہے تھے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگے ہوئے تھے سر دھنتا ہوا داخل خیمہ ہوا قارن کو یہ حال دیکھا کہ کھڑا ہوا تھر تھر کانپ رہا ہے قارن سے کہا کہ اے قارن یہ کیا حال ہے قارن نے کہا کہ خداوند کیا عرض کروں اسکے ہاتھ سے سارے لشکر کا ناک میں دم ہوگیا ہے ایرج نے کہا کہ اے قارن یہ دیوانہ جائیگا کہاں جس دن میرے ہاتھ لگ گیا دار پر کھینچا ہی کردونگا یہاں تو یہ باتیں تھیں اور اُدہر اسد کا حال سنیے کہ یہ جو لشکر ایرج سے واپس چلا تو راہ میں معلوم ہوا کہ ویلم شاطر لکڑیوں کا بار لیے جاتا ہے پھر وہیں سے ویلم کی جانب پھرا اور اُس سے مقابلہ کرکے اُسے زخمی کیا اور اُسکے ہمراہیوں کو بھگا کر لکڑیوں میں آگ لگا دی اور اپنا راستہ لیا لوگ ویلم شاطر زنگی کو زخمی لیے ہوئے ایرج کے سامنے لائے اور عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرماتے ہیں اس دیوانے کے ہاتھ سے ویلم کا بھی یہ حال ہوا ایرج نے یہ دیکھکر زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ ہائے افسوس میں اس دیوانے کے ہاتھوں سخت عاجز ہوگیا ہوں کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں پڑتی کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا القصہ روز تو اسی فکر میں گذر گیا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے اور کیونکر اس دیوانے کی شر سے نجات ملے جب شب ہوئی تو سوچتے سوچتے یہ امر ذہن میں آیا کہ کل سرداروں اور فوجداروں کو کسی سردار کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے کے واسطے روانہ کرو اور خود اثنائے راہ میں بیٹھو اور دونوں جانب ہرکاروں کی ڈاک بٹھادو کہ ادہر کی خبر ادہر اور ادہر کی خبر ادہر برابر پہونچاتے رہیں جسطرح سے وہ دیوانہ آکر سرداروں پر گریگا یا فوج پر گریگا ہرکارے خبر دینگے فوراً انسداد کر دیا جائیگا غرض جب صبح ہوئی تو سرداروں کو ویلم اور کلیسا جمشید کے زیر حکم جانب صحرا روانہ کیا اور خود اثنائے راہ میں بیٹھا ڈاک ہرکاروں کی دونوں جانب بٹھا دی اسد کے مخبروں نے اسد کو بھی یہ خبر پہونچائی کہ آج ایرج ہوشیار و خبردار بیٹھا ہے آپ جسطرف سے جائینگے وہ اسی جانب دوڑ پڑیگا اسد نے یہ سنکر کہا کہ خیر دیکھا جائیگا ابھی جلدی کیا فرض ہے کہ اُس پاجی سے جاکر سامنا کروں دیر آید درست آید بہرطور ایرج نے جنگل سے لکڑیاں منگوا کر نجاروں کو جمع کیا اور تین طبقہ کا جوالہ تین روز عرصہ میں تیار کروا لیا اور ہر طبقہ اتنا اتنا بڑا تھا کہ چار چار ہزار تیرانداز بفراغت بیٹھ سکیں طبقہ اول تو پہیوں پر طبقہ دوسرا اُن پر دوسرے طبقہ میں گولہ بارود جمع کروا دیا تیسرے طبقہ میں تیرانداز وغیرہ بٹھا دیے اور سامنے قلعہ کے استادہ کرایا تھا سپاہیان اور دیکھنے والے جو تھے اور تمام ترکوں نے جو اُس جوالہ کو دیکھا سب کے سب اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہوگئے آپس میں ایک دوسرے سے رخصت ہونے لگا ہر ایک آمادہ مرگ اور مہیائے قضا ہو بیٹھا ایرج نے طبل جنگ بجوایا کہ کل صبح کو ہم قلعہ لے لینگے جب یہ خبر اسد کو پہونچی کہ جوالہ بنکر تیار ہوگیا اور ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا تو یہ اپنے مقام پہونچا کہ اے اسد تو ہی ان ترکوں کا سبب ہے ایرج سے عناد کا باعث تھا اور مرتا ہی تیرے سبب یہ لوگ بیعت ایرج سے باز رہے اور اب یہ سب تیرے ہی سبب سے مارے جائینگے اے اسد یہ امر بہت بعید ہے کہ اب تو انکی اعانت پر کمر نہ باندھے اور اپنی جان کو عزیز کرے مگر ساتھ ہی اس خیال کے یہ امر ذہن میں آیا کہ یہ تو سچ اور بات صحیح ہے لیکن یوں بے سوچے سمجھے جان دینا بھی بیفائدہ ہے پہلے کوئی تدبیر سوچ لینا چاہیے اور اسکو ...

کاربند ہونا چاہیے بعد اسکے پھر جو کچھ خدا دکھائے یہ سوچ کر تھوڑی دیر تک تو سر زانوئے فکر پر جھکائے رہا بعد ایک ساعت کے مارے خوشی کے اچھل پڑا اور بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ وہ مارا فتاح نے کہا کہ صاحبزادے مجھسے تو بیان کرو کیا بات تم سوچے ہو جو اسقدر خوش و مسرور ہوئے اسد نے کہا کہ بس عمو جان جو کچھ میں سوچا ہوں جب اسکا ظہور ہوگا تو آپ اچھی طرح دیکھ لینگے فتاح نے کہا کہ نہیں میاں مجھسے ابھی کہدو کہ مجھے اطمینان ہو جائے اسد نے کہا کہ عمو جان خلاصہ یہ ہے کہ میں اس جوالہ کو بغیر جلائے تھوڑی چھوڑونگا اور یہ کہکر ضرغام سے کہا کہ ارے بھائی ضرغام تم جلدی جاؤ اور جسقدر تیل اور چربی کثرت سے مہیا ہوسکے لے آؤ ضرغام نے کہا کہ خداوندا ابھی لیجیے یہ کہکر اسیوقت روانہ ہوا اور ایک تھوڑے ہی عرصہ میں منون تیل اور چربی مہیا کر لایا اور تمام رفقا سے کہا کہ تم سب کے پاس جسقدر پرانے دگلے اور قبائیں اور پرانے کپڑے ہوں سب لے آؤ اسیوقت سبھوں نے دگلے اور قبائیں اور پرانے کپڑے لا حاضر کیے اسد نے خوب روغن اور چربی میں انکو تر کیا خلاصہ یہ کہ علاوہ اور کپڑے کے چوبیس ہزار قبائیں اور دگلے تیل اور چربی میں تر بتر کیے گئے جب یہ سب مال مہیا ہو چکا تو اسد نے ضرغام سے کہا کہ اے ضرغام اب یہ سب سامان تو مہیا ہو گیا اب تم لشکر ایرج کی خبر لے آؤ تو پھر کوئی تدبیر کریں یہ سنکر ضرغام اسیوقت گیا اور جا کر خبر لے آیا اور عرض کیا کہ دیلم تو طلایہ کی گشت پر ہے اور ایرج بیچوں بیچ لشکر میں صحبت آرا ہے یہ سنکر اسد نے ابراہیم بن مالک کو حکم دیا کہ اے ابراہیم تم جاؤ ہزار سوار لیکر لشکر ایرج پر جا گرو اور جسطرح بن پڑے دیلم کو اپنے ساتھ لگا کر نکال لے جاؤ اور علقمہ کو حکم دیا کہ اے علقمہ تم بھی چار ہزار سوار لیکر جا گرو بعد اسکے ابراہیم سے کہا کہ نہیں اے ابراہیم تم تو میرا نام لیکر لشکر ایرج پر حملہ آور ہو اور ایرج کو اپنے ساتھ لگا لیجاؤ اور علقمہ اور دیلم کو نکال لیجاؤ بعد اسکے پھر میں لشکر پر جا گرونگا اور سارے لشکر کا نشانہ کرکے اس جوالہ کو جلا دونگا بعد اسکے سمجھ لیا جائیگا اور سنا ابھی تم دونوں بھاگتے وقت غل مچا دینا کہ ہائے ہائے اسد کے تیر لگا اور دو زخم بہت کاری لگے ہیں ایک زانو پر اور دوسرا شانے پر ہائے اب کیا ہوگا الغرض جب سامان درست ہو چکا تو پہلے علقمہ طلایہ کی گشت پر جا گرا اور پکارا کہ کون طلایہ کی گشت کا افسر ہے ہوشیار و خبردار ہو جائے کہ میں آ پہونچا دیلم نے جو یہ آواز سنی تو پکار کہا کہ لو کون ہے ٹھہر تو رہ میں آ پہونچا یہ کہکر علقمہ پر جھپٹا علقمہ دیلم کے سامنے سے بھاگا دیلم نے اسکا تعاقب کیا تا اینکہ سرحد لشکر سے نکل گیا اودھر اسکا جانا کہ ابراہیم اسد کا نام لیکر آ گرا اور تلوار برسانا شروع کی ایرج نے کہا کہ ایک دیوانہ تو پہلے آیا اسکے تعاقب میں دیلم گیا ہوا ہے اب یہ دوسرا دیوانہ کدھر سے آ پڑا اقبال شاہ نے کہا کہ خداوندا اب آپ ہوشیار و خبردار رہیے اب وہ دیوانہ ایسی ہی ایسی حکمتیں کیا کرتا ہے دیکھیے خبردار رہیے ہی ہو لشکر سے باہر جائیگا ایرج نے کہا کہ نہیں بھائی میں کیا اُسکا فریب سمجھتا نہیں ہوں کیا اُسکے دم پر آؤنگا یہ کہکر مرکب کو آگے بڑھایا اور وہاں آیا کہ جہاں ابراہیم قتل و قمع کر رہا تھا بس یہ رنگ دیکھکر ایرج نے نعرہ کیا کہ ٹھہر تو رہ مردود کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ تو میں تیری کیسی درگت بناتا ہوں کہ ساری دیوانگی تیری دماغ سے رفو چکر ہو جائے یہ سنکر ابراہیم نے جواب دیا کہ اگر کچھ دم دعوی ہے تو آگے بڑھو زبانی جمع خرچ سے تو کچھ کام نہیں چلتا یہ سنکر ایرج ابراہیم کیطرف بڑھا اور ابراہیم پیچھے ہٹا اب جوں جوں ایرج آگے بڑھتا آتا ہے ووں ووں ابراہیم ہٹتا جاتا ہے تا اینکہ دم دم میں ایرج کو بڑھاتا ہوا چلا آیا اور لشکر کے سرے پر پہونچکر غل مچایا کہ ہائے ہائے اسد کے زانو اور پہلو میں تیر لگا اور ایسا زخم لگا ہے کہ اب بچنا بہت دشوار ہے یہ کہکر ایرج کے سامنے سے بے تحاشا گھوڑے کی باگ موڑ کر بھاگا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ آج دیوانہ کو نہ چھوڑیے اور اسکا کام ہی تمام کر دیجیے یہ سوچ کر للکارتا ہوا ابراہیم کے تعاقب میں [illegible] کوسوں اپنے لشکر سے نکل گیا جب اسد نے یہ خبر سنی کہ ابراہیم ایرج کو لگا لایا تو کمینگاہ سے آٹھ ہزار سوار لیکر [illegible] شبخون کر اسد نے تو لشکر کا صفایا کرنا شروع کیا اور اسکے ہمراہی نیزوں پر وہ سب پرانے کپڑے تیل اور چربی میں بھیگے ہوئے [illegible] تھے وہ جوالہ [illegible] اور آگ لگادی اور لشکر ایرج سے تیل لیکر چھڑکنا شروع کیا اور آگ بھڑکنے لگی ہر چند لوگوں نے [illegible] آگ کو بجھائیں مگر وہ

آگ کیا بجھ سکتی ہی جون جون تیل پڑتا جاتا ہی وہ دون دون آگ بھڑکتی جاتی ہی جو لوگ جوالہ مین بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے بہت بہت
کوشش کی کہ کسیطرح نکل جائین مگر کچھ نہو سکا ایک تو اُس جوالہ مین ہزارون من بارود دوسرے شیشہ اوسے مین توپین بھری ہوئین
تیسرے یہ تیل اور چربی سے بھیگے ہوئے کپڑے جو تھے تیل کے چھینٹے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آتش نمرودی شعلہ زن ہی غرض ہزارون ہی آدمی
جل بھن کر خاک سیاہ ہوگئے اور اسد خوشی خوشی مین بغلین بجا رہا ہی اُچھل رہا ہی کود رہا ہی چلا رہا ہی کہ وہ جوالہ کو جلا دیا لیکن ہرکارون نے
ایک کرایرج سے خبر کی کہ آپ کس کے تماشے مین جاتے ہین پھر آئے یہ اسد نہین ہی کوئی دوسرا شخص ہی خدا وند اسد تو آپ کے
لشکر مین قیامت برپا کر رہا ہی جوالہ مین آگ لگا دی ہزارون آدمی جل بھن کر خاک سیاہ ہوگئے دیکھیے وہ روشنی آگ کی دکھائی دیتی ہی
ایرج اب جو منھ پھیر کر دیکھتا ہی تو فی الواقع روشنی معلوم ہوتی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ سا کھو یا شیشہ کے پورے دس بیس قریب
قریب کے بنگلو مین آگ لگ گئی ہی بس یہ دیکھ کر جھلاتا ہوا رنج آدھر سے پھرا اور اپنے لشکر کا راستہ لیا یہان اسد کے مخبرون نے
اسد کو خبر دی کہ بھاگیے ایرج آتا ہی اسد یہ سنتے ہی بھاگ نکلا اب جو ایرج یہان آکر دیکھتا ہی تو اسد کا نشان بھی نہین اور جوالہ
مین آگ لگی ہوئی ہی اور آدمیون کے جلنے کی چرائند آرہی ہی بس یہ دیکھ کر منھ اپنا دونون ہاتھون سے پیٹ لیا اور کہا کہ ہائے یہ دیوانہ کسطرح
ہاتھ نہین لگتا اور سپہ سالار لشکر ہر مرتبہ پریشان کر دیتا ہی ارے صاحب اسے دیوانہ کون کہے اب تک تو مین بھی اسے دیوانہ کہتا تھا مگر آج معلوم
ہوا کہ ہزار سیانون کا یہ ایک سیانا ہی دیوانہ کیسا جو اسے دیوانہ کہے وہ خود دیوانہ ہی اور آدھر قہاس خان اور تمغاج خان وغیرہ نے جو
جوالہ کو جلتے دیکھا تو سب کہنے لگے کہ بھئی کیا یہ کلیجہ آدمی ہی کیا کارنمایان کیا ہی واہ واہ صاحب صل علیٰ ہی کہ ہمنے ایسا بہادر یہ ہم تا آج تک
نہین دیکھا اور دیکھنا کیسا کہ اس کلیجہ اور اس جیہہ کا آدمی سنا بھی نہین فی الحقیقت یہ شخص اسم بامسمیٰ ہی اور ادھر ایرج نے ہر چند تدبیر کی کہ
آتش جوالہ کو فرو کرے کسی طرح ممکن نہ ہوا آخرکار مجبور ہو کر اپنے خیمہ مین آیا قارن قہرمان سے کہا کہ اے قارن دیکھا تمنے کیا تدبیر
کی ہی اور کس مکر سے اسنے جوالہ کو جلایا ہی اور کیا پختہ تدبیر کی ہی کہ واہ واہ واہ پھر ہرکارون سے بلا کر کہا کہ جلد جا کر اسد کا پتا لگاؤ اگر
آج تمنے اسد کا پتا نہ لگایا اور نشان اُسکا نہ آکر بتایا تو تم سب کو قتل کر ڈالونگا یہ حکم حاکم قہر خدا تھے ہرکارے اسیوقت ہر طرف
روانہ ہوئے اور مصروف تلاش ہوئے جاتے جاتے اسد کو ایک جگہ جاتے پایا جھٹ پٹ جا کر ایرج کو خبر دی کہ اسے صاحبقران
آفتاب پرستان اسد تو اسطرف بیٹھا ہوا رہا ہی یہ سنکر اسیوقت خوشی خوشی ایرج سوار ہو کر چلا قضا سے کار را اتفاقات روزگار رفتہ رفتہ نامہ لشکر
ایرج مین موجود تھا ادھر تو ایرج سوار ہوا اور ادھر سے قمر غلام اسد کی خدمت مین روانہ ہوا ایرج کے آنے سے قبل اسد کو خبر دی کہ
بھاگو بھاگو ایرج آتا ہی مگر ایرج اسطرح بھاگا بھاگ ہوا کیطرح آگیا کہ جب تک اسد لوٹتا کہ پہنچے ہی پہنچے ایرج قریب آگیا اب
اسد بالکل دست بپا ہوگیا اور نکسیطرف راہ جانے کی نہ پائی مگر ناچار ہو کر قلعہ شیشہ کا راستہ لیا ایرج نے اسد کا تعاقب کیا
اسد بے تحاشا بھاگتا ہوا قلعہ کے سامنے آیا تمغاج خان نے آواز دی کہ اے شہریار مین مجبور ہون ایرج پیچھے چلا آتا ہی اگر دروازہ
قلعہ کا کھولدیا گیا تو وہ بھی چلا آئیگا شہر کو تاخت و تاراج کر دیگا اسد نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین قلعہ سے لپٹ کر کھڑا ہوتا ہون تم لوگ
مارنا شروع کرنا اور جب مین آواز دون تو دروازہ کھولدینا تمغاج خان یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اسد نے مع رفقا زیر دیوار قلعہ پہنچ
پہونچا دیا فوج جو ایرج کے تعاقب مین آئی تھی ترکون نے اسپر گولے مارنا شروع کیے ہزارہا آفتاب پرست مارے گئے اور دور دور
جا کر کھڑے ہوئے یہ دیکھکر اسد نے آواز دی کہ اے تمغاج خان جلد دروازہ کھول تمغاج خان نے جلد تمام دروازہ قلعہ کا کھولکر
اسد کو اندر لے لیا اور پھر جھٹ سے دروازہ بند کر لیا اسد نے اندرون قلعہ آکر تاج سر ترچھا کر کے پیر کا دیکھا اور رسالہ وتمکھی ہر قسم پر تدتا
قلعہ بند دروازہ پر آکر بیٹھا ایرج نے جو اسد کو اس حیثیت سے دیکھا نہایت برہم و مایوس ہو کر وہان سے ہاتھ ملتا ہوا پھرا اور اپنی بارگاہ
مین آکر بیٹھا ناچ رنگ ہونے لگا جامہا سے شراب اُڑنے لگے جب خوب نشہ ہو گیا تو عیارانہ حالت لشکر مین حکم دیا کہ طبل جنگ کل مین مقام کو
سے لوٹنگا یہ حکم سنتے ہی لشکر ایرج مین نقارہ رزمی گرگرایا ادھر اسد کو یہ خبر ہوئی تو اسنے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ بجے

نوازش مین آئے القصہ رات بھر دونون جانب تیاری رہی صدائے ہوشیار باش اور بیدار باش بلند رہی جب صبح ہوئی تو اسد مع
رفقا دروازہ قلعہ پر آکے بیٹھا اور اُدھر لشکر آفتاب پرستان کی آمد شروع ہوئی قلعہ پر سے آگ کا گولہ پڑنے لگا فوج گولے کی زد سے
ہٹکر کھڑی ہوئی اور ایرج گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہزار چرخہ کو لیکر قلعہ کیطرف چلا دیدبانون نے دوربین سے دیکھکر اسد سے
عرض کی کہ ایک سوار گرز ہاتھ مین لیے ہوئے آتا ہی یقین ہی کہ ایرج ہی ہوگا اسد نے کہا کہ زد پر آنے دو جب ایرج زد کے میدان مین
بھی کچھ آگے بڑھ آیا گولہ اندازون نے عرض کی کہ اب ایرج خوب زد پر آگیا ہی اسد نے حکم دیا کہ گولہ مارنا شروع کرو بس یہ حکم سنتے ہی
توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا اور گولے پڑنا شروع ہوئے لیکن ایرج گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا جب ہفت قلعیہ
بارہ سے کے داغ چکے تو اسد سے عرض کیا کہ اے شہریار اب ہفت قلعیہ بارہ کے بھی داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہی اسد نے کہا کہ بس اب
ہاتھ روک لو دیکھو کہ کوئی نہ کوئی گولہ قضا کا بھی پڑا ہی ہوگا یہ سنکر گولہ اندازون نے ہاتھ روک لیا بس دھوئین کا موقوف ہونا اور دھوئین
کا ہونا تھا کہ گولہ اندازون نے عرض کیا کہ حضور وہ تو لب خندق پہونچگیا اور کوئی گولہ بھی اُسکے نہین لگا تمام قلعہ مین ایک ہلچل پڑگئی
ہر ایک کی زبان پر یہ تھا کہ اب خدا ہی بچاوے تو بچین اسلیے کہ اب وہ لب خندق پہونچگیا یہانتک آجانا اب کوئی دشوار نہین ہی اور ایرج
اتنے مین آواز دی کہ اے خدا پرستو دیکھو تو مین تمہارا کیا حال کرتا ہون ایک کو تو زندہ چھوڑونگا نہین سبھی کو قتل کرونگا اگر
تم مین سے ایک کو چھوڑ دیا تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوگا اسد نے یہ سنکر حکم دیا کہ ارے مالک بن ملکوت شاہ کو جلد زیر تیغ بٹھاؤ
ایرج چاہتا ہی تھا کہ خندق سے جست کرکے پار چلا جاوے اور دروازہ قلعہ کا توڑ ڈالے کہ لوگون نے مالک بن ملکوت شاہ کو لاکر
زیر تیغ بٹھایا اور اسد تلوار کھینچکر مالک بن ملکوت شاہ کے سر پر کھڑا ہوا اور ایرج سے پکار کر کہا کہ اے ایرج اگر ایک قدم بھی
تو نے آگے بڑھایا تو مین نے مالک بن ملکوت شاہ کا کام تمام کیا اور تو میرا بال بھی بیکا نہین کرسکتا ایرج نے جو مالک بن ملکوت شاہ
کو دیکھا جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اے اسد غازی آپ اسے نہ ماریے مین ابھی پھرا جاتا ہون مالک بن ملکوت شاہ میری جان کا
ایسے کسیطرح تکلیف نہ پہونچاؤ اور اچھی طرح رکھو اسد نے کہا کہ او کم پاس فروش بچہ بازاری ارے لعین جو کچھ میرے پاس موجود ہی وہ مین
کھاؤنگا اپنے رفقا کو کھلاؤنگا یا مالک بن ملکوت شاہ کو کھلاؤنگا اگر تو یہ چاہتا ہی کہ مالک بن ملکوت شاہ اچھی طرح رہے اور اسے
راحت و آرام ملے تو اپنے باورچیخانہ سے کھانا مع اپنے خدمتگارون کو خدمت کے لیے بھیجا کر کہ تیرے لوگ بھی اسکے ساتھ آرام پائین
ایرج نے کہا کہ اچھا اے اسد مین دو سو خوان کھانے کے ہر روز روانہ کیا کرونگا یہ کہکر قلعہ کے پاس سے پھر کر اپنے لشکر کیطرف آیا اور دو سو
خوان کھانے کے ہر روز بھیجنا شروع کیے چند روز اسی طرح گذرے اب ایرج کمال حیران و پریشان ہوا اور بہت متردد ہوا کہ اب کسطرح
قلعہ کو لے اور کیا تدبیر کرے جب قلعہ پر یورش کرتا ہی اسد مالک بن ملکوت شاہ کو زیر تیغ بٹھاتا ہی قضا کار اتفاقات روزگار
فرخ تاجر کا بھائی مظفر تاجر قضا کر گیا تھا اور اُسکی زوجہ بجان سے ایرج پر عاشق تھی اور کچھ بس نہین چلتا تھا کہ کسطرح ایرج
تک پہونچے اب اُسکو یہ موقع بہت غنیمت معلوم ہوا اور اُسنے خیال کیا کہ جسطرح بن پڑے نقب کنی کرواکے ایرج کو براہ نقب شہر مین
بلوالو اور مطلب دلی حاصل کرو اور شہر کو اُسکے قبضہ مین کرادو بس یہ خیال اپنے دل مین مستحکم کرکے اپنے باغ مین سے جو دروازہ شہر سے
بہت قریب تھا نقب کھدوانا شروع کی اور اتنی بڑی نقب کھدوائی کہ ایک سوار مع مرکب کے اچھی طرح نکل آئے اور منہ اُس نقب کا
قریب لشکر ایرج صحرائے اختتم مین نکلوادیا جب وہ نقب تیار ہوچکی تو اس کافرہ نے ایک نامہ اشتیاق شمامہ ایرج نوجوان کو بدین
مضمون تحریر کیا کہ اے مہر سپہر محبوبی و دلفریبی ماہ آسمان حسن و خوبی معشوق دلربا و جان ستان بہو شہرہ عالم و عالمیان صاحبقران
لشکر آفتاب پرستان یعنے ایرج نوجوان زاد حسنہ و جمالہ بعد ادائے ہدیہ التسلیم عرض کرتی ہی یہ کنیز قدیم ہی کہ یہ خادمہ حضور پر نور پر ایک
مدت مدید سے دلدادہ و جاندادہ تھی اور دیدار حسن و جمال اور لذت شراب وصال کی مشتاق تھی کہین کوئی موقع آپ تک پہونچنے کا نہ پاتی
تھی کیونکہ ایک ظالم کے پھندے مین پھنسی تھی آتش فراق سے جلا کرتی تھی اور کوئی تدبیر نظر نہ آتی تھی قضا کار اتفاقات روزگار سے

عرصہ دراز مدت لیبیار مجھکو اُس ظالم کے پھندے سے نجات ملی ہے مگر مصالح چند در چند میرا حاضر ہونا آپ تک مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے
کہ اگر ارشاد عالی ہوگا تو یہ خادمہ اول سب مصالح سے درگذر کرکے حاضر ہو سکیگی لیکن زیادہ تر مناسب یہ ہے اور آپ کے لیے امر اولی ہی ہے
لہذا عرض رسا ہے خدمت سامی ہوں کہ میں نے قبل سے ایک نقب تیار رکھی ہے کہ جسمیں سے آپ مع راہوار شہر میں تشریف لا سکتے ہیں اُسی
نقب کے راستے سے باطمینان تمام تشریف لائیے دامن اس کنیز کا گوہر امید سے پُر کر دیجیے اور تمام شہر کو اپنے قبضہ میں کیجیے جب خط تمام ہو چکا
تو مہر اپنی ثبت کرکے براہ نقب خدمت ایرج میں ارسال کیا جب ایلچی خط لیکر خدمت ایرج میں حاضر ہوا تو بعد ادائے مراسم آداب وہ نامہ
ایرج کے ہاتھ میں دیا ایرج نے اُسے تمام و کمال پڑھکر قارن قہرمان سے پوچھا کہ اے قارن جو عورت کہ اپنے باپ یا چچا کے قاتل پر فریفتہ
آئی ہو وہ حلال ہے یا نہیں قارن اُسکے فحوائے کلام سے مطلب تاڑ گیا کہنے لگا کہ اے حضور کیا مضائقہ ہے یہ سنکر ایرج بہت خوش
ہوا اور کل مضمون نامہ سے قارن کو مطلع کیا قارن بھی یہ سنکر بہت خوش ہوا اور عرض کیا کہ خداوند اسکو تائید غیبی کہتے ہیں اے شہریار اعظم
کی کمک اسیکا نام ہے آپ بشوق سے تشریف لیجائیے شہر اعظم اچھا ہی کریگا یہ سنکر ایرج نے اُس قاصد سے کہا کہ بھائی تو چل اور اپنے بیبان
تیاری کریں آج رات کو ضرور بالضرور آؤنگا وہ قاصد سلام کرکے رخصت ہوا اور بیان سے جا کے کل حال زن مظفر سے بیان کیا وہ یہ حال
بد مآل سنکر بہت خوش ہوئی اور اُسیوقت حمام کیا نہا دھو کر پاکیزہ کپڑے پہنے خوب عطر ملا اور زیور جواہر سے آراستہ ہو کر پھولوں کا گہنا
پہنا باغ کو بھی نہایت آراستہ و پیراستہ کیا سامان صحبت عیش بطرز احسن تیار کیا جب سامان مہیا ہو چکا تو اُسی قاصد کو جو خط لیکر
گیا تھا ایرج کے لینے کے واسطے روانہ کیا اور ادہر ایرج نے بھی نہا دھو کر خوب آراستہ و پیراستہ ہو کر لباس فاخرہ پہنکر نقب میں جانیکا
قصد کیا اور پھر لشکر کے افسروں سے حکم دیا کہ تم سب بہ سبب نعرہ پر گوش برآواز رہنا جسوقت میرے نعرہ کی آواز سننا اور اہالیان قلعہ پر
غل و شور کی آواز بلند دیکھنا فوراً سب کے سب یورش کر دینا قلعہ لے لیا جائیگا یہ سنکر سبھوں نے اُسے قبول کیا ایرج مع ولیم شاداط
زنگی اور عوجان دریا باری اور عنتر صبا کو اپنے ساتھ لیکر براہ نقب اُس باغ کا راستہ لیا آن واحد میں باغ مظفر تاجر میں پہونچ گیا
رفقا کو ایک جانب بٹھا کر خود زوجہ مظفر کے پاس آیا دیکھا کہ ایک زن حسینہ و جمیلہ دریائے جواہر میں غرق لباس سرخ پہنے ہوئے دل آویز
ڈوبی ہوئی نہایت زرق برق بنی ایک مسند زریں زرنگار گوہر بار پر نہایت عزت و وقار سے بیٹھی ہوئی ہے گرد اُسکے خواصیں اور کنیزیں
دست بستہ ہاتھ باندھے ہوئے اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہیں نکہت گل سے تمام مکان بہشت عنبر سرشت کا نمونہ معلوم ہوتا ہے ایرج دیکھکر گلے
لپٹ گیا اُسنے بھی گلے میں ہاتھ ڈالدیے مسند پر بٹھا لیا جام شراب گلگون گردش میں آیا ناچ ہونے لگا کوئی ڈیڑھ پہر رات تک صحبت
ہو رہی بعد اُسکے دستر خوان بچھا دونوں نے ملکر کھانا کھایا بعد کھانا کھانے کے ایک ایک جام شراب گلگون پی کر باہم اختلاط ہونے لگے
جتنی کنیزیں خواصیں وغیرہ وہاں موجود تھیں وہ سب ہٹا دی گئیں یہ دونوں کے دونوں مسہری پر گئے شب بسر کی وصال سے محظوظ ہوئے
اتفاقاً وہ لڑکا تہ اسی روز حاملہ ہوئی اور نورنج بدرگ جزائی سی سے لا جان سے پیدا ہوا القصہ رات تو اس عیش و عشرت میں بسر ہوئی
جب صبح ہوئی تو ایرج نے عوجان دریا باری کو دروازۂ ظلمات کی طرف بھیجا اور عنتر صبا کو دروازۂ اختر کی جانب روانہ کیا
اور ولیم شاداط زنگی کو دروازۂ ہفت منظر کی سمت روانہ کیا اور چوتھے دروازے پر خود متمکن ہوا اب ہر دروازے میں تھوڑی فوج بھی براہ نقب
آگھسی تھی اُسنے بھی اپنے ہی پاس رکھا اور تلوار کھینچکر نعرہ کیا کہ اے اہل شہر ہوشیار و خبردار ہو جاؤ کہ میں آ پہونچا جس کسیکو اپنی جان پیاری ہو
وہ دین آفتاب پرستی قبول کرے اور جو آفتاب پرستی قبول نہ کریگا وہ بے تامل مارا جائیگا یہ کہکر پہلے ایرج زندان خانہ میں آیا مالک
بن ملکوت شاہ کو قید سے چھڑایا تمغاج خان اور ایرج سے مقابلہ ہوا وہ بھی زخمی ہوا ایرج کے بھی دو چار زخم لگے مگر ایرج کا
آخر کار قابو چلگیا اور تمغاج خان ایرج کے ہاتھ سے بہت زخمی ہوا کہ ہوش و حواس اُسکے بجا نہ رہے ایرج نے اُسے گرفتار
کر لیا بعد اُسکے اسعد کے گرفتار کرنیکو چلا مگر عاصم شیر دل وہاں موجود تھا یہ ارادہ ایرج کا دیکھکر لپک گیا اور کل حال سے
مطلع کر دیا اسعد نے چاہا کہ کسی طرح شہر سے نکل جائے یہ قصد کرکے دروازۂ ظلمات کی طرف روانہ ہوا وہاں پہونچکر

عوجان دریا بارسی کو دیکھا اور عوجان نے اسد کو دیکھکر آواز دی کہ خبردار او دیوانے ادھر آیا گو زندہ نجائیگا اسد نے آواز
سنکر دروازۂ اختتم کا رخ کیا وہان عنبر صبا بیٹھا ہوا تھا جب اسد دروازۂ اختتم پر پہونچا عنبر صبا نے للکارا اسد گھبرا کر
وہان سے بھی پھرا اور دروازۂ ہفت منظر پر آیا وہان ولیم شیاد بیٹھا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ اسد ہوشیار ہوکر یہان آ ورنہ
اجل تیری آجائیگی اب اسد گھبرا گیا اور ولیم شیاط سے لڑنے کا قصد کیا مگر پھر دل مین یہ سوچا کہ ہر چند مجھکو ان ایسے نگینون سے
توکئی خوف نہ ہونا چاہیئے ان بھر کو تو ابھی کافی ہون لیکن اگر اثنائے جنگ مین ایرج آپڑا تو پھر دشواری ہوگی اس سے بہتر یہ ہی
کہ یہان سے چلا ہی چلون اس ملعون سے جان بچانا بہت ہی دقت کا امر ہی یہ سوچکر وہان سے بھی بھاگا مگر حال یہ ہی کہ زمین پاؤن
تلے سے نکلی جاتی ہی کہ پاؤن ڈالتا ہی کہین پڑتا ہی کہین دعائین مانگتا ہوا ہانپتا ہوا چلا جاتا ہی اور آسمان کیطرف منھ اُٹھا اُٹھا کر
دعائین مانگتا جاتا ہی کہ ای پروردگار عالم تو ہی اس ظالم کے پنجہ سے نجات دینے والا ہی ای پروردگار اب تو دوڑا بھی نہین جاتا
خداوندا بلد کسی جاے امن مین پہونچا دے یہ دعائین مانگتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک احاطہ کے قریب پہونچ گیا غور سے جو دیکھتا ہی
تو دیوارین اُسکی نہایت مستحکم ہین پس جھپ قلا کر کے اُس احاطہ کے اندر جا کودا اور چار جانب اپنے سردارون کو مسلح و مکمل کر کے
بٹھا دیا اور اُس احاطہ کو مثل کٹہرے کے تیار کر لیا اور آمادۂ پیکار و مستعد کارزار ہو بیٹھا لیکن ایرج جیسا اہل اسلام کو قتل کرتا
ہوا اُس احاطہ کے قریب پہونچا اور اسد کو مع رفقا مسلح و مکمل احاطہ کے دروازے پر بیٹھا دیکھا تو نعرہ کیا کہ بھلا او دیوانے خبردار
و ہوشیار اچھے موقع سے تیرا سامنا ہوا اب مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون اسد نے یہ سنکر جواب دیا کہ جا بیٹھ او آفتاب پرست
اپنے گریبان مین منھ ڈال دنیا مین تجھسے زیادہ شاید ہی کوئی بیحیا اور بے شرم ہوگا تجھے شرم نہین آتی کہ تو نے اپنی بچی کو جورو بنا لیا
اور اُسیکی مدد سے قلعہ مین آیا مگر اب تو خوب یاد رکھنا کہ میرا تو کچھ نہین بنا سکتا مین اپنے خدا پر تکیہ کیے ہوے بیٹھا ہون خدا سے ما
نگ کر سمت اگر خدا نے مدد کی تو تجھکو بھی واصل جہنم کرتا ہون اور اُس کٹاکہ کو درست کرتا ہون تجھکو اور اُسکو ایک ہی بوسے مین
رکھکر پھونکون تو اسد اپنا نام رکھون بس یہ کلمات سنکر ایرج آگ ہوگیا اور پکارا کہ او دیوانے مردود ٹھہر جا مین ابھی تو سے
نگر سے کلنٹرے کرتا ہون اور چاہا کہ گھوڑے کو آگے بڑھا دے کہ قارن قہرمان اور مالک بن ملکوت شاہ نے آگے بڑھکر عرض کیا
کہ خداوندا رات ہو چکی ہی تاریکی خوب پھیل گئی ہی اسوقت جانا مناسب نہین ہی معلوم نہین رات کو کیسی گذرے کیسی نہ گذرے اسوقت
ٹھہر جائیے صبح کو دیکھا جائیگا ایرج نے قبول کیا اور کہا کہ خوب اس احاطہ کو چارطرف سے گھیر لو ایسا نہو کہ یہ دیوانہ کسیطرف سے
نکل جاے اُسیوقت تمام آفتاب پرستون نے چہارطرف سے نرغہ کر لیا اور اسطرح سے اس احاطہ کو گھیر لیا کہ جسطرح دانتون مین زبان
یا انگشتری مین نگینہ ہوتا ہی جب خوب چہارطرف سے اس احاطہ کو گھیر لیا تو ایرج پکارا کہ خیر دیوانے فقط رات بھر کے لیے تجھکو اور چھوڑے
دیتا ہون کل تو ہی اور تیغۂ آبدار کی دھار یہ کہکر ایرج وہان سے پھر گیا اور اسد کو یقین ہوگیا کہ کل صبح کو ضرور قتل کیا جاؤنگا
سپہیون سے کہا کہ یارو یہ شب شب آخر ہی ہم تم سے بغلگیر ہو لین تم مجھسے مل لو اور سب کے سب میرے پاس سے چلے جاؤ اور ایرج کی بیعت
کر لو اسلیے کہ اُسے صرف مجھسے غرض ہی تم سب کیون میرے ساتھ جانین دیتے ہو اگر میری ہمراہی کرو گے مارے جاؤگے یہ سنکر
سپہیون نے عرض کیا کہ خدا ہمکو وہ روز نہ دکھاے کہ ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دین اور ایرج بدنہاد کا ساتھ دین آپ کی بیعت چھوڑکر
اُس آفتاب پرست کی بیعت کرین العیاذ باللہ کعبہ کو چھوڑکر بتکدہ کا راستہ لین یہ ہم سے کبھی نہوگا آپ کی ہمراہی مین مارے جانے کو
ہم حیات ابدی تصور کرتے ہین یہ آپ کیا فرماتے ہین آپ وہ وقت تو آنے دیجیے پھر دیکھیے گا کہ ہم نے کیا کام کیا انشاء اللہ جبتک
ہم زندہ ہین آپ پر ذراسی آنچ بھی نہ آنے دینگے ہان جب ہم نہونگے اُسوقت پھر آپکا خدا مالک ہی اور خداوند ہمکو تو تعجب و تحیر ہوتا ہی
کہ آپنے ہماری نسبت ایسا گمان کیونکر کیا کہ ہم سب آپکا ساتھ چھوڑ دین ہمکو آپ سے اس خیال ہی سے سخت استعجاب ہی خداوند
ایسی اُمید آپ سے نہ تھی کہ آپ ہمین ایسا تصور کرینگے سبحان اللہ یہ سنکر اسد نے رو دیا اور کہا کہ صاحبو بیشک تم ایسے ہی ہو ۱۶۰

فقیر حقیر مرضی خدا کی مرگ انبوہ جشنے دارد لیکن خداوند عالم سے کسی وقت ناامید نہونا چاہیے لا تیئسوا من روح اللہ دعا کرو شاید
اللہ رحم کرے اور اس ظالم کے دام ظلم سے نجات دے یہ سنکر سبھوں نے تسلیم کر کے بہ کمال خضوع و خشوع نمازیں پڑھیں اور
بعد فراغ نماز بہ تضرع و زاری بدرگاہ جناب باری دعا کرنا شروع کی کہ خداوندا واسطہ اپنے بندگان خاص کا خداوندا واسطہ اپنے حبیب کا
خداوندا واسطہ اپنی کبریائی کا کہ ہم سب کو اس بلا سے نجات دے کہ اسی اثنا میں اسد پر تشنگی نے غلبہ کیا اسلیے کہ فکر و تردد میں اکثر
تشنگی غلبہ کرتی ہے ضرغام شیردل سے کہا کہ ای ضرغام جہاں سے بن پڑے اور جسطرح ممکن ہو میرے واسطے پانی لا کہ بسبب پیاس کے
میرے حلق میں کانٹے پڑے جاتے ہیں ضرغام نے کہا کہ شہریار آپکی بھی عجیب باتیں ہیں امروز پر تو آفت ہے آپ کہاں سے لاؤں اسد نے
کہا کہ کہیں تو تلاش کر کے لا میرے تو دم پر بنی ہوئی ہے اور تو باتیں بناتا ہے جہاں سے بن پڑے وہاں سے لا ضرغام نے کہا کہ بہت اچھا جو کچھ
تعمیل ارشاد کرتا ہوں جاتا ہوں پانی اگر ملا چاہتا ہے تو لاتا ہوں یہ کہکر نہایت ہی تیزی سے اس احاطہ کی دیوار کو پھاند کر تھوڑی دور
دور چلا تھا کہ ایک باغ کی دیوار دکھائی دی ضرغام شیردل کمند مار کر اس باغ کے اندر آیا دیکھا تو یہ وہی باغ ہے مظفر بازرگان کا
کہ جسمیں رہ کر مظفر نے نقب کھود کر ایرج کو شہر میں بلایا تھا غرض پانی تلاش کرتا ہوا ایک جانب کو چلا جاتے جاتے ایک مقام پر
گیا دیکھتا ہے کہ ایک ڈھیر خاک کا اونچا سا ہے حیران ہوا کہ یہ خاک کیسی ہے شاید کوئی کنواں کھدا ہوگا لیکن کنووں کی مٹی اس کثرت سے
نہیں ہوتی یا تو کوئی تالاب کھدا ہے یا کوئی نقب کھدی ہے یہ سوچ کر اس خاک کے ڈھیر پر آیا دہانہ نقب کا دکھائی دیا فتیلہ عیاری روشن
کر کے نقب کے اندر روانہ ہوا جاتے جاتے نقب کے باہر نکلا وہاں سے شادان و فرحان پانی لیکر اسد کی خدمت میں روانہ ہوا جب اسد کے
پاس پہونچا پانی پلایا اسد نے پانی تو پی لیا مگر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ افسوس صد افسوس مفت اس پاجی کے ہاتھ سے
مارے گئے اب یہ آخری پانی ہے اب اسکے بعد پھر کاہیکو پانی نصیب ہوگا یہ سنکر ضرغام نے کہا کہ شہریار آپ یہ کیا کلمے یاس کے فرماتے ہیں
دشمن آپکے مارے جائیں ای خداوند آپکا اور ایک رونگٹا بھی کوئی میلا نہیں کر سکتا آپکا خیال کدھر ہے اسد نے جو ضرغام سے یہ
کلمات سنے اور خوش و مسرور پایا تو پوچھا کہ ای ضرغام سچ کہہ کہ تو اسقدر بشاش کیوں ہے کیا کوئی شکل تو نے نجات کی پیدا کی ہے
ضرغام نے عرض کیا کہ حضور ہاں بسم اللہ چلیے ابھی آپکو قلعہ سے باہر لیے چلتا ہوں اسد نے کہا کہ آخر کچھ کہہ تو کیونکر لیجائیگا
کیا تدبیر تو نے سوچی ہے ضرغام نے کہا کہ خداوند جس نقب سے ایرج قلعہ میں داخل ہوا تھا وہی نقب مجھکو ملی ہے اسی راستے سے
میں پھر کر آیا اور آپکے واسطے پانی ڈھونڈھ لایا اسد یہ سنکر بہت خوش ہوا ضرغام کو گلے سے لگا لیا کہا کہ تو سچ کہتا ہے اسنے کہا
کہ آپ بسم اللہ کر کے تشریف لے چلیے راست و دروغ ابھی کھل جائیگا اور آپکا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مجھسے وفادار غلام کو آپ
بیوفا تصور کرتے ہیں اور آپکو سرگذشت کا یقین نہیں ہے آپ میرے کہنے سے چلیے تو چلیے غلام حضور سے کبھی جھوٹھ بولا ہے جو آج دروغ
کہیگا یہ سنکر قریب تھا کہ اسد شادی مرگ ہو جاے جب تھوڑی دیر کے بعد اس حالت سے نجات پائی تو پہلے کمندیں مار مار کر
مرکبوں کو اس احاطہ سے باہر نکالا بعد اسکے آپ مع رفقا اس احاطہ سے باہر آیا کوئی پہر رات باقی تھی کہ نقب سے باہر نکلا اور رفقا سے
کہا کہ بھائیو میں لشکر ایرج پر شبخون کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم سب کی کیا رائے ہے سبھوں نے عرض کیا کہ بسم اللہ چلیے یہ سنکر
اسد لشکر ایرج کیطرف چلا تھا کہ روشنی مشعلوں کی نمایاں ہوئی دوربین سے جو اسطرف دیکھا تو دیکھا کہ ایک لشکر کثیر چلا آتا ہے
اور ادھر سے ان لوگوں نے دوربین سے لشکر اسد کو دیکھا ادھر سے اسد نے آواز دی کہ تم کون لوگ ہو ادھر سے ان لوگوں نے
جواب دیا کہ شاہزادہ زنگبار بادشاہ جزیرہ نارون لکھن بن لکھنات زنگی ایرج آفتاب پرست سے لڑنے کو آیا ہے اسلیے
کہ ایرج بدنہاد نے نیرکوں کے قتل کا ارادہ کیا ہے یہ سنکر ہمراہیان اسد نے آواز دی کہ یہ نبیرہ حمزہ صاحبقران شہسوار
میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی ہے یہ سنکر لکھن بن لکھنات آگے بڑھا اور اقدام اسد کو بوسہ دیا اسد نے
گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای لکھن بن لکھنات فلک کجرفتار اور گردون غدار سفلہ پرور ہے کہ اس پاجی کو آسمان پر چڑھا دیا ہے

اور سر اُسکا عرش سے ملا دیا ہی اور ہمین یہ ذلتین دکھاتا ہی مجبور ہین کیا کیا جاے مگر اے لکمن اصل یہ ہی کہ جو کچھ کیا وہ لندھور نے
کیا نہ لندھور اُسکے شریک حال ہوتا نہ یہ پاجی نزد ورن چیرہ ہوتا اور نہ اسقدر سر اُٹھاتا لکمن نے کہا کہ اے شہریار آپ مطمئن رہیے اور گھبرائیے
نہین مین اُس آفتاب پرست سے لڑونگا اور اُسے واصل جہنم کرونگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ اے لکمن خدا تیرے ارادے مین برکت دے
اور تجھے فتحیاب کرے مگر جو مین کہون اُسپر عمل کر لکمن نے کہا کہ مین بہر طور آپکا مطیع ہون جو کہیے گا سو کرونگا اسد نے کہا کہ اے
لکمن اب تو تم میرے ساتھ چلو لشکر ایرج پر شبخون مارو بعد اُسکے پھر سمجھ لینا لکمن نے کہا کہ بہت اچھا مین آپکے ساتھ ہون بس
لکمن اور اسد دونون مع دونون اپنی اپنی فوج سمیت لشکر ایرج پر شبخون کرکے قتل و تاراج کرنا شروع کیا خیمون مین آگ لگا دی
لشکر ایرج مین ایک غلغلہ بلند ہوا کہ اسد دیوانہ مارے ڈالتا ہی یہان ایرج جو صبح کو بیدار ہوتا ہی تو اپنے لشکر کی سمت سے ایک
غلغلہ سا سنائی دیا لوگون سے کہا کہ دریافت تو کرو میرے لشکر مین یہ غلغلہ کیسا ہی اسد تو یہین کھڑا ہوا ہی پھر کیا اور کوئی شخص حریف
آگیا جو ہمپر شبخون مار رہا ہی یہ کہکر مارے گھبراہٹ کے خود ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور برج پر آکے کان لگا کر جو سنتا ہی تو اسد کی بوق کی آواز
آئی حیران ہوا کہ اسد وہان کیونکر پہونچگیا وہ تو یہین کھڑا ہوا تھا یہ خیال کرکے اُس احاطہ کے پاس آکر دربانون سے پوچھا کہ کیا
اسد نکل گیا اُن سب نے کہا کہ حضور جسوقت سے آپ یہین یہان تعینات کر گئے ہین اُسوقت سے ہم ہلے نہین آخر وہ گیا کدھر سے
یہ سنکر اسد اُس احاطہ کے اندر آیا دیکھا کہ احاطہ خالی پڑا ہی اسد کا پتہ نہین یہ دیکھکر نہایت آزردہ ہوا اور دربانون سے بہت برہم
ہوا اور ہر ایک پر بہت ہی خفا ہوا اور کہا کہ تمھین لوگون کے منع کرنے سے مین قتل اسد سے شب کو باز رہا آخر کار دیکھا تمنے کہ وہ
صبح ہوتے ہی صاف نکلا ہوا چلا گیا اچھا اب یہ تو دریافت کرو کہ وہ گیا کسطرف سے اور کون سا راستہ ایسا اُسکے ہاتھ لگ گیا کہ تم
لوگون کو خبر نہوئی اور وہ نکل گیا یہ سنکر لوگون نے تفحص جو کیا تو معلوم ہوا کہ نقب کے راستہ سے نکل گیا آکر ایرج سے بیان کیا کہ
حضور جس نقب مین سے ہم آے تھے اُسی مین سے اسد بھی نکل گیا یہ سنکر اُسیوقت ایرج اپنے لشکر کیطرف چلا اور اُس گھبراہٹ مین
یہ بھی نہ کیا کہ نقب پر کسیکو متعین کرے اُسی طرح نقب چھوڑکر روانہ ہوا جب قریب اپنے لشکر کے پہونچا تو نعرہ کیا کہ بالشل و اسد
ناہنجار او دیوانہ و ہرکارہ مین آ پہونچا تو جاتا کہان ہی دیکھ تو مین تیری کیا گت بناتا ہون یہ نعرہ ایرج کا قمرقاں نے سن پایا
اسد سے جاکر بیان کیا کہ ہوشیار رہ خبردار ہو جیسے ایرج بد نہاد آ پہونچا یہ سنکر اسد نے بوق بجا دی کہ اے یاران بزرر ویداو مع
لکمن وہان سے قلعہ کا رخ کیا مہرہ نقب کا تو بدستور کھلا ہی ہوا تھا اُسی نقب کے راستہ سے پھر داخل قلعہ ہوا اور قلعہ مین آکر
نقب بند کروا دی یہ خبر سنکر زرد چہرہ خواجہ مظفر بازرگان بھاگ گئی اُسے ڈھونڈھنا شروع کیا چارطرف تفحص کیا مگر کہین پتا
نہ لگا مجبور ہوکر اُسکی تلاش سے دست بردار ہوکر مندل بیج نہان اور قیماس خان وغیرہ جو ایرج کی قید مین تھے اُن سبکو مع
امراے ترکستان قید سے رہا کیا اور والا کے بن ملکوت شاہ کو پھر بدستور سابق مقید کیا اور نقب بند دروازے پر آکے حکم دیا کہ
ہان طبل شادمانی بجاؤ اُسیوقت طبل شادمانی بجنے لگا اور خود اسد نے بوق بجانا شروع کیا ایرج اپنے لشکر مین اسد کو تلاش
کر ہی رہا تھا کہ صداے بوق سمت قلعہ سے سنائی دی متحیر ہوکر قلعہ کے سامنے آیا دیکھا کہ اسد مع رفقا بوق بجا رہا ہی اور والاکے
بن ملکوت شاہ بند مقید ہی کھڑا ہی یہ دیکھکر ایرج نہایت تاؤ پیچ کھاکر نقب کیطرف چلا جب نقب پر آیا دیکھا کہ نقب کا
مہرہ بند ہی ناچار ہوکر وہان سے بھی پھرا اور نہایت درجہ متاسف ہوا کہ افسوس مین نے نقب پر کسیکو نہ متعین کیا مارے گھبراہٹ کے
مجھے خیال نہ آیا نقب کو تو نہین چنوا دیا معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ اسی نقب کی راہ سے نکل گیا یہ سنکر ہر ایک نے عرض کیا کہ ہان ایشہریار
فی الواقع بڑی ہی چوک اور انتہا ہے مرتبہ کی غلط فہمی ہوئی قلعہ لیا ہوا ہاتھ سے جاتا رہا یہ سنکر قارن قمر بین نے عرض کیا کہ حضور
متاسف نہ ہون قلعہ پھر آپکے ہاتھ لگ جائیگا اور پھر آپ قلعہ پر بخوبی قابض ہونگے این ہمہ شدنی بود شد لیکن اجل لکمن
بن لکمنات زنگی کا ملاحظہ فرمائیے کہ لکمن نے اسد سے کہا کہ اے شہریار مین اس آفتاب پرست سے مقابلہ کرونگا اسد نے کہا

کرا ہے لکمن یہ پاجی بہت زبردست ہے تم اسکو مقابلہ کو نہ جاؤ لکمن نے عرض کیا کہ اے شہریار مین انشاء اللہ آپ کے اقبال سے اس مردود
کو نگا ہر چند اسد نے سمجھایا مگر لکمن کب سنتا ہے اپنے لوگون سمیت قلعہ سے باہر آکر مقابل لشکر ایرج کے اترا ہرکارون نے اسوقت ایرج
کو مطلع کیا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان لکمن بن لکمنات زنگی آپ کے مقابلہ کو آیا ہے ایرج نے لندھور سے پوچھا کہ اے لندھور امیر حمزہ
صاحبقران لکمن بن لکمنات زنگی پر کیونکر غالب آسکے تھے اور اسنے کسطرح اسلام قبول کیا تھا لندھور نے کہا کہ جی کچھ بھی نہین فقط
امیر سے اور اس سے ایک دن بھر کشتی رہی شام کو امیر نے اسے زیر کر لیا یہ سنکر ایرج خاموش ہو رہا اور نشہ شراب مین مست ہو کر حکم دیا
کہ طبل جنگ بجا دیا جاے بموجب حکم اسوقت لشکر ایرج مین طبل جنگی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر لکمن بن لکمنات زنگی کو
پہونچائی لکمن نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا شب بھر دونون لشکرونمین تیاری رہی صداے بیدار باش ہوشیار باش بلند رہی جب صبح
ہوئی تو دونون لشکر معرکہ آراے میدان نبرد ہوے صفین جدال و قتال کی آراستہ ہوئین جب نقیب لقاب تمام کر کے چلے گئے تو پہلے ایرج
اپنے لشکر سے مرکب کو چمکا کر آگے بڑھا اور مبارز طلب کیا اسفلینند دروازے سے تماشا دیکھ رہا تھا کہ ساتھ ہی ایرج کی مبارز طلبی کے
لکمن بن لکمنات زنگی اپنی صف سے نکلا کر ایرج کے مقابل ہوا پہلے نگاہ در زنی ہوئی چار قدم مرکب ایرج کا پیچھے ہٹا اور سات قدم مرکب
لکمن بن لکمنات کا پسپا ہوا تو ستون کورانون مین مسلکر ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے لکمن سے کہا کہ او زنگی تجھکو امیر اعظم
آفتاب تابان نے صاحبقران کیا ہے اور حمزہ میری شمشیر کی ہیبت سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ ہے کہ تو میری اطاعت کر ورنہ میرے ہاتھ سے
ذلیل ہوگا لکمن نے جواب دیا کہ او بزار ریش کل کا ذکر ہے کہ تو شہر فرنگوشہ مین گلی گلی گاڑھا دھوتا پھرتا تھا اور آج صاحبقرانی
کا دعوی کرنے اٹھا ہے اور حضرت امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران کی نسبت ایسی بیہودہ کلمات کہتا ہے کہ وہ تیری شمشیر کی ہیبت سے
ظلمات کو بھاگ گئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا دریدہ دہنی ہے ارے وہ صاحبقران با اقبال مومن ہیں اللہ مین لقا کے تعاقب مین
گئے ہین انشاء اللہ المستعان بہت جلد اس کافر خاسر کو سزا دیکر مراجعت فرمائینگے اور کفار کی سرکوبی کرینگے اور مین تجھ ایسے پاجی کی اوقات
کیا کرونگا انشاء اللہ بحول اللہ مین تمام سرکشی تیری ابھی نکالے دیتا ہون ایرج یہ کلمات سنکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ او زنگی
بس خاموش زبان اپنی بند کر اور بیہودہ واہیات نہ بک میدان کارزار جاے گفتگو نہین ہے اگر ہوس جنگ ہے تو اپنا حربہ لا یہ سنکر
لکمن نے کہا کہ خبردار ہوشیار یہ کہکر نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک نیزے کے فاصلہ پر پیچھے ہٹ کے سینۂ ایرج پر مارا ایرج نے نیزے کو بیچ میں
روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایرج شاگرد ہے آقا کرک سمت قلماق کا کوئی دو سو طعن کی رد و بدل کے بعد ایرج نے نیزہ لکمن کا
ہوائی کر دیا بس نیزہ کا ہوائی ہونا کہ جہان لکمن کی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا گرز گران سنگ آسمان رنگ پر ہاتھ گوشہ پہلو
سے اٹھا کر ایرج پر مارا ایرج نے اسے بھی رد کیا اور اپنا گرز لکمن پر مارا لکمن نے روکا تو سہی مگر صدمۂ گرز سے مرکب لکمن کا ہلاک
ہوا لکمن نے بھی نہایت چالاکی سے نکلکر تلوار مرکب ایرج پر ماری کہ ایرج کا مرکب بھی ہلاک ہوا بس ایرج فوراً مرکب کو دیکر الگ ہوا
دوسری تلوار ایرج پر ماری ایرج نے بفنون سپاہگری لکمن کی تلوار کو اپنے قبضہ مین کر لیا لکمن نے چاہا کہ تلوار ایرج سے چھین لے
مگر کسیطرح ممکن نہوا زور اور کشمکش ہونے لگی آخر ہاتھون سے تلوارین رکھکر دونون باہم کشتی لڑنے لگے کوئی چار گھڑی رات
گئی ہوگی کہ ایرج نے لکمن کو زیر کیا اور مشکین باندھکر اپنے لشکر مین لے گیا خود داخل بارگاہ ہو کر پوشاک رزمی اتار کر پوشاک
بزمی پہنی اور رنگ محفل شوکت پر رونق افروز ہوا کہ اسی اثنا مین لندھور بھی اپنے رفقا سمیت داخل بارگاہ ہوا ایرج تعظیم کے واسطے
اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر لا کے بٹھایا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ایرج نے حکم دیا کہ لکمن زنگی کو حاضر کرو اسیر قسمت برگشتہ
لکمن زنگی کو غل و زنجیر مین گرفتار کر کے ایرج کے سامنے لاے لکمن نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام
دیا ایرج نے کہا کہ اے لکمن تیرے مقابلہ مین [illegible] بھی [illegible] زبان [illegible] میری قبول نہ کی خیر اب بھی
سرکشی کو چھوڑ امیر اعظم آفتاب [illegible] ان کو سجدہ کر [illegible] لکمن نے کہا کہ اے ایرج

ہوا و سنایا ہم نے دین اسلام کی لذت چکھی ہے وہ کبھی کافر نہیں ہو سکتا ایرج نے کہا کہ اچھا تم لکمن یہ بھی میں نے تسلیم کیا دین اسلام کو مرا نہ کر لیکن بیعت ہماری اختیار کرنے کہ ہمارے یہاں ہر مذہب و ہر طریق کے آدمی موجود ہیں لکمن نے کہا کہ ای ایرج کیا بکتا ہے میں اسد بن کرب غازی کی بیعت ترک کر کے تیری بیعت کرونگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ سنکر ایرج بہت برہم ہوا اور پکارا کہ او زنگی روسیاہ اگر بیعت نہ کریگا تو مارا جائیگا یہ سنکر لکمن نے کہا ہر چہ بادا باد جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا سے بزرگ ہے یہ سنکر ایرج نے حکم دیا کہ بلاؤ جلادوں کو چوبدار جلاد کو بلانے چلا ہی تھا کہ لندھور مانع ہوا اور ایرج سے کہا کہ ای ایرج دیکھو ہمارے تمہارے جو عہد و پیمان ہوا ہے نہ برطرف کرو اور اسپر قائم رہو یعنے تین روز تک اسے قید رکھو اگر اس مدت میں یہ راہ راست پر آیا تو خیر اور نہ بعد تین روز کے اختیار ہے چاہنا قتل کرنا چاہنا جان بخشی کرنا ایرج نے کہا کہ ای دارا سے ہند رستم زمان جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہوگا میں اس عہد کو بھولا ہوا تھا اور چوبدار کو حکم دیا کہ جلاد کو نہ بلاؤ اور اشرجہ بھائی کو حکم دیا کہ تم لیجا کر اسے قید کرو اور جس روز دارا سے ہند یا انکے رفیق اگر اسکی فہمائش کو جائیں تو روکنا نہیں اور لکمن سے کہا کہ ای لکمن جا باتصدق لندھور تجھکو تین روز کی مہلت دی لکمن نے کہا او بزاز بچے کیا بکتا ہے مجھکو جب خدا نے بچایا تو کیا مہلت دیگا مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ایرج نے کہا کہ لیجاؤ اس زبان دراز کو عمر صبا برادر عنتر صبا لکمن زنگی کو لیکر زندان خانے کی طرف لیگیا اور لیجا کر گرفتار کیا لندھور نے کئی مرتبہ عادل شیردل وغیرہ کو سمجھانے کے لئے لکمن کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ای لکمن زنگی جبتک صاحبقران ظلمات سے معاودت فرمائیں تو ایرج سے بیعت کر لے لیکن لکمن نے نہ مانا اور کہا کہ یہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ میں اس پاجی کی بیعت کروں ناچار ہو کے لندھور خاموش ہو رہا لیکن ضرغام شیردل منتظر حالات کے لشکر ایرج میں آیا اور بعد تفحص حالات اسد سے تمام حالات بیان کیے کہ لکمن کسطرح ایرج کی اطاعت قبول نہیں کرتا کل ایرج اسے قتل کریگا اسد نے کہا کہ ای ضرغام آج انشاء اللہ میں لکمن کو چھڑا لاؤنگا اور اگر لکمن آج میرے ہاتھ نہ لگا تو میں اپنی جان دیدونگا القصہ دن تو یونہیں فکر و تدبیر میں گذر گیا جب رات ہوئی تو اسد نے ضرغام سے اسباب شب روی طلب کیا ضرغام نے دستہ لیکر حاضر کیا اسد نے تمام لباس عیاری بدن پر آراستہ کیا اور ضرغام کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلکر لشکر ایرج کا راستہ لیا جب داخل لشکر ہوا تو ہر ایک کی زبان سے یہی سنا کہ ہر ایک اسد کا نام لیکر گالیاں دے رہا ہے نہایت آزردہ ہوا مگر سوا سے خاموشی چارہ ہی کیا چپکا گالیاں سنتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر آیا ایرج کو دیکھا کہ بجاے صاحبقران بیٹھا ہوا ہے اور دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان دست راست کیطرف بیٹھے ہوے ہیں نگاہ عاشقانہ ایرج کیطرف نگران ہیں نہایت درجہ پیچ و تاب کھایا اور دل میں کہا کہ واہ واہ واہ میاں لندھور بھی ایک چیز ہیں القصہ لشکر ایرج کی سیر کرتا ہوا جس جگہ لکمن بن لکمنات زنگی مقید تھا وہاں آیا دیکھا کہ در زندان پر پاسبان بکثرت بیٹھے ہوے ہیں مشعلیں روشن ہیں آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہے یہ دیکھکر اسد نے ضرغام سے کہا کہ کیوں بھائی کیونکر لکمن کو چھڑاؤں اسنے عرض کیا کہ شہریار آپسے زیادہ مجھے عقل نہیں ہے مگر اتنا جانتا ہوں کہ لندھور بن سعدان اکثر اپنے رفقا کو فہمائش کے لئے بھیجا کرتا ہے اور ایرج نے لندھور اور اسکے رفقا کو لکمن کے پاس جانیکی اجازت دیدی ہے اسد نے کہا کہ واہ واہ اگر یہی امر ہے تو بہت سہل ہے خود اکرمہ ہندی کی شکل پر متشکل ہوا اور ضرغام شیردل کو نعمان ہزار کی صورت پر تبدیل کیا اور دونوں کے دونوں زندان خانے میں آے عمر صبا نے کہا کہ ای اکرمہ تم بھی آج سمجھانے کو آے ہو عادل شیردل وغیرہ تو خوب خوب سمجھا چکے اسد نے کہا کہ یہ زنگی تو کسیکی سنتا نہیں کسیکو کچھ سمجھتا نہیں ایسے کو سمجھانا بھی بے سود ہے معلوم ہوا کہ اب اسکی قضا ہی آئی ہے میں سمجھا کر کیا کرونگا بجز اسکے کہ میرا بھی سخن ضائع ہو اور کوئی نتیجہ مترتب ہوتا نہیں معلوم ہوتا دارا سے ہند کے کہنے سے میں چلا آیا ہوں گھڑی دو گھڑی تمہارے پاس بیٹھکر چلا جاؤنگا اس زنگی کے پاس تو میں جاؤنگا بھی نہیں یہ کہکر بیٹھ گیا اور ادھر ادھر کی باتیں

ہو نیلگین عمرو صبا نے جام شراب پیا پیشکش کیا اگر مہ مصنوعی نے اُس جام کو پی کر کہا کہ اے عمرو صبا یہ شراب تو عجیب لذیذ ہے شراب انگور
میں بھی اس رنگ کی شراب آج تک نہیں پی میں حیران ہوں کہ یہ کیونکر پی جاتی ہے اور مصنوعی لقمان شراب ساز سے کہا کہ بھئی لقمان وہ
شراب جو ہمنے بنوائی ہے کوئی شیشہ اسکا اپنے ساتھ لائے ہو لقمان شراب ساز نے کہا کہ جی ہاں لایا ہوں یہ کہکر دو شیشے شراب کے بغل سے
نکالکر سامنے رکھ دیئے اگر مہ نے ایک جام اس جام شراب میں سے بھر کر عمرو صبا کو دیا عمرو صبا اسے پیکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای اگر مہ
کیا عمدہ شراب ہے اگر مہ نے کہا کہ اے عمرو صبا اگر ایک جام اس شراب کا بری سی بری شراب کے قرابہ بھر میں بھی ملا دو تو وہ بھی اچھی
ہو جائے عمرو صبا نے کہا کہ پھر اس میں سے تھوڑی سی مجھے بھی عنایت کیجیے میں آپکا بہت ممنون ہونگا اگر مہ نے کہا کہ بھئی احسان
کا ہیکا شراب بھی موجود ہے اور نسخہ بھی حاضر ہے یہ ہو چکیگی تو اور بنوا لیجیے گا یہ کہکر دونوں شیشے شراب کے عمرو صبا کو دیدیے یہ دیکھکر
سب کے سب پیالے دوڑ چلے کہ تھوڑا تھوڑا تبرک ہمیں بھی عنایت کیجیے عمرو صبا نے کہا بھئی غل کیوں کرتے ہو یہ کہکر ایک شیشہ
خود لے لیا اور ایک شیشہ سبکو تقسیم کر دیا اُن سبھوں نے اپنی شرابوں میں ملا ملا کر خوب پی جب خوب پی چکے بیہوش ہوئے تو اگر مہ نے
عمرو صبا سے کہا کہ ای عمرو صبا اب میں رخصت ہوتا ہوں یہ سنکر عمرو صبا اٹھا تھا کہ دو چار قدم اگر مہ کو پہونچا آئے
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا عمرو صبا بیہوش ہو کر گر پڑا یہ دیکھا کہ لوگ اٹھانے کو دوڑے جو اٹھا وہ گرا جو اٹھا وہ گرا بس
اسد نے خنجر لیکر عمرو صبا سبکو ذبح کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑا بعد اسکے زندان خانہ کے اندر آیا یہاں لکھن اس خیال سے کہ صبح کو
سفر و قتل کا سامنا ہے سویا نہیں لیٹا رہا کہ ای لکھن جیسا تو نے اسد کے کھینے کا خیال کیا ویسی ہی سزا پائی مگر اب تو زبان سے انکار بھی کر چکا
مرجانا قبول ہے اور بھی اسکا آتا ہے پرستش کی قبول نہیں ہے ہرچہ باداباد لیکن چونکہ موت کا سامنا تھا اس سے آنسو آنکھوں میں بھر بھر آتے تھے
اور بے اختیار دعا کر رہا ہے کہ ای پروردگار عالم اس کافر حاسد کے پنجہ سے نجات دے صاحبقران کی زیارت سے مشرف ہولوں تو مجھے
بیخ اختیار ہے ابھی لکھن یہ دعا کر رہا تھا کہ ایکایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای لکھن لب خاموش دعا تیری قبول ہو گئی زانو سے تردد سے
سر اٹھا کر دیکھ تو سہی یہ آواز سنکر جو لکھن نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ دو سیاہ پوش با خنجر خون آلود سامنے آتے ہیں گویا روح
نکل گئی کلیجا دھڑکنے لگا بیہوش ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ یہ دونوں میرے قتل کرنے کو آتے ہیں یہ سوچ کر سر جھکا لیا اور رضینا بالقضا کہکر
خاموش ہو رہا اسد نے آواز دی کہ ای لکھن مترود نہو اور اطمینان رکھو ارے میں ہوں اسد بن کرب غازی اور ساتھ میرے
قصر شہا شبر دل ہے تمہیں چھڑانے کو آیا ہوں تمام زندان بانوں کو مار آیا اب تیری ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ دوں لکھن نے جو اسد کی
آواز پہچانی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے مگر اپنے کو تھام کر کہا کہ ای شہریار قید کا توڑنا تو دشوار نہیں ہے مگر مشکل یہ ہے کہ میرا
جو کی بہت سخت تھا ورنہ میں اب تک کبکا قید توڑکر حاضر خدمت ہو چکتا یہ کہکر سلاسل کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ تمام قید تار عنکبوت
ٹوٹ گئی اسد اسے اپنے ساتھ لیکر زندان خانہ سے باہر آیا اور صاف و بیباک نکالے ہوئے لیے چلا گیا اور راتوں رات داخل لشکر ہوا
اور یہاں صبح کو ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھا اہل دربار جمع ہونے لگے لندھور بھی آکر موجود ہوا ایرج نے تعظیم کی اور کہا کہ ای
دارائے ہندوستان آج چوتھا دن ہے اور ایام موعودہ گذر گئے اب آپ لکھن کے مقدمہ میں کیا کہتے ہیں لندھور نے کہا کہ جو حق سمجھانے کا تھا تمام
میں سمجھا چکا اب تمہیں اختیار ہے جو مرضی تمہاری اب کسیطرح مزاحم نہیں ہوں اسلیے کہ وہ کسیطرح مانتا ہی نہیں یہ سنکر ایرج نے
کہا کہ لاؤ لکھن کو چوبدار جو زندان خانہ میں گیا تو دیکھا کہ عمرو صبا مع اپنے ہمراہیوں کے ذبح پڑا ہوا ہے دروازہ زندان کا کھلا
ہوا ہے ہتھکڑیاں بیڑیاں ٹوٹی ہوئی پڑی ہیں لکھن کا نام و نشان نہیں یہ رنگ دیکھکر چوبدار واپس گیا اور ایرج سے کل ماجرا بیان
کیا یہ حال ایرج سنکر بہت متاسف ہوا اور عمرو صبا کے مارے جانے پر بہت کچھ افسوس ظاہر کیا اور شاپور شبر دل سے کہا کہ
جا کر دیکھو تو کہ یہ کام کس عیار چالاک کا ہے یہ سنکر شاپور زندان خانہ میں گیا پتا اسد اور قصر شہا کا پہچانا اور ایرج سے آکر
تمام ماجرا عرض کیا اور کہا کہ حضور یہ کام اسد اور قصر شہا کا ہے یہ سنکر ایرج کمال غضبناک ہوا اور کہا کہ افسوس صد افسوس

کیا کرون اور کیا نہ کرون اس دیوانہ نے کلیجا لیکا دیا ہے دلکو خون کر دیا ہے کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی اُدھر تو ایرج کو تاسف اور ادھر اشتر صبا نے حال ابتر کیا ایرج نے اسکو تسلی و تشفی دی اور بڑی دھوم سے عمرو صبا کی لاش دفن کرائی بعد اسکے بکمال غیظ و غضب طبل جنگ بجنے کا حکم دیا بموجب حکم اسیوقت نقارہ رزمی نوازش میں آیا ہرکاروں نے یہ خبر قلعہ میں پہونچائی وہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی علی الصباح ایرج نے قلعہ پر یورش کی گولوں کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچگیا اور پکارا کہ او دیوانے اب تو میرے ہاتھ سے کدھر جائیگا اسد نے آواز دی کہ او پاجی تیری حقیقت کیا ہے بخدا لا یزال تو میرا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکتا یہ کہکر مالک بن ملکوت شاہ کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا جلاد سر پر مالک کے تلوار کھینچکر کھڑا ہوا چاہتا تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ کے تلوار لگائے کہ ایرج نے آواز دی کہ اے اسد میں ابھی پھرا جاتا ہون کہ اسکے بخشے واسطے اپنے دین و مذہب کا کہ مالک بن ملکوت شاہ کے قتل سے درگزر یہ کہکر قلعہ کے سامنے سے پھر گیا اسد نے مالک بن ملکوت شاہ کو زندان خانہ میں بھیجدیا بعد اسکے قیماس خان نے اسد سے کہا کہ اے اسد غازی اب میرے نزدیک یہ امر مناسب ہے کہ آپ ایک نامہ سپہ سالار لشکر صاحبقران مالک اژدر کو بدین مضمون تحریر کیجیے کہ اے سپہ سالار لشکر صاحبقران مالک اژدر تو جانتا ہو لندھور بن سعدان کو امیر کشور گیر اپنے آپ کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے تھے تو وہ ہندی نمک حرام ایرج پر عاشق ہو گیا اور اسکی بیعت کرکے تمام بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی اسکے سپرد کر دیا ہم سے منحرف برگشتہ ہی ایرج کے عشق میں مست و فریفتہ ہے اسکو سوائے خوشنودی ایرج کے اور کسی سے کچھ سروکار نہیں چاہتا ہے کوئی سر دیا چاہیے اور یہ اسکی اسطرح اطاعت کرتا ہے کہ بیان سے باہر صاحبقران بلکہ صاحبقران سے کچھ زیادہ سمجھتا ہوگا ہم مجبور ہوکر شہر فرنگ و شہر میں قلعہ بند ہو گئے ہیں اور وہ آفتاب پرست لعین ایرج بدبخت ہمارا محاصرہ کیے ہوئے ہے راہ رسد بالکل بند ہے اب ہر ایک کو موت پسند ہے لہذا آپکو لازم و واجب ہے کہ بہت جلد آکر ہماری اعانت کیجیے اور اس آفتاب پرست کے پنجہ ستم سے نجات دیجیے اسد نے یہ رای قیماس خان کی بہت پسند کی اسد نے اسی مضمون کا نامہ لکھکر شبرنگ عیار کو دیا کہ جلد اس نامہ کو مالک اژدر کے پاس پہونچا دے شبرنگ نامہ لیکر برج سے باہر آیا اور خدمت مالک میں روانہ ہوا اب اسکو تو راہ میں چھوڑ دیجیے اور ذرا کلمہ حال مالک اژدر کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب صاحبقران باقبال لقا خسران مآل کے تعاقب میں جانب ظلمات روانہ ہوے تھے تو لندھور بن سعدان کو ایرج کی حفاظت کے واسطے چھوڑا تھا کہ خبردار کسیطرح کا چشم زخم ایرج کو نہ پہونچنے پائے اور اس امر میں وہ رضامند ہوا اسمیں کوتاہی نہووے اور مالک کو داراب کی نگرانی کے واسطے مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اے مالک داراب کشور کشا میری اولاد میں سے ہے جبتک میں ظلمات سے واپس آؤں تم اسکی نگہبانی کرنا القصہ مالک اژدر بحکم صاحبقران نامور اسّی ہزار نیزہ داران عرب سے گرد کشور پڑا تھا جب یہ خبر داراب کو پہونچی تو نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ مجھکو اس عرب نے قید کیا ہے یہ کہکر اسیوقت فتاح کشوری سے کہا کہ اے فتاح کشوری جلد ہمارا نامہ لیکر مالک اژدر کے پاس جا اور زبانی بھی کہدینا کہ اے مالک بہتر ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ یہ کہکر قلمدوات کاغذ اٹھاکر اپنے ہاتھ سے ایک نامہ بنام مالک بدین مضمون تحریر کرکے فتاح کو دیا کہ اے مالک اژدر بعد ما وجب معلوم کرو کہ تمھارے آنے کی خبر ہمکو پہونچی اور معلوم ہوا کہ تمنے ہمارا محاصرہ کیا ہے اور ہمکو ایک قیدی فرض کیا ہے تو اے مالک کیا ہم ایسے گئے گزرے ہیں کہ تم ہمارا محاصرہ کرنے آئے ہو بہتر یہ ہے کہ بعد پڑھنے اسکے دیکھتے ہی تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے خیمہ و ڈیرہ یہاں سے اٹھوالو فتاح کشوری اس نامہ کو لیکر خدمت مالک میں حاضر ہوا اور نامہ مالک اژدر کے حوالہ کیا مالک نے فتاح کشوری کی بہت کچھ عزت و توقیر کی اور نامہ کو پڑھکر جواب اسکا اسیوقت تحریر کیا کہ اے صاحبقران آفتاب پرستان اے داراب کشور کشا نامہ تمھارا میرے پاس آیا میں نے اسے پڑھا مطلب سے آگاہ ہوا تم کسی طرح کوئی خیال بدسلوکی میری طرف سے اپنے دل میں نہ لاؤ میں تمھارا حریف بنکر نہیں آیا ہوں جو تمھارا حریف ہو آئے شوق سے تم قتل کرو میں تمھارا دوست خالص ہون

تمھاری حفاظت کے لیے آیا ہون جہان تمھارا جی چاہے وہان جاؤ جسے چاہو لاؤ مجھے کوئی سروکار نہین ہے کسیطرح مانع وحارج نہین
بلکہ جہان جہان تم جاؤگے بمزید احتیاط تمھارے ساتھ رہونگا اور ہر مقام پر تمھاری حفاظت کرونگا لیکن یہ امرکہ مین تمھارے
یہان سے چلا جاؤن یہ ممکن نہین اور یہ جواب لکھکر قلج کے حوالہ کیا قلج اس تحریر کو لیکر داراب کی خدمت مین آیا داراب
اس نامہ کو پڑھکر نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ کیا خوب اس عرب نے مجھے نظر بند کیا ہے اور اپنے زعم مین مجھے معلوم نہین
کیا سمجھا ہے خیر مین اسے بزور تیغ یہان سے ہٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکلے ہرچند کشور شاہ نے سمجھایا کہ اے داراب
تمھاری عقل کو کیا ہوا ہے مالک اژدر بارادۂ جنگ نہین آیا ہے بلکہ واقعی تمھاری حفاظت کو آیا ہے اور نہایت سچا دوست ہے دوست
دشمن بنانے سے کیا فائدہ ہے داراب نے کہا کہ اے کشور شاہ تم کہتے کیا ہو مین قیدی بنکر تھوڑی رہونگا کہ مین جہان جاؤن یہ میرا
محاصرہ کیے رہے مجھسے تو یہ ہرگز نہوگا مین حمزہ صاحبقران سے تو ڈرتا ہی نہین اور قصد مقابلہ رکھتا ہون تو بھلا اس سے کیا دبونگا
اگر آج مین اس سے دب گیا تو پھر ہمیشہ دبنا ہی پڑیگا وہ جو حمزہ کا بلاتا ہے لندہور بن سعدان اسکی تو مین حقیقت سمجھتا ہی نہین
اور کل بلکہ اس سے لڑچکا تو یہ کیا چیز ہے یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر ہمارا مقابل لشکر مالک کے اترے اور نقارۂ زرمی بجاؤ چنانچہ تمام لشکر اسکا
مقابل لشکر مالک کے جا اترا اور نقارۂ زرمی نوازش مین آیا داراب نے حکم دیا کہ آج رات سامان جنگ مہیا کرو کل اس عرب کو سمجھا
خوار و رسوا بیابان شمار سے مین مقابلہ کرونگا ہرکارون نے یہ خبر مالک اژدر کو پہنچائی کہ داراب جواب نامہ دیکھکر بگڑ بیٹھا اور
اپنے لشکر کو مقابل آپکے لشکر کے بھیجکر طبل جنگ بجوایا ہے مالک نے کہا کہ پھر کیا اندیشہ ہے خداوند عالم مالک و مختار ہے ہمارے یہان بھی کوس
حربی نوازش مین آئے جو خالق اکبر چاہیگا سو ہوگا شعر سپہر نے بچم رزم شب چہ چہ بہر چہ آید بر سر ازل نصیب ہا القصہ لشکر
مین بھی نقارۂ زرمی پر چوب پڑی اور ایک غلغلہ بلند ہوا کہ مالک و داراب سے مقابلہ ہوگا القصہ چار پہر رات دونون لشکر مین تیاری
رہی جب صبح ہوئی تو میدان کارزار مین صفوف جدال و قتال ہر دو جانب سے درست ہوئین ایک طرف سے مالک اژدر صاحب نیزۂ دو دم
اسی ہزار عرب نیزہ دار سے عرصۂ کارزار مین باین شان و شوکت نمایان ہوا کہ تمام لشکر مالک کا بادبان عربی پہنے اور مالک جسم مین
زرہ یاقوت لگا سر پر تاج مرصع کار دوزبانہ نیزہ ہاتھ مین لیے ہوئے تیغہ آبدار کمر مین لگا ہوا غرض اس شان و شوکت سے ہو کر آرا
ہوئے کہ ہیکل فلک بھی کانپ اٹھا اور ایک طرف سے داراب کشور کیتا باین تجمل جلوہ نما ہوا کہ خود لباس اطلس آبی پہنے ہوئے
تمام اسلحۂ جنگ بدن پر سجے ہوئے چھ لاکھ پیادہ اور سوار ہمراہ لیے ہوئے علم ولشان آبی رنگ کے کھلے ہوئے پھریرون پر مچھلیان بنی ہوئی
کہ ہر ایک مچھلی ماہی چشمۂ خورشید معلوم ہوتی تھی علیحدہ ہر ایک آبی پوشاک پہنے ہوئے ہاتھیون پر سوار جھولین ہاتھیون کی کارچوبی ایسی
مشک و عنبر بندے ہوئے زنجیرین طلائی نقرئی پاؤن مین پڑی ہوئین قدر مختصر کمال نظام و شان سے دونون لشکر مقابل
بلند گرم ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال داراب نے مرکب کو جولان کیا تمام لشکر مین عالم جلوہ گری پر آئے آواز کوس و کاودم
نفیری شتری و ماہرون کی مانند ہوئی داراب کشور کیتا نے تخت کشور شاہ کے سامنے آکر اجازت میدان طلب کی کشور شاہ نے کہا
کہ خداوند آبحیات تیرا حافظ و نگہبان ہے بس یہ سنکر داراب گھوڑے کو اڑا کر بگدر یان دکھاتا ہوا میدان مین آیا خوب مرکب کو
جولان دیا خوب برچھے کے ہاتھ لگائے جب داراب عرق مین غرق ہوگیا اور گھوڑا بھی پسینہ پسینہ ہوگیا تو اسوقت داراب مرکب کو
روک کر کھڑا ہوا اور دم لینے لگا اور لشکر مالک کو دیکھنے لگا نہایت آراستہ و پیراستہ پایا مبارز طلبی کی اور پکارا کہ اے لشکر
خداپرستان ناحق مجھے کیون تنگ کیا ہے میں نے کہلا بھی بھیجا کہ یہان سے چلے جاؤ لیکن تمھارا نا معلوم ہوا کہ بے فساد ہو چلے کرو دعوا
بہادری ہے تو نکلو میرے مقابلہ کو مین بزور تیغ یہان سے ہٹا دونگا بس یہ سنتا تھا کہ مالک نے مرکب کو اڑایا وہ مرکب عربی بجلی کے مانند
چمک کر میدان کو چلا اشعار نگویم توسن سرعت نہاد وسمند چو باد ہرزہ و برق و لا کش پسند چو توسن توسن شتابد پسیند
عروس فلک تخت باشد سمند برفتن گرم چون دل ہوس دار او بہ گرد سپہر جولان و ہر جا بار او القصہ مالک الثانی میدان ہ جلو

برابر داراب کے پہونچا داراب نے جو ایک شیر صولت اژدہا صفت کو آتے دیکھا یہ تو تیغہ لگا درزنی دو تر پڑا اور ادھر مالک نے گردہ سپر کا ہاتھ چھین لیا اور بڑے زور سے دونوں لگا وزن ہوئے برابر سے سپر پر سپر پڑی سپروں کی پھولوں میں سے چنگاریاں آگ کی جھڑ جھڑ گرتا سے مثل گلہائے آتشبازی کے شرر افشاں ہوئے پانچ پانچ ساعت سرا مت قائم دونوں کے مرکب برابر سے ہٹ گئے ہمدل لشکریانوں میں ایک دوسرے کے مقابل ہوا اب داراب نے مالک کو دیکھا کہ چہرہ پر ایک عجیب شان و دبدبہ اور رعب و داب معلوم ہوتا ہے ایک آنکھ فتح و نصرت کے نیچے چھپی ہوئی اور دونوں ہاتھ زانوؤں سے گذرے ہوئے علامت سور کی پائی جاتی ہے جس داراب کو اس سے ایک الفت پیدا ہوئی اور مالک کی نگاہ جو داراب پر پڑی ایک جوان با دبدبہ و طلعت کو دیکھا کہ عرض گرد بالا بلند بالا کمر پتلی سینہ چوڑا العبہ صورت و شکل حمزہ صاحبقران کی صورت سے مشابہ معلوم ہوتی ہے مالک کو بھی اس سے کمال محبت پیدا ہوئی سامنا ہوتے ہی دونوں کے ہاتھ سلام کو اٹھ گئے داراب نے کہا کہ اے مالک تم کیوں میری سرحد میں آکر فروکش ہوئے ہو مالک نے کہا کہ میرا آقا تمہاری حفاظت کے لیے مقرر کر گیا ہے اور حکم ہے صاحبقران کا کہ جب تک میں ظلمات سے واپس آؤں تم داراب کا ساتھ نہ چھوڑنا اسلیے کہ داراب میری اولاد میں سے ہے داراب نے کہا کیا خوب یہ عجب بات ہے جسکا باپ موجود ہوتا ہے اسے حرامی نہیں کہتے میرا باپ تو موجود ہے حمزہ صاحبقران نے یہ امر بالکل خلاف کہا ہے میں ہرگز انکی اولاد میں نہیں ہوں مالک نے کہا کہ اے داراب ہمیشہ امیر حمزہ صاحبقران کے ارشاد کو کبھی جھوٹا نہیں پایا وہ ہرگز خلاف واقع امر زبان سے نہیں نکالتے بدیع الزمان کشتی لڑتا پھرتا تھا اور باپ اسکا رنیع کا مشہور تھا مگر جب حمزہ صاحبقران نے اسے زیر کیا تو رنیع کا دریں تحقیقات ثابت ہوا کہ بدیع الزمان حمزہ صاحبقران کا فرزند ہے کیا عجب ہے بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ ایسا ہی کچھ معاملہ تمہارا بھی ہے جب تمسے اور صاحبقران سے تصفیہ ہوگا تو ثابت ہو جائیگا یہ سنکر داراب نے کہا کہ خیر ایسی باتیں ہمنے بہت سی سنی ہیں میدان جنگ میں قیل و قال نہیں مناسب جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو مالک نے کہا کہ سنو اے داراب ہم اہل اسلام پیشدستی جائز نہیں رکھتے سبقت جنگ اہل اسلام کے قواعد سے مخالف ہے داراب نے کہا کہ خیر ہمارا تو قاعدہ ہے خبردار ہوشیار رہ یہ کہکر مرکب کو پیچھے ہٹایا اور نیزہ بڑھا خبردار کہکر مالک پر نیزہ مارا مالک نے نیزہ کو نیزہ پر روکا لب لبہ کیا تھا تان پر تان نکلنے لگی جھپٹ پر جھپٹ پڑنے لگی سنان سے سنان لڑنے لگی مرکبوں کا یہ حال ہے کہ اشارہ پر مثل بجلیوں کے چل رہے ہیں سنانیں مثل ستاروں کے درخشاں ہیں خوب نیزہ بازی ہو رہی ہے مالک اژدر صاحبقران نیزہ داران ہے داراب عمرو کا تعلیم یافتہ ہے عمرو فنون سپاہ گری میں حمزہ صاحبقران کا شاگرد ہے غرض دونوں نیزہ بازی میں برابر رہے سنانیں ناکارہ ہو گئیں نیزوں کو ہاتھ سے پھینک دیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی داراب نے مالک پر تلوار ماری مالک نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا جسوقت تلوار قریب پہونچی سپر کو چھوڑ دیا علی بند سپر کا پشت کے نیچے جا پہونچا اور پنجہ علی کو دراز کر کے کھینچ لی کہ تلوار سے ہٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ تلوار چھین لے داراب نے ہنسکر کہا کہ اے مالک میں ایسا نہیں ہوں کہ تم تلوار مجھسے چھین لوگے مالک نے کہا کہ جی ہاں سچ ہے مگر مجھکو تو خود سے تلوار کی لڑائی منظور نہیں ہے اسلیے کہ تلوار کی لڑائی وارجستار کی لڑائی ہوتی ہے اور میں تمہارا دشمن جان نہیں ہوں بلکہ محافظ جان ہوں داراب نے کہا کہ میں بھی کشت و خون کا خواہاں نہیں ہوں یہ سنکر مالک نے تلوار چھوڑ دی داراب نے تلوار میان میں رکھ لی اور مرکب سے اتر پڑا مالک بھی یہ رنگ دیکھکر مرکب سے کود پڑا دونوں نے دامن گردانے آستینیں چڑھائیں باہم دست و گریبان ہو کر کشتی لڑنے لگے دن بھر مصروف زور آزمائی رہے شام تک کوئی علیحدہ نہ ہوئے دونوں لشکروں میں روشنی ہو گئی ادھر کشور شاہ نے بھی تخت اپنا زمین پر رکھوا کر اور تمام لشکر کو اتر بیٹھنے کا حکم دیا ادھر رفقائے مالک بھی اتر بیٹھے القصہ دو شبانہ روز کشتی رہی اب تیسرا دن ہوا دونوں برابر سے لڑ رہے تھے کوئی آپس میں غالب و مغلوب نہیں ہوا کہ ناگاہ ایک جانب صحرا سے ایک بگولہ گرد کا اٹھا اور ایک عیار کمال چست و چالاک اپنا نامہ سر سے باندھے ہوئے مالک کے قریب آیا داراب و مالک کو سلام کیا مالک نے پہچانا کہ یہ شہرنگ ہے بولو تھا اکر

شبرنگ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کیا کہ شہنشہ نامہ آپکو بھیجا ہی وہ لیکر آیا ہون مالک نے داراب سے کہا کہ ای داراب ایک گوشہ
شہر جاؤ مین اس سے ایک دو دو باتین کرلون اور اسنامہ کو پڑھ لون یہ سنکر داراب علیحدہ ہوگیا مالک شبرنگ کی طرف متوجہ ہوا
اور کہا کہ ای شبرنگ کچھ زبانی تو بیان کرو کہ آخر سانحہ کیا ہی اور اسعد کسطرح ہی شبرنگ نے کہا کہ آپ خط پڑھیے معلوم ہو جائیگا
مالک نے کہا کہ خط تو مین پڑھوہی لونگا مگر پہلے میرے دلکو مطمئن کردو اسعد کی صحت کا حال سنا دو شبرنگ نے کہا کہ آپ گھبرائیے
نہین اسعد صحت سے ہی مگر ایرج اور اس سے لاگ ڈانٹ آپڑی ہی اب تک تھا مرہی شہر فرنگ و شہر مین آلوبہ شہر مین اسعد اور
شبرنگ حال ہی ایرج انھین گھیرے ہوے ہی مالک نے کہا کہ وہ ہمارے مہمان ہی اور کسطرح فرار اسکی شبرنگ نے کہا کہ ای مالک
اسکا حال نہ پوچھیے یہ سارا فساد اسی کی ذات سے اٹھا ہی وہ ہماری ایرج پر عاشق ہوگیا ہی اور اس سے بیعت کرلی ہی
بارگاہ سلیمانی اور امانت اصاحبقرانی سب اسکے حوالہ کردیا ہی تمام طلسم ہوبا صاحبقران کا اسکے ہاتھون خراب کروا رہا ہی اسنے
ایرج کو آسمان پر چڑھا دیا ہی اور مذہب اسلام سے دست بردار ہوگیا ہی مالک نے یہ سنکر کہا کہ خیر بھیجا جائیگا لاؤ وہ خط لاؤ
شبرنگ نے خط مالک کے حوالہ کیا مالک نے اسے باواز بلند پڑھنا شروع کیا داراب مضمون نامہ کا سنکر مالک سے کہا ای
تمھارا کیا ارادہ ہی مالک نے کہا کہ مجھکو اس معاملہ مین ایک حیرت سی ہی کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون امیر حمزہ صاحبقران تمھاری
حفاظت کے لیے چھوڑ گئے ہین اور اسعد لون نے کہتا ہی اسکی حمایت بھی مجھپر واجبات ہی کوئی بات میری سمجھ مین نہین آتی ہی
داراب نے کہا کہ ہم آپکے شریک ہین نہ ہمارے اور آپکے خوب طرح ہو چکے نہ ہم آپ پر غالب آسکے اور نہ آپ ہم پر غلبہ ہوا اب بہتر
یہ ہی کہ جسطرح لندھور نے ایرج کی بیعت کرلی اسیطرح آپ بھی ہماری بیعت کرلیجیے ہم آپکے ساتھ ہین مالک نے کہا مجھے منظور
ہی یہ کہکر داراب سے بیعت کرلی داراب نے کہا کہ ای مالک اس شہر کو خوب غور سے سن لو کہ جس لقا پرستکو مین گرفتار کرونگا اسکو
متعرض نہونا بلکہ جو کوئی آتش پرستی مین ہی آئیگا اور ... اہل اسلام ہین وہ خیل و متعرض نہونگا جو مال و خزانہ ہاتھ لگیگا اسمین
نصف تیری و نصف مالک کا حصہ ہوگا مالک نے کہا کہ سب مجھے منظور ہی یہ سنکر داراب نے کہا کہ اب مین ہر طرح تمھارے ساتھ
ہون جہان چاہو وہان چلو القصہ داراب مع فوج ظفر موج و بادشاہ لشکر ہمراہ مالک اژدر جانب شہر فرنگ و شہر روانہ ہوا
اور شبرنگ کو پہلے سے روانہ کردیا کہ تم جاکر ہمارے آنے کی خبر کردو القصہ کوچ بہ کوچ اور منزل بمنزل بعد چند روز کے قریب
ہمایل کوہ کے پہونچے خیمہ و ڈیرے استادہ کرائے ہمایل شاہ شہر ہمالیہ کا بادشاہ یہ خبر سنکر استقبال کی جانب کو روانہ ہوا یہ شہر
کوہ ہمایل کے بہت قریب واقع ہی بلکہ ہمایل کوہ بھی اسیکے زیر حکومت ہی چالیس ہزار سوار کا لشکر اسکے تابع ہی القصہ ہمایل شاہ نے
داراب سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اگر آپ میرے شہر مین بھی قدم رنجہ فرمائیے اور مجھکو بھی سرفراز کیجیے تو بڑا اعزاز ہوگا
داراب نے کہا کہ تم اپنا مذہب بیان کرو کہ کسکی پرستش کرتے ہو اسنے کہا کہ مین تو لقا پرست ہون مگر عجب عذاب مین گرفتار ہون داراب
نے استفسار حال کیا اسنے کہا کہ اگر آپ میری دعوت قبول کرین تو مین حال اپنا بیان کرون داراب نے دعوت قبول کی ہمایل
داراب کو اپنے شہر مین لایا اور بڑا اعزاز و اکرام ایوان شاہی مین لاکر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا صحبت رقص و سرود برپا ہوئی
جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے نوشا نوش بلند ہوئی جب وقت کھانے کا آیا تو ہمایل شاہ نے داراب سے
دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمائیے داراب نے کہا منگواؤ اسیوقت دسترخوان بچھگیا ہمہ نعمت لاکر چن دیگئی داراب نے
مع ہمراہیان کھانا کھایا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو داراب کشور کشانے کہا کہ ای ہمایل شاہ اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تمپر کیا
مصیبت پڑگئی ہی ہمایل شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار ایک دیو غول بیابانی ہمایل کوہ مین آکر سکونت پذیر ہوا ہی تمام شہر تباہ و ویران
کر رکھا ہی عاجز و مجبور ہوکر ہم چند نفر ملکر اسکے پاس گئے ہاتھ باندھے اور کہا کہ ای شاہ دیوان جو خطا ہماری تمھارے نزدیک ہوئی ہو
معاف کردو اور ہماری جان بخشی کرو پھر جو کچھ تم حکم کرو مین اسکی تعمیل کرونگا اور اگر تمکو شہر کا ویران ہی کرنا منظور ہی تو خیر آپکا کوئی

ہاسے ہوئے ہیں لیکن اُس دیو کو میرے عجز و انکسار پر مطلق رحم نہ آیا اور کہا کہ اچھا ہمارے واسطے سو قرابے شراب کے اور ایک
آدمی ہر روز بھجوا دیا کر جب میں نے اسکو قبول کیا تو وہ دیو چلا گیا اب میں ہر روز اُسکے واسطے سو قرابے شراب کے اور ایک آدمی
بھیجا کرتا ہوں آج ایک روز کا ذکر ہی کہ ایک لاغر انسان یہاں سے اُسکے کھانے کے لیے بھیجا گیا تھا اُسے دیکھکر وہ بہت
خفا ہوا اور اُس آدمی کو پھیر دیا تین دن ہوئے ہیں کہ اُس دیو کی آزردگی نہیں جاتی اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہی کہ تو نے آدم
فربہ کیوں نہ بھیجا اب شہر بلیاب میں بھی آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ہوں اور خوب سمجھے ہوئے ہوں کہ یہ دیو کسی نہ کسی
دن آکر مجھکو ضرور کھا جائیگا لیکن اگر آپ میری حمایت کریں اور اُس دیو کا کچھ تدارک کریں تو میں آپ کا مطیع ہوں
داراب نے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو اب جسوقت وہ آئیگا میں اُس سے سمجھ لونگا اور جب وہ آکر تم سے کہے کہ تو نے آدم فربہ
کیوں نہ بھیجا آخر تو کسکی حمایت پر بھولا ہوا ہی تو تم میری طرف اشارہ کر دینا اور کہنا کہ یہ میرا حامی ہی اسی نے نہیں بھیجنے دیا
ہمایل شاہ نے یہ سنکر کہا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا لیکن یہاں دیو عفریت نے چار روز تک انتظار کیا جب دیکھا کہ ہمایل شاہ
نے شراب و کباب اور آدم زاد نہیں بھیجا تو نہایت درہم برہم ہوکر داخل بارگاہ ہوا اور پوچھا کیا کیوں ہمایل شاہ تو
اب ایسا مغرور ہو گیا کہ آج چار روز گزر چکے پانچواں دن ہی کہ تو نے ہمارے لیے کچھ نہیں بھیجا ایک دم بھر میں تو میں تجھکو
مع شہر غارت کر دونگا جلد کوئی آدم زاد فربہ منگوا اور شراب و کباب ہمارے واسطے حاضر کر یہ سنکر ہمایل شاہ نے داراب کیطرف
اشارہ کیا مگر یار سے نظر بند ہندار کانپ رہا ہی ہاتھ پاؤں نہیں رکھتا ہی کیا ہر رفقا بھی اسکے تھر تھرا رہے ہیں اور ہر ایک
یہی خیال کرتا ہی کہ آج یہ سب کا ایک ہی لقمہ کر جائیگا مگر دیو نے جو داراب کو دیکھا کہ ایک جوان حسین و خوبصورت
نہایت فربہ اور توانا بیٹھا ہوا ہی دل میں بہت خوش ہوا کہ آج خوب لقمہ چرب ہاتھ لگا اور کہا کہ اے ہمایل شاہ تو دو دن
میں نے خطا تیری معاف کی اب ایسا ہی آدمی تو تجھے چاہیے تھا یہ سنکر ہمایل شاہ نے کہا کہ اے دیو عفریت تم یہ کیا کہتے ہو
یہ تجھسے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہی اسی کے منع کرنے سے میں نے آج چار روز سے کچھ نہیں بھیجا یہ سنکر دیو نے کہا کہ یہ ہی
کیا مال میں ابھی اسے کھائے لیتا ہوں اور داراب کیجانب متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اے آدم زاد تو مجھسے لڑیگا یہ سنکر
داراب نے کہا کہ او حرامزادے مردم آزار تو بکتا کیا ہی میں تجھکو وہ سزا دونگا کہ تو مدت العمر یاد کریگا یہ سنکر دیو نہایت
غضبناک ہوا اور دونوں پنجے بڑھا کر داراب کیطرف بڑھا کہ اُسے اٹھا کر کھا جائے لیکن داراب بیٹھا رہا
جب دونوں ہاتھ اُسکے قریب پہنچے تو داراب نے اُسکے ہاتھ پکڑ کر اس زور سے جھٹکا مارا کہ دیو منہ کے
بل زمین کیطرف جھک گیا اب دیو یہ سمجھکر کہ آدم زاد بہت زبردست معلوم ہوتا ہی کہنے لگا کہ اے آدم زاد تو مجھے
چھوڑ دے اب میں تجھے نہ کھاؤنگا تو اللہ بہت سخت ہی داراب نے کہا کہ او مکار اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں اور ہاتھ اسکی
گردن میں ڈالدیا اور زور کرنے لگا دیو بھی داراب سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی ہمایل شاہ اور تمام اہل بارگاہ
خوف کے مارے مثل چوب خشک کے کھڑے ہوئے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں اور دیو کے مغلوب ہونے کی دعائیں
مانگ رہے ہیں کوئی دو پہر تک تو خوب زور ہوا کیا بعد دو پہر کے داراب نے دیو کو چاروں شانے چت دے مارا دیو
چاہا کہ سنبھل کر اُٹھے مگر داراب کب اُٹھنے دیتا تھا جھپٹ دیو کی چھاتی پر تھا اور زور سے سینہ کو دبا کر کہا کہ او
مردک دین آفتاب پرستی اختیار کر اور مذہب ابلیس پرستی ترک کر اُس نے کہا کہ اے داراب یہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا یہ
سنکر داراب کو غصہ آگیا اور ایک ہاتھ گدی کے نیچے اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھکر جھٹکا دیا کہ گردن
دھڑ سے کھینچ آئی ایک غلغلہ بلند ہوا کہ آدم زاد نے دیو کو ہلاک کیا ہمایل شاہ نے اٹھکر دونوں ہاتھ داراب کے
چوم لیے اور گرد داراب کے پھرنے لگا اور اُسیوقت لقا پر لعنت کر کے دین آفتاب پرستی اختیار کیا لاش دیو کی

اٹھواکر باہر پھنکوا دی لوگون نے عرض کیا کہ خداوندا دامنہ کوہ مین اُس دیو کا مکان بنا ہوا ہی بہت کچھ مال و اسباب یہان
موجود ہی اور بہت سے آدم زاد وہان قید ہین داراب نے کہا کہ کل چلکر دیکھینگے رات تو وہین بسر کی صبح کو ہمایل شاہ
اور داراب کشورکشا و مالک اژدہا در کشورشاہ وغیرہ جانب کوہ روانہ ہوے جب دامنہ کوہ مین پہونچے دیکھا کہ
درہ پہاڑ مین اسقدر گلہاے رنگین کھلے ہین کہ نگاہ خیرگی کرتی ہی چولاکا تختہ بچھا ہوا ہی درختان میوہ دار لگے ہوے ہین چشمہ
پانی کے جاری ہین چادرین آبشارون کی گرری کوسون تک سبزہ معلوم ہوتا ہی ہوا سرد چل رہی ہی جانور درختون پر نغمہ سرا
ہین بزبان بیزبانی تعریف ایزد متعال کر رہے ہین القصہ تماشا دیکھتے ہوے قصر دیو کے قریب ہو پہنچے
کوٹھون کو کھلوا کر دیکھا کہ انتہا مال و اسباب زر و جواہر کا ڈھیر لگا ہوا ہی بہت سے آدم زاد داخل و زنجیر مین گرفتار پھنسے
ہوے ہین اتفاق کار طرماسپ بن طہماسپ بھی انھین مین قید تھا مالک نے پہچان کر تمام حال داراب سے بیان کیا
داراب نے پوچھا کہ ای طرماسپ تو کیونکر گرفتار ہوا ہی طرماسپ نے کہا کہ مین ہمایل شاہ کا طرفدار ہو کر اس دیو سے
لڑا تھا پانون میرا اکھڑ گیا دیو نے مجھے گرفتار کر لیا ایک مدت مدید سے مین اسی قید مین مبتلا ہون داراب نے کہا
کہ اگر دین آتش پرستی اختیار کر تو مین ابھی تجھکو رہا کرتا ہون طرماسپ نے کہا کہ یہ ہرگز نہوگا مالک نے کہا
کہ اچھا باپ تیرا مسلمان ہی تو بھی اسلام اختیار کر طرماسپ نے کہا کہ مین مذہب آفتاب پرستی کو ترک کرکے کوئی مذہب
نہ اختیار کرونگا مجھسے یہ امر ہرگز ممکن الوقوع نہین ہی کہ مین بموافقت ایرج ترک کرکے کسی دوسرے کا مطیع ہون یہ سنکر
داراب بہت برہم ہوا اور تمام قیدیون کو تو رہا کر دیا لیکن طرماسپ کو چاہا کہ قتل کرے کہ مالک مانع ہوا اور طرماسپ
کو بہت سمجھایا کہ ای طرماسپ ایرج ایک تاجر زادہ ہی وہ سامنے نورالدہر کے کیا لیاقت رکھتا ہی یہ سنکر طرماسپ نے
کہا کہ ای مالک تم میرے محسن ہو مین تمھارا ممنون ہون وہ بات کر کہ ملال کی صورت دکھائی دے تم میرے سامنے
میرے آقا کو برا کہتے ہو اگر مقید نہوتا تو پھر اسکا مزا چکھا دیتا یہ سنکر داراب آگ ہوگیا اور مالک سے کہا کہ ای مالک
میرا جی اس عذاب شدید مین مبتلا کرتا ہون کہ یہ خود ہی پھڑک پھڑک کر مر جاے مالک نے کہا کہ نہین اسمین بہت
بڑی بدنامی منصور رہی لہذا حضور کہینگا کہ مالک نے طرماسپ کو بیدردی سے قتل کروایا یہ سنکر مالک نے کہا کہ اچھا ای
مالک مین اسکو قلعہ حصین قرطاس مین بھیجے دیتا ہون کہ یہ وہان مقید رہے مالک نے کہا اچھا اسمین کچھ مضائقہ
نہین ہی یہ سنکر شہزاد کشوری سے کہا کہ ای شہزاد کشوری طرماسپ کو قلعہ حصین قرطاس مین لیجا کر مقید کرو
اس نے کہا کہ بہت اچھا اور اسیوقت دو ہزار سوار لیکر اور طرماسپ کو ڈال کر ملک کشوریہ کو روانہ ہوا واضح ہو
ناظرین پر ہو کہ یہ قلعہ بھی سرحد ملک کشوریہ ہی مین ہی القصہ دوسری ہی منزل تھی کہ قافلہ خواجہ فولاد بازرگان کا
ظلمات سے آتے ہوے ملا واضح ہو کہ یہ وہی خواجہ فولاد ہی کہ جس نے ایرج کو قعر بحر سلیمانی سے نکالکر قلعہ
ذوالامان پہونچایا تھا قصہ مختصر جب خواجہ فولاد کو یہ معلوم ہوا کہ طرماسپ رفیق شاہی ایرج نوجوان کا شہزاد
کشوری کی قید مین ہی اور وہ قلعہ حصین قرطاس مین لیجاتا ہی تو اپنے لوگون سے کہا کہ صاحبو یہ طرماسپ ایرج
نوجوان کی جان و روح ہی ایرج اسے دم و ہوش چاہتا ہی اسکا رہا کرنا مجھکو واجبات سے ہی یہ کہکر تحفہ کشوری
اٹھوا کر شہزاد کشوری کی خدمت مین نذر گذرانی شہزاد نے آپ سے خلعت دیا بعد اسکے خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ
غلام کی خواہش دلی یہ ہی کہ فقیر کے جھونپڑے آپ تشریف لے چلیے اگر آپ بھی قبول کیجیے تو باعث افتخار ہی یہ سنکر شہزاد نے کہا
کہ خواجہ ہم بھی سفر مین ہین اور تم بھی سفر مین ہو یہ کونسا موقع ہی کہ تم میری دعوت کرو خواجہ فولاد نے کہا نہین
خداوند میری بھی آرزو ہی کہ مین خداوند کی خدمت بجا لا کر افتخار حاصل کرون اگر آپ قبول نہ فرماینگے تو میری آزردگی

ہوگئی خلاصہ یہ کہ جب خواجہ فولاد بہت مصر ہوا تو شیرزاد کشوری نے دعوت اسکی قبول کی خواجہ فولاد نے اپنی فرودگاہ میں
جاکر سامان دعوت مہیا کیا اور طعام و شراب بیہوشی آلود تیار کرایا جب شیرزاد اپنے رفقا سمیت خواجہ کے خیمہ میں آیا تو اسکو
وہ طعام و شراب کھلا کر مع رفقا بیہوش کرکے قید کیا اور طہماسپ کو سامنے بلوا کر کہا کہ ای پہلوان دوران و ای سپہ سالار
لشکر ایرج نوجوان آپنے مجھے پہچانا بھی کہ میں کون ہوں طہماسپ نے کہا کہ نہیں میں نے نہیں پہچانا خواجہ فولاد نے کہا کہ ای
طہماسپ میں خواجہ فرخ بازرگان کا غلام ہوں شیرزاد کشوری کو میں نے گرفتار کر لیا اور آپکو قید سے نجات دیتا ہوں
پھر آہنگروں کو بلوا کر کہا کہ جلد قید طہماسپ کی کاٹ دو طہماسپ نے کہا کہ ای فولاد آہنگروں کی کوئی حاجت نہیں میں
قید کو خود ہی توڑ سکتا ہوں یہ کہکر ہاتھوں کی ہتھکڑی اور پاؤں کی بیڑی وغیرہ کو مثل رسن کہنہ کے جھٹکا دیکر توڑ ڈالا
خواجہ فولاد نے طہماسپ کو حمام کرواکے لباس فاخرہ پہنایا اور صدر محفل میں لاکر بٹھایا طہماسپ نے کہا کہ جلد شیرزاد کشوری
کو بلواؤ اسیوقت خواجہ فولاد کے لوگ شیرزاد کو طہماسپ کے سامنے لائے شیرزاد نے بطرز آتش پرستان سلام کیا طہماسپ نے
کہا کہ ای شیرزاد دین آفتاب پرستی قبول کر ورنہ مارا جائیگا شیرزاد نے کہا کہ تو بکتا کیا ہے ابھی تک تو میری قید میں مقید
رہا اور آج یہ کلمہ و کلام درمیان میں لاتا ہے ارے لاکو جان میری خداوند آب حیات پر سے نثار ہے تو جو چاہے میرے حق میں
حکم کر میں اپنا دین ہرگز نہ چھوڑونگا لیکن اگر کچھ بھی غیرت رکھتا ہے تو اتنا سمجھ کہ جب تو میری قید میں تھا تو میں نے تجھے کوئی گزند
نہیں پہونچائی ہر چند کہ میں چاہتا تجھے قتل کرتا بس یہ سنتے ہی طہماسپ نے ایک ہاتھ شیرزاد پر مارا کہ اسکے برابر
دو ٹکڑے ہوئے اور بعد اسکے شیرزاد کے ہمراہیوں کو بھی بہتیرے قتل کیا اور جو بھاگ گئے انکا تعاقب نہیں کیا
مال و اسباب سب لوٹ لیا بعد اسکے خواجہ فولاد نے کہا کہ میں آپکو فرنگ تک پہونچا دونگا آپ یہاں سے چلے چلئے طہماسپ نے
کہا کہ نہیں جہاں تمہیں جانا ہو تم جاؤ میں چلا جاؤنگا خواجہ فولاد نے گلبند اسواری کو دیا اور کچھ آدمی بھی زبردستی اسکے
ساتھ کردیے اور خود ملک ظلمات کو روانہ ہوا ادھر تو طہماسپ بہر فرنگ شہر کو چلا جاتا تھا کہ تیسری منزل پر کوئی
چار گھڑی دن رہے صحرا میں ایک خیمہ دکھائی دیا حیران ہوا کہ یہ خیمہ کسکا ہے اور کھڑا ہوکر تفحص کرنے لگا کہ ناگاہ ایک سوار کا
نمایاں ہوا اور ایک جوان قوی ہیکل قوی بازو عریض گردن بلند بالا باتزک و احتشام نمودار ہوا ادھر تو طہماسپ
کی نگاہ اسپر پڑی اور ادھر اس جوان کی نگاہ طہماسپ پر پڑی دیکھا کہ ایک دیو قالب انسانی میں کھڑا ہے اور اپنے ساتھ
والوں سے کہا کہ یارو اگر یہ شخص میری نوکری کرے تو کیا اچھی بات ہے اسلیے کہ یہ شخص بڑا ہی جری معلوم ہوتا ہے چوبدار سے
کہا کہ جلد جاکر اسے بلا لاؤ چوبدار ادھر گیا اور ادھر یہ خیمہ استادہ کراکے داخل خیمہ ہوا اتنے میں چوبدار طہماسپ کی طرف چلا اور
ادھر طہماسپ بھی اس جوان کے استفسار حال کے لیے آگے بڑھا چوبدار نے قریب آکر سلام کیا اور کہا کہ چلیے آپکو
ہمارے مالک نے بلایا ہے طہماسپ اسکے ساتھ داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ وہی جوان ڈنگل سنہرا پر بیٹھا ہوا ہے رفقا اسکے گرد گرد
بیٹھے ہوئے ہیں طہماسپ نے بطرز آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو نیر اعظم آفتاب تابان
اور اسکے نائب پر قطب دوران کو برحق جانتا ہوں بس یہ سنتا تھا کہ اس جوان نے کہا کہ ای عزیز مجھکو سخت تعجب ہے
کہ تو نے بہ القاب باختری کو جو ہیژدہ ہزار ملک باختر کا خداوند ہے برحق نہیں جانتا طہماسپ نے کہا کہ تم اپنا حال
بیان کرو کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اس نے کہا کہ آپ بیٹھے تو میں کہتا ہوں اور کرسی زرنگار طہماسپ کے واسطے
طلب کرکے بچھوائی طہماسپ اس کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا کہ اچھا بیان کرو کہ تم کون ہو اس جوان نے کہا کہ طوفان بن سیاک اژدر
میرا نام ہے سیاک اژدر ایک سردار ہے سرداران باختر سے اسکا رفیق خاص ہے اسکا بیٹا ہوں میں نے سنا ہے
کہ لاہوت شاہ میرے خداوند زادے نے خروج کیا ہے اور دامنہ آذر کوہ میں آیا ہے ارادہ ہے کہ اسکی خدمت میں

جا کر کسب سعادت کروں اور حصول قدمبوسی سے مشرف ہوں اب آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے طرماسپ نے کہا کہ مجھے طرماسپ بن طہماسپ کہتے ہیں زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہوں طوفان بن تہماک اژدر گیر نے کہا کہ اے طرماسپ باپ تیرا اسفندیار بارگاہ لقا میں مشہور تھا تو بھی خداوند زادے کے پاس چل طرماسپ نے کہا کہ اے طوفان میں اپنے مالک کی خدمت میں جاتا ہوں مجھے کیا ضرورت کہ میں ایرج کی رفاقت ترک کرکے لاہوت شاہ کے پاس جاؤں اے طوفان ایرج وہ شخص ہے کہ جسنے خداوند لقا نے بھی اسکے پاس پناہ لی تھی شہر فرنگوشیہ میں لقا مسند پر بیٹھا ہوا تھا جناب فیل کا آشاد (؟) میں مصروف تھا کہ کھڑہ ٹوٹا اور لقا اوپر سے گرا ایرج نے لقا کو بالا ہی سے اسطرح روکا کہ اسکے ذرا بھی چوٹ نہ لگی جب لقا کو ہوش آیا تو ایرج کو اپنی دختر اور تمام ممالک باختر ہبہ کر دیئے اور اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر ایرج کو پہنا دی اور دونوں ایرج کے ساتھ رہا جب جادوگرنی نے سر ایرج کا کاٹ لیا اور اسکو اٹھا لیگئی تب لقا مایوس ہوکر ظلمات کو چلا گیا اب ایرج پھر پیدا ہوا ہے جب لقا سنیگا تو پھر چلا آئیگا یہ سنکر طوفان نے کہا کہ اچھا طرماسپ ہم تم دونوں باہم زور آزمائی کریں جو غالب آوے دین اسکا برحق ہے طرماسپ نے کہا کیا مضائقہ ہے طرماسپ نے اسیوقت اٹھکر اشارہ کیا اور طوفان و طرماسپ دونوں آستینیں چڑھا کر دامن کمر میں اڑس کے اکھاڑے میں کود کے اور مصروف کشتی ہوئے دن بھر کشتی ہوا کی شام کو طوفان نے کہا کہ اے طرماسپ اب تو رات ہوئی شب بھر آرام کرو کل پھر صبح کو لڑینگے اور دیکھیں نقط آزمائش ہی تو منظور ہے طرماسپ نے کہا کہ اے طوفان نہیں اب فیصلہ ہی ہو جاوے تو بہتر ہے بغیر فیصلہ کشتی موقوف نکر زیادہ یہ کہ کچھ کھا پی لو اور روشنی کروا دو یہ سنکر طوفان نے حکم دیا کہ بہار روشنی کرا دو اور کھانا منگواؤ جب حکم اسیوقت پہنچا مشعلیں روشن ہوگئیں خوان کھانے کے آگئے دونوں نے تھوڑا تھوڑا کھا کر پھر کشتی لڑنا شروع کیا اب لوگ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں اور آپس میں کہ رہے ہیں دیکھیے کیا اسلوب ہوتا ہے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے بعضے کہ رہے ہیں کہ کبھی طوفان ہی طوفان اٹھا لیگا بعضے کہ رہے ہیں کہ نہیں طرماسپ بڑا پہلوان ہے باپ اسکا بڑا زبردست ہے یہی غالب رہیگا بعضے کہتے ہیں کہ سیانے کیوں سر کھپاتے ہو جو ہونے والا ہے وہ ہوگا سبھی دیکھ لینگے غرض اسیطرح تین شبانہ روز کشتی ہی چوتھے روز طرماسپ نے طوفان کو زیر کیا تب طوفان نے طرماسپ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ میں نے غلامی آپکی اختیار کی اب آپ جہاں جاتے ہیں میں آپکے ہمراہ ہوں طرماسپ نے کہا کہ اچھا پہلے خبر منگواؤ کہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کہاں ہے طوفان نے اسیوقت اپنے عیار ارقم کو بلا کر کہا کہ جلد جا کر ایرج کی خبر لا کہ وہ کہاں ہے ارقم ایرج کی خبر کے لیے اسیوقت روانہ ہوا جاتے جاتے قریب لشکر داراب پہونچا تو اتفاق روزگار داراب اپنے لشکر سے بارادۂ صید افگنی نکلا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے چلا جاتا تھا دور جا کر ہرن کو شکار کیا تھا اس فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کوئی شخص آ جاوے تو اسکے کباب بھنوا کر کھاؤں کہ اس اثنا میں ارقم بن ازرق فقیر کی شکل بنا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکار کر کہا یا کرم مجھے معبود کا فضل و نوازت موجود کاہ آ دکھا رہے اور کھلا رہا ہے ہمیشہ مددگار رہا ہے معبود ہمیشہ تجھکو شاد و خرم رکھے اقبال تیرا بلند رہے داراب نے کہا کہ اے شاہ صاحب آؤ کہاں سے آنا ہوا کدھر کا قصد ہے کہاں جاؤگے اس نے کہا کہ بابا جہاں سے سب آئے ہیں وہیں سے میں بھی آیا ہوں اور جہاں سب جائینگے وہیں میں بھی جاؤنگا داراب نے کہا کہ اچھا آئیے بیٹھیے کرم کیجیے اس شکار کے کباب بنا کر نوش فرمایئے فقیر نے کہا کہ بابا داتا تجھے آباد رکھے اپنے نام سے تو فقیر کو آگاہ کیجیے کہ اسکا ثواب تجھکو پہونچایا جاوے داراب نے کہا کہ شاہ جی ہم لوگ بندۂ خداوند آفتاب کا ہوں

نام میرا داراب کشور کشا ہے دعوی صاحبقرانی کا رکھتا ہوں لشکر سپر اپہان سے قریب اترا ہوا ہے میں شکار کھیلنے کو نکلا
تھا لوگ میرے دور رہ گئے ہیں ابھی مجھ تک پہونچے نہیں لیکن سنتے ہی ارقم بن ارزق نے خیال کیا کہ طرماسب اسکی قید میں
تھا اگر تو اسکو پکڑ لیگا تو طرماسب بہت خوش ہوگا اچھا شکار ہے جو ہاتھ آجاوے داراب سے کہا کہ بابا تو ہی نے
طرماسب کو قید کرکے شہر کشوریہ میں بھیجا تھا داراب نے کہا کہ ہاں شاہ صاحب کیا تمنے کہیں دیکھا تھا اُسنے کہا کہ بابا
وہ تو قید سے چھوٹ گیا تمہارا رفیق جو اسکو لیے جاتا تھا وہ مارا گیا افسوس کیا اچھا جوان تھا داراب نے پوچھا
کہ شاہ جی کسنے اُسے مارا اور طرماسب کیونکر چھوٹا فقیر نے کہا کہ بابا فولاد بازرگان غلام فرخ بازرگان نے
جو ہمراہ ایرج قید میں سلیمانی سے نجات دی تھی اسی نے شیرزاد کی دعوت کی طعام بیہوشی آلود کھلا کر طرماسب کو قید
نجات دی طرماسب نے شیرزاد کو قتل کیا داراب یہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور پوچھا کہ طرماسب نابکار اور وہ سوداگر
مکار کہاں گیا فقیر نے کہا کہ وہ تو سوداگر تو ظلمات کو چلا گیا اور طرماسب بھی کسی طرف چلا گیا بابا اب وہ وہاں نہیں ہیں
تو رنج کیوں کرتا ہے صبر کر خداوند آپ حیات اُس سے بہتر رفیق تجھے عنایت کریگا یہ کہکر جنگل سے لکڑیاں توڑیں
چقماق پتھری میں سے آگ نکالی ہرن کے کباب لگائے نمک مرچ بیہوشی آلود اسپر چھڑک کر کباب تیار کرکے
داراب کو کھلائے پانی پلایا ایک دم بھر کے بعد داراب کا سر گھومنے لگا فقیر سے کہا کہ بابا میرا سر گھومنے لگا فقیر نے
کہا کہ بابا زحمت شکار کے بعد کباب کھائے ہیں پانی پیا ہے اسوجہ سے دوران ہونے لگا ہے دم بھر لیٹ رہو کہکر
زین پوش بچھا دیا داراب اُسپر لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا بس اس حرامزادے نے جھولے سے کمند نکال کر
داراب کو گرفتار کرکے چادر عیاری میں لپیٹا اور بار کشتہ پیٹھ پر لاد کے راہی ہوا دن بارگاہ طوفان میں
اُس وقت پہونچا کہ جسوقت طوفان اور طرماسب بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے آکر سلام کیا طوفان نے کہا
کہ ارے تجھے بھیجا تھا تو کہاں تھا اسقدر جلد جاکر چلا آیا کیا خبر لایا عرض کیا کہ جی ہاں بہت خوشخبری لایا
ہوں طوفان نے کہا کہ کیا تیری پیشانی پر خبر بندھی ہوئی ہے کیا پہیلی سی کہتا ہے مفصل بیان کر اُسوقت ارقم
نے لپٹارہ سامنے رکھدیا اور حال داراب کے گرفتار کرنے کا بیان کیا طرماسب یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا
کہ واقعی تو نے بڑا کار نمایاں کیا اس آفتاب پر بہت کرچکا ہوں میں ارقم نے عرض کیا کہ پہلے اسے غل و زنجیر میں
گرفتار کیجیے پھر اسکو ہوش میں لایئے طرماسب نے کہا کہ بلاؤ آہنگروں کو اُسیوقت آہنگر حاضر ہوئے اور
داراب کو قید آہن میں مقید کیا بعد اُسکے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر داراب کو ہوش میں لایا داراب کی جو آنکھ کھلی
تو اپنے کو طرماسب کے سامنے مقید بقید آہن پایا سمجھا کہ یہ اُسی فقیر عیار ہی کا کام تھا کہ مجھے بیہوش
کرکے پکڑ لایا جب آنکھ پھر گئی آپ پرستان اُٹھکر سلام کیا طرماسب نے کہا کہ اے داراب دیکھا تو نے کہ کیا جا
تیرا اقبال نے عوض دیا ہے کہ تو میری قید میں تھا اب تو میری قید میں ہو گیا داراب نے کہا کہ کیا بہادری و عیاری
اسیطرح ایک عیار نے بازی پکڑ دیا بلا سے ہاں طرماسب نے کہا کہ جسطرح میں تیرے ہاتھ لگ گیا تھا اُسیطرح تو بھی
میرے ہاتھ آیا ہے تو نے مجھے بارادہ حبس دوام قلعہ صندین قرطاس میں بھیجا تھا مگر میں تجھے ایرج کی
خدمت میں لیے چلتا ہوں جو وہ چاہیگا سو تیرے حق میں حکم دیگا مجھے اسکا کچھ سروکار نہیں ہے یہ سنکر داراب
کہا کہ تو مجھے ایرج کے پاس نہ لیجا بلکہ مجھے قتل کر ڈال تو بہتر ہے قتل ہونا گوارا ہے مگر ایرج کے سامنے جانا گوارا
ہے لیکن طرماسب نے نہ مانا بلکہ حکم دیا کہ ابھی اسے قید خانہ میں لیجاؤ سمجھ لیا جائیگا اور وہاں سے کوچ کرکے
فرنگشہر کو روانہ ہوا اب یہاں سے حال ہمراہیان داراب سنیے کہ یہ جو داراب کو ڈھونڈھتے ہوئے جا رہے

ادھر آئے تو دیکھا کہ نہ مرکب ہی نہ داراب بلکہ کچھ گوشت ہرن کا پڑا ہوا ہے کچھ کباب بھنے ہوئے پڑے ہیں سخت متعجب ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے ہر چند داراب کو ڈھونڈھا لیکن کچھ سراغ نہ لگا مرکب داراب کا بعد تلاش بسیار مل گیا اُسے لیکر کشور شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تمام حال بیان کیا مالک اژدر اور کشور شاہ نے ہر چند تمام صحرا چھان مارا مگر کہیں پتا نہ پایا ناچار بیٹھ رہے مالک اژدر نے نجومیوں کو بلوا کر حال داراب کا استفسار کیا نجومیوں نے احکام مطابق کر کے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے داراب صحیح و سالم ہے اسکا ایک رواں بھی کم نہیں ہوا ہے شہر فرنگ و شیشہ پر داراب کا پتا لگیگا مالک نے یہ سنکر اور نجومیوں کو خلعت دیکر رخصت کیا بعد اسکے مالک اژدر اور کشور شاہ وہاں سے کوچ کر کے شہر فرنگ و شیشہ کیطرف روانہ ہوئے

اب یہاں سے حال ایرج کا سنیے کہ یہ قلعہ فرنگ و شیشہ پر محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہے اسد کے ہاتھ سے بہت عاجز ہے کہتا ہے کہ یا رب اس دیوانے کی کیا فکر کروں جب ایرج قلعہ پر یورش کرتا ہے اسد مالک بن ملکوت شاہ کو زیر خنجر بٹھا دیتا ہے ہر روز کھانا بھیجنا پڑتا ہے اسد اپنے رفقا سمیت خوب مزے سے چکھتا ہے جو کچھ جھوٹا بچ جاتا ہے وہ مالک کو بھی بھیج دیتا ہے اور اسے مجلس میں جاتا ہے اور مالک سے کہتا ہے کہ تو ایرج سے منع نہیں کرتا کہ وہ قلعہ پر یورش نہ کیا کرے اور یہاں سے چلا جاوے مالک کہتا ہے کہ اے اسد میرا اس امر میں کیا اختیار ہے تم مجھ بیکار ہی کو خفا ہوتے ہو اسد یہ سنکر دو چار گالیاں دیکر چلا جاتا ہے القصہ ایک روز حسب دستور جو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ نقب کھدی ہوئی ہے اور مالک بن ملکوت شاہ کا پتا نہیں ہے اور یہ کسی عیار کا بنا ہوا ہے مگر کچھ ایسا مٹا ہے کہ پہچانا نہیں جاتا اور آفتاب پرستوں کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھا کہ مالک کو کون لیگیا سب نے قسم کھا کہ کہا کہ ہم نہیں جانتے چاہیے آپ ہمیں قتل کیجیے چاہیے بخشیے ہم تو غافل پڑے ہوئے تھے ہم نے نہیں دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ سنکر اسد بہت حیران ہوا ہر چند اُن سب کو ڈرایا دھمکایا لیکن کسی نے نہ بتایا اسد پریشان ہو کر ضرغام سے کہا کہ اے ضرغام جسطرح ہو تلاش کرو ضرغام نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ جاؤ جا کر ڈھونڈھو اور آپ بھی مصروف تلاش ہوا لیکن اب حال مالک کے غائب ہونے کا سنیے کہ اندرون شہر دلو چہرک یان گل اندام اور بھائی اسکا نہروان ساکن تھا پڑا رہتا تھا ان دونوں نے باہم صلاح کی کہ شہر فرنگ و شیشہ کسیطرح ایرج کے ہاتھ نہیں آتا ہے وہ یورش کرتا ہے اسد مالک بن ملکوت کو زیر تیغ بٹھاتا ہے بہتر یہ ہے کہ مالک بن ملکوت شاہ کو اسد کی قید سے چھڑائیں گل اندام نے نہروان سے کہا کہ بیٹا اگر اسد دیوانہ آگاہ ہو گیا تو معلوم نہیں ہمارا کیا حال کریگا نہروان نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو اگر ہم مالک بن ملکوت شاہ کو چھڑا لاے اور قلعہ ایرج کے ہاتھ آ گیا تو مرتبہ اعلیٰ ہمیں حاصل ہوگا اور عجب نہیں کہ کوتوالی شہر ہمیں مل جاوے گل اندام نے کہا کہ بیٹا تو بڑا مخوف ہے ارے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے روٹی کھاتے ہیں کوئی ہمیں جانتا بھی نہیں کہ کون ہیں اور کدھر ہیں کیوں اپنی شامت لایا چاہتا ہے ماں سمجھاتی رہی اور بیٹے سے باز آ نہروان نے کہا کہ اب تو جو قصد کیا سو کیا یہ کہکر فکر رہائی مالک بن ملکوت شاہ میں مصروف ہوا تا اینکہ فکر کرتے کرتے ایک روز موقع پا کر نقب کنی کر کے مالک کو نکال لیگیا اور نشان اپنے قدم کا مٹا گیا گل اندام نے تہ خانہ میں چھپا رکھا اور یہاں بجانب اسد لوگ مالک کی تلاش کرنے لگے ایک ایک کا خانہ تلاشی ہونے لگی تمام شہر میں چار طرف غلغلہ مچ گیا اسد ضرغام پر تاکید کر رہا ہے کہ اے ضرغام جلد تلاش کرو ورنہ اگر ایرج کو خبر ہو گئی کہ مالک اسد کے پاس سے چھوٹ گیا تو بڑی ہی قباحت ہو گی قلعہ میں رہنا دشوار ہو جائیگا ضرغام بیچارہ بھی کہتا ہے کہ شہر یار میں کیا کروں دن رات تجسس کرتا ہوں مگر سراغ نہیں لگتا اسد حیران و پریشان ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے اور نہروان حرامزادہ اپنی ماں اور برادر سے مشورہ کیا کہ ابھی ایرج کو خبر نہیں ہوئی ہے بہتر یہ ہے کہ آفتاب پرستان کو جا کر اطلاع کر آؤں یہ سوچ سے ایک پیادہ کی صورت بنکر قلعہ کے برج پر آیا پہرے والے کا پہرا بدلوا کر آپ پہرے پر بیٹھا اور ایک رقعہ اس مضمون کا

الگ کر۔ اے زبدۂ آفتاب پرستان آگاہ ہو جیسے کہ مالک بن ملکوت شاہ اسد کی قید میں نہیں ہے چھوٹ گیا اب بلا خوف و خطر آکر قلعہ لے لیجیے ایک تیر میں باندھ کر لشکر ایرج کی جانب پھینکدیا صبح کو ہرکاروں نے وہ تیر مع رقعہ لاکر ایرج کو دیا ایرج اُس رقعہ کو پڑھکر باغ باغ ہو گیا اور اُسیوقت سوار ہو کر سامنے قلعہ کے آیا اور پکارا کہ او دیوانہ مجہول اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا جس کے بھروسے پر تو کودتا تھا وہ تو تیری قید سے رہا ہو گیا اسد نے اپنا جی مضبوط کر کے جواب دیا کہ او آفتاب پرست یہ کیا خیال خام کرتا ہے کسی نے جھوٹ موٹ تجھسے کہدیا ہوگا جب تو قلعہ پر آئیگا تو حال معلوم ہو جائیگا ایرج نے کہا بہت اچھا کل قلعہ لے لیا جائیگا یہ کہکر وہاں سے واپس آکر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اور نقارۂ رزمی بجانے کا حکم دیا ایرج کے لشکر میں تو نقارۂ رزمی نوازش میں آیا اور اودہر اسد نے ضرغام سے کہا کہ اے ضرغام بتاؤ اب کیا ہوتا ہے اُس نے کہا کہ اے شہریار بجز مر جانے کے اور کیا چارہ ہے اسد نے کہا کہ خیر رضینا بالقضا جو مرضی خدا کی اتنے میں خبر پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا اسد نے قہباس خان اور تمولج خان سے خطاب کیا کہ کیوں صاحبو میرے ورغلانے سے تمہاری بھی جانیں جاتی ہیں ترکوں نے یہ سنکر کہا کہ صاحبزادے یہ کیا باتیں کرتے ہو مرنا ایک دن ضرور ہے اگر قضا ہماری تو نہیں مقدر ہوئی ہے تو ضرور مارے جائینگے مگر آپکا ساتھ نہ چھوڑینگے بلکہ آپ لشکر کر نکل جائیے جو کچھ ہوگا وہ ہم اپنے اوپر اوڑھ لینگے آپکی جان بچ جائیگی اسد نے کہا کہ سبحان اللہ تم سب کی تو میرے ساتھ یہ وفا شعاری اور میں تمہارے ساتھ بیوفائی کروں ہرگز یہ نہ ہوگا میں تمکو بلا میں پھنسا کر چلا جاؤں اور اپنی جان کی فکر کروں لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کہکر ضرغام سے لباس شب روی طلب کیا اُس نے وہ بستہ بقچہ سامنے لاکر رکھدیا اسد نے لباس سیاہ زیب بدن کیا ضرغام کو ساتھ لیکر مالک بن ملکوت کی تلاش میں روانہ ہوا چار پہر رات گذر گئی کہیں مالک کا سراغ نہ لگا کوئی دو گھڑی رات رہے کوچہ نوربافان سے گزر ہوا دیکھا کہ ایک جلاہا [illegible] مالک بن ملکوت کی صورت کھڑا ہوا ہے اسے دیکھکر اسد بہت خوش ہوا ضرغام سے کہا کہ اس جلاہے کو ساتھ لو ضرغام نے پوچھا کہ کیوں شہریار اس سے کیا مطلب ہے اسد نے کہا کہ یہ مالک بن ملکوت شاہ سے مشابہ ہے [illegible] ایرج قلعہ کے سامنے آئیگا تو میں اسے لباس شاہانہ مالک کا پہنا کر زیر تیغ بٹھادونگا ضرغام اُس جلاہے کو اپنے ساتھ لے لیا ضرغام نے اُس سے استفسار نام کیا اُس نے کہا کہ مجھکو ممو کہتے ہیں الغرض قریب صبح [illegible] دروازے پر آیا دیکھا کہ تمام ترک مستعد جنگ ہیں گولنداز توپوں پر بیٹھے ہوئے ہیں [illegible] سلگتے ہیں مگر قہباس خان وغیرہ نہایت اداس ہیں اسد نے کہا کہ بھائی گھبراؤ نہیں خدا کو یاد کرو سبھوں نے عرض کیا کہ اے شہریار ہم لوگ اپنے نہیں مرنے سے کیا ڈرتے ہیں جبتک زندگی ہے کوئی نہیں مار سکتا جب قضا آئیگی تو کوئی بچا نہیں سکتا ہم سب راضی برضا ہیں ہرچہ بادا باد ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ یکایک سمت گرد و غبار کا پیدا ہوا اور فوج آفتاب پرستوں کی نمودار ہوئی جیسے تیغ زن ایرج گرد درفشان معلوم ہوا کہ گرد و غبار بجز دم کا مجمع ہے پشت ایرج پر تمام فوج زرق برق لباس آہن میں غرق چلی آتی ہے جب فوج کچھ قریب پہونچی تو گولندازوں نے اکا دکا گولہ مارنا شروع کیا اہل سپاہ گولوں کی زد سے ہٹ ہٹ کر ٹھہرے ہوے ایرج گرز گران سنگ آسمان رنگ پرچہ کوہ ہشت پہلو ہاتھ میں لیکر قلعہ کی طرف چلا اور پکارا کہ او دیوانہ مجہول آج مالک کو کہاں سے لائیگا جو زیر تیغ بٹھائیگا اسد نے کہا کہ او برازنچہ جب تو یہاں آئیگا اُسوقت تجھکو خود معلوم ہو جائیگا اور یہ کہکر ہوائی داغی لبے ہوائی کا داغنا کہ گولندازوں نے گولے مارنا شروع کیے چاروں طرف سے ایرج پر گولے برسنے لگے ایرج سب گولوں کو رد کر کے لب خندق پہونچ گیا اور نعرہ کیا کہ او دیوانہ مجہول [illegible] نامعقول دیکھ ہوشیار میں آپہونچا اسد نے للکار کر کہا کہ او برازنچہ کیا مجال ہے تیری لاؤ تو مالک کو لوگوں نے پہلے ہی ممو جلاہے کو لباس فاخرہ مثل مالک کے پہنا رکھا تھا صرف منتظر حکم تو تھی

فوراً اسد کی زبان سے نکلتے ہی قیباسب دروازے پر لاکر بٹھایا اسد حسب دستور سابق تلوار کھینچکر کھڑا ہوا
اور کہا کہ او نابکار دیکھ مالک بن ملکوت شاہ کو تو نے آگے قدم بڑھایا اور مین نے مالک کا کام تمام کیا ایرج نے
قصد کیا ہی تھا کہ خندق کو پھاند کر دروازہ پر پہونچے کہ ایک ہی مرتبہ اسد کی یہ آواز سنکر آنکھ ہوا اونچی کرکے دیکھتا ہے
تو دیکھا کہ مالک بن ملکوت شاہ قید آہن مین گرفتار سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا ہی بس یہ دیکھتے ہی ایرج بہت حیران
ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا محمود تو ہو بہو مالک کی صورت تھا ہی کسی طرح امتیاز نہ ہوا کہ
مالک ہی یا اور کوئی شخص ہی جب یقین کامل ہو گیا کہ بیشک یہ مالک ہی پکار کر کہا کہ اے اسد مالک کو تو مار ڈال
ابھی پھرا جاتا ہوں یہ کہکر قلعہ سے پھر کر اپنے لشکر مین آیا اور رفقا سے کہا کہ مجھکو کسی اہل قلعہ نے سکا دیا تھا بہتر یہ
باندھ کر انھین قلعہ والون نے پھینکا ہوگا یہ کہکر داخل خیمہ ہوا اور یہان قیماس نہران اور تمغاج خان وغیرہ نے
فرط مسرت سے اسد کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا حیلہ عیاری کی ہی اصل یہ ہی کہ اس بدخواہ کی
یہ تدبیر سوچنا آپ ہی کا کام تھا اسد نے کہا کہ ہان بھائی تدبیر تو ہی سوجھ گئی مگر سخت تعجب یہ ہی کہ علاج جانے والا
معلوم نہین ہوتا باوجود کہ اسقدر تلاش کی کہ ضرغام شل ہو گیا لیکن مین یہ خوب جانتا ہون کہ ابھی مالک شہر کے باہر نہین
جانے پایا ہی مگر تو بھی جو مالک بن ملکوت کو نہ پیدا کرون ضرور تلاش کرکے ڈھونڈھ نکالونگا اور یہ کہکر سر زانوے فکر پر
جھکا کے سوچنا شروع کیا کہ اس امر مین کیسا کرنا چاہیے تھوڑی دیر کے بعد سوچتے سوچتے حکم دیا کہ اسم نویسی تمام
شہر کی طلب کی جاوے حکم کے ساتھ ہی ہزارون متصدی مقرر ہوگئے اور تمام سکنائے شہر کی مردم شماری ہونے لگی فہرستہا
اسامی و دراسد کی نظر سے گذرنے لگین لیکن حال نہروان کا سنیے کہ اس نے اب اپنے دل مین خیال کیا کہ اے نہروان غضب
ہوگیا اسد نے محمود علاج کو مالک بن ملکوت شاہ بنا کر بٹھا دیا ہی اور اب مالک کا قفص بطور کافی کر رہا ہی اب تجھکو
لازم ہی کہ ایرج کے پاس جسطرح ہو سکے چلا چل اور اسکو اس راز سے آگاہ کر دے بس یہ خیال کرکے براہ بدرو قلعہ سے
باہر نکلا اور خندق کو پیر کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ جب ایرج اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی
کہ معلوم نہین اہالیان قلعہ نے یہ سخت فریب مجھے کس نے دیا ہی کہ ناگاہ ایک خدمتگار نے عرض کیا کہ ایک شخص دروازے کے باہر
کھڑا ہوا اجازت حضوری طلب کر رہا ہی کہتا ہی کہ مجھے زیدہ آفتاب پرستان سے کچھ کہنا ہی ایرج نے کہا کہ اچھا بلا لو کہا
مضائقہ ہی چوبدار گیا اور نہروان کو جا کر بلا لایا جب نہروان سامنے آیا تو اسنے سلام کیا ایرج نے پہچان کر کہا
کہ مین نے تجھے کہین دیکھا ہی اسنے قریب آکر کان مین کہا کہ خداوند نعمت مین دیو چہر کا بھائی ہون نہروان میرا نام ہی
مالک بن ملکوت شاہ کو چھڑا لیگیا ہون وہ میرے مکان مین موجود ہی اور اسد نے کل محمود علاج کو لباس شاہانہ
پہنا کر زیر تیغ بٹھایا تھا اسلیے کہ محمود علاج مالک بن ملکوت سے بہت مشابہ ہی یہ سنکر ایرج نہایت خوش ہوا
اور اسیوقت سوار ہو کر قلعہ کے سامنے آیا اور کہا او دیوانے کل تو نے خوب حکمت کی تھی کہ محمود علاج کو مالک کی
قطع پر مشکل کرکے زیر تیغ بٹھا دیا تھا اور مین فریب کھا کر پھر گیا خیر آج سہی اب تو کہان جائیگا اور قلعہ کو کیونکر بچائیگا
اسد نے سنکر جواب دیا کہ او آفتاب پرست کیا کہنا خوب سمجھا خیر جسوقت بارادۂ قلعہ گیری آئیگا اسوقت حال
کھل جائیگا ایرج یہ سنکر پیچ و تاب کھاتا ہوا پھر آیا اور آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اسد آواز طبل جنگ کی سنکر
نہایت ہی سراسیمہ و پریشان مالک بن ملکوت شاہ کو تلاش کرتا ہوا نکلا در بدر کوچہ بکوچہ ڈھونڈھتا ہوا چلا آخرکار
نہروان کے مکان پر پہونچا اور لوگون سے دریافت کیا کہ یہ مکان کسکا ہی لوگون نے کہا کہ یہ مکان دیو چہر عیار کا ہی
اسد نے پوچھا کہ وہ گھر مین ہی کہ نہین معلوم ہوا کہ وہ تو نہین ہی مگر بھائی اسکا نہروان گھر مین ہی اور اسکی مان

گل اندام ہی اسد نے کہا کہ اچھا اُسے بلاؤ تو اور دروازہ کھلواؤ یہ سنکر ہر چند لوگون نے شور مچایا دستکین دین مگر نہ صدا
نہ ندا نہ جواب نہ ملنے کسواسطے کہ نہروان تو ایرج کے پاس جا چکا تھا یان اُسکی گھر مین جسکی بیٹھی ہوئی تھی گر جان پر
صدمہ تھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی معلوم نہین ہوتی بس اس نے جلدی سے مالک بن ملکوت شاہ کو تو بیہوش کر کے ایک
تہ خانے مین کہ جو سات درجے کا تھا اور اُس مین گھاس بھری ہوئی تھی ڈالدیا اور خود دیوار پھاند کر بھاگ گئی جب
اسد کو بڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ مکان مین کوئی نہین ہی یقین ہوا کہ مالک ضرور بالضرور یہین ہی حکم دیا کہ زینے لگا کر
مکان کے اندر اُتر جاؤ اُسیوقت لوگ سیڑھیان لگا کر مکان کے اندر گئے دیکھا کہ گھر مین کوئی نہین ہی ادھر اُدھر دیکھکر
دروازہ مکان کا کھولدیا اسد بھی مکان کے اندر گیا چار طرف ڈھونڈھنے لگا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اسد کی نگاہ ایک دروازے پر
پڑی حکم دیا کہ یار اسے کھلواؤ مجھے یقین ہی کہ مالک یہین ہوگا میرا دل گواہی دے رہا ہی لوگون نے اُسیوقت دروازے کو
کھولا دیکھا کہ ایک تہ خانہ سات درجے کا معلوم ہوتا ہی مگر تاریکی اسقدر ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا اسد کو اطلاع دی
کہ خداوند یہان تو تاریکی اس شدت کی ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا یہ سنکر اسد نے روشنی اپنے ساتھ لی اور اُس
تہ خانہ کے اندر گیا دیکھا کہ تمام تہ خانہ مین گھاس بھری ہوئی ہی جو درجہ کھولکر دیکھا سوا گھاس کے اور کچھ نظر نہ آیا
اسد نے حکم دیا کہ تمام گھاس اسکی نکال لو گھوڑون کو کھلا دینگے اُسیوقت گھاس نکالنا شروع ہو گئی تا آنکہ جب ساتوین
درجے سے گھاس نکالی تو اُس درجے مین ایک آدمی کو بیہوش پڑے ہوے دیکھا اسد سے عرض کیا اسد نے کہا کہ اُسے
لے آؤ حسب الحکم لوگ اُسے باہر نکال لائے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مالک بن ملکوت شاہ ہی بس ایک غل ہو گیا کہ مالک
بن ملکوت شاہ مل گیا اسد کا یہ حال ہوا کہ مارے خوشی کے پھولا نہین سماتا تھا کبھی ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر جاتا تھا
کہہ رہا تھا کہ کیون عاقلو سچ کہنا کیا اس کافر کو ڈھونڈھا ہی علقمہ اور سب لوگ کہہ رہے ہین کہ بیشک یہ کام حضور ہی کا تھا سوا
حضور کے کس مین یہ جوہر تھا کہ اس عالم اضطراب مین یون تلاش کرتا القصہ تھوڑی دیر کے بعد اسد نے کہا کہ اسے ہوش مین
لاؤ حضار نے بیچ دارو سے بیہوشی کی دماغ سے اُتار کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا مالک کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی ہوش آیا
سر پر ملک الموت کو پایا جان نکل گئی اسد نے کہا کہ اے مالک تو ڈر نہین مین تجھے قتل نہ کرونگا مگر سچ بتا دے کہ تجھے
کون چھوڑ لایا مالک نے کہا نہروان عیار اور اُسکی ماں گل اندام بدکردار اسد نے پوچھا کہ پھر وہ کہان چلی گئی مالک نے
کہا کہ نہروان تو میری رہائی کی خبر دینے ایرج کے پاس گیا ہی اور گل اندام آپکے خوف سے بھاگ گئی اسد نے کہا
کہ خیر معلوم ہوا اور مالک کو پھر گرفتار غل و زنجیر کر کے زندان خانہ مین بھیجدیا لشکر ایرج مین طبل جنگ تو بج ہی گیا تھا
جب شب گذری اور صبح ہوئی تو ایرج بدستور قلعہ پر آیا اور نہروان کو ساتھ لایا قلعہ پر سے حسب معمول گولے پڑنے لگا جب
ایرج گولون کو رد کر کے لب خندق پہونچا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو خبردار ہو جاؤ مین آپہونچا جب اسد نے یہ نقشہ
دیکھا تو کہا کہ جلد مالک بن ملکوت شاہ کو لاؤ اور زیر تیغ بٹھاؤ اُسیوقت لوگ مالک کو زندان خانہ سے لے آئے اور
مالک کے سر پر تلوار کھینچ کے کھڑا ہوا اور للکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری مالک کو نہروان عیار چھڑا لے گیا تھا
مگر مین اُسکا بھی اُستاد ہون مین نے مالک کو نہروان کے گھر سے ڈھونڈھ نکالا دیکھ یہ مالک بن ملکوت شاہ موجود ہی
یہ کہکر چاہتا تھا کہ مالک کی گردن پر تلوار لگائے کہ مالک نے بلبلا کر آواز دی کہ اے ایرج کیا مجھے قتل کرایا چاہتے ہو
بس ایرج نے جو مالک کو دیکھا اور اُسکی آواز بھی سنی تو یقین ہو گیا کہ بیشک یہ مالک ہی مجبور ہو کر کمال درجہ اُداس و
مایوس ہو کر جانب قلعہ سے پھر گیا اور داخل بارگاہ ہوا اپنے لوگون سے کہا کہ یارو عجب بلا کا مقابلہ ہی نہ اب طرح ہی
نہ پیچھے ہٹنے کی ہی اور نہ قلعہ ہی ہاتھ آتا ہی اس دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا ہون یہ سنکر قارن قہرمین نے کہا کہ خداوند

یہ خیال نہ فرمایئے قلعہ تو ضرور آپ کے ہاتھ آئیگا اور عنقریب آپ آئیگا ایرج نے آزردہ ہو کر کچھ جواب نہ دیا کہ اس اثنا میں جوڑی ہرکارے کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق حاضر بارگاہ ہوئی اور دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند نعمت ظرماسپ بن طہماس مع طوفان بن سماک اژدر گیر ساٹھ ہزار کی جمعیت سے داراب کشور کشا کو قید کیے ہوئے لاتا ہے یہ خبر سنتے ہی ایرج بہت شادان اور فرحان ہوا اور تمام سرداروں کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اور خود بھی دروازۂ بارگاہ تک استقبال کے لیے آیا اور بکمال عزت و تکریم ظرماسپ کو بارگاہ میں لایا جشن برپا ہوئی ایرج نے احوال پوچھا ظرماسپ نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا ایرج نے کہا کہ واقعی بہت جلد انتقام لیا یا تو تم داراب کی قید میں تھے یا اب داراب تمہارے قید میں ہے خیر وہ آفتاب پرست ہے کہاں اسے بلاؤ تو اسیوقت داراب کو ایرج کے سامنے حاضر کیا جب داراب داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ گرداگرد ایرج کے سردار آفتاب پرست جمع ہیں لندھور ایک جانب بیٹھا ہوا ہے ایرج بمرتبہ صاحبقرانی مسند شوکت پر تمکین سے تخت زرنگار پر بیٹھا ہوا ہے مگر اس نہنگ بحر شجاعت نے بلا خوف و خطر لب آب پرستان سلام کیا جواب سلام ایرج نے تعظیم کر کے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی داراب کرسی پر بیٹھا ایرج نے کہا کہ اے داراب تو اپنا خدا آب کو سمجھتا ہے اور اس کی پرستش کرتا ہے کہ جس میں تمام دنیا کی نجاست پڑتی ہے بہتر یہ ہے کہ نیر اعظم آفتاب تابان کو سجدہ کر اور آگاہ ہو کہ حمزہ میری خوف سے ظلمات کی طرف بھاگ گیا جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے میری بیعت کر لی آج میں صاحبقران زمانہ ہوں داراب نے جواب دیا کہ اے ایرج صاحبقران ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے خوف سے بھاگ جاتے وہ تو لقا کے تعاقب میں جانب ظلمات گئے ہیں اور اگر صاحبقرانی تمہاری لندھور کے بیعت کرنے سے مستحکم ہوئی ہے تو دوسرے جانشین ملک اژدر نے میری بیعت اختیار کی ہے میں بھی صاحبقران ہونے کا دعوے کروں تو کچھ ہرج ہو جائیگا اور خیر اس گفتگو سے تو کچھ حاصل نہیں ہے دین آفتاب پرستی تو میں جب قبول کروں کہ جب تم مجھ پر غالب آؤ اگر دعوے صاحبقرانی کا رکھتے ہو تو اسکے شایان یہ امر ہے کہ مجھکو چھوڑ دو اور سر میدان میرا مقابلہ کرو اگر مجھ پر غالب آجاؤ گے تو پھر جو کہو گے قبول کرونگا ایرج نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جو تم کہتے ہو ویسا ہی ہوگا قلعہ فرنگوشیہ کے معاملہ سے ہمکو فراغ ہو لے تو تمہیں چھوڑ دینگے اور شاپور سے کہا کہ شاپور لے جاؤ داراب کو اور بہ آرام تمام رکھو خبردار کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے شاپور اسیوقت داراب کو زندان خانہ میں لے گیا اور یہاں ایرج نے صحبت جشن برپا کی ناچ ہونے لگا جام مئے ارغوانی گردش میں آیا قضائے کار اتفاق روزگار حضرت غلام شپول بھی استخبار لشکر ایرج میں آیا ہوا تھا یہ حال دیکھا اسد کے پاس گیا اور تمام حال اسد سے بیان کیا اسد نے کہا کہ اگر آفتاب پرست نے اس عادی کے آنے کا جشن کیا ہے تو چلو آؤ ہم تم جا کر اسے گرفتار کر لائیں قیماس خان نے جو ظرماسپ کا نام سنا کانپ گیا اور کہا کہ اے اسد دلاور جانے بھی دو لشکر ایرج کا بادشاہ جس کے پاس موجود ہے تو پھر اس عادی کا گرفتار کرنا بے سود ہے اسد نے کہا اب تو ہمارے منہ سے نکل گیا یہ ممکن نہیں کہ ہم کسی کام کو نہ کریں اور اب اس عادی کو نہ گرفتار کریں القصہ دن تو یونہیں گذر گیا جب شب ہوئی تو اسد نے لباس عیاری زیب بدن کر کے اور بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کر کے صورت عیاروں کی بنا کر سپر تلوار بغل میں لیکر قلعہ کی کھڑکی کو کھول کے خندق کو سر کر لشکر ایرج کا رخ کیا جب متصل بارگاہ پہونچا تو دیکھا کہ تمام ہندی دروازۂ بارگاہ پر پھر رہے ہیں طوفان بن سماک کے لوگ بھی لشکر کا تماشا دیکھ رہے ہیں کسی نے اسد سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو تا اینکہ اسد دروازۂ بارگاہ پر پہونچ گیا اور بلا خوف و خطر داخل بارگاہ ہوا ایرج کو کمال شان و شوکت سے بجاے صاحبقران پایا اور ظرماسپ کو برابر بیٹھے ہوئے دیکھا بس نہایت غضبناک ہوا قبضہ پر ہاتھ ڈال کر چاہا کہ ایرج کو مارے سر ظرماسپ نے جو دیکھا ...

اسد کا دریافت کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ از برای خدا جانے دیجیے دور کیجیے اسد نے کہا کہ ای ضرغام تم کچھ خیال
ہو کہ یہ آفتاب پرست نانا جان کی جگہ پر بیٹھا ہے ضرغام نے عرض کیا کہ یہ خطا لندھور کی ہے ایرج اس امر مین بالکل بے خطا
ہے اور ای شہریار جب صاحبقران ظلمات سے واپس آئینگے پھر یہ بارگاہ صاحبقران کے قبضہ مین ہو جائیگی آپ اس امر کا رنج
و ملال نہ کیجیے چلیے ادھر طرف کی سیر کیجیے طرماسپ کی خوابگاہ دریافت کیجیے غرض اسد وہان سے مونچھون پر تاؤ دیتا
ہوا وہان آیا جہان طرماسپ کا خیمہ تھا گرد خیمہ کے پھرنے لگا مقام گھات کا تلاش کرنے لگا کوئی ڈیڑھ پہر رات گئے طرماسپ
مع طوفان بن سماک اور ارقم اپنے خیمہ مین آیا تھوڑی دیر کے بعد طوفان و ارقم تو چلے گئے طرماسپ نے کھانا کھایا
دو چار جام شراب کے پی کر سو رہا نگہبان و پاسبان اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے طلایہ پھرنے لگا اسد نے ضرغام سے کہا کہ ای
ضرغام چلو طرماسپ کو لے آؤ ضرغام نے کہا کہ آپ یہین ٹھہریے مین ابھی اسے لیے آتا ہون یہ کہکر رنگ و روغن
عیاری کا نکال کر ارقم بن ازرق کی قطع بنکر اور ادھر ادھر کے خیمون مین سے چھپتا چھپاتا ہوا خیمہ طرماسپ کے پاس
پہونچا لوگون نے کہا کہ تو کون ضرغام نے کہا کہ ارقم بن ازرق ہون مالک نے مجھے طرماسپ کی نگہبانی کو بھیجا ہے کس واسطے
کہ قلعہ قریب ہے اور دربان بلا ہے دربان آفت جہان ہے سنا ہے کہ وہ دست بردی کرتا ہے ان دربانون نے کہا کہ آپ نے آپ تو
باعث تکلیف ہوئے پھر ضرغام بیٹھ گیا دربانون نے شراب کا جام حاضر کیا ضرغام نے کہا کہ یارو تمہین پیو ہم تو پی چلے ہیں
دربانون نے کہا کہ یہان تو سب ہو گئے ہین آپ بھی پیجیے ضرغام نے ایک پیالہ اس مین سے پی لیا اور سب کو
مغشوش ہوا اور سب بیہوشی کر کے کہنے لگا کہ ایک ذرا مین اندر بھی ہو آؤن شاید طرماسپ نے ابھی آرام نہ کیا ہو تو سلام بھی
کر آؤن سب نے کہا کہ بسم اللہ آپ کو کون روکتا ہے جائیے ہو آئیے یہ سنکر ضرغام خیمہ کے اندر آیا دیکھا کہ خاص بردار پہرے
کی خدمتگار پلنگ کے پاس بیٹھا ہوا ہے مگر اونگھ رہا ہے ضرغام کے پاؤن کی چاپ سنکر آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ارقم چلا آتا ہے
پوچھا کہ حضرت جی تم اس وقت کہان آئے ہو ضرغام نے کہا کہ فقط پاسبانی کے واسطے اس نے کہا کہ آئیے بیٹھیے ضرغام
بیٹھ گیا اور کچھ حلوا الکھ مین سے نکال کر دیا اور کچھ بتی نکال کر خاص بردارون کو دی وہ دونون کھاتے ہی بیہوش ہوئے
پس ان دونون کے بیہوش ہوتے ہی سناٹا پاکر تمام روشنی گل کر دی اور ہاتھ کو چرب کر کے بعد عیاری کا ہاتھ مین پہنکر
برابر طرماسپ کے آیا اور کانٹے سے دوشالہ اٹھا کر دارو بیہوشی نکال کر نفیر عیاری ناک سے ملا دیا چاہیے کہ طرماسپ
اوپر کا دم لیا ضرغام نے زور سے پھونک مارا کہ بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی طرماسپ کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی ضرغام پلنگ
نیچے چھپ رہا طرماسپ نے ادھر ادھر دیکھا جب کسی کو نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھ دیا اور بیہوش ہو گیا پھر ضرغام نے حلقہ
کمند سے جکڑ کر پشتارہ باندھ کر چادر عیاری مین لپیٹ کر پیٹھ پر رکھا اور خیمہ کے باہر آیا یہان ان سب کے سب بیہوش ہو گئے
تھے انکو دو چار لاتین مار کر اسد کے پاس آیا کہا کہ طرماسپ حاضر ہے لیجیے پس اسد خوش خوش طرماسپ کو لیے ہوئے راستہ سے
داخل قلعہ ہوا اور اسی وقت آہنگرون کو بلوا کر اسیر غل و زنجیر کیا اور صبح کو فیل بند دروازے پر لاکر چونچہ بند کروا کر حکم
دیا کہ مارو اس حرامزادے کو یہ حکم سنتے ہی لکدکوب شروع ہوئی اور وہان ایرج جو آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تمام
دنگل نشینان بارگاہ آکر جمع ہوئے مگر طرماسپ اور طوفان کے نہ آنے سے سخت متحیر ہوا لندھور سے کہا کہ ای دارا ہم
معلوم نہین کہ آج طرماسپ کیون نہین آیا لندھور نے کہا کہ خبر منگوانا چاہیے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ طوفان
بن سماک روتا ہوا آیا اور بیان کیا کہ آج شب کو طرماسپ اپنے خیمہ سے غائب ہو گیا ایرج نے یہ سنکر شاپور سے کہا کہ شاپور
جا کر دیکھو تو یہ جو آتا ہے تو دیکھا کہ یہ سب ضرغام کا بنا ہوا ہے دریافت حال کیا لوگون نے بیان کیا کہ اور تو کوئی نہین آیا
ہان ارقم بن ازرق آیا تھا شاپور نے کہا کہ وہ ارقم نہ تھا بلکہ ضرغام ارقم کی قطع بن کر آیا تھا وہی چرا لے گیا القصہ

وہاں سے آکر کل کیفیت اسد سے بیان کی ایرج نے یہ سنکر زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ ہائے اس دیوانے نے دیوانہ پن
ہم میں نہیں آتا کہ کیا کروں کیا نہ کروں کہ اسی اثنا میں ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ اے شہریار اسد نے ظرماسپ کو
قلعہ بند دروازے پر چوسنجہ بند ہوا دیا ہے اور خوب زدوکوب کروا رہا ہے لیکن یہ سنتے ہی ایرج بیقرار ہو کر سامنے قلعہ کے
آیا اور کہا اے اسد دلاور ظرماسپ پر رحم کھاؤ اسے ایذا نہ دو اسد نے پکار کر کہا کہ او تاجر زادے تو تو ظرماسپ کا اسقدر
حیتی کرے اور ہمیں کہانا کسی نے بھیجے آخر ہم کہاں تک ساکت رہتے ہیں بھی تیرے باپ کو قتل کر دیا ایرج پکارا کہ اے اسد
مجھسے خطا ہوئی آپ ظرماسپ کو نہ ماریے میں بھی آپ کے واسطے کھانا بھیجتا ہوں اسد نے اپنے لوگوں کو منع کیا کہ بس یہ
زدوکوب موقوف کردو اور ظرماسپ کو کھول دو یہ سنکر ظرماسپ نے آواز دی کہ اے بندہ آفتاب پرستان آپ … کا نہایت
افسوس ہے مجھسا ایک غلام آپ کے پاس نہ ہو … آپ شوق سے قلعہ لیجیے یہ سنکر … نے ایک لات ماری اور کہا کہ او
حرامزادے کیوں بیفائدہ خواہ مخواہ غل مچاتا ہے لیکن ظرماسپ پر لات پڑنا تھا کہ ظرماسپ غصے کے مارے آگ ہو گیا زنجیر کو
پکڑ کر ایک جھٹکا جو مارتا ہے تو سارا زنجیر کا … ہاتھ … گیا لیکن پانو … قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا
غل و شور برپا ہو گیا کہ ظرماسپ نے قید کو توڑ ڈالا لیکن یہ شور … ظرماسپ کے قریب آیا اور ایک تلوار ظرماسپ پر ماری
ظرماسپ نے تلوار کو … دی کہ … پڑی لیکن قبضہ پر ہاتھ ڈال … تلوار چھین لی اور وہی تیغ ابدار … پر ماری کہ
… دو ٹکڑے ہو گیا پھر تو جو ظرماسپ کے سامنے آیا وہ ہلاک ہوا یا زخمی ہوا ایرج نے جو یہ تماشا دیکھا گھوڑا اٹھا کر تیغ
آفتاب پرستان قلعہ پر آیا اب یہاں کو لوہار کے … ہوش ہی نہیں ظرماسپ سے جنگ ہو رہی ہے … کا خیال نہیں ایرج
خندق پھاند کر خندق کے پار آیا اور گرز سے دروازہ قلعہ کا توڑ کر قلعہ کے اندر گھسا تلوار ہاتھ میں لیکر مقابلہ کرنا شروع
کیا اسد نے جو یہ تماشا دیکھا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا … اور … ساتھ والے مفت میں مارے جائینگے
پکار کر … سے کہا کہ یارو قلعہ سے نکل چلو اور اپنی جانیں نہ دو لڑائی بالکل بگڑ گئی میں تو جاتا ہوں اور تمہیں …
آیندہ تمہیں اختیار ہے اگر میرے ساتھ چلو گے تو … نہ پہونچیگی مگر یہ کب سنتے تھے … میدان … لڑتے …
اسطرح تلواریں مارنا شروع کیں کہ آفتاب پرستوں کے سر … لاشوں پر لاشیں گرا دیں خون کا دریا بہا دیا اسد اپنے
قزاقوں سمیت دروازہ ہفت … نکل کر چلا گیا مگر ترک وفادار … لڑ رہے ہیں کوئی آفتاب پرست … کے
سامنے نہیں ٹھہرتا لیکن ظرماسپ اور ایرج کے ہاتھ سے بہت سے ترک وفادار قتل ہوئے تا اینکہ تمغاج خان …
اور ایرج سے مقابلہ ہوا تمغاج نے جو تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر دو انگل سر میں در آئی مگر ایرج نے جواب دیا
تو تمغاج خان کے سر میں تا دوابرو آ ترکی پھر تو تمغاج خان نے وار کیا تو ایرج کا شانہ نشانہ ہوا پھر جو ایرج نے
جواب دیا تو دہنا ہاتھ تمغاج خان کا قلم ہو گیا تمغاج خان نے بائیں ہاتھ میں خنجر لیکر ایرج پر مارا ایرج نے جو تلوار
لگائی تو بایاں ہاتھ بھی تمغاج خان کا کٹ گیا اور تمغاج خان ایرج پر گر پڑا اور دانتوں سے کاٹنا شروع کیا ایرج
نے تلوار کا قبضہ تمغاج کے سر پر مارا کہ سر اس کا پھٹ گیا اور وہ ہلاک ہو گیا ادھر قیماس خان ظرماسپ سے لڑ کر
خود بھی زخمی ہوا اور اسے بھی زخمی کیا … ترکوں نے … دونوں افسروں کا یہ حال ہوا تو ناچار لاشیں انکی اٹھا کر
مردانہ وار لڑتے بھڑتے اپنا مال اسباب لیتے ہوئے شہر سے نکل گئے آفتاب پرستوں نے ان کا تعاقب نہ کیا اسد
دامنہ کوہ پر موجود ہی تھا ان لوگوں کو … آکر … کو اپنی فرودگاہ پر لے گیا اور لاش
تمغاج کی خوب رو یا … درست کروایا زخموں کے ٹانکے لگوائے بعد اسکے ایک عرضی شاہزادہ قباد الدہر کی خدمت
عالیات میں مضمون لکھکر روانہ کی کہ … صاحب یہاں اس … نے خروج کیا ہے اور … تسخیر … ہو کر

اسکے ساتھ ختم ہو گیا ہے بسبب اسکی کہ سے ہی بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی سب اسکے حوالے کردیا ہے تمام ملک تاجانگا
اسکے ہاتھوں تباہ و برباد کر رہا ہے چنانچہ اس آفتاب پرست نے ترکون کا قتل و قمع کرکے شہر فرنگوشیہ انسے چھین لیا
لکھن بن لکھنات زنگی بھی مارا گیا اب ارادہ ایرج کا یہ ہے کہ یہان سے کوچ کرکے قلعۂ ذوالامان پر جا پہنچے اور ناموس
صاحبقرانی مین رخنہ انداز ہوا آپکو لائق و لازم یہ ہے کہ عرضی ہذا کے دیکھتے ہی باختر مین تشریف لائیے ورنہ ناموس
صاحبقرانی مین رخنہ اندازی کا خوف کیسا بلکہ یقین ہے ہرچند کہ مین ہر طرح جان دینے پر مستعد ہون جو کچھ ہو سکیگا
قصور و کوتاہی نہ کرونگا مگر بغیر آپ کے کام نہ چلیگا یہ عرضی روانہ کرکے اسد تو شہر اخشم کو روانہ ہوا اور ترک خاوری
تمغاج کا تابوت لیکر سپاہ پیش ہوکے خدمت صاحبقران مین روانہ ہوئے اور یہان جب ایرج شہر فرنگوشیہ کو اپنے
قبضہ مین کر چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کو زندان سے بلوا کر حمام کروایا لباس فاخرہ پہنا کر تخت پر بٹھایا طرماس کے
علاج مین مصروف ہوا جو آفتاب پرست مارے گئے تھے انکی لاشون کو جلوا دیا لندھور نے ترکون اور خاوریون کی لاشون
کو دفن و کفن کروایا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ دیکھا تمنے ان لوگون نے میرا کہنا نہ مانا آخر اپنی جانین دیدین اب زمانہ
بجز اسکے کیا کہیگا کہ لندھور موجود رہا اور اہل اسلام قتل ہوا کیے اور حالانکہ مین حالت مجبوری مین تھا اپنے آقا کے حکم کا
تابع تھا کیا کر سکتا تھا ساتھ والون نے کہا کہ بہت درست ہے بہت بجا ہے جیسا کیا ویسا پایا ان سب کا خون انھین کی
گردن پر ہے الغرض لندھور تو اس رنج مین رہا اور ایرج نے تین دن تک جشن کرکے فرخ تاجر کو شہر فرنگوشیہ کا حاکم
کرکے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو ہم ملکگیری کو جائینگے اسیوقت سامان سفر درست ہوا اور لشکر شہر سے باہر نکلا

چند کلمہ حال پر اختلال مالک اژدر اور کشور شاہ لشکر داراب کے بیان مین

کہ مالک اژدر اور کشور شاہ کا ہمنون کی خبر دینے پر شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہوئے کوچ بکوچ اور منزل بمنزل جب حوالی فرنگوشیہ پہنچ گئے ہرکارونکو
خبر کے واسطے روانہ کیا جب لگ کر جاسوس گئے اور دوسرے دن آکر خبر دی کہ ایرج نے شہر فرنگوشیہ کو لے لیا ترک اور
خاوری لڑ بھڑ کر شہر سے نکل گئے تمغاج خان مارا گیا مالک نے پوچھا کہ ارے شاہزادہ اسد بن کرب غازی کی کچھ خبر
معلوم ہوئی عرض کیا کہ وہ پہلے ہی نکل گئے تھے بھلا وہ کسیکے ہاتھ لگتے ہین مگر یہ پر شہر ترکون اور خاوریون کی تلوار کی
دھاک بھی بندھی ہوئی ہے کتنی لاکھ آفتاب پرستون کو قتل کر ڈالا مالک نے کہا کہ بیشک وہ سب ایسے ہی دلاور و جانباز
ہین وہ سب اسکے سب شاہزادہ قاسم کے رفیق اور عزیز ہین ان لوگون کا نام لیکر تلوار بازی کرنا چاہیے اور ہائے اگر شاہزادہ
خاور سپاہ زندہ ہوتے تو کاہیکو یہ لوگ یون تباہ و برباد ہوتے اور خوب قاسم کو یاد کرکے رویا کشور شاہ نے
کلمات تسکین اور صبر کہکر ہرکارون سے پوچھا کہ بھلا خیر یہ تو سب باتین معلوم ہوئین داراب کی بھی کچھ خبر لائے کہ وہ
کہان ہے ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور یہان معلوم ہوا کہ ارقم بن ازرق طوفان بن سماک اژدر گیر کا عیار نکل گیا تھا
اسے پکڑ لیگیا اور طرماس کے حوالہ کردیا وہ ایرج کے پاس لے گیا ایرج نے بعد فتح فرنگوشیہ یہان سے کوچ
کیا داراب اسی کے لشکر مین قید ہے یہ سنکر کشور شاہ نے فتاح کشوری عیار داراب سے کہا کہ اے فتاح اپنے
آقا کا حال تمنے سنا اب معنے و فسشاری کے یہ ہین کہ اپنے آقا کو جا کر چھڑا لاؤ فتاح نے کہا کہ آپ اطمینان رہیے مین
گیا اور لایا یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اسباب عیاری درست کرکے لشکر ایرج کا رخ کیا جلد جلد پاے شاطری مارتا
ہوا چلا جاتا تھا کہ دوسرے ہی دن قریب لشکر ایرج کے پہونچ گیا رنگ و روغن عیاری اپنے چہرے پر ملکر صورت اپنی
فقیر آزاد کی بنا کر چار ابرو کا صفایا کرکے الف آزادی کا ناک پر کھینچا چھڑی رومال ہاتھ مین لیکر داخل لشکر ہوا
کوڑی کوڑی مانگتا ہوا چلا جاتا تھا دیکھا کہ لشکر ایرج کا لا انتہا بے حد و بے پایان ہے لندھور بھی ایکطرف کھڑا ہوا ہے

برسی گہا کبھی ہو جیا ہین کہنے لگا کہ ای فتاح حقیقتاً ایرج بڑا صاحب جلال ہو صاحبقران جہان اقبال ہو غرض سیر کرتا ہوا
دروازۂ بارگاہ پہ پہونچا وہان اور زیادہ شان و شوکت نظر آئی ملک گیری کے منصوبے دکھائی دیئے غرض وہان سے پہر کر
زندان خانہ داراب کا تلاش کرکے ایک نالے مین بیٹھ رہا اور چپکے چپکے نقب کنی شروع کی پہر رات رہے دوسرا سرا نقب کا
زندان خانہ مین نکالا دیکھا کہ داراب بیخبر سو رہا ہی جگانا نامناسب جان کر نہ جگایا اور بیہوش کرکے چادر عیاری مین
پشتارہ باندھ کر براہ نقب صحیح و سالم لیے ہوے چلا گیا اور جار قریب صبح دوسرے دن لشکر مالک مین پہونچ گیا اور پشتارہ
سامنے رکھدیا اور کہا کہ میرا مالک کے آقا داراب حاضر ہو کشور شاہ نے کہا کہ ای فتاح بیشک تونے کار نمایان کیا تیرے سوا
اور کسی کا یہ کام نہ تھا اب اس پشتارے کو کھول فتاح نے پشتارہ کھولا اور رفع بیہوشی دے کر بیہوشی بر طرف کی داراب
ہوش مین آیا دیکھا کہ کشور شاہ اور مالک اژدر مع تمام سرداران لشکر بیٹھے ہوے ہین حیران ہو کر عالم خواب تصور کرکے
آنکھین بند کرلین مالک نے پکار کر کہا کہ ای داراب ہوشیار ہو یہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی کچھ مقام تحیر نہین ہی
تمہارا عیار فتاح کشوری تمکو چھڑا لایا ہی یہ سنکر داراب شادان و فرحان ہو کر اٹھا کشور شاہ اور مالک اژدر سے
صاحب سلامت کی اور فتاح کو گلے سے لگا کر خلعت گران بہا منگوا کر دیا بعد اسکے حمام کرکے کھانا نوش فرمایا اور آرام کیا
سہ پہر کو بارگاہ مین آکر بیٹھا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی داراب نے مالک سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای سپہ سالار لشکر صاحبقران
ای رفیق خاص امیر گیتی ستان شہر فرنگوشیر کا معاملہ سنا کہ ترک مارے گئے اسد چلا گیا اور ایرج وہ ایرج ہی
نہین رہا اوسنے کچھ رتبہ اور مرتبہ حاصل کیا ہی لشکر بیشمار جمع کیا ہی مال و خزانہ لا انتہا خداوند آب حیات نے عنایت کیا
تمام اسباب صاحبقرانی ایرج کے پاس موجود ہی آج کل نہایت نمود ہی اب ہم کیا کرین جیسی تمہاری صلاح ہو ویسا
کرین مالک نے ایک گھڑی بھر تک تامل کیا بعد اسکے کہا کہ ای داراب ایرج رئیسان بالاباختر سے خراج لیتا ہی تم بھی
باجداران کوچک باختر خراج لو اور ان سب کو اپنا مطیع کرو تمہاری شان و شوکت بھی قریب قریب ایرج کے ہو جاویگی
اس گفتگو سے داراب بہت خوش ہوا اور دل مین سمجھا کہ واقعی مالک میرا ترقی خواہ ہی کہا کہ ای مالک اژدر واقعی خوب صلاح
تمنے دی ابھی تو پہلے ملک سنجان کو چلیے یہ کہکر دو ہی تین دن مین سامان درست کرکے ملک سنجان کو روانہ ہوا اور لشکر
ایرج مین صبح کو ایک غلغلہ بلند ہوا کہ داراب کو کوئی چرا لے گیا جب ایرج کو یہ خبر پہونچی کہ داراب زندان خانہ سے
غائب ہو گیا مہر نقب کا لگا ہوا ہی پہر ایرج نے شاپور کو بلا کر کہا کہ ای شاپور مین نے داراب کو تیرے حوالہ کیا تھا وہ
تو ایسا غافل ہو گیا کہ کوئی شخص نقب لگا کر اسے چرا لے گیا اور تجھے خبر نہ ہوئی جا جا کر دریافت کر کہ یہ کام کس بدانجام کا
تھا یہ سنکر شاپور زندان خانہ مین گیا پتہ فتاح کا پہچان کر ایرج کے پاس آیا اور کل حال بیان کیا یہ سنکر ایرج نے
بہت تاسف کیا اور کہا کہ افسوس اگر مین خود ہی اسکی درخواست کے موافق اسکو چھوڑ دیتا تو میرا کتنا بڑا احسان ہوتا
شاپور نے کہا کہ اگر آپ حکم دین تو مین پہر فتاح کو جا کر گرفتار کر لاؤن آپ اسے اپکی مرتبہ چھوڑ دیجئے گا ایرج نے
کہا کہ نہین اب کچھ حاجت نہین ہی اور دو روز کے بعد حکم دیا کہ کوچ کی تیاری کرو لنہور نے کہا کہ ای ایرج نوجوان
اب تم تکلیف سفر گوارا نہ کرو آخر اب کیا ضرورت ہی اگر یہ غرض ہی کہ ملک گیری کیجیے اور سب سے خراج لیجیے باجداران
باختر کو اپنا مطیع کیجیے تو تمہارے سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی صاحبقران کی جانب سے کل ملک با شمشیر قبضہ مین
ہی صاحبقران مجھے مالک کر گئے ہین مین خراج ہر ملک کا تمکو منگوا دونگا تم کہان نہ جاؤ ایرج نے جواب دیا کہ
ای دارا سے سمندر رستم زمان مجھے ملک و مال سے کچھ غرض نہین ہی بلکہ مطلب میرا اور ہی کچھ ہی بعد چند روز کے ظاہر
ہو جائیگا لنہور نے کہا کچھ تو کہیے کہ مین آپکا خیرخواہ ہون بدخواہ نہین ہون تجھ کو تجھسے بیان کیجیے شاید مین

کوئی تدبیر کرسکون ایرج نے کہا کہ نہین اسے آپ نہ پوچھیے جب لندھور بہت مصر ہوا تو اسوقت ایرج نے کہا
کہ ای لندھور بن سعدان مین اپنی معشوقہ کی جستجو مین جاتا ہون ای لندھور اول تو لقاے خداوند با خبر مجھکو اپنی دختر
بخش گیا ہی دوسرے مین خواب مین دیکھکر اسپر عاشق ہوا ہون اگر تم چاہتے ہو اور تمھاری یہ خواہش ہی کہ مین یہان سے
جنبش نہ کرون تو ملکہ گیتی افروز کو مجھے منگوا دو اور نہین تو جسطرح مجھے معشوق میرا ملیگا اسطرح لونگا ہرچہ باداباد
بغیر وصل یار کمال مضطر و بیقرار ہون اور یہی سودا ہی کہ کسیطرح جاکر اپنی محبوبہ کو لون لبپران کلمات سے لندھور کی
یہ حالت ہوئی کہ سید وارکا پہنچنے لگا قریب تھا کہ کوئی کلمہ سخت ایرج کو کہے مگر از بسکہ مرد جہان دیدہ تھا چپ ہو رہا
اور اپنے دل مین کہا کہ ابھی بگاڑنے سے کیا فائدہ ہی وقت پر سمجھ لیا جائیگا لیکن پھر بھی اتنا منھ سے نکل گیا کہ ای ایرج
یہ کھیلن بڑی جدائی ہی اس امر مین بہت کچھ کشت و خون ہوگا اور مین تو ایسا ہی تمھارا دوست ہون کہ سنکے چپ ہو رہا
اور دم نمارا لیکن یہ خیال بہت محال ہی اس سے درگذر و آئندہ تمھین اپنے فعل کا اختیار ہی یہ کہکر بارگاہ ایرج سے
اٹھکر اپنے خیمہ مین چلا آیا رفقا نے کہا کہ شہریار کیا ارادہ ہی لندھور نے کہا کہ یارو ابھی تو مین کچھ خفا نہین ہوا ہی
آفتاب پرست جو واہیات بکتا ہی بکا کرے جسوقت دیکھون کہ یہ آفتاب پرست قلعہ فروالامان پر پہنچ گیا اور کوئی
رخنہ اندازی کیا چاہتا ہی اور کوئی روکنے والا نہین ہی تو پھر اسوقت جان دینے پر مستعد ہو جاونگا ابھی بگاڑنا
مناسب نہین ہی ہرگز ہرگز ممکن نہین ہی کہ میرے جیتے جی ناموس صاحبقرانی مین کوئی شخص رخنہ انداز ہو اگر تم سب میرے
ساتھ ہو تو ساتھ رہو ہر ایک نے کہا کہ آپ کی بیعت سے تو ہم کیا کنارہ کشی کرینگے مگر اتنا جانتے ہین کہ اپنی سرکار کی حرمت
ہندوستان کی خاک مین ملا دی اب تو کچھ اسد ہی کا کلام سچ معلوم ہوتا ہی یہ سنکر لندھور نے کہا کہ یارو تم جو کچھ کہتے ہو
بجا کہو مگر مین اپنے آقا کے حکم سے سرتابی نہ کرونگا کہ میرے آقا نے مجھے اسکی حفاظت کا حکم دیا ہی حتی الامکان تو اس سے
نہ بگاڑونگا اور جب ایسا ہی پانی سر سے اونچا ہو جائیگا تو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر ہر ایک نے کہا کہ ای دارا سے ہند اچھا
آپ نہ بولیے مگر ہمکو تو اجازت دیدیجیے کہ ہم اس سے سمجھ لین لندھور ہر ایک کو مانع ہوا اور ہر ایک سے کہا کہ صاحبو
ابھی توقف کرو جلدی نہ کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہی غرض ادھر تو ہر ایک پیچ و تاب کھاکر ساکت ہو رہا اور ادھر ایرج نوجوان
نے ملک سمائل کی طرف کوچ کا قصد کیا فوج سب تیار ہوئی لندھور بھی مع رفقا اسکے ہمراہ ہوا جاتے جاتے لشکر
ایرج کا ایک سہ راہے پر پہونچا عرض ہوئی کہ ای شہریار یہان سے چار راہین ہین جسطرف حکم ہو اسطرف چلین ایرج
نے دریافت کیا تو انہون نے عرض کیا کہ خداوند ایک راہ تو شہر اختم کو گئی ہی دوسری راہ شہر فیروز آباد کو گئی ہی تیسری راہ
جزیرہ نارون کو گئی ہی چوتھی بیستہ حصار کو گئی ہی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ سب لشکر یہین قیام کرے اور ان سب مقامات
تاجدارون کو نامے لکھے جائین کہ یہ سب آکر حاضر ہون اور جو خراج حمزہ صاحبقران کو دیتے تھے وہ مجھے آکر دین
اور میری بیعت کرین کسواسطے کہ حمزہ صاحبقران جسکو اپنی طرف سے حاکم کر گئے تھے یعنی دارا سے ہندوستان زمان لندھور
بن سعدان اس نے میری بیعت کرلی ہی اگر تم سب میری اطاعت نہ کروگے تو جو حال مین نے ترکون کا کیا ہی اس سے
بدتر تمھارا حال کرونگا فوراً حسب الحکم منشیون نے نامے تحریر کرکے روانہ کیے ادھر تو ایرج نے اپنی جانب سے
یہ نامے لکھے اور ادھر لندھور نے اپنی طرف سے لکھوا بھیجا کہ حمزہ صاحبقران اپنی طرف سے مجھکو حاکم کر گئے ہین اب
مین تمھارا حاکم و مالک ہون تمکو تاکیداً لکھتا ہون کہ تم سب کے سب اگر ایرج سے بیعت کرو اور خراج اسکی
خدمت مین گذرانو جسوقت کہ صاحبقران آوینگے اور تم سے بازپرس کرینگے تو تم سب میرا نوشتہ پیش کر دینا چنانچہ
تسلیم زنگی ایرج کا نامہ لیکر چلا اور الیاس ہندی لندھور کا نامہ لیکر چلا اب حال شہر اختم کا سنیے کہ جسوقت

اسد بن کرب غازی شہر اختم میں پہونچا تو جمشید اور خورشید اختمی استقبال کرکے اپنے ساتھ لائے ایوان بادشاہی
میں لاکر بٹھایا صحبت عیش و عشرت کی آراستہ کی حال حمزہ صاحبقران کا دریافت کیا اسد نے کہا کہ مجھے مطلق علم نہیں
کہ نانا جان کہاں پہونچے انھوں نے عرض کیا کہ ہمنے سنا ہی کہ ایرج نے خروج کیا ہی اسد نے کہا کہ بھائی وہ کیا اور اسکا
خروج کیا یہ سارا کردار اُس ہندی نے کیا ہی بارگاہ سلیمانی اسنے مجھے کر آسمان پر چڑھا دیا ہی اور مرتبہ صاحبقرانی کو
پہونچا دیا ہی اور اسے اس ہندی کے سامنے ایرج ترکون کو قتل کرے اور یہ تماشا دیکھا کرے ای جمشید اور خورشید
میں مجبور ہوں کہ فلک نے مجھکو زیردست کر دیا کہ میں کسیطرح اُس پاجی سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا ہاے افسوس
اسوقت بھائی صاحب یعنے نور الدہر بن بدیع الزمان موجود نہیں ہیں کہ اسے سزاے معقول اور تنبیہ قرار واقعی
دیتا یقین ہی کہ اب تمھارے پاس بھی اُس آفتاب پرست کا نامہ و پیام آتا ہوگا جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ خیر
آنے دیجیے سمجھ لیا جائیگا اسد نے کہا کہ بھائی مجبوری ہی اسوقت ہم تم بغیر سردار ہیں عزت و آبرو کی حفاظت لازمی
ہی جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ نامور یہ آپ کیا فرماتے ہیں ہمکو آپ کے ارشاد سے سرتابی نہیں ہی
جو حکم دیجیے گا قبول کرینگے مگر ایرج کی بیعت قبول نہ ہوگی اسد نے کہا کہ صاحبو کاہیکو جہالت کرتے ہو اور اپنی
جانیں واسطے ہو بالفعل بیعت کرلو بعد چند روز کے جب حمزہ صاحبقران آئینگے اُسوقت سمجھ لینا پھر ان دونوں نے
وہی کلمہ کہا کہ ای شہریار ہمیں جان دینا قبول مگر یہ امر قبول نہیں ہی اسد نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہی تو میں ہر حال میں
تمھارا شریک ہوں القصہ اسد بعد دو ایک روز کے صید و شکار کو چلا گیا اور ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ ایلچی ایرج
کا آتا ہی جمشید نے کہا کہ آنے دو دیکھیں کیا پیغام لاتا ہی جب ایلچی سامنے آیا سلام کیا جمشید و خورشید نے کرسی بیٹھنے
کو دی صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش میں آیا جب نشہ بادۂ ناب سے دماغ ایلچی کا گرم ہوا تو اُس نے کہا کہ منم
نامہ دار ایرج نوجوان زبدۂ آفتاب پرستان جمشید نے کہا کہ نامہ لاؤ نیلم نے نامہ سربمہر کھول کر دیا دبیر نے نامہ
پڑھا جمشید و خورشید مضمون نامہ سے آگاہ ہوے نامہ دبیر سے لیکر پھاڑ ڈالا اور کہا کہ جا جا کر اُس بزرگ سے
کہدینا کہ تو لندھور کی حمایت پر پھولا ہی ہم کبھی تیری بیعت نہ کرینگے تو ہی کیا چیز ہی اب اس اثنا میں لندھور کا ایلچی بھی
پہونچ گیا اُس سے بھی نامہ لیکر پڑھوایا اور کہا کہ تو بھی لندھور سے کہدینا کہ تو اس پیرانہ سالی میں ایرج پر عاشق
ہوکے دیوانہ ہوگیا ہی تونے دیدہ و دانستہ تمام ترکون کو قتل کروا ڈالا ہم ہرگز ہرگز تیرے قول و فعل پر اعتماد نہیں
کرسکتے لندھور کا ایلچی تو خاموش ہو رہا مگر ایرج کے ایلچی نے کہا کہ ای شاہان اختم یہ تمنے کیا غضب کیا اور کیا
لایعقلانہ حرکت کی کہ صاحبقران زمانہ کے نامے کو پھاڑ کر پھینکدیا اپنے حق میں بہتر نہ کیا بس یہ کہنا تھا کہ جمشید و
خورشید نے کہا کہ لینا اس حرامزادے کو یہ سنکر نیلم زنگی چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے فوراً ہی لوگوں نے گرفتار کر لیا
اور جو ہمراہی اُسکے بارگاہ کے باہر تھے اُنکی مشکیں بھی باندھ لیں اسکے بعد حکم ہوا کہ مع نیلم زنگی ان سب کو جو سپاہی ہوں
زنانہ لباس پہناکر گدھوں پر سوار کرکے سوانگ بناکر شہر سے باہر نکال دو بموجب حکم ملازمان جمشید نے اُسی وقت
نیلم وغیرہ کی ڈاڑھی مونچھیں منڈوا کر زنانہ لباس پہنا کے تیل توے سے منھ سیاہ کرکے گدھوں پر بٹھا کے شہر سے
نکال دیا ایلچی روتا پیٹتا ہوا مع اپنے ہمراہیوں کے اُسوقت بارگاہ ایرج میں پہونچا کہ جب ایرج مع تمام اہل دربار
مصروف عیش و عشرت تھا اسکے جاتے ہی ایک غلغلہ ہوگیا کہ ارے یہ کلموہی عورتیں کہاں سے آئی ہیں مگر ایلچی نے ایرج
کے پاس جاکر تمام سرگذشت اپنی بیان کی ایرج یہ سنکر مارے غصے کے بیدوار کانپنے لگا اور پوچھا کہ کیا وہ دیوانہ بھی
وہاں موجود تھا اُسنے کہا کہ ہاں نہیں ایرج نے لندھور سے کہا کہ سنا آپ نے جو کچھ جمشید و خورشید اختمی نے میرے

ایلچی کے ساتھ سلوک کیا لندھور نے کہا کہ میرے نامے کا بھی ایسا ہی جواب واہیات آیا ہی اب آپ جسطرح چاہین
اُنکو تنبیہ کرین مجھے اُن سے سروکار نہین ہی ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ جو ایلچی شہر زریج آباد کو گیا تھا وہ بہت بھاری
خلعت پہنے ہوے عرضی اسفندیار خان زریج آبادی کی لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس شہریار نے آپ کے
نامے کی بہت کچھ عزت و تکریم کی اور میری دعوت بھی بہت عمدہ طریقے سے کی انعام و اکرام مناسب جیسا کہ ایلچیون کے
ساتھ کیا جاتا ہی وہ سب عمل مین لایا ایرج نے کہا کہ اچھا وہ عرضی لاؤ ایلچی نے عرضی حاضر کی دیکھا کہ اُس عرضی مین
بکمال ادب یہ مضمون تحریر ہی کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان مجھکو امیر با توقیر وصیت فرما گئے تھے کہ مین تم
جانتا ہون اور لندھور کو تم حاکم کرتا ہون جو وہ کہے اُسکے حکم سے سرتابی نہ کرنا سو مین ہر طرح حاضر ہون مجھے آپ کی
اطاعت ہر طرح منظور ہی غرض یہ مضمون سنکر نے الجملہ غیظ و غضب ایرج کا فرو ہوا ایک تھوڑی ہی دیر کے بعد جو ایلچی
بستہ حصار کو گیا تھا وہ بھی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مالک بستہ حصار کو بھی خراج گذاری مین کچھ عذر نہین ہی در دولت پر
آستانہ بوسی کو حاضر ہوگا یہ سنکر ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ یہ لوگ بہت ذی فہم معلوم ہوتے ہین کہ میری اطاعت
کرنے مین کچھ عذر نہ کیا ابھی یہی باتین ہو رہی تھین کہ وہ ایلچی جو جزیرۂ ناروں کو گیا تھا وہ بھی آموجود ہوا اور داماد لکھن
بن لکمناٹ کی عرضی حاضر کی ایرج نے جو اُسے پڑھوایا تو لکھا تھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان پروانۂ
حضور موفور السرور شرف اصدار پایا غلام نے اُسے آنکھون سے لگایا مضمون نامہ سے بطور کافی آگاہ ہوا
فدوی بہر طور تابع امر عالی ہی مگر التماس یہ ہی کہ تیس روز سے لکھن بن لکمناٹ زنگی مارا گیا ہی نہ کوئی میرا حاکم مانتا ہی
نہ مجھکو حاکم جانتا ہی غلام امیدوار ہی کہ حضور یہان تشریف لاکر جزیرۂ ناروں کا بند و بست فرمادین لیکن اس
مضمون سے آگاہ ہوکر لندھور سے خطاب کیا کہ ای لندھور مین ضرور جزیرۂ ناروں کو جاؤنگا لندھور نے کہا کہ
جیسا مزاج مبارک مین آئے تجویز کیا عذر ہی یہ سنکر ایرج نے سامان سفر درست ہوجانے کا حکم دیا اور طرماسب سے
کہا کہ ای طرماسب تم لشکر اپنے ساتھ لیکر شہر اختشم پر جاؤ اور شاہان اختشم کو سمجھاؤ اگر وہ مان جائین تو فہوالمراد ورنہ
بزور شمشیر دائرۂ اطاعت مین لاؤ لیکر اُسکے مالک بن ملک بیت شاہ اور لندھور کو بھی طرماسب کی بیعت کا حکم دیا
الحاصل لندھور اور ریالک اور طرماسب تو مع فوج و سپاہ جانب شہر اختشم روانہ ہوے اور ایرج بارہ ہزار
آفتاب پرست لیکر جانب جزیرۂ ناروں روانہ ہوا لیکن اب چند کلمے داستان جزیرۂ ناروں کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب
لکھن بن لکمناٹ زنگی طرماسب کے ہاتھ سے مارا گیا اور خبر اُسکے قتل کی جزیرۂ ناروں مین پہونچی تو لکھن کی دختر
حال اپنا تباہ کیا باپ کے ماتم مین سیاہ پوش ہوئی اپنے شوہر سے کہا کہ جسطرح ہو سکے میرے باپ کے خون کا عوض ایرج سے لے تو مین
تیری جان و دل ہونگی اور تیری بھی جان لونگی یہ سنکر اُسکے شوہر دط اقوس زنگی نے کہا کہ ایرج سے مین سرکش ہو
نہین سکتا الا یہ تیرا اصرار ہی تو مین نے چاہا تو عوض لیلونگا تم گھبراؤ نہین کہ اسی اثنا مین ایرج کا نامہ پہونچ گیا
بس اُسنے غنیمت جانکر بہت عزت و تکریم کی اور مضمون مسطورہ کی عرضی لکھکر روانہ کی اور اپنی زوجہ سے کہا کہ لو اب
وقت انتقام آپہونچا ہی اگر وہ آگیا اور میرے ہاتھ لگ گیا تو دیکھنا کیسا عوض لیتا ہون اور آشناز جو عمر کے وقت
تیار کئے گئے تھے اُنکو بلاکر کہا کہ یار و آقا تمہارا اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے مارا گیا مین نے اب اُسے بفریب بلوایا ہی
تمھین لازم ہی کہ جسوقت کشتی اُسکی وسط دریا مین پہونچے تو تم سب حسب معمول تیجے مار کر کشتی اُسکی غرق کر دینا اور
اُسے زندہ پکڑ لینا اُن سب نے عرض کیا کہ پیر و مرشد کشتی اُسکی دریا مین آنے تو سہی پہر دیکھین تو کیونکر بچ کر جاتا ہی
خداوند ہم تو پہر کوسے ہین تین تین دن تک دریا سے باہر نہین آتے اور خداوند پہر دو پہر کا غوطہ مارنا کیا بات ہی

طراقوس نے کہا کہ اچھا تم سمجھے تو اپنے درست کرو عرض کیا کہ خداوند اگر فولاد کے تختے ہوں تو دم بھر میں تیار کر دوں
اور لکڑی کا چھپنا کیا امر مشکل ہے القصہ بیان تو یہ تدبیر تھی ادھر امیر ایرج بعد قطع منازل اور طی مراحل چند ہی روز میں
قریب جزیرہ ناروں کے پہونچ گیا طراقوس خبر آمد سنکر استقبال کے واسطے آیا اثنائے راہ میں ایرج سے ملاقات
ہوئی بس جھپٹ کے طراقوس قدموں پر گر پڑا ایرج نے اسے سینہ سے لگایا تشفی و دلاسا دیا کہ تو گھبرا نہیں تجھی کو میں
یہاں کا بادشاہ معین کرونگا اور جو شخص عدول حکمی کریگا اسے سرجنگ معقول دونگا القصہ اس روز تو کنارہ دریا
خیمہ برپا ہوئے رات کو ایرج وہیں رہا صبح کو طراقوس زنگی نے عرض کی کہ حضور شہر میں تشریف لے چلیے ایرج آمادہ
ہوا اور لشکر دریا کے کنارے آباد تھا کہ دریا نہایت مواج اور متلاطم ہے کوسوں کا پاٹ پانی میں تلوار کا کاٹ
ہر موج ماہی بحر تھا ہر حباب چشم نہنگ ایرج نے جو یہ ہیبت دریا کی دیکھی کہنے لگا کہ اے طراقوس یہ وہی دریا ہے
کہ جہاں عمرو بن امیہ ضمیری نے حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کیا تھا اور تمام لشکر کو غرق کروا دیا تھا طراقوس نے
کہا کہ جی ہاں یہ وہی دریا ہے ایرج نے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ اس زمانے میں آبباز اچھے اچھے تیراک تھے اب بھی
وہ لوگ ہیں طراقوس نے کہا کہ شہریار اب وہ لوگ کہاں رہے کوئی بھی انمیں کا باقی نہیں رہا اور اگر ایک آدھ کوئی
باقی ہوگا تو میں تلاش کر کے بلواؤنگا اور آپ کو تماشا دکھلاؤنگا غرض جہاز اور کشتیاں آکر موجود ہوئیں ایرج
مع رفقا سوار ہوا طراقوس بھی ساتھ ساتھ چلا آتا ہے جب کشتیاں قریب نصف دریا کے پہونچیں تو زنگیوں نے
طراقوس سے پکار کر کہا کہ او آفتاب پرست کا شہر میں کیا کام ہے ہم اسکو یہیں قتل کرینگے اور عوض خون لکمن
بن لکمنات زنگی کا لینگے او طراقوس یہ تو بتا کہ کیا تم بھی اس نیزہ باز کے شریک ہو گئے سو طراقوس
نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ لکمن کو طرماسیہ نے قتل کیا ایرج بے خطا ہے زنگیوں نے کہا کہ اگر ایرج بے خطا ہے تو طرماسیہ
کو پا بزنجیر کر کے ہمارے حوالہ کر ایرج نے جو یہ گفتگو سنی متوحش ہو کر طراقوس سے کہا کہ اے طراقوس انھیں کس کام کے
سنانے کے واسطے مجھے طلب کیا تھا کیا ایسا بھی کوئی آج زمانے میں ہے کہ طرماسیہ کو مجھ سے لے اور جب حمزہ
میرے نسب شہر سے بھاگ گیا تو اب کس میں یہ طاقت ہے کہ مجھ سے تاب مقاومت لائے یہ سنکر زنگیوں نے کہا کہ
او نیزہ باز بچے تو سمجھا کیا ہے ہم تجھکو ابھی سزا دینگے ایرج دست بہ قبضہ ہوا آببازوں نے دریا میں غوطے لگا کر
کشتیوں میں سوراخ کر دیئے کشتیوں میں پانی آنے لگا اور غرق و ہلاکت کا سامنا ہوا امیدوار آفتاب پرستوں نے
دریا میں کودنا شروع کیا کہ سوراخ کشتیوں کے بند کریں مگر جو پانی میں کودا پھر نہ ابھرا اور ایک شور و غوغا ہمراہیان
ایرج میں بلند ہوا زنگی یہ غل سنکر پکار اٹھے کہ او کافرو کہاں جاؤ گے یہاں کے آببازوں کا اب اچھی طرح تماشا
دیکھو اب ایرج ہر چند چاہتا ہے کہ زنگیوں کی کشتیوں پر جا سے مگر کسیطرح نہیں پہونچ سکتا تا اینکہ جتنی کشتیاں
تھیں سب کی سب مع سفینہ ایرج غرق بحر فنا ہوئیں بہت سے آفتاب پرست ڈوب گئے بہت سے زندہ گرفتار
ہوئے ایرج بھی اسیر زنجیر موج ترد ہوا طراقوس نے حکم دیا کہ ان سب کو مطوق و مسلسل کر کے زندان خانہ میں
لیجاؤ کل انکا مقدمہ پیش ہوگا ملازمان طراقوس ایرج کو مع ہمراہیان ایرج زندان خانہ میں لے گئے اب
ان سب کو تو زندان خانے میں چھوڑیے اور ایک حال ہوشربا اور ملاحظہ فرمائیے وہ یہ کہ ایک ملک ہے قریب باختر
بادشاہ وہاں کا ملک دود زنگی ہے ملک دود زنگی کے چالیس بیٹے اور بیس بیٹیاں ہیں از انجملہ ایک بیٹی
اسکی لکمن بن لکمنات زنگی کو منسوب تھی اس سے ایک بیٹا الکن بن لکمن نام پیدا ہوا تھا نہایت زبردست
اور بڑے بڑے زور آوران روزگار میں سر بہ آوردہ ہے وہ اپنے نانا کے پاس رہتا ہے جب اسنے یہ سرگذشت

معلوم ہوئی کہ باپ اُسکا ایرج کے ہاتھ سے مارا گیا تو نہایت غضبناک ہوا اور اپنے نانا کے پاس آکر عرض کیا کہ
نانا جان باپ میرا ایرج کے ہاتھوں مارا گیا زمانہ میری آنکھوں میں تیرہ و تار ہے ہر دم زیر دشنۂ آبدار گذرتا ہے جبتک
میں اپنے باپ کے خون کا عوض نہ لونگا مجھے آرام نہ آئیگا اور اگر آپ مجھے جانے نہ دیجیے گا تو میں اپنے کو ہلاک
کر ڈالونگا اتفاقاً وہ زنگی اُسوقت نشۂ شراب میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا کہ جاؤ میں تمھیں اجازت دیتا ہوں الکن
بن لکمن چالیس ہزار زنگی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا ہرکاروں کو خبر کے واسطے روانہ کیا کہ دیکھو جلد ایرج کی خبر لاؤ
دو ہی چار دن کے بعد معلوم ہوا کہ ایرج جزیرۂ ناروں کو گیا ہے یہ سنکر اُسیوقت الکن نے عنان عزیمت کو طرف
جزیرۂ ناروں کے منعطف کیا جب قریب جزیرۂ ناروں کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ کل طراقوس زنگی نے ایرج کو گرفتار
کر لیا یہ سنکر الکن نے طراقوس سے کہلا بھیجا کہ بھائی خبردار ابھی ایرج کو قتل نہ کرنا میں آپہونچا ہوں جب میں لون
تو پھر اختیار ہے طراقوس نے جو خبر آمد الکن کی سنی بہت خوش ہوا خود استقبال کر کے لایا دعوت کی نہایت تعظیم و
تواضع سے پیش آیا اُس روز تو عیش و نشاط اور دعوت و ضیافت میں بسر ہوئی دوسرے روز الکن بن لکمن بارگاہ میں
آیا طراقوس سے کہا کہ ان بھائی ذرا اُس آفتاب پرست کو بلاتا اُسیوقت طراقوس نے چوبدار کو حکم دیا چوبدار زندانخانہ
سے جا کر ایرج کو لے آیا ایرج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ اس شخص پر میرا سلام ہو جو نیر اعظم
آفتاب تابان کو برحق جانتا ہو الکن نے جو ایرج کو بغور دیکھا تو ایک جوان حسین و خوبصورت پایا آثار دلاوری
اور شجاعت کے چہرہ پر ہویدا پایا اُسے پوچھا کہ کیوں ایرج تو نے لکمن زنگی کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ نہیں بلکہ میرے
ملازم نے اُسے مار ڈالا کیسا ہی کہ جب دو لڑتے ہیں تو ایک قتل ہوتا ہے اور ایک فتحمند ہوتا ہے وہ دونوں باہم لڑے لکمن
مارا گیا الکن نے کہا کہ تجھے طراقوس نے کیونکر گرفتار کیا ایرج نے جواب دیا کہ جیسے شیر زیاں روباہ حیلہ گر کے پھندے میں
آجاتا ہے الکن نے کہا کہ خیر اگرچہ تو میرے باپ کا قاتل ہے لیکن مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے اگر تو اب بھی خداوند لقا کو سجدہ کر
اور میری رفاقت اختیار کرے تو میں ابھی تجھے چھوڑ دوں ایرج نے کہا کہ اے الکن لقا تو میرے ہی پاس خائف ہو کر
چھپ رہا تھا جب ساحرہ بظاہر میرا کاٹ لیگئی تو وہ مایوس ہو کر ظلمات کو چلا گیا اور میں نے تو اُس سے خود
وعدہ کیا تھا کہ میں ملک سبائل تجھے دلوا دونگا اس سبب سے وہ خود ہی دین آفتاب پرستی قبول کرنے پر راضی ہو گیا
تھا کیا ایسا شخص بھی لائق پرستش ہوتا ہے کہ جو خود اپنے کاموں میں عاجز ہوا اور اگر تو رفاقت کو کہتا ہے تو اس امر میں
کچھ مضائقہ نہیں ہے اگر تو فن سپاہگری میں تجھ پر غالب آئے تو میں بدل و جان تیرا رفیق ہوں بلکہ تیرا دین قبول کرنے پر
راضی ہوں الکن نے کہا کہ اچھا تم نے ایک امر معقول بیان کیا ہم تمھیں ابھی چھوڑ دیتے ہیں مگر اپنے قول کو یاد
رکھنا جب ہم تمھیں زیر کر لینگے تو ہماری اطاعت سے سرتابی نہ کرنا ایرج نے کہا کہ کیا مجال جو ہم کہتے ہیں سو کرینگے
یہ سنکر الکن نے کہا کہ بلاؤ آہنگروں کو قید اسکی دور کریں طراقوس زنگی ہر چند چلایا کیا کہ اے الکن یہ کیا غضب کرتے
ہو اے بھائی ہرگز اسے نہ چھوڑو میرا کہنا مانو یہ بلا ہے سیہ دربان آفت جہان ہے الکن نے کہا کہ تم تماشا دیکھو دیکھو تو
ہوتا کیا ہے بھائی میں ابھی تو اسے لڑ بھڑ کر پھر گرفتار کر لونگا تم اسوقت ہو کہاں اور تو ہوا ایرج نے جو آہنگروں کا
نام سنا پکار کر کہا کہ اے الکن آہنگروں کی طلب بیکار ہے قید کا توڑنا وقت پر منحصر ہے یہ کہکر ایک جھٹکی اور بازوں کا
ایسا زور کیا کہ ایک ہی جھٹکے میں توڑ ڈالا اور کل قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا یہ دیکھ کر الکن بہت
متحیر ہوا اور دوڑ کر ایرج کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا جام مے ارغوانی گردش میں آیا بعد اسکے اُسے
حمام کروا کے خلعت فاخرہ پہنایا اور کہا کہ دو چار روز آسایش کرو بعد اسکے پھر ہم تم دونوں لڑتے ہیں

بھی اپنے دل میں خوش ہوا اور کہتا ہو کہ جو تو اسکو زیر کرے اور یہ تیرے شریک حال ہو جائے تو ولیم شاہ طرز زنگی سے
کم نہیں ہو مگر الکن جو اندرون محل گیا تو بہن نے کہا کہ بھیا یہ سنتے کیا قیامت کی کس آفت جہان کو چھوڑ دیا اور
اسکو تو کس دقت سے کس مشکل سے تمہارے بہنوئی نے بفریب گرفتار کیا تھا اور تم نے اسے چھوڑ دیا ہاے کیا غضب
کیا الکن نے کہا کہ بہن دیکھو تو میں اُسے کیونکر گرفتار کرتا ہوں بہن جو بہادر ہوتے ہیں وہ بہادری پر حرف نہیں
آنے دیتے ہیں وہ ہرگز بدنامی نہیں لیتے تم خاطر جمع رکھو الغرض دوسرے دن ایک گھوڑا ایرج کو دیا ایک پر آپ
سوار ہوا دونوں میدان میں آئے پہلے نیزہ بازی ہوئی نیزہ الکن کا ایرج نے چھڑا لیا الکن نے گرز مارا ایرج نے
بفنون سپاہ گری گرز اسکا چھین لیا اب نوبت بزور آزمائی ہوئی تین شبانہ روز کشتی رہی انجام کار ایرج نے
لنگر الکن کا اکھاڑ کر سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گرا الکن نے
چاہا کہ سنبھلے ایرج نے نہ سنبھلنے دیا چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اے الکن میں صاحبقران زمان ہوں مجھ پر کوئی
غالب نہیں آسکتا طرقوس زنگی نے بہ دغابازی مجھے گرفتار کر لیا تھا اب تجھے دین آفتاب پرستی قبول کرنے میں
کیا عذر ہے الکن نے کہا کہ میں نے دین آپ کا اختیار کیا باز زندہ ایم بندہ ایم یہ سنکر ایرج اسکے سینہ سے اتر پڑا
الکن ایرج کے قدموں پر گر پڑا اور خواستگار تلقین دین آفتاب پرستی ہوا ایرج نے کہا کہ لہتا پر لعنت کرو اور
نیر اعظم کو بجا لاؤ اور پیر قطب دوران کو بیابت خداوندی برحق جان الکن نے اقرار کیا ... ترک کر کے آفتاب پرستی
اختیار کی بعد اسکے اپنے ہمراہیوں سے دین آفتاب پرستی کے قبول کرنے کو کہا وہ سب بھی آفتاب پرست ہو گئے
طرقوس زنگی نے اپنی زوجہ سمیت بھاگ کر قلعہ حصین آہن میں پناہ لی ایرج نے تمام جزیرہ ناروں کو آفتاب پرست
کیا اور الکن کو ساتھ لیکر شہر اختشم کا راستہ لیا اب اسکو تو اس حال میں چھوڑیئے اور کچھ حال طرماسپ بن جلھاسپ کا
ملاحظہ فرمایئے کہ یہ کافر خاسر جو تمام لشکر اور سردار ایرج کے ساتھ لیکر شہر اختشم کو روانہ ہوا تھا تو بعد طے منازل
اور قطع مراحل قریب شہر اختشم پہنچ کر خورشید وجمشید کو اطلاع کرائی جمشید اور خورشید نے حکم دیا کہ دروازہ
قلعہ کا بند کر لو اور تمام قلعہ کو آراستہ کر لو اسی وقت بموجب حکم دروازہ بند کر لیا اور خندق پر سے تختہ اٹھا لیا خندق
پر آب کر دیا گولہ انداز توپوں پر مستعد ہو بیٹھے جب طرماسپ کو خبر ہوئی کہ شاہان اختشم قلعہ بند ہوگئے ہیں تو اس نے
کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے میرے ہاتھ سے جائینگے کہاں اور فوج کو حکم دیا کہ قلعہ کو گھیر لو لشکر میں ... آسیب فتنہ لشکر
آفتاب پرستان نے قلعہ کو گھیر لیا رسدیں بند کر دیں قلعہ پر سے گولہ برسنے لگا آفتاب پرستوں نے گولوں کی زد سے
ہٹ ہٹ کر خیمہ برپا کیے طرماسپ داخل خیمہ ہوا وہ دن یونہیں گذر گیا دوسرے دن سوار ہو کر قلعہ کے دیکھنے کو نکلا
دیکھا کہ قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے بری تہری ضربیں چڑھی ہوئی ہیں توپیں اژدہاے دہان معلوم ہوتی ہیں ہمراہیان
طرماسپ نے طرماسپ سے عرض کیا کہ حضور قلعہ بہت مستحکم و پائدار ہے اسکا ہاتھ لگنا امر دشوار ہے حمزہ صاحبقران بارہا
یہاں پڑے رہے ہیں جب یہ قلعہ فتح ہوا ہے طرماسپ نے کہا کہ صاحبو تم سب اسی خیال میں ہو میں ایک طرفہ انداز
لو اس قلعہ کو لے لونگا آج انھیں اچھی طرح سمجھا لوں تو پھر دیکھا جائیگا اگر یہ راہ راست پر آگئے تو خیر ورنہ کل
فیصلہ ہے اور ایک دو ہرکاروں کو بلا کر کہا کہ تم جا کر اختشم والوں سے کہو کہ اگر چہ تمنے حرکت بہت ناشائستہ کی کہ ایلچی کو
ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان کو بہت ذلیل کر کے نکلوا دیا مگر اب بھی خیر ہے کچھ نہیں گیا ہے بہتر یہی ہے کہ
تم میرے پاس آکر حاضر ہو میں تقصیر تمہاری معاف کر دونگا اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو قسم ہے نیر اعظم
اور بڑے پیر کی بات کی وہ برباد ہارڈالونگا تمام عمر یاد کرو گے دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ ہم قلعہ کے اندر بیٹھے ہوے ہیں ہمارا کیا

اس قلعہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے ایسا طرفۃ العین میں قلعہ لے لوں گا یہ حکم سنکر ہرکارے رومال ہلاتے ہوئے گئے
اور جمشید کی خدمت میں عرض ہوئی کہ دو آدمی کچھ کہنے کو آئے ہیں حکم دیا کہ آنے دو جب وہ ہرکارے سامنے فصیل بلند
دروازے کے پہونچے جمشید و خورشید کو سلام کرکے پیغام طہماسپ کا پہونچایا خورشید و جمشید نے کہا کہ ہماری
جانب سے جاکر کہو کہ ای طہماسپ معلوم ہوا کہ تو طہماسپ کے نطفے سے نہیں ہے نطفہ شیطان ہے اگر تو طہماسپ کا نطفہ ہوتا
تو ہرگز ہرگز دائرہ اسلام سے باہر جاتا اہل اسلام کے قتل کا بیڑا نہ اٹھاتا بس جب تو نطفہ شیطان ہے تو ہم فرزند ابلیس کے
کہنے پر عمل نہیں کرتے جو کچھ ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا ہمارا حامی و مددگار ہے شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ
آید بر سرم از نصیب + اگر زندگی ہماری باقی ہے تو بچینگے اور اگر قضا آئی ہے تو مارے جاوینگے یہ سنکر ہرکارے وہاں سے
واپس آئے تمام حال طہماسپ سے بیان کیا طہماسپ یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا مونچھوں پر تاؤ دیکر کہنے لگا کہ خیر جو سمجھے ہونگے کا
حق تھا سمجھا چکے اب اگر تمام قلعہ کو کل قتل نہ کیا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکر مصروف عیش و عشرت ہوا شراب کا دورہ چلنے
ناچ رنگ شروع ہوا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل قلعہ پر یورش ہوگا اسیوقت
طبل جنگی نوازش میں آیا جاسوسوں نے جمشید و خورشید کو خبر پہونچائی کہ طہماسپ نے طبل جنگ بجوا دیا انھوں نے
کہا کہ خیر جو مرضی الٰہی ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑے اہل قلعہ میں بھی صداے کوس حربی بلند ہوئی
دونوں جانب جنگ کی تیاری ہونے لگی لشکر آفتاب پرستان میں ایک غلغلہ بلند ہو گیا کہ بھائیو کل روز جدال ہے
اُدھر سے گولہ چلیگا ہمارا اپنی بے اختیاری پر برچھی چلیگا ہاے لطف جنگ نہ اٹھاینگے مفت میں مارے جاینگے گوشت
مٹی کا مقابلہ ہے انکا حربہ ہم تک نہ آئیگا ہمارا وار ان تک ہرگز نہ جائیگا اور وہ اہل قلعہ آپس میں کہتے ہیں کہ بھائی
طہماسپ بلاے بے درمان ہے آفت جان ہے اسنے اکثر قلعے لیے ہیں بہت سے معرکے سر کیے ہیں دیکھیے کیا فساد
اٹھاتا ہے کل کیا آفت ڈھاتا ہے آگے خدا ہی اسکے شر سے بچائیگا تو بچینگے اور ایک جانب جمشید و خورشید باہم
باتیں کر رہے ہیں کہ اگر طہماسپ آگیا ہے تو آجاے جب تک دم میں دم ہے قلعہ کے اندر نہ آنے دینگے یہ سنکر
رفقا کہہ رہے ہیں کہ پیر و مرشد آپ مطمئن رہیے جب تک ہم زندہ رہینگے آپ پر آنچ نہ آنے دینگے جب ہم مر جاینگے
تو کہاں آپ کا ساتھ تو بہت آپکی یہ سنکر جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو جان دینا تو بہت مشکل امر ہے مگر تم سب صاحب اتنا
کرنا کہ جب طہماسپ اندرون قلعہ آجاے اور ہمسے لڑائی بڑھ جاے تو تم ہمارے ناموس کو لیکر کسی طرف نکل جانا
اور انکی عزت بچانا حتی الامکان تو قلعہ دو الامان میں پہونچا دینا ورنہ بہر صورت ہمارے ناموس کی عزت تمہارے
ہاتھ ہے ہمیں ساکنو مر جانے سے یہ امر بدرجہا بہتر ہے رفقا نے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ سب صحیح ہے مگر دنیا کیا کہیگی
یہی نا کہ اس زمانے سے اپنی جان بچا کر نکل گئے پھر یہ طعنہ زنی کون سنیگا جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو کوئی تمہیں
کچھ نہ کہیگا تم سب آمادہ رہو اور جو وزرا بیٹھے ان سب نے عرض کیا کہ شہریار یہ سب باتیں تو ہو چکیں وقت مشکل
در پیش ہے رجوع طرف اللہ کیجیے یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ہے وضو کیجیے نماز پڑھیے دعا کیجیے کہ حق تعالےٰ مشکل آسان
کرے یہ سنکر جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ جانمازیں بچھواؤ اور وضو کے لیے پانی لاؤ ملازموں نے جانمازیں
بچھائیں وضو کے لیے پانی حاضر کیا جمشید و خورشید نے وضو کر کے نماز ادا کی بعد انفراغ نماز دعا کرنا شروع کی اور مشغول
گریہ و زاری ہوے کہ اے رب العالمین اے مالک آسمان و زمین اے خالق حقیقی اے رازق تحقیقی اے کریم اکرم
اے ارحم الراحمین تو ہی اس وقت بدمیں حافظ و نگہبان ہے تو ہی ان کافروں کی شرارت سے بچانے والا ہے پروردگارا
سواے تیرے کس سے اپنا درد دل بیان کریں خداوندا تو ہی حامی و معین ہے مصرع عرض حاجت بر تو حاجت نیست

میدانے کہ حیثیت + یہ تو قلعہ مین بیٹھے ہوے دعائین مانگ رہے تھے اور سامنے سے اسفندیار خان زریخ آبادی
پسر خواندہ صاحبقران خراج ملک زریخ آباد کا لیکر ایرج کی خدمت مین چلا جاتا تھا اُسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ظرماسپ
فوج کثیر لیے ہوے قلعہ کو گھیرے کھڑا ہی اور جمشید و خورشید نے مجبور ہوکر بہ حالت تنہائی دروازہ قلعہ کا بند کرلیا ہی اور
ظرماسپ حرامزادہ یورش کیے ہوے ہی اگر اس حرامزادے نے قلعہ پر فتح پائی حاصل کی تو مفت مین یہ ہزارون سیکڑون
مسلمان مارے جاینگے پس یہ خیال کرکے عشرت نام اپنے عیار کو خلوت مین بلوا کر کہا کہ ای عشرت تجھسے ہوسکتا ہی کہ جاکر
ظرماسپ کو بعیاری گرفتار کرکے جمشید اور خورشید کو دے آ اور کوئی اس راز سے آگاہ نہو اُسنے عرض کیا کہ یہ کچھ امر دشوار
نہین ہی مجھے بہر طور آپکی اطاعت مرکوز خاطر ہی اگر کوئی دشوار گذار امر ہو تب بھی مین اُس سے باہر نہ ہوتا یہ کہکر روانہ
ہوا اور ظرماسپ کے خیمہ مین آکر ایک خدمتگار کی شکل بنکر کھڑا ہو رہا جب ظرماسپ وقت شب کھانا کھا کر سو رہا چوکی
پہرا قایم ہولیا تو اُسنے اپنا دماغ بند کرکے بیہوشی اُڑانا شروع کی جب خدمتگار خاصبردار سب کے سب بیہوش
ہوگئے تو اُسنے ساری روشنی گل کرکے ظرماسپ کے پلنگ کے برابر آکر ظرماسپ کو بیہوش کیا اور چادر عیاری مین
پشتارہ باندھکر پیچھے پیٹھ اُٹھا لیا بعد اُسکے نقب کنی کرتا ہوا بزاہ نقب ظرماسپ کو لیکے چلا جسوقت حد لشکر سے باہر نکلا
مُہرہ نقب کا توڑا اور وہان بھی نقش پا کا نشان باقی نہ چھوڑا اور صحیح و سلامت پشتارہ ظرماسپ کا لیکر جانب قلعہ
راہی ہوا جب نزدیک قلعہ پہونچ گیا تو زمین پر لیٹ گیا اور پیٹ کے بھل خندق تک گیا اور مشک کو پھلاکر زیر شکم
رکھکے شناوری کرتا ہوا دروازہ قلعہ تک پہونچا اور پکارا کہ پہرے پر کون ہی جلد دروازہ قلعہ کا کھول دو کہ مین ظرماسپ کو
گرفتار کرکے لایا ہون کم بعجلت تمام تجھسے لو پہرے والے نے جمعدار کو جگا دیا جب جمعدار اُٹھا تو اُسنے پوچھا کہ تو
کون ہی نام تیرا کیا ہی عشرت نے کہا کہ تمکو میرے نام سے کیا غرض ہی مین کوئی ہون مگر تمھارے دشمن کو زندہ گرفتار
کرلایا ہون جمعدار نے اُسیوقت جمشید و خورشید کو اطلاع دی کہ وہ دونون اُسیوقت دروازے پر آئے عشرت نے
جو دیکھا کہ بدروشنی بہت سی آگئی دریافت کیا کہ کون آتا ہی معلوم ہوا کہ بادشاہ آئے ہین جب جمشید و خورشید قریب
دروازہ آئے تو خود پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے ایک کاغذ دراز کی راہ سے دیا کہ اسے پڑھ لیجیے اور پھاڑ کر پھینک دیجیے
جمشید نے اُس کاغذ کو پڑھکر عشرت سے کہا کہ بھائی اندر آ اُسنے کہا کہ ظرماسپ کو لیجیے مین اندر نہ آؤنگا قصہ مختصر دروازہ
کھولکر پشتارہ لے لیا اور دونون بھائیون نے جو جو انعام دینے تھے وہ عشرت کو دیکر رخصت کیا عشرت تو اپنی طرف
راہی ہوا اور جمشید و خورشید پشتارہ لیکر شکر جناب باری ادا کرتے ہوے نہایت خوش و خرم یہ کہتے ہوے پھرے
کہ ہمارے پروردگار نے ہماری مدد کی اور دعا ہماری قبول کی خداوندا کہانتک تیرا شکر یہ ادا کرین شعر اگر سر موے من
گردد زبانے * بنالد هر یکے از شکرت بیانے غرض اپنے مقام پر آکر آہنگرون کو بلاکے حکم دیا کہ جلد ظرماسپ کو غل و زنجیر
مین گرفتار کرو آہنگرون نے اُسکے گلے مین طوق پاؤن مین بیڑیان ہاتھون مین ہتھکڑیان کمر مین زنجیر ڈال دی اور جمشید
و خورشید سے عرض کیا کہ حضور اب اسکے حق مین کیا حکم ہوتا ہی جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ اسے ہوش مین لاکر
ہمارے سامنے لاؤ لوگون نے اُسکو سامنے لاکر فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اب جو ظرماسپ کی آنکھ کھلتی ہی
تو دیکھا کہ غل و زنجیر مین گرفتار مسلسل و مطوق سامنے شاہان اختشم کے کھڑا ہی حیران و پریشان ہوکر اپنے
دل مین سمجھا کہ یہ خواب پریشان دیکھ رہا ہی جلدی سے آنکھین بند کرلین جب اُسنے آنکھین بند کرلین تو آخر لوگون
پکارکر کہا کہ ای ظرماسپ کیا تو اسے خواب و خیال سمجھے ہی ارے یہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی کہ ہوشیار ہو کہ تو
گرفتار ہوکر آیا ہی یہ سنکر اُسنے گردن سے آنکھ کھولی کہ غل و زنجیر مین فغان پیدا ہوئی لوگون نے کہا خفیف ہوا اُسنے تیور والی

پھر ایک نے ہوشیار ہو کر اسلحہ اپنے درست کر لیے مگر قید کا ٹوٹنا تو وقت پر منحصر ہے طرماسپ نے جبراً قہراً اٹھ کر لشکر
آفتاب پرستان سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا جمشید و خورشید نے آواز دی کہ اے طرماسپ تو نے دیکھا کہ پروردگار
نے اپنا کیسا فضل کیا کہ تجھ کو گرفتار کروا کے ہمارے پاس بھجوا دیا اے طرماسپ خداوند عالم دو انا منتقم حقیقی کسی کی سرکشی کو
پسند نہیں کرتا اے طرماسپ تو نے بہت سخت آفت جو رکھی تھی خبر ہے یہ کہ اسلام اختیار کرنے میں کیا کہتا ہے ارے باپ تو
تیرا شاہزادہ نور الدہر والا قدر کا رفیق خاص ہے اپنا مسلمان ہے تو کیوں کفر اختیار کیے ہے اور اس لائق بھی ہے
تو باز نہیں آتا اور اس آفتاب پرستی کی رفاقت سے کنارہ کشی نہیں کرتا طرماسپ نے یہ سنکر کہا کہ اول تو تم یہ بتلاؤ کہ
مجھے کون یہاں پکڑ لایا جمشید و خورشید نے کہا کہ اے طرماسپ قسم بخدا ہے ہم نے اس شخص کی صورت بھی نہیں دیکھی کہ کون تھا
کون نہ تھا مگر البتہ یہ جانتے ہیں کہ کوئی ہمارا مددگار غیب سے پیدا ہوا تھا جو تجھے گرفتار کر کے یہاں دے گیا طرماسپ نے
کہا کہ آخر اس چھپانے سے کیا نفع ہے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ کام اسی ناابکار کا ہے اسی نے اپنے عیار کے ہاتھ اسیر کر کے
یہاں بھجوا دیا ہو گا جمشید و خورشید نے کہا کہ اے طرماسپ اگر خدانخواستہ لندھور کے سامنے یہاں کوئی فتح بھی کر دا
تب بھی وہ ہماری طرفداری نہ کرے تو ہی بتا کہ ترک اسکے سامنے کس طرح مارے گئے وہ ہندی کچھ بھی خبر ہوا وہ تو
ایرج کا عاشق صادق ہے ہمارا ایسا کیوں دینے لگا تو شخص نادان ہے ناحق تیرا دھوکا ہے طرماسپ نے جواب دیا کہ خیر
چھوڑو گا تو بتاؤ گا اے جمشید و خورشید باپ کو میرے نور الدہر کے عشق نے مبہوت کر دیا ورنہ وہ کبھی مسلمان نہ ہوتا
اور اپنے دین کو نہ چھوڑتا اور اے جمشید و خورشید مجھ سے اسلام لانے کی توقع ہرگز نہ رکھنا اگر تمہیں بہادری اور مردمی کا
گھمنڈ ہے تو مجھے بزور و قوت زیر کرو تو میں البتہ اسلام قبول کر لونگا اور یہ کیا کہ عیار کے ہاتھ گرفتار کروا کے ایسی گفتگو
کرتا ہو جمشید و خورشید نے کہا کہ اگر ہم مقابلے کے قابل ہوتے تو قلعہ بند کیوں ہوتے اب تا وقتیکہ کوئی ہمارا حامی
و مددگار پیدا نہ ہو گا تم کو قید سے رہا نہ کرینگے ہم تو نہیں اسیر رکھینگے طرماسپ نے کہا کہ خیر جبتک کوئی پھر ابھی خود یہاں
آہی جائیگا جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ اسے زندان خانے میں لیجاؤ اور بحفاظت تمام رکھو قصہ کوتاہ طرماسپ کو
قید خانے میں بھیجکر آپ فیلبند دروازے پر آکے بیٹھے اور لشکر آفتاب پرستان میں صبح کو ایک غلغلہ بلند ہوا کہ طرماسپ
خیمے سے غائب ہو گیا اور نقب لگی ہوئی ہے یہ سنکر شاپور شیر دل آیا اور ان کا نشان مٹا ہوا پایا اور اصل خیمہ ہوا دیرا
سر نقب کا دکھائی دیا وہاں بھی پتا مٹا ہوا تھا اب شاپور حیران ہوا اور فکر کرنے لگا کہ کون طرماسپ کو لے گیا
ایک ہلچل سی تمام لشکر میں پڑ گئی ہے کل فوج تلے اوپر ہو گئی ہرکارے دوڑے ہوئے قلعہ کے سامنے آئے اور پکار کر
کہا کہ تمنے طرماسپ نامور جوان پہلوان دوران کو خیمے سے جبراً منگوایا اپنے حق میں اچھا نہ کیا اہل قلعہ نے جواب دیا کہ ستار
خدا نے اسے ہمارے پاس گرفتار کر کے بھیجا یا بس یہ تقریر سنکر ہرکاروں نے واپس ملکوت شاہ کو مطلع کیا کہ
طرماسپ قلعہ میں قید ہے مالک نے کہا دریافت کرو کہ یہ کام کسکا ہے ارے شاپور جا تو دیکھ تو سہی شاپور نے کہا کہ خداوند
ہر چند کہ میں بہت تفحص کر آیا ہوں مگر پتہ نہ چلا ہاں یہ کہ کسی اسلام کرنے والے کا ہے روانہ ہوا اور سرگرم تلاش ہوا اب یہاں سے حال
مالک اژدر کا ملاحظہ فرمائیے کہ جب یہ کوچ بکوچ شہر اختیم میں پہونچے تو ایک طرف کو انکا لشکر بھی اترا خیمے ڈیرے استادہ
ہوئے دارا نے فلاح کشوری سے کہا کہ اے فلاح شہر اختیم اور لشکر ایرج کا حال دریافت کر لاؤ وہ اسی وقت گیا
اور بعد دریافت حال آکر عرض کیا کہ اے شہریار ایرج تو جزیرہ ناروں کو گیا ہے اور طرماسپ سب فوج لیکر یہاں
آیا تھا اور بقصد قلعہ گیری میں طبل جنگ بجوا چکا تھا کہ رات کو طرماسپ خود بخود اسیر ہو کر قلعہ میں پہونچ گیا
دارا نے کہا کہ خوب ہوا وہ حرامزادہ اپنی سزا کو پہونچا اب میں ایرج کے لشکر کو قتل و غارت کر دونگا کسواسطے کہ

ایرج نے میرے ساتھ جو بے مروتی کی ہی اُس کا عوض بطور کافی لونگا ایک آفتاب پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اور لشکر
شراب مین بدمست ہو کر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اُسیوقت نقارہ نہ رسی بجنے لگا ہرکارون نے مالک بن ملکوت شاہ کو
خبر دی کہ داراب نے طبل جنگ بجوا دیا ہی اور کہتا ہی کہ جو بے مروتی ایرج نے میرے ساتھ کی ہی اُسکا عوض ضرور لونگا اور
مالک سے مقابلہ کرونگا ایک آفتاب پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر مالک نے کہا کہ خیر اچھا جو مرضی نیر اعظم کی
پھر کیا چارہ ہی اگر زندگی ہی تو اُس ایسے دو سو بھی میرا کچھ نہیں کر سکتے اور اگر قضا ہی آگئی ہی تو لڑ بھڑ کر مرجانا مردون کے
واسطے ناموری کا سبب اور افتخار کا ذریعہ ہی سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور کیا سبب ہی اس کیون ارشاد فرماتے ہین
اور اسقدر آزردہ اس کیواسطے ہوتے ہین گھبرایئے نہین مطمئن رہیے اور کسی طرح کی فکر و تردد نہ کیجیے ہم سب جان دینے کو مستعد
ہین اُس آفتاب پرست سے اچھی طرح مقابلہ کرینگے اور اس آتش پرست کا پاؤن ہی کیا ہی حال بتا دینگے وہ ہی کیا مال اُسکی
حقیقت کیا ہی اے شہریار آپ بے خوف و خطر ہو کے انا نشیہ طبل بجوا دیجیے اور کسی طرح کا خیال دل مین نہ لائیے
قصہ مختصر مالک بن ملکوت نے اُسیوقت طبل جنگ بجوا دیا جانبین مین ایک غل پڑ گیا کہ کل ملک الموت کا بازار گرم ہوگا
غرضکہ چار پہر رات درستی آلات حرب و ضرب مین گذری صبح اسطرف سے مالک بن ملکوت شاہ مع فوج و سپاہ معرکہ
کارزار مین صف آرا ہوا اور ادہر سے داراب کشور کشا مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر مع فوج جرار با کمال شان و شوکت
ہو اور حد سے میدان کارزار مین صف آرا ہوا ایک طرف مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرا اسی ہزار عرب نیزہ دار سب کے سب
حرب و پیکار پر آمادہ ہوا اور ایک جانب لندھور بن سعدان اپنے شہسوارون سمیت میدان کارزار مین ایستادہ ہوا لوح
خورشید و جمشید اختر سپہر تماشا کرتے جب جانبین سے صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین اور نقیب بھی نقابت
کر کے چلے گئے تو پہلے داراب کشور کشا مرکب تیز رفتار کو چمکا کر کشور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکار کر اے
آفتاب پرستو تم سب آگاہ ہو کہ مین بارادہ مقابلہ ایرج بے مروت اپنے مقام سے آیا تھا مگر خیر وہ تو مجھے نہ ملا کہ لطف
جنگ حاصل ہوتا لیکن خیر تم سب تو ہو جسکا جی چاہے میرا مقابلہ کرے اور جس کو جوش مرگ ہو وہ میرے سامنے آوے
اور تجھے سر بلند ہو کر معرکہ آرا ہوا اور لطف جنگ و جدل کا اُٹھاے بس یہ کلام داراب کا سنکر مالک بن ملکوت شاہ
نے داہنی بائین جانب سرداروں کے دیکھنا شروع کیا کہ ویلم شیاطر زنگی اپنے گینڈے کو بڑھا کر روبروے تخت
مالک آکر دست بستہ عرض رسا ہوا کہ اگر حکم والا شرف صادر پاؤن تو یہ غلام داراب کے مقابلہ کو جاے یہ سنکر
مالک نے کہا کہ اے ویلم جاؤ نیر اعظم آفتاب نگہبان اور سپر قطب دوران تمہارا حافظ و مددگار رہے اور تمکو اس
معرکہ مین فتحمند کرے اب ویلم اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر داراب کی طرف چلا جسوقت برابر داراب کے پہونچا
گینڈے کو خوب جولان کرنے لگا و زمین ہوا سپر پر سپر پڑی چنگاریان آگ کی سپر کے پہولون سے نکل آئین پھر چار
قدم گھوڑا داراب کا اور پانچ سات قدم مرکب ویلم کا پیچھے ہٹا سنبھلکر دونون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا ویلم نے
پکار کر اے آتش پرست آگاہ ہو اور خوب کان کھولکر سن کہ زبدۂ آفتاب پرستان صاحبقران زمان ایرج نو جوان نے
تیرے ساتھ بہت بڑی مروت کی تھی اور حق یہ ہی کہ تیرے ساتھ بہت بڑی رعایت اور لطف و عنایت فرمائی کہ تو جب
اُسکے سامنے آیا اور اُس نے تجھے کوئی آزار نہ پہونچایا بآرام تمام اپنے پاس مقید رکھا اور وعدہ کیا کہ بعد انفصال مہم
فرنگ تجھے چھوڑ دونگا مگر معلوم ہوا کہ تو نہایت محسن کش اور بے مروت و بیوفا ہی اگر تو با مروت ہوتا اور احسان
فراموش نہ ہوتا تو ہرگز ہرگز اس احسان کو نہ بھولتا اور ایرج کے بار احسان سے سر نہ اُٹھاتا تجھکو لازم تھا کہ تو
ہمیشہ ایرج کا مطیع و منقاد رہتا مگر افسوس ہی تیری عقل و دانش پر کہ تو برخلاف اسکے ایرج سے مقابلہ کرنے کو آیا

ن ور یا بار

اور مدبران یہ کہ ایرج کی غیبت مین اسکی فوج سے برسر مقابلہ ہوتا ہی اگر اس سے مقابلے کا ارادہ تھا تو اسکی غیبت مین
اسکی فوج سے مقابلہ تجھ جیسے شخص کے واسطے نہایت شرمناک ہی مگر خیر تو بھی کیا یاد کریگا ایرج کا تو بڑا رتبہ ہی دیکھ تو کیا
کہ مجھ ادنے ملازم ایرج نے کیا کام کیا لا جو کچھ حربہ تیرے پاس ہو یہ سنکر داراب نے کہا کہ او زنگی روسیاہ کیا
واہیات و ہذلیات بکتا ہی ایرج نے میرے ساتھ کیا احسان کیا اور کیا مروت کی مروت و مردی اسی کا نام ہی کہ تجھکو
طوفان کا عیار پکڑ لایا اور اس نے قید کر لیا مردی و بہادری کے معنے یہ ہین کہ جسوقت مین اسکے سامنے گرفتار ہو کر آیا تھا
اسیوقت مجھے چھوڑ دینا تھا اسلیے کہ یہ امر مردی کے بہت خلاف تھا کہ کسی بہادر کو بفریب گرفتار کرو لیکن اگر مجھے زیر
کرنا تھا تو سر ملکر ہو کر لڑ بھڑ کر زیر کیا ہوتا برخلاف اسکے مجھے قید کر لیا اور مجھے دھوکا دیا اور بہلا دیا کہ بعد انفصال
جنگ مین تجھے چھوڑ دونگا ارے رہا کر دینے مین بھی کیا ہاتھی گھوڑے لگتے تھے رہا کرنا تھا تو اسیوقت چھوڑ دیا ہوتا مقصود
ایرج تو یہ تھا کہ مجھے تمام عمر قید رکھے اگر عیار میرا مجھے نہ چھڑا لاتا تو تمام عمر مین رہا نہ ہوتا تجھکو اور اسے دونون کو شرم
نہین آتی کہ باوجود ان لا فائل اور بیہودہ حرکات کے نام صاحبقرانی کا منہ سے نکالتا ہی ایرج کیا صاحبقرانی
کریگا صاحبقران امیر ابو العلا رکن حمزہ صاحبقران ہین کہ کبھی کسی حریف کو عیار کے ہاتھ نہ پکڑوایا باوجود اس
امر کے کہ کل پردۂ قاف کے دیون کی جماعت کثیر مطیع و منقاد ہی مگر کبھی دیون کو ساتھ لیکر کسی سے مقابلہ نہین کیا
اگر صاحبقران چاہتے تو بذریعہ دیون کے تمام پردۂ دنیا کے مالک ہو جاتے مگر ان سب باتون کو خلاف مردی و
مردانگی جان کر کبھی ان امور کی طرف متوجہ نہین ہوے جب کبھی دیون نے قصد کیا کہ صاحبقران کی ہمراہی کرکے حریف
مقابلہ کرین تو انھین رخصت کر دیا اور کبھی مدد نہ چاہی ایک مرتبہ ازراہ عیاری عمرو نے اپنے بیٹے کے عمر مین آس بن
الوس کی ناک کاٹ لی تھی تو اسکی عوض مین عمرو کو ایک مدت تک اپنے پاس نہ آنے دیا اور نکال دیا اور برسون عمرو کا
نام نہ لیا ایرج کیا صاحبقرانی کریگا اور ہمارا یہ معمول نہین ہی کہ ہم حریف پر پیشدستی کرین پہلے تو اپنا حوصلہ نکال لے
اگر ہم تیرے حربے سے بچ گئے تو پھر اپنا وار کرینگے لیں یہ سنکر ویلم نشاط نے خبردار خبردار کہکر داراب پر نیزہ مارا دارا
نے اسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روک لیا پھر کیا تھا لگی نیزہ بازی ہونے طعن پر طعن چلنے لگی دونون نیزے مثل بلبلون کے
گتھ گئے ڈانڈ پر ڈانڈ چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخرکار بعد دو گھڑی کے داراب نے نیزہ اسکا ہوائی کیا ویلم نے غضبناک ہو کر
ارۂ پشت نہنگ کا وار کیا داراب نے آتے ہوے آرے کو خیال مین لاکے ایسی تلوار ماری کہ آرہ کے دو ٹکڑے
ہوے بعد اسکے نہایت پھرتی سے ایک تلوار ویلم کے سر پر لگائی کہ سپر سے گذر کر خود اور رو بلغہ و مغفر مین اور زرہ کو
کاٹ کر سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی ویلم نے دستہ تلوار مارا تلوار تو کھچا کر نکل گئی اور ایک چادر خون کی سر سے
جاری ہوئی اور غش آ گیا داراب نے آواز دی کہ اے آفتاب پرستو ویلم زخمی ہو کر گرا ہی اسے لیجاؤ کہ زخمی پر
ہاتھ ڈالنا مردی و مردانگی کے بالکل خلاف ہی لوگ یہ سنکر دوڑ پڑے اور ویلم کو اٹھا لیگئے داراب نے پھر آواز دی
کہ اب پھر جسکو دعوی بہادری اور آرزوے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آوے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے
پھر داہنی بائین طرف دیکھا سقیل سرگردان مرکب کو اڑا کر مالک بن ملکوت شاہ کے تخت کے سامنے آکر
اجازت خواہ ہوا اور عرض کی کہ اے بادشاہ اگر میری نسبت حکم عالی شرف اصدار پاے تو مین اس آب پرست سے
مقابلہ کرون مالک نے کہا کہ اے سقیل جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمہارا حامی و کفیل ہی یہ سنکر سقیل سرگردان
مرکب کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ او آب پرست ویلم نشاط کو زخمی کرکے مغرور نہ ہونا اور یہ نہ سمجھنا کہ اب
میرا مقابل کوئی نہین ہی آگاہ ہو کہ ابھی تیرے فارسینے کے بل آ ترنج کرا آفتاب پرستان مین بہت سے سورما ہین

ہین اور مین تیرا کام تمام کرنے کو موجود ہون یہ کہکر داراب کے سامنے آکر داراب پر تلوار لگائی داراب نے
وار اُس کا پشت شمشیر پر روک کے اپنا وار کیا کہ گوشہ سپر کو قلم کرکے سقیل کے شانہ پر پڑی کہ شانہ اُس کا نشانہ ہوا ہاتھ سقیل کا
جھول پڑا بائین ہاتھ سے داراب پر خنجر مارا داراب نے بفنون سپاہگری جھٹکا دے کر خنجر اُس کا چھین لیا اور سقیل سپہر گردان
بیہوش ہوکر گرا سپہر سپہر گردان بھائی اُس کا مقابلے کو آیا وہ بھی مجروح ہوا تا اینکہ سات زنگی نامی گرامی شام تک داراب کے
ہاتھ سے زخمی ہوے اور تین چار جان سے مارے گئے داراب نے طبل بازگشت بجوا کر آواز دی کہ اے آفتاب پرستو آج تو شام
ہوگئی کل پھر تمھارا مقابلہ ہے کل میرے ہاتھ سے کہان جاوگے کشور شاہ و داراب کشور کشا پر سے زر و جواہر نثار کرتا ہوا
بارگاہ مین لایا اور اُدھر مالک بن ملکوت شاہ کمال اُداس اور نہایت پریشان زخمیون کو اپنے ساتھ لیکر داخل خیمہ ہوا
جراحون کو بلوا کر زخمیون کے ٹانکے لگوائے بعد اُسکے منشی طلب کرکے حکم دیا کہ بہت جلد ایرج نوجوان کو بدین مضمون
ایک نامہ تحریر کرکے روانہ کرو کہ مین بحکم والا شہر اختم پر مع طرماسپ اور لندھور کے پہونچا اور شاہان اختم کو بہت کچھ
فہمایش کی لیکن اُنھون نے کوئی بات نہ مانی اور ارادہ جنگ کا اظہار کرکے قلعہ بند ہو گئے اور طرماسپ بھی معلوم نہین
کسطرح وہان قید ہو کر پہونچ گیا چنانچہ اب تک قلعہ مین مقید ہے یہ معرکہ تو ایک طرف اب سنیئے کہ داراب کشور کشا مع
فوج و سپاہ کثیر یہان آیا ہے اور ہم سے مقابلہ کر رہا ہے بہت سے سرداران نامور کو قتل کر چکا ہے اور بہت سے مجروح ہو چکے ہین
آپکو لازم ہے کہ بمجرد ملاحظہ عریضہ ہذا عنان عزیمت اس جانب منعطف فرمائیے ورنہ معلوم نہین کہ ہم داراب کے ہاتھ سے
کس گت کو پہونچ جاوینگے دبیر نے اُسیوقت یہ نامہ لکھکر مالک کے سامنے حاضر کیا مالک نے اپنی مہر اُس نامے پر ثبت
کر کے خدمت ایرج مین روانہ کیا کہ اسی اثنا مین ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور آکر عرض کیا کہ داراب کشور کشا نے
طبل جنگ بجوا دیا کل پھر ارادہ ہے کہ معرکہ آراے میدان نبرد ہو مالک نے یہ سنکر حکم دیا کہ جو مرضی نیر اعظم آفتاب تابان کی
خیر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا دیا جاوے بموجب حکم مالک اُسیوقت لشکر آفتاب پرستان مین کوس حربی نوازش مین
آیا شب بھر دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی علی الصباح دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین بعد نقابت نقیبان کے داراب کشور کشا کشور شاہ سے اجازت خواہ ہوا کشور شاہ نے
کہا کہ جاؤ تمکو خداوند آب حیات کی حفظ و امان مین دیا کہ وہی تمھارا حافظ و کفیل اور مددگار و معین ہے یہ سنکر
داراب سلام کرکے میدان کارزار مین آیا اور مبارز طلب ہوا للکارا کہ آج پھر جس کسیکو جوش مرگ اور خواہش جنگ
ہو وہ میرے مقابلے کو نکلے یہ سنکر عوجان دریا باری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت خواہ ہوا مالک نے کہا کہ
جاؤ تمکو نیر اعظم آفتاب تابان کے سپرد کیا یہ سنکر عوجان دریا باری سلام کرکے مقابل داراب ہوا اور للکارا
کہ او آب پرست تو چند آدمیون کو مجروح کرکے مغرور نہ ہو ابھی بہت سے بہادر ایسے ایسے لشکر آفتاب پرستان مین موجود ہین
کہ جو تیرے اور تیرے لشکر کے پیے لیے ہین داراب نے کہا کہ او عوجان کیا فضولیات خواہ مخواہ بک رہا ہے میدان مصاف
جاے گفتگو نہین ہے اگر بارادہ جنگ آیا ہے تو اپنا حربہ اٹھا عوجان نے یہ سنکر خبردار خبردار کہکر نیزہ داراب پر مارا
داراب نے نیزہ اُس کا اپنے نیزے پر رد کیا بس پھر کیا تھا کوئی دو گھڑی تک طعن پر طعن لگائی خوب سا اندبرد اندر
اور چھڑ پر چھڑ [illegible] داراب نے نیزہ اُسکا ہوا لی کیا عوجان نے جھلا کر تلوار ماری داراب نے تلوار
اُسکی پشت تیغ [illegible] جو اپنا وار کیا تو تلوار داراب کی سر کو کاٹ کر سینہ تک آئی کہ تا دو ابرو اتر گئی عوجان دو شانہ
مارا تلوار [illegible] کی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی اور عوجان غش کھا کر گر پڑا آفتاب پرست آئے اٹھا کر
لیگئے و [illegible] مبارز طلب ہوا عمر جان دریا باری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر مقابل داراب ہوا

وہ بھی مجروح ہوا بعد اُسکے فیلم زنگی آیا وہ بھی زخمی ہوا بعد اُسکے فیلم زنگی آیا وہ بھی مجروح ہوا القصہ جسقدر سپہ اندرونی تھی
لشکر مالک میں کوئی ایسا شخص باقی نرہا کہ جو داراب کا مقابلہ کرتا جتنے سرہنگ اور دہ اور نامی آوران لشکر تھے یا وہ
مجروح ہوے یا مارے گئے مالک نے مجبور و ناچار ہوکر قصد کیا کہ مقابلۂ داراب سے فرار اختیار کرے اور یا داراب سے
امان طلب کرے قارن قمربین نے مالک بن ملکوت سے کہا کہ آپ ابھی فرار اختیار نہ کیجیے اور نہ امان مانگیے پہلے آپ
لندھور کے پاس جا بیٹھیے اور اُن سے کہیے کہ ای رستم زمان داراے ہند لندھور بن سعدان اب سواے تمھارے
ہم کسکے پاس جائیں اور کس سے اپنا احوال بیان کریں لشکر ہمارا بالکل تباہ و برباد ہوگیا کوئی مقابل داراب کا
باقی نرہا اب آپکا دامن ہی اور میرا ہاتھ ہی جسطرح ہو میری اعانت کیجیے آپ کی اسی لجاجت سے اگر لندھور آپکی
کمک کا ارادہ کریں تو فہو المراد اور اگر وہ انکار کریں اور کہیں کہ مجھے تم سے اور تمھارے لشکر سے کوئی سروکار نہیں
ہی میں فقط ایرج کا محافظ جان ہوں تم جانو تمھارا کام جانے تو اسوقت آپ فرمائیے گا کہ پھر میں آپکے قدم
چھوڑ کر کہاں جاؤں جب آپ اسطرح کہینگے تو وہ ضرور آپ کی طرفداری کرینگے مالک بن ملکوت شاہ کو یہ مشورہ
قارن بن قمربین کا بہت پسند آیا اسیوقت سوار ہوکر لندھور کے پاس آکر سلام کیا لندھور نے تعظیم کرکے اپنے برابر
بٹھایا بعد مزاج پرسی کے پوچھا کہ کیوں مالک اسوقت تمنے کیوں تکلیف کی مالک نے کہا کہ ای داراے ہند کیا تمکو
معلوم نہیں کہ داراب نے لشکر کی کیا حالت کردی ہی کوئی سردار صحیح و سالم نہیں ہی کہ داراب سے سامنا کرے کل سبھی ہم
اُسکے ہاتھ سے مارے جائینگے میں اسواسطے آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میری دستگیری کیجیے اور مجھکو داراب کی
شر سے بچائیے اور جیسا کہ قارن نے تعلیم کیا تھا اُس سے کچھ زیادہ لجاجت و منت کی لندھور نے کہا کہ مجھے کیا کام ہی جو میں
تمھاری طرف سے ہوکر آتش پرستوں سے مقابلہ کروں مجھسے یہ ہرگز نہوگا میں تو فقط ایرج کا محافظ جان ہوں مجھے
دنیا بھر کے قصوں سے کیا کام ہی کہ تمھارا حمایہ کرکے ہر ایک سے لڑتا پھروں تم نے دیکھ لیا کہ ترک کسطرح قتل ہوگئے اور میں
خبر نہوا اور مطلق دخل نہ دیا ہرچند میں مسلمان ہوں اور وہ سب بھی پکے اور سچے مسلمان تھے اعانت اُنکی مجھپر واجب
تھی مگر میں نے دم نہ مارا اور تمام زمانے کی بدنامی کا ٹوکرا اپنے سر پر رکھ لیا ہر ایک مسلمان نے یہی کہا کہ لندھور موجود تھا
اور ترک قتل ہوگئے اور اُسنے جنبۂ اسلام نہ کیا مگر میں نے اس کان سنا اور اُس کان اُڑا دیا جب مالک نے یہ گفتگو
درشت سنی تو کہا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ہماری جانب سے لڑیئے مگر اتنی خواہش ہی کہ آپ چندروز کی مہلت دلوا دیجیے
جب ایرج آجائیگا پھر کچھ پروا نہیں ہی لندھور نے کہا کہ یہ بھی مجھسے نہوگا مالک نے کہا کہ ای داراے ہند پھر میں
آپکا دامن چھوڑ کر کہاں جاؤں قصہ مختصر ہرچند لندھور نے چاہا کہ کسی طرح مالک چلا جاے مگر وہ کب ٹلتا ہی
جب لندھور نے دیکھا کہ مالک کسی طرح نہیں جاتا تو مجبور ہوکر کہا کہ اچھا میں داراب سے کہونگا اگر اُسنے مان لیا
تو خیر ورنہ میرا کیا اختیار ہی یہ کہکر سواری تیار کرنے کے واسطے حکم دیا اور کہا کہ اسوقت کوئی ہمارے ساتھ چلیگا
الکۂ ہندی نے کہا کہ ای شہریار یہ آپکو کیا سوجھی ہی آپ کیوں اپنی بات کھونے جاتے ہیں داراب ہرگز نہ مانیگا
جب وہ آپکا کہنا نہ مانیگا تو پھر خواہ نخواہ لڑنا پڑیگا لندھور نے کہا کہ بھائی مجھے تو کچھ بن نہیں پڑتی صاحبقران
مجھے عذاب میں پھنسا گئے اُدھر تو میں اس مخمصے میں ہوں اور اُدھر اسد بن کرب غازی مجھپر کیا طوفان
اُٹھاتا پھرتا ہی کہ کیا کہوں نہیں معلوم مجھپر لگاتا ہی میرا تو ناک میں دم ہوگیا ہی گرجر ملک نے کہا کہ ای داراے ہند انھیں
باتوں سے آپ بدنام ہیں جو آپ کو سمجھاتا ہی اُسپر آپ عمل نہیں کرتے لندھور نے کہا کہ یہی ہوگا ہرچہ بادا باد یہ کہکر سوار
ہوا اور جانب لشکر داراب روانہ ہوا جو ہرکارے داراب کے لگے ہوے تھے اُنھوں نے جھپٹ کر داراب کو خبر

کہ خداوند ہوشیار ہو جیسے لندھور ہندی آتا ہی داراب نے پوچھا کہ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ آخر غرض آنے کی کیا ہی ہرکارون نے
کہا کہ خداوند یہ ہمین نہین معلوم کہ کیون آتا ہی اور کیا غرض ہی مگر یہ جانتے ہین کہ بہت قریب آگیا ہی یہ سنکر داراب
بہت برہم ہوا اور مالک اژدر سے کہا کہ ای مالک مین خوب جانتا ہون اور خوب مجھے معلوم ہی کہ یہ ہندی مالک
بن ملکوت شاہ کی جانب سے مہلت طلب کرنے آتا ہی اور ای مالک مین ہرگز مہلت نہ دونگا اگر لندھور نہین
ہوا ایسے لندھور آئینگے تو مین نہ سنونگا اور ہرگز ہرگز مہلت نہ دونگا ای مالک تم سمجھو تو سہی کہ مین مہلت
دیکر اپنا کیا کرایا کام بگاڑ دون جسدن مہلت دیدونگا تو وہ اپنا سامان درست کریگا پھر مجھے اُس سے زیر کرنیمین
اُتنی ہی دقت پڑیگی تو بھائی مجھے کیا فرض مارا جاتا ہی کہ مین لندھور کی مروت سے اس وقت کو برباد کرون
مجھسے تو یہ ہرگز نہوگا یہ سنکر مالک اژدر نے کہا کہ ای داراب کشور کشا بھائی ذرا عقل سے کام لو کچھ سمجھو بوجھو
بھائی یہ ہندی ہی بڑا بہادر نہایت صاحب حوصلہ ہی یہ ہندی دوسرا امیر حمزہ صاحبقران ہی بلائے بے درمان آفت
جہان و جہانیان ہی اسکے کاٹے کا علاج نہین ہی لندھور کو مالک بن ملکوت سا بودا نہ سمجھنا یہ ہندی اپنی بات کا
بڑا دھنی ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی اگر تمنے اسکے کہنے کو نہ مانا تو مجھے خوف ہی کہ وہ اپنی سخن پروری سے واسطے خود
تمسے مستعد کارزار اور آمادہ پیکار نہ ہو جاوے اور اگر وہ ہندی آمادۂ جنگ ہو گیا تو آفتاب پرست تو ایک کونے مین
بیٹھ رہینگے ہندیون سے مقابلہ پڑجائیگا اور جب ہندیون سے مقابلہ پڑجائیگا تو پھر بڑی دقت ہو جائیگی تم یہ خوب
سمجھے رہو کہ فوج ہندی تمام لشکر امیر حمزہ صاحبقران مین فرد ہی اور اپنی بہادری و ہمت و علو حوصلگی مین مثل و
نظیر نہین رکھتی ان مین ایک ایک اپنے کو رستم وقت سمجھتا ہی اور اپنی بہادری کے غرہ مین تلتا ہی میرے نزدیک تو یہی بہتر ہی
کہ اگر لندھور تمسے آکر مہلت طلب کرے تو تم یہی جواب دینا کہ ای داراب ہندی مجھے تمہارے ارشاد سے عذر نہین ہی
یہ سنکر داراب نے کہا کہ ای مالک مین لندھور سے خائف نہین ہون کوئی اسکا ذلیل نہین ہون اگر وہ قائم مقام
حمزہ ہی تو ہوا کرے مین تو خود حمزہ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون اور حمزہ سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہون تو وہ
ہندی کیا مال ہی اور اُسکی کیا ہستی ہی اگر مستعد جنگ ہوگا تو اُس سے مقابلہ کرلینگے مالک نے کہا کہ یہ سچ ہی مگر
کوئی اور تدبیر ایسی سوچنا چاہیے کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے کس واسطے کہ مین تمہارے ساتھ ہون اور اُس
ہندی سے اور مجھسے ہمیشہ سے لاگ ڈانٹ چلی آتی ہی صرف خیال اس امر کا ہی کہ ہم مسلمانون سے باہم مقابلہ نہ ہو جاوے اور
مسلمان آپس مین نہ لڑپڑین ای داراب اتنا سمجھ لو کہ اگر عربون اور ہندیون سے بگڑ گئی تو پھر ایک بھی زندہ نہ رہیگا
سب کے سب ہی تو کٹ کٹ کے مرجائینگے اور امیر آلاباد تک یہ بدنامی میرے ہی نام رہ جائیگی داراب نے کہا کہ پھر کیا ہو
فتاح کشوری نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہی کہ جب لندھور آکر گفتگو سے ترش کرے تو حلقہ ہائے کمند مارکر گرفتار
کرلیجیے اور ہندیون سے کہلا بھیجیے کہ ہمنے لندھور کو اسلیے گرفتار کیا ہی کہ آفتاب پرستون کا جانبہ نہ کرے جسوقت ہم
آفتاب پرستون پر فتحمند ہونگے اُسوقت لندھور کو چھوڑ دینگے مالک نے کہا کہ واقعی یہ صلاح اچھی ہی مگر میرا
ٹھہرنا مناسب نہین ہی مین یہان سے چلا جاتا ہون یہ کہکر مالک تو چلا گیا مگر لندھور جب قریب دروازے کے پہنچا
تو اس خیال سے ٹھہر گیا کہ شاید کوئی استقبال کو آوے جب تھوڑی دیر تک ٹھہرا رہا اور کوئی نہ آیا تو اُسکے دل مین
یہ خیال گذرا کہ اولاً تو نے اپنے آنے کی اطلاع پیشتر سے نہین کی کسیکو کیا معلوم کہ کون آتا ہی کون نہین آتا اور دوسرے
اگر اطلاع ہو بھی گئی ہو اور کسی نے کہدیا ہوگا تو اُسکو بہتر سے استقبال کی وجہ کیا ہی وہ مجھسے تو سخت مخالفت رکھتا ہی
ایرج نے اُسے سخت تنگ کیا تھا ایک مدت مدید تک قید رکھا تھا وہ کیون بڑا استقبال کریگا یہ سوچ کر دروازہ

بارگاہ پر آیا اور چوبدار سے کہا کہ جاؤ داراب سے ہمارے آنے کی اطلاع کرو کہ لندہور بن سعدان آیا ہے چوبدار نے کہا
کہ آپ شوق سے تشریف لیجائیے آپ کے آنے کی پہلے ہی اطلاع ہو چکی ہے کوئی ضرورت اطلاع کرنے اور اجازت لینے کی
نہیں ہے یہ سنکر لندہور بن سعدان بارگاہ کے اندر آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا داراب نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی
لندہور بن سعدان کرسی پر بیٹھ گیا داراب نے پوچھا کہ اے داراے ہند اسوقت تمہاری تشریف آوری کی کیا وجہ ہے یہ سنکر
لندہور نے کہا کہ میں تمہارے ہی پاس ایک سخت ضرورت سے آیا ہوں اور ایک نہایت ضروری التجا رکھتا ہوں اگر تم
میرے سخن کو رد نہ کرو اور جو میں کہوں اسے قبول کر لو تو میں بیان کروں داراب نے کہا کہ کہئیے تو آخر وہ امر ہے
کیا ہے لندہور نے کہا کہ اے داراب میں اسواسطے تمہارے پاس آیا ہوں کہ آفتاب پرست تمہارے ہاتھ سے بہت عاجز
و تنگ آگئے ہیں اور بشدت زخمی ہو چکے ہیں بہت سے آفتاب پرست جان سے ضائع ہو چکے ہیں اب کوئی مقابلہ کرنے والا صحیح
و سالم باقی نہیں ہے پس میری خواہش یہ ہے کہ ایک چندروز کے لیے انھیں مہلت دے دو تاکہ زخم ان کے اچھے ہو جائیں یا ایرج
آجائے پھر تم کو اختیار ہے لیلینا داراب نے یہ سنکر کہا کہ اے رستم زمان لندہور بن سعدان سنو جب میں قید ہو کر
ایرج کے سامنے گیا تھا تو تم بھی اسوقت بارگاہ ایرج میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے تمہارے سامنے اس بے مروت سے
یہ کہا تھا کہ مجھکو طوفان کا عیار لیباری و مکر گرفتار کر لایا ہے تم مجھے رہا کر دو اور اگر تمکو یہ منظور ہے کہ میں تمہاری اطاعت کروں
تو حسب قواعد اہل شجاعت تم مجھسے سرکچھ ہو کر آزمائش کرو اگر میں تم سے زیر ہو جاؤنگا تو ضرور تمہاری اطاعت کرونگا اس بے مروت
نے میرے کہنے کی سماعت نہ کی اور مجھے بہلا کر قید رکھا اگر میرا عیار نہ چھڑاتا تو میں ابتک قید رہتا اسوقت تم نے میری سفارش کی
اور اب آفتاب پرستوں کی سفارش کرنے آئے ہو میں ہرگز نہ مانونگا یہ سنکر لندہور نے کہا کہ اے داراب حق تمہاری جانب
ہے تم جو کچھ کہتے ہو بجا کہتے ہو واقعی مجھے آفتاب پرستوں سے کوئی غرض نہ تھی مگر مالک ابن ملکوت شاہ نے مجھے
ایسا ہی تنگ کیا جو میں تمہارے پاس آیا مگر خیر اب تو میں آیا میرے آنے کا خیال کرو اور ایک ہفتہ کی مہلت دے دو یہ سنکر
داراب خشمناک ہو کر کہنے لگا کہ او داراے ہند تم کہتے کیا ہو یک ہفتہ تو بہت ہوتا ہے میں ایک گھڑی بھر کی مہلت نہ دونگا
یہ سنکر لندہور نے کہا کہ اے داراب اپنو مالک ابن ملکوت شاہ سے تیرے مقابلہ ہوا تھا اور اسنے میرے پاس آکر پناہ لی ہے
اگر تم مہلت نہ دو گے اور طبل جنگ بجواؤ گے تو بجائے میرے تمہارے مقابلہ کی ٹھہر جائیگی میں تم سے لڑونگا اور انھیں قتل سے
بچاؤنگا یہ کہکر دو ہم و برہم ہو کر اٹھا ہی تھا کہ فتاح کشوری نے جو پہلے ہی سے چار سو کمند اندازوں کو لیے ہوئے بیٹھا تھا
حلقہائے کمند لندہور کے گلے میں ڈالدیے پس فتاح کا کمند ڈالنا تھا کہ چار طرف سے کمندوں کی بوچھار ہو گئی ہر چند لندہور
کمندوں کو کاٹتا مگر کیا ہو سکتا ہے چار سو کمندوں کو ادھا اسنے کاٹا اور کہاں تک بچتا آخر مجبور و ناچار ہو گیا اور زمین پر گر پڑا
بس اسکا گرنا تھا کہ چار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اور لندہور کو گرفتار کر لیا اور آہنگروں کو بلوا کر اسیر غل و زنجیر کر لیا
اور مسلسل و مطوق کر کے زندان خانہ میں بھیجدیا بعد اس کے آکر داراب سے عرض کیا کہ لندہور کو تو اسیر غل و زنجیر کر کے
زندان خانے میں بھیجدیا اب جو لوگ کہ لندہور کے ساتھ آئے تھے ان کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے لندہور نے ہر چند زور کیا
اور حلقہائے کمند کاٹنے مگر دلاوران والا نے کسی طرح نہ چھوڑا اور قید کر لیا داراب نے کہا کہ بہت خوب کیا مگر ہمراہیان
لندہور کو میرے سامنے بلاؤ یہ فتاح جاکر ہمراہیان لندہور کو داراب کے سامنے بلا لایا داراب نے کہا کہ تم لوگ
کسی طرح خائف نہ ہو مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں ہے تم شوق سے اپنی فرودگاہ کو واپس جاؤ یہ رفقائے لندہور نے کہدیا
کہ ہمنے ہر چند لندہور بن سعدان کو فہمائش کی کہ تم آفتاب پرستوں کی جنبہ داری نہ کرو اور ان کے معاملے میں دخل نہ دو
تمھیں اس معاملہ میں کوئی دخل و بحث نہیں ہے تم اپنے کام سے کام رکھو لیکن لندہور نے مطلق نہ مانا اور کوئی بات

نہ سنی اور سراسر آفتاب پرستوں کی خیمہ داری کیے گیا اور آمادۂ فساد و جنگ ہوا اُسوقت ہمنے بہ مجبوری قید کر لیا
تم سب مطمئن رہو جسوقت ہم آفتاب پرستوں کا استیصال کر لینگے اُسوقت لندھور کو فوراً رہا کر دینگے اور حتی الامکان
یہاں کسی طرح کی تکلیف و ایذا لندھور کو نہ ہونے پائیگی مثل اپنے گھر کے یہاں رہینگے تم لوگ یہ خوب سمجھ لو کہ اگر لندھور
کو ہم چھوڑ دیتے تو وہ ضرور آمادۂ جنگ ہوتا اور مفت تم لوگ ہلاک ہوتے بعد اسکے خلعتہائے گران بہا
منگوا کر ان سب کو عنایت کیے اور خوشی خوشی رخصت کیا وہ سب متحیر و متعجب رخصت ہوئے اور جا کر اگر مہندی
وغیرہ سے کل حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا وہ لوگ بھی حماقت لندھور پر انگشت بدندان ہوئے اور کل حال
مالک بن ملکوت شاہ سے بلا کر بیان کیا اور کہا کہ اب تو تمکو صبر آیا لندھور بھی اسیر دام تزویر ہوا اور خوب
ہوا کہ لندھور قید ہو گیا ہم تو بہت خوش ہوئے جیسا کیا ویسا پایا مالک بن ملکوت شاہ وہاں سے نہایت مایوس اور
اُداس اپنے خیمے میں آیا اور فارن قمر سے کل حال بیان کرکے کہا کہ افسوس ہمارا ستارہ آج کل گردش میں ہے جو
ہمارا طرفدار ہوتا ہے وہ بھی مبتلائے عذاب ہوتا ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہرکاروں نے اطلاع دی کہ داراب نے
طبل جنگ بجوا دیا ہے یہ سنتے ہی سبھوں کی عجب حالت ہو گئی اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ افسوس مفت ہی نقد جان
مارے گئے خواہ مخواہ جان سے ہلاک ہوئے کوئی تدبیر بن نہ پڑی آخر کار صلاح ہونے لگی کہ بھاگ کر جان بچانے جائیں
کدھر جا کر چھپیں انجام کار یہ مشورہ ٹھہرا کہ مال و اسباب تو وقت شب فرنگو شیہ کو روانہ کر دیجیے آپ صبح کو میدان میں
چلکر لڑیے اگر صورت فتح کی نظر آئے تو فبہا نہیں تو بھاگ کر فرنگو شیہ کا راستہ لیجیے القصہ رات تو گذری علی الصباح
دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نہیب دے کر نکل گئے داراب کمال آب و تاب سے میدان میں
آیا خوب مرکب کو جولان کیا خوب برچھے کے ہاتھ لگائے جب کمال پسینا آیا تو مرکب کو لاکر میدان میں آیا اور کہا کہ ای
آفتاب پرستو تم میں سے مقابلے کو افسران سپاہ مع مالک بن ملکوت نے کچھ توقف کیا بعد کسیکے جواب نہیں دیا
مالک بن ملکوت تخت پر سوار چپ کھڑا ہوا ہے کہ دوسری مرتبہ داراب پھر لکارا کہ اگر فرداً فرداً نہیں آتے تو دو دو
چار چار ملکر آؤ مگر یہاں ہے کون جو مقابلے کو جائے سب کے سب مضطر و پریشان ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ یا پیر اعظم
تو ہی مددگار ہے یعنی قطب دوران کو لکار رہے ہیں ایک غلغلہ ہے یا آفتاب تابان ہے کہ داراب نے گھڑی بھر تامل
کرکے تیسری آواز دی کہ ای نامردو یہاں نہیں کوئی میرے مقابلے کو تو خیر اگر نہیں آتے ہو تو ہمیں آتے ہیں یہ کہکر ارادہ
کیا تھا کہ آفتاب پرستوں پر جا پڑے کہ گرد و غبار کا تتق صحرا سے اُٹھا فتاح کشوری نے کہا کہ ذرا ٹھہر جائیے
دیکھیے کون آتا ہے ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے جب گرد برابر پہونچی اور شق ہوئی تو اس میں سے چالیس
علم نشان چالیس ہزار سوار کا دکھائی دیے ہر ایک علم کے پھریرے پر لکھا تھا نیر اعظم آفتاب تابان پیر قطب دوران
کی لکھی ہوئی تھی بعد اسکے ہتھنیاں شتر نالیں تیپیاں بانوں کی پیدلوں کے غول کے غول مرکب کوتل با ساز و یراق
اور سقہ چھڑکاؤ کرتے ہوئے پیچھے زبدۂ آفتاب پرستان و لاڈ کردۂ پیر قطب دوران ایرج نوجوان [illegible]
زنگیان خونخوار کی جمعیت سے نظر آیا بس لشکر آفتاب پرستان میں تو طبل شادمانی کے بجنے لگے اور مالک بن ملکوت
مع افسران سپاہ ایرج کے استقبال کے واسطے دوڑا اور ایک ایک گروہ پھر الفراق ہوا غرض آمد میں ایرج کی
دن تمام ہو گیا داراب طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور کشور بنشاہ سے کہا کہ آج تو یہ آفتاب پرست منزل کا تھکا ہوا ہے
کل سے سمجھ لیا جائیگا یہی باتیں اپنے جی میں کرتا ہوا آکر داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اُتاری پوشاک بزم پہنکر کرسی
جواہر نگار پر بیٹھا بعد اسکے کہا لاؤ لندھور بن سعدان کو جب لندھور سامنے آیا داراب نے تعظیم کی اور کرسی پر

جواہر نگار پر بیٹھا یا بعد اُسکے کہا اے داراب ہند مجھے تم سے کچھ عداوت نہیں ہے فقط اسواسطے یہ حرکت کی تھی کہ میرے
اور تمھارے رزم و پیکار نہوا رہے بلاؤ آہنگر کو کہ قید انکی دور کرے لندھور بولا کچھ حاجت آہنگر کی نہیں ہے
یہ کہکر قید کو جھٹکا دے کر توڑ ڈالا اور اُٹھ کھڑا ہوا داراب نے مرکب سواری کے لیے منگوا دیا لندھور اپنے لشکر کو
روانہ ہوا بعد اُسکے داراب نے نشۂ شراب میں حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسوقت نقارہ رزمی بجا ہرکارے خبر
لے کر روانہ ہوے یہاں مالک بن ملکوت شاہ نہایت شادان و فرحان ایرج پر سے زر و جواہر لٹاتا ہوا بارگاہ میں
لایا تمام حال بربادی و تباہی لشکر کا از ابتدا تا انتہا سنایا ایرج نہایت خشمناک ہوا کہا کہ خیر میرے سرداروں پر
جو کچھ گذری سو گذری مگر لندھور کے ساتھ اسنے بڑی بے مروتی کی میں اسکا عوض ضرور لونگا بعد اُسکے ایرج نے
اپنی سرگذشت جزیرۂ ناروں میں قید ہو جانے کی اور وہاں الکن بن لکمن کے آنے کی بیان کی یہی باتیں ہو رہی
تھیں کہ اسی اثنا میں خبر پہونچی کہ لندھور کو داراب نے چھوڑ دیا لندھور آتا ہے ایرج استقبال کے واسطے دوڑا اثنائے
راہ میں لیا سلام کیا لندھور مرکب پر سے کود پڑا ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایرج بولا اے داراے ہند آپ نے حق بزرگی ادا
فرمایا مگر بڑی ایذا اُٹھائی لندھور بولا اے ایرج کچھ ایذا کا خیال نہیں دوستی اور محبت میں ایسا ہی ہوتا ہے وہ اپنا
کہو حال جزیرۂ ناروں کا ایرج نے کہا کہ کچھ نہیں اعظم کے فضل سے میں بچا نہیں تو طرا قوس زنگی مجھے قتل کر چکا تھا بڑی
مکاری اُسنے کی تھی تمام سرگذشت بیان کی لندھور نے کہا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اے ایرج نوجوان جب
تم اُدھر چلے تھے تو مجھکو کھٹکا گذرا تھا مگر میں نے کچھ نہ کہا اب کہو طرا قوس زنگی کیا ہوا ایرج نے کہا وہ بھاگ گیا
اور جا کر قلعہ بند ہوا میں نے پھر اُسکا تعاقب نہ کیا اور طرح دے کر چلا آیا لندھور بولا خوب کیا یہی ذکر کرتے ہوے
بارگاہ سلیمانی میں آکر بیٹھے تھے کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ داراب نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج پکارا کہ ہمارے یہاں بھی
کوس حربی پر چوب پڑے اُسیوقت طبل رزمی بجا لندھور اپنے خیمے کو گیا ایرج نے دربار برخاست کیا کھانا
کھا کر سو رہا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو ایرج سوار ہو کر عرصۂ کارزار میں آیا اُدھر سے
داراب نمودار ہوا دونوں صفیں قایم ہوئیں ادھر خورشید و جمشید اختیمی قیلبند دروازے پر آکر بیٹھے داراب نے
مرکب کو مہمیز کرکے سامنے تخت کشور شاہ کے آکر مجرا کیا ہاتھ باندھ کر اجازت خواہ ہوا کشور شاہ بولا کہ جاؤ
خداوند آب حیات اور پیر زلال روشن ضمیر تمھارے نگہبان داراب سلام کرکے مرکب کو چمکاتا ہوا برچھے کے
ہاتھ نکالتا ہوا چلا اُسیوقت میدان میں پہونچا تو مرکب کو روکا نیزہ میدان میں گاڑ کر نعرہ کیا کہ اے آفتاب پرستو
آؤ میرے مقابلے کو یہ آواز سنتے ہی ایرج نے مرکب کو جولان دیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور آواز کشر دم گاؤ دم
نفیری کیتھری و دماموں کی بلند ہوئی سردار پیادہ ہو کر ساتھ ایرج کے ہو لیے ایرج نے ایک ایک کو رخصت کیا اور
مالک بن ملکوت سے رخصت ہو کر چلا جب برابر داراب کے پہونچا داراب لگا در زن ہوا مرکب برابر پہونچ ہٹ گئے
گلہائے سپر شرر افشاں ہوئے مرکبوں کو پھیر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے کہا کہ اے داراب مردی سے
بعید ہے کہ تم میرے لشکر کی بربادی کا ارادہ کیا تھا یہ کون سی سپاہ گری تھی کہ لشکر بے سردار پر زیادتی کی اور لندھور
جو مملکت مانگنے گیا تو اُسے بلا کر قید کیا اور اس پر دعویٰ صاحبقرانی کا کرتے ہو داراب بولا کہ بیشک تم سے حرکت
نامردانہ سرزد ہوئی کہ مجھکو عیار طوفان بن سماک کا پکڑ لایا اور تمنے مجھکو نہ چھوڑا اور لندھور کا قید کرنا تو فقط
اُسکے واسطے تھا کہ حمزہ یہاں نہیں ہے اور یہ سب حمزہ کے ملازم ہیں میں نے چاہا تھا کہ بعد حمزہ کے ان لوگوں سے
ہم لڑیں فقط اسی قسم شر کے لیے یہ امر کیا تھا اور منشا اس امر کی یہ ہے کہ جب تم آئے اُسیوقت میں نے لندھور کو

چھوڑ دیا تمھاری طرح سے نامردی نہین کی کہ تمنے قلعہ شیشہ کے فتح کرنے کے بعد مجھکو نہ چھوڑا وہ تو خداوند آب حیات نے
مدد کی کہ میرا عیار مجھکو چھڑا لے گیا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اتنا تامل کرو کہ مین شہر اختتم کا فیصلہ کرلون
پھر تجھسے لڑ لینا داراب بولا سبحان اللہ کیا بہادری ہی کہ وہ بیچارے قلعہ بند ہو کر بیٹھے ہین اور تم انکو آزار دینا
چاہتے ہو میرے ہوتے کوئی قلعہ اختتم کو لے نہین سکتا ایرج نے کہا کہ مین ہرچند چاہتا ہون کہ میرے تمھارے
فساد نہو مگر تم نہین مانتے اچھا جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو داراب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ سینہ ایرج پر مارا پھر
نیزہ بازی ہونے لگی اب سنان پر سنان اور سنان پر سنان بج رہی ہی مرکبون نے زمین کو کھود ڈالا ہی سنگ گرد کا اٹھا
ہی اسمین سنانین اور بیانین مانند ستارون کے درخشان ہین گھوڑے استارون پر پھر رہے ہین گویا کل کے تلے
سے ہوے ہین ایرج بند باندھتا ہی داراب اسکے توڑنے مین رد کرتا ہی داراب بند باندھتا ہی ایرج اسکو رد کرتا ہی
دونون برابر مصروف نیزہ بازی ہین کوئی کسی پر غالب نہین ہی کس واسطے کہ ایک استاد کے دونون شاگرد ہین یہانتک
تھک کے چھوڑ رہی ہی سنانین اور بیانین بیکار ہوگئین قبضون پر ہاتھ پڑ گئے تلوارین کھینچ گئین داراب
ایرج پر حملہ آور ہوا ایرج نے سپر کر تلوار رد کی داراب نے پھر تلوار ماری ایرج نے ضرب شمشیر لگائی داراب نے
صاف بہ نیشپ سپر رد کی اب تیغ بازی انکے اور انکے ہو رہی ہی نہ یہ کمی کرتا ہی نہ وہ کمی کرتا ہی یہانتک کہ ایرج نے داراب
مجروح کیا داراب نے تلوار پھر ماری ایرج نے شمشیر پر رد کی اسی طرح سے تمام دن تلوار چلی آخر کو ایک مقام پر جا پہنچ
تلوار ماری تو سپر کو قلم کرکے نکل گئی اور داراب و تری ایرج دستانہ مارا تلوار تو چھپا کر نکل گئی مگر سر سے ایک جادر خون کی
جاری ہوئی داراب نے زخم سر پہ ہاتھ رکھکر تلوار ایرج پر ماری مگر بسبب زخم کاری کے چشم بصارت پر جادر
خون حایل ہو دیکھتا ہی کچھ دکھائی نہین دیتا ہی لیکن پھر ہشیاری کرکے ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے سپر سے
سر بچا کر کے خالی دی ہاتھ جو تلوار کا خالی گیا زکان مین اس کی آب بھی جھکا سر سے داراب کے ایک جادر خون کی جاری کیا
ہوئی غشی طاری ہوئی ایرج نے پکارا کہ ای آب پرست تو داراب زخمی ہو لیجا واسطے کل تم سب سے سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر
طبل بازگشت بجوا کر پھرا اور گرد داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر صحبت مین بیٹھا رفقا سے کہا
کہ دیکھا تمنے کیسا اس آب پرست نے مثل حباب دریا سر اٹھایا تھا وہ آپ ہی پست ہو گیا سب نے عرض کی کہ ای شہریار
کسیکو آپسے کیا نسبت ہی آپکو تو نیر اعظم نے صاحبقران کیا ہی یہی باتین ہو رہی ہین دور جام گردش مین ہی کہ ملکہ
شراب مین آکر ایرج نے حکم دیا کہ بجا طبل جنگ کل صبح تو سب آب پرستون کا استیصال کرونگا اسوقت انکا رہ
گر گرشا یا ہر کارے خبر لے کر روانہ ہوے ادھر کشور شاہ داراب کو لیکر بارگاہ مین آیا زخم مین ٹانکے دوا لگا
کہ خبر آئی ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی کشور شاہ نہایت متردد ہوا سردارون نے عرض کیا کہ آپ متردد نہو جیئے
ہم سب جانبازی کو تیار ہین القصہ رات گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب
نقابت کرکے چلے گئے لشکر مین ایرج کے علم جلوہ گری پر آئے ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین
آیا مبارز طلب کیا جو سردار لشکر داراب سے نکلا ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوا یا مارا گیا کوئی پہر دن چڑھا تھا کہ
بند ہو گیا ایرج نے زیادتیان کرنا شروع کین اور چاہا کہ لشکر داراب پر آ پڑے اسوقت مالک اژدر نے پکارا کہ او
آفتاب پرست تامل کر آتا ہون یہ کہکر گھوڑا اٹھایا برابر ایرج کے آیا ہم رکاب ہوا ہوا ایرج سے مرکب ہٹ گئے
مرکبون کو پھیر کر مقابل یکدیگر ہوے ایرج نے مالک سے پوچھا کہ آپ مقابلہ کے واسطے آئے ہین مالک نے
کہا کہ حمزہ نے بھیجا داراب کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہی کہ کوئی اسے قتل نکرے مین تمسے لڑنے آیا ہون کہ داراب

زخمی ہو اُسے مہلت دو ایرج نے کہا ای مالک اژدر ابھی کل کا ذکر ہو کہ جب لندھور ہماری طرف سے مہلت طلب
کرنے کو گیا اُسکو داراب نے مہلت نہ دی بلکہ لندھور کو قید کر لیا اب میں کیونکر مہلت دونگا مالک اژدر بولا
ای ایرج داراب نے فقط رفع شر کے واسطے یہ امر کیا تھا نہیں وہ کاہیکو اسکا مرتکب ہوتا ایرج نے کہا
اچھا لاؤ میں تمھاری مشکیں باندہ لوں رفع شر ہو جائیگا مالک بولا ای آفتاب پرست تو کیا میری مشکیں باندھیگا وہ
بندہ ہی کہ تو جسکی حمایت سے صاحبقران بنا ہی وہ تو ہمیشہ تجھے دیکھا کیا تیری کیا حقیقت ہی ایرج یہ سنکر آگ ہو گیا کہا
خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر نیزہ مالک پہ مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ ایرج اپنے
دل میں تعریفیں کرتا جاتا تھا کہ اچھا یہ نیزہ باز ہے بارے ہوا ایسا مثل دلفگار نہیں رکھتا ہے ناگاہ دونوں نیزے ناکارہ ہو گئے
نیزوں کو پھینکا دو با تلوار چلنے لگی آخر کار مالک ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا ابلیس اعرابی نے سامنا کیا مجروح ہوا قنبر
اعرابی مقابل ہوا وہ بھی گھایل ہوا قصہ مختصر پہر دن پچھلا باقی تھا کہ ایرج لشکر آفتاب پرستان پر گرا اور لگی تلوار چلنے
چار گھڑی آفتاب پرست آفتاب پرستوں سے انکی انجام کار پست پا ہونے لگے دیکھا عربوں نے کہ سامنا نہیں کر سکتے اور
وہ انکو مارے ڈالتے ہیں آپس میں کہا کہ ایسا نہو کہ داراب بھی مارا جاے تو آقا ہمارا بدنام ہوگا چلکر انکو بچانا ہے
اور داراب کو بچانا ہے یہ مشورہ کر کے ڈاڑھیاں دانتوں سے نیچے دابیں اور دلا بستان کھینچ کھینچ کے برچھے برچھے
کر کر کے جو آفتاب پرستوں پر گرے لاش پر لاش گرادی نیزوں پر چھید چھید کر اٹھا لیا ہزاروں آفتاب پرست
کباب سیخ آتش آفتاب میں بھن کر داخل جہنم ہوے رنج انکے پہر گئے عربوں سے انکے آگے نہ بڑھ سکے اور
وہ عرب صاف آفتاب پرستوں کو مع مال و اسباب مع خیمہ و خرگاہ نکالے لیے چلے گئے ایرج حیران دیکھتا رہ گیا تعریفیں
کرتا ہوا پھرا کہ یہ عرب کیا بہادر ہیں جسوقت داخل بارگاہ ہوا حکم دیا کہ جتنے آفتاب پرست مارے گئے ہیں انکی
لاشیں جلوا دو اور آب پرستوں کے کشتوں کو پانی میں بہا دو یہ کہکر ڈنگل پر بیٹھا صحبت رقص و غنا شروع ہوئی
دور شراب کا چلنے لگا بعد اُسکے دربار برخاست ہوا سب اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے صبح کو پھر دربار ہوا ایرج نے
لندھور سے کہا کہ ای رستم زمان معاملہ شہر اخشم کا کیا ہوگا لندھور نے جواب دیا کہ ای ایرج نوجوان میں انکے مقدمہ
میں کیا دخل دوں کہ وہ میرا کہنا سنتے نہیں بلکہ طرماسپ ابھی انکے پاس قید ہے معلوم ہوتا ہے اسد نے اُنکو بھی ورغلا کر
خراب ہو نگے ایرج لندھور سے یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا اور لشکر کو حکم دیا کہ شہر اخشم پر نرغہ کرو اُسیوقت
فوج نے چہار طرف سے قلعہ کو گھیر لیا پھر ایرج قلعہ کے سامنے آیا اور پکارا ای ساکنان شہر اخشم بہتری تمھاری
واسطے کہ طرماسپ کو قید سے رہا کر کے میرے پاس لے آؤ اور بیعت میری کرو میں تمھیں کچھ نہ کہونگا اور اگر تمنے میرے
کہنے پر عمل نہ کیا تو یہ سمجھ لو کہ جو ترکون کے ساتھ میں نے کیا ہی اس سے بدتر تمھارا احوال کرونگا قلعہ والوں نے جواب دیا کہ او
کرایہ فروش بچہ بازاری کبھی ہم تیری اطاعت نہ کرینگے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر پروردگار ہمارا حامی و مددگار ہے
ایرج نہایت خشمناک پھر کر داخل خیمہ ہوا اور اس فکر میں مصروف ہوا کہ کیونکر قلعے کو لیجیے اگر یورش کر کے جاؤنگا
تو وہ طرماسپ کو زیر تیغ بٹھا دینگے ناچار پھر آنا پڑیگا یورش کرنا عبث ہی پھر آخر کیا کریں اب دو کلمے اور سنیے کہ اسد
ضرغام شیردل کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ کیفیت دریافت کر کے خدمت اسد میں گیا ایرج کا جزیرہ ناروں سے
آنا اور داراب کو شکست دے کر بھگانا بیان کیا اسد نے کہا کہ یارو یہ پاجی کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اسکے ہاتھ سے
کلیجا پک گیا ہی ضرغام سے خطاب کیا کہ جسطرح ہو سکے تو اس نرازجیجہ کو گرفتار کر لا ضرغام بولا بہت اچھا جاتا ہوں
اگر بالفعل لگتا ہی تو لاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا پاے شاطری مارتا ہوا شب کو جست و خیز کرتا ہوا مانند ہرن چوکڑیاں

بھیس بدلتا چلا جاتا ہے آتے آتے جب قریب لشکر ایرج کے پہونچا صورت تبدیل کرکے ایک فقیر صاحب کی شکل بنا کر سنجرفی کرتہ
گلے میں سنجرفی پھینٹا سر سے لپٹا ہوا تہمد سنجرفی باندھے ہوے ایک ہاتھ میں تسبیح ہزار دانے کی یاد خدا میں مگر پڑھتا ہوا ایک ہاتھ
پر اللہ اسی مضمون سے داخل لشکر ہوا اور ایک مقام پر وسط لشکر میں آکر بیٹھ گیا اتفاقات روزگار الکن جو ملکہ
ایرج کے پاس آتا تھا اسکی نگاہ ایک درویش عبادت کیش پر پڑی کہ شخص جادۂ طریقت اور موسی طور معرفت پایا
غلاف سے آنکھیں پھیرائے ہوے خدا کی طرف لو لگائے ہوے ہیں دیکھتے ہی شاہ صاحب کے پاس آیا پکارا کہ السلام
ہو شاہ صاحب نے جواب دیا با اسرار عشق ہو کر رم کرد الکن نے جھک کے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ غریب خانے پر تشریف
لے چلئے یہاں کیوں بیٹھے ہیں شاہ جی نے کہا بابا کہو تو ہی ہے ایسا رشتہ کا یہ سرا ہے جیسے یہاں ویسے وہاں اسنے کہا
آپ بجا فرماتے ہیں مگر آپ اللہ والے ہیں میں آپکی خدمت بجا لانا موجب فخر سمجھتا ہوں شاہ جی نے کہا کہ بابا اللہ والے
لوگ گوشے میں منہ چھپائے بیٹھے ہیں انکو کوئی دیکھتا بھی نہیں ہم لوگ مکار ہیں جو بھٹک کر شہر لوگوں کو لیجاتے ہیں
ہمکو حق رسیدہ جانو الکن بولا شاہ صاحب آپ مکار سہی مگر میں آپکو لیچلونگا یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیا اپنے خیمے میں
لایا اور صدر میں بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا فقیر نے کہا کہ بابا اگر مجھے لائے ہو اور چاہتے ہو کہ دو چار روز تمہارے پاس
رہوں تو مجھکو ایک مکان علیحدہ دو الکن نے اسیوقت ایک خیمہ جدا ایستادہ کروا دیا اور کہا کہ میں آپکو برگزیدہ بندہ سمجھکر
ایرج نوجوان کے پاس لیجاؤنگا اس سے ملاقات کرواؤنگا وہ بولا کہ بابا فقیر کو کسی کی ملاقات سے سروکار نہیں ہے میں
ایرج سے تمکو زیادہ جانتا ہوں اور جبتک وہ شہر اخشتر کی فتح سے نجات پائے فقیر یہاں کا ہے کو ٹھہریگا غرض وہ چار
گھڑی بیٹھا رہا الکن تو چلا گیا خضر غام اس خیمے میں داخل ہوا اور ایک ٹاٹ سے نقب کنی کرنا شروع کی دروازہ
خیمہ کا بند کر دیا تھا اور سبھوں سے کہدیا تھا کہ خبردار رات کو فقیر کے پاس کوئی نہ آئے القصہ پہلے پہر دوسرا پہر نقب کا
ایرج کے خیمے میں نکالا پروانے بیہوشی کے اوپر مارے وہ جلے دھواں اونکا اوٹھا دماغ میں خدمتگاروں اور نقیبداروں
گیا وہ بیہوش ہوے خضر غام نے چادر عیاری سے روشنی گل کی اور ہاتھ کو جیب کے بیلہ عیاری کا بنا ایرج
پلنگ کے پاس آیا دستار منہ پر سے اوٹھا دار وے بیہوشی نکال کر ہتھیلی پر رکھی کفچہ عیاری ناک پر لگا دیا چھینک
ایرج نے اوپر کا دم لیا اور اسنے سنگھا لگا کہ بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی ایرج چھینک مار کر بیہوش ہو گیا خضر غام نے
دو حلقوں سے دونوں ہاتھ اور دو حلقوں سے دونوں پیر دو حلقوں سے گردن و کمر سات تو یہ حلقے سے گولا اوٹھی شمشیر سے
چادر عیاری میں لپیٹا رہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ چھاتی سے آگے لگا کر نقب کی راہ سے اسی خیمے میں آیا اور خیمے کو پایہ سے اکھاڑ
وہاں سے راہی ہوا تمام لشکر کو طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا اب میدان پکڑا صبح بھی ہو گئی ہے خضر غام بہت خوش ہے کہ بہتر
کار نمایان کیا اسد نہایت راضی ہوگا اسی خیال میں پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے کہ سامنے سے گرد بلند ہوا
کانپ اوٹھا خضر غام نے اپنے دل میں کہا کہ یہ گرد کیسی اوٹھی نہیں معلوم کون آتا ہے ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہوکر
دیکھنے لگا جسوقت گرد دشق ہوئی علم و نشان معلوم ہوے مگر ہر علم پر لطف الٰہی و لفظ رسالتپناہی مرقوم تھی
خاطر جمع ہوا کہ اور خضر غام دوست ہیں دشمن نہیں ہیں اپنے خوفا وخطر آگے بڑھا قضاے کار اتفاقات روزگار
ملک سمار دریا پار اور مالک البتہ حصاری ہیں خراج لیے ہوے ایرج کی بیعت کے واسطے جاتے ہیں
انھیں لوگوں نے اطلاع دی کہ ایک عیار پشتارہ بدوش لشکر ایرج کی طرف سے اودھر آیا ہے حکم کیا خبردار جانے نہ پاے
ہمارے پاس اوسے لاو ہم دیکھیں کون عیار ہی اسے گرفتار کر لاو ہزار سوار دوڑے جاکر خضر غام کو گھیر لیا ساتھ لیچلے ہمارے
مالکوں نے تجھے بلایا ہے خضر غام بولا کہ چلو میں کاوندیش ہوں جو دوڑوں اور ساتھ انکے ملک سمار کے پاس آیا سلام کیا

مالک بستہ حصاری نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اور اس لشتارے میں کیا لیے جاتا ہے کہا نام میرا ضرغام شیردل ہے میں
عیار ہوں اسد بن کرب دلاور کا اور لشتارے میں ایرج ہے کہ اپنے آقا کے پاس لیے جاتا ہوں بس یہ جو سنا
ملک مسمار نے مالک بستہ حصاری سے کہا کہ بھیا اسد اس کا دشمن جان ہے ایک دم زندہ نہ چھوڑیگا اور حضرت صاحبقران
اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد میں سے ہے بلکہ لندھور کو اسکی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں بہتر ہے کہ ایرج کو
اس سے لو اور لندھور کے پاس لیچلو یہ صلاح کر کے ضرغام سے کہا کہ ایرج کا لشتارہ ہمارے حوالے کرو اور تو چلا جا
اور اگر بخوشی نہ دیگا تو ہم زبردستی چھین لینگے ضرغام نے کہا کہ اے مسمار دریاباری اے مالک بستہ حصاری تم کچھ تعرض نہ کرو
مجھے مع لشتارہ چلا جانے دو اسد بن کرب غازی کے مزاج سے واقف نہیں ہو جسوقت وہ سن پائیگا کہ تم نے لشتارہ
ایرج کا لے لیا بری طرح پیش آئیگا یہ کلمہ دونوں نے سنکر کہا ارے اس سے لشتارہ چھین لو لوگ دوڑے دیکھا
ضرغام نے کہ تو اکیلا ہے یہ ہزاروں ہیں تو مارا جائیگا اور ذلیل ہوگا لشتارہ کھول کر رکھ دیا اور کہا تمہیں کیا کام جیسا
کروگے ویسا پاؤگے اور جست دیکر یہ سے نکل گیا وہاں پہونچا جہاں اسد بن کرب غازی وابستہ کوہ میں بنے فقیرون کے
بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ضرغام کو گئے ہوئے تیسرا روز ہے اب تک نہیں آیا خدا جانے جس کام کے واسطے گیا تھا اسکا کچھ
سرانجام کیا یا نہیں علقمہ بولا کہ پیر و مرشد چور کا کام چوری کرنا ہے سرزوری تو ہو نہیں سکتی قابو پڑ جائیگا تو ایرج کو لے کر آئیگا
یہی باتیں تھیں کہ ضرغام سامنے سے دکھائی دیا اور اسد نے کہا کہ اے ضرغام کہو کچھ نہ ہوا خالی پھر آئے ضرغام بولا کہ میرا
جو کام تھا وہ میں نے کیا ایرج کو لیے ہوئے آتا تھا قریب آپ کے آچکا تھا کہ ادھر سے ملک مسمار دریاباری اور مالک
بستہ حصاری آتے تھے انہوں نے ایرج کا لشتارہ مجھسے چھین لیا ہر چند میں نے آپ کا نام لیا ڈرایا دھمکایا کچھ نہ ہوا جب
میں نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو جاؤنگا ناچار لشتارہ دیکر چلا آیا یہ امر تقدیری ہے میں کیا کروں اسد بولا کہ سچ کہتا ہے
یا حیلہ کرتا ہے ضرغام بولا کہ اگر آپ حیلہ جانیے تو وہ ابھی دامنہ کوہ میں ہونگے کہیں نکل نہیں گئے چلکر دیکھ لیجیے بس یہ سنتے ہی
اسد آگ ہو گیا اور کہا کہ ملک مسمار دریاباری اور مالک بستہ حصاری کی یہ تاب و طاقت ہوئی کہ میرے عیار سے
لشتارہ چھین لیا تو سہی نام میرا اسد بن کرب غازی ابھی جاکر انہیں سزا دوں اور سوار ہو کر روانہ ہوا اسوقت
پہونچا کہ مالک بستہ حصاری نے ایرج کو اسیر قفل و زنجیر کر کے زندان خانے میں بھیجا ہے اور ملک مسمار سے کہہ رہا ہے
کہ کل اسے لیچل کر لندھور کے سپرد کیجیے پھر اسے اختیار ہے جو چاہے اسکے حق میں کرے کہ اس اثنا میں اسد سامنے سے
دکھائی دیا یہ دونوں نہایت ادب سے تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے اسد مسند پر آکر بیٹھ گیا مالک بستہ حصاری
عطردان پاندان چنگیریاں جو کچھ سامنے لگا دیے اسد نے پوچھا کہ کیوں اے مالک بستہ حصاری تم نے ایرج کا لشتارہ
میرے عیار سے چھین لیا اس نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ پیر و مرشد واقعی یہ بے ادبی غلام سے ہوئی جو چاہیں آپ مجھکو سزا دیں
میں تقصیروار ہوں اسد بولا کہ خیر کیا کروں کہ تم مسلمان ہو نہیں تو اس فعل کی سزا دیتا مگر یہ تو کہو کہ اس بزار بچے کو
کیا کیا چھوڑ تو نہیں دیا اس نے عرض کیا کہ میں نے اسے چھوڑا نہیں قید آہن میں گرفتار کر کے زندان میں بھیجا ہے اسد
کہا جلد ایرج کو بلواؤ مالک بستہ حصاری ملتمس ہوا کہ میں نے زبان مبارک صاحبقران سے سنا ہے کہ جو کوئی
ایرج کو قتل کریگا اسکی ذریات میں سے ایک کو باقی نہ چھوڑونگا ایرج میری اولاد میں سے ہے اے شہریار اگر آپ کو
دونگا آپ اسے مار ڈالینگے بدنام میں ہونگا لندھور کے پاس ایرج کو لیے چلتا ہوں آپ بھی چلیے جو کچھ ہو لندھور کے
سامنے ہو وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے بس یہ سنتے ہی اسد کا یہ عالم ہوا کہ غصے سے چہرہ لال ہو گیا نعرہ کیا کہ او نابکار
لندھور تو اس پر عاشق ہے وہ بے تکلف ایرج کو چھوڑ دیگا اور ایرج دشمن جان اہل اسلام ہے تو نے نہیں سنا

کہ فرنگو شیبہ مین نے ترکون کو قتل کیا بہتر یہ ہی کہ جلد اسے منگوا اسنے کہا کہ ہرگز نہ دونگا اگر دیا ہوتا تو مین آپ کے عیار سے کیون
چھین لیتا جو سنا اب باقی نہی اور کھینچ کر تلوار ماری کہا کہ اسپہ حصار کی سکے دو ٹکڑے ہوے وہ مرد مسلمان شہید
ہوا لاش تڑپنے لگی بعد اسکے ملک مسمار دربار سے کہا بلوا ایرج کو نہین تجھے بھی زندہ چھوڑونگا ملک مسمار بھائی کی
لاش دیکھکر رونے لگا خوف سے کانپنے لگا عرض کی ای شہریار اسنے جیسا کیا اپنی سزا کو پہونچا مین جاکر ایرج کو
لیے آتا ہون اور روتا ہوا زندان خانے مین آیا کلیجا پکڑکر سامنے ایرج کے بیٹھ گیا ایرج نے کہا کہ ملک مسمار کیون
روتے ہو ملک مسمار بولا ای ایرج نوجوان تمہاری دوستی مین ایک بھائی اسد کے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نے
کہا کیونکر اسنے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ اب مین کیا کرون اگر تمھین دونگا تو دیوانہ تمھین مار ڈالیگا مین روسیاہ
ہونگا اور جو نہین دیتا ہون تو خود مارا جاتا ہون ایرج بولا کہ تم پریشان کیون ہوتے ہو مجھے چھوڑدو مین اس
دیوانے کو بھی سزا دونگا اور تمکو بھی بچاؤنگا ملک مسمار نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ ایرج نے کہا کچھ آہنگری
حاجت نہین ہی ایرج نے زور سے مین آکر قید توڑ ڈالی ملک مسمار نے مرکب دیا اور ہتھیار دیے اب ایرج بارگاہ
کی طرف چلا یہان اسد بیٹھا کہہ رہا ہی کہ ارے ملک مسمار ایرج کو نہ لایا معلوم ہوا اسکی قضا آئی ہی یہ بھی میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا کہ اس اثنا مین ایرج دروازہ بارگاہ سے دکھائی دیا اور نعرہ کیا کہ باش او دیوانہ مجہول تو نے مجھے عیار کے
ہاتھ بارادہ قتل پکڑوا بلوایا تھا کہ قتل کرون اور جسنے مجھے تیرے عیار سے چھینا اسکو تو نے مار ڈالا غضب کیا
اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون اور تلوار کھینچکر دوڑا دیکھا اسد نے کہ ہر قتاب پرست
آپہونچا ہوش و حواس باختہ ہوگئے اب تو اسکو اسوقت کچھ بن نہ پڑا خنجر سے خیمے کی قنات چاک کرکے نکلکر بھاگا اور
بجلدی تمام دروازے کی طرف چلا تھا کہ ملک مسمار کو آتے دیکھا وہی خنجر ملک مسمار پر مارا کہا ارے اپنے والا کو
چھوڑدیا غضب کیا ملک مسمار اپنی جان بچاکر سامنے سے بھاگا مگر زخم پہلو پر لگا کہ اس اثنا مین ایرج کا نعرہ ہوا
کہ آیا مین اسد دروازہ بارگاہ پر پہونچ گیا تھا کئی گھوڑے کھڑے ہوے تھے کسیکے ہاتھ کاٹ ڈالے کسی کا منہ
ایک گھوڑا باقی رہا اسپر خود سوار ہوکر بھاگا ایرج نعرہ کرتا ہوا جو آیا کسی مرکب کو زندہ نہ پایا اور اسد کو
دیکھا کہ گھوڑے پر سوار بھاگا ہوا چلا جاتا ہی قصہ مختصر ایرج ایک گھوڑے پر سوار ہوکر تعاقب مین اسد کے
چلا اب آگے آگے اسد ہی اور پیچھے پیچھے ایرج پکارتا ہوا چلا آتا ہی کہ او دیوانے جہان جائیگا میرے ہاتھ سے
امان نہ پائیگا اگر تو آسمان پر جائیگا تو مین بھی دعا سے ملا وان نکر وہین پہونچونگا اور اگر زمین مین در آئیگا تو
پانی کی طرح جذب ہونگا آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اسد کہتا جاتا ہی کہ تو فرسٹ ناجر کی جورو کا شوہر ہو جو میرا تعاقب چھوڑدے
ایرج سنتا ہی اور کہتا آتا ہی کہ جہان تک تجھے گالیان دی جائین دے مین آپہونچا جب ایرج قریب آیا ہی اسد نے گھوڑا پھیر
لیا پھر دیکر منہ پر مرکب ایرج کے مارتا ہی کہ منہ اسکا پھر جاتا ہی مرکب ٹھہر جاتا ہی اسد پھر دور ہو جاتا ہی
یہانتک کہ اسد ایک پہاڑ کے پاس پہونچا وہان بھی مفر نہ ہوا تو اس پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج نے بھی قصد کیا
کہ پہاڑ پر چلے اسد نے پتھر کی بوچھار کر دی کہ گھوڑے کا منہ مجروح ہو گیا اب گھوڑا پہاڑ پر رخ نہین کرتا ہی
ایرج تنگ ہوکر گھوڑے پر سے کودا کہا کہ ای دیوانے مین آیا اور دامن گردان کر آستینین چڑھا کر ہاتھون
مین سپر دبائے ہاتھ مین تلوار لیکر جریب اسد کا سپر پر روکتا ہوا پہاڑ پر چلا لیکن اسد دبلا پتلا جو تھا یہ اچکتا ہوا
بجلدی تمام چوٹی پر پہاڑ کی پہونچ گیا اور ایرج مجسم آہستہ آہستہ چلا آتا ہی حاصل کلام جب دیکھا
اسد نے کہ قریب آگیا ایرج اسوقت ایک عالم یاس طاری ہوا کہ ای اسد مارے گئے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے

افسوس کہ آرزو دل کی دل میں رہی قضا نے مہلت نہ دی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا پکارا کہ ای خالق حقیقی و ای نگہبان تحقیقی اس کافر کے ہاتھ سے مجھے بچا اور جو قضا بھی آئی ہو تو اسکے ہاتھ سے نہ مارا جاؤں ایرج پکارتا ہی دیکھوں تو مجھے کیونکر تیرا خدا بچاتا ہی اسد بولا او آفتاب پرست میں ایک ناچیز اسکا بندہ ہوں مجھ سے میری کیا پروا ہی البتہ اگر قضا نہیں ہی تو بچ جاؤنگا ایرج نے کہا کیونکر بچ جائیگا اور یہ کہکر چلا تھا کہ اسد کو پکڑے اور چاہا کہ ہاتھ اسد کی طرف بڑھائے کہ ایک پنجہ گرا اور ایرج کو اٹھا کر آسمان پر لے چلا اسد نے نعرہ کیا کہ او بزار پنجے دیکھا تو نے کہ کس طرح سے ہمارے خدا نے ہمیں بچایا کہ اس میں ایرج نظروں سے غائب ہوگیا اسد اتر کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا لیکن ایرج کا حال سنیے کہ جب بہت بلند ہوا بیہوش ہوگیا اسکو کچھ خبر نہیں کہ تو کون ہی اور کہاں جاتا ہی اور کون مجھے لیے جاتا ہی نہیں معلوم کہ کتنی دیر تک بیہوش رہا پھر جو ہوش آیا تو اپکو باغ بہشت آئین میں اپنے تئیں پایا دیکھا کہ ایک باغ ہی اور وہ باغ کاہیکو ہی نمونہ بہشت ہی گلہاے رنگارنگ پھولے ہیں درخت میوہ دار لگے ہیں نہریں جاری ہیں جانوران خوش الحان بول رہے ہیں خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی ہواے سرد سے روح تازہ ہوتی ہی اور وسط باغ میں ایک بارہ دری ہی اس میں فرش بہت تکلف کا کیا ہوا ہی پریزادان ماہ طلعت کھڑے ہیں اور پلنگ جواہر نگار پر عجیل ماہرو بھائی حمزہ صاحبقران کا لیٹا ہی اور وہ عجیل نے ایرج کو پہچانا پریزادوں سے کہا کہ اسے یہ شخص لائے ہو میں نے تو تم سے کہا تھا کہ سرداران لشکر اسلام میں سے کسی کو لاؤ انھوں نے عرض کی کہ شہریار ہم اسے زبردست جان کر لائے ہیں اپکے جہاں سے لائے ہیں وہیں چھوڑ آئیں لیکن ایرج نے عجیل ماہرو کو سلام کیا اور کہا کہ جو آپکا کام ہوگا میں بجالاؤنگا گو کہ مسلمان نہیں ہوں مگر آپکی خدمت میں بدل و جان بجالاؤنگا عجیل یہ سنکر خوش ہوا اور ایرج کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ میں بیمار ہوں اس سے تعظیم کو اٹھ نہ سکا ایرج بولا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہی آپ اپنے مرض کا حال بیان کیجیے اور یہ فرمائیے کہ مجھے آپنے بلوایا کیوں ہی عجیل نے کہا ای ایرج نوجوان مجھکو حمزہ صاحبقران خورشید ستارہ پرست اور نوح ماہ پرست کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے تھے کہ بھائی تم ان دونوں کی حفاظت کرنا میں درہ سیقولیہ اور اختر کے درمیان میں جاکر اترا تھا بسبب دردسر کے پردہ قاف میں چلا آیا ابھی تک اچھا نہیں ہوا ہوں اور تمہارے بلانے کا سبب یہ ہی کہ ایک دیو ہی افرنج نام وہ مجھے بیمار جانکر میرا علاقہ آبائی لیے لیتا ہی اور میرے لوگوں پر ظلم کرتا ہی مگر بچارا ہم مار ڈالتا ہی اگر اچھا ہوتا تو اسکو سزا دیتا درد نے لاچار کر دیا ایرج نے کہا کہ میں اسکی تنبیہ کرونگا آپ مجھے وہاں بھیجیے بھیجوادیجیے عجیل نے ایرج کی دعوت اور ضیافت کی بعد اسکے فوج لشکر ایرج کے ساتھ کر کے افرنج کی تنبیہ کو روانہ کیا جب ایرج قریب پہونچا افرنج کو خبر ہوئی کہ عجیل ماہرو نے ایک آدم زاد مجھسے لڑنے کو بھیجا ہی یہ سنکر نہایت برہم ہوا لشکر لیکر باہر آیا انشاء طبل جنگ بجوایا ایک غلغلہ ہوا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو لشکر معرکہ آراستہ ہوے افرنج میدان میں نکلا مبارز طلب کیا ایرج نوجوان مقابلے کے واسطے آیا افرنج نے جو ایرج کو دیکھا عاشق ہوگیا کہا ای آدم زاد تو برادر زلزلہ قاف کا کون ہی اور کیا نام ہی ایرج نے کہا کہ میں کوئی عزیز عجیل کا نہیں ہوں اپنے لشکر کا صاحبقران ہوں نام میرا زبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان ہی مجھے عجیل سے شناسائی تھی تو نے عجیل کو تنگ کیا اور وہ بیمار تھا اس نے پریزادوں کو بھیجا اور کہا اولاد صاحبقران میں سے کسی کو ڈھونڈلاؤ پریزاد مجھکو لے آئے افرنج نے کہا ای آدم زاد مجھکو بیان کا پادشاہ کرونگا او مجھ سے علاقہ چھین لونگا افرنج نے کہا ای آدم زاد تو آفتاب پرست ہی کہا ہاں دیو نے کہا بہتر ہی

کہ میری اطاعت کریں میں بھی سیر اعظم کو مانتا ہوں ایرج نے کہا یہ کبھی نہوگا کہ میں تیری اطاعت کروں اور عجیبل سے پھر جاؤں بلکہ تجھکو گرفتار کرکے عجیبل کے پاس لیجاؤنگا یہ سنکر دیو بہت ساگر جا اور کہا کہ آدم زاد تو نہایت مغرور ہے خیر معلوم ہو جائیگا لا اپنا حربہ ایرج بولا میں پیش دستی نہ کرونگا بس یہ سنتے ہی افریخ پکارا کہ ایک حربے میں تیرا کام تمام کرتا ہوں خبردار رہنا یہ کہکر زاغنسول کو گردش دے کر ایرج پر مارا ایرج نے خالی دیا زاغنسول زمین پر پڑا زمین سے خاک اڑی ایرج خاک میں چھپ گیا دیو پکارا آدم زاد آخر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا افسوس کہ تو جوان خوبصورت تھا ایرج نے خاک میں سے نعرہ کیا کہ حریف تیرا میں زندہ ہوں تو افسوس کرتا ہے اور دوڑ کر زاغنسول سے لپٹ گیا دیو افریخ ایرج سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی خوب زور آزمائی ہوئی بعد اسکے ایرج نے اٹھا کر دیو کو اکھاڑا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہے میری اطاعت کرنے میں اسنے کہا کہ میں نے غلامی آپ کی اختیار کی ایک تو دیو فریب میرا اور آپکا ایک ہی دوسرے آپ ایسا آقا زبردست میں کہاں پاؤنگا ایرج اسکے سینہ پر سے اترا وہ اٹھکر گرد ایرج کے پھرا حلقہ غلامی کا کان میں پہنا ایرج کو اپنے خیمہ میں لے گیا دعوت کی بعد اسکے ایرج افریخ کو عجیبل ماہرو کے پاس لایا قدموں پر گرا دیا اور کہا خبردار اب ایسی خواہش نہ کرنا افریخ بولا کہ کبھی مجھسے ایسی خطا نہوگی اب عجیبل نے بڑی دھوم سے ایرج کی دعوت کی تاج پر ہزاروں نکا دکھلایا گانا سنوایا مگر ایرج نے ہرچند چاہا کہ ملکہ عالم آرا دختر عجیبل ماہرو کو دیکھے مگر دیکھ نہ سکا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ جب حمزہ کا مقدمہ یکسو ہو جائیگا اسوقت سمجھا جائیگا القصہ جب عجیبل ماہرو دعوت ضیافت کر چکا ایرج نے رخصت طلب کی کہ میں پردہ دنیا کو جاؤنگا عجیبل نے کہا بہتر ہے میں بھی اسے دیتا ہوں ایرج بولا اب افریخ مجھے پہونچا دیگا عجیبل نے بہت سا جواہر اور تحفے دیکر ایرج کو رخصت کیا ایرج افریخ کے مکان میں آیا اور کہا کہ پہلے ابھی مجھے پردہ دنیا میں لیچلو اسنے کہا کہ شہریار میں پہلے آپکو قلعہ آفتاب لگا کر لیچلونگا جہان سے آفتاب تابان برآمد ہوتا ہے ایرج بولا ای افریخ میں بھی زیارت کا مشتاق ہوں مگر ایک دشمن میرا پردہ دنیا میں ہے کہ اسکے ہاتھ سے تنگ ہوں نہیں معلوم اسنے میرے لشکر کا کیا حال کیا ہوگا افریخ نے کہا کہ مجھکو آپ صورت اسکی بتائیے میں اسے یہاں اٹھا لاؤں اور آپ زیارت کو چلیے ایرج نے اسد کی صورت کا نقشہ کھینچا افریخ کو دیا اسنے ایک دیو کے حوالے کیا کہ پردہ دنیا میں شہر اخشم میں جاکر اس صورت کے آدمی کو اٹھا لا وہ دیو نقشہ لیکر روانہ ہوا یہاں اسد بن کرب غازی کی یہ حالت کبھی شبخون لشکر ایرج پر مارتے کہ لشکر آفتاب پرستوں کا تہ و بالا ہے ہرچند چاہتے ہیں کہ اسکے ہاتھ سے نجات ہو مگر نہیں ملتی ہزارہا آفتاب پرست اور قتل ہو چکے ہیں کہ تمام شب لشکر ایرج کو سوائے قتل ہونے کے سونا نہیں ملتا ایک دن کا ذکر ہے کہ رات بھر اسد لشکر ایرج کو قتل کرتا رہا صبح کو کوہستان کا راستہ لیا افتان و خیزان تا قیمن کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دیو آ پہنچا اسد کو لے گیا ادھر جو لوگ ہمراہ تھے دیکھتے ہوئے رہ گئے مگر اسد کو دیو لیے ہوئے چلا آتا ہے پردہ قاف میں پہنچا ہے کہ ایک دیو ہے کہ نام اسکا افغان ہے کوہ جگ ہے رکھتا ہے شاہزادہ بدیع الزمان کا قلعہ مردی کا رکھیں رہتا ہے وہ اپنے دریا پر بیٹھا ہوا اسپر پہرہ دیا کرتا ہے دو اطراف میں اسکے لشکر میں کہ ناگاہ آواز پرواز دیو کی آسمان سے آئی سر اٹھا کر دیکھا ایک دیو سے کہا کہ کسی آدم زاد کو کوئی دیو اٹھائے لیے جاتا ہے افغان نے حکم دیا کہ یہ حرامزادہ جانے نہ پائے آدم زاد اسے پکڑ لاؤ یہاں سے دیو دوڑے جاکر اس دیو کو گھیرا اسنے اسد کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور چاہا کہ بھاگ جائے ممکن نہوا دیوؤں نے اس دیو کو گرفتار کیا اور اسد کو بھی پہر رستے ہوا روکا سامنے افغان کو جلد پاسکے لائے اسنے اسد کو دیکھا بدیع الزمان کی شکل

مشابہ پایا ہوش مین لایا اسد کی جب آنکھ کھلی دیکھا ایک دیو سامنے بیٹھا ہی اور گرد اُسکے شمع اور ہیبت سے دیو کا ہی
اور ایک دیو کو دیکھا کہ بندھا ہوا کھڑا ہی اسد پکارا کہ مجھکو کون یہان لایا افغان کوچک بولا کہ یہ دیو آپکو لیجاتا تھا
مین نے اس دیو سے آپکو چھینا ہی آپ یہ فرمائیے کہ حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان سے آپکو کیا علاقہ
اسد نے کہا کہ نواسا ہون کوچک سلیمان کا اور ہمشیرزادہ ہون بدیع الزمان کا بس یہ سنکر افغان کوچک اٹھ کھڑا
ہوا سلام کیا اسد کو لاکر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا مین غلام ہون آپکا مجھکو شاہزادہ بدیع الزمان نے
مسلمان کیا ہی اسد نے کہا کہ یہ دیو جو بندھا ہوا کھڑا ہی اسے ہمارے پاس لاؤ اُس دیو کو کھولکر سامنے لائے
اسد نے استفسار کیا کہ تو کون ہی اور مجھے کسکے پاس لیچلا تھا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا کہ بحکم دیو افریخ پیر
تجھے ایرج کے پاس لیئے جاتا تھا مگر تیری زندگی تھی کہ بچ گیا اگر مین جانتا کہ اس راہ مین تیرے دوست ہین تو کبھی
ادھر سے نہ آتا اور راستے جاتا اسد بولا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اگر تو مسلمان ہو تو مین تجھے چھوڑ دون نہین جواب یا
کہ مین کبھی دین آفتاب پرستی نہ ترک کرونگا اسد پکارا کہ قتل کرو اس نابکار کو اُسی وقت اُس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے
کیئے لاش کو پھنکوا دیا افغان نے پوچھا کہ شہریار ایرج کون ہی اور اُسکو آپ سے عداوت کی کیا وجہ ہی اسد نے تمام
حال ایرج کا اور اپنی دشمنی کا بیان کیا اور کہا کہ اے افغان وہ پاجی نہایت زبردست ہی مین کسی طرح اُس سے
عہدہ برآئی نہین کرسکتا لیکن پردہ دنیا مین مین نے بھی اُسے بہت تنگ کیا ہی اور وہ میرے ہاتھ سے نالان ہی اور
اے افغان مین نے ایسے ایسے شبخون اُسپر مارے کہ اُسی کا دل جانتا ہی اور تم بھی اگر شریک ہو تو یہان بھی شبخون لشکر
افریخ پر مارون افغان نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مین غلام ہون جان تک کام آسکے تو موجود ہی جیسا ارشاد
ہو بجا لاؤن اسد نے کہا کہ مین بوقین بنواؤنگا تم بھی سامان جمع کرو اور دیوون کو پردہ دنیا مین بھیجکر آہنگرون
اور زرگرون کو اٹھوا منگواؤ افغان نے دیوون کو بھیجا وہ صدہا آہنگرون اور ہزارہا زرگرون کو اٹھا لائے وہ
بہت گھبرائے ہوئے تھے اسد نے اُنھین تسلی دی کہ تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو جسوقت ہمارا کام بن چکیگا تم سب کو
بھجوا دینگے خاطر جمع رکھو یہ کہکر نقشا بوق کا اپنے ہاتھ سے بنا کر اُنھین دیا کہ ایسی بوقین تیار کرو وہ اُنھون نے
چندروز مین ویسی بوقین تیار کین اسد نے اُن کو انعام دیکر دیوون سے کہا کہ جہان سے انھین لائے ہو وہین
پہنچا دو دیو اُنکو اُٹھا کر قبۃ العین مین پہنچا دیا اسد نے افغان کوچک کے دیوون کو بوق بجانا سکھایا اور
کہا کہ جب ہم بوق بجائین تم بوق کی صدا سنکر تیار ہو کر ہمارے پاس آنا ساتھ ہمارے چلنا ہوگا وہ لشکر حریف پر گرین
تم جسکو پاؤ اُنھین قتل کرنا اور جسوقت ہم دوبارہ بوق بجائین تم لشکر حریف سے نکل کر چلے جانا پھر نہ ٹھہرنا القصہ
جب دیوون کی تعلیم سے فراغت پائی پوچھا کہ قلعہ آفتاب نگار یہان سے کتنی دور ہی اُنھون نے عرض کی کوئی چار
پانچ منزل ہی اسد نے حکم دیا کہ چلو پس افغان کوچک بارہ ہزار دیوون سے اسد کے ساتھ روانہ ہوا اب حال
ایرج کا سنیئے کہ یہ دیو افریخ کے ساتھ قلعہ آفتاب نگار مین آیا تمام قلعہ یاقوت احمر کا پایا دیکھا کہ برج و فصائل
اور کاریگرین دوکانین اور مکان یاقوت نگار ہین ہمدم مردان سرخ پوش ہین یا سے شگفتگی لالے کا جوش ہی
القصہ وہان افریخ نے بہت لطف سے ایرج کی دعوت کی بعد الفراغ دعوت کے ایرج نے کہا کہ اسپ مجھے
شیر اعظم کی زیارت کراؤ اُس نے کہا بہت اچھا اور دوسرے دن ایرج کو لیکر کوہ بلند پر آیا نہایت فضا کا
مقام نظر آیا سامنے اُسکے ایک دریاے عظیم الشان موج مار رہا ہی جہانتک نگاہ کام کرتی تھی وہی دریا تھا ایرج نے
کہا اسے افریخ یہ بڑا دریا ہی اُسنے عرض کی کہ شہریارا یہ دریا نہین ہی ایک گندان ہی کہ پچیس ہزار فرسخ کے دور مین ہی

اسی مین سے آفتاب طالع ہوتا ہی آپ صبح کو ملاحظہ فرمائیگا غرض ایرج رات کو اُسی پہاڑ پر رہا اور صبح کو بہت سویرے سے اُٹھا دیکھ رہا تھا کہ ایکبارگی پانی نے جوش مارا اور رنگ پانی کا زرد ہونے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پانی مین سے رنگ نکلتا آتا ہی بعد اُسکے رنگ پانی کا مائل بسرخی ہوا بعد دم بھر کے قرص آفتاب پانی مین سے نکلا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی وہی قرص آفتاب معلوم ہوتا تھا اور دم بدم بلند ہوتا تھا جیسے طائر تیز پر اُڑتا ہی اور قطرے پانی کے اُس مین سے ٹپکتے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل احمر مین سے مروارید سفید رنگ گر رہے ہین ایرج [illegible] یا خداوند نور بخش عالم کہکر سجدے مین گرا بعد تھوڑی دیر کے جو سر اُٹھایا دیکھا کہ ہزار ہا فرسخ آفتاب بلند ہوگیا اور اب رنگ زرد معلوم ہوتا ہی ایرج نے افریخ سے کہا کہ آج زیارت خداوند کی تیرے سبب سے نصیب ہوئی مین کمال ممنون ہوا دولت لازوال مجھے ملی غرض ایرج وہان سے پھرکر قلعہ آفتاب نگار پر آیا سیر و تماشا دیکھنے لگا افریخ سے کہا کہ وہ جو دیو تمنے اُس آدمزاد کے لانے کو بھیجا تھا اُسکا کچھ پتا نہ معلوم ہوا دریافت تو کرو اُسنے دیوون سے کہا کہ ارے دیو افرغہ کو نقشہ دے کر اُس آدمزاد کے لینے کو بھیجا تھا وہ لایا یا نہین دریافت جو کیا تو سنا کہ ابھی نہین آیا ایرج نے کہا کہ کتنا عرصہ ہوا کہا مہینا بھر کا پوچھا کہ پردۂ دنیا کو روز کا راستہ ہی کہا کہ آتے جاتے آٹھ دن کا ایرج بولا ای افریخ وہ دیوانہ اُسکو نہین ملا اور افرغہ مارے شرمندگی کے نہین آیا یا یہ کہ پیچھے آیا ہو کسی نے پھنسا لیا ہو دیو کو مار ڈالا ہو کچھ نہ کچھ پیچ پڑا دن بھر یہان یہی باتین رہین رات کو وہان بعد بوق بجا کر لشکر افریخ پر شبخون گرا قتل کرنے لگا ایرج جو بیدار ہوا بوق کی آواز سنی جلدی سے اُٹھکر روانہ ہوا یہان اسد شبخون مارکر چلا گیا تھا دیو آپس مین لڑ رہے تھے جدھر لشکر ایرج آیا اُدھر لڑائی موقوف ہوئی مگر لاش پر لاش پڑی ہی کسی کا بھائی مارا گیا ہی کسی کا باپ قتل ہوا ہی ایک تلاطم مچا ہوا ہی ایرج نے پوچھا یہ کیا ہو کہ ہی ارے کون آیا تھا دریافت تو کرو اور کوئی لاش حریف کی بھی ہی یا نہین تلاش جو کیا تو کوئی لاشہ غیر کا نہ نکلا حیران ہو کر بیٹھ رہے دوسری شب پھر وہی کیفیت ہوئی کہ اسد پھر آکر شبخون گرا ایک طرف سے آیا دوسری طرف سے نکل گیا دیو آپس مین رات بھر لڑا کیے ایرج جب آیا تب لڑائی موقوف ہوئی القصہ تین شبین اسیطرح گذرین خور و خواب دشوار ہوگیا اور افریخ ہر چند تلاش کرتا تھا حریف نہ ملتا تھا کہ کون ہی ایرج نے کہا ای افریخ یہ وہی آدمزاد اسد دلاور ہی پردۂ دنیا مین بھی یہی حشر اُسنے برپا کیا تھا افریخ بولا ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ کیا فرماتے ہین کہان پردۂ دنیا کہان آدمزاد اور یہ مکان مشرق قاف مشہور ہی یہان وہ کہان پہونچا ایرج نے کہا ای افریخ میرے گمان مین یہ وہی ہی ایک نہ ایک دن تمھین معلوم ہوجائیگا اور آج رات کو مین طلایہ پھرونگا بیٹا افریخ دیو کا سمارخ نام بہت زبردست ہی اُسنے عرض کیا کہ ای ایرج نوجوان آپ تکلیف نہ کرین جو کوئی شبخون کرتا ہی آج مین اُسے گرفتار کرونگا افریخ بولا ای فرزند تو ارادہ نہ کر مین خود آج شب کو طلایہ کا گشت پھرونگا حریف سے سمجھ لونگا کسواسطے کہ اگر کچھ چشم زخم تجھکو پہونچا تو مجھے کمال رنج ہوگا ایرج نے کہا کہ ای افریخ اگر شبخون کرنے والا اسد دلاور ہی تو بہت کم زور ہی تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو فرزند تمھارا اُسے پکڑ لائیگا افریخ چپ ہو رہا سمارخ مستعد ہوا قضا کو یہ خبر ہرکارون نے اسد کو پہونچائی کہ آج افریخ کا بیٹا مقرر ہوا ہی کہ جو شبخون آکر کرتا ہی اُسے گرفتار کرونگا اسد بولا کچھ پروا نہین اور اپنے دل مین کہا کہ ای اسد تیرے بھائیون نے ہزار ہا دیو قتل کیے ہین کیا تو ایک کو بھی نہ مار سکیگا آج جسطرح ہو اس حرامزادے کو قتل کر ورنہ تیری زیست عبث ہی اور حکم دیا کہ مین آج سویرے سے چلونگا سب تیار رہنا الغرض پہر رات گئے بوق بجائی سب دیو تیار تو بیٹھے تھے آگے حاضر ہوئے اسد ایک دیو پر آپ سوار رہا

اور سب کو ساتھ لے کر دو پہر رات گئے لشکر افریخ پر آیا دیکھا کہ آج بڑی جاگ ہے روشنی بھی بہت ہے کچھ اندیشہ کیا تلوار کھینچکر مع ہمراہیان لشکر پر گرا قتل کرنے لگا ساریخ کو خبر ہوئی کہ حریف شبخون مارنے آیا ہے وہ دوڑا کہ یہاں سے یہ جاتا تھا اُدھر سے اسد بن کرب غازی لڑتا چلا آتا تھا اثنائے راہ میں مقابلہ ہوا ساریخ پکارا کہ ارے تمھیں لوگ شبخون مارنے آئے ہو اور بھاگ بھاگ جاتے ہو آج کدھر جاؤ گے اسد پکارا کہ ہم اُس آفتاب پرست کے بھگا دینے والے میں بھگوڑا کوئی اور ہوگا ساریخ للکارا کہ پھر لڑکر سامنا کر اسد پکارا آیا میں اور مرکب جست کر برابر اسکے پہونچا اُسنے دیکھا آدم زاد دبلا پتلا مگر ماہ صورت آفتاب طلعت ہے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے کہا کہ ملک الموت قابض ارواح کفار ساریخ برہم ہوا کہ وار شمشاد اُٹھالی کہ مارے اسد تو نہایت چالاک ہے ہرگز اسکا وار نہ ہونے پایا تھا کہ ایک تلوار ماری کہ شانہ اسکا نشانہ ہوگیا وار شمشاد ساریخ کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی لہو خوب بہا یہ جھککر چاٹنے لگا اسد نے دوسری تلوار لگائی کہ دوسرا ہاتھ بھی اسکا جھول پڑا اور ساریخ پکارا کہ ارے مجھے بچاؤ میں تو اس آدم زاد سے مارا جاتا ہوں ہزارہا دیو دوڑ پڑے آپہنچے دیو ساریخ کو بچا لے گئے اسد اُسکے تعاقب میں تھا کہ ایرج اس اثنا میں بیدار ہوا مرکب پر سوار ہوا پوچھتا چلا کہ حریف کدھر ہے افریخ بھی اسکے ساتھ ہولیا اسد کو بلا کر پایا ہے لیکن لاش پر لاش دیکھتا چلا آتا ہے اور کف افسوس بھی ملتا آتا ہے لیکن حریف کا کہیں پتا نہیں اور افریخ اپنے بیٹے کی تلاش میں تھا یہانتک کہ صبح ہوگئی اور ایک جانب سے ساریخ کو دیو لیکر پہونچے وہ بیہوش تھا افریخ نے پوچھا کہ ارے اسے کیا ہوا دیوؤں نے کہا کہ یہ حریف کے گرفتار کرنے کو گیا تھا خود مبتلائے آفت ناگہانی ہوگیا اُسکا ایک ضرب بھی نہ کارگر ہوا اُسنے کئی زخم لگائے آخرکار ہم لوگ اسکو لیکر بھاگے ایرج نے کہا اے افریخ یہ وہی اسد دیوانہ ہے افسوس کہ تمنے بلوا کر میں اس آفت میں پڑا افریخ بولا کہ آپ تو کہتے تھے کہ وہ بہت کمزور ہے یہ کیا حالت کی ایرج نے کہا کہ اے افریخ میں جانتا تھا کہ وہ تمھیں عمدہ ہر آئینہ ہوتا اور ایسے بھی عمدہ ہراتا ہوگا افریخ نے کہا کہ آپ نے کس طرح دریافت کیا کہ یہ وہی ہے اور آپکو کس دلیل سے ایسا اعتبار کیا اور کیونکر سمجھا دیکھیے ایرج نے کہا کہ ایک دو دلیلیں نہیں ہیں کئی دلیلیں ہیں اول تو یہ کہ میں نے ایک دیو کو اُسکے اٹھا لانے کے لیے روانہ کیا تھا وہ دیو کمبخت لاغر یا ضرور گیا ہوگا اور مار ڈالا گیا ہوگا چونکہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے اکثر دیوؤں کو مسلمان کر لیا ہے تو کیا عجب ہے کہ کسی مسلمان دیو نے اُسے پہچان کر چھوڑ دیا ہو اور اسد نے اُس دیو سے میرا حال استفسار کیا ہو اور اب آکر شبخون مارا ہو ایک دلیل تو یہ تھی دوسری یہ ہے کہ اسطرح کی لڑائی سوا اُسکے دوسرا نہیں کرسکتا اور میرا اندازہ بھی یہی ہے سوائے اسد کے اور کسی میں نہیں ہے مجھے یقین کامل ہے کہ یہ وہی دیوانہ ہے یہ باتیں کرتے ہوئے وہاں سے پھرے اور جراحوں کو طلب کر کے دیو ساریخ کے زخموں میں ٹانکے لگوائے جب وہ ہوش میں آیا تو اس سے ایرج نے استفسار حال کیا کہ کیوں اے ساریخ یہ جس شخص سے تمسے مقابلہ ہوا یہ کس قطع اور کس شباہت اور کس رنگ اور کس قد و قامت کا آدمی ہے اور تمسے کیونکر لڑا اور تمھیں کس طرح زخمی کیا یہ سنکر دیو ساریخ نے کہا کہ اے ایرج نوجوان میں اُس شخص کی کیا حالت بیان کروں آدمی کا ہے کو تھا ایک چھلاوا تھا اسطرح سے اُسنے میرا مقابلہ کیا کہ میں اچھی طرح اُسے دیکھ بھی نہ سکا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بجلی کوند رہی ہے جبتک میں نے دار شمشاد مارنے کے قصد سے ہاتھ بلند کیا ویسے ہی اُس مرد سفاک نے زیر بغل خالی پاکر ایک ہاتھ تلوار کا رسید کیا کہ شانہ میرا نشانہ ہوگیا پھر تو مثل بجلی کے وہ مرد چالاک پھر گرا وار پر وار کرنے لگا دم بھر کی مہلت نہ دی میری زندگی باقی تھی کہ میں بچ گیا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ قسم ہے نیر اعظم کی کہ یہ وہی دیوانہ تھا خبر آج شب کو میں گرد لشکر کے ٹہلا یہ پھر لڑنگا ساریخ نے کہا کہ اے برگزیدہ آفتاب پرستان ہرگز ایسا قصد نہ کیجیے گا وہ شخص نہایت سفاک اور بڑا بیباک ہے ایرج نے کہا کہاں میں خوب جانتا ہوں وہ میرا دیکھا ہوا ہے

سوائے میرے وہ کسی سے نہ دبیگا قصہ مختصر شب کو ایرج ہوشیار بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک آواز بوق کی آنے لگی اور
ایک غل پڑ گیا کہ وہ حریف پھر شبخون مارنے آتا ہے ایرج اُس بوق کی آواز پر دوڑا اسد ایرج کے آنے کی خبر سنکر صاف
نکلا ہوا چلا گیا ایرج نے ہر چند تعاقب کیا مگر اسد کو نہ پایا لیکن ایک دیو کو اسد کے ہمراہیان میں سے ایرج نے گرفتار
کر لیا صبح کو اُس دیو کو اسیر کر کے ایرج کے سامنے لائے ایرج نے اُس دیو سے پوچھا کہ اے دیو تو صاف صاف اور سچ سچ
بیان کر دے کہ یہ جوانمرد جسکی ہمراہی میں تو تھا یہ کون شخص ہے اور کیا نام و نسب رکھتا ہے اگر تو نے سچ سچ بیان کر دیا
تو تو خیر ورنہ یہ سمجھ لے کہ میں تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اور اسی دم زیر شمشیر کر دونگا اور ایک ساعت نہ کرونگا یہ سنکر اس دیو نے
کہا کہ اے ایرج اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو میں بھی صاف ہی صاف بیان کئے دیتا ہوں اے ایرج نوجوان آگاہ ہو کہ یہ
آدم زاد زلزلہ قاف حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا نواسا ہے اسد بن کرب دلاور نام نامی ہے ایرج نے کہا
اچھا یہ تو بیان کر کہ اسد پردہ قاف میں کیونکر پہونچ گیا اس دیو نے کل کیفیت بیان کر دی ایرج نے یہ سنکر افریح سے
کہا کہ کہو افریح سنا تو نے جو کچھ کہ میں کہتا تھا وہی بات نکلی یا نہیں اے افریح میں تو اسکی طرز جنگ سے سمجھ گیا تھا کہ
اسد ہے بعد اسکے اُس دیو کو اسیوقت یہ کہکر رہا کر دیا کہ جا جہاں تیرا جی چاہے وہاں چلا جا چونکہ تو نے اس امر کو بالکل
سچ سچ بیان کر دیا لہذا میں نے تجھکو رہا کر دیا یہ کہکر قید اُس دیو کی کٹوا دی وہ دیو بھاگا بھاگ اسد کے پاس چلا گیا اسد نے
اُس سے استفسار حال کیا اُس نے کل سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان کر دی یہ سنکر اسد نے اپنے کل دیوون کو شمار
کیا کہ شاید کوئی اور دیو بھی اسی طرح گرفتار ہو گیا ہو جب شمار کیا تو پورے نکلے کہنے لگا کہ افسوس اس دیو کے گرفتار
ہو جانے سے ہمارا حال ایرج پر منکشف ہو گیا مگر خیر کچھ پروا نہیں ہے اگر حال کھل گیا تو کھل گیا وہ مردود میرا کیا
کیا روز شبخون مار ڈالونگا اور اُسکو پریشان و حیران کر کے انشاء اللہ بعونہ یونہیں نکل جایا کرونگا القصہ ہر روز اسد
یونہیں شبخون مارتا تھا اور اسی طرح نکل جاتا تھا ایرج ہر چند کوشش کرتا تھا مگر نہ پاتا تھا قضا سے کار اتفاقات روزگار
ایک شب جو اسد نے شبخون مارا تو گھیرے میں پڑ گیا یہانتک کہ لڑتے لڑتے صبح ہو گئی صبح ہوتے ہی اسد ایرج کے
سامنے سے بھاگ کر ایک جانب کو راہی ہوا ایرج نے بھی اُسکے ساتھ ہی ساتھ گھوڑا ڈالدیا تا اینکہ ایک پہاڑ کے
دامن میں پہونچے اب اسد نے خیال کیا کہ اے اسد بغیر لڑے مرے ہوئے اب کوئی چارہ نہیں ہے جسطرح ہو جان بچا کر نکل جا
یا اُس مرے یا اس مرے تا اینکہ ایرج سے اور اسد سے سامنا ہو گیا ایرج لکارا کہ او دیوانے جھول بخت برگشتہ
و نامعقول تو نے پردہ قاف میں بھی مجھے دق کیا یہاں بھی چین لینے نہ دیا ہر روز میرے لشکر کو تباہ کیا کرتا ہے مگر آج تو میرا
تیرا سامنا ہو گیا ہے اب تو جائیگا کہاں دیکھ تو تجھے کیونکر مارتا ہوں یہ سنکر اسد لکارا کہ اچھا یہ تو بتا کہ تو نے قسطلم کیا اور مجھے
قتل کر لیگا مگر یہ تو بتا کہ فریح تاجر کی زوجہ جو مجھ پر عاشق ہے اُسکا رنج تجھے کیونکر گوارا ہوگا ایرج نے لکار کر کہا کہ او دیوانے
کیا واہیات و مہملات بکتا ہے خاموش رہ میں آ پہونچا یہ کہکر گھوڑا اڑا کے اسد کے برابر ہو گیا اور ایک تلوار نیمچہ کی لبریا
چھوڑ گیا تھا اسد بھی بس پڑا تلوار پر تلوار مارنا شروع کی مگر کیا ہوتا ہے دونو بیچ میں آ گئے اور جان دینے پر مستعد ہو گئے
اسد دعائیں مانگنے لگا کہ اے پروردگار اس ظالم کے پنجہ سے تو ہی بچانے والا ہے ابھی اسد یہ دعائیں مانگتا ہی رہا تھا
کہ یکایک ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر پیدا ہوا اور آواز کوس و نقارے کی آنے لگی جب وہ ابر شق ہوا تو ایک ہاتھی پر ایک
سفید پوش با کر و فر دیو و پری کا لشکر لئے ہوئے تخت پر سوار نمودار ہوا اور پکار کر کہا کہ او آفتاب پرست او باطل مقبول
کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے ظلم اور او اپنے رعنا فقیر [illegible] کہ اسد [illegible] کرب دلاور کو
روز اسکا کوئی معین و مددگار نہیں ہے تو اُسے مار لیگا تو یہ خیال تیرا بالکل فضول و خلل ہے [illegible]

ہے اس کمزوری پر تو بلا سے بے درمان اور آفت جان وجہانیان ہے اس دیوانے نے بہتنگ کر رکھا ہے کسی مقام پر چین
نہین لیتا ذرا غافل ہوے اور آکر لشکر تباہ و برباد کر دیا دیکھا تو اسکی حمایت پر لقا بدار نے کہا کہ تجھسے سر زد ہو گا
کہ تو میرے سامنے اسعد کو قتل کرے مین انشاء اللہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے نہ کرون تو نام اپنا بدل ڈالون القصہ بعد گفتگو کے
بسیار خوب تلوار چلی تا انکہ تلوارین انکی آریان ہو گئین ہاتھ سے پھینک دین اور نوبت بہ کشتی پہونچی اسعد نے افغان کوچک
کہا کہ یہ دونون جو باہم لڑ رہے ہین پھر اگر لقا بدار اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے ذلیل ہوا تو پھر تجھے کون بچائیگا اور یہ
ممکن نہین کہ ایرج لقا بدار سے مغلوب ہو پھر ایسے مین وقت فرصت کا ہے اسے غنیمت جانکر مجھے پردہ دنیا پر پہنچا آخر
کہا کہ بہت خوب یہ کہکر اسعد بن کرب غازی کو ساتھ لیکر پردہ دنیا کو راہی ہوا انکو یہان ایرج اور لقا بدار باہم
دو روز لڑ چکے ہین اب تیسرا دن آگیا ہے ریلا پیلا ہو رہا ہے وہ اسے ریل لیجاتا ہے یہ اسے ریل لیجاتا ہے یا انکہ ایکمرتبہ ایرج
لقا بدار کو لیکر دوڑا اور لقا بدار نے پیچھے ہٹنا شروع کیا تا اینکہ تھوڑی دور پر موش خانہ تھا پیچھے ہٹتے ہٹتے پانون
لقا بدار کا اُس موش خانے مین جاتا رہا مگر بہت دلاوری کر کے زور ایرج کا روکا اور پانون موش خانے سے نکالا ایرج
کو ریلے چلا ہی تھا کہ پانون مین ایک درد پیدا ہوا اور رنگ لقا بدار کا زرد ہو گیا اور تھر تھر کانپنے لگا ایرج نے کہا
کہ کیون کیون کیا حال ہے لقا بدار نے کہا کہ اے ایرج پانون میرا موش خانے مین جا کر اُکھڑ گیا ایرج نے کہا کہ اچھا
اب اپنی فرودگاہ کو واپس جاؤ جب اچھے ہو لوگے تب لڑینگے یہ سنکر لوگ لقا بدار کے لقا بدار کو اُٹھا لیگئے اب جو
ایرج اُدھر سے پھرتا ہے تو اسعد ندارد دریافت کیا کہ اسعد کیا ہوا لوگون نے بیان کیا کہ حضور وہ تو جبھی چلا گیا تھا
ایرج نے کہا کہ جاکر افغان کوچک کے مکان پر تو دیکھو اب جو دیو خبر کو جاتے ہین تو سنا کہ افغان کوچک اسعد
ساتھ پردہ دنیا کو چلا گیا دیوون نے آکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے افریخ سے کہا کہ غضب ہوا یہ دیوانہ ضرور میرے
لشکر کو جاکر غارت کریگا تجھے بھی بہت جلد پردہ دنیا پر چلو القصہ ایرج بھی مع اپنے لشکر کے پردہ دنیا پر روانہ ہوا
اب اس قصہ کو تو یہین چھوڑیے اور دو کلمے حال مالک اور دارا کے سنیے کہ یہ دونون جو شکست کھا کر
ایرج کے ہاتھ سے جانب ملک کشور رہ روانہ ہوے تو منزل بمنزل کوچ بہ کوچ چلے جاتے تھے کہ تیسری منزل
پہونچکر ایک صحرا مین اُترے کشور شاہ نے سب زخمیون کے ٹانکے لگوا کے علاج و معالجہ ہونے لگا جب زخم ان سب کے
بھر بھرے ہو گئے تو دارا نے مالک سے کہا کہ یہ تیسرا مرتبہ ہے کہ مین جاتا ہون اور بے تیل مقصود پھر آتا ہون اب جی
نہین چاہتا کہ اس ذلت و خواری سے ملک کشور رہ جاؤن مالک نے کہا کہ اے دارا اب خدا چاہیگا تو یہ سب ذلت
مٹ جائیگی کوئی مقام رنج و غم نہین ہے اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ اولاد حمزہ کبھی شکست بھی پا جاتے ہین اگر خدا نے چاہا
تو تم پھر کامیاب ہو گے زخم اچھے ہو لینے دو گھبراؤ نہین اور یہان سے جاؤ نہین تا وقتیکہ زخم تمھارے اچھے ہون دارا نے
کہا کہ بہت اچھا جو مرضی آپکی ہے جاؤنگا ارشاد آپ کا بجالاؤنگا القصہ دو روز وہان قیام کو گذرے تھے کہ تیسرے دن
صبح کے وقت جانب صحرا سے ایک شق گرد و غبار کا اُٹھا دارا نے ہرکارون سے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ دیکھو تو کون آتا ہے
اور افسران فوج کو حکم دیا کہ کل مال و اسباب بیچ مین کر لو اور کل فوج کو گرداگرد کھڑا کر دو القصہ ویسا ہی کیا گیا
کل فوج گرداگرد ہو گئی مال و اسباب بیچ مین کر لیا گیا کہ یکایک دامن گرد کا شق ہوا اور پانچ سو علم نشان پانچ
لاکھ سوار کا نمایان ہوا علمون کے پھریرے پر کام ستارون کا بنا ہوا انھیون کی چھولون پر بھی ستارے جڑے ہوے
علمدار زرین پوش دوش بدوش چلے آتے ہین بعد اسکے اور کل سامان جلوس ہوا ر لیکا سامنے سے نمودار
ہوا بعد اسکے خورشید ستارہ پرست مرکب پری پیکر پر سوار آگے آگے اور پشت پر اختر افتران خورشید باختری

تو انہیں بہا اخری تخت پر سوار اور پانچ لاکھ سوار اور پیدل پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں اور ہر ایک مقام پر قیام کرتے جاتے ہیں
تا اینکہ تمام لشکر نے ایک مقام سبزہ زار میں قیام کیا خیمے و ڈیرے استادہ ہوئے ہرکاروں نے آکر داراب کو خبر دی
کہ خورشید ستارہ پرست آیا ہے داراب نے کہا کہ خیر معلوم ہوا اور دو روز جب خورشید ستارہ پرست نے داراب کا
لشکر قریب سے دیکھا تو کہا کہ خبر لاؤ کہ یہ لشکر کسکا اترا ہوا ہے اسیوقت ہرکاروں نے جاکر دریافت کر کے عرض کیا کہ یہ لشکر
داراب کشور کشا کا ہے ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوکر آئے ہیں اور آپ کو دیکھکر بہت خائف ہیں اسباب سب چھین لیا
ہے فوج سب گرد کھڑی ہوگئی ہے خورشید نے کہا کہ بھئی ہم کیا قزاق ہیں کہ جو ہم سے اسباب کی حفاظت کی ہے اگر وہ زخمی ہے
تو میں اسکی عیادت کو جاؤنگا اور اسیوقت سوار ہوکر روانہ ہوا جب داراب کے خیمے میں پہونچا تو داراب نے کہا
کہ اے خورشید میں زخمی ہوں نہ تمہارا استقبال کر سکا نہ تمہاری تعظیم کو اٹھا خورشید نے کہا کہ آپ بیکار عذر کرتے ہیں
میں آپ کا حال پہلے ہی سن چکا ہوں فقط آپ کی عیادت کے واسطے آیا ہوں کہیئے تو آپکا حال کیا ہے داراب نے کہا کہ اے خورشید
حمزہ صاحبقران تو لقا کے تعاقب میں ظلمات کو گئے ہیں اور ہم لوگوں سے انھیں ایسی الفت تھی کہ لندھور کو تو ایرج کی
حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں اور مالک اژدر کو میری نگہبانی کے واسطے معین کیا اور زنجیل یا عمر کو تمہاری نگرانی
کیواسطے چھوڑا ہے تو بھائی مالک نے تو میرے ساتھ وہ کیا کہ جو باپ بیٹے کے واسطے کرتا ہے ہر وقت میرے واسطے سینہ سپر
رہا مگر مجھے یہ کب لازم ہے کہ صاحبقران کے ملک سے علاقہ رکھوں مگر ایرج کی خواہش یہ ہے کہ علاقے کو صاحبقران کے
برباد کرے اور برباد کر رکھا ہے اور لندھور اس سے بالکل متعرض نہیں ہوتا یہانتک کہ شہر قرنگ شیر ایرج نے لے لیا
اور ترکوں کو قتل کیا اور اسپر بھی وہ ہندی خبر نہ ہوا یہ سبب اسکا ہے کہ عین اطاعت ہے یا وہ جو اسد مشہور کر رہا ہے
کہ لندھور ایرج پر عاشق ہے ایسا ہی کچھ ہے میں ایرج کو سمجھانے گیا تھا جب اسنے نہ مانا تو نوبت یہ جنگ پہونچی
گردش فلکی سے میں بھی مجروح ہوا اور مالک بھی زخمی ہوا خورشید نے کہا کہ اچھا مرضی الہی کیا ہے زخمی ہونے سے کیا عیب
فرق نہیں آتا حمزہ صاحبقران بھی اکثر زخمی ہوئے ہیں مگر تم مجھکو ایسا نامرد سمجھتے تھے اور افسوس کہ ایسا برا جانا
جو مال و اسباب اپنا حفاظت میں کیا اور یہ خیال کیا کہ میں مال و اسباب تمہارا لوٹ لونگا اور تمہیں حالت زخمداری میں ایذا دونگا اور تجھسے مخاصمت
کی کوئی وجہ نہیں دوسرے اگر کوئی وجہ بھی ہوتی تو میں ایسا نامرد اور دیوانہ نہ تھا کہ حالت زخمداری میں قصد کرتا داراب نے کہا کہ بھائی مجھکو تو یہ گمان
بھی نہ تھا خورشید کہ ما ایسی لیس اسکو ہم کو تمنے مجھے کیتے ہی تو نے مال و اسباب کی حفاظت کا حکم دیا داراب نے کہا کہ خورشید تم ایسی باتوں کا خیال نہ کرو
اور دعوت میری قبول کرو خورشید نے کہا کہ مجھے کیا عذر ہے کیا ہی ہم تم سب ایک حالت میں ہیں غرض دو دن تک خورشید کی دعوت کی تیسرے روز
خورشید نے داراب سے کہا کہ اے داراب چلو بیٹا تاکہ حمزہ صاحبقران ظلمات سے واپس آئینگے تو سمجھ لیا جائیگا
داراب نے کہا کہ بات تو بہت اچھی ہے مگر میری حالت ظاہر ہے کہ زخمی ہو رہا ہوں تمہارے معیت میں نہیں چل سکتا مگر تمکو
بہت جلد جانا چاہیئے کسواسطے کہ ایرج اہل اسلام کا خاتمہ کئے دیتا ہے آجکل ایرج شہر اختشم میں ہے تم پہلے چلو تمہارے ہمراہ
پیچھے پیچھے میں بھی آتا ہوں خورشید نے کہا کہ اچھا آج میں اپنا سامان درست کرتا ہوں کل شہر اختشم کو روانہ ہونگا اور
داراب سے رخصت ہوکر اپنے خیمے میں آیا اور دوسرے روز روانہ ہوا ادہر سے تو راہ میں چھوڑیئے اور چند کلمہ داستان
شہر اختشم کے سنئے کہ جب بیان ایرج بستر خواب سے غائب ہوگیا تو مالک بن ملکوت شاہ و شاہ پور کو بلا کر کہا کہ اے
شاہ پور تم دریافت تو کرو کہ یہ کام کسکا تھا شاہ پور اسیوقت گیا اور جا کر بیٹے از خم خاص کا پتہ نہ پایا کہنے لگا کہ غضب ہوگیا
اسد نے ایرج کو پکڑوا بلوایا اب اسد کو کہاں ڈھونڈیئے معلوم نہیں کہ وہ دیوانہ کہاں ہے مالک نے ملکوت شاہ سے
آکر حال بیان کیا اور کہا کہ ہر چند مجھکو معلوم نہیں کہ اسد کہاں ہے مگر غالبا کسی پہاڑ میں ہوگا میں کوہستان کو ڈھونڈھتا

جاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا اور بترتیب تلاش ایرج قریب لشکر سمار دریا باری اور لبتہ حصار کے پہونچا تو معلوم ہوا
کہ ضرغام سے ایرج کا پشتارہ چھین لیا ہی اور اسد آیا ہوا ہی ایرج کو مانگتا ہی بس یہ سنتے ہی شالور نے خیال کیا
کہ اگر لندھور آجاے تو ایرج بچ جاے یہ خیال کر کے لشکر لندھور کیطرف روانہ ہوا اور اسوقت پہونچا کہ جب
لندھور اپنے رفقا سے کہہ رہا ہی کہ نہیں معلوم ایرج کو کون چرا لیگیا یا طرماسب غائب ہوگیا تھا اب ایرج کا
پتا نہیں لگتا خدا جانے کون ایسا زبردست عیار ہی کہ ایسی ایسی چالاکیاں کرتا ہی اور کچھ حال نہیں کھلتا کہ شالور نے
پہونچکر سلام کیا اور کہا کہ اگر آپکی یہ خواہش ہی کہ ایرج زندہ رہے تو جلد چلیے ورنہ اسد دیوانہ ایرج کے
ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا لندھور نے کہا کہ اچھا میں چلتا ہوں مگر کچھ حال تو بیان کرو یہ سنکر شالور نے کل حال بیان کر دیا جب
لندھور نے کل حال سن لیا تو سوار ہوکر اسیوقت روانہ ہوا مگر اسوقت پہونچا کہ ملک سمار دریا باری بھائی کی
لاش پر رو رہا تھا استفسار حال کیا اسنے کل حال اور کیفیت بیان کی بارے خاطر جمع ہوئی کہ ایرج تو چھوٹ گیا
شالور ملک سمار کو تشفی و دلاسا دے کر ایرج کے تعاقب میں روانہ ہوا تھوڑی دور آکر معلوم ہوا کہ ایرج کو
کوئی آسمان پر اٹھا لیگیا لندھور حیران و پریشان آدھے سے واپس ہوا ملک لبتہ نے سمار دریا باری کی لاش کو دفن کروا دیا اور
ایرج کی خبر کیواسطے ہرکاروں کو روانہ کیا اور وہاں مالک بن ملکوت شاہ نے سانڈنی سوار ایرج کی تلاش کیلیے
روانہ کیے اب اس قصہ کو تو یہیں چھوڑیے اور دوسرے کچھ حال طرماسب کے ملاحظہ فرمائیے کہ جمشید اور خورشید
حبشی نے طرماسب کو اپنے وزیر جبلیس اختر شناس کے حوالے کیا جبلیس نے اپنے قصر کے نیچے لاکر قید کیا قضا کار
اتفاقات روزگار ایک روز یہ جبلیس کی بیٹی سمن عذار اپنے قصر پہ بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک طرماسب پر نگاہ جا پڑی
بس دیکھتے ہی ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہوگئی تیر ابرو جگر کے پار ہوگیا دل سو جگہ سے فگار ہوگیا
اشعار — تھی نگہ یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا
ایک آہ کے ساتھ + بس ہوش و حواس رخصت ہوگئے عقل بالکل جاتی رہی حالت جنون کی طاری ہوئی ہر چند
اپنے دل کو سمجھایا کہ اے سمن عذار یہ تجھے کیا دیوانہ پن سوار ہوا ہی کیا وحشت سوجھی ہی اپنے دل کو سنبھال جی کو تھام عقل
کو کام میں لا اسقدر بیقرار و مضطر نہ ہو معلوم نہیں یہ کون شخص ہی اور کس مذہب کا آدمی ہی تو مسلمان اسکے دین و مذہب سے
لاعلم محض دوسرے تو وزیر زادی یہ مجرم بادشاہ اور معلوم نہیں کس علت میں مقید ہی تو جو اسپر دلدادہ ہوئی ہی تو یہ
کونسی لاطائل حرکت ہی سنبھل سنبھل ایسی مہمل حرکات تجھے زیبا نہیں ہیں انجام اسکا اچھا نہیں ہی مگر دل بیقرار کو کب
قرار آتا ہی ہر دم ولولۂ عشق بڑھتا جاتا ہی صبر و قرار رخصت ہوا جاتا ہی اشعار یہ سنتے لگا پاس ناموس و ننگ سے
لگی عقل اور عشق میں ہونے جنگ + مسلط ہوئی دل پہ فوج جنون + علم عقل کے سب ہوے سرنگون + اب یہ حال ہی کہ
ملکہ سمن عذار کو ٹھکانے سے سروکار نہ پانی سے کام خواب و خورش سب حرام ہشیار بیکلی رہتی ہی خستہ حالی ہی + گفتگو
صورت خیالی ہی پہروں دل سے باتیں کیا کرتی ہی اکثر منھ ڈھانپے ڈھانپے گریہ و بکا کرتی ہی تنہائی پسند آئی ہی
نشست و برخاست سے نفرت ہوتی جاتی ہی یا انکا اگر کوئی خواص تک آجاتی ہی تو اس سے برہم ہو کر کہتی ہی کہ تو کیوں
آئی ہی تجھے کسنے بلایا تھا جا چلی جا خبردار خبردار بغیر ہمارے طلب کیے نہ آیا کر اور اگر بار دیگر بغیر میرے بلائے ہو
آئی تو بہت سخت سزا پائیگی اور اکثر اوقات اسی قصر پہ آکے بیٹھا کرتی تھی اور طرماسب کو دیکھا کرتی تھی یہ حالت
ہو گئی کہ دن بھر بدن تپ غم سے جلتا ہی اور ہر لحظہ و ہر ساعت دل سلگتا ہی نہ کسی سے بات نہ چیت منھ لپیٹے ہوئے
پڑے رہنا اور ہر وقت الم صدمہ ہائے فراق کا سہنا جب کوئی زیادہ مصر ہوتا ہی تو کچھ کھا لیتی ہی اور پھر منھ لپیٹ

پڑی رہتی ہی ورنہ غذا غم ہی اور پانی اشک چشم پرنم ہی نہ تن کی خبر نہ من کا ہوش بالکل مبہوت عشق و مست و مدہوش نہ گرمی کا ادراک
نہ سردی کا احساس پارہ پارہ لباس گریبان چاک جہان پڑی ہی وہان پڑی ہی جہان کھڑی ہی وہان کھڑی ہی اگر کسی نے پوچھا
کہ ملکہ کیون مزاج کیسا ہی جواب دیا کہ اچھی ہون جو دم گزرتا ہی غنیمت گزرتا ہی مجھ کم بخت کو کیا ہو گیا کبھی آہ سرد بھرنا
کبھی آہ و نالہ کرنا کبھی کسی گوشے مین چپکے چپکے زار زار رو رہی ہی کبھی شکوہ پرداز جور فلکی ہوتی ہی شعر اے چرخ دکھایا
کیا ہی نیرنگ + ظالم تیرے بھی ہین عجب ڈھنگ + او بیداد گر خدا سے مطلق نہین ڈرتا ہی مجھ پر ناحق بیداد عشق کرتا ہی
مین تو جانتی ہی نہ تھی کہ عشق کیا شی ہی ناحق مجھ پر یہ بیداد و جفا ہی قصہ مختصر ملکہ سیمین عذار پر جب کئی روز اس حالت مین
گذر گئے انیسون جلیسون نے متفق اللفظ ہو کر یہ مشورہ ٹھہرایا کہ چل کر ملکہ سے استفسار کرو اور سمجھاؤ سب نے آ کر عرض کیا
کہ ملکہ آپکی یہ حالت ہے نہ کبھی ہنسی ہو نہ کبھی ایسا محو و بیخود کبھی نہین پایا کہ نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کی پروا نہ آپ کسی سے بولتی ہین
نہ کسی سے بات کرتی ہین چپکے چپکے آہ سرد بھرتی ہین رنگ چہرے کا متغیر ہی ہر وقت حال ابتر ہی ہر وقت آنکھون مین آنسو
بھرے ہین دشمنون کو کیا بیماری ہی کیا عارضہ ہی اگر ہول دل ہی تو اسکا علاج فرمایئے اور اگر کوئی دوسرا امر ہی تو خدا کے
واسطے آگاہ کیجیے کہ اسکی تدبیر کیجاے ملکہ نے جواب دیا کہ صاحبو مجھے کوئی عارضہ نہین ہی مین اچھی بھلی ہون اگر تم سب
میرے دوست ہو تو اب کبھی نہ پوچھنا ورنہ صورت سے بیزار ہو جاؤنگی پھر کبھی اپنے سامنے نہ بلاؤنگی اور صاحبو انسان کی
طبیعت کیا ہمیشہ یکسان رہتی ہی کبھی عیش و نشاط کبھی غم مین گذر جاتی ہی یہ کہکر پھر اندر بارہ دری کے چلی گئی پھر دو سے
چھوڑ دیے پلنگ پر جا پڑی مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگی اب وہ پلنگ نہ تھا پلنگ تھا کہ پھاڑ سے کھاتا تھا اور بار بار
یہ آواز نحیف یہ شعر ورد زبان تھا شعر سخت بین تیرے قلق دل کا ستاتا ہی مجھے + کہ اٹھاتا ہی مجھے گاہ بٹھاتا ہی مجھے اور
ازبسکہ بدنامی کا خوف ہی تو قصر پر جانے سے بھی اکراہ کرتی ہی جب کبھی زیادہ بیقرار ہوتی ہی تو جاکر غرفے سے طاماسپ کو
دیکھ آتی ہی اور پھر جلدی سے چلی آتی ہی کہ کوئی دوسرا اس راز سے آگاہ نہ ہو القصہ ایک روز کا ذکر ہی کہ دوپہر کا وقت
تھا سب کو ملکہ نے اپنے پاس سے سرکا دیا تھا کوئی اسوقت پاس نہ تھا لبس آ کر قصر پر بیٹھی اور طاماسپ کو دیکھنے لگی
اور یہ خیال کر کے کہ اے ملکہ یونہین گھل گھل کر جان تیری گئی اور بے حصول مطلب دنیا سے چلی بے اختیار زار زار مثل ابر بہار
رونے لگی ہنوز رو ہی رہی تھی کہ دایہ اسکی نرگس نام دبے پاؤن آئی اور ملکہ کو روتے دیکھکر کہنے لگی کہ اے ملکہ یہ دائی تجھپر
نثار تجھکو کہہ تو سہی کیون اسقدر زار زار رو رہی ہی ملکہ نے آہ سرد بھر کر کہا کہ اے دایہ کیا کہون کچھ کہہ نہین سکتی کہ کیا ہوا اسی
شعر کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا + بن کہے بھی رہا نہین جاتا + دایہ نے کہا کہ اچھا مجھ سے کاہیکا اخفا ہی اگر مجھ سے نہ کہوگی تو کس سے
کہوگی مجھسے زیادہ تمہارا رازدان کون ہوگا مجھسے مفصل حال بیان کرو اور ای بیٹا تم لاکھ مجھسے چھپاؤگی مگر مین سمجھ گئی
ہی دل سن ہین یہی سن و سال ہی اس عمر مین انسان سبھی کچھ کرتا ہی بیٹا نہ ماں کا خوف کرتا ہی نہ باپ سے ڈرتا ہی بیٹا تو
دائی سے پیٹ چھپاتی ہی کیا مین نے دھوپ مین بال سفید کیے ہین مین مافی الضمیر تیرا پہچان گئی آہ سرد دلیل ہی جانسوزی کی تیری زرد
تیری بے لبی اور بیکسی ہی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تو کہین عاشق ہوئی ہی مگر یہ تو بتادے کہ آخر کسکے تیر عشق کی گھایل ہوکر
پری پیکر پر دل تیرا مائل ہی اے ملکہ تیری ہی جان کی قسم مین ہرگز کسی سے نہ کہونگی بلکہ اسکی تدبیر کرونگی تو مجھسے کہہ اور
اگر مجھسے اظہار نہ کیا اور یونہین رو رو کر اپنا حال تباہ کیا تو اس سے کیا فائدہ ہی جب ملکہ نے دیکھا کہ دایہ بہت گرویدہ ہی
تو اپنے دل مین کہا کہ اے ملکہ یہ امر تو دایہ پر حالی و منکشف ہو گیا کہ تو کسی پر عاشق ہی پھر اب اصل کیفیت سے پورا بیان
کر دینے مین کیا حرج ہی آخر یہ اخفا تا بکے جب جان ہی پر بن آئی تو کاہیکا ڈر اگر یہ تیری شریک حال ہو گئی اور تیری
جوانی پر رحم کھا کر کوئی فکر اسنے نکالی تو تو فہو المراد ورنہ جو ہو سو ہو مرتا کیا نہ کرتا اور اگر لو قصر سنا سنیر

باپ سے خبر کر بھی دی تو بہت برا ہوگا وہ مجھے قتل کریگا پھر ہر روز کی جانفشانی سے ایک دن کا مرجانا اچھا لیکن یہ بات دل میں
سوچکر کہا کہ ای دایہ کیا پوچھتی ہو جان ہماری جاتی ہی دو ایک روز کے اور مہمان ہیں ہمکو وہ مرض ہی جو علاج پذیر نہیں ہی
وہ درد ہی جسکی کوئی تدبیر نہیں چھوڑو تمہارے کیا فائدہ بیان سے کیا حاصل دایہ نے کہا کہ بیٹا یہ خیال تمہارا بالکل فضول ہی
صرف ایک مرض موت کا لاعلاج ہی باقی ہر درد کا علاج ہی ملکہ نے کہا کہ کہنے سے کیا حاصل ہوگا تم سمجھاؤ گی رنج اور فاضل ہوگا
لہذا مجھکو میرے حال ہی پر چھوڑدو کچھ نہ پوچھو دایہ نے کہا کہ ای نعمت عذار میں نہ مانونگی کچھ تو کہو میں سمجھانا کیسا اور کس سے غرض تجھے
جو تیرے سے شرمایا حال نہ ہو یہ سنکر ملکہ نے رو رو کر کہا کہ ای دایہ شعر کو بیت مرا افتادہ در دل + برد آسائش ببے بست مشکل +
میں جس مرض میں گرفتار ہوں خدا اس بلا میں کسیکو نہ پھنسائے جو روگ مجھے لگا ہی پروردگار کسیکو نہ لگائے وہ مرض ہی اجل کی
طلب پہ اہی وہ درد ہی جسکی دوا وصل حبیب ہی نرگس نے کہا کہ ارے بیٹیا کسی پر عاشق ہوئی ہو اسکا نام تو بتاؤ اسکی صورت تو
دکھاؤ ملکہ نے کہا کہ ٹھہرو ذرا ادھر آؤ دایہ جو قریب گئی تو تصویر طلماسپ کو دکھا کر ملکہ کہنے لگی کہ ای دایہ اگر اس جوان کا وصل ممکن ہوا
تو پھر زندگی کی شکل نکل آئیگی ورنہ ہم بہت جلد رخصت ہیں نرگس نے جو بغور دیکھا تو اسنے طلماسپ کو پہچانکر کہا کہ ہی ہی یہ تو
یہ کہاں تیرا دل آیا ای بیٹی ایک تو یہ غیر مذہب کا فر کفر دوسرے تیرے باپ کا عدو ملکہ نے کہا کہ ای دایہ میں نے ہر طرح دلکو سمجھایا
مگر یہ دل نہیں مانتا ہی میں کیا کروں اب تدبیر اسی دل ناشاد کی ہی کہ یا تو میرے باپ کو کہکر مجھے قتل کروادے یا مجھے اس جوان سے
ملادے اور جو ان دونوں کاموں میں سے کوئی کام نہ کریگی تو پچھتائیگی میں زہر کھا کر مرجاؤنگی تو ہاتھ ملکر رہجائیگی دایہ نے کہا
کہ چھوکری ہوش کی دوا کر خوب روش پیدا کی ہی خبردار تیرے لئے میں ایسا کون ہوگا جو اسکو سر قتل کروادے
ملکہ نے کہا کہ ای دایہ اس زخم پر نمک نہ چھڑک میں اسی واسطے تجھسے نہ بیان کرتی تھی جا چلی جا میرے پاس سے مجھے میرے حال پر
چھوڑدے شعر برو بکار خود ای واعظ این چہ فریاد است + مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتاد است + دایہ نے کہا
کہ بیٹی بیٹھ تو بچہ سمجھکر چھوٹ جائیگی حق ناحق میرے منہ پر کالک لگیگی چہرہ کا مونڈا جائیگا ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر تیرا یہ ارادہ ہی کہ وہ
کسی طرح ہاتھ آئے اور مجھکو تسکین ہو تو میں تجھے ایک تدبیر بتائے دیتی ہوں دایہ نے کہا کہ وہ کیا بیان کرو ملکہ نے کہا
کہ جو نقب ہمارے گھر میں ہی اسی راہ سے اُسکو چھڑا کر نکل جائیں دایہ نے کہا کہ اگر وہ پانوں پھیلائے اور مستعد جنگ ہو
تو پھر کیا ہوگا ملکہ نے کہا کہ یہ میرا ذمہ میں اُسے ہرگز نہ لڑنے دونگی دایہ یہ سنکر جانے پر آمادہ ہوئی اور تھوڑا سا حلوا لیکر اور
دارو بیہوشی ملا کر زندان خانے میں لیکر آئی زندان بانوں نے پوچھا کہ دایہ یہ کیا لائی ہو دایہ نے کہا کہ ہماری ملکہ
بیمار ہوئی تھی اُسکے اچھے ہونے کی منت مانی تھی کہ جب وہ اچھی ہوجائیگی تو میں قیدیوں کو حلوا کھلاؤنگی تو بفضل خدا
ملکہ اچھی ہوگئی اب میں منت ادا کرنے کی ہی یہ حلوا لیکر آئی ہوں سو بیٹا تم بھی کھاؤ اور تھوڑا سا قیدیوں کو بھی دیدو
زندان بانوں نے یہ سنکر وہ خوان حلوے کے لیے لیا اور دایہ وہ خوان رکھکر دور جا کھڑی ہوئی یہاں ان سبھوں نے
خوب پیٹ بھر کے حلوا نوش جان کیا جب خوب سا کھا چکے تو بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک کی آنکھوں میں سرسوں پھول گئی سار
سر پٹکنے لگے اپنا آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ واہ جی بہت سا حلوا کھالیا اور سبکو اتنا سا دیکر ٹال دیا اُسنے
کہا کہ میاں بیٹھے کیوں ذرا سا دیا جو جمعدار نے حصہ رسد زیادہ سے زیادہ لیا جو تمکو ملا وہی ہمکو بھی ملا اُسنے کہا کہ واہ جی
تمکو ہمیشہ کی عداوت ہی تم ہمیں ہمیشہ تھوڑا سا حصہ دیا کرتے ہو اُسنے کہا کہ چلو جی یونہیں سہی اُسنے کہا کہ بہت اچھا
ایک دن ہم سب روز کی کسر نکالینگے اور سب رکھوا لینگے اُسنے کہا کہ جی ہاں ایسا آپ ہی تو بڑے دفتروں میں بیٹھے بڑے بڑوں کو
دیکھا ہی تو تم کیا کرلو گے لیکن اُسنے یہ سنکر دو بیٹکے ایک چلا تیر مارا اُسنے ایک ٹھوکر لنبا رسید کیا اُسنے ایک لات دی لگی لات
نکلی ہوئے جمعدار نے پکار کر کہا کہ ارے میاں اسنے چھیڑا ہو یہ سنکر جمعدار اُٹھا وہ گرا اتنے میں جمعدار نے اُٹھکر ... سے گر پاتی بانہ

جمعدار کے اُٹھانیکو آتے تھے وہ بھی دھوڑتے گرتے جب کوئی ذی ہوش نہ رہا تو دایہ نے آکر کنجی جمعدار کے سرہانے سے
اُتار کر دروازہ زندان کا کھولا روشنی ہاتھ میں لیکر اندر آئی طہماسپ اُسوقت سو گیا تھا دایہ نے آکر جگایا اور کہا کہ
جلد چلو میں تمہارے چھڑانے کو آئی ہوں سب پاسبانوں کو بیہوش کر چکی ہوں طہماسپ نے پوچھا کہ تم کون ہو جو مجھے
چھڑانے آئی ہو آخر کہاں لیچلو گی۔ دایہ نے کہا کہ یہ وقت گفتگو کا نہیں ہے یہاں سے چلے چلو تم پر سب حال خود ہی منکشف
ہو جائیگا طہماسپ اُٹھکر دایہ کے ساتھ ہو لیا دایہ اُسکو لیے ہوئے ایک خانہ باغ میں آئی طہماسپ نے دیکھا بیچوں بیچ باغ کے
ایک بارہ دری عالی شان بنی ہوئی ہے طہماسپ اُس بارہ دری میں آیا دیکھا کہ فرش بہت ہی پر تکلف بچھا ہوا ہے مسند
زرتار بچھی ہوئی ہے دایہ نے طہماسپ کو اُس مسند پر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا طہماسپ نے کہا کہ اے مادر مہربان واقعی تمنے تو وہ
شفقت کی کہ میری حقیقی ماں بھی نہ کرتی مگر ابتک کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ تم کو میرے رہا کرنے کی وجہ کیا تھی دایہ نے کہا گھبراؤ نہیں
تھوڑی دیر میں سب حال کھلا جاتا ہے یہ کہکر ایک جانب پردہ پڑا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر اندر گئی اب کوئی پہر رات باقی ہے ملکہ
بیٹھی ہوئی دایہ کا انتظار کر رہی تھی بلکہ اسی قصر سے بیٹھی ہوئی سارے تماشے دیکھ رہی تھی دایہ کا حلوا بھیجنا اور
زندان بانوں کو کھلانا اُنکا بیہوش ہونا اور دایہ کا طہماسپ کو لیکر نکلنا جب دایہ طہماسپ کو لیکر نکلی تھی تو یہ قصر
سے اُتری ہوئی بیٹھی تھی کہ دایہ سامنے سے نمایاں ہوئی ملکہ نے پوچھا کہ لائی طہماسپ کو دایہ نے کہا کہ جی ہاں لائی
آخر گئی اسی واسطے تھی نہ کیونکر لاتی لیں یہ سنکر قریب تھا کہ اسے شادی مرگ ہو جائے مگر دلکو سنبھالا اُٹھی اور طہماسپ
کی طرف چلی آگے آگے لالٹین جلتی ہوئی ملکہ اپنے تئیں بنا ٹھنا سنوارتی ہوئی دل میں یہ خیال کرتی ہوئی مسکراتی چلی آتی ہے
کہ اے ملکہ تو جاتی تو ہے لیکن اُس سے کیا بات کریگی وہ ایک مرد اجنبی ہے کبھی غیر عورت کی بھی صحبت سے واقف نہیں ہے کیا جانے
کیا وہ اس نالائق دل نے کیا ہے میں جو لگاتا ہے اُسکے سامنے حجاب بیچ میں نکلی اور آثار عشق میرے چہرے سے وہ مشاہدہ کریگا تو
بیزار ہے اور کیا کہیگا کہ یہ عجیب بد عورت ہے نہایت مرد کی بھوکی ہے جو مجھے اس جلد و کر سے بلوایا ہے افسوس تو مفت میں
ذلیل ہو گی ہے وہ تو آفتاب پرست اور تو مسلمان جب تو اُس سے مواصلت چاہیگی تو وہ تجھے دین آفتاب پرستی
قبول کرنے کا خواستگار ہوگا اور تجھے اس نابکار کی وجہ سے ترک مذہب آبائی کرنا پڑیگا ہائے دین بھی گیا دنیا بھی
گئی پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ اے ملکہ بہت سے عاشق کافر ہو گئے بہت سے مسلمان اس دل کے ہاتھوں دین اپنا کھو بیٹھے
شعر عشق از من بسیار کردہ است و کند * سنگ را زنار کروہ ست و کند * ہر چہ بادا باد جان تو تیری بنیگی ارے جان ہے
تو جہان ہے القصہ یہ باتیں اپنے دل سے کرتی ہوئی طہماسپ کے سامنے آئی طہماسپ نے دیکھا کہ واہ واہ سورج چاند کو لجاتا
ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سامنے سے چلی آتی ہے کہ تمام عمر ایسی خوبصورت نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی لیں دیکھتے ہی بیقرار
ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ رباعی از آمدنت اگر خبر داشتمے * در رہگذرت گل و سمن کاشتمے * [illegible]
[illegible] خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے * ملکہ قریب آئی طہماسپ نے ہاتھ ڈالا [illegible] خورشید [illegible] دست لگا [illegible]
ہاتھ میں آیا گویا دولت جاوید پر قبضہ پایا لیں ہاتھ پکڑے ہوئے اُس نازنین کو مسند پر بٹھایا طہماسپ نے پوچھا کہ اے نازک
تم کون ہو حال اپنا بیان کرو اور مجھے بلوانے کی جہت ارشاد کرو ملکہ نے کہا کہ اے طہماسپ میں [illegible] خاندان [illegible]
[illegible] اسی کی بیٹی ہوں اور نام میرا ملکہ [illegible] جس روز تم یہاں آکر قید ہوئے تمہیں
اسی روز میں دیکھکر عاشق ہوئی تھی [illegible] کیا اور [illegible] دل نے [illegible]
اسی میں تمہاری کنیز ہوں بدل و جان [illegible]
اس قید سے رہا کروں [illegible]

کہا کہ صاحب تم تو یہ باتیں کرتے ہو اور ہم کوئی دم کے مہمان ہیں طرماسپ نے کہا کہ اچھا آخر کچھ تو کہو وجہ کیا ہے ملکہ نے کہا کہ اب کوئی دم میں صبح ہوا چاہتی ہے پاپا میرا تمہارے چھوٹ جانے سے مطلع ہوگا تم اُدھر جا کر جنگ و جدل میں مصروف ہوگے پاپا میرا اس راز سے مطلع ہو کر آمادہ قتل ہوگا اور اُدھر تم یکہ و تنہا کس کس سے لڑوگے آخر کار گرفتار ہوگے اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ تدبیر کیجائے کہ ہماری جان بھی بچے اور شہر بھی ہاتھ آئے طرماسپ نے کہا کہ پھر وہ کونسی صلاح ہے ملکہ نے کہا کہ ابھی تھوڑی سی رات باقی ہے ہمکو اپنے ساتھ لو اور جسطرح ہو اپنے لشکر میں پہونچا دو اور بعد اسکے فوج و لشکر لیکر آؤ اور لڑ بھڑ کر شہر کو شوق سے لو طرماسپ نے کہا کہ اچھا وہ راہ بھی تو بتاؤ کہ آخر جائیں کس راہ سے ملکہ نے کہا کہ یہاں ایک نقب ایسی کھدی ہوئی ہے کہ جسکا ایک سرا یہاں ہے اور ایک سرا صحرا میں نکلا ہے طرماسپ نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہے ابھی چلو غرض طرماسپ نے تو اپنی قید کو جھٹکے دے کر توڑ ڈالا اور ملکہ نے بہت کچھ مال و اسباب ہمراہ لیا اور کچھ انیسیں ہمراہ لیکر نقب کا منہ کھلوا کر اُسی نقب کے راستے سے ملکہ اور طرماسپ نکلے ہوئے چلے گئے ادھر یہاں جو صبح کو پاسبان زندان خانے کے ہوش میں آئے تو دروازہ زندان کا کھلا ہوا دیکھا اور طرماسپ کا نشان بھی نہ پایا بس ہر ایک نے بجائے خود کہا کہ یہ ساری فتنہ گری اُسی دایہ عیار پیشہ کی ہے ہمیں حلوا کھلا کر بیہوش کر دیا اور طرماسپ کو چرا لیگئی چلیے چلکر برجیس کو خبر کیجیے یہ سوچ کر اُسوقت یہ لوگ برجیس اختر شناس کے پاس دوڑتے ہوئے گئے برجیس دربار شاہ میں جانے کے لیے کمر باندھ رہا تھا کہ موکلان زندان نے پہونچکر کل حال بیان کیا برجیس یہ سنکر دوڑا ہوا محل میں آیا معلوم ہوا کہ ملکہ سمن عذار براہ نقب طرماسپ کو لیکر نکل گئی بس یہ سنتے ہی سر سے پاؤں تک عرق انفعال میں غرق ہوگیا مارے غیرت کے پسینہ پسینہ ہوگیا چاہا کہ خنجر لیکر اپنے کو ہلاک کرے پھر خیال میں گذرا کہ پہلے نقب تو بند کروا دے یہ خیال کر کے بہت سے مزدور لیکر نقب میں کود کر اُس سرے کو جو جانب صحرا تھا بند کروا دیا بعد اسکے تمام نقب کو مسدود کروا دیا اور بعد اسکے ایک عرضی جمشید اور خورشید کو اس مضمون کی لکھی کہ ای شہریار آج شب کو اُس شخص کی بیٹی گیسو بریدہ طرماسپ کو قید خانے سے رہا کر کے براہ نقب نکال لیگئی جب صبح کو میں مطلع ہوا تو نقب کو بند کروا کے اپنے حال سے مطلع کیا خداوند ان نعمت اب یہ حقیر کسیکو صورت نہ دکھائیگا اور اس دنیا کو الوداع کہیگا امیدوار ہوں کہ جرائم میرے عفو فرمائیے گا اور فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا بس یہ عرضی لکھکر جمشید و خورشید کی خدمت میں روانہ کر کے سودۂ الماس پھانک کر سو رہا جب وہ عرضی جمشید و خورشید کے ملاحظہ سے گذری فوراً سوار ہو کے برجیس کے مکان پر آئے مگر اُسوقت پہونچے کہ جب کام برجیس کا تمام ہو چکا تھا دونوں بھائی برجیس کی لاش سے لپٹ کر چیخیں مار مار کر رونے لگے اور پکارے کہ ہائے اے امید برجیس تمنے یہ کیا ستم کیا اگر اس بدکارہ نے فعل بد کیا تھا تمنے کیوں ہماری کمر توڑ ڈالی ہائے اے برجیس اب تجھسا ہم کہاں پائینگے قصہ مختصر بعد گریہ و زاری لاشہ برجیس کا بہت دھوم سے اُٹھا کر دفن کیا اب وہاں طرماسپ کا حال سنیے کہ جب ملکہ کو لیے ہوے اپنے لشکر میں آیا تو پہلے ملکہ کو خیمے میں داخل کیا بعد اسکے خود مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت میں آیا کہا کہ جلدی فوج کو تیار کروائیے میں ابھی چلکر قلعے کو لیلونگا مالک نے اُسیوقت تیاری فوج کا حکم دیا جب فوج تیار ہوگئی تو طرماسپ فوج کو لیے ہوے نقب پر آیا مگر نقب کا بند پایا مایوس ہو کر کف افسوس ملتا ہوا واپس ہوا اور ملکہ سے کہا کہ خبیثہ بدبخت جاتے کہاں ہیں کل قلعہ پر یورش کر کے قلعے کو لیلونگا یہ کہکر مالک کے پاس آیا اور تمام حال اپنی رہائی کا جو یونہی رہا تھا بیان کیا اور کہا کہ اے مالک قلعے کو میں لڑ بھڑ کر جسطرح ہوتا لیتا مگر جسنے چھیڑا یا ہے اُسکا کام تمام ہو جاتا بعد اسکے اب یہی تدبیر ہے پوشاک رزمی اُتار کر لباس بزمی پہن بارگاہ میں بیٹھا ناچ دیکھنے لگا عین حالت نشہ میں حکم نوازش نقارہ رزمی کو فرمایا اُسیوقت نقارہ رزمی نوازش میں آیا جب یہ خبر اہل قلعہ کو پہونچی تو وہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا الغرض دونوں طرف تیاری

آفتاب پرستان میں آلات حرب کی درستی رہی اور اہل قلعہ میں رات بھر دعا و نماز و گریہ و زاری میں بسر ہوئی صبح کو جمشید
و خورشید لباس بند دروازے پر آکے متمکن ہوئے اور رفقا گرد مجتمع ہوئے کہ یکایک طرماسپ تن تنہا مع فوج بیشمار
سامنے سے دکھائی دیا یہاں سے گولہ پڑنے لگا وہ گولے کی زد سے ہٹکر ٹھہرے ہوئے مالک بن ملکوت شاہ قلعہ پایاں
تھا فوج سب گرد اگرد مجتمع تھی طرماسپ سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا کہ مالک نے طرماسپ سے کہا کہ کیوں طرماسپ
کیا ارادہ ہے طرماسپ نے کہا کہ باقبال حضور تن تنہا جاکر قلعے کو لیتا ہوں آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان تک
ہشت پہلو پر چپکو لیکر چلا اہل قلعہ نے دوربینوں سے دیکھکر جمشید و خورشید سے عرض کیا کہ حضور ایک سوار آتا ہے
یقین ہے کہ طرماسپ ہوگا حکم ہوا کہ اچھا آنے دو جب خوب زد پر آجاوے تو ہمسے کہو ایک تھوڑی دیر کے بعد دیدبانوں نے
عرض کیا کہ حضور اب وہ سوار خوب زد پر آگیا ہے فرمایا کہ بس اب گولہ مارنا شروع کرو گولہ انداز تو منتظر حکم کے تھے ہی
اسیوقت دھڑا دھڑ گولہ برسانا شروع کیا مگر یہ کافر خاص شیطان مجسم گولوں کو گرز سے رد کرتا ہوا چلا آتا ہے تا آنکہ
لب خندق پہونچکر نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو میں آپہونچا بس یہ نعرہ سنکر ایک غلغلہ ہو گیا کہ طرماسپ لب خندق آگیا اہل قلعہ
چاہا کہ [illegible] ہانڈیاں پھینکیں مگر جمشید نے منع کیا کہ صاحبو ان باتوں سے اب کچھ نہ ہوگا اسباب ہاتھ
روک لو اور خداوند عالم سے دعا کرو کیا عجب ہے کہ پروردگار عالم رحم کرے یہ کہکر تاج ہاتھوں پر رکھکے دعا کرنے لگے
کہ اے خالق بیچون و اے مالک کن فیکون اس کافر کے ہاتھ سے نجات دے اور کسی مددگار کو بھیج کہ وہ ہماری دستگیری کرے
اور اگر قضا ہی آگئی ہو تو جو مرضی تیری ہم راضی بہ رضا ہیں اہل قلعہ تو بخضوع و خشوع تمام بدرگاہ جناب باری بعجز
الحاح و زاری دعا کر رہے ہیں اور طرماسپ پکار رہا ہے کہ اپنے حال پر گریہ و زاری کرتے ہو اور آسمان کے خدا کو یاد
کو پکار رہے ہو بھلا دیکھوں تو تمھارا خدا کیونکر تمھاری مدد کرتا ہے اور ارادہ کیا کہ خندق کو پھاند کر پار جاوے کہ یکایک
بقدرت خداے لم یزل و عز بر بیدل از پردہ بیابان گرد برخاست اور اک ماہ طلعت [illegible] مرکب پری پیکر
سوار گھوڑا اڑاتے ہوئے چلا آتا ہے اور پیچھے اسکے پانچ لاکھ سوار جرار اور تین شہریار گرد و وقار تخت پر سوار پیچھے
آتے ہیں جب وہ وہاں قریب پہونچا تو نعرہ کیا کہ او طرماسپ کہاں جاتا ہے پہلے مجھسے سامنا کر طرماسپ نے جو مڑکر دیکھا
تو دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست آپہونچا پکار کر کہا کہ میں اہل قلعہ کا کام تمام کرلوں تو پھر تجھسے سمجھ لونگا خورشید نے کہا
کہ درست ہے مگر جہاں تیسے تو پہلے کی آواز سنی تھی وہیں سے گھوڑا اڑا کر چلا تھا کہ تو قلعے میں کوئی رخنہ اندازی نہ کرسکے اب اگر
تو پھرتا ہے تو پھر ورنہ میں تیرے لشکر کو تاراج کرتا ہوں طرماسپ یہ سنکر ناچار مجبور رہا [illegible] قلعے سے واپس ہوا اور
پکار کر کہا کہ پہلے اس ستارہ پرست کو مارلوں پھر تجھسے سمجھ لونگا مگر چونکہ شام قریب تھی خورشید سے کہا کہ آج تو دن تمام
ہو گیا کل تجھسے سامنا کرونگا اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ دیکھا آپنے قلعے میں لے ہی چکا تھا کہ یہ ستارہ پرست
آپڑا اتفاقات روزگار اسی کو کہتے ہیں مگر خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر داخل لشکر ہوا اور ادھر خورشید نے قلعے کے سامنے
آکر کہا کہ تم مطمئن رہو جب تک کہ میں زندہ ہوں تمسے کوئی آنکھ نہ ملا سکیگا سب لوگوں نے دعائیں دیں کہ خدا انکو جزائے خیر
دے قصہ مختصر خورشید کے خیمے مقابل لشکر ایرج کے برپا ہوئے خورشید داخل خیمہ ہوا جب دماغ اسکا تکان راہ سے
درست ہوا تو صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا دور جام شراب گلرنگ گردش میں آیا جب خوب نشہ ہو لیا
تو اسنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دو اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی خورشید نے اپنے رفقا سے کہا کہ اب کل یہ
آفتاب پرست ہیں اور میں ہوں دیکھوں تو یہ کیا کرتے ہیں اور اس ہندی کے تن کا ت تو دیکھو کہ یہ چپکا بیٹھا ہوا تماشا
دیکھ رہا ہے اور بالکل جنبہ اہل اسلام کا نہیں کرتا کوکب عیار نے کہا کہ پیر و مرشد مشہور ہے کہ کلند صاحب ایرج پر عاشق ہو گیا ہے

خورشید نے کہا کہ ہاں عجب کیا ہے ایسا ہی ہوگا مین نے بھی یونہین سنا ہی القصہ جب یہ خبر ہرکارون نے مالک کو پہنچائی تو طرماسپ نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہی یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑے اُسیوقت لشکر آفتاب پرستان مین بھی نقارۂ حربی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو اسطرف سے خورشید اپنی فوج و لشکر لیکر میدان مین آیا اور اُدھر سے مالک بھی پہونچا قلعے پر شاہان اختم آکر بیٹھے لندھور بھی ایک جانب آکر کھڑا ہوا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نوا حبا کر کے جب چلے گئے تو لشکر خورشید مین علم جلوہ گری پر آئے شتری اور فیلی واجے بجنے لگے آواز نفیر کی بلند ہوئی سب سردار پیادہ ہوگئے خورشید مرکب کو پھیر کر سامنے تخت کے آیا اجازت میدان چاہی تا ہید اختری خورشید اختری اختر اختران نے کہا کہ جاؤ خداوند ہرمزین تمہارا نگہبان ہی یہ سنکر خورشید مرکب کو اُڑا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای ناانصافو یہ کیا انصاف ہی کہ حمزہ صاحبقران تو یہان موجود نہ ہوا اور تم اُسکے ممالک کے برباد کرنیکی فکر و اس ارادے سے باز آؤ یہان سے چلے جاؤ ورنہ اسکی سزا پاؤ گے اُسطرف سے ہر ایک نے جواب دیا کہ کیا خوب آپ کو اس سے کیا بحث ہی حمزہ کا جو نائب ہی لندھور بن سعدان ہندی اُسنے تو ایرج کی بیعت کر لی اور اتانہ صاحبقرانی حوالے کر دیا اب یہ لوگ کیا سمجھکر زبدۂ آفتاب پرستان کی اطاعت نہین کرتے اور بیعت ایرج اختیار نہین کرتے جیسا کرتے ہین ویسا پاتے ہین اور تمہین اس سے کیا بحث ہی جو تم ان لوگون کی جنبہ داری کرتے ہو خورشید نے کہا کہ اُس ہندی کا تو ذکر ہی کیا کرنا ہی وہ عشق ایرج مین ایسا بیخود ہوگیا کہ اگر ترک اسلام کرکے آفتاب پرستی اختیار کرلے تو تعجب نہین ہی اور لوگ کیون اطاعت کرین اور خراج گذرانین اور خیر اس گفتگو سے تو کچھ حاصل نہ ہوگا جس کسی کو جوش جنگ ہو میرے مقابلے کو نکلے یہ سنکر ویلم ستیاط زنگی اپنے مرکب کو اُڑا کر مقابل خورشید ہوا پہلے تو آتے ہی لگا ورزش ہوا کوئی دو تین قدم مرکب خورشید کا پیچھے ہٹا اور کوئی چھ قدم مرکب ویلم کا پسپا ہوا بعد اُسکے مرکبون کو پھیر پھیر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا پہلے ویلم نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا خورشید نے وار اُسکا رد کیا بعد اُسکے خورشید نے وار کیا ویلم نے رد کیا بس پھر تو طعن پر طعن نکلنے لگی دونون نیزے مثل بلبلون کے گتھ گئے آخرکار خورشید نے نیزہ ویلم کا ہوائی کیا ویلم نے ارہ پشت نہنگ مارا خورشید نے آتے ہوئے ارے کو خیال کر کے تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہی تلوار جو ویلم پر ماری تو ایک ہلکا سا زخم شانے پر آیا ویلم نے وہی ٹکڑا ارے کا خورشید کے منہ پر مارا خورشید نے وار اُسکا سپر پر روک کے جو پوری قوت سے ایک تلوار لگائی تو سپر کو کاٹ کر چار انگل سر مین در آئی ویلم دیتا نہ مارا تلوار تو جھپا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی کہ ویلم بیہوش ہو کر گر پڑا خورشید نے آواز دی کہ لیجاؤ اس روسیاہ کو لوگ دوڑے اور ویلم کو اُٹھا لیگئے بعد اُسکے کلید جہنم میدان مین آیا اُسے بھی قعر جہنم جھونکا یا سفیل سپرگردان مقابلے کو نکلا وہ بھی زخمی ہوا بعد اُسکے سپہر سپرگردان مقابلے کو نکلا خورشید نے اُسکا حملہ بھی رد کر کے جو تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر سر مین درآئی مگر اوچھا سا زخم آیا سپہر نے جلدی سے گردن ہٹالی گردن مرکب کی قلم ہوئی گھوڑا اور سپہر دونون تہ و بالا ہو کر گرے سپہر کا شانہ اُکھڑ گیا قصہ مختصر اور چند آدمیون کو شام تک زخمی کر کے طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کو واپس گیا دوسرے دن پھر میدان مین عکو جان دریا باری مرجان دریا باری نیلم فیلم سپکو زخمی کیا تیسرے روز نصر صبا نصر طراول کشتی گیر غراب کشتی گیر قارن بن بلوطاج گردن خورشید کے ہاتھ سے زخمی ہو اور طرماسپ جب میدان مین جانے کا ارادہ کرتا ہی قارن منع کرتا ہی کہ آپ ٹھہرئیے ستارہ اس ستارہ پرست کا ترقی پر ہی القصہ جب سب سردار زخمی ہو چکے اور کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نرہا تو طرماسپ مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا خورشید نے جو طرماسپ کو دیکھا کہا کہ او ہادی تو ابتک اپنی جان چھپایا کیا اور میرے

مقابلے کو نہ آیا طرماسپ نے کہا کہ او ستارہ پرست جب میں آنے کا قصد کرتا تھا لوگ مجھے منع کرتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ
زندگی تیری ابتک باقی تھی جو میرا مقابلہ نہ ہوا مگر اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا خورشید نے کہا کہ خداوند یزدان مجھکو
بچائیگا طرماسپ نے کہا کہ اچھا حربہ اپنا خورشید نے کہا کہ میں صاحبقران ہوں سبقت نہ کرونگا تو اپنا حربہ کر جسپر خدا تو
مجھے بچائیگا تو میں اپنا حربہ بکرلونگا طرماسپ نے نیزہ ہاتھ میں اٹھایا خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا خورشید نے نیزہ کو نیزے
روکا سنانوں میں سے شرارے آتش کے نکل گئے نیزہ بازی ہونے لگی کوئی دو تین گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخرکار خورشید نے
نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ کی آنکھوں میں جہان تیرہ و تار ہوگیا کمال غضبناک ہوکر ساطور سے ساطوروں کا
ساطور اٹھاکر یہ کہتا ہوا چلا کہ او ستارہ پرست غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کردیا مگر اس ساطور سے بچکر کہاں جائیگا
اور جس وقت قریب پہونچا خبردار خبردار کہکر ساطور خورشید پر مارا خورشید نے جھٹکر سپر فولادی پر روکا مگر یہ معلوم ہوا کہ
ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا مرکب خورشید کا تا ٹخنہ زمین میں درآیا ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا اور غش طاری ہوا ہزاروں
گرد میں آلودہ ہوا اور طرماسپ نے للکارا کہ خبردم [illegible] کشتم خورشید را یہ سنکر کوکب عیار گرد گرد سے چکر مار کے اندر آیا للکارا کہ
شہریار حریف زیادتی کرتا ہے آنکھ خورشید کی کھل گئی کوکب نے پوچھا شہریار مزاج کیسا ہے کہا اچھا ہوں خداوند یزدان نے
رحم کیا یہ کہکر مرکب کو گرد کے باہر آیا اور تلوار کھینچکر کہا کہ او طرماسپ خبردار ایک ضرب میرے ہاتھ کی بھی اٹھا طرماسپ نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا خورشید نے جو تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیا سر میں در آئی طرماسپ نے دستانہ مارا تلوار
جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی طرماسپ نے جلدی سے زخم سر کو باندھکر ساطور مارا خورشید نے ساطور کا
وار خالی دے کر جو تلوار ماری تو زخم سر کا دو پارہ ہوگیا یہ رنگ دیکھکر مالک بن ملکوت شاہ نے کل فوج کو حکم دیا کہ
مارلو اس ستارہ پرست کو بس چار طرف سے تمام آفتاب پرست تلواریں لیکر دوڑے خورشید بھی مع فوج دوڑ پڑا ادھر
ستارہ پرست ادھر سے آفتاب پرست باہم تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی خورشید نے شام تک کشتوں کے پشتے
اور لاشوں کے انبار لگا دیے شام کو طبل بازگشت بجوا کر دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں کو واپس گئے مالک نے جراحوں کو
طلب کرکے پہلے طرماسپ کے ٹانکے لگوائے بعد اسکے اور زخمیوں کی دوا دارو کی بعد اسکے پوچھا کہ یارو ایرج کا کچھ حال
معلوم نہ ہوا کہ کون لیگیا اور کہاں گیا اور اب یہاں خورشید سے کوئی مقابلہ کرنیوالا نہ رہا کل کیا ہوگا کسی نے کہا
بھاگ چلیے جب ایرج آئیگا سمجھ لیا جائیگا کسی نے کہا کہ لندھور سے اعانت طلب کیجیے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا
کہ میں لندھور سے تو اعانت طلب نہ کرونگا کسواسطے کہ سابق ازیں لندھور زر ارابہ سے جہالت طلب کرنے لگا تھا بخشش
لندھور کو گرفتار کرلیا تھا اب لندھور ہرگز ہماری جانبداری نہ کریگا رات تو اسی صلاح و مشورے میں کٹ گئی جب
صبح ہوئی تو خورشید نے مالک سے کہلا بھیجا کہ او مالک اب مجھکو تمھاری حالت پر رحم آتا ہے میں تمکو مہلت دیتا
ہوں جہاں جی چاہے چلا جا مگر شرط یہ ہے کہ بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی میرے حوالے کردو یہ سنکر مالک نے
جواب دیا کہ او کوکب اثاثہ صاحبقرانی میری ملک و قبضے میں نہیں ہے مالک اسکا لندھور بن سعدان ہندی ہے وہ
جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے مجھے کچھ علاقہ نہیں ہے جب یہ پیام خورشید کے عیار کوکب نے سنا تو مالک سے
کہا کہ او مالک یہ بہانہ اچھا نہیں ہے اگر خورشید نے بگڑ لیا تو پھر تمکو زندہ بھی نہ چھوڑیگا مالک نے کہا کہ او کوکب تجھے قسم ہے
نیر اعظم آفتاب جہانتاب کی کہ میں اسمیں کچھ حیلہ گری نہیں کرتا خورشید سے جاکر کہدو کہ وہ لندھور سے طلب کرے اگر لندھور
دیدے تو شوق سے لیجائے مجھے کچھ دخل نہیں ہے کوکب نے کہا کہ اچھا میں جاکر عرض کرتا ہوں یہ کہکر کوکب خورشید کے پاس
آکر جواب پیام سنایا خورشید اسیوقت سوار ہوکر لندھور کے خیمے میں آیا لندھور نے جو خورشید کو دیکھا [illegible]

تعظیم دی مسند پر لا کے بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا جام شراب ارغوانی گردش میں آیا خورشید نے دو ایک جام پی کر لندھور سے
کہا کہ ای لندھور میں تمھارے پاس کچھ پوچھنے آیا ہوں لندھور نے کہا کہ فرمائیے خورشید نے کہا کہ ای لندھور حمزہ صاحبقران
کی طرف سے آپ ان ممالک کے مالک ہیں اور صاحبقران آپ کو ہم لوگوں کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں پھر آپ نے
ترکوں کو ایرج کے ہاتھ سے کیوں قتل کروا دیا لندھور نے کہا کہ ترکوں نے ایرج کی بیعت نہ کی میرا کہنا نہ مانا جہالت کو
کام فرمایا نتیجہ ہو ہے اب اختم والے بھی میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے قتل ہونگے خورشید نے کہا کہ آپ کو صاحبقران کا یہی
حکم تھا کہ اہل اسلام قتل ہوں اور تم تماشا دیکھو لندھور نے کہا کہ خورشید تمھیں ان معاملوں سے کیا کام ہے تمھیں کیا معلوم
کہ یہاں کیا معاملہ ہوے خورشید نے کہا کہ بہت درست بہت اچھا مجھے ان معاملوں سے سروکار نہیں آپ مجھے اثاثہ صاحبقرانی
اور بارگاہ سلیمانی عنایت کر دیجیے لندھور نے کہا کہ میں بارگاہ سلیمانی ایرج کو دے چکا اب یہ مجھ سے نہ ہوگا کہ میں اس سے
لیکر تمھیں دیدوں خورشید نے کہا کہ ای لندھور ایرج تو غائب ہے اسکا پتا نہیں بارگاہ آفتاب پرستوں کے پاس ہے تم کہو
تو میں اُنسے لیلوں لندھور نے کہا کہ آفتاب پرست کیسے بارگاہ میرے قبضے میں ہے اور سواے ایرج کے اور کسیکو نہ دونگا
یہ سنکر خورشید درہم و برہم ہوا اور کہا کہ بہت اچھا ہم بزور شمشیر لینگے لندھور نے کہا کہ بہت اچھا جا شمشیر سے لیجیے گا یہ کہکر
خورشید بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے خیمے میں آکر کل حال اپنے رفقا سے بیان کیا اور کہا کہ میں اس ہندی کو مار کر بارگاہ
کو لیلونگا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاے اسیوقت بموجب حکم نقارۂ رزمی نوازش میں آیا جب یہ خبر لندھور کو پہونچی
تو اُسنے بھی طبل جنگ بجوا دیا مالک بن ملکوت شاہ نے اپنے رفقا سے کہا کہ بھائیو قدرت تعالی بنیر اعظم آفتاب تابان کی کہ
لندھور سے اور ستارہ پرست سے کس طرح مجادلہ ٹھہر گیا اب دیکھو کیا ہوتا ہے غرض رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی
صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آے اُدھر سے خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار ستارہ پرستان سے میدان کارزار میں
آیا اور صف آرائی شروع کی ادھر سے لندھور بن سعدان سات لاکھ ہندیوں سے کہ جنمیں سب دکھنی گجراتی روہیلے پوربی
تھے سوار ہوکر میدان میں آیا کہ تمام ہندیوں کے گلوں میں مالے پڑے ہوے سروہیاں چیٹے ہاتھوں میں چڑھے ہوے تھے اور ایک
طرف مالک بن ملکوت شاہ بھی آکر کھڑا ہوا قلب پر خورشید و جمشید اختمی آکر کھڑے ہوے القصہ جب یہاں صفیں جدال و
قتال کی آراستہ ہو چکیں اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو خورشید ستارہ پرست اپنے مرکب کو جولان دیکر خورشید اختری وغیرہ سے
اجازت لیکر میدان میں آیا اور اُدھر لندھور بن سعدان نے اپنے ہاتھی کو ہولا بارہ سو بادشاہان ہندوستان پیچھے جاتے گلوں میں
پہنے ہوے کوتہ خیالی کٹاریں کمروں میں لگی ہوئیں تاج سروں پر رکھے ہوے پیادہ پا ساتھ چلے لندھور نے یہ کہکر سب کو رخصت
کیا کہ تم سب یہیں ٹھہرو میدان میں ایک ایک سے لڑنا ہی بہادروں کے دستور سے یہ امر خلاف ہے کہ ایک کے مقابلے کو دس جائیں
چہ جاے کہ تم اتنے لوگ ہو ہاں مگر میرے لیے دست بدعا رہو کہ آبرو میری رہجاے یہ سنکر سب کے سب دعائیں دیتے ہوے پھر گئے
لندھور نے ہاتھی کو اشارہ کیا کہ وہ جھک کر چلا جب برابر خورشید کے پہونچا تو لنگا ور زن ہوا اور چھپر کی ہاتھی کی مستک پر دی
ہاتھی چیخ مار کر پیچھے ہٹا اور خورشید کا مرکب بھی پسپا ہوا لندھور نے گجباگ مار کر ہاتھی کو آگے بڑھایا اور خورشید نے مرکب کو
رانوں میں دبایا دونوں مقابل یکبارگی ہوے بعد گفتگو کے بسیار برچھے ہاتھوں میں لیلیے لگی نیزہ بازی ہونے تا اینکہ سنانیں بیکار
ہوگئیں نیزوں کو ہاتھ سے پھینک دیا گرز ہاتھوں میں لیلیے خورشید نے خبردار خبردار کہکر لندھور پر مارا لندھور نے اپنا گرز
اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز گرز پر پڑا تراقے کی آواز پیدا ہوئی رنگ آسمان فق ہو گیا جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا
ہاتھی لندھور کا چار بند تک زمین میں سما گیا لندھور کو غش آگیا یہ تو نشق گرد میں غائب ہو گیا اور خورشید نے آواز دی
کہ جلد خبر لو اس ہندی کی دیکھو تو اس ہندی پر کیا گذری عیار دوڑ پڑے گرد گرد کے چرخ مار کر گرد کے اندر گھس گئے

لندھور کو بیہوش پایا پکارے کہ شہریار حریف زیادتی کرتا ہے اُسے جواب دیجیے لندھور نے ہوشیار ہو کر ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی طبقہ زمین کا لیکر نکلا لندھور گرز منھ کی جیب اٹھاتا ہوا باہر آیا اور پکارا کہ او ستارہ پرست دو ضربیں میں نے تیری اُٹھائی ہیں اب ایک ضرب میری بھی اُٹھا یہ کہکر گرز خورشید پر مارا خورشید نے ضرب اُسکی روکی تو سہی مگر چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا ہر سر مو اور مسام بدن سے پسینا جاری ہوا مرکب کی ٹوٹ گئی گھٹنے زمین کو جا لگے مگر دونوں پلہ توجس طرح سے دونوں گرز سے آن میں خلل واقع نہ ہوا خورشید خاک میں چھپ گیا لندھور پکارا کہ خبر لو اس ستارہ پرست کی دیکھو اسپر کیا گذری یہ سنکر کوکب عیار دوڑ پڑا اندر جاکر دیکھا کہ خورشید بیہوش ہے پکارا کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیسے خورشید نے جواب نہ دیا عیار نے پانی کا چھینٹا منھ پر دیا جب ہوش آیا تو کوکب نے پوچھا کہ شہریار کیا حال ہے خورشید نے کہا کہ اے کوکب میں نے تمام عمر ایسی ضرب کسیکے ہاتھ سے نہیں کھائی جیسا کہ گرز لندھور کا سنا تھا ویسا ہی پایا اب دوسرے گرز کی تاب تاب نہیں ہے یہ کہکر مرکب کو جو دیکھا تو کام اُسکا تمام تھا یہ دیکھکر خورشید پشت زین سے کود پڑا اور تلوار کھینچ کر پیادہ پا لندھور کے ہاتھی پر دوڑا یہ دیکھکر لندھور بھی بعجلت تمام اپنے ہاتھی کو بٹھا کر مقابل خورشید آکر ہاتھی سے کود پڑا خورشید نے آواز دی کہ واہ واہ تو نے اپنے مرکب کو بچایا اور میرے مرکب کو ہلاک کیا لندھور نے کہا کہ اے خورشید میں نے دیدہ و دانستہ تیرے مرکب کو نہیں مارا اور تو نے تو زبردستی میرے ہاتھی کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تھا خورشید نے کہا کہ اب کون میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا یہ کہکر سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دوڑا اُدھر سے لندھور ہنستا ہوا چلا دونوں کمر بکمر گتھ ہوئے باہم کشتی لڑنے لگے تین شبانہ روز تک متواتر کشتی رہی اب جو تھا روز آگیا ہے خوب زور ہو رہے ہیں لندھور خورشید کو ریل لے جاتا ہے خورشید لندھور کو ریل لیجاتا ہے ریلتے ریلتے ایک مقام پر موش خانہ تھا پانوں لندھور کا اُس میں جا پڑا جا بار ہا اور ادھر سے خورشید نے زور کیا لندھور نے خورشید کا زور روکا تو سہی مگر کولا لندھور کا اُتر گیا اب جو زور کر کے لندھور نے پانوں نکالا تو ایک ہوک درد کی پیدا ہوئی پسینہ ہو گیا رنگ متغیر ہو گیا تھر تھر کانپنے لگا غش سا آنے لگا دونوں ہاتھ خورشید کے شانوں پر رکھ دیے خورشید نے جو یہ رنگ دیکھا پوچھا کہ ابھی تو تم اچھی طرح لڑ رہے تھے یکایک یہ کیا ہو گیا لندھور نے کہا کہ اے خورشید کولا میرا اُتر گیا ہے اب بات کرنے کی طاقت نہیں ہے یہ کہکر بیہوش ہو گیا خورشید پکارا کہ اے سپاہ لندھور کو لیجاؤ یہ سنکر لوگ پالکی لیکر دوڑ پڑے اور سوار کر کے لندھور کو لیگئے خورشید طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اُدھر لوگ لندھور کو اُسکے خیمے میں لائے علاج معالجے میں مصروف ہوئے کوئی پہر رات گئے لندھور کو ہوش آیا اسفندیار خان زرنج آبادی نے کہا کہ اگر مجھے حکم ہو تو میں جاکر قلعہ زرنج آباد کو آراستہ کراؤں کہ اگر وقت پر حاجت پڑے تو آپ اُس قلعے میں چلے آئیے لندھور نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ یہ سنکر اسفندیار خان نے اُسی وقت کوچ کر کے زرنج آباد کا راستہ لیا اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ لندھور کی عیادت کو آیا اور اپنے ہمراہ قارن قمر بین کو لیتا آیا لندھور تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا مالک سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ اے لندھور شہریار ہم لوگوں کا گذرش میں ہے کہ آپ بھی زخمی ہوئے اب کوئی اس ستارہ پرست سے مقابلہ کرنے والا نہ رہا لندھور نے کہا کہ اب جو تمھاری صلاح ہو وہ کیا جائے مالک نے قارن قمر بین سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اُسنے کہا کہ اے شہریار میں نے علم نجوم میں دیکھا ہے کہ قلعہ زرنگوشہ پر اب مرنج آئیگا اور وہاں ہمساری بہتری ہوگی اور وہ قلعہ دریا کے بیچ میں ہے حریف دفعتہً اُس قلعے کو لے بھی نہ سکیگا وہیں چلنا مناسب وقت معلوم ہوتا ہے مالک نے لندھور سے کہا کہ اب آپ کی کیا مرضی ہے لندھور نے کہا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں غرض وقت شب ان سب نے قلعہ زرنگوشہ کا راستہ لیا اور یہاں جو صبح کو خورشید بیدار ہوا تو آکر بارگاہ میں بیٹھا کوکب کو طلب کیا اور کہا کہ اے کوکب تو جا کر میری جانب سے لندھور کو پیام دے

کہا کہ لندھور ابھی بارگاہ سلیمانی میں ہے تو اسے کر دو تو بہتر ہے ورنہ یہاں جب آگیا تو لڑیگا یہ سنکر کوکب گیا اور بعد تھوڑی دیر کے
واپس آکر کہا کہ ای خورشید وہاں تو میدان صاف پڑا ہوا ہے نہ لندھور ہے نہ مالک نہ لشکر ہے نہ فوج وہ سب کے سب اٹھکر
بھاگ گئے خورشید نے کہا کہ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کدھر گئے کوکب نے کہا کہ ہندی تو سب زریخ آباد کو چلے گئے اور لندھور
مالک کے ہمراہ قلعہ زرنگوشیہ کو روانہ ہوا اور سنا ہے کہ وہ قلعہ وسط دریا میں ہے اور نہایت مستحکم قلعہ ہے خورشید نے کہا
کہ ہم ان سبکو وہیں جا کر مارینگے اور اسیوقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار ہو جب یہ حکم سنا اسیوقت سب فوج تیار ہو گئی خورشید
نے مع فوج و سپاہ وہاں سے کوچ کیا اور یہاں مالک بن ملکوت شاہ گریزان گریز قلعہ زرنگوشیہ میں آیا بڑا بیٹا مالک کا وہاں
حاکم تھا وہ استقبال کرکے مع فوج قلعہ میں لایا مالک نے کل حال بیان کرکے کہا کہ خورشید میرے تعاقب میں ضرور آئیگا یہ سنکر
ارسلان شاہ نے کہا کہ اچھا پھر آئیگا تو آپ کا کیا بنا لیگا یہ قلعہ وہ نہیں ہے کہ حریف یکایک اسپر فتحیاب ہوگا آپ شوق سے
یہاں قیام فرمائیے بعد اسکے اسیوقت آراستگی قلعہ کا حکم دیا تمام فصیل اور برج جھاڑے گئے جہاں جہاں توپیں نصب تھیں
وہاں توپیں چڑھائی گئیں رسد جمع ہونے لگی جب خورشید بعد تین روز کے وہاں پہونچا تو لشکر اسکا وہاں اترا خیمے ڈیرے
برپا ہوئے خورشید قلعہ دیکھنے کو گیا جب دریا کے کنارے پہونچا دیکھا کہ قلعہ وسط دریا میں بہت مستحکم بنا ہوا ہے گولہ انداز
مستعد بیٹھے ہوئے ہیں مہتابیں سلگ رہی ہیں یہ رنگ دیکھکر خورشید اختری سے کہا کہ ای فرزند یہ قلعہ ہاتھ نہ آئیگا اسکے لینے کا ارادہ
نہ کرو دشمن اختم میرے رکھیں رکھ گیا دیا اب یہ تمہیں کہا کہ اگر قلعہ بند ہوئے ہیں انھیں یہیں پڑا رہنے دو جب یہ تنگ ہونگے آپ سے
آپ تمہاری اطاعت کرینگے خورشید نے کہا کہ میں انھیں ہرگز نہ چھوڑونگا کہ چین سے قلعے میں بیٹھے رہیں میں ان سبکو قتل
کرونگا یہ کہکر تیاری جہازات کا حکم دیا جب جنگی جہاز تیار ہو چکے تو خورشید نے طبل جنگ بجوادیا جب یہ خبر مالک کو پہونچی
تو بہت ہی متردد ہوا ارسلان شاہ نے مالک کو متردد دیکھکر کہا کہ آپ مطلق اندیشہ نہ کیجیے یہ ستارہ پرست کیا کر سکتا ہے غرض
وہ رات تو ان باتوں چیتوں میں کٹ گئی جب صبح ہوئی تو مالک آکر فصیل پر دروازہ پر بیٹھا رہا گرد و اطراف میں آکر کھڑے ہو
فوج ستارہ پرستوں کی دریا کنارے آئی خورشید جہاز پر سوار ہوکر قلعے کی طرف چلا ادھر قلعے سے دیدبانوں نے دیکھا ستارہ پرست
آتے ہیں جب خوب زد پر آچکے تو مالک سے عرض کیا کہ ستارہ پرست زد پر آگئے یہ سنکر مالک نے ہوائی داغی گولہ اندازوں نے
گولے مارنا شروع کیے توپیں رعد کیطرح گرجنے لگیں رنجک برق خرمن حریف ہوگئی ادھر ستارہ پرست یہ سمجھکر بڑھتے آتے ہیں
کہ جہازات جنگی ہیں رنگیں کشتیاں ہیں گولے سے پارہ ہو جائینگے مگر گولہ وہ بلا کی چیز ہے کہ جس کشتی پر پڑا اتفاق کر دیا جہاز تختہ تختہ
ہو گئے خورشید کا جہاز جو سب کے آگے تھا وہ تو ایسا پھٹا اور اسطرح غرق ہوا کہ خورشید کا پتا نہ لگا ہزارہا ستارہ پرست
غرق ہو گئے غلغلۂ عظیم برپا ہوا آفتاب پرستوں نے خوش ہو ہوکر طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا کہ یکایک ایک ابر تیرہ و تار
آسمان پر پیدا ہوا اور اس ابر میں سے آواز نوبت اور نقارے کی پیدا ہوئی جب ابر شق ہوا تو آفتاب پرستوں نے
دیکھا کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشۂ وغا نیّر سپہر شجاعت در دریائے فتوت صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور تخت پر سوار
دیو تخت اسد کا اٹھائے ہوئے افغان کوچک بارہ ہزار دیوں کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوا جسوقت قریب پہونچکر
یہ معرکہ ہولناک ملاحظہ کیا تو ایک دیو کو استفسار حال کے لیے روانہ کیا وہ دیو اسیوقت گیا اور بعد دریافت حال
اسد سے آکر عرض کیا کہ ای شہریار آفتاب پرست خورشید ستارہ پرست کے نیب سے شہر اختم سے بھاگ کر اس
قلعے میں آرہے تھے اور خورشید نے بارادۂ قلعہ گیری یہاں آکر یورش کیا تھا سو جہاز گولوں کی ضرب سے شق ہوکر ڈوب گئے
یہ سنکر اسد نے نصف دیوان ہمراہی سے کہا کہ تم جا کر ان سب کو پانی میں سے نکال لاؤ خبردار خبردار ایک متنفس بھی انمیں سے
ڈوبنے نہ پائے اور نصف سے کہا کہ تم ان قلعے والوں کو پکڑ پکڑ کر کھا جاؤ یہ سنکر وہ اہل قلعہ پر دوڑے اور بڑی بڑی ابر

پھر چھ سات سو گز کی بچانے لگے آفتاب پرستوں کی جانیں نکل گئیں کلیجے شق ہوگئے قلعہ ہلنے لگا اسد نے نعرہ کیا
کہ ای آفتاب پرستو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤگے مالک بن ملکوت شاہ مع لندھور ڈر کے مارے ایک
تہخانے میں جاکر پوشیدہ ہوا اگرچہ ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑی بیڑی پڑی ہوئی ہے لیکن یقین ہوگیا کہ اب نہ بچینگے اور اسد کے ہاتھ جب
آفتاب پرست لگتا ہے دیوؤں کو کھلوا دیتا ہے اور مالک بن ملکوت شاہ کو ڈھونڈھ رہا ہے اور کہتا ہے کہ ارے بے
حرامزادہ کہاں گیا ایک غلغلہ اہل قلعہ میں برپا ہے آفتاب پرست رو رو کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ یا نیر اعظم
آفتاب تابان و یا پیر قطب دوران تمہیں اسوقت بدمیں ہماری اعانت کروگے تو بچینگے ورنہ کوئی صورت رہائی کی ہے
کہ اسی اثنا میں ایک ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا اور ایرج نوجوان مع دیوا فرخ آپہونچا اسد تو یہ معرکہ دیکھکر مع اپنے
دیوؤں کے بھاگ گیا ایرج نے آکر تمام آفتاب پرستوں کو عجب حالت اضطراب میں پایا لیکن اُن لوگوں نے جو
ایرج کو دیکھا جان میں جان آگئی پکارے کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اسد دیوانہ ہم سب کو دیوؤں سے کھلوا دیتا تھا
نیر اعظم نے آپ کو اسوقت پہونچا کر ہم سب کی جان بچالی ایرج نے پوچھا کہ مالک بن ملکوت شاہ کہاں ہے زندہ ہے یا
دیو کھا گئے کہا کہ خوف جان سے بھاگ کر کسی طرف چھپ رہا ہے تا اینکہ مالک کو ایرج کے آنے کی خبر پہونچی تہخانے سے نکلکر
مع لندھور اور ارسلان شاہ اور اقبال شاہ ایرج کے پاس آیا ایرج بہ خوشی سے بغلگیر ہوا آکر ایوان بادشاہی میں
متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے استفسار حال کیا اُسنے کل سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی اور کہا کہ خورشید
جہاز نشین مارے گوروں کے تباہ کر دیئے تھے اور ستارہ پرست سب ڈوب گئے تھے تا اینکہ خورشید کا پتا بھی نہ لگا اگر مرد
دیوانہ نے کہ ہم سب کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا کہ آپ تشریف لے آئے نہیں تو دیو ابتک کھا بھی گئے ہوتے یہ سنکر ایرج نے بھی
اپنی کیفیت ابتدا سے انتہا تک بیان کی مالک نے کہا کہ ای ایرج ابتک تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب اس دیوانے کے ہاتھ
بچنا بہت مشکل ہے اسلیے کہ اب اُسکی ہمراہی میں دیوان زبردست ہیں اور تمہارے دیو اُسکا کچھ نہ کرسکینگے ایرج نے
بولا کہ ہاں بہت صحیح ہے ایرج نے کہا کہ خیر اچھا سمجھ لیا جائیگا اور لشکر اپنا قلعہ زرنگوش سے باہر نکلوایا خورشید ستارہ پرست
کے گم ہو جانے کا حال سنکر بہت افسوس کیا کہ افسوس خورشید مفت میں تباہ ہوا بعد اسکے ایک دیو سے کہا کہ تو جاکر پتا لگا
کہ دیو افغان کوہ چک کہاں اترا ہے اسد بھی اُسیکے پاس ہوگا دیو گیا اور ایک دو گھڑی کے بعد آکر بیان کیا کہ فلاں فلاں
کوہ میں اُترا ہوا ہے اور اُسکے رفیق بھی سب جمع ہوتے جاتے ہیں دیو سلسلے آتے ہیں یہ سنکر ایرج نے اسد کو ایک نامہ
اس مضمون کا لکھا کہ تم مرد دیوانہ اور بڑے شیر فرزانہ ہو بہادری اور دلاوری تم پر ختم ہے تا تمھارے امیر یا لوقیس بہادر
بندطلب میں مگر تم نے کبھی دیوؤں سے مدد نہیں چاہی جبتک ہم تم پردۂ قاف میں تھے دیو ہمارے تمھارے دونوں کے
شریک حال تھے لیکن اب ہم تم دونوں پردۂ دنیا پر آگئے ہیں ہم بھی دیوؤں کو رخصت کیے دیتے ہیں تم بھی روانہ کردو
فقط ہماری تمھاری لڑائی رہیگی جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا اور اگر اسکے خلاف ورزی وقوع میں آئے تو خلاف دعوی کا
مردی و مردانگی ثابت ہوگا القصہ ایک دیو اُس نامے کو لیکر روانہ ہوا اور اسد کو جاکر دیا اسد نے اُس نامے کو پڑھکر
جواب پشت نامہ پر تحریر کیا کہ ای آفتاب پرست اگر تو یہ نہ بھی لکھتا تو بھی میں اپنے دیوؤں کو رخصت کر کے تیرے دیوؤں کو
مار ڈالتا مگر خیر تو بھی میرا مدعا سمجھ گیا اب میں اپنے دیوؤں کو رخصت کیے دیتا ہوں یہ جواب لکھکر اُس دیو کو رخصت
کیا اور افغان کوہ چک سے کہا کہ ای افغان تم اپنے دیوؤں کو لیکر قاف میں چلے جاؤ میں نے تمہیں رخصت دی اُسنے عرض کی
کہ ای شہریار پہلا ایرج کے دیوؤں کو تو چلا جانے دیجیے پھر ہم بھی چلے جائینگے اسد نے کہا کہ نہیں مجھے کچھ ان دیوؤں کا وہم
نہیں تم جاؤ آخر افغان کوہ چک مجبور ہوکر دیوؤں کو لیکر دامن کوہ میں پوشیدہ ہو رہا ادھر ایرج کے پاس جو وہ دیو آیا

آیا ایرج نے مع دیو افریخ سب کو پردۂ قاف کیجانب روانہ کیا افغان کو ہلک بھی افریخ کے جانے کی خبر سنکر قاف کو
روانہ ہوگیا اب ایرج نے پھر بارد گر شہر اختیم کیجانب کوچ کیا جب ایرج بعد قطع منازل اور طی مراحل شہر اختیم مین پہونچا
تو شاہان اختیم نے دروازے قلعے کے بند کر دیے اور لڑنے پر مستعد ہوے ایرج نے شہر کو گھیر لیا تمام آفتاب پرستوں نے
گرد شہر کے گھیر ڈال دیا رسدین بند کردین دوسرے دن ایرج قلعے کے سامنے آیا اور صف آرا ہونے لگا ایرج اپنے لشکر کو
لیکر وہان ہٹ کھڑا ہوا اور خورشید و جمشید سے کہلا بھیجا کہ اب مین دوسری مرتبہ تمھارے قلعے پر آیا ہون مجھے تمھارے
دین و مذہب سے کچھ سروکار نہین ہی تم اگر میری بیعت اختیار کرو اور مجھے خراج دو مین یہان سے چلا جاؤن یہ سنکر جمشید و
خورشید نے کہلا بھیجا کہ جا کر اس پیر زن سے کہدو کہ پہلے جو تو آیا تھا تو تونے کیا کر لیا تھا اور اب آیا ہی تو کیا کریگا ہم ہرگز تیری
بیعت نہ کرینگے خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہی ایرج یہ سنکر کمال آزردہ و افسردہ ہوا اپنے خیمے مین آکر بیٹھا اتفاقا روزگار
تصور بے خیالی ملکہ گیتی افروز کی آنکھون کے سامنے پھرنے لگی بس آہ سرد کھینچکر رونے لگا اور شکوہ پرواز چرخ فلکی ہونے لگا کہ
ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار یہ تو نے کیا کج روی کی کہ مین ہر چند قلعہ ذوالامان پر جانے کی کوشش کرتا ہون مگر تو
نہین جانے دیتا شہر جدا ہون یار سے مین اور یار مجھسے جدا ہی دل اشکبار جدا آنکھ اشکبار جدا ہی یہ کہکر چیخین مار مار کر
رونے لگا مالک بن ملکوت شاہ اور سب سردار مستفسر حال ہوے کہ خیر باشد کچھ فرمائیے تو یہ کیا حال ہی ایرج نے کہا
کہ صاحبو مین یاد معشوق مین بیقرار ہون کیونکر پرواز لگ جائین جو مین اڑکر چلا جاؤن اور اس آرام جان کو دیکھ
آؤن اور یہ قلعہ کسی طرح ہاتھ نہین لگتا اگر اسے یونہین چھوڑکر چلا جاتا ہون تو لوگ یہی کہینگے کہ یہ کیسا صاحبقران تھا
کہ ایک قلعہ اسکے لیے نہ لیا گیا اور اگر نہین جاتا ہون تو دل نہین مانتا ہی اور ہر بار یہی کہتا ہی کہ کوچہ دلدار مین چل مجھ
عجب مشکل مین پڑا ہون کچھ بن نہین پڑتی کہ کیا کرون کیا نہ کرون مالک نے کہا کہ ای ایرج اس سب سے تو یہ بہتر معلوم
ہوتا ہی کہ ایک مرتبہ تمام فوج کو مضبوط کر کے حملہ آور ہوجیے جو کٹ جائینگے کٹ جائینگے باقی ماندہ جا کر قلعے سے لپٹ جائینگے
ایرج نے کہا کہ اس سے بھی کچھ نہ ہوگا جو سنبھلے ہین وہ کٹ جائینگے جو بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے پھر وہی ذلت کا سامنا ہوگا
البتہ مین تنہا ارادہ کرون تو بیشک مین قلعے کو لیلونگا مالک نے کہا کہ ہم آپکو تو ہرگز نہ جانے دینگے اسلیے اگر آپکو کوئی
چشم زخم آگیا تو پھر ہم کسکے نہ رہینگے ہمارا تو سوا آپکے کوئی نہین ہی اور ای زبدۂ آفتاب پرستان دریافت کیجیے
حمزہ صاحبقران بھی کسی قلعے پر تنہا نہین گئے یہ سنکر طرماس نے کہا کہ ای شہریار مین جاکر قلعہ لیے لیتا ہون ایرج نے
کہا کہ ای طرماس مین تمھین اپنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہون تمھارا جانا مجھے گوارا نہین ہی یہ سنکر طرماس نے سر جھکا لیا
اور فکر کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ایک تدبیر مجھے سوجھی ہی یقین ہی کہ اس تدبیر
قلعہ ہاتھ آجائیگا ایرج نے کہا کہ جلد بیان کرو اسنے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ مین دس بارہ ہزار آدمیون سے سامنے
قلعے کے جاکر کہونگا کہ ای اہل قلعہ مرحبا صد مرحبا بہادر ایسے ہی ہوتے ہین کہ جانسے ہاتھ دھوتے ہین مگر بات نہین
کھوتے اب زبدۂ آفتاب پرستان کو تم سے کوئی پرخاش نہین ہی مجھے پیام صلح دیکر بھیجا ہی مین تمھارے پاس
آؤن تو کہون یہ سنکر وہ مجھکو ضرور بلائینگے جب مین اندرون قلعہ چلا جاؤنگا تو تلوار پکڑکے لڑنے لگونگا جب مین
وہان پہونچکر قتل و قمع شروع کرونگا تو آپ بھی یہانسے پہونچ جائیے گا اور یورش کرکے قلعے کو لے لیجیےگا ایرج نے کہا
کہ ہان بات تو اچھی ہی اگر اسمین بھی کوئی فتور نہ پیدا ہوا القصہ طرماس نے دوسرے روز قلعے کے سامنے جاکر وہی کلمات
کہے جمشید نے خورشید سے کہا کہ بھائی یہ جعلساز ہمکو فریب دیتا ہی جب ہم اسے اندرون قلعہ بلالینگے تو یہ ضرور فساد
اٹھائیگا اور ایرج بھی اس ہلڑ مین چلا آئیگا قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا اگر ایرج کو صلح منظور ہوتی تو کسی پیر مرد کو

کھینچا ہوتا اس حرامزادے فوری بازو کا کیا کام تھا ہم ایسکے فریب میں آ گئے اس سے کہدو کہ ہمین صلح منظور نہین ہے خورشید نے
کہا کہ بھائی صاحب اگر اسنے جعلسازی کی ہے تو آپ بھی اسے اسیر دام تزویر کیجیے جمشید نے کہا کہ بھائی وہ کیا تدبیر ہے
خورشید نے کہا کہ آپ طرماسپ کو تنہا بلا بھیجیے دروازہ نہ کھولیے بلکہ کھڑکی کے راستے بلا لیجیے جب وہ اندر آ جائے کمندین
مار کر پکڑ لیجیے جمشید نے اس رائے کو پسند کر کے اسیوقت کمند اندازون کو بلا کر دروازے میں بٹھا دیا اور پکار کر کہا
کہ اے بھائی طرماسپ آؤ جو کچھ تمکو کہنا ہو کہو یہ سنکر طرماسپ خوشی خوشی اپنے دل میں یہ کہتا ہوا چلا کہ اب قلعہ لیلیا اور
اب قلعہ لیلیا الغرض جسوقت دروازے میں پہونچا چار طرف سے کمندون کی بوچھار ہوگئی طرماسپ نے دو چار حلقے
تو کاٹے مگر یہ تن تنہا کہانتک کاٹتا آخر کار گرفتار ہو گیا جمشید و خورشید نے اسیوقت آہنگرون کو طلب کر کے اسیر
غل و زنجیر کر لیا اور جو لوگ طرماسپ کے پیچھے چلے آتے تھے انھین مار توپون سے اڑا دیا بعد اسکے طرماسپ کو فصیل
دروازے پر لا کے بٹھایا اور پکار کر کہا کہ اے آفتاب پرستو تمہارا فریب تمہارے کام نہ آیا اور آخر کار تمہیں طرماسپ
غریب کو گرفتار کروایا آفتاب پرست یہ سنکر ایرج کے پاس آئے یہان ایرج منتظر بیٹھا ہوا تھا کہ طرماسپ جاتے ہی
جا کر لڑنے لگے تو میں بھی چلون یہ لوگ جو گھبرائے ہوئے آئے ایرج نے پوچھا کہ خیر باشد تم کیون ایسے گھبرائے ہوئے کیون
آئے ہو آفتاب پرستون نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا ایرج اس کیفیت کو سنکر بہت آزردہ ہوا اور دل
سے کہا کہ اب کل میں قلعے پر تنہا یورش کرونگا اور بغیر قلعہ لیے ہوئے نہ پھرونگا اب اسمین خواہ طرماسپ مارا جاوے اور
خواہ زندہ رہے اور یہ کہکر تمام رات زرہ پہنے رہا جب خبر شاہان ابخص کو پہونچی تو انھون نے بھی تائید الٰہی پر تکیہ کر کے نقارہ
رزمی بجوا دیا رات تو جون تون کر کے گذر گئی صبح کو جمشید و خورشید قلعہ بند دروازے پر آ کے بیٹھے ادھر رفقاے جانباز کا
دور بند ہوا ادھر سے ایرج آفتاب پرستون کی نمایان ہوا قلعے سے گولے چھوٹنے لگا آفتاب پرست گولے کی زد
سے الگ ہٹ کے کھڑے ہوئے ایرج [illegible] سے اجازت خواہ ہوا ملکہ نے کہا کہ جب اہل قلعہ طرماسپ کو زیر تیغ بٹھا لینگے تو آپ کیا کر
سکینگے [illegible] ایرج نے کہا کہ مجھے آفتاب تابان کی قسم ہے کہ [illegible] لگا اب [illegible]
دار [illegible] جانب قلعہ روانہ
ہوا ایرج کو اہل قلعہ نے آتے دیکھکر گولہ برسانا شروع کر دیا مگر ایرج [illegible] کو دور کرتا ہوا چلا آتا ہے کمند انداز
[illegible] ایرج کو تاک تاک کر گولہ مار رہے تھے [illegible] ایرج تمام گولون کو
رد کر کے لب خندق پہونچ گیا جمشید و خورشید نے کہا کہ [illegible] قلعے کا [illegible]
لگا ہی ہوگا [illegible] ایرج [illegible] خندق [illegible]
ہوا اور [illegible] تو اب [illegible]
جمشید و خورشید نے [illegible] طرماسپ کو [illegible] بٹھا دو یہ حکم سنکر لوگ [illegible] کی طرف چلے
کہ طرماسپ کو [illegible] ایرج [illegible] قلعہ [illegible] ایرج قلعہ [illegible]
تو یہان [illegible] سوچ کر [illegible] آ پہونچا
لوگ [illegible]
[illegible]
و خورشید کا حکم [illegible] طرماسپ کو [illegible]
زنجیر [illegible] خاردار [illegible] طرماسپ کو [illegible]

ہوا ایک جھٹکا مارتا ہی تھا کہ زنجیر داروغہ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور داروغہ منہ کے بھل زمین پر گر پڑا ابرل نے یکبارگی طوق وسلا
کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور داروغہ کو ایک گھونسا مارا کہ مغز سر اُسکا پاش پاش ہو گیا لیکن ظالماسب اُسکی تلوار
لیکر لڑنے لگا ایک غل پڑ گیا کہ بڑا غضب ہوا ظالماسب چھوٹ گیا جمشید و خورشید کے رنگ فق ہو گئے مرگ کا یقین ہو گیا
آنکھوں سے آنسو گر پڑے لیکن جمشید نے خورشید سے کہا کہ بھائی میں اب اس آفتاب پرست کا سامنا کرتا ہوں جبتک
جان میں جان رہیگی قلعے میں نہ آنے دونگا اور اگر مارا گیا تو تم میرے فرزند کی جگہ ہو تمسے نام اور نشان میرا قایم رہیگا مگر
بعد میرے تم اتنا کرنا کہ میرے ناموس کو فوراً قتل کر ڈالنا اور اپنے ناموس کو نکال لیجانا کہ بعد ہمارے ناموس اسیر نہ ہو اور
بیحرمتی نہ ہو کیونکہ جمشید و خورشید کا ناموس بندی میں آیا اسلیے کہ آدمی ہر وقت عزت و حرمت کا خیال رکھتا ہی خورشید نے
کہا کہ بھائی جو حال تمہارا وہی حال میرا تمنے تو مجھے فرزندوں کی جگہ سمجھا اور فرزندوں سے زیادہ میری پرورش و پرداخت
کی اب اگر میں تمھیں چھوڑ دوں تو زمانہ کیا کہیگا کہ یہ جوان ہو کر نہ لڑا اور اپنی جان بچا کر چلا آیا تو مجھے رسواے عالم نہ کیجیے
آپ ناموس کے لیجانے کی تدبیر کیجیے میں ابرل سے لڑونگا یہ سنکر جمشید خورشید کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ بھائی یہ وقت
تکرار کا نہیں میں نے تمھیں فرزندوں کی طرح پالا ہی تمہارا احسان مجھسے نہ اُٹھ سکیگا براے خدا و رسول تم جلد جاؤ اور جو میں
کہتا ہوں اُسپر عمل کرو اور جسوقت تم کو صاحبقران یا نورالدہر بن بدیع الزمان ظلمات سے پھر کر آئیں اور تمسے
ملاقات ہو تو پہلے میرا اسلام کہنا اور بعد اُسکے عرض کرنا کہ میرے خون ناحق کا عوض اس آفتاب پرست سے ضرور لیجیے گا
یہ سنکر خورشید روتا ہوا اپنے ناموس میں آیا سب نے خورشید کو تنہا دیکھکر پوچھنے لگے کیوں تم روتے کیوں ہو
بھائی تمھارے کہاں ہیں خورشید نے کہا کہ ارے بھائی کو کیا پوچھتے ہو وہ جان دینے پر مستعد ہوے ہیں مجھے اسواسطے
بھیجا ہی کہ تم جا کر سبکو قتل کر دو تاکہ بعد ہمارے مرجانے کے ہماری رسوائی نہ ہو یہ کوئی نہ کہے کہ ناموس خورشید و جمشید کا
اسیر ہوا اور کافر اُنھیں لیے جاتے ہیں زوجہ جمشید نے کہا کہ بھیا ہمکو خود زندگی منظور نہیں کہ کوئی نامحرم بعد تمھارے
ہمکو ہاتھ لگاے جلد ہمکو قتل کرو اور ادہر خورشید کی زوجہ نے بھی یہی آواز دی کہ ہمکو بھی مار ڈالو مگر خورشید کا یہ عالم
ہی کہ آنکھوں سے علی الاتصال آنسو جاری ہیں خنجر برہنہ ہاتھ میں ہی اور ہاتھ کانپتے جاتے ہیں کہ اسی اثنا میں خورشید کی
زوجہ زیر تیغ آ کھڑی ہوئی خورشید نے ایک ہاتھ اُسکی گردن پر مارا کہ کام اُسکا تمام ہو گیا لاش اُسکی زمین پر گر کے
لوٹنے لگی تمام محل میں ایک کہرام عظیم برپا ہو گیا صدا گریہ و زاری انسان کی سی در و دیوار سے پیدا ہوئی یہ رنگ دیکھکر
جمشید کی زوجہ بھی سامنے آ کھڑی ہوئی کہ بھیا مجھے بھی مار ڈال خورشید یہ سنکر چیخیں مار مار کر رونے لگا اور کہا کہ اے
بھابی کیا تم میری ماں کی جگہ ہو تمپر میرا ہاتھ ہرگز نہ اُٹھیگا اب دیکھیے کہ خورشید کی زوجہ فرش خاک پر سامنے لوٹ رہی ہی
خورشید کے خنجر سے اور تنہا رہا ہی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں جمشید کی زوجہ زیر تیغ کھڑی ہوئی منتیں کر رہی ہی
کہ بھیا جان تو نے اپنی بی بی کا کام تمام کیا وہاں مجھکو بھی قتل کر دو کہتا ہی کہ اے بھابی وہ تو تمھاری خادمہ تھی
مر گئی مر گئی تمپر میرا ہاتھ نہ اُٹھیگا اے بھابی ازبراے خدا یہ کلمات کہکر دل کے ٹکڑے نہ کرو اور جلد محمل پر سوار ہو
وہ کہتی ہی نہیں بھیا اب مجھے زندگانی کٹھن معلوم ہوتی ہی ہاے جسکو میں نے بیٹی کیطرح پالا اور بلکہ بیٹوں سے زیادہ
سمجھا وہ تو مرجاے اور میں زندہ رہوں میں اپنے ہاتھ سے اپنے کو ذبح کر ڈالونگی اور یہ کہکر ایک خنجر ہاتھ میں اُٹھا کر
چاہتی تھی کہ اپنے کو ذبح کرے کہ خورشید نے دوڑ کر خنجر ہاتھ سے چھین لیا اور حکم دیا کہ جلد اونٹ لاؤ اُسیوقت
اونٹ محملیں اور کجاوے کس کے حاضر کیے گئے خورشید نے ہاتھ پکڑ کے ایک محمل میں سوار کیا اور جہانتک
کہ مال و اسباب ہاتھ لگا وہ سب بار کیا اور تمام عورتوں کو بھی سوار کر کے بحال تباہ و پریشان دروازہ جانب ملک

سبائل اور رسائل کا گھر لکر صحرا کا راستہ لیا اب زوجۂ جمشید کا یہ حال ہی کہ روتی پیٹتی زوجۂ خورشید کو یاد کرکے بین
کرتی ہوئی چلی جاتی ہی اور ادھر خورشید کا یہ حال ہی کہ آنکھوں لال آنسو جاری بعد اشکباری حفاظت کرتا ہوا
چلا جاتا ہی یہ تو ادھر روانہ ہوا اور یہاں کا حال سنیے کہ ایرج خندق کو پھاند کر پار آیا گرز سے قلعہ کا دروازہ توڑ کر
اندر چلا اور جمشید بھی رفقاے جان نثار کو ساتھ لیے ہوے للکارتا ہوا ایرج کیطرف بڑھا کہا او کافر کہاں آتا ہی اور
لپک کر ایک تلوار ایرج پر جمای دی ایرج نے وار اسکا رد کرکے جو اپنا وار کیا تو تلوار اسکی سپر کو کاٹکر جمشید کے
سر پر پہونچی کہ کوئی تین انگل کا زخم آیا رفقاے جمشید باری باری حملہ آور ہوے مگر سب مارے گئے اب اس عرصے میں
اور لوگ بھی ایرج کے آپہونچے تلوار چلنے لگی جمشید اور ایرج سے پھر مقابلہ ہوا ایرج نے نشانہ جمشید کا تاک لیا
جمشید نے جو تلوار لگائی تو سپر کو کاٹکر ایرج کے سر پر پہونچی کوئی دو انگل کا زخم آیا ایرج نے پھر جو تلوار لگائی تو
زخم سے جمشید کا چوپارہ ہو گیا پھر جمشید نے جرات کرکے پہلو ایرج کا زخمی کیا پھر ایرج نے تلوار لگائی کہ ہاتھ جمشید کا
اڑ گیا تب جمشید بیہوش ہو کر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اب ایرج نے جانب شہر رخ کرکے حکم دیا کہ خبردار کسیکو زندہ
نہ چھوڑنا جو سامنے آجاے اسکے قتل سے منہ نہ موڑنا بموجب حکم سپاہ تمام شہر قتل ہونے لگا ایک جانب ایرج قتل
کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف طرماس دست تعدی دراز کرتا ہوا چلا آتا ہی عورات حاملہ کے پیٹ چاک کرواتا ہی
بچوں کو نیزوں پر اچھال اچھالکر چوگان کر رہا ہی ہر چند رعایا چلا رہی ہی کہ ارے ظالم جب ہم رعایا ہے شہر ہیں ہمارا
کیا قصور ہی ہم پر رحم کرو لیکن کون سنتا ہی گھروں میں گھس گھسکر لوگوں کو قتل کر رہا ہی صدا ہے یا رب الغیاث تا فلک الافلاک
بلند ہی اتفاقات روزگار قضاے کار حارث بن سلطان سعد بادشاہ لشکر لندہور سے کہ بعد روانگی امیر با توقیر
جانب ظلمات لشکر لندہور کا بادشاہ ہوا تھا اپنے دل میں یہ خیال پرملال کرکے کہ افسوس اہل اسلام
مفت قتل ہو رہے ہیں لندہور سے کہنے لگا اے دارا ے ہند مجھے تعجب ہی کہ آپ دیدہ و دانستہ اہل اسلام کو قتل
کروا رہے ہیں اور جب اہل اسلام ہی قتل ہو رہے ہیں تو ہمارا بیعت کرنا بالکل فضول ہوا ہمنے تو فقط آپ کے بچاو کے
واسطے بیعت کی تھی نہ اسلیے [illegible] اور اہل اسلام قتل ہوں لندہور نے کہا کہ پھر تمھیں کیا کہتے ہو میں بھی
موجود ہوں چلو ایرج کو منع کرو یہ کہکر لندہور اٹھ کھڑا ہوا اور حارث کو ساتھ لیکر داخل شہر ہوا حارث تلوار
کھینچکر آفتاب پرستوں کو قتل کرنے لگا لندہور مانع ہوا اور کہا اے حارث یہ امر اچھا نہیں چلو ایرج کے پاس
چلو یہ سنکر حارث نے تلوار میان میں رکھلی اور ساتھ لندہور ایرج کے پاس آیا ایرج برابر حکم قتل دے رہا تھا
کہ خبردار خبردار ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا یہ دیکھکر حارث کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور ایرج سے بڑھکر کہا کہ اے شہزادہ
آفتاب پرستان اب تو پیر رحم کرو یہ لوگ رعایاے شہر میں قابل رحم کے ہیں انکے قتل سے کیا حاصل جو تمھارے سامنے آئے تھے
سکھیں وہ تو مارے جا چکے تم صاحبقران ہو تو سب کی پرورش و پرداخت لازم ہی اور قلعے لاکھ تسخیر کیے ابھی یہ فتح اول ہی
اگر ایسا ہی مظالم کروگے تو کیسے کیوں کوئی گرویدہ ہونے لگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تم عبث سعی و سفارش کرتے ہو میں تو
انمیں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا تم اپنی جانبری کو غنیمت سمجھو اور سعی و سفارش سے ہاتھ اٹھاؤ یہ سنکر چہرہ
حارث پر آثار غیظ و غضب کے ہویدا ہوے لندہور یہ رنگ دیکھکر خیال کیا کہ یہ بھی اور غضب ہوا اور یہ خیال کرکے
ایرج سے کہا کہ اے ایرج بس اب قتل و قمع موقوف کرو تمام شہر تمھاری دہائی دے رہا ہی اور بیعت کرنے پر آمادہ ہی
یہی ہمارے تمھارے اقرار تھا اب اگر تم نقض عہد کرتے ہو تو میں بری الذمہ ہوں ساتھ والے میرے اب تمھارے ساتھ
نہیں رہ سکتے اگر تم نہ مانوگے اور وہ بگڑ کر آمادۂ جنگ ہو جاینگے تو پھر تم کہوگے کہ لندہور نے بیعت بھی کی اور ہم سے

مخالفت بھی کی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای لندھور آخر تمکو پاس اسلام آ ہی گیا ہمارے لوگ جب مارے گئے تو جب تمنے
جانبداری نکی لندھور نے کہا کہ سبحان اللہ تمھارے لوگون کے لیے مین دارا ہیوا کے یہان قید ہوا خورشید سے
لڑکر زخمی ہوا تھا اور جانبداری کیسے کہتے ہین یہ سنکر ایرج نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ خبردار اب کسیکو قتل نکرنا بس قتل کا
موقوف ہونا تھا کہ یکایک خبر آئی کہ اسد لشکر آفتاب پرستان پر آگرا ہی اور قتل و غارت کر رہا ہی یہ سنکر ایرج نے
لندھور سے کہا کہ دیکھا اب مین اسد کو بھی جاکر تنبیہ کرون یا نکرون وہ دیوانہ وہان قیامت بپا کر رہا ہی یہ کہکر
قلعہ سے باہر آیا دیکھا کہ تمام خیمون مین آگ لگی ہوئی ہی لوگ دہائی مچا رہے ہین جلد گھوڑا دوڑا کر لشکر مین آیا
سنا کہ وہ دیوانہ آپ کے آنے کی خبر سنتے ہی چلا گیا ہی یہ سنکر ایرج نے پشت دست دانتون سے کاٹی بعد اسکے
خیمون کی آگ بجھوائی لاشین اٹھوا کر جلوائین زخمیون کے ٹانکے لگوائے آلاس بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ای زبدہ
آفتاب پرستان اگر تم ایک تھوڑی دیر اور نہ آتے تو ہمارا کام تمام تھا الغرض اپنے لشکر مین بندوبست کر کے
آلاس بن ملکوت شاہ کو لیکر قلعے مین آیا حکم دیا کہ لاشین اٹھوا کر شہر کو پاک کرو جب لاشین اٹھ چکین اور شہر پاک و
صاف ہو چکا تو خزانہ شہر اختر کا نکلوایا نصف خود لیا نصف لندھور کو دیا اور حکم دیا کہ دربار ہمارے واسطے بارگاہ تیار
کرو جب حکم اسیوقت سے بارگاہ کی تیاری شروع ہوئی اور آدھ پہر رات باقی تھی [illegible] آکر تخت پر متمکن ہوا
لندھور بن سعدان نے دنگل گورو دانق بخشی ہوا [illegible] حارث نے لندھور
کہا کہ ای دارا ابھی تو ایرج نے یہ شہر اول ہی اول فتح کیا ہی [illegible] قتل عام کیا ہمارے واقع ہونے پر
کس قدر [illegible] کا اظہار کیا مین نے تو اسیوقت چلا جانا تھا [illegible] تمہاری وجہ سے خاموشی اختیار کی مگر اب مین تو
بالکل اسکی دوستی سے منہ موڑ لونگا اور پھر اسکی بیخ و بنیاد کو اکھاڑ ڈالونگا [illegible] کا لالچ ہی تم اس
کیا کہتے ہو [illegible] کرو گے یا نہین لندھور نے کہا کہ ای شہریار سنئے آپ ابھی کمسن ہین مزاج مین آپکے حرارت کی
زیادتی ہی میرے خیال مین آپکا یہ ارادہ محض بیجا ہی آپ بندہ اپنے فعل سے مختار ہین مین تو جب تک صاحبقران
ہرگز ایرج سے نہ لگاؤنگا یہ سنکر حارث بن سعدان نے کہا کہ اسد آتا ہی تم ضرور ایرج پر عاشق ہو گئے ہو خیر
ہمارا اس سے کیا کام ہم اسکی لگاوٹ مین مصروف ہوتے ہین اس بات کی بہت فکر کی اور تمہارا ساتھ بھی چھوڑا
اب ہم اس آفتاب پرست سے نپٹ لینگے یا تو اسکو قتل کرینگے یا اپنی جان دینگے یہ سنکر لندھور نے کہا کہ ای شہریار
یہ آپکے دل مین کیسی سمائی ہی شہریار دیکھیے یہ بات اچھی نہین ہی اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو پچھتائیگا مفت مین لت
اٹھائیگا پھر پکڑ کر پیٹا جائیگا حارث نے کہا کہ خیر جو کچھ ہونا ہو سو ہو ہمیں مسلمانون کا قتل نہین دیکھا جاتا یہ کہکر
سر سے تاج اتار کر تخت پر رکھدیا اور بارگاہ سے نکلکر چلا لندھور ہر چند کہتا رہا کہ ای شہریار دیکھیے آپ کیا
کرتے ہین دیکھیے آپ اچھا نہین کرتے مگر یہ کب سنتا تھا سیدھا اپنے بارہ ہزار رفقا کے چلتا ہوا اور علیحدہ جاکر خیمہ
برپا کیا لندھور نے وہان بھی آکر بہت کچھ فہمائش کی اور سمجھایا کہ ای شہریار چلیے چلیے کو جانے دیجیے انجام کار
اسکا اچھا نہین ہی مگر حارث نے ایک نمانی اور کہا کہ او ہندی تو تو اپنے معشوق کی طرفداری کیا ہی چاہیے
تجکو اس بات سے کمال الفت ہوگئی ہی اس روز کی بچپائی تو دیکھیے کہ ہمارے سامنے سب کو سنا سنا کر بلکہ
کہتی تھی اور تو نے اسکا عشق ظاہر کرتا ہی ہم سے یہ تکلیف سہی جاتی ہین مگر ہمسے نہ سہے جائینگے اب اسکو قتل ہی کرینگے یا اسکے
ہاتھ سے مارے جائینگے آپ تشریف لیجاتے تکلیف نہ کیجئے ہمیں سمجھانا ہی وہ دن تو جون تون کٹ گیا جب رات ہوئی تو حارث
بارہ ہزار سوار سے لشکر ایرج پر شبخون کو سمت روانہ ہوا [illegible] جا پڑا ہوا لشکر کیا یہان تمام لشکر مین باہم

تلوار چلائی باہم ایک دوسرے کو حریف سمجھکر مارا کیا جب صبح ہوئی تو اسوقت ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑائی
موقوف ہوئی جب ایرج بیدار ہوا اور آستانہ پہ ہنگامۂ عظیم دیکھا تو کہا کہ میں اس دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا
ہوں ہرکاروں نے عرض کیا کہ خداوند دیوانہ کیسا یہ تو ایک بڑا سیانا تھا ایرج نے پوچھا کہ وہ کون ہرکاروں نے
عرض کیا کہ خداوند نعمت بادشاہ لشکر لندھور حارث بن سعد لندھور سے آزردہ ہوکر بارگاہ لندھور سے چلا آیا
اور رات کو آپکے لشکر پر شبخون کرکے صاف نکلا ہوا چلا گیا ایرج نہایت حیران ہوا لاشیں مقتولوں کی اٹھوا کر بارگاہ
میں آیا اہل دربار جمع ہونے لگے جب لندھور آیا تو ایرج نے کہا کہ ای دارائے ہند یہ کیا ماجرا گذرا کہ حارث بن سعد
نے لشکر پر شبخون مارا کیا تمنے میری بیعت شکنی کرڈالی لندھور نے کہا کہ ای ایرج یہ اولاد صاحبقران میں جب
بگڑ جاتے ہیں تو پھر کسیکا کہنا انکے خیال میں نہیں آتا ہر چند میں نے سمجھایا نہ مانا میرے پاس سے چلے گئے ہیں تو حتی الامکان
تمھاری بیعت شکنی نہ کرونگا معلوم ہوتا ہے کہ شاید تمھیں نے انسے کچھ سخت کلامی کی ہوگی ایرج نے کہا کہ وہ
بگڑ کر میرا کیا کرینگے کیا مفت میں اپنی آبرو کھو دینگے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا بود این تو انکا یہ ہے کہ سرکش ہوکر بیٹھا
نہ کیا قزاقوں کیطرح لوٹ مار کر چلے گئے خبر سمجھا جائیگا اور یہ کہکر اپنی جانب سے شہر اختم میں حاکم مقرر کرکے
کوچ کی تیاری کی اور حارث بن سعد نے شبخون مارکے ملک زرابل کا راستہ لیا بعد چند روز کے جب وہاں پہونچے
تو وہاں کے تینوں بادشاہ شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش شہنشاہ مرصع پوش استقبال کرکے بعزت تمام
و توقیر مالا کلام قلعہ میں لائے اسباب عیش کا مہیا کیا اور مستفسر حال ہوئے حارث نے کل سرگذشت اپنی بیان کی اور
حال شہر فرنگوشیہ اور شہر اختم کا بیان کرکے کہا کہ بھائی مجھے اس باجی کی بیوفائی نہ دیکھی گئی میں تو مجبور ہوکر چلا
آیا مگر لندھور نے اس آفتاب سلطنت کا ساتھ نہ چھوڑا بیعت کو نہ توڑا اور اسیکے ہمراہ رہا اب میں خواہ قتل ہوں
خواہ فتحیاب ہوں اس سے ضرور لڑونگا اور زوال کا حوصلہ رکھونگا ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہے یہ سنکر ان سب نے
عرض کیا کہ ہمارے پاس تو لندھور کا نوشتہ یہ مضمون پہونچ چکا تھا کہ تم بھی کہنے سے آکر بیعت ایرج کی اختیار
کرو اور خراج اسے دو ہم سب مستعد ہوگئے تھے کہ جب لشکر ایرج کا یہاں آئیگا تو ہم جاکر اسکے شریک ہونگے مگر
شہریار اب تو ہم اس فلاں کے پاس ہرگز نہ جائینگے کافر سے مسلمان ہونا مسلمان ہوکر اپنے کو کافر نہ کہلوائینگے بہرحال آپکی
شرکت کرینگے یہ سنکر حارث نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا الغرض حارث نے وہاں استقامت کی اور اپنے آغاز و انجام کو
سوچنے لگا ایک روز خیال کرتے کرتے یہ بات ذہن میں آئی کہ ای حارث بن سعد تیرے پاس فوج نہ لشکر نہ مال
نہ زر تو کیونکر ایرج سے مقابلہ کریگا افسوس صد ہزار تو دہا کیسا اگر کہیں ذلیل ہوا اسی سوچ میں متردد و متفکر بیٹھا ہوا
تھا کہ یکایک ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی دل مستدو شکار کیطرف متوجہ ہوا حارث نے
شہریار مرصع پوش سے کہا کہ ای شہریار یہاں شکار بھی ملیگا اسنے کہا کہ بکثرت آپ شوق سے تشریف لیجائیے جانوران
صید گیر ہمراہ لیکر شکار کیلیے یہ سنکر حارث نے شکار کی تیاری کی جانوران صید گیر ہمراہ لیکر جانب صحرا روانہ
ہوا صید و شکار میں مصروف ہوا ایک جگہ بہت سے ہرن اکٹھا چر رہے تھے سم مرکب کی آواز سے منتشر ہوکر بھاگے
ایک ہرن کو حارث نے سب ہرنوں میں تیز پایا اور چالاک پایا اسکے پیچھے گھوڑا ڈالدیا اور قصد کیا کہ اوسکو پکڑے
اگر اس ہرن کو تم پاگئے تو ایرج پر فتحیاب ہوگے ایک پہر تک اس ہرن کا تعاقب کیا تا آنکہ وہ ہرن ایک درہ
کوہ میں جاکر غائب ہوگیا اور حارث نے ڈھونڈھنا شروع کیا ہر چند تلاش کی مگر کہیں پتا نہ لگا جاتے جاتے
ایک مقام پر اقامت میں پہونچکر دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہیں اور کچھ بیٹھے ہوئے ہیں اور شکار کا گوشت سیخ کباب

بھی رہے ہیں حیران ہوکر قریب اُن لوگوں کے آیا دیکھا کہ اسد بن کرب غازی اپنے رفقا سمیت بیٹھا ہوا ہے اسد
کی نگاہ جو حارث بن سعد پر پڑی دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا آئیے تشریف لائیے حارث صاحب سلامت
کر کے مکرر سے گردن پڑا اسد شاد ہوئے کو جھکا حارث لپٹ گیا دونوں آکر فرش پر بیٹھے اسد نے جام شراب کا
تواضع کیا کباب سامنے رکھ دیے حارث نے شراب پی کر کباب تناول کیے دماغ میں نشہ آیا اسد نے پوچھا کہ
شہریار اسوقت آپ یہاں کہاں حارث نے تمام حال بیان کر کے کہا کہ اے اسد اب آفتاب پرست سے مقابلے کا قصد ہے
مگر بالکل بے سر و سامان ہو گیا ہوں گردش فلکی سے عاجز آ گیا ہوں کوئی سر و سامان درست نہیں ہے اسد نے کہا کہ شہریار
سر و سامان درست ہونا تو کچھ مشکل نہیں ہے آپ جسوقت ارشاد فرمائیگا میں سب مہیا کر دونگا مگر ایرج سے نبرد ہونا
سخت دشوار ہے [illegible] حارث نے کہا کہ اے اسد [illegible] یہ سنکر اسد نے کہا کہ اے شہریار اگر یہی ارادہ ہے
تو بسم اللہ آپ خاطر جمع رکھیے روپیہ بھی [illegible] دونگا فوج و سپاہ بھی میں مہیا کر دونگا [illegible] آپ حصار میں تشریف
فرما ہوجیے [illegible] تدبیر میں جاتا ہوں [illegible] بعد اسکے حارث نے [illegible] حصار کا
راستہ لیا اور اسد نے [illegible] کا قصد کیا [illegible] کہا کہ تم جاؤ جسوقت وہ آفتاب پرست لشکر میں موجود نہ ہو
تو اسیوقت [illegible] خبر کرو ضرغام [illegible] لشکر ایرج کا رخ کیا اور اسد نے قریب لشکر ایرج کے پہونچکر ایک
پہاڑ کے دامن میں پناہ لی اب سنیے کہ جب ضرغام لشکر ایرج میں پہونچا تو صورت اپنی تبدیل کر کے موقع و محل اور وقت
دیکھنے لگا [illegible] اتفاقاً [illegible] روزگار ایرج کو ایک دن [illegible] شکار کی سوجھی سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا طرماسپ
کو [illegible] لشکر کے پیچھے چھوڑ گیا ضرغام نے یہ وقت اور موقع غنیمت جانکر اسد کو مطلع کیا اسد نے ابراہیم سے کہا
کہ اے ابراہیم تم ایک دو ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر لشکر ایرج پر روز خون کرو اور خوب قتل و قمع کرو اور خوب لوٹ مار کر
جسوقت طرماسپ تمہارا سامنا کرے تو اسوقت تم اسکے سامنے سے بھاگ جانا جب تم بھاگوگے تو وہ ضرور ہی تمہارا
تعاقب کریگا بس تم اسے لگا کر لشکر سے باہر لے آنا یہ سنکر ابراہیم اسیوقت روانہ ہوا اور آتے ہی اسد کا نام لیکر
لشکر ایرج پر گرا دو ہزار تلوار برابر پڑنے لگی ایک ہنگامہ عظیم برپا ہو گیا کہ اسد آج روز خون کرتا ہے جب طرماسپ کو
یہ خبر پہونچی تو اسنے کہا کہ آج تو یہ دیوانہ روز خون کرتا ہے اب میں اسکو کیا چھوڑتا ہوں اور گرگ سیاہ رنگ پر سوار ہو کر
للکارتا ہوا چلا کہ او دیوانے تجھے میری خبر نہ تھی کہ ایرج نہیں ہے تو کیا ہوا میں تو ہوں دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہوں جب
طرماسپ للکارتا ہوا ابراہیم کے قریب پہونچا تو ابراہیم نے بوق بجا دی کہ اے قزاقان [illegible] اور بوق بجا کر طرماسپ کے
سامنے سے بھاگا طرماسپ بھی اسکے تعاقب میں یہ پکارتا ہوا چلا کہ او دیوانے جہاں تو جائیگا میں بھی وہیں موجود
ہونگا یہ سنکر ابراہیم نے بھی آواز دی کہ [illegible] دین و مذہب کی قسم ہے کہ تو میرے تعاقب میں چلا آ دیکھوں تو تو کہاں تک میرا تعاقب کرتا ہے یہ سنکر ابراہیم
[illegible] اور تیز کیا جلد جلد چلا آتا ہے [illegible] لشکر سے باہر نکل آیا [illegible] لشکر ایرج کو خالی [illegible] طرماسپ کو
لشکر سے باہر نکال لایا اسد تو منتظر بیٹھا ہی ہوا تھا [illegible] لشکر ایرج پر جا گرا [illegible]
[illegible] تو طرماسپ گیا ہے [illegible] یہ حالت ہے کہ کسیکا قدم نہیں ٹکتا جو جی چاہے
جاتا ہے [illegible] بھاگے چلے جاتے ہیں کوئی [illegible]
نہیں ٹھہرتا [illegible] ہزار تلوار برابر پڑ رہی ہے ایک شور [illegible] برپا ہے [illegible]
خوف سے [illegible] میں چھپ گیا اقبال شاہ پاخانے میں پوشیدہ ہوا [illegible] تنور میں [illegible]
یہ حالت ہے کہ [illegible] کانپ رہے ہیں اور ہر شخص یہ خیال کرتا ہے کہ دیکھیے جان بچتی ہے یا نہیں مگر اسد [illegible] لشکر میں باہم

غرض تھی وہ بے تامل گھوڑا اٹھائے ہوئے خزانہ پر جا دھمکا اور ایک صندوق پر از اشرفی و جواہر گھوڑے پر
لاد لیا اور ایک ہاتھ میں لٹکا لیا اور لشکر سے صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہاں ایرج شکار کر کے خیمے میں بیٹھا ہے کباب
تیار ہو رہے ہیں کباب کھاتا جاتا ہے ناچ دیکھ رہا ہے مگر دل گرفتہ ہے رقاصہ سے کہہ رہا ہے کہ اسوقت کچھ میرا دل گھبرایا جاتا ہے
معلوم نہیں کیا سبب ہے لوگ عرض کر رہے ہیں کہ پیر و مرشد ابھی آپ شکار کھیل کے آئے ہیں زحمت شکار سے طبیعت
پریشان ہے بعد تھوڑی دیر کے مزاج درست ہو جائیگا ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ شالور سامنے سے نمایان ہوا
اور آکر عرض کیا کہ خداوند نعمت اسد تمام لشکر کو مارے ڈالتا ہے لوٹ رہا ہے ایک غلغلہ و ہنگامہ عظیم برپا ہے ایرج
کہا کہ خطر ماسپ کیا ہوا شالور نے کہا کہ اسکو تو اسد نے عیاری سے پہلے ہی نکلوا دیا بعد اسکے خود لشکر پر آگرا یہ سنکر
ایرج بہت پریشان ہوا عیش اسکا تلخ ہو گیا فوراً سوار ہو کے جانب لشکر روانہ ہوا جب لشکر میں پہونچا تو معلوم ہوا
کہ دیوانہ ابھی ابھی خزانہ لوٹ کر لیگیا ہے اگر آپ تھوڑی دیر اور قبل آتے تو وہ سر ہی مل جاتا ایرج یہ سنتے ہی بہت
آزردہ ہوا مالک بن ملوت شاہ کی خبر تک نہ پوچھی اور اسد کے تعاقب میں روانہ ہوا مگر اسد اور ہمراہی اسکے گرانباری سے
چل نہ سکتے تھے اور مڑ مڑ کے گھبرا گھبرا کر پیچھا پشت دیکھتے جاتے تھے کہ کوئی آتا تو نہیں ہے کہ یکایک ضرغام نے آکے خبر دی
کہ اے شہریار ایرج آپہونچا اسد نے دیکھا کہ خزانے کے بوجھ سے مرکب چل نہیں سکتا اور خود بھی اسکی وجہ سے ٹھہرنا
ہوتا ہے بار و صندوق کو تو پھینکدو اور اپنی جان بچا کر بھاگ چلو پیچھا لیا جائیگا اسوقت صندوق تو پھینکدئے اور
آپ سبک ہو کر بھاگے ایرج جو دوڑتا ہوا وہاں پہونچا تو دیکھا کہ صندوق پڑے ہوئے ہیں اشتر صبا سے کہا کہ تم تو
صندوق لیکر چلو میں اس دیوانے کے تعاقب میں جاتا ہوں اشتر صبا تو صندوق لیکر چلا اور ایرج اسد کے پیچھے
چلا آگے آگے اسد پیچھے پیچھے ایرج بھاگا بھاگ یکبشت گھوڑے اٹھائے چلے آتے ہیں ایک مقام پر آئے دیکھا
جنگل ملا کہ ہزارہا درخت گھنے گھنے لگے ہوئے تھے اسد نے مرزنگ بن مرزبان سے کہا کہ میں تو ان درختوں کی
آڑ میں چھپ رہتا ہوں اور تم شاخیں درختوں کی کاٹ کمندوں میں باندھ باندھکر کھینچے ہوئے چلو جب ایرج
تمہارے پیچھے چلا جائیگا تو میں جا کر پھر ان صندوقوں کو لیلونگا مرزنگ بن مرزبان نے کہا کہ بہت اچھا الغرض
اسد تو جا کر درختوں کی آڑ میں چھپ رہا اور مرزنگ بن مرزبان درختوں کی شاخیں کاٹ کمندوں میں باندھکر
گھسیٹتا ہوا چلا دھیر دھن خاک اڑنے لگی ایرج تو انکے تعاقب میں چلا اور اسد درختوں کی آڑ میں سے نکلکر
صندوقوں کے تفحص میں چلا اشتر صبا وہ صندوق لئے ہوئے تھوڑی ہی دور پہونچا تھا کہ اسد نے نعرہ کیا کہ
او نابکار صندوق کہاں لئے جاتا ہے ٹھہر تو جا آیا میں اور یہ کہکر تلواریں کھینچکر اپنے قزاقوں سمیت اشتر صبا پر گرا اشتر صبا
نے صندوقوں کو تو پیچھے کر لیا اور آپ آگے ہوا اسد کے ہمراہیوں سے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ میں اسد سے
اور اشتر صبا سے مقابلہ ہو گیا اشتر صبا نے اسد سے [illegible] آ او دیوانے تو ایرج سے کیونکر بچ کر آیا اسد نے کہا ارے تو بکتا کیا ہے
صید کیسہ ہمراہ نے ایسے ایسے لونڈے [illegible] سے ہزاروں دیکھے ہیں اور ایسے کئی ہزاروں کو بہت رلا رلا کر مارا ہے یہ سنکر اشتر صبا کو غصہ آگیا
ہوا صید و شکر کہ او دیوانے کیا تیری قضا آئی [illegible] کہکر اسد پر تلوار ماری اسد نے وار اسکا رد کر کے ایسا وار کیا
ایک ہرن کو اشتر صبا زخمی ہوا [illegible] پھر کیا تھا اسد [illegible] تلوار دونوں ہاتھ سے بولا اور اشتر صبا سامنے سے اسد کے بھاگا
اگر اس ہرن کو ساتھ والے بھی تاب مقاومت نہ لائے [illegible] صندوق چھوڑ چھوڑ کر بھاگے اسد خزانہ لیکر جانب
کوہ میں جاکر غار [illegible] روانہ ہوا اور مرزنگ بن مرزبان خاک اڑاتا ہوا آگے آگے اور ایرج پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا کہ
ایک مقام پر فرا [illegible] انہوں نے اطلاع دی کہ [illegible] آپکے تعاقب میں جاتے ہیں اسد تو آپ سے مکر کر

چھپکر رہگیا تھا جب آپ آگے نکل آئے تو اُسنے اختر صبا کو بھگا کر خزانہ بھی چھین لیا آپ ناحق اس عیار کے پیچھے چلے
جاتے ہین اسد اسمین نہین ہی یہ سنکر ایرج نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس مین اس دیوانے کی کیا تدبیر کرون
اُسکے ہاتھون سخت عاجز آیا ہون اور یہ کہکر مرکب کو پھیر کر اس مقام پر آیا جہان اُسنے اسد اختر صبا کو زخمی کرکے خزانہ
لیگیا تھا وہان پہونچکر کچھ نہ پایا ہاتھ ملکر رہگیا اور وہانسے پلٹکر اپنی بارگاہ مین آیا اختر صبا کے زخمون مین ٹانکے لگوا
مستفسر حال ہوا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی ابھی ایرج سے اور اختر صبا سے باتین ہو رہی تھین کہ اس اثنا مین
لندھور بھی وارد ہوا استفسار حال کیا ایرج نے کہا کہ اے دادا سنئے اس دیوانے نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہی کوئی
تدبیر نہین بتاؤ لندھور نے کہا کہ اے ایرج اس مقدمے مین مین خود حیران ہون کہ اسکی کیا تدبیر کرون کہ اُسنے جیسا
مجھے رسوا کیا ہی میرا ہی دل خوب جانتا ہی ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر یہ خبر پہونچائی کہ اسد فلان
پہاڑ مین چھپا ہوا بیٹھا ہی ایرج یہ سنکر اسیوقت سوار ہوکر مع لشکر اسطرف کو روانہ ہوا یہان اسد دامنۂ کوہ مین
بآرام بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ایک طرف گرد و غبار کا پیدا ہوا اسد گھبرا کر دیکھنے لگا کہ یہ گرد کیسی ہی ایک لمحہ بھر کے بعد
دیکھا کہ ایرج مع فوج چلا آتا ہی ادھر تو اسد نے ایرج کو دیکھا اور ادھر ایرج نے اسد کو دیکھ پایا ایرج
وہین سے نعرہ کیا کہ او دیوانے خبردار ہو جا مین آپہونچا اسد نے بھی یہ سنکر وہین سے آواز دی کہ او نیزار پیچھے آتا ہی تو
کیا پائیگا یہ کہکر اپنے لوگون سے کہا کہ یارو وہ آفت پرست آپہونچا جلد بھاگنے کی تیاری کرو اور علقمہ سے کہا کہ اے علقمہ
تم تو خزانہ لیکر ایک جانب کو چلے جاؤ اور مین اور لوگون کو لیکر ایک جانب چلا جاؤن اگر وہ بزانہ بچہ پیچھا آپڑیگا تو تم
اپنا مال خزانہ چھوڑ کر بھاگ جانا مین سمجھ لونگا علقمہ نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور خزانہ لیکر ایک جانب کو راہی ہوا
اور اسد ایک طرف کو راہی ہوا ایرج نے خزانے سے تو کوئی سروکار نہ رکھا اور اسد کا تعاقب کیا اسد نے جو دیکھا
کہ ایرج پیچھے پیچھے چلا آتا ہی تو اپنے دل مین کہا کہ اس پاجی کو بھلاوہ دیا چاہیے ابراہیم سے کہا کہ تم کل قزاقون سے
دس غول کرکے دس طرف بھاگ چلو ایرج لاچار ایک ہی غول کا تعاقب کریگا دسون غولون کا تو تعاقب کر سکیگا
رہا ایک ہی غول پر جو کچھ آفت آنا ہوگی وہ آجائیگی اور سب تو محفوظ رہینگے یہ مشورہ کرکے اسیطرح تعمیل کی لیکن اتفاق
جس غول مین اسد تھا ایرج نے اُسی غول کا تعاقب کیا اور للکارتا ہوا چلا کہ او دیوانے آج تو مین تجھے زندہ
نہ چھوڑونگا تو جائیگا کہان جہان جائیگا وہین پہونچونگا یہ سنکر اسد نے جواب دیا کہ او نیزار بچے تجھے قسم ہی اپنے
دین و مذہب کی جو میرا تعاقب نہ کرے دیکھون تو کہان تک تو میرے پیچھے آتا ہی اسد یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سامنے
ایک چشمۂ آب دکھائی دی کہ کوئی دس گز کی چوڑی تھی اور طول کا کوئی حساب نہ تھا اسد نے بے تکلف مرکب کو
پانی مین ڈالدیا لیکن دفعتہً جو گرمی سے پانی کی سردی گھوڑے کو محسوس ہوئی تو وہ بالکل اکڑ گیا اسد گھوڑے سے
کودکر پیادہ ہوکے بھاگا ایرج نے کہا کہ او دیوانے اب تو کہان جائیگا لیا مین نے تجھے اسد نے جواب دیا کہ او پاجی
کیا مجال تیری جو مجھے پاسکے ایرج نے خشمناک ہوکر گھوڑے کو کوڑا کیا اور ایک طرفۃ العین مین اسد کے قریب جا
پہونچگیا اسد نے جلدی سے ایک بڑا بھاری پتھر اٹھا کر گھوڑے کے منھ پر مارا کہ اسکا منھ پھر گیا ایرج نے
پھر باگ موڑکر اسد کیجانب دوڑایا جب پھر اسد کے قریب پہونچا اسد نے پھر ایک پتھر مارکے اپنی راہ لی بیچارہ
ایرج کوڑا مار رہا ہی ایڑ کر رہا ہی مگر گھوڑا اسد کیطرف رخ نہین کرتا ناچار ایرج بھی گھوڑے سے کود پڑا اور
پیادہ ہوکر دوڑا لیکن اسد ایک بلا سے بے درمان آفت جہان و جہانیان و بلا ایسا تھوڑا ہی ایسا آدمی ایرج سے
کب پاسکتا ہی اسد چھلاوے کیطرح کودتا پھاندتا ہوا چلا جاتا تھا ایرج ہرچند کوشش کرتا ہی مگر اسکے

برابر نہین پہونچ سکتا یہانتک کہ اسد بھاگتے بھاگتے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج بھی جب قریب کوہ پہونچا تو دامن کوہ ان
پہاڑ پر چلا اور للکارا کہ او دیو اب تو کہان جائیگا اسد نے کہا کہ تو بکتا کیا ہی اگر قضا میری ہی تو کیا مجال تیری کہ ایک
رونگٹا بھی میرا بیکا کر سکے اب آئے آگے اسد جو ٹانگین بھر رہا ہی اور پیچھے پیچھے ایرج سب کوہ مین اسد جاتا ہی ایرج بھی
اُس کوہ مین چلا جاتا ہی مگر اسد اس مین سے بچ بچکر نکل جاتا ہی تا آنکہ کوئی نصف راہ کوہ اسد نے طی کی تھی کہ ایک غار دکھائی
دیا اسد گھبرا کر اُس غار مین اتر گیا اور ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا تھا اُسکی آڑ مین چھپکر کھڑا ہو رہا ایرج گھبرایا ہوا اپنے زور مین
آگے بڑھتا چلا گیا جب ایرج کوئی سو قدم آگے نکل گیا تو اسد اُس غار مین سے نکلا پکارا کہ او بزار پیچھے مین تو یہان ہون تو
کہان بد حواس بھاگا ہوا چلا جاتا ہی اب مین تیرے مرکب پر سوار ہو کر جاتا ہون تو یہین پڑا ہوا جھک مارا کر ایرج مضطر
ہو کر چلایا کہ ای اسد تو مجھسے قسم لیلے مین تجھے کچھ نہ کہونگا تو میرا مرکب نہ لے اسد نے کہا کہ او بزار پیچھے بھی تو اور مجھے
فریب دے مین ایسے بونڈے بہت پڑا کرتا ہون یہ کہکر پہاڑ سے اُترکر جلدی تمام وہان پہونچا جہان ایرج کا مرکب
کھڑا ہوا تھا اور اُس مرکب پر سوار ہو کر ایک طرفۃ العین مین نظرون سے ناپدید ہو گیا اب ایرج حیران و پریشان ہو کر
رہروی کرنے لگا خار مغیلان پاؤن مین چبھتے جاتے ہین خون پاؤن سے بہتا جاتا ہی ہر مقام پر تھک تھک کے بیٹھ جاتا ہی جب
کوئی کانٹا زور سے چبھ جاتا ہی تو اسم اعظم کو پکارنے لگتا ہی کوئی چار گھڑی کے بعد لوگ اُسکے پہونچ گئے اور گھوڑے پر سوار
کرکے لیچلے شاپور نے کہا کہ ای شہریار یہ دیوانہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی آپ نے ناحق اسکا تعاقب کیا یہ کبھی آپکے
ہاتھ نہ لگیگا آپ ہرگز اسکا تعاقب نہ کیا کیجیے پریشانی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا جب تعاقب کیجیےگا تو یونہین تباہ و پریشان
ہوجیےگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای شاپور اب ملامت سے کیا فائدہ ہی زخم پر نمک نہ چھڑک شاپور نے کہا کہ خداوند نعمت
یہ تو کوئی برا ماننے کی بات نہین ہی کیا مین نے کچھ خلاف عرض کیا ہی ایرج نے کہا کہ خیر زیادہ باتین نہ بنا جو ہونا تھا وہ ہوا
جلدی جا کر خبر لا کہ وہ دیوانہ کہان ہی یہ سنکر شاپور خبر کے لیے روانہ ہوا اب اسکو تو ہم گرم تلاش اسد چھوڑتے ہین اور
حال اسد کا ملاحظہ فرمائیے کہ جو وہان سے آیا تو خزانہ حارث بن سعد کی خدمت مین پہونچا دیا حارث وہ خزانہ لیکر شہر
مرصع حصار مین روانہ ہوا وہان پہونچکر مردان جنگی ملازم رکھے فوج مہیا کرنا شروع کی تا آنکہ چند دنون مین ہزار ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر لقا پر جو شہر پر ڈالکے روانہ ہوا ادھر سے تو یہ چلا اور ادھر سے ایرج نے بجانب شہر مرصع حصار
کوچ کیا جب قریب پہونچا تو لقا بدار سبز پوش سد راہ ہوا لشکر نے ایرج کو خبر دی کہ ایک لقا بدار سبز پوش سد راہ
ہوا ہی ایرج نے کہا کہ خیر پہلے اُسسے سمجھ لونگا تو آگے جاؤنگا یہ کہکر اُسی جگہ خیمہ برپا کر دیا جب دونون لشکرون مین
طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو صف آرائی ہوئی لقا بدار سبز پوش مرکب کو چمکا کر سب [illegible] باخوبی پہنچے
ہاتھ لگانے خوب تماشے فنون سپاہگری کے اور بیگدریان دکھائین جب خوب عرق عرق ہو لیا تو مبارز طلبی کی طرف سے
چاہا کہ مقابلہ کو جاے ایرج اُسسے مانع ہوا اور خود میدان مین آیا جب برابر لقا بدار کے آیا تو پہلے لگا وزن ہوا
دونون کا مرکب برابر سے ہٹے بعد اُسکے توسنون کو پھیر پھیر کر مقابل یکدگر ہوے ایرج نے پوچھا کہ ای لقا بدار تو کیون
میرا سد راہ ہوا ہی یہ تجھے خیال نہین آتا کہ مین وہ شخص ہون کہ نائب حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے میری
بیعت اختیار کی ہی حمزہ میری تلوار کے خوف سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ ہی کہ تو بھی بیعت میری اختیار کر ورنہ مارا گیا
لقا بدار پکارا کہ او پاجی بزار تیرے کیا بکتا ہی حمزہ صاحبقران اُس وقت لقا کے تعاقب مین گئے ہین کہ جب تیرا نام و نشان
بھی نہ تھا ساحرہ تجھکو اٹھا لیگئی تھی اور لندھور کا کیا ذکر ہی وہ تو تجھپر عاشق ہو گیا ہی صاحبقران لندھور کو حفاظت
ملک کیواسطے چھوڑ گئے ہین اُسنے تجھکو فریفتہ ہو کر بارگاہ سلیمانی تجھے دے کر آسمان پر چڑھا دیا اور تو نے ظلم و تعدی پر

کمر باندھی ہے تو کون کا ناحق خون کیا رستمیون کو بیکار تباہ کیا خون ان سب کا اپنی گردن پر لیا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون
دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون ایرج نے یہ سنکر کہا کہ بہت درست ہے بجا ارشاد ہوتا ہے آپ ایسے ہی ہین اچھالا ہے
اپنا جسم اور دل میں اپنے خیال کرتا ہے کہ اس آواز سے تو کچھ کان آشنا ہین پہلی صدا ہے خیر معلوم ہی ہوجائیگا القصہ
لقا بیدار نے ایرج پر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا چنگاریان آگ کی سنانون سے نکل گئین لگی نیزہ بازی
کوئی گھڑی ہوئی یہی رد و بدل کے بعد ایرج نے نیزہ لقا بیدار کا ہوائی کیا لقا بیدار نے خشمناک ہوکر عمود گران سنگ
ایرج پر مارا ایرج نے گرز کو گرز پر روکا مگر دھمک گرز سے بیہوش ہوگیا تھا پورنے ایرج کو ہوشیار کیا ایرج اپنا
گرز لیکر لقا بیدار پر دوڑا اور برابر آکے وار کیا لقا بیدار نے بھی گرز کو روکا شرارے آتش کے گرزون مین نکل
تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی ہر سر ہوا ور سر پر موٹے پسینا جاری ہوا مرکب لقا بیدار کا زمین مین دھنس گیا دیکھو تو سمائی
لقا بیدار پر غش طاری ہوا عیار لقا بیدار کا دوڑا امیر چند چلایا آواز نہ آئی منہ پر پانی کا چھینٹا دیا لقا بیدار کی آنکھ
کھلی عیار سے کہا کہ یہ آفتاب پرست واقعی بہت زبردست ہے بلا کی ضرب لگائی تھی مگر خدا نے بچا لیا مرکب کو شمار
[illegible] زمین سے لیکر نکلا تو سہی مگر گر پڑا لقا بیدار کود کر علیحدہ ہوا مرکب تڑپکر مرگیا لقا بیدار اس ارادے سے تلوار
[illegible] مرکب کو ایرج کے پڑ کر مرے ایرج اسکے دوڑتے ہی مرکب سے کود پڑا دوست لقا بیدار چھپٹا آدھو
[illegible] دونون نے رکھدیے کشتی ہونے لگی ابھی دو شبانہ روز کے ایرج نے لنگر لقا بیدار کا توڑ کے زمین
[illegible] بادہ ہائین طبل بازگشت کو بجوا کر داخل خیمہ ہوا لقا بیدار کو اسیر کل زنجیر کرکے زندان خانے میں
[illegible] ہوا جب صبح کو بیدار ہوا تو اٹھکر بارگاہ مین آیا اہل دربار جمع ہونے لگے لندھور بھی
[illegible] جاکر لقا بیدار کو قید خانے سے لائے لوگ اسیوقت جاکر لقا بیدار کو زندان خانے
جاکر لے آئے لقا بیدار نے [illegible] اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے
لقا بیدار کو بلا کر اپنے برابر دونگل پر جگہ دی اور [illegible] کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے تھے اور مجھسے کیون
لڑے یہ سنکر لقا بیدار نے جواب دیا کہ فلک نے تیرے ہاتھون [illegible] اپنا حال کیا بیان کرون لقا بیدار کی آواز
سنکر ایرج نے کہا کہ کل بھی مجھے اسکی آواز سنکر ایک دھوکا سا ہوا تھا اور آج بھی شک پڑتا ہے کہ مین نے اسکی آواز
کہین سنی ہے آرسے کوئی اسکی نقاب تو اٹھا دو شتا پور نے یہ سنتے ہی جو نقاب [illegible] دیکھا کہ حارث
بن سلطان سعد ہے ایرج نے متحیر ہوکر کہا کہ ہائین ای حارث تو ہے ارے تو نے یہ کیا غضب [illegible] کہ میری بیعت شکنی کرکے
جنگ کی [illegible] بنا سکتا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو میری آزمائش بھی کرچکا [illegible] پہلے تو جسطرح
لندھور کے پاس رہتا تھا اسی طرح رہ مین تجھسے کچھ متعرض نہ ہونگا یہ سنکر حارث نے کہا [illegible] لندھور کا نوکر
نہ کروہ تو تجھ پر عاشق و فریفتہ ہے اور مین نے جو تیری بیعت کی تھی تو فقط حفاظت اہل اسلام [illegible] جب تو نے میرا کہنا
نہ سنا تو مین نے بھی بیعت تیری توڑ ڈالی اور اب تو اگر مر بھی جاؤنگا تو بھی تیری بیعت قبول [illegible] خیر معلوم ہوگیا کہ
فلک نہایت سفلہ پرور ہے جو تجھ ایسے پاجی کو مجھ پر غالب کرادیا جو تجھے منظور ہو وہ میرے حق [illegible] یہ کلام سنکر
نہایت برہم ہوا اور قتل حارث کے لیے جلاد کو طلب کیا لندھور نے کہا کہ ای ایرج [illegible] ہے جو وعدہ ہے
اسکا بھی خیال ہے ایرج نے کہا کہ ہان یاد ہے لندھور نے کہا کہ بس بموجب وعدہ تم [illegible] تک مقید رکھو
اگر یہ راہ راست پہ آگیا اور میری فہمائش کو قبول کرلیا تو خیر ورنہ تمکو اختیار ہے ایرج [illegible] کہ اچھا کیا
مرضی لندھور [illegible] اور چوبدار دل سے کہا کہ اسے زندان خانے مین لیجاؤ اور لندھور اور رفقا [illegible] اگر اسکے پاس

جاہین تو منع نہ کرنا حارث نے یہ گفتگو سنکر کہا کہ ای ایرج یہ سب باتین بیکار ہین تو مجھے قتل کر ڈال مین ہرگز تیری اطاعت
نہ کرونگا اور لندھور سے کہا کہ او ہندی تو کیون میرے قتل کا مانع ہوتا ہی مین ہرگز ایرج سے بیعت نہ کرونگا اور قطع نظر
اسکے مجھکو ان باتون سے کیا کام ہی ان حرکتون سے مجھے کوئی یہ نہین کہیگا کہ لندھور اہل اسلام کا طرفدار ہی اور نہ کام ہی مجھے
اہل اسلام سے کیا کام ہی القصہ لندھور نے تو ان باتون کا کچھ جواب دیا اور یہ لوگ ایرج کے آگے سے زندان خانے مین لیگئے
دن تو جون تون گذر گیا شب کو لندھور زندان خانے مین آیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ شہریار آپ شوق سے مجھے
جو چاہیے کہیے مین ہرگز برا نہ مانونگا مگر یا آمد صاحبقران ایرج سے بیعت کر لیجیے مین آپکے دادا کا نمک خوار ہون مجھے آپکا
قتل ہونا ناگوار ہی یہ سنکر حارث نے کہا کہ ای لندھور قول مردان جاندارد اب تو جو منہ سے نکل گیا سو نکل گیا لندھور
ناچار و مجبور ہوکر چلا آیا دوسرے دن بھی جاکر سمجھایا مگر وہی جواب پایا سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہو گیا آخر کار تھککر بیٹھ رہا
تیسرے روز ایرج نے لندھور سے کہا کہ ای لندھور تین روز گذر چکے کہو اب کیا کہتے ہو لندھور نے کہا کہ اب تمھین
اختیار ہی مین اب دخل نہ دونگا یہ سنکر ایرج نے حکم دیا کہ میدان خونی تیار کرو کل مین حارث کو قتل کرونگا اور
غراب زنگی سے کہا کہ حارث کو جھیل کے کنارے لیجاکر قتل کرنا اسنے کہا کہ بہت اچھا آپ میدان خونی تو تیار کروائیے
یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور وہان اسد نے ہزبر غلام سے کہا کہ ای ہزبر غلام لشکر ایرج مین جاکر حارث کی خبر لا
وہ جو یہان آیا تو قتل حارث کے مشورے دیکھے الٹے پاؤن پھرا ہوا اسد کے پاس آیا اور تمام قصہ بیان کیا اسد نے
فتاح بلگینہ پوش سے کہا کہ ای فتاح چچا امروز روز فتاحی در رسید یا تو ہمنے حارث کو جاکر چھڑا لیا اور یا اپنی جان
دیدی فتاح نے کہا کہ ای اسد جو مرضی تمھاری ہی ہین کیا عذر ہی ہم بھی تمھارے ساتھ ہین انشاء اللہ جیتے جی بیشتر اپنی
جان دینگے تین پہر رات تو یہی باتین رہین پہر رات رہے اسد نے بوق بجائی کہ ای یاران تیار شوید سب کے سب
تیار ہو گئے اسد نے پہر دوسری بوق بجائی کہ ای قزاقان سوار شوید سب کے سب مسلح و مکمل سوار ہو گئے تیسری بوق
اسد نے بجائی کہ ای یاران ہمراہ من بیائید سب کے سب اسد کے ساتھ ہو لیے اور یہان ایرج نے دو گھڑی
رات رہے سے حکم دیا کہ ای غراب جا حارث کو قتل کر غراب اسیر قیت حارث کو لیکر میدان خونی مین آیا اور
ارہ کش تسمہ کش کچیان سولیان تمام اسباب درست پایا غراب نے حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو جلاد جلد ایک
ریگ کا چبوترہ بناکر نطع ڈالکر حارث کو اسپر بٹھا دیا اور کہا کہ اب تجھے کھانا ہو کھا لے جو پینا ہو پی لے جو
وصیت کرنا ہو کرلے کہ اب وقت تیرا آخر ہی حارث نے کہا کہ نہ مجھکو کھانا ہی نہ پینا ہی خوب سا غم کھا چکے خوب سا
اپنا خون جگر پی چکے مگر وصیت یہ ہی کہ جب صاحبقران ظلمات سے پھر آئین تو اتنا کہہ دینا کہ حارث بن سعد ایرج
کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکا انتقام ضرور لیجیےگا یہ سنکر غراب نے کہا کہ ارے جلاد دیکھتا کیا ہی جلد قتل کر جلاد نے
تلوار کھینچکر سونت کے سر پر کھڑا ہوا اور غراب کے حکم کا منتظر تھا اب جو حارث نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تمام عالم
تشنۂ خون و دشمن جان معلوم ہوتا ہی کوئی دوست نہین معلوم ہوتا خیال گذرا کہ ای حارث افسوس لندھور بھی
علیحدہ ہوکر ذلیل بھی ہوا اور جان بھی گئی اب حیات نہین معلوم ہوتی یہ خیال کرکے رونے لگا اور پکارا کہ ای حسن بیکسان
وا ای یاور غریبان سوا تیرے اسوقت مین کسکو پکارون ای ای بچانیوالے الہی خداوندا واسطہ اپنے بندگان خاص کا
اس ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھ ہنوز دعا تمام ہوئی تھی اور غراب نے حکم نہ دینے پایا تھا کہ آواز بوق کی بلند
ہوئی اور ایک نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ باشید ای کافران بردہ باد و ای کافران بیحیا منم ضیغم روز ہیجا شیر بیشہ وغا
انجم سپہر شجاعت در دریاے فتوت صف شکن وصفدر اسد بن کرب دلاور لوگ آنکھین پھاڑ پھاڑ کے

دیکھنے لگے کہ یہ آواز کس طرف سے آرہی ہی ہنوز دیکھ رہے تھے کہ اسد تلوار کھینچکر مثل بلاے مبرم آن آفتاب پرستون کے
گرا جتنے تماشائی تھے وہ سب بھاگ کھڑے ہوے غراب زنگی بھی مارے ڈر کے اور آدھر چپکا سپہ رہا حارث نے زنجیر
پکڑ کے جھٹکا دیا جلاد بھی چھوڑ کر بھاگا حارث نے قید توڑ ڈالی ضرغام گھوڑا سواری کو لایا سپر تلوار لا کر موجود کی
حارث بھی اسد کے ساتھ ہولیا ایک حشر برپا ہوگیا ایرج نے جو بوق کی آواز سنی دونوں ہاتھ زانو پر مار کے کہا
کہ ہاے اس دیوانے نے دیوانہ کر دیا مصرع غم را کہ نشان داد بلا را کہ خبر کرد طرماسپ نے کہا کہ شہریار آج تو یہ دنگا آیا ہی
میں جا کر یا اسے مارتا ہوں یا زندہ لاتا ہوں ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ میں مانع نہیں ہوں مگر یہ خوب جانتا ہوں
کہ وہ تمھارے ہاتھ لگیگا نہیں خیر تم چلو میں بھی آتا ہوں یہ سنکر طرماسپ پنچ لوگون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور پہونچ ہی
کو وہ کیا کہ او دیوانے کھڑا رہ میں آپہونچا ہر روز شبخون مارتے مارتے آج دن دہاڑے آفت جوتتے آیا ہی اسد لیکا رکا او
حرامخور ذرا دیکھا تو سہی دیکھ تو تیرا کیا حال بناتا ہوں یہ سنکر طرماسپ کے برابر پہونچکر ساطور مارنے کے لیے ہاتھ
بلند کیا اسد نے لپک کر ایک تلوار اسکے گینڈے کی گردن پر ماری کہ سر اسکا قلم ہوگیا اور وہ گرا اسکا گرنا تھا کہ طرماسپ
بھی دھوڑے سے زمین پر تھا اسد نے لپک کر اور ایک تلوار ماری کہ طرماسپ کے سر پر پڑی اور ایک تلوار رسید کی کہ
گینڈے کا پیٹ چاک ہوگیا پھر ایک تلوار کمر پر لگائی پھر ایک تلوار شانے پر ماری غرض مارے تلوارون کے بولا دیا کہ اس
اتنا میں ایرج بھی پہونچا اور دیکھا کہ یاس اوس دیوانے نے ناہنجار توسنے کلیجا میرا لگا دیا ہی اور لوگون کو ہٹاتا ہوا اسکے
سامنے آیا اسد نے ایک پتھر گھوڑے کی پیشانی پر مارا کہ گھوڑا لوٹ پوٹ ہوگیا جبتک ایرج دوسرے گھوڑے پر
سوار ہو وے ہی ہو وے تب تک مع اپنے قزاقون کے حارث بن سعد کو لیے ہوے صاف نکلا ہوا چلا گیا ایرج تھوڑی
دور آنکے تعاقب میں چلا تھا کہ شاپور نے آواز دی کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان پھر چلیے ایسا نہو کہ دیوانہ آپکو
دہوکا دے کر اور طرف سے لشکر پر آگرے یہ سنکر ایرج چار ناچار پھر اپنے خیمے کو چلا آیا اور اسد حارث کو لیے ہوے
دامن کوہ میں پہونچا اور کہا کہ یہ آج مرنے کا قصد کر کے گیا تھا مگر خدا نے خیر کی کہ آپ چھوٹ بھی گئے اور صحیح وسلامت
نکل بھی آئے اب بہتر یہی ہے کہ آپ ناناجان کے پاس ظلمات کو چلے جایے اور ان آفتاب پرست کی زبانی بیان کر کے
فرمایے کہ کسی شخص کو حفاظت ملک کے واسطے روانہ فرمایے ورنہ ملک آپکا بالکل تباہ ہو جائیگا اور یا سائل میں
سلیمان شاہ فارسی کے پاس جایے وہ بھی آپکو بہت اچھی طرح رکھینگے جسوقت ناناجان ظلمات سے پھر آئینگے
سمجھا جائیگا لیکن اس نزاع سے اب سامنا نہ کیجیے کہ وہ حرامخور بہت شہ زور ہوگیا ہی حارث نے کہا کہ ای
اسد میں نہ ظلمات کو جاؤنگا نہ سائل کو جاؤنگا تمنے میری جان بخشی کی ہی تمھارے ہی ساتھ رہونگا اسد نے کہا
کہ ای شہریار آپ میرے مالک ہیں میں آپکا مطیع ہوں ایک خدمت میں آپکی بجالایا تو کیا ہوا اور جو کچھ ارشاد
ہو اسے بھی بجا لاؤں جہاں آپ فرمایے وہاں آپکو پہونچا دوں حارث نے کہا کہ بھائی میں تو کہہ چکا اب میں تمھارا
ساتھ چھوڑ کر کہیں بھی نہ جاؤنگا جہاں اور اکثر امیرزادے تمھارے ساتھ ہیں وہاں میں بھی ہوں تو کیا مضایقہ
ہی میں اب ہرگز ہرگز تمھارے ساتھ نہ جاؤنگا اسد نے کہا کہ ای شہریار میں تو آپکا تابع فرمان ہوں آپکی بیعت میرے
واسطے باعث افتخار ہو جائیگا اور برکت ہوگی مگر ایک تو میرے ساتھ میں دوڑ دھوپ بہت ہی اور ہر روز موت کا
سامنا ہی آپ سے میرا ساتھ نہ دیا جائیگا دوسرے چونکہ میرے پاس آپکے لایق کوئی سامان عیش بھی موجود نہیں ہم
میرے ساتھ میں کمال تکلیف اٹھائیگا حارث نے کہا کہ مجھے یہ سب قبول و منظور ہی ہر چند لاکھو لاکھو اسد نے چاہا
کہ حارث کو اپنے ساتھ نہ رکھے لیکن حارث نے ایک نہ مانی اور کسیطرح ترک بیعت گوارا نہ کی مجبور و ناچار ہو کر

اسد نے جام شربت کا حارث کو پلایا اب یہ بھی اسلام پیالہ ہوا تھا چالیس امیرزادے اسد کے ساتھ تھے اپ چالیسوں ابھی انکو تو اسی حال پر چھوڑ دیجئے اور کچھ حال ایرج کا سنئے کہ اسنے بعد رہائی حارث جانب مرصع حصار کوچ کیا جب بعد بادیہ پیمائی راہ دشت و جبل قریب مرصع حصار کے پہونچا تو لندھور نے شاہان مرصع حصار کو لکھا نامہ بدین مضمون تحریر کیا کہ اے شہنشاہ مرصع پوش و شہریار مرصع پوش و شہسوار مرصع پوش تم سب آگاہ ہو کہ مجھکو حضرت امیر حمزہ صاحبقران نے اپنا نائب معین کر کے بجانب ظلمات کوچ فرمایا اور تم سبکو میرا مطیع و تابع فرمان کر گئے اور ہم نے بیعت ایرج کی اختیار کر لی ہے تم سبکو بھی میری اطاعت اور پیروی لازم و ملزوم ہے میں تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ جب تک کہ حضرت صاحبقران ظلمات سے مراجعت کریں تم بیعت ایرج سے کنارہ نکرو اور ایرج کو سبب وصول صاحبقران خراج دیا کرو اور اس نامہ کو دیکھتے ہی حاضر خدمت ہو اور اگر تم نے اسکی خلاف ورزی کی تو آگاہ و مطلع ہو کہ میں بالکل بری الذمہ ہوں تمہارا خون تمہاری گردن پر ہوگا جس طرح کہ اہل ختن و اہل فرنگوشیہ قتل ہوئے اسیطرح تم بھی مارے جاؤ گے اور سخت تباہ ہو جاؤ گے ورنہ جہان کے لوگ مفت میں بدنام کرینگے قصہ مختصر جب یہ نامہ شہنشاہ مرصع پوش کو پہونچا تو اسنے اپنے دونوں بھائیوں سے اطلاع کی کہ سنئے تو حارث بن سعد کی وجہ سے قصد کر لیا تھا کہ بیعت ایرج سے کنارہ کشی کریں اور اسکی اطاعت سے منحرف ہوویں مگر وہ مقدمہ ہی گاؤ خورد ہو گیا حارث بن سعد رہا ہو کے چلا ہی گیا پھر اب ہم کسکے بھروسے پر ایرج سے بگاڑیں اور ناحق اپنی جانیں دیں بس ہمارے پاس یہ نوشتہ لندھور بن سعدان کا کافی ہے اور سند وافی ہے جس وقت کوئی مستفسر ہوگا کہ تم نے ایرج سے کیوں بیعت کی تو اسوقت ہم یہ نوشتہ لندھور کا دکھا دینگے ان دونوں بھائیوں نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور کہا کہ واقعی الامر کذالک جب یہ رائے مستحکم ہو گئی تو شہنشاہ مرصع پوش نے جواب نامہ لندھور کا بدین مضمون تحریر کیا کہ ہمکو آپکے ارشاد فیض بنیاد سے کسیطرح کا عذر نہیں ہے ہم بسر و چشم تابع و متعلق خدمت فیضدرجت کے حاضر ہو نگے جسوقت یہ نامہ لندھور کو پہونچا تو وہ مضمون نامہ سے مطلع ہو کر نہایت خوش و مسرور ہوا اور ان تینوں بادشاہوں نے دوسرے دن تینوں بھائی علی الصباح حاضر خدمت لندھور ہوئے نذریں گذرانیں لندھور نے انکی نذریں لیں اور خلعت سے ممتاز کیا اور انکو اپنے ساتھ لیکر خدمت ایرج میں حاضر ہوا ایرج کی بیعت کروائی ایرج نے بھی ان تینوں بھائیوں کو خلعت سے سرفراز کیا اور ایک دو روز مرصع حصار لعل حصار زمرد حصار میں رہ کر خراج لیا حاصل کیا بعد اسکے وہاں سے کوچ کر کے مشتری حصار کیجانب روانہ ہوا عوجان کو ہمراہ لشکر کیا بارگاہ سلیمانی دیکر آگے آگے روانہ کیا عوجان دریاباری پیش خیمہ لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ دامن کوہ پر پہونچکر ایک لقابدار زرد پوش سے سامنا ہوا اور وہ چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے آگے بڑھا اور للکارا کہ او آفتاب پرست اگر اپنی زندگی تجھے منظور ہے تو بارگاہ سلیمانی میرے حوالے کر دے اور تیرا سر چاہئے ادھر لا پہ سنکر عوجان دریاباری نے نعرہ کیا کہ او لقابدار گمنام کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ بارگاہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوشیروان دوران صاحبقران زمان کی ہے بھلا یہ کسکی مجال ہے کہ اس بارگاہ عالیجاہ کیطرف نظر بد سے دیکھ سکے یہ سنکر لقابدار نے آواز دی کہ او یاوہ گو کیا واہیات بک رہا ہے تو جانیگا کہاں اگر بہوش ہے تو بارگاہ میرے حوالے کر دی تو خیر ورنہ سر تیرا کاٹ کر تجھسے بارگاہ چھین لیجاؤنگی غرض ابعد از گفتگو کے بسیار مستعد جنگ ہوئے صف آرائی ہوئی لقابدار نے میدان میں آکر مبارزطلبی کی عوجان دریاباری نے آگے مقابلہ کیا لقابدار نے نیزہ کا وار کیا عوجان نے برہم ہو کر تلوار ماری لقابدار نے اپنی تلوار پر اسکی رد کی اور وار کیا تلوار لقابدار کی سپر کو کاٹ کر خود عوجان کے سر تک پہونچی عوجان

اُسے تو لوگ اُٹھا لیگئے مگر مرجان دریا باری اُسکے بھائی نے پھر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا بس پھر تو نقابدار لشکر کفار پر
مثل بلاے مبرم کے جا پڑا جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی کوئی پہر بھر کی لڑائی کے بعد نقابدار نے بارگاہ سلیمانی اور تاج سلطنت
چھین لیا آفتاب پرست بھاگے ہوے ایرج کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا ایرج اس حال کو سنکر نہایت درہم و
برہم ہوا اور لندھور سے کہنے لگا کہ ایکبار تو حارث نقابدار بنکر مجھسے لڑا تھا ابکی مرتبہ نہین معلوم کہ کس ولد الزنا نے
یہ حرکت کی لندھور نے کہا کہ مجھے بھی اسکا علم نہین ہے قصہ مختصر ایرج نے وہانسے کوچ کرکے برابر کوہ مشتری حصار کے
خیمہ برپا کیا یہ خبر سنکر نقابدار زرد پوش بھی درۂ کوہ سے اترکر مقابل ایرج خیمہ زن ہوا اور نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا اور یہان
ایرج اس قصد مین بیٹھا ہوا تھا کہ نقابدار زرد پوش کو نامہ تحریر کرے کہ یکایک آواز نقارے کے کان مین آئی ایرج
دریافت حال کا حکم دیا ہی تھا کہ اس اثنا مین ہرکارے آگئے اور انھون نے خبر دی کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوا دیا ہے کل
میدان مین نکلیگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا ہمارے یہان بھی کوس حربی پر چوب [illegible] لشکر ایرج
مین بھی صداے نقارۂ حربی بلند ہوئی اور رات بھر لشکر دین مین تیاری جنگ رہی علی الصباح دونون لشکر میدان مین
صف آرا ہوے بعد نقابت نقیبان بلند آواز کے لشکر نقابدار مین علم جلوہ گری پر آیا [illegible]
نقابدار زرد پوش مرکب کو جھپکا کر میدان مین آکر مبارز طلب ہوا دیلم شیاط زنگی اپنے گھوڑے کو بڑھا کر [illegible]
لیکر مقابل نقابدار ہوا بعد لگاوٹ کے دیلم نے کہا کہ اے نقابدار بڑا غضب کیا تو نے کہ لشکر [illegible] زبان ایرج
سے بارگاہ چھین لی یہ نہ سمجھا کہ یہ بارگاہ اس شخص کی ہے کہ حمزہ جیسے شہنشاہ [illegible]
لندھور بن سعدان نے اسکی متابعت اختیار کی خیر اب تو جو حرکت تجھسے ہوئی ہوئی [illegible]
مین تیری خطا معاف کرا دونگا تو چلکر اسکی بیعت کرلے کہ یہی تیرے حق مین بہتر اور افضل ہے یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ او
حبشی روسیاہ بس چپ رہ بیہودہ اور لاطائل بکتا رہا ہے وہ کرباس فروش بچہ بازاری [illegible]
[illegible] اسے سپاہی بنا یا اور لندھور نے عاشق ہو کر [illegible]
بچہ بازاری اپنے تو سمجھا کیا ہے دیکھو تو کیسی سر جنگ معقول دیتا ہون کہ ساری [illegible] بھول جاے اور تمام عمر کو یاد کرے
دیلم شیاط تو یہ کلمات سنکر آگ ہو گیا اور کہا کہ بس اب زبان اپنی بند کر اور جو تجھے کہنا ہو زبان نیزہ و شمشیر سے کہہ بہت
زبان درازیان اچھی نہین ہوتین یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ پہلے تو سبقت کر اور اپنے دل کا حوصلہ نکال [illegible]
[illegible] دیلم شیاط نے نیزے کا وار کیا نقابدار نے نیزے کو سنان نیزہ پر لیا کہ نیزہ بازی ہونے کوئی تین گھڑی کے بعد [illegible]
[illegible] کا وار کیا دیلم نے [illegible] تلوار ماری [illegible]
زمین پر گرا نقابدار نے پھر مبارز طلبی کی سفیل سرگردان مقابلے کو نکلا وہ بھی زخمی ہوا نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ [illegible] سرگردان
مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا نقابدار نے پھر مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ کالمید جہنم نے مقابلہ کیا وہ بھی گھایل ہوا الغرض شام تک
سترہ آدمی سربرآوردہ مجروح ہوے نقابدار طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کو گیا اور تھوڑی دیر آرام لیکر پھر طبل جنگ
بجوایا ہرکارون نے یہ خبر ایرج کو پہونچائی اسنے بھی نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا غرض شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو پھر
دونون لشکر صف آرا ہوے اس روز میعاد رشک دراز گردن اور معاد رشک دراز گردن یکے بعد دیگرے مقابل
نقابدار ہوکر مجروح ہوے غرض تین دن کی میدان داری مین کوئی مقابلہ کرنے والا ایرج اور [illegible] سب کے سوا باقی نہ رہا [illegible]
پھر نقابدار طبل [illegible] بجا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ او ایرج ناہنجار [illegible] لشکر مین کوئی مقابلہ کرنے والا
باقی نہ رہا سب سردار تیرے باری باری مجھسے لڑکر مجروح ہو چکے اب اگر تجھ مین جرأت جنگ ہو تو تو بھی میرا مقابلہ کر یہ کلام نقابدار

سنکر ایرج نے ایک ہاک کالیکر کرب کو چمکا کر لقا بدار کا سامنا کیا اور لپید ڑگا و زرنی سے لقا بدار سے کہا کہ ای لقا بدار تو نے
کیا [illegible] معلوم نہیں کہ مجھ سے ساتھ کیا دشمنی ہے لقا بدار نے کہا کہ ای ایرج اب تو تو صاحبقران ہوا ہے میں تجھے
فقط آزمایش چاہتا ہوں ایرج نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے لا اپنا حربہ لقا بدار نے کہا کہ پہلے تو اپنا وار کر ایرج نے نیزہ
لقا بدار کے حوالے کیا لقا بدار نے نیزہ اسکا روک کر اپنا وار کیا [illegible] گھنٹی کی نیزہ بازی کے بعد ایرج نے نیزہ
لقا بدار کا ہوا میں کیا لقا بدار نے جھلا کر تلوار ماری ایرج نے [illegible] خالی میں لا کر سپر کو تو چھوڑ دیا اور پنجہ کی
دراز کر کے تلوار لقا بدار کی پکڑ لی زور ہونے لگے [illegible] دونوں [illegible] کو دکر
دامن گردان کر [illegible] سرگرم تلاش ہوئے [illegible] دونوں طرف سے
روشنی ہو گئی [illegible] لگا کر
[illegible] دوسرے دن
اور رات بھر کشتی رہی تیسرے روز [illegible] ایرج نے [illegible]
زمین پر [illegible] لقا بدار کی مشکیں باندھ کر طبل [illegible] شاہ ایرج
زر نثار کرتا ہوا خیمے میں لایا لقا بدار کو ایرج نے [illegible] اور خود کھانا کھا کر آرام
کیا [illegible] ایرج نے لقا بدار کو
طلب کیا [illegible] لقا بدار [illegible]
دی اور حکم دیا کہ لقا بدار [illegible] جو دیکھا
تو دیکھا کہ ایک جوان [illegible] قوی ہیکل قوی بازو [illegible] ایرج [illegible]
تم جانتے ہو کہ یہ کون شخص ہے [illegible] کہا کہ ہاں میں خوب جانتا ہوں [illegible] شاہزادہ دلیر ہے
دونوں رفاقت نور الدہر میں رہا ہے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای شہزادے [illegible] اور اہل اسلام نے [illegible] تو بھی
[illegible] شہزادے نے کہا کہ ای ایرج نوجوان [illegible]
کرنے کو موجود ہوں اب تم مجھکو اپنا [illegible] یہ سنکر ایرج باغ باغ ہو گیا [illegible]
اور کلمہ اعظم آفتاب تابان کا پڑھوایا شہزادے [illegible] اسلام [illegible]
نہایت [illegible] ہوا اور [illegible]

[illegible] حرف فرماتے ہیں

دوسری داستان نور دیدہ مسلمانان [illegible] نور دیدہ [illegible] الزمان

راویان اخبار صداقت آثار و ناقلان حکایات [illegible] اس داستان [illegible] بیان کرتے ہیں
کہ جب بعد چند روز کے شاہزادہ نور الدہر نے جزیرہ [illegible] میں صحت پائی تو [illegible]
قصد کر کے حکم دیا کہ اسباب ہمارا جہازوں پر بار کیا جاوے کل سامان سفر درست کیا جاوے
حاجب اسباب جہازوں پر لدنے لگا سامان سفر درست ہونے لگا نور الدہر کنارے دریا کے
اسباب لدوا رہے ہیں کہ ایکایک باخبر کی طرف سے کچھ جہاز آتے ہوئے دکھائی دیئے جب وہ
کہ سب اہل جہاز سیاہ پوش ہیں باحال پریشان ایک تابوت لیے ہوئے چلے آتے ہیں [illegible]
کرا ایک [illegible] کر ان کا حال دریافت کر [illegible] اور [illegible]
کیا کہ یہ جہاز شاہزادہ نور الدہر [illegible]

[illegible] تحریر کرتے ہیں
[illegible] عالیشان میں [illegible]
[illegible] کر خود دریا کنارے
[illegible] دریا کرتے ہیں
جہاز قریب پہونچے تو دیکھا
[illegible] نور الدہر نے کہا
[illegible] ان لوگوں نے دریافت
[illegible] نور الدہر [illegible]

مہمان کرکے یہ سب لوگ شاہزادہ خاور سپاہ سے کہیں بہت کچھ گریہ و زاری کی اور کہا کہ افسوس یہ سب لوگ شاہزادہ
خاور سپاہ کے مرنے سے تباہ و برباد ہوئے ہیں آپ نے پوچھا کہ یہ بات کسکا ہی قہماس خان نے کہا کہ یہ لاش تمغاج خان
ترک خطائی کی ہی بیان کیا اسکے بعد [illegible] عرضی [illegible] دیکھا کہ نام عرضی پڑھا [illegible] آنسو [illegible]

[illegible]

درخت لگے ہوئے نورالدہر نے کچھ میوہ توڑ کر کھایا پانی پیا جب فی الجملہ ہوش و حواس بجا ہوئے تو ایک درخت سایہ دار کے نیچے لیٹ کر سو رہا کوئی پہر بھر کے بعد آنکھ کھلی کچھ منھ ہاتھ دھو کر ایک جانب کو روانہ ہوا کوئی دو تین کوس کے بعد سواد شہر کا نظر آیا کہ کچھ تیلی خالی کپیاں تیل کی لیے ہوئے شہر سے جا رہے ہیں کچھ گاڑیاں غلے کی شہر کو چلی جاتی ہیں دھوبی لادیاں کپڑوں کی بیلوں پر لادے ہوئے بے فکری کے پتیلے ہاتھوں میں لیے ہوئے چلے آتے ہیں کچھ خوانچے والے خوانچے لگائے ہوئے آ رہے ہیں کچھ سپاہی تنہا تی پر سے ساز سینگر لگائے ہوئے ایک کاندھے پر بندوق دوسرے کاندھے پر رسی دری لوٹا رکھے ہوئے چلے آتے ہیں نورالدہر بھی بسم اللہ کہکر داخل شہر ہوا دیکھا کہ دو طرفہ نہایت عمدگی اور صفائی سے دکانیں لگی ہوئی ہیں تمام دنیا کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں سقے کٹورے بجا رہے ہیں پانی پلا رہے ہیں عطر فروشوں سے کوچے مہک رہے ہیں بلبل جا بجا چہک رہے ہیں غرض عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے شاہزادہ تفرج کنان آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک مقام پر کیا دیکھتا ہے کہ چوطرفہ ٹھاٹھ بندھے ہوئے ہیں ہر طرف نوبتیں بج رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے ایک شخص سے پوچھا کہ بھائی اس شہر کا کیا نام ہے اور بادشاہ یہاں کا کون صاحب احتشام ہے یہ روشنی کیسی ہو رہی ہے اور ناچ رنگ کیوں ہو رہا ہے اس شخص نے کہا کہ اے بھائی اس شہر کو شہر مہر نسیم کہتے ہیں اور بادشاہ عالیجاہ یہاں کا صدران ماہ منظر ہے اور آج اسکے بیٹے ورداج دردگوش کی شادی ہے یہ سنکر شاہزادہ بعد سیر و تماشا کاروانسرا میں آکر ایک بھٹیاری کے یہاں اترا اور کھانے کا بندوبست کر کے اسے کچھ دینے لگا اسنے کہا کہ میاں تم ناحق اپنے پاس سے پکواتے ہو کھانا تمہارا بادشاہ کے یہاں سے آئیگا شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو خوان کھانے کا بادشاہ کے یہاں سے شاہزادہ کے واسطے آیا شاہزادہ کھانا کھا کر سو رہا علی الصباح بیدار ہوا وقت فضیلت نماز صبح کا تھا شاہزادہ نماز صبح بجا لا کر سیر کو چلا گیا ہر ایک شخص جو جمال عدیم المثال شاہزادہ عالیجاہ دیکھتا ہے بے اختیار ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگتا ہے اور پوچھتا ہے کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں شاہزادہ کہدیتا ہے کہ میں فلاں ملک کا باشندہ ہوں تلاش روزگار آیا ہوں اور تمام شہر میں ایک غلغلہ مچا ہوا ہے کہ آج بادشاہ کے بیٹے کی برات جائیگی نورالدہر نے یہ سنکر اپنے دل میں کہا کہ میں سرراہ بیٹھکر دیکھونگا اتفاق کار صدران ماہ منظر کا بھائی ہنر پرکش نہایت بہادر دوست ہے اپنے رفقا سمیت سر راہ ایک مکان پر بیٹھا ہوا تھا ہنر کی نگاہ جو شاہزادے پر پڑی بے اختیار پکار اٹھا کہ اے بہادر یہاں تشریف لائیے یہ آپ کا گھر خانہ ہے اور چوبدار کہا کہ جلد جا کر اس جوان کو لے آ چوبدار گیا اور نورالدہر کو جا کر لے آیا جب نورالدہر بالاخانہ پر قریب ہنر کے پہونچا اور وہ نورالدہر کی تعظیم کے واسطے اٹھکھڑا ہوا اور اپنے برابر ہاتھ پکڑ کے بٹھایا اور مزاج پرسی کے بعد مستفسر ہوا کہ آپ کیسے اس شہر میں فروکش ہوئے ہیں اور آپکے یہاں تشریف لانے کا کیا باعث ہے اور آپکا نام و نسب کیا ہے یہ سنکر نورالدہر نے کہا کہ میں کل سے اس شہر میں وارد ہوا ہوں اور مصر کا باشندہ ہوں پیشہ میرا تجارت ہے میں جہاز مال تجارت کے لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار دریا میں طوفان آیا مال و اسباب اور ہمراہی میرے سب غرق ہو گئے میں آوارہ و برباد ایک تختے پر بہتا ہوا یہاں تک پہونچ گیا یہاں آکر سنا کہ بادشاہ کے بیٹے کی شادی ہے اور آج برات جائیگی خیال ہوا کہ میں سرراہ چلکر بیٹھے اور دیکھیے کہ آپ نے طلب کر لیا میں آپکی خدمت میں چلا آیا اب شاہزادے کی باتیں سنکر ہنر نے غور سے دیکھا تو دیکھا ایک عجیب رعب و دبدبہ اور صولت و شوکت چہرے پر نورالدہر کے ملاحظہ کی اپنے دل میں کہا کہ اے ہنر یہ کوئی سردار جلیل القدر ہے حال اپنا چھپاتا ہے کیفیت اپنی ظاہر نہیں کرتا یہ خیال کر کے ہنر نے پوچھا کہ اچھا آپ اترے کہاں ہیں نورالدہر نے کہا کاروانسرا میں ہنر نے کہا کہ پھر آپ یہیں چلے آئیے میں بادشاہ سے آپکی ملاقات کرا دونگا نورالدہر نے اسے قبول کیا ہنر نے اسباب

آپکا سر اسنے منگوا لیا اپنے ساتھ کھانا کھلایا شراب پلائی باتین چیتین کرتے کرتے دو پہر رات آئی ہو گی کہ یکایک برات کے آنیکا
غل ہوا یہ غل سنکر سب کے سب اسطرف دیکھنے لگے ایک دو ہی چار منٹ کے بعد اسقدر مشعلین اور پچھتا نے دکھائی دیئے کہ
تمام شہر روشن اور منور ہو گیا بعد اسکے نشان کے ہاتھی آگے آگے دف ڈنکے بجتے ہوئے ہاتھیون پر زر نگار جھولین پڑی
ہوئی مستکون پر سونے کے چاند لگے ہوئے فیلبان فاخرہ لباس پہنے ہوئے چاندی کی گجباگین ہاتھ مین لیے ہوئے
نشان بردار بھی لباس ہواے زرتار پہنے ہوئے دکھائی دیئے بعد اسکے ماہی مراتب کے ہاتھی دکھائی دیئے بعد اسکے
پلٹنین اور رسالے نہایت کر و فر سے فوجی باجے ساتھ ساتھ بجتے ہوئے نمایان ہوئے بعد اسکے خاصبردار بان بردار
برچھی و انشاء زرق برق لباس پہنے ہوئے غول کے غول ہر غول کے آگے ایک ایک باجا بجتا ہوا بعد اسکے طائفون کے تخت
آرائش کے چمن آتشبازی کی انار چھوٹنے کی بہار آگے آگے روشنچوکیان بجتی ہوئی معلوم ہوتی تھین اور بعد اسکے دولہا
ہمراہ شاہ ابرا و امراے شاہی تخت شاہی مخمل پر سوار اور تمام اعیان ملک اور بہی خواہان سلطنت ہاتھیون پر نشستگاہ
دکھائی دیئے اور بعد اسکے سکھپال اور پینسین محلات کی نہایت زرق برق سے خواجہ سرا اور کہاریان لباس مکلف
پہنے ہوئے براتکے ساتھ ساتھ جب برات نکل گئی تو منیر نے نورالدہر سے کہا کہ اب آپ آرام فرمائیے رات زیادہ آگئی ہے
صبح کو اسی طرح برات پھر آئیگی تو پھر آپکو جگا کر دکھا دینگے الغرض شاہزادہ بھی سو رہا منیر بھی سو رہا جب صبح کو بیدار
ہوئے منہ ہاتھ دھو کر منیر نے کھانا منگوایا آپ بھی کھایا نورالدہر کو بھی کھلایا کہ اس اثنا مین پھر برات کے آنیکی دھوم
ہوئی اور اسی دھوم دھام سے برات آئی جب چوک مین پہونچی تو ایک سرکار سے کچھ گذرا تا اسی پیچھے گر پڑے جھک کر
بادشاہ نے چیخین ماری زار زار رونے لگا سر اپنا پیٹ پیٹ کر واویلا کا غل مچانے لگا تمام فوج اپنی عورتین رونے پیٹنے لگین آسمان
کیا نادر دنیا سے کہا کہ ہان دولہا کی جان کھونے لگی نورالدہر یہ ماجرا دیکھکر متحیر ہوا اور منیر سے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہے دولہا تو زندہ ہی پھر ماتم کا ہنگامہ ہے اور یہ صداے گریہ وزاری کیون بلند ہے منیر نے کہا کہ بھائی
یہ معرکہ وطرفہ ماجرا ہے کیا بیان کرون اس شہر پر ایک آفت بے اندازہ نازل ہے نورالدہر نے کہا کہ کچھ بیان
تو کیجیے یہ سنکر منیر نے کہا کیا بیان ہو بھائی اس شہر مین چند دن سے ایک دیو نازل ہوا ہے اور اسنے تمام شہر کے
کھا جانیکا ارادہ کیا تھا سب اہل شہر اور بادشاہ کی منت وزاری پر اسے رحم آگیا اور کہا کہ اچھا تم سب کے واسطے
سو من جنس اور سو قرابہ شراب کا اور ایک آدمی روز گزک کے واسطے بھیجا کرو تو مین ایک شخص تمکو نہ کھاؤنگا
بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا اور از روے انصاف وعدالت سب کے نام پر قرعہ اندازی ہوتی ہے جسکا نام نکلتا ہے
وہ شخص اسکی گزک کے لیے بھیجا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آج شاہزادے کا نام نکلا ہے تو آج شاہزادہ کھایا جائیگا
دیو اسے کھا جائیگا رونا اس امر کا ہے کہ آج شادی تھی برات بھی گھر تک نہ پہونچی تھی اور کوئی امنت مراد نہ ہونے پائی تھی
کہ یہ نامرادی حاصل ہوئی ہاے افسوس اس لڑکے کو ابھی اٹھارہوان سال تھا اور بالکل نونہال تھا ہاے اس جوان
رعنا کو قضا نے نہ چھوڑا اور گلچین اجل نے عین بہار مین اس گل کو توڑا دیکھو اس محافے سے اسکی زوجہ کی آواز آرہی
ہے اور وہ محافہ اسکی ماں کا ہے وہ بلبلا رہی ہے نورالدہر نے یہ سنکر کہا کہ اے منیر یہ ہم اس جوان کے بدلے اس دیو کے
پاس جائینگے اور تماشا دکھائینگے منیر نے کہا کہ حضرت آپکو کچھ خبر ہے کوئی کسیکے عوض جان نہین دیتا اور نہ ایسا
یہ دستور ہے نورالدہر نے کہا کہ چاہے دستور ہو چاہے نہ ہو مین ضرور اسکے عوض جاؤنگا اور اس دیو کو جہنم رسید کرونگا
منیر نے کہا کہ اسے سمجھیے کیا ارادہ ہے نورالدہر نے کہا کہ اچھا منہ سے خود کہنا تو شیخی ہے سنانا ہی کیا جب وقت آئیگا
یہ کہکر وہان سے اٹھا اور بادشاہ کے پاس آیا دیکھا کہ بادشاہ پچھاڑین کھا رہا ہے اور سینہ پیٹتا ہوا

لیٹا ہوا ہی اور کہہ رہا ہی کہ جناب عالی آپ اُسے کیا کیجیے گا میری قسمت ہی مین یونہین لکھا ہوا تھا صبر کیجیے اور دلکو تھامکر
مجھے رخصت دیجیے کہ اتنے مین نور الدہر قریب پہونچگیا اور بادشاہ سے کہا کہ آپ کیون روتے ہین مین آپ کے
بیٹے کے عوض جانیکو مستعد ہون مین اپنی جان آپکے بیٹے پر نثار کرنے کو فخر جانتا ہون آپ شوق سے مجھے دیو کے
پاس بھیجدیجیے بادشاہ نے دیکھا کہ اس جوان خوبصورت نے ایسی آمادگی ظاہر کی کہنے لگا کہ مرحبا صد مرحبا آپنے مجھے
تسکین تو دی خیر مین آپکو نوکر رکھونگا اور جو مانگیے گا وہ دونگا نور الدہر نے کہا کہ بہت اچھا جب مین اس دیو کے
ہاتھ سے بچ آؤنگا جو چاہیے گا وہ دیجیے گا اور اس سرکارے سے کہا کہ تو مجھے پہلے اس دیو کے سامنے دیکھ تو مین کیا کرتا ہون
ہر چند بادشاہ بہت مانع ہوا مگر نور الدہر نے ایک بات نہ مانی آخرکار لوگون نے کہا کہ حضور جانے بھی دیجیے آپکا
فرزند بچا جاتا ہی آپکا ہرج کیا ہی یہ یہانکا رہنے والا بھی نہین معلوم ہوتا مجبور ہو ناچار جنس و فراست معمولی اور نور الدہر
کو اُس سرکارے کے ساتھ روانہ کیا یہ معرکہ دیکھنے کو بہت سے تماشائی بھی نور الدہر کے ساتھ ہو لیے تا اینکہ نور الدہر جیسے
دیو کے مسکن پر پہونچا تو معلوم ہوا کہ وہ دیو شکار کو گیا ہوا ہی مگر ایک چٹان پتھر کی جسپر وہ دیو سوتا تھا پڑی ہوئی
ہی سرکارے نے کہا کہ آپ یہین ٹھہریے دیو آتا ہوگا نور الدہر نے کہا کہ اچھا تم جاؤ یہ سنکر سرکارہ تو دور ہٹگیا تھوڑی
دو گھڑی کے بعد ہوا کا ایک سناٹا سا پیدا ہوا اور ایک ہزار گز کا دیو آسمان پر سے ہویدا ہوا وہ جنس اور فراست معمولی
اور نور الدہر کو دیکھکر خوش ہوا اور سرکارے سے پکار کر کہا کہ بادشاہ سے کہدینا کہ آج ایسا فربہ آدمی تمنے ہمارے
واسطے بھیجا کہ ہم بہت خوش ہوے لہذا ایک دو روز تک تمسے ہم آدمی نہ مانگینگے یہ کہکر نور الدہر کیطرف مخاطب ہوا
اور کہا کہ او آدمزاد مین اپنا منھ کھولے دیتا ہون اور آنکھین بند کیے لیتا ہون تو بے تامل میرے منھ مین کود پڑ
نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ تجھکو یونہین نگل جاؤنگا نور الدہر نے کہا کہ ابے تو بکتا کیا ہی مین خود تجھے کھانے آیا ہون
مجھکو لوگ آدم دیو خوار کہتے ہین یہ سنکر وہ دیو ایک قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ او آدمزاد تو مجھے کھا جائیگا اچھا
تو مجھے کھا جا یہ کہکر دونون ہاتھ اس قصد سے بڑھاے کہ شاہزادے کو اُٹھا کر کھا جاے بس جیسے ہی ہاتھ اسکے
نور الدہر کے قریب پہونچے نور الدہر نے اسکے دونون ہاتھ پکڑ کر یا علی ولی کہکر جو ایک جھٹکا مارا تو دیو ڈھم سے
منھ کے بل زمین پر آیا مگر اُٹھکر نور الدہر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی اب وہ جو لوگ تماشائی تھے وہ دور سے
کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین اور آپس مین ایک دوسرے سے کہتا ہی کہ بھئی کیا زبردست آدمی ہی کہ دیو سے
لڑ رہا ہی مگر کیا کر سکیگا انجام کار مار ڈالا جائیگا ایک نے کہا کہ عجب کیا ہی جو یہی اس دیو کو مثل رستم کے مار ڈالے
رستم نے بھی اکثر دیوون کو مار ڈالا ہی اور اس شخص کا دل بھی رستم سے کم نہین ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور وہان
یہ صورت تھی کہ جہان نور الدہر کا ہاتھ پڑ جاتا ہی اور رگڑ کے دیتا ہی وہین پر دیو بلبلا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ او آدمزاد
تو مجھے چھوڑ دے مین تجھے نہ کھاؤنگا اور حضرت سلیمان کی قسم لیکر کہ اگر تو مجھے چھوڑ دیگا تو مین فوراً یہان سے چلا جاؤنگا
اور کبھی اس شہر مین نہ آؤنگا نور الدہر کہتا ہی کہ او حرام خور تو نے شہرانیہ والون کو بہت سخت تکلیف پہونچائی ہی تجھے
بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون مین نبیرہ ہون زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا
نور الدہر بن بدیع الزمان میرا نام ہی تیرے ہی مارنے کو خدا مجھے لایا تھا دیو نے جو زلزلہ قاف کا نام سنا تو رعشہ
بدن مین پڑ گیا اور پھر دلکو مضبوط کرکے خیال کیا کہ یہ آدمزاد مجھے دھمکاتا ہی تو اسے پیس ڈال یہ خیال کرکے
لگا کاوزور بیان کرنے نور الدہر نے جھلا کر جو یا علی مدد کہکر ایک لات لگا مارا تو دیو حسرت سے چارون شانے چت
کہا کہ پھر اسپر آیا چاہا کہ اُٹھکر بھاگے مگر شاہزادہ کب چھوڑتا ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ دین شیطان پرستی ترک کر

دین خدا پرستی اختیار کر اُسنے کہا کہ یہ تو مجھسے نہ ہوگا تو جو چاہے سو میرا حال کر غرض جان اُس شخص کی خداوند بلند پر ہے
نثار یہ سنکر نورالدہر نے ایک ہاتھ اُسکے سر تلے اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھکر جو ایک جھٹکا دیا تو گردن اُسکی
نرخرے سمیت کھنچ آئی دونون ہرکارے تو نورالدہر کے گرد پھرنے لگے اور تماشائی لوگ مرحبا اور آفرین کہتے ہوے
شہر مین آئے اور ایک غل شور تمام شہر مین برپا ہوگیا کہ اُس آدمزاد تازہ وارد نے اُس دیو کو مار ڈالا شہر سے وہ
بلا دفع ہوئی اور یہان صدران ماہ منظر بیٹے سے کہہ رہا تھا کہ ای فرزند یہ بھی قدرت تعالی خداوند باختری ہی کہ اُسنے
بیٹے کے عوض دیو کی خوراک کو بھیجدیا اور ذبح کیا اور بیٹا باپ سے کہہ رہا تھا کہ ای پدر بزرگوار اُسکے لشکرے سے
ثابت ہوتا تھا کہ وہ دیو سے ضرور لڑیگا مین تو اُسکے ہمراہ بہر تماشا چلا جاتا مگر آپکی مرضی نہ پائی اس سے رک گیا
خیر اُسکی خبر تو منگوا لیجے کہ کیا گذری ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ خبر غلغلہ شہر کی آئی کہ حضور تمام شہر مین ایک
عام ہلڑ مچا ہوا ہی کہ اُس آدمی نے دیو کو مار ڈالا صدران ماہ منظر نے کہا کہ بالکل جھوٹھ ہی یہ بات میری عقل مین
نہین آتی ہمارے جلد تحقیق کرو کہ یہ امر کہانتک راست ہی کہ پھر متواتر وہی خبر پہونچی اب درراج دردگوش نے کہا
کہ حضور متواتر خبر پہونچ رہی ہی اب یقین کذب جاتا رہا اور اُسنے دیو کو مارا ہوگا خداوند لقاے باختری کی قدرت سے
کچھ بعید نہین ہی آپ اُس شخص کو باعزاز و احترام استقبال کرکے لائیے کہ وہ ہمارا جان بخش ہی صدران ماہ منظر نے
کہا کہ بیٹا اگر یہ بات سچ ہی تو ہمارا جان بخش ہونا کیسا وہ تمام شہر کا جان بخش ہی اور اُسیوقت سوار ہوکر چلا
تھوڑی ہی دور چلنے پایا تھا کہ نورالدہر کو خوش اور بشاش آتے ہوے دیکھکر دونون باپ بیٹے اپنے اپنے مرکبون سے
کود کر شاہزادے کے قدمون سے لپٹ کر گرد پھرنے لگے اور شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکر مراجعت کی اب تمام خلایق
دیکھنے کو دوڑی اور ہر طرف سے اُنگلی اُٹھنے لگی کہ یہی شخص ہمارا جان بخش ہی تا آنکہ صدران ماہ منظر نورالدہر کو
لیے ہوے ایوان بادشاہی مین آیا اور شاہزادے کو کرسی جواہر نگار پر بٹھلا کر سامان دعوت مہیا کیا نورالدہر نے
کہا کہ ای صدران ماہ منظر جب تک تم مسلمان نہ ہوگے مین تمہارے یہان کا کھانا حرام سمجھونگا یہ سنکر صدران نے کہا
کہ آپ اپنے حسب و نسب سے تو مجھے آگاہ کیجیے کہ آخر آپ ہین کون یہ سنکر نورالدہر نے اپنا حسب و نسب بیان کیا جب وہ
آگاہ ہوا کہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہین تو مع اپنے فرزندون کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور بعد اُسکے تمام شہر کو
مسلمان کیا اور نورالدہر سے کہا کہ ای شاہ عالی جاہ آپ تخت پر بیٹھیے کہ لایق سلطنت آپ ہی ہین نورالدہر نے کہا کہ
بھائی تمہارا تاج و تخت تمھین مبارک رہے ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین اور صدران ماہ منظر کا ہاتھ پکڑکر تخت پر
بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ناچ شروع ہوا جب دربار برخاست ہوا تو نورالدہر کے
واسطے ایک مکان نہایت عظیم الشان خالی کرایا نورالدہر اُسمین قیام پذیر ہوا جب چند روز اسیطرح کٹ چکے
تو ایکروز نورالدہر نے جانیکا سامان کیا اور صدران ماہ منظر کے پاس رخصت کے لیے گیا ابھی نورالدہر اور
صدران ماہ منظر مین باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک ہرکارے نے آکر پرچہ اخبار کا گذرانا صدران نے اُس پرچے کو
پڑھکر نورالدہر کو دیا نورالدہر نے اُس پرچے کو پڑھکر کہا کہ کچھ پروا نہین ہی ایلچی آتا ہی تو آنے دو اور خبردار روکنا
نہین یہ سنکر نورالدہر نے حکم دیدیا کہ اگر وہ ایلچی آئے تو اُسے روکنا نہین آنے دینا قصہ مختصر جب وہ ایلچی بارگاہ مین آیا
تو صدران ماہ منظر نے دنگل بیٹھنے کو دیا اور ساقی سے اشارہ کیا کہ اسے جام شراب حوالے کرو جب ایلچی نے دو تین جام
شراب کے پیے اور دماغ اُسکا گرم ہوا تو اُسنے عرض کیا کہ مین ایک نامہ لیکر آیا ہون صدران نے پوچھا کسکا نامہ ہی
اُسنے عرض کیا پہلوان دوران گرشاسپ جہان سہیلان بن سہیل اژدہا چشم شیر سر کرگدن پیشانی پیل بلندی کا

صدران نے اُس نامے کو ایلچی سے لیکر دبیر کو بلا کر پڑھوایا اُس نامے میں لکھا تھا کہ اے صدران ماہ منظر میں نے سنا ہے کہ تو نبیرۂ
حمزہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے اور لقا پرستی سے منحرف ہو گیا ہے لیکن تجھے لائق و لازم ہے کہ اس
نامے کو دیکھتے ہی اگر تجھے اپنی حرمت منظور ہے تو لقا کو سجدہ کر اور اُس خدا پرست کو باندھکر میرے پاس لے آ ورنہ در صورت
عدم قبول مستعد جنگ اور آمادہ پیکار ہو رہ اور سمجھا یا سمجھو اور جب میں آجاؤنگا تو پھر کوئی عذر تیرا قبول نہ کرونگا اور ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا شاہزادے نے یہ مضمون سنکے نامہ دبیر کے ہاتھ سے لیا اور پھینکدیا اور ایلچی سے کہا کہ تو اُس نابکار سے
کہدینا کہ تو نے یہ کیا واہیات و پوچ مضمون تحریر کیا ہے کل کا آتا تو آج ہی چلا آ مجھکو تیرا خوف نہیں ہے یہ رنگ ایلچی نے دیکھکر
جھلا کے شاہزادے پر تلوار اُٹھائی شاہزادے نے آتے وار کو خیال میں لا کر ایک جھڑکی دی کہ تلوار اُسکی پھٹ پڑی اور پنجہ
اُسکا مروڑکر تلوار اُس سے چھین لی اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ وہ لوٹن کبوتر کی طرح گر کر لوٹنے لگا اور بیہوش ہو گیا
جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو آنکھ کھولکے نور الدہر کو بیٹھا دیکھا پھر آنکھ بند کر لی کہ کہیں اُٹھکر تو مار نہ جاے اسی طرح
دو تین مرتبہ آنکھیں کھولیں اور بند کیں نور الدہر نے یہ تماشا دیکھکر آواز دی کہ ڈر مت اور مرد کے جلد نکل جا بارگاہ سے کوئی تجھے
متعرض نہ ہوگا یہ سنکر آنکھیں بند کیے ہوے سلام کرتا ہوا سیدھا دروازے کیطرف بھاگا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ آج
میری جان خداوند لقا نے بچالی ورنہ کوئی صورت زیست کی نہ تھی اور سہیلان بن سہیل اسکا کیا بنا سکتا ہے اسکی ایک تلوار
تو اُسکا کام تمام ہو جائیگا الغرض افتان و خیزان سہیلان کی خدمت میں پہونچکر تمام حال بیان کیا اور دست بستہ ہوکر
عرض کیا کہ ہرگز ہرگز آپ مہرانیہ جانے کا قصد نہ کیجیے گا نبیرۂ حمزہ بلاے بے درمان آفت جہان ہے سہیلان نے کہا کہ او
نامرد ایک تو تو ذلیل ہو کر آیا ہے اور اپنے ساتھ مجھے بھی ذلیل کروانے کا قصد ہے جب کہ میں لکھ چکا ہوں پھر
نہ جاؤنگا تو پھر کیسی ذلت ہوگی اور کتنی بڑی سبکی ہوگی یہ کہکر جھلا کر اسکے ایک تلوار سے دو ٹکڑے کر دیے اور لاش
اُسکی پھنکوا دی بعد اسکے تیاری فوج کا حکم دیا اور دو ہی روز میں کل ساز و سامان درست کر کے شہر مہرانیہ کا رستہ
لیا کوچ بکوچ منزل بمنزل جب قریب شہر مہرانیہ کے پہونچکے خیمے استادہ کیے اور یہ خبر شاہزادہ نور الدہر کو
پہونچی تو اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بیرون شہر آیا اور مقابل اسکے خیمے برپا کیے یہ خبر سنکر سہیلان نے طبل جنگ
بجوا دیا اور نور الدہر نے بھی نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر
مقابل یکدگر صف آرا ہوے جب نقیب نقابت کر کے علیحدہ ہوے تو سہیلان بن سہیل میدان میں آیا اور مبارز
طلب کیا نور الدہر عالیقدر اشہب پر سوار ہو کر اسکے مقابل ہوا اور نیزے سے لپٹا نیزہ بازی ہونے لگی
ایک تھوڑی ہی دیر میں نور الدہر نے نیزہ اُسکا رد کیا سہیلان نے خفا ہو کر تلوار فارسی نور الدہر پر
لگائی سپاہگری سے جھٹکی دیکر تلوار اُسکی پکڑ لی پھر دونوں نے پیش ہو کے کمر بند پکڑے
دونوں مرکبوں سے کود کر کشتی گیر ہوے کشتی ہونے لگی شاہزادے نے
لنگر اُسکا توڑ کر بالاے سر کر کے زمین پر دے مارا اور چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کہا کہ او مردود
لقا پرستی ترک کر کے دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا ایک شرط ہے اگر آپ ادا کیجیے تو میں
مسلمان ہوتا ہوں یہ سنکر نور الدہر اُسکی چھاتی پر سے اُتر پڑا اور کہا کہ بیان کر وہ کیا شرط ہے سہیلان نے
عرض کیا کہ قریب میرے لشکر کے ایک درہ کوہ ہے اور اُس درۂ کوہ میں ایک تختہ گلزار لگا ہوا ہے اور اسمیں ایک
چاہ عمیق ہے اُسی چاہ میں سے ایک اژدہا اکثر نکلا کرتا ہے اور کوئی اسکا تدارک نہیں کرتا اگر
آپ اُس اژدہے کا حال دریافت کر دیجیے تو میں تمام اہل شہر سمیت مسلمان ہوتا ہوں یہ سنکر نور الدہر نے کہا